قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر

القرآن المبین

تفسیر المتقین

قرآن مجید کا مقبول عام ترجمہ و تفسیر

ناشر
شیعہ جنرل بک ایجنسی
انصاف پریس
ریلوے روڈ
لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

القرآن المبین

مع ترجمہ و حواشی

مقدمہ تفسیر

ناشران: شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس ریلوے روڈ لاہور

ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے متعلق حضرات علمائے کرام کے ارشادات

(۱) از جناب رئیس الحفاظ حضرت علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قبلہ مدظلہ

زبان اردو چونکہ ایک محدود قسم کی زبان ہے۔ جس میں اس امر کی گنجائش کم ہے کہ کوئی شخص اپنے تمام ذہنی مقاصد کی کماحقہ ترجمانی کر سکے خصوصاً زبان عربی کا ترجمہ جس کی وسعت اہل علم سے مخفی نہیں ہے اُردو میں کیا جانا آسان کام نہیں ہے۔ علی الخصوص قرآن حکیم کے مفاہیم کو اردو زبان میں ترجمہ کرنا کم از کم میرے خیال میں محال کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک جتنے تراجم زبان اردو میں ہوئے ہر ایک کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس سے بہتر ہو سکتا ہے۔ جناب مستطاب فضائل مآب مولانا سید امداد حسین شاہ صاحب قبلہ دام مجدہم نے بھی قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔ جناب موصوف نے کوئی شک نہیں کہ بڑی محنت اور جانفشانی فرمائی ہے اور کوشش و سعی بلیغ فرمائی ہے کہ حتی الامکان دیگر تراجم سے خاص امتیاز حاصل ہو جائے اور مفہوم بھی واضح ہو جائے میں نے اس ترجمہ کو جا بجا سے دیکھا ہے اس میں مندرجہ ذیل امور خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) ترجمہ عام فہم اردو زبان میں کیا گیا ہے (۲) حاشیہ پر بعض مشکل الفاظ کے لغوی معنی۔ مصدر، مشتقات اور اس کے کچھ صیغے بھی بیان فرما دیئے ہیں جس سے مطلب کے سمجھنے میں آسانی ہو گئی ہے (۳) بعض انبیاء کرام علیہم السلام جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور بعض دیگر اشخاص کے مخصوص حالات معتبر احادیث اور مستند کتب سے حاشیہ پر درج فرما دئے ہیں (۴) بعض مفسرین کے ان اقوال سے بھی بحث کی گئی ہے جو غلطی پر مبنی ہیں اور اس کے ساتھ اپنا صحیح نظریہ بھی پیش کیا ہے اور اپنے نظریئے کی تائید میں اقوال معصومین بھی پیش فرمائے ہیں (۵) ایسے الفاظ کی بھی توضیح کر دی گئی ہے جو بظاہر نظر میں اشتباہ کے حامل تھے مثلاً واحد کی جگہ جمع کا صیغہ اور جمع کی جگہ واحد کا صیغہ وغیرہ وغیرہ (۶) اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ کوئی لفظ یا کوئی فقرہ ایسا نہیں ہے۔ جس سے کسی فرقہ کی دل آزاری ہو۔ اتحاد بین المسلمین کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے (۷) حضرات اہل سنت کی تفاسیر سے بھی بعض مقامات پر استشہاد کیا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان کے لئے کارآمد ہو سکے۔

مجھے اُمید ہے کہ اس ترجمہ سے اہل اسلام کو کافی فائدہ پہنچے گا اور امید ہے کہ مومنین اس کو اپنے گھروں میں رکھنے اور اس کو پڑھنے کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

گنہگار۔ کفایت حسین عفی عنہ ۱۸ ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

۲۔ ثقۃ الاسلام بشیر الملۃ حضرت علامہ محمد بشیر صاحب قبلہ انصاری مدظلہ

باسمہٖ سُبحانہٗ و تعالیٰ جناب مستطاب فضائل مآب سبیل الاطیاب حضرت مولینا سید امداد حسین صاحب کاظمی دام مجدہ العالی مولف مصنف کتب عدیدہ و سرپرست معارف الاسلام کے ترجمہ قرآن اور تفسیری نوٹ کے بعض مقامات نظر قاصر سے گزرے ماشاء اللہ موصوف نے کافی جدوجہد اور عرقریزی سے بہترین سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور حتی الوسع تفسیری نوٹ میں احادیث اہلبیت علیہم السلام کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مومنین کو استفادہ کی توفیق عطا کرے۔ لائق صد ستائش اور قابل صد مبارکباد ہیں جناب الحاج ملک صادق علی صاحب عرفانی دام مجدہ العالی کہ انہوں نے مقاصد کمیٹی کے مقصد اعلیٰ کی تکمیل میں کامیابی حاصل فرمائی ہے۔ واللہ العلیم

محمد بشیر بقلمہ

ضیغمِ پاکستان حضرت علّامہ مرزا احمد علی صاحب قبلہ مدظلہ

باسمہ سبحانہ الحمدللہ و احسانہ کہ ہمارے عزیز فخر سادات مخزن برکات تاج مبلغین جناب امداد العلما صانہ اللہ عن البلاء السید امداد حسین الکاظمی کی دن رات کی محنتوں کا نتیجہ ترجمہ و تفسیر المتقین سلیس و بامحاورہ پاکستان کی شاہی زبان اُردو میں ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ ہر دیکھنے والا اس کی تعریف کرے گا اور ہر پڑھنے والا حظ اٹھائے گا اور ہر طالب حق اس کے حرفوں۔ لفظوں اور جملوں میں حق کو پائے گا میں آخری پارے کے چند ہی صفحوں کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ جزاھم اللہ خیراً فی الدنیا والاٰخرۃ۔ جناب مستطاب معلی القاب حاجی ملک صادق علی صاحب عرفانی اور ان کا مایۂ افتخار انصاف پریس جو ملک و ملت اور تمام مسلمین اور تمام مومنین کی خدمت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایسا عمدہ مذہبی لٹریچر چھاپ رہا ہے۔ جس کی مثال ہندوستان میں نہیں ملتی۔

مرزا احمد علی۔ آئی ۵۰۰۸۔ کھجور گلی۔ اکبری دروازہ لاہور۔ مغربی پاکستان

قاضی شریعت حضرت علّامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہ

باسمہ سبحانہ! مجھے یہ دیکھ کر قلبی مسرت ہے کہ انصاف پریس لمیٹڈ کو ایک مدت سے یہ شغف تھا اور ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی خدمات انجام دے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر کہ عالی جناب مولانا سید امداد حسین صاحب کاظمی نے کافی جدوجہد اور عرق ریزی کے بعد ان کی یہ تمنا پوری کر دی۔ اور فصیح و بلیغ ترجمہ و حواشی سے مزین کر کے پیش فرما دیا فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میں نے چند مقامات پر ترجمہ اور حواشی پڑھے ہیں۔ مجھے زیادہ مسرت یہ ہے کہ مولٰینا ممدوح نے اسے تفسیر اہل بیت علیہم السلام کے مطابق لکھنے کی پوری کوشش کی ہے میری دعا ہے کہ خداوند آپ کی اور انصاف پریس کی یہ خدمت منظور و قبول فرمائے۔ آمین۔ مرزا یوسف حسین عفی عنہ میانوالی

آفتاب پاکستان حضرت علّامہ حافظ سیّد ذوالفقار علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ

باسمہ سبحانہ۔ میں نے موجودہ قرآن پاک کے ترجمہ اور تفسیر المتقین کے بعض چیدہ چیدہ مقامات پڑھے۔ بلاشبہ یہ انصاف پریس کا ایک بہترین کارنامہ ہے جس کی موجودہ زمانہ میں اشد ضرورت تھی۔ اور قابل صد ستائش و مبارکباد ہیں جناب علامہ السید امداد حسین صاحب کاظمی قبلہ مدظلہ جنہوں نے دن رات کی عرق ریزی سے کام لے کر اس ترجمہ اور تفسیر کو ایک قلیل عرصہ میں اختتام تک پہنچا دیا۔ خداوند عالم انہیں تادیر زندہ و سلامت رکھے تاکہ ایسے کارناموں میں مزید اضافے ہوں جو آئندہ نسلوں کے لئے گنجینہ اور مترجم ممدوح کیلئے "باقیات الصالحات" کا کام دیں۔ ہمارے الحاج عرفانی صاحب مدظلہ کا کیا کہنا۔ انہوں نے تو اپنے تئیں ایسے کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے۔ جن کی مذہبی دنیا میں اشد ترین ضرورت تھی فجزاھما اللہ خیر الجزاء و مدظلھما بحق محمد و آلہ الامجاد

ذوالفقار علی شاہ
جلال پور جٹاں ۹/۱۴ ۱۱

(باقی آرا صفحہ ۲ پر دیکھیں)

دنیا کی صحیح ترین عظیم کتاب

تقریظ صداقت حفیظ وحید عصر جناب مستطاب حضرت مولینا مولوی السید مرتضے حسین النقوی صدر الافاضل مولوی فاضل مدظلہ العالی علی روس الموالی

مذاہب و عقائد کی روسے آسمانی کتابیں چار ہیں۔ توریت۔ زبور۔ انجیل، قرآن۔ ان میں سے ایک مجموعہ عہدنامہ قدیم کہا جاتا ہے ایک عہدنامہ جدید۔ قرآن مجید نہ عہدنامہ جدید میں ہے نہ عہدنامہ قدیم میں۔ یہ مستقل کتاب مقدس جس طرح نازل ہوئی۔ اسی تقدس و اہتمام کے ساتھ روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک محفوظ رہے گی۔ ایک لفظ۔ ایک حرف۔ ایک نقطہ بھی کسی بشر کی پسند، ناپسند سے کم و بیش نہیں ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک ہر مسلمان قرآن مجید اپنے پاس رکھنے، حفظ و تلاوت کرنے، سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتا رہا۔ صدہا ملکوں، لاکھوں شہروں میں اربوں نسخے شائع ہوئے بے شمار تفسیریں بے انداز ترجمے لکھے گئے عیسائی۔ یہودی۔ بدھ مت، ہندو، سکھ، پارسی پڑھے لکھوں نے اس سے فیض اٹھایا۔

ہر صاحب ہوش و حواس نے جانا ہے کہ قرآن مجید جیسی مفید و اہم کتاب دنیا میں موجود نہیں، انسانی ترقی، اخلاقی برتری دین و دنیا میں معتدل ہم آہنگی، فرد و جماعت۔ ایک اور سب، قوم اور وطن گھر اور دنیا میں زندگی بسر کرنے کے قاعدے بتاتی ہے تہذیب، علم ہمدردی کا شوق دلاتی ہے، یہی کتاب خدا سے ڈرنے، دنیاوی طاقتوں کو ہیچ سمجھنے کا سبق دیتی ہے۔ اپنے عیب اور دوسروں کی اچھائیاں اپنے عمل اور دوسروں کی ناکامیوں پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ "چاند، سورج، ستارے، ہوا، پانی، زمین آسمان، پھول کانٹے غرض ہر چیز میں قدرت خدا کو دیکھو اللہ کا یقین حاصل کرو"۔ سائنس، تاریخ اور دوسرے علوم کو خدا کی معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھو، جس بات، جس طریقے سے کفر کی بو، خدا کو نہ ماننے کا خیال ہو اس راستے کو چھوڑ دو۔

مسلمانوں نے اس پاکیزہ کتاب پر ہمیشہ غور کیا اس کے حرف حرف کو گنا، لفظ لفظ کو حل کیا۔ ایک ایک حرف کو سمجھا۔ اور اس پر عمل کیا۔ ہر مسلمان کو فخر ہے کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ ہر مومن کو خوشی ہے کہ قرآن اس کا رہنما ہے۔ خوش نصیب ہے وہ مرد جو اس سے فائدہ اٹھائے۔ خوش قسمت ہے وہ عورت جو اس سے فیض پائے

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کی توضیح، آپ کے کام کی تفصیل، مقصد نبوت کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہے جن میں سے ایک جگہ ارشاد ہوا ہے۔ لقد من اللّٰہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران آیت ۱۶۴) رسول کے چار منصبی فرائض ہیں۔

۱۔ جو آیات نازل ہوں وہ پڑھ کر سنائے ۲۔ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرے ۳۔ تعلیم کتاب و نکات آیات سمجھائے (۴) حکمت و شریعت و احکام بتلائے۔

گویا نزول قرآن مجید کے ساتھ ہی تجوید کا کام شروع ہوا "تلاوت قرآن میں مختلف قبائلی لہجوں، لغوی اختلاف، معنوی فرق کا لحاظ ہوتا ہوگا۔ یعنی آپ تنزیل کے مطابق تلاوت فرماتے تھے۔ سامعین اسے قرآناً سنتے اور اپنے لہجے کے مطابق اسے سمجھ لیتے تھے اس آیت یا آیات کی روشنی میں آپ ان کے عقاید کی اصلاح فرماتے اور یوں تزکیہ نفس کی منزل ختم ہوتی۔

ان دو مرحلوں کے بعد آشنائے الفاظ، صالح ذہن رکھنے والے افراد کو تعلیم دیتے، یہ تعلیم کیا ہے تشریح مقصد تفسیر معنی تحلیل مضمون، بیان مقصد اور افہام و تفہیم مدعا۔ یہ تقریر حاضرین کی صلاحیت و استعداد کے مطابق ہوتی تھی۔ کسی موقع پر مختصر کسی موقع پر مبسوط مفصل عرفان باری، توضیح احکام، تشریع، عذاب و ثواب کی طرف متوجہ کرنے والے تفاصیل ہوتے ہونگے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر ابتدائی دور میں تجوید، قرأت، اخلاق و بیان۔ نکات و تزکیہ و اصلاح نفس کے مضمون پر مشتمل تھی۔ آنحضرتؐ تقریر فرماتے تھے اور تازہ اسلام مخاطبین جس فلسفیانہ بیان کے اہل و متحمل ہوتے ہوں گے۔ اسی قدر روشنی ڈالی جاتی تھی جو لوگ تفصیلات کے شوقین تھے وہ الگ بھی سوال کرتے ہوں گے۔ جیسا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مجھے ہر آیت کے شان نزول، وقت نزول، انداز نزول کے بارے میں مکمل علم ہے۔ میں کبھی خود پوچھ پوچھ کر مطالب سمجھتا تھا، کبھی حضرت خود بیان فرمانے لگتے تھے۔ شب و روز ساتھ رہنا دن رات کسب فیض کرنا میرے لئے اتنا مفید ہوا کہ ایک ایک نقطے سے ہزار ہزار دفتر کھل گئے۔ اب اگر مسند قضا و فیصلہ بچھا دی جائے تو میں صرف قرآن مجید و رسالت مآبؐ کے علوم کی روشنی میں علم تورات و انجیل پر اس قدر عبور حاصل کر چکا ہوں کہ ہر کتاب کے پرستار و عقیدت مند کو اسی کتاب کی روشنی میں اپنے فیصلے سے مطمئن کر سکتا ہوں۔

ابن عباس اور دوسرے مفسرین، صحابہ اور تابعین اگر دیانتداری سے روایت کرتے ہیں، قرآن مجید کے کسی نکتے کی تشریح فرماتے ہیں تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس کے سرچشمہ و راوی اول قرار پاتے ہیں۔ حدیث و تفسیر کے دفتر سے حضرت علی علیہ السلام کی روایات کی تنقیح و جمع و ترتیب کر کے دیکھئے تو ایک باقاعدہ فنی و علمی دستاویز تیار ہو جائے گی۔

عرب کے سابق علما اور ایران کے ماہرین اسلامیات نے جو یادگاریں ہمارے پاس چھوڑی ہیں۔ ان کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک "تفسیر" حل لغات اور بیان اسلوب کا نام تھا۔ ترکیب نحوی، تحلیل صرفی، بیان حقیقت و مجاز، اسناد شعراء اقوال علماؑ اور اختلاف قرأت اور بعض تاریخی یا فقہی بحثوں پر آیت کی تفسیر ختم ہوتی تھی۔

فلسفہ یونان اور عقائد کے اثبات، اختلاف علمائ کے پھیلنے سے یہ رجحان پیدا ہوا کہ قرآن مجید سے اپنے اپنے دعوں پر دلیلیں دی جائیں۔ معتزلہ، اشاعرہ، مجسمہ، مرجبہ، ماتریدیہ جیسے فرقوں نے تفسیر کو مناظرہ، مناظرے کو مجادلہ بنا دیا اور جوں جوں علمی مسائل عام اور فلسفی مطالعہ پھیلا قرآن مجید پر گفتگو کا اسلوب اسی قدر پیچیدار سمجھا جانے لگا۔ آخر کار تفسیر شکوک و اوہام بضبط

وابہام کا شکار ہوگئی اور فخرالدین رازی نے اس انداز پر آخری سنگِ میل نصب کر کے موضوع ختم کر دیا۔ اب تفسیر کی قسمیں کی جانے لگیں :- تفسیرِ ادبی۔ تفسیرِ تشریعی۔ تفسیرِ کلامی۔ تفسیرِ صوفی۔ تفسیرِ فلسفی۔

ادبی تفسیر میں حلِ لغات، بیانِ حقیقت و مجاز، استعمالاتِ عرب، اسلوبِ قرآن کی توضیح سے بحث کی گئی۔ ہماری کتابوں میں شیخ ابوجعفر طوسی کی "التبیان"۔ جامع ترین کتاب ہے۔

تفسیرِ تشریعی میں ادب کے ساتھ (کبھی اس کے بغیر) روایات، تاریخ، بحث و نظر و اجتہاد پر مواد جمع کیا گیا۔ طبری اس فن کا جامع اور تقریباً خاتم بھی ہے۔ لیکن سیوطی کی درِ منثور متاخرین میں ممتاز ہے۔ خالص روایاتِ ائمہ علیہم السلام کا ذخیرہ ہاشم بحرینی نے "البرہان" میں جمع کر دیا۔

تفسیرِ کلامی: معتزلہ و اشاعرہ کی بحث تیسری صدی کے آخر میں شروع ہوئی۔ زمخشری نے کشاف اور فخرالدین رازی نے مفاتیح الغیب میں اس بحث کو میدانِ جنگ میں بدل دیا۔ ہمارے مفسرین میں ابوالفتوح رازی اور کاشانی۔ ملّا صدر شیرازی اور سب کے آخر میں مولینا سید علی حائری لاہوری نے مختتم کام کیا۔

تفسیرِ صوفی: وحدت الوجود، کشف و شہود پر اعتماد کا دور شروع ہوا۔ تو ابنِ عربی سے لے کر غزالی تک کے تاثرات تفاسیر پر اثر انداز ہوئے۔ پھر صوفیوں کے مکاتبِ فکر کے ساتھ ساتھ مفسرین کے رجحانات نے اس میں تنوع پیدا کیا۔ ہندوستان میں اس کا علمی نمونہ مہائمی کی تفسیر اور بعض پاکستانی سابقین کے تفاسیر ہیں۔ شیعوں میں معتدل تصوّف کی ہلکی سی جھلک صافی میں پائی جاتی ہے۔

تفسیرِ فلسفی:- فلسفہ تاریخ کی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا، یونانی فلسفہ، الٰہیات اور طبیعیات کے مفروضات و منقولات کے انداز پر شروع ہوا۔ اور اب اجتماع، نفسیات، تاریخ، سائنس اور علت احکام کے مباحث تک پہنچ چکا ہے۔

مذہب کی تعبیرِ جدید، فقہ کی نئی تشریح، عقاید کا تبلیغی اور بیانی تذکرہ، گذشتہ مسائل کا نئے اسلوب سے تذکرہ، اسلام کا بین الاقوامی تصور، قومی اور ملکی ترقی، فرد و جماعت کے فرائض و حقوق، سیرتِ رسولؐ، احکامِ خداوندی کو نئے زاویوں سے دیکھنے اور سمجھانے کی کوشش نے علما کو تقریباً اچھوتے رنگ سے آشنا کر دیا ہے۔ جدید سائنس نے اپنے انواع و اقسام کے پھیلاؤ سے لوگوں کو ذہنی آوارگی اور تسلی مطلق العنانی سے دوچار کر رکھا ہے۔ عربی مزاج ادب سے دوری۔ فلسفہ جدید کے سامنے سپر انداختہ ہونے کے جذبہ نے علما کو نیا چیلنج دیا ہے —

ضرورت ہے کہ قرآن مجید میں رچا بسا شعور، دینی حقیقتوں سے سرشار ذہن، تعلیماتِ رسولؐ سے بھرپور واقفیت، علومِ اسلام سے مکمل باخبری کے بعد نئے مسائل کا جائزہ لیا جائے۔ پھر وسیع مطالعہ اور عظیم الشان ذخیرۂ کتب سامنے رکھ کر مفصل، مدلل اور معیاری تفسیر لکھی جائے۔ جو ماضی کا آئینہ اور حال کے لئے چشمۂ سیرابی اور مستقبل کے لئے مینارِ روشنی ہو۔

(٢)

پاکستان و ہندوستان میں شیعہ تاریخ جتنی قدیم ہے۔ اتنی ہی غیر مربوط بھی ہے۔ غیروں کی اکثریت، اسلام و کفر کا مقابلہ اپنوں کا ظلم و ستم کچھ ایسا ساتھ ہے کہ ہمیں سر اٹھانے، سر جوڑ کر بیٹھنے، اپنی کہنے اور دوسروں سے مقابلہ کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا — غزنوی آئے تو انہوں نے ہمیں قرمطی و باطنی و روافض کہہ کر کچل دیا۔ غلام اور تغلق آئے۔ انہیں ہمارے معابد و مکاتب نہ بھائے۔ ہم سندھ سے دکن پہنچے وہاں ابھی جم کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اٹھا دئے گئے سات سو برس اودھ میں سر چھپایا مگر پھیلنے سے پہلے باد سموم نے گلہائے نو شگفتہ کو زرد کر دیا۔

علماء نے تفسیریں لکھیں مگر ناپید۔ علما نے درس دئے تو سنیوں کے سلاطین نے تفسیریں لکھوائیں تو سنیوں سے۔ نظام اعرج نے دکنی دربار میں "غرائب القرآن" پیش کی مگر وہ شافعی تھا۔ ملا مبارک نے منبع عیون المعانی مغل دور یا شیر شاہی عہد میں لکھی تو اسے زمانے نے ضائع کر دیا۔ فیضی نے سواطع الالہام لکھی تو بیچارہ یہ نہ کہہ سکا کہ وہ شیعہ ہے یا سنی۔ ملا فتح اللہ شیرازی نے لاہور میں درس دیا۔ حکیم نعمت خاں عالی نے تفسیر قرآن لکھی مگر کون ہے جو ان شیعوں کے دفتروں کو دفتروں سے ڈھونڈے۔ جب تاریخ لکھنے والا شیعہ ملا احمد ٹھٹھوی اور شیعہ عقاید پر اتہامات کا دفعیہ کرنے والا نور اللہ شوستری عوام اور حکومت کے ہاتھوں سخت ترین تکلیفیں برداشت کر کے خرق شہادت پا گئے تو قیاس کیجئے کہ ملک میں کیا کیا جا سکتا تھا۔

زندگی گزارنا مشکل تھا، شیعہ، خونخوار، وحشی، کافر، گردن زدنی تھا۔ شب و روز الزامات و اتہامات کی بھرمار تھی۔ وقت کی پکار نے کہا۔ ہندوؤں کے مقابلے میں قرآن مجید و حدیث کی طرف سے دفاع و حمایت کا کام کرنے والے بھائی زندہ ہیں۔ تم آل محمدؐ کے مشن کی توضیح کرو۔ ہمارے علماء تشیع کے تعارف و تحفظ میں مصروف ہو گئے اور جب عقاید کی توضیح سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ان کے برادران یوسف نے قرآن کی تفسیروں میں بھی انہیں معاف نہیں کیا، اس لئے فقہ و تاریخ کو الگ موضوع قرار دے کر آیات کے بارے میں اپنے روایات و اعتقادات کے پیش نظر جو لغو استدلال کا جواب اپنے نظریات کا اثبات، آل محمدؐ کے فضائل کا بیان، قرآن مجید کے روایتی مفہوم کی تشریح کی۔

سنی تفسیر میں ادب و لغت و تاریخ پر جو کام ہو چکا تھا اسے اس لئے نہ چھیڑا کہ وہ ہمارے نزدیک بھی وہی تھا جو ہوا۔ البتہ جہاں جہاں اختلافی باتیں تھیں وہاں وہاں نوٹ لکھے، جہاں جہاں چھیڑ چھاڑ کی گئی تھی وہاں لبادی اظلم کے طور پر جواب دئے۔ اصول عقاید کو براہ راست بیان کیا اور چونکہ اب تک احادیث کے اس ضخیم مجموعے کو بالکل نظر انداز قرار دیا گیا تھا جو آل محمد سے متعلق ہیں اس لئے ان کی طرف توجہ دلائی گئی اہل سنت کے رویے کا رد عمل یہ ہوا کہ مطاعن، جواب استدلال، مناظرہ تفسیر باطنی، تشریح باطنی، تشریح روایتی ہمارے علماء کا دستور ہو گیا مولانا سید علی۔ مولانا محمد عباس مترجم تفسیر کاشانی، مولانا مقبول احمد، مولانا محمد علی، مولانا فرمان علی، مولانا عمار علی، زیرک حسین، اولاد حیدر فوق سید احمد شاہ فاطمی مرزا احمد علی صاحبان نے اپنی تفسیروں اور حاشیوں میں مجبوراً اسی اسلوب کو اپنایا۔ جناب بادشاہ حسین اور افتخار حسین صاحبان کے انگریزی تراجم و حواشی میں بھی یہی رنگ رہا۔ اگرچہ مولانا سید ابو القاسم اور ان کے فرزند مولانا سید علیؒ صاحب قبلہ حائری نے "لوامع التنزیل" جیسی عظیم و ضخیم تفسیر لکھی۔ مگر انتہائی وسعت نظر و ذخیرہ کتب کے باوجود چھبیس مکمل جلدیں مسائل مناظرہ ہی سے بحث کرتی ہیں شان نزول احکام، ادب، لغت اور تشریح آیت، فلسفیانہ بحث ہے مگر دبی دبی سی — بلاشبہ کہا جا سکتا ہے۔

لوامع التنزیل تفسیر اور طبقات الانوار۔ حدیث و مناقب میں اسلامی مناظرے کے دو بے مثال شاہکار ہیں۔

جن میں سے ایک پاکستان اور دوسرا ہندوستان سے تعلق رکھتا ہے۔

زیر نظر تفسیر مختصر اور ترجمہ بھی اسی فضا سے متعلق، اسی پس منظر پر مبنی، اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ہمارے محترم کرمفرما، بزرگ دوست گرامی قدر بھائی، ابوالفضل ثانی جناب مولانا سید امداد حسین صاحب مدظلہ قبلہ کاظمی المشہدی اب سے ربع صدی پہلے کے مناظر، مدرس، خطیب اور صاحبِ قلم ہیں۔ آپ خاندانی لحاظ سے علوم آل محمدؐ سے وابستہ۔ ذاتی لحاظ سے درسِ نظامی میں اب سے بتیس برس پہلے کے مولوی فاضل ہیں، فارسی پنجابی کشمیری سے پوری طرح واقف اور بعض مضامین میں صاحب سند ہیں۔ علوم مغربی میں بی اے۔ سائنس، نجوم، جفر، مناظرہ، حدیث اور قرآن مجید سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔ مدتوں سے آپ کی تقریر و تحریر میں قرآن مجید کے حوالے آتے رہتے ہیں۔ ہر موضوع پر قرآن مجید سے فائدہ اٹھا کر لکھتے ہیں، براہ راست "فتنۂ تفسیر بالرائے" اور ماہنامہ معارف اسلام کے مضامین آپ کے ذوق کے آئینے ہیں۔

مولانا قابل مبارکباد ہیں کہ ترجمہ و تفسیر کا یہ اہم نازک، پیچیدہ، مشکل اور انتہائی ذمہ دارانہ کام بہت تھوڑے عرصہ میں مکمل کر لیا جو صرف ذہنی یکسوئی، پوری توجہ اور سابقہ شوق کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ایک سال میں اتنا طولانی کام اس سلیقے سے سمیٹنا۔ اتنی تھوڑی مدت میں اتنے بڑے کام کو ختم کرنا۔ آپ کی حسنِ نیت، توکل بخدا اور بادعو دبائیت تقربُ الی اللہ ہونے سے یقین ہے کہ امداد غیب، تائید الٰہی، نصرت محمد و آل محمدؐ شامل حال ہوئی۔ اور میں نے بھی جن مقامات کو دیکھا ہے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کس حد تک کامیاب و فائز المرام ہوئے۔

ترجمہ لفظی اور نحوی و صرفی پابندیوں کے ساتھ کیا گیا ہے — حواشی غیر مناظرانہ اور مختصر و سادہ زبان میں لکھے گئے ہیں جہاں کہیں عقیدہ و عمل کی بحث ہے وہاں افراط و تفریط سے دامن بچایا ہے۔ حتی الامکان تفسیر صافی اور روایاتِ آل محمدؐ کے بغیر کوئی بات کہنے سے اجتناب فرمایا ہے نہ دعوئے اجتہاد ہے نہ خیال برتری۔ جو لکھا ہے وہ اپنے نزدیک صحیح اور غیر مضر سمجھ کر لکھا ہے سمجھنے میں لغزش اور لکھنے میں سبقت قلم بڑے بڑوں سے ہوئی ہے تو اب کسے یارائے اَنَا وَلَا غیری ہے۔ دعا ہے کہ

خداوند عالم اپنی رحمتِ کاملہ شامل حال فرمائے اور اس مخلصانہ کوشش کو شرف قبول سے سرفراز فرمائے۔

قاری اور مطالعہ کرنے والے حضرات کو توفیق حسن نیت بخشے کہ مسامحات سے مؤلف کو باخبر کریں۔

جناب عرفانی صاحب بھی قابل تحسین ہیں اور مستحق دعا بھی کہ انہوں نے اس کام میں انہماک و دلچسپی لی۔

اَللّٰھُمَّ احفظنا عن زلات القلم و سقطات الکلم بحق نبیہ الاکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبدہ المذنب الجانی سید مرتضیٰ حسین عفی عنہ ۲۳ صفر ۱۳۸۱ھ

سے ۱۹۳۲ء ریاست پونچھ کے ہز ہائنس مہاراجہ جگت دیو سنگھ نے انجمن جعفریہ کے جلسوں کی صدارت، اس شرط پر منظور فرمائی کہ مولانا امداد حسین صاحب تقریر کریں گے۔ مولانا کی تینوں تقریریں سن کر وہ اور عام مسلمان اور احمدی اس قدر متاثر ہوئے کہ انجمن اہل سنت (پونچھ) کی طرف سے تین جلسے اور ہوئے اور مہاراجہ بنفس نفیس تشریف لاتے رہے۔ مہاراجہ نے شاہی مہمان اور شاہی اعزاز کے ساتھ آپ کو رکھا۔ باقاعدہ اکیس توپوں کی سلامی، شاہی سواری شاہی عملہ ساتھ رہتا، شاہی جلوس میں باہر آتے تھے۔ اور رخصت کے وقت شاہی خلعت فاخرہ اور "ابوالفضل ثانی" کا خطاب دے کر معاصرین میں معزز فرمایا۔ جس پر اس زمانے کے شیعہ اخبارات نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

گذارش

میری مدت مدید سے یہ خواہش تھی کہ ترجمہ قرآن مجید و تفسیر زمانہ حال کے تقاضوں کے مطابق شائع کی جائے چنانچہ میری استدعا پر جناب مولانا السید امداد حسین صاحب قبلہ کاظمی مدظلہ نے صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں شب و روز محنت کر کے اس اہم کام کو بڑی حسن و خوبی سے انجام دے دیا۔ اور انصاف پبلشنگ کمپنی نے حتی الامکان پوری کوشش سے اس قرآن مجید و تفسیر کو زیور طباعت سے آراستہ کر دیا۔ انصاف کمپنی کا یہ پہلا زریں کارنامہ ہے جو کہ آپ کے سامنے موجود ہے اس ترجمہ و تفسیر میں ہر بات کی سند آئمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال سے لی گئی ہے اور عصر حاضرہ کے علمائے کرام نے بھی اس کے متعلق زریں خیالات کا اظہار فرمایا ہے: تاہم حضرات مومنین سے استدعا ہے کہ اگر ترجمہ و تفسیر میں اور طباعت میں کسی قسم کی لغزش یا غلطی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں: تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کر لی جائے۔

مجھے توقع ہے کہ آپ اس ہدیہ کو قبول فرما کر آخرت کے لئے زاد رہ بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور آخرت میں اس کا صلہ عطا کرے۔

قرآن مجید کا موجودہ ایڈیشن فوٹو آفسٹ طباعت اور عمدہ کاغذ پر طبع کیا جا رہا ہے کہ قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

آپ کی دعاؤں کا طالب :- (الحاج) **ملک صادق علی عرفانی**

مینجر شیعہ بک ایجنسی - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی۔ اما بعد الواح ضمائر صافیہ و قلوب شافیہ اہل اسلام و پیروان سنت خیر الانام علیہ و آلہ الف الف تحیۃ والسلام من الآن الی یوم القیام پر مخفی اور محتجب نہیں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا کلام بلاغت نظام جو بر جہت سے بفحوائے آیہ مجیدہ الیوم اکملت لکم دینکم (پ ۶ مائدہ ع ۱) کامل، اکمل اور مکمل ہے لوح محفوظ سے بصورت قرآن مبین بذریعہ حامل وحی جبرئیل امین اپنے آخری تاجدار رسالت و نبوت پر معجزانہ حیثیت سے نازل فرما کر دنیا کے تمام متکلمین، منکرین اور مخالفین کو در صورت اصرار بر شک و انکار اس کی مثل لانے کے لئے بر زور الفاظ میں چیلنج دے دیا اور فرمایا:-

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین ٥ (پ ۱ بقرع ۳)

اس چیلنج کی صداقت اس سے اظہر ہے کہ اس کے ساتھ ہی اللہ جل شانہ نے فان لم تفعلوا (پ ۱ بقرع ۳) فرما کر اس کی مثل لانے کی جراٴت کرنے والوں کا غرور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا۔

چنانچہ اس چیلنج کو پیش کئے ہوئے آج قریباً چودہ سو سال گزر جانے پر بھی کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ اس کی مثل سارا قرآن تو نہ سہی ایک سورت ہی لاسکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا تھا۔ کہ صرف بنی نوع انسان ہی نہیں اگر جنوں کی جماعت کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لوگے۔ پھر بھی اس کی مثل نہیں لاسکو گے قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھٰذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا ٥ (پ ۱۵ بنی اسرائیل ع ۱۰)

قرآن مجید ایک ایسی مکمل کتاب ہے کہ اس کے متعلق ارشاد ہے لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (پ ۷ انعام ع ۷) کوئی تر و خشک ایسا نہیں جس کا ذکر واضح کتاب (قرآن) میں نہ ہو۔ پھر فرمایا تبیاناً لکل شیئ (پ ۱۴ نحل ع ۱۲) یعنی اس قرآن میں ہر شے کا تبیان موجود ہے۔ یہاں بیان نہیں فرمایا بلکہ اس کی صفت تبیان فرمائی۔ بیان صرف اظہار کر دینے کو کہتے ہیں لیکن تبیان ایسے واضح اور روشن بیان کو کہتے ہیں جو قابل قبول ہو اور سوائے منکر بدیہات کے اور کوئی اس کا انکار نہ کر سکے۔ نیز فرمایا ما فرطنا فی الکتاب من شیئ (پ ۷ انعام ع ۴) کہ ہم نے اس کتاب (قرآن) میں کسی شے کی کمی نہیں رکھی۔ پھر فرمایا وتفصیلاً لکل شیئ (پ ۸ انعام ع ۱۹) یعنی یہ مجمل نہیں بلکہ اس میں ہر شے کی تفصیل موجود ہے۔

پس قرآن مجید ایک ایسی کامل۔ اکمل۔ مکمل۔ مفصل۔ مبین۔ مشرح کتاب ہے جس میں قیامت تک کے جملہ احکام و ضروریات و علوم مایحتاج عالم موجود ہیں۔ لیکن جب تک اس کے مطالب و مفاہیم کا علم حاصل نہ ہو اس سے ان تمام احکام کا نکالنا محال ہے غور کریں کہ جس قرآن کی ایک سورت تک کی مثل لانے سے دنیا بھر کے فصحاء، بلغاء۔ علماء اور فضلاء عاجز ہوں اور وہ ماھٰذا من کلام البشر کہہ کر اس کے کلام اللہ ہونے کے آگے سر تسلیم خم کر دیں اس سے ہر کس و ناکس یا ہر عربی داں یا فلسفہ و منطق کے ماہر کا احکام و علوم و ضروریات کا معلوم کر لینا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ جملہ علوم خادمہ مثل صرف۔ نحو۔ لغت معانی۔ بلاغت۔ منطق۔ فلسفہ وغیرہ وغیرہ کا عالم ہونا اور چیز ہے اور عالم قرآن ہونا دیگر چیز ہے قرآن اس کلام کے مجموعہ کا نام ہے جو خالق کل اور مخلوق اول کے درمیان ہوئی۔ پس اس کے مطالب و مفاہیم کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کی شان میں وعلمناہ من لدنا علما (کہف) وارد ہو۔ جو وما ینطق عن الھویٰ ٥ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم) کا مصداق ہو جو اس کلام کے خالق کا پڑھایا ہوا ہو اور جس کا اپنا کلام تحت کلام خالق اور فوق کلام مخلوق ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر وانکشاف الفاظ میں فرما دیا۔ فانما یسرناہ بلسانک (پ ۲۵ دخان ع ۳) یعنی ماسوا اس کے نہیں کہ (اے میرے حبیب محمد مصطفیٰ) ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں آسان کیا ہے۔

پس قرآن اگر آسان ہے۔ اگر واضح ہے اگر مبین ہے۔ اگر مشرح ہے تو زبان صداقت بیان رسول سے نہ کہ اس کے غیر سے اور آپؐ کے بعد ان وجود مقدسہ کی زبان فیض ترجمان سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے راسخون فی العلم (پ۳ آل عمران ع۱) قرار دیا ہے اور انہیں مصطفےٰ بنا کر قرآن کا وارث گردانا ہے۔ کما قال ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا من عبادنا (پ۲۲ فاطر ع۴) اور آیہ مجیدہ ان اللہ اصطفےٰ آدم ونوحًا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض (پ۳ آل عمران ع۴) سے ثابت ہے کہ مصطفےٰ یا انبیا ہوئے ہیں یا انبیا کی آل اطہار جو کہ انبیا کی ذریت ہیں نہ کہ پیرو کار وغیرہ پس قرآن کا سمجھنا یا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے یا ان کے بعد ان کی آل یعنی اہل بیت اطہار علیہم السلام پر ان کے علاوہ اور کوئی مجاز نہیں نہ اس قابل ہے کہ سمجھا سکے۔

ظاہر ہے کہ قرآن عربی زبان میں ہے جیسا کہ ارشاد ہے بلسان عربی مبین ۰ پ۱۹ (الشعراء ع۱۱) انا جعلناہ قرآنا عربیاً لعلکم تعقلون (پ۲۵ زخرف ع۱) ھذا کتاب مصدق لسانا عربیا (پ۲۶ احقاف ع۱) انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون (پ۱۲ یوسف ع۱) قرآناً عربیا غیر ذی عوج (پ۲۳ زمر ع۳) اور ہر شخص کی زبان عربی نہیں ہے ہر ملک کی زبان الگ الگ ہے عربی زبان صرف عربی ممالک تک محدود ہے۔ ایران میں فارسی یا عجمی زبان ہے۔ ترکیہ میں ترکی۔ روس میں روسی۔ جاپان میں جاپانی۔ چین میں چینی۔ انگلستان میں انگریزی فرانس میں فرنچ۔ ہندوستان میں ہندی اردو۔ تامل۔ تلگو۔ پاکستان میں اردو پنجابی۔ سندھی۔ ملتانی۔ پشتو۔ بلوچی وغیرہ وغیرہ زبانیں مستعمل ہیں۔ غرضیکہ ہر ملک میں زبان کا اختلاف ہے اور اس اختلاف کو اللہ تعالےٰ نے اپنی آیات میں سے ایک آیت قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ومن اٰیاتہ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیات للعالمین ۰ (پ۲۱ الروم ع۳) چونکہ ہر شخص کے لئے عربی زبان کا سیکھنا دشوار ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ قرآن کو ہر ملک کی زبان میں سمجھایا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی وطیرہ اختیار فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم (پ۱۳ ابراہیم ع۱) یعنی اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس کی اپنی قوم کی زبان میں (باتیں کرنے والا) تاکہ ان کے لئے مطلب کھول کر بیان کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی کتاب عبرانی میں نازل ہوئی اور کوئی سوڈانی میں اور کوئی سریانی میں۔ کوئی کسی ملک کی زبان میں اور کوئی کسی ملک کی زبان میں البتہ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ پس ضروری ہے کہ جو لوگ عربی زبان نہیں جانتے۔ ان کے لئے قرآن مجید کی آیات بینات کا ترجمہ ان کی اپنی قوم کی زبان میں کر دیا جائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔ اگر یہ نہ ہو تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عذر پیش کر سکیں گے کہ ان کی قوم کے ان لوگوں نے جو علم قرآن سیکھنے اور اس کے بعد ان کو سکھلانے پر مامور تھے اپنے اس فرض میں کوتاہی کی چنانچہ ارشاد ہے وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ۰ (پ۱۱ التوبہ ع۱۵) یعنی مومنوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب (علم سیکھنے کے لئے) گھر سے نکل پڑیں۔ پس ان کے لئے

ہر بڑے گروہ میں سے ایک چھوٹا سا جتھا اس غرض سے کیوں نہیں نکلتا کہ دین کا علم حاصل کرے اور جب (علم سیکھ کر) اپنی قوم میں پلٹ کر آئے قران کو ڈرائے تاکہ وہ لوگ بھی بچیں۔

پس ضروری ہے کہ قرآن مجید کا آیات کا ترجمہ ہر ملک کی زبان میں وہاں کے لوگوں کی سہولت کے لئے کر دیا جائے چنانچہ سب سے پہلے اس ضرورت کو ایران والوں نے محسوس کیا اور گیارھویں صدی ہجری میں ایرانی عالم وفقیہہ آقا جمال خوانساری نے قرآن مجید کا تحت اللفظ ترجمہ فارسی زبان میں کیا جو اپنے زمانہ کے لحاظ سے بہترین تھا۔ متحدہ ہندوستان میں علمائے اہلسنت میں سے شاہ ولی اللہ دہلوی نے اردو ترجمہ کی بنیاد رکھی۔ جس پر ان کے ہم مذہب علمانے سخت مخالفت کی اور کہا اور قرآن کا ترجمہ جائز نہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولینا ابو القاسم نانوتوی نے جب قرآن مجید کا ترجمہ اردو زبان میں کیا۔ تو اس زمانہ کے علمأ نے ان کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ شیعوں میں سب سے پہلا ترجمہ مولینا سید علی صاحب ابن جناب غفران مآب مولینا سید دلدار علی شاہ صاحب طاب ثراہ (المتوفی ۱۲۵۹ھ) نے کیا۔ پھر جب مکفر علمأ کا زور کم ہوا اور لوگوں نے ترجمہ کی ضرورت اور اہمیت کا احساس کیا تو بہت سے شیعہ سُنّی علمانے تراجم کئے۔ جیسے ڈپٹی نذیر احمد۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر وغیرہم اہل سنت علمأ کرام اور شیعوں میں علاوہ دیگر علمأ عظام کے مولینا حافظ فرمان علی اور مولوی مقبول احمد صاحب غفر لہما اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ تراجم اپنے اپنے زمانہ میں بہترین قرار دئے گئے اور ان کی مخلصانہ کوششیں سراہی گئیں۔ لیکن باوجود بے شمار خوبیوں کے مقدم الذکر کے ترجمہ میں جہاں اکثر مقامات پر مفہوم قرآن ادبی رنگ پر قربان کر دیا گیا ہے۔ اور حاشیہ پر اغیار کی تفاسیر پر اعتماد کیا گیا ہے وہاں موخر الذکر کا ترجمہ شدید قسم کی مناظرانہ طرز کا حامل ہے۔ جو اس زمانہ کی مصلحت کے خلاف ہے۔

یہ پتھر اور دھات کا زمانہ نہیں۔ بلکہ ایٹمی اور ہائیڈروجنی دوروں سے گذر کر سپٹنکی (SPUTNICK) دور میں داخل ہو چکا ہے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ چاند پر جھنڈا بھی گاڑا جا چکا ہے۔ سائنسی اختراعات اور ایجادات نے لوگوں کے قلوب و اذہان پر کافی اثر ڈال رکھا ہے اور مغربیت کی سائنسی رنگ آمیزیاں ان کے قلب و دماغ پر گہرے نقوش بنا چکی ہیں۔ لوگ دین سے بیگانہ ہو رہے ہیں قرآن مجید کو ایک ناقابل عمل دقیانوسی خیالات کی حامل کتاب جو محض اس زمانہ کے جہال عرب کے لئے کافی تھی سمجھ کر اسے پس پشت ڈال رہے ہیں اس لئے ضرورت تھی کہ اس زمانہ کے ابھرتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے اور اس کے عام اصولوں کو زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پر منطبق کرنے کے لئے قرآن مجید کا ایک ایسا عام فہم با محاورہ ترجمہ صاف۔ سادہ۔ آسان اور نہایت سلیس اردو زبان میں کر دیا جاتا۔ جو منشاء و مفہوم خداوندی سے بھی ہٹنے نہ پاتا اور اس کی تائید اور تفسیر اقوال و فرمائشات معصومین علیہم السلام سے کی جاتی تاکہ وثوق سے کہا جا سکے کہ یہی وہ ترجمہ اور تفسیر ہے۔ جو زمانہ حاضرہ کی ضرورت اور معصومین علیہم السلام کے بیان کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے مخلص احباب کے اصرار بلیغ پر خاکسار نے اس بار عظیم کو اپنے نحیف و نزار کاندھوں پر اٹھایا اور خالق کائنات رب ذوالمنن کی عنایات بے غایات اور چہار دہ معصومین علیہم کی تائیدات سے میں اس کار سترگ اور امر بزرگ سے سبکدوش ہو گیا۔ والحمد علیٰ احسانہ۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ بفحوائے ہر ملکے و ہر رسمے ہر ملک اور قوم کی خصوصیات الگ الگ ہوتی ہیں جن کا اظہار اس ملک اور قوم کی زبان سے ہوتا ہے اس لئے اس ملک اور قوم کی زبان کو ترجمہ کی صورت میں کسی غیر ملکی زبان کے قالب میں ڈھالنے پر خصوصیات باقی نہیں رہ سکتیں اور کسی زبان کا اصلی اور حقیقی مفہوم دوسری زبان میں کماحقہ ادا نہیں ہو سکتا پھر خالق ارض و سماء وما فیہا کی زبان یعنی قرآن مجید کو پاکستان کی اردو زبان میں اس طرح ادا کرنا کہ مفہوم و منشاء ایزدی برقرار رہے کار سے دارد والا معاملہ ہے۔ بہر حال اس کو نباہنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ۔

۱۔ ترجمہ عام فہم با محاورہ پاکستان کی سادہ۔ آسان اور سلیس اردو زبان میں کیا گیا ہے۔

اس ترجمہ اور تفسیر کی خصوصیات حسب ذیل ہیں جو آپ دوسرے تراجم میں کم پائیں گے۔

۲۔ حاشیہ پر سینکڑوں بعید از فہم۔ غیر معروف۔ ذو معنی اور مشکل الفاظ کے لغوی معنی، مصدر، اشتقاقات۔ ان کا محاورہ عرب میں استعمال۔ صیغے اور ابواب وغیرہ دے دئے گئے ہیں جس سے ان کا مطلب اور صحیح استعمال سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

۳۔ بعض انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مثل حضرت ابراہیم، حضرت شعیب، حضرت المسیح، ذوالکفل اور دیگر مشاہیر قرآن مثل سامری وغیرہ کے واقعات و حالات جو صحیح اور مستند روایتوں میں مرقوم تھے۔ حاشیہ پر درج کر دئے گئے ہیں۔

۴۔ ترجمہ میں واحد تثنیہ۔ جمع۔ مذکر۔ مؤنث۔ معروف مجہول۔ ماضی مطلق۔ قریب۔ بعید۔ استمراری مضارع۔ صفت مشبہ اسم فاعل۔ اسم مفعول وغیرہ وغیرہ کے معنوں کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور فرق ظاہر کیا گیا ہے۔

۵۔ اکثر مقامات پر مفسرین کے ذاتی نظریوں اور ان کے اپنے اقوال سے اختلاف کر کے نفس مسئلہ پر جرح کی گئی ہے اور غلطیاں واضح کر کے صلاح کی گئی ہے۔

۶۔ اس ترجمہ میں سابق ترجموں کا تتبع نہیں کیا گیا۔ ترجمہ کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا گیا ہے۔

اول۔ لغوی معنی برقرار رہیں۔ ان سے انحراف لازم نہ آئے۔

دوم۔ منشاء و مفہوم ربانی فوت نہ ہونے پائے۔

سوم۔ اس معنی اور مفہوم کی تائید قول معصوم سے ہو۔

چہارم۔ مسلک اہلبیت کے خلاف نہ ہو اس کا نام بھی "تفسیر المتقین" رکھا گیا۔ جو تاریخی ہے۔ بحساب ابجد قمری اس کے سال طباعت و اشاعت ۱۳۹۱ھ کا استخراج ہوتا ہے۔ بعض الفاظ کے معنوں اور ماخذ کی تلاش میں کئی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی پھر جو معنی اختیار کئے گئے۔ ان کی تائید قول معصوم سے کی گئی۔

۷۔ قرآن مجید میں جہاں واحد کے لئے جمع یا جمع کے لئے واحد اور مؤنث کیلئے مذکر یا مذکر کیلئے مؤنث کا صیغہ لایا گیا ہے اس کی وجہ بیان کر دی ہے

۸۔ ترجمہ اور تفسیر میں کوئی لفظ یا فقرہ ایسا نہیں آنے دیا۔ جس سے اشارۃً یا کنایۃً کسی فرقہ کی دل آزاری ہوتی ہو۔ اتحاد بین المسلمین کا اصول خاص طور پر مد نظر رکھا گیا ہے۔

۹۔ بعض آیات کی تفسیر میں مسلک اہل بیتؑ کی تائید کے لئے دیگر برادران اسلام کی کتب کلام و تفسیر سے بھی استشہاد کیا گیا ہے جس سے یہ ترجمہ اور تفسیر ہر مسلمان کے لئے کارآمد ہوگئی ہے۔ خواہ وہ کسی مکتب خیال یا عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو۔

۱۰۔ بعض آیات پر مخالفین اسلام کے جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں انہیں لکھ کر ان کے تسلی بخش تحقیقی جوابات بھی درج کئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں جہاں ضرورت سمجھی ہے۔ ان آیات کی نحوی ترکیب بھی لکھ دی ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ

میں سرکار رئیس الحفاظ علامہ حافظ الشیخ کفایت حسین صاحب قبلہ۔ ثقۃ الاسلام علامہ الشیخ محمد بشیر صاحب قبلہ فاتح ٹیکسلا علامہ دہر حضرت مولانا مولوی مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ۔ علامہ زماں ادیب دوراں حضرت مولانا مولوی السید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ۔ نجم العلماء حضرت مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی مدظلہم کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ان مقتدر حضرات نے ترجمہ اور تفسیر لکھنے میں مجھ ہیچمدان کو اپنی زریں اور قیمتی آراء سے مستفید فرمایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

میں ان علماء کرام کا بھی ممنون احسان ہوں جنہوں نے ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ فرما کر اپنی قیمتی اور معلوماتی تقاریظ عنایت فرمائی ہیں اپنے دیرینہ کرم فرما اور قلبی دوست جناب الشیخ غیاث الدین صاحب مدیر معارف اسلام لاہور کا بھی شکر گزار اور ممنون احسان ہوں۔ کہ انہوں نے ترجمہ اور تفسیر کی تیاری کے لئے مجھے اپنے کتب خانہ سے بیش قیمت۔ کمیاب اور نادر کتب مہیا فرمائیں اور وقتاً فوقتاً مسودات ملاحظہ فرما کر مفید مشورے بھی دئے۔ جزاہم اللہ۔

فخر قوم رئیس ملت جناب الحاج ملک صادق علی صاحب عرفانی ڈائرکٹر انصاف پریس میرے خاص شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے از کمال علم دوستی میرے ترجمہ اور تفسیر المتقین کی طباعت اور اشاعت میں نمایاں حصہ لیا اور اس طرح قوم اور مذہب کی ایسی خدمت کی جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔

قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر لکھنا جید علماء کا کام ہے۔ مجھ ہیچمدان کثر مدان کی یہ بساط کہاں کہ اس اہم دینی کام کا بوجھ اٹھا سکتا۔ توکل بر خدا اور تائید چہاردہ معصومین علیہم السلام پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے باوجود میں نے محض عاقبت بخیر کے لئے ترجمہ اور تفسیر مکمل کر دی ہے۔ علماء کرام اور فضلاء ذوی الاحترام سے توقع ہے کہ وہ از راہ کرم میری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس ناچیز خدمت کو شرف قبولیت بخشے۔ اور میری کوتاہیوں۔ لغزشوں اور گناہوں کو معاف کرتے ہوئے میرا انجام بخیر کرے۔ آمین

وآخر دعونا الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین

ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندہ گنہگارم

المسیٔ المذنب

السید امداد حسین الکاظمی المشہدی عفی اللہ عنہ

لاہور

یکم محرم الحرام ۱۳۸۱ھ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اُمّ الکتاب

چند ضروری معلومات

کوفی قرّاء کے نزدیک آیات قرآن مجید کی تعداد ۶۲۳۶ ہے اور یہ مصحف حکومت مصر کی مصدقہ تعداد کے مطابق ہے غیر کوفی آیات کی شناخت کے لئے ۵ کا ہندسہ درج کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں صرف ۵۵۸ رکوعات ہیں۔

ہر پارے کی پہلی چوتھائی پر الربع اور نصف پر النصف اور تین چوتھائی پر الثلثۃ کے الفاظ حاشیے پر لکھے گئے ہیں تمام اوقاف کا مقابلہ سجاوندی اور مدلل کی تصریحات سے کر لیا گیا ہے۔

سورت کے عنوان کو تین خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دائیں خانے میں سورت کی تعداد آیات، بائیں خانے میں سورت کی تعداد رکوعات اور درمیانی خانے میں سورت کا نام مع تصریح مکی مدنی۔ سورت کے نام کے دائیں طرف جو ہندسہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ترتیب تلاوت میں اس سورۃ کا کونسا نمبر ہے اور بائیں جانب کے ہندسہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سورت نزول کے اعتبار سے کس درجہ میں ہے۔

جس آیت پر رکوع ختم ہوا ہے اس کے بالمقابل حاشیے پر ع کی علامت لکھی گئی ہے ع کے بالائی عدد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت کا کونسا رکوع ہے۔ بیچ کے ہندسہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس رکوع کی اتنی آیات ہیں اور نیچے کے عدد سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ پارے کا کونسا رکوع ہے۔

قرآن شریف میں ۳۰ پارے، ۷ منزلیں اور ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ جن میں سے ۸۶ مکی اور ۲۸ مدنی ہیں۔

قرآن شریف میں بعض مقامات پر ایسے الف بھی آتے ہیں جو پڑھے نہیں جاتے اس قرآن مجید میں ایسے الف پر صفر کا نشان (اۡ) دیا گیا ہے۔ لہٰذا جس الف پر یہ نشان آئے اس کو نہ پڑھا جائے۔

اُنَا کا (نون کے بعد والا) الف بھی نہیں پڑھا جاتا۔ مگر چونکہ یہ لفظ کثرت سے آتا ہے۔ اس لئے اس پر صفر کا نشان نہیں لگایا گیا۔

قرآن مجید میں کل ۳۴ معانقات ہیں جن میں ۱۶ متقدمین کے نزدیک ہیں اور حاشیے پر انہیں مع سے تعبیر کیا گیا ہے اور ۱۸ متاخرین کے نزدیک ہیں جنہیں حاشیے پر معانقۃ ظاہر کیا گیا ہے۔

اس قرآن مجید میں اس امر کا خصوصیت سے لحاظ رکھا گیا ہے کہ الفاظ آپس میں ملنے نہ پائیں۔ تاکہ تمام حرکات برمحل رہیں۔

رموز اوقاف

قرآن شریف کی تلاوت کے لئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ کہاں ٹھہرنا چاہیئے۔ اور کہاں نہیں۔ قرآن مجید صحیح پڑھنے کے لئے خاص خاص علامتیں مقرر ہیں۔ جنہیں رموز اوقاف کہتے ہیں ان کی مفصل کیفیت درج ذیل ہے۔

م **وقف لازم**۔ یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیئے ورنہ عبارت کا مطلب منشائے الٰہی کے خلاف ہو جائے گا۔

ط **وقف مطلق**۔ یہاں سے گزرنا نہیں چاہیئے بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس پر وقف کر کے مابعد سے ابتدا کی جائے۔

ج **وقف جائز**۔ یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔ لیکن ٹھہر جانا بہتر ہے۔

ز **وقف مجوّز**۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص **وقف مرخص**۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ لیکن تھک جانے کی حالت میں ٹھہرنا جائز ہے۔ ز کی نسبت ص میں وصل کو ترجیح ہے۔

ق قیل علیہ الوقف (کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے) یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔ مگر ملانا بہتر ہے

لا لا وقف علیہ (یہاں کوئی وقف نہیں) یہاں ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔ بلکہ اگر بھولے سے وقف ہو جائے۔ تو اعادہ واجب ہے۔

قف یہاں ٹھہرنا چاہیئے۔

سکتہ اس جگہ آواز توڑ دے سانس نہ توڑے۔

وقفۃ لبے سکتہ کی علامت ہے اس جگہ ذرا دیر تک آواز کو توڑے رکھے۔ سکتہ وصل سے قریب تر ہوتا ہے اور وقفۃ وقف سے۔

صل قد یوصل (کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) یہاں وقف کرنا احسن ہے۔

صلے الوصل اولیٰ یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

جہاں ایک سے زیادہ علامتیں ہوں وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار رہے اور اگر ایک سے زیادہ علامتیں ایک سیدھ میں ہوں تو آخری علامت کا اعتبار ہو گا۔

∴ ∴ اگر کوئی عبارت ایسے تین نقطوں کے درمیان گھری ہوئی ہو تو پہلے تین نقطوں پر ٹھہرنا اور دوسرے تین نقطوں پر نہ ٹھہرنا یا اس کے برعکس عمل کرنا چاہیئے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

٥۔ عیر کوئی آیت کا نشان ہے۔ اس کا ٹھہر جانا چاہیئے۔ اگر اس پر کوئی اور علامت ہو تو اسی کا اعتبار ہو گا۔

فہرست پارہ و سورتہائے قرآن مجید

شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورۃ	صفحہ سورہ	رکوعات سورۃ	آیات سورت	شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورۃ	صفحہ سورۃ	رکوعات سورۃ	آیات سورۃ
...	...	...	الفاتحۃ	۲	۱	۷	۱۸	قد افلح	۴۴۳	المومنون	۴۰۹	۶	۱۱۸
۱	الٓمٓ	۳	البقرۃ	۳	۴۰	۲۸۶		〃	〃	النور	۴۵۳	۹	۶۴
۲	سیقول	۲۷		〃	〃	〃		〃	〃	الفرقان	۴۶۶	۶	۷۷
۳	تلک الرسل	۵۳	آل عمران	۶۳	۲۰	۲۰۰	۱۹	وقال الذین	۴۶۹	الشعراء	۴۷۸	۱۱	۲۲۷
۴	لن تنالوا	۷۹	النساء	۹۸	۲۴	۱۷۶		〃	〃	النمل	۴۸۸	۷	۹۳
۵	والمحصنٰت	۱۰۵	〃	〃	〃	〃	۲۰	امن خلق	۴۹۵	القصص	۴۹۹	۹	۸۸
۶	لایحب اللہ	۱۳۱	المآئدۃ	۱۳۶	۱۶	۱۲۰		〃	〃	العنکبوت	۵۱۴	۷	۶۹
۷	واذا سمعوا	۱۵۷	الانعام	۱۶۵	۲۰	۱۶۵	۲۱	اتل ما اوحی	۵۲۱	الروم	۵۲۴	۶	۶۰
۸	ولو اننا	۱۸۳	الاعراف	۱۹۴	۲۴	۲۰۶		〃	〃	لقمٰن	۵۳۳	۴	۳۴
۹	قال الملاء	۲۰۹	الانفال	۲۲۸	۱۰	۷۵		〃	〃	السجدۃ	۵۳۸	۳	۳۰
۱۰	واعلموا	۲۳۵	التوبۃ	۲۴۱	۱۶	۱۲۹		〃	〃	الاحزاب	۵۴۱	۹	۷۳
۱۱	یعتذرون	۲۶۱	یونس	۲۶۸	۱۱	۱۰۹	۲۲	ومن یقنت	۵۴۷	سبا	۵۵۵	۶	۵۴
	〃	〃	ھود	۲۸۶	۱۰	۱۲۳		〃	〃	فاطر	۵۶۳	۵	۴۵
۱۲	ومامن دآبۃ	۲۸۷	یوسف	۳۰۴	۱۲	۱۱۱		〃	〃	یٰسٓ	۵۷۱	۵	۸۳
۱۳	وما ابرئ	۳۱۳	الرعد	۳۲۲	۶	۴۳	۲۳	ومالی	۵۷۳	الصّٰفّٰت	۵۷۸	۵	۱۸۲
	〃	〃	ابراھیم	۳۳۰	۷	۵۲		〃	〃	صٓ	۵۸۷	۵	۸۸
	〃	〃	الحجر	۳۳۸	۶	۹۹		〃	〃	الزمر	۵۹۴	۸	۷۵
۱۴	ربما	۳۳۹	النحل	۳۴۶	۱۶	۱۲۸	۲۴	فمن اظلم	۵۹۹	المومن	۶۰۵	۹	۸۵
۱۵	سبحٰن الذی	۳۶۵	بنی اسرائیل	۳۶۵	۱۲	۱۱۱		〃	〃	حٰمٓ السجدۃ	۶۱۷	۶	۵۴
		〃	الکہف	۳۸۰	۱۲	۱۱۰	۲۵	الیہ یرد	۶۲۵	الشوری	۶۲۶	۵	۵۳
۱۶	قال الم	۳۹۱	مریم	۳۹۵	۶	۹۸		〃	〃	الزخرف	۶۳۴	۷	۸۹
		〃	طٰہٰ	۴۰۴	۸	۱۳۵		〃	〃	الدخان	۶۴۳	۳	۹۵
۱۷	اقترب للناس	۴۱۷	الانبیاء	۴۱۷	۷	۱۱۳		〃	〃	الجاثیہ	۶۴۶	۴	۳۷
	〃	〃	الحج	۴۲۹	۱۰	۷۸	۲۶	حٰمٓ	۶۵۱	الاحقاف	۶۵۰	۴	۳۵

شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورۃ	صفحہ سورۃ	تعداد رکوع	تعداد آیات	شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورۃ	صفحہ سورۃ	تعداد رکوع	تعداد آیات
۲۶	حٰمٓ	۶۵۱	محمد	۶۵۷	۴	۳۸	۲۹	تبارک الذی	۷۳۷	نوح	۷۴۹	۲	۲۸
	″	″	الفتح	۶۶۲	۴	۲۹		″	″	الجن	۷۵۲	۲	۲۸
	″	″	الحجرات	۶۶۸	۲	۱۸		″	″	المزمّل	۷۵۵	۲	۲۰
	″	″	قٓ	۶۷۱	۳	۴۵		″	″	المدّثر	۷۵۷	۲	۵۶
	″	″	الذٰریٰت	۶۷۵	۳	۶۰		″	″	القیمٰۃ	۷۶۰	۲	۴۰
۲۷	قال فما خطبکم	۶۷۷	الطور	۶۷۹	۲	۴۹		″	″	الدھر	۷۶۲	۲	۳۰
	″	″	النجم	۶۸۲	۳	۶۲		″	″	المرسلٰت	۷۶۴	۲	۵۰
	″	″	القمر	۶۸۶	۳	۵۵	۳۰	عمّ یتساءلون	۷۶۷	النبا	۷۶۷	۲	۴۰
	″	″	الرحمٰن	۶۹۰	۳	۷۸		″	″	النزعٰت	۷۶۹	۲	۴۶
	″	″	الواقعۃ	۶۹۵	۳	۹۶		″	″	عبس	۷۷۱	۱	۴۲
	″	″	الحدید	۷۰۰	۴	۲۹		″	″	التکویر	۷۷۲	۱	۲۹
۲۸	قد سمع اللہ	۷۰۷	المجادلہ	۷۰۷	۳	۲۲		″	″	الانفطار	۷۷۴	۱	۱۹
	″	″	الحشر	۷۱۲	۳	۲۴		″	″	المطففین	۷۷۵	۱	۳۶
	″	″	الممتحنۃ	۷۱۷	۲	۱۳		″	″	الانشقاق	۷۷۷	۱	۲۵
	″	″	الصف	۷۲۰	۲	۱۴		″	″	البروج	۷۷۸	۱	۲۲
	″	″	الجمعۃ	۷۲۳	۲	۱۱		″	″	الطارق	۷۷۹	۱	۱۷
	″	″	المنافقون	۷۲۵	۲	۱۱		″	″	الاعلیٰ	۷۸۰	۱	۱۹
	″	″	التغابن	۷۲۷	۲	۱۸		″	″	الغاشیۃ	۷۸۱	۱	۲۶
	″	″	الطلاق	۷۳۰	۲	۱۲		″	″	الفجر	۷۸۲	۱	۳۰
	″	″	التحریم	۷۳۴	۲	۱۲		″	″	البلد	۷۸۴	۱	۲۰
۲۹	تبارک الذی	۷۳۷	الملک	۷۳۷	۲	۳۰		″	″	الشمس	۷۸۵	۱	۱۵
	″	″	القلم	۷۴۰	۲	۵۲		″	″	اللیل	۷۸۶	۱	۲۱
	″	″	الحاقۃ	۷۴۴	۲	۵۲		″	″	الضحیٰ	۷۸۷	۱	۱۱
	″	″	المعارج	۷۴۷	۲	۴۴		″	″	الم نشرح	۷۸۸	۱	۱۱

شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورہ	صفحہ سورہ	رکوعات سورہ	آیات سورہ	شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورۃ	صفحہ سورۃ	رکوعات سورۃ	آیات سورۃ
۳۰	عمّ	۷۶۷	التین	۷۸۸	۱	۸	۳۰	عمّ	۷۶۷	الفیل	۷۹۵	۱	۵
	"	"	العلق	۷۸۹	۱	۱۹		"	"	قریش	۷۹۵	۱	۴
	"	"	القدر	۷۹۰	۱	۵		"	"	الماعون	۷۹۵	۱	۷
	"	"	البیّنۃ	۷۹۰	۱	۸		"	"	الکوثر	۷۹۶	۱	۳
	"	"	الزلزال	۷۹۱	۱	۸		"	"	الکافرون	۷۹۶	۱	۶
	"	"	العدیت	۷۹۲	۱	۱۱		"	"	النصر	۷۹۷	۱	۳
	"	"	القارعۃ	۷۹۳	۱	۱۱		"	"	اللھب	۷۹۷	۱	۵
	"	"	التکاثر	۷۹۳	۱	۸		"	"	الاخلاص	۷۹۷	۱	۴
	"	"	العصر	۷۹۴	۱	۳		"	"	الفلق	۷۹۸	۱	۵
	"	"	الھمزۃ	۷۹۴	۱	۹		"	"	الناس	۷۹۸	۱	۶

سجداتِ تلاوت

قرآن مجید میں پندرہ مقامات ایسے آئے ہیں جہاں سجدۂ تلاوت کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے صرف چار واجب ہیں۔ سورۃ الٓمّٓ سجدہ میں بعد وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ کے۔ حٰمٓ سجدہ میں اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پر۔ سورۃ والنجم کے آخر پر سورۃ اِقراء کے آخر پر۔

یہ سجدے اس وقت واجب ہوتے ہیں جبکہ آیت تمام پڑھے یا تمام آیت سنے پس قاری و سامع دونوں پر سجدہ واجب ہے فوراً بلا تاخیر بجالائے اور سجدہ کرے۔ اگر سجدہ کی آیت کے بعض الفاظ پڑھے یا سنے یا فقط آنکھ سے آیت سجدہ کو دیکھے اور پڑھے نہیں تو سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ اور اس سجدہ میں طہارت یا رُو بقبلہ ہونے کی شرط نہیں۔ بے وضو جنب۔ حائضہ وغیرہ بھی سجدہ کرلیں۔ جس حالت میں ہوں البتہ سجدہ جس چیز پر کریں یا جن چیزوں پر کریں وہ وہی ہوں۔ جن چیزوں پر سجدہ نماز صحیح ہوتا ہے اور اگر ان چیزوں میں کوئی چیز موجود نہ ہو تو پاک کپڑے پر اور اگر پاک کپڑا بھی نہ ہو پشت دست ہی پر سجدہ کرلے۔

سجدہ قرآن میں ایک بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ کہنا کافی ہے۔

احوط بلکہ اولیٰ ہے کہ سجدۂ قرآن میں یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا ؕ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا ؕ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُبُوْدِيَّةً وَّرِقًّا ؕ سَجَدْتُ

لَكَ يَارَبِّ تَعَبُّدًا وَّرِقًّاہ لَامُسْتَكْبِرًا عَنْ عِبَادَتِكَ وَلَامُسْتَنْكِفًا وَّلَامُتَعَظِّمًا بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ
خَائِفٌ بِكَ مُسْتَجِيْرٌ ہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہی برحق ہے اور از روئے ایمان و تصدیق کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ از روئے بندگی و آرزو کے (عرض کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اے میرے مالک میں نے تیرے لیے از روئے آرزو و بندگی سجدہ کیا۔ نہ میں تیری عبادت سے اکڑنے والا ہوں اور نہ اس سے رکنے والا ہوں اور نہ عظمت چاہنے والا ہوں بلکہ میں تو ذلیل، ڈرپوک اور تیری پناہ مانگنے والا بندہ ہوں۔

ان کتابوں کے نام جن سے ترجمہ اور تفسیر میں مدد لی گئی ہے

اصول کافی۔ کتاب التہذیب۔ علل الشرائع۔ نہج البلاغہ۔ الخرائج الجرائح۔ معانی الاخبار شیخ صدوقؒ۔ بحار الانوار علامہ مجلسی امالی شیخ مفید۔ المحاسن۔ العوالی۔ بصائر الدرجات۔ البصائر۔ المجالس۔ قرب الاسناد۔ حوالی۔ زیارات جامعہ جوادیہ۔ احتجاج طبرسی استقرا۔ حق عزاداری۔ کتاب التوحید شیخ صدوق۔ ارشاد شیخ مفید۔ اکمال الدین۔ الخصال۔ ثواب الاعمال۔ جوامع التوحید من لا یحضرہ الفقیہ۔ المناقب۔ الاعتقادات مصباح الشریعۃ۔ مصباح المتہجد شیخ طوسی۔ روضۃ الواعظین۔ سٹوری آف دی ایلفابٹ از ایڈورڈ کلاؤ STORY OF THE ALPHABET BY EDWERD CLOUD۔ ونڈرز آف دی ماڈرن ان وینیشن WONDEES OF THE MODREN IN VENTION۔ کتاب الغیبۃ شیخ ابوجعفر طوسی۔ تفسیر صافی۔ تفسیر قمی۔ تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر البرہان المجمع۔ جنہ ابراہیم بن ہاشم۔ تفسیر انوار القرآن۔ عیون الاخبار الرضا۔ تفسیر عیاشی۔ تفسیر الاء الرحمٰن۔ تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکری۔ تفسیر لوامع القرآن۔ ہندوستان ٹائمز (HINDUSTAN TIMES) ۱۹۲۸ء۔ ۴۔ ۲۹۔ پاکستان ٹائمز (PAKISTAN TIMES) ۱۹۶۰-۲-۱۵۔ تفسیر مجمع البحرین۔ صحیفہ سجادیہ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ CIVIL & MILITARY GAZETTE ۸-۱-۱۹۳۹ تفسیر محمد ابن جریر طبری۔ تفسیر لباب التاویل خازن بغدادی۔ تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی۔ الاتقان فی علوم القرآن علامہ سیوطی۔ ارض القرآن سید سلیمان ندوی۔ ملل از ابن حزم۔ تفسیر کلبی۔ فتح القدیر قاضی شوکانی۔ مفردات القرآن حمید الدین فراہی۔ نزہۃ القلوب ابوبکر محمد بن عزیز سجستانی۔ کتاب الیواقیت والجواہر علامہ عبدالوہاب شعرانی۔ کتاب اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن العظیم از ابن خالویہ طبع مصر۔ حواشی سلیمان جمل علی الجلالین یعنی الفتوحات الالٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الدقائق الحقیقہ از سلیمان جمل مصر۔ ینابیع المودۃ علامہ سلیمان حنفی القندوزی۔ الفائق از مبرّد۔ محکم ابن سیدہ۔ تفسیر ترجمان القرآن ابوالکلام آزاد۔ کتاب الاسماء والصفات از بیہقی۔ تفسیر فتح الباری۔ صواعق محرقہ۔ حاشیہ ترجمہ قرآن شیخ الہند طبع مدینہ بجنور۔ حواشی سورۃ توبہ۔ تفسیر کشاف علامہ جاراللہ زمخشری۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازی۔ تفسیر بیضاوی قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد البیضاوی الموسومہ بہ تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل۔ مفردات غریب القرآن امام راغب اصفہانی۔ لغات القرآن نعمانی ندوۃ المصنفین دہلی۔ قاموس

مجد الدین فیروز آبادی۔ تاج العروس من جواہر القاموس شرح قاموس علامہ سید مرتضی زبیدی۔ منتہی الارب۔ منتخب اللغات۔ صراح۔ مصباح المنیر۔ البحر المحیط علامہ ابوحیان اندلسی نادر تاج المصادر از ابوجعفر احمد بن علی مقری بیہقی۔ دلائل النبوۃ ابونعیم۔ حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ عمدۃ القاری۔ دو قرآن از برق۔ تہذیب اللغۃ ازہری، زرقانی توریت انجیل۔ زبور۔ ظفرنامہ مولوی شرف الدین۔ مکتوبات مجدد سرہندی۔ شفا قاضی عیاض۔ مستدرک حاکم۔ تزک جہانگیری، تفسیر معالم التنزیل۔ اخبار کوہستان لاہور

(بقیہ آراء صـ۳)

نجم الملّۃ حضرت مولٰنا سیّد نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ

میں نے قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی تفسیر موسومہ بہ تفسیر المتقین بغور دیکھی ہے۔ قابل مبارک باد ہیں۔ علامہ یگانہ و علامہ زمانہ حضرت مولانا مولوی سید امداد حسین صاحب قبلہ کاظمی کہ آپ کی عرق ریزی اور کاوش سے قرآن مجید کا بہترین ترجمہ اور اس کی شاندار تفسیر منظر عام پر آگئی۔ ترجمہ میں خوبی یہ ہے کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور تفسیر میں خوبی یہ ہے کہ اس کا دار و مدار ارباب عصمت و طہارت کے ارشادات عالیہ پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے ترجمہ اور تفسیر کی عرصہ دراز سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ خداوند عالم ملک صادق علی صاحب عرفانی کی عمر دراز کرے کہ موصوف کے ذریعہ سے اس قسم کے کارنامے منظر عام پر آجاتے ہیں۔

سید نجم الحسن کراروی پشاورستی

قدوۃ العلماء والمجتہدین مولانا سیّد نصیر حسین النقوی الاجتہادی مدظلہ

احقر نے ترجمہ و تفسیری حواشی کو بعض بعض مقامات سے دیکھا۔ ترجمہ سلیس اور عمدہ ہے۔ تفسیری حواشی کو راسخون فی العلم اہل بیت علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے۔ قرآن ناطق و قرآن صامت کا یہ علمی امتزاج فکر و نظر کے لیے کوثر رشد و ہدایت ہے جس سے سرستان ولائے اہل بیت بلاشبہ فیض یاب ہوں گے۔ اللہ ناشر و مترجم مدظلہما کے توفیقات میں اضافہ کرے۔ اور مومنین کرام کو "القرآن المبین" سے استفادہ و استفاضہ کی توفیق عنایت فرمائے۔

سید نصیر الاجتہادی

القرآن المبین تفسیر المتقین کے حقوق اشاعت انصاف کمپنی سے خرید لیے گئے ہیں۔ لہٰذا کوئی بلا اجازت اسے شائع نہ کرے۔

مینجر شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور

مطبوعات حمایت اہل بیت وقف رجسٹرڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انڈکس

تفسیر المتقین کے مضامین کو بلا تکلف اور بغیر وقت ضائع کئے نکالنے کے لئے یہ مفید انڈکس تیار کیا گیا ہے کسی مضمون کو تلاش کرنے کے لئے جس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان سب کو یہ انڈکس رفع کرتا ہے۔

اس انڈکس کے مضامین کو حروف تہجی کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے تاکہ جس مطلب کے مضمون کو نکالنے کی ضرورت ہو اُسے نہایت آسانی سے نکالا جا سکے۔ بعض مضامین کو الفاظ کی مناسبت سے مختلف حروف تہجی کے ذیل میں درج کیا گیا ہے تاکہ اگر مضمون مطلوبہ کا کوئی ایک لفظ بھی یاد ہو تو اسے تلاش کرنے میں دقت نہ ہو اس سے انڈکس کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

صفحہ نمبر	حاشیہ	مضمون
		باب الالف
۲	۱	الحمد کے سورہ کا نام فاتحہ کیوں رکھا گیا۔
//	//	الحمد کے مکی یا مدنی سورہ ہونے کی بحث۔
//	//	الحمد کے سورہ کی فضیلت
//	//	ایڈورڈ کلاڈ کی کتاب سٹوری آف دی الفابیٹ
//	۴	الحمد کے معنوں کے لئے اردو میں کوئی لفظ وضع نہیں ہوا
//	۵	اہدنا الصراط میں اہدنا کے معنی درست کیا ہیں
۳	۲	الف لام میم کا مطلب کیا ہے۔
۷	۲	اللہ تعالیٰ لوگوں کو گمراہ نہیں کرتا
۱۱۸ ۲۷۴	۲ ۳	آدم نے کوئی گناہ نہیں کیا آپ شجرہ ممنوعہ کے قریب نہیں گئے
۹	۴	آدم کو جو کلمات تلقین کئے گئے وہ پنجتن پاک کے نام تھے
۹	۳	اوفوا بعہدی میں عہد سے مراد ولایت علیؑ ہے
۱۰	۵	آل فرعون کا مطلب کیا ہے۔
۱۳	۲	انبیا کا ناحق قتل کیا جانا۔
۱۵	۱	آگرہ کا سنگ لرزاں
۱۵	۴	امی کا مطلب کیا ہے
۲۱۹ ۲۸۸	۳ ۱	امیون سے کیا مراد ہے مفصل بحث
۱۷	۱	المیۂ کربلا
۲۱	۱	آیات کا منسوخ ہونا
۲۱	۲	احد کے جنگ میں شکست پر یہودیوں کا طعنہ
۲۳	۱	ابتلاء ابراہیم اور عطاء امامت
۲۴ ۲۵	۴	ابراہیم اور اسماعیل کا دعا ربنا واجعلنا مسلمین لک
۲۵	//	امت مسلمہ کے مصداق کون ہیں؟
//	//	آنحضرتؐ کے والدین پکے مسلمان تھے۔
۲۶	۲	اسلام دین فطرت ہے
//	۳	اہل کتاب کا دعویٰ ہمارا دین قدیم ہے۔
//	//	خدا کا جواب
۲۷	۳	اُمت وسط سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں
۲۸	۴	اصحاب قائم آل محمدؐ کا بادلوں کی سواری پر جانے کا مطلب
۲۹	۴	ارواح مومنین بہشت میں اصلی جسمانی صورت

صفحہ	حاشیہ	مضمون
		میں ہوں گی اور پہچانی جائیں گی
۲۹	۶	اسماعیل کے لئے پانی کی تلاش میں ہاجرہ کا دوڑنا
۲۹	// [unclear mark]	امام حسینؑ کی یادگار قائم کرنا۔
۳۶	۳	افطار روزہ کا وقت
۳۷	۲	اتوا البیوت من ابوابہا میں بیوت سے کون مراد ہیں۔
۳۸	۳	اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب
۴۰	۲	الد الخصام کون ہے
۴۱	۱	آیات بینات سے مراد معجزات ہے
۴۲	۱	اختلاف امتی رحمۃ کی تردید
۴۴	۱	ام کلثوم رسول کی صلبی بیٹی نہیں تھی
۴۵	۱	ایلا کے احکام (مرد کا زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا)
۵۰	۲	ایک نیکی کا بدلہ دس گنا
۵۲	۱	اعتراف کے معنی
۵۴	۲	اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا
//	۴	آل محمدؐ کی مودت مضبوط رسی ہے
۵۵	۲	ابراہیم کا چار پرندے مار کر زندہ کرنا
۵۸	۲	اولوا الالباب کے معنی
۵۸	۶	اصحاب صفہ کون تھے۔
۶۰	۲	آزاد اور عادل دو مردوں کی گواہی
۶۱	۱	ایک مرد کے برابر دو عورتوں کی گواہی قرار دینے کی وجہ
۶۲	۱	امت محمدی سے کن نو امور کے متعلق بازپرس ہوگی
//	۲	اصر کا مطلب
۶۳	۱	انجیل کے معنی
۶۴	۴	آیات متشابہات سے کیا مراد ہے۔
۶۵	۳	آخرت کی نعمتیں حقیقی اور غیر فانی ہیں۔
۶۶	۲	اسلام کے سوا کوئی دین اللہ کو پسند نہیں
//	//	اسلام ایمان سے مقدم ہے
//	۳	انبیاء کو ناحق قتل کرنے کی سزا
۶۷	۱	اللہ تعالیٰ ہی حکومت عطا کرتا اور چھینتا ہے
۶۸	۲	آنحضرتؐ کے اتباع مطلق کا حکم
۶۸	۳	اصطفےٰ کا مطلب کیا ہے
۶۸	۴	آل عمران کون ہیں۔

صفحہ	حاشیہ	مضمون
۶۹	۲	یشاع کون تھی
۷۰	۲	الراکعین کون ہیں؟
۷۶	۱	امانت نیک وبد کی ادا کرنی ضروری ہے
۷۷	۱	آنحضرتؐ کی نبوت کے بارے میں کل انبیا سے میثاق لیا جانا
۸۱	۴	امت رسول پانچ جھنڈوں کے ساتھ قیامت کو محشور ہوگی
۸۴	۲	انبیا کا راز فاش کرنے والے ان کے قاتل قرار دیئے گئے۔
۸۹	۲	آخرت کے طلب گار
۸۹	۲	ابی بن کعب کی رائے۔
۸۹	۵	اللہ کی قضا کو روکنے والا کوئی نہیں
۹۷	۳	اُوذوا فی سبیلی اللہ سے کون مراد ہیں
۹۸	۲	آدمؑ کی پسلی سے حوا کی پیدائش کا قصہ غلط ہے
۱۰۵	۱	ایمانکم کے معنی
۱۰۵	۵	اخدان کے معنی چھپی دوستی۔
۱۰۷	۱	اخوت کا عقد
۱۰۹	۱	امت محمدی میں سے ہر قرن میں امام ہوگا
۱۱۱	۳	آئمہ اہل بیت پر لوگوں کا حسد کرنا
۱۱۱	۴	آل ابراہیم کو ملک عظیم عطا ہوا
۱۱۳	۲	اولی الامر کون ہیں لوگوں کو اہل بیت رسول کو تعلیم دینے کا حکم وہ لوگوں سے زیادہ عالم ہیں آیۂ تطہیر کے مصداق
۱۱۴	۱	آئمہ اہلبیت کی اطاعت کا حکم
۱۱۴	۲	اسلحہ کو حذر کیوں کہا گیا
۱۱۶	۱	اجل قریب سے مراد خروج قائم آل محمدؐ
۱۱۶	۳	امام کی پہچان
۱۸۸	۲	اضلال کی پہچان
۱۲۵	۱	اپریشن کر کے جنس تبدیل کرنا
۱۲۸	۱	ایران کے مجوسیوں کی تعریف
۱۲۹	۱	اہل حق کی بدی کرنے والوں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت
۱۳۲	۴	آسمان سے ایک ہی بار کتاب کے نزول کا سوال
۱۳۴	۳	آل محمد کے حقوق غصب کرنے والے ظالم ہیں۔
۱۳۵	۱	آنحضرت افضل ہیں یا عیسیٰؑ
۱۳۹	۲	اہل کتاب کا ذبیحہ حلال نہیں
۱۳۹	۴	اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح منع البتہ متعہ جائز ہے

۱۴۳	۲	ارضِ مقدس سے مراد ملک شام ہے
۱۴۴	۱	آدم کا ہابیل کے قتل پر چالیس دن رونا
۱۴۵	۲	ایک کا قاتل سب کا قاتل
۱۴۵	۳	ایک کے ساتھ احسان سب کے ساتھ احسان
۱۴۵	۴	اونٹوں کی چوری کی سزا
۱۴۹	۱	آنحضرتؐ کی نازل شدہ کتابوں کے محافظ تھے۔
۱۴۹	۴	آنحضرتؐ نے اہل کتاب کے دو جھگڑے چکائے
۱۵۰	۱	آنحضرتؐ کو تسلی دینا
۱۵۰	۴	آل محمدؐ کے محب کا آل محمد میں سے ہوجانے کا مطلب
۱۵۱	۲	اہل کتاب اور کفار سے دوستی کی ممانعت
۱۵۱	۳	اذان اور نماز پر مضحکہ
۱۵۲	۳	احبار اور ربانیوں کے منع نہ کرنے پر عذاب
۱۵۳	۲	آیہ بلغ سے علیؑ کی خلافت کا اعلان
۱۵۵	۲	انجیل اور توریت میں آنحضرتؐ کی بشارات
۱۵۵	۲	انبیاء کی ہفوات قرآن میں کیوں بیان کی گئیں۔
۱۵۵	۳	الوہیت عیسیٰ کا اعتقاد غلط ہے
۱۵۶	۱	اہل ایلہ پر حضرت داؤد کی لعنت
۱۵۷	۲	امیرالمومنینؑ کا رات کو نہ سونے کی قسم کھانا
۱۵۸	۲	انصاب اور ازلام کسے کہتے ہیں۔
۱۵۸	۳	البلاغ المبین کیا ہے
۱۵۹	۱	احرام کی حالت میں شکار
۱۵۹	۲	احرام کی حالت میں سانپ بچھو اور چوہے کا قتل
۱۵۹	۳	احرام کی حالت میں چوپاؤں کے قتل کا کفارہ
۱۶۲	۱	اوصیا کے بارے میں پیغمبروں سے سوال
۱۶۵	۱	انعام کے سورہ کی پہلی آیتیں الحمدللہ سے تین قسم کے لوگوں کی تردیج
۱۶۵	۳	اجل حتمی موت کے لئے معین ہے
۱۶۷	۱	امام آل محمد سے ہوگا جو بعد رسول تبلیغ قرآن کریگا
۱۶۷	۲	انجیل اور توریت میں رسول کا حلیہ
۱۷۰	۴	آیت اللہ پر ایمان نہ لانے سے ہلاکت ہوگی
۱۷۲	۱	اللہ تعالےٰ کے خزانے
۱۷۳	۳	اعمیٰ اور بصیر سے کیا مراد ہیں
۱۷۳	۴	اعمال کا حساب روز قیامت
۱۷۴	۴	آسمانی عذاب سے کیا مراد ہے
۱۷۶	۲	آذر ابراہیمؑ کا چچا تھا باپ تارخ تھا
۱۷۸	۱	آئمہ ذریت انبیاء ہیں بسبب جناب فاطمہؑ
۱۷۸	۲	الیسع کون تھے؟
۱۷۹	۲	اللہ تعالیٰ کی پہچان
۱۷۹	۲	امیرالمومنینؑ کا خطبہ توحید
۱۷۹	۱	ابن ابی سرح کی کتابت وحی میں خیانت
۱۸۰	۳	ایمان کا عاریۃً دیا جانا

۱۸۱		(قول صافی) ابوالخطاب محمد ابن مقلاص غالی تھا
۱۸۱	۲	ابصار سے کیا مراد ہے
۱۸۳	۱	انسانوں اور جنوں کے شیطان
۱۸۳	۳	امام کی پیدائش اور ان کا ستون نور سے لوگوں کے اعمال دیکھنا
۱۸۴	۲	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے
۱۸۵	۱	ابوجہل
۶۳۵	۳	ابوجہل
۷۹۵	۳	ابوجہل
۷۹۶	۴	ابوجہل
۱۸۸	۱	انعام کے معنی
۱۹۱	۱	آیات کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتوں کی مشایعت
۱۹۳	۱	ایمان لانا کیا فائدہ نہ دے گا
۱۹۳	۲	اول المسلمین آنحضورؐ ہیں
۱۹۵	۲	اعمال کا تولا جانا
۱۹۶	۱	ابلیس کو مہلت
۱۹۶	۲	ابلیس کی گمراہی
۱۹۶	۳	ابلیس کا لوگوں کو بہکانا
۱۹۶	۴	ابلیس کو نکل جانے کا حکم اور اس کا خدا سے سوال و جواب کرنا
۱۹۹	۱	اثم سے مراد شراب ہے۔
"	"	امام موسیٰ کاظمؑ کا قرآن سے استدلال۔
۱۹۹	۲	اجل کا وقت کون سا ہے
۲۰۰	۳	اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا
۲۰۱	۲	امیرؑ قیامت کے دن خدا کے مؤذن
۲۰۱	۴	اعراف سے کیا مراد ہے؟
۲۰۳	۱	آسمانوں اور زمین کا چھ دن میں پیدا کرنا
۲۰۳	۲	استوای علی العرش کا مطلب
۲۰۴	۱	آئمہ کے علم کی اشاعت بحکم خدا
۲۰۵	۱	انبیاء کا اپنی قوم کے کفار کو بھائی کہنا
۲۰۵	۳	آلاء اللہ سے کیا مراد ہے
۲۰۷	۲	ابراہیم اور لوط خالہ زاد تھے
۲۰۷	۳	اغلام بازی کی ابتدا قوم لوط میں ابلیس نے کی
۲۰۸	۱	آسمان سے پتھروں کی بارش
۲۱۹	۳	آنحضرتؐ کو امّی کیوں کہا گیا
۲۲۰	۱	آنحضرتؐ سید اولاد آدمؑ ہیں
۲۲۰	۲	امت قوم موسیٰ سے کیا مراد ہے
۲۲۰	۳	اسباط کے معنی
۲۲۰	۴	انبجست کے معنی . . . .
۲۲۴	۴	آنحضرتؐ کی امت کا ۷۳ فرقوں میں بٹ جانا
۲۲۴	۳	اسم کے کیا معنی ہیں
۲۲۶	۲	آدم اور حوا سے شرک کی نفی
۲۲۷	۲	آنحضرت کو ظالموں کو معاف کر دینے کا حکم

۲۲۸	۱	انفال کے معنی
۲۲۸	۳	انفال رسول کا حق ہے
۲۳۱	۴	ایمان کی تکمیل اور زیادتی
۲۳۱	۱	ائمہ کا کافروں کو جنگ میں قتل کرنا
۲۳۲	۴	اولاد کا فتنہ ہونا
۲۳۳	۲	آسمان سے پتھر برسنے کی خواہش کس کس نے کی
۲۳۴	۱	البیت کا مطلب کیا ہے
۲۳۶	۲	ابوسفیان
۲۳۸	۲	آئمہؑ کے امر میں داخل اور شریک ہونا
۲۴۳	۲	الا کے مختلف معنی
۲۵۰	۲	ایک مومن کا دس کافروں پر غالب آنا
۲۵۴	۱	ائمہ کفر
۲۴۹	۲	ابوبکر کا غار ثور میں اضطراب
۲۵۲	۲	ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل ضرر نہیں پہنچاتا
۲۵۲	۳	اللہ تعالیٰ کا بتدریج گرفتار کرنا
۲۵۵	۷	اہل مدین کی ہلاکت
۲۵۷	۱	امر خلافت کو بنی ہاشم سے نکالنے کی قسمیں کھانے والے
۲۵۹	۳	اولاد اور مال کے ذریعے عذاب
۲۶۱	۳	اعراب کون لوگ ہیں
۲۶۱	۴	اعراب کا وحشی اور قسی القلب ہونا
۲۶۲	۱	امت کے نقیب ابوذر، مقداد، سلمان فارسی اور عمار
۲۶۲	۳	اولین مہاجرین کا ذکر
۲۶۲	۴	ایمانداروں کے گناہ
۲۶۴	۱	المیہ کربلا در قرآن
۲۶۶	۲	اختلاف امتی رحمۃ کا مطلب
۲۶۷	۲	ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے
۲۶۸	۲	الٓمٓ اسم اعظم ہے
۲۶۸	۱	آنحضرتؐ کا عربی ہونا
۲۷۲	۱	اہل مکہ کا سات سال قحط میں مبتلا رہنا۔
۲۷۲	۲	اللہ تعالےٰ کے ساتھ چال چلنا
۲۷۳	۲	اللہ تعالیٰ کا نام "اسلام"
۲۷۳	۱	امس کے معنی
۲۷۸	۳	آنحضرتؐ کا آیۃ سہواً پڑھ کر رونا
۲۸۳	۲	آنحضرتؐ کی طرف شک کی نسبت کا جواب
۲۸۵	۱	امر حق پر مرنے والا جنتی ہے
۲۸۷	۳	امت معدودۃ سے کیا مراد ہے۔
۲۸۷	۲	ابتلا اور آزمائش کی غرض
۲۸۹	۲	الاشہاد سے مراد آئمہ علیہم السلام ہے۔
۲۹۱	۱	اغوا کی نسبت خدا سے دینے کا مطلب
۲۹۳	۱	اراراط اور جودی پہاڑ
۲۹۶	۲	ابراہیم علیہ السلام کے حالات

۳۰۲	۴	ارادہ کی پختگی
۳۰۳	۲	اولوا البقیۃ سے کیا مراد ہے
۳۰۳	۳	انصاف کا برتاؤ کرنے والے
۳۰۴	۲	احسن القصص
۳۱۳	۱	انسان کو بوقت ضرورت اپنی پاکیزگی بیان کرنا جائز ہے
۳۱۸	۱	انبیاء کے لئے صدقہ حرام ہے۔
۳۲۳	۲	اللہ کی طرف سے معافی
۳۲۵	۱	اعمی اور بصیر سے مراد کافر و مومن
۳۲۵	۳	اللہ تعالیٰ کے شریک
۳۲۶	۱	اولوا الالباب سے مراد شیعیان علیؑ
۳۲۶	۲	آل محمدؐ کے بارے میں میثاق
۳۲۷	۱	الذین آمنوا سے مراد شیعیان علیؑ
۳۲۹	۱	آنحضرتؐ کی کثرت ازدواجی
۳۲۹	۱	انبیاء کا صاحب ازواج و اولاد ہونا
۳۳۰	۱	اللہ تعالیٰ سے مکر کی نسبت
۳۳۱	۱	ایام اللہ کون سے دن ہیں۔
۳۳۱	۳	اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اقرار
۳۳۵	۲	البوار کے معنی
۳۳۶	۱	اسمٰعیل کی اولاد میں کوئی بت پرست نہیں بوجہ قبولیت دعائے ابراہیمؑ
۳۳۷	۲	السلمان منا اہل البیت کا مطلب
۳۳۷	۴	ابراہیم کی دعا کے مقصود آئمہ ہیں
۳۳۸	۲	اصفاد کا مطلب
۳۴۰	۱	آسمان کے بارہ برج
۳۴۰	۲	آنحضرتؐ کی ولادت پر ستاروں کی نقل و حرکت
۳۴۰	۲	ابلیس کا آسمان پر جانا بند
۳۴۴	۲	آنحضرتؐ کی ایک فضیلت
۳۴۴	۴	اصحاب الایکہ
۳۴۴	۵	اصحاب الحجر
۳۴۵	۲	آنحضرتؐ کا پانچ برس خائف اور خفیہ رہنا
۳۴۵	۲	امیر المومنینؑ اور جناب خدیجہ کا رسولؐ کا ساتھ دینا
۳۴۵	۲	اظہار اسلام کا حکم
۳۴۶	۴	انسان کے لئے مختلف سواریوں مثلاً موٹر، ریل، ہوائی جہاز، راکٹ، بینگ کی ایجادات کا ذکر
۳۴۹	۱	اوتوا العلم سے مراد انبیاء اور علماء یعنی آئمہؑ
۳۴۹	۲	اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں خیر و خوبی کا ہونا۔
۳۵۱ ۴۱۷	۳ ۳	اہل الذکر کون ہیں
۳۵۳	۴	اللہ تعالیٰ کی شان بہت اعلیٰ و ارفع ہے
۳۵۵	۱	ارذل العمر کب ہوتی ہے۔
۳۵۵	۳	"
۳۵۷	۱	آنحضرت اور آئمہ کا گواہی دینا

۳۵۸	۲	آئمہ کا علم کائنات
۳۵۹	۱	اون کات کر توڑنے اور توڑ توڑ کر کاتنے والی
۳۶۱	۱	ابو فکیہ مولیٰ ابن حضرمی عجمی
۳۶۱	۳	آنحضرت کا احکام سنانا۔
۳۶۳	۲	استحلال کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے یعنی اپنی رائے سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنے والا
۳۶۶	۱	آئمہ کی عصمت
۳۶۷	۲	انسان کو اپنے اعمال کا یاد رہنا
۳۶۹	۲	آنحضرتؐ کا رزق کے لئے دعا کرنا
۳۶۹	۲	آنحضرت سوالی کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے۔
۳۶۹	۵	اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے قتل کرنا۔
۳۷۱	۳	آنحضرتؐ کے بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے پر قریش کا بھاگ جانا
۳۷۱	۴	آنحضرتؐ کو کفار کا ساحر، شاعر، کاہن اور مجنون کہنا
۳۷۵	۱/۲	انسان اشرف المخلوقات ہے
۳۷۵	۳	یوم ندعوا ... سے کون امام مراد ہیں
۳۷۶	۱	آنحضرتؐ کو مکہ سے نکالنے والے جنگ بدر میں قتل ہو گئے
۳۷۸	۱	آنحضرت سے کفار کے مطالبات جو از روئے تمسخر تھے
۳۷۸	۲	آنحضرت کی دو باتوں کے متعلق شہادت
۳۸۰	۱	اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ
۳۸۰	۲	اللہ اکبر یعنی اللہ کس چیز سے بڑا ہے کا جواب
۳۸۱	۱	اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیاء کے لئے دنیاوی زینت کا پسند نہ کرنا
۳۸۱	۱	(بہتر جم) اللہ تعالیٰ کے آزمائش کرنے کا مطلب
۳۸۱	۲	اصحاب کہف کس زمانہ میں ہوئے
۳۸۲	۱	اصحاب کہف کا غار شمال رو تھا
۳۸۲	۲	اصحاب کہف کی غار کا وسیع حصہ
۳۸۲	۳	اصحاب کہف کو سال میں دو بار کروٹ بدلوانا
۳۸۲	۴	اصحاب کہف کا کتا، بلعم باعور کا گدھا اور یوسفؑ کا بھیڑیا بہشت میں جائیں گے۔
۳۸۳	۱	اصحاب کہف کا تین سو نو برس مر کر زندہ ہونا ایک حجت تھا۔
۳۸۴	۱	اصحاب رسول جو کم مایہ تھے ان کی شان میں آیت
۳۸۶	۲	اُحیط بثمرہ کا مطلب کیا ہے
۳۸۶	۳	انگور کی چھتریوں اور بیلوں کا الٹا پلٹا ہونا
۳۹۱	۲	ایک لڑکی سے ستر نبیوں کا پیدا ہونا
۳۹۴	۲	آئمہ کفر کی قیامت کے دن بے قدری
۳۹۴	۳	آنحضرتؐ کو بشر مثلکم کہنے کا مطلب
۳۹۸	۱	الاحزاب سے مراد یہود و نصاریٰ
۴۰۴	۲	آنحضرتؐ کے نماز میں پاؤں سوج جانا
۴۱۴	۲	آنحضرتؐ کا زیادتی علم کی دعا کرنا
۴۱۵	۱	آدمؑ کی ناامیدی

۴۱۵	۳	اعمیٰ سے مراد آخرت کا اندھا
۴۱۶	۲	آنحضرتؐ کا اپنے اہلبیت کو مخصوص قرار دینا
۴۱۷	۲	اضغاث احلام سے کیا مراد ہے۔
۴۱۹	۳	اللہ تعالیٰ سے اس کے فعل کی پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی
۴۱۹	۴	اللہ تعالیٰ کی اولاد کا عقیدہ رکھنے والے
۴۲۱	۱	آنحضرتؐ کے ساتھ کفار کا ہنسی مذاق کرنا
۴۲۳	۱	اعتکاف کا مطلب
۴۲۴	۱	ابراہیم کا بت توڑنا اور کفار کے اعتراض پر آپ کا جواب
۴۲۴	۲	ابراہیم کا آگ میں ڈالا جانا
۴۳۳	۱	اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بارے میں کلام کرنا
۴۳۷	۱	امام صامت
۴۳۸	۳	اصلاحات جو بوقت ظہور مہدیؑ ہوں گی
۴۳۸ ۵۳۸	۴	ایک دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا
۴۳۸	۱	ایمان کے معنی تصدیق کرنا
۵۱۷	۳	"
۴۳۹	۲	آنحضرتؐ کو مکہ سے نکالنے والے قریش
۴۳۹	۲	اشعار یزید پلید اشیاخی ببدر
۴۴۰	۱	اپنے مارے ہوئے جانور کھانا اور خدا کے مارے ہوئے کھانا کفار کا اعتراض
۴۴۲	۲	آدمیوں میں سے رسولوں کا چننا
۴۴۲	۳	اعضاء و جوارح پر عبادت کا لازم ہونا
۴۴۴	۲	اللہ تعالیٰ کے علاوہ خالق جیسے عیسیٰؑ
۴۴۹	۳	استکانت اور تضرع کا مطلب
۴۵۱	۱	الغیب اور الشہادۃ سے کیا مراد ہے
۴۵۱	۰	آنحضرتؐ کا روز فتح مکہ کا خطبہ
۴۵۵		افک کا واقعہ اور حضرت عائشہ کا اتہام سے بری ہونا
۴۵۶	۴	الفحشاء سے کون سی برائیاں مراد ہیں
۴۵۷		اعضاء کی گواہی روز قیامت
۴۵۷	۲	الخبیثات کا مطلب
۴۵۸	۲	الایامیٰ سے کون عورتیں مراد ہیں
۴۵۹	۱	آقا اور غلام کے درمیان مکاتبت
۴۵۹	۴	اللہ نور السماوات والارض کا مطلب
۴۵۹	۵	اللہ کے نور کی مثال
۴۶۳	۱	آنحضرتؐ کی صفات کے بیان میں خطبہ
۴۶۴	-	اجازت کے بغیر داخل ہونا منع ہے
۴۶۴	۳	اجازت لینے کے اوقات کیا ہیں
[illegible]	۲	اندھوں، لنگڑوں، بیماروں کے ساتھ کھانا کھانے کے احکام
۴۶۴	۳	اولاد کے گھر
۴۶۵	۱	آنحضرتؐ کو پکارنے کا طریقہ
۴۷۰	۲	املاک کے معنی

مضمون		صفحہ
اصحاب الرس	۲	۴۷۰
اسراف کسے کہتے ہیں.	۳	۴۷۳
آسمانی ندا قبل ظہور امام مہدیؑ	۱	۴۷۵
اللہ تعالیٰ کو ظاہری خواص اور آثار سے پہچاننا	۴	۴۷۶
اللہ تعالیٰ کا اپنے دشمنوں سے بدلا لینا	۵	۴۷۸
ابراہیم کا اپنے بیمار ہونے کی نسبت خدا کو نہ دینا	۱	۴۸۰
آنحضرتؐ کا اپنے اقربا کو ڈرانا	۱	۴۸۷
آنحضرتؐ کا سجدہ گذاروں کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہنا	۲	۴۸۷
آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان کا علم	۲	۴۹۲
ادرک کا مطلب خاندان کے لوگوں کیلئے درپے ہلاک ہونا	۲	۴۹۶
الحسنت سے مراد ولایت اہلبیتؑ اور ان کی محبت ہے۔	۲	۴۹۸
آنحضرت کے بعد حسنؑ اور حسینؑ کا کمزور کیا جانا	۱	۵۰۰
اشدہ کا مطلب	۱	۵۰۱
الرعا کے معنی	۴	۵۰۲
اسلام میں نکاح اجارہ حرام ہے	۶	۵۰۳
الرھب کے معنی	۲	۵۰۴
ائمہ جہنم	۱	۵۰۶
امام کی پیروی کے بغیر اپنی رائے کو دین قرار دینے والا	۳	۵۰۷
امام اور ان کے شیعہ صابر ہیں	۲	۵۰۸
اُہیا کا مطلب کیا ہے.	۲	۵۰۹
امام کا منصور کرنا خدا کے اختیار میں ہے.	۳	۵۱۰
آخرت میں مومنوں کا اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا	۳	۵۱۰
امت کے ہر فرقہ کو امام کے ساتھ بلایا جائے گا	۱	۵۱۱
آنحضرتؐ کی رجعت	۱	۵۱۳
ابراہیمؑ کی خبر کو قطع کر کے اُمت کو مخاطب کرنا.	۱	۵۱۶
امیر المومنین اور ائمہ کے منکر کافر ہیں	۳	۵۲۱
آنحضرتؐ کا علم کتابت	۴	۵۲۱
ائمہ کے ظاہری اور باطنی دشمنوں سے جھگڑنے کا حکم	۲	۵۲۳
آل محمد اور ان کے پیروکار	۳	۵۲۴
المثل الاعلیٰ کے مصداق علیؑ ہیں	۱	۵۲۸
"الدین" سے مراد ولایت جناب امیرؑ و ائمہ	۲	۵۲۸
ایمانی بھائی کی مدد کرنے کا حکم	۱	۵۳۱
امام اور امامت کے اوصاف	۱	۵۳۲
آنحضرتؐ کو کفار کے تکلیفیں دینے پر غصہ نہ کرنے کا حکم	۳	۵۳۲
الخبث کا مطلب	۲	۵۳۲
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تکلیفوں پر صبر کرنے کا حکم	۱	۵۳۳
اکڑ کر چلنا منع ہے اکڑپن دکھانے والا پہلا شخص قارون	۲	۵۳۵
اکڑ کے معنی، از روئے تکبر منہ پھیرنا	۴	۵۳۵
ائمہ کا صابر ہونا	۱	۴۳۱
ایک دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا	۲	۵۳۸
آنحضرت کا منکروں کو رجعت کی خبر دینا	۲	۵۴۱

مضمون		صفحہ
اولیٰ کے معنی اور مفہوم	۲	۵۴۲
آنحضرتؐ کی ازواج امت کی مائیں ہیں	۳	۵۴۲
آنحضرتؐ کی ازواج کو گھروں میں بیٹھنے کا حکم، عائشہ کا جنگ جمل میں نکلنا اور ہمیشہ یاد کر کے رونا.	۲	۵۴۷
آیۂ تطہیر کے مصداق	۳	۵۴۷
آنحضرتؐ کا کسی غیر کا باپ نہ ہونا اپنوں کے باپ ہونے کے منافی نہیں.	۱	۵۴۹
آنحضرتؐ اور آپ کی آل پر درود اور اس میں آل کے شامل ہونے کی علمی بحث.	۲	۵۴۹
آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں.	۲	۵۴۹
انصار کی ایک عورت کا آنحضرتؐ کو اپنا نفس ہبہ کرنا	۱	۵۵۰
اہل بیت رسولؐ کے برتنوں پر غیروں کو نظر نہ کرنے کا حکم	۱	۵۵۰
ازواج رسول کو اختیار کہ مال دنیا لے کر الگ ہو جائیں یا صحبت رسول اختیار کریں.	۲	۵۴۶
آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کی خواہش کرنے والا	۲	۵۵۱
آیۂ صلوٰۃ پر اعتراض اور اس کا جواب کہ درود میں آل کس طرح شامل ہے.	۱	۵۵۲
امانت سے مراد ولایت و امامت حضرت علیؑ	۳	۵۵۴
آنحضرتؐ کا کالے گورے جن انسان سب کی طرف مبعوث ہونا	۲	۵۵۹
امیر لوگوں کی مذمت کرنے والا	۱	۵۶۱
آنحضرتؐ کی امت کو پہلی امتوں کی نسبت دسواں حصہ بھی نہ ملنا	۱	۵۶۲
المی اور بعید سے کیا مراد ہے	۱	۵۶۶
الاحیاء والاموات سے کون مراد ہیں	۳	۵۶۷
اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء	۵	۵۶۷
اورثنا الکتٰب سے کون افراد ہیں	۲	۵۶۸
انذار کا مطلب	۲	۵۶۹
امام مبین کون ہے	۳	۵۷۲
اللہ تعالیٰ کا نبیوں کو سلام بھیجنا	۱	۵۷۶
اصحٰو کے معنی کیا ہیں	۳	۵۷۶
اجتماعات میں قطار بندی کا طریقہ	۲	۵۷۸
آل محمدؐ کا حق غصب کرنے والے	۱	۵۷۹
امیر المومنین کی ولایت کے بارے میں سوال	۲	۵۷۹
اہل جنت کے اوصاف	۱	۵۸۰
ابراہیم کا ستارے دیکھ کر اپنے آپ کو بیمار کہنے کا مطلب	۱	۵۸۲
ابراہیم کا ذبح کرنے کے لئے اسماعیل سے مشورہ کرنا	۲	۵۸۳
ابراہیم کا ذبح فرزند کے لئے کئی مرتبہ خواب دیکھنا	۳	۵۸۴
الیاسین کے مصداق کی بحث	۱	۵۸۵
ائمہ اہل بیت کا خاص مقام اور منزلت	۲	۵۸۶
ائمہ اہل بیت کا عرش کے گرد تسبیح کرنا	۱	۵۸۷
اعمال کا پورا ناپا جانا	۲	۵۸۹

مضمون		صفحہ
اداب کے معنی اور اشتقاق	۲	۵۹۱
آنحضرتؐ کے اختیارات سلیمان سے بڑھ کر تھے	۲	۵۹۱
الیسع کون تھے؟	۱	۵۹۲
اہل بیت کے خلاف مخالفین کے منصوبے کہ رسولؐ کے بعد ان کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے	۱	۵۹۴
امور دین میں اختلاف	۱	۵۹۵
آنحضرتؐ سے ابی فلاں یا ابو الفضل کا بے ادبی کرنا	۲	۵۹۶
اہل عقل و فہم کو خدا کا بشارت دینا.	۲	۵۹۷
آنحضرتؐ پر بتوں کو عیب لگانے کا الزام	۲	۵۹۹
اللہ کا نفسوں کو قبض کرنا	۱	۶۰۰
امامت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا قیامت کو سیاہ رو ہوگا	۱	۶۰۳
آنحضرت کو شک کی نسبت دینے کا کیا مطلب ہے	۲	۶۰۳
الروح سے مراد روح القدس ہے	۱	۶۰۶
الدرجات رفعہ کے معنی کیا ہیں؟	۳	۶۰۷
آنکھ کی خیانت	۵	۶۰۷
آل فرعون کا مومن کون تھا	۱	۶۰۹
ایمان کو چھپانے والا	۲	۶۰۹
انسان کا حسین صورت پر پیدا کیا جانا	۲	۶۱۴
انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے	۱	۶۱۶
ایام سے کیا مراد ہے	۳	۶۱۸
آسمان اور زمین کی اطاعت	۴	۶۱۸
ایام کا نحس ہونا.	۲	۶۱۹
ائمہ علیہم السلام کی اطاعت پر قائم رہنے والے	۱	۶۲۱
ام القریٰ سے مراد مکہ ہے	۱	۶۲۷
امۃ واحدہ کا مطلب	۳	۶۲۷
اورثوا الکتاب سے کون مراد ہیں	۲	۶۲۸
اللہ تعالیٰ پر حجت قائم کرنے والے	۱	۶۲۹
ایک کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو تک	۴	۶۲۹
آخرت کی کھیتی کیا ہے	۵	۶۲۹
اقربا رسول سے مودت کا حکم	۱	۶۳۰
آیہ مودت اصحاب کساء کے بارے میں نازل ہوئی	۱	۶۳۰
الاعلام کا مطلب	۲	۶۳۱
ام الکتاب سے کیا مراد ہے	۱	۶۳۵
آنحضرتؐ کی قوم کا آپ پر ہنسنا	۲	۶۳۵
آنحضرتؐ کو پہلی قوموں کے قصے سنانا	۳	۶۳۶
اولاد باپ کا ٹکڑا ہوتی ہے	۱	۶۳۶
اٹکل پچو باتیں کرنے والے	۱	۶۳۷
امامت قیامت تک اولاد امام حسینؑ میں رہے گی	۱	۶۳۷
آنحضرتؐ اور حضرت عیسیٰ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ	۱	۶۳۹

۶۴۰	۱	اللہ تعالیٰ کے غضب ناک ہونے کا طریقہ
۶۴۲	۱	آنحضرتؐ اول العابدین اور اول مخلوق ہیں
۶۴۵	۲	اولیاء خدا کے علاوہ اوروں کو دوست رکھنا
۶۴۷	۲	اللہ تعالیٰ کے نام کو آیات سے مقدم کرنے کی علت
۶۴۸	۱	آئمہ اہلبیتؑ کو آئمہ جور کے بارے میں بددعا نہ کرنے کا حکم
۶۴۸	۲	آنحضرتؐ کے لئے تادیب
۶۵۰	۱	آیات اللہ آئمہ معصومینؑ ہیں
۶۵۰	۲	اللہ تعالےٰ کے اعتراضات کا جواب کوئی نہ دے سکیگا
۶۵۲	۲	آنحضرتؐ نئی بات کہنے والے رسول نہیں
۶۵۳	۲	اُف کا مطلب اور والدین کو نہ کہنے کا حکم
۶۵۴	۱	آنحضرتؐ کا کھجور اور گھی ملا حلوہ کھانے سے انکار اور اس کی وجہ
۶۵۴	۲	احقاف عاد کا ملک ہے
۶۵۶	۲	اولوالعزم رسول نوحؑ، ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور آنحضرتؐ ہیں
۶۵۷	۱	آنحضرتؐ اور امیرالمومنینؑ کے دشمنوں کی پیروی کرنیوالے
۶۵۷	½	اتباع حق اور اتباع باطل کرنے والے
۶۵۸	۱	اہل جنت کے لئے جنت کو خوشبودار اور مزین کرنا
۶۵۸	۲	اللہ تعالیٰ کا مخلوق سے مدد مانگنا
۶۵۹	۳	اہل جنت کے لیے باغات کی کثرت
۶۶۱	۱	اولاد کی پاکیزگی ولادت کی پہچان حب علیؑ ہے
۶۶۱	۲	اللہ تعالیٰ سے علم کو نسبت دینے سے کیا مراد ہے
۶۶۲	۱	اعمال کا ضائع نہ ہونا
۶۶۲	۲	ایمان خواہ ثریا پر ہو فارس کے لوگ لے آئیں گے
۶۶۲	۴	آنحضرتؐ سے ذنب کی نسبت کا مطلب
۶۶۳	۱	آنحضرتؐ کی مخالفت نہ کرنے والے مومن
۶۶۳	۲	آنحضرتؐ پر اتہام لگانے والے
۶۶۴	۱	آنحضرتؐ کے ساتھ حدیبیہ جانے والے
۶۶۴	۲	اللہ کی رحمت کا اس کے غضب سے بڑھے ہوئے ہونا
۶۶۵	۱	اولی باس شدید سے کون مراد ہیں
۶۶۵	۲	اجراً حسناً سے کیا مراد ہے
۶۶۶	۱	انبیاء اور رسولوں کا غالب رہنا
۶۶۷	۱	امام کا زمین کو عدل و انصاف سے بھرنا
۶۶۸	۱	آنحضرتؐ سے بات کرتے وقت اونچی آواز نکالنا منع ہے
۶۶۸	۱	آنحضرتؐ کی ازواج کے حجرے
۶۶۹	۱	اصلی حال کھل جانے تک صبر کرنے کا حکم
۶۷۰	۱	ایک دوسرے کو چڑانے کیلئے برے نام رکھنا منع ہے
۶۷۱	۱	اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قسمیں کیوں کھائیں
۶۷۲	۱	آسمان سے پانی اتار کر مردہ شہر کو زندہ کرنا
۶۷۲	۲	اللہ تعالیٰ کا یہ مخلوق فنا کر کے نئی مخلوق بغیر نر اور مادہ کے پیدا کرنا
۶۷۳	۱	آنحضرتؐ اور علیؑ کا اپنے دشمنوں کو دوزخ میں ڈالنا بروز قیامت
۶۷۳	۳	آیات سے کیا مراد ہے۔
۶۸۰	۱	اولاد کا بہشت میں اپنے والدین کے درجہ میں ہونا اگرچہ اعمال پست ہوں
۶۸۱	۲	احلام کے معنی
۶۸۱	۳	اقوال میں تناقض
۶۸۲	۲	اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور حمایت
۶۸۳	۳	افیق سے مراد آسمان کا کفارہ
۶۸۴	۲	اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونے والے
۶۸۴	۳	آنحضرتؐ کا دعوت دینے میں اپنی جان کو تکلیف دینا
۶۸۵	۳	ابراہیمؑ کی وفا
۶۸۶	۲	ازفت کا مطلب کیا ہے۔
۶۸۷	۳	آسمان سے برگرنے والے قطرہ کا شمار
۶۹۱	۱	آدمؑ کا کہیں کسی مٹی سے اور کہیں کسی مٹی سے خلق کئے جانے کا جواب
۶۹۵	۳	آدمیوں کی تین قسمیں
۶۹۸	۲	آکسیجن اور ہائیڈروجن
۷۰۲	۱	اللہ تعالیٰ کا حق اس کے ولی کو پہنچتا ہے
۷۰۳	۲	انظرونا کے معنی
۷۰۵	۵	انبیاء کی ذریت میں نبوت اور کتاب
۷۰۷	۱	اوس بن صامت کا اپنی زوجہ سے ظہار کرنا
۷۰۸	۲	اللہ تعالےٰ کی معیت کا کیا مطلب ہے
۷۰۹	۵	آنحضرتؐ سے راز کی بات کہنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم
۷۰۹	۵	آیت نجویٰ پر علیؑ کے سوا کسی نے عمل نہ کیا
۷۱۲	۱	اول الحشر سے کیا مراد ہے۔
۷۱۳	۱	اقربا رسول کون ہیں؟
۷۱۲	۲	اللہ کے عذاب کا رعب۔ اضطراب اور جلاوطنی کی شکل میں آنا
۷۱۳	۳	اللہ تعالیٰ کا آنحضرتؐ کو اپنی کل مخلوق کا معاملہ سپرد کرنا
۷۱۴	½	ابی بن کعب اور انس کے ساتھی
۷۱۵	۲	اللہ اور رسول کا محارب بزدل ہو جاتا ہے۔
۷۱۶	۱	اصحاب جنت وہ لوگ ہیں جو آنحضرتؐ کے مطیع اور علیؑ کی ولایت کو تسلیم کرتے ہیں۔
۷۱۶	۴	الغیب والشہادۃ کا مطلب کیا ہے
۷۱۶	۳	الخالق الباری المصور کے معنوں کی تشریح
۷۱۶	۴	اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں
۷۱۸	۲	اولاد آدم میں امیر اور فقیر
۷۱۸	۳	اسماءؓ کا اپنی مشرک بیٹی سے ہدیے قبول نہ کرنا
۷۲۱	۲	اسمہ احمد سے آنحضرتؐ کی بعثت کی پیشین گوئی
۷۲۵	۱	آنحضرتؐ کو نماز میں چھوڑ کر چلے جانے والے
۷۲۸	۱	انسان کا کائنات کی صفات سے متصف ہونا ایجادات
		کی خصوصیتوں سے مختص ہونا اور جملہ مخلوقات کے لئے نمونہ بنایا جانا
۷۲۸	۳	آخرت کا عذاب
۷۳۰	۱	اولاد کا فتنہ ہونا
۷۳۰	۱	آنحضرتؐ کا حسینؑ کو ٹھوکر کھاتے دیکھ کر خطبہ ترک کرنا
۷۳۲	۲	اسراف کیا ہے۔
۷۳۳	۱	آنحضرتؐ کا ایک نام ذکر بھی ہے
۷۳۴	۱	آنحضرتؐ کے دہن مبارک سے بوئے مغافیر کی تہمت
۷۳۴	۱	آنحضرتؐ کا حضرت حفصہ سے ایک راز کہنا اور اس کا افشا کرنا
۷۳۶	۱	امرات نوحؑ
۷۳۶	۲	امرات لوطؑ
۷۳۶	۳	امرات فرعون
۷۳۷	۲	آسمانوں کا تہ بر تہ بنایا جانا
۷۳۹	۱	انکار کی وجہ سے عذاب کا نازل کیا جانا
۷۳۹	۲	اللہ تعالیٰ کا بارش روکنا
۷۴۲	۱	اوسط وہ شخص ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو
۷۴۴	۱	الحاقہ سے کیا مراد ہے
۷۴۴	۱	القارعۃ سے کیا مراد ہے
۷۹۳	۱	"
۷۴۲ ۷۹۳	۱	اجرام فلکی کو توڑنے پھوڑنے والی
۷۴۴	۴	اذن واعیہ حضرت علیؑ ہیں
۷۴۵	۱	النجابیہ کا مطلب
۷۴۸	۱	انسان کا شدید الحرص پیدا کیا جانا
۷۴۹	۱	اچھی مخلوق لانے کی قدرت
۷۵۰	۱	ایمان اور اطاعت کی شرط کے ساتھ مقدر ہونے والی اجل مسمیٰ
۷۵۰	۵	انسان کا پیدا ہونے سے قبل مختلف دور سے گذرنا
۷۵۴	۱	اعضائے سجدہ کون کون سے ہیں
۷۵۴	۳	آنحضرتؐ مرتضیٰ ہیں۔
۷۵۵	۱	آنحضرتؐ کو چوتھائی رات نماز کے لئے مخصوص کرنے کا حکم
۷۵۵	۲	الفاظ قرآن کو سہولت سے ادا کرنے کا حکم
۷۵۷	۲	آنحضرتؐ کا غار حرا میں فرشتہ دیکھنا
۷۶۰	۱	اللہ کی توحید کا اقرار کرنے والے جنت میں جائیں گے
۷۶۰	۳	انسان اپنے اعمال پر حجت ہے
۷۶۴	۱	آئمہؑ مشیت الٰہی کے ظرف ہیں۔
۷۶۸	۱	احقاف کتنی مدت کو کہتے ہیں
۷۷۱	۲	ابن مکتوم رضی اللہ عنہ
۷۷۴	۱	آئمہ کے دلوں کا خدا کے ارادوں کا مورد ہونا
۷۷۴	۲	انسان کو اس کی جہالت کا دھوکا دینا
۷۷۶	۱	اللہ تعالےٰ کسی مکان میں نہیں رہتا
۷۷۸	۲	آسمان کے بارہ برج
۷۸۳	۲	اونٹ کی بناوٹ پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار

۷۸۳	۲	ارم شداد کا بنایا ہوا بہشت تھا جو صحرائے عدن میں تھا
۷۸۳	۳	انسان کا بغیر سوچے سمجھے کچھ کہہ دینا۔
۷۸۴	۱	النفس المطمئنۃ سے کون مراد ہے
۷۸۵	۱	المیمنۃ سے کون مراد ہیں
۷۸۵	۲	المشئمۃ سے کون مراد ہیں
۷۸۶	۳	الذکر و الانثیٰ سے کون مراد ہیں
۷۸۷	۱	آنحضرتؐ پہ وحی جبرائیل کے نزول میں دیر ہونا
۷۸۷	۳	آنحضرت کو وجدک ضالاً کہنے کا مطلب
۷۸۸	۱	آنحضرت کو وحی کے ساتھ غنی کرنا
۷۸۸	۳	انجیر اور زیتون کے خواص۔
۷۸۹	۱	آنحضرتؐ اور امام رضا کے شاہدین میں سے ہونا۔
۷۸۹	۲	اقراء سورت سب سے پہلے نازل ہوئی۔
۷۹۰	۲	البینۃ سے مراد آنحضرتؐ ہیں
۷۹۰	۲	الانسان سے مراد حضرت علیؑ ہیں
۷۹۳	۲	المبثوث سے کیا مراد ہے
۷۹۳	۳	المنفوش سے کیا مراد ہے۔
۷۹۴	۱	النعیم سے کیا مراد ہے
۷۹۴	۲	العصر سے قائم آل محمدؐ کے خروج کا زمانہ مراد ہے
۷۹۴	۲	الحطمۃ سے کیا مراد ہے
۷۹۵	۱	اصحاب الفیل کا واقعہ
۷۹۵	۲	ابابیلوں کا چونچ میں کنکریاں لے کر ابرہہ کے ہاتھیوں کو فنا کرنا
۷۹۶	۲	الکوثر سے کیا مراد ہے
۷۰۶	۴	ابوشاکر و عصائی
۷۹۸	۱	اللہ احد کی تفسیر بے نظیر
۷۹۸	۳	الفلق کے معنی اور مفہوم

باب الباء

۲	۱	باء بسملہ کے نقطہ کی علمی تشریح
۲	۲	بسم اللہ الرحمن الرحیم جزو قرآن ہے
۳	۲	بسم اللہ آتش جہنم کی ڈھال ہے
۲	۲	بسم اللہ پر غیر مسلموں کا اعتراض اور اس کا جواب
۳	۱	بقر کی سورۃ کی فضیلت
۱۰	۳	بنی اسرائیل کی نعمتوں کا بیان
۱۰	۳	بارہ چشموں کا پھوٹنا
۱۳	۵	بنی اسرائیل سبت کے ممنوعہ دن شکار کرنے کے سبب بندر بنا دیئے گئے
۱۵	۱	باخص الحل پتھر جس سے شعبدہ باز پیر جو رکا نام نکالتے ہیں
۱۶	۲	بدی کس طرح احاطہ کرتی ہے
۱۸	۱	بینات کا مطلب
۲۳	۱	بدیع کا مطلب
۲۶	۲	بتیسر اور جبائی
۳۸	۴	بادلوں کی سواری کا مطلب
۳۶	۴	باطل طریقے سے مال حاصل کرنا
۳۷	۲	بیوت العلم کون ہیں
۳۹	۶	باپ دادوں کے ذکر کی بجائے خدا کا ذکر کرنے کا حکم
۴۳	۱	بدعت پھیلانے والا
۴۴	۱	بنات الرسول
۴۷	۲	بچہ کو دودھ پلانا۔ مجنوں بے عقل فاحشہ عورت کا دودھ نہ پلانا۔ واقعہ جنگ جمل اور محمد بن حنفیہ کا تیروں کی بوچھاڑ کے ڈر سے آگے نہ بڑھنا علیؑ کی تنبیہ
۴۷	۲	بچہ پر ماں کے دودھ کا اثر محمد بن حنفیہ کی مثالی جنگ جمل میں تیروں کی بوچھاڑ کے ڈر سے آگے نہ بڑھنا
۴۷	۳	بیوی کو دودھ پلانے کی اجرت دینا
۴۹	۱	بیوی کو طلاق دے کر نیک سلوک کرنا
۴۹	۴	بیوہ عورت کی عدت
۵۱	۲	بنی اسرائیل کی آزمائش ایک نہر کے پانی سے
۶۵	۱	بدر کی جنگ میں مسلمانوں کا دوگنا نظر آنا
۶۷	۲	بدی خدا کی طرف سے نہیں
۷۶	۵	بشر کے معنے
۷۹	۳	بکہ نام کی وجہ تسمیہ
۸۱	۳	بدعتی اصحاب حوض کوثر سے دھتکارے جائیں گے
۸۳	۱	بطانۃ کے معنی ولی دوست
۸۴	۲	بدر کے مجاہدوں کی تعداد
۹۳	۱	بدر میں مشرکوں کا نقصان
۹۳	۲	بدر کے قیدیوں کا فدیہ
۹۷	۱	بار بار رجنا کیوں آیا
۱۰۳	۱	بھائی اور بہن کی قسمیں حقیقی علاقائی اور اخیافی
۱۰۴	۱	بیوہ کا زبردستی وارث بن جانا
۱۰۶	۱	باطل کے کیا معنی ہیں
۱۰۸	۳	بخیل کون ہے
۱۱۹	۱	بندہ آزاد کرنا
۱۲۸	۳	بار بار ایمان لانے اور کفر کرنے والے
۱۳۱	۲	بعض انبیا کو ماننے اور بعض کا انکار کرنے والے
۱۳۶	۱	برہان سے کیا مراد ہے؟
۱۳۶	۴	بہن کی قسمیں
۱۳۶	۵	بہن کا وارث بھائی کب ہوتا ہے
۱۳۷	۲	بندر، ہاتھی اور ریچھ کا گوشت حلال نہیں
۱۳۹	۲	باز، کتے، شکرے اور چیتے کا شکار کئے ہوئے جانور کا حکم
۱۵۲	۱	بندر ان کو بنایا جنھوں نے سبت کے احکام کی نافرمانی کی
۱۵۷	۲	بلال کا دن کو روزہ رکھنے کی قسم کھانا
۱۵۸	۳	بلاغ المبین سے کیا مراد ہے
۱۶۰	۱	بار بار سوال کرنے کی ممانعت
۱۶۰	۳	بتوں کی پرستش رائج کرنے اور دین اسمٰعیل بدلنے والا بادشاہ مکہ
۱۷۳	۳	بصیر اور اعمیٰ سے کیا مراد ہے
۱۸۰	۲	برہنہ محشور ہونا قیامت کو
۱۹۳	۱	بنی امیہ کی سلطنت سنہ ۱۳۱ھ میں ختم
۲۰۰	۲	برہوت کہاں ہے
۲۲۲	۱	بخت نصر کے مظالم
۲۲۳	۲	بلعم باعورہ قصہ
۲۲۴	۳	بلاؤں کے دفعیہ کے لئے اہل بیت کا وسیلہ اختیار کرنے کا حکم
۲۳۱	۳	بنی عبدالدار میں سے کون اسلام لایا
۲۳۴	۱	بیعت کے معنی
۲۷۱	۲	بتوں کی شفاعت کا عقیدہ
۲۷۳	۳	بغاوت کا وبال
۲۷۶	۲	بہروں کو سنانا
۲۷۷	۱	بدلہ کے دینے کا دن
۲۹۳	۴	برکت کے معنی
۲۹۹	۲	بقیۃ اللہ سے کون مراد ہیں
۳۰۲	۳	برزخ میں ثواب و عذاب
۳۱۱	۳	بعد امۃ سے مراد بعد وقت ہے
۳۱۵	۳	بنیامین اور یوسف میں باہمی گفتگو
۳۱۶	۲	بنیامین کو روکنے کا خدائی حکم
۳۲۶	۳	بہشت میں مرد اور اس کی بیوی کا نکاح
۳۳۵	۲	بوار کے معنی
۳۴۰	۱	بارہ برج
۳۵۰	۲	بدی کے وبال میں گھر جانا
۳۵۲	۱	بتوں کے لئے اپنی کھیتی اور ریوڑ سے حصے مقرر کرنا
۳۵۴	۳	بطون کے لئے کہیں مذکر اور کہیں مونث کی ضمیر لانے کا اعتراض اور اس کا جواب
۳۵۹	۲	باطن کا ظاہر کے خلاف ہونا
۳۶۳	۱	بغیر حجت و نص صریح کچھ زبان سے کہنا منع ہے
۳۶۷	۳	بعثت رسول کا فائدہ
۳۷۰	۳	بعثت کے ابتدائی دس برس
۳۷۱	۳	بسم اللہ پڑھنے کی آواز سن کر قریش کا بھاگ جانا
۳۷۲	۱	بڑی مخلوق موت ہے
۳۸۲	۴	بہشت میں جانے والے جانور
۳۹۱	۱	بچوں کا قتل
۳۹۴	۳	بشر مثلکم کی مکمل تشریح
۳۹۵	۱	بنی ماثان شاہان بنی اسرائیل میں سے تھے

۳۹۸	۲	بندوں کو بدیاں کرنے اور نیکوں کو نیکی میں کمی کے
		باعث قیامت کے دن افسوس
۴۱۸	۱	بستیوں میں رہنے والے ظالموں کا حشر
۴۲۴	۱	بل فعلہ کبیرہم ہذا کی دلچسپ تفسیر
۴۳۰	۲	بچہ کے پیدا ہونے کی مدت کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ
		نو ماہ ہے
۴۳۰	۲	بچہ کا کئی سال ماں کے پیٹ میں رہنا غلط ہے
۴۳۴	۲	بیت العتیق
۴۳۷	۱	بئر معطلہ کیا ہے۔
۴۳۷	۲	بندے کی چار آنکھیں
۴۴۴	۲	بندوں میں سے خالق جیسے عیسیٰؑ
۴۴۷	۱	بنی اسرائیل فرعون کے مطیع تھے
۴۵۱	۴	برزخ کیا ہے
۴۵۷	۳	باپ بیٹی یا بہن کے پاس جانے کے لئے اجازت لینے کا حکم
۴۶۱	۴	بادل مینہ کی چھلنی ہیں
۴۶۴	۱	بوڑھی عورتیں جو پردے سے مستثنیٰ ہیں
۴۸۹	۱	بورک من فی النار سے مراد اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ علی
		بن ابیطالبؑ ہیں
۴۹۰	۲	بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریال ملکہ سبا،
۴۹۲	۱	بلقیس ملکہ سبا کا حضرت سلیمانؑ کی طرف ہدیہ
۴۹۳	۱	بلقیس کا اپنی پنڈلیاں ننگی کرنا
۵۰۹	۱	بعثرت کے معنی
۵۱۱	۲	برھان کے معنی اور قسمیں
۵۲۳	۱	بھوک کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا
۵۳۳	۲	بعثت کے معنی
۵۳۶	۱	بچہ کا فطرت پر پیدا ہونا
۵۷۸	۱	باطل معبود دوزخ میں جائیں گے
۶۱۴	۱	بناءؑ کا مطلب اور معنی
۶۱۹	۲	بعض دلوں کا نجس ہونا
۶۳۲	۲	بدی کرنے والے کو معاف کرنا
۶۴۱	۳	بہشتیوں کے ہاں جنت میں اولاد پیدا ہونا
۶۴۸	۳	بصیرت کے مختلف معنی
۶۵۱	۳	باطل معبود نفع نہ پہنچائیں گے
۶۵۴	۱	باتوں میں خوض کرنے اور مشغول ہونے والے
۶۵۵	۲	بتوں کے شفیع ہونے کا عقیدہ
۶۷۹	۲	بیت المعمور سے کیا مراد ہے
۶۷۹	۳	بحر المسجور کیا ہے
۶۸۰	۲	بہشت میں شراب پینے والوں کی حالت خراب ہوگی
۶۸۷	۲	بارش کا کثرت سے برسنا
۶۹۰	۲	بدر کے دن کا واقعہ
۶۹۳	۱	برائیوں سے باز رہنے کا طریقہ
۶۹۵	۲	بسؑ کے معنی اور استعمال
۷۰۸	۱	بنی ہاشم میں خلافت نہ رہنے دینے کا مشورہ کرنے والے
۷۱۴	۱	بنی قینقاع
۷۲۸	۴	بشر کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے
۷۷۸	۲	بارہ برج
۷۹۰	۲	بینہ سے مراد آنحضرتؐ ہیں
		بغتہ کا مطلب کیا ہے

باب الباء فارسی پ

۱۵	۱	پتھروں کی خاصیتیں، باغض النحل آگرہ کا شگب لرزاں
۳۱	۳ ۴	پیشواؤں سے تبرا قیامت کے دن
۴۲	۳	پچھواڑے سے مکانوں میں داخل ہونا منع ہے
۴۶	۲	پانچ نمازوں کے اوقات
۵۲	۱	پانی سے چلو بھرا
۵۹	۱	پوشیدہ اور ظاہر طور پر صدقہ دینے والے علی تھے
۷۴	۱	پنجتن پاک کا مباہلہ میں شامل ہونا
۹۷	۱	پانچ آیتوں میں ربنا کا بار بار آنا
۹۶	۲	پیٹ درد کا علاج
۱۱۴	۱	پرہیزگاری سے اعانت ائمہ اہلبیت کرنے کا حکم
۱۲۵	۱	پیدائش میں تغیر کرنا اپریشن کے ذریعہ جنسی تبدیلی
۱۴۲	۱	پیغمبروں سے ان کے اوصیا کے بارے میں سوال
۱۶۸	۱	پریشانی اور خوف سے جھوٹ بولنا
۱۷۰	۵	پرندے بھی انسانوں کی طرح امتیں ہیں
۱۷۴	۴	پاؤں کے نیچے سے عذاب سے کیا مراد ہے
۲۰۸	۱	پتھروں کی بارش
۲۵۵	۲	پہلے لوگوں کی مذمت
۲۶۷	۱	پہلے ترتیب کے کافروں سے جنگ کرنی چاہیے
۳۲۱	۱	پہلے انبیاء کی کتابیں
۳۲۲	۳	پھلوں کی دو دو قسمیں
۳۲۳	۱	پہلی امتوں کے عذاب سے عبرت حاصل کرنا
۳۷۰	۲	پاؤں کا فرض کیا ہے
۳۷۲	۴	پانچ صاحب شریعت انبیاء کون تھے
۴۱۳	۲	پتھریلی زمین
۴۱۷	۲	پریشان اور خیالی خواب
۴۳۷	۳	پرنالوں اور کنگروں والی مسجدوں کا گرایا جانا بوقت
		ظہور مہدیؑ ہوگا
۴۷۱	۲	پرندوں کا پر کھول کر نماز پڑھنا
۴۷۲	۱	پانیوں کا آپس میں نہ ملنا
۴۹۳	۱	پانی کی چکی شیطان کی تجویز کردہ ہے۔
۵۳۷	۴	پانچ چیزیں جن پر خدا نے نہ فرشتوں کو مطلع کیا نہ نبی کو اور
		نہ کسی رسول کو
۵۴۷	۳	پنجتن پاک کی شان میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا اور ان کی طہارت
		کا اعلان
۵۵۶	۲	پہاڑوں کا تسبیح کرنا
۵۷۳	۱	پروردگار پر ایمان لانے والا
۶۰۴	۲	پاکیزہ ولادت والے ہی جنت میں داخل ہوں گے
۶۳۹	۱	پرانی گمراہی کیا ہے
۶۴۱	۱	پرہیزگار لوگوں سے دوستی کی خواہش کرنے کا حکم
۶۸۳	۴	پانی کی طغیانی
۶۹۸	۲	پانی کا سائنسی تجزیہ اور فارمولا
۶۹۸	۴	پروردگار کے نام کی تسبیح کرنے کا حکم
۷۴۲	۲	پنڈلی کے قیامت کو کھولے جانے کا مطلب
۷۴۵	۱	پہلی مخلوق کو ہلاک کرکے اچھی مخلوق لانے کی قدرت کا اظہار
۷۷۸	۱	پہلے لوگوں کی سیرت پر چلنے والے
۷۸۵	۵	پیشانی کے بل گرفتار ہو کر دوزخ میں قید کئے جانے والا

باب التاء

۲	۱	تہجی حروف کے ماخذ کا بیان
۲	۳	تعریف کی منطقی تشریح
۲۷	۲	تبدیل قبلہ
۳۱	۳	تبرا
۳۵	۳	تکبیریں عیدین کی
۶۲	۴	تواخذنا کا مطلب
۶۸	۱	تقیہ کرنے کا حکم
۷۵	۱	تبدیل قبلہ سے یہودیوں کی ناراضگی
۸۸	۲	تحسّون کا مطلب قتل کرنا ہے
۸۸	۳	تیراندازوں کا اختلاف
۹۶	۱	تندرست اور بیمار کی نماز میں فرق
۱۰۳	۲	توبہ کس وقت قبول ہوتی ہے
۱۰۶	۲	تجارت حلال طریق سے
۱۰۸	۲	تکبر کرنے والا کون ہے
۱۱۸	۱	تحفہ قبول کرنا
۱۲۵	۱	تغیر فی الخلق اپریشن کرکے جنس تبدیل کرنا
۱۴۱	۴	توریت سے رسول کی نعت اور رجم کا حکم چھپانا
۱۴۶	۱	تقرب بخدا بذریعہ امام
۱۵۴	۱	توریت اور انجیل میں آنحضرتؐ کی بشارت
۱۵۵	۱	تثلیث یعنی عیسائیوں کا تین خدا ماننا
۱۶۴	۱	توفی کے معنی اور بحث
۶۶۷	۲	توریت اور انجیل میں رسول کا حلیہ اور صفات
۱۷۳	۱	توبہ کرنے سے گناہوں کی مغفرت
۱۷۶	۲	تارخ ابراہیم کا باپ تھا
۲۰۲	۲	تاویل اور ظہور قائم آل محمدؐ
۲۲۲	۴	توبہ کے بغیر معافی کی خواہش

تہتّر فرقے	۴	۲۲۴
تفث ہا کا مطلب	۱	۲۲۶
تالیاں اور سیٹیاں بجانا	۲	۲۳۴
تاب یتوب کا مطلب	۱	۲۶۵
تسخیر کے معنی	۲	۳۲۲
تکذیب کرنے والوں کے رہنے کی جگہ	۳	۳۵۰
تشخص کا مطلب	۱	۳۳۷
تقیہ عمار یاسر اور ان کے والدین کا واقعہ	۲	۳۶۱
تبذیر کے معنی	۲	۳۶۹
تمام آدمیوں کا جہنم پروارد ہونا	۱	۴۰۲
توبہ کے ساتھ ہدایت یافتہ ہونے کی شرط	۱	۴۱۱
تین اندھیرے مچھلی کے پیٹ میں		۴۲۶
تنور کے معنی	۲	۴۵۵
تین اندھیرے ماں کے پیٹ میں	۱	۵۹۵
تبارک کا ایک ہی صیغہ ہے اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے	۱	۴۴۴
تضرع اور استکانت کا مطلب	۳	۴۴۵
تسبیح خدا سے غافل جانور ہی شکار کئے جاتے ہیں	۱	۴۶۱
تقدیر کیا ہے اور قضا کیا ہے	۲	۴۶۶
تخت بلقیس ملکہ سبا کا چشم زدن میں سلیمانؑ کے پاس لایا جانا	۲	۴۹۲
تذ دلان کے معنی	۱	۵۰۳
توریت اور قرآن مجید کے مضامین میں تعاون	۲	۵۰۷
تقیہ کر کے وقت گزارنا	۱	۵۰۸
تکلیف کو مثل عذاب الٰہی سمجھنا	۲	۵۱۵
تکبر سے منہ پھیرنا	۲	۵۳۵
تطہیر کے مصداق	۳	۵۴۷
تسودد کے معنی	۴	۵۸۹
تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے گھوڑے	۱	۵۹۰
تیز رو گھوڑے	۲	۵۹۰
تنزیل کا مطلب	۲	۵۹۴
تبع شاہان یمن کا لقب ہے	۱	۶۴۵
تاویل قرآن پر جہاد کرنے والا	۲	۶۶۶
تفاخر نسبی منع ہے سوائے سادات کے	۲	۶۷۰
تحقیر دنیا کی بارش اور کھیتی سے مثال	۱	۷۰۴
تعظیم کے لئے کھڑے ہونا منع ہے	۴	۷۰۹
تیز زبان اور شیریں کلام لوگ	۱	۷۲۶
تذکری کا فاعل اور مخاطب	۳	۷۳۱
تجمل کے اظہار کی نیت سے فالتو کپڑے قمیص اور چادریں بنانا اسراف میں داخل ہے	۲	۷۳۲
توبۃً نصوحا سے کیا مراد ہے	۱	۷۳۵
تجارت اور تحصیل علم کے لئے سفر کرنا	۲	۷۵۶
تین شاخوں والا سایہ	۱	۷۶۶
تسنیم کیا ہے	۴	۷۱۱
تراب سے کیا مراد ہے	۲	۷۸۰
تبت یدا کا مطلب	۱	۷۹۷

باب الثاء

ثمناً قلیلاً سے مراد دنیا کا حقیر مال ہے جو رشوت اور دیگر ناجائز طریقوں سے حاصل ہو	۲	۷۶
ثواب الدنیا کے مصداق کون تھے	۴	۸۷
ثلٰثۃ کہنے کی ممانعت	۲	۱۳۵
ثانی اثنین اور غار ثور	۲	۲۴۹
ثمود قوم کی آبادیاں	۱	۴۶۹
ثلۃ من الاولین اور ثلۃ من الآخرین کے مصداق کون لوگ ہیں	۱	۶۹۶
ثقل کا وبال کی اصل ہونا	۲	۷۲۸

باب الجیم

جبرائیل کے معنوں کی تشریح	۲	۱۹
جبرئیل علیہ السلام سے یہودیوں کا بغض	۳	۱۹
جادو کا علم ابلیس نے ایجاد کیا	۴	۱۹
جنگ احد کی شکست پر یہودیوں کا طعنے دینا	۲	۲۱
جنت میں صرف یہود اور نصاریٰ جائیں گے اس کا رد	۱	۲۲
جاثلیق کا سوال "خدا کا رُخ کدھر ہے؟" امیر علیہ السلام کا جواب	۳	۲۲
جماع کرنا ماہ رمضان کی شبوں میں	۱	۳۶
جزیرے میں عبادت	۳	۴۱
جوا کھیلنا اور جوئے کے آلات کا حرام ہونا	۲	۴۲
جنگ جمل میں حضرت علی کا محمد حنفیہ کو بڑھنے کا حکم دینا اور محمد حنفیہ کا عذر	۲	۴۷
جالوت قوم عمالقہ کا ظالم بادشاہ تھا	۴	۴۹
جالوت سے طالوت کی جنگ	۲	۵۲
جنگ بدر میں مسلمانوں کا دوگنا نظر آنا	۱	۶۵
جاہلیت کی کل رسوم آنحضرتؐ نے مٹا دیں	۱	۷۶
جعفر صادق کا شکر صدقہ کرنا	۱	۷۹
جنگ احد اور نزول لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار	۱	۸۴
جنت کی وسعت کتنی ہے	۲	۸۵
جنگ احد میں مال لوٹنے والے ثواب الدنیا کے مصداق ہیں	۴	۸۷
جہاد میں علیؑ کی ثابت قدمی کا شکریہ من جانب اللہ	۵	۸۷
جنگ بدر میں مشرکوں کا نقصان	۱	۹۲
جنگ بدر کے قیدیوں کا فدیہ	۲	۹۲
جہاد میں قتل ہونے والے	۳	۹۲
جہالت سے گناہ کرنے والا کون ہے۔	۱	۱۰۳
جان کو خطرہ میں ڈالنا منع ہے	۳	۱۰۶
جبت کے معنی	۱	۱۱۱
جنس بدل کر مرد کو عورت اور عورت کو مرد بنا دینا	۱	۱۲۵
جواز شبیہ۔ عیسیٰ کی شبیہ خدا نے بنائی	۴	۱۳۷
جنین کا حلال ہونا جب ماں ذبح کی جائے	۲	۱۳۷
جعفر طیار کی حبشہ کو ہجرت	۱	۱۵۷
خدا پر کیا کچھ واجب ہے۔	۲	۱۶۶
جاہلین کہہ کر رسول سے خطاب مگر اس سے مراد امت کے	۲	۱۷۰
جن کون ہیں	۱	۱۸۱
جنوں اور انسانوں کے شیطان	۱	۱۸۳
جنوں کے نبی کا نام یوسف تھا	۲	۱۸۶
جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان دیوار کا پردہ	۳	۲۰۱
جادوگروں کی موسیٰ کے مقابلہ میں پہل اور ان کے کرتب	۲/۳	۲۱۲
جادوگروں کا خدا کے موسیٰ پر ایمان لانا	۲	۲۱۵
جنگ بدر	۳/۴	۲۳۵
جنگ بدر اور احد میں مسلمانوں کا اختلاف رائے کرنا	۱	۲۳۶
جہاد سے بھاگنا	۲	۲۳۹
جنگ صفین	۱	۲۴۴
جہاد کے لئے اجازت طلب کرنا	۲	۲۵۰
جہاد کی غرض سے نکلنے کے لئے آمادگی	۳	۲۵۱
جاسوس	۵	۲۵۱
جنت عدن	۱	۲۵۶
جنتیوں کی دعا کیا ہوگی	۱	۲۶۰
قرآن میں حضرت نوح کی کشتی کے ٹھہرنے کے مقام کا آیا ہے اور انجیل میں اراراد آیا یہ اختلاف کیوں؟	۱	۲۹۳
جبرائیل کی چیخ سے ہلاکت	۴	۳۰۰
جنب کے معنی	۳	۳۰۶
جہالت سے گناہ کرنے کا مطلب	۲	۳۱۸
جبار عنید کون ہے	۲	۳۳۳
جھوٹی امیدیں باندھنا	۱	۳۳۹
جبرئیل اور روح کا فرق	۲	۳۴۶
جدی ستارہ یا قطب تارا سے قبلہ کی شناخت	۱	۳۴۷
جنتیوں کی تعداد اور درجے	۱	۳۶۸
جنت میں جانے والے جانور	۴	۳۸۲
جبرائیل کا آنحضرت کی ملاقات کے لئے نہ آنا	۱	۴۰۱
جادوگروں کا موسیٰ کے مقابلہ میں رسیوں اور لکڑیوں پارہ بھر کر لانا (تفصیل ۴۰۶/۳ پر ہے)	۱	۴۰۹
جادوگروں کے مقابلہ میں موسیٰ کے خوف کا مطلب	۲	۴۰۹
جادوگروں کا سجدہ میں ڈال دیا جانا	۳	۴۰۹
جادوگروں کے سجدے میں گر جانے کی وجہ	۴	۴۰۹
جادوگروں کا موسیٰ کو سوتے ہوئے دیکھنے کی خوا	۱	۴۱۰
جہاد میں قتل یا امام کی محبت میں مرنے والوں کا	۱	۴۳۹

جانداروں کا نطفہ سے پیدا ہونا	۵	۴۶۱
جسم کے مطابق زمین پہ چلنا	۲	۴۶۳
جادوگروں کا موسیٰ کے مقابلہ سے عاجز آکر ایمان لانا	۴	۴۶۸
جبلت کے معنی	۲	۴۸۵
جان کے کیا معنی ہیں	۲	۴۸۹
جہنم میں لے جانے والے امام	۱	۵۰۶
جس چیز کا صحیح علم نہ ہو اس کی پیروی جائز نہیں	۴	۵۱۴
جس شہر میں عبادت نہ ہو وہاں سے ہجرت کرنے کا حکم	۲	۵۲۲
جنت میں داخل ہونے والا مقتول	۲	۵۷۳
جہنمیوں کی خوراک	۲	۵۸۱
جہنمیوں کی مہمانی کس چیز سے ہوگی	۱	۵۸۲
جنت میں وہی داخل ہونگے جن کی ولادت پاکیزہ ہوگی	۲	۶۰۴
جنت کی زمین	۳	۶۰۴
جنتیوں کا حمد کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرنا	۱	۶۰۵
جنگ خندق میں علیؑ کو ایمان کل کہنا	۲	۶۰۶
جہنم میں جانے والا آخری بندہ	۳	۶۳۰
جنتیوں کے ہاں بہشت میں اولاد پیدا ہونا	۳	۶۳۱
جاثیہ کے معنی	۳	۶۳۹
جہنم کا ہل من مزید کہنا	۱	۶۷۴
جنت کا بہت جلد ہی سمجھا یا جانا	۲	۶۷۴
جہنم کو جادو کہنے والے	۴	۶۷۹
جبرائیل کا حقیقی صورت پر نظر آنا	۲	۶۸۳
جبرائیل کا لشکر بال مار کر قوم لوط کو اندھا کرنا	۲	۶۸۹
جنت میں پھلوں کا نزدیک ہونا	۲	۶۹۳
جنت کی حوریں کیسی ہوں گی	۳/۴	۶۹۳
جنت کا عرض اور اس کے مکانوں کی وسعت کتنی ہے	۲	۷۰۴
جنگ احد سے بھاگنے والے	۱	۷۲۱
جمعہ کے نام کی وجہ تسمیہ	۱	۷۲۴
جسموں کی ضخامت اور صباحت والے	۳	۷۲۵
جہنم کے اشتعال کا اظہار کس طرح ہوگا	۱	۷۳۵
جہنمیوں کا کھانا اور پاخانہ کرنا	۱	۷۴۵
جنوں کی پناہ لینے والے	۲	۷۵۴
جنتیوں کا حوروں سے بیاہا جانا	۳	۷۷۳
جبرائیل کی قوت اور امانت کون سی تھی	۴	۷۷۳

باب الجیم فارسی (چ)

چلو بھر پانی سے	۲	۵۲
چار آدمی جن کی گواہی قبول نہیں	۲	۵۹
چھوٹے بچوں اور عورتوں کی میراث کا مسئلہ	۳	۱۲۶
چار ہزار کلموں سے بات	۱	۱۳۴
چیتے شکرے باز اور کتے کا شکار کیا ہوا جانور	۲	۱۳۹
چوری اونٹوں کی اور گلے کے محافظ کو قتل کرنے والے کی سزا	۴	۱۴۵
چوری کی مقدار جس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے	۴	۱۴۶
چار آدمی جو ایمان کے بعد شک لا کر منافق ہوگئے	۲	۲۰۵
چچا کی منزلت باپ کے برابر ہے	۴	۳۲۲
چہاردہ معصومینؑ	۱	۳۳۵
چارپایوں کو دیکھ کر خوش ہونے کے اوقات	۳	۳۴۶
چپ رہنے کا روزہ	۵	۳۹۷
چار آنکھیں	۲	۴۳۰
چار مسجدوں کا گرایا جانا چین قسطنطنیہ اور کوہستان دیلم کا فتح ہونا	۳	۴۳۰
چار پروں والی سبز مکھی	۱	۴۴۱
چکی پانی سے چلنے والی	۱	۴۹۳
چلنے میں تکبر کرنا منع ہے	۲	۵۱۲
چلنے میں اکڑنا منع ہے	۳	۵۳۵
چارپایوں کو انسان کا مطیع بنانا	۲	۵۷۷
چڑانے کے لئے برے نام رکھنا منع ہے	۱	۶۷۰
چیزوں کا متضاد ہونا	۱	۶۷۸
چار روحیں	۳	۶۹۵
چار قسم کے دل	۳	۷۳۹

باب الحاء

حروف تہجی کے ماخذ کا بیان	۱	۲
حروف مقطعات کی تشریح	۲	۳
حطہ کو حنطہ کہنا	۲	۳
حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر	۱	۱۷
حالت سواری میں نماز پڑھنا	۳	۲۲
حنیف کے معنی	۳	۲۵
حضرت اسمٰعیلؑ کی پیاس کے لئے ہاجرہ کا تلاش آب میں دوڑنا	۶	۲۹
حسین علیہ السلام کی یادگار قائم کرنا	۶	۲۹
حلال صرف طیب چیزیں ہی ہیں	۳	۳۲
حرام جانوروں کی فہرست	۴	۳۲
	۱	۱۸۹
حکام جور کے پاس مقدمہ لے جانا منع ہے	۵	۳۶
حسینؑ کے قاتلوں کو ظالمین کہنا	۴	۳۷
حسینؑ کے قاتلوں کی اولاد سے قائم آل محمد کا بدلہ لینا	۴	۳۷
حرمت والے مہینے	۵	۳۷
حج کی قسمیں	۲	۳۸
حج کے مہینے	۱	۳۹
حج میں ممنوع افعال کی تفصیل	۲	۳۹
حج میں خرید و فروخت	۳	۳۹
حج میں اپنے آباؤ اجداد کی ثنا خوانی کی بجائے ذکر خدا کرنے کا حکم	۶	۳۹
حج میں منیٰ سے مکہ تک تکبیریں کہنا	۱	۴۰
حدیث حوض	۲	۴۰
حضرت محسن کی شہادت	۲	۴۰
حیض میں عورت سے مباشرت منع	۲	۴۴
حلالہ کا شرعی طریقہ	۱	۴۶
حزقیل نبی کی دعا سے مردوں کا زندہ ہونا	۱	۵۰
حکمت سے کیا مراد ہے	۱	۵۸
حلال مال میں سود کی ملاوٹ	۴	۵۶
حکومت اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے اور چھینتا بھی وہی ہے	۱	۶۰
حفصہ کون تھی	۱	۶۹
حیات و ممات مسیحؑ کی مدلل بحث	۳	۷۲
حارث بن سوید بن صامت کی توبہ	۱	۷۸
حسینؑ کا شکر صدقہ کرنا	۱	۷۹
حج کا ترک کرنے والا جبکہ مستطیع ہو کافر ہے	۴	۷۹
حج کا منکر کافر ہے	۴	۷۹
حبل اللہ سے مراد توحید اور ولایت ہے	۳	۸۰
حبل اللہ المتین سے مراد آل محمدؐ ہیں		۸۰
حبل من الناس سے مراد قرآن ہے	۱	۸۲
حوا آدم کی پسلی سے پیدا نہیں ہوئی	۲	۹۸
حق مہر ادا نہ کرنے کی نیت سے نکاح کرنے والا زانی ہے	۱	۹۹
حلال طریق سے تجارت	۲	۱۰۶
حسنات دو طرح کے ہیں	۲	۱۱۶
حجت سے غالب آنا	۲	۱۲۶
حسینؑ کی شہادت سے انکار کرنے والے	۲	۱۲۹
حقوق آل محمد غصب کرنے والے ظالم ہیں	۳	۱۳۴
حرام جانور	۴	۱۳۸
حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو احکام بیان ہوئے	۲	۱۴۱
حالت رکوع میں علیؑ کا سائل کو انگوٹھی دینا	۱	۱۵۱
حبشہ کی طرف جعفر طیار کی ہجرت	۱	۱۵۷
حالت احرام میں شکار	۱	۱۵۸
حالت احرام میں سانپ بچھو اور چوہے کا قتل	۲	۱۵۹
حالت احرام میں چوپایوں کے قتل کا کفارہ	۴	۱۵۹
حام، وصیلہ اور سائبہ اونٹنیاں	۲	۱۶۰
حتمی اجل	۲	۱۶۵
حرث بن نوفل کا اسلام قبول نہ کرنا	۱	۱۷۰
حجت بالغہ کا مطلب	۱	۱۹۰
حیات سے مراد جنت ہے	۱	۲۳۴
حاجیوں کو پانی پلانے والے	۲	۲۴۵
حاطب ابن ابی بلتعہ	۳	۲۴۵
حق کی ہدایت کرنے والے	۱	۲۷۵
حفاظت کرنے والے فرشتے	۱	۳۲۴
حجاب اللہ اور ذکر اللہ آنحضرتؐ ہیں	۱	۳۲۷
حسینؑ کے خون ناحق کا بدلہ	۱	۳۷۰

۴۱۸	۲	حق کا باطل پر غالب آنا
۴۳۰	۴	حرکت زمین
۴۳۱	۲	حکم خدا کے بغیر جھگڑا کرنا
۴۴۵	۲	حدیث سفینہ نوحؑ اور اہلبیتؑ
۴۴۹	۱	حق کی طلب گاری اور حق کا راستہ
۴۶۹	۱	حجر سے کیا مراد ہے۔
۴۹۸	۲	حسنہ سے مراد ولایت اہل بیتؑ کی معرفت اور محبت ہے
۵۰۰	۱	حسنؑ اور حسینؑ کا بعد رسولؐ کمزور کیا جانا
۵۳۴	۱	حکمت سے مراد فہم اور عقل
۵۵۶	۱	حق سے مراد جناب امیر علیہ السلام
۵۷۷	۱	حیّا سے مراد عاقل
۵۸۱	۱	حوروں کو شتر مرغ کے انڈوں سے تشبیہ
۵۹۷	۲	حق و باطل میں تمیز کرنے والے
۶۰۵	۲	حم کے معنی
۶۰۶	۱	حاملان علم خدا کون ہیں
۶۱۱	۱	حزقیل کا فرعون سے مکالمہ
۶۲۶	۲	حم اور عسق کا مطلب
۶۴۴	۲	حسینؑ کی شہادت پر آسمان اور زمین کا رونا
۶۵۳	۱	حسینؑ کی پیدائش کی خوشخبری پر جناب فاطمہؑ کا رنجیدہ ہونا
۶۵۳	۱	حسینؑ کی شہادت کی پیشین گوئی
۶۶۴	۳	حدیبیہ والوں کو غنیمت مکہ کے بدلے غنیمت خیبر دیا جانا
۶۸۴	۱	حق کا ادراک بغیر علم نہیں ہو سکتا
۶۹۳	۲،۴	حوریں کیسی ہوں گی
۷۱۲	۱	حشر اول سے کیا مراد ہے
۷۲۰	۲	حرامی بچے
۷۲۶	۳	حق سے پھر جانے والے
۷۳۴	۲	حفصہ کا آنحضرتؐ کے راز فاش کرنا
۷۳۴	۳	حفصہ اور عائشہ کے دلوں کا ٹیڑھا ہونا
۷۳۴	۴	حفصہ اور عائشہ کا آنحضرتؐ کے خلاف ایک دوسری کی مددگار ہونا
۷۳۶	۲	حضرت نوحؑ، حضرت لوطؑ اور فرعون کی بیویاں
۷۳۷		حصیر سے کیا مراد ہے
۷۴۸	۴	حق معلوم سے کون سا مال مراد ہے

باب الخاء

۳	۱	ختم اللہ یعنی خدا کے دلوں پر مہر لگانے کا صحیح مطلب کیا ہے
۴	۳	خدا کو دھوکا دینا اور اس کی سزا
۵	۱	خدا کے ساتھ مخول کرنے کی سزا
۸	۱	خلیفہ بنانا خدا کا اختیار ہے
۸	۱	خدا اپنے کام کیلئے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے
۹	۳	خدا کے عہد کا مطلب
۲۲	۳	خدا کا رخ کدھر ہے جاثلیق کا سوال اور جناب امیرؑ کا جواب
۲۹	۱	خدا کو ہر جگہ یاد کرنے کا حکم
۲۹	۲	خدا کی کل نعمتوں کا شکر الحمد للہ کہنے سے ہو جاتا ہے
۳۸	۱	خودکشی حرام ہے
۴۲	۴	خدائی معاملات میں اپنی رائے کو دخل دینا منع ہے
۴۳	۱	خمر سے کیا مراد ہے
۴۳	۳	خمر اور ہر نشہ دینے والی چیز کا حرام ہونا (۳ مترجم)
۵۰	۴	خلیفہ خدا کا مالدار ہونا ضروری نہیں
۵۱	۱	خلیفۂ خدا کے لئے علم اور شجاعت کا منجانب اللہ ہونا ضروری ہے
۵۳	۳	خدا نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے
۵۴	۱	خدا کی کرسی سے کیا مراد ہے۔
۶۶	۲	خیر خدا کی طرف سے ہے
۶۸	۳	خدا نے کن کن کو مصطفےٰ قرار دیا
۷۶	۴	خدا کن کو گناہوں سے پاک نہیں کرے گا
۸۳	۱	خدا عالم ذر میں مخلوق کو خلق کرنے سے قبل ان کے حالات جانتا تھا۔
۹۰	۲	خدا گنہگار کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا
۹۱	۲	خیانت کرنا مال غنیمت میں
۱۱۳	۱	خلافت کو بنی ہاشم میں نہ جانے دینے کا عہد
۱۱۶	۱	خطا سے قتل کرنے کی دیت اور کفارہ
۱۳۴	۱	خدا کا کلام بغیر اعضاء حروف اور ہونٹوں کے
۱۴۳	۲	خالد بن سنان العبسی کون تھے
۱۴۶	۱	خدا سے وسیلہ بذریعہ امام
۱۵۲	۴	خدا کے ہاتھ بندھنے اور کھلنے سے کیا مراد ہے
۱۵۳	۲	خم غدیر اور علیؑ کی خلافت کا اعلان
۱۶۸	۱	خوف اور پریشانی سے جھوٹ بولنا
۱۸۳	۱	خدا کو گالیاں دینے کا مطلب
۲۰۲	۱	خدا کو بھولنے والے لوگ
۲۵۵	۱	〃 〃
۲۱۴	۱	خراسان عذاب کا ملک ہے
۲۱۷	۱	خوار گائے کی آواز کو کہتے ہیں
۲۳۵	۲	خمس صرف سادات بنی فاطمہ کا حق ہے
۲۵۳	۱	خارجیوں کے فرقے کا بانی مبانی
۲۵۷	۱	خلافت کو بنی ہاشم سے نکالنے کی قسمیں کھانے والے
۲۵۹	۴	خوالف مطلب کیا ہے
۲۵۹	۵	خیرات سے کیا مراد ہے
۲۶۱	۲	خدا کی رضامندی کے طلب گار
۲۶۷	۳	خدا کا تقسیم کو رسولؐ بناد ینے پر لوگوں کا تعجب
۲۶۷	۴	خدا کے کلام کرنے کی نوعیت
۲۷۰	۲	خیر اور شر کا مطلب
۲۷۴	۲	خواہش نفسانی کی عبادت
۲۸۴	۱	خوشی کے زمانے کا انتظار
۲۸۵، ۵۴۲	۲، ۲	خطاب رسولؐ سے لیکن مراد امت کے لوگ
۲۸۹	۴	خرچ اور کمائی کا نقصان
۲۹۱	۱	خدا سے اغوا کی نسبت دینے کا مطلب
۳۰۰	۱	خطیب الانبیاء
۳۱۱	۲	خوابوں کی قسمیں
۳۲۸	۲	خدا کے شریک کا نام
۳۳۴	۱	خطبۂ غدیر کی آیت
۳۵۳	۲	خدا کی بیٹیاں
۳۶۰	۱	خدا کی تقسیم پر قناعت کرنا
۳۶۲	۲	خدا کی حمد پڑھتے ہوئے قبروں سے نکلنا
۳۶۴	۲	خدا کو سمندر اور خشکی میں ہلاک کرنے کی قدرت ہے
۳۹۰	۱	خضر علیہ السلام
۳۹۰	۲	خضر اور موسیٰ کی ملاقات
۳۹۱	۱	خضر کے ایک لڑکے کو مار ڈالنے کی علت
۴۰۱	۲	خلف اور حلف کا فرق
۴۰۳	۳	خدا کے عہد کا مطلب
۴۱۶	۱	خدا کا تسلی دینا
۴۱۹	۲	خدا کی وحدت کی ایک دلیل
۴۳۱	۲	خدا کے بارے میں جھگڑا کرنا
۴۳۳	۱	خدا کی مشیت کے بارے میں کلام کرنا
۴۴۴	۲	خدا کے علاوہ خالق جیسے عیسیٰؑ
۴۵۱	۲	خطبۂ رسولؐ روز فتح مکہ
۴۵۹	۲	خیر سے کیا مراد ہے
۴۵۹	۵	خدا کے نور سے کیا مراد ہے
۴۶۰	۱	خدا کے نور کی مثال
۴۶۳	۲	خلافت الٰہیہ کا وعدہ
۴۹۱	۳	خط کی بزرگی اس پر مہر کا لگایا جانا ہے
۴۹۴	۱	خدا کے مصطفےٰ بندے
۵۱۷	۲	خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی
۵۴۵	۱	خدا سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنا
۵۴۹	۲	خاتم النبیینؐ
۵۶۷	۵	خدا سے ڈرنے والے علماء
۵۷۰	۱	خدا عرش کو اٹھاتا ہے یا عرش خدا کو
۵۸۸	۱	خندق کی جنگ میں شکست کھانے والے
۶۱۶	۲	خندق کی جنگ میں علیؑ کا ایمان کل کہنا
۶۲۰	۳	خدا کی نسبت نیک گمان رکھنے والے دوزخ کا بخشا جانا
۶۲۰	۱/۲	خدا کے شریک بنا کر ان کی عبادت کرنا
۶۲۵	۳	خدا کی نعمت کا بطور حق ملنے کا عقیدہ
۶۵۱	۲	خدا کی عبادت چھوڑنے والے
۶۶۱	۲	خاصف النعل جناب امیرؑ ہیں
۷۴۰	۲	خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے
۷۵۹	۲	خوض کا مطلب کیا ہے
۷۹۱	۱	خیر البریہ حضرت علیؑ اور آپ کے پیروکار ہیں

۴۹۴	۲	خنّس سے مراد وہ انسان ہیں جو اہلبیتؑ کے دشمن ہیں
۷۹۸	۳	خناس "شیطان کا نام ہے

باب الدال

۴	۱	دلوں پر مہر لگنے کا مطلب
۹	۳	دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں۔
۳۱	۴	دنیا میں واپس آنے کی خواہش کرنے والے
۳۷	۱	دروازوں کے راستے گھروں میں آنے کا حکم
۴۳	۲	دین حق والوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جانا
۴۷	۲	دودھ پلانے کی مدت۔ شرائط اور احکام
۵۴	۲	دین کے معاملہ میں جبر جائز نہیں
۶۰	۲	دو عادل اور آزاد مردوں کی گواہی
۶۵	۱	دوگنا نظر آنا مسلمانوں کا جنگ بدر میں
۶۶	۲	دین اسلام کے سوا کوئی دین پسندیدۂ خدا نہیں
۸۵	۲	دوزخ کا ٹھکانا
۸۵	۴	درگذر کرنے سے عزت بڑھتی ہے
۸۹	۱	دنیا کے طلب گار جو غنیمت کے پیچھے بھاگے
۹۷	۴	دشمنانِ خدا کی دنیاوی عیش
۱۱۴	۱	دشمنوں کے مقابلے کے لئے ہتھیار باندھے رہنا
۱۲۳	۲	دین میں تغیرات پیدا کرنے والوں کا قصّہ
۱۳۰	۱	دکھلاوے کے اعمال
۱۳۰	۳	دوزخ کے درجات
۱۴۶	۲	دشمنان علیؑ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے
۱۴۹	۲	دین کو شریعت سے تشبیہ کیوں دی گئی
۱۵۰	۵	دین اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا
۱۵۲	۲	داؤدؑ کی اہل ایلہ پر لعنت اور بد دعا جس سے وہ بندر بنا دیئے گئے
۱۷۰	۳	دین اسمٰعیل کو بدلنے اور بتوں کی پرستش رائج کرنے والا بادشاہ مکہ
۱۷۰	۳	دابۃ الارض کا نکلنا قرب قیامت کی نشانی ہے
۱۷۰	۳	دجّال کا آنا
۲۱۶	۲	دیدار خدا محال ہے
۲۳۰	۱	دشمن کے خوف سے نیند کا اڑ جانا
۲۵۲	۱	دو بھلائیاں
۲۷۳	۲	دارالسلام کے معنی
۲۷۶	۴	دل کے اندھے
۲۷۸	۱	درد سینہ کا علاج
۲۸۸	۱	دنیا میں بدلہ لینے کی نیت سے عمل خیر بجا لانا
۳۰۲	۱	دنیا کی آگ
۳۰۲	۲	دنیا کی جنتیں
۳۰۴	۴	دنیا میں اختلاف کرنے والے (بقیہ صفحہ ۳۰۳)
۳۳۳	۳	دوزخیوں کی غذا
۳۵۱	۱	دنیا کی زینت کی طرف مائل ہونے والے غافل لوگ
۳۷۱	۲	دیواروں، درختوں اور پرندوں کا تسبیح کرنا۔
۳۸۵	۱	دو باغوں والے امیر آدمی کا شیخی بگھارنا
۴۰۴	۳	دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا۔ صفحہ ۴۹۷
۴۲۵	۱	داؤدؑ کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کا زبور پڑھنا
۴۲۵	۲	داؤدؑ کا زرہیں بنا کر روزی کمانا
۵۴۲	۲	داؤد کے ساتھ پہاڑوں کا تسبیح کرنا
۴۵۲	۱	دن گھڑیاں اور اعمال لکھنے والے فرشتے
۴۶۲	۱	دو پانیوں کا آپس میں نہ ملنا
۴۸۷	۱	دعوت ذوالعشیرہ
۴۹۷	۳	دابۃ الارض علی ابن ابی طالب ہیں
۵۰۶	۱	دوزخ کی طرف لے جانے والے امام
۵۰۷	۱	دو جادوگر کن کو کہا گیا
۵۱۱	۲	دلیل کی پانچ قسمیں
۸۳۷	۳	دنیا کا دو طرح کا ہونا
۵۴۷	۱	دوہرا اجر اور دوہرا عذاب
۵۶۰	۱	دوزخ میں ندامت کو چھپانے والے
۵۷۸	۳	دار المقامہ کیا ہے
۵۸۱	۲	دوزخیوں کی خوراک
۵۸۲	۱	دوزخیوں کی مہمانی
۵۸۹	۵	داؤدؑ علیہ السلام پر زوجۂ اوریا پر نظر ڈالنے کا اتہام
۵۹۳	۱	دشمنانِ آل محمد کا قول
۶۰۵	۳	دین اللہ میں مجادلہ کرنے والوں پر ستر انبیاء کا لعنت کرنا
۶۰۶	۳	دو دفعہ موت دینے کا مطلب
۶۱۳	۱	دعا مانگنا افضل عبادت ہے
۶۱۹	۲	دنوں کا منحوس ہونا
۶۲۸	۱	دین قائم کرنے سے کیا مراد ہے
۶۲۹	۵	دنیا کی کھیتی کیا ہے
۶۴۹	۲	دہر کو برا کہنے کا حکم کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے
۶۹۰	۵	دنیاوی اور اخروی نعمتوں کا ذکر
۶۹۱	۲	دو مشرق اور دو مغرب کس طرح ہیں
۷۱۳	۲	دولت کا گردش کرتے رہنا
۷۲۲	۱	دردناک عذاب سے بچانے والی تجارت
۷۲۹	۱	دل سے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنے والا
۷۳۱	۱	دو اور تین طلاق کا حکم
۷۳۹	۳	دل کی چار قسمیں
۷۴۲	۱	دوزخیوں کا غسالہ اور پیپ
۷۶۰	۲	دابۃ الارض کب ظاہر ہوگا
۷۶۶	۲	دوزخ کی آگ کی چنگاریاں
۷۷۳	۳	دوزخیوں کے جوڑہ دار شیطان ہوں گے
۷۷۴	۳	دین سے مراد جزا سزا اور اسلام ہے
۷۷۶	۳	دوزخیوں سے مومنوں کا مذاق کرنا
۷۸۱	۱	دوزخیوں کی زندگی بیکار ہوگی
۷۰۱	۱	کا مطلب ہلاکت ہے۔

باب الذال

۱۶	۵	ذوی القربیٰ کون لوگ ہیں
۲۹	۲	ذکر آبا کی بجائے ذکر خدا کرنے کا حکم
۴۲	۴	ذاتی رائے خدائی معاملات میں منع ہے
۱۳۹	۳	ذبیحہ اہل کتاب کا حلال نہیں
۱۶۱	۲	ذوا عدل منکم سے کون مراد ہیں۔
۱۶۶	۲	ذاتِ خدا پر کیا کچھ واجب ہے
۱۸۴	۱	ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا ورنہ کھانا حرام
۱۸۴	۴	ذبح کرتے وقت بھول کر خدا کا نام نہ لینا
۲۵۳	۱	ذوالخویصرہ
۳۳۷	۱	ذکر اللہ اور حجاب اللہ آنحضرتؐ ہیں
۷۳۳	۱	ذکر آنحضرتؐ کا ایک نام ہے۔
۳۲۷	۱	ذکر اللہ امیرالمومنین و ائمہؑ ہیں
۴۱۵	۲	ذکری سے مراد ولایت علی ابن ابی طالبؑ
۴۷۶	۱	ذنب کے معنی
۵۱۹	۲	ذرع کے معنے اور استعمال
۵۸۴	۱	ذبح عظیم سے کیا مراد ہے
۵۸۸	۲	ذوالاوتاد فرعون کا لقب کیوں ہوا
۵۹۲	۲	ذوالکفل کون تھے؟ ان کے متعلق لطیفہ کہ آپ گوتم بدھ تھے۔
۶۶۲	۴	ذنبک میں گناہ کی نسبت آنحضرتؐ سے دینے کا مطلب
۷۰۵	۴	ذوالفساد کا آسمان سے نازل ہونا۔ جالندھر کا واقعہ
۷۰۵	۵	ذریت انبیاء میں نبوت اور کتاب
۷۱۳	۱	ذو القربیٰ سے کون مراد ہیں
۷۸۶	۳	ذکر اور انثیٰ سے مراد جناب علیؑ اور فاطمہؑ ہیں

باب الراء

۲۲	۲	راعنا کہہ کر یہودیوں کا آنحضرتؐ کی توہین کرنا
۲۴	۴	رسول خداؐ کے والدین مسلمان تھے۔
۳۵	۱	روزہ مریض کا
۳۵	۲	روزہ سفر میں منع ہے
۳۶	۱	روزوں کے مہینہ میں جماع شب کو کرنا
۳۷	۲	روزہ کی سحری کا آخری وقت
۴۳	۱	رمضان کے مہینہ میں کون سے گناہ نہیں بخشے جاتے
۴۴	۱	رسول کی ایک ہی بیٹی تھی
۴۷	۲	رضاعت کے احکام اور مدت
۶۱	۳	رہن با قبضہ جائز ہے
۶۳	۳	رحموں میں صورت گری آباؤ اجداد کی شکلوں پر
۶۴	۱	راسخون فی العلم کون لوگ ہیں
۷۰	۲	راکعین کون ہیں
۷۶	۱	رسولؐ نے زمانہ جاہلیت کی کل رسوم مٹا دیں

ربّانین سے علم اور عمل میں کامل لوگ مراد ہیں	۶	۶۷
رسولؐ پاک پہلے عبد پھر نبی بنائے گئے	۱	۷۷
ربّنا بار بار کیوں آیا	۱	۹۷
راعنا کا مطلب	۱	۹۸
راہِ خدا میں قتل ہونا بڑی نیکی ہے	۱	۱۱۵
ریاکاری سے عمل کرنا	۱	۱۳۰
رسولؐ کے ساتھ چار ہزار کلموں سے بات	۱	۱۳۴
روح کیا ہے	۱	۱۳۵
ریچھ اور بندر اور ہاتھی کا گوشت حلال نہیں	۴	۱۳۷
رجم کا حکم اور نعت رسولؐ توریت میں	۲	۱۴۱
رشوت کا لینا اللہ تعالیٰ اور رسول کے ساتھ کفر ہے	۱	۱۴۷
رکوع کی حالت میں علیؑ کا سائل کو انگوٹھی دینا	۱	۱۵۱
ربانیوں اور احبار کے برائی سے منع کرنے پر عذاب	۳	۱۵۳
رونا عارفین حق کا فعل ہے	۱	۱۵۷
رسولؐ سے بار بار سوال کرنے کی ممانعت	۱	۱۶۰
رئیسوں کی تقلید کرنے والے	۳	۱۶۰
رسولؐ کے بعد آل محمدؐ میں سے امام تبلیغ قرآن کریگا	۱	۱۶۷
رسولؐ کا حلیہ توریت اور انجیل میں	۲	۱۶۷
رسولوں کی تکذیب	۲	۱۶۹
رسولؐ کی خواہش کہ حرث بن نوفل اسلام لائے	۱	۱۷۰
رسولؐ وحی خدا کے تابع تھے	۲	۱۷۲
رات کو حملہ کرنا	۲	۱۹۴
رسولوں سے روز قیامت سوال	۱	۱۹۵
ریش کے معنی	۱	۱۹۷
رزق اور موت کا وقت معین ہے	۳	۱۹۹
ریح عقیم کیا ہے۔	۱	۲۰۶
رجفہ اور صیحۃ	۱، ۴	۲۰۷، ۲۰۹
ربنا افتح بیننا کا مطلب کیا ہے	۳	۲۰۹
رشوت لینا	۳	۲۲۲
رسولؐ کا استغاثہ	۲	۲۲۹
رجز الشیطان سے کیا مراد ہے	۳	۲۳۳
رسول کا کفار پر کنکریاں پھینکنا	۲	۲۳۱
رسول کی خدمت میں روتے ہوئے آنے والے ستر آدمی	۱	۲۶۰
رویت اعمال	۱	۲۷۳
رجس سے مراد شک ہے	۲	۲۶۷
رسول کا عربی ہونا	۱	۲۶۸
رجعت کے زمانہ میں فدیہ دیکر عذاب سے بچنا	۲	۲۷۷
راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کی دعا کا قبول ہونا	۳	۲۸۲
رسولؐ کو شک نہ تھا	۲	۲۸۴
رعد فرشتہ	۳	۳۲۴
رسولؐ سے ٹھٹھا مخول کرنے والوں کی سزا	۱	۳۲۸
روح کا پھونکنا کس طرح ہوا	۱	۳۴۱
رزق کے عطا کرنے کے مختلف درجے	۲	۳۵۵

ریطہ بنت کعب	۱	۳۵۹
روح القدس سے کون مراد ہے	۴	۳۶۰
روڑیوں سے استنجا کرنے والی قوم کا حشر	۱	۳۶۳
رسول کو شہر بدر کرنے والی امت ہلاک کر دی جاتی ہے	۲	۳۶۷
روح جبرائیل اور میکائیل سے عظمت میں بڑی ہے	۱، ۳	۳۷۷، ۶۳۴، ۷۶۸
رجماً بالغیب کا مطلب کیا ہے	۲	۳۸۳
رستوں کا وسیع کیا جانا وقت ظہور مہدیؑ	۳	۴۳۷
ربوہ کا ذات قرار و معین ہونے کا مطلب	۲	۴۴۷
رات کی ترک شدہ عبادت کا دن کو بجا لانا	۱	۴۷۳
رب کہلانے والے	۲	۴۸۱
روح الامین سے کون مراد ہے	۲	۴۸۲
رہط کے معنی	۳	۴۹۳
ربا کے معنی اور قرض دے کر سود لینے کے طریقے	۲	۵۲۹
رات اور دن کا گھٹنا اور ایک دوسرے میں گھسنا	۲	۵۳۶
روح کی بازگشت	۱	۵۴۰
رجعت کی خبر	۱	۵۴۱
رسول کو فاتر العقل کہنے والے اور حضرت علیؑ کو خلیفہ نہ ہونے دینے کا مشورہ کرنے والے	۳	۵۹۶، ۵۹۹
رجعت میں نصرت	۲	۶۱۲
ریح صرصر کیا ہوتی ہے	۱	۶۱۹
رسالہ اختیارات علامہ مجلسیؒ کا ذکر	۲	۶۴۴
رہوا کے معنی	۱	۶۴۴
رق منشور کے معنی	۱	۶۷۹
رزق کی قسمیں	۱	۶۹۹
رحم مادر پر موکل فرشتہ	۱	۵۰۷
راز کی بات کہنا	۲	۷۰۹
روم اور فارس کی فتح	۱	۷۱۱
روح سے مراد ایمان	۲	۷۱۳
رسول کے اقربا	۱	۷۳۸
رسولوں کے کلام کو نہ سننے اور سمجھنے والے	۲	۷۳۸

باب الزاء

زمین کو انسانوں کے لئے فرش قرار دینا	۱	۶
زکوٰۃ فطرہ	۱	۱۰
زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا	۱	۴۵
زوجہ کو دودھ پلانے کی اجرت دینا	۳	۴۷
زوجہ کو طلاق دیکر اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا	۱	۴۹
زکریا کی بیوی کا نام	۲	۶۹
زین العابدینؑ کا لونڈی کا قصور معاف کر کے اُسے آزاد کرنا	۵	۸۵
زکوٰۃ نہ دینے والے کے گلے میں قیامت کو آتشیں سانپ	۲	۹۴
زمین اور آسمان اللہ کی میراث ہیں	۳	۹۴
زنا کو الفاحشہ کیوں کہا گیا ہے	۳	۱۰۲
زانیہ کی سزا زمانہ جاہلیت میں کیا تھی۔	۴	۱۰۲
زبان بندی نہیں کی جا سکتی	۱	۱۳۴
زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی	۱	۱۴۳
زمین اور آسمانوں کا چھ دن میں پیدا کرنا	۱	۲۰۳
زمین میں فساد کے بعد اصلاح کب ہوئی	۳	۲۰۳
زلزلہ اور چیخ	۱، ۴	۳۰۷، ۳۰۹
زمین کے وارث	۳	۲۱۳
زمانہ رجعت میں فدیہ دیکر عذاب سے بچنا	۲	۲۷۷
زلیخا کا ارادہ بد اور یوسف کا بچاؤ کرنے کا ارادہ	۲	۳۰۷
زلیخا کا یوسف کی عصمت کا اقرار	۲	۳۰۹
زمین کا بدل دیا جانا	۱	۳۳۸
زمین کے زندہ ہونے کا مطلب	۱	۳۵۴
زکریا کی زوجہ مریم بنت عمران بن ماثان کی ہمشیرہ تھیں	۱	۳۹۵
زکریا کی وراثت	۲	۳۹۵
زمین اور آسمان کے بند ہونے کا مطلب	۱	۴۲۰
زین العابدینؑ کے ساتھ ہر ڈھیلے اور درخت کا تسبیح کرنا۔	۱	۴۲۵
زلزلہ کا عظیم شے ہونا	۱	۴۲۹
زمین کا حرکت کرنا	۲، ۱	۴۳۰، ۶۲۳
زمین اور ہر شے کا خالق	۱	۴۵۰
زانیہ عورت سے متعہ اور نکاح	۳	۴۵۳
زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہ	۱	۴۵۴
زینت کی قسمیں	۲	۴۵۸
زفیر کا مطلب	۴	۴۶۸
زور سے کیا مراد ہے	۱	۴۷۴
زینب بنت جحش کا زید بن حارثہ آزاد کردہ غلام سے نکاح	۲	۵۴۸
زمین سے نکلنے اور آسمان سے نازل ہونے والی چیزیں	۱	۵۵۵
زندگی اور موت میں قوم کو نصیحت کرنے والا	۳	۵۷۳
زاجرات سے کیا مراد ہے	۳	۵۷۸
زقوم دوزخیوں کی خوراک ہے	۲	۵۸۱
زقوم سے دوزخیوں کی مہمانی	۱	۶۸۲
زمین کا ظہور قائم آل محمد کے وقت اپنے مربی کے نور سے چمکنا ہے	۱	۶۰۴
زمین اور آسمان کی اطاعت	۴	۶۱۸
زمانہ کی گردشیں	۱	۶۸۱
زرعت زمین نے زراعت کی اگنے کی ممانعت	۱	۶۹۸
زہد کا قرآن کے دو کلموں میں آنا	۲	۷۰۵
زندگی اور موت دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں	۱	۷۳۷
زمہریر جس کی ایک کڑی کی حرارت سے ساری دنیا پگھل جائے	۲	۷۴۵
زمین کا دوسری زمین سے بدل دیا جانا	۱	۵۷۷

۷۷۷	۲	زمین کا پیٹ سے مردے اگل دینا
۷۸۰	۱	زحل امیر المومنین کا ستارہ ہے اسے منحوس کہنا منع ہے
۷۸۲	۱	زرابی جنت کی چیز ہے جس کی مثال دنیا میں کوئی نہیں
۷۸۸	۳	زیتون اور انجیر کے خواص
۷۹۱	۳	زمین کے خزانے اور دفینے

باب السین

۲	۱	سورہ الحمد کا نام فاتحہ کیوں رکھا گیا۔
۲	۱	سورہ الحمد کے مکی یا مدنی ہونے کی بحث
۲	۱	سورہ الحمد کی فضیلت
۲	۱	سورہ بقر کی فضیلت
۱۵	۱	سنگ لرزاں جو آگرہ میں پایا جاتا ہے
۲۲	۳	سواری پر نماز کس طرح ادا کی جائے
۳۵	۲	سفر میں روزہ رکھنا منع ہے
۳۶	۲	سحری کا آخری وقت
۳۶	۳	روزہ کے افطار کا وقت
۵۹	۵	سود کو حلال جان کر کھانے والے کا حکم
۵۹	۶	سود کا ایک درہم دین کو مٹاتا ہے
۶۰	۱	سفیہ اور ضعیف سے کون مراد ہیں
۹۰	۱	سینوں کا امتحان
۹۰	۴	سبیل اللہ سے مراد حضرت علیؑ
۹۶	۲	سب سے بڑی عبادت مصنوعات خدا میں غور
۱۰۹	۲	سکارٰی کا مطلب کیا ہے
۱۱۰	۲	منہ سر کا مسح کرنا.
۱۱۶	۲	سیات دو طرح کے ہیں
۱۲۲	۴	سفر میں نماز کا قصر کرنا
۱۲۸	۱	سلمان فارسی کی قوم کی تعریف
۱۳۳	۲	سب انبیا کی طرف وحی
۱۳۵	۴	سزا گلے کے محافظ کے قاتل اور اونٹوں کو چرانے والے کی
۱۴۷	۱	سُحت سے کیا مراد ہے
۱۵۲	۱	سبت کے احکام کے نافرمان بندر بنا دیئے گئے
۱۵۲	۱	سُور ان کو بنایا جنہوں نے عیسیٰ کے خوان کی تکذیب کی
۱۶۰	۲	سائبہ وصیلہ اور حام، اونٹنیاں
۱۶۶	۳	سکن فی اللیل والنہار کا مطلب
۱۹۳	۱	سُورج کا مغرب سے نکلنا اس دن ایمان لانا فائدہ نہ دے گا
۲۰۰	۲	سجین کہاں ہے
۲۰۴	۱	سوئی گیس کی دریافت (مترجم)
۲۱۴	۱	سنین سے مراد خشک سالی اور قحط
۲۱۷	۱	سُقط فی ایدیہم کا مطلب
۲۲۱	۱	سبت کے دن شکار کرنے والے بندر بنا دیئے گئے
۲۲۳	۱	سب سے پہلے خدا کا اقرار کرنے والے
۲۲۵	۳	سوء سے مراد معاصی اور فقیری
۲۳۴	۲	سیٹیاں اور تالیاں بجانا
۲۴۵	۲	سقایۃ الحاج کون تھا
۲۴۸	۳	سونا چاندی جمع کرنے والے
۲۵۸	۱	سالم ابن عمیر انصاری
۲۵۸	۲	سب سے بہتر صدقہ مفلس کا صدقہ ہے
۲۷۸	۱	سینے کے درد کا علاج
۲۸۱	۱	سحر کی حقیقت
۲۹۷	۱	سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ
۳۰۲	۴	سورہ ہود اور سورہ واقعہ سے رسول کا بوڑھا ہو جانا
۳۱۹	۱	سٹھیا جانے والی عمر
۳۲۵	۴	سور السحاب سے کیا مراد ہے
۳۳۶	۲	سلمان فارسی کو منا اہل البیت کہنے کا مطلب
۳۴۳	۲	سدوم کا شہر
۳۴۵	۱	سبعاً من المثانی سے کیا مراد ہے
۳۴۶	۴	سواریاں مثل موٹر، ریل، ہوائی جہاز، راکٹ اور تفنگ وغیرہ کی ایجاد
۳۵۲	۲	سایہ کے سجدہ کرنے سے کیا مراد ہے
۳۶۶	۳	سورج اور چاند کی روشنی میں فرق کیوں ہے
۳۷۶	۲	سمندر اور خشکی میں ہلاک کرنے کی قدرت خدا کو ہے
۴۰۱	۲	سباتا کا صحیح مطلب
۴۰۵	۵	سِتر کے معنی
۴۱۱	۲	سامری کون تھا؟
۴۱۲	۱	سامری کو چھونے سے بخار کا آجانا
۴۳۲	۱	سبب کے معنے
۴۴۵	۲	سفینہ نوحؑ اور سفینہ اہل بیتؑ
۴۶۷	۳	سبیل سے مراد ولایت جناب امیرؑ
۴۸۱	۳	سرگرم دوست
۴۸۴	۲	سود کے متعدد معنی
۴۸۹	۴	سلیمان کا عطائے علم پر الحمد للہ کہنا
۴۹۳	۱	سلیمان کا سفید شیشے کا محل
۵۱۰	۵	سرمداً کے معنی
۵۵۷	۱	سیل العرم
۵۶۱	۲	سخاوت کے لئے ہاتھ پھیلانے کا حکم
۵۷۸	۱	سبز شاخوں سے آگ کا پیدا ہونا
۵۹۱	۱	سلیمان کے سامنے گھوڑوں کا پیش کیا جانا اور آپ کا انہیں مس کرنا
۵۹۲	۴	سرکشوں کے سرداروں سے خطاب
۶۱۶	۲	سوڈان کے ملک کا نبی
۶۳۵	۴	سوار ہوتے وقت خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم
۶۳۷	۲	سخریا کے معنوں کی تشریح
۶۶۳	۵	سکینہ کا مطلب کیا ہے
۶۷۰	۲	سادات بنی فاطمہ کا اپنے نسب پر فخر کرنا درست ہے
۶۷۴	۴	سجود کی تعبیر نماز سے
۶۷۵	۵	ستاروں کی راہ کو حبک کہتے ہیں
۶۷۶	۱	سحر سے مراد صبح کا اول وقت
۶۷۷	۴	سلطان کے مختلف معنے
۶۸۲	۳	ستارہ کا فاطمۃ الزہرا کے گھر اترنا
۶۸۶	۳	سامدون کون لوگ ہیں
۶۸۸	۱	سُعُر کے مختلف معنی
۶۹۰	۳	سقر کسے کہتے ہیں
۷۰۰	۱	سبح کا ماضی مضارع اور مصدر استعمال ہونے کی توجیہ
۷۰۸	۳	سرکشی کرنے والے یہودی اور منافق
۷۱۳	۱	سادات بنی فاطمہ ہی مال لینے کے حقدار ہیں
۷۳۳	۲	سات آسمان اور سات زمینیں ہونا
۷۵۵	۲	سبحٰ کے معنی اور استعمال
۷۶۵	۱	ستاروں کا مٹایا جانا
۷۶۶	۳	سیاہی مائل رنگت کے اونٹ
۷۷۳	۲	سمندروں کا آگ ہو جانا

باب الشین

۱۵	۱	شعبدہ باز سپیرے
۲۸	۲	شک کے مصداق غیر نبی ہیں نہ کہ آنحضرتؐ
۳۷	۳	شرک کو فتنہ کہاں کہا ہے
۴۰	۳	شب ہجرت علی کی جاں نثاری
۴۳	۱	شراب اور شراب پینے والے کی مذمت
۴۳	۱	شطرنج کھیلنے والا
۴۵	۱	شوہر کا زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا
۵۰	۴	شموئیل نبی کا ذکر
۸۰	۱	شاس بن قیس یہودی کا اوس اور خزرج کے قبیلوں میں فساد کرانا
۱۱۰	۱	شرک نہیں بخشا جائے گا
۱۱۰	۱	شیعہ بخشے جائیں گے۔
۱۲۶	۱	شیعوں اور غیر شیعوں کے گنہگار
۱۲۹	۲	شہادت حسینؑ سے انکار
۱۳۲	۴	شبیہ بنانا جائز ہے علیؑ کی شبیہ خدا نے بنائی
۱۳۷	۳	شعائر اللہ
۱۳۹	۲	شکرے، چیتے، باز اور کتے کا شکار کیا ہوا جانور
۱۴۹	۲	شریعت کے معنی پانی کا راستہ اسے دین سے تشبیہ کیوں دی
۱۴۹	۳	شریعت اور منہاج سے کیا مراد ہے
۱۸۳	۱	شیاطین الانس والجن کون ہیں۔
۱۸۵	۳	شرح صدر کا مطلب
۱۹۶	۱	شیطان کو مہلت
۱۹۶	۲	شیطان کی گمراہی
۱۹۶	۳	شیطان کا لوگوں کو بہکانا

شیطان کو نکل جانے کا حکم اور اس کا خدا سے سوال و جواب کرنا۔	۴	۱۹۶
شراب کے لئے قرآن میں لفظ اثم کا استعمال	۱	۱۹۹
شیعوں کا قیامت کے دن خدا کا شکریہ ادا کرنا	۱	۲۰۱
شعبدہ بازی یا علم ریمیا کے فن کا اظہار (مترجم)	۳	۲۱۲
شک میں متردد رہنے والے	۱	۲۵۱
شفاعت کرنا بتوں کا	۲	۲۷۱
شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء تھے	۱	۳۰۰
شفاعت کا مطلب	۱	۳۰۸
شراب پینے کا جام	۵	۳۱۵
شرکِ اطاعت کیا ہے۔	۲	۳۲۰
شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ	۱	۳۳۵
شہاب مبین کیا ہے	۲	۳۴۰
شیطانوں پر شہاب ثاقب برسانا	۲	۳۴۰
شیطان کا آسمان پر جانا بند	۲	۳۴۰
شیعوں کے دلوں سے کینہ نکال دینا	۱	۳۴۲
شیطان سے پناہ مانگنے کا طریق	۳	۳۶۰
شریعت والے صرف پانچ انبیاء ہوئے	۴	۳۷۲
شیطان کی مجامعت اور اولاد میں شرکت	۱	۳۷۴
شفاعت اور اس کی قسمیں (المترجم)	۳	۴۰۳
شکل سے مذکر اور مونث کی پہچان	۳	۴۰۷
شیعوں کا حوض کوثر پر آنا	۲	۴۲۸
شیعہ انبیاء کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔	۲	۵۰۱
شانہ کی ہڈی پر یہودیوں کے مقولے	۱	۵۲۲
شرک ظلم عظیم ہے	۳	۵۳۴
شکر گزار بندے	۱	۵۶۸
شتر مرغ کے انڈے	۱	۵۸۱
شیعوں کو امام محمد باقر علیہ السلام کا مبارک دینا	۲	۵۸۲
شیعہ جہنم میں نہیں جائیں گے	۱	۵۹۳
شیعوں کو خدا کا یا عبادی سے خطاب	۱	۶۰۲
شقاق کا مطلب	۱	۶۲۶
شب قدر میں ہر امر کا اندازہ کیا جانا	۱	۶۴۳
شاہانِ یمن کا لقب تبع تھا	۱	۶۴۵
شدید القویٰ سے مراد اللہ تعالےٰ ہے	۱	۶۸۳
شق القمر کا معجزہ	۴	۶۸۶
شر سے مراد فقر و فاقہ	۲	۷۴۸
شمس اور قمر کب جمع کئے جائیں گے	۲	۷۶۰
شراب ناب	۲	۷۷۶
شاہد اور مشہود کے مصداق	۳	۷۷۸
شداد کا عدن کے صحرا میں ارم نامی بہشت بنانا	۲	۷۸۳
شمس سے مراد آنحضرت ہیں	۲	۷۸۵
شقی وہ تھا جس نے ناقہ صالح کی کونچیں کاٹیں اور آخر میں شقی ترین علیؑ کے سر پر ضرب لگانے والا ہوگا	۱	۷۸۶

باب الصاد

صراط سے کیا مراد ہے	۶	۳
صبغۃ اللہ سے کیا مراد ہے	۲	
صبر کے درجات اور ثواب	۳	۲
صفا اور مروہ کی تفسیر	۶	۲۹
صلوٰۃ الوسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے	۲	۴۹
صدقہ ناجائز پیشہ سے کمائے ہوئے مال سے نکالنا جائز نہیں	۳	۵۷
صراط مستقیم سے مراد علی	۲ ۲	۱۳۶ ۴۴۹
صبر کی تلقین	۳	۱۶۹
صور اسرافیل	۱	۱۷۹
صراط مستقیم علی ہیں	۲	۱۹۱
صدقات کی تقسیم اور مستحقین کے مختلف طبقے	۲	۲۵۳
صنعت معما	۱	۲۹۴
صبر اور کشائش کا انتظار	۲	۳۰۰
صبر جمیل	۵	۳۰۶
صنوان اور غیر صنوان کھجوریں	۴	۳۲۲
صبر کے درجے	۲	۳۳۱
صاحب شریعت صرف پانچ انبیاء ہیں	۴	۳۷۲
صوم کے مختلف معنی	۷	۳۹۷
صبیا کس عمر تک کا بچہ ہوتا ہے	۷	۳۹۸
صراط الحمید سے مراد ولایت جناب امیرؑ ہے	۳	۴۳۳
صواف کے معنی صف بندی	۲	۴۳۵
صومعہ عیسائیوں کے گرجا کو کہتے ہیں	۱	۴۳۶
صلوٰۃ کے مختلف معنی	۳	۴۶۱
صنعت قلم سازی (مترجم)	۱	۴۷۱
صہر اور نسب سے کیا مراد ہے	۲	۴۷۳
صالح کی قوم کا طلب عذاب میں جلدی کرنا	۲	۴۹۳
صور اسرافیل کیا چیز ہے	۱	۴۹۸
صبار شکور کے لئے نشانیاں	۲	۵۳۷
صفرا (صفورا) بنت شعیبؑ زوجہ موسیٰ کا موسیٰ کے خلیفہ یوشع بن نون کے خلاف خروج کرنا	۲	۵۴۷
صریح کا مطلب کیا ہے	۳	۵۷۴
صف بندی یا قطار بندی	۲	۵۷۸
ص اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے	۴	۵۸۷
صدق سے کیا مراد ہے	۲	۵۹۹
صعق کا مطلب	۳	۶۰۳
صور اسرافیل کے پھونکے جانے سے بعض ہستیوں کا نہ مرنا مطہرہ تفسیر صافی ص۵۲۲ پر ہے کہ ان صحیفوں کی شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہے اور پاک اس سے ہیں کہ شیطانوں کے ہاتھ ان تک نہیں پہنچتے۔	۴	۶۰۴
صحف کے معنے اور کا بیان	۲	۶۴۱
صلح کے خواہش مند	۲	۶۶۲
صلح حدیبیہ اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی	۳	۶۶۶
صرہ کے معنی	۴	۶۷۶
سکت کے معنی	۵	۶۷۶
صلصال کس قسم کی مٹی کو کہتے ہیں	۱	۶۹۱
صدیق اور شہدا کون ہیں	۲	۷۰۳
صدقہ دے کر اور حج کر کے صالحین میں سے ہونا	۱	۷۲۷
صالح المومنین سے مراد علیؑ ہیں	۵	۷۳۴
صور کے دوسری بار پھونکے جانے پر قبروں سے مردوں کا نکل آنا۔	۳	۷۶۹
صحیفوں تک شیطانوں کے ہاتھ نہیں پہنچتے	۴	۷۷۱
صلب کو واحد اور ترائب کو جمع لانے پر اعتراض اور اس کا جواب۔	۲	۷۸۰
صدع کے معنی کھیتی کا پھوٹنا	۳	۷۱۵

باب الضاد

ضعیف اور سفیہ سے کون لوگ مراد ہیں	۱	۶۰
ضیق اور حرج کا مطلب	۴	۱۸۵
ضلال کے مختلف معنی اور استعمال	۳ ۴	۲۷۴ ۱۱۸
ضر کے معنے ضاد کی زیر اور پیش (ضمہ) کے ساتھ	۱	۴۲۶
ضالین سے مراد جاہلین	۲	۴۷۶
ضغثا کا مطلب کیا ہے	۳	۵۹۱
ضریع تو دوزخیوں کی خوراک ہے	۴	۷۸۱

باب الطاء

طیب چیزیں ہی حلال کی گئی ہیں	۳	۳۲
طلاق شدہ عورت کی عدت	۲	۴۵
طلاق کے معنی قسمیں اور شرائط	۱	۴۶
طلاق شدہ عورتوں کے حقوق	۲	۴۶
طلاق شدہ عورتوں کو نکاح ثانی سے روکنا منع ہے	۱	۴۷
طالوت کو خدا نے بادشاہ مقرر کیا۔ طالوت حضرت یوسفؑ کے بھائی بنیامین کی اولاد سے تھے	۴	۵۰
طالوت کی جالوت سے جنگ	۲	۵۲
طاغوت سے کون لوگ مراد ہیں	۳	۵۴
طل کے معنی ہلکی بارش	۲	۵۷
طمس کے معنی صورت مٹانا ہے نہ کہ بگاڑنا	۱	۱۱۰
طعام سے مراد کیا ہے	۳	۱۳۹
طاغوت کون لوگ ہیں	۲	۱۵۲
طوفان جو قوم فرعون پر آیا	۲	۲۱۴
طوبیٰ کا درخت	۲	۳۲۷
طیبین سے مراد پاکیزہ ولادت والے مومنین	۱	۳۵۰
طٰہٰ کا مطلب	۲	۴۰۴
طیر کا استعمال واحد اور جمع پر	۳	۴۳۴
طہارت مطلقہ کے مصداق اہلبیتؑ ہیں	۳	۵۴۷
طلحہ کا آنحضرت کی وفات کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کرنے کی خواہش کرنا۔	۲	۵۵۱

۷۳۱	۲	طلاق جب تک تیسری نہ دی جائے عورتوں کو گھر سے نہ نکالنے کا حکم
۷۴۱	۱	طائف کے معنے اور استعمال
۷۶۰	۴	طامۃ الکبریٰ سے مراد انسان کا علم
۷۷۹	۱	طارق ثریا ستارے کا نام ہے
۷۸۸	۴	طور سینین سے کیا مراد ہے

باب الظاء

۱۳۱	۱	ظالم کے خلاف بلند آواز سے شکایت کرنا
۲۲۴	۳	ظالم وہ ہیں جنہوں نے حقوق آل محمد غصب کئے
۱۸۱	۱	ظاہر الاثم و باطنہ کا مطلب
۱۸۶	۱	ظالم سے انتقام ظالم کے ذریعہ لیا جائے گا
۳۰۱	۲	ظالم کو مہلت
۳۲۵ ۵۶۰	۲ ۱	ظلمات اور نور سے مراد کفر اور ایمان
۴۶۸	۱	ظالم امام
۴۷۱	۱	ظل کون سا وقت ہے
۵۶۷	۲	ظل اور حرور سے کیا مراد ہے
۵۶۵	۱	ظلمات ثلاث
۵۶۰	۱	ظالم کی اطاعت اس کی پرستش کے مترادف ہے
۷۰۷	۱	ظہار کا مسئلہ
۷۲۳	۲	ظاہرین کا مطلب کیا ہے

باب العین

۹	۱	عصمت آدمؑ آپ شجر ممنوعہ کے قریب نہیں گئے
۲۶	۲	عیسائیوں کا بچہ کو بپتسمہ دینا
۳۲	۱	علم کے بغیر فتوے دینا
۳۵	۳	عیدین کی تکبیریں
۳۷	۲	علی باب العلم ہیں
۳۹	۴	عرفات کہاں ہے
۳۹	۵	عرفات سے روانگی
۴۰	۳	علیؑ کی جاں نثاری شب ہجرت
۴۴	۲	عورتیں کھیتی ہیں اس کی تشریح
۴۵	۲	عدت طلاق شدہ عورت کی
۴۸	۱	عدت ختم ہونے سے پہلے عزم نکاح منع ہے
۴۹	۴	عدت بیوہ عورت کی
۵۵	۱	عزیر نبی کا سو سال تک مرے رہ کر زندہ ہونا
۵۸	۱	علیؑ باب الحکمۃ ہیں
۵۹	۱	علانیہ اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینے والے علیؑ تھے
۶۰	۲	عادل اور آزاد دو مردوں کی گواہی
۶۵	۴	عورتوں میں مردوں کیلئے سب چیزوں سے زیادہ لذت ہے
۶۶	۲	عطاء خیر خدا کی طرف سے ہے
۶۸	۲	عصمت آنحضرتؐ
۶۸	۵	عمران کی بیوی
۶۹	۱	عمران بن ماثان کی بیٹی مریم عیسیٰ کی پیدائش دن وقت اور مقام
۷۰	۳	عیسےٰ صاحب نبوت و ریاست تھے
۷۱	۱	عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری کی ایک دلیل
۷۱	۲	عیسیٰ کا اظہار رسالت کرنا اور معجزات دکھانا
۷۱	۱	عیسیٰ کا ایک مردہ کو زندہ کر کے قبر سے نکالنا
۷۳	۳	عیسیٰ کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا
۷۶	۷	علیؑ کے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے
۷۸	۱	علیؑ کا کپڑا خرید کر صدقہ کر دینا
۸۴	۳	عماموں والے فرشتے
۸۵	۱	علیؑ کو وصی مقرر کرنے میں رسول کا اختیار
۸۷	۵	علیؑ کی جہاد میں ثابت قدمی کا شکریہ منجانب اللہ
۹۰	۴	علیؑ سبیل اللہ ہیں
۹۳	۲	علیؑ کے زخموں پر لعاب رسولؐ
۹۷	۲	عورت اور مرد کی اصل ایک ہے
۱۰۳	۲	عالم اور جاہل کی توبہ کے قبول ہونے کی حد
۱۰۷	۱	عقد اخوت
۱۰۷	۲	عورتوں پر مردوں کی حکومت
۱۰۷	۳	عورتوں پر مردوں کی فضیلت کا سبب
۱۱۷	۲	علم خدا سے استنباط کرنے والے
۱۲۷	۲	عورتوں میں عدل کرنے کا حکم ہر امر میں
۱۳۲	۴	عیسیٰ کی شبیہ اور جواز شبیہ
۱۳۳	۱	عیسیٰ کی موت کب آئے گی
۱۳۵	۱	عیسیٰ افضل ہیں یا آنحضرتؐ
۱۳۵	۲	عیسائی مریمؑ کو بھی خدا مانتے ہیں
۱۳۶	۳	عبودیت کا شرف اور فضیلت (بقیہ ۱۳۵)
۱۳۷	۱	عقود کے معنی
۱۴۶	۲	علیؑ کے دشمن دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے
۱۵۱	۱	علیؑ کا حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی دینا
۱۵۱	۱	علیؑ کا ولی ہونا
۱۵۲	۱	عیسیٰ کے خوان کی تکذیب کرنے والے سور بنا دیئے گئے
۱۵۲	۲	عبد الطاغوت سے کون مراد ہے
۱۵۲	۳	عذاب کا نزول یہود پر احبار اور ربانیوں کے برائیوں سے منع کرنے والے
۱۵۴	۲	علیؑ کی خلافت کا اعلان خم غدیر پر
۱۵۵	۱	عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث
۱۵۵	۳	عیسیٰ کو خدا ماننا غلو ہے
۱۵۶	۱	عیسائیوں کے گمراہ سردار
۱۵۶	۲	عیسیٰ کی بددعا کے الفاظ جس سے لوگ سور بنا دیئے گئے
۱۵۷	۱	عارفین حق کا فعل رونا ہے
۱۵۷	۲	علیؑ کا رات کو نہ سونے کی قسم کھانا
۱۵۷	۲	عثمان بن مظعون کا بیوی سے ہمبستری نہ کرنے کی قسم کھانا
۱۶۲	۱	عیسیٰ کی امت کے لئے مائدہ کا نزول
۱۶۳	۲	عیسائیوں کا عیسیٰ اور مریم کو خدا ماننا
۱۶۴	۲	عیسائیوں کو ان کے جھوٹ پر تنبیہ
۱۷۱	۱	عذر برائے ترک گریہ و زاری
۱۷۱	۲/۴	علیؑ کی ولایت چھوڑنے کا مسئلہ
۱۷۸	۱	عیسیٰ کا نسب بیٹی کی طرف ابراہیمؑ تک
۱۷۹	۲	علیؑ کا خطبہ توحید
۱۸۰	۱	عذاب الھون سے کیا مراد ہے
۱۸۰	۳	عاریت ایمان
۱۹۱	۲	علیؑ صراط مستقیم ہے
۱۹۸	۱	عیدین اور جمعہ کو غسل اور سفید لباس
۲۰۰	۱	عذاب الہی کی سختی دیکھ معذبین کا باہمی جھگڑا کرنا
۲۰۳	۲	عرش پر اللہ کے استوار کا مطلب
۲۰۴	۱	عمرو بن العاص کی داڑھی پر امام حسینؑ کا آیت قرآن سے استدلال
۲۰۵	۲	عاد کی قوم کے آدمیوں کے قد کھجور کے درخت کے برابر تھے
۲۱۱	۱	عالم ذر میں میثاق
۲۱۱	۲	عہد میثاق کی وفا
۳۱۲		علم ریمیا کا اظہار (مترجم)
۲۱۴	۴	عذاب کا ملک
۲۲۶	۱	عورت کو سر ڈھانکنے کا مطلب
۲۲۶	۲	عصمت انبیاء
۲۱۷	۱	عفو سے کیا مراد ہے
۲۴۰	۱	عقد مواخات
۲۴۳	۳	عہد شکنی
۲۴۶	۳	عذاب سے مراد قتل
۲۴۷	۱	عَیۡلَۃً سے کیا مراد ہے
۲۴۷	۲	عزیر خدا کا بیٹا ہیں اعتراض اور اس کا جواب
۲۵۱	۲	عدۃ سے مراد نیت
۲۵۶	۲	علیؑ کا جہاد رسول ہی کا جہاد تھا
۲۷۶	۳	عقل کے بہرے اور اندھے
۲۸۲	۱	عائل کے معنی
۲۸۰	۱	عرش سے کیا مراد ہے مکمل بحث
۲۵۳	۱	عبد کا بے کار پیدا نہ کیا جانا
۲۹۶	۱	علیؑ کی شہادت کی پیشین گوئی
۳۰۴	۱	عربی زبان سیکھنے کا حکم
۳۲۳	۳	علی ہادی ہیں
۳۴۶	۱	عذاب کے نزول کا سوال
۳۵۵	۲	عطاء رزق کے مختلف درجے
۳۵۶	۱	عدل کا حکم دینے والے
۳۵۷	۱	علی کی اطاعت اور دوستی سے انکار کرنے والے
۳۵۹	۳	علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنے کا حکم
۳۶۰	۵	عقائد کی مضبوطی
۳۶۱	۲	عمار یاسر اور ان کے والدین کا واقعہ تقیہ

عصمت آئمہؑ	۱	۳۶۶
عمل خیر کی نیت عمل بجالانے سے بہتر ہے	۴	۳۷۴
عیسیٰ کی نظیر یحییٰ	۳	۳۹۵
عیسیٰ کا پاؤں مار کر پانی کا چشمہ جاری کرنا	۴	۳۹۷
علی لسان صدق ہیں	۱	۴۰۰
عبادت سے لوگوں کی اطاعت کا مقصود بنانا	۱	۴۰۳
عمر کے معنی اور استعمال	۱	۴۲۲
علما کی موت سے زمین میں کمی واقع ہونا	۲	۴۲۳
علی اور آپ کے شیعوں کا حوض کوثر پر آنا	۲	۴۲۸
عمیق کے معنے	۱	۴۳۴
عیسائیوں کی عبادت گاہ یا گرجا	۱	۴۳۶
علقہ کی تشریح اور تصریح	۲	۴۴۳
عالم الغیب والشہادہ کے کیا معنی ہیں	۱	۴۵۱
عادین کون ہیں	۱	۴۵۲
عائشہ پر تہمت سے بریت	۱	۴۵۵
عقبہ بن ربیعہ	۳	۴۶۰
علی اور آپ کے پیروکار جنت میں جائیں گے	۱	۴۶۸
عمارت کا قیامت کے دن وبال ہونا	۱	۴۸۳
علم عطا کئے جانے پر حضرت سلیمان کا الحمد للہ کہنا	۴	۴۸۹
علی کو علم غیب کا عطا کیا جانا	۱	۴۹۶
علی دابۃ الارض ہیں	۳	۴۹۷
عالموں سے مراد آل محمدؐ	۲	۵۲۰
علی کا ایک نام محسن بھی ہے	۳	۵۲۴
عشاء کے اوقات	۲	۵۲۶
علیؑ المثل الاعلیٰ ہیں	۱	۲۸
علم الساعۃ	۴	۵۳۷
عذاب ادنیٰ سے کیا مراد ہے	۲	۵۴۰
عورت کے معنی اور مفہوم	۱	۵۴۴
علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا	۱	۵۴۶
عائشہ دختر ابوبکر کا علی کے خلاف خروج کرنے کی پیشین گوئی	۲	۵۴۷
عورتوں کا ذکر خیر قرآن میں	۱	۵۴۸
عباد ابن کثیر صوفی بصری	۲	۵۵۴
عمل کو ضائع کرنے والا عجب	۱	۵۶۴
عمر کا کم یا زیادہ کیا جانا	۴	۵۶۵
علماء سے کون مراد ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں	۵	۵۶۷
عمر جس میں اللہ تعالیٰ ہر عذر رفع فرما دیتا ہے ساٹھ برس ہے	۱	۵۶۹
عرش خدا کو اٹھانے ہے یا خدا عرش کو	۱	۵۷۰
عہد کا مطلب کیا ہے	۲	۵۷۶
عفار اور مرخ سبز درختوں کے پتے رگڑنے سے آگ کا پیدا ہونا	۱	۵۷۸
علی کی ولایت کے بارے میں سوال	۲	۵۷۹
عرش اٹھانے والے کون ہیں	۱	۶۰۶
علیؑ کا ایمان کل	۲	۶۰۶
علیؑ کا خطبہ غدیر خم	۱	۶۱۲
عذاب دیکھنے کے بعد توبہ کرنا مفید نہیں ہوتا	۱	۶۱۶
عزیٰ کے معنے	۲	۶۱۷
عزیز کے معنوں کی تشریح	۳	۶۲۳
عرض کے معنی اور استعمال	۴	۶۲۵
علم کے معنی دیکھنا بھی آتے ہیں	۳	۶۴۷
عذاب سے ڈرتے رہنے کا حکم	۱	۶۵۵
عذاب کو رفع کرنے والا	۴	۶۵۸
عزم امر میں نہیں بلکہ صاحب امر میں ہوتا ہے	۲	۶۶۰
علی سے محبت نہ رکھنے والے کی ولادت صحیح نہیں ہوتی	۱	۶۶۱
علیہ میں کا مفہوم کیوں ہے	۴	۶۶۳
علیؑ کا خلافت کے لئے تلوار نہ اٹھانے کا جواب	۴	۶۶۶
عبقری سے کیا مراد ہے	۱	۶۹۴
عصمت کے معنی اور مفہوم	۴	۷۱۸
علم اور دقیق نظری سے خالی لوگ	۲	۷۲۶
عورتوں کی عدت تین حیض ہے	۱	۷۳۱
عورتوں کو رجعی طلاق کے بعد گھر سے نکالنے کی نیت سے تنگ کرنا منع ہے	۱	۷۳۲
عورت کو تین طلاقیں ملنے کے بعد اس کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ نہیں	۱	۷۳۳
علیؑ صالح المومنین ہیں	۵	۷۳۴
علی اذن داعیہ ہیں (۴۰)	۴ب	۷۴۴
علم یا جھنڈے کی طرف دوڑ کر جانے والے	۲	۷۴۹
عبداللہ سے مراد آنحضرت ہیں	۲	۷۵۴
علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اور فضہ کا حسنین کی شفایابی پر نذر کے روزے رکھنا اور سورہ دہر کا ان کی شان میں نازل ہونا	۳	۷۶۲
عشار کن اونٹنیوں کو کہتے ہیں	۱	۷۷۳
عید کے دن فطرہ نکالنا	۲	۷۸۱
عیدین کی نمازیں صحرا میں پڑھنے کا حکم	۳	۷۸۱
عشرہ محرم کی صبح اور محرم کی دس راتوں کی بزرگی	۱	۷۸۳
عاد کے بیٹے شداد اور شدید	۲	۷۸۳
علی کے سر پر ضرب لگانے والا اشقی	۱	۷۸۶

باب الغین

غیب سے مراد امام آخر الزمان ہیں	۴	۳
غلاموں کا آزاد کرنا	۲	۳۳
غصہ روکنے سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے	۳	۸۵
غیر کے گناہ کی تشریح	۱	۱۱۲
غلبہ سے مراد حجت سے غالب آنا	۲	۱۲۹
غاصبان حقوق آل محمدؐ ظالم ہیں	۳	۱۳۴
غلو کیا ہے	۳	۱۵۵
غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے	۱	۱۸۹
غنیمت کا مال کسے کہتے ہیں	۱	۲۳۵
غیر مسلمانوں کو پناہ دینے کے احکام	۲ ۱	۲۴۲ ۲۴۳
غار ثور میں آنحضرت کی ہمراہی میں ابوبکر کا اضطراب	۲	۲۴۹
غزوہ تبوک	۱	۲۵۴
غازیوں کے دیوان سے خارج ہونے والوں کے نام	۱	۲۵۹
غلبہ اور قہر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے	۱	۲۷۹
غلام علیم سے مراد حضرت اسماعیل از بطن ہاجرہ ہیں	۲	۳۴۲
غلام اور لونڈی تمہارے بھائی بہنیں ہیں	۲	۳۵۵
غثاء سے کیا مراد ہے	۲	۴۴۶
غزوہ بنی مصطلق میں حضرت عائشہ پر اتہام اور بریت	۱	۴۵۵
غمام سے مراد جناب امیر المومنینؑ ہیں	۳	۴۶۹
غفر کے معنے	۲	۴۸۰
غضب اور غصہ کے بغیر ناحق قتل کرنا	۲	۴۸۲
غاصبان حقوق آل محمدؐ	۱	۵۷۹
غصہ کو روکنے کا اجر	۱	۶۳۲
غفر کے معنے کیا ہیں	۳	۶۶۲
غار حرا میں آنحضرت کا فرشتہ کو دیکھنا	۲	۷۵۷

باب الفاء

فرشتوں سے جن اسماء کے متعلق پوچھا گیا ان کے مسمیات موجود تھے	۲	۸
فرشتوں سے پنجتن پاک کے ناموں کے بارے میں پوچھا گیا	۳	۸
فضلتکم علی العالمین میں فضیلت کا مطلب	۴	۱۰
فرعون کی آل کے مصداق	۵	۱۰
فرعون کا بیٹوں کو ذبح کرنا اور لڑکیاں زندہ رکھنا	۶	۱۰
فرعون کے گھر حضرت موسیٰ کی پرورش	۹	۱۰
فرعون اور اسکے لشکر کا دریائے نیل میں غرق کیا جانا	۱	۱۱
فتویٰ دینا بغیر علم	۱	۳۲
فتنہ سے کہاں شرک مراد ہے	۳	۳۷
فحش سے مراد بخل ہے	۴	۵۷
فرقان سے کیا مراد ہے	۲ ۲	۶۳ ۴۲۲
فیصلہ کرنے کا اختیار صرف رسولؐ اور آئمہؑ کو ہے	۱	۱۲۳
فترت سے کیا مراد ہے	۱	۱۴۳
فاسقین قوم موسیٰ	۱	۱۴۴
فاطمہؑ کے سبب سے آئمہ ذریت انبیا سے ہیں	۱	۱۷۸
فرعون کا اصلی نام	۳	۲۱۱
فرعون کے درباریوں کا مشورہ	۱	۲۱۲
فرعون کے جادوگروں کے جادو کی حقیقت	۴	۲۱۲
فرعون کے سرداروں کا مشورہ	۱	۲۱۳
فرعون پہلے بت پرست تھا پھر خدائی کا دعویٰ کیا	۴	۲۱۳
فرشتوں اور اولاد آدم کی خلقت	۲	۲۲۴

۲۳۲	۳	فتنہ کا عام ہونا
۲۳۷	۱	فرشتوں کا مشرکین کو قتل کرنا
۲۵۳	۱	فرقہ خوارج کا بانی
۲۷۸	۲	فضل اللہ اور رحمت سے کون مراد ہے
۲۸۳	۱	فرعون کی لاش لندن کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے
۳۵۳	۲	فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا
۳۵۴	۲	فرث کا مطلب
۳۶۹	۱	فاطمۃ الزہرا کو فدک کا عطا کیا جانا
۵۲۹	۱	״ ״ ״ ״
۴۰۷	۲	فرعون کے موسیٰ کی بجائے ہارون سے جواب مانگنے کی علت کیا تھی
۴۱۰	۲	فرعون کا دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ
۴۱۹	۱	فرشتے معصوم ہیں
۴۲۲	۴	فرقان سے کیا مراد ہے
۴۴۲	۱	فرشتوں میں سے رسول
۴۵۶	۳	فحشا سے کون سی برائیاں مراد ہیں
۴۵۸	۱	فروج کی حفاظت سے کیا مراد ہے
۴۷۱	۱	فلم سازی کی صنعت کا ذکر (مترجم)
۴۷۶	۵	فرعون کا موسیٰ کے خدا کی حقیقت دریافت کرنا
۴۷۷	۱	فرعون کا موسیٰ کو مجنون کہنا
۴۷۸	۳	فرعون کا موسیٰ کو بڑا جادوگر کہنا
۴۷۸	۵	فرعون اور اس کے لشکر کا موسیٰ کا پیچھا کرنا
۴۸۵	۱	فساد کرنا منع ہے
۴۹۹	۱	فرعون کا کاہن کی تصدیق یا تکذیب کرنا
۵۰۰	۴	فرعون اور اس کی زوجہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک
۵۰۰	۵	فرعون کی سلطنت کا موسیٰ کے ہاتھوں تباہ ہونا
۵۰۵	۲	فرعون کا ہوا میں اڑ کر خدا کا پتہ لگانے کی کوشش کرنا۔
۵۱۴	۱	فتنہ میں ڈالا جانا
۵۲۸	۳	فطرت سے کیا مراد ہے
۵۶۳	۲	فرشتوں کا خدا اور انبیاء کے درمیان واسطہ ہونا
۵۷۴	۳	فریاد کرنا اور فریاد کو پہنچنا۔
۵۸۸	۲	فرعون کو ذوالاوتاد کیوں کہا جاتا ہے
۵۸۹	۳	فصل الخطاب سے کیا مراد ہے
۶۰۸	۲	فرعونیوں کا بنی اسرائیل سے سلوک
۶۰۸	۳	فرعون کو موسیٰ کے قتل سے روکنا
۶۰۹	۱	فرعون کی آل کا مومن
۶۱۷	۱	فرعون کو غرق کرنے کی وجہ
۶۲۱	۲	فرشتوں کا مومن کو مرتے وقت خوشخبری دینا۔
		فرشتوں کو بیٹیاں کہنے والے قریشی
۶۳۹	۲	فرعونی کا آل عالم کو ساحر کہتے ہیں
۶۵۶	۴	فالج کا زیادہ گرنا قیامت کی نشانی ہے
۶۶۱	۲	فارس کے لوگوں کا ایمان حاصل کر لینا اگرچہ ثریا پر ہو
۶۶۵	۲	فتحاً قریباً سے مراد فتح خیبر ہے
۶۷۷	۱	فرشتے بغیر امر عظیم کے اکٹھے نازل نہیں ہوتے
۶۸۳	۳	فاطمہ زہرا کے گھر ستارے کا گرنا
۶۸۵	۱	فواحش سے کیا مراد ہے
۶۸۶	۴	معجزہ شق القمر
۷۰۵	۱	فرشتہ جو رحم مادر پر موکل ہے
۷۱۱	۱	فارس اور روم کی فتح
۷۱۳	۱	فے کا مال سادات بنی فاطمہ کا حق ہے
۷۶۳	۱	فضہ کا سورہ دہر میں تین بار نام آنا
۷۷۰	۱	فرعون کو ڈھیل دینے کی وجہ
۷۸۱	۲	فطرہ عید نکالنا
۷۹۸	۲	فلق کے معنے اور مفہوم

باب القاف

۳	۳	قرآن میں شک کرنے والے
۶	۲	قرآن کی مثل ایک سورت لانے کا مطالبہ اور مخالفین کا عجز
۲۶	۳	قدیم دین کس کا ہے۔
۲۷	۲	قبلہ کا تبدیل کیا جانا
۲۸	۴	قائم آل محمد کے اصحاب کا بادلوں کی سواری پر جانے کا مطلب
۳۷	۴	قاتلان حسین کو ظالمین کہنا
۳۷	۴	قائم آل محمد کا قاتلان حسین کی اولاد سے بدلہ لینا
۴۵	۱	قسم کھانا مرد کا زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی ایلاء
۶۵	۲	قنطار سے کتنا سونا مراد ہے
۸۱	۴	قیامت کو امت رسول پانچ جھنڈوں کے ساتھ محشور ہوگی۔
۸۵	۴	قصور معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے
۸۷	۳	قتل اور موت میں فرق ہے
۸۹	۵	قضا اللہ کو روکنے والا کوئی نہیں
۹۵	۵	قبول شدہ قربانی کو آسمانی آگ کا جلانا جھوٹ ہے
۹۵	۲	قبولیت توبہ کی حد ہے
۱۱۷	۱	قرآن میں تناقض نہیں
۱۱۶	۲	قتل خطا کی دیت اور کفارہ
۱۲۰	۱	قتل عمد مومن کا
۱۲۲	۱	قصر کرنا نماز میں جب سفر میں ہوں
۱۲۸	۲	قدیم زمانہ کے حکما کا صرف تین باتیں لکھنا
۱۴۴	۲	قابیل نے ہابیل کو کیوں قتل کیا تھا
۱۴۵	۱	قابیل کو ہابیل کے قتل کرنے کا طریقہ ابلیس نے سکھایا
۱۴۸	۱	قصاص کے احکام
۱۵۵	۲	قرآن میں عنوانات انبیاء کا ذکر کیوں کیا گیا
۱۵۸	۱	قسم کے کفارہ کی مقدار
۱۶۵	۴	قرناً آخرین سے مراد
۱۶۸	۲	قیامت کو مشرکین کا شرک سے انکار
۱۷۰	۳	قرب قیامت کی نشانیاں دابۃ الارض، دجال نزول عیسیٰ ۔
۱۷۴	۳	قیامت کو اعمال کا حساب
۱۸۰	۲	قیامت کو برہنہ محشور ہونا
۱۹۵	۱	قیامت کے دن رسولوں سے سوال
۲۰۵	۲	قوم عاد کے آدمیوں کے قد کھجور کے درخت کے برابر تھے
۲۰۷	۳	قوم لوط میں اغلام بازی کا بانی ابلیس تھا
۲۱۴	۳	قتل کیا چیز تھی
۲۲۵	۱	قریش کا یہود سے مسائل سیکھنا
۲۲۵	۲	قیامت یکایک آ جائے گی۔
۲۲۸	۱	قرآن کو خاموشی سے سننے کا حکم
۲۳۳	۱	قرآن کا معاوضہ لانے سے عجز
۲۳۸	۱	قوت سے کیا مراد ہے
۲۴۸	۲	قائم آل محمد کے ظہور پر دین کا غالب آنا
۲۵۱	۴	قاعدین سے کون مراد ہیں
۲۵۵	۳	قوم نوح کی ہلاکت
۲۵۵	۴	قوم عاد کی ہلاکت
۲۵۵	۵	قوم ثمود کی ہلاکت
۲۵۵	۶	قوم ابراہیم یعنی نمرود اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت
۲۵۵	۷	قوم شعیب کی ہلاکت
۲۵۵	۸	قوم لوط کی ہلاکت
۲۶۴	۱	قرآن میں البتہ کربلا
۲۶۷	۱	قریب کے کافروں سے پہلے جنگ کرنی چاہیئے
۲۷۱	۱	قرآن کی تلاوت مطابق مشیت و تعلیم الٰہی ہے
۲۷۴	۱	قیامت کو کفار اور مومنین کے درمیان آگ سے جدائی ڈالنا۔
۲۷۵	۲	قرآن مجید کی تکذیب کرنے والے
۲۷۶	۱	قرآن کی تعلیم کو قبول نہ کرنے والے
۲۹۴	۱	قرآن میں سنت متعہ
۳۱۷	۲	قانون مصر میں چور کی سزا

قرآن سے پہاڑ چلانا طے الارض ہونا اور مردے زندہ کرنا	۳	۳۲۷
قطعاً من اللیل سے کیا مراد ہے	۱	۳۴۳
قطب تارا سے قبلہ کی شناخت	۱	۳۴۷
قائم آل محمدؐ کے ظہور کے وقت شیعوں کے ایک گروہ کا مبعوث ہونا	۱	۳۵۱
قرآن پڑھنے کا ارادہ کرنا	۲	۳۶۰
قریش کا اتہام کہ یو فکیہ عجمی آنحضرتؐ کو علوم سکھاتا ہے۔	۱	۳۶۱
قیامت کو کفار کا منہ کے بل محشور ہونا	۳	۳۷۸
قیامت کو جی اٹھنا سو کر اٹھنے کی مانند ہوگا	۱	۳۸۳
قیامت کے دن ہر انسان کو نوشتہ دیا جانا	۱	۳۸۷
قیامگاہ یا ہوٹل	۱	۳۹۴
قیامت کو ہر چیز کا وارث اللہ ہوگا	۳	۳۹۸
قیامت کو معبودوں کا اپنے ماننے والوں سے تبرا کرنا	۲	۴۰۳
قول ابراہیم بل فعلہ کبیرہم ہذا کی نہایت دلچسپ علمی تفسیر	۱	۴۲۴
قیامت کو سب جھوٹے معبودوں کا حاضر کیا جانا	۱	۴۲۸
" "	۳	۵۹۴
قبروں سے مردوں کا جی اٹھنا	۱	۴۳۱
قربانی کے گوشت کی تقسیم	۳	۴۳۵
قصر مشید کیا ہے	۱	۴۳۷
قسطنطنیہ چین اور کوہستان دیلم کو فتح کریں گے	۳	۴۳۷
قبیلہ خزاعہ کے کفار کا اعتراض	۱	۴۴۰
قرن سے مراد قوم صالحؑ	۱	۴۴۶
قوم صالح کی ہلاکت	۱	۴۴۶
قول المومنین کی آیت علی کی شان میں نازل ہوئی	۳	۴۶۳
قضا اور تقدیر کیا ہے	۲	۴۶۲
قیلولہ کرنا	۲	۴۶۹
قول الزور سے کیا مراد ہے	۱	۴۷۴
قیامت کو عمارت کا ویرانی ہونا	۱	۴۸۲
قائم آل محمدؐ کا اولو اقوۃ کے ساتھ ظہور فرمانا	۳	۴۹۱
قوم صالح کا طلب عذاب میں جلدی کرنا	۲	۴۹۳
قائم آل محمد کا مضطر ہونا	۱	۴۹۵
قبر میں سوال جواب	۱	۵۱۰
قارون موسیٰ کا چچا زاد یا خالہ زاد تھا	۳	۵۱۱
قوم لوط کا جلسوں میں گوز لگانا	۱	۵۱۸
قوم عاد اور ثمود کا روئے زمین پر غالب آنا	۱	۵۲۵

قوم عاد اور ثمود کا روئے زمین پر غالب آنا	۳	۵۳۸
قیامت کے ایک دن کی طوالت ہمارے ہزار سال کے برابر ہونے علمی حل (مترجم)	۲	۵۳۸
قرآن فی بیوتکن کی تحلاف ورزی حضرت عائشہ نے کی	۲	۵۴۷
قرآن میں عورتوں کا ذکر خیر	۱	۵۴۸
قلم کی پیدائش اور اس کا قیامت تک واقعات کو لکھنا	۲	۵۵۵
قریٰ ظاہرۃ سے مراد ائمہ اہل بیتؑ	۱	۵۵۸
قریش کے سرداروں کی بری چالیں	۲	۵۷۰
قیامت کس طرح آئے گی	۱	۵۷۵
قطار بندی کا طریقہ خدا نے سکھایا	۲	۵۷۸
قریش کا یہود اور نصاریٰ کی تباہی کی دعا کرنا	۲	۵۸۷
قرآن کی قسم کھانا	۵	۵۸۷
قیمیوں کا گچھا	۳	۵۹۱
قریش کا آنحضرت پر بتوں کو عیب لگانے کا الزام	۳	۵۹۹
قل یعبادی میں خطاب شیعوں سے ہے	۱	۶۰۲
قیامت کو سب سے زیادہ حسرت کرنے والے لوگ	۲	۶۰۲
قوم نوح کے بعد اپنے رسولوں کے برخلاف کارروائیاں کرنے والے	۴	۶۰۵
قیامت کو زمین اور آسمان کے رہنے والوں کی باہمی ملاقات	۲	۶۰۷
قیامت کو اعضا کا گواہی دینا	۲	۶۲۰
قیامت کے آنے کی شرطیں۔ دھواں۔ نزول عیسیٰ اور آگ کا عدن ابین کے قعر سے نکلنا	۲	۶۴۳
قیامت کا فشان فالج کا زیادہ کرنا۔ اور ناگہانی موتوں کا زیادہ ہونا	۴	۶۵۹
قطع رحم کرنے والے کی دوستی سے بچنے کا حکم	۳	۶۶۰
قبیلہ ہوازن اور قبیلہ ثقیف کا اولی باس شدید ہونا	۱	۶۶۵
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے قسمیں کیوں کھائیں	۱	۶۷۱
قائم آل محمدؐ کا ندا کرنا جسے ہر شخص یکساں سنے گا	۵	۶۷۴
قائم آل محمد کی ندا آسمان کی طرف سے سنی جائے گی	۱	۶۷۵
قریش کا ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہنا	۴	۶۸۱
قدار بن سالف احیمر ثمود نے ناقہ صالح کی کونچیں کاٹیں	۲	۶۸۸
قریش کا بتوں کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے آنحضرتؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا	۱	۶۹۰
قیامت کو انسانوں اور جنوں سے سوال نہ کئے جانے کا مطلب کیا ہے	۱	۶۹۱
قرآن مجید کا نفع پہنچانا	۵	۶۹۸
قیامت کو نور کی تقسیم	۳	۷۰۲
قائم آل محمدؐ کی غیبت	۱	۷۰۳

قسم یمین اور حلف کا فرق	۱	۷۱۰
قائم آل محمدؐ کی فتح	۲	۷۲۲
قیامت کو ائمہ کا مومنین کے آگے چل کر انہیں جنت کے مکانوں میں پہنچانا	۲	۷۳۵
قانتین سے مراد دعا مانگنے والے	۴	۷۳۶
قیامت کو پنڈلی کھولے جانے کا مطلب	۲	۷۴۲
قوت کے ساتھ بدلہ لینا	۳	۷۴۶
قیامت کے پچاس موقفے اور ہر موقفے پر ایک ہزار برس ٹھہرا رہنا	۱	۷۴۶
قیامت کو پہاڑوں کا دھنکی ہوئی اون کی مانند ہو جانا	۲	۷۴۷
قرض حسنہ میں کیا کیا داخل ہے	۱	۷۵۷
قائم آل محمد کے ظہور کی نشانیاں	۲	۷۶۰
قیامت کو ہول اور شدت سے چہروں کا بگڑ جانا	۴	۷۶۲
قیامت کے دن جی اٹھنے کے بارے میں سوال	۱	۷۶۷
قیامت کو بھائی ماں۔ باپ بیوی اور بیٹوں سے بھاگنے والے	۴	۷۶۸
قائم آل محمدؐ النہار ہیں	۲	۷۸۶
قائم آل محمد کا ہر حکومت باطلہ پر غالب آنا	۲	۷۸۶
قبروں سے نکل کر کھڑا ہونا	۱	۷۹۲
قارعۃ سے کیا مراد ہے	۱	۷۹۳
قائم آل محمدؐ کے خروج کا زمانہ	۲	۷۹۴

باب الکاف

کفار کا غریب مومنوں کو ٹھٹھا مخول کرنا	۲	۴۱
کرسی خدا سے کیا مراد ہے	۱	۵۴
کن چار آدمیوں کی گواہی قبول نہیں ہوتی	۲	۶۱
کفار کو مال اور اولاد دینے کی غرض ان کو دنیا میں مبتلائے عذاب کرنا	۱	۶۷
کا ذ شکور کس طرح ہے	۴	۸۲
کافر کے لئے موت بہتر ہے یا زندگی؟	۱	۹۴
کلالہ کے معنی	۱	۱۰۲
کبائر کون کون سے ہیں	۴	۱۰۶
کفوا ایدیکم کے مصداق	۱/۲	۱۱۵
کلام کی قسمیں	۱	۱۲۴
کسی کے فعل پر راضی ہونے والا اس کا مرتکب سمجھا جاتا ہے	۱	۱۳۲
کلام خدا بغیر اعضا حروف اور ہونٹوں کے ہوتا ہے	۱	۱۳۴
کلالہ کے احکام	۳	۱۳۶
کتے۔ چیتے شکرے اور باز کا شکار کیا ہوا جانور	۲	۱۳۹
کتاب مبین اور نور سے کیا مراد ہے۔	۱	۱۴۳

۱۴۳	۴	کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون
۱۵۱	۲	کفار اور اہل کتاب سے دوستی کی ممانعت
۱۵۸	۱	کفارۂ قسم کی مقدار
۱۶۱	۱	کافر رشتہ داروں کے لئے افسوس کرنا
۱۶۶	۱	کفار کے رسولوں پر مختلف اعتراضات
۱۶۹	۱	کفار قیامت کے دن حق کو باطل نہ کرسکیں گے
۱۸۰	۳	کتابت وحی میں ابن ابی سرح کی خیانت
۱۸۵	۲	کتاب اور نبوت کے طلبگار
۱۸۸	۳	کھیتی کاٹنے کے دن صدقہ نکالنا
۱۹۳	۱	کس دن ایمان لانا فائدہ نہ دے گا
۱۹۸	۱	کنگھی کرنا ہر نماز کے بعد
۲۲۲	۵	کتاب خدا کے دو حکم
۲۳۴	۲	کفار کا نماز کے وقت سیٹیاں اور تالیاں بجانا
۲۵۶	۲	کافروں اور منافقوں سے جہاد
۲۶۴	۱	کربلا کا واقعہ قرآن میں
۲۶۶	۱	کونوا مع الصادقین کے مصداق آئمہ ہیں
۲۷۴	۱	کفار اور مومنین کے درمیان آگ سے جدائی ڈالنا
۲۹۰	۱	کافروں کا آیات خدا سے آنکھیں بند کرنا
۳	۱	کثرت ازدواجی رسول
۳۳۱	۲	کفر کی تیسری صورت
۳۳۳	۴	کافروں کے اعمال کا بیکار ہونا
۳۳۴	۲	کفر سے مراد برّیت یعنی علیحدہ ہونا
۵۱۷	۱	〃 〃 〃 〃 〃
۳۷۱	۱	کفار کا قرآن سن کر بھاگ جانا
۳۷۸	۱	کفار کے آنحضرت سے مطالبات از روئے تمسخر تھے۔
۳۷۸	۳	کفار قیامت کو منہ کے بل محشور ہوں گے
۴۷۰	۱	〃 〃 〃 〃 〃 〃
۳۸۴	۱	کم مایہ اصحاب رسول کی شان میں آیت
۳۸۸	۲	کفار کا انبیاء کو بشر کہنا
۳۹۷	۲	کربلا معلّی میں مادر عیسیٰ کا جانا۔
۴۱۷	۱	کافروں کا عقیدہ کہ سوائے فرشتہ کوئی نبی نہیں ہوسکتا
۴۳۴	۲	کعبہ کا نام بیت العتیق کیوں رکھا گیا
۴۳۷	۳	کوفہ کی چار مسجدوں کا گرایا جانا
۴۴۱	۱	کعبہ کے باہر بتوں کو سجدے
۴۴۵	۲	کشتی نوحؑ اور کشتی اہلبیتؑ
۴۷۱	۱	کوئی پرندہ، درندہ یا چوپایہ شکار نہیں کیا جاتا جب تک تسبیح خدا سے غافل نہ ہو
۴۸۱	۱	کفار کا اوندھے منہ دوزخ میں ڈالا جانا
۴۸۶	۳	کتاب اور وحی کا عربی زبان میں نازل ہونا لیکن

بقیہ

		ہر نبی کا اسے اپنی زبان میں سمجھنا
۴۹۱	۲	کتاب کریم سے مراد مہر شدہ خط
۵۳۱	۲	کافروں کے لیے موت کی سنادتی
۵۳۷	۱	کشتیاں سمندر میں قدرت خدا سے چلتی ہیں
۵۶۳	۱	کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بُت
۵۸۶	۱	کدو کا درخت
۶۱۵	۱	کافر اور مشرک
۶۲۹	۳	کافروں کا آنحضرتؐ سے قیامت لانے کا سوال کرنا
۶۵۱	۱	کتاب سے مراد توریت اور انجیل
۶۶۶	۴	کافروں کی پشت میں مومنوں کے نطفوں کی وجہ سے قتل نہ کیا جانا
۶۷۰	۲	کلیۃً تفاخر سے سادات مستثنیٰ ہیں
۶۸۵	۵	کلام جب ذکر خدا تک پہنچے خاموش ہو جانے کا حکم
۷۲۸	۲	کفر کا ضرر دنیا میں دیکھنے والے
۷۵۰	۲	کانوں میں انگلیاں ڈالنے والے
۷۵۰	۳	کوئی چیز نہ سننے کا ارادہ کرنے والے
۷۵۳	۱	کاہنوں کے پاس جانا
۷۵۷	۳	کپڑے گھسیٹ کر چلنا منع ہے
۷۶۹	۲	کافروں کا قول بطور ہنسی اڑانے کے
۷۷۴	۴	کراماً کاتبین کو اعمال لکھنے پر مقرر کرنے کی مدت
۷۹۶	۲	کوثر سے کیا مراد ہے۔

باب الکاف فارسی (گ)

۷	۲	گمراہ خدا نہیں کرتا
۳۷	۱	گھروں میں دروازوں کے راستے آنے کا حکم
۶۰	۲	گواہی دو آزاد اور عادل مردوں کی
۶۱	۱	گواہی دو عورتوں کی ایک مرد کے برابر قرار دینے کی وجہ
۶۱	۲	گواہی چار آدمیوں کی قبول نہیں
۶۷	۴	گناہوں سے کون لوگ پاک نہیں کئے جائیں گے
۹۰	۲	گنہگار کو سزا دینے میں خدا جلدی نہیں کرتا۔
۱۰۳	۱	گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے کرنے والا بھی جاہل ہے
۱۰۶	۴	گناہان کبیرہ کون کون سے ہیں
۱۱۰	۲	گناہان کبیرہ کی معافی
۱۲۵	۲	گناہوں سے مغفرت اور ابلیس کا چیخنا
۱۴۵	۴	گلے کے محافظوں کا قتل اور اونٹوں کی چوری کرنے والے کی سزا
۱۶۱	۱	گریہ وزاری ترک کرنے کے لئے عذر
۱۷۳	۲	گمراہی کا باعث ہوا وہوس ہے
۲۲۴	۵	گنہگاروں کو زیادہ نعمتیں دینے کی علّت
۲۸۲	۲	گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم
۳۲۴	۲	گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں
۳۵۴	۲	گوبر کا مقام
۳۶۳	۲	گناہ کبیرہ یا صغیرہ کا مرتکب ایمان سے خارج ہو جاتا ہے جب تک کہ توبہ نہ کرے
۳۷۴	۱	گالیاں بکنے والے پر جنت حرام ہے
۳۸۸	۱	گمان کا یقین ہو جانا
۴۰۲	۳	گناہوں کے بوجھ کا وبال جان ہونا (بقیہ)
۴۳۳	۲	گرز کا وزن
۴۳۵	۱	گرجا گھر
۴۵۷	۳	گھر میں داخل ہوتے وقت تسبیحات اربعہ بلند آواز سے پڑھنے کا حکم
۴۶۷	۱	گھڑ کر لکھ لینا
۴۸۱	۳	گرم دوست
۵۴۰	۳	گنہگاروں سے خدا کا انتقام لینا
۵۹۰	۱	گھوڑے جو تین پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں
۵۹۰	۲	گھوڑے تیز رو
۵۹۱	۱	گھوڑوں کا سلیمان کے سامنے پیش کیا جانا اور آپ کا انہیں مس کرنا
۵۹۲	۲	گوتم بدھ یا ذوالکفل
۶۳۱	۱	گناہوں کی پاداش
۶۳۸	۲	گناہ کا اہتمام کرنے والے
۶۸۵	۲	گناہ صغیرہ کا مرتکب ہونا بوجہ جہالت
۶۹۹	۲	گھوڑ دوڑ کا ذکر
۷۳۰	۱	گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگنے کا حکم
۷۵۰	۴	گناہوں سے توبہ کرنے کا حکم
۷۹۲	۲	گھوڑوں کی قسم کھانا
۷۹۲	۳	گھوڑوں کے ٹاپوں کی چنگاریاں

باب اللام

۳	۳	لاریب کی تشریح۔ قرآن میں شک کرنے والے کون
۳۰	۱	لعنت کا جواز اور حکم
۵۸	۵	لوگوں کو ہدایت یافتہ بنا دینا رسول پر واجب نہیں
۶۵	۴	لذت مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ کسی چیز میں نہیں
۷۶	۳	لاینظر الیہم سے مراد خیر و خوبی کا نہ پہنچنا ہے
۸۴	۱	لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار
۱۴۱	۱	لعنت سے مراد رحمت سے دوری
۱۵۲	۳	لولا کا ماضی اور مستقبل پر داخل ہونا اور معنوں پر اثر
۱۵۶	۲	لعنت حضرت داؤد کی اہل ایلہ پر
۱۷۳	۴	لوگوں کا رسول کی موت کی خواہش کرنا
۲۰۷	۲	لوط اور ابراہیم کی مائیں سگی بہنیں تھیں۔

۲۴۶	۱	لوند کا مہینہ مقرر کرنا
۲۵۰	۲	لطیف عتاب
۲۹۸	۱	لوطؑ کا کفار کو اپنی لڑکیاں پیش کرنا
۲۹۸	۳	لوط کی بستی کی تباہی
۳۰۱	۱	لعنت سے مراد ہلاکت اور غرق ہونا
۳۳۶	۲	لوگوں کے دلوں کا اہل بیتؑ کی طرف مائل ہونا بوجہ قبولیت دعائے ابراہیمؑ
۳۴۴	۱	لوط کو مہمانی کرنے سے منع کرنا
۳۴۴	۲	لعمرک کے خطاب سے آنحضرتؐ کی ایک فضیلت
۴۰۰	۱	لسان صدق علیا میں علیا سے مراد علی ابن ابیطالب
۴۸۰	۳	لسان صدق سے مراد علی ابن ابی طالب
۴۰۶	۱	لیت اشیاخی ببدر شہدوا اشعار یزید
۴۵۶	۲	لوگوں کی برائیاں مشہور کرنے والے شیطان کے پیروکار ہیں
۴۵۹	۳	لونڈیوں سے زنا کرانا منع ہے۔
۵۰۶	۱	لعنتی اماموں کی پہچان
۵۰۸	۳	لغو سے کیا مراد ہے۔
۵۱۵	۱	لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق
۵۳۳	۱	لھو الحدیث سے کیا مراد ہے
۶۱۴	۴	لاالٰہ الا اللہ کے ساتھ الحمد للہ رب العالمین کہنے کا حکم
۶۷۷	۳	لوط کا گھر
۷۷۹	۱	لوح محفوظ کیا ہے
۷۹۰	۱	لیلۃ القدر میں کیا ہوتا ہے۔
۷۹۶	۴	لا اعبد سورہ کافرون میں بار بار کیوں آیا۔

باب المیم

۴	۲	منافقوں کا مومنوں سے تمسخر
۵	۲	منافق بہرے گونگے اندھے
۳۲	۲	
۵	۳	منافقوں کا قرآن نہ سننے کیلئے کانوں میں انگلیاں ڈالنا
۷	۱	مچھر کی انفی سے مشابہت
۱۰	۶	موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر
۱۱	۲	مشرکین کو قتل کرنے کی سزا دینا توریت میں مقرر تھا
۱۱	۳	من اور سلویٰ
۱۴	۱، ۲، ۳	موسیٰ کی قوم کو گائے ذبح کرنے کا حکم ان کی کٹ حجتیاں اور آخر تعمیل کرنا
۲۲	۲	مسجدوں میں جانے سے منع کرنے والے ظالم ہیں
۲۷	۲	مصلی الی القبلتین حضرت علی ہیں مسجد قبا مسجد ذو القبلتین کو کہتے ہیں
۲۸	۵	مسجد الحرام کا محل وقوع اور احکام
۲۹	۴	مومنوں کی روحیں بہشت میں اصل جسمانی شکل و صورت میں ہوں گی
۳۳	۲	مکاتبت کا مطلب کیا ہے
۳۵	۱	مریض کی نماز اور روزہ
۳۶	۴	مال جو باطل طریقہ سے حاصل کیا جائے
۳۶	۵	مقدمہ لے جانا حکام جور کے پاس منع ہے
۳۷	۱	مکانوں میں پچھواڑے سے داخل ہونا منع ہے
۳۸	۱	مالک کی اجازت بغیر مال میں تصرف کرنا منع ہے
۳۹	۴	مزدلفہ اور منیٰ
۴۲	۲	مخالفین کی ایذا رسانی پر ثابت قدم رہنا
۴۲	۳	مال کن لوگوں پر خرچ کرنا چاہیئے
۴۲	۳	ماں اور باپ پر مال خرچ کرنے کا حکم
۴۴	۱	مشرکوں سے نکاح کی ممانعت
۴۵	۱	مرد کا زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا ایلاء
۴۷	۲	مدت رضاعت
۴۷	۲	محمد حنفیہ کو حضرت علی کا جنگ جمل میں بڑھنے کا حکم دینا اور اس کا عذر
۴۷	۲	ماں کے دودھ کا اثر بچہ پر
۴۸	۱	مرد کے لئے عورت کی عدت ختم ہونے سے پہلے عزم نکاح منع ہے۔
۵۳	۲	موسےٰ کی خدا سے ہم کلامی
۵۳	۳	موسیٰ اور دو بوتلوں کا قصہ
۵۴	۴	مودت آل محمدؐ مضبوط رسی ہے
۵۶	۲	مرضات اللہ کے مصداق علی ہیں
۶۲	۲	معراج کی شب خدا اور رسول میں گفتگو
۶۵	۱	مسلمانوں کا جنگ بدر میں دوگنا نظر آنا
۶۵	۴	مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ کسی چیز میں لذت نہیں
۶۵	۵	مستغفرین بالاسحار کون لوگ ہیں
۶۹	۱	مریم بنت عمران بن ماثان
۷۰	۱	مریم مادر عیسیٰ کی فضیلت
۷۳	۲	مکروا و مکر اللہ کا مطلب۔ صنعت شاکلہ
۷۲	۳	متوفیک ورافعک الی سے حیات مسیح پر زبردست استدلال
۷۴	۱	مباہلہ میں پنجتن پاک شامل
۷۷	۱	میثاق انبیاء دربارہ نبوت آنحضرتؐ
۸۱	۱	مفلحون کون لوگ ہیں
۸۲	۴	مومن مکفر کس طرح ہے
۸۳	۲	مجاہدین بدر کی تعداد ۳۱۳
۸۷	۴	مومنوں کا موت کی خواہش کرنا
۸۷	۳	موت اور قتل میں فرق
۹۰	۳	موت مسافر مقیم۔ گھر میں ہمیشہ رہنے والے سب پر وارد ہوتی ہے
۹۱	۱	مشورہ کرنے کا حکم
۹۱	۲	مال غنیمت میں خیانت
۹۶	۰	موت سب پر وارد ہوگی۔ آخر میں ملک موت کو موت آئے گی۔
۹۷	۲	مرد اور عورت کی اصل ایک ہے
۱۰۵	۲	محسنین اور مسافحین
۱۰۵	۳	متعہ کا جواز
۱۰۵	۴	متعہ کی مدت کا بڑھانا
۱۰۷	۲	مردوں کی حکومت عورتوں پر
۱۰۷	۳	مردوں کو عورتوں پر فضیلت کا سبب
۱۲۰	۱	مومن کا قتل عمد
۱۲۱	۱	موت کے فرشتے
۱۲۱	۲	مستضعفین سے کون مراد ہیں
۱۲۱	۳	مہاجر کی موت
۱۳۰	۲	مذبذب لوگ
۱۳۱	۱	مہمان کو اچھی ضیافت نہ ہوتے پر میزبان کی بدسلوکی کا ذکر کرنا جائز ہے
۱۳۴	۱	موسیٰ سے گفتگو ایک درخت کے ذریعہ
۱۳۵	۲	مریمؑ کو بھی عیسائی خدا مانتے ہیں
۱۳۷	۲	ماں کے ذبح کرنے سے پیٹ کا بچہ حلال ہوجاتا ہے
۱۳۹	۴	مشرک عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔
۱۴۱	۲	موسیٰ کے بارہ نقیب (بقیہ صفحہ ۲۱)
۱۴۱	۱	موسیٰ کے چچا زاد بھائی
۱۴۴	۱	موسیٰ کی قوم کے فاسقین
۱۴۷	۲	مسلمان حاکم کو اہل تورات کے فیصلے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار
۱۴۹	۳	منہاج اور شریعت سے کیا مراد ہے
۱۵۰	۴	منافقوں کو زمانے کی گردش کا خوف
۱۵۸	۲	میسر کسے کہتے ہیں
۱۶۳	۱	مائدہ کا نزول برائے امت عیسےٰ
۱۶۳	۲	مریمؑ اور عیسیٰؑ کو خدا ماننا
۱۶۵	۳	موت کا وقت جبکہ اللہ محو و اثبات کرتا ہے۔
۱۶۸	۲	مشرکین کا قیامت کو شرک سے انکار کرنا
۱۷۲	۱	موسیٰؑ کا اللہ کے خزانے دیکھنے کی خواہش کرنا
۱۷۳	۳	مشرکین کا طلب عذاب میں جلدی کرنا
۱۷۴	۲	محافظ فرشتے
۱۷۵	۱	مشرکوں کے پاس نہ بیٹھنے کا حکم
۱۷۸	۱	مریم ذریت انبیاء سے ہے
۱۷۹	۱	مومنوں کے لئے محفوظ راستہ

۱۸۳	۲	ممترین سے مراد رسوائی نہیں
۱۸۶	۲	محمدؐ انسانوں اور جنوں دونوں کے نبی ہیں
۱۸۷	۱	مشرکوں کا اپنی زراعت اور مویشی سے خدا اور دیوتاؤں کے حصے نکالنا۔
۱۸۸	۲	مویشیوں کے پیٹ کے بچے
۱۹۲	۱	منافقوں اور مشرکوں کو خدا اور اس کے فرشتوں کے آنے کا انتظار
۱۹۸	۲	مسرفین کون ہیں
۲۱۰	۲	مکر کا مطلب
۲۱۱	۱	میثاق عالم ذر میں
۲۱۱	۵	موسیٰ کے ہاتھ سے نورؐ کا ساطع ہونا
۲۱۲	۳	موسیٰ کے مقابلہ میں جادو گروں کا کمال مترجم
۲۱۶	۱/۲	موسیٰ کا خدا کے دیدار کا سوال اور جواب ملنا
۲۱۶	۳	موسیٰ کا خدا کو نہ دیکھ سکنے کا یقین کامل
۲۱۸	۱	موسیٰ کو ہارون کا ابن ابی کی بجائے ابن ام کہنا
۲۱۹	۱	موسیٰ کی دعا سے مرے ہوئے لوگوں کا زندہ ہونا
۲۲۲	۴	معافی کی خواہش بغیر توبہ
۲۲۴	۴	مسلمانوں کے تہتر فرقے
۲۲۴	۳	مصیبت کے دفیعہ کیلئے اہلبیتؑ کا وسیلہ اختیار کرنے کا حکم
۲۳۱	۳	مصعب ابن عمیر کا اسلام لانا
۲۳۲	۲	مومن اور اس کی معصیت کے درمیان خدا کا حائل ہونا
۲۳۵	۱	مال غنیمت سے کیا مراد ہے
۲۴۰ ۲۴۱	۱ ۱	میراث اخوت کا منسوخ ہونا
۲۴۴	۳	مومنین سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں
۲۴۴	۲	مجاہدوں کے جہاد کا علم خدا کو ہے
۲۴۵	۱	مسجدوں کی تعمیر
۲۴۶	۱	مشرکوں کا مسجد الحرام میں داخلہ بند
۲۴۶	۲	مواطن کثیرہ سے کیا مراد ہے
۲۵۳	۲	مستحقین صدقات کے مختلف طبقے
۲۵۸	۴	منافقوں کا عاقبت میں ابدالاباد کیلئے روتے رہنا
۲۵۹	۲	منافقوں کا جنازہ پڑھنے کی ممانعت
۲۶۱	۱	منافقوں کا قسمیں کھانا کہ ہم حق پر ہیں
۲۶۲	۳	مہاجرین اولین کا ذکر
۲۶۳	۴	مومنوں کے گناہ
۲۶۴	۱	مومنوں کی جان اور مال کا سودا
۲۷۹	۲	من فی السمٰوٰت اور من فی الارض سے کون مراد ہیں
۲۸۲	۳	مال کا پتھر ہو جانا
۲۸۶	۱	مشرکوں کا حرا بیت اللہ سے سر اور منہ چھپا کر گزرنا
۲۹۸	۲/۳	مومنوں کو رذیل خیال کرنا
۲۹۸	۲	مہمان کو ذلیل کرنا میزبان کی ذلت ہے
۲۹۹	۲	محمد باقرؑ پر مدین کے دروازے بند کرنا

۳۱۶	۱	مصر کے قانون میں چور کی سزا
۳۲۳	۲	معافی من جانب اللہ
۳۲۴	۱	معائنہ فرشتے
۳۲۶	۳	مرد اور اس کی بیوی کا بہشت میں نکاح
۳۳۰	۲	من عندہ علم الکتاب سے مراد علی علیہ السلام ہیں
۳۳۳	۱	مکان خریدنے کی طمع پڑوسی کو ایذا دینا
۳۳۶	۳	محبان اہلبیتؑ
۳۴۴	۳	متوسمین آنحضرتؐ اور آپکے اوصیاء ہیں
۳۴۴	۳	مومن کی فراست سے ڈرنے کا حکم
۳۴۶	۳	مویشی دیکھ کر خوش ہوتے کے اوقات
۳۴۶	۴	مختلف قسم کی سواریاں موٹر ریل ہوائی جہاز راکٹ
۳۴۸	۱	مخالفین کے مکر کی بیخ کنی
۳۵۱	۱	مشرک اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں کھاتے
۳۶۴	۱	ملۃ ابراہیم کی تشریح
۳۶۵	۱	معراج رسولؐ
۳۷۲	۱	موت بڑی مخلوق ہے
۳۷۲	۳	مشرکوں اچھی بات کہنے کا حکم
۳۷۴	۱	مال حرام میں شیطان کی شرکت
۳۷۹	۱	موسیٰ کے ۹ معجزے
۳۸۶	۱	ماشاء اللہ کہنے کا حکم
۳۸۶	۴	مشرک کے باغ کی تباہی
۳۸۹	۱	موعد سے کیا مراد ہے
۳۸۹	۲	موسیٰ کے فتی یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف تھے
۳۸۹	۳	مجمع البحرین کون سا مقام تھا
۳۹۲	۱	مسلمان کی زوجہ سے زنا کرنے والے کی زوجہ سے بھی زنا کیا جائے گا
۳۹۵	۱	مریم بنت عمران بن ماثان
۳۹۶	۳	مریم مادر عیسیٰ کا کھجور کے خشک درخت کے نیچے جانا
۳۹۶	۴	مریم سے کسی مرد کا بطریق حلال مباشرت نہ کرنا
۳۹۷	۱	مریم کے کرتہ کی جیب میں جبرئیل کے پھونک مارنے سے حمل ٹھہر جانا
۳۹۷	۲	مریم کا دمشق کے راستہ کربلا جانا
۳۹۰	۳	مریم کو ندا دینے والے عیسیٰ تھے
۳۹۰	۵	مریم کا چپ روزہ
۳۹۸	۲	مریم کو اخت ہارون کہنے کا مطلب
۴۰۵	۴	مسیٰ کا مقام قیام کہاں ہے (بقیہ)
۴۰۵	۱	موسیٰ کو جوتا اتارنے کا حکم
۴۰۶	۱	موسیٰ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینکنا
۴۰۷	۱	موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے سامنے نرمی سے کلام کرنے کا حکم
۴۰۹	۲	موسیٰ کے خوف زدہ ہونے کا مطلب

۴۱۴	۱	مخلوق کا از روئے علم خدا کا احاطہ نہ کرسکنا
۴۲۸	۳	مہدی کے اصحاب
۴۳۳	۱	مشیت خدا کے بارے میں کلام کرنا
۴۳۶	۲	مہدی کے اصحاب کا زمین کا مالک ہونا
۴۳۷	۱	مہدی کے منبر معطلہ ہونے کی وجہ
۴۳۷	۲	مہدی کا کنگروں والی مسجدوں راستے میں گرنے والے پرنالوں کا گرانا اور راستے وسیع کرنا
۴۴۸	۲	مومن کا غمگین اور خوش ہونا
۴۴۸	۳	مومن کا بیم ورجا
۴۵۳	۱	مخلوق کو خدا نے بیکار پیدا نہیں کیا
۴۵۵	۱	ماریہ قبطیہ والدۂ ابراہیم فرزند رسولؐ پر اتہام اور بریت
۴۵۶	۱	مومن کی بدی کا بیان کرنا منع ہے
۴۵۶	۴	ماریہ قبطیہ پر تہمت کے بارے میں تکلم کرنے والوں کے ساتھ اصحاب رسول کا بائیکاٹ کی قسم کھانا
۴۵۷	۱	مومنوں کے خلاف اعضا گواہی نہیں دیں گے
۴۵۹	۱	مکاتیب کسے کہتے ہیں
۴۶۹	۲	مقیل سے کیا مراد ہے
۴۷۵	۱	مہدی کے ظہور سے قبل آسمانی ندا کا سنا جانا
۴۷۶	۲	محکم سے مراد موسیٰ - ہارون اور فرعون
۴۷۶	۳	موسیٰ کا اپنے آپ کو ضالین میں سے کہنے کا مطلب
۴۷۷	۱	موسیٰ کو فرعون کا مجنون کہنا
۴۷۸	۲	موسیٰ کو فرعون کا بڑا جادوگر کہنا
۴۷۸	۵	موسیٰ کا پیچھا کیا جانا
۴۸۰	۲	مغفرت کے کیا معنی ہیں
۴۹۴	۱	مصطفےٰ بندے
۴۹۷	۲	مسئلہ تشبیہ و تنزیہ
۵۰۰	۳	موسیٰ کی ماں
۵۰۰	۴	موسیٰ کا فرعون اور اس کی زوجہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونا
۵۰۰	۶	مادر موسیٰ کی بے چینی اور ضبط
۵۰۰	۷	موسیٰ کی بہن کا نام کلثوم تھا
۵۰۱	۳	موسیٰ کے قتل نفس کہنے کا مطلب
۲۰۹	۳/۴	مومن آل فرعون کون تھا
۲۰۹	۱/۲	مدین حضرت شعیب کی بستی
۵۰۳	۵	موسیٰ کے قوی الامین ہونے کا مطلب
۵۰۳	۶	موسیٰ کا شعیبؑ کی بیٹی سے نکاح اجارہ کرنا
۵۰۴	۱	موسیٰ کے ہاتھ کا سفید ہو جانا برص کی وجہ سے نہ تھا۔

۵۰۶	۱	ملعون امام کون ہیں
۵۱۱	۳	موسیٰ اور قارون چچازاد یا خالہ زاد تھے
۵۱۲	۱	موسیٰ کے اصحاب کا علم
۵۲۰	۱	مکڑی کے جالے کی کمزوری اور بودا پن
۵۳۱	۱	مومن کا اپنے ایمانی بھائی کی مدد کرنا
۵۳۱	۲	موت کی سناونی
۵۴۱	۲	منکروں کو آنحضرتؐ کا رجعت کی خبر دینا
۵۵۴	۱	موسیٰ کا نہانا اور لوگوں کو دیکھ کر اپنے شک رفع کرنا
۵۵۹	۱	موحدین اور مشرکین کا ذکر
۵۶۰	۲	مالدار لوگوں کا نعمتوں پر بے جا فخر کرنا
۵۶۲	۲	مودت اہلبیت کا اجر امت کو ہی ملے گا
۵۶۳	۳	ملائکہ کی تین حصوں میں تقسیم
۵۶۵	۱	مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنا
۵۷۱	۳	من اتبع الذکر سے مراد علی ابن ابیطالب ہیں
۵۷۲	۱	مردوں کا رجعت میں زندہ ہونا
۵۷۲	۲	مردوں کو پہلے اور پیچھے آنے والے اعمال کا ثواب پہنچنا
۵۷۴	۱	ما نافیہ یعنی نفی کے معنے دینے والا
۵۷۸	۱	مرخ اور عفار سبز درختوں کے پتوں کے رگڑنے سے آگ کا پیدا ہونا
۵۹۳	۱	مخالفین دوزخیوں کا شیعوں کو جہنم میں تلاش کرنا اور نہ پانا
۵۹۸	۱	متشابہا مثانی سے کیا مراد ہے
۶۰۷	۴	مومن کا گناہ کرتے رنجیدہ اور نادم ہونا
۶۰۸	۱	موسیٰ کو فرعون، ہامان اور قارون کا جادوگر اور کذاب کہنا
۶۱۶	۲	ملک سوڈان کا نبی
۶۱۹	۲	منحوس دن
۶۲۱	۲	مومن کو مرتے وقت فرشتوں کو خوشخبری دینا
۶۲۹ ۷۰۵	۲ ۳	میزان سے مراد جناب امیرالمومنین ہیں
۶۳۰	۱ ۲	مودۃ فی القربیٰ کے مصداق
۶۴۹	۱	مشرکین عرب کا ہر اچھے پتھر کو پوجنا
۶۵۸	۳	مولیٰ کے معنی
۶۶۲	۳	مغفرت کے معنی
۶۶۵	۴	مغانم کثیرہ سے مراد خیبر کی غنیمت ہے
۶۶۶	۴	مشرکوں کی پشت میں مومنوں کے نطفے ہونے کی وجہ سے ان کا قتل نہ کیا جانا۔
۶۶۹	۴	مومن حقیقی بھائی ہیں
۶۷۶ ۷۴۸	۲ ۴	محروم کسے کہتے ہیں
۶۸۱	۱	مکر کا وبال
۶۸۵	۴	میت کی طرف سے صدقہ اور حج و زیارت کے
		ثواب کا نفع دینا
۶۹۱	۲	مشرق اور مغرب کا دو دو ہونا
۶۹۸	۲	مزمل سے کیا مراد ہے
۶۹۸	۳	مقوین کن کو کہتے ہیں
۷۰۱	۱	مال جس میں اللہ تعالیٰ نے حق تصرف دیا
۷۰۹	۳	مجلس میں وسعت کرنے کا حکم
۷۱۳	۱	مال فی صرف سادات بنی فاطمہ کا حق ہے
۷۱۶	۱	مومنوں کو شہر بدر کرنے کی کوشش کرنے والے
۷۱۹	۲	مہاجر عورتوں کے ایمان کا امتحان لینا
۷۲۰	۳	محتاج مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول
۶۹۳	۴	مال جو حق معلوم کہلاتا ہے
۷۶۷	۲	منہ بنانا
	۱	مفوضہ کو ائمہ کا ملعون کہنا
۷۶۹	۱	موت کے فرشتوں کی صفات
۷۷۵	۱	ناپ اور تول میں کمی کرنے والے
۷۷۶	۱	مومن کے دل میں سفید نقطہ
۷۸۵	۱	محرم کا روز عاشور اور دس راتیں
۷۸۵	۱	میمنہ سے امیرالمومنینؑ کے اصحاب اور پیروکار مراد ہیں
۷۸۵	۲	مشئمہ سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اہل بیت رسولؐ کے ساتھ دشمنی کی
۷۹۳	۲	مبثوث سے کیا مراد ہے
۷۹۳	۳	منفوش سے کیا مراد ہے
۷۹۸	۱	مومن کے دل کے دو کان

باب النون

۲۲	۳	نماز میں قبلہ رخ ہونا
۲۸	۳	نماز اعلیٰ ترین عبادت ہے
۳۳	۱	نیکی کیا چیز ہے
۳۵	۱	نماز مریض کی
۴۴	۱	نکاح کرنا مشرکین سے منع ہے
۴۷	۱	نکاح ثانی کرنے سے طلاق شدہ یا بیوہ عورتوں کو روکنا منع ہے
۴۸	۱	نکاح کا عزم کرنا ایام عدت میں مرد کو منع ہے
۵۰	۲	نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا
۵۱	۲	نہر کے پانی سے بنی اسرائیل کی آزمائش
۵۳	۱	نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت
۵۶	۱	نیکی کرکے احسان جتلانا منع ہے
۵۷	۳	ناجائز پیشہ سے کمائے ہوئے مال سے صدقہ نکالنا جائز نہیں.
۶۲	۱	نو امور جن کے متعلق امت محمدی سے باز پرس ہوگی
۶۵	۳	نعمات آخرت حقیقی اور غیر فانی ہے
۶۷	۲	نیکی خدا کی طرف سے ہے
۸۸	۱	نصرت کے وعدہ کا ایفاء شرط تقویٰ وصبر
۹۳	۱	نعمت اور فضل سے کیا مراد ہے.
۱۱۱	۲	نقیر کے معنی کھجور کی گٹھلی کا شگاف
۱۲۲	۴	نماز کا قصر کرنا سفر میں (بقیہ)
۱۲۲	۲	نماز خوف
۱۲۲	۳	نماز کا وقتوں پر ادا کرنا
۱۳۱	۳	نزول کتاب کا سوال کرنے والے
۱۳۱		نزول کتاب کے سوال کا راز (مترجم)
۱۳۸ ۲۱۹ ۷۲۸	۱ ۴ ۵	نور سے کیا مراد ہے
۱۳۹	۴	نصرانی یا یہودی عورت سے نکاح ناجائز لیکن متعہ جائز ہے
۱۴۱	۲	نعت رسول اور رجم کا حکم توریت میں
۱۴۳	۱	نور اور کتاب مبین سے کیا مراد ہے
۱۴۲	۲	نصاریٰ اور یہودیوں کا خدا کے بیٹے ہونے کا دعوے
۱۵۱	۳	نماز اور اذان پر مضحکہ
۱۶۴	۲	نصاریٰ کو ان کے جھوٹ پر تنبیہ
۱۶۰	۳	نزول عیسیٰ قرب قیامت کی نشانی
۱۷۷	۱	نفس پر ظلم
۱۹۸	۱	نماز کے وقت کنگھی کرنا
۲۰۴	۲	نوحؑ کا نام عبدالغفار یا عبدالاعلیٰ یا عبدالملک تھا
۲۰۵	۳	نعمات خدا سے کیا مراد ہے
۲۰۹	۲	نبی کبھی کافر نہیں ہوتا
۲۱۰	۱	نعمتوں کی کثرت سے خدا کو بھولنے والے
۲۱۹	۲	نعمات الٰہی سے محروم وہی ہوں گے جو گمراہ ہیں
۲۲۲	۲	ناخلف سے مراد یہودی ہیں
۲۲۸	۱	نماز جہریہ کا حکم
۲۳۷	۲	نعمتیں کب سلب ہوتی ہیں
۲۴۸	۱	نور خدا کو پھونکوں سے بجھانا
۲۶۳	۱	ناظر اعمال کون ہیں
۲۷۱	۳	نوح سے پہلے لوگ دین فطرت پر تھے.
۲۹۰	۳	نوح کے مومن فقراء اور مساکین
۲۹۱	۲	نوح کی طرف وحی
۲۹۲	۱	نوح کے کشتی بنانے پر کافروں کا ہنسی مذاق کرنا
۲۹۲	۲	نوح کے تنور میں سے پانی ابلنا
۲۹۲	۳	نوح پر ایمان لانے والے
۲۹۲ ۲۹۳	۴ ۳	نوح کا بیٹا
۲۹۶	۱	ناقہ صالحؑ کی کونچیں کاٹنے والا
۲۹۹	۱	ناپ تول میں ڈنڈی مارنے کی سزا
۳۲۴	۲	نعمتوں کو بدلنے والے گناہ
۳۴۰	۱	نوروز کا وقت تحویل
۳۴۶	۱	نزول عذاب کا سوال
۳۶۶	۲	نجات اور ہلاکت کے طریقہ کی پہچان
۳۶۷	۱	نیکی اور بدی کا انسان کے ساتھ رہنا

نماز کے پانچ اوقات	۳	۳۷۶
نیک عمل کی نیت عمل بجالانے سے بہتر ہے	۲	۵۲۶
ناکردہ فعل اعمالنامے میں نہیں لکھے جاتے	۲	۳۸۷
نُزُلاً کے معنے قیام گاہ یا ہوٹل	۱	۳۹۴
نماز کو ضائع کرنے کا مطلب کیا ہے	۳	۴۰۱
نماز میں آنحضرت کے پیر سُوج جانا	۲	۴۰۴
نعلیک کا مطلب کیا ہے	۱	۴۰۵
نکاح اور زنا کی صورت سے آگاہ کرنا	۳	۴۰۷
نیلی آنکھوں والے	۱	۴۱۳
نضر ابن حارث کا جھگڑا	۱	۴۳۰
نماز میں خشوع کا مطلب	۱	۴۴۳
نوح اور اہل بیت کی کشتی	۲	۴۴۵
نفس کے لئے دین اختیار کرنے پر خوش ہونا	۱	۴۴۸
نور خدا سے کیا مراد ہے	۵	۴۵۹
نُورِ خدا کی مثال	۵	۴۵۹
نماز ہاتھ کھول کر پڑھنے کا حکم	۲	۴۶۱
نسب اور صہر سے کیا مراد ہے	۲	۴۷۲
ناحق قتل کرنا	۲	۴۸۲
نکاح اجارہ اسلام میں حرام ہے	۶	۵۰۳
نکاح اجارہ کیا ہوتا ہے	۶	۵۰۳
نفس کا لذتوں خواہشوں اور گناہوں سے بچائے رکھنا	۲	۵۱۴
نوح کی پوشیدہ اور ظاہری دعوت	۳	۵۱۵
نماز کا بے حیائی اور بدکاری سے روکنا	۱	۵۲۱
نعمتوں پر خدا کا شکریہ ادا کرنا	۲	۵۳۴
نذیر ہر امت میں آیا	۴	۵۶۷
نطفہ کے آسمان سے آنے کا مطلب کیا ہے	۲	۵۷۴
نفسوں کا قبض کیا جانا	۱	۶۰۰
نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے	۱	۶۱۶
نحس دن	۲	۶۱۹
نعمتوں کا ذائقہ چکھنا یقینی ہے	۱	۶۳۳
نصیبین اور بنی عمرو بن عامر کے جن	۱	۶۵۶
نفر کس تعداد کو کہتے ہیں	۱	۶۵۶
ناگہانی موتوں کا زیادہ ہونا قیامت کی نشانی ہے	۴	۶۵۹
نوحؑ کی خفیہ اور اعلانیہ تبلیغ	۱	۶۵۷
ناقہ صالح کو قتل کرنے کی جرات کرنا	۳	۶۸۸
نور سے مراد ایمان	۲	۷۰۱
نافرمانوں کی دولت میں امام کا حق	۱	۷۰۲
نجویٰ کی آیت پر سوائے علیؑ کے کسی نے عمل نہیں کیا	۵	۷۰۹
نون جنت کی ایک نہر کا نام ہے	۱	۷۴۰
نوافل نمازوں کے ادا کرنے والے	۳	۷۴۸
نسر۔ وَدّ۔ سواع۔ یغوث اور یعوق نیک آدمی تھے	۱	۷۵۱
نوحؑ کی بد دعا	۲	۷۵۱
نماز شب کا وقت	۱	۷۵۸
نماز کے معاملہ میں تاکید	۱	۷۵۹
نباءِ عظیم سے مراد ولایت جناب امیرؑ ہے	۳	۷۶۷
نیکیوں کا شمار	۲	۷۶۸
نجم ثاقب سے مراد ستارہ زُحل ہے	۱	۷۸۰
نماز عیدین صحرا میں پڑھنے کا حکم	۳	۷۸۱
نفس مطمئنہ کون ہے	۱	۷۸۴
نہار سے مراد اہلبیت رسول میں سے قائم آل محمدؐ	۲	۷۸۶
نیکی اور بدی میں کوشش کرنے والے	۴	۷۸۶
نعیم سے کیا مراد ہے	۱	۷۹۴
نماز میں سہو	۱	۷۹۶

باب الواؤ

والدین کے ساتھ احسان کرنا	۴	۱۶
واقعہ کربلا	۱	۱۷
واجب نمازوں میں قبلہ رُخ ہونا	۳	۲۲
ولنبلونکم کے مصداق	۵	۲۹
وصیت کے احکام وصیت کب تبدیل کرنی چاہیئے	۱/۲/۳	۳۴
وصایت علیؑ میں رسولؐ کا اختیار	۱	۸۵
وعدہ نصرت کا ایفاء بشرط تقویٰ و صبر	۱	۸۸
وارثوں کے طبقات اور وراثت کی تقسیم	۲	۱۰۰
وحی کلی انبیاء کی طرف	۲	۱۳۳
وضو کے احکام	۱	۱۴۰
وسیلہ بذریعہ امام	۱	۱۴۲
وصیلہ، سائبہ اور حام اونٹنیاں	۲	۱۶۰
ولایت جناب امیرؑ کو چھوڑنے کا صلہ	۲/۳	۱۷۱
ورقہ سے مراد وہ بچہ ہے جو ولادت سے پہلے ساقط ہو جائے	۱	۱۷۴
ورقہ۔ حبّہ۔ رطب اور یابس کا مطلب	۱	۱۷۴
ولایت جناب امیرؑ کا اقرار باعث دخول جنت	۱	۲۳۲
وہ مہینے جن میں لڑائی روکی گئی ہے	۱	۲۴۲
والیبکوا کثیرا کے مصداق منافق لوگ ہیں	۴	۲۵۸
واقعہ کربلا در قرآن	۱	۳۶۴
وقتِ تحویل آفتاب اور نوروز	۱	۳۴۰
وقت المعلوم کون سا ہے	۲	۳۴۱
واقعہ معراج	۱	۳۶۵
وحشت کے تین موقعے	۲	۳۹۶
وعظ اور زہد کے بارے میں امام زین العابدینؑ کا کلام	۳	۴۲۲
واقعہ افک اور حضرت عائشہ کا اتہام سے بری ہونا	۱	۴۵۵
وعدہ خلافتِ الٰہیہ	۲	۴۶۳
وراثتِ انبیاء کا ثبوت اور حدیث نحن معاشر الانبیاء .... کا وضعی ہونا	۵	۴۸۹
وارث کتاب مصطفےٰ یعنی اہلبیتؑ ہیں	۱	۴۹۷
	۲	۵۶۸
وَیْکَاَنَّ کے معنے کیا ہیں	۳	۵۱۲
والدین سے کون مراد ہیں	۳	۵۱۴
ولایت جناب امیرؑ کے بارے میں سوال	۲	۵۷۹
وحی کیا ہے اس کی قسمیں	۱/۲	۶۳۴
والدین کو اُف نہ کہنے کا حکم	۲	۶۵۳
وحی کو جادو کہنے والے	۴	۶۷۹
وجہ اللہ کون ہیں	۱	۶۹۲
ووجدک ضالاً کا مطلب کیا ہے	۳	۷۸۷
ولید بن مغیرہ کا لوگوں کو نماز سے روکنا	۴	۷۸۹
والعصر سے قائم آل محمدؐ کے خروج کا زمانہ مراد ہے۔	۲	۷۹۴
والنحر سے کیا مراد ہے	۳	۷۹۶

باب الہاء

ہاتھی کی مشابہت مچھر سے	۱	۷
ہارون کو وزیر خدا نے بنایا	۱	۸
ہاروت اور ماروت کا قصہ	۱	۲۰
ہمسایہ کی حد	۱	۱۰۸
ہاتھی، ریچھ اور بندر کا گوشت حلال نہیں	۲	۱۳۷
ہابیل کو قتل کرنے کی وجہ	۳	۱۴۴
ہابیل کو قتل کرنے کا طریقہ ابلیس نے قابیل کو سکھایا تھا	۲	
ہفوات انبیاء کو قرآن میں بیان کرنے کی علت	۲	۱۵۵
ہجرت بطرف حبشہ	۱	۱۵۷
ہلاکت بہ سبب آیت اللہ پر ایمان نہ لانے کے	۴	۱۷۰
ہوا و ہوس کی پیروی باعث گمراہی ہے	۲	۱۷۳
ہارون کا موسیٰ کو ابن ابی کی بجائے ابن ام کہنا	۱	۲۱۸
ھمدا بما لم ینالوا کے مصداق	۱	۲۵۷
ہنسنے کا بدلہ	۳	۲۵۸
ہجرت کے سچے مصداق	۲	۲۶۲
ہمارے اعمال کے نگران	۱	۲۶۳

ہودؑ قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے	۱	۲۹۷
ہر شے کا تسبیح ندا کرنا	۲	۳۷۱
ہارون کون تھا جس کی نسبت مریمؑ کو دی گئی	۶	۳۹۸
ہر جاندار کا پانی سے پیدا ہونا۔	۴	۴۲۰
ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم	۲	۴۶۱
ہر کتاب اور وحی کا عربی میں نازل ہونا لیکن ہر نبی کا اسے اپنی زبان میں سمجھنا	۳	۴۸۶
ہُد ہُد پرندے کا غائب ہونا	۱	۴۹۰
ہامان کا فرعون کیلئے ہوا میں ایک بلند مکان بنوانا	۲	۵۰۵
ہجرت کا حکم جہاں خدا کی عبادت میسر نہ ہو	۲	۵۲۲
ہر امت میں نذیر کا آنا	۴	۵۶۰
ہوا کے چلنے میں خدا کی نشانیاں	۱	۶۴۷
ہوا، بادل، جہاز، کشتیاں اور فرشتے	۴	۶۷۵
ہل من مدکر کا بار بار لایا جانا	۳	۶۸۹
ہیم ہیم اونٹوں کو کہتے ہیں	۲	۶۹۷
ھل کا استفہام اقراری ہونا۔	۱	۷۶۲

باب الیاء

یا علی مدد کہنے پر اعتراض اور اس کا جواب	۴	۲
یہودیوں پر ذلت اور مسکنت	۱	۱۳
یہود اور نصاریٰ کب مومن اور مستحق رحمت تھے	۳	۱۳
یہودیوں کا توریت میں تحریف کرنا	۲	۱۵
یہودیوں کا توریت میں سے صفات آنحضرتؐ کو چھپانا۔	۳	۱۵
یہودیوں کے اس عقیدہ کا ابطال کہ وہ صرف چالیس دن دوزخ میں رہیں گے	۱	۱۶
یہودی خلود جہنم کے قائل نہیں	۳	۱۶
یہودی اور موت کی تمنا	۳	۱۸
یہود کو حضرت جبرائیلؑ سے بغض تھا	۳	۱۹
یہودیوں کا عناد سے آنحضرتؐ کو راعنا کہنا	۲	۲۰
یہودیوں سے درگذر کرنے کا حکم	۳	۲۱
یہود اور نصاریٰ کا جنت میں جانے کا دعویٰ اور اس کا بطلان	۱	۲۳
یہود اور نصاریٰ آنحضرتؐ کو پہچانتے تھے	۱	۲۸
یادگار امام حسینؑ قائم کرنا	۱	۲۹
یہودیوں کا تبدیل قبلہ سے اظہار ناراضگی کرنا	۱	۷۵
یعقوبؑ کا عرق النساء کے مرض کی وجہ سے اونٹ کا گوشت نہ کھانا	۲	۷۹
یہودی حق سے منحرف ہیں	۳	۸۲
یہودیوں کا خدا کو فقیر کہنا	۱	۹۵
یتیموں کا مال کھانے والوں پر قیامت کو عذاب	۱	۱۰۰
یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح ناجائز	۴	۱۳۹
لیکن متعہ جائز ہے۔		
یہودیوں اور نصاریٰ کا خدا کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کرنا	۲	۱۴۲
یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا	۴	۱۴۳
ہابیل کے قتل پر حضرت آدم کا چالیس دن رونا	۲	۱۴۴
یہود اور نصاریٰ کی دوستی پر اعتماد نہ کرو	۲	۱۵۰
یہود اور نصاریٰ سے دوستانہ مدد مانگنے والا کافر ہے	۳	۱۵۰
یہود کا قول خدا کے ہاتھ بندھے ہیں	۴	۱۵۲
یہودیوں کا ذلیل اور خوار کیا جانا	۱	۱۵۳
یم سے مراد اتھاہ سمندر ہے۔	۱	۲۱۵
یہود ناتسلف ہیں	۲	۲۲۴
ہدایت یافتوں کو واحد اور گمراہوں کو جمع کے صیغہ سے تعبیر کرنا	۱	۲۲۴
یتلوہ شاہد منہ کا مطلب	۲	۲۸۸
یوم شہود میں انبیاء کی گواہی	۳	۳۰۱
یوسف نے جو ستارے دیکھے ان کے نام اور بشان یہودی کا مسلمان ہونا	۳	۳۰۴
یوسفؑ کے قصہ بیان کرنے میں حکمت	۱	۳۰۵
یوسف کو قتل سے بچا کر کنوئیں میں پھینکنے کا مشورہ دینے والا لاوی تھا۔		
یوسف اور بھیڑیا	۱	۳۰۶
یوسف کو یعقوب کا رخصت کرنا	۲	۳۰۶
یوسف کی قمیص پر جھوٹا خون	۴	۳۰۶
یوسف کی قیمت بیس درہم	۱	۳۰۷
یوسف کی عصمت کے دلائل	۲	۳۰۷
یوسف کا جمال بشری اور کمال	۱	۳۰۹
یوسف کی عصمت پر زلیخا کا اقرار	۲	۳۰۹
یوسف کا قید ہونا	۳	۳۰۹
یوسف کے ساتھ قید ہونے والوں کے خواب	۴	۳۰۹
یوسف کا توحید کی دعوت دینا	۱	۳۱۰
یوسف کا قیدیوں کے خواب کی تعبیر بتانا	۲	۳۱۰
یوسف کا ایک قیدی کے قتل کی اطلاع دینا	۴	۳۱۰
یوسف کے بادشاہ کے پاس دیر سے آنے کی وجہ	۲	۳۱۲
یوسف کے بھائیوں کا یوسف کو نہ پہچاننا	۲	۳۱۳
یوسف کا اپنے دوسرے بھائی کو ملنے کی خواہش کرنا	۳	۳۱۳
یوسف کے بھائیوں کی واپسی کا وعدہ منجانب اللہ	۱	۳۱۴
یوسف کے بھائیوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے حضرت یعقوب کی احتیاط	۱	۳۱۵
یوسف کے بھائیوں کا علیحدہ علیحدہ دروازہ سے شہر میں داخل ہونا	۱	۳۱۵
یوسف اور بنیامین کی باہمی گفتگو	۳	۳۱۵
یوسف کو بنیامین کے روکنے کا حکم	۲	۳۱۶
یوسف کے بڑے بھائی کا نام۔	۳	۳۱۶
یوسف کے پاس دو بھائیوں کا رک جانا۔	۱	۳۱۷
یوسف پر یعقوبؑ کا تاسف کرنا۔	۲	۳۱۷
یوسف سے ان کے بھائیوں کا معافی طلب کرنا	۳	۳۱۸
یوسف کو ان کے بھائیوں کا سجدہ کرنا۔	۲	۳۱۹
یوسف کے پاس یعقوب کا دو برس زندہ رہنا	۱	۳۲۰
یوسف رسول اور نبی تھے۔	۱	۳۲۰
یوسف رسول اور نبی تھے	۱	۶۱۰
یعقوب کا بیت المقدس میں دفن ہونا	۱	۳۲۰
یوسف یہودی کا ستارے دیکھ کر آنحضرتؐ کی ولادت کی خبر دینا۔	۲	۳۴۰
یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف موسیٰ کے نفتی تھے	۲	۳۸۹
یتیم لڑکوں کی دیوار کے نیچے خزانہ کی حقیقت	۱	۳۹۲
یاجوج اور ماجوج	۱	۳۹۳
یحییٰ کا صغر سنی میں وارث کتاب و حکمت ہونا	۱	۳۹۶
یونس کا قوم سے ناراض ہو کر کہیں چلے جانا	۲	۴۲۶
یونسؑ کا مچھلی کے پیٹ میں آیت کریمہ پڑھنا	۴	۴۲۶
یزید کے اشعار لیت اشیاخی ببدر شہدوا	۲	۴۳۹
یوم معلوم سے مراد عید کا دن	۳	۴۷۷
یوم الظلہ سے کیا مراد ہے	۱	۴۸۶
یومنون بہ سے مراد آل محمدؐ	۲	۵۲۱
یٰسٓ کے معنی اور مفہوم	۱	۵۷۱
یونس کو مچھلی کا اگلنا	۱	۵۸۶
ید سے مراد قوت، نعمت اور عطا ہے	۱	۵۸۹
یوم التناد کون سا دن ہے	۳	۶۰۹
یرمین کی تشریح	۲	۶۱۸
یا علی مدد کہنا جائز ہے	۲	۶۵۸
ید اللہ فوق ایدیہم کا مطلب	۳	۶۶۳
یوم الخروج سے مراد زمانہ رجعت	۲	۶۷۵
یوم معلوم سے کیا مراد ہے	۱	۶۹۷
یہودیوں کا آنحضرتؐ کو السام علیکم کہنا جس کے معنی موت ہیں۔	۱	۷۰۹
یہود بنی نضیر	۲	۷۱۴
یہود بنی نضیر	۳	۷۱۵
یتیم سے کیا مراد ہے	۲	
یتیم کو اس کا حق نہ دینے والے	۴	۷۹۶

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

القرآن المبین

مع ترجمہ و حواشی

یعنی

تفسیر المتقین ۱۳۸۱ھ

از

حضرت امداد الملۃ والدین العلامۃ السید امداد حسین الکاظمی المشہدی مدظلہ العالی

ناشران:
شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس ریلوے روڈ لاہور

تفسیر ﷽ المتقین

لہ فاتحہ :- احادیث میں اس سورۃ کا نام فاتحۃ الکتاب آیا ہے جس کا مخفف فاتحہ ہے۔ فاتحہ کے معنی ایسی چیز ہے جس سے شروع کیا جائے۔ چونکہ قرآن مجید کا آغاز اسی سورۃ سے ہوتا ہے۔ اسلئے اسے فاتحہ کہا گیا۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ سورہ مکی ہے یا مدنی۔ یا اس کا نزول دونوں جگہ ہوا صحیح یہ ہے کہ یہ مکی ہے۔ صرف سورہ علق کی پہلی پانچ آیتیں اس سے قبل نازل ہوئیں۔ اس سورہ کی فضیلت میں جناب امیر علیہ السلام کا مشہور قول ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے، وہ سب سورہ حمد میں ہے، اور جو سورہ حمد میں ہے وہ سب کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔ اور جو کچھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔ وہ "ب" میں ہے، اور جو کچھ "ب" میں ہے وہ "ب" کے نقطہ میں ہے۔ وانا النقطۃ التی تحت الباء (ینابیع المودۃ ص۶۹، ۵) ۔ اور میں "ب" کے تحت کا نقطہ میں ہوں۔ سبحان اللہ۔ اس نقطہ کی تشریح کیلئے پڑھیے: ایڈورڈ کلاڈ (EDWARD CLAUD) کی کتاب سٹوری آف دی ایلفے بٹ (STORY OF THE ALPHA BET) جس میں اس نے ایک ایک حرف تہجی کا ماخذ بتایا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اہل فینیقیہ اور اہل مصر معاصر تھے اور ان کے مابین تجارتی معاہدے ہوتے تھے۔ جن کی تفہیم کیلئے کچھ اشارات مقرر کئے گئے تھے جو بعد میں حروف تہجی بن گئے۔ مثلاً آنکھ کہنا ہوتا تھا تو آنکھ کی شکل بنا دیتے تھے۔ جو حرف ع کے مشابہ ہے۔ اور عربی میں عین سے معنی آنکھ ہے۔ ج سے مراد اونٹ اور یہ اونٹ ہی کی شکل کا ہے عربی میں جمل اور عبرانی میں جیم اونٹ کو کہتے ہیں۔ یہ بیٹھے ہوئے اونٹ کی شکل ہے اور نقطہ سے مراد اونٹ کا مالک ہے جو اس پر سوار ہے۔ اسی طرح ش سے شجر مراد ہے۔ اس پر تین نقطے دو بیٹھے ہوئے پرندے اور تیسرا پرندہ اڑ رہا ہے۔ اسی طرح وہ لکھتا ہے کہ "ب" سے مراد گھر ہے۔ اور "ب" کے نیچے جو نقطہ ہے اس سے مراد گھر کا مالک ہے۔ پس مولا علی علیہ السلام کا فرمان کہ میں "ب" کا نقطہ ہوں، واضح ہو گیا اسی لئے جناب فرماتے ہیں: سلونی سلونی قبل ان تفقدونی۔

آیاتہا ۷ — سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ — ۱ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھتا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ

ہر حمد اللہ تعالیٰ کیلئے مختص ہے ۲ جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا۔ بہت رحم کرنے والا

الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ اِيَّاكَ

نہایت مہربان۔ روز جزا کا مالک ہے۔ (یا اللہ) ہم صرف تیری

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں ۴ ہدایت کر تارہ ۵ ہمیں سیدھے

الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵

راستہ کی ۵۔ راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا ۶

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع

نہ ان کا جن پر تو غضب ناک ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :- مسلمانوں کے بعض فرقے بسم اللہ... الخ کو جزو سورہ نہیں مانتے (تفسیر کبیر رازی جلد ۱ ص۱) لیکن مذہب اہلبیت کے کل علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورہ حمد اور کل سورتوں کا سوائے سورہ برأت (سورہ توبہ) کے جزو ہے۔ اور مستقل آیت ہے جو شخص نماز میں نہ پڑھے اسکی نماز باطل ہے (تفسیر مجمع البیان) اسکی فضیلت میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ یہ آتش جہنم کیلئے سپر اور ڈھال ہے۔ موکلان جہنم کی تعداد انیس ہے، جیسا کہ فرمایا: علیہا تسعۃ عشر (پ۲۹۔ مدثر ع) اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف بھی انیس ۱۹ ہیں۔ اسکے پڑھنے سے ہر ایک حرف آتش جہنم سے نجات دلاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ چار ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چار ہزار گناہ مٹاتا ہے۔ جب استاد بچے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بچہ، اس کے والدین اور استاد کیلئے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ لکھ دیتا ہے (تفسیر برہان، جلد ۱ ص۲) ۔ اعتراض :- غیر مسلم مثلاً آریا اور عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ جب قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بسم اللہ الخ بھی اسی کا کلام۔ تو یہ دوسرا اللہ کون ہے جس کے نام سے قرآن والا خدا شروع کرتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض ان ترجموں کی وجہ سے ہوا ہے جن میں یہ لکھا جاتا ہے کہ "شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے..... الخ" حالانکہ اس آیہ مجیدہ میں "شروع کرتا ہوں" کسی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ دراصل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "اقرأ" مقدر ہے۔ چنانچہ جملہ علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے سورہ علق نازل ہوئی۔ جس میں رسولؐ کو کچھ پڑھنے کی ہدایت ہوئی تھی۔ اس کی پہلی آیت ہے اقرأ باسم ربک۔ لہٰذا ہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے پہلے اقرأ بمعنی پڑھ مقدر ہے۔ جس سے اعتراض رفع ہو گیا۔ "ب" استعانت کیلئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنا۔ پس ترجمہ درست ہو گیا۔ ۳ الحمد :- اردو زبان میں اس کا ترجمہ کرنے کیلئے کوئی لفظ وضع نہیں ہوا۔ اس لفظ کیلئے بظاہر تین ہی لفظ ہیں۔ تعریف، مدح، اور حمد۔ لیکن اول تو یہ تینوں لفظ عربی ہی ہیں۔ مگر ان کے معنوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً تعریف کی منطق میں چار ہی قسمیں ہیں۔ حد تام، حد ناقص، رسم تام۔ رسم ناقص۔ اور یہ کسی کو حد اور رسم میں لاکر محدود کر دیتی ہے۔ اگر اللہ محدود ہو جائے تو خدا نہ رہا۔ اسی پر دوسرا یعنی مدح قیاس کر لیں۔ لہٰذا حمد کا ترجمہ حمد ہی درست رہے گا۔ اگر سب حمد یا کل حمد کہا جائے تو بھی حمد محدود ہو جائیگی۔ چونکہ حمد پر "ال" استغراقی کا مل صفاتی داخل ہے۔ حمد مصدر ہے، اور مصدر مجہول کے معنی دیتا ہے۔ اسلئے اس کا مطلب "ہر حمد" جو لا انتہا ہے درست ہے۔ ۴ ایاک :- اس سے ثابت ہوا کہ مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی جائز ہے۔ اور حقیقی مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو حقیقی مددگار مان کر اسکے مخلص بندوں سے مدد لینا دراصل خدا ہی سے مدد لینا ہے جیسے کہ فرمایا: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور قرآن سے ہی ثابت ہے کہ انبیاء نے بھی غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں: من انصاری الی اللہ (پ۳، آل عمران ع۵) کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرتا ہے۔ حواری بولے نحن انصار اللہ کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان بھی ہو گئے۔ پس خدا کے بنائے ہوئے پیشواؤں سے مدد مانگنا خدا ہی سے مدد مانگنے کے مترادف ہے۔ ۵ اھدنا :- بعض علمائے اسلام نے اسکا ترجمہ "دکھا ہم کو سیدھی راہ" کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی تک انھوں نے سیدھا راستہ نہیں دیکھا، درست نہیں معلوم ہوتا۔ [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) :- اس آیت کی تفسیر میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس میں تین امروں کیلئے دعا کرنے کی تعلیم کی گئی ہے۔ ایک اسکے دین کی طرف ہدایت کرنے کی۔ دوسرے اس تک پہنچنے کا ذریعہ عطا کرنے کی۔ تیسرے اس کی ذات اور کبریائی اور عظمت کی معرفت میں ترقی دینے کی (تفسیر برہان، جلد ۱ ص۳۲)۔ اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آبائے کرام کے سلسلہ سے حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اھدنا کا مطلب یہ ہے کہ خداوندا اپنی اس توفیق کو آئندہ بھی میرے ساتھ باقی رکھنا۔ جس کے سبب سے میں نے آج تک تیری فرمانبرداری کی ۔ ۶ صراط :- صراط مستقیم سے مراد کوئی جرنیلی سڑک یا پامال سوڑ نہیں، بلکہ اس سے محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام مراد ہیں جو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ حسنہ ابراہیم بن ہاشم میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صراط المستقیم حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اور اُن کی امامت کا اعتقاد کرنا ہے۔ (تفسیر برہان جلد ۱ ص۳۵) ۔

۷ انعمت علیهم :- سے مراد انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ (تفسیر صافی ص۲) ۔

حاشیہ صفحہ هذا :- ۱ فضیلت :- سورہ بقر کی فضیلت میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص چار آیتیں شروع کی پڑھ کر آیۃ الکرسی پڑھے۔ پھر ان چار کے بعد کی دو آیتیں اور آخر سورہ کی تین آیتیں پڑھے تو وہ خود اور اس کے اہل وعیال اور مال ایسی حالتوں سے محفوظ رہیں گے جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ اور شیطان اُس سے دُور رہے گا۔ اور وُہ قرآن کو کبھی نہ بھولے گا۔ (تفسیر برہان، جلد ۱ ص۳۳) ۔ ۸ الف لام میم :- حروف مقطعات میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں مختلف سورتوں کے شروع میں کچھ ایسے حروف لگائے گئے ہیں۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروف ہیں جو ہر اسم سے ایک ایک کرکے جُدا کر لئے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک کو دوسرے کیساتھ ملانے کا حق یا نبی کو ہے یا امام کو۔ یہی وہ حروف ہیں کہ نبیؐ اور امامؑ (وقت اور حاجت کی مناسبت سے) جب انکے ذریعہ سے دعا کرتے ہیں تو ضرور مقبول ہوتی ہے۔ (تفسیر برہان جلد ۱ ص۳۳) ـــ ملاّ محسن تفسیر صافی ص۱۲ میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں کل مقطعات تیرہ ہیں۔ ان میں سے مکرر حرفوں کو گرا دینے کے بعد جو حروف باقی رہ جاتے ہیں، وہ یہ ہیں :- ص ر ا ط ع ل ی ح ق ن م س ک ہ ان کو ملا دینے سے یہ فقرہ بنتا ہے۔ صراط علي حق نمسکه یعنی علی کی راہ حق ہے ہم اسکو اختیار کریں گے ـــ اس میں ایک لطافت بھی ہے، وہ یہ ہے کہ ان حروف کی تعداد چودہ ہے۔ معصومین کی تعداد بھی چودہ ہے۔ اگرچہ علماء نے ان حروف کے معنی اپنے اپنے خیال سے لکھے ہیں۔ لیکن ان حروف میں اسرارِ خدا ہیں جنہیں اللہ، رسولؐ اور راسخون فی العلم ہی جانتے ہیں ۔ ۹ لا ریب :- یعنی اس میں کوئی شک نہیں۔ اعتراض :- سوال یہ ہے کہ کس کو شک نہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ اس کے پڑھنے والوں کو شک نہیں تو غلط ہے۔ کیونکہ خدا خود فرماتا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله (پ۱ بقرہ ع۳)۔ اسی آیت سے کچھ آگے۔ پھر یہ کس طرح صحیح ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ کتاب اللہ سے جن لوگوں کا خاص تعلق تھا۔ ان کو کبھی اس میں شک ہوا ہی نہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے : انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسوله ثم لم یرتابوا۔ (پ۲۶ حجرات ع۲)۔ یہی مومنین تھے جو قرآن کے حقیقی وارث تھے۔ البتہ جو لوگ حقیقی وارث نہ تھے لیکن خواہ مخواہ زبردستی وارث بن بیٹھے وہ ہمیشہ شک میں پڑے رہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے : الذین اورثوا الکتاب من بعدھم لفی شک منه مریب۔ (پ۲۵، شوریٰ ع۲) یعنی جو لوگ ان کے بعد (خواہ مخواہ زبردستی) وارث بنائے گئے وُہ قرآن کے متعلق ہمیشہ شک میں پڑے رہے ۔ ۱۰ غیب :- فنِ لغت کے امام عبدالملک بن محمد اسمٰعیل ثعالبی سرالادب میں لکھتے ہیں۔ کلما اغاب عن العیونؐ و کان محصلا فی الصدور فھو غیب۔ یعنی جو چیزیں آنکھوں سے پوشیدہ اور دلوں میں موجود ہوں وہ غیب کہلاتی ہیں، مثلاً وجود باری تعالیٰ، بہشت، دوزخ، قیامت کے دن جی اٹھنا، حساب کتاب وغیرہ وغیرہ۔ نیز مسئلہ رجعت اور قیام، قائم علیہ السلام یعنی آنحضرتؐ کے بارہویں خلیفہ حضرت مہدیؑ آخر الزمان۔ چنانچہ بسند معتبر ابوبصیر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا کا بیان ہے ہمارے شیعوں کے لئے جو غیب (امام غائب) پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز یحییٰ بن ابی القاسم لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب سے کیا مقصود ہے۔ تو فرمایا متقی حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں، اور غیب حجتِ خدا جو غائب ہیں۔ اور شاہد اس پر کلام پروردگار ویقولون لولا انزل علیه اٰیة من ربه قل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ (پ۱۱، یونس ع۲)۔ یعنی وہ لوگ کہیں گے کہ ان پر کوئی نشانی ان کے پروردگار کی طرف سے کیوں نہیں اتری، تم ان سے کہدو کہ (وہ نشانی امام) غائب ہیں، جو خدا کی طرف سے ہیں، پس تم لوگ انکے منتظر رہو، میں بھی انتظار کر رہا ہوں ۔ (تفسیر انوار القرآن، سورہ بقرہ ص۳۴) ۔

اٰیاتھا ۲۸۶ — سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ — ۴۰ رکوعاتھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى

الف لام میم (۸) یہ وُہ کتاب ہے جس (کے منزل من اللہ اور سچے ہونے میں) کوئی شک و شبہ نہیں (۹) ان خدا کا ڈر

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ

رکھنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں (۱۰) اور نماز

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳

قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

اور جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴

نازل کیا گیا۔ اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ

یہ لوگ وہ ہیں جو اپنے پروردگار کی ہدایت پر (قائم) ہیں اور یہی لوگ (پوری پوری)

الْمُفْلِحُونَ ۝٥ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

فلاح پانے والے ہیں۔ بے شک جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے حق میں برابر ہے

ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦ خَتَمَ

کہ تو ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ نشانی لگا دی

اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ

ہے اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر

غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝٧ وَمِنَ

پردہ ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ اور لوگوں میں

النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ

سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ

وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝٨ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ

وہ مومن نہیں ہیں۔ (اپنے خیال میں) وہ لوگ اللہ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکا

آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝٩

دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ

ان کے دلوں میں (روحانی) مرض ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض کو بڑھنے دیا ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝١٠

اور ان کے جھوٹ بولتے رہنے کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد مت کرو

قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝١١ أَلَا

تو وہ کہتے ہیں کہ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار رہو

ع ۱ / ۷ / ۱

۱ ختم اللہ:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۲ اور عیون اخبار الرضا میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ ختم سے مراد وہ نشانی ہے جو خداوند تعالیٰ نے کفار کے دلوں پر ان کے کفر کا عذاب دینے کیلئے چھاپے کے طور پر لگا دی ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے: بل طبع اللہ علیها بکفرھم فلا یؤمنون الا قلیلاً (پ ۶ نساء ع ۲۲) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان کے دلوں پر چھاپا لگا دیا ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے لیکن بہت کم۔ اور یہ مہر یا نشان پہچان کیلئے ہے۔ جیسے اولیاء اللہ۔ ملائکہ اور معصومینؑ ہی پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین (پ ۱۴ حجر ع ۶) یعنی اس میں نشانی دیکھ کر پہچاننے والوں کے لیئے نشانیاں ہیں۔

(بحار الانوار جلد ۷ باب انہم المتوسمون صفحہ ۹)

۲ ومن الناس:-

علی بن ابراہیم بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسلام ظاہر کیا اور جب کفار کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں اور جب مومنوں کے پاس آتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ مومنوں کے ساتھ ہم لوگ تمسخر اور مذاق کرتے ہیں۔ خدا نے اس کا جواب یہ دیا ہے۔ کہ خدا انکے مسخرہ پن کی سزا ان کو دیگا اور انکو مہلت دے گا کہ اپنی سرکشی میں سرگرداں ہیں۔

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۷)۔

(وقف لازم)

۳ یخادعون:-

ابن بابویہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار سے کسی نے پوچھا کہ قیامت کے دن نجات کس چیز میں ہے؟ ارشاد فرمایا کہ نجات اس میں ہے کہ خدا کو دھوکا نہ دو۔ کیونکہ خدا کو جو شخص بھی دھوکا دے گا۔ وہ اسے سزا دیگا۔ اور ایمان اس سے رخصت ہو جائے گا۔ ایسا شخص سمجھے کہ خود اپنی ذات کو ہی دھوکا دے رہا ہے۔ پس پوچھا گیا کہ خدا کو کیونکر دھوکا دیا جاسکتا ہے؟ فرمایا کہ اس کے حکم پر اس طرح عمل کریگا گویا لوگوں کو دکھا رہا ہے۔ پس ریا یعنی (عبادتوں میں) دکھانے سنانے کے ارادے سے بچتے رہو۔ کیونکہ یہ بھی خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ دکھانے سنانے کا ارادہ کرنیوالے قیامت کے دن چار ناموں سے پکارے جائیں گے: (۱) اے کافر (۲) اے فاجر بدکار (۳) اے غادر (بے وفا)۔ (۴) اے خاسر (گھاٹا اٹھانے والا) تیرا عمل برباد ہوا۔ تیرا ثواب مٹ گیا۔ اور آج تیرے لیئے (ثواب سے) کوئی حصہ نہیں ہے۔ پس جس کیلئے تو نے یہ عمل کیا تھا اس سے ثواب مانگ لے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۲۲ و تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۸)۔

۴ مرض:- یہ مرض نفاق تھا۔ اور اس آیت سے منافق مراد ہیں۔ جن کے دلوں میں ان کی خباثت باطنی اور اسلام سے دشمنی کی وجہ سے نفاق جڑ پکڑ گیا تھا۔ جس سے وہ عذاب کے مستحق ہو گئے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ان سے اٹھالی۔ اور ان کو اپنی حالتوں پر چھوڑ دیا۔ جس سے ان کا مرض نفاق بڑھتا گیا۔ پس نفاق بڑھنے کا سبب وہ خود ہیں۔ نہ کہ خدا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۲۲)۔

إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا قِيلَ

یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں ، لیکن وُہ سمجھتے نہیں ۔ اور جب انھیں کہا جاتا ہے

لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ

کہ تم ایمان لے آؤ جس طرح کہ لوگ ایمان لائے ہیں ، تو کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جیسا کہ بیوقوف

السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾ وَ

ایمان لائے ہیں ۔ ہوشیار رہو ۔ یہی لوگ بیوقوف ہیں ۔ لیکن نہیں جانتے ۔ اور

إِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ

جب انھوں نے ان لوگوں سے ملاقات کی جو ایمان لا چکے تو کہا ، کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کیساتھ خلوت میں ملتے ہیں

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ﴿١٤﴾ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ

کہا کہ تحقیق ہم تمہارے ساتھ ہیں ، ما سوا اسکے نہیں ہے کہ ہم تو (مسلمانوں کی) ہنسی اڑانیوالے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انھیں انکے ٹھٹھا مخول کی

بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

سزا دے گا سلہ اور ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا رہے گا ، تاکہ وُہ اسی حال میں سرگرداں رہیں ۔ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے

اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا

ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ۔ پس اُن کی اس تجارت نے اُنھیں کوئی فائدہ نہ دیا ۔ اور نہ

كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا

وُہ ہدایت پانے والے ہوئے ۔ اُن کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ جلائی ۔

فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي

پس جب آگ نے روشن کر دیا ہر اس شے کو جو اسکے ارد گرد ہے ، اللہ تعالیٰ نے اُنکی روشنی لے لی ۔ اور اُن کو اندھیروں

ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾

میں چھوڑ دیا کہ وُہ کچھ نہیں دیکھ سکتے ۔ بہرے گونگے اندھے ہیں سلہ پس وہ اب (کفر) سے نہیں پلٹیں گے ۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ

یا اُن کی حالت ایسی ہے کہ آسمان سے بارش ہو ، جس میں اندھیرے اور کڑک اور چمک ہو ۔

يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ

وُہ گرنے والی بجلیوں سے مرنے کے ڈر سے اپنی اُنگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں سلہ

سلہ یستھزی :-

یہاں استھزا دو دفعہ استعمال ہوا ہے۔ ایک قول کفار ہے۔ دوسرے استہزاء کی نسبت خدا سے دی گئی ہے۔ یہ صنعت مشاکلت ہے۔ یعنی ایک معنی کو دوسرے معنی کے لفظ سے اس وجہ سے ادا کرنا کہ دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ چونکہ کسی بزرگ ہستی سے مسخرہ پن کرنا سزا کا مستوجب ہوتا ہے اس لیئے اس کی سزا کو اسی لفظ سے ادا کیا ہے پہلے استہزاء کے معنے ہنسی، مذاق کرنا جو فعل کفار تھا اور دوسرے استہزاء کا مطلب ہنسی مذاق کی سزا دینا قرآن میں اس استعمال کی بہت مثالیں موجود ہیں جیسے مکروا ومکر الله والله خیر الماکرین (پ۳ آل عمران ع)۔ یہاں پہلے مکر کی نسبت کفار سے ہے۔ دوسرے مکر کی خدا سے۔ جس کے معنی سزا دینے کے ہیں ؛

سلہ صم بکم عمی :-

اس سے منافقوں کی حالت بیان کی گئی ہے کہ وہ عجیب مخمصے میں پھنسے ہیں۔ کافروں سے ملتے ہیں تو کفر کا اقرار کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے تمسخر کا اظہار۔ لیکن مسلمانوں سے مل کر انہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ خدا نے ان کا پردہ پھاڑ کر ان کی حقیقت بیان کر دی۔ جس سے وہ سخت مضطرب ہو گئے اور ان کی حالت ایسی ہو گئی جیسا کہ بہرے۔ گونگے اور اندھے ہوتے ہیں

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ آخرت کے عذاب اور جہنم کے بھڑکتے ہوئے طبقوں میں پہنچ کر بہرے۔ گونگے اور اندھے ہو جائیں گے جیسا کہ دوسری جگہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ نحشرهم یوم القیامة علی وجوههم عمیا وبکما وصما ماواهم جهنم کلما خبت زدناهم سعیرا۔ (پ۱۵ بنی اسرائیل ع)۔ یعنی قیامت کے دن ہم انھیں منہ کے بل محشور کرینگے اور یہ اس وقت اندھے۔ گونگے اور بہرے ہوں گے ان کی جگہ جہنم میں ہوگی۔ جب جب اسکی آنچ دھیمی پڑے گی۔ ہم ان پر اس کو بھڑکا دیں گے۔ (تفسیر برہان ج ۱ ص۱۳) ؛

سلہ یجعلون اصابعهم :-

منافقین کو ہمیشہ ڈر رہتا تھا، کہ کہیں ان کا نفاق ظاہر نہ ہو جاوے اور رسولؐ ان کی بیخ کنی نہ کر دیں۔ اس لیئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیعت توڑنے والوں کے حق میں لعنت یا کوئی وعید سناتے تھے۔ تو منافق کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے۔ تاکہ وعید سننے سے ان کے چہرے کا رنگ نہ بدل جائے۔ جس سے لوگ ان کے نفاق کو بھانپ جائیں۔ (تفسیر صافی ص۲۳) ؛

وَاللّٰهُ مُحِيطٌ بِالْكٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ

حالانکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی اُن کی آنکھوں کو اُچک لے۔

كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَ

جب اس نے ان کیلئے روشنی کی تو وہ اس روشنی میں چلنے لگے۔ اور جب اُن پر اندھیرا ہوگیا تو وہ کھڑے ہوگئے۔ اور

لَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

اگر خدا چاہتا تو اُن کی سماعت اور آنکھوں کو بیکار کر دیتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ

پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلوں

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ الَّذِي جَعَلَ

کو پیدا کیا۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ وہی جس نے تمہارے

لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

لئے زمین کو فرش ١؎ اور آسمان کو سائبان بنایا۔ اور آسمان سے پانی اتارا۔

فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا

پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری روزی کیلئے پھل اُگائے۔ پس تم جانتے بوجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کیلئے

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى

شریک نہ بناؤ۔ اور اگر تم اس سے شک میں ہو جو کچھ ہم نے اپنے بندے

عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ

پر اتارا، تو تم بھی ویسی ہی ایک سورت لے آؤ ٢؎ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے اور سب گواہوں

دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ

کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم نے ایسا نہ کیا، اور ہرگز نہ

تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

کر سکو گے۔ تو اس آگ سے ڈرتے رہو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ ﴿٢٤﴾ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وہ (جہنم کی آگ) کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ اور خوشخبری دو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے،

١؎ لکم الارض فراشاً:-

اسکی تفسیر میں امام زین العابدین ؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے زمین کو تمہاری طبیعتوں کے مطابق اور تمہارے جسموں کے موافق بنایا۔ اس کو زیادہ گرم نہیں بنایا جو تمہیں جلا دے اور زیادہ سرد نہیں بنایا جو تمہیں جکڑ دے۔ زیادہ خوشبودار نہیں بنایا جس سے تمہارے سروں میں درد ہونے لگے! اور نہ زیادہ بدبودار بنایا جس سے تم کو تکلیف ہو اور نہ پانی کی طرح زیادہ ڈھیلا بنایا جس میں تم ڈوب جاؤ۔ اور نہ زیادہ سخت بنایا۔ جس سے عمارتوں اور مکانوں اور قبروں کا بنانا تم پر دشوار ہو جائے بلکہ اس کی سختی کو اس انداز سے رکھا ہے جس سے تم فائدہ اٹھا سکو اور تمہارے بدن اور مکانات اس سے میل کھا سکیں اور مکانات اور قبریں بنا سکو۔

ع ۱۳ ۲ ۲

اور بہت سے دوسرے فائدے اٹھا سکو۔ والسماء بناءً اور تمہارے سروں پر آسمان کو چھت بنایا جو گرنے اور خراب ہونے سے محفوظ ہے۔ اور تمہارے بہت سے فائدوں کیلئے اس میں آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں کو پھرا رہا ہے۔ وانزل من السماء ماءً اور بلندی سے پانی برسایا۔ تاکہ اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں اور پہاڑیوں اور ٹیلوں اور گڑھوں سب پر پہنچے۔ پھر اس میں سے کچھ حصہ کو رذاذ بنایا یعنی ہلکی بارش جو کبھی کبھی برسے اور کچھ حصہ کو وابل یعنی بڑے بڑے بوندوں والی شدید بارش اور کچھ حصہ کو ہطل یعنی ہلکی بارش جو پے در پے برسے تاکہ تمہاری زمین اچھی طرح سیراب ہو اور اس بارش کو ایک ٹکڑا کرکے نہیں برسایا کیونکہ اس سے تمہاری زمین اور درخت اور زراعتیں اور پھل خراب ہو جاتے۔ فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم...... الخ پس زمین میں جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ان سے تمہارے لیئے رزق قرار دیا پس اس کا شبیہ اور مثل بتوں کو قرار نہ دو۔ جو نہ سمجھ رکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ اور تم بھی جانتے ہو کہ جو نعمتیں میں نے تم کو دی ہیں ان میں سے کسی ایک پر وہ قدرت نہیں رکھتے (تفسیر برہان ج ۱ ص ۲۴۔ تفسیر انوار القرآن پ ۱ ص ۳۴۵)

٢؎ فاتوا بسورۃ:-

اس مقام پر مخالفین سے ایک سورہ لانے کی تحدی کی گئی ہے۔ اسی طرح پ ۱۱ یونس ع ۴ میں ایک سورہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کما قال ام یقولون افترٰئہ قل فاتوا بسورۃ مثلہ پھر آگے چل کر پ ۱۲ ہود ع ۲ میں دس سورتوں کی مثل لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے ام یقولون افترٰئہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات پھر اور آگے چل کر پ ۱۵ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں پورے قرآن کی مثل لانیکی تحدی کی گئی ہے۔ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن ۵ چاہیئے تو یہ تھا کہ پہلے پورے قرآن کا مطالبہ کیا جاتا۔ جب وہ نہ لاتے تو اس سے کم مثلاً دس سورتوں کا مطالبہ ہوتا جب اس سے عاجز رہ جاتے تو پھر ان کو ایک ہی سورت لانے کیلئے کہا جاتا مگر یہاں الٹا معاملہ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی سے پہلے ایک پیسہ مانگا جائے وہ نہ دے سکے تو کہیں کہ اچھا چار آنے دیدو۔ جب وہ اس سے بھی عاجز آجائے تو اس سے پورے ایک روپیہ کا مطالبہ کیا جائے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ترتیب قرآن مطابق تنزیل نہیں ہے ورنہ یہ خرابی ہوتی اور نہ یہ اعتراض ہوتا۔

أَنَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا۟ مِنْهَا

کہ ان کیلئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں۔ جب اُن میں سے انھیں کھانے

مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا۟ هَٰذَا ٱلَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا۟ بِهِۦ

کیلئے کوئی پھل دیا جائے گا، تو وُہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے کھانے کو مل چکا ہے۔ حالانکہ انھیں

مُتَشَٰبِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَآ أَزْوَٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿۲۵﴾

ملتی جلتی صورت کے میوے دیئے جائیں گے اور انکے واسطے ان جنتوں میں پاکیزہ بیویاں ہونگی اور وُہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسْتَحْيِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ

بیشک اللہ تعالیٰ مچھر یا اس سے بڑھ کر (حقیر) چیز کی مثال دینے سے نہیں جھجکتا ۱؎ ۔

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا

پس جو مومن ہیں وُہ تو جانتے ہیں کہ یہ اُن کے رب کی طرف سے حق ہے۔ مگر وُہ

ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِۦ

لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے تو وُہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے ارادہ کیا۔ ایسی مثال سے خدا بہتوں پر

كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِۦ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلْفَٰسِقِينَ ﴿۲۶﴾

گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے ۲؎ اور ایسی ہی مثال سے بہتوں کو ہدایت کرتا ہے۔ مگر گمراہی کا حکم لگاتا بھی ہے تو ایسے نافرمانوں پر،

ٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ

جو لوگ خدا کے عہد و پیمان کو مضبوط ہو ملنے کے بعد توڑ دیا کرتے ہیں۔ اور توڑ ڈالتے ہیں (اس تعلق) کو

مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ

جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ملایا جائے، اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ

هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ﴿۲۷﴾ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِٱللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَٰتًا

نقصان اٹھانے والے ہیں۔ تم خدا کا انکار کس طرح کر سکتے ہو، حالانکہ تم (ماں کے پیٹ میں پہلے) بے جان تھے

فَأَحْيَٰكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۸﴾

تو اس نے تمھیں زندگی عطا کی، پھر وہی تمھیں موت دے گا، پھر وہی تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَ لَكُم مَّا فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ ٱسْتَوَىٰٓ إِلَى

(اللہ وہی تو ہے جس نے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے تمھارے لئے ہی پیدا کیا۔ پھر اس نے بلندی کی طرف توجہ

۱؎ بَعُوضَةً :-

یعنی مچھر سے جو مثال دی گئی ہے اور کافر اسے ایک حقیر مخلوق سمجھ کر استہزاء کرتے تھے، یہ ان کی ناسمجھی کی دلیل ہے، چنانچہ اسکی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: انما ضرب المثل بالبعوضة .... الخ یعنی خداوند عالم نے بعوضہ (مچھر) کو مثال میں اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ ہاتھی جیسی بڑی چیز میں جتنے اعضاء ہیں، اس کے چھوٹے سے جسم میں وہ بھی پیدا کئے گئے ہیں، اور ان کے علاوہ دو عضو اور بھی ہیں جو ہاتھی میں نہیں ہیں (دو پاؤں زائد اور چار پر)۔ پھر ہاتھی کے سونڈ میں ایسا سوراخ نہیں ہے جس سے کھانا اُس کے پیٹ تک پہونچ سکے، اور اس کے سونڈ میں ہے، خداوند عالم نے اس کو مثال میں ذکر کر کے اپنی نفیس مخلوق، اور عجیب صنعت (قدرت۔ کاریگری)، پر مومنوں کو آگاہ کرنا چاہا ہے۔

(تفسیر برہان۔ ج۱۔ صفحہ ۴۵۔ تفسیر مجمع البیان و تفسیر انوار القرآن۔ پ۱، صفحہ ۴۶ اور تفسیر صافی صفحہ ۲۵)

وقف لازم

۲؎ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا :-

کے ترجمہ میں بعض مترجمین نے گمراہ کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ سے دی ہے، جو محال ہے، کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کرتا ہے، تو پھر اپنے فعل کے بدلے میں دُوسروں کو عذاب کیوں دے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ مترجمین نے یضل کے ظاہری معنوں پر نظر کر کے یہ ترجمہ کر دیا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ پاک اور برتر ہے کہ اسکی طرف گمراہ کرنے کو نسبت دی جائے۔ کیونکہ اکثر آیتوں میں جہاں ضلال کا لفظ بمعنی گمراہی آیا ہے، اُن کو اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کی طرف نسبت دے کے ذکر کیا ہے، مثلاً اضل فرعون قومه (پ۱۶ سورۂ طٰہٰ ع ۴) میں گمراہ کرنے کی نسبت فرعون کی طرف دی، اور اضلهم السامری (پ۱۶ طٰہٰ ع ۴) میں سامری کی طرف اور لاضلنهم میں شیطان کی طرف (پ۵، نساء ع۱۸)۔ اس لئے یضل کے ترجمہ میں گمراہی کی نسبت خدا سے نہیں دی جا سکتی۔ اور لفظ ضلال کے عربی زبان میں مختلف معنی ہیں۔ یہاں صرف چند بیان کئے جاتے ہیں:- مثلاً ضائع کرنا، جیسے فلن یضل اعمالهم (پ۲۶۔ محمد ع۱) انکے اعمال کو ضائع اور برباد نہ کریگا۔ عذاب جیسے ان المجرمین فی ضلال وسعر (پ۲۷۔ قمر ع ۳) گنہگار عذاب اور آتش جہنم میں ہونگے۔ انتہائی محبت اور شیفتگی جیسے فرزندانِ حضرت یعقوب نے اپنے والد سے کہا تھا:- تاللہ انک لفی ضلالک القدیم (پ۱۳۔ یوسف۔ ع۱۱) خدا کی قسم تم تو محبت یوسف میں مستغرق ہو، اور یہ ظاہر ہے کہ وہ اپنے باپ کو جو نبی تھا، گمراہ نہیں سمجھ سکتے تھے، (۴) پوشیدہ ہونا جیسے ضل الماء فی اللبن، کہ دُودھ میں پانی پوشیدہ ہو گیا۔ ۵ جب اسکی نسبت خدا سے دی جائے، تو اس کے معنی گمراہی کا حکم لگانا ہوتے ہیں۔ اس آیت کے شروع میں کفار کا ذکر ہے، کہ وہ طریقہ استدلال سے منہ موڑ کر اور مذہب حق سے انکار کر کے کہتے ہیں، کہ اس مثل سے خدا نے کیا چاہا ہے؟ یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ان دونوں جملوں کی تفسیر میں دو کلام نقل کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ دونوں جملے کافروں ہی کے ہیں، اور مطلب ان کا یہ ہے کہ اس مثل کی وجہ سے ایک جماعت گمراہ ہو گی، اور ایک جماعت ہدایت پائے گی (یعنی گمراہوں کی گمراہی کا سبب خود خدا ہو گا، اس لئے ان مثالوں کا لانا اچھا نہیں) جس کے متعلق خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، کہ یہ مثل گمراہی کا سبب نہیں ہے، لیکن فاسقوں کے لئے اور یہ تفسیر اچھی ہے، اور تفسیر اہلبیت بھی یہی ہے، (دیکھو تفسیر انوار القرآن پ۱ صفحہ ۴۵)۔

السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾ ع

کی، تو سات آسمان درست کر دیئے ۔ اور وہی ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے ۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ

اور (اے رسولؐ یاد کرو وہ وقت) جبکہ تمہارے پروردگار نے سب فرشتوں سے فرمایا کہ یقیناً میں ہی زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں ۵۱

قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ

سب نے کہا کیا تو اس میں ایسے کو (خلیفہ) بنائے گا جو اس میں فساد کرے ، اور خون گرائے ۔ حالانکہ

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا

ہم (وہ ہیں) جو تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں ۔ اس نے فرمایا بیشک میں بہتر جانتا ہوں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَی

جو تم نہیں جانتے ۔ اور اس (خدا) نے آدم کو سب اسماء کا علم دے دیا ۔ پھر جنکے اسماء کا علم دیا تھا ان سب کو فرشتوں

الْمَلٰٓىِٕكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾

کے سامنے پیش کیا ۵۲ اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم سچے ہو ، تو مجھے ان سب کے نام بتاؤ ۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ

انھوں نے کہا تو (ہر عیب سے) پاک ہے ۔ ہم کو تو کوئی علم نہیں سوائے اسکے جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا ۔ بے شک تو

اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّاۤ

بہت ہی جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے ۔ (خدا نے) فرمایا اے آدمؑ! تم ان فرشتوں کو ان کے نام بتا دو ۔ پس جب تم نے

اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ

ان فرشتوں کو ان کے نام بتلا دیئے ۵۳ اللہ نے فرمایا کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ یقیناً میں آسمانوں اور زمینوں کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

چھپی باتوں سے بھی واقف ہوں ، اور وہ بھی جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو ۵۴ اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے سب فرشتوں کو کہا کہ تم آدم کیلئے جھکو تو سب کے سب جھک گئے سوائے ابلیس کے اس نے انکار کر

وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ

دیا اور غرور میں آگیا ۔ اور وہ کافروں میں سے ہو گیا ۔ اور ہم نے کہا اے آدمؑ! تم اور

ع ۴ ۹ ۳

۵۱ خَلِیْفَة :-

یہ آیت یعنی اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَة ۔ جملہ اسمیہ ہے، جو استمرار پر دلالت کرتا ہے، یعنی مقصودِ باری تعالیٰ یہ ہے کہ میں ہی ہمیشہ زمین پر خلیفہ مقرر کیا کروں گا۔ اس سے ایک تو یہ مطلب واضح ہوا، کہ اللہ تعالیٰ کی حجت صرف زمین کے ساتھ مختص ہے۔ اور کسی سیارے مثلاً مشتری، مریخ وغیرہ سے نہیں، وہ سب دنیائیں بھی اسی زمین والے خلیفہ خدا کے زیر اقتدار ہونگی۔ دوسرا یہ مطلب ثابت ہوا، کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی اور کو اختیار نہیں، کہ خدا کا خلیفہ مقرر کرے، بلکہ فرمایا کہ وربّك یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ (پ۲۰ قصص ع۷) یعنی پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ اور لوگوں کو ہرگز اختیار نہیں، کہ انتخاب کر لیں۔

لوگوں کو انتخاب خلیفہ کا حق قطعاً نہیں دیا گیا، یہی وجہ ہے، کہ قرآن میں جہاں جہاں خلیفہ بنانے کا ذکر آیا ہے، وہاں خدا تعالیٰ نے خود مقرر کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: یا داؤد انا جعلناك خلیفة فی الارض (پ۲۳۔ص۔ع۲) یعنی اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور وزیر بنانے کی ضرورت تھی، تو نہ انہوں نے خود بنایا، اور نہ لوگوں سے کہا، کہ چن لو۔ بلکہ خدا سے درخواست کی، کہ واجعل لی وزیرا من اھلی، ھارون اخی (پ۱۶ طٰہٰ ع۲)، اسی طرح قوم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سموئیل نبی کے وقت میں خدا کی راہ میں جہاد کرنیکے لئے ایک بادشاہ کی ضرورت تھی، یہ نبی خود نہ مقرر کر سکا، بلکہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی، جس پر ارشاد ہوا کہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا (پ۲ بقرہ)

معلوم ہوا کہ خلافت وغیرہ خدائی نیابت کے لئے صرف خدا ہی مقرر کر سکتا ہے، کثرت رائے کا اس میں کوئی دخل نہیں، نہ ہی انسانوں کو خدا تعالیٰ کا خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار ہے۔

۵۲ عَرَضَھُمْ میں ضمیر ھم استعمال کی گئی ہے جو صرف ذوی العقول کے لئے آتی ہے اسماء کی طرف نہیں پھر سکتی، نیز ھٰؤُلَآءِ کا اشارہ بھی شے موجود کی طرف کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ نہ صرف اسماء ہی تھے، بلکہ فرشتوں کو وہ وجود یعنی ان اسماء کے مسمیات بطور اشباح سامنے موجود کر کے دکھائے گئے، اسی لئے ذوی العقول والی ضمیر ھم استعمال کی گئی ہے، میں نے ترجمہ "ان سب کو" کیا ہے۔ اور یہی انداز مولانا علی نقی عرف نقن قبلہ مدظلہ نے اپنے ترجمہ میں اختیار فرمایا ہے، نیز جن اسماء کے مسمیات اور اشباح فرشتوں کے سامنے پیش کیے گئے، انکی عظمت کا کیا کہنا۔ اس کا اندازہ اس سے ہی لگالیں، کہ سب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے جھکائے گئے، کیونکہ آپ کو ان اشباح و انوار مقدسہ کے نام یاد تھے، اور ان سے توسل تھا۔

۵۳ بِاَسْمَآىِٕهِمْ :- تفسیر صافی ص۲۷ اور تفسیر برہان میں ہے، کہ ان اسماء سے مراد انبیاء خدا کے نام اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ائمہ اولاد امام حسینؑ کے نام اور ان سب کے شیعوں کے نام مراد ہیں، اور جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ واللہ! وہ اسماء ہم ہیں، کسی بندے کا کوئی عمل بغیر ہماری معرفت کبھی قبول نہ ہوگا۔

۵۴ مَا تُبْدُوْنَ :- فرشتوں نے ظاہر تو یہ کیا، کہ اپنا حق خلافت جتلانے کیلئے اپنی عبادت تسبیح اور تقدیس پیش کی، اور انہوں نے چھپایا یہ کہ وہ خلافت کے خود خواہشمند ہیں، کیونکہ انہوں نے ظاہری لفظوں میں اس خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا۔

أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا
تمھاری بیوی جنت میں رہو ، اور تم دونوں اس میں سے بافراغت کھاؤ جہاں جہاں سے تمھارا جی چاہے ۔
وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣٥﴾ فَأَزَلَّهُمَا
اور تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ تم دونوں بے محل کام کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ؎۱ پس شیطان نے
الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا
انھیں (جھوٹی قسم کھا کر) پھسلایا اور اس (آرام و آسائش) کی حالت میں نہ رہنے دیا جس میں کہ وہ دونوں (زندگی بسر کر رہے) تھے
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ
اور ہم نے کہا تم سب نیچے اتر جاؤ، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمھارے لئے زمین میں ایک مقرر وقت تک ٹھہرنا
إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ
اور فائدہ اٹھانا ہوگا ۔ پس آدم نے اپنے پروردگار سے کلمے سیکھے ؎۲ (ان کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے آدم کے اس بے محل
إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا
فعل سے درگذر کیا، بیشک وہ بڑا درگذر کرنے والا مہربان ہے۔ ہم نے کہا تم سب کے سب اس سے اکٹھے اتر پڑو ۔ پس جب
يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے، تو ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ
اور نہ وہ غمگین ہوں گے ، اور جو لوگ کفر کریں گے ، اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے ، وہی
أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا
دوزخ والے ہوں گے۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اے بنی اسرائیل ! میری اس نعمت کو
نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ
یاد کرو، جس سے میں نے تمھیں سرفراز کیا۔ اور تم میرے عہد (اقرار طاعت و ایمان) کو پورا کرو تو میں بھی اپنا عہد (عطائے بہشت) پورا کروں
وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٤٠﴾ وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ
اور صرف مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے (محمدؐ) پر نازل کیا جو اس (میرے کلام) کی تصدیق کرنے والا
وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا
ہے جو تمھارے پاس (پہلے ہی سے) موجود ہے۔ اور تم ہی اسکے پہلے منکر نہ بن جاؤ۔ اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ خریدو ؎۳

ع ۱۰

؎۱ ظالمین :-
حضرت آدم علیہ السلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے، کہ نعوذ باللہ آپ نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور شجر ممنوعہ کا پھل کھایا، اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ نے کھایا ضرور، لیکن اس کے کھانے کی منع کہاں ہے دیکھیے، یہ آیت صاف کہہ رہی ہے، كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۔ تم دونوں اس جنت میں سے بافراغت کھاؤ، جہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے، اس آیت میں جو جی چاہے، اور جہاں سے جی چاہے کھانے کی عام اجازت ہے، پس اگر اپنی مرضی سے کچھ کھا لیا تو عین حکم کی تعمیل تھی۔ اب رہا درخت کا معاملہ سو اس کا حکم یہ تھا: لا تقربا هذه الشجرة، کہ تم دونوں اس درخت کے نزدیک جانا پس سارا قرآن شریف بسم اللہ کی باء سے والناس کے سین تک پڑھ جائیے کہیں نہیں لکھا، کہ آپ شجر ممنوعہ کے قریب گئے، لہٰذا گناہ کیا کیا ؟ اسکی تائید سنئے :-
العیون میں وارد ہے، کہ حضرت آدم اور حضرت حوا سے فی الحقیقت کوئی گناہ منافی عصمت نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا نے ان دونوں سے یہ فرمایا تھا ولا تقربا هذه الشجرة ۔ یعنی اس درخت کے پاس نہ جانا، یہ نہیں فرمایا تھا، کہ ولا تاکلا من هذه الشجرة ولا مما کان من جنسها ۔ یعنی اس درخت میں سے اور جو اس جنس کے ہیں، ان میں سے کچھ نہ کھانا پس حضرت آدم علیہ السلام اور حوا، اس درخت کے پاس ہرگز نہیں گئے۔ اور وسوسۂ شیطانی سے اگر کچھ کھایا، تو اسی جنس کے ایک درخت سے کھایا۔ لہٰذا کوئی گناہ صادر نہیں ہوا (تفسیر صافی صفحہ ۲۹)۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہرگز نافرمانی نہیں کی، تو جو آیات اس قسم کی وارد ہوئی ہیں، انکی تاویل کی جائے گی۔ جس طرح ان آیات کی تاویل کی جاتی ہے جن سے خدا کے ہاتھ اور منہ وغیرہ اعضائے جسمانی ثابت ہوتے ہیں :

؎۲ كَلِمَاتٍ :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۹ اور کافی میں امام محمد باقر یا امام محمد جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ وہ کلمات یہ تھے :- اللهم بجاه محمد و علی و فاطمة والحسن والحسين والطيبين من آلهم ۔ ترجمہ: اے اللہ! محمد صلعم و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور انکی آل میں جو معصوم ہیں انکے مرتبے کے لحاظ سے میری رجوع قبول فرما۔ شیعی تفسیر کے علاوہ اہلسنت والجماعت کے ہاں بھی یہی روایت موجود ہے، (دیکھو در منثور سیوطی، ج ۱ صفحہ ۶۱ سطر ۱)۔

؎۳ بعهدي :- تفسیر صافی صفحہ ۳۰، اور تفسیر عیاشی میں ہے، کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے، تو فرمایا: کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم علیؑ کی ولایت جو خدا کی طرف سے فرض ہے تسلیم کرو، میں تم کو جنت دونگا۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی، کہ خدا فرماتا ہے: ادعونی استجب لکم (تم مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کرونگا)، ہم دعا مانگتے ہیں، لیکن قبول نہیں ہوتی، فرمایا تم نے خدا سے جو عہد کئے ہیں، انکو پورا نہیں کرتے، حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اوفوا بعهدي اوف بعهدكم (تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کرونگا)۔ **؎۴ ثَمَنًا قَلِيلًا :-** یہ آیت علمائے یہود حی بن اخطب، کعب ابن اشرف وغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، جن کے پاس یہودیوں کی سب کتابوں کا مجموعہ تھا، اور وہ لوگوں سے ہر سال بہت غلہ اور مال وصول کیا کرتے تھے۔ ان کتابوں میں وہ آیات بھی تھیں، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور نشانیاں مندرج تھیں۔ ان علماء نے وہ اس خوف سے نکال دیں کہ اگر ان لوگوں کو علم ہو گیا تو وہ رسول اللہ صلعم کی پیروی کرنے لگیں گے، اور اس طرح انکی آمدنی بند ہو جائیگی۔ اس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری آیتیں تھوڑی قیمت پر نہ بیچو، اور یہ ظاہر ہے کہ آیات الٰہیہ کے بدلہ میں اگر تمام دنیا کی دولت بھی حاصل کر لی جائے تو وہ نہایت حقیر اور تھوڑی ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۰، اور مجمع البیان)

وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا
اور صرف مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ اور تم حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، اور نہ حق کو
الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
چھپاؤ، حالانکہ تم (حقیقت حال) جانتے ہو۔ اور تم نماز کو قائم کرو، اور زکوٰۃ دیتے رہو[۱]
وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو
اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ
بھلا دیتے ہو، حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اور
اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى
(ہر مشکل میں) صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ اگرچہ یہ (طریقہ) دشوار ہے، مگر (خدا کی درگاہ میں) عاجزی
الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ
کرنیوالوں پر نہیں۔ جو یقین رکھتے ہیں[۲] کہ وہ ضرور اپنے پروردگار سے ملاقات کریں گے۔ اور وہ (یہ بھی جانتے ہیں
رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ
کہ وہ ضرور اسی کی طرف پلٹ کر جانیوالے ہیں۔ اے بنی اسرائیل (یعقوبؑ کی اولاد) میری اس نعمت کو یاد کرو[۳] جس سے میں
عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ
نے تمھیں سرفراز کیا۔ اور اس بات کو بھی کہ تحقیق میں نے تمھیں (اس زمانہ کے) جہانوں پر فضیلت دی[۴] اور تم ڈرو اس دن
نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ
جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے گا، اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی۔ اور نہ ہی اس سے
مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ
کوئی فدیہ لیا جائے گا، اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے تمھیں خاندان فرعون[۵] (کی غلامی)
فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ
سے نجات دی، جو تمھیں بُرا عذاب چکھاتے تھے۔ تمھارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے[۶] اور تمھاری
يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾
بیٹیوں کو (کنیزی کیلئے) زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس حالت میں تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھاری بڑی آزمائش تھی۔

ع ۵ ۵

۱ؔ اٰتوا الزکوٰۃ:۔

تفسیر عیاشی میں ہے۔ کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مومنین کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ زکوٰۃ دیتے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے زکوٰۃ فطرہ مراد ہے۔ اور تفسیر صافی صؔ۳۰ پر یہی روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور کافی میں امام موسٰی کاظم علیہ السلام سے مروی ہے۔

۲ؔ یظنون:۔

ظن کے معنٰے عربی زبان میں یقین کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ مفردات راغب میں ہے آیت الذین یظنون انھم ملقوا ربھم..... الخ میں یہی ہے (یقین ہی مراد ہیں)۔

۳ؔ نعمتی:۔

اس سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو موجودہ قوم بنی اسرائیل کے بزرگوں کو عطا ہوئی تھیں انکی تفصیل اگلی آیات میں ہے۔ مثلاً نبوت کا عطا کیا جانا من اور سلوٰی کا نزول۔ پتھر سے میٹھے پانی کے چشموں کا پھوٹنا۔ سمندر میں ان کیلئے راستہ بنا دینا۔ انکو نجات دینا اور انکے دشمن کو بمعہ لشکر جرار ڈبو دینا وغیرہ وغیرہ۔

۴ؔ فضلتکم علی العالمین:

قرآن مجید میں کئی مقامات پر فضل سے مال و دولت کی فراوانی بیان ہوئی ہے یہاں وہی زیادتی مراد ہے۔ مرتبہ کی فضیلت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۵ؔ آل فرعون:۔

فرعون کسی خاص آدمی یا بادشاہ کا نام نہیں بلکہ مصر کے بادشاہ کو اس زمانہ میں فرعون کا خطاب دیا جاتا تھا۔ جس طرح چترال کے بادشاہ کو مہتر۔ سابق زمانہ میں افغانستان کے والی کو امیر کابل۔ حیدرآباد دکن کے بادشاہ کو نظام۔ روم اور جرمنی کے بادشاہ کو قیصر۔ روس کو زار وغیرہ۔ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مختلف زمانوں کے مصر کے بادشاہوں کا لقب مختلف رہا۔ کبھی خدیو مصر کبھی عزیز مصر اور کبھی فرعون۔ حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں بادشاہ کا لقب عزیز مصر ہوتا تھا۔ جب مصر کی حکومت قبطیوں کے ہاتھ آئی تو شاہان مصر کو فرعون کہا جانے لگا۔ تفسیر بیضاوی صؔ۲۴ پارہ اول مطبوعہ لاہور میں ہے کہ فراعنہ کی نسل قوم عاد سے لیکر فرعون موسٰی تک ختم ہوئی اس ساری قوم کا نام آل فرعون ہے۔

۶ؔ یذبحون ابناء کم:۔

یہ قصہ بہت طویل ہے۔ لیکن مختصر یوں ہے کہ ایک رات فرعون مصر نے خواب میں بیت المقدس کی طرف آگ کا ایک شعلہ بھڑکتا ہوا دیکھا جس نے بڑھ کر مصر کے تمام گھر جلا ڈالے۔ لیکن بنی اسرائیل کے گھر بالکل محفوظ رہے۔ اسکی تعبیر پوچھی گئی۔ تو نجومیوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل کے خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو فرعون کی سلطنت کو تباہ کر دیگا چنانچہ فرعون نے حکم جاری کر دیا۔ کہ قوم بنی اسرائیل میں جس قدر لڑکے پیدا ہوں۔ وہ فوراً قتل کر دیئے جایا کریں۔ اس امر کیلئے اس نے باقاعدہ مفتش مقرر کر دیئے جو ہر پیدا ہونے والے بچے کے قتل کا انتظام کرتے تھے۔ لیکن فرعون کو کیا پتہ تھا کہ اس کی سلطنت کو تباہ کرنیوالا بچہ ضرور پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کی حفاظت کا انتظام کرے گا بلکہ اس کی پرورش بھی فرعون کے ہاتھوں کرائے گا۔ چنانچہ حضرت موسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور فرعون ہی کے گھر انہوں نے پرورش پائی۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے دریا میں راستہ بناکر تم سب کو بچالیا، اور خاندان فرعون کو غرق کر دیا سلہ اور

اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ

تم دیکھتے رہے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا، پھر تم نے

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

اس کے (جدا ہونے) کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنالیا۔ اور تم ہو ہی ظالم (بے محل اقدام کرنیوالے)۔ پھر ہم نے اسکے بعد تمہارا

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

قصور معاف کر دیا، تاکہ تم شکر کرو۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

اور حق و باطل میں فرق کرنیوالا (قانون) دیا تاکہ تم ہدایت پاجاؤ۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا، اے

اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ

میری قوم! تم نے بچھڑے کو (معبود) بناکر یقیناً اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پس تم اپنے پیدا کرنیوالے کی درگاہ میں توبہ کرو۔

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ

پھر تم اپنے (مشرک) آدمیوں کو خود قتل کرو سلہ تمہارے خالق کے نزدیک بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ پس (اس عمل یعنی قتل مشرکین

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٤﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ

سے) اس نے تمہاری توبہ قبول کرلی۔ بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنیوالا بڑا مہربان ہے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ تم نے کہا اے

لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ

موسیٰ ہم ہرگز تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ جبتک کہ ہم اللہ تعالٰے کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں، پس تمھیں بجلی نے آپکڑا، اور تم

تَنْظُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٥٦﴾

دیکھتے تھے۔ پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد تمھیں زندہ کرکے اٹھایا، تاکہ تم شکر کرو۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ

اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا، اور تم پر من اور سلویٰ اتارا سلہ۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

(اور کہا) جو کچھ ہم نے تمھیں پاکیزہ رزق دیا اس میں سے کھاؤ۔ (مگر ان ناشکروں نے) ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا، اپنے ہی نفسوں

سلہ اغرقنا:۔

تفسیر صافی صـ۳۱ پر ہے کہ جب فرعونی حکومت کے مظالم بنی اسرائیل پر حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچانے کا انتظام یوں کیا کہ بنی اسرائیلیوں کو مصر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنے آبائی وطن شام اور فلسطین کیطرف روانہ ہوگئے فرعون کو جب علم ہوا تو وہ ایک لشکر جرار لے کر انکے پیچھے روانہ ہوگیا۔ یہ لوگ شب کی تاریکی میں راستہ بھول کر اتفاق سے دریا کے کنارے پہنچ گئے۔ اب آگے دریا پیچھے فرعون کی فوج بنی اسرائیل گھبرا گئے۔ لیکن موسیٰؑ نے وحی الٰہی سے مطلع ہوکر حکم دیا۔ کہ دریا کی طرف قدم بڑھاؤ۔ جونہی یہ بڑھے قدرتِ خدا سے دریا پھٹ گیا اور دونوں طرف پانی کی دیواریں کھڑی ہوگئیں۔ اور حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر اطمینان سے دریا کے دوسرے کنارے پہنچ گئے۔

فرعون نے جو دریا کا پھٹ جانا اور راستہ کا بن جانا دیکھا تو اپنا گھوڑا اسی راستہ پر ڈال دیا۔ فوج اس کے پیچھے چلنے لگی۔ جب فرعون اور اس کی فوج منجدھار میں پہنچے تو قدرت خدا سے پانی مل گیا اور فرعون اپنی فوج سمیت غرق ہوگیا۔

سلہ فاقتلوا:۔

مشرکین کو قتل کردینا ایک سزا تھی جو توریت میں مقرر تھی۔ دیکھئے توریت کی کتاب استثنار کا باب ۱۷ آیت ۵ چونکہ شریعت موسوی میں یہ سزا معین تھی اسلئے گوسالہ پرستوں کا قتل کوئی خصوصی بات نہ تھی۔ فاقتلوا انفسکم اس لیئے ہے کہ جو لوگ گوسالہ پرستی سے الگ رہے تھے لیکن یہ شرک دیکھتے رہے تھے انہیں یہ حکم ملا تھا کہ ان میں کا ہر آدمی اپنے اپنے عزیز کو قتل کرے جو اس جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ (تفسیر صافی صـ۳۲)

سلہ من وسلویٰ:۔

اہل لغت نے لکھا ہے کہ من ایک میٹھی شے تھی۔ جو بالکل شبنم کی طرح درختوں پر گرتی تھی۔ اور نہایت لذیذ تھی۔ سلویٰ کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔ کہ بٹیر کی شکل و صورت اور جسامت کا ایک چھوٹا سا پرندہ تھا۔ یہ اہل لغت کا بیان اور تحقیق ہے۔ حقیقتِ حال سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا

پر ظلم کرتے رہے ۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہوجاؤ ۔ پھر اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ

جہاں کہیں سے تمہارا جی چاہے بافراغت کھاؤ ۔ اور سجدہ کرتے ہوئے (اس گاؤں کے) دروازے میں داخل ہوجاؤ اور حطۃ

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ

(بخشش) کہتے جاؤ لہ ہم تمہاری خطاؤں کو بخش دینگے ۔ اور ہم جلدی ہی حسن عمل سے کام لینے والوں کو زیادہ (ثواب) دینگے ۔ پھر ان ظالموں

ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

نے اس قول کی بجائے جو انھیں کہا گیا تھا ۲ ایک دوسری بات بدل کر کہدی ۔ پس ہم نے ان لوگوں پر جنھوں نے ظلم کیا تھا ۔

رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٥٩﴾ وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ

آسمان سے ایک بڑا عذاب نازل کیا اسلئے کہ وہ برابر نافرمانی کرتے رہتے تھے ۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا

کیلئے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنا سوٹا پتھر پر مار ۳ پس اس سے بارہ چشمے جاری ہو

عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن

گئے ۴ یقیناً تمام لوگوں نے اپنے اپنے گھاٹ جان لئے ۔ (ہم نے کہا) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق

رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ

میں سے کھاؤ اور پیو ۔ اور زمین میں فسادی بن کر نہ پھرو ۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ تم نے کہا

يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ

اے موسیٰ! ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز قناعت نہ کریں گے ۔ پس تم ہمارے واسطے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے

لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا

لئے زمین کی نباتات میں سے ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور

وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ

پیاز نکالے ۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم اچھی چیز کو گھٹیا سے بدلنا چاہتے

خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

ہو ۔ کسی شہر میں اتر پڑو ۔ تو جو کچھ تم نے مانگا ہے تمہیں مل جائے گا ۔ اور ان پر ذلت اور

لہ حطۃٌ :-

حطۃٌ حطٌ کا مصدر ہے ۔ اور اس کے معنے گرانے کے ہیں ۔ اس لیئے اس کے معنی ہوں گے کہ یا اللہ! ہم تم سے اپنے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے التجاء کرتے ہیں ۔

۲ لہ فبدل الذین ظلموا :-

شہر میں داخل ہوتے وقت ان کو حکم تھا کہ اپنے منہ سے کلمہ حطہ کہتے جائیں ۔ جس کا مطلب "استغفر اللہ" کے مطابق ہے ۔ لیکن ان لوگوں میں کچھ نافرمان قسم کے آدمی بھی تھے ۔ جنہوں نے اس کا تمسخر اڑادیا ۔ اور اگرچہ قرآن نے بتایا نہیں کہ اس کو بدل کر وہ کیا کہتے تھے ۔ لیکن علماء کی تحقیق یہ ہے کہ وہ حطۃ کی بجائے ازراہِ تمسخر "حنطۃ" کہتے ہونگے ۔ جس کے معنی گندم ہیں ۔ کہاں استغفار اور توبہ اور کہاں گندم کا ورد ۔ چونکہ یہ نہ صرف تمسخر تھا ۔ بلکہ نافرمانی بھی تھی ۔ جس سے اہانت پیدا ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا استخفاف اسلیئے ان پر عذاب نازل کیا گیا ۔

ع ۱۳ ۶ ۶

۳ لہ اضرب :-

تو مار تو بنا دے ۔ تو بیان کر ۔ ضربٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ اصل میں ضربٌ کے معنے کسی چیز کا کسی دوسری چیز پر واقع کرنے کے ہیں چونکہ اس کی صورتیں مختلف ہیں ۔ اس لیئے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی آتے ہیں ۔ کہیں مارنے کے ۔ کہیں بیان کرنے کے اور کہیں تھپک دینے کے ۔ کہیں ڈال دینے کے ۔ کہیں چلانے کے ۔ غرض ہر موقعہ پر اس کا مناسب ترجمہ ہونا چاہیئے ۔ بشرطیکہ اصل معنی کا اثر دوسری چیز پر پڑ جائے اس کا نام ضرب المثل ہے ۔ اسلیئے جب مثل کے ساتھ ضربٌ کا استعمال ہو تو اس کے معنے بیان کرنے کے آئیں گے ۔ آیت شریفہ فاضرب لھم طریقًا فی البحر یبسا (تو ان کیلئے سمندر میں خشک راستہ بنا دے) میں چونکہ طریقٌ (راستہ) کو بحرٌ (سمندر) پر واقع کیا جارہا ہے ۔ اسلیئے یہاں اضربْ کا ترجمہ بنا دے ۔ تیار کر دے یا ڈال دے کرنا چاہیئے (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

۴ لہ اثنتا عشرۃ عینا :-

پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا پھوٹ پڑنا صرف قرآن کریم نے بتایا ہے تورۃ میں پانی کا نکلنا تو لکھا ہے ۔ لیکن چشموں کی تعداد کا ذکر نہیں ملتا ۔ موجودہ ریسرچ سے بارہ چشموں کی تصدیق ہوگئی ہے ۔

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
محتاجی کی مار پڑ گئی ۱ھ اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ
كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ
کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے، اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے ۲ھ یہ (حوصلۂ قتل انبیاء) اس
بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا
لئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور (خدا کی مقرر کردہ) حدوں سے گذر جاتے تھے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے
وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
اور نصاریٰ اور صابی ۳ھ جو بھی اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان لے آیا اور نیک عمل
صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ
کئے، تو اُن کیلئے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور نہ اُن پر خوف (طاری) ہوگا، اور نہ وہ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا
رنج کریں گے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا ۴ھ اور ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کیا۔ (اور کہا) کہ جو
مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ
کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑو، اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ پھر تم اس کے بعد
مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ
پھر گئے۔ پس اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی، تو تم گھاٹا اٹھانیوالوں
مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ
میں سے ہو جاتے۔ اور یقیناً تمھیں علم ہے اُن لوگوں کا جنھوں نے تم میں سے سبت (کے دن) میں زیادتی کی،
فَقُلْنَا لَھُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰھَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ
تو ہم نے انھیں کہا کہ تم ذلیل اور خوار بندر بن جاؤ ۵ھ۔ پس ہم نے اس واقعہ کو عذاب قرار دیا اُن لوگوں کے واسطے
يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى
جنکے سامنے ہوا تھا۔ اور جو اُنکے بعد آنیوالے تھے، اور پرہیزگاروں کیلئے پند و نصیحت۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ
لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا
نے اپنی قوم سے کہا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے تمسخر

۱ھ ذلّة والمسكنة:-

یہ ذلت اور محتاجی ان کی پوری قوم پر بوجہ ان کی بداعمالیوں کے وارد کی گئی۔ قرآن میں یہودیوں کی نسبت اسی قسم کے الفاظ ملتے ہیں یہ کہیں نہیں ملتا کہ یہودیوں کو سلطنت اور حکومت کبھی نصیب نہ ہوگی۔ یہ قرآن پر افترا ہے۔ لیکن قرآن کا یہ فیصلہ اٹل ہے کہ یہودی ہمیشہ مغضوب ذلیل۔ رسوا۔ اور محتاج رہینگے۔ اور کسی وقت حکومت کا مل جانا انکی ذلت و رسوائی کو نہ روک سکے گا۔

۲ھ يقتلون النبيين:-

ان لوگوں نے بے شمار انبیاء کو ناحق قتل کر دیا تھا۔ اور روایات صحیحہ میں آیا ہے کہ ایک ایک دن میں کئی کئی سو انبیاء قتل کر دیئے جاتے تھے۔ حضرت شعیب زکریا یحییٰ وغیرہ انبیاء کا قتل ناحق ہی تھا۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو بھی سولی پر چڑھا کر اپنے خیال میں قتل ہی کر دیا تھا۔ مگر یہ خدا کی قدرت اور حکمت تھی کہ انہیں بچا کر زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ (تفسیر صافی صہ ۳۴)

۳ھ هادوا والنصارٰى:-

یہودی ہوں یا عیسائی جب تک اپنے اپنے نبی کی تعلیم پر قائم رہے مومن تھے اور رحمت خداوندی کے مستحق۔ لیکن جب ان سے نافرمانی سرزد ہوئی۔ اور وہ راہ حق سے منحرف ہو گئے تو مستوجب سزا ٹھہرے۔ اب انکی نجات کا صرف ایک ہی ذریعہ رہ گیا کہ وہ اپنے زمانہ کے نبی پر ایمان لائیں۔ اور اعمال صالحہ بجالائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں جو لوگ یہودی اور نصاریٰ تھے انکی نجات تب ہی ہو سکتی تھی۔ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے اور انکی تعلیمات پر پوری طرح کاربند رہتے۔ اور اعمال صالحہ بجالاتے۔ یہودی اور عیسائی رہ کر ان کی نجات ناممکن تھی۔

۴ھ میثاق:-

المیثاق۔ عَقدٌ مؤکّدٌ بیمینٍ وعہدٌ۔ میثاق کے معنی ہیں ایسا عہد کرنا جو قسم سے مؤکد ہو (مفردات)

۵ھ قردة:-

بنی اسرائیل کیلئے سبت کے دن جس کے نام کی تصریح قرآن مجید میں نہیں آئی۔ لیکن احادیث میں شنبہ یعنی ہفتہ کا دن آیا ہے۔ شکار کرنا منع تھا۔ ان لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کا ایک حیلہ نکالا اور وہ یہ کہ انہوں نے دریا کے کنارے کچھ گڑھے کھودے اور نالیاں بنا کر ان گڑھوں کو دریا کے پانی کے ساتھ متصل کر دیا۔ جمعہ کے دن یہ لوگ وہ نالیاں جو عام دنوں میں بند رہتی تھیں کھول آتے۔ جب پانی بہ کر گڑھوں میں آتا تو ساتھ ہی مچھلیاں بھی بہ آتیں پھر جا کر نالیوں کے منہ بند کر آتے۔ جس سے مچھلیاں محفوظ ہو جاتیں۔ ہفتہ کے روز گذر جانے کے بعد اتوار کے روز یہ لوگ جا کر وہ مچھلیاں نکال لیتے۔ اس حیلہ سے ہفتہ کے دن شکار بھی نہ کرتے اور مچھلیاں بھی انکے لیے جمع ہو جاتیں یہ ان کی مکاری اور حیلہ سازی تھی جس سے ہر چند منع کیا گیا۔ لیکن یہ لوگ نہ مانے۔ آخر حضرت داؤد علیہ السلام کی بددعا سے سوائے چند مرد اور عورتوں کے سب کے سب بندر ہو گئے۔ جو صرف تین دن تک زندہ رہے پھر مر گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہوا چلائی جس نے انہیں اُٹھا اُٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ واضح رہے کہ ان کے بندر بن جانے کو تناسخ پر نہ محمول کیا جاتے کیونکہ تناسخ میں ایک ہی روح مرنے کے بعد مختلف قالب بدلتی رہتی ہے۔ لیکن یہ زندگی میں ہی بندر بن گئے تھے اسے قلبِ ماہیت کہتے ہیں۔ کیونکہ روح جسم سے الگ ہو کر کسی دوسرے جسم میں نہیں گئی۔ بلکہ جسم کی شکل و صورت بدل دی گئی۔ یہ قلبِ ماہیت تو آج کل قریباً روزانہ ہی اخباروں میں آرہی ہے کہ فلاں مرد عورت بن گیا اور فلاں عورت مرد بن گئی۔ اس لیے نافرمانوں کا بندر بن۔

هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ

کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں ؎۱ انھوں نے کہا کہ تو ہمارے

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ

لئے اپنے پروردگار سے عرض کر کہ وہ ہمیں کھول کر بیان فرمائے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ موسیٰ نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ یقیناً وہ گائے ایسی

وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ

ہے کہ نہ بوڑھی ہے اور نہ بچھیا (بلکہ) دونوں عمروں کے درمیان ہے۔ پس جو کچھ تمھیں حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو۔ انھوں نے کہا کہ تو ہمارے

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ

لئے اپنے پروردگار سے درخواست کر کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے اس کا رنگ کیا ہے۔ موسیٰ نے کہا تحقیق وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے گہرے زرد

فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا

رنگ کی جو دیکھنے والوں کو مسرت بخشتی ہے۔ انھوں نے کہا تو اپنے رب سے ہمارے لئے التجا کر کہ وہ ہمیں واضح طور پر بتلائے کہ

هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾

وہ گائے کیسی ہے ؎۲ یقیناً یہ گائے ہم پر مشتبہ ہو گئی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم ضرور صحیح راستہ پا جائیں گے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي

موسیٰ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے جو نہ سدھائی ہوئی ہے کہ زمین کو جوتتی ہو۔ اور نہ وہ کھیتی کو پانی

الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ

دیتی ہے۔ وہ ایسی بے عیب ہے کہ اس میں کوئی داغ دھبہ نہیں۔ وہ بولے کہ اب تو نے ٹھیک پتہ دیا۔

فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ

پس انھوں نے اسے ذبح کیا اگرچہ وہ ایسا کرنے پر تیار نہ تھے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا ؎۳ پھر

فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ ۚ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ

تم اس کے بارے میں جھگڑ رہے تھے ؎۴ اور اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا اس چیز کا جسے تم چھپا رہے تھے۔ تو ہم نے کہا کہ اس (مقتول کی

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾

لاش) کو اس (گائے) کے ایک ٹکڑے کے ساتھ مارو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ

پھر اس کے بعد تمھارے دل سخت ہو گئے، پس وہ پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ

؎۱ الجاھلین:۔

یہ گائے جس کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا۔ ایک نیک نوجوان کی تھی۔ جو نہایت دیندار تھا اور اپنے باپ کا بہت فرمانبردار تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک پسند آیا اور چاہا کہ اس کا فقر و فاقہ دور کیا جائے۔ چنانچہ اسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اس کی قیمت اس گائے کی کھال میں سونا بھر کر دینا مقرر کی گئی۔ جس کی وصولی سے وہ غریب مومن مالدار اور غنی ہو گیا۔ (تفسیر صافی ص ٣٤/٣٥)

؎۲ یبین لنا:۔

یہ ان لوگوں کی کٹ حجتیاں تھیں ورنہ اگر ان کی نیت صاف ہوتی تو خدا کے حکم کی تعمیل میں وہ کوئی سی گائے لے کر ذبح کر دیتے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے کسی گائے کی تخصیص نہیں کی تھی۔ صرف گائے ذبح کرنے کا حکم تھا لیکن ان کی کٹ حجتیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وہ گائے ذبح کرائی جس کا ذکر اوپر کے نوٹ میں کیا گیا ہے جس سے ان کو کٹ حجتیوں کرنے کی سزا ابھی مل گئی۔ یعنی گائے کی کھال میں بھر کر سونا دینا پڑا جس سے یہ لوگ تو کنگال ہو گئے اور وہ مرد مومن غنی ہو گیا۔

؎۳ قتلتم نفسا:۔

تفسیر اہلبیتؑ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک نہایت خوبصورت عورت تھی اسے ایک نہایت نیک اور مالدار آدمی نے شادی کا پیغام دیا۔ اس شخص کا نام عامیل تھا۔ اس شخص کا پیغام پہنچنے کے بعد اس کے چچا زاد بھائی نے بھی شادی کا پیغام دیا۔ اس عورت نے عامیل کا پیغام منظور کر لیا۔ اور شادی ہو گئی۔ اس کے

ع ١٠ ٨ ٩

چچا زاد بھائی کو ناگوار گزرا۔ چنانچہ اس نے موقعہ پا کر رات کو اسے قتل کر دیا۔ اور اس کی لاش محلہ کی مسجد کے دروازے پر رکھ آیا۔ صبح جب لوگوں نے لاش دیکھی تو ایک شور برپا کر دیا اس شخص نے خود ہی قتل کیا اور خود ہی اس کے خون کا دعویدار بن بیٹھا۔ بنی اسرائیل کے سب قبیلے ایک دوسرے قبیلہ کو اس کے قتل کا ملزم ٹھیرانے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ گائے ذبح کر کے اس کے بدن کا ایک ٹکڑا لے کر اس مقتول کے جسم سے ٹکرائیں۔ چنانچہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ بہت کٹ حجتیوں کے بعد اور بہت بڑی قیمت دے کر وہ گائے ذبح کی گئی۔ جب اس کے ایک لوتھڑے کو مقتول کی لاش پر مارا گیا۔ تو خدا کے حکم سے وہ مقتول زندہ ہو گیا۔ اور اپنے اصلی قاتل کا نام و پتہ بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقتول کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔

(طبرسی و تفسیر صافی ص ٣٤ ٥٠) (تفسیر الاء الرحمٰن ص ١٠٠ و ١٠١)

؎۴ فادرءتم:۔

پھر تم نے ایک دوسرے پر دھرا۔ تَدَارَءَ سے جس کے معنے تدافع یعنی ایک دوسرے پر ڈالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ تا کو ادغام کے باعث دال بنایا۔ پھر ابتدا بالسکون کی دشواری کی وجہ سے شروع میں ہمزہ وصل لائے (لغات القرآن نعمانی جلد ١ ص ١٥)

قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ

سخت ہیں۔ اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں کہ جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں ؎۱ اور بعض

مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ

ان میں ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان میں سے پانی نکلتا ہے۔ اور بعض ان میں ایسے بھی ہیں جو خوف خدا سے

خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٧٤﴾ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ

گر پڑتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ کیا تم یہ طمع کرتے ہو کہ وہ تمہاری خاطر

يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ

ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ ان میں ایک فریق ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں۔ پھر

يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ

اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کر دیتے ہیں ؎۲۔ اور جب انہوں نے ان لوگوں سے ملاقات

آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ

کی جو ایمان لا چکے تو کہنے لگے ہم بھی ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ اور جب وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خلوت میں ہوئے تو کہنے لگے کہ کیا تم

بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾

انہیں وہ بات بتا دیتے ہو ؎۳ جسے تم پر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا ہے تاکہ وہ اس کو تمہارے رب کے پاس تمہارے خلاف حجت پیش کریں۔ کیا تم

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ

عقل سے کام کیوں نہیں لیتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور

أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾

ان میں سے کچھ امی ہیں ؎۴ جو اپنی آرزوؤں ہی کو کتاب سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ صرف گمان ہی کرتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا

پس ان لوگوں کیلئے افسوس ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ

ہے۔ تاکہ اس سے تھوڑی سی قیمت وصول کر لیں۔ پس ایک افسوس تو ان کے ہاتھوں کی لکھائی پر

أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ

ہے، اور ایک افسوس ان کی اس کمائی پر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی مگر

النصف

؎۱ من الحجارۃ:

اس سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں بھی اثر قبول کرنے کی خاصیت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ ایک پتھر آگرہ کے پاس پایا جاتا ہے۔ جو ہر وقت تھرتھراتا رہتا ہے۔ اور ربڑ کی طرح موڑا جاسکتا ہے اسے "سنگِ لرزاں" کہتے ہیں۔ ایک اور پتھر "باغض الغل" کہلاتا ہے۔ اسے اگر سرکے کے برتن میں ڈال دیں تو یہ جنک کر باہر آجاتا ہے۔ چنانچہ دھوکے باز پیر چور کا نام بتلانے کیلئے مختلف آدمیوں کے نام چھوٹے چھوٹے کنکروں پر لکھ کر یا موم کا غذ وغیرہ پر لکھ کر اور عام کنکریوں کے گرد لپیٹ کر سرکے سے بھرے ہوئے برتن میں ڈال دیتے ہیں اور ایک باغض الغل پتھر پر مشتبہ آدمی کا نام لکھ کر اس میں ڈال دیتے ہیں۔ اور منہ سے صرف حاضرین پر اثر ڈالنے کیلئے کچھ آیات یا منتر جنتر پڑھتے رہتے ہیں۔ چنانچہ جب اس باغض الغل پتھر پر سرکہ کا اثر ہوتا ہے۔ تو وہ بوجہ اپنی خاصیت ذاتی کے فوراً چٹک کر باہر آجاتا ہے۔ جس سے حاضرین جو بیچارے اصل حال سے ناواقف ہوتے ہیں۔ حیران ہو جاتے ہیں اور شعبدہ باز پیر کی کرامت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور بنی اسرائیل تو پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلنے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ مگر ان کے دل سخت کے سخت ہی رہے۔ اور ان پر اثر نہ ہوا۔

؎۲ یحرفونہ:

مدینہ کے لوگوں نے یہودیوں سے توریت کی یہ پیشگوئیاں سن رکھی تھیں۔ کہ آخر زمانہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مبعوث ہونگے چنانچہ جب آپ نے اظہار نبوت فرمایا۔ تو وہ لوگ آپکی توریت میں دی ہوئی نشانیوں سے پہچان کر مسلمان ہوگئے۔ جب یہودیوں نے دیکھا کہ اگر توریت کی نشانیوں کو دیکھ کر یہودی مسلمان ہوگئے تو انکی آمدنی کا ذریعہ مارا جائیگا۔ اسلئے انہوں نے طمع دنیا کیلئے وہ سب باتیں توریت میں سے نکال دیں اور کچھ لفظی ادل بدل کر دیا اور یہ سب انہوں نے جان بوجھ کر کیا۔

؎۳ قالوا اتحدثونھم:

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ جو مسلمانوں کا دشمن نہ تھا توریت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات مسلمانوں سے بیان کر دیا کرتا تھا جب انکے بزرگوں کو بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ یہ صفات اپنی کتابوں سے بتا دینے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان تم پر ان کے ذریعے حجت قائم کرینگے اور تمہیں لاجواب کر دیں گے۔ (تفسیر صافی ص۳۶، تفسیر مجمع البیان)

؎۴ امیون:

امی، ام سے مشتق ہے جس کے معنیٰ "ماں" کے ہیں یا آ نسبتی ہے۔ اسلئے امی کا معنی ماں سے نسبت والا ہوا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے ہی ہیں۔ جیسے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ کہ نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔ نہ تو یہ لوگ اصلی توریت کو پہچان سکتے تھے جو کہ آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ اور نہ ہی اس جعلی توریت کو جسے انکے علماء نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر یہ مشہور کر دیا تھا کہ یہی وہ آسمانی کتاب ہے۔ وہ دونوں میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔ انکی خواہش یہی ہوتی تھی کہ وہ کتاب انکو پڑھ کر سنائی جاتے۔ اور انکو کہہ دیا جائے کہ یہ خدا کی کتاب اور اس کا کلام ہے۔ چونکہ ان کو جعلی توریت سنائی جاتی تھی۔ اسلئے وہ اسکے خلاف حق بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اسلئے جب انکے علماء آنحضرت صلعم کی نبوت اور انکی آل پاک حضرت علیؑ کی امامت کو جھٹلاتے تھے۔ تو وہ بلا چون و چرا مان لیا کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا ایسی غلط بات کا ماننا حرام تھا۔ اس آیت کی تفسیر میں امام حسن عسکری نے فرمایا کہ خطاب پروردگار ہوا۔ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان یہودیوں میں کچھ لوگ امی ۔۔۔۔ ہیں۔ نہ کتاب پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں۔ (تفسیر صافی و تفسیر انوار القرآن۔ سورۃ بقرہ ص۲۰۱)

إِلَّآ أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن

چند گنتی کے دن [1] (اے رسولؐ! ان سے) کہو کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیا ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ

يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ

اس عہد کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرے گا۔ یا تم اللہ کے ذمہ ایسی بات تھوپ رہے ہو جسے تم نہیں جانتے۔ ہاں

مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

جس نے بُرائی کمائی، اور اُسے (چاروں طرف سے) اسکے گناہوں نے گھیر لیا [2] وہی دوزخ کی آگ والے

النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں [3] اور جو لوگ ایمان لائے، اور انھوں نے نیک عمل کئے،

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ

وہی جنّت والے ہیں۔ اس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور اس وقت یاد کرو جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے

بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

پکا اقرار لیا تھا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ [4]

وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَ

اور رشتہ داروں [5] اور یتیموں اور مسکینوں سے نیک سلوک کرو، اور سب لوگوں سے اچھی گفتگو کرو۔ اور

أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَ

نماز قائم کئے رہو، اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر تم سب ہی (اس اقرار سے) پھر گئے سوائے تم میں سے تھوڑوں کے

أَنتُم مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

اور تم ہی منہ پھیرنے والے ہو۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے یہ اقرار لیا کہ اپنوں کے خون نہ بہاؤ گے،

وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ

اور اپنوں کو اپنے شہروں سے باہر نہ نکالو گے، پھر تم نے اقرار کر لیا۔ اور تم خود اس کی

تَشْهَدُونَ ﴿٨٤﴾ ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا

گواہی دیتے ہو۔ پھر (اب بھی) تم وہی ہو کہ اپنوں کو قتل کرتے ہو۔ اور اپنے ہی ایک فریق کو انکے گھروں سے

مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن

نکالتے ہو، تم گناہ اور زیادتی کے ساتھ اُن کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو۔ اور اگر

ع ١١ ٩ ٩

[1] ایاما معدودۃ:۔

یہودی یہ کہتے تھے کہ چونکہ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی غیبت میں صرف چالیس دن گوسالہ پرستی کی ہے۔ اسلئے اسکی پاداش میں صرف چالیس دن ہی دوزخ میں رہینگے۔ اب یہودی جو کبیرہ سے کبیرہ گناہ بھی کریں اس کی سزا نہ ملے گی اللہ تعالیٰ نے اس کی رد کی ہے کہ تم نے اللہ کو کس طرح پابند بنا لیا ہے۔ یہ تمہارا جھوٹ ہے:

[2] احاطت:۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں وارد ہے کہ وہ بدی جو کسی شخص کو احاطہ کر لیتی ہے وہ ایسی بدی ہے کہ اسے دین خدا سے خارج کر دے تو اسے ہٹا دے اور غضب خدا کا خوف اسکے دل سے اٹھا دے۔ پس یا تو وہ خدا کیساتھ کسی کو شریک ٹھیراتا ہے۔ یا خدا کا انکار کرتا ہے یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت یا علی مرتضیٰؑ اور انکے جانشینوں کی ولایت کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ ان تحریری بدی ایسی ہے کہ وہ کل اعمال کو محو اور باطل کر دیتی ہے (تفسیر صافی ص۳۱)

[3] خالدون:۔

یہودی خلود جہنم کے قائل نہیں۔ انکا اب بھی یہ اعتقاد ہے کہ کسی شخص کو کسی گناہ کے بدلہ میں گیارہ یا بارہ ماہ سے زیادہ سزا نہیں ہوگی۔ سوائے دہریوں وغیرہ کے جنکو دائمی جہنم ملے گا۔ دیکھو پادری سیل کا ترجمہ قرآن ص۱۰ یہودیوں کے اس عقیدہ کی تردید اس آیت میں کی گئی اور تفسیر صافی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا لا یخلد اللہ فی النار الا اھل الکفر والضلال والجحود والضلال والشرک یعنی اللہ جہنم میں ہمیشہ کیلئے کفار اور مشرکین کو رکھے گا۔ اسکی تائید ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ (اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا) سے ہوتی ہے۔ نبوت و معاد کا انکار ویسا ہی ہے ہمیشگی اسلیے ہے کہ انکی نیت یہ ہے کہ اگر وہ ہمیشہ دنیا میں رہیں گے، تو اپنے کفر و شرک پر قائم رہیں گے اس نیت کی وجہ سے ہمیشگی ہے۔ (تفسیر لوامع القرآن ص۱۶)

[4] بالوالدین احسانا:۔

کافی میں روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ والدین کیساتھ جو نیکی اور احسان کرنا چاہیے وہ کیا ہے فرمایا انکا ادب ملحوظ رکھا جائے اور جس چیز کی انکو ضرورت ہو وہ انہیں مانگنی نہ پڑے گو وہ مالدار ہی ہوں لیکن تم جو خدمت کر سکتے ہو وہ ضرور کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ والدین کیساتھ نیکی یہ ہے کہ تم انہیں اس بات کی بھی تکلیف نہ دو کہ وہ تم سے کچھ مانگیں۔ اور انکی آواز پر آواز بلند نہ کرو اور انکے آگے ہو کر مت چلو اور انکی طرف تند نگاہ سے نہ دیکھو اگر وہ تم کو ماریں تو اسکے جواب میں کہو کہ خداوندا! انہیں بخش دے۔ اور اگر وہ تنگ کریں تو اُف تک نہ کرو (تفسیر صافی ص۳۷):

[5] ذی القربیٰ:۔ صحیح حدیث میں امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ذی القربیٰ تمہارے باپ اور ماں کے قرابتدار ہیں۔ تم سے کہا گیا ہے کہ ان کے حق کو پہچانو جس طرح اس کا وعدہ بنو اسرائیل سے لیا گیا تھا۔ اور اے محمدؐ کے امتیو (مسلمانو!) محمدؐ کے قرابتداروں کو پہچاننے (ان کے حقوق ادا کرنے) کا وعدہ تم سے بھی لیا گیا ہے اور انکے قرابتدار آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں جو ان کے بعد ہوتے۔ اور وہ نیکو کار جو ان کے دین و مذہب پر ہوتے اور رہوں گے اور آنحضرت سرور عالم صلی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے عزیزوں کے حقوق ادا کرے اس کو بہشت میں ایک ہزار درجے دیئے جائیں گے (تفسیر صافی ص۳۷ و بحار الانوار جلد ۷ ص۹ و تفسیر برہان جلد ۱ ص۷۸):

يَأْتُوكُمْ أُسٰرٰى تُفٰدُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ
قیدی ہو کر تمہارے پاس آتے ہیں تو تم ہی اُن کا فدیہ دیتے ہو حالانکہ ان کا جلاوطن کرنا ہی تم پر حرام کیا گیا تھا، کیا تم کتاب

بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ
کے کچھ حصّہ پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصّہ سے کفر کرتے ہو۔ پھر کیا سزا ہے اس کی جو تم میں سے یہ فعل کرے

مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ إِلٰى
سوائے دُنیا کی زندگی میں رسوائی کے، اور قیامت کے دن وُہ سخت ترین عذاب

أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغٰفِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾ أُولٰئِكَ الَّذِينَ
کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس کرتوت سے جو تم کرتے ہو۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے

اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
دُنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خرید لیا، پس ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ کی جائے گی

وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ
اور نہ وُہ مدد دیئے جائیں گے۔ اور بیشک ہم نے موسےٰ کو کتاب عطا کی، اور اس کے بعد

بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَأَيَّدْنٰهُ بِرُوحِ
پے درپے رسول بھیجے۔ اور ہم نے عیسٰی بن مریم کو روشن دلیلیں دیں، اور اسکی تائید روح القدس

الْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوٰى أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ
سے کی۔ تو کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لے کر آیا جسے تمہارے نفس پسند نہیں کرتے تو تم نے تکبر کیا۔

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ
پھر تم نے ایک گروہ کو جھٹلایا، اور ایک گروہ کو قتل کرتے ہو۔ اور انھوں نے کہا ہمارے دلوں پر غلاف ہے۔ (ایسا نہیں)

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتٰبٌ مِنْ عِنْدِ
بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے انھیں رحمت سے دور کر دیا ہے پس وہ کم ہی ایمان لائیں گے۔ اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ
وہ کتاب آئی جو ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے، اور پہلے سے وہ خود کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگا کرتے

كَفَرُوا ۚ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
تھے۔ پس جب وُہ ان کے پاس آگئی جسے انھوں نے پہچان لیا تو انھوں نے اسکا انکار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو

ع ١٠

ف عمّا تعملون :-

آیہ مجیدہ واذ اخذنا میثاقکم سے شروع ہو کر وما اللہ بغافل عما تعملون تک نہایت اہم مضمون بیان کر رہی ہے اس میں چند امور غور طلب ہیں جن سے اس کی تطبیق واقعہ کربلا سے ہوتی ہے:-

(١) اس سے قبل کی آیت میں تخاطب بنی اسرائیل سے ہے جو کہ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل سے ظاہر ہے (٢) اس آیت میں تخاطب حاضرین سے ہے یعنی مسلمانوں سے پہلا تخاطب بنی اسرائیل سے جس میں انہیں وہ عہد یاد دلایا گیا ہے جو ان سے لیا گیا تھا اور جس کی انہوں نے خلاف ورزی کی تھی۔ اس دوسری آیت میں حاضرین مسلمانوں کو ان سے کوئی لیا گیا ہوا عہد یاد دلایا گیا ہے (٣) مسلمانوں سے جو عہد لیا گیا وہ کسی کے خون کا نہ بہانا تھا یعنی کچھ مقدس وجود ایسے تھے جن کے بارے میں عہد لیا گیا تھا خبردار! ان کا خون نہ بہانا کیونکہ ان کا خون بہانا خود رسول اللہ صلعم کا خون بہانا تھا پڑھو لحمک لحمی جسمک جسمی دمک دمی حربک حربی سلمک سلمی۔ تمہارا گوشت میرا گوشت ہے۔ تمہارا بدن میرا بدن۔ تمہارا خون میرا خون۔ تمہارے ساتھ لڑنا میرے ساتھ لڑنا اور تمہاری سلامتی میری سلامتی ہے (٤) ان وجودوں کا ملک سے باہر نکالنا بھی منع کیا گیا ہے، اور اسے حرام قرار دیا گیا ہے (٥) ثم اقررتم وانتم تشهدون تم نے اقرار کیا۔ کس چیز کا؟ اوّل۔ خون نہ بہانے کا۔ دوم) انہیں شہر سے نہ نکالنے کا وانتم تشهدون میدان کربلا میں جب امام حسینؑ نے قوم اشقیاء کو نام بنام پکارا۔ اور بتایا کہ میں کون ہوں۔ تو انہوں نے اقرار کیا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ فرزند علیؑ دلبند فاطمہؑ اور نواسہ رسولؐ ہیں۔ پس ان لوگوں پر حجت تمام ہو گئی تاکہ کل روز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حسینؑ کون ہے۔ (٦) ثم انتم هؤلاء تقتلون انفسكم پوچھا گیا کہ باوجود اقرار کے تم کیوں امام حسینؑ کو قتل کرتے ہو۔ (٧) وتخرجون فريقا منكم من ديارهم آیت کے اس ٹکڑا میں من ديارهم قابل غور ہے شروع میں جب میثاق لیا گیا تھا، تو دیارکم کہا گیا تھا یعنی تمہارا شہر لیکن جب یہ واقعہ پیش ہوا تو اب دیارھم کہا گیا یعنی جن کو نکالا گیا انکا اپنا شہر تھا جس سے وہ نکالے گئے یعنی میثاق لیتے وقت وہ شہر کے براہ راست مالک نہ تھے لیکن شہر سے نکالے جانے وقت وہ شہر کے مالک بن چکے تھے لہٰذا دیارھم کہا گیا کہ وہ اپنے شہر سے نکالے گئے مطلب صاف ہے کہ میثاق لیتے وقت وہ امامت کے فرائض ادا کرنے پر مامور نہ تھے۔ لیکن جب وہ نکالے گئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرائض امامت ادا کر رہے تھے لہٰذا شہر کے وہ خود مالک تھے۔ (٨) تظاهرون عليهم بالاثم والعدوان یعنی تم سب لوگ ایک دوسرے کی پشت پناہ اور مددگار بن کر ان کا مقابلہ کرتے ہو۔ امام حسینؑ کی جماعت کل بہتر ٧٢ نفوس تھے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے لیکن آپ کے مقابلہ میں لاکھوں کا لشکر تھا جسکی کثرت آیت نے واضح کر دی بالاثم والعدوان سے انکے گناہ اور زیادتیوں کی طرف اشارہ ہے۔ (٩) وان ياتوكم اسارى تفادوهم آیت کے اس جزو سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا انہیں اہلبیت کے لٹے ہوئے قافلہ کی قید اور رہائی کا واقعہ یاد دلا رہا ہے۔ (١٠) وهو محرم عليكم اخراجهم محرم کے معنے اگر وصفی لیے جائیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اشارتاً بتا رہا ہے۔ کہ یہ واقعہ محرم میں ہوگا اور اگر لفظی لیے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ ان سے قتال کرنا، انہیں شہید کرنا۔ اور انہیں نکالنا سب محرم یعنی حرام کیا گیا ہے۔ (١١) افتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان مقدس وجودوں کی نسبت کوئی نوشتہ یا تحریر لکھی گئی تھی۔ جسکے دو جز تھے۔ ایک جز تو وہ مانتے تھے۔ لیکن دوسرے جز کا انکار کرتے تھے وہ نوشتہ کیا تھا۔ حدیث ثقلین جسکے دو ہی جز تھے۔ کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اور دوسرے رسول اللہ صلعم کی عترت اہلبیت

الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

انکار کرنیوالوں پر۔ کس قدر بری چیز کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا اس سے انکار کر دیں۔

بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ

یہ بغاوت اسلئے کی کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتاہے اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ پس انھوں نے

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

غضب بالائے غضب کو اپنی طرف پھیر لیا۔ اور کافروں کیلئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اُس پر ایمان لاؤ تو کہنے لگے کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے ہم تو اس پر ایمان لائیں گے اور جو اس کے

بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

علاوہ ہے اسکا وہ انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق ہے اور جو کچھ انکے پاس ہے اسکی بھی تصدیق کرنیوالا ہے۔ (اے رسول) ان سے کہو کہ اگر تم

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩١﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

مومن ہوتے تو پہلے زمانہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے۔ اور بیشک موسیٰ تمھارے پاس

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾

روشن دلیلیں لے کر آیا ۱؎ پھر تم نے اس کی غیبت میں بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ اور تم ہو ہی ظالم۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے پکا اقرار لیا اور ہم نے کوہ طور کو تمھارے اوپر اٹھا دیا۔ (اور تمھیں حکم دیا کہ) جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے

بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ

اسے مضبوطی سے لو اور سنو۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے نافرمانی کی۔ اور اُن کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں

الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

بچھڑے کی محبت پلا دی گئی ۲؎ (اے رسولؐ ان سے) کہو کہ اگر تم مومن ہو تو تمھارا ایمان تم کو بہت ہی برا حکم دیتا ہے۔

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً

یہ بھی (کہہ دو) کہ اگر آخرت کا گھر خدا کے نزدیک خالص تمھارے ہی لئے ہے، اور

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ

لوگوں کیلئے نہیں ہے، تو تم موت کی خواہش کرو ۳؎ اگر تم سچے ہو۔ اور جو کچھ

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

خبر دیدی۔ (۱۲) فما جزآء من یفعل ذٰلک منکم الا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردون الیٰ اشد العذاب ۱؎ اس میں سزا کے دو جز بیان ہوئے ہیں، ایک اسی دنیا میں اور وہ بطور ذلت وخواری ہوگا اور دوسری آخرت میں۔ دنیا کا عذاب تو لوگوں نے دیکھ لیا کہ مختار ثقفی نے چن چن کر ایک ایک قاتل کو بڑے دردناک عذاب سے ذلیل کر کر کے مارا۔ اور آخرت کا عذاب اللہ نے تیار رکھا ہے جو نہایت خوفناک ہوگا جسکا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

دیکھئے کسطرح ان آیات سے واقعہ شہادت کی تطبیق ہوگئی۔ اب اس کی تصدیق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیان کرتا ہوں۔ تاکہ تفسیر بالرائے کا الزام نہ آئے اس آیت کے ذیل میں تفسیر صافی صہ ۳۶ میں ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انزلت الاٰیۃ فی الیہود ای الذین نقضوا عہد اللہ وکذبوا رسل اللہ ...... الخ ترجمہ: جب یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑا۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلایا اور اولیاء اللہ کو قتل کیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا: کہ میں تمھیں اس امت کے یہودیوں کی خبر دوں سب نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ میری امت میں سے ہی ہونگے۔ جو میری فضیلت والی اور طاہر ومطاہر اولاد کو قتل کرینگے۔ میری شریعت بدل ڈالینگے۔ اور میرے بیٹوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو شہید کرینگے۔ جسطرح کہ پہلے یہودیوں نے حضرت زکریا اور یحییٰ کو شہید کیا تھا۔ خبردار ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے، مثل اسلاف یہود کے۔ اللہ تعالیٰ انکی بقیہ اولاد پر قیامت سے پہلے حسینؑ مظلوم کی اولاد میں سے ایک ہادی اور مہدی مبعوث کریگا جسکے دوستوں کی تلواریں انہیں جہنم میں پہنچا دیں گی۔ یہی روایت بحار الانوار جلد عاشر صہ ۱۹۰ پر موجود ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو میری کتاب "استقرار حق عزاداری باب المیہ کربلا اور قرآن"۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:-

۱؎ بیّنات:-

لغت کے اعتبار سے بیّنات کے معنے واضح نشانیاں یا کھلے ہوئے دلائل ہیں لیکن قرآن کی اصطلاح میں جو معجزات انبیاء کرام کو ان کی نبوت میں دیئے جاتے ہیں بیّنات کہلاتے ہیں۔ اکثر انہیں آیات سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

۲؎ اُشربوا:-

اشرب سے جمع مذکر غائب کا صیغہ عربی زبان کا محاورہ ہے۔ اشرب فلانٌ حبّ فلان (اقرب) کہ فلاں شخص کی محبت دوسرے کے دل میں رچ گئی۔ یہ لفظ ہمیشہ مجہول استعمال ہوتا ہے۔ اس سے پلانا نہیں بلکہ ملانا مراد ہوتا ہے مطلب ہے کہ بچھڑے کی محبت انکے ذرہ ذرہ میں رچ گئی۔ ۳؎ فتمنوا الموت:- یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے، کہ ہم خدا کے دوست ہیں اسلئے ہم ہی جنت میں جائینگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور علی علیہ السلام اور آپکی اولاد کا دعویٰ تھا کہ خدا کے دوست ہم ہیں۔ جو ہمارے مخالف ہیں وہ خدا کے دوست نہیں ہوسکتے۔ چونکہ یہودی بھی اپنے دوست ہونے اور جنت میں جانیکا دعویٰ کرتے تھے اسلئے خدا نے حکم دیا کہ اگر تم اپنے اس دعوےٰ میں سچے ہو۔ تو موت کی تمنا کرو۔ تاکہ اس دنیا کی مصیبتوں سے چھٹکارا پاکر بہشت کی ابدی نعمتوں کو حاصل کرلو نیز تورات میں لکھا ہے، کہ خدا کے دوست موت کے متمنی ہوتے ہیں۔ اسلئے انہیں تورات کے اس حکم کی رو سے بھی موت کی خواہش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بطور تحدی یا چیلنج ہے اسلئے کہ جہاں جہاں قرآن میں یہودیوں سے کہا گیا ہے کہ اگر دعوئ دوستی میں سچے ہو تو موت کی خواہش کرو۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ لن یتمنوہ ابداً ابداً

يَتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾

انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اسکے پیش نظر وہ ہرگز وہ اسکی خواہش کبھی نہ کریں گے ، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے ۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

اور تم ضرور ان کو سب لوگوں سے زیادہ زندگی پر حریص پاؤ گے ۔ اور ان لوگوں میں سے بھی جو مشرک ہو گئے ۔

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ

ان میں سے ہر کوئی چاہتا ہے کہ کاش وہ ہزار برس کی عمر پائے لہ اور اگر اسے طولانی عمر بھی دی جائے تو وہ عذاب سے

الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قُلْ مَنْ كَانَ

چھٹکارا دینے والی نہیں ۔ اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ لوگ کرتے ۔ (اے رسولؐ ان سے) کہہ دو کہ جو

عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا

جبرئیل کا دشمن ہے ٢ (وہ جان لے) کہ اس نے اس (قرآن) کو تیرے دل پر اللہ کے اذن سے نازل کیا ہے ۔ تصدیق

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ

کرنے والا ہے ان کتابوں کی (جو پہلے نازل ہو چکی ہیں) اور دراب اسکے سامنے موجود ہیں اور ایمانداروں کیلئے ہدایت اور بشارت ہے ، جو اللہ

عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ

تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیل ٣ اور میکائیل کا دشمن ہو ، تو بیشک اللہ (بھی ان)

عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ

کافروں کا دشمن ہے ۔ اور (اے رسولؐ) یقیناً ہم نے تم پر واضح آیتیں نازل کی ہیں ۔ اور ان کا انکار نافرمان لوگوں کے

اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ

سوا کوئی نہیں کرتا ۔ اور کیا انھوں نے جب کبھی کوئی عہد کیا ہے تو اسے انہی کی ایک جماعت نے توڑ ڈالا ہے ۔ بلکہ

اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

ان میں سے اکثر ایمان ہی نہیں لاتے ۔ اور جب اُن کے پاس خدا کی طرف سے وہ رسول آیا جو اُن کے

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ

ساتھ والی (کتاب) کا تصدیق کرنے والا ہے ، تو جن کو کتاب دی گئی ہے ان میں سے ایک فریق نے خدا کی

كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا

کتاب کو اپنی پشتوں کے پیچھے (اس طرح) پھینک دیا جیسے کہ وہ جانتے ہی نہیں ۔ اور وہ اُن چیزوں کی پیروی کرنے لگے

ع ١٠ — ١١ ١١

معانقہ ٣

منزل ١

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

وہ خدا کے دوست ہیں خود بخود ہی باطل ہو جائیگا چنانچہ یہودیوں نے کبھی موت کی خواہش نہ کی کیونکہ انہیں جنت میں جانے کا یقین نہیں تھا۔ یہ حضرت علی علیہ السلام ہی تھے جو ہر وقت موت کی تمنا کرتے تھے اور کبھی موت سے نہیں ڈرتے تھے ۔ چنانچہ جنگ جمل کے موقعہ پر آپ نے فرمایا: لا ابالی وقعت علی الموت او وقع علی الموت (مجھے پروا نہیں کہ میں موت کے منہ میں چلا جاؤں یا موت مجھے آدبوچے) ثابت ہوا خدا کے دوست ایسے ہوتے ہیں ۔ (تفسیر صافی ص ۴۱)

حاشیہ صفحہ ھذا

١ الف :-

الف کے معنی اصل میں ایک دوسرے سے پیوست ہو کر مل جانے کے ہیں ۔ اعداد کی چار قسمیں ہیں ۔ اکائی ، دہائی ، سینکڑہ ، ہزار چونکہ ہزار میں یہ سب اعداد اکٹھے ہو جاتے ہیں ۔ اس لیئے اس کا نام الف ہو گیا ۔

٢ جبریل :-

جبریل کا لفظ جبر اور ایل سے مرکب ہے ، جبر کے معنی عبرانی زبان میں خادم اور غلام کے ہوتے ہیں ۔ اور ایل کے معنی خدا ۔ پس جبریل کے معنی ہیں خدا کا خادم ؛

٣ جبریل :-

تفسیر صافی ص ۴۱ اور تفسیر امام حسن عسکریؑ میں ہے ، کہ پروردگار عالم نے یہودیوں کی مذمت اس وجہ سے کی ، کہ انکو جبرئیل امین سے بغض تھا کہ جو چیزیں انکو بری معلوم ہوتی تھیں وہ ان میں قضائے خدا جاری کرتے تھے جیسے کہ دانیال نبی کو بے گناہ بخت نصر کے ہاتھوں قتل کرا دینا اور اسطرح اس امت کے یہودی یعنی نواصب کی مذمت فرمائی ہے ۔ کہ وہ جبرئیل اور میکائیل اور دیگر فرشتگان خدا سے عداوت رکھتے تھے ۔ اس بنا پر کہ وہ علی بن ابی طالبؑ کی امداد کیلئے نازل ہوتے رہے ۔ اور علی علیہ السلام ہمیشہ اپنی تیغ براں سے کافرین اور منافقین پر غالب آیا کئے ۔ خداوند تعالیٰ نے جبرئیلؑ کی شخصیت کو واضح اور نمایاں کرنے کیلئے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل میرے حکم اور اجازت سے میرے احکام من و عن پہنچاتا ہے پس جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو گا وہ میرا بھی دشمن ہو گا ؛

٤ واتبعوا ما تتلوا :-

تلا سے مضارع واحد مونث غائب کا صیغہ ہے ۔ جو مختلف معنوں میں آتا ہے ۔ جس کے ایک معنی پیچھے چلنا کے ہوتے ہیں ، چنانچہ تاج العروس میں ہے تلوتہ تلواً میں نے اس کی پیروی کی ۔

تفسیر صافی ص ۴۲ ، تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد ابلیس نے جادو کا علم ایجاد کر کے ایک کتاب میں سے لکھا اور اس پر لکھ دیا کہ یہ خزانہ علم کا ذخیرہ ہے جو سلیمان بن داؤد بادشاہ کیلئے آصف ابن برخیا وزیر نے جمع کیا تھا ۔ پس جس شخص کو ایسا اور ایسا کرنا منظور ہو وہ یوں اور یوں عمل کرے پھر اس کتاب کو تخت کے نیچے دفن کر دیا اور خود ہی کسی موقع پر لوگوں کیلئے ظاہر کر دیا ۔ چنانچہ کفار اسے پڑھتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے ۔ کہ سلیمانؑ اسی علم کی بدولت ہم پر غالب آتے تھے اور یہ بھی انکا گمان تھا کہ نعوذ باللہ حضرت سلیمان کافر اور جادوگر تھے اور جو حکومت انکو میسر آئی وہ اسی علم سحر کی بدولت تھی اگر ہم بھی جادو میں ماہر ہو جائیں تو ایسے ہی عجائب ہم سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں ۔ خداوند تعالیٰ نے کفار کے اس خیال کی تردید کی اور جادو کا سکھلانا شیطان کیطرف منسوب کیا ؛

الشَّيٰطِينُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

جسے شیطان سلیمان کے ملک میں پڑھا کرتے تھے۔ اور سلیمان نے کفر نہیں کیا۔ لیکن

الشَّيٰطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى

شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے۔ اور وہ بھی (سکھلاتے تھے) جو بابل میں دو

الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ

فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کیا گیا تھا [1] حالانکہ یہ دونوں فرشتے کسی کو کچھ نہیں سکھلاتے تھے

حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا

جبتک یہ نہ کہہ لیتے کہ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ ہم ایک آزمائش ہیں، پس تو کفر کو اختیار نہ کر۔ اس پر بھی لوگ ان سے وہ (کلام)

يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ

سیکھ لیتے تھے جس سے خاوند اور اسکی بیوی کے درمیان جدائی ڈالیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کسی کو اس سے

اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَ

نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اور وہ لوگ ایسی ہی چیز سیکھتے تھے جو انھیں نقصان پہنچاتی تھی اور کوئی نفع نہیں بخشتی تھی اور

لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَ

وہ یقیناً جانتے تھے کہ جس نے اس (جادوگری) کو خرید لیا اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور

لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا

کتنی بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انھوں نے اپنی جانوں کو بیچا۔ کاش کہ انھیں معلوم ہوتا۔ اور اگر وہ ایمان لاتے، اور

وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ يٰٓاَيُّهَا

پرہیزگار رہتے تو اللہ کی طرف سے انھیں جو ثواب ملتا وہ بہتر ہوتا۔ کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔ اے وہ لوگو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

جو ایمان لا چکے ہو تم راعنا (ہماری رعایت کرو) مت کہا کرو [2] بلکہ انظرنا (ہم پر نظر کیجئے) کہا کرو اور (ہمارے رسول کا حکم) سنو، اور کافروں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ وَلَا

کیلئے تو دردناک عذاب ہے۔ نہ تو اہل کتاب میں سے جو کافر ہوئے ہیں وہ اور نہ ہی

الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

مشرکین پسند کرتے ہیں، کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے کوئی خیر و برکت نازل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جسے

[1] ہاروت وماروت:۔

ھاروت، حضرت سے نکلا ہے۔ ھاروت کے معنی پھاڑنا ہے۔

یہ دونوں فرشتے تھے تفسیر صافی صہ ۴۲ پر ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ کے بعد جادو کا زور ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو فرشتے اس زمانہ کے ایک نبی کے پاس اس غرض سے بھیجے کہ وہ اس نبی کو ان جادوگروں کے سحر کا دفیعہ بتا دیں۔ اس نبی نے لوگوں کو خدا کے منشاء سے مطلع کیا۔ یہ دونوں فرشتے لوگوں کو جادو کے دفیعہ کا طریقہ سکھلاتے تھے۔ لیکن چونکہ اسکے ساتھ جادو کا طریق بھی معلوم ہو جاتا تھا اسلئے وہ لوگوں کو ابطال کا طریقہ سکھلانے سے قبل کہہ دیتے تھے کہ جادو حرام ہے یہ نہ کرنا۔ یہ اسی طرح تھا، جسطرح کہ زہر کا علاج بتاتے وقت زہر کا ذکر بھی آ جاتا ہے۔ اور یہ جو قصہ مشہور ہے۔ کہ ہاروت اور ماروت ایک زہرہ نامی کنجری پر عاشق ہو گئے اور شراب پی کر اس سے زنا کی یہ سب بکواس ہے۔ عیون اخبار الرضا صہ $\frac{149}{150}$ پر ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے جب یہ باتیں سنیں تو فرمایا معاذ اللہ من ذلک ان ملائکۃ اللہ معصومون من الکفر والقبائح بالطاف اللہ یعنی اس سے اللہ کی پناہ ہے اللہ کے فرشتے اللہ کی مہربانی سے کفر اور ہر قسم کی برائیوں سے پاک اور محفوظ ہوتے ہیں کذبوا فی قولہم لنہا کوکبان کہ جو لوگ زہرہ کو جس سے ان فرشتوں کو زنا کی نسبت دی جاتی ہے ستارہ کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔

بہر حال یہ تمام قصے من گھڑت ہیں کہ خدا نے ایک بدکردار عورت کو ستارہ زہرہ بنا دیا۔ اور زمانہ حال کی تحقیقات نے قول امامؑ کی تصدیق کر دی کہ زہرہ کوئی کنجری نہیں ہے بلکہ ہماری زمین کی طرح ایک زمین ہے۔

ع ۱۲ ۱۳

[2] راعنا:۔

راعنا مرکب ہے راع اور نا سے۔ اور راع باب مفاعلہ سے امر کا صیغہ ہے۔ عربی زبان میں اس لفظ کے معنی ہیں ہماری رعایت کرو۔ اس لحاظ سے اسکا استعمال کوئی برا نہ تھا، لیکن عبرانی زبان میں اسکے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ سنو خدا تم کو بہرہ کر دے۔ جب یہودیوں نے سنا کہ مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعنا کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ تو انہیں اپنی خباثت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہاتھ آ گیا۔ چنانچہ وہ اس لفظ کا ناجائز استعمال کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انکی شرارت اور خبث باطنی سے مطلع ہو کر فرمایا کہ راعنا نہ کہا کرو۔ بلکہ اس کی بجائے انظرنا کہا کرو۔ (تفسیر صافی صہ ۴۳)

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝١٠٥ مَا

جو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔ جو

نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ

آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کی یاد اٹھا لیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی قسم کی لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٠٦ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

تحقیق اللہ تعالیٰ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت بلا شبہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ

اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور اللہ کے سوا نہ تو تمہارا کوئی سرپرست ہے، اور نہ

لَا نَصِيْرٍ ۝١٠٧ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ

ہی کوئی مددگار۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسے ہی سوال کرو، جیسے اس سے پہلے

مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ

موسیٰ سے پوچھے گئے تھے۔ اور جس نے بھی ایمان کو بدل کر کفر کو اختیار کیا، بے شک وہ سیدھی راہ

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝١٠٨ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ

سے بھٹک گیا۔ اہل کتاب میں سے اکثر نے یہ چاہا کہ کاش تمہارے ایمان کے بعد

بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

تمہیں مرتد بنا کر کافر کرلیں [2] یہ صرف حسد کی وجہ سے ہے جو اُن کے دلوں میں ہے بعد اس بات کے کہ حق ان

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

پر کھل چکا ہے۔ پس تم انھیں معاف کر دو اور درگذر کرو [3] یہانتک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کرے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٠٩ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوۃ دو۔

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور اپنی جانوں کیلئے جو بھلائی بھی تم آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝١١٠ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ

جو کچھ تم کرتے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور انھوں نے کہا کہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا سوائے اسکے جو یہودی

[1] ما ننسخ:۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے جدِ امجد جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے اس آیت کا مطلب یوں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہم کسی آیت کا حکم منسوخ نہیں کرتے او ننسھا یا کسی کا لکھنا یعنی اسکی کتابت مٹا نہیں دیتے اور اے رسول تمہارے دل سے اور تمہاری امت کے لوگوں کے دلوں سے اسکی یاد نہیں اڑاتے جب تک کہ تم کو اور اس سے بہتر نہ پہنچا دیں یعنی دوسری آیت جو بجائے منسوخ شدہ کے آتی ہے۔ اس میں صواب و صلاح تمہارے لیئے زیادہ ہوتی ہے اور تم سب کی زیادہ بہتری مقصود ہوتی ہے اور اس تنسیخ و تبدیل سے ہماری غرض تمہاری ہی مصلحتیں ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اسیطرح نسخ و تبدیل پر بھی قادر ہے۔

محمد ابن مسلم جناب امام ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کرتے ہیں کہ ناسخ وہ امر ہے جس نے امر سابق کو بحکم مصلحت تبدیل کر دیا، یا منسوخ کر دیا ہو جیسے جناب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر پہلے عذاب آنے والا تھا۔ انہوں نے ایسے سچے دل سے توبہ کی۔ کہ خداوند عالم نے رحمت فرمائی۔ اور عذاب ہٹا لیا۔

[2] بعد ایمانکم:۔

جنگ احد کے بعد یہودیوں نے حضرت عمار اور حذیفہ سے کہا کہ اگر تمہارے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہ ہوتی۔ اب بھی کہا مانو اور ہمارے دین میں چلے آؤ۔ حضرت عمار نے جواب دیا: کہ فتح و شکست کہیں حق و باطل کا معیار ہو سکتی ہے۔ ہم دین اسلام کو تو نہ چھوڑیں گے جب یہ خبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے حضرت عمار کے حق میں دعا فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

[3] فاعفوا واصفحوا:۔

اس سے مراد یہود کے اس گناہ عظیم کی معافی نہیں بلکہ درگذر کرنا ہے۔

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

ہو یا نصاریٰ ۔ یہ اُن کی تمنائیں ہیں ۔ اے رسول ان سے کہدو کہ اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو تو اپنی

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ

دلیل لاؤ سلہ ۔ ہاں جس نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا ، اور وُہ نیک اعمال کرنیوالا بھی ہو تو اُس کا اجر

عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ

اسکے پروردگار کے پاس ہے ، اور نہ انھیں کوئی خوف ہو گا ، اور نہ وُہ غمگین ہوں گے ۔ اور یہودیوں نے

الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ

کہا کہ نصرانی (دین کی) کسی شے پر (قائم) نہیں ۔ اور نصاریٰ نے کہا کہ یہودی (دین کی) کسی شے

الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ

پر (قائم) نہیں ہیں ۔ حالانکہ وُہ سب کتاب پڑھتے ہیں ۔ ان جیسی ہی باتیں ان لوگوں نے بھی کہی تھیں

لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

جو علم رکھتے ہی نہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جن جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے رہے تھے ،

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

ان کے درمیان فیصلہ کرے گا ۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جس نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اسکے

اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ

نام کے ذکر کیے جانے سے روکا سلہ اور اُس کی بربادی میں کوشش کی ۔ یہی وُہ لوگ ہیں جنھیں اس بات

اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ

کا حق نہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوں مگر یہ کہ ڈرتے ڈرتے ۔ اُن کیلئے دنیا میں رسوائی ہے ، اور ان کے لئے

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا

آخرت میں بہت بڑا عذاب ہو گا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں مشرق اور مغرب سلہ پس جس طرف تم

تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

منہ پھیروگے وہیں خدا کا سامنا ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا بڑا ہی جاننے والا ہے ۔ اور انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ

کوئی بیٹا بنا لیا ہے ۔ وُہ تو اِس بکھیڑے سے پاک ہے ۔ بلکہ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے سب اسی کا ہے ۔ اور سب اسکے

ع ۱۳ / ۱۳

سلہ قالوا لن یدخل:-

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی جنت میں نہ جائیگا اور ایسا ہی نصاریٰ بھی دعویٰ کرتے ہیں اور دہریے کہتے ہیں کہ ہر شے ازلی ہے ۔ جو یہ اعتقاد نہ رکھے وہ گمراہ ہے ۔ ثنویہ کہتے ہیں کہ نور و ظلمت خالق عالم ہے جنکا یہ اعتقاد نہیں وہ گمراہ ہیں ۔ خداوند تعالیٰ نے ان سب کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب انکی باطل رائیں ہیں ۔ اگر سچے ہیں تو ثبوت پیش کریں ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے عرض کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تو بحث و مناظرہ کی اجازت تھی ۔ مگر انکے بعد بحث و مناظرہ ممنوع ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے ۔ اسکی ہر وقت اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ بطریق احسن ہو جیسا کہ خدا فرماتا ہے ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالتی هی احسن ۔

سلہ منع مساجد اللہ:-

مشرکین نے مسلمانوں کو اسقدر تنگ کیا تھا کہ انکا داخلہ بیت اللہ اور مسجد الحرام میں بند کر دیا ۔ اور صلح حدیبیہ کے موقع پر حج بیت اللہ سے بھی روک دیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دینے کیوجہ سے مسجدیں ویران ہو گئیں جسکو خدا نے سعیٰ فی خرابہا سے تعبیر کیا ہے یعنی یہ روکنے والے مسجدوں کی بربادی اور ویرانی کا باعث بنے ۔ خداوند عالم نے مشرکین قریش کے اس ظلم کا تذکرہ فرماتے ہوئے پیشینگوئی فرمائی ہے کہ ایسا دن آنیوالا ہے جبکہ شہر مکہ فتح ہو جائیگا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت ان مسجدوں میں داخل ہونگے ۔ اور یہ لوگ آپکے سامنے نہایت ذلت و خواری کیساتھ پیش ہونگے اور اپنے کیے پر نادم ہونگے اور ان مسجدوں میں ڈرتے ڈرتے داخل ہونگے ۔

اگرچہ یہ آیت مشرکین قریش کے بارے میں نازل ہوئی مگر اسکا حکم عام ہے یعنی جو شخص جہاں کہیں خدا کی عبادت سے روکے وہ سب سے بڑا ظالم ہے ۔ خواہ وہ جگہ مسجد کیلئے مخصوص کر لی گئی ہو ۔ یا عام زمین ہو ۔ کیونکہ حدیث نبوی میں ہے کہ زمین برائے عبادت خدا ہے ۔

سلہ وللہ المشرق:-

تفسیر صافی صـ۵۹ پر بحوالہ تفسیر قمی وارد ہے کہ یہ آیت نماز نافلہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جبکوئی شخص سفر میں ہو تو جدھر کو اسکا منہ ہے ادھر ہی کو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن واجب نمازوں کیلئے یہ حکم نہیں ہے ۔ اسکے بارے میں حکم خدا ہے کہ وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ ؛ یعنی جہاں کہیں تم ہو قبلہ ہی کیطرف رُخ کرو ۔ جناب زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب سفر کشتی میں یا اور کسی سواری پر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا ایک ہی حکم ہے حضرت نے ارشاد فرمایا ؛ کہ ہاں ؛ نافلہ نمازوں کے بارے میں تو ایک ہی حکم ہے ۔ جدھر کو سواری جا رہی ہو ادھر ہی کو نیت کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں ۔ لیکن واجب نماز کیلئے واجب ہے کہ سواری سے زمین پر اتر کر قبلہ کیطرف رُخ کر کے نماز پڑھو ۔ سوائے حالت خوف کے ۔ رہی کشتی (یا آجکل کے زمانے میں ریل گاڑی) تو اس میں کوشش کر کے قبلہ کیطرف رخ کر کے کھڑے ہو کر نماز پڑھو ، پھر اگر وہ کسی طرف کو پھر جاتے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ الفقیہ

* نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ بھی وارد ہے کہ یہ آیت اسکے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو قبلہ کی سمت پہچاننے میں متحیر ہو ۔ کتاب التوحید میں جناب سلمان فارسی سے حدیث جاثلیق میں *

* وارد ہے کہ ... جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ... سوال کئے جنکا ... (باقی صفحہ ۱۳۲ پر)

قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا

فرمانبردار ہیں۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے ؎۱ اور جب وہ کسی کام کے کرنے کو طے کر لیتا ہے۔ تو وہ

یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْلَا یُكَلِّمُنَا

صرف کن (ہوجا) فرما دیتا ہے۔ اور (وہ) ہوجاتا ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جو علم نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خود کلام کیوں نہیں

اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ

کرتا یا ہمارے پاس خود کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔ اسی طرح انھیں کی سی باتیں وہ لوگ کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے۔

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿١١٨﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ

ان سب کے دل باہم مشابہت رکھتے ہیں۔ بیشک یقین لانے والے آدمیوں کے لئے ہم دلیلیں کھول کھول کر بیان کر چکے (اے رسول)

بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ﴿١١٩﴾ وَ

بیشک ہم نے تمھیں حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تم سے دوزخ والوں کی بابت کچھ نہ پوچھا جائے گا۔

لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ

اور ہرگز راضی نہیں ہوں گے تم سے یہودی اور نصاریٰ۔ جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔ تم کہہ دو

اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ

کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی (اصلی) ہدایت ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) بعد اسکے کہ تمھیں علم ہو چکا اگر تم نے انکی خواہشات

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿١٢٠﴾ اَلَّذِیْنَ

کی پیروی کی تو خدا کی طرف سے نہ کوئی تمہارا سرپرست ہوگا اور نہ مددگار۔ جن لوگوں کو ہم نے

اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ

کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور

مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٢١﴾ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا

جو اس سے منکر ہو گئے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو

نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٢٢﴾

جو میں نے تم پر انعام کی تھی۔ اور میں نے تمھیں (تمہارے زمانہ کے) جہانوں پر فضیلت دی تھی ؎۲

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا

اور ڈرو اس دن سے جب کوئی شخص کسی شخص کے بدلے میں کچھ بھی نہ دے سکے گا، اور نہ اس سے کچھ عوضانہ قبول کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

حضرت نے آگ اور لکڑیاں منگا کر آگ جلوا دی جب شعلہ بلند ہوا تو حضرت نے فرمایا: بتا! اس شعلہ کا رخ کدھر ہے جاثلیق نے جواب دیا کہ اس کا رخ ہر طرف ہے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ ایک مصنوع اور مخلوق چیز ہے جب اس کا رخ نہیں پہچانا جاتا ہے۔ خالق تو اس سے یا کسی اور شے سے مشابہ بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم ۝

حاشیہ صفحہ ھذا

؎۱ بدیع:۔

موجد۔ نیا نکالنے والا۔ نئی طرح بنانے والا۔ پیدا کرنیوالا۔ بدیع السموٰت والارض اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے بَدِیْعٌ وزن فَعِیْلٌ بمعنی مُبْدِعٌ ہے یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا ہے جس کی سابق میں مثال نہ ہو۔ بغیر کسی کی اقتداء اور پیروی کے کسی صنعت کے نکالنے کا نام ابداع ہے۔ ابداع کا استعمال جب اللہ عزوجل کے متعلق ہوگا تو بغیر کسی آلہ۔ مادہ۔ زمانہ اور مکان کے کسی چیز کے ایجاد کرنے کے معنی ہوں گے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۶)

؎۲ علی العالمین:۔

اس سے مراد اس زمانہ کے لوگ ہیں۔ نہ کہ اگلے پچھلے سب۔

وقف منزل

ع ٩ ١٤ ١٤

عَدۡلٌ وَّلَا تَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿١٢٣﴾ وَاِذِ ابۡتَلٰۤى

جائے گا، اور نہ کوئی سفارش اس کو فائدہ پہنچائے گی - اور نہ ان کی مدد کی جائے گی - اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ

اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ

ابراہیمؑ کے رب نے اس کا امتحان لیا [1] چند کلمات سے تو اس نے انھیں پورا کردیا۔ تو خدا نے فرمایا کہ میں تمھیں سب انسانوں کا امام

قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿١٢٤﴾ وَاِذۡ جَعَلۡنَا

بنانیوالا ہوں۔ ابراہیمؑ نے کہا اور میری اولاد میں سے - خدا نے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا [2] اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم

الۡبَيۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ

نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کیلئے ثواب [3] اور پناہ کی جگہ قرار دیا - اور (حکم دیا کہ) ابراہیمؑ کے کھڑا ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بنا

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ

لو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل سے عہد لیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف

وَالۡعٰكِفِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿١٢٥﴾ وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ

کرنیوالوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کیلئے پاک رکھو۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے کہا اے میرے پروردگار! اس

هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ

(شہر) کو امن کا شہر قرار دے، اور اسکے رہنے والوں کو جو ان میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں، پھلوں کا

بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنۡ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيۡلًا ثُمَّ

رزق پہنچا۔ (خدا نے) فرمایا اور جو کفر اختیار کرے گا تو اسے تھوڑا فائدہ تو میں اسے بھی دوں گا - پھر

اَضۡطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿١٢٦﴾ وَاِذۡ يَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ

اُسے جہنم کے عذاب کی طرف دھکیل دوں گا۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے - اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ابراہیم اور اسمٰعیل

الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَيۡتِ وَاِسۡمٰعِيۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ

خانۂ کعبہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے (اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری (یہ خدمت) قبول کر، بے شک تو

السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِنَاۤ

(ہماری دعا کا) خوب سننے والا اور (ہماری نیتوں کا) خوب جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا ہی فرمانبردار بندہ بنائے رکھ [4] اور ہماری اولاد

اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ ۖ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ

میں سے اپنی ہی ذات کی مسلمہ (فرمانبردار) امت اٹھا اور ہمیں ہمارے حج کی جگہیں دکھادے اور ہماری طرف (مہربانی کی) توجہ فرما - کیونکہ تو بڑا ہی توجہ

[1] وَاِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ:-

تفسیر صافی صد ۴۶ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا عبد مقرر کیا۔ اور رسول بنانے سے پہلے نبوت عطا فرمائی۔ پھر خلیل بنانے سے پہلے رسول بنایا۔ اور امام مقرر کرنے سے پہلے خلیل بنایا۔ جب یہ سب مدارج طے ہوگئے۔ تب ارشاد فرمایا: انی جاعلك للناس اماما۔ چونکہ یہ ایک بلند درجہ تھا۔ اور آپکے دل میں اس عہدہ کی بے حد عظمت تھی۔ آپ نے اپنی اولاد کیلئے بھی یہ سوال کیا: قال ومن ذریتی کہ کیا میری اولاد میں سے بھی کسی کو یہ درجہ ملیگا؟ خدا نے فرمایا: لا ینال عهدی الظالمین۔ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ (انتھی)۔

یہاں پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امامت کے ملنے کو عہد الٰہی قائم رکھنے پر معلق کیا ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد سے عصمتِ مطلقہ مراد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔ الم اعهد الیکم یا بنی ادم ان لا تعبدوا الشیطان۔ (یٰسین): اے اولاد آدم کیا تم سے میں نے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کے بندے نہ بننا یعنی اسکے کسی امر کی بھی اطاعت نہ کرنا چونکہ ہر گناہ اغوا اور اطاعت شیطان ہی سے ہوتا ہے اسلیے گنہگار امام نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ظالمین کی تشریح اور توضیح بھی فرمادی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ان الشرك لظلم عظیم (پ ۲۱ لقمان ع ۲) شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ مشرک ظالم بلکہ بہت بڑے ظالم ٹھیرے دوسرے مقام پر ارشاد ہے: والكافرون هم الظالمون (پ ۳ بقرع ۲) کافر ہی ظالم ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے: ومن یتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون۔ (پ ۲ بقرع ۳) - جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدیں پھاند جاتے ہیں وہ ظالم ہیں۔ ان آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مشرک کافر اور گنہگار سب ظالم ہیں اسلیے مستحق امامت نہیں اور چونکہ قرآن مجید میں ظالموں کو لعنت کا مستوجب قرار دیا گیا ہے ان لعنة الله علی الظالمین (پ ۸ اعراف ع ۵) یعنی خدا کی رحمت سے دور کیے گئے ہیں۔ اسلیے جب تک کوئی شخص شرک، کفر یا گناہ میں مبتلا رہے۔ اس پر خدا کی لعنت پڑتی رہتی ہے ایسے لوگ امام نہیں بنائے جا سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص یہ کہدے کہ بحکم التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرلے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ تو ایسے لوگ جو پہلے مشرک یا کافر رہے بعد میں اسلام لائے وہ تو امام بن سکتے ہیں! اس کا جواب یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (پ ۱۲ ھود ع ۱۰) کہ خبردار ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جانا جو پہلے کبھی گناہ کر چکے تھے۔ ظلموا صیغہ ماضی ہے یعنی اسلام لانے سے قبل گناہ کر چکے تھے اگرچہ وہ مسلمان ہوگئے لیکن چونکہ کبھی گناہ۔ شرک اور کفر کر چکے تھے۔ اسلیے امامت کے اہل نہیں رہے امام وہی ہو سکتا ہے جو خدا کے عہد پر قائم رہا ہو یعنی معصوم ہو۔ غیر معصوم امام نہیں ہو سکتا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بنانا خدا کے اختیار میں ہے لوگ اپنے باہمی مشورہ سے امام مقرر نہیں کر سکتے آنحضرت صلعم کے بعد حضرت علیؑ اور آپکی ذریت سے باقی گیارہ امام منصوص من اللہ تھے وہ سب معصوم تھے۔

[2] عَهِدۡنَا: اسکے معنی ہیں اَوۡصَاهُ وَشَرَطَ اِلَيۡهِ (اقرب) اسے تاکید کی اور اسکی پابندی اس پر۔

[3] مثابه: المثابة الموضع الذی یثاب ای یرجع الیه مرة بعد اخری (تاج العروس)

[4] ربنا واجعلنا: یہ آیت اور اسکے بعد والی آیت دونوں [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] صفحہ ۴۲۵ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

چکے تھے۔ اسلیئے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا اپنے لیئے مسلمان ہونے کی دعا مانگنا کیا مطلب رکھتا ہے۔ کیا نبی اور امام مسلمان نہیں ہوتے؟ استغفر اللہ! بات یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے بقائے اسلام کی دعا مانگی تھی کہ ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ تیرے ہی خاص مطیع و منقاد رہیں۔ ابراہیم کا اسلام نبوتی اسلام تھا جس میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ ابراہیمؑ سے کہا: اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین (پ بقرع ١٦) یاد کر جب خدا نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ اسلام (نبوتی) کا اظہار کر۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ میں تو (پیدائش سے ہی) جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہو چکا ہوں پھر دعا کی کہ ہم دونوں یعنی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی ذریّت میں سے ایک اپنی امت مسلمہ بنا یعنی اس کا اسلام بھی نبوتی اسلام ہو نہ کہ عام لوگوں کا اسلام

آگے دعا کی کہ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم اے ہمارے رب! اس امّتِ مسلمہ میں سے ہی ایک رسول مبعوث فرما۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو ذرّیت حضرت اسماعیل علیہ السّلام سے پہلے اور آخری نبی ہیں مبعوث ہوں تو امّتِ مسلمہ موجود ہونی چاہیئے جس میں سے وہ مبعوث ہوں پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے والدین باسلام نبوتی مسلمان تھے۔ کیونکہ ان ہی کے گھر آپ پیدا ہوتے اور یہ اُمّتِ مسلمہ کی فرد تھے۔ لیکن اگر جیسا کہ بعض مسلمان آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کو (نعوذ باللہ) کافر قرار دیتے ہیں۔ صحیح مانا جاتے تو انکار نبوت لازم آئے گا۔ کیونکہ قرآن کریم کی رو سے جس آخری نبی نے مبعوث ہونا تھا اس کا اُمّتِ مسلمہ میں پیدا ہونا ضروری تھا۔ اور اگر ان کے والدین نعوذ باللہ مسلمان نہ تھے تو وہ موعود نبی یہ نہ ہوگا بلکہ کوئی اور ہوگا جو ابھی تک نہیں آیا۔ اور یہ عقیدہ باطل ہے۔ آپؐ ہی وہ موعود نبی ہیں اور آپ کے والدین مسلمان اور اُمّتِ مسلمہ کی فرد تھے۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ذرّیت ابراہیمؑ میں نسل اسماعیل سے سوائے حضرت محمد مصطفٰے صلعم کے اور کوئی نبی نہیں ہوا۔

الرَّحِيمُ ١٢٨ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ التَّوَّابُ

فرمانے والا نہایت ہی مہربان ہے۔ اے ہمارے رب تو ان (امّتِ مسلمہ) میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما، جو ان پر تیری

آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ

آیتیں پڑھے، اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، اور انھیں پاک کرے۔ بیشک تو ہی غالب صاحب حکمت

١٥ ع ٨ ١٥

الْحَكِيمُ ١٢٩ وَمَن يَرْغَبُ عَن مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ

ہے۔ اور کون ہے جو ابراہیمؑ کی ملت سے منہ پھیرے، سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو احمق بنایا۔

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ١٣٠

اور بیشک ہم نے اسے دُنیا میں مصطفٰے کیا۔ اور بیشک وُہ آخرت میں صالحین میں سے ہے۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ١٣١ وَوَصَّىٰ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اسکے ربّ نے اسے کہا کہ اسلام (نبوتی) کا اظہار کر اس نے کہا کہ میں جہانوں کے ربّ کا فرمانبردار ہوں۔ اور ابراہیمؑ اور

بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ

یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو اسکی وصیّت کی کہ اے میرے بیٹو! یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو تمہارے لئے مصطفٰے کیا ہے،

فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ١٣٢ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ

پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان ہی ہو کر۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جبکہ یعقوبؑ پر موت

يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا

آئی۔ جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔ انھوں نے کہا

نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا

کہ ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادوں [١] ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود خدائے واحد کی عبادت کریں گے،

وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ١٣٣ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم

اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ وہ ایک امت تھی جو چل بسی [٢] جو اس نے کمایا ہے وہ اُس کیلئے ہے، اور تمہارے

مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ١٣٤ وَقَالُوا كُونُوا

لئے ہے جو تم کماتے ہو۔ اور تم سے بازپرس نہ ہوگی، اس چیز کی جو وُہ کیا کرتے تھے۔ اور انھوں نے یہ کہا کہ یہودی یا

هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ

نصرانی ہو جاؤ تو سیدھی راہ پاؤ گے۔ (اے رسولؐ ان سے) کہدو (یوں نہیں) بلکہ ہم ابراہیمؑ کی ملت پر ہیں جو اللہ کی طرف [٣] لا تھا اور وُہ

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[١] آبائك: الاَبُ۔ الوالد ويسمى كل شيء من كان سببا في ايجاد شيء او اصلاحه او ظهوره ابا (مفردات راغب) یعنی اب والد کو کہتے ہیں۔ اسطرح ہر وہ چیز جو کسی چیز کے پیدا کرنے کا موجب ہوا سے بھی اب کہتے ہیں۔ اور جب چچا کا باپ کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تو چچا بھی اب کہلاتا ہے اسی طرح ماں باپ کیلئے بھی آبوین آتا ہے۔ [٢] خلت: خلاء سے جس کے معنی گذر جانے کے ہیں (مفردات راغب) [٣] حنیفا: حنیف کے لغوی معنے ہیں ایک طرف کا اور دینوں سے بیزاری کا اظہار کرنا۔ اور دین حق سے تمسک کرنا اور اسکے معنے فتنہ شدہ بھی آتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ حنیفیت میں طہارت بھی ہے اور وہ دس باتیں ہیں۔ پانچ سر سے متعلق ہیں۔ اور پانچ بدن سے۔ جو پانچ باتیں سر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: (١) لبیں کتروانا (٢) ڈاڑھی بڑھانا (٣) بال کتروانا (٤) مسواک کرنا (٥) خلال۔ اور جو بدن سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: (١) تمام جسم کے بال دُور کرنا (٢) ختنہ کرانا (٣) ناخن کٹوانا (٤) غسل جنابت کرنا۔ (٥) پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا۔ یہ حنیفیت یا قواعد طہارت ہیں جو جناب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو تعلیم کیے گئے تھے اور جو نہ منسوخ ہوئے اور نہ قیامت تک منسوخ ہوں گے۔ الحنیف کے معنی ہیں (١) المائل عن الشئ کسی چیز کی طرف سے (باقی صفحہ ٢٦ پر)

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى

مشرکین میں سے نہ تھا۔ (اے مسلمانو!) تم یہ کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور اس پر بھی جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو

اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى

ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط پر نازل کیا گیا تھا۔ اور اس پر بھی جو کچھ کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا

وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ

گیا تھا۔ اور اس پر بھی جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا تھا۔ ہم تو ان میں سے کسی ایک کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ

اور ہم تو اسی (اللہ) کے فرمانبردار ہیں۔ پس اگر وہ ایمان لے آئیں جیسا کہ تم اس پر ایمان لائے ہو، تو یقیناً وہ

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ

ہدایت پا گئے۔ اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو بات یہی ہے کہ وہ تمہاری دشمنی میں مبتلا ہیں [1]۔ پس (اے رسولؐ) ان کے مقابلہ میں خدا تمہاری مدد

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ

کیلئے کافی ہوگا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ رنگ تو خدا کا ہے [2] اور خدا کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے، اور

نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ

ہم تو اسی کیلئے عبادت کرنے والے ہیں۔ (اے رسولؐ ان سے) کہدو کیا تم ہم سے خدا کے معاملہ میں جھگڑتے ہو، حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا

اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ

بھی، اور ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، اور ہم تو اسی کے اخلاص رکھنے والے ہیں [3]۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط یہودی تھے یا نصرانی۔

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ

(اے رسولؐ ان سے) کہدو کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔ اور اس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو

مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ

اور وہ چھپائے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔ یہ ایک امت تھی، جو یقیناً گذر گئی،

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

جو کچھ اس نے کمایا اس کیلئے ہے اور جو کچھ تم نے کمایا تمہارے لئے ہے اور تم سے باز پرس نہ ہوگی اس چیز کی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

ع ۱۲ — ۱۴۱ — ۱۶

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

توجہ پھیر کر دوسری طرف جھک جانیوالا (۲) محاورہ میں اس کے معنی ہیں۔ المائل عن الضلالة الی الھدی (مفردات) جو شخص ضلالت سے منہ پھیر کر ہدایت کیطرف توجہ کرلے۔ (۳) المستقیم سیدھا راستہ (۴) الصحیح المیلان الی الاسلام جس کی اسلام کی طرف توجہ ہو۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] شقاق:-

شق جانب کو کہتے ہیں۔ پس شقاق کے معنے ہیں دوری کے۔ شاق کا مصدر ہے۔ اور شاق کے معنے ہیں خَالَفَہٗ وَعَادَاہٗ یعنی اس نے مخالفت اور دشمنی کی۔

[2] صبغة الله:-

عیسائی بچہ کو بپتسمہ دیتے ہیں جسے اصطباغ کہا جاتا ہے۔ وہ غسل ہوتا ہے جو زرد رنگ کے پانی سے دیا جاتا ہے۔ جب تک بچہ کو بپتسمہ نہ دیا جاتے وہ اگر مر جاتے تو اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرتے کیونکہ وہ عیسائی نہیں سمجھا جاتا۔

اسلام چونکہ مذہب فطرت ہے اور ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اسلیئے خدا نے مومنین کو روز میثاق ولایت کا رنگ دیدیا۔ چونکہ یہ خدا کا دیا ہوا رنگ ہے اس لیئے یہی بہتر ہے جس طرح رنگ کا اثر رنگی ہوئی چیز پر نمایاں ہوتا ہے اسی طرح ولایت آلِ رسول صلعم کا رنگ مومنین میں ظاہر ہوتا ہے (تفسیر صافی ص۴۸)۔

[3] اتحاجوننا:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبعوث بنبوت ہونا اہل کتاب کو نہایت شاق گذرتا تھا کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا دین قدیم ہے۔ نبی ہم میں سے ہی تھے اور ہماری ہی کتاب پرانی ہے اسلیئے اگر یہ نبی ہوتے تو ضروری تھا کہ ہم ہی سے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا کہ اے رسولؐ ان سے کہدو کہ تم لوگ اللہ کے بارے میں حجت کرتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی ویسا ہی پروردگار ہے جیسا کہ تمہارا! اسے اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنی رحمت سے نوازے۔ ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں۔ اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ۔ چونکہ ہم صدق دل اور خلوص سے اس کی اطاعت اور عبادت کرتے ہیں اسلیئے کچھ بعید نہیں کہ وہ ہمارے اعمال کے سبب سے ہماری عزت بڑھادے۔ (تفسیر صافی ص۴۸)۔

[4] الاسباط:-

سِبْطٌ کی جمع ہے۔ اور سبطٌ کے معنی اصل میں پھیلاؤ کے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے لمبے بالوں کو سبط کہتے ہیں سخی آدمی کو سبطُ الکَفَّیْنِ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ہاتھ ہر ایک حاجتمند تک پہنچ جاتا ہے۔ بیٹے کے بیٹے کو بھی سبط کہتے ہیں۔ کیونکہ جب بیٹوں کے بیٹے ہوجائیں۔ تو نسل کا پھیلاؤ شروع ہو جاتا ہے۔ پس اسباط کے معنی پوتوں کے ہوں گے یا ان کی نسل کے جو حضرت یعقوب کے خاندان کے پھیلانے کا باعث اور ذریعہ ہوئی۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي

عنقریب بعض بے وقوف لوگ یہ کہیں گے ؎۱ کس چیز نے انھیں اس قبلہ سے ؎۲ روگرداں کیا جس کی طرف یہ (نماز

كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

پڑھا کرتے) تھے ؎۳ (اے رسول) اُن سے کہہ دو کہ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھی

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٤٢﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا

راہ کی طرف جانے کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمھیں اعتدال والا گروہ بنایا ؎۴ تاکہ تم

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا

لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہے ۔ اور

جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ

جس قبلہ کی طرف تم (نماز پڑھا کرتے) تھے۔ اُسے ہم نے نہیں مقرر کیا تھا۔ مگر اسی لئے کہ ہم ان کو

الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً

جو رسول کی پیروی کرتے ہیں اُن سے جو پچھلے پاؤں پلٹ جاتے تمیز کرلیں اور اگرچہ یہ (تحویل قبلہ) (سب پر

إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ

ہی شاق گذرا سوائے ان کے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت پاگئے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کرے

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ

بیشک اللہ تعالیٰ سب لوگوں پر بہت شفقت کرنیوالا مہربان ہے ۔ (اے رسول) ہم تمہارا آسمان کی طرف چہرے کا

فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

رُخ کرنا ضرور دیکھ رہے ہیں پس ضرور ہم تمہارا رُخ اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو تمھیں پسند ہے۔ پس تم اپنا رُخ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ

مسجد الحرام کی طرف کرلو ۔ اور جہاں کہیں تم ہوا کرو تم اپنا رُخ (نماز میں) اسی کی طرف کر لیا کرو ۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ

اور بیشک جنھیں کتاب دی گئی وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ (تبدیلی قبلہ) اُنکے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٤﴾ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ

اور جو عمل یہ لوگ کرتے ہیں اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے ۔ اور تم اگر اُن لوگوں کو جنھیں کتاب دی گئی ہے

الجزو ۲

؎۱ السّفھآء: سفیہ کی جمع ہے اور السفیہ کے معنے ہیں خفۃ الحلم۔ حلم کی کمی۔ الجھل۔ جہالت۔ الخفۃ۔ ہلکا ہلکا ہونا۔ الحرکۃ۔ حرکت۔ الاضطراب۔ اضطراب۔ پس سفیہ کے معنے ہوئے کم عقل۔ کم علم۔ بات کو بغیر سوچے سمجھے بول اٹھنے والا۔ سطحی نگاہ والے۔ بے استقلال۔ ؎۲ فلنولینک: ولہ الامر کے معنے ہیں جعلہ والیاً علیہ۔ اسے فلاں پر مسلط کر دیا۔ (اقرب) ولّیت وجھی کذا کے معنے ہیں۔ اقبلت میں نے اسکی طرف منہ پھیرا (مفردات) القبلۃ۔ الجھۃ۔ کل ما یستقبل من شیٔ: قبلہ کے معنے ہیں جہت۔ ہر وہ چیز جو سامنے ہو۔ ہر وہ چیز جسکی طرف منہ کیا جائے یا پھیرا جائے (اقرب)۔

؎۳ ما ولّٰھم: یہ یہودیوں کا قول بیان ہوا ہے۔ احتجاج طبرسی میں امام حسن عسکریؑ سے روایت ہے کہ مکہ میں آنحضرت صلعم کا قبلہ بحکم خُدا بیت المقدس تھا اسی سمت کی طرف رخ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ بھی حکم تھا کہ اگر ممکن ہوسکے تو بیچ میں کعبہ بھی لے لیا کریں۔ اور جہاں ممکن نہ ہو وہاں بیت المقدس ہی کی طرف نماز پڑھا کریں۔ چنانچہ مکہ میں اسی حکم پر عملدرآمد ہوتا رہا۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو وہاں بھی سترہ ماہ تک اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہودیوں نے طعنہ زنی شروع کی کہ مسلمانوں کی نماز ہمارے قبلہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ یہ بات آنحضور صلعم کو ناگوار گزری چنانچہ آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا کہ آپ خدا سے دُعا مانگیں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی جو ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ حکم پہنچا قد نرٰی ... عما یعملون یہ آیت آگے آتی ہے۔ اس پر یہودیوں نے یہ کہنا شروع کیا ما ولّٰھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا۔ اور خدا کی طرف سے جواب ملا للہ المشرق والمغرب کہ مشرق اور مغرب سب سمتیں اللہ ہی کی ہیں وہ جسے چاہے قبلہ مقرر کر دے۔ اور یہ قبلہ کا مقرر کرنا مرکزیت کیلئے تھا ورنہ خُدا تو جسم نہیں رکھتا کہ اس کی طرف منہ کا رُخ کیا جائے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی ذریت میں سے نبوت حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ تک حضرت اسحاقؑ کی نسل میں رہی۔ ان کا قبلہ بیت المقدس مقرر تھا۔ آپ کے بعد نبوت حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں منتقل ہوئی اور جناب محمد مصطفٰے صلعم آپ کی اولاد میں پہلے اور آخری نبی تھے۔ اسلئے اسحاقی قبلہ تبدیل ہو کر اسماعیلی قبلہ مقرر ہوا۔ چونکہ آنحضرتؐ کی نبوت قیامت تک ہمیشہ والی ہے اسلئے کعبہ کا قبلہ ہونا بھی قیامت تک ہمیشہ والی ہے۔ یہ تحویل قبلہ بنا بر مشہور بروز دوشنبہ ۲ھ میں بدر کی لڑائی سے دو ماہ پہلے ہوئی جبکہ آنحضرت صلعم حضرت علیؑ اور دیگر اصحاب کے ہمراہ مدینہ سے ڈیڑھ کوس دُور مسجد قبا میں نماز ظہر ادا کر رہے تھے ابھی دو رکعتیں پڑھی تھیں کہ عین نماز پڑھنے میں ہی تحویل قبلہ کا حکم آگیا۔ آنحضرتؐ فوراً کعبہ کے رُخ پھر گئے۔ آپ کے ساتھ ہی حضرت علیؑ اور بعض اصحاب بھی کعبہ کی طرف پھر گئے۔ اور انھوں نے باقی دو رکعتیں کعبہ کی طرف منہ کرکے پڑھیں۔ اسی لئے اس مسجد کو ذو قبلتین کہتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کو مصلّی الی القبلتین کہتے ہیں کہ آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی (تفسیر صافی ص۲۹)

؎۴ امۃ وسطا: لغت میں اُمت کے معنی گروہ آتے ہیں۔ اور قرآن کی رُو سے اُمت شخص واحد پر بھی بولا گیا ہے اور امام کے معنوں پر بھی اس کا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ (پ۱۴ نحل ع۱۶) کہ تحقیق ابراہیمؑ ایک اُمت تھا خُدا کا فرمانبردار اور ابراہیمؑ امام تھے۔ انی جاعلک للناس اماما (پ۱ بقرہ ع۱۵) یہ آیت پہلے گزر چکی ہے۔ وسط کے معنے صاحب اعتدال کے آتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس صفت سے عام لوگ متصف نہیں ہو سکتے، صرف وہی ہو سکتے ہیں جو افراط تفریط سے پاک ہوں نہ تو وہ حق سے منحرف ہوں اور نہ باطل کی طرف جھکیں۔ چونکہ اُمتِ رسولؐ میں ہر قسم اور اعمال کے لوگ موجود ہیں نیک بھی بد بھی، فاسق اور فاجر بھی اس لئے ان سب پر "وسط" کی صفت صادق نہیں آسکتی معلوم ہوا کہ اس سے صرف خاص ہستیاں مراد ہیں۔ جو افراط تفریط سے بالکل پاک اور معصوم ہیں اور وہ صرف امام ہی ہو سکتے ہیں انھیں "اُمت وسط" اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ خدا اور اُس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔ خدا کے احکام لوگوں کو پہنچاتے ہیں اور لوگوں کے اعمال خدا تک۔ یہ آئمہ علیہم السلام لوگوں کے اعمال پر گواہ ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر۔ دیکھئے اصول ص۱۱۱ طبع نولکشور اور تفسیر مواہب التنزیل جلد ۲ میں فرمان حضرت علی علیہ السلام بروایت سلیم بن قیس الہلالی۔

أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ

ساری نشانیاں بھی لادے تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے ۔ اور نہ تم ہی ان کے قبلہ

قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

کی پیروی والے ہو سکتے ہو ۔ اور نہ ہی اُن میں کا ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی کرنیوالا ہے ۔ اور جو علم تمہارے پاس

أَهْوَاءَهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ

آچکاہے اس کے بعد بھی اگر تم ان کی خواہشوں پر چلے تو البتہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ

الظَّالِمِينَ ﴿١٤٥﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

گے ۔ وُہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وُہ اس (رسول) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جسطرح

أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾

اپنے بیٹوں کو ۔ اور بیشک ان میں کا ایک گروہ حق کو ضرور چھپاتا ہے ، درآنحالیکہ وُہ جانتے ہیں ۔

الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾ وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ

حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پس تم ہرگز شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو جانا ۔ اور ہر ایک کے لئے ایک

هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ

سمت ہے جسکی طرف وُہ (نماز میں) مُنہ پھراتا ہے پس تم (اے مسلمانو) نیکیوں کی طرف سبقت کرو جہاں کہیں بھی تم ہو گے

اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾ وَمِنْ حَيْثُ

اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئیگا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شئے پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے ۔ اور (اے رسول) جس

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ

طرف سے بھی تم نکلو اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف کر لیا کرو اور بیشک یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے

مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ

برحق ہے ۔ اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اس سے بےخبر نہیں ہے ۔ اور (اے رسول) جسطرف

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا

سے بھی تم نکلو اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف کر لیا کرو ۵ اور جہاں کہیں بھی تم

كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ

ہو اپنے چہرے اس کی سمت کر لیا کرو ۵ تاکہ لوگوں کا الزام تم پر قائم نہ ہو ۔

(وقف لازم) (وقف منزل) ع ۱۷/۱ (وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

۱ یعرفونہ :۔ تفسیر قمی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ توریت ، زبور اور انجیل میں آنحضرت صلعم ، آپ کے سچے اصحاب اور ان کی مہاجرت کا سب ذکر آچکا ہے ۔ اس لئے وہ آنحضرت صلعم ، آپ کے سچے اصحاب اور ان کی مہاجرت کا سب ذکر آچکا ہے ۔ اسی لئے وہ آنحضرت صلعم کو اچھی طرح پہچانتے تھے ۔ مگر جب آپ مبعوث ہوئے تو انھوں نے نہ پہچانا ۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ (پ ۱ بقرہ ع ۱۱) ۔

۲ ممترین :۔ اس شک کے مصداق غیر نبی ہیں ۔ کیونکہ نبی صلعم کی شان تو یہ ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (پ ۲۷ النجم ع ۱) کہ وہ (نبی صلعم) اپنی خواہش سے تو کچھ نطق نہیں فرماتے ۔ یہ تو وہ وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے ۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ (پ ۷ انعام ، ع ۵) لہٰذا اس شک کے مصداق غیر نبی ہیں ۔ دیکھئے تفسیر الاء الرحمٰن صفحہ ۱۳۳ ۔

۳ فاستبقوا :۔ نماز ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے جس کی غرض توجہ کو قائم کرنا ، نفس کا تزکیہ کرنا ۔ اور نیکیوں کی طرف بڑھ جانا ہے اور یہی عبادت کا صحیح مفہوم ہے ۔

۴ جمیعًا :۔ کمال الدین اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رات کو اپنے اپنے بستروں سے مفقود ہو جائیں گے اور صبح اٹھیں گے مکہ معظمہ میں ہو گی ۔ اور بعضے ان میں سے دن دہاڑے بادلوں کی سواری پر جائیں گے ۔ اور ہم ان میں سے ہر ایک کا نام اور اس کے باپ کا نام ، اس کی صورت اور حسب و نسب سب جانتے ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۵) ۔

لمترجم :۔ بادلوں کی سواری سے امام علیہ السلام کی مراد ایسی سواری ہو سکتی ہے جو بادلوں کی طرح ہوا کے دوش پر چلے ، جیسا کہ آج کل کے ہوائی جہاز وغیرہ ۔ اس لئے نئی روشنی کے دلدادگان کو بادلوں کی سواری سے دل تنگ نہیں ہونا چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ہر طرح کی سواریاں پیدا کی ہیں ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون ۝ وعلی اللّٰہ قصد السبیل ومنھا جائر (پ ۱۴ ، نحل ع ۱) ترجمہ : اور اس نے گھوڑوں ، خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا ۔ تاکہ تم ان پر سواری کرو ۔ اور اس میں زینت بھی ہے (اس کے علاوہ) اور چیزیں بھی (سواری کیلئے) پیدا کرے گا ۔ جن کو تم نہیں جانتے اور سیدھا راستہ دکھانا اللہ کے ذمہ ہے اور بعض راہ ٹیڑھے بھی ہیں ۔ معلوم ہوا کہ علاوہ گھوڑے خچر اور گدھے کے اللہ تعالیٰ ایسی سواریاں بھی بنائیگا جن کو اس زمانہ کے لوگ نہ جان سکتے تھے ۔ اور اسی میں موٹر لاری اور ہوائی جہاز وغیرہ بھی آجاتے ہیں ۔

۵ شطر المسجد الحرام :۔ خانہ کعبہ کی لمبائی ۲۴ ہاتھ اور چوڑائی ۱۹ ہاتھ ہے ۔ اسکے اردگرد ایک خاص حد تک مسجد الحرام ہے ۔ اسے مسجد الحرام یا حرمت والی مسجد اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے اندر کسی کا قتل کرنا ، یا ایذا پہنچانا اگر چہ واجب القتل ہو ، یا درخت اکھاڑنا یا گرا ہوا مال اٹھانا حرام ہے ۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آیت کے پہلے حصہ میں آنحضرت صلعم اور اہل مدینہ سے خطاب ہے ۔ اور دوسرے میں کل نمازیوں سے خواہ وہ مغرب میں رہتے ہوں یا مشرق میں اور مقصود یہ ہے کہ جو لوگ مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہیں ان کیلئے تو خود بیت اللہ قبلہ ہے اور جو مسجد الحرام سے باہر لیکن حرم کعبہ کے اندر ہوں ، اُن کیلئے مسجد الحرام قبلہ ہے اور تمام اہل زمین کے لئے کل حرم مکہ ۔

۵ الحجۃ : قال الازھری اتوجہ الذی یکون الظفر بہ یسمّٰی حجۃ (لسان العرب) وفی الی البقاء ومن حیث الحلیۃ علی الخصم یسمّٰی حجۃ ۔ ازہری کہتے ہیں کہ وہ دلیل جس سے انسان کو کامیابی حاصل ہوا سے حجت کہتے ہیں ۔ اور کلیات ابوالبقاء میں ہے کہ اس کا نام حجت اس لئے رکھا گیا کہ اس کے ذریعے دشمن پر غلبہ حاصل ہوتا ہے ۔

حُجَّةٌ ۙ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي

سوائے اُن کے جنھوں نے ان میں سے ظلم کیا ۔ پس تم ان سے نہ ڈرو اور صرف مجھ سے ہی ڈرو

وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝١٥٠ كَمَا أَرْسَلْنَا

اور تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کردوں ۔ اور اسلئے کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ ۔ (تحویل قبلہ ایسی ہی نعمت ہے)

فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ

جیسے ہم نے تم میں ایک رسول تمھیں میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمھارا تزکیہ کرتا ہے اور تمھیں

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝١٥١

کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے ۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝١٥٢ يَا أَيُّهَا

پس تم میری یاد کرو [1] میں تمھیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو [2] اور ناشکری نہ کرو ۔ اے لوگو !

الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

جو ایمان لائے ہو صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ سے مدد مانگو [3] بیشک اللہ تعالیٰ صبر

الصَّابِرِينَ ۝١٥٣ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

کرنیوالوں کے ساتھ ہے ۔ اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کئے جائیں انھیں مُردہ مت کہو ۔

أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝١٥٤ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

بلکہ وہ زندہ ہیں [4] مگر تمھیں (ان کی اس زندگی کا) شعور نہیں ۔ اور ہم ضرور تم کو

بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ

[5] تھوڑے سے خوف اور کچھ بھوک اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان

وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝١٥٥ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ

سے آزمائیں گے ۔ اور (اے رسول) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا جن پر جب کوئی مصیبت پڑی تو کہنے

قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝١٥٦ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ

لگے بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کے حضور پلٹ کر جانے والے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار

مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝١٥٧ إِنَّ الصَّفَا

کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں ۔ بیشک صفا [6]

ع ۱۸ / ۵ / ۲

۱ہ فاذکرونی :- الخصال میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ تم خدا کو ہر جگہ یاد کرو کہ وہ ہر جگہ تمھارے ساتھ موجود ہے ۔ کافی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم تو میرا ذکر اپنے مجمع میں کر میں تیرا ذکر اس سے بہتر مجمع میں کروں گا یعنی فرشتوں کے مجمع میں (تفسیر صافی ص۴۵)۔ **۲ہ واشکرولی** :- تفسیر صافی ص۴۵ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس نے الحمد للہ کہا اس نے خدا کی کل نعمتوں کا شکریہ ادا کیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر نعمت کا شکریہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ حرام ہے اس سے پرہیز کریں ۔ الخصال میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جو بلا خدا کی طرف سے نازل ہو اس پر صبر واجب ہے اور جو فیصلہ خدا نے فرمایا اس کو تسلیم کرنا واجب ہے ۔ اور جو نعمت خدا کی طرف سے ملے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے ۔

۳ہ بالصبر :- مصباح الشریعة میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی آبرو جانے یا بات کے بگڑ جانے پر مجبوراً صبر کرے اور مخلوق سے شکایت نہ کرے تو وہ عام صبر کرنیوالوں میں محسوب ہوگا اور اس کا حصہ اس بشارت میں ہوگا جس کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم آیا کہ بشر الصٰبرین ۔ اور جو شخص خدا کی نازل کردہ بلا کو خوشی سے قبول کرے اور سکون و قرار کے ساتھ صبر کرے ، اس کا شمار خواص میں ہوگا اور اس کا حصہ اس خوشخبری میں ہوگا جس کی خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے ان اللہ مع الصٰبرین ۔ نیز امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس آیۂ مجیدہ میں صبر سے مراد روزہ ہے (تفسیر صافی ص۴۵)۔

۴ہ احیاءٌ :- التہذیب میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے ارواح مومنین کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں اپنی اصلی صورت کے جسموں میں اسی طرح موجود ہیں کہ اگر تم انھیں دیکھو تو پہچان لو (تفسیر صافی ص۴۶)۔ **۵ہ ولنبلونکم** :- بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ عجب نہیں کہ اس آیت سے جناب امام حسینؑ کی طرف اشارہ ہو کیونکہ جو باتیں اس میں مندرج ہیں اُن کا سچا مصداق امام حسینؑ کے سوا دوسرا نظر نہیں آتا ۔ لیکن یہ درست معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ اس آیت میں بشیءٍ من موجود ہے جو ہر شے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے کی قلت پر دال ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں خوف ، بھوک ، پیاس ، نقصانِ مال و جان اور قتل و غارت کی انتہا کر دی گئی تھی ۔ اکمال الدین میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ اس آیت میں جن آزمائشوں کا ذکر ہے وہ قائم آلِ محمدؑ کے ظہور کی علامتیں ہیں کہ اس وقت مومنین کا خدا کی طرف سے امتحان ہوگا ۔ یہ جو خدا نے فرمایا ہے بشیءٍ من الخوف یہ خوف بنی امیہ کے بادشاہوں سے ہوگا جو انکے غلبہ کے آخر زمانہ میں ہونگے اور یہ جو فرمایا والجوع یہ [illegible] میں نرخ حد سے زیادہ مہنگے ہو جانے سے ہوگا ۔ اور یہ جو فرمایا ونقص من الاموال یہ تجارتوں کے خراب ہو جانے سے اور فصلوں کے کم ہو جانے سے ہوگا اور یہ جو فرمایا والانفس یہ طرح طرح کی موت کے واقع ہونے سے ہوگا اور والثمرات جو فرمایا ہے ، یہ جو کچھ زراعت کرینگے اس میں کمی پیداوار کی وجہ سے ہوگا ۔ اور یہ جو فرمایا وبشر الصٰبرین یہ خوشخبری انکو دیئے جانیکا حکم ہے جو ان مصیبتوں کے وقت میں قائم آلِ محمدؑ کے خروج کے منتظر ہونگے ۔ پھر فرمایا کہ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس آیت کی تاویل ہے اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم (تفسیر صافی ص۴۶)۔ **۶ہ ان الصفا والمروة** :- یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں مشرکین نے ایام جاہلیت میں ان پر دو بت رکھے تھے ، صفا پر اساف نامی بت رکھا رہتا تھا اور مروہ پر نائلہ ۔ اسلئے لوگوں کا خیال ہوا کہ کہیں انکے درمیان سعی (دوڑ لگانا) گناہ نہ ہو ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس سے مسلمانوں کو اطمینان ہوا ۔ یہ تفسیر امام جعفر صادق سے منقول ہے جو کافی میں مندرج ہے ۔ نیز انہی حضرت سے یہ بھی مروی ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا خدا تعالیٰ نے گردن کشوں کی کسر شان کیلئے قرار دیا ہے یہ دوڑنا مناسک حج میں داخل ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان ہرولہ کر کے دوڑے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اس واقعہ کی یادگار قائم کی ہے جبکہ جناب ہاجرہ اپنے فرزند اسماعیلؑ کی پیاس بجھانے کیلئے پانی کی تلاش میں ان دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی تھیں ۔ خدا کو اپنے پیارے کی پیاس کی خاطر بی بی ہاجرہ کا دوڑنا اس قدر پسند آیا کہ ہر حاجی کیلئے فرض کر دیا کہ وہ ان دونوں کے درمیان دوڑ لگائیں ۔ اسے سعی کہتے ہیں اور یہ واجب ہے ۔ جب حضرت اسمٰعیلؑ کی پیاس کو بجھانے کیلئے جو

وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا
اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ بجالایا اسے لازم
جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ
ہے کہ ان دونوں کے درمیان (بھی) طواف کرے۔ اور جو نیکی کو بخوشی بجا لایا، پھر خدا بھی قدردان
شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ
اور واقف ہے۔ بے شک جو لوگ ان واضح ارشادات اور ہدایت کو جنھیں ہم نے اتارا،
الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ
چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ ہم نے انھیں کتاب میں لوگوں کیلئے واضح کرکے بیان کردیا یہی لوگ ہیں جن پر
اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا
اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنیوالے بھی لعنت کرتے ہیں لے سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے توبہ کی
فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اور اصلاح کی اور (جو چھپایا تھا) بیان کردیا ان کی توبہ میں قبول کرلوں گا اور میں بڑا توبہ قبول کرنیوالا (اور) بہت رحم کرنیوالا
كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
ہوں۔ بیشک جو لوگ کافر ہوگئے اور کفر ہی کی حالت میں مرگئے ان پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور
وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
سب لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی
وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اور نہ ہی وہ مہلت دیئے جائیں گے۔ اور تمہارا معبود تو وہی یکتا معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اُسکے
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
جو نہایت مہربان (اور) نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش ۲ے اور رات اور
اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا
دن کے اولنے بدلنے ۳ے اور کشتیوں میں جو دریاؤں میں چلتی پھرتی ہیں ۴ے جن سے
يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ
لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور اس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے بلندی سے اتارا، پھر اس سے زمین

لے یلعنھم اللہ:- اس آیہ مجیدہ سے قابلِ لعنت لوگوں پر لعنت کرنے کا جواز ثابت ہوا کہ حق چھپانے والوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت کرتا ہے اور ایک گروہ بھی اللہ کے ساتھ مل کر ایسے لوگوں پر لعنت کرتا ہے۔ قرآن مجید نے صرف دو ہی فعل ایسے بتلائے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ لوگ بھی شرکت کرتے ہیں۔ ایک صلوٰۃ ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً (پ۲۲، الاحزاب ع۷) یعنے بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے کل فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر صلوات بھیجتے ہیں۔ پس اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود بھیجو اور اُن کو ایسا تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔ دوسرے لعنت کا فعل ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور ایک گروہ شامل ہے۔ پس خوشحال ان کے جو مستحقینِ صلوات پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور مستحقین لعنت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ لاعنون کی تفسیر اس سے اگلی آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں لعنت کرنے والوں میں اللہ تعالیٰ۔ اس کے کل فرشتے اور والناس اجمعین یعنی جملہ نسلِ انسانی شامل ہیں۔ یہ بھی یاد رہنا چاہیئے کہ لعنت کوئی گالی یا دشنام نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کل کے نئی روشنی کے دلدادہ کہا کرتے ہیں۔ کیونکہ اول تو لعنت کے لغوی معنے رحمت سے دور کرنے کے ہیں جو ایک قسم کی بددعا ہے۔ دوسرے اگر لعنت گالی یا دشنام ہوتی جو خلافِ تہذیب ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بار بار اسے اپنے ساتھ منسوب نہ کرتا۔ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے بعد مخلوقِ خدا میں سب سے بہتر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ علماء بشرطیکہ صالح اور پرہیزگار ہوں۔ پھر پوچھا گیا کہ بدتر مخلوقِ خدا میں سے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا علماء جبکہ وہ بدکار ہوں۔ باطل کے ظاہر کرتے والے ہوں اور حق کے چھپانے والے کہ انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے: اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون اور جناب رسولِ خدا صلعم سے منقول ہے کہ جس شخص سے کوئی علم کے متعلق سوال کیا جائے اور وہ اُسے جان بوجھ کر چھپائے تو قیامت کے دن آتش جہنم کی لگام اُس چھپانے والے کے منہ پر چڑھائی جائے گی۔ تفسیر قمی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جب میری امت میں بدعتیں ظاہر ہوں تو علماءِ حقیقت کا اظہار لازم ہوگا۔ اور جو ایسا نہ کریں گے اُن پر خدا کی لعنت ہے۔ (تفسیر صافی ص۵)۔

۱۹ ع ۱۱ ۳

۲ے ان فی خلق السمٰوٰت:- یہ آیت جہاں بیان توحید باری تعالیٰ کی جہت سے نہایت مدلل ہے۔ اسی طرح اظہار علوم کائنات میں بھی واضح ترین ہے خلق السمٰوٰت سے علم الافلاک، علم ہیئت، علم نجوم۔ والارض سے جیوگریفی یا علم طبقات الارض۔ اختلاف اللیل والنہار سے فزیکل جیوگریفی۔ والفلک سے علم جہازرانی فی البحر سے علم البحر وغواصی من السماء سے علم کائنات الجو۔ بث فیھا من کل دابۃ سے چاند، مریخ، مشتری وغیرہ سیاروں میں جاندار آبادی کی طرف لطیف اشارہ۔ الریح والسحاب سے علم المزن والمطر اور محکمہ موسمیات کی ضرورت وغیرہ وغیرہ علوم کا انکشاف فرما دیا۔ اور ہر علم کو اپنی توحید کے دلائل میں پیش کیا۔ سبحان اللہ۔ ۳ے اختلاف:- یہ اختلف کا مصدر ہے اور اختلف زید اعمرواً کے معنے میں کہ زید عمرو کا قائم مقام ہوا۔ وجعلہٗ خلفہٗ اسے اپنے پیچھے کیا۔ اسی طرح اس کا ایک معنی ہیں اخذہ من خلفہ اسے پیچھے سے پکڑا (عقرب)۔ ۴ے الفلک:- اسکے معنی ہیں السفینۃ کشتی (اقرب) یہ لفظ مذکر بھی استعمال ہوتا ہے اور مؤنث بھی۔ اسی طرح یہ لفظ واحد اور جمع دونوں طرح بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اسکی مثالیں موجود ہیں۔ ایک جگہ آیا ہے اذ ابق الی الفلک المشحون (صافات) یہ واحد کی مثال ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبۃ (یونس) اس میں فلک کی طرف ھم جو جمع ہے پھیری گئی ہے گویا یہ لفظ جمع کیلئے

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۖ وَتَصْرِيفِ

کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیا ۔ لـه اور ہر چلنے والا جاندار اس میں پھیلا دیا ۔ اور ہواؤں کے

الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

چلانے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں ۔ سمجھنے والوں کیلئے بہت سی

يَعْقِلُونَ ۝١٦٤ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا

نشانیاں موجود ہیں ۔ اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو خدا کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک اور ہمسر بنا لیتے

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى

ہیں ۔ لـه ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے حالانکہ وہ لوگ جو ایمان لا چکے وہ خدا کے ساتھ سب

الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَ

سے زیادہ محبت رکھتے ہیں اور کاش کہ ظالموں کو (اب یہ بات) سوجھ جائے جو انھیں تب سوجھیگی جب عذاب دیکھ

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝١٦٥ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ

لیں گے یہ کہ تمام قوت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے ۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ وہ

الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝١٦٦

لوگ جنکی (دنیا میں) پیروی کی گئی ہوگی ان سے بیزاری کریں گے جنھوں نے پیروی کی ہوگی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا

ان کے کل تعلقات قطع ہو جائینگے اور جن لوگوں نے پیروی کی وہ کہیں گے کاش کہ ہمیں (دنیا کی طرف) لوٹ جانا ملے تو

تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ

تو ہم بھی ان سے اسی طرح بیزاری کریں جیسی کہ انھوں نے ہم سے بیزاری کی اسی طرح اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال ان کو دکھائیگا

وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝١٦٧ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا

جو سراپا حسرت ہونگے اور وہ جہنم سے نکلنے والے نہ ہوں گے ۔ اے لوگو ! زمین میں سے حلال اور

فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ

پاک چیزیں کھاؤ لـه اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو ۔

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝١٦٨ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَ

بیشک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے ۔ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ وہ تمھیں برائی کا حکم دیتا ہے ۔ اور

لـه بثّ :۔ اس نے بکھیرا ۔ اس نے پھیلایا (نصر ینصر) بثّ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ اصل میں بثّ کے معنی کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں ۔ اور اسی سے خاک کے ہوا سے اڑنے ۔ غم سے بیقرار ہونے اور راز کے افشاء ہونے کے لئے بثّ کا استعمال ہوتا ہے (لغات القرآن جلد ۲ ص ۲۲)۔

لـه اَندَادًا :۔ یہ ندّ کی جمع ہے المثل ولا یکون الا مخالفا یعنی ندّ مثل کو کہتے ہیں اور یہ لفظ ہمیشہ مد مقابل کیلئے بولا جاتا ہے یقال مالہ ندّ ای مالہ نظیر کہ اس کا کوئی ندّ یعنی نظیر نہیں ہے جمع انداد ۔

لـه اذ تبرّا :۔ اس آیہ مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے خود ساختہ پیشواؤں اور ان کو رہبر ماننے والوں کی وہ حالت بیان کی ہے جو قیامت کو ہوگی پیروکاروں سے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال ہوگا ، کہ تم نے اسلام کے احکام کی خلاف ورزی کیوں کی تھی ۔ تو وہ جواب میں کہیں گے کہ ہمیں تو جو کچھ ہمارے پیشواؤں نے حکم دیا تھا ہم وہی کرتے رہے ۔ پھر ان پیشواؤں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے ان کو راہ راست سے بھٹکا دیا تھا ۔ تو وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ ہم نے ہرگز ان کو اپنی تابعداری کا حکم نہیں دیا تھا اور ان سے تبرا کریں گے ۔ یہ سُن کر ان کے ماننے والے سخت بُری حالت میں ہوں گے سے

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

لـه لو انّ لنا کرۃ :۔ جب مریدین اپنے پیشواؤں کا تبرا سن لیں گے ۔ تو ان کے دلوں پر سخت حسرت برسنے لگے گی ۔ اور ان سے مایوس ہو کر وہ درگاہ رب العالمین میں درخواست کریں گے کہ اگر ہمیں ایک دفعہ پھر دنیا میں جانے کی اجازت مل جائے تو ہم بھی ان جھوٹے پیشواؤں سے اسی طرح تبرا کریں جیسا کہ انھوں نے ہم سے کیا لیکن یہ حسرت ہی رہے گی اور وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے ۔ الکرۃ بالفتح مرۃ یعنی کرۃ کے معنی ایک دفعہ کے ہیں (اقرب) الکرّ (مصدر) انعطف علی شیء کسی چیز کی طرف لوٹنا (مفردات) ۔

ع ۲۰ ۴

لـه طیبًا :۔ طاب سے صفت مشبہ اور طیب کے معنے ہیں الحلال ۔ حلال ۔ جب مال طیب کہا جائے ۔ تو اس کے معنے ہوتے ہیں ۔ ایسا مال جو شرعی لحاظ سے حلال ہو ۔ (اقرب) پھر لکھا ہے واصل الطیب ما تستلذہ الحواس وما تستلذہ النفس درحقیقت طیب اس چیز کو کہتے ہیں جسے انسانی حواس لذیذ قرار دیں اور جس سے انسان کا دل لطف اندوز ہو ۔

اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ ایسی چیزیں کھاؤ جو شرعی لحاظ سے حلال ہوں اور ظاہری لحاظ سے بھی تم انھیں لذیذ اور پسندیدہ سمجھو ۱۲

الفحشاء وان تقولوا على الله ما لا تعلمون ﴿١٦٩﴾ و

بے حیائی کا (بھی) اور اس (بات) کا (بھی) کہ تم خدا کے خلاف وُہ کچھ کہہ دو جو تم نہیں جانتے ؎۱ اور

اذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع

جب ان سے کہا گیا کہ خدا نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو (تو) وہ کہنے لگے کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس

ما الفينا عليه اباءنا اولو كان اباؤهم لا يعقلون

پر ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا۔ کیا اگر ان کے باپ داداؤں کو کسی چیز کی عقل و سمجھ نہ تھی اور نہ وہ ہدایت پائے

شيئا ولا يهتدون ﴿١٧٠﴾ ومثل الذين كفروا كمثل

ہوئے تھے (تو بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے)۔ اور ان لوگوں کی مثال جو کافر ہوئے اس شخص کی مثال کی طرح

الذي ينعق بما لا يسمع الا دعاء ونداء صم بكم

ہے جو ان چیزوں کو چلا کر پکارتا ہے جو سوائے چیخ پکار کے کچھ نہیں سنتے۔ (کفار خود) بہرے گونگے ؎۲

عمي فهم لا يعقلون ﴿١٧١﴾ يايها الذين امنوا كلوا من

اندھے ہیں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو جو پاک چیزیں ہم

طيبت ما رزقنكم واشكروا لله ان كنتم اياه

نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ ؎۳ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم خالص اسی کی عبادت

تعبدون ﴿١٧٢﴾ انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم

کرتے ہو۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ تم پر اس نے مردار خون ؎۴ سور کا گوشت

الخنزير وما اهل به لغير الله فمن اضطر غير

اور وہ ذبیحہ جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو، حرام کیا ہے۔ پس جو شخص (بھوک کے غلبہ سے) بیتاب

باغ ولا عاد فلا اثم عليه ان الله غفور رحيم ﴿١٧٣﴾

ہو جائے بغیر باغی (سرکش) ہونے کے اور نہ حد سے گزرنے والا پس اس پر کچھ گناہ نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا (اور) بہت

ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتب و

مہربان ہے۔ بے شک وہ لوگ جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کتاب میں نازل کیں اور اس کے بدلے

يشترون به ثمنا قليلا اولئك ما ياكلون في

تھوڑی سی قیمت لے لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے

؎۱ ان تقولوا:- بغیر علم کے کچھ کہنے کو اللہ تعالیٰ نے تقلید شیطان سے تعبیر کیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دو خصلتوں سے بچو۔ ایک یہ کہ کبھی اپنی رائے سے فتویٰ نہ دو۔ اور دوسرے یہ کہ جس بات کو نہیں جانتے ہو اُسے دین قرار نہ دو۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہارا فرض ہے کہ جو جانتے ہو کہو اور جو نہ جانتے ہو اس سے زبان بند رکھو (دیکھو کافی و تفسیر صافی ص۵۲)۔ ؎۲ صم بکم عمی:- اس کی تشریح سابقاً زیر ۲ پ سورہ بقر ع میں آچکی ہے۔ اس میں کفار کی بے توجہی کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔ حیوان تو صرف ہانکنے والے کی آواز کو ہی سنتے ہیں ان میں مطلب سمجھنے کی قابلیت نہیں ہوتی یہی حال ان کافروں کا ہے چونکہ وہ مطلب سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ اسلئے انھیں بہرے، گونگے اور اندھے کہا گیا ہے کیونکہ کافر لوگ اگرچہ کان، زبان اور آنکھیں رکھتے ہیں لیکن ان سے کام نہیں لیتے۔ اس لئے حق کے اختیار کرنے کے لئے یہ آلاتِ تحصیل بالکل بیکار ہیں۔ ؎۳ طیبٰت:- خداوند عالم کا یہ خاص فضل و کرم ہے اور اس کی حکمتِ کاملہ کا نمونہ کہ اس نے صرف پاک چیزیں ہی حلال کی ہیں جو بدل ما یتحلل ہو کر جزو بدن بن سکتی ہیں۔ اور حرام صرف ان چیزوں کو کیا ہے جو انسانی جسم اور روح دونوں کیلئے مضر ہیں۔ اسلام میں جن چیزوں کو خدا نے حرام قرار دے دیا ہے۔ ان کی ضرر رسانی ان لوگوں سے پوچھئے جو ان کو کھاتے ہیں۔ اب تو علم طب کی ترقی سے اسلام کی ہر حرام کردہ چیز کی مضرت آشکارہ ہو رہی ہے۔ ؎۴ انما حرم علیکم:- اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہراً صرف چار چیزوں کا نام لیا ہے جنھیں حرام قرار دیا گیا ہے یعنی (۱) میتۃ (۲) دم یعنی خون (۳) لحم الخنزیر (۴) اھل لغیر اللہ۔ لیکن اہلِ علم جانتے ہیں کہ ان چاروں پر الف لام داخل ہوا ہے۔ جو جنسی ہے اور جنس کو شمل بھی کہتے ہیں۔ دیکھو لغت کی کتاب مصباح المنیر وغیرہ پس اس جگہ الف لام داخل کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ ان حرام کردہ چیزوں کے علاوہ جو اشیاء بھی انکی جنس سے ہوں یا انکی شمل ہوں یا ان سے مشابہت رکھتی ہوں سب حرام ہیں۔ اب ان چاروں کی تشریح سن لیجئے:- (۱) المیتۃ:- وہ جانور جو اپنی موت مر جائے، خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام۔ اس سے دو جانور مستثنیٰ ہیں جو فطری طور پر پاکیزہ ہے مثلاً مچھلی چھلکے دار یا ٹڈی۔ یہ بغیر ذبح کئے ہی حلال ہیں۔ اول مچھلی ہے اسکا تزکیہ یا ذبح کرنا دریا سے باہر نکالنا ہی ہے۔ بشرطیکہ پانی سے زندہ باہر نکال لی جائے خواہ باہر آکر مر جائے۔ دوسرے ٹڈی ہیں اس کا پکڑ لینا ہی اس کے ذبح کرنے کے مترادف ہے اس لئے کہ ان میں خون جہندہ نہیں ہوتا۔ (۲) خون ہر قسم کا حرام ہے۔ خواہ حلال جانور سے نکلے یا حرام سے۔ گرگوش اسلئے حرام ہے کہ وہ سب خون ہی خون ہے۔ (۳) لحم الخنزیر۔ اگرچہ لحم کے معنی گوشت کے ہیں لیکن سور کی ہر شے حرام ہے۔ خواہ وہ چربی ہو یا چمڑا وغیرہ۔ (۴) اھل لغیر اللہ یعنی جس جانور پر خدا کے نام کے سوا کسی غیر کا نام لے کر ذبح کیا جائے جیسے کفار بسم اللات والعزیٰ کہا کرتے تھے۔ واضح ہو کہ اھلال مصدر ہے اُہِلّ ماضی مجہول ہے۔ صیغہ واحد مذکر غائب۔ اھلال کے معنے اصل میں چاند دیکھتے وقت آواز لگانا اور پکارنے کے ہیں۔ پھر ہر آواز کے متعلق اسکا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک کہنے کو بھی اھلال کہا جاتا ہے۔ یہاں اہلال کے وہی لغوی اور عرفی معنے یعنی نامزد کرنا اور آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں پس جس جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کے نامزد کیا جائے وہ اھل لغیر اللہ میں داخل ہے اسلئے حرام ہے۔ حلال صرف اللہ کے نام پر ہی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ جانور فطرتاً بھی حلال ہو۔ کیونکہ محض بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے ہر جانور حلال نہیں ہو سکتا۔ حرام جانور حرام ہی رہے گا۔ خواہ کروڑ بار اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ جیسا کتا سور وغیرہ۔ میتۃ یعنی مردار خواہ حلال جانور اپنی موت سے مر جائے کے حرام قرار دیئے جانے میں یہ علت ہے کہ اسطرح طبعی موت مرنے سے اسکا کثیف خون بدن میں رہ جاتا ہے جس سے گوشت زہریلا ہو جاتا ہے اور اسکے کھانے سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ خون ہر جانور کا خواہ حلال ہو یا حرام مختلف قسم کا ہوتا ہے چنانچہ آج بھی بلڈ بنک (خون ذخیرہ کرنے کے بنک) ہر قسم کے خون کو ٹیسٹ کرتے ہیں۔ اگر یہ خون کسی کے بدن میں چلا جائے اور اس کے اجزاء اس بدن *

* کے اجزاء سے مختلف ہوں تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ ہے کہ اس نے مطلق خون کا پینا حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح سور کے گوشت سے کدو دانہ، کششی اعصاب، خارش داخلی بدن اور دیگر کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ نجاست خور جانور ہے اور نہایت بے غیرت ہے۔ اُس کا گوشت کھانے سے وہی صفات انسان میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔

بُطُونِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

کھاتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی انھیں

يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

پاکیزہ ٹھہرائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلہ

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

میں گمراہی اور (گناہوں کی) بخشش کے عوض میں عذاب خریدا ۔ پس کس بات نے انھیں (دوزخ کی)

عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ

آگ پر ثابت قدم رکھا ۔ یہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ کتاب اتاری ۔ اور بیشک وہ

الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ لَيْسَ

لوگ جنھوں نے کتاب میں اختلاف کیا وہ بہت دور کی مخالفت میں پڑ گئے ہیں ۔ نیکی صرف

الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ

یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو ولیکن

لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

نیکی تو اس کی ہے سلہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن اور کل فرشتوں اور

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى

کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لایا ۔ اور خدا کی محبت میں مال رشتہ داروں اور

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ

یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں اور (لونڈی غلاموں کی)

فِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ

گردنیں سلہ آزاد کرانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی ۔ اور وہ جو اپنے

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے والے ہیں ۔ اور تنگی اور مصیبت میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم

وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

رہنے والے ہیں ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے (عملاً) سچ کر دکھایا اور یہی وہ لوگ ہیں جو

٢١ ع ٩ ٥

سلہ البر :- اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے محض نماز اور روزہ کو نیکی قرار نہیں دیا اس لئے نہ صرف مشرق کی طرف منہ کرنا ہی نیکی ہے جو نصاریٰ کا قبلہ ہے اور نہ مغرب کی طرف ہی جو یہودیوں کا قبلہ ہے ۔ کیونکہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی جائے یا مغرب کی طرف ۔ یہ بندوں کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے ۔ خداوند تعالیٰ نے نیکی کو ایمان باللہ کے علاوہ جن اعمال میں منحصر کیا ہے اس کی تفصیل اس آیت میں موجود ہے ۔ ان سب کا تعلق حقوق العباد سے ہے ان اعمال کا بجا لانا نیکی قرار دیا گیا ہے ۔ لفظ بر قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے ۔ جس میں قریباً سب جگہ حقوق العباد ہی کی رعایت رکھی گئی ہے ۔ مثلاً ارشاد ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (پ٤ شروع) اس میں بر یعنی نیکی اس چیز کے خرچ کرنے کو کہا گیا ہے ، جس سے بہت محبت کی جائے یعنی مال و دولت اس آیت میں بھی منجملہ اور اعمال کے ایک خدا کی راہ میں اس کی محبت پر مال کا خرچ کرنا ہے ۔ اور یہ تمام اعمال بجا لانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے متقی فرمایا ہے ۔

سلہ الرقاب : رِقَابٌ رَقَبَةٌ کی جمع ہے ۔ رقبة اصل میں گردن کا نام ہے ۔ پھر جملہ بدن انسانی کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا ۔ اور عرف میں یہ غلاموں کا نام پڑ گیا جس طرح کہ الفاظ رأس اور ظہر کا استعمال سواریوں کے لئے کیا جانے لگا ۔

التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آن حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر غلام مکاتب مکاتبت سے عاجز ہو اور کچھ حصہ ادا کر چکا ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے ، فرمایا : کہ تم مال صدقات میں سے اس کا بقیہ ادا کر کے اسے آزاد کرا دو ۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ یاد رہے کہ مکاتبت جس کا ذکر امام کے فرمان میں آیا ہے ۔ ایک معاملہ ہے جو غلام اور آقا کے درمیان قرار پایا جائے کہ اگر غلام اپنے آقا کو اس قدر رقم ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے غلاموں کی آزادی پر بہت زور دیا ہے ۔ کیونکہ اس کی ایک غرض غلاموں کو آزاد کرانا بھی ہے ۔ اسلام میں غلاموں کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ حکم ہے کہ انھیں غلام کہہ کر مت پکارو ۔ اور ان سے حسن سلوک کرو ۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی غلام کو آزاد کر دیا جاتا تھا تو وہ مالک کے حسن سلوک سے اس قدر متاثر ہو چکا ہوتا تھا کہ آزادی سے غلامی کو ترجیح دیتا تھا اور مالک سے جدا ہونا نہ چاہتا تھا ۔ ١٢

الْمُتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي

متقی ہیں ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو جو لوگ (بے گناہ) مار ڈالے گئے ہوں اُن کے بارے

الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ

میں تم پر قصاص واجب کر دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ

پھر جس (قاتل) کو اس کے (طالب قصاص) بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا گیا تو اسے بھی اسی کے قدم بقدم نیکی

وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ

کرنا اور (خون بہا) خوش معاملگی سے ادا کر دینا چاہیے ۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے آسانی اور مہربانی

رَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٨﴾

ہے ۔ پھر جس شخص نے اس کے بعد زیادتی کی اس کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

اور اے عقل رکھنے والو تمہارے لئے قصاص (بدلہ) لینے میں زندگی ہے تاکہ تم (ناحق قتل سے)

تَتَّقُونَ ﴿١٧٩﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ

پرہیز کرو ۔ تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت (کا وقت) آ جائے تو اگر وہ

تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ

مال چھوڑ رہا ہو تو ماں باپ ؎۱ اور قریبی رشتہ داروں کے لئے اچھی وصیت کر جائے ۔ جو

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا

خدا سے ڈرتے ہیں اُن پر لازم ہے ۔ پس جس نے اسے سننے کے بعد ؎۲ بدل دیا تو ماسوا اسکے نہیں ہے

إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾

کہ اس کا گناہ انہی لوگوں (کی گردن) پر ہے جو اسے بدل ڈالیں بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ

پس جس کو وصیت کرنے والے سے طرفداری ؎۳ یا گناہ کا خوف ہوا پس اس نے ان (وارثوں) میں صلح کرا دی تو اس

فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

پر کوئی گناہ نہیں ہے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو

ع ۲۲ ۶

؎۱ الوصیۃ :- اسلام نے موت کے آثار ظاہر ہونے سے قبل بصورت صحت و قائمی ہوش و حواس وصیت پر بہت زور دیا ہے اور اس طرح سے فسادِ عظیم کا سدِ باب کر دیا ہے جو مرنے والے کے بعد اس کی وراثت کی تقسیم میں اس کے وارثوں کے درمیان ہوا کرتا ہے جس سے اکثر خونریزی تک نوبت پہنچ جایا کرتی ہے۔ اسلام نے اسی لئے وصیت کو واجب قرار دیا ہے۔ چونکہ مرنے والے کو اختیار ہے کہ اپنے مال کے ⅓ حصہ میں سے جس کو چاہے بذریعہ وصیت دے جائے اس لئے وہ اس مال میں سے اپنے یتیم پوتوں کیلئے بھی وصیت کر سکتا ہے تاکہ وہ بھی اپنے دادا کی ورثہ سے حصہ لے سکیں۔ والاقربین میں یتیم پوتے بھی آ سکتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے بتوسط اپنے آباؤ اجداد کے جناب امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنی موت کے قریب اپنے ایسے اقرباء کے لئے جن کو کوئی ورثہ نہ پہنچیگا کوئی وصیت نہ کی تو اس نے اپنے اعمال کا خاتمہ نافرمانی پر کیا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اموالِ مردم میں ایک حق امام زمان کے لئے بھی قرار دیا ہے کسی نے عرض کی کہ اس کی کچھ حد بھی ہے؟ فرمایا ہے۔ کم از کم ایک چھٹا اور زیادہ سے زیادہ ایک تہائی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۲)۔

؎۲ بدّلہ :- کافی میں امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادقؑ سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ محمد ابن مسلم نے ایک شخص کے بارے میں دریافت کیا۔ جو اپنا مال راہِ خدا میں صرف کرنے کی وصیت کر گیا تھا، حضرتؑ نے ارشاد فرمایا جسے وہ دینے کی وصیت کر گیا ہو اُسے دے دو۔ خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ بَدَّلَہ (تفسیر صافی صفحہ ۴۲)۔

؎۳ فمن خاف :- تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب کوئی وصیت کر جائے تو اس کے وصی کیلئے یہ جائز نہیں کہ اس کی وصیت میں کچھ تغیر و تبدل کر دے۔ بلکہ اس کی وصیت اسی طرح بجا لانی چاہئے مگر اس صورت میں تبدیل کر سکتا ہے کہ جب وصیت کرنے والے نے خلافِ حکم خدا اور رسول وصیت کی ہو۔ اور اس وصیت سے کسی کے حق میں ظلم ہوتا ہو یا اس وصیت کرنیوالے کے نامۂ اعمال میں کوئی بدی درج ہوتی ہو ایسی صورت میں وصی کو جائز ہے کہ اسطرح کی وصیت کو بدل دے تاکہ تمام معاملہ حق ہو جائے۔ ناحق کچھ نہ ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے وارثوں سے بعض کے حق میں اپنے مال کی وصیت کر جائے اور بعض کو محروم کر جائے تو وصی کو جائز ہے کہ اس صورت میں وصیت کو بدل دے کیونکہ خدا نے اُسے جنف فرمایا ہے اور جَنَفْ کے معنے ہیں ایک وارث کو چھوڑ کر دوسرے کی بے جا طرفداری کرنا یا وصیت کرنیوالا یہ حکم دے جائے کہ اس کے مال سے شراب خرید لینا یا مندر بنوا دینا۔ تو ایسی وصیت تبدیل کر دینی جائز ہے۔ کیونکہ خدا نے اسی کو اثم فرمایا ہے جس کے معنی گناہ کے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ یا جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ یہ آیتیں آیاتِ میراث سے منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب ان آیات پر عمل کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مورث اہل محجوب الارث وارثوں کے حق میں مناسب وصیت کر جائے جیسے دادا یا نانا اُن پوتوں یا نواسوں کے حق میں جن کا باپ یا ماں مر گئی ہو کچھ وصیت کر جائے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۲)۔

امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من

تم پر روزے اس طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے

قبلكم لعلكم تتقون (۱۸۳) اياما معدودت فمن كان

تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (یہ) گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو شخص تم میں سے اِن روزہ

منكم مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر وعلى

کے دنوں میں) بیمار ہو ۱ یا سفر (شرعی) پر ہو تو اور دنوں میں (جتنے روزے قضا کئے ہوں) گن کے رکھ لے اور جو لوگ

الذين يطيقونه فدية طعام مسكين فمن تطوع

(بدشواری) روزہ رکھنے کی طاقت ہے (اور نہ رکھیں) تو ان پر اس کا بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے پس جس شخص نے

خيرا فهو خير له وان تصوموا خير لكم ان كنتم

اپنی خوشی سے نیکی کی تو یہ اس کیلئے بہتر ہے۔ اور اگر تم سمجھدار ہو تو (سمجھ لو کہ فدیہ دینے سے) روزہ رکھنا تمہارے

تعلمون (۱۸۴) شهر رمضان الذي انزل فيه القران

حق میں اچھا ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کیلئے

هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان فمن

ہدایت اور ہدایت کی واضح دلیلیں اور حق و باطل کو کھول کر دکھلانے والا ہے۔ پس جو شخص

شهد منكم الشهر فليصمه ومن كان مريضا او على

تم میں سے اس مہینہ میں (اپنے وطن) حاضر ہوا سے چاہئے کہ روزہ رکھے۔ اور جو شخص بیمار ہو ۱ یا

سفر فعدة من ايام اخر يريد الله بكم اليسر ولا

(جائز) سفر پر ۲ ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کر دے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم

يريد بكم العسر ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على

پر سختی کرنا نہیں چاہتا اور تاکہ تم روزوں کی گنتی کو پورا کر لو اور تاکہ تم کو جو راہِ راست کی طرف ہدایت کی ہے۔

ما هدىكم ولعلكم تشكرون (۱۸۵) واذا سالك عبادي

اس پر خدا کی بڑائی ۳ بیان کرتے رہو اور تاکہ تم شکرگزار ہو جاؤ۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میری نسبت سوال

عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان

کریں (تو ان سے کہہ دو کہ) یقیناً میں (اُن کے) نزدیک ہی ہوں۔ مجھ سے جب کوئی دعا مانگتا ہے قبول کر لیتا ہوں۔

۱ مریضاً :- کافی۔ التہذیب۔ اور الفقیہ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مرض کی وہ حد کیا ہے جہاں تک پہنچ کر روزہ چھوڑ دینا چاہئے اور نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھنی چاہئے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ : انسان اپنے نفس کی حالت سے خوب واقف ہے۔ یعنی وہ خوب جانتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قوت ہے یا نہیں۔

۲ سفر :- جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ خود افطار فرمایا اور نماز کو قصر کیا اور اپنے ساتھ والوں کو افطار اور قصر کا حکم دیا۔ مگر بہت اصحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو نافرمان کا خطاب دیا۔ اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ لوگ قیامت تک نافرمان رہیں گے۔

۳ ولتکبروا اللہ :- من لا یحضرہ الفقیہ میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نماز عید میں جو سب سے زیادہ تکبیریں رکھی گئی ہیں وہ اسی حکم کی تعمیل ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عید فطر میں مسنون تکبیریں ہیں۔ راوی نے پوچھا کہ کہاں کہاں؟ فرمایا شب عید فطر کی نمازِ مغرب و عشاء کے بعد اور روز عید فطر صبح اور نمازِ عید کے بعد اس نے عرض کی کہ میں کیونکر کہوں؟ فرمایا اس طرح :
اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ما ھدانا۔
اور یہ خدا کے اس قول کی تعمیل ہے۔ ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم۔

(تفسیر صافی ص۵۶)

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ أُحِلَّ

پس اُن کو چاہئے کہ وُہ میرا ہی کہنا مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وُہ سیدھی راہ پا جائیں۔ (مسلمانو!) حلال

لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ

کردیا گیا تمہارے واسطے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا ۵۱ وُہ تمہارے لئے (بمنزلہ) لباس

وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ

ہیں اور تم اُن کیلئے (بمنزلہ) لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کررہے

أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَ

تھے، سو اُس نے تم پر توجہ فرمائی اور تم سے درگذر کیا۔ پس اب تم اُن سے (جنسی) میل ملاپ (مباشرت)

ابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ

کرلیا کرو اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقرر کردیا ہے اس کی خواہش کرو۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی

لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ

سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے الگ نمایاں ہوجائے ۵۲ پھر

أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ

روزے کو رات تک پورا کرو ۵۳ اور جب تم مسجدوں میں بحالتِ اعتکاف ہو اُن (بیبیوں)

فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ

کے ساتھ جنسی میل ملاپ نہ رکھو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں۔ پس تم ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔

يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ وَلَا تَأْكُلُوا

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو لوگوں کیلئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وُہ پرہیزگار بن جائیں۔ اور تم اپنے مال

أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا

آپس میں باطل طریقہ سے نہ کھاؤ ۵۴ اور نہ انھیں حاکموں کے آگے اس غرض کے لئے

فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾

پیش کرو ۵۵ کہ جان بوجھ کر ناحق لوگوں کے مال سے کوئی حصہ ناحق کھا جاؤ۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ

(اے رسول) لوگ آپ سے ہلالوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ یہ لوگوں کیلئے اور حج کیلئے وقت بتانے کا آلہ ہیں

ع ۲۳ ۶ ۷

۵۱ الرفث:۔ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ شام سے نمازِ عشاء تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت تھی۔ مگر جب نمازِ عشاء پڑھ لی یا سو رہے تو سب ناجائز ہوگیا۔ ایک صحابی نے بعد نمازِ عشا جماع کیا اور صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شرماتے ہوئے پہنچے اس کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے ساتھی اور بھی ہیں اور سب نے اپنے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

۵۲ الخیط:۔ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سے مراد صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے وُہ صبح مراد ہے جسے صادق کہتے ہیں اور جس میں کوئی شک نہیں رہتا۔

۵۳ الی اللیل:۔ آیت کے جس حصہ میں اللہ تعالیٰ نے روزے کو ختم کرنے کا وقت بیان فرمایا ہے اسے لیل سے تعبیر کیا ہے۔ اور لیل آغازِ شب کو کہتے ہیں اور وُہ وقت غروبِ آفتاب کے بعد کا ہے اور اس کا نشان یہ ہے کہ مشرق کی جانب سرخی جاتی رہے اور سیاہی ادھر سے آکر پھیلتی ہوئی سر کے اوپر سے گذر جائے۔ اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ علماء نے دن اور رات کو بارہ بارہ گھنٹوں میں تقسیم کیا ہے۔ دن کے بارہ حصوں کے نام یہ ہیں:۔ دن کے بارہ حصے شرق۔ بکور۔ غدد۔ ضحی۔ ہاجرہ۔ ظہیرہ۔ رواح عصر۔ قصر۔ اصیل۔ عشی۔ غروب۔ رات کے بارہ حصے:۔ شفق۔ غسق۔ عقد۔ سدفہ۔ جہمہ۔ زلفہ۔ زاخرہ۔ بہرہ۔ سحر۔ فجر۔ صبح۔ صباح اس تقسیم سے معلوم ہوگا کہ غروبِ آفتاب کو دن کا بارھواں حصہ شمار کیا ہے۔ رات کے پہلے حصہ کو شفق دوسرے کو غسق کہا ہے جو "لیل" ہے۔ اس لئے غروبِ آفتاب کے بعد غسق یعنی لیل تک انتظار کرکے روزہ افطار کرنا چاہئے۔ اور یہی مذہب اہلبیت کا ہے۔

۵۴ بالباطل:۔ وہ مال جو ناجائز طریق سے حاصل کیا جائے باطل کہلاتا ہے مثلاً جھوٹی قسم کھاکر۔ جُوا کھیل کر۔ رشوت لے کر۔ سُود لینا۔ جو قرض لے کر واپس نہ کیا جائے مضاربت سے جو مال والے کا حصہ ہو وُہ نہ دینا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ لوٹ سے مال حاصل کرنا مقدمہ بازی کرکے غیر کا مال جھوٹی گواہیاں دلاکر کھاجانا، وغیرہ وغیرہ سب باطل طریقے ہیں۔

۵۵ الی الحکام:۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں حکام سے مراد حکام جور ہیں نہ کہ حکام عدل۔ اور تفسیر قمی میں وارد ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم تھا کہ امتِ محمدیؐ میں حکام جور ہوں گے جو ناحق فیصلے کیا کریں گے۔ اس لئے ان کے پاس اپنے مقدمات لے جانے کی ممانعت فرمادی کہ ان کے ناحق فیصلوں سے مال باطل ہوجائیں گے۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ
اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑوں سے داخل ہو ۵۱ ولیکن نیکی اس کی ہے
الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
جو (اللہ کی ناراضگی سے) بچے ۔ اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو ۵۲ اور اللہ تعالےٰ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ
سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ ۔ اور خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے
يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾
لڑتے ہیں ، اور زیادتی نہ کرو ۔ بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔
وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ
اور تم جہاں ان کو پاؤ قتل کر دو ۔ اور تم بھی ان کو نکال دو جس جگہ (مکہ) سے انھوں
أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ
نے تمھیں نکالا تھا ۔ اور (یاد رکھو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے ۵۳ ۔ اور تم ان سے
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ
مسجد الحرام کے نزدیک لڑائی مت کرو جبتک کہ وہ اس میں تمھارے ساتھ لڑائی نہ کریں ۔ اور اگر
قٰتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكٰفِرِينَ ﴿١٩١﴾ فَإِنِ
انھوں نے تمھارے ساتھ لڑائی کی تو تم انکو قتل کر ڈالو ۔ کافروں کی یہی سزا ہے ۔ اور اگر
انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٩٢﴾ وَقٰتِلُوهُمْ حَتّٰى
وہ باز آگئے تو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور ان سے یہاں تک لڑو کہ
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا
فتنہ و فساد باقی نہ رہے ۵۳ اور دین صرف خدا کا ہو جائے ۔ پس اگر وہ باز آگئے
فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظّٰلِمِينَ ﴿١٩٣﴾ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ
تو سوائے ظالموں کے کسی پر زیادتی نہ ہوگی ۵۴ ۔ حرمت والے مہینہ کے بدلہ حرمت والا
الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ
۵۵ مہینہ ہے اور (دوسری) قابل احترام چیزوں کا بھی (برابر کا) بدلہ ہے ۔ پس جس نے تم پر زیادتی کی

۵۱ ظہورھا :- تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ احرام کی حالت میں لوگ اپنے گھروں میں دروازوں کے راستے سے نہیں آتے تھے بلکہ عقبی دیوار میں سیندھ (نقب) لگا کر اس راستے سے آمد و رفت رکھتے تھے ۔ اس سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۷)

۵۲ ابوابھا :- احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا نے علم کے اہل مقرر فرمائے ہیں ۔ اور کل بندوں پر اطاعت انکی اپنے اس قول سے واجب قرار دی ہے ۔ واتوا البیوت من ابوابھا ۔ پس اس آیۂ مجیدہ میں بیوت سے مراد بیوت علم ہے ۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام ہیں جنھیں خدا نے اپنا علم سپرد فرمایا ہے ۔ اور ابوابھا سے مراد ان کے اوصیاء ہیں ۔ نیز انھوں نے فرمایا کہ ہم وہ بیوت ہیں جن کے دروازوں میں سے آنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور ہم خدا کا دروازہ ہیں ۔ اور ہم اس کے گھر ہیں جن میں آنا چاہیے ۔ پھر جس نے ہماری متابعت کی اور ہماری ولایت کا اقرار کیا ، وہ تو بیشک گھروں میں دروازہ سے آیا اور جس نے ہماری مخالفت کی اور غیر کو ہم پر فضیلت دی وہ گھروں کے پچھواڑے سے آیا ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۷) ۔

المترجم : ان گھروں اور دروازوں سے صرف مادی گھر اور دروازے ہی مراد نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ قطع نظر رواج زمانہ جاہلیت کے کون ایسا شخص ہے جو اپنا گھر میں دروازہ چھوڑ کر پشت کی طرف سے آتا ہو ۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم اور جناب علی علیہ السلام کی تفسیر سے جو احتجاج طبرسی سے اوپر نقل کی گئی ہے ۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان یاد آتا ہے جو آپ نے فرمایا تھا کہ انا دار الحکمۃ وعلی بابھا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے ۔ نیز فرمایا ۔ انا دار العلم وعلی بابھا ۔ میں علم کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے ۔ کہیں لفظ دار (گھر) کی جگہ مدینہ (شہر) بھی فرمایا ۔

۵۳ فتنۃ :- تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۷) ۔

۵۴ الظّٰلمین :- تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لا عدوان الا علی الظّٰلمین سے مراد لا عدوان الا علی ذریۃ قتلۃ الحسین ہے (یعنی خدا کی طرف سے کسی پر زیادتی نہ ہوگی سوائے قاتلانِ حسینؑ کی اولاد سے) ۔ اور علل الشرائع میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام رضاؑ سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ جناب امام جعفر صادقؑ کی اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ جب قائم آلِ محمدؑ خروج فرمائیں گے تو وہ قاتلانِ حسینؑ کی اولاد کو ان کے باپ دادا کے کردار کے عوض قتل کریں گے ۔ آپ نے فرمایا : بیشک ایسا ہی ہوگا ۔ سائل نے کہا کہ خدا تو فرماتا ہے لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ (کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا) پھر اس کے معنے کیا ہوئے ؟ فرمایا : خدا تعالیٰ کے کل اقوال برحق ہیں ۔ لیکن اولادِ قاتلانِ حسین اپنے آباؤ اجداد کے افعال سے راضی ہیں بلکہ ان پر فخر کرتے ہیں ۔ اور جو کسی فعل سے راضی ہوگا ، ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ گویا وہ فعل اس نے خود کیا ہے ۔ یہاں تک کہ اگر ایک شخص مشرق میں قتل کیا جائے اور مغرب میں ایک شخص اس کے قتل سے راضی ہو تو خدا کے نزدیک وہ راضی ہونے والا قاتل کا شریک ہے ۔ لہٰذا قائم آلِ محمدؑ اپنے ظہور کے وقت ان کی رضامندی کے جرم میں انھیں قتل کریں گے ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۷)

۵۵ الشھر الحرام :- سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف چار حرمت والے قرار دیئے گئے ہیں ۔ یعنی محرم ، رجب ، ذیقعدہ ، ذوالحجہ ۔ رجب کے مہینہ میں لوٹ کھسوٹ اور جنگ وجدال منع تھے ۔ چونکہ مشرکین نے ماہ ذیقعدہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر جھگڑا کر کے روکا تھا ۔ اس لئے خدا نے مشرکین کو ماہ ذی الحجہ میں مکۂ معظمہ سے نکال دیا اور چونکہ انھیں اعتراض تھا کہ اس ماہ کی ہتک حرمت کی گئی ہے ۔ اس آیت میں اس کا

فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا
تو تم بھی اُس پر ویسی ہی زیادتی کرو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ۔ اور صرف اللہ تعالیٰ
اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ
سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۔ اور خدا کی راہ میں
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَ
خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو ۱ ۔ اور
اَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ
احسان کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے ۔ اور حج اور عمرہ
وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ
خاص خدا کیلئے پورا کرو۔ پس اگر تم محصور ہو جاؤ تو قربانی سے جو بھی میسر آئے (کر دو) ۔
وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ
اور اپنے سروں کو نہ مونڈو جبتک کہ قربانی اپنے مقام تک نہ پہنچ جائے ۔ پس
كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ
جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی قسم کی تکلیف ہو ، پس اس کا
مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ
بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی ہے ۔ پھر جب تم کو امن حاصل ہو جائے ۔ پس
تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ
جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اُٹھانا چاہے ۲ تو قربانی سے جو بھی میسر آ جائے (کر دے) ۔
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
اور جسے میسر نہ ہو پس وہ حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھے ، اور جب تم واپس
اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ
آجاؤ تو سات دن کے ۔ یہ سب مل کر دس دن ہوئے ۔ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے
اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
اہل و عیال مسجد الحرام (مکہ اور اس کے مضافات) کے رہنے والے نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو ۳ اور جان لو کہ

۱ الی التهلكة :- جان اور مال چونکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیزیں ہیں۔ اس لئے مالک کی مرضی کے بغیر ان میں تصرف کرنا جائز نہیں۔ مال وہیں خرچ کیا جائے گا جہاں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی ہو یا جہاں خرچ کرنے کا اس نے صریحاً حکم دیا ہو۔ مثلاً سابقاً حکم آچکا ہے، واتی المال علی حبه الخ، اس میں اللہ تعالیٰ نے مال کو خرچ کرنے کی تفصیل بیان فرمادی ہے۔ اور اس خرچ کرنے میں حبته کی نیت ضروری ہے۔ پس اگر مال غلط کاری اور ناجائز کاموں میں خرچ کرے گا تو اس کا یہ فعل اسے ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہوگا۔ اسی طرح جان کا معاملہ ہے۔ اگر جان راہِ خدا میں دی جائے جیسے جہاد جو حفاظتِ دین کے لئے کیا جاتا ہے تو یہ فعل عین رضامندی خدا کے مطابق ہے۔ اور اگر کسی ذاتی رنجش یا دشمنی میں جان دی جائے یا خودکشی کرلی جائے، تو یہ ایسی ہلاکت ہے جس سے خداوند تعالیٰ منع فرماتا ہے۔

۲ فمن تمتع :- حج تمتع ، حج و عمرہ کی تین صورتوں میں سے ایک صورت کا نام ہے:- (اوّل) حج افراد ہے جس میں احرام عمرہ الگ باندھا جاتا ہے اور احرام حج الگ۔ (دوّم) حج قران جس میں دونوں احرام ایک ساتھ ہی باندھے جاتے ہیں یعنی احرام عمرہ اور احرام حج۔ (سوّم) حج تمتع جس میں احرام عمرہ باندھ کر پہلے عمرہ بجالایا جاتا ہے۔ پھر احرام کھول کر ان چیزوں کو استعمال کیا جاتا ہے جو حالتِ احرام میں ممنوع تھیں جیسے جماع وغیرہ۔ اور پھر احرام حج باندھ لیا جاتا ہے۔ آیہ مذکورہ میں اسی حج تمتع کا بیان ہے۔ تفصیل کے لئے فقہ کی کتابوں میں احکام حج دیکھ لیں۔

۳ واتقوا الله :- اللہ تعالیٰ سے ڈرنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے جو احکام دیئے ہیں۔ اُن کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اور ان کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔ اور اس کی مخالفت کرنے سے ڈرتے رہو۔

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٩٦﴾ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ

بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ حج کے مہینے معلوم ہیں ۱ـه

فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا

پس جو شخص ان میں حج بجالائے تو زمانۂ حج میں نہ جماع کرے اور نہ نافرمانی ۔ اور نہ

جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ

لڑائی جھگڑے ۲ـه اور جو نیکی تم کروگے اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي

اور (حج کے لئے) زادِراہ ساتھ رکھو بیشک سب سے بہتر زادِراہ تقویٰ ہے۔ اور اے عقل والے لوگو! مجھ سے

الْأَلْبَابِ ﴿١٩٧﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن

ہی ڈرتے رہو۔ اس میں تم پر کچھ الزام نہیں ہے کہ تم اپنے پروردگار سے فضل کے طلب گار

رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ

ہو ۳ـه پس جب تم عرفات سے چلو تو مشعرالحرام کے قریب ۴ـه اللہ تعالیٰ کو

الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم

یاد کرو۔ اور اس کی یاد اسی طرح کرو جس طرح تمھیں بتایا گیا ہے۔ اور اگرچہ

مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ﴿١٩٨﴾ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ

اس سے پہلے تم بھٹکے ہوؤں میں سے تھے ۔ پھر تم اسی راستہ سے چلو جس راستہ سے

أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾

لوگ چلیں ۵ـه اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ

پھر جب تم مناسک حج پورے کرچکو تو اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ داداؤں کو یاد کرتے

أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي

ہو ۶ـه یا اس سے بھی زیادہ۔ پس لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پالنے والے ہمیں دُنیا

الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾ وَمِنْهُم مَّن

ہی میں دے دے۔ اور اُن کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو

ع ۸ — ۲۴ — ۸

وقف النبی علیہ السلام

۱ـه اشھر :- حج کے مہینے شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔

۲ـه لاجدال :- اس آیۂ مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے زمانۂ حج میں جو افعال ممنوع ہیں۔ ان کی تفصیل بیان فرمادی ہے۔ کہ ان ایام میں نہ اپنی بیبیوں سے ہمبستری کی جاوے گی۔ نہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی ہوگی۔ نہ لڑائی نہ دنگا، نہ جھگڑا نہ فساد، نہ گالی نہ گلوچ۔ حتیٰ کہ اپنے ملازم اور خادم کو کسی کوتاہی پر ڈانٹ ڈپٹ بھی منع ہے لا واللہ (نہ خدا کی قسم) اور بلی واللہ (ہاں خدا کی قسم) انہی ممنوعات میں شامل ہیں۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ "رفث" سے مراد مباشرت ہے۔ "فسوق" سے جھوٹ بولنا اور گالیاں بکنا ہے۔ اور "جدال" سے کسی شخص کا بے فائدہ قسمیں کھانا۔ اور کافی میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی شخص حج میں "جدال" کا مرتکب ہو تو ایک بکری دے۔ اور "فسوق" کا مرتکب ہو تو ایک گائے دے۔ اور اگر "رفث" کا ارتکاب کرے تو اس کا حج ہی باطل ہے۔

۳ـه فضلاً :- تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہاں فضلاً من ربکم کے معنی رزق ہیں۔ اور جو شخص اپنے احرام سے مُحِلّ اور مناسکِ حج سے فارغ ہوجائے اُسے حج کے میلے میں خرید وفروخت کا پورا اختیار ہے۔

۴ـه من عرفٰت :- قریش کا یہ قاعدہ تھا، کہ وہ پہلے خود مشعرالحرام یعنی مزدلفہ چلے جایا کرتے تھے وہیں وقوف کرتے اور عوام بھی عرفات جایا کرتے تھے مگر انھیں مزدلفہ ٹھہرنے نہ دیا جاتا۔ خدا نے دونوں کے لئے برابری کردی۔ اور مزدلفہ کو واپسی کی حد مقرر کردیا۔ عرفات مکہ سے کچھ دور ایک میدان ہے۔ مزدلفہ یا مشعرالحرام مکہ اور عرفات کے درمیان ہے۔ اور منیٰ مشعرالحرام یا مزدلفہ اور مکہ کے درمیان ہے۔

۵ـه افاض الناس :- کچھ لوگ عرفات سے روانہ ہونے کی بجائے حرم میں جمع ہو کر روانہ ہوتے تھے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کے تابعدار لوگ عرفات سے روانہ ہوتے تھے۔ اسی طرح تم بھی عرفات میں جمع ہو کر وہاں سے روانہ ہوا کرو۔

۶ـه کذکرکم اباءکم :- جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بھی حج کا رواج تھا۔ ان دنوں میں ایک میلہ لگتا تھا اور لوگ جب حج کی رسوم جاہلیت کے طریق پر ادا کر لیتے تھے تو ایک کانفرنس کرکے اس میں لوگ اپنے اپنے باپ داداؤں کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے تھے۔ جن میں باہمی مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ عربی علم ادب کی کتابوں میں اب بھی ان کے وہ قصائد موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تو عام انسان تھے۔ ان کی مدح خوانی کے ساتھ تم اپنے خالق اور منعم حقیقی کی مدح خوانی بھی کیا کرو۔ اور وہ حمد وثنا تمہارے آباؤ اجداد کی قصیدہ خوانی سے زیادہ زوردار ہونی چاہئے۔ (تفسیر مجمع البیان)

يَقُولُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی دے۔

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَ

اور ہمیں (دوزخ) کی آگ سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے اس میں سے جو کچھ انھوں نے کیا ہے حصّہ ہے

اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٢٠٢﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ

اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو گنتی کے دنوں میں یاد کرو ۱؎

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ

پھر جو شخص جلدی کرکے دو ہی دن میں (منیٰ سے) چل پڑا تو اس پر گناہ نہیں۔ اور جو شخص ٹھہرا رہا تو اس پر

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ

(بھی) گناہ نہیں ہے (یہ رعایت) اس کیلئے ہے جو پرہیزگار ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یقین جانو کہ تم سب کے سب

تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ

اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔ اور لوگوں میں سے ایسا شخص بھی ہے جسکی باتیں دنیا کی زندگی میں ۲؎ تمھیں

الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿٢٠٤﴾

اچھی لگتی ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ دشمنوں میں سب سے

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ

زیادہ جھگڑالو ہے۔ اور جب وہ حاکم ہوگا تو زمین میں بھاگ دوڑ کرے گا تاکہ اس میں فساد برپا کرے۔ اور

الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿٢٠٥﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ

خاص کھیتی اور خاص نسل کو ہلاک کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب اسے کہا جائے کہ

اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ

خدا سے ڈر تو اسے غرور گناہ پر ابھارتا ہے۔ پس اسے دوزخ ہی کافی ہے۔ اور البتہ وہ

الْمِهَادُ ﴿٢٠٦﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ

برا بچھونا ہے۔ اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ۳؎ رضامندیوں کو حاصل کرنے کیلئے اپنی

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا

جان کو بیچ دیتا ہے اور خداوند تعالیٰ (ایسے) بندوں پر بڑا ہی شفقت کرنیوالا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم سب اسلام میں

النصف

۱؎ واذکروا اللہ :- جو تکبیریں منیٰ سے مکہ معظمہ تک نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ اس آیت میں ان کا ذکر ہے۔ یہ دو دن بھی پڑھی جا سکتی ہیں اور تین دن بھی۔ اسی لئے خدا نے اجازت دی ہے کہ تم تین دن کی بجائے دو دن ہی میں ادا کرلو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ * بشرطیکہ تم پرہیزگار ہو۔ کسی اور مقصد سے ایسا نہ کرو۔ یہ تین دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ اور وہ ۱۰۔ ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ کے دن ہیں۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ ذکر خدا جو ایام تشریق میں ہو وہ اس طرح ہو: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ما ھدانا اللہ اکبر علی ما رزقنا من بھیمۃ الانعام۔ اور یہ ذکر دسویں ذوالحجہ کی ظہر کے بعد سے دس نماز تک سب جگہ اور تیرھویں کی صبح کی نماز تک خاص منیٰ میں کرنا چاہیئے۔ صافی ص۶۲

۲؎ یعجبک :- تفسیر صافی ص۶۲ میں ہے کہ یہ آیت عام منافقین کے بارے میں ہے اور اس سے ایک خاص شخص بھی مراد ہے کیونکہ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کو ایسے شخص سے متعارف کر دیا ہے جو بظاہر ان کا رفیق اور پاس بیٹھنے والا ہے اس کی پہچان یہ بتلائی ہے کہ وہ بڑی چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے اور اپنی بات پر یقین دلانے کے لئے قسمیں بھی کھاتا ہے اور اس کی پہچان کا بڑا نشان یہ ہے کہ اسے حکومت بھی ملے گی جسے حاصل کرکے وہ خدا کی زمین میں فتنہ و فساد پھیلائے گا۔ اور وہ ایک خاص کھیتی اور خاص نسل کو تباہ و برباد کرے گا۔ وہ آنحضرت صلعم کا سخت دشمن اور بہت جھگڑالو ہے۔ اب اس قدر واضح حلیہ اور نشان بتا دینے کے بعد کیا آنحضرت صلعم اس سے واقف نہ تھے؟ ضرور تھے۔ اور چونکہ عربی زبان میں لفظ "من" جس طرح ایک فرد پر استعمال ہے اسی طرح ایک سے زیادہ افراد پر بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس "من" کے مصداق اور مشار الیہ زیادہ بھی ہو سکتے ہیں جن کا رسول اللہ صلعم کو علم تھا، چنانچہ آپ کی حدیث حوض مشہور ہے۔ جس میں ذکر ہے کہ قیامت کے دن آپ کے کچھ صحابیوں کو دوزخ کی طرف فرشتے لے جاتے ہوں گے تو حضور انھیں دیکھ کر فرمائیں گے یارب اصحابی اصحابی۔ کہ اے میرے پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آئے گا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے ما احدثوا بعدک کہ انھوں نے آپ کی وفات کے بعد کیا کیا بدعتیں کی تھیں تو میں کہوں گا سحقاً سحقاً لمن غیر دینی۔ یعنی دوری ہو دوری ہو ان کو جنھوں نے میرے دین اللہ کو بدل دیا۔ اگر یہی اصحاب ہیں تو زراعت کھیتی ہے فدک اور نسل سے حضرت محسنؑ کی شہادت قابل غور ہے۔

۳؎ من یشری :- یہ آیہ مجیدہ باتفاق فریقین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ جب کفار مکہ نے آپس میں آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کا مشورہ کرکے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تو خدا نے آپ کو خبر دے دی اور حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا کر ہجرت کر جاؤ۔ آپ نے صورت واقعہ کی اطلاع حضرت علیؑ کو دی اور فرمایا کہ تم میری عبا اوڑھ کر میری جگہ سو جاؤ تاکہ لوگ سمجھیں کہ میں ہی سو رہا ہوں۔ اور میں باہر جاتا ہوں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ میرے سو رہنے سے آپ کو کوئی گزند تو نہ پہنچے گا۔ فرمایا نہیں۔ علیؑ نے عرض کی کہ میری جان جائے یا رہے آپ کی سلامتی بہرحال مطلوب ہے۔ چنانچہ آپ ساری رات بستر رسولؐ پر باطمینان سوتے رہے اس پر خداوند تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی مدح میں یہ آیت نازل کی۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اس شب اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کی طرف وحی کی جو میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قائم کیا اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ کی۔ تم میں سے کون ایسا ہے جو اپنی عمر اپنے بھائی کو دے دے مگر دونوں نے اس سے انکار کیا۔ تب خدا نے ان دونوں فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے علیؑ ولی اور محمدؐ نبی میں بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ دیکھو علیؑ نے اپنی جان نبی پر کیونکر نثار کی ہے۔ اور نبی کے بستر پر کس طرح بے خوف و خطر سو رہا ہے۔ تم دونوں ابھی زمین پر جاؤ اور علیؑ کی اس کے دشمنوں سے حفاظت کرو۔ یہ سنتے ہی دونوں زمین پر آئے اور جبرائیلؑ علیؑ مرتضیٰ کے سرہانے

(باقی ص۴۱ پر)

فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ
داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ بیشک وُہ

لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ
تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ پھر اگر تم پھسل گئے بعد اس کے کہ تمہارے پاس کھلی دلیلیں آچکی

الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ
ہیں، پھر جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ کیا وُہ اس بات کے

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کے سایہ میں ان کے پاس آئے اور فرشتے آئیں اور سب معاملہ

ع ۲۵ / ۹

وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
کا فیصلہ ہو جائے۔ حالانکہ کل امور کی بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ پوچھو بنی اسرائیل سے کہ ہم نے

كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ
انھیں کتنی کھلی کھلی نشانیاں دیں ۱؎۔ اور جو بدل ڈالے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بعد اس کے کہ

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ
وہ اسکے پاس آچکی ہو۔ تو یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سخت ترین عذاب دینے والا ہے۔ کافروں کیلئے دنیا

كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَ
کی زندگانی سجائی گئی ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے جو ایمان لاچکے ہیں ۲؎ ہنسی مخول کرتے ہیں حالانکہ

وقف لازم

الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ
جو لوگ متقی ہیں وُہ ان پر قیامت کے دن فوقیت رکھتے ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ
بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ (ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی امت تھے ۳؎ پس اللہ تعالیٰ نے

النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
انبیاء بھیجے جو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے۔ اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ
کی تاکہ لوگوں کے مابین جو اختلاف ہے اس کا فیصلہ کرے۔ اور نہیں اختلاف کیا

بقیہ صفحہ سابقہ

اور میکائیل پائنتی بیٹھے اور جبرائیل علی مرتضیٰ کی طرف خطاب کر کے کہنے لگے۔ اے ابن ابی طالب! تبارک ہو مبارک ہو۔ بھلا کون مثل ہے کہ خود خداوند عالم اپنے فرشتوں پر تمھارے سبب سے فخر و مباہات کرتا ہے علاوہ کتب شیعہ دیکھو تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۳۶۷۔ اسد الغابہ۔ تفسیر ثعلبی۔ احیاء العلوم وغیرہ کتب اہلسنت والجماعت۔

حاشیہ صفحہ ھذا

۱؎ اٰیۃ بیّنۃ:۔ آیات بینات سے مراد وُہ معجزات تھے جو انبیاء کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور توریت کی وُہ آیتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شاہد تھیں۔
کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض ان آیتوں پر ایمان لائے اور بعض ان کے منکر تھے اور بعض ان کے مقر تھے، اور بعض نے انھیں بدل ڈالا تھا۔

۲؎ یسخرون:۔ مکہ کے کفار جو مالدار تھے جیسے کہ ابوجہل و ہشام وغیرہ وُہ غریب اور مسکین مومنین مثل عمارؓ، یاسرؓ، حبیبؓ اور بلالؓ وغیرہ کو جب دیکھتے تھے تو ان کا مذاق اڑاتے اور ہنسی ٹھٹھا کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ اگر محمد سچے ہوتے تو عرب کے اشراف ان کی پیروی کرتے۔ کنگالوں کا ایمان لانا کچھ معنی اور وزن نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ایسے لوگوں کے رد میں نازل فرمائی۔

۳؎ امۃ واحدۃ:۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ذکر بعثت نوح علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس وقت سب لوگ گمراہی کی حالت میں تھے۔ اور اوصیائے آدم علیہ السلام ان کے خوف سے تقیہ کئے ہوئے تھے۔ اور اظہار دین کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ قابیل کی طرف سے ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے جو وصی تھے وہ ایک جزیرے میں عبادت خدا کرنے چلے گئے تھے۔

فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ
اس میں مگر ان لوگوں نے جنھیں کتاب دی گئی۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں آ گئیں (اسکی
بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ
وجہ) ان لوگوں کی آپس میں شرارت تھی پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے تھے اپنے حکم سے راہِ حق جس میں ؎
مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ
وُہ اختلاف کیا کرتے تھے دکھلا دی۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھلا
مُسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ
دیتا ہے۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ؎ کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم کو
مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ
ان لوگوں جیسی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے گذر گئے۔ ان پر سختیاں اور تکلیفیں آ پڑیں۔
وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى
اور وہ ہلا دیئے گئے یہانتک کہ (اس زمانہ کے) رسول اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ایمان لائے کہنے لگے کہ
نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا
اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی۔ خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں)
يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ
کیا خرچ کریں ؎ (اے رسول) کہہ دو کہ تم اپنی نیک کمائی میں سے جو کچھ بھی خرچ کرو تو والدین کیلئے اور قریبی رشتہ داروں
وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ
کیلئے اور یتیموں کیلئے اور محتاجوں کے لئے اور مسافروں کیلئے (خرچ کرو)۔ اور جو نیکی بھی تم کرو گے،
خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ
اُس کا علم خدا کو یقیناً ہے۔ تم پر جہاد واجب کیا گیا ہے حالانکہ وُہ تم کو ناگوار
لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ
ہے اور شاید تم ایک چیز کو ناپسند کرو ؎ اور وہ تمہارے لئے اچھی ہو۔ اور عجب نہیں کہ تم
تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾
ایک چیز کو پسند کرو۔ درآں حالیکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور خدا تو جانتا (ہی) ہے مگر تم نہیں جانتے ہو۔

ع ۲۶ ۱۰

۵۱ لما اختلفوا:- ایک مشہور قول مسلمانوں میں چکر لگا رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اختلاف امتی رحمۃ کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ یہ آیہ مجیدہ اس خیالِ باطل کی تردید کرتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یوں نہیں فرمایا۔ یہ آپ پر بہتان ہے (استغفر اللہ) اللہ تعالیٰ واضح طریق پر بیان فرماتا ہے کہ انبیاء علیہم السّلام کا مبعوث فرمانا اور کتابوں کا نازل کرنا ان لوگوں کے اختلافات کو مٹانے کے لئے تھا۔ نہ کہ اختلاف کو رحمت قرار دینے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ تو اختلاف کرنے کو باہمی عناد اور حسد کا نتیجہ قرار دیتا ہے نہ کہ رحمت۔

۵۲ ام حسبتم:- الخرائج میں امام زین العابدین علیہ السّلام اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم بہت امن میں ہو۔ تم سے پہلے جو لوگ دینِ حق پر ہوتے تھے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جاتے تھے اور وہ صلیب پر کھینچے جاتے تھے۔
اس آیت سے خداوند عالم کو دو مطلب حل کرنے تھے۔ ایک یہ کہ ایسا گمان بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عزّت بڑھانا مقصود ہے۔ اور ان مومنین کی جو مخالفین کی ایذا رسانی اور عداوت پر صابر اور ثابت قدم رہے ہیں۔

۵۳ ماذا ینفقون:- اس آیہ مجیدہ میں لوگوں کے سوال پر کہ کیا خرچ کریں تفصیل بتائی گئی ہے کہ کیا چیز دینی چاہیے اور اس کے مستحق کون کون ہیں۔ سب سے پہلے ماں اور باپ مستحق ہیں۔ ان کی خدمت کے بعد اگر کچھ بچے تو قریبی رشتہ داروں کو دیا جائے ان کے بعد یتیم، مسکین اور مسافر درجہ بدرجہ مستحق ہیں۔ یہ اسلئے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی چیز مستحق کو تو نہ دی جائے مگر غیر مستحقین کو دے دیں۔ اس صورت میں دینے کا کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ اور جو کچھ دیا گیا ہو گا وہ سب ضائع جائے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں حکم دے دیا کہ جو بھی نیک کمائی ہو وُہ ہمارے بتائے ہوئے حقداروں کو ہی پہنچاؤ۔

۵۴ عسیٰ ان تکرھوا:- اس آیہ مجیدہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ خدائی معاملات اور شرعی احکام میں انسان کو اپنی رائے پر عمل کرنے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے چونکہ انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے وہی اس کی فطرت کا صحیح واقف ہے اور وُہ جانتا ہے کہ انسان اپنے علم کی کمی کی وجہ سے احکامِ خدا کے نفع نقصان اور اُن کے مفید اور مضر ہونے میں تمیز نہیں کر سکتا اس لئے کہ عقل انسانی خواہ کتنی ہی بلند ہو ایک حد پر پہنچ کر رُک جاتی ہے۔ اس مقام سے آگے رہبری کرنا انبیاء علیہم السّلام ہی کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے۔ پس مسائلِ شرعیہ اکثر انسانی ادراک سے بالا ہوتے ہیں۔ اور اُن کی علت اور مصلحت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ انسان اپنے خیال کے مطابق بعض مضرات کو بھی مفید سمجھ کر اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو امورِ شرعی میں دخل دینے کا حق نہیں دیا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ
(اے رسول ؐ) وہ تم سے حرمت والے مہینہ کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس میں لڑنا کیسا ہے کہدو کہ اس میں جنگ کرنا
وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ
بڑا گناہ ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) خدا کی راہ سے روکنا اور خدا کا انکار کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور اس کے اہل کو
اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ
اس سے نکال دینا خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے اور فساد برپا کرنا خونریزی سے بڑھ کر ہے۔ اور
لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ
وہ برابر تم سے لڑائی کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ تم کو تمہارے دین سے برگشتہ
اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ
کر دیں۔ اور (یاد رکھو) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے برگشتہ ہو جائے گا پھر مر جائے گا اس
كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَ
حالت میں کہ وہ کافر ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے۔ اور
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) وہ ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے
وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ
اور جنھوں نے ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کی رحمت
رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ
کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے رسول) تم سے لوگ شراب ۱ اور
وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ
جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تم (ان سے) کہدو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے (کچھ) فائدے بھی ہیں
اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۵ قُلِ الْعَفْوَ ؕ
اور ان دونوں کا گناہ ان دونوں کے فائدوں سے بڑھ کر ہے اور (یہ بھی) اتم سے پوچھتے ہیں کہ وہ (راہ خدا میں) کیا خرچ کریں۔ (اے رسول
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١٩﴾ فِى
ان سے) کہدو کہ جو تمھاری ضرورت سے فالتو ہو۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمھیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم دنیا اور آخرت

۱ الخمر :- خمر اصل میں انگور کے کچے پانی کا نام ہے۔ جبکہ وہ نشہ آور ہو۔ اس لحاظ سے اس سے مراد انگوری شراب ہوگی۔ لیکن مجازاً ہر نشیلی شراب کو خمر کہہ دیتے ہیں۔ دیکھئے تاج العروس شرح قاموس مصنفہ علامہ لغوی سید محمد مرتضیٰ زبیدی۔ لفظ خمر یا تو اختمارؒ سے مشتق ہے۔ جسکے معنے خمیر اٹھنے کے ہیں۔ چونکہ اس میں بھی خمیر اٹھ کر جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور جھاگ آنے لگتے ہیں۔ اس لئے اس کا نام خمر ہوگیا۔ یا یہ لفظ مُخَامَرۃؒ سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کے معنے چھپا لینے کے ہیں۔ چونکہ یہ حواس کو گم کر دیتی ہے اس لئے اسے خمر کہا گیا۔

اسی لئے اس کا نام ام الخبائث سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب ہوش و حواس گم ہو جائیں، تو اس حالت میں جو خباثت بھی شراب پینے والا کرے کر سکتا ہے۔

چنانچہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ شراب ہر گناہ کی راس رئیس اور ہر بدی کی کنجی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ بدی کے لئے خدا نے بہت سے قفل مقرر کئے ہیں اور ان سب کی کنجی شراب ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والے سے زیادہ خدا کا نافرمان کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ حالت بے عقلی میں وہ نماز واجب کو فوت کرے اور اپنی ماں بیٹی کسی سے ملوث ہو جائے۔ یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والا بے نماز سے بدتر ہے کیونکہ بے نماز معرفت خدا سے بے بہرہ تو نہیں ہوتا اور یہ ایک وقت میں ضرور بے بہرہ ہو جاتا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان میں خدا تعالیٰ سب کے گناہ بخش دیتا ہے سوائے ان تین آدمیوں کے ایک تو شراب پینے والا دوسرے شطرنج کھیلنے والا۔ تیسرے ایسی بدعت پھیلانے والا جس سے نااتفاقی بڑھے۔

ملترجم :- حرمت شراب کے بارے میں صریح حکم کے لئے دیکھو ص ۱۸۳ حاشیہ ۳ زیر لفظ "والاثم"۔

۲ والمیسر :- لغت میں میسر کے معنی ہر قمار والی چیز ہے۔ خواہ جس طریق پر اور جس چیز سے بھی جوا کھیلا جائے خدا نے حرام قرار دیا ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں :- کل ما الھی عن ذکر اللّٰہ فھو المیسر یعنی جو چیز ذکر خدا سے غافل کر دے وہ میسر ہے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ

(کے معاملات) میں غور کرو۔ اور لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ (ان سے) کہدو کہ انکی

خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

درستی بہتر ہے۔ اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو وہ تمھارے بھائی ہیں اور (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو

الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٠﴾

اصلاح کرنے والے سے (الگ) جانتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب پر سختی کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جبتک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ حالانکہ ایماندار لونڈی

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ

مشرک بی بی سے بہتر ہے۔ گو وہ (بی بی) تمھیں کتنی ہی اچھی معلوم ہوتی ہو۔ اور (مسلمان عورتوں کو) مشرکوں کے نکاح میں

حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ

نہ دو جبتک وہ ایمان نہ لے آئیں اور البتہ ایک مومن غلام ایک آزاد مشرک سے بہتر ہے گو وہ (مشرک) تمھیں اچھا ہی لگے

اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ

یہ وہ ہیں جو (جہنم کی) آگ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے جنت اور

الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٢١﴾

بخشش کی طرف بلاتا ہے۔ اور لوگوں کیلئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ

اور لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ (ان سے) کہدو کہ وہ ایک گندگی ہے پس تم زمانہ حیض میں عورتوں

فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ

سے الگ تھلگ رہو۔ اور جب تک وہ پاک نہ ہولیں انکے نزدیک نہ جاؤ۔ پس جب وہ پاک ہو جائیں

فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ

تو ان کے پاس جس طرف سے خدا نے حکم دیا ہے آؤ۔ بیشک اللہ تعالیٰ رجوع کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ

اور پاکیزگی اختیار کرنیوالوں کو محبت کرتا ہے۔ تمھاری بیویاں تمھارے لئے کھیتی ہیں ۵۲ پس تم اپنی کھیتی میں جسطرح

۵۱ ولا تنکحوا المشرکین :۔ اس آیت میں دو حکم دیئے گئے ہیں۔ ایک مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرنا۔ اور دوسرے اپنی لڑکیاں نکاحِ مشرکین میں نہ دینا۔ یہ دونوں قانون مسلمانوں اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ مسلمانوں پر بعد ظہورِ اسلام پابندی عائد ہوئی ہے۔ اور رسول خدا قبلِ بعثت بھی اس کے پابند تھے۔ کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ آنحضرتؐ نے کبھی اپنی شریعت کے فعل حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ نہ قبل بعثت نہ بعد بعثت۔ جیسا کہ مکتوبات مجدد سرہندی جلد سوم صفحہ ۳۶ میں ہے۔ اور آپ کیونکر فعل حرام کا ارتکاب کرتے جبکہ آپ قبل خلقت آدمؑ نبی تھے۔ اور تمام دنیا کیلئے نمونۂ عمل بن کر ظاہر ہونے والے تھے۔ جیسا کہ شفا قاضی عیاض میں ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپؐ نے اپنی شریعت کے محرمات کا ارتکاب نہیں کیا۔ یعنی نہ کبھی آپؐ نے مشرک عورتوں سے نکاح کیا اور نہ مشرکوں کے نکاح میں کوئی لڑکی دی۔ لہٰذا بی بی خدیجہ کو مشرک کہنا غلط ہے بلکہ وہ ملت حضرت ابراہیمؑ کی پابند تھیں۔ اور اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ آپ کی چار لڑکیاں تھیں کیونکہ بی بی فاطمہؑ کے علاوہ تین لڑکیاں بتائی جاتی ہیں۔ وہ عتبہ و عتیبہ پسرانِ ابولہب کو اور ایک لڑکی ابوالعاص کو دی گئی ہے جو حد درجہ کے مشرک تھے۔ اس آیت کی تشریح کے بعد ہمیں ان روایات پر غور و خوض کرنا چاہئے جو مسئلہ بنات کے سلسلہ میں کتب اسلام میں وارد ہوئی ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ یہ لڑکیاں حضرت خدیجہؓ کی تھیں شوہر اول سے۔ لیکن اس روایت کی تردید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں بی بی خدیجہؓ کو وقت عقد باکیزہ لکھا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہ لڑکیاں ہالہ بنت خویلد خواہر خدیجہؓ کی تھیں اور انکا باپ ابوالہند تھا۔ تیسری روایت ہے کہ یہ لڑکیاں رسول خدا کی تھیں ثابت ہوگیا نہیں سکا کہ ان لڑکیوں کے حقیقی باپ بھی ابوالہند ان میں ایک ہی روایت

اور اس کا بہترین طریقہ کتب فریقین نے یہ بتایا ہے کہ جو روایت کتاب خدا کے خلاف ہو وہ غلط ہے۔ اور جب یہ امر بلا اختلاف ثابت ہے کہ ان لڑکیوں کا نکاح مشرکین سے ہوا۔ تو یقیناً یہ لڑکیاں رسول خدا کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ ربائب تھیں۔ اور ربائب کے رشتہ مصاہرت یعنی دامادی کے لحاظ سے حضرت عثمانؓ کو صہر کہا گیا ہے۔ جیسی لڑکیاں ویسی ہی رشتہ داری۔ نہ حقیقی لڑکیاں نہ حقیقی دامادی۔ نیز آیۂ پردہ یعنی قل لازواجک وبناتک میں پردہ کا حکم ۹ھ میں آیا تھا۔ اس وقت یہ لڑکیاں فوت ہو چکی تھیں۔ لہٰذا بنات سے مراد بناتِ علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ جو در حقیقت بناتِ رسول ہیں۔ کیونکہ قرآن میں نواسیوں کو بنات کہا گیا ہے۔ جیسا کہ حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم میں موجود ہے۔ اسی لئے جناب امّ کلثومؑ نے بازار کوفہ میں فرمایا تھا۔ نحن بنات رسول اللہ یعنی ہم رسول اللہ کی بیٹیاں ہیں (ترجمہ بشیر الملة صفحہ ۵۴)۔

۵۲ نساءکم حرث :۔ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حالتِ حیض میں عورت کے نزدیک جانے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کی علّت بھی بتادی ہے۔ جب زمانۂ حیض گذر جائے اور بیوی غسل کرکے پاکیزہ ہوجائے تو اس سے ہمبستری کرنے کی اجازت دی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس جگہ کی بندش تھی وہاں ہی کی اجازت دی گئی ہے۔ کیونکہ اور کسی مقام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی وطی فی الدبر کا۔ اگلی آیت میں کسی اعلیٰ مثال سے اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ سمجھا دیا ہے کہ عورت کو کھیتی کہا ہے اور کھیتی وہ ہوتی ہے جس میں بیج ڈال کر فصل پیدا کیا جائے۔ چونکہ مقامِ معروف یعنی عورت کی قبل میں ہی مباشرت کرتے اور انسانی بیج ڈالنے سے ہی بچہ پیدا ہوسکتا ہے۔ نہ کہ دبر میں۔ اس لئے فاتوا حرثکم انی شئتم میں عورتوں کے پاس جانے سے مراد ہی قبل یا فرج ہے نہ کہ دبر جیسے مذہب اہل بیت میں فعل حرام

أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا

چاہو آؤ۔ اور اپنی جانوں کیلئے (اچھے اعمال) آگے بھیجو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو کہ تم ضرور اسکے

أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً

حضور میں پیش ہونیوالے ہو۔ اور (اے نبی) مومنین کو خوشخبری دو۔ اور (اے مسلمانو!) تم نیکی اور پرہیزگاری

لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ

کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی آڑ اپنی قسموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو نہ بنایا کرو۔

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَّا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ خدا تم سے ان قسموں کے بارے میں مواخذہ نہیں کریگا جو لغو ہوں گی

وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ

مگر تمھیں ان قسموں پر ضرور پکڑے گا جو تم نے ارادۃً دل سے کھائی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

حَلِيمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ

بُردبار ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے کی لے قسم کھالیں اُن کے لئے چار مہینہ کی مہلت ہے۔

فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

پس اگر وہ باز آگئے تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر انھوں نے طلاق کا پکا ارادہ کرلیا تو

فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ

بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے آپ کو

ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي

تین طہر تک (اور نکاح کرنے سے) ۲ے روکے رکھیں۔ اور اگر وہ عورتیں خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائی ہیں تو ان

أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ

کیلئے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ خدا نے ان کے رحموں (بچہ دانی) میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں۔ اور ان کے خاوند اگر

أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ

اصلاح کا ارادہ کریں تو وہ اس مدت میں ان کو واپس لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور شریعت کی رُو سے عورتوں کیلئے

الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ

بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں اور مردوں کو ان پر ایک درجہ (فضیلت) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

۱ے يُؤْلُونَ :-

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایلاء سے یہ مطلب ہے کہ مرد اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھائے اس پر صبر کرے تو خیر اور اگر اس قضیہ کو امام کے حضور میں پیش کرے تو امام اس کو چار ماہ کی مہلت دے گا۔ کہ یا تو اپنی زوجہ سے رجوع کرے یا اسے طلاق دے دے۔ اگر یہ دونوں باتوں سے انکار کرے گا تو پھر اُسے قید کر دیا جائے گا۔

۲ے ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ :-

اس آیہ مجیدہ میں طلاق شدہ عورت کے عدہ میں بیٹھنے کی مدت کا ذکر ہے کہ اگر وہ عورت صاحب عادت ہو یعنی اُسے حیض مقررہ وقتوں میں آتا ہو تو اس کی عدت تین طہر ہے۔ اور طہر سے مراد وہ وقفہ ہے جو دو حیضوں کے درمیان پاک رہنے کا زمانہ ہے۔ لیکن اگر صاحب عادت نہ ہو یعنی اس کا زمانہ حیض معیّن اور مقرر نہ ہو تو طلاق کی عدت تین مہینے ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ طلاق شدہ عورت حاملہ نہ ہو کیونکہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہے۔ خواہ وہ مدت کم ہو یا زیادہ اسی لئے طلاق شدہ عورت کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اگر حاملہ ہو تو اپنے حمل کو نہ چھپائے بلکہ ظاہر کر دے۔ یہ طلاق رجعی ہے۔

ع ١٢

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٨﴾ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ

زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ طلاق (رجعی جسکے بعد رجوع ہو سکتی ہے) دو ہی مرتبہ ہے اسکے بعد یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا یا

بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا

یا سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا۔ اور تمھارے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ تم انھیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔

إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

سوائے اس صورت کے کہ دونوں کو اس بات کا خوف ہو کہ دونوں خدا کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے پس اگر تم ڈرو کہ

يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ

وہ دونوں خدا کی حدوں پر قائم نہ رہیں گے اور عورت کچھ فدیہ دے دے تو اس میں دونوں پر کچھ الزام نہیں۔ یہ

حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ

خدا کی حدیں ہیں پس تم ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کریں گے پس وہی لوگ

هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٢٩﴾ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ

تو ظالم ہیں۔ پھر اگر عورت کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ اس مرد کیلئے حلال نہ ہوگی جبتک

تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا

کہ اسکے سوا ایک اور خاوند سے نکاح نہ کرے پس اگر دوسرا خاوند (اپنی آزاد مرضی سے) اسے طلاق دے دے تو اگر دونوں کا (بھی)

إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا

وہ دونوں خدا کی حدیں قائم رکھیں گے اور ایک دوسرے سے رجوع کرلیں تو ان دونوں پر کوئی الزام نہیں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں جو ان

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٢٣٠﴾ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

لوگوں کیلئے یہ خیال ہو کر بیان کرتا ہے جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کے ختم ہونے کی

فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا

مدت کو پہنچیں اس وقت یا تو ان کو نیکی کے ساتھ روک لو یا انھیں نیکی کے ساتھ رخصت کر دو۔ اور ان کو

تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ

ضرر پہنچانے کی نیت سے نہ روکو کہ یہ کہ ان پر زیادتی کرنے لگو۔ اور جو شخص ایسا کرے گا پس اس نے یقیناً اپنی

ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا

جان پر ظلم کیا۔ اور (خبردار) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو مخول ٹھٹھا نہ بنالو۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو

٢٢٩ الطلاق مرتان۔ لغت میں لفظ طلاق کے معنے قید سے رہا کرنے اور چھوڑ دینے کے ہیں۔ اور شریعت میں بلک نکاح کے زائل کرنے کو کہتے ہیں۔ جیساکہ علامہ سید شریف جرجانی نے کتاب التعریفات میں لکھا ہے۔ اسلام میں طلاق کی چند شرائط ہیں۔ (۱) طلاق دینے والا بالغ ہو (۲) عاقل ہو (۳) بااختیار ہو (۴) قصد اور ارادہ سے طلاق دے۔ پس نابالغ۔ دیوانہ۔ مجبور کی طلاق صحیح نہیں۔ (۵) زوجہ کنیز نہ ہو (۶) زوجہ منکوحہ ہو (۷) حیض و نفاس سے پاک ہو۔ پس اگر حالتِ حیض میں طلاق دی جائے گی تو وہ درست نہ ہوگی (۸) جس طہر میں طلاق دی جائے اس میں جماع نہ کیا ہو (۹) زوجہ معین کی جائے جس کو طلاق دینا منظور ہو۔ (۱۰) صیغہ طلاق عربی زبان میں ادا کرنا یا کسی عالم دین سے جاری کرانا جسے طلاق کا وکیل مقرر کرے (۱۱) دو عادل گواہوں کے سامنے طلاق دینا۔ صیغہ طلاق یہ ہے کہ عورت کی طرف (جسے طلاق دینا ہے) اشارہ کر کے کہے انتِ طالق۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ خود صیغہ جاری کرے تو وہ کہے، زوجۃ موکلی طالق پس جو شخص عربی صیغوں سے جاہل ہو اس کا طلاق جاری کرنا صحیح نہیں۔ نیز وہ طلاق جو صرف کاغذ پر کسی مسلم یا غیر مسلم عرضی نویس سے لکھوا کر دی جاتی ہے لیکن اس کا صیغہ شرعی جاری نہیں کیا جاتا جائز نہیں۔ طلاق تین دفعہ دی جاتی ہے۔ پہلی دونوں طلاقیں رجعی کہلاتی ہیں۔ اس میں خاوند کو اختیار ہوتا ہے کہ رجوع کرلے۔ یعنی عورت کو واپس لے لے۔ اور اس رجوع کیلئے صرف قصد ہی کافی ہے۔ اور ایسی حرکت جو اس بات پر دلالت کرے کہ مرد اس عورت کو بیوی سمجھ رہا ہے مثلاً اس کا بوسہ لے لینا وغیرہ۔ تیسری طلاق بائن کہلاتی ہے اور اس میں رجوع کا اختیار نہیں رہتا۔ جب تک کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کر کے اس کے گھر میں آباد نہ ہو جائے پھر یا تو وہ شخص (دوسرا شوہر) مر جائے یا کسی سبب سے اپنی رضا و رغبت سے اسے طلاق دے دے تو وہ عورت عدت کی مدت گذرنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے ۞

٢٣١ اذا طلقتم۔ اس آیت میں طلاق شدہ عورتوں کے حقوق واضح کئے گئے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جب تک ان کی عدت کے ایام ختم نہ ہو جائیں مرد پر واجب ہے کہ نہ اسے گھر سے نکلنے پر مجبور کرے اور نہ ہی اسے فاقوں مارے بلکہ اس عرصہ میں نان و نفقہ برابر دیتا رہے۔ یہ نان و نفقہ دینا واجب ہے۔ پھر ارشاد ہے کہ عدت کے اندر اگر چاہو تو رجوع کر کے عورت سے اپنا تعلق پختہ کر لو۔ یا پھر عزت اور آبرو کے ساتھ رخصت کر دو۔ لیکن اگر تم طلاق دے کر اسے یوں چھوڑ رکھو کہ نہ تو اسے نان و نفقہ ہی دو۔ نہ اس سے رجوع کرو اور نہ اسے اس قابل چھوڑو کہ دوسرا شوہر کرے۔ یہ تمہارا انتہائی ظلم ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ حاکم شرع چار ماہ کی مدت مقرر کرے۔ اگر اس مدت میں خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے لگے، تو بہتر ورنہ خود حاکم شرع طلاق کا ولی بن کر اس عورت کو آزاد کر سکتا ہے ۞

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ

تم کو نعمت سے نوازا ہے اس کو بھی یاد کرتے رہو اور اس کو بھی جو کچھ کتاب اور حکمت سے اس نے تم پر نازل کیا ہے

يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

کہ اس کے ذریعہ سے تمھیں نصیحت کرے اور تم خدا سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے کا اچھی طرح علم

عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا

رکھنے والا ہے۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنا عدہ پورا کر لیں تو اُن کو

تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ

اور شوہروں ؁۱ کے ساتھ نکاح کرنے سے مت باز رکھو جبکہ وہ نیکی کے ساتھ آپس میں رضامند

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

ہو جائیں۔ اس سے اس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

لاتا ہے۔ یہ تمھارے لئے نہایت ہی شستہ اور بہت ہی پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی ہے

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ

اور تم نہیں جانتے ہو۔ اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں گی۔

كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ

جو چاہے کہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرے ؁۲ اور بچے کے باپ کو اچھے طریقہ

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

سے ان (کی ماؤں) کو ان کا کھانا اور ان کا لباس دینا ہے۔ (مگر) کسی شخص کو اسکی وسعت کے علاوہ تکلیف

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى

نہیں دی جاتی۔ کسی ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ بچے کے باپ کو اسکے بچے کی وجہ سے ؁۳

الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا

اور (باپ کے) وارث کے ذمہ بھی ایسا ہی ہے۔ پس اگر دونوں (ماں اور باپ) آپس کی مرضی اور مشورے سے

وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا

دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کوئی الزام نہیں اور اگر تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ

الربع

ع ۳ — ۲۹ — ۱۳

؁۱ فلا تعضلوھن :- تعضلوا۔ عَضْلٌ سے ہے۔ جس کے معنے سختی کے ساتھ روکنے کے آتے ہیں۔ تعضلوا صیغہ جمع مذکر حاضر (مضارع) ہے۔ اس کے پہلے لا فعل نہی ہے۔ عَضْلٌ، عَضَلَۃٌ سے ماخوذ ہے پس عَضْلٌ کے معنی ہوئے عضلہ پکڑ کر باندھ دینا یا دوسرے الفاظ میں سختی سے روک دینا اور لا تعضلوھن سے لوگوں کو اس فعل سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کے بارے میں آیت ہے جو بیوہ یا طلاق شدہ عورتوں کو دوسرا نکاح کرنے سے سختی کے ساتھ روک دیتے ہیں اور انھیں گھروں میں بند کر رکھتے ہیں تاکہ وہ دوسرا نکاح نہ کر سکیں۔ یہ عورتوں پر انتہائی ظلم ہے۔ کیونکہ انھیں ان کے جائز حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہ وعظ اور نصیحت قابلِ تعمیل ہے۔ کیونکہ یہ رسم و رواج عورتوں کے فطری جذبات پر ظلم ہے، جو مومنین کی شان سے بعید ہے۔

؁۲ یتم الرضاعة :- کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آزاد عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کی جائے گی۔ البتہ لونڈی مجبور کی جائے گی۔ اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اگر آزاد عورت اپنی خوشی سے اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہے تو روکی نہ جائے گی۔ کیونکہ وہ اس کا حق ہے۔
اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچے کیلئے اس کی ماں سے بہتر کوئی دودھ نہیں ہو سکتا۔
الفقیہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی دودھ جس سے بچہ پرورش پائے اس کے حق میں اس کی ماں کے دودھ سے زیادہ نافع نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بچے کو دو سال سے کم دودھ پلانا اس پر ظلم ہے۔ اگر ماں مطلقہ ہے تو باپ کو یہ حق نہیں کہ وہ دو سال سے پہلے بچے کو اسکی ماں سے جدا کر دے۔ اگر ماں جو آزاد ہو، بچہ کو دودھ پلانے کی اُجرت طلب کرے تو باپ پر لازم ہے کہ اُسے اجرت دے ورنہ کسی دایہ کا انتظام کرے اور دایہ کا انتخاب کرتے وقت اسکے خاندانی اوصاف اور اخلاق و اعمال کو دیکھ لے۔ کیونکہ دودھ کا اثر بچے میں ضرور ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ مجنون بے عقل اور فاحشہ عورتوں کا دودھ نہ پلایا جائے۔ تاریخی واقعہ ہے کہ جنگِ جمل میں جب تیروں کی بوچھاڑ آ رہی تھی تو جناب امیر علیہ السلام نے حضرت محمد بن حنفیہ کو حکم دیا کہ آگے بڑھو۔ انھوں نے عرض کیا کہ بابا تیروں کی بارش ہو رہی ہے کیسے آگے بڑھوں۔ آپ نے ایک ہاتھ ان کے سینہ پر مارا اور فرمایا خذ امن عرق امك۔ یہ تیری ماں کے دودھ کا اثر ہے۔ اگر فاطمہ کا بیٹا ہوتا تو یہ عذر نہ کرتا۔

؁۳ لا تضار :- چونکہ شریعت اسلامی نے آزاد عورت کو اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے بچے کو دودھ پلائے یا نہ پلائے۔ اور اگر دودھ پلانے پر اُجرت طلب کرے تو خاوند پر لازم ہے کہ اُجرت ادا کرے۔ اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ کوئی عورت بچے کے باپ سے دودھ پلانے کی اُجرت اتنی زیادہ طلب کرے جو ایک تو وہاں کے رواج کے مطابق زیادہ ہو۔ دوسرے بچے کا باپ ادا کر سکنے پر قادر نہ ہو۔ اس کی وسعت سے باہر ہو۔ اور باپ کے لئے لازم ہے کہ اجرت میں کسی قسم کی کمی نہ کرے۔ اس حکم میں اس بات کی روک تھام بھی کی گئی ہے کہ کوئی ماں بچے کے باپ سے ناراض ہو تو بچے کو دودھ پلانا ہی نہ چھوڑ دے۔ یا اس خیال سے خاوند کو جماع پر قدرت نہ دے کہ اگر حمل ٹھیر گیا تو بچہ کو تکلیف پہنچے گی۔ نیز باپ کو جائز نہیں کہ ماں کو ضرر پہنچائے یعنی جب ماں بچے کو دودھ پلانا چاہتی ہو تو باپ اس سے بچہ چھین لے خصوصاً اُس وقت جبکہ بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہو گیا ہو۔

اَوْلَادَکُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ

پلانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا جبکہ تم وہ اجرت جو تم طے کرو معروف طریقہ سے حوالہ کردو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَ

اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اور

الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ

جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو

بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

چار مہینے اور دس دن تک روکے رکھیں۔ پس جب وہ عورتیں اپنی عدۃ پوری کر چکیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

تو وہ جو اچھے طریقہ سے اپنے نفسوں میں کریں۔ اس کے بارے میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے خوب خبردار ہے۔ اور اس میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ ان (عدۃ والی) عورتوں

بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَکْنَنْتُمْ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ

کو تم نے کنایہ کے طور پر (نکاح کا) پیغام دیا یا اپنے دلوں میں چھپائے رکھا۔ اللہ تعالیٰ جانتا

اَنَّکُمْ سَتَذْکُرُوْنَهُنَّ وَلٰکِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ

ہے کہ عنقریب تم ان کو یاد کرو گے ولیکن پوشیدہ طور پر اُن سے کوئی وعدہ نہ کر بیٹھو سوائے اس کے کہ

تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّکَاحِ حَتّٰی

تم ان سے (کنایہ کے طور پر) نیک بات کہہ دو۔ اور تم نکاح باندھنے کا پکا ارادہ نہ کر لینا [1] جب تک کہ عدۃ

یَبْلُغَ الْکِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ

نہ گزر جائے۔ اور جان لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع لَا جُنَاحَ

پس تم اسی سے ڈرتے رہو۔ اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔ تم پر کوئی الزام نہیں

عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا

ہے اگر تم ان عورتوں کو طلاق دو جن کو تم نے مس نہیں کیا تھا یا ان کے لئے مہر

[1] لا تعزموا:- یعنی جبتک عورت کی مدت عدۃ پوری نہ ہو جائے مرد کو جائز نہیں ہے کہ وہ عدۃ کے ختم ہونے سے پہلے عزم بالجزم یا نکاح کا پکا ارادہ کرے۔ ایسا کرنے سے پہلے اسے عدت کی مدت ختم ہو جانے تک انتظار کرنا چاہئے۔

لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَ

مقرر نہیں کیا تھا۔ البتہ ان کو نیکی کے طور پر کچھ نفع لہ پہنچا دو (یہ نفع پہنچانا) صاحب مقدور پر اس کی حیثیت

عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى

کے موافق لازم ہے اور مفلس پر اس کی حیثیت کے موافق نیکوکاروں پر بھی ایک حق

الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٣٦﴾ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ

ہے۔ اور اگر تم انھیں مس کرنے سے پہلے طلاق دے دو،

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ

جس حالت میں کہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو جو کچھ تم نے مقرر کیا تھا اس کا نصف تمھارے ذمہ ہے سوائے

يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ

اس کے کہ وہ (عورتیں) معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا اختیار ہو۔ اور تمھارا

تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ

معاف کرنا پرہیزگاری کے بہت ہی قریب ہے۔ اور آپس کی بزرگی (فضیلت) کو مت بھولو۔ جو کچھ تم کرتے ہو

إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٧﴾ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ

یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھتا ہے۔ سب نمازوں کی حفاظت کرو اور

الصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ﴿٢٣٨﴾ فَإِنْ خِفْتُمْ

(خاص کر) درمیانی نماز کی [2] اور اللہ تعالیٰ کیلئے قنوت کرنے والے ہو کر کھڑے ہو [3] پس اگر تم کو خوف ہو

فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ

تو پیدل چلتے چلتے یا سوار ہو کر (نماز ادا کر لو) پھر جب تم کو اطمینان ہو تو اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو جیسے اس نے

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ

تمھیں وہ سکھلا دیا جو تم نہیں جانتے تھے۔ اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں [4] اور

يَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ

بیویاں چھوڑ جاتے ہیں (تو ان کو چاہیے کہ مرنے سے پہلے) اپنی بیویوں کیلئے وصیت کر جائیں کہ انھیں سال بھر تک

غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ

بغیر گھر سے نکالنے کے خرچ دیا جائے اور اگر وہ نکل جائیں تو اچھی باتوں میں سے جو کچھ وہ اپنے آپ میں کریں اسکا تم پر

ف ١ متعوھن :۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر ایک شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو اس کے بعد اس کے ساتھ کچھ سلوک بھی کرے۔ فرمایا ضرور۔ اگر وہ پسند کرے تو اتنا سلوک کرے کہ محسنین میں اس کا شمار ہو جائے نہیں تو اتنا کم متقین میں گنا جائے۔ التہذیب میں خود آن حضرتؑ سے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ان عورتوں کے بارے میں منقول ہے، جن سے نکاح کیا ہو اور مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور قبل مباشرت ان کو طلاق دے دی گئی ہو کہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے اور ان کے دشمنوں کی طرف سے شماتت کا اندیشہ ہے۔

اور خداوند عالم خود کریم ہے اور اہل حیاء و اہل کرم کو دوست رکھتا ہے۔ اور تم میں سے زیادہ کریم خُدا کے نزدیک وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ زیادہ نیکی کا برتاؤ کرے۔ اسی لئے تمھیں لازم ہے کہ جس قدر تمھیں مقدور ہو اُن کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ غنی کے واسطے مکان دے دینا یا لونڈی متوسط کے واسطے کوئی لباس اور ادنیٰ درجہ والے کے واسطے کچھ روپیہ یا انگشتری ۔

ف ٢ والصلوٰۃ الوسطیٰ :۔ یومیہ نمازیں پانچ ہیں: صبح ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ فقہاء میں اختلاف ہے کہ نماز وسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے۔ کوئی کسی وقت کی نماز کو وسطیٰ قرار دیتا ہے کوئی کسی اور کو۔ لیکن کافی اور التہذیب میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نمازِ ظہر ہے۔ اور یہ پہلی نماز ہے جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ اور اوّل وقت اس کا دن کا وسط ہے۔ اور دن کی اور دو نمازیں یعنی نماز صبح اور نماز عصر اس کے اِدھر اُدھر ہیں۔ اور انہی حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ جب کہ جناب رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تشریف رکھتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نماز میں دعائے قنوت پڑھی۔ اور پھر سفر و حضر میں ہر نماز میں برابر دعائے قنوت پڑھتے رہے۔

ف ٣ قنتین :۔ قنوت سے ہے۔ القنوت کے معنی ہیں۔ الطاعۃ۔ اطاعت۔ القیام فی الصلوٰۃ۔ نماز کے لئے کھڑا ہونا۔ الدعاء۔ دُعا۔

ف ٤ یتوفون منکم :۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ بہ مدت تو اُس کی چار مہینے دس دن والے حکم عدۃ سے منسوخ ہے اور نفقہ آیت میراث سے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ آیت جس میں عدۃ وفات ایک سال اور ایک سال کا خرچ دینا شوہر پر بذریعہ وصیت واجب قرار دیا گیا ہے بعد میں ہے اور اس کی ناسخ آیت پہلے آچکی ہے جس میں عدۃ وفات چار ماہ اور دس دن مقرر ہے۔ اور تمام مسلمان اسی پر کار بند ہیں۔ یعنی عورتیں صرف چار ماہ دس دن تک عدۃ وفات میں بیٹھتی ہیں۔ سال بھر کوئی نہیں بیٹھتی۔ حالانکہ یہ عقلی بات ہے کہ بعد والی آیت پہلی والی آیت کے حکم کو منسوخ کر سکتی ہے۔ نہ کہ پہلی نازل شدہ بعد میں آنے والی کو۔ جیسا کہ عدۃ وفات والی آیت ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس کے برعکس ہوتا۔ یعنی پہلے ایک سال عدۃ والی آیت نازل ہوتی پھر اس کی تخفیف کرنے والی دوسری آیت چار ماہ دس دن عدت والی نازل ہوتی۔ اس کا جواب سوائے اس کے اور کوئی ہے کہ اس میں تقدیم اور تاخیر ہو گئی ہے۔ یعنی ترتیب اُلٹ دی گئی ہے۔ یہ جامعین قرآن کی فروگذاشت معلوم ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے احکام اس غلط ترتیب سے بالاتر ہیں ۔

فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ

کوئی الزام نہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔ اور جن عورتوں کو طلاق

مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

دی گئی ہو اُن کو اچھے طریقے پر کچھ فائدہ پہنچانا بھی متقین پر ایک حق ہے ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے

لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا

اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو ۔ (اے رسول) کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ

اپنے گھروں سے نکلے تھے اور وُہ کئی ہزار کی (تعداد میں) تھے لہ پس ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا

مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَ

کہ مرجاؤ (اور وہ مرگئے) پھر انھیں زندہ کیا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہربانی کرنے والا ہے ۔

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ولیکن اکثر لوگ شکریہ ادا نہیں کرتے ۔ اور خدا کی راہ میں لڑو ۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ

اور جان لو بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ۔ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ

قرض دے کہ خدا اُس کو اس کے لئے بہت زیادہ بڑھا دے ٢ اور اللہ تعالیٰ تنگدست

وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ

بھی کرتا ہے اور فراخی بھی دیتا ہے اور اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہوگی ۔ کیا تو نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے

اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا

سرداروں کی طرف نظر نہیں کی ٣ جبکہ انھوں نے اپنے نبی سے یہ کہا کہ ہمارے لئے

مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ

ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم خدا کی راہ میں جنگ کریں ٤ اس نبی نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر تم پر جہاد

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ

واجب کیا جائے (تو) پھر تم نہ لڑو ۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں کیا (ہُوا) ہے جو ہم راہِ خدا میں

(ع ۳۱ / ۱۵)

۱ الوف :- یہ واقعہ حضرت حزقیل نبی کے وقت کا ہے ، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی تھے ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق اور جناب امام محمد باقر علیہما السلام سے منقول ہے کہ یہ لوگ علاقہ شام کے شہروں میں سے ایک شہر کے رہنے والے تھے اور یہ ستر ہزار گھر تھے ۔ ان کے شہر میں طاعون کی وبا آتی رہتی تھی ۔ ایک سال جب سخت طاعون پھیلی تو مالدار لوگ اپنے گھروں سے نکل گئے ۔ اور انھوں نے غیر آباد مقامات پر ڈیرے ڈال دیئے اور غریب لوگ اپنے گھروں ہی میں رہے جو مالدار لوگ موت کے ڈر سے بھاگے تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ مرجاؤ ۔ پس وہ ستر ہزار فوراً موت کی نیند سو گئے اور اُن کی صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئیں ۔ حضرت حزقیل نبی کا اُدھر سے گذر ہُوا ۔ تو آپ نے اُن کے دوبارہ زندہ ہونے کی دعاء مانگی کہ اے پروردگار ان کی خطا معاف کردے اور انھیں زندگی بخش دے ۔ یہ تیری عبادت کریں گے اور تیری تسبیح بجالائیں گے اور ان سے تیرے بندے پیدا ہوں گے اور نسل بڑھے گی اور یہ تجھ پر ایمان لائیں گے ۔ خداوند عالم نے حضرت حزقیل نبی کی دُعاء قبول فرمائی اور حکم دیا کہ ان پر پانی چھڑکو ۔ چنانچہ آپ پانی چھڑکتے جاتے تھے اور لوگ زندہ ہوتے جاتے تھے ۔ یہ واقعہ نوروز کے دن ہُوا جبکہ سُورج بُرج حمل میں تھا ۔ خدا نے اس دن سے ایک دوسرے پر پانی یا گلاب چھڑکنا سنّت قرار دیا ہے ۔ یہ ستر ہزار آدمی زندہ ہو کر اسی طرح دُنیا میں رہے جیسے دُوسرے آدمی ۔

۲ اضعافاً کثیرۃً :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا ۔ (جو ایک نیکی لائے گا پس اُسے اس سے بہتر معاوضہ دیا جائے گا) تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عرض کی کہ اے پروردگار مجھے اس سے زیادہ عنایت فرما ۔ ارشاد ہوا کہ اے رسول! من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا (جو شخص نیک کام کرے گا میں اُس سے دس گنا بدلہ دوں گا) رسولِ خدا نے عرض کی ۔ اے مالک اور اضافہ فرما ۔ تو خُدا نے فرمایا ”من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیرۃً “ جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سمجھ لیا کہ جس کو خود خدا تعالیٰ کثیر فرمائے اس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہوسکتی ۔

۳ الملأ :- ملاء سے ہے ۔ اس کے معنی اصل میں بھر دینے کے ہیں ۔ کہتے ہیں ملاء الاناء بالماء اس نے برتن کو پانی سے بھر دیا ۔ مُلِی رُعباً ۔ اس کا دل خوف سے بھر گیا ۔ الملاء کے معنی ہیں ۔ سرداران قوم ، بڑے آدمی ۔ کیونکہ جب مجلس میں بڑا آدمی آجاتا ہے تو کہتے ہیں ۔ اب مجلس بھر گئی ہے ۔ اب کسی کی ضرورت نہیں ۔

۴ ملکاً :- مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام کی روایت کے بموجب یہ نبی شموائیل تھے جس کی عربی اسمٰعیل ہوتی ہے ۔ اور ایک اور روایت کے بموجب ارمیا تھے ۔ اس زمانے میں نبوت اور سلطنت ایک گھرانے میں جمع نہ ہوتی تھی بلکہ نبوت تو اولاد لاوی ابن یعقوب میں تھی ۔ اور سلطنت اولاد حضرت یوسف علیہ السلام میں ۔ یہ حضرت شموائیل حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ۔ بنی اسرائیل اُن کو نبی نہیں مانتے تھے ۔ یہ وُہ زمانہ تھا کہ عمالقہ قوم کا بادشاہ جالوت تھا جو بنی اسرائیل کو سخت ایذا دیتا تھا ۔ اس نے اُن کے مردوں کو قتل کیا اُن کے گھروں کو لُوٹ لیا اور عورتوں کو قید کر لیا ۔ آخر یہ لوگ مجبور ہو کر شموائیل نبی کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور عرض کی کہ ہمارے لئے کوئی ایسا حاکم مقرر کردیں جس کے ماتحت ہو کر ہم جالوت سے جہاد کریں ۔ حضرت شموائیل نے خُدا سے دُعا کی ۔ ارشاد ہُوا کہ ان لوگوں کے لئے ہم نے طالوت کو اُن کا امیر مقرر کردیا ۔ یہ طالوت حضرت یوسف کے بھائی بنیامین کی اولاد میں سے تھے ۔

سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ۭ فَلَمَّا

نہ لڑیں گے ، حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور بال بچوں سے نکالا گیا ہے ۔ پس جب اُن

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

پر جنگ فرض کر دی گئی ان میں سے سوائے تھوڑوں کے سب پیٹھ پھیر گئے ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٤٦﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ

خوب جانتا ہے ۔ اور ان کے نبی نے ان کو کہا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ

طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ

بنا کر بھیجا ہے ۔ انھوں نے کہا ہم پر اس کی حکومت کس طرح ہو سکتی ہے حالانکہ ہم اس کی نسبت

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

بادشاہت کے زیادہ حق دار ہیں اور اُسے تو مال کی وسعت بھی نہیں دی گئی ؎۱ ۔ نبی نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ

اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ

نے اسے تم پر مصطفےٰ کیا ہے اور علم اور جسم (طاقت) کے لحاظ سے اُسے بڑھا دیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ

يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٧﴾ وَقَالَ لَهُمْ

جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت دینے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۔ اور ان کے نبی

نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ

نے ان سے کہا کہ بیشک اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ

سے تسکین کا سامان اور جو کچھ آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون چھوڑ گئے اُن کے بچے کھچے تبرکات ہوں گے ، اسے

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

فرشتے اٹھائے ہوں گے ۔ اگر تم ایماندار ہو تو اس میں تمہارے لئے ضرور ایک

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٤٨﴾ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

نشانی ہے ۔ پھر جب طالوت لشکر کے ہمراہ چلا تو اس نے کہا یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ

ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے ؎۲ ۔ پس جس نے اس میں سے پی لیا وہ مجھ سے نہیں اور جس نے اسے نہ چکھا

ع ۱۶

بقیہ صفحہ سابقہ

نہ لوگوں کی رائیں طلب کی گئیں ۔ بلکہ نبی سے درخواست کی گئی ۔ نبی نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ جاؤ باہمی مشورہ اور شوریٰ سے کسی ایک کو مقرر کر لو ۔ اس نے خدا سے درخواست کی ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ نہیں کہا کہ ایسے حاکم کا چُننا اُمّت کے اپنے اختیار میں ہے بلکہ خود مقرر فرمایا اور کہا کہ تمہارا سردار ہم نے طالوت کو مقرر کیا ہے ۔ اس سے ثابت ہُوا کہ خدائی کاموں کی سرانجام دہی کے لئے خدا ہی اپنا نمائندہ مقرر کرتا ہے ۔ لوگوں کو اس میں کچھ اختیار نہیں دیا گیا ۔ یہ نمائندہ امام ہو یا خلیفہ ، خواہ معمولی سپہ سالار فوج ہو ۔ یا امیر یا بادشاہ اس کا مقرر کرنا خدا ہی کے اختیار میں ہے ؛

حاشیہ صفحہ ھٰذا

؎۱ سعۃ من المال ، ۔ لوگوں نے خدا کے مقرر کردہ امیر کے انتخاب پر اعتراض کر دیا ۔ کہ یہ تو غنی یعنی مالدار نہیں ہے ۔ یہ ہمارا حاکم کس طرح ہو سکتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نامزدہ نمائندہ کے لئے غنی ہونا ضروری نہیں ۔ مَیں نے اسے علم اور جسم (شجاعت) میں تم پر مصطفےٰ کیا ہے ۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی علم اور جسم میں مصطفےٰ اور مرتضیٰ تھے ۔ انھیں بھی خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا ۔ لوگوں کے انتخاب کا اس میں کوئی دخل نہ تھا ۔ علم کے متعلق ارشاد ہوا کہ انا مدینۃ العلم و علی بابھا ۔ مَیں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے ۔ شجاعت کے لئے خداوند تعالیٰ نے سرٹیفکیٹ دے دیا لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار ؛

؎۲ مبتلیکم بنھر ، ۔ کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بنی اسرائیل جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کو نکلے تو یہ گرمی کے دن تھے پیاس کے مارے پریشان ہو گئے طالوت سے کہنے لگے کہ خدا سے دُعا کرو کہ کوئی نہر ملے غرض ایک نہر ظاہر ہوئی ۔ اور طالوت نے سب کو سمجھا دیا کہ یہ آزمائش کی نہر ہے جس نے ایک چلو پیا ۔ وُہ مجھ سے ہے اور جس نے ایک چلو سے زیادہ پیا وُہ مجھ سے نہیں ہے ۔ مگر جب یہ لوگ نہر کے کنارے پہنچے تو ۳۱۳ آدمیوں کے سوا سب کے سب منہ کے بل پانی پر گر پڑے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا ۔ آخر اُن کے ہونٹ سیاہ ہو گئے اور چلنے سے مجبور ہو گئے ۔ اور کتنا ہی پانی پیتے تھے مگر پیاس نہ بجھتی تھی ۔ اور جنھوں نے ایک چلو پانی پیا تھا وُہ اچھے رہے اور پیاس بھی بجھ گئی ؛

فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ

پس وہ مجھ سے ہوگا۔ سوائے اس کے [1] جو اپنے ہاتھ سے ایک چلّو بھر لے۔ پس ان میں سے سوائے

إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

معدودے چند کے سب نے پی لیا۔ پھر جب وہ اور اُس کے ایماندار ساتھ والے اس (دریا) کو پار کر گئے۔ تو

قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ

انھوں نے کہا، آج ہمیں جالوت اور اُس کی فوجوں کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اور جن کو یقین تھا کہ انھوں

يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ

نے خدا کے حضور میں ضرور جانا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بہت سے چھوٹے (چھوٹے) گروہ بڑے (بڑے)

فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا

گروہوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب آ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور جب وُہ

بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا

لوگ جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے نکلے۔ انھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم کو پورا صبر

صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾

عطا فرما اور ہمارے قدم ثابت رکھ اور ہمیں کافروں کی قوم پہ فتح عطا فرما۔

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ

پس انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان (دشمنوں) کو بھگا دیا اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا [2] اور اسے

اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ۗ وَلَوْلَا

(داؤد) کو اللہ تعالیٰ نے حکومت اور حکمت عطا فرمائی اور جو چاہا اسے تعلیم فرما دیا۔ اور اگر خدا

دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ

بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا تو ضرور زمین تباہ ہو جاتی۔

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٥١﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ

لیکن اللہ تعالیٰ تو تمام جہانوں پر فضل کرنے والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں

نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢٥٢﴾

ہیں جو ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور بے شک تو رسولوں میں سے ہے۔

[1] اغترف: ۔ اس نے ایک چلّو بھرا اغتراف سے جس کے معنی چلّو بھرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ا ص ١٤١)

[2] جالوت: ۔ تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی کو وحی فرمائی تھی کہ جالوت کو وُہ قتل کرے گا جس کے جسم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ ٹھیک آئے گی۔ اور وُہ شخص لاوی بن یعقوبؑ کی اولاد سے ہے۔ اور اُس کا نام داؤد بن ایشیا تھا۔ یہ ایشیا ایک چرواہا تھا جس کے دس بیٹے تھے۔ جن میں سب سے چھوٹے حضرت داؤدؑ تھے۔ جب طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر ہو گیا اور جالوت سے لڑنے کیلئے انھیں جمع کرنے لگا تو ایشیا کو حکم بھیجا کہ وُہ خود بھی حاضر ہو اور اپنے بیٹوں کو بھی لائے۔ جب وہ سب حاضر ہوئے تو طالوت نے ہر ایک کو ایک کر کے اپنے سامنے بلا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ پہنا پہنا کر دیکھی تو وہ کسی کے جسم پر بڑی ہوئی اور کسی کے قد پر چھوٹی۔ تب ایشیا سے دریافت کیا کہ تم اپنے کسی بیٹے کو چھوڑ بھی آئے ہو۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں میں سب سے چھوٹے لڑکے کو بکریاں چرانے چھوڑ آیا ہوں۔ طالوت نے کسی کو داؤد علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا۔ داؤد علیہ السلام جب حکم طالوت سُن کر چلے ہیں تو اُن کے ہاتھ میں ایک گوپھن تھی۔ راستے میں تین پتھروں کو اُٹھا کر انھوں نے جھولی میں ڈال لیا۔ داؤد علیہ السلام بڑے شجاع، جسم کے قوی اور دل کے مضبوط تھے۔ جس وقت طالوت کے سامنے پہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زرہ انھیں پہنائی گئی تو وہ بالکل اُن کے جسم پر ٹھیک آ گئی۔ اس کے بعد طالوت نے داؤدؑ کو مقابلہ کے لئے بھیجا سو داؤد علیہ السلام نے ایک پتھر گوپھن پر رکھ کر جالوت کی طرف پھینکا۔ وہ جالوت کی پیشانی پر لگا۔ اور پشت کی طرف سے توڑ کر نکل گیا۔ اور پھر بھی کئی آدمی اُس سے زخمی ہوئے۔ جالوت کا مرنا تھا کہ فوج کے قدم اکھڑ گئے اور طالوت کو نمایاں فتح ہوئی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ

یہ سب رسول (جن کو ہم نے بھیجا، ان میں سے) بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ؎۱ ان میں سے وُہ (رسول بھی ہے) جس سے

كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اللہ تعالیٰ نے خود کلام کیا ؎۲ اور اُن میں سے بعض کے درجے بلند کئے۔ اور ہم نے عیسیٰؑ ابنِ مریم کو کھلی دلیلیں دیں

الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ

اور ہم نے اس کی تائید پاکیزہ رُوح سے کی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جو لوگ اُن کے بعد

الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ

ہوئے۔ وہ اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد نہ لڑتے۔ لیکن انھوں نے

اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

اختلاف کیا۔ پس ان میں سے کوئی تو ایمان لے آیا اور ان میں کوئی کافر ہوگیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا

مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿٢٥٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

تو وُہ نہ لڑتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جس کا وُہ ارادہ کرتا ہے۔ اے وُہ لوگو جو ایمان لائے

اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا

ہو، جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے۔ اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرو پیشتر اس کے کہ وُہ دن آجائے جس

بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾

میں نہ تو کوئی بیع ہوگی اور نہ دوستی اور نہ سفارش۔ اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ

اللہ (وُہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں وُہ زندہ ہے اور ہمیشہ قائم ہے۔ اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور

لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ

نہ نیند ؎۳ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُسی کا ہے۔ کون شخص ایسا ہے جو بغیر اُس

يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

کی اجازت کے اُسکے حضور میں سفارش کرے۔ جو کچھ اُن کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے، وُہ

خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

سب کو جانتا ہے۔ اور اُس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اُسکے جسے وُہ چاہے۔

ع ٥

؎۱ فضّلنا:۔

رسول اور نبی اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہونے کی حیثیت سے ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن درجات کی حیثیت سے بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب انبیاء اور رسولوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لئے آپ سیّد المرسلین اور افضل النبیّین کہلاتے ہیں پہلے انبیاء جزوی نبی ہُوا کرتے تھے۔ کیونکہ یا تو وُہ کسی خاص خاص خطّہ پر مبعوث ہوتے تھے یا کسی قوم پر، جیسے حضرت آدمؑ یا نوحؑ اور شعیبؑ، لوطؑ، ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ وغیرہ۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام دنیاؤں کے لئے نبی تھے۔ نہ صرف زمین والوں کے لئے بلکہ مریخ مشتری، زحل، چاند، عطارد، وغیرہ وغیرہ سب دنیاؤں کے بسنے والوں کے لئے آپؐ ہی نبی تھے۔ حتّٰی کہ سابقہ سب انبیاء علیہم السلام بھی آیۂ میثاق کی رُو سے آپ کی اُمّت میں داخل تھے، لہٰذا آپ کو سب نبیوں پر فضیلت حاصل ہے۔

؎۲ کلّم اللہ:۔

اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر باتیں کیں۔ حضرت آدم علیہ السلام بھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ اُن سے بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کی۔ لیکن فخرِ انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سب پر شرف اور بزرگی حاصل ہے۔ کیونکہ آپؐ سے اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج عرشِ معلّٰی پر باتیں کیں۔ پس فرق ظاہر ہے۔

؎۳ سنة ولا نوم:۔

اللہ تعالیٰ چونکہ جسم اور لوازماتِ جسمانی سے بری اور منزّہ ہے۔ اس لئے اس کی نسبت اُونگھ یا نیند کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر وُہ ایک سیکنڈ کیلئے بھی غافل ہو جائے جو لازمۂ بشریّت ہے نہ کہ اُلوہیّت، تو دُنیا فنا ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے پوچھا کہ اے موسیٰؑ! کیا تمھارا خدا کبھی سوتا بھی ہے؟ آپ نے ہمکلامی کے وقت اُن کا سوال پیش کر دیا۔ خدا نے حکم دیا کہ اے موسیٰ! ایک شب و روز نہ سونا۔ چنانچہ آپ نہ سوئے۔ پھر ایک فرشتہ بھیجا کہ حضرت موسیٰ کو شیشے کی دو بوتلیں دے آؤ، اور کہو کہ رات بھر انھیں تھامے رکھیں۔ سونا نہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ بوتلیں ٹوٹ جائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ہر چند ضبط کیا، لیکن آخر نیند غالب آگئی اور بوتلیں گر کر چکنا چُور ہوگئیں۔ اُسی وقت خطاب ہُوا کہ اے مُوسیٰؑ! تم سے نیند میں دو بوتلوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ اگر میں سو جاؤں تو سارے عالم کی نگہداشت کون کرے؟

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا

اس کا علم سب آسمانوں ۱ه اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اوران دونوں کی حفاظت اُسے نہیں تھکاتی۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ

اور وُہ بلند مرتبہ اور ہمیشہ سے عظمت والا ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے ۲ه بیشک ہدایت گمراہی

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ

سے (الگ ہوکر) واضح ہوگئی ہے۔ پس جو شخص طاغوت کا منکر ہوجائے ۳ه اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، یقیناً

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ

اس نے ایسی مضبوط رسّی کو تھام لیا ہے جس کے لئے ٹوٹنا ہے ہی نہیں ۴ه اور اللہ تعالیٰ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ

سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لا چکے۔ وُہ انھیں اندھیروں سے نور

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ

کی طرف نکال لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے اُن کے سرپرست طاغوت ہیں۔

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

وُہ انھیں نور سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے آتے ہیں ۵ه وہی تو جہنم (کی آگ) کے ساتھی ہیں۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ

وُہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (اے رسولؐ) کیا تُو نے اس کی طرف توجہ کی نظر نہیں کی جو ابراہیمؑ کے

رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ

پروردگار کے بارے میں صرف اس بات پر جھگڑا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے سلطنت دی تھی جبکہ ابراہیمؑ نے اُسے کہا تھا کہ میرا پروردگار

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ

وُہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا تھا کہ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا تھا کہ

يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

بیشک اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، پس تو اُسے مغرب کی طرف سے نکال لا۔ اس پر وہ کافر

الَّذِيْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٥٨﴾ اَوْ كَالَّذِيْ

مبہوت ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچایا کرتا۔ یا مثل اس شخص کے

۱ه کرسیہ:-

یہاں کرسی سے مراد کوئی بیٹھنے والی کرسی نہیں ہے جس پر کہ نعوذ باللہ خدا بیٹھتا ہے بلکہ اس کے معنی "علم" ہیں۔ چنانچہ لغت کی مشہور کتاب قاموس میں ہے۔ الکرسی العلم کہ کرسی کے معنی علم ہیں۔ اور لسان العرب جلد ۸ حرف السین فصل الکاف میں بھی الکرسی العلم لکھا ہے۔ اور لغت کی کتاب منتہی الادب میں کرسی کے معنی علم و دانش لکھے ہیں۔ اور بیان اللسان ص ۶۴۵ پر کرسی کے معنی علم اور اللہ تعالیٰ کی قدرت لکھے ہیں۔

۲ه لا اکراہ:-

یہ اسلام کی خصوصیت ہے کہ وُہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر یا تشدد کو جائز نہیں سمجھتا، اور جو اعمال یا افعال کسی کے جبر و تشدد یا دباؤ سے ادا کئے جائیں انھیں جائز قرار نہیں دیتا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ کیونکہ جب اسلام نے دین کے بارے میں سختی کو جائز ہی نہیں رکھا تو کسی کو تلوار کے ڈراوے سے مسلمان کرنا بے معنی سی بات ہے۔ اگر مسلمان تلوار کے خوف سے بنے ہوں تو یہ بھی کہا جائے گا کہ لوگوں نے خدا کے وجود کو موت کے خوف سے تسلیم کیا۔ اسلام نے تو دین کی قبولیت کو انسان کی آزاد رائے پر موقوف رکھا۔ چنانچہ متعدد آیات اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (پ ۱۵، کہف، ع ۴) یعنی پس جو کوئی چاہے ایمان لے آئے۔ اور جو چاہے کافر ہی رہ جائے۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ابوالحصین انصاری کے دو بیٹے تھے۔ اتفاقاً شام کے کچھ نصرانی تاجر مدینہ میں آئے اور انھیں بہکا کر نصرانی بنا لے گئے۔ ابوالحصین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی کہ ان کو راستہ سے واپس بلوا لیجئے۔ اور کچھ تنبیہ فرمائیے۔ تاکہ وُہ پھر اسلام قبول کر لیں۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ع ٣٤ ٢

۳ه طاغوت:-

تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں، جنھوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا۔ اور تفسیر صافی ص ۴۱ پر بھی اسی طرح لکھا ہے۔

۴ه لا انفصام لھا:-

وُہ مضبوط رسّی جو کبھی نہ ٹوٹے۔ آلِ محمدؐ کی مودت ہے۔ چنانچہ معانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں من احب ان یتمسک بالعروۃ الوثقیٰ التی لا انفصام لھا فلیستمسک بولایۃ اخی ووصیی علی ابن ابیطالب فانہ لا یھلک من احبہ وتولاہ ولا ینجوا من ابغضہ (تفسیر صافی ص ۴۱) ترجمہ:- جو کوئی یہ چاہے کہ وُہ ایسی رسّی کو پکڑے جو کبھی نہ ٹوٹے۔ تو اُسے چاہیئے کہ میرے بھائی اور میرے وصی حضرت علی ابن ابی طالب کی ولایت سے تمسک کرے۔ اس لئے کہ جو شخص اس سے محبت اور تولا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے ہلاک نہیں ہونے دے گا۔ اور جو اس سے بغض رکھے گا اسے نجات نہ دے گا۔

۵ه من النور:- کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد آلِ محمدؐ ہیں۔ اور ظلمات سے ان کے دشمن۔ (تفسیر صافی، ص ۴۱)

مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ

جو ایک گاؤں سے گزرا اور وہ گاؤں اپنے چھتوں پر گرا ہوا تھا (اسے دیکھ کر) وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اسکی

هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ

موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُسے سو سال کیلئے موت دی پھر اُسے زندہ کیا

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ

(اور) کہا کہ تم کتنا عرصہ پڑے رہے ہو اس نے کہا کہ میں ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصّہ پڑا رہا۔ فرمایا (نہیں)

لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ

بلکہ تم سو برس پڑے رہے ہو۔ اب تم اپنے کھانے اور اپنے پانی کی طرف دیکھو کہ وہ سڑا بُسا نہیں۔

يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو (کہ وہ گل سڑ گیا) اور (ایسا کرنے سے ہماری غرض یہ تھی) کہ ہم تم

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا

کو لوگوں کے لئے ایک نشانی قرار دیں۔ اور تم ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ ہم انھیں کس طرح جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت

تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ

چڑھاتے ہیں، پس جب یہ بات واضح ہوگئی اُس نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری پوری

قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ

قدرت رکھنے والا ہے ۵۱ اور اے رسول وہ وقت یاد کرو جبکہ ابراہیم نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مُردے

تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

کس طرح زندہ کیا کرتا ہے۔ فرمایا کیا تمھیں (اسکا) یقین نہیں۔ اس نے عرض کی کہ ہاں (یقین تو ہے)، لیکن میں اپنے دل کا اطمینان

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ

کرنا چاہتا ہوں ۵۲ اللہ نے فرمایا پھر تو چار پرندے لے اور انھیں اپنی طرف پسد ھالے۔ پھر (اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے)

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

ان میں سے ایک ایک حصّہ (لے کر) ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر انھیں بلاؤ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے۔ اور

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ

جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بہت غالب حکمت والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اُن کی مثال ایک

---

۵۱ کل شیئٍ قدیر:۔

تفسیر قمی اور طبرسی کے مطابق یہ واقعہ حضرت ارمیا علیہ السلام سے متعلق ہے۔ اور تفسیر برہان میں یہ قصّہ حضرت عزیر علیہ السلام سے منسوب ہے۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۳ میں ہے ویمکن التوفیق بین هذه الاخبار بالقول بوقوع هذه القضیة مرتین مرة لارمیا فی تعجبه فی احیاء قتلی بخت نصر واخری لعزیر فی تعجبه فی احیاء من مات من اصحابه فی یوم واحد۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ہو، ایک دفعہ حضرت ارمیا کیلئے جبکہ انھیں بخت نصر کے مقتولوں کے زندہ ہونے پر تعجب ہوا۔ اور دوسری بار حضرت عزیر کیلئے جب انھیں اپنے اصحاب کے زندہ ہونے پر تعجب ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب بخت نصر نے یہودیوں کو ہلاک کیا۔ اور ان کی لاشوں کو درندے کھانے لگے تو حضرت کا گزر ہوا۔ انھوں نے کہا کیا ایسا اجڑا ہوا گاؤں آباد ہو سکتا ہے۔ اور یہ لاشیں کیونکر زندہ ہوں گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر موت وارد کی، چنانچہ سو برس تک خدا کے حکم سے مرے رہے۔ جب زندہ کئے گئے تو بیت المقدس آباد ہو چکا تھا۔ گھر گئے تو اُن کے پوتے بوڑھے ہو چکے تھے بیٹے کو جو اُن کے مرنے کے وقت ماں کے پیٹ میں تھا سو سال کا پایا۔ اُسے اپنی شناخت کیلئے شانے کا چمکدار تِل دکھایا۔ تو سب کو یقین آگیا۔

اس آیہ مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ جب سو سال کے مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے تو قیامت کے دن زندہ کرنا اس کیلئے کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ وہ ہر شے پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔

۵۲ لیطمئن قلبی:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ذرہ بھر شک نہ تھا۔ انھیں اس امر کا کامل یقین تھا کہ وہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ لیکن وہ صرف اپنی آنکھوں سے عملی طور پر مُردوں کو زندہ ہوتے دیکھنا چاہتے تھے۔ تاکہ ان کے یقین پر عین الیقین کا درجہ حاصل ہو جائے۔ اور تفسیر صافی صفحہ ۲۳ میں بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا جناب ابراہیم علیہ السلام کے دل میں کچھ شک تھا؟ فرمایا نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں یقین تھا۔ مگر انھوں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے یقین کو اور زیادہ مضبوط کرے۔

اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ

دانہ کی مثال کی طرح ہے جس نے سات بالیں اُگائیں کہ ہر بالی میں سو دانے

مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿٢٦١﴾

ہوں ۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت دینے اور جاننے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ، پھر جو کچھ انھوں نے خرچ کر دیا اس کے پیچھے نہ تو احسان جتلاتے

مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا

ہیں اور نہ ہی دُکھ پہنچاتے ہیں ؎۱ اُن کیلئے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے ۔ اور نہ

خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ

ہی اُن کو خوف ہوگا اور نہ ہی وُہ رنجیدہ ہوں گے ۔ (یاد رہے کہ) اچھی بات کہنا اور درگذر کرنا اُس

خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ﴿٢٦٣﴾

صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچائی جائے ۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز (اور) بُردبار ہے ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ

اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر باطل نہ کر دو ۔ اُس

كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ

شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے ، اور اللہ اور قیامت کے دن پر

الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ

ایمان نہیں رکھتا ۔ پس اُس کی مثال اُس چٹان جیسی ہے جس پر مٹی ہو ، پھر اُس پر زور کا مینہ برسا ،

فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ

اور اُسے صاف کر کے چھوڑ گیا ۔ جو کچھ انھوں نے کمایا ہے اس میں سے کچھ بھی نہ پائیں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ

لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ

کافروں کو منزلِ مقصود پر نہیں پہنچایا کرتا ۔ اور مثال ان لوگوں کی جو اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ

اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

کی رضا جوئی حاصل کرنے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں ؎۲ اور اپنی ذات کو ثابت قدم رکھنے کے لئے ،

؎۱ مَنًّا وَّلَا اَذًى :-
تفسیر قمی ، مجمع البیان اور تفسیر صافی ص۸۴ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے کسی مومن کے ساتھ نیکی کی ۔ اور پھر اس کا احسان جتلایا یا کچھ کہہ کر اس کی دل آزاری کی تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ کو باطل کر دے گا ۔

؎۲ مرضات اللہ :-
تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی ص۸۵ میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی شان میں نا[illegible]

كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ج

ایسی ہے جیسے ایک باغ بلند جگہ پر ہو اس پر زور کا مینہ برسا ہو؎۱ پھر وُہ اپنا پھل دوگنا لایا۔ پھر

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾

اگر اُس پر زور کا مینہ نہ برسے تو ہلکی پھوار ہی سہی؎۲ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

کیا تم سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اُس کے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو۔ جس کے

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لا لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ لا وَ

نیچے نہریں جاری ہوں۔ جس میں اُس کے لئے ہر قسم کے پھل ہوں۔ اور

اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ صلے فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ

اس شخص کو بڑھاپا آپہنچا ہو درآنحالیکہ اس کے بچے کمزور ہوں، پھر اُس باغ میں ایک بگولا آئے،

فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

جس میں آگ ہو جس سے وُہ (باغ) جل گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٦٦﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

تاکہ تم غور کرو۔ اے لوگو! جو ایمان لاچکے ہو۔ اُن پاکیزہ چیزوں میں سے جنھیں تم نے کمایا ہے؎۳

كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ص وَلَا تَيَمَّمُوا

اور ان میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں [illegible] اور اسی میں سے خراب

الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا

چیز کے خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو۔ حالانکہ تم خود بھی اُسکے لینے کے روادار نہیں۔ سوائے اِس کے کہ اُسکے متعلق

فِيْهِ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ

تم چشم پوشی کرو۔ اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بہترین حمد کے لائق ہے۔ (یاد رکھو کہ) شیطان تمھیں

الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ج وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ

تنگدستی سے ڈراتا ہے اور بخل کا حکم دیتا ہے؎۴ اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تمھیں معافی اور مہربانی کا وعدہ

وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ صلے يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ج وَ

دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت دینے والا (اور) جاننے والا ہے۔ وُہ جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔ اور

؎۱ وابل:-
الوابل المطر الشديد الضخم القطر۔
موٹے موٹے قطروں والی سخت بارش (اقرب)۔

؎۲ فطلّ:-
اضعف المطر:- نہایت خفیف بارش۔
(اقرب)۔

؎۳ طیبٰت ما کسبتم:-
کافی اور تفسیر صافی ص ۲۲ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ جنھوں نے ایامِ جاہلیت میں بُرے پیشوں سے روپیہ کمایا ہُوا تھا۔ جب وُہ لوگ ایمان لائے تو انھوں نے اس مال میں سے صدقہ نکالنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا۔ اور حکم دیا کہ صدقہ صرف اسی مال میں سے نکالو جسے تم نے جائز پیشوں سے کمایا ہو۔

؎۴ بالفحشاء:-
تفسیر صافی ص ۲۲ پر ہے کہ اس آیت میں فحش سے مراد بخل ہے۔ کیونکہ عرب کے محاورہ میں بخیل کو فاحش کہتے ہیں۔ اور یہاں یہی معنی درست ہیں۔ کیونکہ شیطان ان کے دلوں میں وسوسے ڈالتا تھا کہ اگر ہم اپنے مال میں سے راہِ خدا میں محتاجوں اور حاجتمندوں کو دے دیں گے تو یہ مال ضائع ہو جائے گا۔ اور ہم خود محتاج ہو جائیں گے۔ اسلئے وُہ شیطان کے بہکانے میں تنگدست ہو جانے سے ڈرتے تھے۔ اور شیطان اُن کو ایسے وسوسے ڈال کر بخیل بنا دیتا تھا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بہکانے کو ظاہر کر دیا اور لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کر دیا۔

ع ٦

مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ

جس کو حکمت دی گئی ہے ۱ تو بیشک اُسے بہت زیادہ خیر و برکت دی گئی ۔ حالانکہ سوائے عقلمندوں

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ

کے کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا ۲ اور جو کچھ بھی تم نے خرچ کیا یا نذر مانی ۳

نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا

سو یقیناً اللہ اُسے جانتا ہے ۔ اور ظلم کرنیوالوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا ۔ اگر تم صدقے

الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ

ظاہرا طور پر دو تو وُہ اچھا ہے ۔ اور اگر تم انھیں چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وُہ

خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تمہارے لئے بہتر ہے ۔ اور (اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری کچھ بدیوں کو دُور کردے گا ۴ اور جو کچھ تم کرتے ہو

خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

اللہ تعالیٰ اُس سے خوب واقف ہے ۔ اُن کو منزلِ مقصود تک پہنچانا تمہارے ذمّہ نہیں ہے ۵ لیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہے

يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ

منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے ۔ اور (یاد رکھو) جو کچھ تم نیکی میں خرچ کروگے اُسکا فائدہ تمہاری اپنی ذات کیلئے ہوگا جبکہ

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ

غرض یہ ہو کہ (تم اللہ کی رضا جوئی کیلئے ہی خرچ کرو ۔ اور جو کچھ تم نیکی میں خرچ کروگے وُہ تم کو پُورا پُورا دیا جائے گا ۔

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی ۔ تمہاری خیرات کے مستحق وُہ حاجتمند ہیں جو خدا کی راہ میں گھیر لئے

اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ

گئے ہیں (اس سبب سے) زمین میں کسی طرف جا نہیں سکتے ۶ جاہل اُن کو سوال نہ کرنے کی وجہ سے

اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْئَلُوْنَ

امیر جانتا ہے ۔ (اے مخاطب) تو انھیں اُن کے چہرہ سے پہچان لے گا ۔ وُہ لپٹ کر لوگوں

النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع

سے سوال نہیں کرتے ۔ اور جو کچھ تم نیکی میں خرچ کرتے ہو سو بیشک اللہ تعالیٰ اُسے خوب جاننے والا ہے ۔

ع ۳۷ ۵

۱ الحکمۃ :-

کافی، تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی ص۸۳ پر ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور امامِ وقت کی معرفت اور اُن گناہوں سے، بچنا جن کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے جہنّم کی آگ واجب کی ہے ۔ نیز آپ نے فرمایا کہ حکمت سے مُراد معرفت اور تفقہ فی الدّین ہے ۔ پس جس نے تم میں سے علمِ فقہ حاصل کیا وُہی حکیم ہے ۔ اور مومنوں میں سے فقیہ کی موت پر شیطان سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے ۔ اِس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حکمت اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے یونہی نہیں مِل جایا کرتی ۔ نیز جس کو اللہ تعالےٰ حکمت عطا فرماتا ہے اُسے خیرِ کثیر دے دیتا ہے ۔ اب پڑھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مشہور حدیث کہ آپؐ نے فرمایا : انا دار الحکمۃ وعلی بابھا ۔ مَیں حکمت کا گھر ہُوں اور علی ابن ابی طالب اس گھر کا دروازہ ہے ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکمت کا گھر ہیں تو خیرِ کثیر اسی گھر میں ہوگی ۔ اور اس کی تقسیم حضرت علی علیہ السلام ہی کے دستِ مبارک سے ہوگی ۔ کیونکہ آپ خانۂ حکمت کے دروازہ ہیں ۔ پس خیرِ کثیر اُن کے گھرانے کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتی ۔

۲ اولوا الالباب :-

اَللُّبّ کے معنی ہیں (۱) خالص کل شی ۔ ہر چیز کا خالص حصّہ ۔ (۲) العقل ۔ عقل (۳) الخالص من الشوائب اوزکی من العقل فکل لُبٍّ عقلٌ وعکس یعنی لُب اس عقل کو کہتے ہیں جو خالص ہو اور ہر عقل خالص نہیں ہوتی اور نہ نقصوں سے پاک ہوتی ہے ۔ پس عقل عام ہے ۔ اور لُب خاص ۔ مگر ہر عقل لب نہیں کہلا سکتی ۔ لُب مغز کو بھی کہتے ہیں ۔ (اقرب) ۔

۳ نذرتم :-

نذر کے معنی ہیں (۱) اوجب علی نفسہ ما لیس بواجب (۲) اوجب علی نفسہ متبرّعًا من عبادۃ اوصدقۃ اوغیرذٰلک وقیل النذر ما کان وعدًا علی شرط ۔ (اقرب) ۔

۴ یکفر عنکم :-

کفر الشی کے معنی ہیں سَتَرَہٗ اس پر پردہ ڈالا ۔ کفر اللہ لہ الذنب کے معنی ہیں محاہ ، اس کا گناہ مٹا دیا ہے (اقرب)

۵ لیس علیک :-

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپؐ کا کام صرف احکامِ خدا کو اُن لوگوں تک پہنچا دینا ہے اور بس، اس سے زیادہ نہیں ۔ انھیں ہدایت یافتہ بنا دینا آپ پر واجب نہیں ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے ۔

۶ ضربًا فی الارض :- مجمع البیان اور تفسیر صافی ص۸۳ میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت اصحابِ صُفّہ کے بارے میں نازل ہُوئی تھی ۔ اور وُہ مہاجرین فقراء میں سے کوئی چار سو تھے ۔ جو مسجدِ رسولؐ کے ایک چھتے میں رہتے تھے ۔ اور اپنا وقت تعلیم حاصل کرنے اور عبادت میں مشغول رہنے میں صرف کرتے تھے ۔ اور جس سریّہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں بھیجتے تھے چلے جاتے ۔ ضربًا فی الارض کے معنی ہیں، خرج تاجرا اوغازیًا ۔ وُہ تجارت کرنے یا جنگ کرنے کیلئے نکل گیا ۔ اور ضرب کے معنی اسرع اور ذھب کے بھی ہیں یعنی اس نے جلدی کی اور چلا گیا ۔ (اقرب) ۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

وُہ لوگ جو اپنے مالوں کو رات اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں ھ١ اُن کے لئے اُن کا

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے ۔ اور نہ اُنھیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وُہ رنجیدہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا

ہوں گے ۔ وُہ لوگ جو سُود کھاتے ہیں وُہ (قبر سے نکل کر) نہیں کھڑے ہوں گے مگر اُس شخص کی

يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

طرح ھ٢ جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو ھ٣ یہ اس لئے ہے کہ وُہ

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ

کہتے تھے کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ بیع سُود کی طرح ہے ، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سُود کو حرام

الرِّبٰوا ۗ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا

کیا ہے ۔ پس جسے اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی پھر وُہ باز آگیا تو اس کے لئے (معاف) ہے

سَلَفَ ۗ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۗ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

جو کچھ کہ پہلے گزر گیا ھ٤ اور اسکا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے اور جس نے پھر ایسا ہی کیا پس یہی لوگ جہنم کی آگ کے ساتھی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ

وُہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ھ٥ اللہ تعالیٰ سُود کو مٹاتا ہے ھ٦ اور صدقوں کو بڑھاتا ہے ۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور اللہ تعالیٰ کسی منکر گنہگار کو دوست نہیں رکھتا ۔ بیشک وُہ لوگ جو ایمان لاچکے اور انھوں نے

الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

عمل نیک کئے ، اور نماز قائم کی ، اور زکوٰۃ ادا کی ، اُن کے لئے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

پاس ہے ۔ اور نہ اُنھیں خوف ہوگا اور نہ وُہ رنجیدہ ہوں گے ۔ اے وُہ لوگو ! جو ایمان

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ

لاچکے ہو خدا سے ڈرو اور اگر مومن ہو تو سُود میں سے جو کچھ (کسی کے ذمّہ) باقی رہ گیا ہے ،

منزل ١

وقف النبی

وقف لازم

ھ١ علانیة :-

مجمع البیان اور جوامع اور تفسیر صافی ص٦٥ میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ۔ آپ کے پاس چار درہم تھے ۔ ان میں سے آپ نے ایک درہم رات کو ایک دن کے وقت ، ایک پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر بظاہر صدقہ دیا ۔ اسی طرح کی روایت تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی ص٦٦ میں ہے ، جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادقؑ نے ابی اسحاق سے بیان کی ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس چار درہم تھے جو اُن کی واحد ملکیت تھی پس آپ نے ایک درہم رات کو ، ایک دن کو ، ایک پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر بظاہر صدقہ دیا ۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ گئی ۔ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ ! یہ عمل کرنے میں آپ کو کس چیز نے ابھارا ؟ عرض کی ، اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے ۔

ھ٢ یتخبطہ :-

اس کے معنی ہیں ضربہ شدیدًا ۔ اُسے سخت مارا ۔ (اقرب) ۔ اور یتخبطہ الشیطٰن کے معنی ہیں ، "مسّہ بأذی" شیطان نے اُسے سخت تکلیف پہنچائی) ۔ (اقرب) ۔

ھ٣ المسّ :-

اس کے معنی ہیں ۔ الجنون ۔ پاگل پن ۔ لانّہ عند العرب یعرض من المسّ الجنّ ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ عرب کے نزدیک یہ عارضہ جنّات کے چھونے سے لاحق ہوتا ہے ۔ (اقرب) ۔

ھ٤ سلف :-

کافی ۔ من لایحضرہ الفقیہ اور تفسیر صافی ص٦٥ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کے ورثہ میں کچھ مال پائے اور اُسے یہ معلوم ہو کہ اس مال میں سُود ملا ہوا ہے لیکن تجارت وغیرہ کا اور حلال مال بھی شامل ہے تو وُہ کل مال اس کیلئے حلال اور پاکیزہ ہے ۔ اُسے خرچ کرے ۔ اور اگر اس مال میں سے جانتا ہے کہ یہ حصّہ سُود ہے ، تو وُہ اپنا راس المال لے لے اور سُود مسترد کر دے ۔ اور اگر کسی شخص کو مالِ کثیر ملے جس کا زیادہ حصّہ سُود ہو لیکن اُسے خبر نہ ہو اور بعد میں معلوم ہو اور وُہ اُس کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرے تو جو سود آچکا ہے وُہ اُس کا ہے ، اور جو آنے والا ہے اُسے چھوڑ دے ۔

ھ٥ خالدون :-

کافی اور تفسیر صافی ص٦٥ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ وُہ سود کھاتا ہے اور اُسے حلال بھی جانتا ہے ۔ فرمایا اس سے اُسے کچھ ضرر نہیں پہنچتا جبتک کہ وُہ جان بوجھ کر ایسا نہ کرے ۔ اور اگر وُہ جان بوجھ کر ایسا کرے تو وُہ اس آیہ کریمہ کا مصداق ہے ۔ اور من لایحضرہ الفقیہ ، عیون اخبار الرضا ، اور تفسیر صافی ص٦٥ میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ سُود کا کھانا گناہِ کبیرہ ہے اور اس حکم کو خفیف سمجھنا کفر میں داخل کر دیتا ہے ۔ اور بعض عارفین کہتے ہیں کہ جملہ کبیرہ گناہ کرنے والوں میں سب سے بدحال سُود کھانے والا ہے ۔

ھ٦ یمحق اللہ :- من لایحضرہ الفقیہ ، کافی اور تفسیر صافی ص٦٥ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ بہت دفعہ سُود خواروں کا مال گھٹتا نظر نہیں آتا ، آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ اور مٹانا کیا ہوگا کہ سُود کا ایک درہم دین کو مٹا دیتا ہے ۔ اور اگر اس نے توبہ کرلی تو اُس کا مال ضرور جاتا رہے گا جس سے وُہ فقیر ہو جائے گا ۔

مُؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ

وُہ چھوڑ دو۔ پس اگر تم نے (ایسا) نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے

رَسُولِهِ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَ

تیار ہو جاؤ۔ اور اگر تم نے توبہ کر لی تو تمھارے اصلی مال تمھارے لئے ہیں۔ نہ تم ظلم کرو اور

لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ

نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اور اگر وُہ (قرضدار) مفلس ہے تو خوشحالی کے زمانہ (تک) اُسے مہلت دو۔

وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوا

اور اگر تم تصدق کر دو تو تمھارے لئے بہتر ہے۔ بشرطیکہ تم سمجھو۔ اور اُس دن

يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

سے ڈرتے رہو جبکہ تم خدا کے حضور میں لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٨١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ

اور اُن کی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو۔ جب تم ایک مقرر مدت تک آپس میں

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ

قرض کا لین دین کرو تو اُسے لکھ لیا کرو۔ اور چاہیئے کہ تمھارے درمیان ایک لکھنے والا انصاف

بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ

سے لکھے۔ اور نہ انکار کرے لکھنے والا لکھنے سے، جس طرح کہ اُسے اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے۔ پس

فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ

اُسے لکھنا چاہیئے۔ اور جس کے ذمہ حق ہو (قرض لینے والا) وُہ لکھواتا جائے اور اُسے لازم ہے کہ خدا سے ڈرے

وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا

اور اُس میں سے کچھ کم نہ کر دے۔ پھر اگر وُہ قرض لینے والا بے عقل یا کمزور ہو ے۱ یا

أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ

وُہ لکھوانے کے قابل نہ ہو تو اُس کا سرپرست (ولی) انصاف کے ساتھ لکھوائے۔

بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ

اور تم اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی گواہی کرا لو ے۲ پس اگر دو

ے۱ سفیھًا او ضعیفًا:۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ص۵۵۵ اور تفسیر صافی ص۶۰ پر ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ سفیہ سے مراد وُہ شخص ہے جو ناقص العقل ہو اور ضعیف سے ایسا شخص مراد ہے، جو بدن کا کمزور ہو کہ لکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، یا اپنے فہم اور علم میں کمزور ہو کر لکھنے پر قادر نہ ہو۔ اور ان لفظوں میں جو اس کے حق میں مفید ہوں، اور ان لفظوں میں جو اس کے یا اس کے دوست کے حق میں مضر ہوں تمیز نہ کر سکتا ہو۔

ے۲ شہیدین:۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کے ص۵۵۵ پر ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شہیدین من رجالکم سے یہ مراد ہے کہ عادل اور آزاد مسلمانوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرو۔ پھر فرمایا کہ ان کو گواہ کرو تاکہ ان کے سبب سے اپنے دینوں اور مالوں کو بچاؤ۔ اور اللہ کی تعلیم اور اُس کی وصیت کو استعمال کرو کیونکہ ان دونوں امروں کی پابندی میں نفع اور برکت ہے اور ان کی مخالفت نہ کرو۔ ورنہ تم کو ندامت لاحق ہوگی۔ اور اس وقت ندامت سے کچھ نفع نہ ہوگا۔

يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ
مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرتے ہو ف١ تاکہ
الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ
اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو اُن میں سے ایک دُوسری کو یاد دلائے ف٢ -
وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ
اور نہ انکار کریں گواہ جبکہ وُہ بلائے جائیں - اور معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ایک مقررہ
صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ
مدت تک لکھوانے میں سستی نہ کرو - یہ (معاملہ کا لکھوانا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت
لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً
منصفانہ اور شہادت کے لئے نہایت پکی بات ہے اور اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم کو شک نہ پڑے
تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَ
سوائے اسکے کہ حاضر تجارت ہو (جو تم آپس میں کرتے ہو- پس اگر تم اُسے نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ لازم نہیں آتا - اور
اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ
جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو - اور نہ تکلیف پہنچائی جائے لکھنے والے کو اور نہ ہی گواہ کو -
وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ
اور اگر تم (ایسا) کرو گے تو بیشک یہ تمہاری طرف سے نافرمانی ہوگی- اور خدا سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہیں تعلیم کرتا ہے-
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا
اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ ملے ،
كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ
تو رہن باقبضہ رکھ لو ف٣ پس اگر تم میں سے کوئی دُوسرے کو امین سمجھے تو وہ شخص
الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ
جسے امین سمجھا گیا ہے اُسے لازم ہے کہ دینے والے کی امانت ادا کر دے اور اللہ سے جو اُسکا پروردگار ہے ڈرے اور تم
وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾
شہادت نہ چھپاؤ اور جسنے اُسے چھپایا پس یقیناً اسنے دل کو گنہگار کر دیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے خوب جاننے والا ہے -

ف١ فرجلٌ وامراتٰن :-
تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ص۲۸۵ میں منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس لئے قرار دی ہے کہ عورتوں کی عقل بھی ناقص ہے اور اُن کا دین بھی۔
اور تفسیر صافی ص۲۴۲ میں بھی اسی طرح منقول ہے۔

ف٢ احدٰھما الاخرٰی :-
کافی اور تفسیر صافی ص۱۲۳ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ چار آدمیوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی- اُن میں سے ایک وہ ہے جو اپنا مال بغیر لکھے پڑھے اور بغیر گواہ کے کسی کو قرض دے دے- اور پھر وہ اُسے نہ دے- اور یہ اس کے حق میں بددعا کرے، تو اُس کی دُعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کیا مَیں نے تجھ کو شہادت سے لینے کا حکم نہیں دیا تھا۔
اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص کا حق اس وجہ سے مارا جائے کہ اُس نے کسی معاملہ پر گواہ نہ کئے تھے، تو اُس کو کوئی اجر نہ ملے گا۔

ف٣ مقبوضۃ :-
کافی اور تفسیر صافی ص۲۴۳ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رہن وہی درست اور جائز ہے جو باقبضہ ہو ورنہ جائز نہیں۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ

اللہ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اگر تم وہ چیز ظاہر کرو جو تمہارے

اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

دلوں میں ہے یا اُسے چھپاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا ۵۱ پھر جسے چاہے بخش دے گا اور

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ

جسے چاہے عذاب کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ ایمان لایا

الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

ہوا ہے ۵۲ یہ رسول (محمدؐ) اس پر جو اُس کے پروردگار کی طرف سے اس پر نازل کیا گیا ہے۔ اور خاص مومنین بھی

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

سب ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اُسکے رسُولوں پر ہم اس (خدا) کے رسولوں میں سے

مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ

کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے۔ اور اُن لوگوں نے کہا کہ ہم نے سُنا اور مان لیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری مغفرت کے

اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا

طلبگار ہیں اور بازگشت تیری ہی طرف ہے۔ اللہ کسی نفس کو اس کی وسعت ۵۳ سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور جو کچھ اُس

مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ

نے (نیک) کمائی کی ہے (اُسکا فائدہ) اسی کیلئے ہے اور جو بدی اُسنے کمائی ہے اسکا وبال اُسی پر ہے۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول

نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ

جائیں یا چوک جائیں تو ہماری گرفت نہ کر ۵۴ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال ۵۵ جیسا تو نے اُن لوگوں پر

عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا

ڈالا تھا جو ہم سے پہلے تھے۔ اے ہمارے پروردگار جس بوجھ کو اُٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں

بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا

ہے وہ ہم پر نہ ڈال۔ اور ہمیں معاف کر۔ اور ہمارے لئے مغفرت فرما۔ اور ہم پر رحم کر۔ تو ہمارا مولیٰ ہے۔

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

پس تو کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

۵۱ یحاسبکم به اللہ:۔
کافی اور تفسیر صافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت سے نو اُمور کے متعلق باز پُرس نہ کی جائے گی:۔ (۱) خطاء (چوک) (۲) نسیان (بھول) (۳) لاعلمی (۴) بے بسی یعنی جس کام کے کرنے کی طاقت نہ ہو۔ (۵) اضطرار۔ ایسی حاجت میں جو کچھ بھی سرزد ہو جائے (۶) مجبوری (۷) شگون لینا (۸) وسوسے، جو مخلوقِ خدا کے بارے میں غور و فکر کرتے وقت دل میں پیدا ہوں (۹) حسد جبتک کہ زبان یا ہاتھ سے اس کا اظہار نہ کیا جائے ؛

۵۲ اٰمن الرّسول:۔
تفسیر صافی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جب مجھے معراج ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تو پردۂ قدرت سے آواز آئی اٰمن الرسول بما انزل الیه من ربه۔ یہ سن کر میں نے کہا، والمؤمنون۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ اے میرے حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، آپ نے سچ فرمایا۔
اور احتجاج طبرسی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بروایت اپنے آباء کرام کے خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سب آیات میں وہ گفتگو ہے جو پروردگارِ عالم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین شبِ معراج ہوئی ؛

۵۳ یکلف:۔ کلف کے معنی ہیں امرہ بما یشق علیه اُسے ایسے کام کا حکم دیا جو اس پر گراں گزرا ؛
(مفردات)

۵۴ تواخذنا:۔
آخَذَ جب گناہ یا غلطی کے متعلق آئے تو اسکے معنی ہوتے ہیں:۔ عاقبه اسے اس گناہ کی سزا دی۔ (اقرب الموارد) ؛

۵۵ اصرًا:۔
اَلْاِصْرُ کے معنی ہیں۔ اَلثِّقْلُ۔ بوجھ۔ اَلْعَهْدُ پختہ عہد۔ اَلذَّنْبُ۔ گناہ۔ (اقرب) ؛

ع ۳

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۲۰۰ — رُكُوْعَاتُهَا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ

الف لام میم - اللہ (وہ ذات پاک ہے) اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے (اور) ہمیشہ قائم ہے ۔ اس نے حق کے ساتھ

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ

تم پر یہ کتاب نازل کی ہے جو تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی اور اُس نے آدمیوں کی ہدایت کیلئے پہلے

وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ

توریت اور انجیل نازل کی ؎۱ اور اُسی نے حق و باطل میں فرق کرنے والا قرآن نازل کیا ؎۲ ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَ

بیشک وہ لوگ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا انکار کیا اُن کے لئے سخت عذاب ہے ۔ اور

اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي

اللہ تعالیٰ سب پر غالب (اور) انتقام لینے والا ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز جو زمین میں ہے یا آسمان

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي

میں ہے پوشیدہ نہیں ہے ۔ وُہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو جس طرح چاہتا ہے رحموں کے

الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶﴾

اندر تمھاری صورتیں بناتا ہے ؎۳ سوائے اسکے کوئی معبود نہیں وہ غالب (اور) حکمت والا ہے ۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ

وُہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تم پر یہ کتاب نازل کی ۔ کچھ اِس میں محکم آیتیں ہیں وہی کتاب کی

اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ

اصل ہیں اور دُوسری متشابہات (ایک دوسری سے ملتی جلتی) ہیں ؎۴ پس وُہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے ، وُہ

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ

فتنہ چاہتے ہوئے اور اُسے اپنے مطلب پر ڈھالنے کے لئے ان متشابہ آیتوں کی پیروی کرتے ہیں ۔

؎۱ الانجیل :-

حضرت عیسٰیؑ پر اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی اس کا نام ہے ۔ یہ عجمی لفظ ہے ۔ بعض اہل لغت نے اس کا اشتقاق بیان کرنے میں خواہ مخواہ تکلف سے کام لیا ہے ۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں: "توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں ۔ تکلف سے کام ہے کہ اُنکا اشتقاق وری اور انجیل سے بتانا ۔ ان کا وزن تفعلۃ اور افعیل بیان کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ دونوں لفظ عربی ہوں ۔" اور حسن بصری نے اس کی قرأت انجیل سے کی ہے ، جس میں ہمزہ کو فتحہ ہے ۔ یہ اُس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے ۔ کیونکہ انعیل کا فتحہ ہمزہ کے ساتھ سرے سے [illegible]عرب میں موجود ہی نہیں ہے ۔ واضح رہے کہ عیسائیوں [illegible]صطلاح جو چار کتابیں اناجیل کے نام سے موسوم ہیں ۔ یہ سب حضرت عیسٰیؑ سے بعد کی تصنیفیں ہیں ۔ جن میں آپ کے اقوال و احوال کو صحیح و غلط طور پر مرتب کر دیا ۔ اور گو اُن میں اصلی انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں ۔ مگر اُن میں سے کوئی بھی حضرت عیسٰیؑ پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے ۔ بلکہ یہ چاروں کتابیں متی ، مرقس ، یوحنا ، لوقا نامی مختلف اشخاص کی تصنیف ہیں ، جو اپنے اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں ۔ ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی ؟ اس کے ضمن میں عیسائیوں میں سخت اختلاف ہے ۔ اسی طرح یہ امر بھی اُن میں زیرِ بحث ہے کہ جن اشخاص کے نام سے یہ مشہور ہیں ، در حقیقت انہی کی جمع کردہ ہیں ، یا مابعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں ۔ تاہم اس پر ہمارا اور عیسائیوں دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں کتابیں نہ حضرت عیسٰیؑ کی تصنیف ہیں اور نہ اُن کے عہد میں لکھی گئی ہیں ۔ بہرحال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اُس سے وہی اصل انجیل مراد ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی ۔ (لغات القرآن) ؎

؎۲ الفرقان :-

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن تو ساری کتاب ہے اور فرقان اس کا وہ حصہ ہے جو محکم اور واجب العمل ہے ۔

جوامع میں اسی معصومؑ سے منقول ہے کہ قرآن میں جس قدر محکم آیات ہیں وُہ فرقان ہے ۔

تفسیر قمی اور عیاشی میں انہی بزرگوار سے منقول ہے کہ فرقان ہر محکم امر ہے اور کتاب قرآن ہے ، جو تصدیق کرنے والی ہے ان انبیاء کی جو آپؐ سے قبل گزرے ہیں ۔

اور علل الشرائع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ فرقان نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ متفرق آیتیں اور سورتیں بغیر کسی تختی یا صحیفوں کے نازل کی گئی ہیں ۔ لیکن توریت ، انجیل اور زبور ساری کی ساری تختیوں اور ورقوں پر نازل کی گئیں (تفسیر صافی ص۸۶) ؎ **؎۳ یصورکم فی الارحام** :- من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر صافی ص۹۰ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس وقت کسی بندے کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آدم علیہ السلام سے لے کر اُس کے باپ تک جتنی صورتیں گزری ہیں سب کو جمع فرماتا ہے ، پھر اس کو اُن میں سے کسی ایک کی صورت پر پیدا کر دیتا ہے ۔ لہٰذا کوئی شخص اپنے بیٹے کے بارے میں یہ نہ کہے کہ یہ مجھ سے یا میرے باپ دادا سے ذرا بھی مشابہ نہیں ؎ **؎۴ متشٰبھٰت** :- یہ وُہ آیتیں ہیں جو ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں ۔ اور ظاہر بین آنکھوں کو ان کی ملتی جلتی شکل سے کئی قسم کے احتمالات پیدا ہوتے ہیں اور وُہ حقیقتِ حال سے واقف نہیں ہو سکتے ۔ ان کے مطالب حقیقی حاصل کرنے کیلئے بہت غور و خوض اور تفحص درکار ہوتی ہے ۔ چونکہ اس قدر محنت اور غور و خوض صرف علماء الہیین [illegible]

ہے ... القمی علیہ السلام [illegible]

[illegible]

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ

حالانکہ اس کا اصلی مطلب سوائے اللہ تعالیٰ کے ۔ اور ان لوگوں کے جو علم میں راسخ ہیں (اور) کوئی نہیں جانتا ۔ ؎

آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو

وُہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب (محکم اور متشابہ آیات) ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نہیں نصیحت حاصل

الْأَلْبَابِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ

کرتے مگر عقل والے لوگ ۔ اے ہمارے پروردگار بعد اس کے کہ ہم تجھ سے ہدایت یافتہ ہو چکے ہیں تو ہمارے دلوں کو ٹیڑھا

لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ

نہ ہونے دے اور ہمیں اپنے حضور سے رحمت مرحمت فرما ۔ بیشک تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے ۔ اے ہمارے پروردگار

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ

بیشک تو لوگوں کو ایک دن جس میں کوئی شک نہیں اکٹھا کرنے والا ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف

الْمِيعَادَ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ

نہیں کرتا ۔ بیشک وُہ لوگ جو کافر ہوئے انھیں اللہ تعالیٰ سے نہ اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد

وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾

کچھ بھی بے نیاز نہ کر سکیں گے ۔ اور یہی وُہ لوگ ہیں جو (جہنم کی) آگ کا ایندھن ہیں ۔

كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

جس طرح آلِ فرعون اور ان لوگوں کی جو اُن سے پہلے تھے عادت تھی (ان کی بھی ہے) کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ قُلْ

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُن کے گناہوں کی وجہ سے گرفت میں لے لیا ۔ اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے ۔ (اے رسول)

لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ

کہہ دو اُن لوگوں سے جو کافر ہو گئے کہ عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف لے جائے جاؤ گے ۔ اور وُہ بُرا

الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ

ٹھکانہ ہے ۔ یقیناً ان دو گروہوں میں جو آپس میں مقابل ہو گئے تھے تمہارے لئے ایک نشان تھا ۔ ایک گروہ

تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ

تو خدا کی راہ میں جنگ کرتا تھا اور دُوسرا کافر تھا ۔ اور وُہ کھلی آنکھوں ان (مقابل والوں) کو اپنے سے

وقف منزل
وقف لازم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳ سابقہ)

اور ان کا تعلق اور ربط محکمات کے ساتھ کس طرح پیدا کر سکتے ہیں ۔ اور کس طرح ان کے ذریعہ سے توحید اور معرفت خدا تک رسائی ہو سکتی ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ع ۹ ۱ ۹

؎ الرّاسخون فی العلم ۔

کافی، تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی ص۵۹ میں ہے ۔ کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ راسخون فی العلم ہم ہیں ، اور اس کی پوری پوری تاویل سے ہم واقف ہیں ۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ راسخون فی العلم میں افضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ، جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کا علم اور اس کی تاویل تعلیم فرما دی جو کچھ کہ آپ پر نازل کیا گیا ۔ اور اللہ تعالیٰ کوئی چیز آپ پر نازل نہیں کرتا تھا جبتک کہ اُس کی تاویل کا علم آپ کو نہیں دے دیتا تھا ۔ آپ کے بعد آپ کے کُل اوصیاء راسخون فی العلم ہیں ۔

رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ

دوگنا دیکھ رہے تھے ۵۱ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے مدد کرتا ہے۔ بیشک اس

ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ

میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔ لوگوں کی نظر میں ان خواہشوں کی

الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ

محبت زینت پا گئی ہے۔ جو عورتوں اور بچوں اور سونے اور چاندی کے ۵۲

مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ

بھرے ہوئے توڑوں اور نشان کئے ہوئے گھوڑوں اور چارپایوں اور

وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ

کھیتی باڑی سے متعلق ہوں۔ یہ دُنیا کی زندگانی کا سرمایہ ہیں۔ اور اچھا ٹھکانہ اللہ تو ہی

حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ

کے پاس ہے ۵۳۔ (اے رسول! ان سے) کہہ دو کہ کیا میں تمھیں اس سے بھی بہتر چیز بتاؤں؟

لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ان لوگوں کیلئے جنھوں نے پرہیز گاری اختیار کی، اُنکے پروردگار کے پاس باغات ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ

ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے ۵۴ اور

اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا

اللہ تعالیٰ کل بندوں کا نگران ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار بیشک ہم ایمان

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِیْنَ وَ

لائے ہوئے ہیں۔ پس تو ہمارے گناہوں کو بخش اور ہمیں (جہنم کی) آگ کے عذاب سے بچا۔ یہ صبر کرنے والے اور

الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ

سچ بولنے والے اور قنوت کرنے والے اور خرچ کرنے والے اور صبح کے تڑکے مغفرت مانگنے

بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ

والے ہیں ۵۵ اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی کہ بیشک اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور کل فرشتوں

۵۱ رای العین:-

بدر کے دن مشرکوں کو مسلمان اپنی تعداد سے دو چند نظر آتے تھے۔ اور خود ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ یا یہ کہ مسلمان جس قدر تھے اس سے دوچند ان کو نظر آتے تھے اور اُن کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔

ایک معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مومنین کو مشرکین اپنے سے دوچند نظر آتے تھے، حالانکہ وہ سہ چند سے بھی زیادہ تھے۔ (تفسیر صافی صہ۸۰) ؛

۵۲ قناطیر المقنطرۃ:-

قناطیر، قنطار کی جمع ہے۔ اور قنطار کے معنی ہیں اس قدر سونا جس قدر کہ ایک بیل کی کھال میں سما جائے۔ (تفسیر صافی صہ۸۰) ؛

۵۳ حسن المآب:-

اس میں لوگوں کو اعمالِ صالحہ بجالانے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ دُنیا کی لذّات عارضی اور فنا ہو جانیوالی ہیں۔ لیکن اعمالِ صالحہ کے صلہ میں جو نعمات آخرت میں ملیں گی وہ حقیقی اور غیر فانی اور ابدی ہوں گی ؛

۵۴ رضوان:-

کافی تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی صہ۸۰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ دُنیا اور آخرت کی لذتوں میں سے آدمیوں کے لئے کوئی لذّت عورتوں سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سب سے پہلے اسی کا ذکر فرمایا کہ زیّن للناس حبّ الشّھوٰت من النّسآء۔ پھر فرمایا کہ بہشتی لوگ جنّت میں عورتوں کی محبّت سے زیادہ کسی اور چیز کے خواہشمند نہ ہونگے، نہ کھانے کے نہ پینے کے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں نعمتوں کے تین درجے بیان کئے گئے ہیں کہ ان میں سب سے ادنیٰ متاعِ دُنیا ہے، جس کو پہلے لایا گیا ہے۔ اور ان میں سے اعلیٰ خدا کی خوشنودی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا: ورضوان من اللہ اکبر۔ یعنی "اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے۔ اور اوسط ان کا جنّت اور اُس کی لاانتہاء نعمتیں ہیں ؛

۵۵ والمستغفرین:-

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کے وقت ستّر مرتبہ استغفار پڑھے گا، وہ اس آیت کے ذیل میں شمار کیا جائے گا۔

اور الخصال میں انہی جناب سے منقول ہے کہ جو شخص نمازِ وتر میں کھڑا ہو کر ستّر مرتبہ استغفار پڑھے اور اُس کی پورے ایک سال مواظبت کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اُسے مستغفرین بالاسحار میں لکھ لے گا۔ اور اس کی مغفرت واجب فرمائے گا۔ کہا گیا ہے کہ صبح کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ دُعا اس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت کی عبادت زیادہ سخت ہوتی ہے اور نفس زیادہ صاف ہوتا ہے اور خوفِ خدا زیادہ غالب ہوتا ہے۔ خاص کر نمازِ تہجّد ادا کرنے والوں پر۔ (تفسیر صافی صہ۸۰) ؛

اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾

اور صاحبانِ علم نے جو عدل کے ساتھ قائم ہیں سلے بھی گواہی دی کہ (سوائے اس کے جو زبردست حکمت والا ہے کوئی معبود نہیں)

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ

اللہ کے نزدیک (سچا) دین یقیناً اسلام ہی ہے ٢ھ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انھوں نے

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ

علم آجانے کے بعد محض باہمی سرکشی کی وجہ سے اختلاف کیا ۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَاِنْ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کریگا (وُہ یاد رکھے) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ (اُس سے) بہت جلد حساب لینے والا ہے ۔ پس

حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ

اگر یہ تجھ سے حجت کریں تو تم کہدو کہ میں نے اور جس نے میری پیروی کر لی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور سرِ اطاعت جھکا یا ہوا ہے

لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا

اور اُن لوگوں کو جنھیں کتاب دی گئی ہے اور اُنکو جنھیں کتاب نہیں دی گئی کہدو کہ کیا تم اسلام لائے ہو؟ پس اگر وُہ اسلام لے آئیں

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ

تو بیشک وُہ ہدایت پا جائیں گے اور اگر وُہ مُنہ پھیر لیں تو تم پر صرف پہنچا دینا (لازم) ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ

بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾ ع اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

اپنے بندوں کا خود نگران ہے ۔ بے شک وُہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۔ اور

يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ

نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں ٣ھ اور انسانوں میں سے جو لوگ عدل کا حکم دیتے ہیں ،

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢١﴾ اُولٰٓئِكَ

ان کو بھی قتل کرتے ہیں ۔ پس تو انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے ۔ یہ وُہ لوگ

الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ

ہیں جن کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے ۔ اور اُن کا کوئی

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

بھی مددگار نہ ہو گا ۔ کیا تُو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصّہ دیا گیا تھا ،

النصف

ع ١١ / ١٠ / ٢

ا ھ قائما بالقسط :-

تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی ص۶۲ میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ اولوا العلم سے مراد انبیاء اور اوصیاء ہیں ۔ وہی قسط پر قائم ہیں ۔ اور قسط سے عدل ہی مراد ہے ۔

٢ھ الاسلام :-

تفسیر صافی ص۶۲ میں ہے کہ اسلام کے سوا کوئی دین اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہیں ہے اور اسلام سے مراد ہے خدا کی توحید کا اقرار اور اس کی شریعت کی پابندی جس کے ساتھ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث ہوئے ۔

اور صافی کے اسی صفحہ میں کافی کے حوالہ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسلام ایمان سے مقدم ہے ۔ اور وراثتوں کا لینا دینا اور نکاحوں کا ہونا اسلام پر موقوف ہے ۔ اور ایمان وُہ ہے جس پر ثواب حاصل ہوتا ہے ۔

٣ھ یقتلون النّبیین :-

تفسیر صافی ص۶۸ میں ہے اور اسی طرح تفسیر مجمع البیان میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کس شخص کو سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا ۔ آپ نے فرمایا ، اس شخص کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو گا یا کسی ایسے شخص کو جو نیکیوں کا حکم دیتا ہو اور برائیوں سے منع کرتا ہو ۔ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ آیہ مجیدہ ویقتلون النبیین بغیر حق ۔ تلاوت فرمائی ۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل نے دن کے اوّل حصّہ میں تینتالیس نبیوں کو قتل کیا ۔ پھر بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک سو بارہ آدمی اس بات کے لئے کھڑے ہُوئے کہ انہی قاتلوں کے حق میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں ۔ پس انھوں نے اسی دن کے آخری حصّے میں اُن سب کو بھی قتل کر دیا اور یہی وُہ بات ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ۔

يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ

وہ خدا کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وُہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے ۔ پھر اُن میں سے ایک گروہ

مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا

منہ پھیر لیتا ہے اور یہی روگردانی کرنے والے ہیں ۔ یہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آگ نہیں

النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا

چھوئے گی مگر صرف چند گنتی کے دن ۔ اور جو جھوٹ وُہ بولا کرتے تھے اسی نے ان کے دین

يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَ

کے بارے میں انھیں دھوکہ دیا ۔ پس کیا حالت ہوگی اُن کی جبکہ انھیں اس دن اکٹھا کیا جائے گا جس (کے آنے) میں کوئی

وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ

شک نہیں ۔ اور ہر شخص کو اُسکی کمائی کا پُورا پُورا بدلہ دیا جائے گا اور اُنکی حق تلفی نہ کی جائے گی ۔ (اے رسول)

اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

تم کہہ دو کہ اے میرے اللہ سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے ۵۱ اور جس سے چاہتا

مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ

ہے سلطنت چھین لیتا ہے ۔ اور تو جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ۔ تیرے ہاتھ

الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

میں ہی سب خوبیاں ہیں ۵۲ بیشک تو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ تُو رات کو دن میں داخل کرتا ہے ۔

وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ

اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔ اور مُردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ لَا

سے مُردہ کو نکالتا ہے ۔ اور جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے ۔ مومن

يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

لوگ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو سرپرست نہ بنا لیا کریں ۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا

اور جو ایسا کرے گا اُسے کسی چیز میں خدا کے ساتھ واسطہ نہ رہے گا ۔ سوائے اس کے کہ تم اُن کے (شر)

۵۱ تؤتی الملك :-

اس آیہ مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا کئے جانے اور اُسے چھین لینے کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کسی کو حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین بھی لیتا ہے ۔ یہ درست ہے، چونکہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کا خالق اور حقیقی مالک اللہ ہی ہے ۔ اس لئے کسی کو اس زمین کے کسی حصہ کی سلطنت عطاء کر دینا بھی اُسی کے اختیار میں ہے لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ جس کو سلطنت دی جاتی ہے وُہ حق پر ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے افعال سے خوش ہے ۔ کیونکہ اس طرح تو فرعون نمرود وغیرہ وغیرہ سب برحق ٹھہریں گے ۔ اور اُن کے مقابلہ میں آنے والے اللہ تعالیٰ کے مقدس اور برگزیدہ نبی مثلاً حضرت موسیٰ ؑ، حضرت ابراہیم ؑ کو حکومت دنیاوی نہیں دی گئی تھی ۔ ان کے حق میں کیا کہا جائے گا ؟ فرعون کو حکومت دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، انك اٰتيت فرعون وملاه زينة واموالا فى الحيوة الدنيا (پ۱۱، یونس، ع۹) ۔ اسی طرح نمرود کو حکومت دیئے جانے کے متعلق ارشاد ہے اٰتاه الله الملك (پ۳، بقرہ ع۳) ۔ یاد رکھیں کہ کفار کو جب مال و دولت اور حکومت دی جاتی ہے تو اُن پر حجت تمام کرنے کیلئے ۔ لیکن جب وُہ حکومت اور مال و دولت کے نشہ میں سرشار ہو جاتے ہیں تو یہی ثروت و حکومت اُن کیلئے عذابِ خداوندی کا سبب بن جاتی ہے جیسے کہ ارشاد ہے :

فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم انما يريد الله ليعذبهم بها فى الحيوة الدنيا (پ۱۰، توبہ، ع۷) ۔

ترجمہ :- اے رسول تمھیں نہ تو ان کے مال حیرت میں ڈالیں اور نہ اُن کی اولاد ۔ کیونکہ خدا تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو مال اور اولاد کی وجہ سے دُنیا کی زندگانی ہی میں مبتلائے عذاب کرے" ۔ اس آیہ مجیدہ میں کفار کو حکومت مال، دولت، اولاد وغیرہ دُنیاوی زینتوں کے دیئے جانے کی علت معلوم ہو گئی ۔

۵۲ بيدك الخير :-

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر ہی خیر صادر ہوتی ہے ۔ شر یا بُرائی خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کے اغوا سے ہوتی ہے ۔ جس سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو یہ کہہ کر آگاہ کر دیا : انه لكم عدو مبين (پ۸)، کہ وُہ تمھارا کھلم کھلا دشمن ہے ۔

مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

سے ڈر کر کچھ بچاؤ کر لو ۱ اور اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف بازگشت ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ

(اے رسول) کہہ دو کہ جو کچھ تمھارے سینوں میں ہے۔ خواہ اُسے چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ اُسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وُہ اُسے بھی جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ وُہ دن (یاد رکھو جبکہ) ہر شخص اس کی نیکی کو جو وُہ کر چکا ہے۔ اور ہر

مُّحْضَرًا ښ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ڔ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ

بدی کو جو وُہ کر چکا ہے موجود پائے گا۔ (اور یہ) خواہش کرے گا کہ اس (برائی) کے درمیان اور اس

اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ

کے درمیان ایک لمبی مدّت حائل ہو جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر

بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ

بہت مہربان ہے۔ (اے رسول ان سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو ۲ (پھر تم کو

اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا

اللہ بھی) دوست رکھیگا اور تمھارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے رسول) کہدو

اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

کہ تم اللہ اور رسول (محمدؐ) کی اطاعت کرو پس اگر یہ منہ پھیر لیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح ۳ اور آل ابراہیم اور آل عمران کو ۴ تمام جہانوں پر

عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

مصطفےٰ کیا ہے۔ یہ ایک دُوسرے کی نسل میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ

(اور) جاننے والا ہے۔ (وُہ وقت یاد کرو) جبکہ عمران کی بیوی نے کہا ۵ کہ اے میرے پروردگار بیشک جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد کر

معانقہ ۲

ع ۱۰ ۳ ۱۱

۱ تقنۃ :-

تفسیر صافی ص۸۱ میں احتجاج طبرسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا خداوند تعالیٰ تمھیں اپنے دین میں تقیہ استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ وُہ فرماتا ہے: لایتخذ المومنون الکفرین اولیاء .... الخ پھر فرمایا کہ خبردار! خبردار! ایسا نہ کرنا کہ تم تقیہ کو چھوڑ دو۔ جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور اپنے آپ کو معرضِ ہلاکت میں ڈالو۔ کیونکہ تقیہ کا چھوڑنا تمھارے اور تمھارے بھائیوں کے خون کا بہانے والا۔ تمھاری اور اُن کی نعمتوں کا زائل کرنے والا اور ان کو دشمنانِ خدا کے ہاتھ سے ذلت پہنچانے والا ہے حالانکہ تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بھائیوں کی عزت کرو۔

اور تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص تقیہ کا منکر ہے۔ وہ ایماندار نہیں ہے۔ اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الا ان تتقوا منھم تقنۃ ٭

۲ فاتبعونی :-

اس آیۂ مجیدہ سے معلوم ہُوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مطلق پیروی کا حکم دیا ہے۔ اگر اُن سے کسی وقت بھول چوک یا گناہ کے صادر ہونے کا احتمال ہوتا تو اللہ تعالیٰ مطلق پیروی کا حکم نہ دیتا بلکہ اسے کسی شرط کے ساتھ مقیّد کر دیتا۔ چونکہ یہ نہیں کہا کہ کس کس امر میں پیروی کرو، بلکہ یہ کہا کہ ہر امر میں پیروی کرو۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ بھی فرمائیں گے۔ اس میں غلطی بھول چوک یا گناہ کا شائبہ تک نہ ہوگا۔ اسی کا نام عصمتِ مطلقہ ہے ٭

۳ اصطفیٰ :-

اصطفیٰ، صفا سے مشتق ہے جس کے معنی صفائی اور پاکیزگی کے ہیں۔ اسے باب افتعال میں لے جا کر جب اصطفیٰ کیا تو علاوہ خاصیت باب جس میں یہ منتقل ہُوا ہے۔ اس کے معنی مصدری باقی رہنا ضروری ہے۔ لہٰذا اس کے معنی پاکیزگی، صفائی اور طہارت ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدمؑ، نوحؑ، آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو مصطفیٰ قرار دیا۔ یہ اور اس قسم کی دوسری آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف چند انبیاء اور ان کی آل ہی کو مصطفیٰ کہا ہے نہ کہ غیر آل کو۔ چونکہ بعض لوگ آل سے مراد قوم لے لیتے ہیں۔ اس لئے خداوند عالم نے آیت کے آخر میں فیصلہ فرما دیا کہ ذریۃ بعضھا من بعض کہ جس آل کو مصطفیٰ قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک دوسری کی ذریّت یعنی اولاد ہیں جس سے یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ مصطفائی محض اور صرف نبیوں کی ذریّت طاہرہ کیلئے مختص ہے۔ اور آل سے مراد ذریّت ہی ہے نہ کہ قوم یا پیروکار۔ معانی الاخبار اور تفسیر صافی ص۸۲ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آلِ محمدؐ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا کہ آلِ محمدؐ وہ ہیں جن کی ازواج اور بیٹیوں کے نکاح خداوند تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کئے ہیں ٭

۴ آلِ عمرٰن :- قرآن مجید میں مختلف مقامات پر عمران اور آل عمران آیا ہے۔ عمران دراصل تین ہیں (۱) عمران بن یصہر بن فاہث بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام جن کے بیٹے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تھے۔ (۲) عمران بن ماثان جو یہود بن یعقوب علیہ السلام کی ستائیسویں پشت میں تھے، جن کی بیٹی حضرت مریمؑ اور نواسے حضرت عیسیٰؑ تھے۔ (۳) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور حضرت علی علیہ السلام کے والد بزرگوار جن کی کنیت ابوطالب ہے۔ اس آیت میں آل عمران سے یہی مراد ہیں۔ اور انہی کی آل کو جو آلِ محمدؐ ہیں خدا نے تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ (تفسیر صافی ص۸۲) ۵ امرأت عمرٰن :- عمران کی عورت، عمران کی بیوی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ

میں نے اُسے تیری نذر کر دیا ہے ، پس تو مجھ سے قبول کر ۔ بیشک تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا

الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ

ہے ۔ پھر جب اس نے اس (بچی) کو جنا تو کہنے لگی اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے ۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي

حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا جو کچھ وہ جنی تھی ۔ اور مرد عورت کی طرح نہیں ہوا کرتا ۔ اور بیشک میں نے

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ

اس کا نام مریم رکھا ہے لہ اور میں اسے اور اس کی نسل کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ۔

الرَّجِيمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا

پھر اس کے پروردگار نے اُسے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کیا اور اُسے خوبی کے ساتھ

حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ

بڑھایا ۔ اور زکریا نے اس کی کفالت کی ۔ جب کبھی زکریا اُس کے پاس محراب (عبادت) میں داخل ہوا

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ

اس کے پاس رزق پایا ۔ دریافت کیا کہ اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا ۔ وہ بولی

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا

حِسَابٍ ﴿٣٧﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي

فرماتا ہے ۔ اسی وقت زکریا نے اپنے پروردگار کو پکارا ، (اور) کہا اے میرے پالنے والے

مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾ فَنَادَتْهُ

مجھے اپنی درگاہ سے پاک اولاد عطا فرما ۲ہ بیشک تو دعا کو سننے والا ہے ۔ پس فرشتوں

الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ

نے اُسے آواز دی جبکہ وہ محراب (عبادت) میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا ، کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تجھے خوشخبری

بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَ

دیتا ہے یحییٰ کی جو اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور عورتوں کے پاس نہ جانے والا اور

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

یہ حضرت مریم کی والدہ اور حضرت عیسیٰؑ کی جدہ محترمہ ہیں ان کا اسم مبارک حنّہ تھا ۔ یہ عبرانی نام ہے ۔ مستدرک حاکم جلد ۲ ، صفحہ ۵۹۴ ، طبع دائرۃ المعارف ۱۳۳۴ھ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت حنّہ نے حضرت مریم کو جنا ، اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰؑ کو ۔ معراج کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو خالہ زاد بھائی فرمایا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت یحییٰ کی نانی ہوتی ہیں ۔ (لغات القرآن نعمانی ، جلد ۱ ، صفحہ ۲۴۵) ۔

حاشیہ صفحہ ھذا

لہ مریم :-
تفسیر قمی اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور مجمع البیان میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمران ابن ماثان کو وحی کی تھی کہ میں تم کو ایک لڑکا عطا فرماؤں گا ۔ جو صحیح و سالم جسم والا اور مبارک ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھوں کو اچھا کرے گا ۔ کوڑھیوں کو تندرست کرے گا اور مُردوں کو زندہ کرے گا ۔ اور میں اُس کو بنی اسرائیل میں رسول بنا کر بھیجوں گا ۔ عمران نے یہ سب بات اپنی زوجہ سے کہہ دی ۔ حنّہ مریم کی والدہ کا نام ہے ۔ جب حنّہ کو حمل ٹھہر گیا تو دونوں نے یہی خیال کیا کہ لڑکا پیدا ہوگا ۔ مگر جب وضع حمل ہوا اور لڑکی پیدا ہوئی تو متعجب ہو کر کہنے لگی کہ لڑکی اور لڑکے میں فرق ہے ۔ لڑکی رسول نہیں ہو سکتی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ خوب جانتا ہے کہ تو نے کیا جنا ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ دیا تو عیسیٰؑ وہی نبی اور رسول تھے جن کے بارے میں عمران کو خوشخبری دی گئی تھی تاکہ لوگ پہلے ہی سے اُن کے آنے کے منتظر رہیں اور اُن کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہ رہ جائے ۔ اور یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ بیٹی کی اولاد اس شخص کی نسل ہی سے شمار ہوگی ، جس کی بیٹی ہے ۔ اور بیٹی کی نسل سے بھی ہادی پیدا ہو سکتا ہے ۔ تاکہ جب حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر جناب فاطمۃ الزہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی اولاد اور نسل میں ہادی پیدا ہوں اور وہ آلِ محمدؐ ہی کہلائیں تو کسی کو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۹۰) ۔

اور مریم یہودیوں کی لغت میں عابدہ کے معنوں میں آتا ہے ۔ چونکہ ہونے والے بچہ کو اس کی ماں نے اللہ کے حضور میں نذر نہ مانا ہوا تھا ، اس لئے اس کا نام مریم رکھ دیا کہ یہ خدا کی عابدہ ہے ۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب مریمؑ نہایت خوبصورت تھیں ۔ جب آپ محراب عبادت میں نماز کیلئے کھڑی ہوتی تھیں تو آپکے چہرہ سے نور چھن چھن کر تمام محراب کو نورانی کر دیتا تھا ۔

نوٹ :- جناب مریمؑ کی والدہ کا نام یونانی زبان میں مرثا ہے جو عربی زبان میں وھیبہ کا ہم معنی ہے ۔ حضرت عیسیٰؑ کا حمل ظہر کے وقت جمعہ کے دن قائم ہوا تھا ۔ اور جس دن حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے وہ سہ شنبہ تھا ۔ ساڑھے چار گھنٹے دن چڑھا تھا ۔ دریائے فرات کے کنارے اُن کی پیدائش ہوئی تھی (اصول کافی) ۔

۲ہ ذریۃ طیبۃ :- حضرت زکریا علیہ السلام نے جناب مریمؑ کے درجات ملاحظہ کئے تو دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسا مبارک بچہ دے جیسا کہ حنّہ کو عطا فرمایا ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا نام ایشاع تھا ، جو عمران بن ماثان کی بیٹی اور حنّہ کی ہمشیرہ تھیں ۔ حضرت زکریا کی خواہش تھی کہ ان کے ہاں بچہ ہو ، جو شرف و کرامت میں مریم علیہا السلام جیسا ہی ہو ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۹۰) ۔

نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّ
ایک نبی صالحین میں سے ہوگا۔ (ذکریا نے) کہا اے میرے پروردگار میرے لڑکا کہاں سے

قَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ
ہوگا حالانکہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ (اللہ نے جواب میں) فرمایا اسی طرح اللہ

يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ
تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ (ذکریا نے) کہا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر۔ فرمایا تمھاری

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ
نشانی یہ ہے کہ تم تین دن لوگوں سے سوائے اشارہ کے بات نہ کرسکے گا۔ اور تو اپنے رب کا بہت

كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِىِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
ذکر کرتا رہ اور شام اور صبح اسی کی تسبیح کرتا رہ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے کہا

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى
اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ نے تمھیں مصطفےٰ کیا ہے اور تم کو پاک قرار دیا ہے اور تم کو تیرے زمانہ کی، کُل جہانوں کی

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَ
عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے لہ اے مریم تو اپنے پالنے والے کی خشوع و خضوع سے عبادت کرتی رہ، اور

ارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ
سجدہ کرتی جا اور (خدا کے حضور میں) جھکنے والوں کے ساتھ تو بھی جھکتی رہ ٹہ (اے رسول) یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو

اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ
ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ اور تو انکے قریب نہیں تھا جبکہ وہ قرعہ اندازی کررہے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کی

يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ
کفالت کرے۔ اور تو (اس وقت بھی) انکے پاس نہ تھا جبکہ وہ (اس بارے میں) جھگڑ رہے تھے۔ (وہ وقت

قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ق
یاد کر) جبکہ فرشتوں نے کہا، اے مریم یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے جو اسکی طرف سے ہے۔

اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَ
اس کا نام مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ہوگا۔ وہ دنیا اور آخرت میں آبرو والا ٹہ اور

لہ نسآء العٰلمین:-

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر صافی ص۷۳ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب مریم کو ذریت ابنیاء میں مصطفیٰ قرار دیا اور سفاح سے پاکیزہ رکھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بلا اجتماع مرد و زن پیدا کرنے کی جہت سے مصطفیٰ کیا۔

یہاں نسآء العٰلمین سے مراد صرف آپ کے زمانہ کی عورات مراد ہیں۔ ورنہ سیدۃ النسآء العٰلمین جناب فاطمۃ الزہراء صلوات اللہ علیہا قرار دی گئی ہیں جو کل جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں جیسا کہ علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ کا نام محدثہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوتے تھے اور اُن کو اسی طرح آواز دے کر بلاتے تھے جس طرح جناب مریم کو اور وہ یہ کہتے تھے: یا فاطمۃ ان اللہ اصطفٰک وطھرک واصطفٰک علٰی نسآء العٰلمین ۰ یا فاطمۃ اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرّٰکعین۰

ع ۱۱ ۱۲

جناب فاطمۃ الزہراء فرشتوں سے باتیں کیا کرتی تھیں اور فرشتے ان سے باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک رات جناب سیدہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا مریم بنت عمران کو تمام زمانہ کی عورتوں پر فضیلت نہیں دی گئی؟ انھوں نے کہا کہ اے سیدہ! حضرت مریمؑ تو صرف اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔ اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ ان کے زمانہ کی عورتوں کی اور اس زمانہ کی عورتوں کی بلکہ اولین کی جس قدر عورتیں گزر چکی ہیں اور آخرین کی جس قدر عورتیں ہوں گی اُن سب کی آپ سردار ہیں۔

ٹہ الرّٰکعین:-

آیت ہٰذا میں جو لفظ رکوع آیا ہے، اس سے نماز والا رکوع مراد نہیں ہوسکتا۔ ورنہ جناب مریمؑ کی مناسبت سے صیغہ جمع مؤنث الرّٰکعات آنا چاہیئے تھا نہ کہ صیغہ مذکر الرّٰکعین۔ نیز یہاں سجدہ پہلے ہے اور رکوع بعد میں، جو خلاف عادت و فطرت ہے۔ اور عیسائیوں کی نماز میں رکوع ہوتا ہی نہیں۔ اسی طرح آیۃ وارکعوا مع الرّٰکعین (پ۱، بقرہ، ع۵) کہ رکوع کرو ساتھ رکوع کرنیوالوں کے۔ نیز آیت واذا قیل لھم ارکعوا لا یرکعون (پ۲۹، مرسلات، ع۲) کہ جب کفار اور مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔ اِن آیات میں رکوع سے نماز والا رکوع مراد نہیں کیونکہ کفار اور مشرکین سے قبل اسلام اور ایمان رکوع کی توقع بے معنی ہے۔ لہٰذا یہ رکوع اور ہی ہے اور راکعین ایک خاص جماعت ہے۔ یہ راکعین وہ راکعین ہیں جنکا ذکر اس آیت میں ہے انما ولیکم اللہ ورسو… والذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (پ۶، مائدہ، ع۸) یہاں یقیمون اور یؤتون مضارع کے صیغے ہیں۔ قاعدہ کے مطابق بجائے راکعون کے یرکعون آنا چاہیئے تھا۔ راکعون اسم فاعل… پس یہ راکعین آئمہ طاہرین ہیں جن کے فرد اول علی ابن ابیطالب ہیں۔ جنھوں نے حالت رکوع میں سائل کو انگشتری دی۔ اور بالاتفاق یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ راکعین بایں معنی ہیں… رکوع حالت وسطی کا نام ہے درمیان قیام اور سجود کے۔ گویا کہ یہ راکعین واسطہ ہیں درمیان خالق و مخلوق کے۔ پس وارکعوا مع الرّٰکعین، واذا قیل لھم ارکعوا لا یرکعون کے معنی ہوں گے، کہ ان کی پیروی… اور اُن کے ساتھ ساتھ رہو۔ جو خدا اور اُس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں (اقتباس از مواعظ حسنہ) ٭ ٹہ وجیھًا:۔ تفسیر قمی اور تفسیر صافی ص۷۵ میں ہے کہ آپ دو وجہوں سے وجیہ تھے۔ ا…

الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

(اللہ تعالیٰ کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا۔ اور وُہ لوگوں سے پنگھوڑے میں اور بڑھاپے میں ف۱

وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

(یکساں) باتیں کرے گا اور وُہ صالحین میں سے ہوگا۔ وُہ کہنے لگی اے میرے پروردگار مجھے کوئی لڑکا کہاں سے

وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ

ہوگا، حالانکہ مجھے کسی مرد نے نہیں چھُوا۔ فرمایا اسی طرح سے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ

جب وُہ کسی معاملہ کو طے کر دے تو ماسوا اسکے کچھ نہیں کہ وُہ کہتا ہے ہوجا اور وُہ ہوجاتا ہے۔ اور وہی اسے

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى

کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ

رسول بنا کر بھیجے گا۔ (چنانچہ جب وُہ آیا تو اس نے کہا) کہ میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ

آیتیں لے کر آیا ہوں۔ میں تمھارے لئے گارا مٹی سے پرندے کی شکل جیسی (چیز) بنا دیتا ہوں پھر اسمیں پھونک

فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

مارتا ہوں۔ پس وُہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہوجاتا ہے۔ اور میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں

وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا

اور اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور تمھیں خبر دیتا ہوں اس کی جو تم کھاتے ہو اور جس کا

تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ بیشک اس میں تمھارے لئے نشانی موجود ہے۔ بشرطیکہ تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ

مؤمن ہو ف۲ اور جو کچھ توریت میں سے میرے سامنے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور

لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ

تاکہ بعض چیزیں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں تمھارے لئے حلال قرار دوں۔ اور میں تمھارے پاس تمھارے رب کی

ف۱ کہلًا :-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ کہولت کی عمر تک پہنچے ہی نہیں تھے اور آسمان پر اُٹھائے گئے تھے۔ اس لئے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ آپ ضرور نازل ہوں گے۔ اس لئے کہ جس طرح آپنے پنگھوڑے میں باتیں کی ہیں، اسی طرح بڑھاپے کی عمر میں بھی باتیں کریں گے۔ اگر اُن کا بڑھاپے میں ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو اس آیت کا مصداق کون ہوگا؟ یہ آیت دراصل حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ تشریف لانے کی ایک عمدہ دلیل ہے۔

ف۲ ان کنتم مؤمنین :-

تفسیر صافی صفحہ ۸۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے۔ کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمھاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ میں مٹی سے پرندے کی شکل جیسی صورت پیدا کر دوں گا، پھر اس میں پھونک ماروں گا اور وُہ حکمِ خدا سے پرندہ بن جائیگا۔ اور میں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو مرض سے نجات دے دوں گا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ یہ تو آپ جادو سے ہی کریں گے۔ کوئی ایسی نشانی دکھلائیے جس سے ہم جان لیں کہ آپ صادق ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اگر تمھیں اس بات کی خبر دوں کہ تم نے کیا کھایا اور اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کیا ہے۔ یعنی گھروں میں سے نکلنے سے قبل کیا کھایا تھا اور تم نے رات کو کیا ذخیرہ کیا تھا، تو کیا تم مجھے سچا نبی مان لوگے، انھوں نے کہا کہ ہاں! تب انھوں نے اُن سے کہا، کہ تُو نے فلاں فلاں چیز کھائی۔ اور تم نے فلاں فلاں چیز پی تھی اور فلاں فلاں چیز کا ذخیرہ کیا تھا۔ پس اُن میں سے بعض نے قبول کر لیا۔ اور ایمان لے آیا اور بعض کافر ہو گئے۔ اگر وُہ مؤمن ہو جاتے تو اُن کیلئے اس غیب گوئی میں نشانی موجود تھی۔ اور تفسیر صافی کے اسی صفحہ میں تفسیر عیاشی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جب سات یا آٹھ سال کی عمر کو پہنچے تو اُن لوگوں کو جو کچھ وُہ گھروں میں کھاتے یا ذخیرہ کرتے، خبریں دینے لگے اور اُن کے سامنے مُردوں کو زندہ کرتے اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو صحت بخشتے اور اُن کو توریت پڑھاتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر حجت تمام کرنا چاہی تو حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نازل کی۔ نیز اسی تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے پُوچھا کیا حضرت عیسیٰؑ نے کسی ایسے مُردے کو بھی زندہ کیا تھا جو مدت تک زندہ رہا اور اُس نے کھایا پیا ہو اور اُسکے بال بچے بھی ہوئے ہوں۔ فرمایا: ہاں اُن کا ایک دوست تھا جس کے ساتھ آپنے سیغۂ اخوت جاری کیا ہوا تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ اُسکے گھر کے پاس سے گزرتے تھے تو اُس کے پاس ٹھہرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عرصہ تک اُسکے ہاں جانا نہیں ہُوا۔ پھر جو اُسکے مکان سے گزرے اور اُس سے سلام دُعا کرنے کا ارادہ کیا تو اُسکی ماں باہر نکلی اور پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ یا رسول اللہ! وُہ تو فوت ہوگیا۔ فرمایا کیا تو اُسے دیکھنا چاہتی ہے؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کل میں تیرے پاس آؤں گا اور اُسے خُدا کے حکم سے تیرے لئے زندہ کر دوں گا۔ جب دُوسرا دن ہُوا تو آپ اُسکے پاس پہنچے اور فرمایا تو میرے ساتھ اُس کی قبر پر چل۔ پس حضرت عیسیٰؑ اُسکی قبر پر پہنچکر ٹھہر گئے۔ اور اللہ سے دُعا کی، پس قبر پھٹ گئی اور وُہ اُس میں سے زندہ نکل آیا، پس جب اُسکی ماں نے اُسے دیکھا اور اُس نے ماں کو دیکھا تو دونوں رونے لگے۔ حضرت عیسیٰؑ کو اُن پر رحم آیا، اُس سے پُوچھا کیا تو اپنی والدہ کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ مجھے خوراک، رزق اور مدت بھی ملے گی یا ان کے بغیر ہی۔ آپ نے فرمایا کہ خوراک، رزق اور مدت ملے گی اور تو بیس برس زندہ بھی رہے گا، شادی

مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ

طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسَّ

ہے اور تمہارا پروردگار بھی، پس تم سب اُسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر جب عیسٰی نے ان

عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۗ قَالَ

میں کفر کا احساس کیا (تو) کہا کون ہیں جو اللہ کے کام میں میری مدد کرنے والے ہوں۔ حواریوں

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ اور گواہ رہنا کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

مسلمان ہیں۔ اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل کیا ہم اُس پر ایمان لائے اور ہم نے رسول کی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ

پیروی کی۔ پس تو ہمیں بھی شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور یہودیوں نے (مسیح کے خلاف) خفیہ تدبیر کی ۵۲ اور اللہ

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ

نے بھی خفیہ تدبیر کی، اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنیوالوں سے بہتر ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے کہا اے عیسٰی میں تمہاری ۵۳ پوری

رَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ

کرنیوالا ہوں ۵۳ اور تم کو اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں۔ اور کافروں (کے میل جول کی گندگی) سے تجھے پاک کرنیوالا اور جعل اور

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ

جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے ان کو قیامت تک کافروں پر فوقیت دینے والا ہوں۔

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

پھر تم سب کی میری ہی طرف بازگشت ہے۔ پس جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے میں اُن میں تمہارے درمیان

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

فیصلہ کردوں گا۔ سو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہوا ہے میں انھیں دنیا اور آخرت

شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

میں سخت عذاب دوں گا، اور اُن کا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

۵۱ الحواریون:-

تفسیر صافی ص۲۶۱ میں عیون الاخبار الرضا کے حوالہ سے منقول ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ان کا نام حواری کیوں رکھا گیا۔ فرمایا۔ عام لوگوں کے نزدیک تو یہ وجہ ہے کہ وہ دھوبی تھے، کپڑوں کو دھو کر ان سے میل کچیل صاف کیا کرتے تھے۔ اور یہ اسم حَوَرٌ سے مشتق ہیں (جس کے معنی خالص سفیدی کے ہیں) اور ہمارے نزدیک اسلئے کہ انھوں نے اپنے نفسوں کو خالص کر لیا تھا۔ اور وعظ و نصیحت سے غیروں کو بھی گناہوں کی میل کچیل سے پاک کر دیتے تھے۔

۵۲ مکروا ومکر اللہ:-

لفظ مکر کو کافروں کیلئے استعمال کرنا۔ پھر اسی کو اللہ تعالیٰ کا اپنے لئے استعمال کرنا علم بلاغت میں صنعت مشاکلۃ کہلاتا ہے اور اس کے معنی عذاب دینا سمجھتے ہیں۔ نیز دیکھو ص۱۹۴ حاشیہ ۳ اور ص۳۰۲ حاشیہ ۳ قرآن ہذا۔

۵۳ متوفیک:-

اس چودھویں صدی میں ایک شخص مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب ساکنہ قادیان، ضلع گورداسپور (بھارت) نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا مثیل ہے۔ جس عیسیٰ ابن مریم نے دوبارہ آنا تھا وہ تو اپنے زمانہ میں طبعی موت مر چکا اور اُس کے خیال میں چونکہ اس دُنیا میں مُردے زندہ ہو کر واپس نہیں آیا کرتے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ خود نہیں آئیں گے، یہ مثیل عیسیٰ ہیں۔ اور یہ اس زمانہ کے نبی مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ انکے پیروکار قادیانی کہلاتے ہیں۔ انھوں نے حضرت عیسیٰ کی موت ثابت کرنے کیلئے اس لفظ متوفیک کا سہارا لیا۔ اور توفی کے معنی موت لے کر اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی۔ حالانکہ اس لفظ توفی سے موت ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ از روئے لغت عرب کسی لفظ کے حقیقی معنی معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس لفظ کے مادہ اور ثلاثی مجرد کو دیکھا جائے۔ یعنی لفظ توفی کا مادہ کیا ہے؟ اور اُس کے لغوی معنی کیا ہیں؟ کیونکہ جب بھی کسی لفظ کے معنی معلوم کرتے ہوں تو لفظ کے مشتقات اور ابواب متصرف میں معنی مصدری حدثی کا موجود اور ملحوظ رہنا نہایت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر جسطرح عربی زبان میں ضارب، مضروب یا ضرب مضروب وغیرہا کے معنوں کی تحقیق صرف ضرب کے معنوں سے ہو سکتی ہے یا کشتہ شد۔ کشد یا کشد کے معنی کی تحقیق فارسی میں کشتن کے معنی سے ہو سکتی ہے۔ اسی طرح عربی میں انتصار۔ استنصار جو ابواب مزید فیہ سے ہیں۔ اُن کے ثلاثی مجرد نصر و نصرت کے معنی سے ہوگی۔ کیونکہ تصرف ابواب تحول میں بقاء معنی مصدری حدثی از روئے قواعد علمیہ عربیہ و غیر عربیہ ضروری ہے۔ ہر لسان کا یہی قاعدہ اور یہی اصول ہے۔ پس لفظ توفی کے معنی کی تحقیق کیلئے اُس کے مادہ ثلاثی مجرد کے معنی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اور لغت میں واضح ہے کہ توفی کا مادہ وفا ہے، اور ہر ایک لغت میں موجود اور وفا غدر کی ضد ہے۔ غدر کے معنی بدعہدی۔ خلاف وعدگی۔ حق اخوت کو ادا نہ کرنا۔ وفا کے معنی حق اخوت کو پورا کرنا۔ عہد و وعدہ کو وفا کرنا ہیں۔ اسی سے لفظ وفات ہے جسکے معنی اجل کا پورا ہونا ہے۔ قاموس میں ہے۔ وفی بالعہد کو فیٰ۔ وفاءٌ وضدہٗ غدر کا وفیٰ و اوفیٰ فلانا حقہ اعطاہ وافیا کوفاہ واوفاہ فاستوفاہ وتوفاہ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وفی اور اوفی کے معنی ایک ہی ہیں یعنی پورا کر دینا، اور درجہ اتمام کو پہنچانا۔ اسی طرح استوفاہ اور توفی

[illegible]

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

اور جو لوگ ایمان لائے ، اور عمل نیک کئے ، تو اللہ انھیں اُن کا پُورا پُورا اجر دے گا ۔

وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٧﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ

اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ (اے رسول) ہم تم پر یہ آیتیں اور حکمت والا ذکر

الْاٰيٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿٥٨﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ

تلاوت کرتے ہیں ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسٰی کی مثال آدم کی مثال

كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٥٩﴾

کی طرح ہے ۔ (خدا نے) اسے مٹی سے پیدا کیا تھا ، پھر اسے فرمایا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا ۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ

(یاد رکھو کہ) حق تیرے پروردگار کی طرف سے ہی ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا ۔ پس بعد اسکے

حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا

کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے ، کوئی شخص عیسٰی کے بارے میں جھگڑا کرے تو کہہ دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے

نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا

بیٹیوں کو اور تمھارے بیٹوں کو ، اور اپنی عورتوں اور تمھاری عورتوں کو ، اور اپنے نفسوں

وَ اَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾

کو اور تمھارے نفسوں کو ۔ پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں ۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ

یقیناً یہ سچے قصے ہیں ۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اور

اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

بیشک اللہ تعالیٰ ہی غالب (اور) حکمت والا ہے ۔ پس اگر وہ رُوگردانی کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ فساد

بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ

کرنے والوں کو خوب جاننے والا ہے ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اے کتاب والو ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے

بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ

درمیان یکساں ہے (اور وہ یہ) کہ ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اسکے ساتھ کسی کو شریک قرار دیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٧٢)

اور یہی توفّی کے حقیقی معنی ہیں ۔ اور توفاہ اللہ کے اصلی معنی قبضہ کر لیا یا قبضہ میں لے لیا ہوئے ۔ قرآن مجید میں اس کی بیشمار مثالیں موجود ہیں ، مثلاً یوفون بالنذر (دھر) ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں ۔ اوفوا بعهدی اوف بعهدکم (پ۱ ، بقرہ ع۵) اے میرے بندو ! تم میرے عہد پورے کرو ، میں تمھارے ساتھ اپنے وعدوں کو پورا کروں گا ۔ وابراهیم الذی وفّٰی (پ۲۷ نجم ع۳) اور وہ ابراہیم جس نے اپنے عہد اور وعدے کو پورا کیا (اور ذبح فرزند کیلئے تیار ہو گیا) ۔ نوفّ الیهم اعمالهم (پ۱۲ ھود ع۲) ہم ان کے اعمال ان کو پورے پورے پہنچا دیں گے ۔ وتوفّٰی کل نفس ما عملت (پ۱۴ نحل) ہر ایک نفس کو اُس کے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا ۔ بلٰی من اوفٰی بعهده (پ۳ آل عمران) ہاں وہ شخص جس نے اپنے عہد اور وعدے کو پورا کیا ۔ انما توفون اجورکم یوم القیٰمة (پ۴ آل عمرٰن ع۱۹) اور قیامت کے دن تم کو تمھارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے ۔ هو الذی یتوفٰکم باللیل و یعلم ما جرحتم بالنهار ثم یبعثکم فیه لیقضٰی اجل مسمّی ۔ (پ۷ انعام ع۷) ۔ اور وُہ خدا وہی ہے جو رات کو تمھاری روح قبض کر لیتا ہے اور دن میں جو کارروائی تم کر چکے ہو اُسے بھی جانتا ہے پھر تم کو اسی میں لا اٹھاتا ہے کہ مقرر کیا ہوا وقت پورا ہو ـــــ وعلیٰ ہذا القیاس ۔ ان لغوی اور قرآنی مثالوں سے اہلِ علم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر توفّی کے معنی لغت میں موت کے ہیں تو چاہیئے کہ اصل مادہ مجرد یعنی وفا کے معنی بھی موت ہونگے ۔ اور پھر ہر ایک باب کے متفرقات اور اشتقاقات میں موت ہی کے معنی ملحوظ رہیں گے ۔ اور اسلئے یوفون بالنذر کے معنی ہونگے کہ وہ اپنی نذر کو مار ڈالتے ہیں ۔ اور موفون بالعهد کے معنی مار ڈالنے کے نہیں گے ۔ اور ابراهیم الذی وفّٰی کے معنی وُہ ابراہیم جس نے اپنے عہد ، عزم اور حق اسلامی کو مار ڈالا ۔ اور توفیت مالی کے معنی ہیں میں نے اپنے مال کو مار ڈالا وغیرہ وغیرہ ۔ دُنیا میں سوائے قادیانی فرقہ کے کوئی ذی حس ہے جو ان معنوں کو صحیح سمجھے ؛ اور تفسیر صافی صفحہ ۹۵ پر توفی کے معنی پورا کرنا ہی لئے گئے ہیں ۔ ثابت ہوا کہ توفی کے اصلی معنی موت ہرگز نہیں ہیں ۔ قرآن مجید میں جہاں بھی موت کے معنی آئے ہیں تو انہی آیات سے ثابت ہے کہ توفی کے معنی محض موت ہی نہیں ، مثلاً توفتهم الملٰئکة (پ۲۶ محمد ع۳) ۔ توفته رسلنا (پ۷ انعام ع۸) ۔ قل یتوفّٰکم ملک الموت الذی وکل بکم (پ۲۱ سجدہ ع۱) ۔ ہمارے فرشتے انکے پاس آتے ہیں اور انکو لے جاتے ہیں ۔ ہمارے قاصد انکو پکڑتے ہیں ۔ اللّٰه یتوفّی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسک التی قضٰی علیها الموت و یرسل الاخرٰی الٰی اجل مسمّی ۔ اللہ تعالیٰ مرنے کے وقت جانوں کو قبض کرتا ہے ! اور جو نفس مرے نہیں انکو سوتے وقت قبض کرتا ہے ۔ پس اُن میں سے جنکے لئے موت کا حکم ہو جاتا ہے اُن کو روک رکھتا ہے ۔ اور جن کیلئے موت کا حکم نہیں ہوا ہے اُن کو اُن کی اجل معین تک کیلئے چھوڑ دیتا ہے ۔ یتوفی الانفس حین موتها سے صاف ثابت ہے کہ توفی اور موت دو چیزیں ہیں ۔ والتی لم تمت فی منامها سے ثابت ہے کہ توفی وقت موت اور وقت نوم واقع ہوتی ہے ۔ اگر توفی کے معنی موت ہوں تو آیت کے یہ معنی ہونگے کہ خدا نفسوں کو مارتا ہے اُن کی موت کے وقت اور جو نہیں مرے انکو سونے کے وقت ۔ اس لئے موت اور عدمِ موت دونوں جمع ہو جائیں گے ، اور سونے کے وقت نفوس کا زندہ ہونا اور مرنا دونوں باتیں جمع ہونگی کہ اللہ اُن کو مارتا ہے اور وُہ زندہ رہتے ہیں ۔ اور یمسک التی قضٰی علیها الموت علیحدہ دال ہے کہ توفی کے معنی موت نہیں ہیں ورنہ قضٰی علیها الموت کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر یہاں توفی کے معنی موت لئے جائیں تو آیت کے آخری جزء کے یہ معنی ہونگے کہ خدا سونے کے وقت لوگوں کو

ع ٦ ٩ ١٣

لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا

اور ہم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کو رب نہ بنائے ۔ پس اگر وہ منہ

فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾ يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ

پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہنا کہ ہم ہی (حقیقی) مسلمان ہیں ۔ اے کتاب والو ! تم ابراہیم

لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرٰهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرٰةُ وَالْإِنْجِيلُ

کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو؟ حالانکہ توریت اور انجیل نازل ہی اس کے بعد کی گئی

إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ هٰأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ

ہیں ۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے ہو ۔ تم وہی لوگ تو ہو جنھوں نے اس بات میں

فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ

جھگڑا کیا جس کا تمھیں کچھ علم تھا ، پھر تم اس بات میں کیوں جھگڑا کرتے ہو جس کا تمھیں علم ہی نہیں ہے ۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ إِبْرٰهِيمُ يَهُودِيًّا

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے ، اور تم نہیں جانتے ۔ ابراہیم نہ یہودی تھا اور

وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ

نہ نصرانی ، لیکن وہ باطل سے کترا کر چلنے والا سچا مسلمان تھا ، اور وہ مشرکوں میں سے

الْمُشْرِكِينَ ﴿٦٧﴾ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ

نہ تھا ۔ بیشک سب لوگوں سے زیادہ خصوصیت ابراہیم کیساتھ اُن لوگوں کو ہے جنھوں نے اُنکی

وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾

پیروی کی ۔ اور اس نبی (محمدؐ) کو ہے اور اُن لوگوں کو ہے جو ایمان لائے ۔ اور اللہ تعالیٰ مومنوں کا سرپرست ہے ۔

وَدَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا

اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے یہ خواہش کی کہ کاش وہ تمھیں گمراہ کر لیں ۔ حالانکہ

يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٩﴾ يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ

وہ نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو ہی ۔ اور وہ نہیں سمجھتے ۔ اے کتاب والو ! تم اللہ

لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيٰتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٧٠﴾ يَا أَهْلَ

تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ کیوں کفر کرتے ہو ، حالانکہ تم گواہی دیتے ہو ۔ اے کتاب والو

(بقیہ صفحہ ۷۲)

موت کا نہ آنا قادیانی لغت اور منطق میں ہی صحیح ہو سکتا ہے ۔ ایک اور آیت ملاحظہ ہو فامسکوھن فی البیوت حتی یتوفٰھن الموت (پ ۴ ، النساء ع ۳) کہ ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت اُن کو اٹھا لے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت کی رُو سے توفی کے حقیقی اور لغوی یا اصطلاحی معنی بھی موت ثابت نہیں ہوتے ۔ بلکہ دو معنی نکلتے ہیں ۔ توفاہ اللہ ای قبضتہ او نومتہ کہ اللہ نے اس کو قبض کیا یا اس کو سلا دیا ۔ بنا بریں متوفیک سے موت حضرت عیسیٰؑ پر کسی طرح استدلال نہیں ہو سکتا اور توفی کا استعمال اسی طرح مجازاً ہے جس طرح ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں کہ فلانا پورا ہو گیا ۔

حاشیہ صفحہ ۷۳ :-

لہ نبتہل :-

یہ آیت فمن حاجک سے لے کر علی الکٰذبین تک آیہ مباہلہ کہلاتی ہے ۔ جو نصاریٰ نجران اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درمیان ہونا تجویز ہوا تھا ۔ واقعات یوں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث و مناظرہ کرنے کیلئے آیا ۔ آپ نے اُنھیں بہت سمجھایا ۔ لیکن وہ اپنی ضد اور ہٹ سے باز نہ آئے ۔ آخر جب اُن کی ضد بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی ، جس میں ان کے ساتھ ابتہال کرنے کا حکم ہوا ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو اس حکم خداوندی سے آگاہ کیا تو وہ لوگ مشورہ کرنے کیلئے اپنی اقامت گاہ پر چلے گئے ۔ وہاں اُنکے سرداروں سید ، اہتم اور عاقب نے کہا کہ اگر محمدؐ اپنی قوم کو لا کر ہم سے مباہلہ کریں تو ہم ضرور مباہلہ کریں گے ۔ کیونکہ یہ اس بات کا ثبوت ہو گا کہ وہ سچا نبی (نعوذ باللہ) نہیں ہے ۔ اور اگر وہ مباہلہ کیلئے اپنے اہلبیتؑ کو ساتھ لایا تو ہم ہرگز مباہلہ نہیں کریں گے ۔ کیونکہ اس صورت میں وہ یقیناً سچا نبی ہو گا ۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ آنحضرت صلعم کے پاس آئے ۔ درانحالیکہ آپؐ کے ساتھ جناب امیر المؤمنینؑ ، فاطمۃ الزہراؑ ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام تھے ۔ نصاریٰ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو آپؐ کے ساتھ ہیں ؟ کہا گیا کہ ایک تو اُن کے چچا زاد بھائی اُنکے وصی اور داماد علی ابن ابی طالبؑ ہیں ۔ اور یہ اُنکی دختر فاطمۃ الزہراؑ ہیں ۔ اور یہ دونوں اُن کے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں ۔ پس وہ الگ ہو گئے ۔ اور آنحضرت صلعم سے کہا کہ ہمیں مباہلہ سے معاف کریں ۔ ہم آپ سے صلح چاہتے ہیں ۔ پس آنحضرت صلعم نے ان سے دو ہزار حلّے اور تیس لوہے کی زرہیں جزیہ لے کر مصالحت کر لی (تفسیر صافی صفحہ ۷۲) نیز اسی صفحہ پر یہ ہے کہ جب نصاریٰ نے دیکھا کہ میدانِ مباہلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس شان سے آ رہے ہیں کہ آپ کی گود میں حسینؑ ہیں ، حسنؑ کو اُنگلی لگائے ہیں ، پیچھے فاطمہؑ ہیں اور اُن کے پیچھے حضرت علیؑ ۔ گویا مطابق ترتیب آیت کے چل رہے ہیں ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُنھیں کہتے ہیں کہ جب مَیں دُعا کروں تو تم آمین کہنا ۔ اُن کے اسقف نے کہا کہ اے گروہ نصاریٰ ! مَیں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ پہاڑ کو کہیں تو اپنی جگہ سے ہٹ جائے ۔ اگر ان سے مباہلہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے ۔ پس اُنھوں نے دو ہزار حلّے اور تیس زرہیں لوہے کی بطور جزیہ دیں اور مصالحت کر لی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خُدا کی قسم ! جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم مباہلہ کرتے تو بندر اور خنزیر کی شکلوں میں مسخ ہو جاتے ، اور یہ سارا میدان آگ بن جاتا ۔ اور نجران کے سب رہنے والوں حتیٰ کہ پرندوں کو بھی جلا دیا جاتا ۔

٭(۱) آنحضرت صلعم کی نبوت پر دلیل ہے [illegible] امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

تم کیوں حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو۔

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کہا کہ لـه مومنوں

اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ

پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس پر دن چڑھے ایمان لے آؤ۔ اور

وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ

اس کے آخر میں اسکے منکر ہو جاؤ۔ شائد (اس طرح) وُہ بھی پھر جائیں۔ اور نہ ایمان لاؤ سوائے اسکے لئے جس

تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ

نے تمھارے دین کی پیروی کی۔ کہہ دو (اے رسول) کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہدایت ہے (انھوں نے یہ بھی کہا کہ

مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

کہ اسے نہ مانو کہ) جو کچھ تمھیں دیا گیا تھا ویسا ہی کسی اور کو بھی دیا جائے یا وُہ تمھارے پروردگار کے پاس جھگڑا کریں۔ (اے رسول)

الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾

کہہ دو کہ بیشک فضل خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وُہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور بہت جاننے والا ہے

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

وُہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مختص کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے فضل والا ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ

اور اہل کتاب میں سے وُہ شخص بھی ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک خزانہ امانت رکھ دے تو تجھے وُہ خزانہ ادا کر دے گا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا

اور ان میں وُہ شخص بھی ہے کہ اگر تو اسکے پاس ایک دینار امانت رکھ دے وُہ اسے تجھے ادا نہیں کریگا۔ سوائے اسکے کہ

دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي

تو اس کے سر پر کھڑا رہے۔ یہ اسلئے ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ جو اُمّی ہیں ان کے بارے میں

الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

ہم پر کوئی راہ نہیں ہے۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں، حالانکہ وُہ

ع ٨ ١٥

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

کہ سوائے علی ابن ابی طالبؑ اور فاطمۃ الزہراؑ اور حسنینؑ علیہم السلام کے کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو اپنی چادر کے نیچے داخل کیا ہو۔ پس خدا تعالیٰ کے قول ابناءکی تاویل جناب حسنینؑ اور نساءنا کی جناب فاطمۃ الزہراؑ اور انفسنا کی جناب علی مرتضیٰؑ ہیں۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا

لـه قالت طائفۃ:-

تفسیر صافی ص۸۶ میں بحوالہ تفسیر قمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں کو یہ اچھا معلوم ہُوا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس سے آنحضرتؐ کا رُخ کعبۃ اللہ کی طرف پھیر دیا تو اس سے یہودی بہت رنجیدہ ہُوئے اور تحویل قبلہ نماز ظہر کے وقت ہوئی تھی۔ پس وُہ کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صبح کی نماز ہمارے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے پڑھی تھی اسلئے دن کے اوّل حصّہ میں جو کچھ اُن پر نازل ہوا ہے۔ اس پر تو ایمان لاؤ اور جو کچھ اس کے بعد نازل ہُوا ہے اس کا انکار کر دو۔ جس سے ان کا مطلب وہی حکم تحویل قبلہ ہے۔

يَعْلَمُونَ ﴿٧٥﴾ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ
جانتے ہیں ۵۱ ہاں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور پرہیزگار بنا تو یقیناً اللہ تعالیٰ
يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَ
پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ بے شک وُہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں پر
أَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
تھوڑی سی قیمت لے لیتے ہیں ۵۲ اُن کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں۔
وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ
اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے (قیامت کے دن) کلام کرے گا اور نہ اُن کی طرف نظر (رحمت) کریگا ۵۳ اور نہ انھیں
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ
(گناہوں سے) پاک کریگا ۵۴ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ اور بیشک اُن میں ایک گروہ ایسا ہے کہ کتاب کی تلاوت
بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ
میں اپنی زبانوں کو اس طرح مروڑتا ہے کہ تم اسے کتاب کا ہی حصّہ خیال کرو۔ حالانکہ وُہ کتاب کا حصّہ نہیں۔
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
اور وُہ کہتے ہیں (کہ) یہ تو اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔
وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ
اور وُہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وُہ جانتے ہیں۔ کسی انسان ۵۵
لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ
کے لئے یہ واجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے۔ پھر وُہ لوگوں کو
لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا
کہتا پھرے (کہ) تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ (بلکہ وُہ تو یہی کہے گا کہ) تم رب والے
رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ
بن جاؤ ۵۶ اسلئے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور اس لئے کہ تم خود پڑھتے ہو ۵۷
تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَ
اور (اللہ) تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو

۵۱ وھم یعلمون:-
تفسیر مجمع البیان، تفسیر صافی ص۶۶ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ جب آپنے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ: دُشمنانِ خدا (یہودیوں) نے جھوٹ بولا کوئی رسم جاہلیت کے زمانہ کی ایسی نہیں ہے جسے میں نے مٹا نہ دیا ہو۔ سوائے امانت کے کہ وُہ نیک کی ہو یا بدکار کی۔ وُہ ضرور ادا کی جائے گی۔

۵۲ ثمنًا قلیلًا:-
اس سے مراد دُنیا کا مال ہے جو حقیر ہے، اور ریاست، رشوت اور اپنے مسلمان بھائی کا مال کھا جانے سے حاصل ہوتا ہے، اسی قسم کے اور ناجائز طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال بھی اسی میں شامل ہے۔ (تفسیر صافی ص۶۶)۔

۵۳ یوم القیٰمۃ:-
تفسیر صافی ص۶۶ میں کتاب التوحید کے حوالے سے جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ "ولا ینظر الیھم" کا مطلب ہے، "لا یصیبھم بخیر" کہ انھیں (جن لوگوں کا ذکر اس آیت میں ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن کوئی خیر وخوبی نہ پہنچے گی۔ جیسا کہ عرب کبھی کبھی یہ کہا کرتے ہیں واللہ ما ینظر الینا فلان (خدا کی قسم فلاں شخص ہماری طرف نہیں دیکھے گا)۔ جس سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس سے ہم کو کسی قسم کی خیروبرکت نہ پہنچے گی۔

۵۴ ولا یزکیھم:-
تفسیر صافی ص۶۶ پر۔ بحوالہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں گناہوں سے پاک نہیں کرے گا۔

۵۵ بشرٍ:-
آدمی، انسان۔ اصل میں بَشَرَۃ کھال کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں، اور اَدَمَۃ باطنی سطح کو۔ تمام ادباء کا یہی قول ہے۔ مگر ابوزید نے اس کے برعکس کہا ہے۔ چنانچہ ابوالعباس وغیرہ نے اس کی تردید کی ہے۔ بَشَرَۃ کی جمع بَشَر اور اَبْشَار آتی ہے۔ انسان کو بھی بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اور حیوانوں میں تو کسی کی کھال اُون سے ڈھکی ہوتی ہے اور کسی کی بالوں سے۔ مگر انسان کی کھال سب حیوانات کے برخلاف کھلی ہوئی ہے۔ لفظ بشر کا استعمال واحد اور جمع دونوں کیلئے یکساں طور پر ہوتا ہے۔ ہاں تثنیہ میں بشرین آیا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کے ظاہری جسم اور جثہ کو بشر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ص۔)

۵۶ ربّٰنیین:-
ربانی، الف اور نون کی زیادتی سے رب کی طرف منسوب ہے۔ اور اس سے وُہ شخص مراد ہے جو علم اور عمل میں کامل ہو۔ (تفسیر صافی ص۶۶)۔

۵۷ تدرسون:- تفسیر صافی ص۶۶ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ میرا رتبہ ہے اُس سے مجھے نہ بڑھاؤ۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنانے سے پہلے اپنا "عبد" قرار دیا تھا۔ پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت تلاوت فرمائی ـــــ اور اسی طرح جناب حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ حالانکہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ ایک تو وُہ محب جو میرا رتبہ حد سے زیادہ بڑھادیں گے۔ اور دُوسرے وُہ دشمن جو میرا رتبہ گھٹانے کے درپے رہیں گے۔ اور جو لوگ ہمارے بارے میں غلو کریں گے اور ہمارا رتبہ ہماری حد سے زیادہ بڑھائیں گے، ہم خدا کے حضور میں ان سے اپنی برأت اسی طرح ظاہر کریں گے جس طرح حضرت عیسٰی ابن مریم نصاریٰ سے اپنی برأت ظاہر کریں گے۔

النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ

رب بنالو ۔ کیا وُہ تم کو کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان

ع ۹ ۱۶

مُّسْلِمُوْنَ ۝۸۰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ

ہو چکے ہو ۔ اور (وُہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا تھا لہ کہ میں جو

مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا

کچھ تمھیں کتاب اور حکمت سے دُوں ، پھر (سب کے بعد) ایک رسول آئے جو تمھارے پاس والی چیزوں کی

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ

تصدیق کرنے والا ہو تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا ۔ فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور

اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا

اس (اقرار) پر میرا بوجھ اُٹھا لیا ۔ (ان) سب نے کہا ہم نے اقرار کر لیا ۔ فرمایا پس تم

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

گواہ رہو، اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ۔ پس اسکے بعد جو منہ پھیر لے ،

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۸۲ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ

وُہی تو نافرمان ہوں گے ۔ کیا یہ اللہ کے دین کے علاوہ (کسی اور) دین کو چاہتے ہیں

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

حالانکہ آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے اور بے اختیاری سے اسی کے فرمانبردار ہیں ،

وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۸۳ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر نازل

وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

کیا گیا ، اور جو کچھ نازل کیا گیا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ

اور اسباط پر ۔ اور اس پر بھی جو اپنے رب کی طرف سے مُوسٰی اور عیسٰی اور نبیوں کو دیا

رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۸۴

گیا ۔ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے ۔ اور ہم تو اسی کے فرمانبردار ہیں ۔

لہ میثاق النبیین :-

تفسیر صافی ص۸۹ پر تفسیر عیاشی، تفسیر مجمع البیان تفسیر قمی اور دیگر کتب احادیث سے اس آیۂ مجیدہ کی تفسیر میں بہت احادیث نقل کی گئیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب سیّد المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیا علیہم السلام گزرے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسٰی علیہ السلام تک سب سے خدا نے عالم الارواح میں عہد لیا ہوا ہے کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمھارے پاس رسول مبعوث ہو کر آئیں تو تم اُن پر ایمان لانا ۔ اور اُن کی نصرت کرنا ۔ اور اپنی امتوں کو اُن کے پیغمبر ہونے کی اور اُن کے صفات کی خبر دینا ۔ اور اپنی امتوں سے کہنا کہ جب وُہ آئیں تو اُن کی تصدیق کریں اور اُن پر ایمان لائیں ۔ اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خداوندِ عالم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے مگر یہ کہ اس سے عہد لیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئیں تو اُن پر ایمان لانا اور اپنی امت کو اُن پر ایمان لانے کا حکم کرنا ۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ
اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے تو وہ اس سے کبھی قبول نہ کیا جائے گا۔
وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ
اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو کس طرح منزلِ مقصود
قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ
پر پہنچائے جو اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جائے حالانکہ وہ شہادت (بھی) دے چکی تھی کہ یہ رسول برحق ہے۔
وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾
اور انکے پاس دلیلیں بھی آ چکی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ
ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور
النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
سب لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اُن کے عذاب میں (کوئی) کمی نہ کی
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
جائے گی، اور نہ اُنھیں مہلت دی جائے گی۔ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے اسکے بعد ؎۱
ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
توبہ کی اور اصلاح کر لی۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا (اور) بہت مہربان ہے۔ بیشک وہ لوگ جنھوں
كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ
نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، پھر وہ کفر میں بڑھتے ہی گئے، اُنکی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ
اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔ بیشک وہ لوگ جنھوں نے کفر اختیار کیا اور وہ کافر ہی
كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ
مر گئے تو زمین بھر کر سونا بھی اگر اس کا فدیہ دیا جائے تو اُن میں سے کسی ایک سے ہرگز قبول نہ
افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۹ ۱۱ ۱۷
کیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے دردناک عذاب ہے اور اُن کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔

؎۱ تابوا:-
تفسیر صافی ص۲۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن صوید بن صامت تھا۔ مجذر ابن زیاد کو بلوا کر بطور غدر قتل کر دیا تھا۔ اور پھر بھاگ کر اسلام سے مرتد ہو کر مشرکینِ مکہ کے پاس پناہ گزین ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نادم ہوا اور اپنی قوم کے پاس کہلا بھیجا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو اُس وقت ان آیات کا نزول ہوا۔ اور اُس کی قوم کے ایک شخص نے اِن آیات کو اُس تک پہنچا دیا تو اُس نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تو سچا ہے اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور پروردگارِ عالم سب سے زیادہ سچا ہے۔ پھر وہ مدینہ کو لوٹ آیا اور تائب ہو گیا۔ اور اُس کا اسلام بہت ہی اچھا ہوا۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا

تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچو گے لے جبتک کہ تم اس چیز میں سے (راہ خدا میں) خرچ نہ کرو گے جس سے تم پیار کرتے ہو اور جو چیز

مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

بھی تم (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب جانتا ہے۔ ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل کیلئے حلال تھا۔

لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ عَلٰى نَفۡسِهٖ مِنۡ

سوائے اُس کے جسے اسرائیل (یعقوب) نے توریت نازل ہونے سے پہلے اپنی ذات پر

قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰٮةُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰٮةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ

حرام قرار دے لیا تھا۔ (اے رسول!) ان سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور

اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ

اُسے پڑھو۔ پس اس کے بعد جو کوئی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ

مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹۴﴾ قُلۡ صَدَقَ

باندھے، وہی تو ظالم ہیں۔ کہہ دو (کہ) اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ ۗ فَاتَّبِعُوۡا مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

نے سچ کہا۔ پس تم ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کرو جو حق پسند تھا۔ اور وہ مشرکین میں سے

الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ

نہ تھا۔ بیشک سب سے پہلا گھر جو آدمیوں کیلئے وضع کیا گیا وہی ہے جو بکہ میں ہے۔ سے

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۶﴾ فِيۡهِ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ

برکت دیا گیا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس کے اندر روشن نشانیاں ہیں (منجملہ ان کے) مقام

اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ

ابراہیم ہے۔ اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے۔ اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی)

حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ؕ وَمَنۡ كَفَرَ

کیلئے اس گھر کا حج واجب ہے جس کو بھی اس (بیت اللہ) تک (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے۔ اور جو کافر ہو جائے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۹۷﴾ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ

سے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اے کتاب والو!

لے لن تنالوا البر:-

تفسیر صافی صفحہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک کپڑا خریدا، جو آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے اُسے صدقہ کر دیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص اپنے آپ پر دوسرے کو ترجیح دے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو ترجیح دے گا۔ اور جو کوئی کسی شے سے محبت کرتا ہو گا اور اُسے اللہ کی راہ میں دے دیگا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کہے گا کہ میرے بندے آپس میں نیکیوں کا بدلہ دیا کرتے تھے۔ میں آج تجھے تیری نیکی کے بدلہ میں جنت دوں گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام شکر صدقہ کئے کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ چونکہ ہمیں یہ سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہے اس لئے ہم اسے راہِ خدا میں دے دیتے ہیں۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے لن تنالوا البر... الخ۔

ﷺ الا ما حرم اسرائیل:-

تفسیر صافی صفحہ میں بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النسا کا مرض ہو گیا، اس لئے انھوں نے اونٹ کا گوشت کھانا اپنے اوپر حرام قرار دے دیا یعنی کھانا بند کر دیا۔ اس پر یہودیوں نے کہا کہ اونٹ تورات میں حرام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو توراۃ لا کر پڑھو۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُسے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا نہ کہ عام لوگوں پر بھی۔

سے ببکۃ:-

تفسیر صافی صفحہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کا نام بکہ اس لئے ہوا کہ اس کے اندر لوگ روتے ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ لوگ اس کے اندر اور ارد گرد روتے ہیں، اسلئے اسے بکہ کہا گیا ہے۔ اور یہ وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہاں چونکہ جابر اور سرکش لوگوں کی گردنیں جھکائی جاتی ہیں۔ اسلئے بھی اسے بکہ کہا گیا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ شہر کا نام مکہ ہے اور جس مقام پر کعبہ بنا ہے وہ بکہ ہے۔

سے ومن کفر:-

تفسیر صافی صفحہ میں ہے کہ اس جگہ من کفر دراصل لم یحج کا قائم مقام ہے، جس سے حج کرنے کی تاکید اور وجوب کا اظہار مقصود ہے۔ اور من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ وصیت درج ہے۔ جو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمائی تھی کہ اے علیؑ! حج کا تارک جبکہ وہ استطاعت رکھتا ہو کافر ہے، کیونکہ خدا فرماتا ہے: وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔ اے علیؑ! جو شخص حج کو ٹالتا رہا حتیٰ کہ مر گیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے یہودی یا نصرانی اٹھائے گا —— اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ان کے بھائی علیؑ نے پوچھا کہ کیا جو شخص حج نہ کرے وہ کافر ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن جو شخص حج کا منکر ہو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٨﴾

تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھتا ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ

(اے رسول) کہہ دو (کہ) اے کتاب والو! جو ایمان لایا ہے تم اُسے راہِ خدا سے کیوں روکتے ہو۔ تم

اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

اس (راہ) کی کجی کے خواہشمند ہو، حالانکہ تم گواہ ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس

تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ

سے غافل نہیں ہے۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو۔ اگر تم ان لوگوں میں سے ایک گروہ کی اطاعت کرو گے

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٠﴾

جنھیں کتاب دی گئی ہے، وُہ تمھیں تمھارے ایمان لاچکنے کے بعد پھر کافر بنادیں گے [1]

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ

اور تم کس طرح کفر اختیار کرو گے حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تمھارے درمیان

رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ

اسکا رسول (موجود) ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا سہارا لے گا یقیناً اُسے سیدھی راہ کی طرف ہدایت

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

کردی گئی ہے۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ

حق ہے [2] اور تم ہرگز نہ مرو، سوائے اس حالت کے کہ تم مسلمان ہو۔ اور تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو

اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

مضبوط پکڑے رہو [3] اور متفرق نہ ہو۔ اور یاد کرتے رہو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے، جبکہ

كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ

تم دشمن تھے۔ پس اس نے تمھارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی۔ تم اس کی نعمت کے طفیل

اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ

بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر اس نے تمھیں اس سے بچالیا۔

ع ١١ — ١٠ — ١

[1] بعد ایمانکم کفرین :-

تفسیر صافی صفحہ ۹ میں ہے کہ یہ آیت قبیلہ اوس اور خزرج کے چند آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ وُہ ایک دن بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، کہ اُن کے پاس سے شاس بن قیس یہودی کا گزر ہوا۔ اُسے ان کی باہمی الفت اور اجتماع شاق گزرا، اُس نے یہودیوں کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ وُہ اُن کے پاس بیٹھا کریں اور بعاث کے واقعات کا ذکر کیا کریں اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے ان کے سامنے پڑھ دیا کریں، اس دن فتح بنی اوس کی ہوئی تھی۔ انھوں نے ایسا ہی کیا جس سے اس قوم میں تنازعہ ہو گیا۔ وُہ ایک دُوسرے پر فخر کرنے لگے اور ایک دُوسرے پر غضبناک ہوئے۔ اور ہتھیار، ہتھیار پکارنے لگے۔ دونوں قبیلوں میں سے ایک گروہ کثیر اکٹھا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے کچھ اصحابؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ اے لوگو! کیا اَب بھی تم جاہلیّت کو پکارتے ہو۔ حالانکہ مَیں تم میں موجود ہوں اور بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اسلام کے ساتھ عزت بخشی اور تم سے امرِ جاہلیّت کو قطع کیا اور تمھارے درمیان الفت ڈال دی۔ چنانچہ وُہ سمجھ گئے کہ یہ شیطان کی حرکت تھی۔ اور ان کے دشمنوں کی فریب کاری تھی۔ پس انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور توبہ کی۔ اور ایک دوسرے کے گلے ملے۔ اور آنحضرت صلعم کے ساتھ واپس لوٹ گئے ؛

[2] حق تقاتہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۹ میں بحوالہ معانی الاخبار و تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اور اس کا ذکر کیا جائے، پھر اُسے بھلایا نہ جائے اور اُس کا شکر کیا جائے۔ کفر نہ کیا جائے۔

اور تفسیر عیاشی کے حوالہ سے انہی حضرت سے منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ پوچھا گیا کہ کس آیت نے اسے منسوخ کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے قول اتقوا اللہ ما استطعتم سے ؛

[3] بحبل اللہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۹ میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ سے مراد دینِ اسلام ہے یا قرآن۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حبل سے مراد توحید اور ولایت ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آلِ محمد حبل اللہ المتین ہیں۔ جن کے ساتھ اعتصام کرنے کا حکم خداوندِ عالم نے دیا ہے اور فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ حبل اللہ المتین سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔ اور امالی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ ہم حبل ہیں۔ اور معانی الاخبار میں امام زین العابدین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ امام ہم میں سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وُہ معصوم ہوتا ہے۔ اور عصمت کوئی ایسی شے نہیں ہے جو پیدائش میں ظاہر بظاہر ہو جس سے پہچان ہو سکے۔ اس لئے امام صرف وہی ہوتا ہے جو منصوص من اللہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا ابنِ رسول اللہ! معصوم کے معنے کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وُہ حبل اللہ سے اعتصام رکھتا ہے۔ اور حبل اللہ قرآن ہے۔ اور قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور یہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا۔ ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ کہ یہ قرآن اس راستہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو بہت سیدھا ہے ؛

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لئے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ اور تم میں

مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے ، جو نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں،

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا

اور برائی سے منع کریں۔ اور یہی لوگ (پوری پوری) فلاح پانیوالے ہیں ۱؎ اور ان لوگوں

كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ

کی طرح نہ ہو جاؤ جو متفرق ہوگئے اور بعد اسکے کہ اُن کے پاس دلیلیں آچکی تھیں، انھوں نے اختلاف کیا ۲؎

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ

اور یہی وُہ لوگ ہیں جن کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن بعض چہرے سفید (نورانی) ہوں گے اور

تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ

کچھ منہ کالے ہو جائیں گے۔ پس وُہ لوگ جنکے چہرے کالے ہو جائیں گے ۳؎ (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم اپنا

بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے تھے۔ پس اب عذاب کا مزہ چکھو اُس کے بدلہ میں جو تم کفر کرتے تھے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ

اور لیکن وُہ لوگ جنکے چہرے سفید (نورانی) ہونگے پس وُہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے۔ وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ

ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں ۴؎ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور

مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ تعالیٰ تمام جہانوں میں کسی پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

ہے سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اور سب کاموں کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں

اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(کی ہدایت) کیلئے پیدا کی گئی ہو، تم اچھے کاموں (کے کرنے) کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے منع کرتے ہو۔

ع ۱۱ / ۸ / ۲

۱؎ المفلحون :-

تفسیر صافی صفحہ ۹۰ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے دو خلق ہیں۔ جس نے ان دونوں کی نصرت کی، اللہ تعالیٰ اس کو عزت دے گا۔ اور جس نے ان کو چھوڑا، اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑ دے گا۔

اور تہذیب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے منقول ہے کہ لوگ جب تک امر بالمعروف (نیک کاموں کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائیوں سے بچنا) کا حکم دیتے رہیں گے، نہیں مٹیں گے۔ اور جب ایسا کرنا چھوڑ دیں گے تو اُن سے برکتیں دُور ہو جائیں گی اور وُہ ایک دُوسرے پر مسلط کر دیئے جائیں گے اور اُن کا کوئی مددگار نہ زمین پر ہوگا نہ آسمان پر اور نہ دونوں کے درمیان ؛

۲؎ اختلفوا :-

اس سے مراد یہودی اور نصاریٰ ہیں۔ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور پاکیزگی میں اختلاف کیا۔ اور یوم آخرت میں بھی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۹۰) ؛

۳؎ اسودت وجوھھم :-

تفسیر صافی صفحہ ۹۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان حضرت علی علیہ السّلام سے روایت ہے کہ یہ اس امّت کے وُہ لوگ ہیں جنھوں نے بدعت جاری کی۔ اور باطل راؤں اور خواہشات نفسانی کو رواج دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ حوض (کوثر) پر ایسے آدمی لائے جائیں گے جو میرے اصحاب میں سے ہونگے۔ میں انھیں دیکھ کر "میرے اصحاب میرے اصحاب" پکاروں گا۔ پس مجھ سے کہا جائے گا۔ یقیناً تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کیں۔ یہ تو اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ کر مُرتد ہوگئے۔ ثعلبی نے بھی یہ روایت اپنی تفسیر میں درج کی ہے ؛

۴؎ خالدون :-

تفسیر صافی صفحہ ۹۱ پر تفسیر قمی کے حوالہ سے حضرت ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ جب یہ آیت یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت پانچ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ ایک جھنڈا اس امت کے گوسالہ کا ہوگا۔ میں اُن سے سوال کروں گا، کہ میرے بعد میرے ثقلین کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا ؛ (ثقلین یعنی قرآن اور اہلبیت جنکے بارے میں آپ نے وصیت فرمائی تھی)۔ وُہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر (قرآن) میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پس پشت ڈال دیا۔ اور ثقل اصغر (اہلِ بیتِ رسولؐ) سے ہم نے دشمنی کی اور اُن سے بغض رکھا اور ظلم کیا۔ میں کہوں گا کہ تم بھوکے پیاسے جہنم میں جاؤ۔ تمھارے منہ کالے ہوں۔ پھر دُوسرا جھنڈا اس امّت کے فرعون کا میرے پاس آئے گا اور میں اُن سے پُوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ وُہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پھاڑ ڈالا۔ اور اسکی مخالفت کی۔ ثقل اصغر کی بابت یہ ہے کہ ہم نے اُن سے دشمنی کی اور اُن سے لڑے۔ تو میں ان سے بھی کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیاسے چلے جاؤ، اور تمھارا منہ بھی کالا ہو۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس امّت کے سامری کا آئیگا۔ اُن سے بھی میں یہی سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد میرے متعلقین سے کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے ثقل اکبر کی نافرمانی کی اور اُسے چھوڑ دیا۔ اور ثقل اصغر کی ہم نے نصرت چھوڑ دی اور اُن کو ضائع کر دیا۔ تو میں اُن سے کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیاسے جاؤ اور تمھارا منہ بھی کالا ہو۔ اس کے بعد چوتھا جھنڈا ذوالثدیہ کا آئے گا جسکے ساتھ شروع سے آخر تک کُل خارجی ہوں گے۔ میں ان سے بھی یہی سوال کروں گا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم نے کیا کیا۔ وُہ یہ کہیں گے کہ ثقل اکبر تو ہم نے پھاڑ ڈالا اور اس سے علیحدہ رہے۔ اور ثقل اصغر کے ساتھ ہم لڑے اور اُن کو قتل کیا۔ (باقی برصفحہ ۸۲)

(باقی برصفحہ ۸۲)

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ
اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔
مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ
ان میں سے کچھ مومن ہیں اور بہت زیادہ نافرمان ہیں۔ وہ ہرگز تمھیں ضرر نہیں پہنچائینگے
اَذًى ۗ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١١١﴾
سوائے تھوڑی اذیت کے۔ اور اگر وہ تم سے جنگ کریں گے تو تمھیں پیٹھ دکھائیں گے۔ پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
ذلت قرار دی گئی ہے ان پر جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں۔ سوائے اسکے کہ اللہ کے عہد و پیمان اور لوگوں کے عہد و
حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
پیمان کی پناہ میں آجائیں ١ھ اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ اور ان پر محتاجی کی مار
الْمَسْكَنَةُ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
ڈالی گئی۔ یہ اسلئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ اور
يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۗ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا
نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے ٢ھ۔ (نیز) اسلئے کہ انھوں نے نافرمانی کی تھی اور وہ حد
يَعْتَدُوْنَ ﴿١١٢﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ۗ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ
سے گذر جاتے تھے۔ یہ سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ ثابت قدم ہے۔
يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿١١٣﴾ يُؤْمِنُوْنَ
وہ رات کے وقت میں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور وہ سجدے کیا کرتے ہیں۔ وہ ایمان لاتے
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
ہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور برائی سے منع کرتے
الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾
ہیں۔ اور نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں ٣ھ اور یہی لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ
اور جو نیکی وہ کریں گے اس کی ہرگز ناقدری نہ کی جائے گی ٤ھ اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱)

میں انھیں کہوں گا جاؤ جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ پھر پانچواں جھنڈا امام المتقین سیّد الوصیین قائد الغر المحجلین وصی رسول ربّ العالمین کا میرے پاس وارد ہوگا۔ میں ان سے دریافت کروں گا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم کس طرح پیش آئے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے ثقل اکبر کی پیروی کی اور ثقل اصغر سے ہم نے محبت اور موالات کی۔ اور ہم نے ان کو یہاں تک مدد دی کہ اُن کیلئے ہمارے خون تک بہائے گئے۔ پس میں ان سے کہوں گا کہ تم سیر و سیراب ہو کر نورانی چہرہ بن کر جنت میں چلے جاؤ۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔ یوم تبیض وجوہ ..... الخ

(حاشیہ صفحہ ھذا)

١ھ حبل من الناس:۔
تفسیر صافی ص۹۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں حبل من اللہ سے مراد کتاب اللہ یعنی قرآن ہے اور حبل من الناس سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

٢ھ یقتلون الانبیاء:۔
تفسیر صافی ص۹۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی اور کافی کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم ان لوگوں نے انبیاء کو نہ تو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور نہ ہی اپنی تلوار سے مارا بلکہ انھوں نے جو باتیں اُن سے سُنیں انھیں ظاہر کر دیا جس کی وجہ سے وہ پکڑے گئے اور قتل کئے گئے۔ پس یہ راز افشاء کرنے والے قاتلین میں شمار کئے گئے۔

٣ھ فی الخیرات:۔
تفسیر صافی ص۹۱ میں ہے کہ یہ وہ صفات ہیں جو یہودیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اسلئے کہ یہودی حق سے منحرف ہیں۔ رات اور دن میں کوئی عبادت نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں۔ اس کی صفات میں الحاد کرتے ہیں اور قیامت کی صفت اہل صفت کے برخلاف کرتے ہیں۔ احتساب میں بڑی نرمی اختیار کرتے ہیں۔

٤ھ فلن یکفروہ:۔
تفسیر صافی ص۹۱ پر بحوالہ علل الشرائع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن اسلئے تکفر ہے کہ اس کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتی ہیں۔ اور لوگوں میں نشر نہیں ہوتیں۔ اور کافر اس لئے مشکور ہے کہ اس نے جو نیکیاں لوگوں کیلئے کیں۔ وہ لوگوں ہی میں نشر ہو جاتی ہیں اور وہ آسمان تک نہیں چڑھتیں۔

بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ

خوب جاننے والا ہے ۔ یقیناً جو لوگ کافر ہوگئے اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے کچھ

وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

بھی کام نہ آئیں گے ۔ اور یہی لوگ (جہنم کی) آگ والے ہیں ۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١٦﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ

اور اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔ جو کچھ وُہ لوگ اس دنیا کی زندگانی میں خرچ کرتے ہیں ۔

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا

اس کی مثال ایسی تند ہوا کی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وُہ اس قوم کی کھیتی کو جا لگی جنھوں نے اپنی جانوں

اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ

پر ظلم کیا ، پھر اُسے تباہ کر گئی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وُہ خود اپنی جانوں پر

يَظْلِمُوْنَ ﴿١١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ

ظلم کرتے ہیں ۔ اے وُہ لوگو ! جو ایمان لا چکے ہو تم اپنے آدمیوں کے علاوہ (کسی اور کو) لہ رازدار

دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ

نہ بناؤ ۔ وُہ یقیناً تمھاری تباہی میں کمی نہ کریں گے ۔ وُہ ایسی چیز کو پسند کرینگے جس سے تمھیں تکلیف ہو ۔ یقیناً

الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ

ان کی زبانوں سے اُن کا بغض ظاہر ہو گیا ہے ۔ اور جو کچھ انکے سینے چھپاتے ہیں وُہ بہت بڑا ہے ۔ یقیناً

بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١١٨﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ

ہم نے تمھارے لئے آئتیں کھول کھول کر بیان کی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو ۔ خبردار ! تم وُہ لوگ ہو کہ انکو دوست

وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا

رکھتے ہو حالانکہ وُہ تم کو دوست نہیں رکھتے اور تم پوری کتاب پر ایمان رکھتے ہو ۔ اور جب وُہ تم سے ملاقات کرتے ہیں

اٰمَنَّا ۖ ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ

تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ۔ اور جب وُہ الگ ہوتے ہیں تو تمھارے برخلاف غصّے سے اپنی انگلیاں چبا ڈالتے ہیں ۔ (اے رسول)

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١١٩﴾ اِنْ

کہہ دو کہ تم اپنے غصّہ میں آپ ہی مر جاؤ ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جو کچھ کہ سینوں کے اندر ہے ۔ اگر تم کو

لہ بطانۃ :-

اس کے لغوی معنی استر کے ہیں ۔ یعنی کپڑے کا وُہ باطنی حصّہ جو جسم کے ساتھ ملا رہے ۔ یہ بطنٌ سے مشتق ہے ۔ بطن کا استعمال ہر شے میں "ظہر" کے خلاف ہوتا ہے ۔ اوپر کی جانب کو ظہر اور اندر کی جانب کو بطن بولتے ہیں ۔ اور کپڑے کے اوپر کے حصّے کو ظہارۃ اور اندرونی اور نیچے کے حصّہ کو جو جسم سے ملا رہے جیسے استر وغیرہ ، بطانۃ کہتے ہیں ۔ جس طرح ہم اپنی زبان میں بولتے ہیں کہ وُہ تو اُس کا اوڑھنا بچھونا ہے ۔ یعنی وُہ اس کا نہایت ہی مرغوب اور محبوب ہے ۔ اسی طرح بطانۃ الثوب سے بطور استعارہ دلی دوست کے متعلق جو باطنی اُمور کا رازدار ہو بطانۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے پس اس لفظ کے معنی دلی دوست ۔ رازدار بھیدی بھی لئے جاتے ہیں ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۳۵) ۔

اور تفسیر حقانی صفحہ ۹ پر لکھا ہے کہ بطانۃ سے ایسا شخص مراد ہے جو کسی کے بھیدوں کو خوب جانتا ہو ۔ اور معتبر ہو اور ایسا دوست ہو جس پر بھروسہ کر کے بھید کی باتیں اس سے کہہ دی جائیں ۔

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا

بھلائی پہنچے تو ان کو بُری لگتی ہے ۔ اور اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو وُہ اس سے خوش ہوتے

بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ

ہیں ۔ اور اگر تم صبر کروگے اور پرہیزگاری کرتے رہوگے تو ان کی فریب کاری تمھیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی ۔

إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١٢٠﴾ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ

جو کچھ تم کرتے ہو بیشک اللہ تعالیٰ اس پر حاوی ہے ۔ اور اے رسول وُہ وقت یاد کرو، جبکہ تم صبح سویرے

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٢١﴾

اپنے بال بچوں سے نکلے اور مومنوں کو لڑائی کیلئے مورچوں میں بٹھانے لگے ١ه اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے

إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَ

وُہ وقت یاد کرو، جبکہ تم میں سے دو گروہوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کرلیا ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اُن دونوں کا سرپرست تھا،

عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ

اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیئے ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمھاری مدد (جنگ) بدر

وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ تَقُولُ

میں کی ہے جبکہ تم کمزور تھے ٢ه پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم شکرگزار ہوجاؤ ۔ (اے رسول یاد کرو)

لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ

جبکہ تم مومنوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ کیا یہ تمھارے لئے کافی نہیں ہوگا کہ تمھارا پروردگار تین ہزار فرشتے (آسمان سے)

مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَ

اتار کر تمھاری مدد کرے ۔ ہاں ! اگر تم صبر کرو اور پرہیزگار بنے رہو ۔ اور

يَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ

وُہ (دشمن) اپنے جوش میں ابھی تم پر چڑھ آئیں ، تو تمھارا پروردگار پانچ ہزار نشان دار فرشتوں سے

مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ

تمھاری مدد کرے گا ٣ه اور خدا نے یہ (مدد) مقرر نہیں کی مگر اسلئے کہ تمھارے لئے

لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ

خوشخبری ہو اور اسلئے کہ تمھارے دل اس سے مطمئن ہوجائیں ۔ اور مدد تو غالب حکمت والے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

ع ١١ (١٢ — ٣)

١ه مقاعد للقتال :-

تفسیر صافی صہ٩٢ پر بحوالہ تفسیر قمی اور مجمع البیان اس جنگ کی پوری تفصیل لکھی ہے ۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت کا سببِ نزول یہ ہے کہ قریشِ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑنے کو نکلے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے نکلے ۔ اور وُہ مقامِ قتال کی تلاش میں تھے ۔ یہ کافر جن کا لیڈر ابوسفیان تھا ، بدر کی لڑائی میں مسلمانوں سے بُری طرح شکست کھاچکے تھے ۔ کافروں کے اس جنگ میں ستّر آدمی مارے گئے تھے اور ستّر ہی قید ہوئے تھے ۔ ابوسفیان نے کفار عورتوں سے کہہ دیا تھا کہ اپنے مقتولوں پر نہ روئیں ۔ کیونکہ رونے سے دل کا غبار نکل جاتا ہے اور غصّہ فرو ہوجاتا ہے ۔ جب اس احد کی جنگ کیلئے تیار ہوکر تین ہزار جوانوں کی جرّار فوج لے کر آئے تو عورتوں کو رونے کی اجازت دے دی تاکہ غصّہ اور بھڑک اُٹھے ۔ اس فوج کے ساتھ ابو سفیان کی بیوی اور یزید بن معاویہ کی دادی ہندہ بھی تھی ۔ جس نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا ۔ اور آپ کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں اور کان اور آپ کا عضو تناسل کاٹ کر اُن کا ہار بنا کر گلے میں پہنا تھا ۔ اس جنگ میں باغوائے شیطان سب مسلمان بھاگ گئے ۔ سوائے تین آدمیوں کے یعنی ابودجانہ ۔ سہل بن خرشہ اور حضرت علی علیہ السّلام ۔ ان تینوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے میں لے رکھا تھا ۔ اور دشمن سے آپ کا بچاؤ کرتے تھے ۔ اسی جنگ میں جبرئیل علیہ السّلام نے پکارا تھا لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار ۔

٢ه اذلۃ :-

تفسیر صافی صہ٩٢ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی ، امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ وما کانوا اذلۃ وفیھم رسول اللہ یعنی جس حال میں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود تھے ، وُہ لوگ ہرگز ذلیل نہیں تھے ۔ پس اذلۃ کی تفسیر ضعفاء سے کی گئی کہ وُہ کمزور تھے ۔ کیونکہ جملہ معصومین علیہم السّلام کا یہ ارشادِ گرامی ہے کہ مجاہدین بدر کی کل تعداد تین سو تیرہ ٣١٣ تھی ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تعداد کفار کے اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں نہایت قلیل تھی ۔ پس اُن کی عددی کمزوری ظاہر ہے اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب یہ آیت پڑھی گئی تو آپ نے بھی اذلۃ کی تاویل قلیل سے ہی کی ۔ کہ بدر والوں کی تعداد نہایت قلیل تھی ۔

٣ه مسومین :- تفسیر صافی صہ٩٣ پر تفسیر عیاشی کے حوالے سے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو فرشتے بدر کے دن بھیجے گئے تھے ۔ ان کے سروں پر عمامے تھے ۔ نیز آپ سے ہی یہ بات بھی مروی ہے کہ جن فرشتوں نے بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی تھی ، وُہ نہ تو آسمان پر واپس چڑھے ، نہ جائیں گے ۔ تا اینکہ وُہ حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ کی نصرت نہ کرلیں ۔ اور ان فرشتوں کی تعداد پانچ ہزار ہے ۔

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

سے (ہوا کرتی) ہے ۔ تاکہ وُہ لوگ جو کافر ہُوئے اُن کے ایک حصّہ کو کاٹ دے ،

اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

یا اُن کو ذلیل کرے کہ وُہ نامُراد ہو کر لوٹ جائیں ۔ (اے رسول) اس معاملہ میں تمھارا کچھ

شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

اختیار نہیں ۵۱ یا خدا اُن کی توبہ قبول کرے یا اُنھیں عذاب دے ، اسلئے کہ وُہ یقیناً ظالم ہیں ۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ وُہ جسکو چاہتا ہے بخش دیتا ہے ،

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور جسکو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔ اے وُہ لوگو! جو

اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

ایمان لاچکے ، تم کئی گنا بڑھا ہُوا سُود نہ کھاؤ ، اور خدا سے ڈرتے رہو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

تاکہ تم فلاح پا جاؤ ۔ اور اُس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا

اور تم اللہ تعالیٰ اور رسول (محمدؐ) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ اور اپنے پروردگار

اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ

کی مغفرت اور (اس) جنت کی طرف جلدی کرو جس کا پھیلاؤ (سب) آسمانوں اور (ساری) زمین جتنا

الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي

ہے ۵۲ وُہ پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے ۔ جو فراخی اور تنگدستی میں خرچ کرتے

السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ

ہیں ، اور غصے کو روکنے والے ۵۳ اور لوگوں کے قصور سے درگزر ۵۴

النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

کرنیوالے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے ۵۵ ۔ اور وُہ لوگ کہ جب وُہ کوئی بدی کر

ع ۹ ۱۳ ۴

۵۱ من الامر شیء :-

تفسیر صافی ص۹۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے سامنے یہ آیت لیس لك من الامر شیء پڑھی گئی ۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ! خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار تھا ۔ اور وہ بات نہیں ہے جو تو سمجھا ۔ بلکہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کر دیں ۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قوم کی عداوت کے متعلق جو انھیں حضرت علی علیہ السلام سے اس بناء پر تھی کہ انھیں ان سب پر ہر صفت میں فضیلت دی گئی ہے ، فکر ہوئی ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کے حضرت علی علیہ السلام سے حسد اور عداوت کی وجہ سے تنگدل تھے ۔ اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیس لك من الامر شیء ، یعنی اے رسولؐ ! اس معاملہ میں تمھارا تو کچھ اختیار نہیں ۔ امر خدا یہ ہے کہ تم علی (علیہ السلام) کو اپنا وصی اور اپنے بعد اولی الامر قرار دے دو ۔ پس اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مطلب تھا ۔ اور کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور میں اختیار نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دے دیا تھا کہ جس چیز کو وُہ حلال کہیں وُہ حلال اور جس چیز کو حرام کہیں وہ حرام ہے ۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا : ما اتاکم الرسول فخذوه وما نهٰكم عنه فانتهوا ۔ (پ۲۸ ۔ حشر) ۔ یعنی جو کچھ تم کو رسول دے وُہ لے لو ۔ اور جس سے وُہ روک دیں اس سے باز رہو ۔

۵۲ عرضها السمٰوٰت والارض :-

تفسیر صافی ص۹۲ پر تفسیر مجمع البیان کے حوالے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ جب جنت کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے تو دوزخ کا ٹھکانا کہاں ہوگا ؟ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے ؟ تفسیر مجمع البیان والے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جواب معارضہ کے طور پر دیا جس میں اصل مسئلہ ساقط ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے کہ وُہ جس طرح چاہے رات کو کہیں پہنچا دے ۔

۵۳ والکاظمین :-

تفسیر صافی ص۹۳ میں بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اس حالت میں اپنے غصے کو روک لے جبکہ وُہ قدرت رکھتا تھا کہ جو چاہے کر سکے ، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دے گا ۔

۵۴ والعافین :- تفسیر صافی ص۹۳ پر بحوالہ کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تھیں درگذر کرنے کی تاکید کرتا ہوں ۔ کیونکہ درگذر کرنے سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے ۔ پس تم دوسروں کے قصور معاف کرو تاکہ خدا تمھاری عزت بڑھائے ۔

۵۵ یحب المحسنین :- تفسیر صافی ص۹۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نماز کا تہیہ کر رہے تھے ۔ اور آپ کی لونڈی پانی ڈالتی جاتی تھی کہ اس کے ہاتھ سے لوٹا گر پڑا جس سے امام علیہ السلام کو چوٹ لگی ۔ حضرت نے سر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا ۔ لونڈی نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- والکاظمین الغیظ ۔ حضرت نے فرمایا میں نے اپنا غصہ روک لیا ۔

(باقی صفحہ ۱۳۳ پر ملاحظہ فرمائیے)

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

گذرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے

لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَلَمْ يُصِرُّوْا

ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرسکتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کرچکے

عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ

اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کی جزا اُن کے

مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

پروردگار کی طرف سے بخشش ہے، اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ

میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔ بے شک تم سے پہلے کئی

مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ

طریقے گذر چکے ہیں، پس تم زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى

کا کیا انجام ہوا۔ یہ لوگوں کے لئے ایک بیان ہے اور پرہیزگاروں

وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ

کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور اگر تم مومن ہو تو نہ تو سست ہوجاؤ اور نہ غم کھاؤ

الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ

حالانکہ تم بلند مرتبہ ہو۔ اگر تم کو زخم لگا ہے تو یقیناً

فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا

ان لوگوں کو بھی اسی طرح کا زخم لگ چکا ہے۔ اور یہ تو اتفاقات زمانہ ہیں، جو ہم آدمیوں کے

بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

درمیان پھیرتے رہتے ہیں۔ اور تاکہ خدا ان لوگوں کو ظاہر کردے جو ایمان لاچکے ہیں، اور تم میں سے بعض کو

شُهَدَآءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ۙ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ

گواہ بنالے۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵)

پھر وہ لونڈی بولی والعافین عن الناس ؓ آپ نے فرمایا: میں نے تمھیں معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی تجھے معاف کرے۔ پھر لونڈی نے عرض کی: واللہ یحب المحسنین۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: چلی جا کیونکہ تم خدا کی خوشنودی کے لئے میری طرف سے آزاد ہو۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤١﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا
الگ کر دے جو ایمان لا چکے اور کافروں کو مٹا دے ۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ تم جنت میں
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ظاہر ہی نہیں کیا ۵۱ جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ۔ اور
الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ
نہ انکو جو (جہاد پر) ثابت قدم رہے ۔ اور یقیناً تم موت کی خواہش کیا کرتے تھے پیشتر اس کے ۵۲ کہ تم اس سے
ع ١٤ ۵
اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿١٤٣﴾ وَمَا
ملاقات کرو ۔ پس یقیناً تم نے اسے اپنی نظر سے دیکھ ہی لیا ہے ۔ اور نہیں ہیں
مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
محمد مگر ایک رسول ۔ یقیناً اس سے پہلے بہت رسول گذر چکے
اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ
پھر کیا اگر وہ مر جائے یا قتل کیا جائے ۵۳ تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے ؟ اور جو شخص
يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي
اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا ، وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا ۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ
اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ
شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا ۔ اور کسی متنفس کا اختیار نہیں کہ وہ بغیر خدا کے حکم کے جو مقرر شدہ
اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا
میعاد لکھی ہوئی ہو خود بخود مر جائے ۔ اور جو شخص دنیا کا ثواب چاہے گا ہم اُسے دنیا ہی میں دے دیں گے ۵۴
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِي
اور جو شخص آخرت کا بدلہ چاہے گا اُسے وہیں دے دیں گے ۔ اور عنقریب ہم شکر کرنیوالوں
الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ
کو جزائے خیر دیں گے ۵۵ اور ایسے نبی بہت ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے خدا والوں نے جہاد کیا ۔
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا
پھر وہ ان مصیبتوں سے سست نہیں ہوئے جو انھیں خدا کی راہ میں پیش آئیں ، نہ انھوں نے کمزوری دکھائی

۵۱ ولمّا یعلم اللہ :-
تفسیر صافی صفحہ ۹۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ ابھی کل چیزیں عالمِ ذر میں ہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے بنانے سے پہلے ان سب کے حال سے واقف تھا کہ کون کون جہاد کریں گے اور کون کون نہ کریں گے۔ جیسا کہ اپنی مخلوق کو موت دینے سے پہلے یہ جانتا ہے کہ میں ان کو موت دوں گا۔ حالانکہ زندگی کی حالت میں اُنھیں موت نہیں دکھلاتا۔

۵۲ تمنون الموت :-
تفسیر صافی صفحہ ۹۴ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت درج ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو شہدائے بدر کے درجوں سے آگاہ کیا، تو انھوں نے بھی اس کی خواہش کی اور کہا: کہ اے ہمارے پروردگار، کوئی جنگ ہمارے بھی درپیش ہو، جس میں ہم شہید ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جنگ اُحد دکھایا جس میں وہ ثابت قدم نہ رہے، سوائے ان میں سے معدودے چند کے۔ اسی لئے خدا فرماتا ہے: ولقد کنتم تمنون الموت۔

۵۳ مات او قتل :-
تفسیر صافی صفحہ ۹۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک مقتول کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مر گیا؟ آپ نے فرمایا نہیں! کیونکہ موت موت ہے اور قتل قتل۔ کہا گیا کہ جو شخص قتل ہوا، وہ ضرور مرا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قول تیرے قول سے زیادہ سچا ہے۔ اُس نے قرآن مجید میں ان دونوں چیزوں کے درمیان فرق رکھا ہے جیسا کہ کہتا ہے افائن مات او قتل (اگر وہ مر جائے یا قتل کیا جائے)، اور دوسری جگہ فرماتا ہے: لئن متم او قتلتم لاالی اللہ تحشرون۔ (اگر تم مرو یا قتل ہو، خدا کے حضور میں ضرور محشور ہو گے)۔ اور ایسا نہیں ہے جیسا تو نے کہا۔ موت اور چیز ہے اور قتل اور چیز۔ کہا گیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کل نفس ذائقۃ الموت۔ حضرت نے فرمایا کہ جو قتل کیا گیا اس نے موت کا مزہ نہیں چکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ضرور ہوا کہ وہ دنیا میں رجعت کرے تا اینکہ موت کا مزہ چکھے۔

۵۴ ثواب الدنیا :-
تفسیر صافی صفحہ ۹۵ پر ہے کہ یہ اُن لوگوں پر تعریض اور طعن ہے جو اُحد کے دن مالِ غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ انھوں نے خداوند تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی۔

۵۵ وسنجزی الشکرین :- تفسیر صافی صفحہ ۹۵ پر ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو جنگِ اُحد میں مشغول رہے اور خدا کی نعمتوں کے شکرگزار ہوئے۔ انھیں جہاد کی شمولیت سے کوئی چیز نہ ہٹا سکی ——— اور اسی تفسیر میں تفسیر مجمع البیان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگِ اُحد میں حضرت علی علیہ السلام کو ساٹھ زخم آئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمِّ سلیم اور اُمِّ عطیہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں اُن کا معائنہ کریں۔ ان دونوں نے عرض کی کہ ہم ان کے ایک جگہ کے علاج سے فارغ نہیں ہوتیں کہ وہ دوسری جگہ سے پھٹ جاتا ہے۔ اور ہمیں ان کے بارے میں خوف لاحق ہوتا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے۔ اور مومن لوگ عیادت کے لئے آ جا رہے تھے۔ حضرت نے دیکھا کہ وہ سب ایک بڑا زخم بن گیا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس زخم پر پھیرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے کہ جس نے خدا کے کام میں یہ مصیبت اٹھائی۔ وہی آزمائش میں بہتر و برتر نکلا۔ پس جہاں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پھیرتے تھے وہیں سے زخم بھرتا آتا تھا۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے کہا: الحمد للہ کہ نہ میں جہاد سے بھاگا اور نہ میں نے پشت دکھائی۔ (باقی آگے دیکھئے)

وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ

اور نہ وُہ (دشمن کے سامنے) دب گئے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان کا قول اس

قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ

کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ اے ہمارے پالنے والے! ہمارے گناہ اور ہمارے کام میں ہماری زیادتی

اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

کو بخش دے۔ اور ہمارے قدم جمائے رکھ۔ اور تو ہمیں کافروں کی قوم کے خلاف مدد دے۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو دُنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بدلہ اچھا دیا۔ اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا

تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا

جو کافر ہوگئے (تو) وُہ تمھیں تمھاری ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے۔ پس تم نقصان اٹھانے والے

خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

ہو کر پلٹ جاؤ گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمھارا سرپرست ہے۔ اور وہی سب سے اچھا مددگار ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا

عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے، بوجہ اس کے کہ انھوں نے اللہ سے شرک کیا ہے

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ

جس کی بابت اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اور اُن کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے۔ اور ظلم کرنیوالوں

مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ

کی جائے بازگشت بُری ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا جبکہ تم ۵۱

تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ

انھیں اللہ کے حکم سے قتل کرنے لگے ۵۲ تا اینکہ جب تم نے نامردی کی اور (امور جہ کے معاملہ میں) آپس میں جھگڑا کیا

وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ

۵۳ اور بعد اس کے کہ اُس نے تمھیں وہ چیز دکھلادی جس سے تم محبت رکھتے تھے تم نے نافرمانی کی۔ کچھ تو تم میں وُہ ہیں جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام میں دو موقعوں پر حضرت علی علیہ السلام کی ثابت قدمی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا: سیجزی اللہ الشاکرین۔ اور دوسری جگہ فرمایا:۔ سنجزی اللہ الشاکرین۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:۔

۵۱ وعدہ:۔

تفسیر صافی ص۹۶ پر ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم سے جو وعدہ نصرت بشرط تقویٰ و صبر کیا گیا تھا اسے پورا کیا۔ حتیٰ کہ تمھارے تیراندازوں نے حکم کی مخالفت کی کہ جب مشرکین سامنے آئے۔ تیراندازوں نے انھیں چھیدنا شروع کیا۔ دوسروں نے انھیں تلواروں سے مارنا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا۔

ع ۵ ۱۵ ۶

۵۲ تحسونھم باذنہ:۔

یہ تَحُسُّوْنَ حسّ سے ہے جس کے معنے قتل کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھم ضمیر جمع مذکر غائب۔ اور تفسیر صافی ص۹۶ پر ہے کہ اس لفظ کی اصل احساس ہے۔ اور جب من احسّہ بولا جاتا ہے۔ تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی حس باطل کردی گئی یعنی قتل کردیا گیا۔

۵۳ تنازعتم:۔

تفسیر صافی ص۹۶ پر ہے کہ اس سے تیراندازوں کا باہمی اختلاف مراد ہے کہ جب انھوں نے مشرکین کو بھاگتے دیکھا تو بعض نے یہ کہا کہ ہمارے یہاں ٹھہرنے کا کیا مطلب۔ اور دوسروں نے کہا کہ ہم تو رسولؐ کی مخالفت ہرگز نہ کریں گے۔ پس ان کا امیر تھوڑی سی نفری کے ساتھ اپنے مقام پر قائم رہا۔ اور باقی نفری لوٹ کے پیچھے پلٹ گئی۔

يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ
دنیا کے طلب گار ہیں ف۱ اور تم میں سے کچھ آخرت کی خواہش رکھتے ہیں ف۲ پھر تمھیں اللہ تعالیٰ نے
عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى
ان کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تمھارا امتحان لے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے درگذر کی اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر
الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥٢﴾ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَ
(بہت) فضل کرنیوالا ہے۔ (یاد کرو وہ وقت) جبکہ تم (پہاڑ پر) چڑھے جاتے تھے اور کسی کو پلٹ کر (بھی) نہ دیکھتے
الرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا
تھے۔ اور رسول تم کو پیچھے سے بلا رہے تھے۔ پھر خدا نے تمھیں رنج پر رنج پہنچایا ف۳ تاکہ جو چیز
تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا
تمھارے پاس سے جاتی رہی اور جو مصیبت تم پر پڑی اس پر غم نہ کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ
تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا
اس سے باخبر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رنج کے بعد تم پر امن نازل کیا کہ تم میں سے ایک گروہ پر نیند
يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ
غالب آگئی۔ اور ایک اور گروہ تھا کہ یقیناً انھیں ان کی جانوں ہی کا فکر پڑا
يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا
ہوا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق جاہلیت کی بدگمانی کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ کیا ہمارے لئے اس
مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي
امر میں کچھ بھی اختیار ہے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو یقیناً کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ وہ اپنے دلوں
أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ
میں وہ چیزیں چھپاتے ہیں جنھیں وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں اس کام میں کچھ بھی اختیار
شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ
ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے ف۴ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو بھی جن کیلئے
كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا
قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ اپنے مقتل میں ضرور نکل کر آتے ف۵۔ اور (وہ اسلئے تھا) تاکہ جو کچھ تمھارے سینوں میں ہے

ف۱ یرید الدنیا:-
تفسیر صافی ص۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے عبداللہ بن جبیر کے وہ ساتھی مراد ہیں جو مالِ غنیمت کے پیچھے دوڑ پڑے تھے ۔

ف۲ یرید الاخرۃ:-
تفسیر صافی ص۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے عبداللہ بن جبیر اور ان کے وہ ساتھی مراد ہیں جو حکم رسولؐ پر قائم رہے یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے ۔

ف۳ غمًّا بغمّ:-
تفسیر صافی ص۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پہلا غم تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اور ان میں سے بعض قتل ہو گئے۔ اور دوسرا غم یہ تھا کہ خالد بن ولید نے ہزار سواروں سے ان کو پیچھے سے گھیر لیا ۔

ف۴ ما قتلنا:-
یعنی اگر ہم مدینہ کے اندر ہی رہتے اور باہر نکلتے جیسا کہ ابی بن کعب نے رائے دی تھی۔ پس ہم نہ تو مغلوب ہوتے نہ قتل ہوتے۔ وہ لوگ جو ہم میں سے قتل ہو گئے۔ (تفسیر صافی ص۹۶) ۔

ف۵ مضاجعھم:-
اس سے مراد قتل ہونے کی جگہیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس خیال میں ہیں کہ اگر ہم مدینہ سے نہ نکلتے تو قتل نہ ہوتے۔ انھیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی موت مقدر کر دی تھی تو ان کا مدینہ میں رہنا کچھ فائدہ نہ دیتا اور نہ قتل ہونے سے بچا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قضاء کو رد کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اس کے حکم کو ٹال سکتا ہے۔ (تفسیر صافی ص۹۶)

فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

(لوگوں کو دکھانے کیلئے) ۱ہ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارا امتحان لے لے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے اور اللہ تعالیٰ

الصُّدُورِ ﴿١٥٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ

خوب جانتا ہے جو کچھ سینوں میں ہے ۔ بیشک وُہ لوگ جو (اس دن) (تم میں سے) پیٹھ پھیر گئے تھے جس دن دو گروہوں کا مقابلہ ہوا تھا

إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا

ماسوا اسکے نہیں ہو کہ انکے بعض افعال کی وجہ سے شیطان نے اُنکے قدم ڈگمگا دیئے تھے ۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ان

اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

سے درگذر کر دیا ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) بُردبار ہے ۲ہ ۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو ۔ تم ان

لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا

لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اپنے بھائیوں کی نسبت ، جبکہ وُہ سفر میں گئے

فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا

یا مجاہد بن گئے یہ کہنے لگے کہ اگر وُہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے ۔

قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي

(یہ اس لئے ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس (خیال) کو ان کے دلوں میں حسرت قرار دے ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی زندہ

وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٥٦﴾ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي

رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے ۳ہ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے ۔ اور اگر تم راہ خدا میں قتل

سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا

کئے گئے ۴ہ یا (ایسے ہی) مرگئے تو (تمہارے لئے) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش اس چیز سے بہتر ہے جو یہ

يَجْمَعُونَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿١٥٨﴾

لوگ جمع کرتے ہیں ۔ اور اگر تم (ایسے ہی) مرگئے یا قتل کئے گئے تو ضرور تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں اٹھائے جاؤ گے ۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ

پھر (اے رسول) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے تم نے ان سے نرمی برتی اور اگر تم درشت مزاج اور سخت دل

الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

ہوتے تو یہ لوگ ضرور تیرے اردگرد سے بھاگ جاتے ۔ پس تم ان سے درگذر کرو اور ان کے لئے مغفرت چاہو ۔

ع ۷

۱ہ صدورکم :-
مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کا امتحان لے لے ۔ اور ان کے بھیدوں کو ظاہر کر دے ۔ اور جو کچھ اخلاص اور نفاق ان میں ہے ، اسے کھول دے ۔ (تفسیر صافی ص۹۶) ۔

۲ہ غفور حلیم :-
اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا ہے ۔ اور حلیم یوں ہے کہ گناہگار کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا تاکہ وُہ توبہ کرلے ۔ (تفسیر صافی ص۹۶)

۳ہ یحیی ویمیت :-
یہ ان کے قول کی رد میں ہے جو وُہ یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس گھر میں رہتے تو نہ مرتے ۔ گویا گھر میں موت نہیں ، سفر میں موت ہے ۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو مسافر کو زندہ رہنے دے اور مقیم پر موت وارد کر دے ۔ اور اُس پر بھی جو گھر میں بیٹھ رہے ۔ (تفسیر صافی ص۹۶) ۔

۴ہ فی سبیل اللہ :-
تفسیر صافی ص۹۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی ، اور معانی الاخبار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں سبیل اللہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور آئمہ اولادِ علیؑ ہیں ۔ جو شخص اُن کی ولایت کے عقیدہ پر قتل ہو جائے ۔ وُہ مقتول فی سبیل اللہ ہے ۔ اور جو آپ کی ولایت کے عقیدہ پر مرجائے وُہ بھی فی سبیل اللہ مرا ہے ۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ
اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کرو ھ۱ پھر جب تم (کسی بات کا) پکا ارادہ کرو تو اللہ پر بھروسہ رکھو۔ یقیناً اللہ
اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ
تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو پھر کوئی بھی تم پر غلبہ نہیں پا سکتا۔
وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى
اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے گا۔ اور مومنوں
اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ
کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے ھ۲۔
وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ
اور جو خیانت کرے وہ قیامت کے دن اس چیز کو لائے گا جو اس نے خیانت کی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو جو کچھ اس
نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۶۱﴾ أَفَمَنِ اتَّبَعَ
نے کمایا ہوگا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی
رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَ
خوشنودی پر چلا اس جیسا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کا غضب کمایا ہو اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو۔ اور وہ
بِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ
بہت ہی بری بازگشت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کئی درجوں کے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ
بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ
بہت دیکھنے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جبکہ اس نے ان میں انہی میں سے
فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
ایک رسول مبعوث کیا جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ اور انھیں پاک کرتا ہے۔
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي
اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی
ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۱۶۴﴾ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ
میں تھے۔ کیا جب تم پر (ایسی) مصیبت آپڑی جس سے دگنی تم خود پہنچا چکے ہو

النصف

ھ۱ شاورھم :-
تفسیر صافی ۱۱۸ پر ہے کہ شاورھم کا مطلب یہ ہے کہ ان سے لڑائی وغیرہ میں مشورہ کر لیا کرو جس سے ان کے خیالات معلوم ہو جائیں ان کے دل خوش ہو جائیں اور امت میں مشورہ کرنے کی سنت جاری ہو جائے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کوئی تنہائی خود بینی سے زیادہ وحشت ناک نہیں ہے۔ اور باہمی مشورہ سے زیادہ کوئی قوت نہیں ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی تنہا رائے پر قائم رہے گا وہ ہلاک ہوگا۔ اور جو لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ ان کی عقلوں سے حصہ لے گا۔ لوگوں سے مشورہ کر لینے میں واقعی راہبری ہے۔ اور اپنی تنہا رائے پر بھروسہ کر لینے میں پورا خطرہ ہے۔

اور کتاب الخصال میں امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو خدا سے ڈرتے ہوں ❁

ھ۲ ان یغل :-
تفسیر صافی ص۹۷ پر ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کہ نبی مالِ غنیمت میں خیانت کرتا ہے۔ کیونکہ خیانت امر نبوت کے منافی ہے۔ اور یغل غلولؔ مصدر سے ہے جس کے معنی مالِ غنیمت میں سے کسی شے کا خفیہ اڑا لینا ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ بات یہ ہوئی کہ جو مالِ غنیمت بدر کے دن آیا اس میں ایک سرخ رنگ کا قطیفہ (سربند) گم ہو گیا۔ اصحابِ رسولؐ میں سے ایک نے کہا کہ کیا ہوا ہمیں قطیفہ نظر نہیں آرہا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی نے نہیں لیا۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس وقت ایک شخص نے آکر یہ کہا کہ فلاں شخص نے وہ قطیفہ اڑا لیا ہے اور فلاں مقام پر زمین میں دبا دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام کے کھودنے کا حکم دیا اور اس مقام سے وہ قطیفہ نکلا۔

المجالس میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ سب لوگوں کو راضی کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کی زبانیں بند کی جا سکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ الزام نہیں لگایا تھا کہ آپؐ نے مالِ غنیمت میں سے ایک سرخ رنگ کا قطیفہ اپنے لئے اڑا لیا۔ یہاں تک کہ خدا نے وہ سربند ظاہر کیا۔ اور اپنے نبی کو خیانت سے بری کیا اور اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی :- وما کان لنبی ان یغل ..... الخ ❁

مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ

ؔ۵۱ ، تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آئی ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ یہ تمھاری اپنی جانب سے ہے ؔ۵۲ ۔ یقیناً

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى

اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ اور جو کچھ تمھیں اس دن پہنچا جس دن دو گروہوں کا مقابلہ

الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِیَعْلَمَ

ہوا تھا تو وہ خدا کے حکم سے تھا ، اور اسلئے تاکہ اللہ مومنین کو ظاہر کر دے ۔ اور تاکہ اُن لوگوں کو بھی

الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

ظاہر کر دے جو منافق ہوئے ۔ اور ان (منافقوں) کو کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں جنگ کرو ، یا دفاع (ہی)

اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ

کرو ۔ (تو) وہ کہنے لگے (کہ) اگر ہم کو لڑائی کی خبر ہوتی ہم ضرور تمھاری پیروی کرتے ۔ وہ لوگ اس دن

یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ

ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے ۔ وہ اپنے مونھوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو

مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِیْنَ

اُن کے دلوں میں نہیں ہیں ۔ اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے ۔ وہ لوگ جو خود تو

قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا

(گھر میں) بیٹھ رہے اور اپنے بھائیوں سے کہنے لگے کہ اگر وہ ہماری اطاعت کرتے تو قتل نہ ہوتے ۔ (اے رسول) کہہ دو

عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ

کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے ہی موت کو ٹال دو ۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں

الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

قتل کئے گئے اُنھیں تم مُردہ مت سمجھو ؔ۵۳ بلکہ زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کی طرف سے رزق

یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ

دیئے جاتے ہیں ۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اس پر خوش ہیں ؔ۵۴ اور

یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا

جو لوگ (ابھی تک ان) کے پیچھے سے انھیں ملے نہیں ہیں ۔ وہ اُن کے بارے میں خوشخبری پاتے ہیں کہ ان پر کسی قسم کا

ؔ۵۱ مثلیھا :-

تفسیر صافی ص۹۰ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسلمانوں نے بدر کے دن ایک سو چالیس مشرکوں کو نقصان پہنچایا تھا وہ اس طرح کہ ستر کو تو قتل کیا تھا اور ستر کو قید۔ اور احد کے دن ستر مسلمان شہید ہوئے تھے ۔ اس پر ناراض ہو کر کہنے لگے کہ انی ھذا کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم پر تو ایک مصیبت پڑی ہے حالانکہ تم دو سروں پر دو گنی ڈال چکے ہو۔ اور پھر یہ بھی ہماری طرف سے مصیبت نہیں ہے ، یہ بھی تمھاری ہی طرف سے ہے ۔

ؔ۵۲ من عند انفسکم :-

تفسیر صافی ص۹۰ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان قمی سے روایت ہے کہ بدر کے دن جو مشرک قید ہو کر آئے تھے ان کے لئے بھی قتل کر دینے کا حکم تھا ۔ مگر انصار نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ! یہ قیدی ہمیں عنایت فرما دیں اور انھیں قتل نہ کیجئے ۔ ہم ان سے فدیہ لینا چاہتے ہیں ۔ پس جبرئیلؑ نازل ہوئے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو آزاد کرنے کی اور ان سے فدیہ لینے کی اس شرط پر اجازت دیتا ہے کہ سال آئندہ آپ کے اصحاب میں سے اسی قدر شہید ہو جائیں گے جتنوں سے اس سال فدیہ لیا جائے گا ۔ رسول خدا صلعم نے ان کو اس شرط کی اطلاع دی ۔ انھوں نے کہا ، یا رسول اللہ ! ہم راضی ہیں ۔ اس سال تو ان سے فدیہ لے کر قوت پائیں ۔ اور اگلے سال ہم میں سے جو شہید ہونے والے ہیں وہ شہید ہو کر جنت میں پہنچ جائیں ، چنانچہ سب کو آزاد کیا اور سب سے فدیہ لیا ۔ اور اگلے سال جب احد کا واقعہ پیش آیا اور اصحاب رسولؐ میں سے ستر آدمی قتل ہوئے تو کہنے لگے یا رسول اللہ ! خدا نے تو ہم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا ۔ ہم پر یہ مصیبت کیسے آ پڑی ۔ اس وقت خدا نے اس آیت کے ذریعہ جواب دیا کہ یہ مصیبت تمھاری ہی طرف سے ہے یعنی تمھاری قبول کی ہوئی شرط کے مطابق ہے ۔

ؔ۵۳ امواتا :-

تفسیر صافی ص۹۰ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت شہدائے بدر و اُحد کی شان میں نازل ہوئی ۔ اور اُس میں ہر وہ شخص شامل ہے جو راہِ خدا میں قتل ہوا ہو ۔ خواہ جہادِ اصغر ہو جہاں خوشنودی خدا حاصل کرنے کیلئے جان دینی پڑتی ہے یا جہادِ اکبر میں قتل ہوا ہو ، جہاں ریاضت سے ہر خواہش نفسانی کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے ۔

ؔ۵۴ من فضلہ :- تفسیر صافی ص۹۰ پر ہے کہ اس سے شرفِ شہادت کا نصیب ہونا ۔ دوامی زندگی کی کامیابی ، قربِ خداوندی کا حاصل ہونا ، اور نعماتِ جنت سے فائدہ اٹھانا مراد ہے ۔

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۱۷۰ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ

خوف نہیں ہے اور نہ ہی وہ رنجیدہ ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور مہربانی

مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۷۱

کی خوشخبری پاتے ہیں ؎۱ اور اس بات کی بھی کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ

وہ لوگ جنھوں نے زخم لگ جانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مان لیا ؎۲

الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۷۲

اُن میں سے جن لوگوں نے نیکیاں کیں اور پرہیزگاری کی ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ

وہ لوگ جن کو آدمیوں نے کہا کہ یقیناً تمھارے (ساتھ لڑنے کے) لئے لوگ جمع ہوئے ہیں۔

فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ

پس تم ان سے ڈرو۔ پھر اس (بات) نے اُنکے ایمان کو زیادہ کر دیا اور انھوں نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور

الْوَكِيْلُ ۝۱۷۳ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ

وُہ بہت اچھا حمایتی ہے۔ پس وُہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹ کر آئے ہیں۔ انھیں

يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ

کسی تکلیف نے نہ چھوا۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کی۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا

فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝۱۷۴ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا

فضل کرنے والا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ یہ تمھارا شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے۔

تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۷۵ وَلَا يَحْزُنْكَ

پس تم اس سے نہ ڈرو۔ اور مجھ سے (ہی) ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ اور وُہ لوگ جو کفر میں

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ

جلدی کر رہے ہیں تجھے رنجیدہ نہ کریں۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچائیں گے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے۔ اور اُن کیلئے بہت بڑا

وقف لازم

ع ۱۷ / ۱۶ / ۸

معانقہ

؎۱ فضل:-

تفسیر صافی صفحہ ۹۷ پر ہے کہ اس آیہ مجیدہ میں نعمت سے مراد ہے۔ ان کے اعمال کا ثواب اور فضل سے مراد اس پر زیادتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ (پ ۱۱ ع ۲ یونس) یعنی جن لوگوں نے نیکی کی اُن کے واسطے بہتری بھی ہے اور زیادتی بھی۔

؎۲ القرح:-

تفسیر صافی صفحہ ۹۸ پر تفسیر قمی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ احد کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچے تو حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا محمدؐ! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ قریش کا پیچھا کرو اور آپ کے ساتھ سوائے ان لوگوں کے جن کو زخم آئے ہیں دُوسرا کوئی نہ جائے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرا دی کہ اے گروہ مہاجرین و انصار جس شخص کو کوئی زخم لگ چکا ہے وُہ نکلے اور جس کو زخم نہیں لگا وُہ نہ نکلے۔ پس لوگوں نے یہ حکم قبول کیا۔ اور اپنے زخموں کی مرہم پٹی کرنے لگے۔ اور زخموں کی تکلیف کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

یہ آیت ان ہی کی شان میں نازل ہوئی۔ اگر اس حکم کی تعمیل نہ ہوتی تو قریش کے سرداروں کا یہ ارادہ تھا کہ مدینہ والوں پر بیخبر چھاپہ ماریں۔

اور تفسیر برہان میں ابورافع سے منقول ہے کہ جب مشرک روز احد چل دیئے تو وُہ مقام روحا پر پہنچے تو کہنے لگے نہ تو تم کمسن عورتوں ہی کو لائے اور نہ تم نے محمدؐ ہی کو قتل کیا۔ یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کو بنی خزاعہ کے ہمراہ ان مشرکوں کے تعاقب میں بھیج دیا۔ جس مقام سے مشرک کوچ کرتے تھے، جناب امیر علیہ السلام وہیں جا اترتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اُن کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

انہی ابورافع سے ایک حدیث میں یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے زخموں پر لعاب دہن لگایا اور اُن کے حق میں دُعا کی۔ اور اُن کو مشرکوں کے تعاقب میں روانہ کر دیا۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

عَظِيمٌ ﴿١٧٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن
عذاب ہے ۔ بیشک وہ لوگ جنھوں نے ایمان کے بدلے میں کفر خریدا ، وہ ہرگز اللہ تعالیٰ

يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٧﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ
کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ اور نہ گمان کریں وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي
لوگ جو کافر ہوئے کہ ہم جو اُن کو ڈھیل دیتے ہیں وہ اُن کیلئے اچھی ہے ۔ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ ہم انھیں

لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٧٨﴾ مَّا كَانَ اللَّهُ
اسلئے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ گناہ اور بڑھالیں، اور اُن کیلئے ذلّت دینے والا عذاب ہے لے ۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ
کہ وہ مومنین کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر کہ تم ہو ، جب تک کہ ناپاک کو پاک سے

مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ
الگ نہ کر دے ۔ اور نہ اللہ ایسا ہے کہ تمھیں غیب پر مطلع کر دے ، لیکن اللہ تعالیٰ

اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ
(اس کیلئے) اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے ۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لاؤ ۔

وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٩﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ
اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تمھارے لئے بہت بڑا اجر ہوگا ۔ اور جو لوگ اس چیز میں

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا
بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دے رکھی ہے وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ وہ (بخل کرنا)

لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ
ان کیلئے اچھا ہے بلکہ وہ ان کیلئے بُرا ہے ۔ قریب ہے کہ جس چیز کے بارے میں ٢ـہ انھوں نے بخل کیا، وہ

الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا
قیامت کے دن اُنکے گلے میں طوق بنا کر پہنایا جائے اور اللہ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کی میراث ہے ٣ـہ اور جو کچھ تم

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٨٠﴾ لَّقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ
کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے پورا پورا خبردار ہے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قول سن لیا جنھوں نے یہ کہا کہ یقیناً

ع ١٨ ٩

لـہ عذابٌ مهين :-

تفسیر صافی ص۹۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے کافر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کی موت بہتر ہے یا زندگی ؟ آپ نے فرمایا کہ مومن اور کافر دونوں کے لئے موت بہتر ہے ۔ اس لئے کہ مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما عند الله خير للابرار یعنی جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے سب سے اچھا ہے ۔ اور کافر کے بارے میں فرماتا ہے : ولا يحسبن الذين كفروا .... عذاب مهين ؛

٢ـہ سيطوّقون :-

تفسیر صافی ص۹۵ پر کافی کے حوالہ سے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ جس شخص کے ذمہ زکوٰۃ کا مال واجب ہے وہ اس کا جو حصّہ روکے گا خدا تعالیٰ قیامت کے دن اس کا ایک آتشیں سانپ بنا کر اس کی گردن میں بطور طوق کے ڈال دے گا کہ وہ اس کا گوشت کھاتا ہے ۔ یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے سيطوّقون ما بخلوا به يوم القيمة ۔

٣ـہ ميراث السّموات والارض :-

تفسیر صافی ص۹۵ پر ہے کہ جب جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے ۔ تو یہ لوگ کون ہیں جو اُس کے مال میں بخل کرتے ہیں ، اور اُسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں ؛

اللّٰهَ فَقِيرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ

اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں ۱؎۔ ہم عنقریب لکھ لیں گے جو کچھ انھوں نے کہا ۲؎ اور ان

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا بھی ۳؎ اور ہم کہیں گے کہ تم جلانے والے عذاب کا مزہ چکھو۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ

نہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے یہ کہہ دیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے ۴؎ کہ ہم کسی رسول

لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ

پر ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ایسی قربانی لے کر ہمارے پاس نہ آئے جسے آگ کھا جائے ۵؎ (اے رسول ان سے)

جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ

کہہ دو کہ یقیناً تمہارے پاس مجھ سے پہلے بہت سے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے ہیں۔ اور وہ بھی (لائے) جو تم

فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

نے کہا پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو ۶؎ پس اگر انھوں نے تمھیں جھٹلایا

فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ

تو یقیناً تم سے پہلے بہت سے ایسے رسولوں کو جھٹلایا گیا جو کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ اور صحیفے

وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

اور روشن کتاب بھی۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے ۷؎ اور ماسوا اسکے نہیں ہے کہ

اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ

قیامت کے دن تمھارے بدلے پورے پورے دئیے جائیں گے۔ پس جو شخص (جہنم کی) آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں

فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ

داخل کر دیا گیا تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔ اور دنیا کی زندگانی سوائے سامان فریب کے اور کیا ہے۔ ضرور تم اپنے

فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

مالوں اور جانوں کے بارے میں آزمائے جاؤ گے۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے، ان سے

وقف لازم

۱؎ نحن اغنیآء :-
تفسیر صافی ص۹۸ پر ہے کہ جب یہودیوں نے یہ سنا من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسنا (بقرہ ع۳۲) یعنی وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے تو اس وقت انھوں نے یہ بات کہی۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ لوگوں نے خدا کو تو نہیں دیکھا جس سے وہ جان لیتے کہ وہ فقیر ہے۔ لیکن چونکہ انھوں نے اولیاء اللہ کو فقیر دیکھا تو کہہ دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ غنی ہوتا تو اپنے اولیاء کو بھی غنی کر دیتا۔ اس طرح انھوں نے اپنے غنی ہونے کا خدا پر فخر کیا۔

۲؎ سنکتب ما قالوا :-
تفسیر صافی ص۹۹ پر ہے کہ چونکہ ان کا یہ کہنا کہ ہم غنی ہیں اور اللہ تعالیٰ فقیر ہے بہت برا کلمہ ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے اور استہزاء کے مترادف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو لکھتے جائیں گے اور اپنے علم میں محفوظ رکھیں گے۔ انھیں قیامت کے دن اس کی سزا ملے گی۔

۳؎ الانبیاء :-
پیغمبر نبی کی جمع جس کے معنی پیغامبر کے ہیں۔ قرآن مجید میں جن انبیاء کرام کے اسماءِ گرامی بالتصریح بیان کئے گئے ہیں۔ وہ کل پچیس ہیں۔ آدم۔ ادریس۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ اسماعیل۔ اسحاق۔ یعقوب۔ یوسف۔ شعیب۔ موسیٰ۔ ہارون۔ یونس۔ داؤد۔ سلیمان۔ ایوب۔ الیاس۔ الیسع۔ ذکریا۔ عیسیٰ۔ یحییٰ۔ ذوالکفل۔ و بقول اکثر مورخین اور سید المرسلین محمد رسول اللہ۔ البتہ جن انبیاء کا قرآن میں ذکر نہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی تعداد کیا تھی۔
آنحضرت صلعم ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ کو فرمانے لگے: اے ابوذرؓ! چار انبیاء سریانی ہیں۔ آدمؑ۔ شیثؑ۔ نوحؑ اور اخنوخ۔ یہی ادریسؑ ہیں۔ اور انہی نے سب سے پہلے قلم سے لکھا۔ اور چار عرب سے ہیں۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ شعیبؑ اور تمہارے نبی۔ اے ابوذر! بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی موسیٰؑ اور آخری عیسیٰؑ ہیں۔ اول نبی آدم ہیں اور آخری تمہارے نبی (لغات القرآن نعمانی، جلد ۱ ص ۲۶۷)۔

المترجم :- نبی کے یہ معنی (پیغامبر) شیعوں کو مسلم نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک نبی نبوۃ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی صاحب درجات رفیعہ ہیں۔ کاظمی۔

۴؎ عہد الینا :-
تفسیر صافی ص۹۹ پر ہے کہ اس عہد سے مراد وہ حکم اور وصیت ہے جو انھیں توراۃ میں دی گئی تھی۔

۵؎ تاکلہ النار :- یہودی یہ کہتے تھے کہ ہماری توریت میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے اور وصیت کی گئی ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک کہ ہمیں وہ یہ خاص معجزہ نہ دکھلائے جو انبیاء بنی اسرائیل دکھایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص کوئی قربانی دیتا تھا۔ وہ از قسم ذبیحہ ہو یا کچھ اور۔ نبی دعا کرتا تھا۔ اور اگر وہ قربانی قبول ہونا ہوتی تو آسمان سے آگ اتر کر اُسے جلا ڈالتی۔ یہ سب اُن کی جھوٹ اور باطل باتیں ہیں۔ (تفسیر صافی ص۹۹)۔

۶؎ ان کنتم صٰدقین :- تفسیر صافی ص۹۹ پر ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے دعویٰ کی تکذیب کرتا ہے اور ان کو الزام بھی دیتا ہے کہ ان سے پہلے جو رسول مثل زکریاؑ اور یحییٰؑ کے تصدیق کرنے والے معجزے لے کر آئے تھے۔ تم نے اُن کو کیوں رنج پہنچایا اور کیوں قتل کیا کیونکہ اگر موجب تصدیق معجزوں کا ہی دکھلانا ہے اور اسی وجہ سے تم ایمان سے باز رہتے ہو تو جب وہ

— اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ... (باقی صفحہ ۹۶ پر)

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَ

اور جو لوگ مشرک ہو گئے ان سے ضرور بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے ۔ اور

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ وَاِذْ

اگر تم صبر کرو گے اور پرہیزگار رہو گے، تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے ۔ اور (وہ

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ

وقت یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی تھی اس بات کا پختہ عہد لیا تھا کہ ضرور تم اسکو لوگوں

وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ

سے کھول کر بیان کرنا اور اسے نہ چھپانا ۔ پھر انھوں نے اسے (عہد خدا کو) پس پشت ڈال دیا ۔ اور اسے تھوڑی

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

قیمت پر بیچ لیا ۔ پس کیا بُرا سودا ہے جو یہ خریدتے ہیں ۔ جو لوگ اس پر خوش ہیں جو کچھ

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

انھوں نے کیا ، اور چاہتے ہیں کہ ان کی اس کام پر بھی تعریف کی جائے جو انھوں نے نہیں کیا ۔

فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ

ان کی نسبت یہ گمان نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچیں گے ۔ اور اُن کیلئے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

عذاب ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے سب آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ

پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ

کے اختلاف میں صاحبان عقل کے لئے البتہ نشانیاں ہیں ۔ جو اٹھتے اور بیٹھتے اور

اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ

کروٹوں پر (لیٹے) اللہ کو یاد کرتے ہیں ف۱ اور آسمانوں ف۲ اور زمین کی پیدائش

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ

میں غور کرتے ہیں (تو کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پالنے والے تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا ۔ تیری ذات پاک ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۵

اس بات کے کہنے والوں اور قاتلین کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ تھا ۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کا الزام اس لئے دیا کہ وہ قاتلوں کے اس فعل پر راضی تھے ۔ اور تفسیر عیاشی میں بھی اسی قسم کی کئی روایتیں ہیں ؛

ف۵ ذائقۃ الموت :-

تفسیر صافی صفحہ ۹۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس زمین کے باشندے مر جائیں گے پھر آسمان والے مر جائیں گے ۔ یہاں تک کہ کوئی نہ رہے گا سوائے ملک الموت ، حاملانِ عرش ، جبرئیل و میکائیل کے ۔ پھر ملک الموت پروردگارِ عالم کے حضور میں آئے گا ۔ اور اس سے باوجود جاننے کے کہا جائے گا کہ کون باقی ہے تو ملک الموت عرض کرے گا کہ اے میرے پالنے والے ! سوائے ملک الموت ، حاملانِ عرش ، جبرئیل اور میکائیل کے کوئی باقی نہیں رہا ۔ پھر حکم ہوگا کہ جبرئیل اور میکائیل سے کہو کہ دونوں مر جائیں ۔ تو فرشتے عرض کریں گے کہ پروردگار ! یہ دونوں تیرے رسول اور امین ہیں ۔ حکم ہوگا کہ یہ امر میں طے کر چکا ہوں کہ جس نفس میں رُوح ہے وہ موت کو ضرور چکھے گا ۔ پھر ملک الموت سے باوجود علم کے سوال ہوگا کہ اب کون باقی ہے ۔ عرض کرے گا کہ ملک الموت اور حاملانِ عرش کے سوا کوئی باقی نہیں رہا ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو حاملانِ عرش سے کہو کہ وہ مر جائیں ۔ اب ملک الموت حزین و غمگین ہو کر درگاہِ رب العزت میں آئے گا اور کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا ۔ پھر باوجود علم کے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اب کون باقی رہا ۔ جواب ہوگا کہ پروردگار ! اب صرف ملک الموت باقی ہے ۔ حکم ہوگا کہ اے ملک الموت تم بھی مر جاؤ ۔ چنانچہ وہ بھی مر جائے گا ۔ اس وقت زمین اور آسمان قبضۂ خدا میں ہوں گے ۔ خدا تعالیٰ اس وقت فرمائے گا ۔ اب کہاں گئے وہ جو میرا شریک ٹھہراتے تھے اور میرے سوا اوروں کو خدا بناتے تھے ؛؛

ع ۹ ‏ ۱۹ ‏ ۱۰

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ وعلیٰ جنوبھم :-

تفسیر صافی صفحہ ۹۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ تندرست آدمی قیام اور قعود کی حالت میں نماز پڑھتا ہے اور بیمار فقط بیٹھے بیٹھے ۔ اور جو بہت ہی ضعیف ہو وہ کروٹ کے بل لیٹے لیٹے ۔ اور اَمالی و تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب تک مومن کھڑے کھڑے ، بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے یادِ خدا میں رہتا ہے ۔ وہ نماز ہی کی حالت میں سمجھا جائے گا ۔ پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی الذین یذکرون اللہ قیامًا وقعودًا وعلی جنوبھم ؛ ف۲ ویتفکرون :- تفسیر صافی صفحہ ۹۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سب سے بڑی عبادت مصنوعاتِ خدا اور قدرتِ خدا میں غور کرنا ہے ۔ اور انہی حضرت نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام یہ فرمایا کرتے تھے کہ غور و فکر سے اپنے دل کو ہوشیار رکھو ۔ رات کو نہ سوؤ اور اپنے رب سے ڈرتے رہو ۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ صرف کثرتِ صوم و صلوٰۃ ہی عبادت نہیں ہے بلکہ امرِ خدا میں غور کرنے کا نام عبادت ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک ساعت (مصنوعاتِ خدا میں) تفکر کرنا ایک شب کی عبادت سے بہتر ہے ۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک سال کی عبادت سے افضل ہے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے ۔ اور یہ اختلاف ، مدتِ تفکر کا اختلاف ، تفکر کرنے والوں کے درجوں میں اختلاف اور جن اشیاء میں اختلاف کیا جائے اُن کی نوعیت میں فرق کی جہت سے ہے ؛

فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (١٩١) رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ

پس ہمیں (جہنم کی) آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پروردگار یقیناً تو جسے آگ میں داخل کرے تو نے درحقیقت

اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (١٩٢) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا

اُسے ذلیل کیا ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے پکارنے

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا

والے کو سُنا جو ایمان کے لئے پکارتا تھا کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ

پس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ اور ہماری بُرائیاں ہم سے دُور کر۔ اور ہمیں نیکوں کی ہمراہی میں

الْاَبْرَارِ ۚ (١٩٣) رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

لے لے۔ اے ہمارے پروردگار اور ہمیں وہ عطا کر جس کا تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا۔ اور

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (١٩٤) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

ہمیں نہ ذلیل کر قیامت کے دن۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ف۱۔ پس ان کے پروردگار نے انکی

رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ

دُعا قبول کرلی (اور فرمایا کہ) یقیناً میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے مرد یا عورت کا عمل ضائع

اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ

نہیں کرتا۔ کہ تم ایک دوسرے میں سے ہو ف۲ پس وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے

دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ

نکالے گئے، اور وہ میری راہ میں تکلیف دیئے گئے ف۳ اور وہ لڑے اور قتل کئے گئے۔ میں ضرور ان کی

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

برائیاں ان سے دُور کردوں گا اور ضرور انھیں داخل کردوں گا جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (١٩٥)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اچھا ہی بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ (١٩٦) مَتَاعٌ قَلِيْلٌ

(اے رسول) وہ لوگ جو کافر ہوگئے انکا شہروں میں آمدورفت کرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے ف۴ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے۔

ف۱ تخلف المیعاد :۔

تفسیر صافی ص۱۰۷ پر ہے کہ اُوپر کی پانچ آیتوں میں لفظ ربّنا کا بار بار آنا زیادہ گریہ وزاری پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ مستقل مطالب ہیں۔ اور ان کی شان بڑی ہے۔ روایت میں وارد ہے کہ جس شخص کو کسی امر نے رنجیدہ اور غمگین کیا ہو اور وہ پانچ مرتبہ ربنا ربنا کہے تو جس چیز سے وہ ڈرتا ہوگا خدا اُس سے اُس کو نجات دے گا۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے ویل ہے جو ان آیتوں کو تو پڑھ لیں مگر اُن کے مطالب پر غور نہ کریں۔

ف۲ بعضکم من بعض :۔

تفسیر صافی ص۱۰۷ پر ہے کہ یہ اس لئے ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے ہے یا اس لئے کہ دونوں یعنی مرد اور عورت کی اصل ایک ہی ہے یا دین میں باہمی فرط اتصال اور اتحاد و اتفاق اور طاعت کی وجہ ہو۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جناب امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت خدا نے ہجرت میں مردوں کا ذکر تو کیا ہے اور عورتوں کو چھوڑ دیا؟ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ف۳ اوذوا فی سبیلی :۔

تفسیر صافی ص۱۰۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے: کہ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور اوذوا فی سبیلی سے مراد حضرت عمار بن یاسرؓ مراد ہیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کلمۂ حق کہنے پر مدینہ سے نکالے گئے۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو حق بات کہنے پر سخت مار ماری گئی۔

ف۴ یغرنک :۔

تفسیر صافی ص۱۰۷ پر ہے کہ اس لفظ کا ظاہری مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لیکن مراد امت کے لوگ ہیں۔ روایت میں آیا ہے کہ بعض مسلمان مشرکوں کو فراخ دستی اور عیش کی حالت میں دیکھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ دشمنانِ خدا تو یوں عیش کیا کریں اور ہم بندگانِ خدا بھوکے مریں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا

پھر اُن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وُہ بُری قرار گاہ ہے۔ لیکن وُہ لوگ جو اپنے رب سے

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

ڈرتے ہیں اُن کیلئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ وَإِنَّ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیکوں کیلئے بہتر ہے۔ اور یقیناً

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ

اہل کتاب میں سے (کچھ لوگ ایسے) ہیں جو خدا پر اور اس پر جو تمھاری طرف نازل کیا گیا،

وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

اور جو اُن کی طرف نازل کیا گیا، ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وُہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت کے

ثَمَنًا قَلِيلًا ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

بدلہ میں نہیں بیچتے۔ یہی وُہ لوگ ہیں جن کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ

سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا

بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو صبر کرو، اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ۔

وَرَابِطُوا ۞ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۲۰۰﴾

اور مستعد رہو لے اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

آیاتہا ۱۷۶ — سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ — ۲۴ رکوعاتہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ

اے لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا

وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا

کیا اور اسی (کی جنس) سے اسکا جوڑا پیدا کیا ۲ھ اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور

النصف الثلثة — ع ۱۱ — ۲۰ — ۱۱

لہ رابطوا:-

تفسیر صافی صنا پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصبروا کا مطلب ہے اصبروا علی المصائب کہ مصیبتوں پر صبر کرو۔ اور صابروا سے وصابروا علی الفرائض مراد ہے۔ کہ واجبات کی ادائیگی پر ایک دوسرے کو ہمت دلاؤ۔ اور رابطوا سے ورابطوا علی الائمۃ کہ اماموں کا ساتھ نہ چھوڑو۔

اور تفسیر قمی میں بھی حضرت امام جعفر صادق سے اسی طرح مروی ہے۔

اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ اصبروا سے گناہوں سے بچنا اور صابروا سے واجبات کی ادائیگی مراد ہے۔ اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ اصبروا علی دینکم وصابروا عدوکم ممن یخالفکم ورابطوا امامکم۔ یعنی صبر کرو اپنے دین پر اور ثابت قدمی دکھلاؤ۔ اپنے دشمن کے مقابلہ میں جو تمھاری مخالفت کرتا ہے، اور اپنے اماموں کا ساتھ دو۔

اور تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدین سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ اور رباط یا متعلق رہنے کا حکم ہمیں نہیں دیا گیا بلکہ لوگوں کو دیا گیا ہے اور ہماری نسل سے تو وہ ہوگا جس سے سب تعلق رکھیں، اور لوگوں کی نسل سے وُہ ہوں گے جن کو تعلق رکھنا چاہئے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ رابطوا کے یہ معنی ہیں کہ نمازوں سے رابطہ رکھو۔ یعنی ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرو۔ اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مرابطہ کے یہ معنی کہ اطاعت آئمہ پر کمر بستہ رہو، نہیں ہو سکتے تھے۔

۲ھ خلق منھا زوجھا:-

تفسیر صافی صلنا پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ اور علل الشرائع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے آپ سے حضرت حوا کی پیدائش کے بارے میں دریافت کیا اور یہ کہا کہ ہمارے قرب وجوار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم کی انتہائی دائیں پسلی سے پیدا کیا۔ امام نے یہ سُن کر فرمایا کہ خدا کی شان ان باتوں سے بہت بلند اور اس کی ذات ان سب ہزلیات سے بری ہے۔ جو اس بات کا قائل ہے وہ گویا اس کا بھی قائل ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم کی پسلی کے سوا کسی اور طرح پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی۔ اور وُہ طعن و تشنیع کرنے والوں کو گفتگو کا موقع دیتا ہے کہ وُہ کہیں کہ آدم کے ایک جزو کا دوسرے جزو کے ساتھ نکاح ہُوا تھا، اسلئے کہ زوجہ پسلی سے تھی۔ کیا ان لوگوں کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے ہیں، خدا ان سے سمجھے، پھر یوں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم دیا اور وُہ سجدہ بھی کر چکے تو آدم پر نیند غالب کر دی گئی۔ پھر حضرت حوا کو اپنی قدرت سے اسی شان سے حضرت آدم کے واسطے پیدا کیا اور ان کو حضرت آدم کی دونوں ٹانگوں کے درمیان جگہ دی۔ مصلحت اس میں یہ تھی کہ عورت ہمیشہ مرد کی تابع رہے۔ بلفظہٖ ختم ہو۔

* یہ قول امام علیہ السلام اسی آیت سے مستنبط ہے۔ ارشاد ہے خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ آدم کی خلقت نفسِ واحدہ سے ہوئی ہے۔ آگے ارشاد ہے وخلق منھا زوجھا۔ منھا میں ھا کی ضمیر مؤنث ہے، جو نفس کی طرف پھرتی ہے۔ جس سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جس نفس سے حضرت آدم کی خلقت ہوئی اسی نفس سے حضرت حوا کی بھی خلقت ہوئی۔ پھر اعتراض کیا رہا؟ معلوم نہیں لوگوں کو کیا ہوگیا کہ وہ انبیاء کرام پر ایسی ایسی لغویات منطبق کرتے وقت خدا سے نہیں ڈرتے۔ اور تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ استغفر اللہ *

وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ

عورتیں پھیلا دیں۔ اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جسکے واسطہ سے تم آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ

بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔ اور یتیموں کو اُن کے مال دے دو۔

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى

اور ناپاک کو پاکیزہ سے نہ بدلو۔ اور اُن کے مال اپنے مالوں میں ملا کر مت

اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

کھاؤ۔ یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تمھیں یہ خوف ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے

فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ

بارے میں انصاف نہ کر سکوگے، تو عورتوں میں سے جو تمھیں خوش لگیں دو دو اور تین تین اور

وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ

چار چار سے نکاح کر لو۔ پھر اگر تمھیں یہ خوف ہو کہ تم (انکے درمیان) عدل نہ کر سکوگے تو (منکوحہ) ایک ہی ہو یا

اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾ ؕ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ

دلونڈیاں، جو تمھاری ملکیت ہوں۔ یہ بات ناانصافی سے بچنے کیلئے زیادہ قریب ہے۔ اور عورتوں کو انکے مہر بطور عطیہ

نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا

دے دو[لہ]۔ پھر اگر وہ اسمیں سے کچھ تمھیں خوشی سے دے دیں تو اُسے خوشگوار ہضم ہونے والا سمجھ کر

مَّرِيْٓـًٔا ﴿۴﴾ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

کھالو[۲ہ]۔ اور بے وقوفوں کو اپنے مال جنھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے (زندگی کے) قیام (کا سبب)

قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا

قرار دیا ہے نہ دو اور اُس میں سے انھیں کھلاؤ اور انھیں پہناؤ، اور اُن سے اچھی اچھی باتیں

مَّعْرُوْفًا ﴿۵﴾ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ

کرو۔ اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچیں۔ پھر اگر تم

اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ

اُن میں کافی سمجھ دیکھو، تو اُن کے مال اُن کے سپرد کر دو۔ اور ان (اموال) کو فضول

لہ نحلۃً :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۰۳ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اُس کا مہر ادا کرنے کی نیت نہ رکھتا ہو تو وہ شخص خدا کے نزدیک زانی ہے۔ اور جناب امیرالمومنین ؑ سے مروی ہے کہ شرطوں کا پورا کرنا واجب ہے ورنہ فروج حلال نہیں ہوتیں۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں خطاب اولیاءِ نکاح سے ہے کہ جب وہ نکاح کرتے تھے تو مہر کا روپیہ خود دبا لیتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے روکا۔

۲ہ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۰۳ پر ہے کہ هنیئًا کے معنی ہیں: لذت میں اچھا اور مریئًا کے معنی ہیں خاصیت میں اچھا۔ اور جو انجام میں اچھا ہو۔ ہضم ہو جانے والا ہو۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ لوگ اس بات کو اچھا نہ سمجھتے تھے بلکہ گناہ سمجھتے تھے، کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو جو کچھ دے چکا ہو اور وہ بخوشی اس میں سے کچھ واپس کرنا چاہے تو اسے قبول کرلے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ ایک شخص جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ آپؑ نے فرمایا کیا تیری زوجہ ہے؟ اُس نے عرض کی: ہاں! فرمایا کہ اس کے مال میں سے جو اچھی شے ہو اُس سے مانگ لے۔ پھر اُس سے شہد خرید۔ اس میں مینہ کا پانی ملا اور اُسے پی جا۔ کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں پڑھا ہے وانزلنا من السمآء مآءً مبارکًا کہ ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا ہے۔ اور فرمایا یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفآء للناس یعنی شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں والی چیز نکلتی ہے اُس میں لوگوں کیلئے شفا ہے۔ نیز فرمایا فان طبن لکم عن شیءٍ منه نفسًا فکلوه هنیئًا مریئًا کہ اگر وہ اس میں سے کچھ تمھیں خوشی سے دے دیں تو اُسے خوشگوار اور ہضم ہو جانے والی سمجھ کر کھالو۔ پس جب برکت شفا اور خوشگواری اور ہضم ہونے والی صفات جمع ہو جائیں۔ تو انشاءاللہ شفا ہو۔ اُس شخص نے اسی طرح کیا اور وہ تندرست ہوگیا۔

إِسْرَافًا وَّبِدَارًا أَنْ يَّكْبَرُوْا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا
خرچ کر کے اور جلدی جلدی (اس خیال سے) نہ کھا جاؤ کہ یتیم بڑے ہو جائیں گے (تو حساب لیں گے) اور جو مالدار ہو تو
فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ
اسے چاہئے کہ (یتیم کا مال کھانے سے) بچتا رہے اور جو شخص محتاج ہو اُسے چاہئے کہ وُہ دستور کے مطابق کھائے۔
فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفٰى
پھر جب تم ان کی طرف ان کے مال سپرد کرو تو اُن پر (لوگوں کو) گواہ بنا لو۔ اور اللہ تعالیٰ کافی
بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۶﴾ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ
ہے حساب لینے والا۔ جو کچھ والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اس میں سے مردوں کیلئے کچھ حصّہ ہے۔
الْأَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ
اور جو کچھ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اس میں سے عورتوں کے لئے بھی کچھ
الْأَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾ وَ
حصّہ ہے خواہ یہ تھوڑا ہو یا زیادہ (یہ حصّہ (دینا) واجب ہے۔ اور
إِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ
جب تقسیم (کے وقت) پر قرابت والے اور یتیم اور مسکین حاضر ہو جائیں، تو
فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ وَلْيَخْشَ
اس میں سے کچھ ان کو بھی دے دو۔ اور ان سے اچھی اچھی بات کرو۔ اور ان لوگوں کو
الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ
ڈرنا چاہئے جو اگر اپنے پیچھے کمزور بچّے چھوڑ جاتے تو انھیں ان کے لئے خوف ہوتا۔
فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ
پس انھیں اللہ ہی سے ڈرنا چاہئے، اور وُہ سیدھی بات کیا کریں۔ بے شک وہ لوگ جو
يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ
یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں لہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ وُہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں
نَارًا ۚ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ
اور عنقریب وُہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری ۲ اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔

منزل ۱

ع ۱۰ / ۱۲

لہ اموال الیتٰمٰی :۔
تفسیر صافی ص۱۰۳ پر بحوالہ کافی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یتیم کا مال کھانیوالا اس حالت میں قیامت کے دن آئے گا کہ اس کے پیٹ میں آگ بھڑکتی ہوگی اور اُس کے منہ سے شعلے نکلتے ہونگے لوگ اس کو پہچان لیں گے کہ یہ ہے جس نے یتیم کا مال کھایا ہے۔

اور تفسیر قمی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی اور آسمان پر لے جایا گیا، تو میں نے ایک گروہ کو دیکھا کہ آگ اُن کے پیٹوں میں ڈالی جاتی ہے اور ان کی پشتوں سے نکل جاتی ہے۔ میں نے پوچھا، اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں، جبرئیل نے کہا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں یہ آیت اُتری ان الذین یا کلون اموال الیتٰمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا۔

۲ یوصیکم :۔
اس سورہ میں پہلے یتیموں کے احکام بیان ہوئے ہیں اب وراثت کی تقسیم کے احکام بیان کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے، متوفی کے جس قدر وارث ہو سکتے ہیں سب کے حصّے بتا دیئے ہیں۔ حکم یہ ہے کہ جب کوئی شخص مرد ہو یا عورت، مر جاتے۔ تو سب سے پہلے اس کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ میں سے جو قرض متوفی کے ذمّہ ہو وُہ ادا کیا جائے گا۔ ادائیگی قرض کے بعد اگر اُس نے کوئی وصیت کی ہو تو باقی مال کی ایک تہائی تک اس کی وصیت کے مطابق صرف ہونا چاہئے۔ اس کے بعد جو بچ جائے، وُہ اُس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ وارث دو سبب سے ہو سکتے ہیں:۔ (۱) نسبی (۲) سببی۔ وارثان نسبی کے تین طبقے ہیں:۔
طبقۂ اوّل:۔ ماں۔ باپ۔ اولاد۔
طبقۂ دوم:۔ دادا۔ دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن، اور اُن کی اولادیں۔
طبقۂ سوم:۔ چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور اُن کی اولادیں۔
یہ یاد رہنا چاہئے کہ اگر پہلے طبقہ کے وارث موجود ہوں تو دُوسرے اور تیسرے طبقہ کے لوگ میراث نہیں لیں گے۔ اسی طرح اگر دُوسرے طبقہ والے لوگ موجود ہوں تو تیسرے طبقہ والے محروم رہ جائیں گے۔
شوہر اور زوجہ ہر طبقہ کے ساتھ اپنا حق لے سکتے ہیں۔ اور عینی بھائی کی موجودگی میں پدری بھائی بہن کو کچھ نہ ملے گا۔
یہ سب وارث پھر دو طبقوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں:۔
اوّل صاحبِ فرض:۔ یہ وُہ ہیں جن کا حصّہ وراثت قرآن مجید میں صراحتًا مذکور ہے۔ اور وُہ دس ہیں: ماں، باپ، بیٹے، چند بیٹیاں، بیٹی، چند بہنیں، عینیؑ یا پدری، مادری بہن بھائی، شوہر، زوجہ
دوم: صاحبِ قرابت:۔ یہ وُہ ہیں جنکی وراثت کا حصّہ قرآن مجید میں صراحتًا مذکور نہیں لیکن تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک قاعدہ بتا دیا ہے جس سے اس شخص کا حصّہ معلوم ہو جاتا ہے یہ بھی دس ہیں: دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی اور اُن کی اولاد، خالہ، ماموں اور اُن کی اولاد — ذیل میں وراثت کے حصّوں کی تقسیم بیان کی جاتی ہے:۔ نصف یعنی آدھا ترکہ پانے کے تین شخص مستحق ہیں:۔ اوّل:۔ شوہر، جبکہ زوجہ اپنے بطن سے اولاد یا اولاد کی اولاد نہ چھوڑے۔ دوم:۔ صرف بیٹی۔ سوم:۔ صرف ایک بہن خواہ عینی ہو یا پدری۔ ثلث: یعنی ایک تہائی ترکہ پانے کے دو شخص مستحق ہیں:۔ اوّل:۔ میّت کی ماں جبکہ میّت کی اولاد یا اولاد کی اولاد اور دو یا زیادہ بھائی عینی یا پدری نہ ہوں۔ دوم:۔ دو یا دو سے زیادہ مادری بہن بھائی یا ان کی اولاد۔ ثلثین:۔ یعنی دو تہائی ترکہ پانے والے دو قسم کے لوگ ہیں:۔ اوّل:۔ صرف بیٹیاں جبکہ دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ دوم:۔ صرف بہنیں خواہ عینی ہوں یا پدری۔ رُبع:۔ یعنی چوتھائی مالِ میّت دو قسم کے آدمیوں کو ملے گا

(باقی صفحہ ۱۰۱ پر)

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ

کہ ایک لڑکے کیلئے دو لڑکیوں کے برابر حصّہ ہے۔ پھر اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو اُن کے لئے ترکہ

فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ

کا دو تہائی حصّہ ہے۔ اور اگر وُہ (لڑکی) ایک ہی ہو تو اس کے لئے (ترکہ کا) نصف (حصّہ) ہے

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ

اور اس (متوفی) کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے ترکہ میں چھٹا حصّہ ہے اگر وہ (متوفی) صاحب

كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ

اولاد ہے۔ پھر اگر وُہ (متوفی) صاحبِ اولاد نہیں اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہیں

الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ

تو اُسکی ماں کیلئے تیسرا حصّہ ہے۔ پس اگر اس (متوفی) کے بھائی ہیں تو جو وصیّت متوفی کر گیا اسکی تعمیل اور ادائے قرض

وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ

کے بعد اس (متوفی) کی ماں کیلئے چھٹا حصّہ ہے۔ تمہارے باپ (دادے) ہوں اور تمہارے بیٹے (پوتے)

أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

تم نہیں جانتے کہ ان میں سے فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ نزدیک ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر شدہ ہے

عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اس میں سے تمہارے لئے نصف

إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ

حصّہ ہے۔ بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر ان کی اولاد ہو تو جو وُہ چھوڑ جائیں اس میں سے جو

مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ

وصیّت وہ کر جائیں اسکی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد تمہارے لئے چوتھائی ہے۔ اور ان عورتوں

الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ

کیلئے بھی چوتھائی ہے جو تم چھوڑ جاؤ بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو جو کچھ

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا

تم چھوڑ جاؤ اس میں سے ان کیلئے جو وصیّت وُہ کر جائیں اسکی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد آٹھواں حصّہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اوّل:۔ شوہر جبکہ زوجہ اپنی نسل سے اولاد چھوڑے۔ دوم: زوجہ اپنے شوہر کے متروکہ میں سے جبکہ شوہر اولاد نہ چھوڑے خواہ اسی زوجہ کے بطن سے ہو یا کسی دوسری کے۔

سُدُس:۔ یعنی چھٹا حصّہ۔ یہ تین وارثوں کا حصّہ ہے۔

اوّل:۔ ماں باپ جبکہ میّت نے اولاد یا اولاد کی اولاد چھوڑی ہو۔ دوم:۔ ماں جبکہ میّت دو بھائی یا زیادہ یا ایک بھائی اور دو بہنیں اور چار بہنیں چھوڑے۔ اور میّت کا باپ موجود نہ ہو۔ سوم:۔ ایک مادری بہن یا بھائی۔ ثُمن:۔ یعنی آٹھواں حصّہ۔ یہ زوجہ کا حصّہ ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ۔ جبکہ میّت اولاد یا اولاد کی اولاد چھوڑے۔ خواہ وُہ اولاد موجودہ زوجہ کی نسل اور بطن سے ہو یا کسی اَور زوجہ سے۔

یہ کل چھ حصّے ہیں۔ جو سہام ارث کہلاتے ہیں۔ وراثت میں جس قدر مال کا کوئی مستحق ہوتا ہے اس مال کو سہم کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ضرورت ہو تو فقہ کی کتابیں ملاحظہ کی جائیں ؎

أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ

ہے ۔ اور اگر کوئی مرد یا عورت جس کی میراث تقسیم ہوتی ہو، باپ بیٹا نہیں [1] اس کا

أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوا

ایک (اخیافی) بھائی یا بہن ہو [2] تو ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصہ ہے ۔ پس اگر دو سے زیادہ

أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

ہوں تو بعد تعمیل وصیّت جو کی گئی ہو اور ادائے قرض ایک تہائی میں وُہ سب شریک ہیں ۔

يُوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

(بشرطیکہ وُہ وصیّت) وارثوں کو نقصان پہنچانے والی نہ ہو ۔ یہ اللہ کی طرف سے وصیّت ہے ۔ اور اللہ

عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بردبار ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں ۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ

اللہ تعالیٰ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں ، وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَ

اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔ اور جو خدا اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا ، اور

يَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدًا فِيهَا ۠ وَلَهُ عَذَابٌ

اسکی (مقرر کی ہوئی) حدوں سے بڑھ جائے گا وُہ (اللہ) اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کریگا جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اور اُس

مُّهِينٌ ﴿۱۴﴾ وَالّٰتِي يَأْتِينَ الْفٰحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ

کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب ہے ۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کریں [3] تو تم ان پر اپنوں

فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَإِنْ شَهِدُوا

میں سے چار کی گواہی طلب کرو ۔ پس اگر وُہ گواہی دے دیں ،

فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ

تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو تا اینکہ اُن کو موت پورا پورا لے لے ۔ یا

يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَأْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ ان کیلئے کوئی راہ بنا دے [4] ۔ اور تم میں سے جو دو یہ (بے حیائی) کریں ،

[1] کَلٰلَةً :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۰۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کلالہ سے مُراد وُہ مرد یا عورت ہے، جس کے نہ بیٹا بیٹی باقی رہیں نہ ماں باپ ۔ اور اس کے بھائی بہن وارث ہوں ۔ خواہ وُہ حقیقی ہوں یعنی ایک ہی ماں اور باپ سے یا علاتی ہوں یعنی باپ ایک ہی ہو مگر ماں الگ الگ ۔ یا اخیافی ۔ یعنی ماں ایک ہی ہو مگر باپ مختلف ہوں ۔

[2] اَخٌ و اُختٌ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۰۲ پر ہے کہ ان سے مراد وُہ بھائی یا بہن ہیں ۔ جو اخیافی ہوں ۔ یعنی ان کی ماں ایک ہی ہو لیکن باپ مختلف ہوں ۔

[3] الفاحشة :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۰۲ پر ہے کہ اِسے زنا اس لئے کہا گیا کیونکہ اس کی بدکاری اور بُرائی زیادہ کُھلی ہے ۔

[4] سبیلًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۰۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت والّتی یاتین الفاحشة منسوخ ہے ۔ کسی نے پوچھا کہ کیونکر منسوخ ہے ؟ تو فرمایا کہ پہلے جب کوئی عورت بدکاری کرتی تھی اور چار گواہ اُس کی گواہی دیتے تھے تو وُہ ایک مکان میں بند کر دی جاتی تھی ۔ وُہ نہ تو کسی سے بات کر سکتی تھی اور نہ کوئی اس سے بات کر سکتا تھا ۔ نہ ہی کوئی اُس کے پاس اٹھتا بیٹھتا تھا ۔ اُس کے پاس صرف کھانا اور پانی پہنچا دیا جاتا تھا اور وہ اِسی طرح مر جاتی تھی ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یا تو وُہ مر جائیں ۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راستہ بنا دے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سنگساری اور کوڑے لگانے کی سزا مقرر کر دی کہ صاحب شوہر زوجہ تو سنگسار کی جائے اور بغیر شوہر والی کو کوڑے لگائے جائیں ۔

ع ۲ ۱۳

فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ

تو ان دونوں کو سزا دو۔ پس اگر وہ توبہ کریں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے روگردانی کرو۔ بیشک

اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنیوالا نہایت مہربان ہے۔ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توبہ (قبول کرنے)

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ

کا ذمہ صرف اُنہی لوگوں کیلئے ہے جو نادانی کے سبب بُرائی کرتے ہیں [۱] پھر قریب ہی توبہ کرلیتے ہیں [۲] پھر

يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ

اُنہی کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرلیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں

التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ

کیلئے توبہ نہیں ہے جو بدیاں کرتے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کو موت

الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ

آجائے (تو) وہ کہے کہ میں نے اب توبہ کی اور نہ ان لوگوں کیلئے (توبہ ہے) جو کفر کی حالت میں مرجاتے ہیں۔

كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ان لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو

اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ۔ اور نہ انھیں اس غرض سے

لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ

روکے رکھو کہ جو کچھ تم نے انکو دیا تھا اسکا کچھ حصہ لے لو۔ سوائے (اس حالت کے) کہ وہ کھلی بے حیائی

مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى

کریں۔ اور ان کے ساتھ اچھی طرح معاشرت کرو۔ پھر اگر تم ان کو ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ

اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ

تم کسی چیز کو ناپسند کرو، اور اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے بہت خوبی رکھی ہو۔ اور اگر

اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ

ایک عورت کو دوسری عورت سے تبدیل کرنے کا ارادہ کرلو۔ اور تم نے ان میں سے ایک کو بہت

[۱] بِجَهَالَةٍ :-

تفسیر صافی ص۱۰۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اگرچہ وہ عالم ہو، یعنی جانتا ہو کہ یہ فعل جس کا وہ ارتکاب کر رہا ہے گناہ ہے لیکن پھر بھی وہ اُس وقت جاہل ہوتا ہے اس لئے کہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈالتا ہے

تحقیق اللہ تعالیٰ نے حکایت کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قول هل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیه اذ انتم جٰهلون (پ۱۳، یوسف، ع۱۰) (کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جبکہ تم جاہل تھے) بیان کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُنھیں جہالت سے نسبت اس لئے دی، کہ اُنھوں نے اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے خطرہ میں ڈال دیا تھا۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص توبہ کرکے پھر گناہ کرے اور بار بار توبہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ پھر پوچھا گیا کہ اس طرح کب تک ہوتا رہے گا؟ فرمایا کہ جب تک شیطان سے بہکانے کی قوت سلب نہ ہوجائے۔

[۲] يتوبون من قريب :-

تفسیر صافی ص۱۰۵ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی موت سے ایک سال قبل توبہ کرلے، اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول کرلے گا۔ پھر فرمایا ایک سال زیادہ ہے، اگر کوئی شخص موت سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرلے اللہ تعالیٰ قبول کرلے گا۔ پھر فرمایا ایک مہینہ بھی زیادہ ہے اگر کوئی شخص مرنے سے ایک دن ہی پہلے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول کرلے گا۔ پھر فرمایا ایک دن بھی زیادہ ہے، اگر کوئی شخص مرنے سے ایک گھنٹہ پہلے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ پھر فرمایا ایک گھنٹہ بھی زیادہ ہے اگر کوئی شخص اُس وقت توبہ کرے جبکہ اُس کی جان (آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) اُس کے حلق تک پہنچ جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں بھی یہی مضمون درج ہے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ جو شخص ملک الموت کو دیکھنے سے پہلے بھی توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی بھی توبہ قبول فرمالے گا۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ شیطان جب معتوب ہوا تو اس نے کہا کہ یا اللہ! تیری عزت اور عظمت کی قسم! میں فرزند آدم کو اُس وقت تک نہ چھوڑوں گا جبتک روح اس کے جسم سے مفارقت نہ کرجائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنی عزت اور عظمت کی قسم! میں بھی اپنے بندہ سے اُس وقت تک توبہ کو باز نہ رکھوں گا، جبتک کہ اُس کی سانس اُلٹی نہ چلنے لگے — کافی میں امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ جب سانس یہاں تک پہنچ جائے (اُس وقت انھوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ فرمایا) اُس وقت عالم کیلئے توبہ نہیں ہے، پھر یہی آیت تلاوت فرمائی — کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر ؑ سے یہی حدیث منقول ہے مگر اُس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے، "مگر جاہل کی توبہ اُس وقت بھی قبول ہوجائے گی۔" یہ لکھنے کے بعد صاحب تفسیر صافی یہ لکھتا ہے کہ اُس وقت عالم کی توبہ قبول نہ ہونے کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ موت کی نشانیاں دیکھ کر اُس کو زندگی سے مایوسی ہوجاتی ہے، بخلاف جاہل کے کہ جبتک اس کو غیب کی چیزیں نظر نہ آئیں اُس وقت تک بھی مایوسی نہیں ہوتی۔

قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَأْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا

مال دیا ہو تو اس میں سے کچھ نہ لینا ۔ کیا تم اُسے بہتان لگا کے یا ظاہر بظاہر گناہ

مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَأْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى

کر کے لیتے ہو ۔ اور تم اسے کیونکر لو گے ۔ حالانکہ تم ایک دُوسرے سے خلوت کر چکے ہو ،

بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا

اور وُہ عورتیں تم سے پکا عہد لے چکی ہیں ۔ اور نہ نکاح کرو تم ان عورتوں

مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

سے جنکے ساتھ تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں ، سوائے اس کے جو پہلے ہو چکا ۱؎ بیشک وُہ بے حیائی

فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

اور (اللہ کی) ناراضگی کی بات ، اور بُرا راستہ تھا ۔ تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری

اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ

مائیں ، اور تمہاری بیٹیاں ۲؎ اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور

الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ

بھتیجیاں اور بھانجیاں ، اور تمہاری وُہ مائیں جنھوں نے تمھیں دُودھ پلایا ، اور تمہاری

مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ

دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری لے پالکیں جو تمہاری گودوں میں

حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ

ان بیویوں (کے بطن) سے ہوں جن کے ساتھ تم صحبت کر چکے ہو ۔ پس اگر تم ان کے

تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ وَحَلَآئِلُ

ساتھ صحبت نہ کر چکے ہو ، تو پھر تم پر کوئی حرج نہیں ۔ اور تمہارے اُن

اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ

بیٹوں کی ازواج جو تمہاری صلب سے ہوں (تم پر حرام ہیں) اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم ایک وقت میں دو بہنوں

الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

کو جمع کرو ۔ سوائے اسکے جو پہلے ہو چکا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

جائے ۔ پھر سینہ تک پہنچے ۔ اور آخر میں حلق تک ، تاکہ مرنے والے کو اس بات کی مہلت ملے کہ وُہ اپنا دل خدا کی طرف متوجہ کرے اور وصیت کر سکے ۔ اور فرشتہ کو دیکھنے سے پہلے ہی توبہ کر لے ۔ اور صاحبانِ حقوق سے حقوق بخشوا سکے ۔ اور اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکے ۔ اور دم نکلتے نکلتے اس کی زبان پر ذکرِ خدا ہے کہ اس صورت میں خاتمہ بالخیر ہونے کی امید ہے ۔ خدا تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے سب مومنوں کو ایسی ہی موت نصیب کرے آمین ۔ (تمام ہوا قول صاحبِ تفسیر صافی کا) ؃

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۱؎ الا ما قد سلف :-

تفسیر صافی ص۱۰۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے قبیلوں کا یہ قاعدہ اور دستور تھا کہ جب کسی شخص کا کوئی نزدیکی رشتہ دار مر جاتا ۔ اور اپنی زوجہ چھوڑ جاتا ، تو وُہ شخص اس عورت پر اپنا کپڑا ڈال دیتا ۔ چونکہ اس کے مرنے والے خاوند نے باقاعدہ مہر ادا کر کے اُس سے نکاح کیا ہوتا تھا تو جس طرح یہ رشتہ دار اُس کے اَموال کا وارث ہوتا ایسے ہی متوفی کی زوجہ کا بھی وارث بن جاتا تھا ۔ چنانچہ جب ابوالقیس بن الاشلت مر گیا ، تو اس کے بیٹے محصن نے اپنے باپ کی زوجہ (کبیشہ بنت معمر بن معبد) کے سر پر کپڑا ڈالا اور اُس کا مالک بن گیا مگر نہ تو اُس کے پاس آتا جاتا اور نہ ہی اُسے نان و نفقہ دیتا ۔ پس وُہ جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر آئی ، کہ یا رسول اللہ ! ابوالقیس بن الاشلت مر گیا اور اُس کا بیٹا محصن میرے نکاح کا مالک ہو گیا ۔ لیکن نہ تو وُہ میرے پاس آتا جاتا ہے اور نہ روٹی کپڑا دیتا ہے ۔ نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں اپنے میکے چلی جاؤں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِس وقت تو اپنے گھر چلی جا ، اگر اللہ تعالیٰ نے کچھ حکم دیا تو میں تجھ کو اطلاع دوں گا ۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی :- ولا تنکحوا ما نکح اٰبآؤکم من النسآء الا ما قد سلف ؕ انہ کان فاحشۃ ومقتا ؕ وسآء سبیلا ؕ اس حکم کے بموجب وُہ آزاد ہو کر اپنے میکے چلی گئی ۔ مگر مدینۂ منورہ میں اور بھی بہت سی عورتیں ایسی تھیں جن کے نکاح کے وارث اور لوگ ہو گئے تھے ۔ فرق اتنا ہی تھا کہ نکاح کبیشہ کا وارث اس کے خاوند کا بیٹا تھا ! اسلئے دُوسرا حکم یہ نازل ہوا یا یّھا الذین آمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النسآء کرھا ؕ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی ، جس نے ایک عورت کو صرف اسلئے روک رکھا تھا کہ جب یہ مر جائے تو اُس کے مال کا وارث میں بن جاؤں ، حالانکہ اُس کو اور کوئی ضرورت نہ تھی ؃

۲؎ بناتکم :- تفسیر بیضاوی میں ہے یراد بھا کل الشئ نسبتہا الیک بالولادۃ بدرجۃ اور درجات باناث او ذکور والکلام فی ان اطلاق لفظ البنت علی بنت البنت حقیقۃ او مجازا کما مر فی الامہات (غرائب القرآن جلد ۱ ص ۱۰۸) ترجمہ :- بنات سے مراد ہر صنفِ نازک ہے ، جس کا نسب پیغمبر تک پہنچتا ہے ۔ ایک پشت یا چند پشت کے فاصلہ سے اور دختری ہو یا پسری ۔ جس طرح ماں اور دادی پڑدادی امہات میں داخل ہیں ۔ اسی طرح بیٹی ، نواسی ، پڑنواسی ، پوتی ، پڑپوتی وغیرہ بنات میں داخل ہیں ۔ لہٰذا قل بناتک کہنا خصوصی غلطی ہے ۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ

اور بیاہتا عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) سوائے ان عورتوں کے جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہوجائیں ف١ (انکا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

حرام ہونا) خدا نے تمہارے ذمہ لکھ دیا۔ اور اس کے سوا تمہارے لئے سب حلال کی گئی ہیں کہ تم اپنے مالوں سے

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ

پاکدامنوں کی خواستگاری کرو نہ کہ زنا کاروں کی ف٢ پھر ان میں سے جن سے تم متعہ کرلو ف٣۔

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا

تو ان کے مقرر کئے ہوئے مہر دے دو۔ اور مہر مقرر ہوجانے کے بعد اگر آپس میں تم (کچھ کمی بیشی پر)

تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

راضی ہوجاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے ف٤۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والا بہت

حَكِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ

حکمت والا ہے۔ اور جو شخص تم میں سے اتنا مقدور نہ رکھتا ہو کہ وہ پاکدامن مومنہ عورتوں سے نکاح کرے

الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ

تو وہ ان مومنہ لونڈیوں سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہوں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم ایک دوسرے ہی سے ہو۔ پس ان کے نکاح ان کے

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

مالکوں کی اجازت سے کرو، اور ان کے مہر ان کو اچھے طریقے سے دے دو۔ وہ عفت والی ہوں

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ

نہ کہ زنا کار، اور نہ ہی چھپے یارانے گانٹھنے والیاں ف٥ پس جب وہ نکاح میں آجائیں۔

فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ

پھر اگر وہ کوئی بدکاری کریں، تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا سے نصف ہے۔

مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ

یہ ان کے لئے ہے جو تم میں سے زنا سے ڈرے۔ اور یہ کہ

ف١ اَیمَانُکُمْ :-
اَیمَان، یمین کی جمع ہے۔ یمین کے معنے اصل میں تو دہنے ہاتھ کے ہیں، اور مجازاً قسم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں وہ عورتیں مراد ہیں جو جہاد سے مسلمانوں کے قبضہ میں قیدی بن کر آئیں۔ اور ان کے خاوند کافر ہوں۔ (تفسیر صافی ص١٠٦) ۔

ف٢ باموالکم محصنین غیر مسفحین :-
تفسیر صافی ص١٠٦ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کو ان کے حق مہر یا قیمت ادا کرنے میں خرچ کرو۔ محصنین، احصان سے ہے جس کے معنی عفت ہیں۔ اور مسفحین، سفاح سے جو زنا کے مترادف ہے ۔

ف٣ فما استمتعتم :-
یہ آیت متعہ کے حلال ہونے پر واضح دلالت کرتی ہے، چنانچہ شیعہ اور سُنّی سب کی کتب احادیث اور تفاسیر میں یہی لکھا ہے کہ متعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حلال تھا اور صحابہ کرام متعہ کرتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے وقت بھی متعہ رائج رہا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں اسے حرام قرار دے دیا۔ کتب فریقین سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّٰی، چنانچہ کتب شیعہ میں سے تفسیر صافی ص١٠٦ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّٰی فاٰتوهن اجورهن فریضة۔ (پس جن عورتوں سے تم نے متعہ کرلیا ایک مدت معین تک تو انھیں اُن کے مقرر کئے ہوئے مہر دے دو)۔
اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ اس آیت کو اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ تفسیر صافی میں یہ بھی ہے کہ عامہ نے بھی صحابہ کی ایک جماعت سے یونہی روایت کی ہے۔
متعہ نکاح کی ایک قسم ہے جسکے تمام احکام نکاح دائمی ہی کی طرح ہیں۔ سوائے اسکے کہ متعہ میں مدت مقرر کرلی جاتی ہے اور نکاح دائمی میں مدت معین نہیں ہوتی۔ باقی سب احکام اُسی طرح کے ہیں۔ مثلاً جسطرح نکاح میں صیغہ پڑھا جاتا ہے اور زن و مرد کا ایجاب و قبول ہوتا ہے، اسی طرح متعہ کا بھی صیغہ پڑھا جاتا ہے اور اس میں بھی نکاح دائمی کی طرح ایجاب وقبول ہوتا ہے۔ مہر بھی معین ہوتا ہے۔ مدت متعہ گزر جانے کے بعد ممتوعہ عورت بھی مطلقہ عورت کی طرح عدت میں بیٹھتی ہے۔ ممتوعہ کے بطن سے جو اولاد پیدا ہو وہ نکاح دائمی والی عورت کی طرح ورثہ میں حصہ لیتی ہے۔ متعہ بازاری عورت سے مکروہ ہے۔ پاکدامن اور مومنہ عورت سے مستحب ہے جبکہ اس میں وہی شرائط پائی جائیں جو نکاح دائمی کیلئے ہوتی ہیں۔ مثلاً اس عورت کا عدۃ طلاق یا عدۃ وفات میں نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل کیلئے دیکھو کتب فقہ ۔

ف٤ تراضیتم به :- تفسیر صافی ص١٠٦ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مدتِ متعہ تم دونوں کے درمیان معین ہوگئی تھی جب وہ گذر جائے تو کچھ حرج نہیں کہ تم دونوں مل کر مدت صیغہ کو بڑھالو۔ یہ کہہ کر کہ اِسْتَحْلَلْتُكِ بِاَجَلٍ اٰخَرَ (میں نے تمھیں ایک اور مدت کے لئے حلال کرلیا)۔ لیکن تمہارے غیر کیلئے اس عورت سے متعہ جائز نہیں ہے جب تک کہ عدت گزر نہ جائے۔ اور وہ دو حیض ہے ۔

ف٥ اخدان :- چھپے یار، چھپے آشنا۔ خِدْنٌ کی جمع ہے۔ خِدْنٌ کا استعمال مذکر اور مؤنث دونوں میں ہوتا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد١، ص٣٣) ۔

تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٥﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ

تم صبر کرو (تو یہ) تمھارے لئے بہتر ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے ۔ خدا ارادہ کرتا ہے

لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

کہ تمھارے لئے تم سے پہلے والوں کے طریقے کھول کر بیان کر دے ، اور تمھاری

يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ

توبہ قبول کرے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ

يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا

تمھاری توبہ قبول کرے ۔ اور وہ لوگ جو خواہشوں کے پابند ہیں ارادہ کرتے ہیں کہ تم بہت بڑی کجروی اختیار

مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ

کرلو ۔ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تمھارا بوجھ ہلکا کر دے ۔ اور انسان کمزور

الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا

پیدا کیا گیا ہے ۔ اے وہ لوگو ! جو ایمان لا چکے ہو ، تم اپنے مالوں کو آپس

اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ

میں باطل طریقوں سے نہ کھاؤ ١ سوائے اس کے کہ تمھاری باہمی رضامندی سے ٢

تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ

تجارت ہو ۔ اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو ٣ ۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحم

رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ

کرنے والا ہے ۔ اور جو شخص زیادتی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو ہم اُسے جلدی ہی جہنم کی آگ میں

نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾ اِنْ

جھونکیں گے ۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے ۔ اگر تم

تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو ٤ جن سے تمھیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمھاری چھوٹی برائیوں کو دور کر

وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ

دینگے ، اور تمھیں عزت کی جگہ داخل کر دیں گے ۔ اور تم میں سے بعض کو بعض پر جو زیادتی خدا نے

ع ٣ / ١

١ بالباطل :-

باطل کے معنے غلط ، ناحق ، جھوٹ ، حق کی نقیض اور ضد ہیں ۔ جستجو کرنے سے جس چیز کے متعلق پتہ چلے کہ وہ بے ثبات ہے اسی کو باطل کہتے ہیں ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ٣ صفحہ ١٦) ۔

اور تفسیر صافی صفحہ ١٠١ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں باطل سے مراد سود ، قمار ، کسی کا حق کم کرنا اور ظلم ہے ۔

٢ تجارۃ :-

تفسیر صافی صفحہ ١٠١ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے وہ خرید و فروخت مراد ہے جو حلال طریق سے کی جائے ۔

٣ لا تقتلوا انفسکم :-

تفسیر صافی صفحہ ١٠١ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں ایک شخص ایسا بھی جاتا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بغیر اکیلا ہی دشمن پر حملہ کر دیا کرتا تھا ۔ اس سے خدا نے منع فرمایا کہ بغیر حکم رسولِ خدا کے اپنی جان کو قتل کے خطرہ میں نہ ڈالو ۔

اور اسی تفسیر صافی میں تفسیر عیاشی کے حوالہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مسلمان ان دشمنوں پر گڑھوں اور غاروں میں داخل ہو کر حملہ کر دیا کرتے تھے جس سے دشمن ان پر قابو پا کر انھیں قتل کر دیا کرتا تھا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں منع کر دیا کہ گڑھوں اور غاروں میں داخل ہو کر دشمن پر حملہ نہ کیا کریں ۔

٤ کبائر :

تفسیر صافی صفحہ ١٠٨ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کبائر کون کون سے ہیں ۔ آپ نے فرمایا : کہ ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے عذابِ جہنم کا وعدہ فرمایا ہے کبیرہ ہے ۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ ہر وہ فعل جس پر خدا نے آتش جہنم کو واجب کیا ہے ، گناہ کبیرہ ہے ۔

کافی اور ثواب الاعمال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ گناہانِ کبیرہ سات ہیں ۔ (١) قتلِ نفس (بطریقِ حرام) (٢) عقوقِ والدین (٣) سود خواری (٤) ہجرت کرنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ پلٹ آنا (٥) عفیفہ عورت پر بہتان باندھنا (٦) یتیم کا مال کھانا (٧) جہاد کی نیت سے نکلنے کے بعد بھاگ جانا ۔

اور اسی تفسیر صافی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ گناہانِ کبیرہ کی تعداد سات سو تک پہنچتی ہے ۔

اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا

دی ہے اس کی تمنا نہ کرو۔ مردوں کا حصّہ اس میں ہے جو انھوں نے کمایا۔

وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

اور عورتوں کا حصّہ اس میں سے ہے جو انھوں نے کمایا۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے اور ہم نے ہر ایک کو وارث قرار دیا اس چیز

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ

میں جو والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ اور وہ لوگ جن سے تمہارے ہاتھوں نے عہد باندھا ہے ۱ھ

فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾ ع

تو ان کا حصّہ ان کو دے دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى

مرد عورتوں پر حاکم ہیں ۲ھ اس فضیلت کے سبب سے جو ۳ھ خدا نے ایک کو دوسرے پر

بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

دی ہے۔ اور اپنے مالوں سے خرچ کرنے کے سبب سے۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار ہیں۔

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ

(اور) پیٹھ پیچھے ان چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں، جنکی خدا نے حفاظت کی اور وہ عورتیں جنکی نافرمانی کا تم کو خوف

فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ

ہو، تو انھیں نصیحت کرو، اور انھیں خوابگاہوں میں چھوڑے رکھو۔ اور انھیں مارو۔ پھر اگر

اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا

انھوں نے تمہاری اطاعت کر لی تو تم ان کے خلاف کوئی راہ نہ ڈھونڈو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بزرگ (اور) سب سے

كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ

برتر ہے۔ اور تمھیں ان دونوں کے درمیان نا اتفاقی کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان سے

اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ

بھیج دو اور ایک منصف عورت کے خاندان سے۔ اگر یہ دونوں اصلاح چاہیں گے اللہ تعالیٰ ان دونوں کے

۱ھ عقدت ایمانکم:-

تفسیر صافی ص۱۰۹ پر ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ پہلے کوئی کوئی مرد کسی اور مرد سے عقد اخوت ان لفظوں میں کر لیتا تھا: دمی دمک وھدمی ھدمک وحربی حربک وسلمی سلمک وترثنی وارثک وتعقل عنی واعقل عنک۔ یعنی میرا خون تیرا خون ہے اور میرا دفعیہ تیرا دفعیہ ہے۔ اور میری لڑائی تیری لڑائی ہے۔ اور میری صلح تیری صلح ہے۔ تو میرا وارث ہے میں تیرا وارث ہوں گا۔ اور تو میری طرف سے دیت دے گا، میں تیری طرف سے دیت دوں گا۔ پس جو شخص اس طرح کی حلف سے حلیف ہو جاتے تھے تو ان کو میراث کا چھٹا حصّہ ملتا تھا۔ مگر خداوند تعالیٰ کے اس قول واولوا الارحام بعضهم اولى ببعض سے یہ منسوخ ہو گیا۔

ع ۵ / ۹ / ۲

۲ھ قوّامون:-

تفسیر صافی ص۱۰۹ پر ہے کہ مردوں کی حکومت عورتوں پر اسی طرح ہے جس طرح کہ حاکم کی حکومت اپنی رعیت پر ہوتی ہے۔

۳ھ بما فضل اللہ:-

تفسیر صافی ص۱۰۹ پر ہے کہ عورتوں پر مردوں کی فضیلت کا سبب مردوں میں عقل کا کامل ہونا۔ حسن تدبیر، اعمال اور طاعت میں زیادہ قوت کا ہونا۔ اور ان کو اپنے مال سے نفقہ دینا اور مہر ادا کرنا ہے۔

اور علل الشرائع میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مردوں کی فضیلت عورتوں پر کیا ہے فرمایا کہ جو پانی کی فضیلت زمین پر ہے کہ زمین پانی کی وجہ سے زندہ ہے۔ اور عورتوں کی زندگی مردوں کے سبب سے ہے۔ اگر مرد نہ ہوتے تو عورتیں پیدا ہی نہ کی جاتیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿٣٥﴾ وَاعْبُدُوا

درمیان موافقت پیدا کردے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا خبردار ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی ہی

اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي

عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ

قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابتدار ہمسایہ اور

الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا

اجنبی ہمسایہ ١ اور پہلو کے ساتھ اور مسافروں کے ساتھ (بھی) اور ان کے

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

ساتھ (بھی نیکی کرو) جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اکڑنے والے فخر کرنے والے کو دوست

فَخُوْرَۨا ﴿٣٦﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

نہیں رکھتا ٢۔ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں ٣ اور

يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَاۗءَ

عذاب تیار کیا ہے۔ اور وہ لوگ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ

اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور وہ جسکا

يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ

ساتھی شیطان ہو جائے تو وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اور ان کا کیا نقصان ہوتا،

لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَھُمُ اللّٰهُ

اگر وہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿٣٩﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جاننے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔

١ الجار الجنب:۔

تفسیر صافی صـ١٠٩ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ہمسایہ کی حد کسی شخص کے گھر کے آگے پیچھے دائیں بائیں چالیس گھروں تک ہے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ کسی گھر سے آگے پیچھے دائیں بائیں چالیس گھروں تک پڑوسی ہیں۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا رزق کو زیادہ کرتا ہے اور بسنے والوں کی عمر بڑھتی ہے۔ اور مکان کی آبادی بڑھتی ہے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں تکلیف دینے سے رک جاؤ بلکہ یہ ہے کہ ان کی تکلیف پر صبر کرو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے منقول ہے کہ ہمسایہ تین قسم کے ہیں: ایک ہمسایہ وہ ہے جس کے تین حقوق ہیں (١) حق ہمسائیگی (٢) حق قرابت (٣) حق اسلام۔ اور ایک وہ ہمسایہ ہے جس کے دو حق ہیں (١) حق ہمسایہ (٢) حق اسلام۔ اور ایک وہ ہمسایہ ہے کہ اس کا ایک ہی حق ہے اور وہ ہے حق ہمسائیگی۔ اور وہ مشرک ہے، اہل کتاب میں سے۔

٢ مختالاً:۔

تفسیر صافی صـ١٠٩ پر ہے کہ اس سے مراد ایسا تکبر کرنے والا ہے جو اپنے عزیزوں، پڑوسیوں، اور ساتھیوں پر ناک منہ چڑھاتا ہو، اور ان کی طرف التفات نہ کرتا ہو۔

٣ بالبخل:۔

تفسیر صافی صـ١٠٩ پر من لایحضرہ الفقیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ شخص بخیل نہیں ہے جو اپنے مال سے فرض شدہ زکوٰۃ ادا کر دے، اور اپنی قوم کو عطیات دے اور اس کے علاوہ بھی خرچ کرے۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ بخیل وہ ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہو اس میں بخیلی کرے۔ شحیح وہ شخص ہے جو اس میں بخیلی کرے جو لوگوں کے پاس ہو، اور اس میں بھی جو اس کے اپنے پاس ہو۔ اور جو کچھ وہ لوگوں کے پاس دیکھے یہ تمنا کرے کہ یہ بھی اسے ہی مل جائے، خواہ حلال طریق سے یا حرام طریق سے، اور جو کچھ اسے اللہ نے دے رکھا ہو اس میں قناعت نہ کرے۔

وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا

اور اگر کچھ نیکی بھی ہوتی ہے تو وہ اُس کو دگنا کر دیتا ہے ۔ اور اپنی جناب سے بہت بڑا اجر

عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ

دیتا ہے ۔ پس (اس وقت) کیا (حال) ہوگا ، جبکہ ہم ہر ایک امت سے ایک گواہ لائیں گے اور

جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ

(اے محمدؐ) تجھے ان پر گواہ لائیں گے ؎۱ جن لوگوں نے کفر کیا ، اور

كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ

رسول کی نافرمانی کی ، وہ اس دن چاہیں گے کہ کاش اُن پر زمین برابر کر دی جائے ۔ اور

لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا

وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات بھی نہ چھپا سکیں گے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو تم نماز کے قریب

الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا

نہ جاؤ ، جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو ؎۲ تا اینکہ تم جو کچھ کہتے ہو اُسے سمجھنے لگو ۔ اور نہ حالت

جُنُبًا اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ

جنابت میں (مسجد میں داخل ہو) سوائے اسکے کہ راہ کے گزرنے والے ہو ، جبتک کہ غسل نہ کرلو ۔ اور اگر تم

مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ

بیمار ہو ، یا سفر میں ہو ، یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے ، یا

لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو ، پھر تمھیں پانی نہ ملا ہو ، پس تم پاک مٹی سے تیمم کر لو ۔

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

پھر تم اپنے چہروں کے بعض حصوں کا ؎۳ اور ہاتھوں کے کچھ حصوں کا مسح کر لو ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگزر کرنیوالا

غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

اور بخشنے والا ہے ۔ کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا ، جنھیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ۔

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾

وہ گمراہی کو خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ بھٹک جاؤ ۔

ع ۹ ۶/۳

وقف النبی علیہ السلام

؎۱ هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا :- تفسیر صافی صلا پر کافی کے حوالہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں خصوصیت کے ساتھ نازل ہوئی ہے ۔ ہر قرن میں اُن میں سے ایک امام ہوگا جو اُن کے اعمال اور افعال کی شہادت دے گا ۔ اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر گواہ ہونگے ۔

؎۲ سُكٰرٰى :- یہ لفظ سُکرٌ سے ہے جس کے معنی مست ہونے کے ہیں ۔ سکاری کے معنی نشہ میں مست ۔ اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ سکر سے اس آیت میں کیا مراد ہے ۔ حضرت ابن عباسؓ ، مجاہدؒ ، ابراہیمؒ اور قتادہؒ نے شراب کا نشہ بیان کیا ہے ۔ مجاہدؒ اور قتادہؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ شراب کی حرمت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے ۔ اور ضحاک نے کہا ہے کہ اس سے خاص طور پر نیند کا نشہ مراد ہے ۔ ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ سکر میں صحیح تاویل یہ ہے کہ یہ شراب کا نشہ ہے ۔ اس کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ سونے والے کو اور جس کی آنکھوں میں نیند بھری ہو اُسے سکران نہیں کہا جاتا ، اور جو شراب میں مست ہو اُس کو حقیقت میں سکران کہا جاتا ہے ۔ اس لئے لفظ کو حقیقت پر محمول کرنا ضروری ہے اور بغیر کسی مطالب کے مجاز کی طرف پھیرنا روا نہیں ۔ دوسری وہ روایت جو سفیان نے عطاء بن السائب سے بواسطہ عبدالرحمٰن حضرت علی علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ ایک انصاری نے کچھ لوگوں کی دعوت کی ، پھر انھوں نے مے نوشی کی ۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نماز مغرب کے لئے کھڑے ہوئے اور قل یایها الکفرون کی تلاوت کی تو متشابہ لگنے لگا ، اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکرٰی (نزدیک نہ جاؤ تم نماز کے جس وقت تم نشہ میں ہو) ۔ یہ اہلسنت کے طریق پر بیان ہوا (احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵ بحوالہ لغات القرآن ثانی (ندوۃ المصنفین جلد ۳ صفحہ ۲۱۹) ۔

اور بطریق شیعہ تفسیر صافی صلا پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیہ مجیدہ میں سکر سے مراد شراب کا نشہ ہے ، پھر شراب کے حرام ہونے سے یہ آیت منسوخ ہو گئی ۔ اور اسی طرح روایت عامہ میں ہے کہ یہ اُس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنے نشہ کی حالت میں نماز میں اعبد ما تعبدون بڑھا دی ۔ صاحب تفسیر صافی کہتا ہے کہ سکاری سے نیند یا شراب کا خمار مراد ہے ۔ کافی ، علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ آپ نے فرمایا تم نماز میں کسل مندی ، اونگھ اور بوجھل سے نہ کھڑے ہو ، کیونکہ یہ نفاق کے قریب ہونا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ تم نماز میں کھڑے ہو جبکہ تم نشہ میں ہو ۔ اور فرمایا کہ سکاری سے مراد نیند ہے ـــــ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکر سے مراد نیند ہے ـــــ اور تفسیر عیاشی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے ـــــ اور اسی تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سکاری سے مراد نیند کا نشہ ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ تمھیں یہ فرماتا ہے کہ جب تم پر ایسی نیند طاری ہو کہ جو کچھ تم اپنے رکوع ، سجود اور تکبیروں میں کہو اُسے سمجھ نہ سکو تو نماز کے نزدیک نہ جاؤ اور ایسا نہیں ہے جیسا کہ اکثر لوگ بیان کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ مومن شراب کے نشہ میں مست ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مومن نہ شراب پیتا ہے نہ نشہ میں مست ہوتا ہے ـــــ مترجم :- ان شیعہ اور سنی روایات اور لغت سے ثابت ہوا کہ سکاری دونوں قسم میں شامل ہے ۔ نیند کی غفلت کا نشہ ہو یا شراب کا ۔ اس لئے میں نے ترجمہ میں صرف "نشہ" لکھا ہے ۔ خواہ وہ دونوں میں سے کسی سبب سے ہو ۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قول سے یہ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سرپرست کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی مددگار

نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

کافی ہے۔ جو لوگ یہودی ہو گئے اُن میں سے بعض (خدا کے) کلموں کو ان کی جگہوں سے پھیر

مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ

دیتے ہیں۔ اور وُہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور نافرمانی کی۔ اور تو سُن (وُہ باتیں) جو سننے کے لائق

وَّرَاعِنَا لَيًّا ۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ

نہیں اور اپنی زبانیں ہیر پھیر کر اور دین میں طعن کرنے کی غرض سے کہتے ہیں ہماری رعایت کر۔ اور اگر وہ کہتے کہ

قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

ہم نے سُنا اور اطاعت کی۔ اور آپ سنیے اور ہماری حالت پر نظر کیجئے، تو اُن کے لئے یہ بات بہتر

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا

اور سیدھی بھی ہوتی۔ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب سے ان پر لعنت کی پس وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر

قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا

تھوڑے۔ اے وہ لوگو! جنھیں کتاب دی گئی ہے۔ اس پر ایمان لاؤ جو کچھ ہم نے نازل

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا

کیا ہے جو تصدیق کرتا ہے اسکی جو تمھارے پاس ہے پیشتر اسکے کہ ہم چہرے مٹا ڈالیں ؎۱ پھر ہم انکو پشت

عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ

کی طرف پھیر دیں یا اُن پر ایسی لعنت کریں جیسی ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ

کا کام ہو کر رہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں معاف کرتا اگر اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ اور

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

اسکے سوا جو کچھ ہو وہ جسکو چاہے بخش دیتا ہے ؎۲ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، اس نے

افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

یقیناً بہت بڑا گناہ افترا کیا۔ کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک قرار دیتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹)

؎۳ امسحوا:۔ تم مسح کرو۔ تم ملو (فتحہ) مَسَحٌ سے جس کے معنی ہاتھ پھیرنے اور پونچھنے کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ا ص ۲۴۹)

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

؎۱ نطمس:۔

یہ لفظ طمس سے ہے جس کے معنی ناپید کرنا، مٹانا گم کرنا، جڑ سے اکھاڑ ڈالنا، دُور رہ کھینا، دُور ہونا وغیرہ ہیں۔ بعض مترجمین نے اس کا ترجمہ "بگاڑ دیں" کیا ہے۔ جو لغت کے لحاظ سے درست نہیں، کیونکہ بگاڑنا اور ہے مٹا دینا اور گم کرنا اور ہے۔ دیکھو لغت کی کتاب بیان اللسان ص ۴۴۳۔ لغات القرآن الموسوم بہ ریاض القرآن، باب نون مع طاء ص ۳۳۸۔ منتخب اللغات ص ۳۸۴)۔

اور تفسیر صافی ص ۱۱۱ پر ہے الطمس ازالۃ الصورۃ کہ طمس کے معنے صورت کو مٹا دینے کے ہیں۔

؎۲ دون ذٰلک لمن یشآء:۔

تفسیر صافی ص ۱۱۱ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں گناہانِ کبیرہ کی معافی کی بھی کوئی گنجائش ہے۔ فرمایا کہ ہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے اُن پر عذاب کرے اور اگر چاہے انھیں معاف کر دے۔ اور اسی کتاب میں جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام سے ایک حدیث میں ہے۔ کہ مَیں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اگر کوئی مومن حالتِ ایمان میں فوت ہو جائے۔ اور اس پر تمام اہلِ زمین کے گناہوں جتنے گناہ ہوں تو بھی اس کی موت اس کے ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ پھر فرمایا کہ جس نے خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا اور وُہ شرک سے بری ہو اور وُہ دنیا سے ایسی حالت میں نکلا کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ گردانا ہو وُہ جنّت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذٰلک لمن یشآء (اور اس پر بڑھایا) من شیعتک ومحبیک یا علی۔ یعنی یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ مشرک کے سوا جسے چاہے اللہ تعالیٰ بخش دے تو یا علیؑ وہ لوگ تمھارے شیعوں اور محبّوں میں سے ہوں گے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا وُہ میرے ہی شیعوں میں سے ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ ہاں اور قسم ہے پروردگارِ عالم کی وُہ تمھارے ہی شیعوں میں سے ہوں گے۔

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٤٩﴾ اُنْظُرْ

بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک قرار دیتا ہے اور ان پر دھاگہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ دیکھو تو وہ

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٠﴾

اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ باندھتے ہیں، اور صریح گناہ کیلئے یہی کافی ہے۔

ع ۸

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ

کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصّہ دیا گیا، وہ جبت ؎۱ اور طاغوت پر

وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى

ایمان لاتے ہیں، اور جو کافر ہو گئے اُن سے کہتے ہیں کہ یہ اُن لوگوں سے جو ایمان لائے، زیادہ

مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ

سیدھے راستہ پر ہیں۔ یہ وُہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے،

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ

اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے پھر تم اس کا ہرگز کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔ کیا ان کیلئے سلطنت میں

مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ

کچھ حصّہ ہے۔ (اگر ہے) تو لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کے شگاف بھر (بھی) نہ دیں گے ؎۲ کیا وُہ لوگوں سے اس پر

النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ

؎۳ حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے۔ یقیناً ہم نے آلِ ابراہیم کو

اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾

کتاب اور حکمت عطا فرمائی، اور انھیں ایک بہت بڑی سلطنت دی ؎۴۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى

پھر ان میں سے کچھ تو اس پر ایمان لے آئے اور ان میں سے کچھ اس سے رک گئے۔ اور اُن کیلئے جہنم

بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ

کی دہکتی ہوئی آگ کافی ہے۔ بیشک وُہ لوگ جنھوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا، جلد ہی ہم انکو

نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا

آگ میں جھونکیں گے۔ جب اُن کی کھالیں گل جائیں گی تو ہم اُن کی اور کھالیں بدل دیں گے۔

؎۱ جبت:-
وُہ چیز جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ (اقرب)

؎۲ نقیرًا:-
بعض مترجمین نے اس لفظ کے معنی ذرہ بھر، اور بعض نے تل برابر کئے ہیں۔ لیکن لغت میں اس کے معنی کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو شگاف ہوتا ہے، وُہ آئے ہیں۔ اس لئے میں نے یہی ترجمہ اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو لغت کی کتاب "منتخب اللغات" ۔ بیان اللسان ص۸۰۹۔ لغات القرآن الموسوم بہ ریاض القرآن ص۳۲۱۔

اور تفسیر صافی ص۱۱۳ پر اس لفظ کے معنے یوں لکھے ہیں والنقیر النقطة التی فی وسط النواة۔ یعنی نقیر سے مراد وُہ شگاف ہے جو کھجور کی گٹھلی کے درمیان ہوتا ہے۔

اور کافی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ام لهم نصيب من الملك سے مراد امامت اور خلافت ہے۔ اور الناس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں مراد لیا ہے۔ اور نقیر سے مراد وُہ شگاف ہے جو کھجور کی گٹھلی کے درمیان ہوتا ہے۔ نقطہ کے معنی اتصال الخطوط یعنی جنکشن آئے ہیں۔ دیکھئے لغت کی کتاب بیان اللسان ص۸۰۸ اور یہی شگاف ہے۔

؎۳ یحسدون الناس:-
تفسیر صافی ص۱۱۳ پر کافی اور تفسیر عیاشی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ وہ محسود ہم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ان کو اپنا فضل عطا کیا ہے یعنی درجۂ امامت۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

؎۴ ملکًا عظیمًا:-
تفسیر صافی ص۱۱۳ پر اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ اس قدر عطا فرمائے جتنا کہ آلِ ابراہیم کو اس لئے کہ وُہ ان کے بنی عم ہیں۔
اور کافی اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت میں الکتاب سے مراد نبوت اور الحکمة سے فہم اور قضاء۔ اور ملکًا عظیمًا سے طاعت واجبہ ہے۔

اور کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے رسول، انبیاء اور امام بنائے، پھر وُہ کس طرح آلِ ابراہیم میں تو اس کا اقرار کرتے ہیں لیکن آلِ محمد میں انکار کرتے ہیں۔ نیز فرمایا ملکًا عظیمًا سے مراد یہ ہے کہ ان میں امام بنائے جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے دراصل خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ پس یہی مُلکِ عظیم ہے کہ اُن میں امام بنائے۔ جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی۔

غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿٥٦﴾

لہ تاکہ وُہ عذاب چکھیں ۔ بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے ۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

اور وُہ لوگ جو ایمان لاچکے اور انھوں نے نیک عمل کئے ، عنقریب ہم انکو جنتوں میں داخل کریں

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّهُمْ

گے ، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ، وُہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اُن کے لئے

فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿٥٧﴾ إِنَّ

اس میں پاک بیویاں ہوں گی ، اور ہم انھیں گھنے سایوں میں داخل کریں گے ۔ بیشک

اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم

تمھیں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے مالکوں کو پہنچا دو ۔ اور جب تم لوگوں کے

بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم

درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو ۔ بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی تمھیں نصیحت کرتا ہے وُہ بہت

بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ہی اچھی ہے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کا سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے ۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان

آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ

لاچکے ، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو ۔ اور انکی جو تم میں (اللہ کے) امر والے ہیں ؎ٰ

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن

پس اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اُسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو ، اگر تم

كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ

اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو ۔ یہی سب سے بہتر اور اچھی تاویل

تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا

ہے ۔ (اے رسولؐ) کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا وُہ

أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا

اس پر ایمان لائے ہیں اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا (اس پر بھی) (اور) چاہتے ہیں کہ وُہ اپنا باہمی جھگڑا

الربع

لہ غیرھا :-

تفسیر صافی ص۱۱۲ پر احتجاج طبرسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن ابوالعوجا نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے اس آیت کے معنے دریافت کئے کہ غیر کا گناہ کیا ہے ۔ فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر کہ وُہ وہی بھی ہے ۔ اور وُہ اس کا غیر بھی ہے ۔ اس نے کہا، کہ مجھے دُنیا کی کسی شے سے مثال دے کر سمجھاؤ ۔ آپ نے فرمایا : اچھا کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک آدمی مٹی کی کوئی چیز بناتا ہے پھر اُسے توڑ کر اسی مٹی سے دوسری چیز بنا لیتا ہے تو وُہی چیز عین بھی ہے اور غیر بھی ۔

ؔلہ اولی الامر منکم :-

تفسیر صافی ص۱۱۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس آیت سے خاص طور پر ہم مراد لئے گئے ہیں اور تمام مومنین کو قیامت تک کیلئے ہماری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کسی نے پُوچھا کہ وُہ اوصیاء کون ہیں جن کی اطاعت فرض ہے ۔ فرمایا : وہی ہیں جنکے بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی ہے اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرّسول واولی الامر منکم اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصّلٰوۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السّلام ابن ابی طالب، حسن اور حسین علیہم السّلام کے بارے میں نازل ہوئی ۔ پس کہا گیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں : کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت علیؑ اور آپ کے اہل بیت کا نام نہیں لیا ۔ آپ نے فرمایا کہ اُن سے کہہ دو کہ نماز کا حکم نازل ہُوا لیکن اللہ تعالیٰ نے تین رکعتوں والی اور چار رکعتوں والی کا نام نہیں لیا ، تا اینکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن لوگوں کے لئے اس کی تفسیر کی ، اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم نازل ہُوا ۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ چالیس درہموں میں سے ایک درہم دینا ہے رسولِ خدا نے اس کی تفسیر کی ۔ حج کا حکم نازل ہوا لیکن ان سے یہ نہیں کہا گیا کہ طواف سات مرتبہ کرنا ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا ۔ اسی طرح آیت اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرّسول واولی الامر منکم نازل ہوئی ۔ اور یہ حضرت علی و حسن و حسین علیہم السّلام کے بارے میں نازل ہوئی ۔ تو جناب رسولِ خدا صلعم نے حضرت علی علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ (جسکا میں حاکم ہوں یہ علی بھی اسکا حاکم ہے) نیز یہ بھی فرمایا کہ میں تم سب کو خدا کی کتاب اور اپنے اہلبیت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ میں نے خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ان دونوں میں جُدائی نہ ڈالیو ۔ تا اینکہ انھیں حوضِ کوثر تک نہ پہنچا دو ۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری یہ دُعا قبول فرمائی ۔ نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ لوگو! تم میرے اہلبیت کو تعلیم نہ دو اسلئے کہ وُہ تم سے زیادہ عالم ہیں ۔ نیز فرمایا کہ میرے اہلبیت تم لوگوں کو باب ہدایت سے ہرگز ہرگز باہر نہ کریں گے اور بابِ ضلالت میں کبھی داخل نہ کریں گے ۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خاموش رہے ہوتے اور یہ نہ بتلاتے کہ اُن کے اہلبیت کون ہیں تو اس وقت مناسب تھا کہ آلِ فلاں اور آلِ فلاں یہ دعوے اپنے لئے پیش کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی کی تصدیق کیلئے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۔ اس وقت علی المرتضیٰؑ ، حسنؑ ، حسینؑ اور فاطمہؑ ، حضرت امّ سلمہؓ کے گھر موجود تھے ۔ جناب رسولِ خدا صلعم نے ان سب کو ✲ اپنی چادر کے نیچے لے لیا پھر فرمایا کہ یا اللہ ہر نبی کے کچھ اہلِ بیت اور گرامی منزلت لوگ ہُوا کرتے ہیں ۔ اور میرے اہل بیت اور گرامی منزلت لوگ یہ ہیں ۔ جناب امّ سلمہؓ نے عرض کی ، (باقی صفحہ ۱۱۳ پر)

ع ۹ ۵

(باقی صفحہ ۱۱۳ پر)

اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ

طاغوت کی طرف لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس سے کفر کریں ۔ اور شیطان تو یہ ارادہ کرتا ہے

اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى

کہ وہ انھیں بھٹکا کر دُور کی گمراہی میں ڈال دے ۔ اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ

جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور رسول کی طرف ۔ تو تم دیکھتے ہو کہ منافق تم سے منہ موڑ کر رُک جاتے

عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا

ہیں ۔ پھر کیا حالت ہوگی جبکہ ان پر ان کے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجی ہوئی

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ

مصیبت آپڑے گی ۔ پھر وہ تیرے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آئیں گے کہ ہمارا ارادہ تو سوائے

اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا

نیکی اور آپس میں ملاپ کرانے کے اور کچھ نہ تھا ۔ یہ لوگ وہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ

دلوں میں ہے ۔ پس (اے رسول) تو اُن سے مُنہ پھیر لے اور انھیں نصیحت کر ۔ اور انکے دلوں تک

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

پہنچنے والی بات ان سے کہو ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا اسلئے کہ خدا کے

لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ

حکم کے بموجب اس کی اطاعت کی جائے ۔ اور اگر یہ لوگ اسی وقت جبکہ انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا لہ تمہارے

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

پاس آتے ، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی اُن کیلئے بخشش طلب کرتا ، تو یہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ

قبول کرنیوالا اور بہت مہربان پاتے ۔ پس ایسا نہیں ہے (اے رسول) اور تمھارے پروردگار کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہ ہوں گے

فِيْمَا شَجَــرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا

جبتک کہ ان جھگڑوں میں جو انکے درمیان پڑے ہیں تمھیں منصف نہ بنا لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کر دو اس سے اپنے دلوں میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲

یارسول اللہ! کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہوں: فرمایا: تمھارا انجام بخیر ہوگا۔ لیکن میرے اہلبیت اور گرامی منزلت صرف یہی ہیں۔

اور عیاشی نے اپنی تفسیر میں آلِ فلاں سے قبل آلِ عباس اور آلِ عقیل زیادہ کیا ہے۔

تفسیر صافی میں اس آیہ مجیدہ کی تفسیر میں بے شمار احادیث اور روایات لکھی ہیں۔ یہاں ان سب کے درج کرنے کی گنجائش نہیں ہے ۔

حاشیہ صفحہ ھذا

لہ اذ ظلموا انفسھم:-

تفسیر صافی ص۱۱۳ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو مخاطب کیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت ولو انھم اذ ظلموا سے لے کر فیما شجر بینھم سے وہ معاہدہ مُراد ہے جو اُن منافقوں نے باہم کیا تھا کہ اگر محمدؐ کو خدا نے موت دی تو اس امر کو ہم بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے۔ پھر حضرت نے آگے تلاوت فرمائی۔ ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت اور یہ فرمایا کہ خواہ تم ان کے قتل کا فیصلہ کر دیتے یا عفو کا۔ پھر یسلموا تسلیما پڑھ کر ختم کر دیا ۔

قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ

تنگی نہ پائیں ۔ اور تمھیں ایسا مان لیں جو ماننے کا حق ہو ۔ اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنے

اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ

نفسوں کو مار ڈالو ۔ یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ ۔ تو ان میں سے بہت تھوڑوں کے سوا

مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

کوئی ایسا نہ کرتا ۔ اور اگر وہ اسی طرح کرتے جو انھیں نصیحت کی گئی تھی ، تو یہ بات ان کیلئے بہت اچھی اور

وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾

بہت زیادہ ثابت قدمی کا باعث ہوتی ۔ اور اس وقت ہم انھیں اپنے پاس سے بہت بڑا بدلہ دیتے ۔

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

اور ضرور ہم انھیں سیدھی راہ تک پہنچا دیتے ۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے گا ۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے کہ بعض نبیوں میں سے ہیں اور بعض صدیقوں

وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ

میں سے اور بعض شہیدوں میں سے اور بعض صالحین میں سے ۔ اور وہی لوگ رفاقت کیلئے سب سے اچھے ہیں ۱ۓ ۔ یہ اللہ تعالیٰ

الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کی طرف سے فضل ہے ۔ اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے ۔ اے وہ لوگو ! جو ایمان لا چکے ہو ۔

خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ

اپنی حفاظت کا سامان کرو ۲ۓ پس تم گروہ گروہ ہو کر کوچ کرو یا اکٹھے ہی نکل پڑو ۔ اور بیشک

مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ

تم میں سے ضرور کوئی ایسا بھی ہے جو یقیناً (جہاد سے) پیچھے رہ جائیگا ۔ پھر اگر تمھیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ یہ کہے گا کہ

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں اُن کے ساتھ موجود نہ تھا ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ

تم پر کوئی فضل ہو ۔ تو وہ ضرور کہے گا جیسے کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی ہی نہ تھی ۔

۱ۓ اولٰٓئک رفیقاً :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۱۴ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہماری اعانت پرہیزگاری سے کرو ، کیونکہ تم میں سے جو شخص خدا کے حضور میں پرہیزگاری سے جائے گا تو خدا کی طرف سے اُسے بڑی کشائش ملے گی جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرّسول اور یہ آیت پڑھ دی پھر فرمایا کہ ہم میں سے ہی نبی ہیں ۔ اور ہم میں سے ہی صدیق ، شہداء اور صالحین ہیں ۔ اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن دو قسم کے ہیں ۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ۔ اور اس نے وہ کل شرطیں پوری کیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن کیلئے مقرر کی ہیں ۔ پس وہ تو نبیوں ، صدیقوں ، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اور اس سے بہتر رفاقت کونسی ہو سکتی ہے اور یہی وہ مومن ہے جس کو شفاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا ۔ اور کسی کو اس کی شفاعت نہ کرنی پڑے گی ۔ اور یہی وہ مومن ہے جس کو دُنیا اور آخرت کے خوف پیش نہ آئیں گے ۔

اور ایک مومن وہ ہے جس کے قدم پھسل جائیں گے ۔ اس کی حالت زراعت کے ڈنٹھل جیسی ہوگی کہ جدھر ہوا نے جھکایا جھک گیا ۔ یہ وہ ہے جسے دُنیا میں بھی خوف پیش آئیں گے اور آخرت میں بھی اس کی شفاعت کی جائے گی ۔

ع ۱۱ ۹ ۶

۲ۓ خذوا حذرکم :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۱۴ پر ہے کہ اس کے معنی ہیں ، بیدار ہو جاؤ اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسلحہ کو حذر اس لئے کہا گیا کہ اس سے خوف کھانے والا اپنا بچاؤ کرتا ہے ۔

يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ

کاش کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا ۔ پس خدا کی راہ میں لڑیں

سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَ

وُہ لوگ جو آخرت کے بدلہ میں دنیا کی زندگانی کو بیچتے ہیں ۔ اور

مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ

جو کوئی خدا کی راہ میں لڑے گا پھر وُہ قتل کیا جائے یا غالب آجائے تو عنقریب ہم اسے

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

بہت بڑا اجر دیں گے [۵۱] اور تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں نہیں لڑتے ۔ حالانکہ

الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ

مردوں میں سے جو ناتواں بنا دیئے گئے ۔ اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ

کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں ۔

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ

اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی سرپرست مقرر فرما ۔ اور ہمارے لئے کسی کو اپنی طرف ہمارا مدد کرنیوالا

نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ ۭ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ

بنا دے ۔ جو لوگ ایمان لاچکے ہیں وُہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں ۔ اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ

کفر کیا ، وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں ، پس تم شیطان کے دوستوں

الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

سے لڑو ۔ بیشک شیطان کا مکر بہت ہی کمزور ہے ۔ کیا تم نے ان لوگوں

الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

کی طرف نہیں دیکھا جن کو یہ کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رکھو [۵۲] اور نماز قائم کرو ۔ اور

الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

زکوٰۃ دو ۔ پھر جب ان پر جنگ کرنا واجب کر دیا گیا [۵۳] تو ان میں سے ایک گروہ

---

[۵۱] اجراً عظیماً :۔
تفسیر صافی صفحہ ۱۱۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ ہر نیکی سے بڑھ کر نیکی ممکن ہے جبتک کہ کوئی شخص راہ خدا میں قتل نہ ہو جائے ۔ پھر جب کوئی شخص راہِ خدا میں قتل ہو جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ۔ اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ شہید کیلئے خدا کی طرف سے سات منزلیں ہیں ۔ اوّل یہ کہ جب اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو خدا تعالےٰ اُس کے کُل گناہ معاف کر دیتا ہے ۔ دُوسرے اس کا سر جب گرتا ہے تو حور العین میں سے ایک زوجہ کی گود میں گرتا ہے ۔ اور وُہ اس کے چہرے سے غبار صاف کرتی ہے اور مرحبا کہتی ہے اور وُہ اُسے مرحبا کہتا ہے تیسرے جنت کا لباس اس کو پہنایا جاتا ہے ۔ چوتھے خازنین جنت جس کے ہاتھ جو خوشبو آتی ہے اُسے لے کر وُہ اس کے استقبال کیلئے آتے ہیں ۔ پانچویں یہ اپنی منزل اور مقام کو پہلے ہی دیکھ لیتا ہے ۔ چھٹے اس کی رُوح سے کہا جاتا ہے کہ جنت میں جس جگہ جی چاہے چلی جا ۔ ساتویں اُسے خدا کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو ہر نبی اور ہر شہید کے لئے باعثِ راحت ہے ۔

[۵۲] کفوا ایدیکم :۔ تفسیر صافی صفحہ ۱۱۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کفوا ایدیکم کے کفوا السنتکم ہیں ۔ یعنی اپنی زبانوں کو روکو ۔ اور فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور جنت میں داخل ہو جاؤ ۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا کی قسم ! تم ہی اس آیت کے اہل ہو ۔

[۵۳] کتب علیہم القتال :۔

ع ١٠ ٦ ٧

تفسیر صافی صفحہ ۱۱۱ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کفوا ایدیکم مع الحسن اور کتب علیہم القتال مع الحسین مراد ہے یعنی جناب امام حسن علیہ السلام کی معیت میں جو لوگ تھے ۔ ان کو یہ حکم تھا کہ اپنے ہاتھ روک لو ۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام کی معیت میں جو لوگ تھے ان پر قتال واجب تھا ۔

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا

لوگوں سے اسی طرح ڈرتا ہے جیسا کہ اللہ کا ڈر (ہو) یا اس سے بھی زیادہ ڈر۔ اور وہ کہنے لگے

رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ

اے ہمارے پروردگار تم نے ہم پر جنگ واجب کیوں کیا۔ تو نے ہمیں قریبی مدت تک مہلت

قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ

دے دی ؎۱۔ کہہ دو (اے رسول) دنیا کی پونجی بہت تھوڑی ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں اُن کیلئے آخرت

اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ

بہتر ہے۔ اور تم پر دھاگہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ تم جہاں کہیں بھی ہوگے، موت تم کو پا کر رہے

الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

گی۔ اگرچہ تم مضبوط پختہ برجوں ہی میں ہو۔ اور اگر انھیں کوئی بھلائی

حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

پہنچتی ہے، تو کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اگر انھیں کوئی تکلیف

سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تیری وجہ سے ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے

فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿٧٨﴾ مَآ

پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کسی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ (یاد رکھو)

اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

جو بھلائی تمھیں پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ؎۲ اور جو تجھے تکلیف پہنچی وہ تیرے نفس کی

فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

طرف سے ہے۔ اور (اے محمدؐ) ہم نے تجھے لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔ اور گواہی کیلئے اللہ تعالیٰ

شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى

ہی کافی ہے۔ جو کوئی رسول کی اطاعت کرے گا ؎۳ اس نے یقیناً خدا تعالیٰ کی اطاعت کی ہے، اور جس نے

فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا

منہ موڑا، تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اور وہ منہ سے کہتے ہیں کہ (ہم) فرمانبرداری (کرتے ہیں)

؎۱ الیٰ اجل قریب:۔

تفسیر صافی ص۱۱۴ پر بحوالہ کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الیٰ اجل قریب سے قائم آلِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خروج کا زمانہ مراد ہے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ فتح وابستہ ہے اللّٰھم عجّل فرجه وسهّل مخرجه ۔

؎۲ من حسنۃ:۔

تفسیر صافی ص۱۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی معصومین علیہم السلام کی روایت سے وارد ہے کہ کتابِ خدا میں حسنات دو طرح کے ہیں۔ ایک تو صحت و سلامتی اور وسعت رزق اور دوسرے افعال کی نیکی۔ جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے:۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ یعنی جو ایک نیکی کرے گا اُس کو دس گنا ثواب ملے گا۔ اور اسی طرح سیئات بھی دو طرح کے ہیں۔ ایک تو خوف، مرض اور سختی۔ اور دوسرے افعال بد، جن کے سبب عذاب دیا جائے گا۔

؎۳ یطع الرّسول:۔

تفسیر صافی ص۱۱۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چوٹی کی بات اور معاملات کی کنجی اور تمام اشیاء کا دروازہ اور خدا کی رضامندی یہ ہے کہ امام کو پہچان کر اس کی اطاعت کی جائے۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے۔ من یطع الرّسول فقد اطاع اللّٰہ۔ اور وجہ یہ ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کا پہچاننے والا ہے، امام اس کی اشاعت کرنے والا ہے۔

بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ؕ

پھر جب میرے پاس سے وُہ نکل جاتے ہیں توان میں سے ایک گروہ تمھاری کہی ہوئی بات کے برخلاف راتوں کو

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

مشورے کرتے ہیں۔ اور جو کچھ یہ راتوں کو مشورے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ لکھتا جاتا ہے۔ پس (اے رسول) ان سے مُنہ پھیر لے اور اللہ

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۝۸۱ اَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ

پر بھروسہ رکھ ؛ اور اللہ تعالیٰ ہی حمایتی کافی ہے۔ کیا وُہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ اور اگر وُہ خدا کے

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝۸۲ وَاِذَا

علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا، تو وُہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے [۱] اور جب

جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوهُ اِلَى

ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات آئی انھوں نے اس کو مشہور کر دیا۔ اور اگر وُہ اسے رسول

الرَّسُولِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهٗ

تک اور ان میں سے جو (اللہ کے) امر والے ہیں ان تک پہنچاتے، تو جو بات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں وُہ اس

مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ

(کی حقیقت) [۲] کو جان جاتے۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت (بھی نہ ہوتی)، تو بہت تھوڑوں

اِلَّا قَلِيلًا ۝۸۳ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ

کے سوا تم سب شیطان کی پیروی کر لیتے۔ پس (اے رسول) تو خدا کی راہ میں جنگ کر۔ سوائے تمھاری ذات کے کسی کو تکلیف

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِينَ

نہیں دی جاتی۔ اور مومنوں کو رغبت دلا۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سختی کو روک دے جو کافر

كَفَرُوا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝۸۴ مَنْ يَّشْفَعْ

ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ عذاب دینے میں نہایت قوی اور سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ جو شخص اچھی شفاعت

شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً

کرے گا اس میں سے اس کو بھی حصّہ ملے گا، اور جو شخص بُری سفارش کرے گا

سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا ۝۸۵

اُس میں سے اُس کو بھی حصّہ ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

[۱] اختلافًا کثیرًا:- تفسیر صافی ص۱۱۵ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے معنوں میں تناقض ہوتا اس کی بندش الفاظ میں فرق ہوتا اور اس کے بعض حصّے فصاحت سے گرے ہوتے۔ اور واقعہ کے مطابق نہ ہوتے اسی طرح کے اور اختلافات بھی ہوتے۔

[۲] یستنبطونہ منھم:-
تفسیر صافی ص۱۱۵ پر بحوالہ الجوامع جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ استنباط کرنے والے آئمہ معصومین علیہم السّلام ہیں۔

اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اُن سے آلِ محمدؐ مراد ہیں جو قرآنِ مجید سے استنباط کرتے ہیں۔ اور حلال اور حرام کو پہچانتے ہیں۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر حجّت ہیں۔

اور اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جس نے خدا کی ولایت اور اللہ تعالےٰ کے علم سے استنباط کرنے والوں کو انبیاء کے گھروں کے سوا کسی اور جگہ قرار دیا۔ اس نے اللہ عزّ وجلّ کے حکم کی مخالفت کی اور جاہلوں کو اولی الامر سمجھا جو خود ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ اُن کو ہادی مانا اور گمان کر لیا کہ وہ علم خدا سے استنباط کرنے والے ہیں۔ تو انھوں نے خدا پر بہتان باندھا اور حکمِ خدا اور اطاعتِ خدا سے دُور ہوئے۔ اور فضلِ خدا کو جہاں خدا نے مقرر فرمایا تھا۔ وہاں قائم نہ رکھا، نتیجہ یہ ہُوا کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی گمراہ کیا پس قیامت کے دن خدا کے سامنے اُن کی کوئی حجّت نہ چل سکے گی۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ

اور جب تمھیں دعائے خیر کے ساتھ سلام کیا جائے تو پھر تم اس سے اچھے طریق پر دعا سلام لہ کا جواب دو یا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ

اسے لوٹا دو ۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ۔ اللہ وہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ

وہ ضرور تم سب کو قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں اکٹھا کرے گا ۔ اور بات کہنے میں اللہ تعالیٰ

مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾ ع فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ

سے زیادہ کون سچا ہے ۔ پھر تمھیں کیا ہوگیا ہے (کہ) منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہوگئے ۔

اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکے فعلوں کے سبب انھیں الٹ دیا ۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے گمراہی کا حکم لگا دیا

اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾ وَدُّوْا لَوْ

لہ تم اسے راہ راست پر لاؤ ۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دے تم ہرگز اس کیلئے کوئی راہ نہ پاؤ گے ۔ وہ خواہش

تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا

کرتے ہیں کہ جسطرح وہ کافر ہوگئے تم بھی کافر ہو جاؤ ۔ پھر تم (انکے) برابر ہو جاؤ ۔ پس تم ان میں سے دوست

مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا

نہ بناؤ ، جب تک وہ راہِ خدا میں ہجرت نہ کریں ۔ پھر اگر وہ منہ پھیر لیں

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا

تو تم انھیں پکڑ لو ، اور جہاں ان کو پاؤ قتل کر ڈالو ۔ اور ان میں سے نہ کسی کو

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ

دوست بناؤ اور نہ مددگار ۔ سوائے ان کے جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں کہ تم میں اور

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ

ان میں معاہدہ ہے ۔ یا تمہارے پاس (اس حالت میں) آئیں کہ ان کے سینے

اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ

تنگ ہوگئے ہوں کہ تمہارے ساتھ لڑیں یا اپنی قوم سے جنگ کریں ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط

منزل ١

النصف ١

ع ١١ | ١١ | ٨

لہ فحیّوا باحسن منھا :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۱۵ پر بحوالہ الخصال ، جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہو کہ یرحمکم اللہ اور وہ تمہارے جواب میں کہے یغفر اللہ لکم ویرحمکم فرمایا خدا نے واذا حییتم بتحیۃ … الخ

اور المناقب میں ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی لونڈی نے آپ کی خدمت میں گل ریحان کا گلدستہ پیش کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ تو خدا کی رضا کے لئے آزاد ہے ۔ اس بارے میں کسی نے آپ سے گفتگو کی ۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں تادیب فرمائی ہے ۔ پھر یہ آیت پڑھی واذا حییتم بتحیۃ … الخ ۔ اور فرمایا کہ اس کے بدلے سے بہتر یہی تھا کہ اس کو آزاد کیا جائے ۔

سلہ اضلّ اللہ :-

اضلّ ، اضلالؔ سے ہے ۔ جس کے معنی گمراہ کرنے اور سیدھے راستہ سے ہٹانے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ یاد رہے کہ اس لفظ کا استعمال جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی ۔ ایک یہ کہ اس اضلال کا سبب ضلال بنا ۔ بایں طور کہ کسی شخص نے گمراہی اختیار کی ۔ بدیں وجہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اس پر گمراہی اور ضلالت کا حکم لگایا ۔ اور آخرت میں جنت کے راستے سے دوزخ کے راستے کی طرف اس کو ہٹا دیا ۔ دُوسری صورت اضلالِ الٰہی کی یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے جبلّت انسانی ایک خاص ہیئت اور وضع کی بنائی ہے ۔ جب انسان کسی اچھے یا بُرے راستہ کو اختیار کر لیتا ہے ، تو پھر وہی راستہ اس کو مرغوب اور محبوب ہوتا ہے ، جس کو وہ کسی طرح نہیں چھوڑتا ۔ بلکہ وہ اس کی طبیعت اور خو بن جاتا ہے ۔ اسی اعتبار سے کہا گیا ہے " العادۃ طبع ثانی " — چونکہ انسان میں یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی ودیعت کی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے بھی اضلال کی نسبت اللہ تعالیٰ سے صحیح ہے ۔ اور اسی وجہ سے اس اضلال کی مومنوں سے نفی کی گئی ہے ، اور کافروں اور فاسقوں کے لئے اسی کا اثبات کیا گیا ہے ۔ ارشاد ہے :- وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھدٰھم ۔ (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جبکہ ان کو راہ پر لا چکا) اور فاسقوں کے حق میں ارشاد ہے :- وما یضل بہ الا الفسقین ۔ (اور گمراہی میں نہیں رہنے دیتا مگر فاسقوں کو) ۔ کافروں کے متعلق فرمایا جاتا ہے :- کذٰلک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب ۔ (اسی طرح گمراہی میں رہنے دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو بے باک ، شک کرنے والا ہو) ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶ ، ۱۵۷) ۔

لمترجم :- میں نے پہلے معنوں کو اختیار کیا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے ۔ اور یہی معنے درست ہیں ۔

عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَ اَلْقَوْا

کر دیتا پھر وہ ضرور تم سے جنگ کرتے۔ پس اگر انھوں نے تم سے کنارہ کشی کر لی پھر تم سے نہ لڑے۔ اور تمھیں

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُونَ

صلح کا پیغام دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے اُنکے خلاف کارروائی کرنیکی کوئی سبیل نہیں رکھی۔ عنقریب تم اور

اٰخَرِينَ يُرِيدُونَ اَنْ يَّاْمَنُوكُمْ وَيَاْمَنُوا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوٓا

لوگ پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔ جب کبھی وہ فتنہ کی

اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوٓا اِلَيْكُمُ

طرف پھیرے گئے اُس میں اوندھے منہ گرا دیئے گئے۔ پس اگر وہ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تمھاری طرف صلح کا

السَّلَمَ وَيَكُفُّوٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

پیغام نہ دیں اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں، تو جہاں اُن کو پاؤ انھیں گرفتار کرو، اور انھیں

ثَقِفْتُمُوهُمْ ۭ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِينًا ﴿۹۱﴾

قتل کر ڈالو۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہم نے تمھیں کھلم کھلا تسلط دے دیا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ

اور مومن کا یہ کام نہیں کہ کسی مومن کو قتل کر دے سوائے اس کے کہ غلطی ہو جائے ۱ اور جس نے

قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دیا تو (کفارہ) ایک ایماندار غلام کا آزاد کرنا، اور پورا خون بہا اس (مقتول)

اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ

۲ کے وارثوں کو دینا۔ سوائے اسکے کہ وہ معاف کر دیں۔ پھر اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہو جو تمھاری دشمن ہے۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

اور وہ مومن ہو تو ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تمھارے

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيرُ

درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہو، تو اس کے وارثوں کو پورا خون بہا دینا۔ اور ایک

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

مومن غلام کا آزاد کرنا (کفارہ ہے)، پھر جو (غلام) نہ پائے تو اللہ کی طرف سے بطور توبہ پے درپے دو ماہ کے روزے

---

۱ خطأً :-

تفسیر صافی ص۱۱۷ پر بحوالہ کافی اور تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر جگہ جہاں بندہ آزاد کرنا ہو۔ چھوٹے بچوں کا آزاد کرنا اولیٰ ہے۔ سوائے کفارہ قتل کے کہ اس میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :- تحریر رقبۃ مؤمنۃ۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ بالغ ہو اور اپنے ایمان کا اقرار کرنے والا ہو۔

۱۲ ع ۹

۲ ودیۃ مسلّمۃ :-

تفسیر صافی ص۱۱۷ پر بحوالہ تفسیر عیاشی وارد ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی کو مارے مگر اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اور وہ مر جائے، تو آیا یہ وہ خطا سمجھی جائے گی جس میں دیت اور کفارہ ہے۔ آپ نے فرمایا، بیشک! پھر سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص تیر چلائے اور وہ کسی آدمی کو لگے۔ فرمایا: بلاشک وشبہ یہ خطا ہے اور خطا کا اس پر دیت اور کفارہ ہے۔

تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾ وَمَنْ يَّقْتُلْ

رکھے ۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بہت حکمت والا ہے ۔ اور جو کسی مومن کو جان

مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ

بوجھ کر قتل کردے ۱؎ تو اس کی سزا جہنم ہے ۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا ۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی اور اس نے اس کیلئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ

جب تم خدا کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو ۔ اور جو تمہاری طرف سلام پیش کرے

اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ

تم اُسے مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے ۔ تم دنیا کی زندگی کا مٹ جانیوالا مال و متاع

الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

چاہتے ہو ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ غنیمتیں ہیں ۔ اس سے پہلے تم ایسے ہی تھے ۔

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا اسلئے تم تحقیق کر لیا کرو ۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو ، اللہ تعالیٰ پورا خبردار ہے ۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ

سوائے ان کے جو معذور ہیں مومنوں میں سے (گھر میں) بیٹھ رہنے والے ۔ اور

الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ

خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے ۔

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَي الْقٰعِدِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنیوالوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ لا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

بڑا اجر دے کر فضیلت دے دی ہے ۔ (یہ) اسکی طرف سے درجے ہیں اور مغفرت ہے اور رحمت ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ

۱؎ مؤمنًا متعمدًا :-

تفسیر صافی صہ ۱۱ پر، بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی، وارد ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا، کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کردے، تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر باعث قتل ایمان کے متعلق کوئی امر ہے تو اس کی کوئی توبہ قبول نہیں ہو سکتی ۔ اور اگر اس نے غصہ کے باعث یا دُنیا کی کسی چیز کے لئے قتل کیا، تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے اور اگر کسی کو اس قتل کی خبر نہ ہوئی ہو تو یہ قاتل مقتول کے وارثوں کے پاس جا کر ان کے مورث کے قتل کا اقرار کرے ۔ پھر اگر وہ اس کو معاف کردیں اور قتل نہ کریں تو پوری دیت (خون بہا) ان کو دے دے، اور ایک بردہ آزاد کرے ۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور دو ماہ کے روزے رکھے ۔ یہ اس کی خدا کی راہ میں توبہ ہے ۔

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾ع اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ

بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ بیشک وہ لوگ جن کو فرشتوں کی جماعت نے ایسی حالت میں قبض کیا لہ

اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي

جبکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے، تو انھوں نے کہا تم کس حال میں تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم تو زمین

الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا

میں کمزور کر دیئے گئے تھے۔ (فرشتوں نے) کہا، کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت

فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿٩٧﴾ اِلَّا

کرتے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اُن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ بازگشت کی بُری جگہ ہے۔ سوائے

الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا

ان کے ٢ جو مردوں اور عورتوں اور بچوں سے کمزور کر دیئے گئے ہوں کہ نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٩٨﴾ فَاُولٰٓئِكَ

کوئی حیلہ کر سکتے ہوں اور نہ کوئی راہ پا سکتے ہوں۔ پس قریب ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٩٩﴾

کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگذر کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا

اور جو شخص خدا کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بہت جگہیں اور فراخی

كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ

پائے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ

نکلے، پھر اسے موت آ جائے ٣ تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واجب ہو گیا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٠﴾ع وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ

اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ

کوئی گناہ نہیں، کہ تم بعض نمازوں کو قصر کر دو ٤ جب تم ڈرو کہ جو لوگ

ع ۵ ۱۳ ۱۰

ا توفّٰهم الملٰئكة:- تفسیر صافی ص۱۱۹ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے ان اقوال کے متعلق دریافت کیا گیا: اللّٰه يتوفى الانفس حين موتها (اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے وقت اٹھا لیتا ہے)۔ قل يتوفٰكم ملك الموت الذي وكل بكم (کہہ دو کہ ملک الموت تمھیں اٹھا لیتا ہے جو تم پر تعینات کیا گیا ہے)۔ توفته رسلنا وهم لا يفرطون (ہمارے رسولوں نے انھیں اٹھا لیا اور وہ کوتاہی نہیں کرتے)۔ الذين تتوفٰهم الملٰئكة (وہ لوگ جنکو فرشتے اٹھا لیں گے)۔ کہ ان چاروں میں کہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے، اور کہیں ملک الموت سے، کہیں رسولوں سے اور کہیں فرشتوں سے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے بزرگ اور برتر ہے کہ وہ اس فعل کو خود انجام دے۔ اور اُس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا فعل خود اُس کا فعل ہے۔ اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کے حکم سے ہی کرتے ہیں۔ پس وہ اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان رسول اور سفیر منتخب کرتا ہے اور وہ وہی ہیں جن کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: اللّٰه يصطفى من الملٰئكة رسلا ومن الناس۔ (اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے رسول منتخب فرماتا ہے)۔ پس وہ فرمانبردار بندے ہیں۔ ان کی رُوح قبض کرنے کا انتظام رحمت کے فرشتوں کے سپرد ہے۔ اور جو نافرمان بندے ہیں اُن کی رُوح کو عذاب کے فرشتے قبض کرتے ہیں۔ ملک الموت کے مددگار ہونے رحمت کے فرشتوں میں سے بھی ہیں اور عذاب کے فرشتوں میں سے بھی، جو اُن کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جو فعل یہ مددگار کرتے ہیں وہ ملک الموت سے منسوب کیا جاتا ہے۔ پس جس طرح اُن کا فعل ملک الموت کا فعل ہے اسی طرح ملک الموت کا فعل خود خدا کا فعل ہے۔ اس لئے کہ وہ جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے جانوں کو اٹھوا لیتا ہے۔ اور جس کے ہاتھ سے کوئی چیز چاہتا ہے دلوا دیتا ہے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے رکوا دیتا ہے۔ جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے ثواب دلواتا ہے اور جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے عذاب دلواتا ہے۔ پس اسی طرح جو کچھ اُس کے امین کام کرتے ہیں وہ خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: وما تشاؤن الا ان يشآء اللّٰه (اور تم کچھ نہیں چاہتے ہو سوائے اس کے جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے)۔

ع ۱۴ ۱۱

٢ المستضعفين:- تفسیر صافی ص۱۱۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی وارد ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مستضعفین سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا جو اپنے آپ کا بچاؤ کرنے میں بیوقوف ہوں۔ اور ایسے لوگ جن کو تم کہو کہ نماز پڑھو تو وہ نماز پڑھ لیں۔ اور وہ وہی کچھ سمجھیں جو کچھ کہ تم اُن سے کہو۔ اور ایسے لوگ جو ایک مقام سے دُوسرے مقام پر تمھارے ہی خرچ سے جائیں۔ اور جتنی بات تم اُن سے کہو وہ اتنی ہی سمجھیں۔ اور بہت بوڑھے آدمی اور چھوٹے چھوٹے بچے۔ ٣ يدركه الموت:- تفسیر صافی ص۱۱۹ پر بحوالہ المجمع ابی حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ جب ہجرت کی آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص جسکا نام جندع یا جندب ابن حمزہ تھا نے سُنا اور وہ اُن دنوں مکہ میں رہائش پذیر تھا۔ اُس نے کہا خدا کی قسم! میں وہ نہیں ہوں جسکو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے، میں اپنے آپ میں ہجرت کرنے کی قوت بھی پاتا ہوں اور میں راستہ سے بھی واقف ہوں۔ اور وہ کسی شدید مرض میں مبتلا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ میں مکہ میں ہرگز

يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا

کافر ہو گئے وہ تم سے فساد کریں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلم کھلا دشمن

مُّبِينًا ﴿١٠١﴾ وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ

ہیں۔ اور (اے رسول) جب تم ان میں ہو[1] پھر تم ان کو نماز پڑھانے لگو تو لازم ہے کہ ان میں سی

طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا

ایک گروہ تمہارے ساتھ نماز پڑھے، اور چاہئیے کہ وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پس جب وہ سجدہ کر چکیں

فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا

تو لازم ہے کہ وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں۔ اور دوسرا گروہ جسنے ابھی نماز نہیں پڑھی انھیں چاہئیے کہ وہ آگے آجائیں

فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ

پھر وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں[2] اور انھیں بھی لازم ہے کہ وہ اپنی حفاظت کا سامان اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ

کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ،

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن

تو وہ تم پر ایک ہی دفعہ حملہ کر دیں۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، اگر

كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا

تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو، یا تم بیمار ہو کہ تم اپنے ہتھیار آتار

أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

رکھو۔ اور اپنا بچاؤ کا ذریعہ لئے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے رسوا کرنے والا

عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا

عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ پس جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے اور لیٹے

وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

لیٹے خدا کا ذکر کرتے رہو۔ پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو (پوری) نماز پڑھو۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾ وَلَا

بے شک نماز مومنوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے[3]۔ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱

۴۵ تقصروا من الصّلوٰۃ:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۱۹ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ، و تفسیر عیاشی زرارہ اور محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ہم دونوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ سفر کی نماز کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ کس طرح ہونی چاہئے، اور کس قدر ہونی چاہئے؛ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ واذ ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصّلوٰۃ۔ پس سفر میں قصر اسی طرح واجب ہو گیا جس طرح حضر میں پوری پڑھنا۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلیس علیکم جناح۔ (تم پر گناہ نہیں ہے)۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ ایسا کرو۔ جس سے اس کا بجالانا واجب سمجھا جائے۔ جیسا کہ حضر میں پورا پڑھنا واجب ہے۔ فرمایا: کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، ان الصفاء و المروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلاجناح علیہ ان یطوّف بھما۔ (صفا اور مروہ خدا تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجالائے تو ان دونوں حالتوں میں طواف کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ طواف ان دونوں حالتوں میں واجب مفروض ہے۔ اس لئے کہ خدا نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور نبی نے اس کو عمل کر کے دکھا دیا۔ اسی طرح سفر میں قصر کرنا ایک ایسی بات ہے کہ جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور نبی نے اسی پر عمل کیا۔ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص سفر میں چار رکعت پڑھ لے تو کیا اعادہ کرے یا نہیں؛ فرمایا کہ اگر اس کے سامنے قصر کی آیت پڑھی گئی۔ اور اس کا مطلب اس کی سمجھ میں آگیا۔ اور پھر بھی اس نے چار رکعت پڑھی تو اعادہ کرے۔ اور اگر یہ آیت اس کے سامنے نہیں پڑھی گئی اور وہ اس سے واقف نہیں ہے اور اس نے پوری پڑھ لی تو اس کے ذمہ اعادہ نہیں ہے۔ اور ہر نماز فریضہ سفر میں دو رکعت ہے، سوائے نماز مغرب کے کہ وہ سفر میں بھی تین ہی رکعت ہے۔

حاشیہ صفحہ ھذا

[1] واذا کنت فیھم:۔

اس آیہ مجیدہ میں نماز خوف کے احکام میں جنکی تفصیل نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

[2] فلیصلّوا معک:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۰ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نماز خوف کی ترکیب پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ امام نماز کیلئے کھڑا ہو جائے۔ اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ اگر اس کے پیچھے کھڑا ہو جائے۔ اور ایک گروہ اس کے دشمن کے مقابل رہے۔ امام ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر کھڑا ہو جائے اور یہ بھی کھڑے ہو جائیں۔ ابھی امام تو حالتِ قیام ہی میں رہے کہ یہ جلدی سے اپنی دوسری رکعت ختم کر کے سلام پڑھ کر چلے جائیں اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کی جگہ جا لیں۔ اور وہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہو جائیں۔ جسے پڑھ کر امام تو بیٹھ جائے، اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت ختم کریں۔ پھر سلام کے بعد متفرق ہو جائیں۔ **[3] کتابا موقوتا:۔** تفسیر صافی صفحہ ۱۲۰ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ موقوتا کے معنے مفروضا ہیں۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موقوتا سے ثابتا مراد ہے۔ اور اگر نماز وقت سے نہایت تھوڑی آگے پیچھے * اور اگر وقت مقررہ گزر جانے کے بعد نماز پڑھے گا تو وہ نماز ادا نہ ہو گی

* ہو جائے تو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ اگر اسے نماز کا ضائع ہونا کہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی نسبت فرمایا؛ اضاعوا الصّلوٰۃ واتبعوا الشھوٰت فسوف یلقون غیّا۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

(باقی اگلے صفحہ پر)

تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ

تم قوم (کفار) کی تلاش کرنے میں سستی نہ کرو۔ اگر تمھیں تکلیف پہنچتی ہے تو یقیناً انھیں بھی اسی طرح

يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ

تکلیف پہنچتی ہے جسطرح تم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ حالانکہ تم اللہ تعالیٰ سے جو امید رکھتے ہو وُہ امید نہیں رکھتے۔

وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٠٤﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک ہم نے تیری طرف کتاب (قرآن) حق کے ساتھ

بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُنْ

نازل کی ہے، تاکہ جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا، اس کے ساتھ لوگوں میں فیصلہ کرو [1]۔ اور تم خیانت کرنے

لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

والوں کیلئے جھگڑا کرنیوالا نہ بنو۔ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

رَحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

مہربان ہے۔ اور جو لوگ اپنی ذات سے خیانت کرتے ہیں، تم ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ

اُن کو دوست نہیں رکھتا جو خیانت کرنے والے گنہگار ہیں۔ وُہ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ اور

وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا

اللہ تعالیٰ سے تو نہیں چھپ سکتے۔ اور وُہ تو ان کے ساتھ ہی ہوتا ہے جبکہ وُہ راتوں کو ان باتوں کا

يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ هَا أَنْتُمْ

مشورہ کرتے ہیں جو خدا کو پسند نہیں [2] اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ خبردار تم

هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَادِلُ اللَّهَ

وُہی ہو کہ تم ان کی طرف سے دنیا کی زندگانی میں جھگڑے۔ پھر اُن کی طرف سے اللہ تعالیٰ

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ

کے ساتھ قیامت کے دن کون جھگڑا کرے گا، یا کون ان کا وکیل ہو گا۔ اور جو شخص

يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ

کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے، پھر خدا سے بخشش مانگے، وُہ اللہ تعالیٰ کو

ع ١٥ / ٤ / ١٣

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲ سے)

یعنی انھوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشات کی پیروی کی۔ پس عنقریب وہ (اپنی) گمراہی (کے خمیازے) سے مل جائیں گے۔

حاشیہ صفحہ ھذا

[1] بما اربٰك الله :-

تفسیر صافی صہ ۱۲۰ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہ السلام کے سوا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا سپرد نہیں فرمایا۔ اس کے بعد حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی؛ لتحكم بين الناس بما اربٰك الله۔ اور فرمایا کہ اس آیت کا حکم اوصیاء میں بھی جاری ہے۔

[2] اذ يبيتون :-

تفسیر صافی صہ ۱۲۱ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول اذ يبيتون ما لا يرضىٰ من القول کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد فلاں فلاں اور علیدہ بن الجراح ہیں۔

احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں تغیرات پیدا کرنے والوں کا قصہ اپنے قول اذ يبيتون ما لا يرضىٰ من القول میں بیان فرما دیا کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اسی طرح باطل کو قائم کریں گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے بعد وفاتِ موسیٰ و عیسیٰ توریت اور انجیل میں تغیرات کئے اور کلمات کو ان کے موقعوں سے بدل ڈالا۔

اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ

بڑا بخشنے والا رحم کرنیوالا پائے گا - اور جو شخص کوئی گناہ کرتا ہے پس ما سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ اپنی

عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ

ذات ہی پر اسکا وبال لیتا ہے ، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے - اور جو شخص کوئی خطا یا

خَطِيْٓـئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓــئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا

گناہ کمائے ، پھر وہ کسی بیگناہ پر اس کی تہمت لگائے تو یقیناً اس نے بہتان اور

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ

صریح گناہ (کا) بوجھ اٹھالیا - اور اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت (بھی نہ ہوتی) ،

ع ۱۶ ۸ ۱۳

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ

تو ان میں سے ایک گروہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ تم کو بھٹکا دے - اور وہ نہیں بھٹکاتے مگر اپنے آپ

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

کو ہی ، اور تمھیں کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے - اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ

حکمت نازل کی - اور جو کچھ تو نہیں جانتا تھا وہ سب کچھ تمھیں سکھلا دیا - اور تم پر اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ

بہت بڑا فضل ہے - ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے سوائے اس کے

اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ ۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ

جس نے صدقہ دینے یا نیکی کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا لہ اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا

شخص اللہ کی رضامندی چاہنے کے لئے ایسا کرے ، پس عنقریب ہم اس کو بہت بڑا

عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ

اجر عطا کریں گے - اور جو شخص بعد اس کے کہ اس کے لئے ہدایت واضح ہو چکی ہو ، رسول کی مخالفت

الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ

کرے ، اور مومنوں کی راہ کے سوا کسی اور راہ کی پیروی کرے تو ہم اسے پھرا رہنے دیں گے جدھر وہ پھرا - اور

لہ اواصلاح :-

تفسیر صافی ملنا پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کلام کی تین قسمیں ہیں :- (۱) صدق - (۲) کذب - (۳) اصلاح بین الناس -

اور اصلاح کی تفسیر یہ فرمائی کہ کسی شخص سے تم کوئی بات سنو جس سے کسی دوسرے کی برائی ٹپکتی ہو - پھر جب تم اس دوسرے سے ملو تو یہ کہو کہ میں نے فلاں شخص سے تیری نیکی سنی یعنی جو بدی تم نے سنی ہو اس کے خلاف بیان کرو تا کہ دونوں میں فساد نہ رہے ، بلکہ اصلاح ہو جائے -

اور الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد گرامی اور ان کے آباؤ اجداد کے وسیلہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا جھوٹ تین باتوں میں مباح ہے - ایک لڑائی میں دشمن کو دھوکا دینا دوسرے زوجہ سے وعدہ کرنا - تیسرے لوگوں کے درمیان اصلاح کرانا ۔

ع ۱۷ ۱۴

نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ

اُسے جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اگر اس کے

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ

ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہیگا بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے

بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

ساتھ شرک کرے تو وہ دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔ وہ نہیں پکارتے ہیں خدا کے سواء مگر

اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

وقف لازم

عورتوں کو۔ اور نہیں پکارتے مگر سرکش شیطان کو۔ اس پر تو اللہ تعالیٰ نے لعنت کی

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

اور اس نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے مقرر کیا ہوا حصہ ضرور لوں گا۔ اور میں ضرور انھیں گمراہ کرونگا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ

اور میں ضرور اُن کو (جھوٹی) امیدیں دلاؤں گا، اور میں ضرور ان کو حکم دونگا پس وہ چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے۔ اور

لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ

البتہ میں انھیں حکم دوں گا پس وہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو بدل دینگے ۵۱ اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو

وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ

سرپرست بنائے۔ تو یقیناً اس نے کھلم کھلا خسارہ اٹھایا ہے۔ وہ (شیطان) انھیں

وَيُمَنِّيْهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ

وعدے دیتا ہے اور انھیں امیدیں دلاتا ہے ۵۲ اور شیطان نہیں وعدے دیتا انکو مگر دھوکا ہی دھوکا۔ یہ وہ لوگ ہیں

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور عمل نیک کئے۔ عنقریب ہم ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے، جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ

جاری ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور بات میں اللہ تعالیٰ

۵۱ فلیغیرن خلق اللہ:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں خلق اللہ سے مراد دین خدا ہے یعنی امرِ خدا اور نہیِ خدا۔ اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذٰلک الدین القیم۔ (فطرت خدا جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ دینِ خدا میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ یہی دینِ قیم ہے)۔

صاحبِ تفسیر صافی لکھتا ہے کہ فیہ تغییر لخلق اللہ عن وجہہ صورۃ او صفۃ من دون اذن من اللہ۔ یعنی اس میں ہے خلقت اور بناوٹ کا تبدیل کر دینا، چہرہ یا صورت یا صفت کا بدل دینا بغیر اجازت اللہ تعالیٰ کے۔ اس کے بعد صاحبِ تفسیر صافی نے چند مثالیں بھی لکھی ہیں۔ مثلاً نر جانوروں کا خصی کر دینا یا غلاموں کو خواجہ سرا بنا دینا وغیرہ وغیرہ۔ آج کل جو ڈاکٹر لوگ آپریشن کر کے مردوں کو عورت اور عورتوں کو مرد بنا رہے ہیں۔ کیا یہ بھی فلیغیرن خلق اللہ میں نہ آئے گا۔ اور یہ تبدیلی جنس فعلِ شیطان نہ ہوگا؟ آج کل کی نئی روشنی کے دلدادہ اس پر غور کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو برس پہلے اس تبدیلیٔ جنس کی خبر دے رکھی ہے۔

۵۲ ویمنیھم:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۲،۱۲۱ پر بحوالہ المجالس امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم۔ (وہ لوگ جس وقت کوئی بدی کریں یا اپنے نفسوں پر ظلم کریں، پھر اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں)۔

ابلیس مکہ کے قریب ایک پہاڑ پر چڑھ گیا، جس کا نام ثور ہے۔ اور بہت بلند آواز سے اپنے عفریتوں پر چیخا۔ سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ اے ہمارے سردار! تو نے ہمیں کیوں بلایا۔ اس نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے، پس کون ہے جو اس کا توڑ کر سکے۔ شیطانوں میں سے ایک عفریت نے کہا، کہ اس کام کے لئے میں حاضر ہوں، اس اس طرح یہ کام سرانجام دوں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تو اس کام کا اہل نہیں ہے۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے بھی وہی کہا، جو پہلے نے کہا تھا۔ ابلیس نے کہا کہ تم بھی اس کام کے لئے موزوں نہیں ہو۔ اس پر وسواس الخناس کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا۔ ابلیس نے پوچھا کہ کس طرح؟ اس نے کہا، کہ میں ان سے وعدہ کروں گا اور اُن کو امیدیں دلاؤں گا، یہاں تک کہ وہ گناہ کا ارتکاب کریں، پھر میں انھیں استغفار کرنا بھلا دوں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تو ہی اس کام کے لئے موزوں ہے۔ اور اُسے قیامت تک کے لئے اُن پر تعینات کر دیا۔

مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿١٢٢﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ

سے زیادہ سچا کون ہے ۔ نہ تمھاری جھوٹی آرزوؤں سے لہ اور نہ اہل کتاب کی ٹھہرائی ہوئی امیدوں سے اچھ ہو سکتا ہے

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جو شخص بھی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا ۲ہ اور وہ خدا کے سوا کسی کو نہ اپنا ولی پائے گا ، اور

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ

نہ مددگار ۔ اور مرد یا عورت میں سے جو کوئی بھی نیک کام کرے گا ، بشرطیکہ

اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

وہ مومن ہو ۔ پس یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے ، اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے

نَقِيْرًا ﴿١٢٤﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ

شگاف جتنا بھی ظلم نہ کیا جائیگا ۔ اور دین میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنے آپکو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے جھکایا ۔

مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ

اور وہ نیکوکار بھی ہے ۔ اور اس نے ملت ابراہیم کی پیروی کی جو راہ حق پر تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو دوست

خَلِيْلًا ﴿١٢٥﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ

بنا لیا تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿١٢٦﴾ ع وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ

ہر چیز پر احاطہ کرنے والا ہے ۔ اور تجھ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں ۔ کہدو کہ اللہ تعالیٰ

يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ

تمھیں انکے بارے میں فتویٰ دیتا ہے ۔ اور جو کچھ تم پر ان یتیم عورتوں کے بارے میں پڑھا جاتا ہے ۳ہ جن کو

الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

تم ان کا مقررہ حصہ نہیں دیتے ۔ اور خواہش کرتے ہو کہ ان سے (یونہی) نکاح کر لو ۔

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

اور ان بچوں کے بارے میں (بھی فتویٰ دیتا ہے) ۔ اور یہ کہ یتیموں کے لئے انصاف پر قائم

بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾

رہو ۔ اور جو نیکی بھی تم کرو گے ، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب جاننے والا ہے ۔

لہ لیس بامانیکم :-

تفسیر صافی ص۱۲۲ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ ابا جان ہمارے فرقہ کے گنہگاروں کے بارے میں اور غیروں کے گنہگاروں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں ۔ امام علیہ السلام نے جواب میں یہی آیت تلاوت فرمائی ۔

۲ہ من یعمل سوءً یجزبہ :-

تفسیر صافی ص۱۲۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت من یعمل سوءً یجزبہ نازل ہوئی تو اصحاب رسول میں سے کسی نے کہا کہ یہ آیت کس قدر سخت ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کیا تمھاری جانوں ، مال اور اولاد پر کچھ بلائیں نہیں وارد ہوتی رہتیں ؟ انھوں نے عرض کی ضرور ، فرمایا : بس ان کے سبب سے خدا تعالیٰ تمھارے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھتا جائے گا ۔ اور گناہ مٹاتا جائے گا ۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جب کسی بندے کا اکرام منظور ہوتا ہے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ بھی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی مرض میں مبتلا کرتا ہے ، اور اگر ایسا نہ ہوا تو کسی حاجت میں مبتلا کرتا ہے ۔ اور یہ بھی نہ کیا تو اس کی موت کو اس پر سخت کر دیتا ہے ، تاکہ اس کے گناہ کی مکافات ہو جائے ۔

ع ۱۸ ۱۱ ۱۵

۳ہ فی یتٰمی النسآء :-

تفسیر صافی ص۱۲۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ چھوٹے بچوں اور عورتوں کو میراث نہیں دیتے تھے ۔ اور یہ کہتے تھے کہ سوائے اس شخص کے جو لڑائی لڑ سکے ۔ اور دشمن کو دفع کر سکے ، اور کسی کو ہم میراث نہ دیں گے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے میراث کی وہ آیتیں نازل کیں جو اس سورہ کے اوّل میں ہیں ۔ اور خدا کے اس قول تؤتونھنّ کے یہی معنے ہیں ۔

اور تفسیر قمی میں اور زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت اس میراث نہ دینے کو اپنے نزدیک بہت اچھا سمجھتے تھے اور جب خدا تعالیٰ نے میراث کی آیتیں نازل کیں تو وہ اس پر بہت ہی بگڑے اور کہنے لگے کہ چلو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کرتے ہیں تو وہ حضرت اس کو چھوڑ دیں گے یا تبدیل فرما دیں گے ۔ پس وہ آ کر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ! لڑکی کو اسکے بھائی اور باپ کے ترکے کا آدھا ملے گا ۔ اور چھوٹے بچے کو بھی میراث دی جائے گی حالانکہ ان میں سے نہ تو کوئی گھوڑے پر چڑھ سکتا ہے نہ دشمن سے لڑ سکتا ہے ۔ نہ ان کو مال غنیمت مل سکتا ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے ۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ
اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی بدخوئی یا بے رخی سے ڈرے ۔ تو ان دونوں پر کوئی
عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ
گناہ نہیں ۔ اگر وہ آپس میں صلح کر لیں ۔ اور صلح بہتر ہے ۔ اور
اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
حاضر کی گئیں جانیں ساتھ بخیلی کے ۔ اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو ۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا
جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے پورا پورا خبردار ہے ۔ اور اگر تم چاہو بھی تو بھی تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ
بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ
زیادہ بیویوں کے درمیان عدل کر سکو ۵۱ ۔ بس تم ایک ہی طرف پورے نہ جھک پڑو ، کہ دوسری
فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
کو لٹکی ہوئی کے مانند چھوڑ دو ۵۲ ۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور ڈرتے رہو تو بیشک اللہ تعالیٰ
كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ
بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔ اور اگر وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی
سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وسعت سے بے نیاز کر دیگا ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت کشائش والا حکمت والا ہے ۵۳ ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ
میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ اور بیشک ہم نے وصیت کی ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ۔
قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا
اور تم کو بھی کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ۔ اور اگر تم کفر کرو گے (تو سمجھ لو) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کیلئے
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾
ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز مستحق حمد ہے ۔
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾
اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کافی سازگار ہے ۔

۵۱ ان تعدلوا بین النسآء :-
تفسیر صافی ص ۱۲۳ پر لکھا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ سب عورتوں سے محبت اور مودت ایک جیسی ہو ۔ اور تفسیر عیاشی ، تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ ہر امر میں من جمیع الوجوہ مساوات ہو ۔

۵۲ کالمعلقۃ :-
تفسیر صافی ص ۱۲۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایام مرض میں عورتوں کے درمیان باری تقسیم فرماتے تھے اور باری باری سب کے پاس جاتے تھے ۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ہے کہ جناب سیدہ کی وفات کے بعد آپ کے نکاح میں دو عورتیں تھیں ۔ آپ ایک کی باری کے دن دوسری کے گھر وضو بھی نہیں کرتے تھے ۔

۵۳ واسعًا حکیمًا :-
تفسیر صافی ص ۱۲۳ پر بحوالہ تفسیر کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے تنگدستی کی شکایت کی ۔ آپ نے اُسے فرمایا کہ نکاح کر لو اس نے نکاح کر لیا ۔ لیکن اس کی ضروریات اور بڑھ گئیں ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس سے مفارقت کر لو ، یعنی طلاق دے کر الگ الگ ہو جاؤ ۔ اس نے ایسا ہی کیا ۔ چنانچہ اس کی حالت بہتر ہو گئی ۔ آپ نے اسے فرمایا کہ میں نے تجھے دو امور کا حکم دیا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی : وانکحوا الایامی ۔ ۔ ۔ ۔ ان یکونوا فقرآء یغنہم اللہ من فضلہ ۔ (کہ تم میں سے جو مرد بے زوجہ ہوں اور جو عورتیں بے شوہر ہوں ۔ اُن کے اور تمہاری لونڈی غلاموں میں جو قابل نکاح ہوں اُن کے نکاح کر دو ۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا) ۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :- وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ ۔ اور اگر وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی اپنی وسعت سے بے نیاز کر دے گا ۔

اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاۡتِ بِاٰخَرِیۡنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اے لوگو! اگر وُہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور دوسروں کو لے آئے ۔ ل؎ ۔ اور اللہ تعالیٰ اس

عَلٰی ذٰلِكَ قَدِیۡرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنۡ كَانَ یُرِیۡدُ ثَوَابَ الدُّنۡیَا فَعِنۡدَ

پر سب طرح پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو (وُہ سمجھ لے) کہ اللہ تعالیٰ کے پاس

اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

دُنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب ہے ۲؎ ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا دیکھنے والا ہے ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ

اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ تم انصاف پر ہمیشہ قائم رہنے والے اللہ تعالیٰ کیلئے گواہی دینے والے ہو جاؤ ۔

وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ ۚ اِنۡ یَّكُنۡ غَنِیًّا

اگرچہ (یہ گواہی) تمھاری اپنی ذات یا ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی ہو، وُہ دولتمند ہوں

اَوۡ فَقِیۡرًا فَاللّٰهُ اَوۡلٰی بِهِمَا ۟ فَلَا تَتَّبِعُوا الۡهَوٰۤی اَنۡ تَعۡدِلُوۡا ۚ

یا محتاج تو اللہ ان دونوں کا زیادہ قریب ولی ہے ۔ پس تم عدل کرنے میں خواہشات کی پیروی نہ کرو ۔

وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

اور اگر تم زبان موڑو گے یا مُنہ پھیرو گے ، تو بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے پُورا پُورا خبردار

خَبِیۡرًا ﴿۱۳۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ

ہے ۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اس

الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ

کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ، اور اُس کتاب پر جو اس نے پہلے نازل کی ۔

وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ

اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن سے انکار

الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا

کرے تو یقیناً وُہ گمراہی میں بھٹک کر دُور جا پڑا ۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے

ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّمۡ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغۡفِرَ

پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے ، پھر کفر میں بڑھ گئے ۳؎ اللہ کے واسطے نہیں ہے کہ وُہ انھیں بخشے ۔

ل؎ ویات باٰخرین :-
تفسیر صافی صـــ۱۲۳ پر ہے کہ روایت میں وارد ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی پشت پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ آخرین سے مراد اس کی قوم ہے یعنی فارس (ایران) کے عجمی ۔

۱۹ ع ۸ ۱۶

۲؎ ثواب الدنیا والاٰخرۃ :-
تفسیر صافی صـــ۱۲۳ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دونوں ثواب اکٹھے طلب کرنے چاہئیں یعنی دنیا اور آخرت دونوں کی بہتری کیلئے ۔ اور اس سے زیادہ کوئی ذلیل بات نہیں کہ اعلیٰ اور اشرف کو چھوڑ کر ادنیٰ پر اکتفا کیا جائے ۔ حالانکہ اشرف شے کے حصول سے ادنیٰ ضائع نہیں ہوتی ۔
کافی اور الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت ...... نے بواسطہ اپنے آباؤ اجداد جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قدیم زمانے کے حکماء اور فقہاء جب ایک دوسرے کو کچھ لکھتے تھے تو تین ہی باتیں لکھتے تھے ، ان کے ساتھ چوتھی بات نہیں لکھتے تھے ۔ وُہ تین باتیں یہ ہیں :-
(۱) جس کو صرف آخرت کی فکر ہوگی ۔ خدا تعالیٰ اس کو دنیا کی فکر سے کفایت فرمائے گا ۔
(۲) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح فرما دے گا ۔
(۳) جو شخص اپنے ذمہ کے خُدا کے حقوق کی اصلاح کرے گا ۔ بندوں کے حقوق جو اُس کے ذمہ ہوں گے ۔ خدا ان کی اصلاح خود فرمائے گا ۔
اور من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ دنیا ان کی طلب گار ہے ۔ اور بہت سے ایسے ہیں کہ وُہ خود دُنیا کے طلب گار ہیں ۔ پس جو دُنیا کے طلبگار موت اُن کے پیچھے پڑی ہے ۔ جب تک کہ اُن کو دُنیا سے نکال نہ دے ۔ اور جو آخرت کے طلبگار ہیں خود دُنیا ان کی طلب گار رہے گی ۔ جب تک کہ اُن کا رزق ختم نہ ہو جائے ۔

۳؎ ثم ازدادوا کفرًا :-
تفسیر صافی صـــ۱۲۴ پر ہے کہ اس آیہ مجیدہ میں ان الذین آمنوا سے مراد یہودی ہیں جو حضرت موسیٰ پر ایمان لائے ۔ اور وُہ منافق لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہری ایمان لائے ۔ ثم کفروا سے مراد یہودی ہیں جنھوں نے گوسالہ پرستی کی اور منافق ہو گئے ثم آمنوا سے مطلب یہ ہے کہ وُہ بعد میں پھر ایمان لے آئے ۔ ثم کفروا سے وہ یہودی مراد ہیں جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا ۔ اور دُوسری بار منافق ہو گئے ۔ ثم ازدادوا کفرًا کا یہ مطلب ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا ۔ اور نافرمانی میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر مر ہی گئے ۔

لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

اور نہ ہی (یہ ہے کہ) انھیں راہِ راست تک پہنچائے۔ (اے رسول) منافقوں کو خوشخبری دو کہ یقیناً ان کیلئے

عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿١٣٨﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ

دردناک عذاب تیار ہے۔ (یہ) وہ لوگ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو سرپرست بناتے

دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ

ہیں۔ کیا وہ ان کے پاس سے عزت تلاش کرتے ہیں تو بیشک سب عزت

لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿١٣٩﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ

اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور یقیناً وہ کتاب میں یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ جس وقت تم یہ سنو کہ

اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا جاتا ہے اور اُن کا ٹھٹھا اڑایا جاتا ہے تو تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو ٥١

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ

تاآنکہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں غور کریں۔ ورنہ تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو گے۔ بیشک

اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿١٤٠﴾

اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں (ایک جگہ) اکٹھا کرنے والا ہے ۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

جو تمہارے انتظار میں لگے رہتے ہیں۔ پس اگر خدا کی طرف سے تمہاری فتح ہو گی تو

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا

کہہ دیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو جائے، تو یہ کہہ دیں

اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ

کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آگئے تھے۔ اور ہم نے تمھیں مومنوں سے بچا نہیں لیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کیلئے ٥٢ مومنوں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿١٤١﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

(غالب آنے کی) کوئی راہ ہرگز قرار نہ دے گا۔ یقیناً منافق اللہ تعالیٰ کو دھوکا دیتے ہیں ۔

ع ٢٠ / ١٧

٥١ فلا تقعدوا معھم :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۳ پر بحوالہ کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت تم کسی شخص کو حق کا انکار کرتے اس کی تکذیب کرتے اور دلائل حق کی بدی کرتے سنو تو اُس کے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ اور اُس کے پاس نشست و برخواست موقوف کردو۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سننے کی قوت کے لئے یہ بات خدا نے واجب کی ہے کہ جن چیزوں کو سننا پروردگار عالم نے حرام کیا ہے۔ ان سے اس قوت کو محفوظ رکھے۔ اور جن چیزوں کی خدا نے ممانعت کی ہے ان کو حتی الامکان کان میں پڑنے ہی نہ دے اس کے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ موضع نسیان کو خدا نے مستثنیٰ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین۔ (اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو)۔

٥٢ لن یجعل :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۳ پر ہے کہ اس سے مراد حجت سے غالب آنا ہے۔ اگرچہ قوت میں کافر غلبہ حاصل کرلیں۔ عیون اخبار الرضا میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ نواحِ کوفہ میں ایک قوم ہے جس کا گمان ہے کہ حسین ابن علی علیہما السلام شہید نہیں ہوئے بلکہ حنظلہ ابن سعد شامی ان حضرت کی شبیہہ بنا دیا گیا تھا اور وہ حضرت مثل عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور وہ لوگ اس آیت سے حجت لاتے ہیں ولن یجعل اللّٰہ؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اُن پر خدا کا غضب ہو اور خدا کی لعنت ہو۔ وہ رسولِ خدا کی حدیثیں جھٹلانے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ نے متواتر خبر دی ہے کہ حسینؑ شہید کئے جائیں گے۔ اور جو اُن سے بہتر تھے وہ بھی شہید کئے گئے یعنی امیر المومنینؑ اور حسنؑ بن علیؑ۔ اور ہم میں سے بھی کوئی ایسا نہیں ہے جو شہید نہ کیا جائے گا۔ خدا کی قسم: مَیں ایک فریب دینے والے کے فریب سے شہید کیا جاؤں گا۔ اور اس بات کو مَیں اس عہد کے سبب سے جانتا ہوں جو جناب رسول خدا سے مجھ تک پہنچا ہے۔ اور انھیں جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچایا ہے۔ پس رہی بات اللہ تعالیٰ کے قول لن یجعل اللّٰہ... الخ کے مطلب کی۔ تو وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر کافروں کی حجت کبھی غالب نہ آنے دے گا۔ خداوند تعالیٰ کافروں کی نسبت خبر دیتا ہے کہ انھوں نے انبیاءؑ کو قتل کیا۔ انبیاءؑ پر وہ حجت میں غالب نہیں آئے۔

وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى ۙ

اور وُہ ان کو دھوکا بازی کی سزا دینے والا ہے۔ اور جب وُہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں

يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۴۲﴾

وُہ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا ذکر نہیں کرتے لے مگر بہت تھوڑا۔

مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى

وُہ اس (کفر اور ایمان) کے درمیان دوڑلے ہیں۔ نہ ان کی طرف ہیں اور نہ اُن کی

هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيلًا ﴿۱۴۳﴾

طرف ؎۲۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دے تو تم ہرگز اس کے لئے کوئی راہ نہ پاؤ گے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِنْ

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو سرپرست نہ بناؤ۔

دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے خلاف اللہ تعالےٰ کیلئے کھلم کھلی

سُلْطٰنًا مُّبِينًا ﴿۱۴۴﴾ إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ

حجت قرار دے لو۔ یقیناً منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں

مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿۱۴۵﴾ إِلَّا الَّذِينَ

گے ؎۳ اور تم ان کے لئے ہرگز کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ سوائے اُن کے جنھوں نے

تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ

توبہ کی۔ اور نیکی اختیار کی۔ اور اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑا۔ اور اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے

لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ

خالص کر دیا۔ پس وُہ مومنین کے ساتھ ہوں گے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت

الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ

بڑا بدلہ دے گا۔ اللہ تعالےٰ تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔

إِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿۱۴۷﴾

اگر تم شکر کرو اور ایمان لائے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ قدردان (اور) بہت اچھی طرح جاننے والا ہے۔

؎۱ لا یذکرون اللہ :-

تفسیر صافی ص۱۲۲ پر ہے کہ جو شخص کوئی عمل کسی کو دکھانے کی غرض سے کرتا ہے وہ اس کی موجودگی ہی میں کرتا ہے تاکہ وُہ اُسے دکھا سکے۔

اور کافی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص چھپا کر خدا کو یاد کرتا ہے، وُہ یقیناً خدا کو بہت یاد کرتا ہے۔ اور منافقین چونکہ خُدا کی یاد اعلانیہ کرتے تھے اور پوشیدہ کچھ نہیں۔ اس لئے خدا نے اس آیت میں ان کی صفت بیان کر دی ۞

؎۲ لا الی ھٰؤلاء :-

تفسیر صافی ص۱۲۲ پر ہے کہ یہ لوگ نہ تو پورے مومنین کی طرف ہیں اور نہ کامل طور سے کافروں ہی کی طرف۔ اسی طرح سے کہ مومنوں کی طرح اظہار تو ایمان کا کرتے ہیں مگر مومنوں کی طرح دل میں ایمان کو جگہ نہیں دیتے۔ نیز کافروں کی طرح کفر کو تو دل میں جگہ دے رکھی ہے لیکن کافروں کی طرح کفر کا اظہار نہیں کرتے ۞

؎۳ فی الدرک الاسفل :-

تفسیر صافی ص۱۲۵ پر ہے کہ جس طرح بہشت کے درجات ہیں، اسی طرح دوزخ کے بھی درکات ہیں۔ اور ان کا نام درکات اس وجہ سے رکھا گیا کہ جس طرح درجات ایک دُوسرے سے بلند اور اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اسی طرح درکات ایک دُوسرے سے پست و اسفل ہوتے ہیں ۞

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ

اللہ تعالیٰ بلند آواز سے ؎۱ بُرا کہنے کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اگر تم ظاہر کرو نیکی یا اُسے چھپاؤ یا

تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

بُرائی سے درگذر کرو پس یقیناً اللہ تعالیٰ درگذر کرنیوالا اور بڑی قدرت رکھنیوالا ہے۔ بیشک جو لوگ

يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ

کفر کرتے ہیں ساتھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کے اور وُہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کے درمیان

اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ

جدائی ڈالیں، اور وُہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں ؎۲

وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور وُہ چاہتے ہیں کہ اس (ایمان اور کفر) کے بیچوں بیچ ایک راستہ اختیار کریں۔ یہی وُہ لوگ ہیں

الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَ

جو حقیقتاً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ

وُہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور انھوں نے اُن میں سے کسی ایک کے درمیان

اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

بھی فرق نہ کیا۔ وہی ہیں کہ وُہ (اللہ تعالیٰ) عنقریب اُن کو اُن کے اجر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت

رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ يَسْــَٔــلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا

رحم کرنیوالا ہے۔ تجھ سے اہلِ کتاب پوچھتے ہیں کہ ؎۳ تو اُن پر آسمان سے ایک کتاب اُتار لائے،

مِّنَ السَّمَاۗءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا

تو موسیٰ سے انھوں نے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا ؎۴ یعنی یہ کہا تھا کہ

اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا

ہمیں اللہ تعالیٰ کھلم کھلا دکھا دے۔ پس انکے اس ظلم کے سبب اُنکو بجلی نے آپکڑا تھا۔ پھر جب اُنکے پاس

ربع

؎۱ لا یحب اللہ الجھر بالسوء:-

تفسیر صافی ص۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مدد طلب کرنے میں کسی کو بُرا بھلا کہا جائے۔ سوائے اس شخص کے کہ جس پر ظلم کیا گیا ہو۔ اس کیلئے کوئی ہرج نہیں کہ وُہ ظالم کے خلاف اتنی ہی مدد مانگے جتنی مدد کا دیا جانا دین میں جائز ہے اور اس کی نظیر دوسری جگہ قرآن میں موجود ہے: وانتصروا من بعد ما ظلموا (پ۱۹، شعرا، ع۱۱)۔ اور تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون وارد ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر کسی کے گھر مہمان آکر ٹھہرے اور وُہ اُس کی ضیافت ٹھیک نہ کرے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگر وُہ میزبان کی اس بدسلوکی کا ذکر زبان پر لائے۔ تفسیر عیاشی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے۔

؎۲ ونکفر ببعض:-

تفسیر صافی ص۱۲۵ پر اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ وُہ بعض انبیاء کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ جیسا کہ یہودیوں نے کیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن سے پہلے جو انبیاء ہو گذرے اُن کی تصدیق کرتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب یا جیسے نصاریٰ نے کیا، کہ حضرت عیسیٰؑ اور اُن سے پہلے جو انبیاء ہوئے اُن کی تصدیق کی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کی۔

؎۳ یسئلک اھل الکتاب:-

تفسیر صافی ص۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ مطابق ایک روایت کے کعب بن الاشرف اور یہودیوں کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا محمدؐ! اگر آپ واقعی نبی ہیں تو جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات ایک ہی دفعہ نازل ہوئی۔ آپ بھی آسمان سے کوئی ایسی ہی کتاب لے آئیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ع ۱۱ — ۲۱ — ۱

؎۴ فقد سألوا موسیٰ:-

تفسیر صافی ص۱۲۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! اِن کا آسمان سے کتاب نازل کئے جانے کا سوال تمھیں بُرا نہ لگے۔ کیونکہ انھوں نے حضرت موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا، جبکہ اُن کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظاہری معجزات اور کھلے نشانات آچکے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال اگرچہ ان لوگوں کے آباؤ اجداد نے کیا تھا۔ لیکن خدا نے اس کی نسبت ان لوگوں سے اسلئے دی کہ وُہ اپنے باپ دادوں کے مذہب پر جمے ہوئے تھے۔ اور اُنہی کی جہالتوں پر ڈٹے ہُوئے تھے۔

لمترجم:- کتاب کا مانگنا بظاہر کوئی بُرا سوال نہیں تھا۔ لیکن خرابی اس میں یہ تھی کہ وُہ صرف کتاب مانگتے تھے، کتاب والا نہیں چاہتے تھے، تاکہ جسطرح یہودیوں اور عیسائیوں نے تورات اور انجیل میں تحریف کی اسی طرح اس کتاب میں بھی جو چاہیں من مانی کارروائیاں کریں، اُنھیں کوئی روکنے والا نہ ہو۔

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ

روشن نشانیاں آچکیں تو اُس کے بعد انھوں نے بچھڑے کو (معبود) ٹھہرا لیا۔ پھر ہم نے اُس سے درگذر کی۔

وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٥٣﴾ وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ

اور ہم نے موسیٰ کو کھلی حجّت دے دی۔ اور ہم نے ان کے عہد کی وجہ سے ان کے

بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ

اُوپر کوہ طور کو بلند کیا۔ اور ان سے ہم نے کہا کہ اس دروازہ میں سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ اور ہم نے

لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿١٥٤﴾

ان سے کہا کہ سبت (ہفتہ کے روز) زیادتی نہ کرو۔ اور ہم نے اُن سے سخت عہد لیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ

پس اُنکے اپنے عہد کو توڑنے کے سبب سے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنے کے باعث اور اُن کا انبیاء کو

الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ

ناحق قتل کرنے کی وجہ سے [1] اور اُنکے اس قول سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ (حالانکہ یوں نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ

عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥٥﴾ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ

نے اُنکے دلوں پر اُنکے کفر کی وجہ سے نشان لگا دیا ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت کم۔ اور اُنکے کفر کے سبب

قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿١٥٦﴾ وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا

اور اُنکے اس قول کے سبب جس سے اُنھوں نے مریم پر بہت بڑا بہتان تراشا تھا [2] اور اُنکے اس قول کے باعث کہ

الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا

بیشک ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا [3]۔ حالانکہ نہ انھوں نے اُسے قتل کیا اور

صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

نہ ہی اُسے سُولی دی۔ بلکہ اُن کیلئے (ایک اور شخص کی) وُہی شکل (شبیہ) بنادی گئی [4] اور بیشک وُہ لوگ جنھوں نے

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ

عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا۔ وُہ البتہ اُس کی طرف سے شک میں ہیں۔ انھیں اس (واقعہ) کا علم ہی نہیں سوائے

وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿١٥٧﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

گمان کی پیروی کے۔ اور یقیناً انھوں نے اُسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست

[1] قتلھم الانبیآء :-

تفسیر صافی صفحہ ١٢٥ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ان لوگوں نے انبیاء کو خود قتل نہیں کیا تھا۔ ان کے باپ دادوں نے کیا تھا۔ مگر یہ اُن کے اس فعل سے راضی تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے اجداد کے قتل کا الزام ان کو دیا۔ اسی طرح قرار دیا ہے کہ جو فعل کیا گیا ہو گو ملزم خود اس فعل کا مرتکب نہ ہو مگر اس فعل پر راضی ہو تو اس کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

[2] بھتانا عظیما :-

تفسیر صافی صفحہ ١٢٥ پر بحوالہ المجالس امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تو کُل آدمیوں کی رضامندی پر اختیار ہو سکتا ہے اور نہ ہی کُل آدمیوں کی زبانیں بند کی جا سکتی ہیں۔ کیا اُنھوں نے حضرت مریم بنت عمران کی طرف یہ نسبت نہ دی تھی کہ یہ حمل تو ایک لوہی کا ہے۔ جس کا نام یوسف تھا۔

[3] انا قتلنا المسیح :-

سورۂ آلِ عمران کی آیت یاعیسیٰ انی متوفیک کی تفسیر کرتے وقت توفی کے معنوں پر قرآن مجید اور کتب لغات اور محاورہ عرب سے پُوری پُوری بحث کر دی گئی ہے۔ (دیکھو حاشیہ [3] صفحہ ٨٢)۔

[4] ولکن شبہ لھم :-

تفسیر صافی صفحہ ١٢٨ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جس شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی چال سوچی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس حیلہ سوچنے والے کو ہی حضرت عیسیٰؑ کی شبیہ بنا دیا۔ یعنی اس کی شکل و شباہت ایسی کر دی کہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ یہ عیسیٰؑ ہی ہے۔ چنانچہ وُہ خود اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں حضرت عیسیٰ کے بدلے میں قتل کر دیا گیا۔

ملترجم :- اس سے کسی جاندار کی شبیہ بنانے کا جواز ثابت ہُوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ خود بنائی۔ شُبّہ کے معنی لُغات القرآن ندوۃ المصنفین کی جلد ٣ صفحہ ٢٦٦ پر یُوں لکھتے ہیں :-

"شُبِّہَ :- وہی صُورت بنا دی گئی۔ مانند کر دیا گیا تشبیہٌ سے جسکے معنی کسی چیز کو کسی چیز کے مانند کر دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب "

اور اسی جلد ٣ کے صفحہ ٢٤٣ پر ہے کہ جو شخص سب سے پہلے اُن (عیسیٰؑ) کو گرفتار کرنے آیا تھا اُسی پر حضرت عیسیٰؑ کی شبیہ ڈال دی اور یہود نے حضرت عیسیٰؑ کے شبہ میں اُسی شخص کو سُولی پر چڑھا دیا۔

عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ

حکمت والا ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کی موت سے پہلے اس

بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾ ۚ

پر ضرور ایمان لائے گا[1] اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوگا۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ أُحِلَّتْ

پس ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہودی ہو گئے ہم نے اُن پر بہت پاک چیزوں کو حرام کر دیا جو اُن کیلئے حلال

لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ الرِّبٰوا

تھیں۔ اور اُنکے اللہ کے راستے سے اکثر لوگوں کو روکنے کے سبب سے (بھی)۔ اور اُن کے سود لینے کی وجہ سے

وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوٰلَ النَّاسِ بِالْبٰطِلِ ۚ وَ

حالانکہ وہ یقیناً اُس سے منع کئے گئے تھے۔ اور اُن کے لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھا جانے کی وجہ سے (بھی)۔

أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦١﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُونَ

اور اُن میں سے کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن اُن میں سے جو علم میں

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

پکے ہیں۔ اور مومن لوگ جو اس پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا،

وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ

اور اُس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا۔ اور نماز قائم کرنے والے، اور زکوٰۃ دینے

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ أُولٰٓئِكَ

والے، اور اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں

سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٢﴾ ع إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ

کہ ہم انھیں عنقریب بہت بڑا اجر دیں گے۔ بیشک ہم نے تمھاری طرف اسی طرح وحی کی جسطرح کہ ہم نے

إِلٰى نُوحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلٰٓى إِبْرٰهِيمَ

نوح کی طرف وحی کی تھی[2] اور اُس کے بعد (آنیوالے) نبیوں کو (وحی) کی۔ اور ہم نے ابراہیمؑ

وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسٰى وَ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط اور عیسیٰؑ اور

---

[1] قبل موتہ:۔

اس آیۂ مجیدہ میں لیؤمنن استعمال ہوا ہے۔ اسے مضارع مؤکّد بلام تاکید و نون تاکید یا نونِ ثقیلہ کہتے ہیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ معنیٰ تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کے دیتا ہے۔ اس آیت میں آئندہ زمانہ کی خبر دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بتا دیا گیا ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا۔ بعض اس آیت سے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ ہر ایک اہلِ کتاب یہود اور نصاریٰ اپنی آخری عمر میں مرنے سے پہلے حضرت عیسےؑ پر سچا ایمان لائے گا حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے۔ کوئی یہودی مرتے وقت عیسیٰؑ پر ایمان نہیں لاتا۔ اور نہ ہی کوئی عیسائی مرتے وقت عقیدہ تثلیث اور الوہیت عیسیٰؑ وغیرہ سے انکار کر کے سچا دین اختیار کرتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں جو حدیث وارد ہے وہ بھی اس امر کی تصدیق کرتی ہے۔ چنانچہ تفسیر صافی صفحہ ۱۲۰ پر بحوالہ تفسیر قمی شہر بن حوشب نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ قبلِ قیامت حضرت عیسیٰؑ نازل ہونگے اور اس وقت کُل یہود اُن کی تصدیق کریں گے۔ اور کُل عیسائی اُن کی نبوّت پر سچا ایمان لائیں گے۔ اور اُلوہیت سے انکار کریں گے الخ۔

آیۂ مبارکہ میں بہٖ اور موتہٖ کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰؑ کی طرف راجع ہیں۔ ضمیر ہمیشہ اپنے مرجع کو چاہتی ہے جو قریب ہوتا ہے۔ درصورتِ دیگر اضطراب ضمائر ہوگا، جو خلافِ فصاحت و بلاغت ہے اسلئے غلط ہے۔ پس حیاتِ عیسیٰؑ ثابت ہے۔

[2] کما اوحینآ:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۶ بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ یقیناً میں نے تمھاری طرف وحی کی جسطرح حضرت نوحؑ کی طرف اور آپ کے بعد کے انبیاء کی طرف کی تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کل وحی جمع فرما دی۔

ع ١٠ ٢٢ ٢

تفسیر صافی کے اسی صفحہ پر بحوالہ تفسیر عیاشی و اکمال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے مابین بعض انبیاء ایسے گذرے ہیں جو خفیہ رہے، اور کچھ ایسے جو اعلان کرنے والے تھے۔ اسی سبب سے خفیہ رہنے والے انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں بھی مخفی ہے۔ اور جسطرح اعلان کرنیوالے انبیاء کا نام لیا گیا ہے اُن کا نام نہیں لیا گیا جیسا کہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔ "و رسلا قد قصصنٰهم عليك من قبل و رسلا لم نقصصهم عليك"۔

وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿۱۶۳﴾

ایوبؑ ، اور یونسؑ ، اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی کی ۔ اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی ۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ

اور (ہم نے) (ایسے رسول (بھیجے) جن کا قصہ ہم نے تم سے پہلے بیان کیا ۔ اور ایسے رسول (بھی) جن

نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿۱۶۴﴾

کا قصہ ہم نے تم پر بیان نہیں کیا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے ایسا کلام کیا جیسا کہ کلام کرنے کا حق تھا ف۱

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى

ایسے رسول جو خوشخبری دینے والے (بھی تھے) اور ڈرانے والے (بھی) تاکہ رسولوں کے (آنے کے) بعد اللہ تعالیٰ پر آدمیوں

اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۶۵﴾

کے لئے کوئی حجت نہ رہ جائے ۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے ۔

لَٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَ

لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے ف۲ کہ جو کچھ اس نے تم پر نازل کیا اپنے علم سے نازل کیا ۔ اور

الْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿۱۶۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ

سارے فرشتے (بھی) گواہی دیتے ہیں ، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی گواہی دینے کیلئے کافی ہے ۔ بیشک وُہ لوگ

كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا

جو کافر ہوئے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا ۔ وُہ بیشک دُور کی گمراہی میں جا پڑے

بَعِيدًا ﴿۱۶۷﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ

ہیں ۔ بیشک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور ظلم کیا ف۳ اللہ تعالیٰ کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کو

لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ﴿۱۶۸﴾ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

بخشے ۔ اور نہ یہ کہ انھیں کسی راستے پر ہدایت فرمائے ۔ سوائے جہنم کے راستے کے جس میں وُہ ہمیشہ

فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿۱۶۹﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

رہیں گے ۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے ۔ اے لوگو ! بیشک یہ رسول

قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ

تمھارے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ آیا ہے ۔ پس ایمان لاؤ تمھارے لئے بہتر ہے

ف۱ موسیٰ تکلیماً :-

تفسیر صافی ص۱۲۶ پر بحوالہ التوحید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے چنے ہوئے آدمیوں کو طورِ سینا پر لے گئے ۔ اور ان کو دامن کوہ میں کھڑا کر کے خود طور پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ سے باتیں کر اور وُہ لوگ بھی کلام کو سنیں اور اُس کے کلام کو لوگوں نے اوپر سے نیچے سے دائیں سے بائیں سے سنا ۔ اللہ تعالیٰ نے بولنے کی قوت ایک درخت میں پیدا کر دی تھی ۔ اس سے آواز ہر طرف سے سنائی دیتی تھی ۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اعضاء اور حروف اور ہونٹوں کے کلام کیا ۔ جس طرح کہ انسان کو بات کرنے کیلئے ان کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اعضاء سے مبرّا اور منزہ ہے ۔

نیز ایک شخص نے جس کو آیاتِ خدا میں کچھ شبہ پڑ گیا تھا ۔ ان حضرت سے سوال کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک طریقہ پر نہیں ہے ۔ ایک وُہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے کیا ۔ اور ایک وُہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دیا ۔ اور وُہ خواب بھی کلام اللہ تھے جو رسولوں نے دیکھے اور یہ وحی تنزیل جس کی تلاوت کی جاتی ہے ۔ یہ بھی کلام اللہ ہے ۔

اور احتجاج میں گفتگو مندرج ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہودیوں کے مابین ہوئی یہودیوں نے کہا کہ آپؐ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بہتر تھے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیونکر ؟ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے چار ہزار کلموں سے بات کی لیکن آپؐ سے کوئی بات نہیں کی ۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اُن سے افضل درجہ عطا کیا گیا ہے ۔ انھوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے ؟ آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :-

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلًا ..... الخ ۔

ف۲ لکن اللہ یشھد :-

تفسیر صافی ص۱۲۷ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ۔

ف۳ وظلموا :-

تفسیر صافی ص۱۲۷ پر بحوالہ تفسیر عیاشی و کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے آلِ محمد علیہم السلام کے حقوق کو غصب کیا ۔ ایسے لوگوں کی مغفرت نہ ہوگی ۔

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَ

اور اگر تم کفر کرو تو (جان لو) کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے - اور

كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

اللہ تعالیٰ بہت کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے - اے کتاب والو! تم اپنے دین میں غلو نہ کرو- اور

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

سوائے حق کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ نہ کہو- ماسوا اس کے نہیں ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم

مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ

اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے - جو اللہ تعالیٰ نے مریم کی طرف القا کیا اور اسکی جزوی رُوح ہے ۱ے

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڟ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا

پس تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ - اور تین (خدا) مت کہو ۲ے باز آجاؤ تمھارے لئے بہتر

لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ

ہے - ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی معبود ہے - وہ اس سے پاک ہے کہ اس کیلئے کوئی بیٹا ہو -

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

اُسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے - اور اللہ تعالیٰ ہی کافی کارساز ہے -

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ

مسیح ہرگز انکار نہیں کرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بنے ۳ے اور نہ ہی مقرب

الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

فرشتے - اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پس عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے پاس جمع کریگا - پھر وہ لوگ جو ایمان لاچکے اور انھوں نے

الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ

عمل نیک کئے - تو اللہ تعالیٰ انھیں اُن کے اجر پورے پورے دے گا اور اپنے فضل سے انھیں زیادہ بھی دے گا-

اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اور وہ لوگ جنھوں نے انکار کیا اور تکبر کیا - پس وہ اُن کو دردناک عذاب کی سزا

ع ۹ / ۳

۱ے وروح منہ :-

تفسیر صافی صت ۱۲۷ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روح کے بارے میں پوچھا گیا کہ رُوح کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ رُوح اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام میں پیدا کیا۔

اور التوحید میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ دو رُوحیں ایسی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے منتخب کر لیا اور انھیں مصطفےٰ قرار دیا - وہ دو رُوحیں حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کی ہیں۔

عیسائیوں کا اعتراض :-

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی رُوح کو اللہ تعالیٰ نے مصطفےٰ کیا ہے اسلئے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں۔

جواب :-

اس لحاظ سے تو پھر حضرت آدمؑ بھی افضل ٹھہرینگے کیونکہ انکی رُوح کو بھی خدا نے مصطفےٰ قرار دیا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کو جو رُوحیں عطا ہوئی تھیں وہ جزوی تھیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السّلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ ونفخت فیہ من روحی (پ ۱۴)۔ اور حضرت عیسیٰ (علیہ السّلام) کے متعلق اللہ فرماتا ہے : وروح منہ - دونوں میں من موجود ہے جو تبعیضیہ ہے اور جزویت پر دال ہے۔ یعنی حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کو جو رُوحیں عطا ہوئی تھیں وہ جزوی تھیں نہ کہ کلی - یہی وجہ ہے کہ حضرت آدمؑ صرف زمین پر خلیفہ تھے - یعنی عالمِ مادی عنصری پر نہ کہ عالمِ امری اور روحی پر - کیونکہ جزوی یا ذرا سی رُوح سے کل عالمِ امری اور روحانی پر تصرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو بھی ذرا سی رُوح عطا ہوئی تھی - اسی لئے انھیں پرندوں میں روح داخل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی اجازت درکار تھی - اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے فرمایا : میں پرندے کی صرف شکل بنا سکتا ہوں نہ کہ پرندہ - پھر اُس رُوح سے جو اللہ نے مجھ میں پھونکی ہے پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جزوی رُوح سے صرف عالمِ مواد پر تصرف حاصل ہوتا ہے نہ کہ کل عالمِ امری وروحانی پر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے : اوحینا الیک روحًا من امرنا (پ ۲۵ - شوریٰ)۔ کہ ہم نے (اے رسول) تیری طرف عالمِ امری سے ایک روح وحی کی۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ امری کی ساری روح کے حامل ہیں۔ اسلئے انکو تمام عالمِ امری وروحانی ومادی وعنصری پر پورا پورا تصرف حاصل ہے اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام میں ذرا سی رُوح تھی۔ وہ جزوی نبی تھے ، اور بعض عوالم پر ہی نبی تھے۔ چنانچہ انکا اپنا قول ہے کہ "یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم (الی) مبشرًا برسول یأتی من بعدی" یعنی آپ صرف بنی اسرائیل پر نبی تھے ، نہ کہ دوسری قوموں پر بھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ساری روح کے حامل تھے اسلئے آپؐ سارے عوالم پر نبی تھے۔ لیکون للعٰلمین نذیرا (پ ۱۸ ، فرقان) لہٰذا آپ حضرت عیسیٰؑ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السّلام سے افضل ہیں ۞

۲ے لاتقولوا ثلٰثۃ :- تفسیر صافی صت ۱۲۷ پر ہے کہ ثلٰثۃ سے مراد اللہ ، مسیحؑ اور مریم ہیں۔ یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ اسکی دلیل خداوند تعالیٰ کا یہ قول ہے : ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ (یعنی) کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ خدا مان لو ؟ **اعتراض** :- عیسائی کہتے ہیں کہ ہم حضرت مریمؑ کو خدا نہیں مانتے اور یہ عقیدہ تثلیث میں شامل نہیں۔

اسلئے قرآن کا یہ بیان غلط ہے۔ جواب :- عیسائیوں [illegible] (باقی صفحہ ۱۳۶ پر)

اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

دے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے لئے نہ تو کسی کو سرپرست پائیں گے ، اور نہ ہی

نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

مددگار۔ اے لوگو! تحقیق تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے زوردار دلیل آئی ہے

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

اور ہم نے تمھاری طرف واضح نور نازل کیا [۱] پس وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاچکے اور

وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ

انھوں نے اُسی کو مضبوطی سے تھاما تو وہ انھیں عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا۔ اور

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ

انھیں اپنی طرف سیدھے راستہ کی راہنمائی کرے گا [۲]۔ وہ لوگ تم سے فتویٰ چاہتے ہیں۔ کہدو

اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ

تمھیں اللہ تعالیٰ کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے [۳] اگر کوئی ایسا مرد مرجائے جس کی کوئی اولاد (یا ماں باپ)

وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا

نہ ہوں، اور اُسکی ایک بہن ہو [۴] تو اس (بہن) کو اس کے ترکہ کا آدھا حصہ ملیگا۔ اور وہ مرد اُس (بہن) کا وارث ہوگا اگر

وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ

اُسکی اولاد (یا ماں باپ) نہ ہوں [۵] پس اگر دو بہنیں ہوں تو اُن دونوں کیلئے ترکہ کا دو تہائی ہوگا۔ اور اگر بھائی

كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

بہن مرد اور عورت (ملے جلے) ہوں تو مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

اللہ تعالیٰ تمھارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم بھٹک نہ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

اٰیاتُھا ۱۲۰ سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۶ رُکُوعاتُھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ ۱۳۵)

حضرت مریمؑ کا بُت بھی رکھا رہتا ہے۔ خصوصًا رومن کیتھولک عیسائیوں کے گرجاؤں میں عبادت کے وقت اِن ہر دو کو سجدہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص چاہے گرجا میں جاکر دیکھ لے ۔

[۳] عبدًا للہ :-

تفسیر صافی ص۱۲۶ پر ہے کہ عبودیت وہ شرف اور فضیلت ہے جو اس قابل ہے کہ اُس پر فخر کیا جائے ذلت اور استنکاف اس کی عبودیت کے سوا ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ نصاریٰ نجران کا ایک وفد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہا کہ آپؐ ہمارے آقا کو عیب کیوں لگاتے ہیں؟ آپؐ نے پوچھا کہ تمھارا آقا کون ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ عیسٰیؑ ۔ آپؐ نے فرمایا: کس بات میں عیب لگاتا ہوں؟ اُنھوں نے کہا کہ آپؐ اُنھیں عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ کہتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا: کہ بیشک! حضرت عیسٰیؑ اُسے عار نہ سمجھیں گے کہ وہ اللہ کا بندہ ہوں۔ اُنھوں نے کہا: ہاں! - اس پر یہ آیت نازل ہُوئی ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[۱] نورًا مبینًا :-

تفسیر صافی ص۱۲۷ پر ہے کہ برھان اور نور کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا کہ برہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں اور نور سے قرآن بعض نے کہا کہ برہان سے معجزات مراد ہیں اور نور سے قرآن۔ اور مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ تمھارے پاس عقلی دلائل اور نقلی شواہد آچکے اور تمھارے لئے اب کوئی عذر اور علت باقی نہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نور سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت مراد ہے ۔

ع ۵

[۲] صراطًا مستقیمًا :-

تفسیر صافی ص۱۲۷ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ برہان سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نور سے حضرت علی علیہ السلام۔ اور صراط مستقیم سے بھی حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ نور سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی امامت ہے اور اعتصام سے مراد اُن کی ولایت سے تمسک کرنا ہے۔ اور اِن آئمہ علیہم السلام کی ولایت سے تمسک کرنا جو آپؐ کے بعد ہُوئے ہے ۔

[۳] فی الکلٰلۃ :- تفسیر صافی ص۱۲۷ پر ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ ایک دفعہ بیمار ہُوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی بیمار پُرسی کی۔ اُنھوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ میرا ایک کلالہ ہے۔ مَیں اپنے مال میں کسطرح عمل کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہُوئی قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ۔ [۴] لہ اخت :- تفسیر صافی ص۱۲۷ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں اخت یعنی بہن عام ہے۔ خواہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہو جو حقیقی بہن کہلاتی ہے یا صرف باپ کی طرف سے ہو جسے علاتی کہتے ہیں ۔ [۵] ھو یرثھا :- تفسیر صافی ص۱۲۷ پر ہے کہ اگر بہن مرجائے گی تو بھائی اُسکے کُل مال کا وارث ہوگا (بشرطیکہ اس کی اولاد یا ماں باپ نہ ہوں) کیونکہ ماں یا باپ یا دونوں کی موجودگی میں حسب فرمان اہلبیتؑ بھائی او ۔۔ بہن کو کچھ نہیں ملتا ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، عہدوں کو پورا کرو لے تمھارے لئے چرنے والے مویشی

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ

حلال کئے گئے ہیں سوائے اُسکے جو تمھیں پڑھ کر سنایا جائے گا جبکہ تم حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ ہو

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا

بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، تم اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی

شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ

بحرمتی نہ کرو سے اور نہ ہی حرمت والے مہینہ کی، اور نہ نذر کردہ قربانی کی، اور نہ پٹہ دار قربانی کی،

وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

اور نہ ان لوگوں کی جو حرمت والے گھر کا قصد کرنیوالے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور اُس کی خوشنودی

رِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ

چاہتے ہیں۔ اور جب تم احرام کھولو پس شکار کرو۔ اور تمھیں کسی قوم کی دشمنی اس بناء پر کہ انھوں

قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا

نے تمھیں مسجد الحرام سے روکا تھا اس بات کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کرو۔ اور تم نیکی اور پرہیزگاری

عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠

میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ② حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ

اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ حرام کیا گیا تم پر سے

الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

مُردار، اور خون، اور سؤر کا گوشت، اور وُہ جانور جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَاۤ

اور گلا گھٹ کر مرا ہُوا، اور چوٹ کھا کر مرا ہُوا، اور بلندی سے گر کر مرا ہُوا، اور سینگ لگ کر مرا ہُوا۔ اور وُہ جسے

اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ

درندہ نے کھایا ہو سوائے اسکے جسے تم نے (مرنے سے پہلے) ذبح کرلیا۔ اور وُہ (جانور) جو (بتوں کے) تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور

لے بالعقود:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۷ پر "عقود" کے معنی تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں؛ لکھا ہے کہ حسب روایت تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام نے عقود کے معنی عہود کئے ہیں یعنی عہد۔ ایفا اور وفا کے معنی عقد اور پختہ عہد کے ہیں۔ اور وُہ شامل ہیں ہر اس عہد کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے۔ مثلاً اس کی اپنی ذات پر ایمان لانا، اُس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، اور اُس کے رسولوں کے اوصیاء پر ایمان لانا، اس کے حلال کو حلال اور اُس کے حرام کو حرام جاننا، اُس کے مقرر کردہ فرائض اور سنن کو بجالانا اور اُس کی حدود اور اوامر اور نواہی کی رعایت کرنا۔ اور مومنین نے جو باتیں اپنی ذات پر خدا کیلئے واجب کرلی ہیں یا فیما بین خود مثل امانات اور ان معاملات کے جن میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔

لے بھیمۃ الانعام:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۵ پر بحوالہ کافی والتہذیب ومن لا یحضرہ الفقیہ و تفسیر عیاشی امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام سے اُس کی تفسیر میں وارد ہے کہ بچہ جب اپنی ماں کے پیٹ میں ہو اور اُس پر بال اور اُون پیدا ہو گئے ہوں تو اُس کی ماں کا ذبح کرنا ہی اس بچے کا تزکیہ ہے۔

تفسیر قمی اور کافی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد اس آیت سے جنین (ماں کے پیٹ میں جو بچہ ہو) کا حلال ہونا ہی ہے اور اگر اُسکی خلقت پوری نہ ہوئی ہو تو اُسے نہ کھائیں۔

تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وُہ بچہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے ہاتھی، ریچھ اور بندر کے گوشت کھانے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان مویشیوں میں داخل نہیں ہیں جن کا گوشت کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

لے شعائر:۔

یہ لفظ جمع ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ شعیرۃ کی جمع ہے۔ ابن فارس نے اس کا واحد شعارۃ بنایا ہے شَعِیْرَۃٌ بروزن فَعِیْلَۃٌ بمعنے مُفْعَلَۃٌ یعنی مَشْعَرَۃٌ ہے اور مَشْعَرَۃٌ کے معنی نشانی کے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۵۳ طبع مصر ولغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۲۷۹)۔

اہل لغت کا بیان ہے کہ شعائر، شعیرۃ کی جمع ہے شعیرۃ وُہ نشان ہے جو اس چیز کو بتاتی ہے جس کیلئے وُہ مقرر کی گئی ہے۔ اشعار بدن کے یہ معنی ہیں کہ تم پر ایسی نشانی مقرر کرو جس سے یہ پتہ چلے کہ وہ ھدی (قربانی کا جانور) ہے۔ اور اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ شعائر مناسک حج کی تمام علامات کا نام ہے۔ جن میں رمی جمار، سعی بین الصفا والمروۃ داخل ہیں ـــــ لا تحلوا شعائر اللہ میں شعائر اللہ، اللہ کے دین کے تمام نشانات پر حاوی ہے یعنی دین کے وُہ فرائض اور نشانات کہ جنکے متعلق ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اُنکے حدود سے تجاوز نہ کریں اور اُن کے حقوق میں کوتاہی نہ ہو اور انھیں ضائع نہ ہونے دیں۔ (احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۶۶) ـــــ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: "شعائر در اصل جمع شعیرہ است یا جمع شعارہ است بمعنے علامت و شعائر اللہ در عرف دین و مکانات و ازمنہ و علامات و اوقات عبادات را گویند۔ اما مکانات عبادات پس مثل کعبہ و عرفہ و مزدلفہ و جمار ثلاثہ و صفا و مروہ و منیٰ و جمیع مساجد اند۔ و اما ازمنہ پس مثل رمضان و اشہر حرم و عید الفطر و عید النحر و جمعہ و ایام تشریق۔ اما علامات پس مثل اذان و اقامت و ختنہ و نماز جماعت

(باقی بر صفحہ ۱۳۰)

تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ

یہ کہ تم تیروں کے ساتھ قسمت معلوم کرو، یہ نافرمانی ہے۔ وہ لوگ جو کافر ہوئے، آج کے دن تمہارے

كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ

دین سے نا اُمید ہو گئے۔ پس تم اُن سے نہ ڈرو، اور مجھ سے (ہی) ڈرو۔ مَیں نے آج کے دن

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ

تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا سلہ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اور مَیں نے تمہارے

لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ

لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔ پس جو شخص بھوک میں بیقرار ہو جائے۔ (لیکن) گناہ کی طرف مائل ہونے

مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا

والا نہ ہو۔ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ

ذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ

اُن کیلئے کیا کچھ حلال کیا گیا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں۔ اور تم شکاری کتوں کے

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ؗ فَكُلُوْا

سکھلانے والوں نے جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں سکھلایا اُس میں سے تم نے کچھ اُن کو بھی سکھلایا۔ پس کھاؤ تم

مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

اُس میں سے جو اُنھوں نے تمہارے لئے پکڑ رکھا ہو سلہ اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھو اور تم خدا سے ڈرو۔

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ

بیشک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ آج کے دن تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔

طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ

اور تمہارے لئے ان لوگوں کا طعام (گندم) وغیرہ بھی حلال ہے جو اہل کتاب ہیں سلہ اور اُنکے لئے تمہارا طعام (گندم وغیرہ) بھی

لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ

حلال ہے۔ اور مومنہ عورتوں میں سے پاک دامنیں، اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے۔ اُن

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

میں کی پاک دامنیں سلہ، جبکہ تم اُن کو اُن کے مہر دے دو (بشرطیکہ) پاک دامنی کرنے والے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ثابت ہوا کہ جن چیزوں سے خدا کی یاد تازہ ہو۔ وہ شعائر اللہ ہیں اور ان کی حرمت واجب ہے۔ پس امام حسین علیہ السلام شہید کربلا جس نے خدا کا نام قائم رکھنے کے لئے اپنی اور اپنے اعزہ و اقرباء کی قربانیاں دیں، سے منسوب چیزیں بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ مثلاً آپ کی ضریح مقدس کی نقل، تعزیہ یا ذوالجناح اور اوقات میں ایام محرم کا عشرہ وغیرہ وغیرہ ٭

سلہ حرمت علیکم :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۸ پر بحوالہ عیون الاخبار الرضا میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت تو مشہور چیزیں ہیں وما اھل لغیر اللہ بہ سے مراد وہ جانور ہیں جو بتوں کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور المنخنقۃ سے مراد یہ ہے کہ مجوسی ذبیحہ نہیں کھاتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ وہ گائے اور بھیڑ بکری کا گلا گھونٹ دیتے تھے۔ اور جب وہ مر جاتے تھے اُسے کھا جاتے تھے۔ اور موقوذۃ سے وہ جانور مراد ہے جسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر پیٹا جاتا تھا۔ تا اینکہ وہ مر جاتا تھا تب وہ اُس کو کھا لیتے تھے۔ اور متردّیہ سے یہ مراد ہے کہ اُن کی آنکھیں بند کر کے چھت پر سے اُن کو گراتے تھے، جب وہ گر کر مر جاتے تھے تو وہ اُن کو کھا لیتے تھے۔ اور نطیحہ سے مراد ہے کہ وہ مینڈھوں کو لڑاتے تھے۔ جب لڑتے لڑتے ان میں سے ایک مر جاتا تھا تو وہ اُس کو کھا لیتے تھے۔ وما اکل السبع سے یہ مطلب ہے کہ جس جانور کو شیر بھیڑیا وغیرہ پھاڑ کر کھا جاتے تھے تو اس کا بقیہ وہ لوگ کھا لیتے تھے۔ لہٰذا خدا نے اس سے منع فرما دیا۔ اور وما ذبح علی النصب سے یہ مراد ہے کہ بیوت نیران (آتشیں مندر) کے سامنے جو جانور ذبح کئے جاتے تھے اور قریش جن درختوں اور پتھروں کو پوجتے تھے اور اُن کے نام پر جو جانور ذبح کئے جاتے تھے اُن سب کو خدا نے حرام قرار دے دیا ہے۔ وان تستقسموا بالازلام سے مراد یہ ہے کہ پانچ برس کا ایک اُونٹ معین کر کے اس کی قیمت کے دس حصے قرار دیتے تھے۔ پھر تیر اندازی کے ذریعہ اُس پر چٹی ڈالتے تھے۔ وہ تیر تعداد میں دس ہوتے تھے، جو کسی ایک شخص کو دیئے جاتے تھے۔ اُن میں سے سات تیروں کے حصے مقرر ہوتے تھے، اور تین کیلئے کچھ حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اِن دس تیروں کے نام یہ ہیں :۔ فذ، توام، مسبل، نافس، حلس، رقیب، معلّی، سفیح، منیح وغد۔ اُن میں سے ہر ایک کے جدا جدا حصے تھے۔ فذ کا ایک حصہ، توام کے دو، مسبل کے تین، نافس کے چار، حلس کے پانچ، رقیب کے چھ، معلّی کے سات اور باقی تین سفیح، منیح اور وغد کا کوئی حصہ نہ تھا۔ اور اس اُونٹ کی قیمت پوری کی پوری اُن لوگوں کے ذمہ ڈالی جاتی تھی، جنکے نام پر یہ پچھلے تیر برآمد ہوتے تھے۔ چونکہ یہ قمار یعنی جوا تھا، اسے اللہ نے حرام قرار دیا۔ ـــ تفسیر مجمع البیان میں حضرت علی علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ متردّیہ، نطیحہ اور ما اکل السبع والے جانور اگر ان میں جان باقی ہو تو ذبح کر کے کھا لیں ـــ اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر اور جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ ایسے جانوروں کی زندگی کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کانوں یا دم یا آنکھوں کی پتلیوں کو حرکت دے رہے ہوں اُس وقت اُنکو ذبح کر لیں تو اُن کا کھانا جائز ہے ٭٭٭

حاشیہ صفحہ ھٰذا :۔ سلہ الیوم اکملت ۔ تفسیر صافی صفحہ ۱۲۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے دن حضرت علی علیہ السلام کو امام مقرر فرمایا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ بقیہ

٭: ان دونوں صورتوں [illegible] ـــ اور [illegible] (باقی آئندہ)

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ

ہو نہ کہ کھلی بدکاری کرنیوالے اور نہ ہی چھپے آشنا رکھنے والے ہو۔ اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کریگا

فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵

تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، جب تم نماز (پڑھنے) کے لئے آمادہ ہو تو دھو لو اپنے

وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

چہروں کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور مسح کرو اپنے سروں کے کچھ حصّہ کا۔

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ

اور اپنے پاؤں کا انگی پیٹھ کی ہڈی کے ابھار تک۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو تم طہارت کرلو۔ اور اگر

كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ

تم بیمار ہو، یا سفر پر ہو، یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے،

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

یا تم نے عورتوں کو مس (قربت) کیا ہو، پھر تم کو پانی نہ ملا، تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ

پس تم مسح کرو اس سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کے کچھ حصّوں کا۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی

عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ

تنگی کرے، ولیکن وہ ارادہ کرتا ہے کہ تم کو پاک کردے، اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

تاکہ تم شکر گذار ہو جاؤ۔ اور تم یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر (ہوئی)،

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

ہے۔ اور اس عہد کو (بھی) جو اس نے تم سے پکا کر لیا ہے ۲ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم نے کہا تھا ہم نے سنا

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ يٰٓاَيُّھَا

اور ہم نے اطاعت کی ۳۔ اور خدا سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ سینوں کے اندر ہے اسے خوب جاننے والا ہے۔ اے وہ لوگو!

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۸)

ولایت سب سے آخری فریضہ تھا جسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی مضمون ہے ۔

ع ۵ ۵

قول صاحب تفسیر صافی :۔

ولایت کے اعلان پر فرائض کا مکمل ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کو جو علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے تھے وہ انھوں نے حضرت علیؑ کو تفویض فرما دیئے تھے۔ پھر اُن کی ذریت میں سے جو دعیہ ہونے والے تھے اُن کو یکے بعد دیگرے پہنچا دیا۔ پھر جب اُن کو قائم مقام قرار دے دیا اور لوگوں کو حلال اور حرام کے بارے میں ان سے کل اُمور کے دریافت کرنے کا موقع مل گیا۔ تو تمام اُمت کو یہ حکم دے دیا کہ ہر معاملہ میں اُن سے رجوع کریں۔ چونکہ اُن کے یکے بعد دیگرے اس امر پر قائم ہو جانے سے استمراری بندوبست ہو گیا۔ لہٰذا دین کامل ہو گیا اور نعمت پوری ہو گئی ۔

۲ امسکن علیکم :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے باز اور شکرے اور چیتے اور کتے کے شکار کی بابت پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کتوں کے پکڑے ہوئے شکار کے علاوہ دوسرے جانوروں کا شکار کیا ہوا جانور مت کھاؤ جبتک کہ اُسے باقاعدہ ذبح نہ کرلو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اگر کتے کے پکڑنے سے شکار مر جائے آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فکلوا مما امسکن علیکم پھر فرمایا کہ ہر درندہ اپنی ذات کیلئے شکار پکڑتا ہے، سوائے سدھائے ہوئے کُتے کے کہ یہ اپنے مالک کیلئے پکڑتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تم کتے کو شکار کیلئے چھوڑو تو اس پر خدا کا نام لے کر چھوڑو کہ یہی اُسکے تزکیہ کیلئے کافی ہے ۔

۳ طعام الذین :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس جگہ طعام سے غلہ اور میوہ مراد ہے نہ کہ ذبیحہ۔ کیونکہ وہ ذبیحہ پر خالص خدا کا نام نہیں لیتے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم وہ تمہارے ذبیحہ کو حلال نہیں جانتے، پھر تم کیوں اُنکے ذبیحہ کو حلال جانو — کافی وغیرہ کتب احادیث میں امام محمد باقر اور جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں طعام سے مراد دانے (غلہ) اور بقول ہے۔ اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ تم لوگ یہودیوں اور نصاریٰ کے ذبیحے نہ کھاؤ۔ اور نہ اُن کے برتنوں میں کھاؤ۔ اور بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ ذبیحہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوتا ہے اور اس پر سوائے اہلِ توحید کے دوسرے ایمان نہیں رکھتے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اگر وہ تمہارے سامنے ذبح کریں اور خدا کا نام لیں تو کھالو۔ اور اگر تمہاری موجودگی میں ذبح نہ کریں تو نہ کھاؤ۔ اور اگر کوئی مسلمان بالغ مرد تمہیں آکر یہ کہہ دے کہ اُنھوں نے خدا کا نام لیا تھا تو کھالو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ کسی مسلمان بالغ مرد کے گواہی دینے کے باوجود بھی نہ کھاؤ اور اُسے حرام کہہ کر ترک نہ کرو بلکہ یہ سمجھ کر کہ اُن کے برتنوں میں شراب اور سُور کا گوشت ہوتا ہے ترک کرو ۔ ۴ والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب :۔ تفسیر صافی صفحہ ۱۲۹ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد عفیفہ (پاکدامن) عورتیں ہیں — تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ سے احصنّ کے معنے دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد اُن کی عفیفہ عورتیں ہیں — کافی، تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت کا حکم خدا کے اس قول سے منسوخ ہے: ولا تمسکوا بعصم الکوافر یعنی کافر عورتوں کی ناموس پر قبضہ نہ رکھو — اور تفسیر مجمع البیان میں اس قدر زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی منسوخ ہے، ولا تنکحوا المشرکات — اور تفسیر قمی میں بھی اسی آیت سے استشہاد کیا گیا ہے۔ (باقی برصفحہ ۱۴۰)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَ

جو ایمان لاچکے ہو، تم سب خدا کے لئے انصاف کے ساتھ گواہ بننے کے لئے قائم ہو جاؤ۔ اور

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ

کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، وُہ

اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝٨

پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے اللہ تعالیٰ پورا خبردار ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور عمل نیک کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہُوا ہے کہ اُن کیلئے گناہوں کی

وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝٩ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ اور وُہ لوگ جو کافر ہو گئے، اور انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وُہی

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝١٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ

جہنم کے ساتھی ہیں۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

جو تم پر ہوئی، جبکہ ایک قوم نے ارادہ کر لیا کہ تمھاری طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھائیں،

فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تو اللہ تعالیٰ نے تم پر سے اُنکے ہاتھوں کو روک دیا لے اور تم خدا سے ڈرو! اور مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ج

کرنا لازم ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا۔

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ط وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ

اور اُن میں سے ہم نے بارہ سردار اُٹھائے ٹلہ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یقیناً

مَعَكُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ

تمھارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نے نماز قائم کی، اور زکوٰۃ دی، اور میرے رسولوں

بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

پر ایمان لائے اور اُن کی مدد کی، اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

نیز فرمایا کہ اہلِ کتاب میں سے جو جزیہ دینے والے تھے ان سے نکاح جائز تھا نہ کہ دوسروں سے — اور کافی میں حسن بن جہیم سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ اے ابو محمد! تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو مسلمان عورت کی موجودگی میں نصرانی عورت سے نکاح کرے۔ میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں آپ کی موجودگی میں میں کون ہُوں کہ مسئلہ بیان کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارا بیان کرنا میرے قول سے تمھیں ہی سمجھانا مقصود ہے۔ میں نے کہا مسلمان عورت کی موجودگی میں نصرانی یا کسی غیر مسلم عورت کا نکاح جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں! میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن۔ آپ نے فرمایا۔ تو پھر تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو، والمحصنٰت من المؤمنات والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ میں نے عرض کی کہ خدا کا یہ قول بھی تو ہے ولا تنکحوا المشرکات کیا اس سے یہ آیت منسوخ ہوگئی؟ پس آپ نے تبسّم فرمایا اور خاموش ہوگئے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو نکاح کیلئے آزاد یا کنیز مسلمان عورت مل جائے اس کیلئے جائز نہیں کہ کسی یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرے۔

اور تہذیب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو نکاح میں آزاد مسلمان عورت ہو وُہ اگر کسی یہودی یا نصرانی عورت سے متعہ کرلے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اس میں صرف یہودی یا نصرانی عورت کے ساتھ متعہ کرنے کا جواز ہی ہے۔ لیکن مجوسی کے لئے الگ احکام ہیں ٭

ع ۲ ۶

(حاشیہ صفحہ ۱۳۹ سابقہ)

لے اذا قمتم الی الصّلوٰۃ :-

تفسیر صافی صہ ۱۳۹ پر بحوالہ التہذیب اور تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے اس آیہ وضو کے معنی دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قمتم سے مُراد ہے جب تم سونے سے اُٹھو۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہی معنی وارد ہیں۔

صاحب صافی کا کہنا ہے کہ ان تصریحات کی موجودگی میں ہمیں مفسرین کے تکلفات، اُنکے اشارات اور کنایات کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اب رہا نیند کے علاوہ دُوسری صورتوں میں وضو کا واجب ہونا تو اس کا حکم دوسری احادیث سے پایا جاتا ہے جسطرح کہ غسل جنابت کے علاوہ اَور غسلوں کا واجب ہونا دیگر احکام سے پایا جاتا ہے یا جسطرح قرآن مجید کے مجمل احکام کو تفسیر اہلبیت علیہم السّلام سے معلوم کیا جاتا ہے کیونکہ جو کچھ گھر کے اندر ہوا اُسے گھر والے (اہلبیت) ہی خوب جانتے ہیں نہ کہ اُن کے غیر۔ اور وجہ سے مُراد چہرہ ہے، جو سامنے ہو۔ اَور گھنے بالوں میں خلال واجب نہیں۔ یعنی اُن میں اُنگلیاں دَبا دَبا کر پانی پہنچانا واجب نہیں کیونکہ بالوں کے نیچے کا حصّہ چہرہ میں داخل نہیں۔ جیسا کہ امام محمد باقر ؑ سے وارد ہے کہ چہرہ کے جتنے حصّہ کو بال گھیر لیں، بندوں پر واجب نہیں ہے کہ اُن کو کرید کرید کر اُن میں پانی بہائیں۔ صرف اُن کے اوپر پانی بہا دینا کافی ہے — اور کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر ؑ سے منقول ہے کہ وجہ، وُہ ہے جسے دھونے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ نہ اُس سے زیادہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کم۔ اگر زیادہ کیا جائے تو ثواب نہیں ملتا۔ اگر کم کیا جائے ٭ تو گناہ ہوتا ہے۔ اور جو جگہ انگوٹھا اور درمیانی انگلی کے مابین آجائے اور پیشانی میں بالوں کے اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک اَور جس حصّہ پر دو انگلیاں گولائی میں آجائیں وہی وجہ ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

لَأُكَفِّرَنَّ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

تو میں ضرور تمہاری برائیاں تم سے دُور کردوں گا۔ اور ضرور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنكُمْ فَقَدْ

نہریں بہتی ہوں گی۔ پھر جس نے تم میں سے اُس کے بعد کفر کیا، تو (یقین جان لو کہ) وہ

ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿١٢﴾ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَ

ضرور سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ پس اُن کے اپنے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے اُن کو اپنی رحمت

جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ۙ

سے دُور کردیا ۱ اور اُنکے دلوں کو سخت رہنے دیا۔ وُہ کلمات کو اُن کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں۔

وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ

اور جو نصیحت اُنکو کی گئی تھی اُس کا ایک بڑا حصّہ بھول گئے۔ اور اُن میں سے جو خیانت کرنے والے ہیں،

مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

سوائے نہایت تھوڑوں کے (جو خیانت نہیں کرتے) انکی خیانت پر بہ تقصیر برابر اطلاع ہوتی رہیگی پس انکو معاف کردو اور درگذر کرو

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا

بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اُن لوگوں میں سے جنھوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں، ہم نے

مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا

ان کا عہد لیا۔ پس جو نصیحت ان کو کی گئی تھی اُسکا بڑا حصّہ وُہ بھول گئے۔ پس ہم نے اُن کے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ

درمیان دُشمنی اور بغض قیامت کے دن تک رہنے دیا۔ اور عنقریب

يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

اللہ تعالیٰ اُن کو اس بات کی خبر دے گا جو کچھ کہ وُہ بنایا کرتے تھے۔ اے کتاب والو!

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ

یقیناً تمھارے پاس ہمارا رسول آیا ہے، وُہ اس میں سے بہت کچھ کھول کر بیان کرتا ہے جسے تم کتاب میں سے

مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ

چھپاتے تھے ۵۲ اور اکثر سے درگذر کرتا ہے۔ یقیناً تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اور کوئی نہیں۔ اور پوچھا گیا کہ کیا کنپٹیاں بھی وجہ میں داخل ہیں؟ فرمایا نہیں!۔

اور تفسیر صافی صنا۱۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آپ سے آنحضرتؐ کا وضو کرنا پوچھا گیا۔ آپ نے پانی سے بھرا ہوا ایک طشت یا چھوٹا پیالہ منگایا۔ پھر اپنا داہنا ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک چلو پانی لیا اُسکو اپنے چہرہ پر ڈال کر اپنا منہ دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ ڈال کر ایک چلو پانی لیا اور اُس کو داہنی کہنی پر ڈالا اور کہنی سے انگلیوں تک ہاتھ کو دھویا مگر اسطرح کہ بایاں ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف کھینچتے ہوئے لائے نیچے سے اوپر کو نہیں لے گئے۔ پھر داہنا ہاتھ طشت میں ڈال کر ایک چلو پانی لیا اور اُسکو بائیں کہنی پر ڈالا اور اُس کہنی کو انگلیوں کے سرے تک اسی طرح دھوڈالا جس طرح داہنا ہاتھ دھویا تھا۔ پھر اپنے ہاتھوں کی تری سے سر اور دونوں پاؤں کا مسح کیا اور مسح کے لئے نیا پانی نہیں لیا۔

۵۲ واثقکو بہ :-

تفسیر صافی صلا۱۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیہ مجیدہ میں میثاق سے مراد جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حرام چیزوں کے حرام کرنے کے بارے میں، طہارت کی کیفیت اور ولایت کی فرضیت کے متعلق اور دیگر احکام کھول کھول کر بیان فرمائے تھے۔

۵۳ سمعنا واطعنا :-

تفسیر صافی صلا۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ولائت کا اقرار لیا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے سُنا اور ہم نے اطاعت کی۔ پھر بعد میں یہ عہد توڑ دیا۔ پس یہ آیت اُن عہد کے توڑنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

(حاشیہ صفحہ ١٤٠)

۵۱ فکف ایدیھم عنکم :-

تفسیر صافی صنا۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد اہلِ مکہ ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے ان کے ہاتھ صلح حُدیبیہ کے ذریعہ سے روک دیئے گئے تھے۔

۵۲ اثنی عشر نقیبا :-

تفسیر صافی صلا۱۳ پر ہے کہ مصر میں فرعون کے ہلاک ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ شام کے ملک میں اریحا شہر کی طرف چلے جائیں۔ اس وقت اس شہر میں جبابرہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس شہر کو تمھارے لئے جائے پناہ قرار دیا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم بنی اسرائیل کے ہر سبط میں سے ایک ایک نقیب مقرر کردو تاکہ وُہ اُن پر اس حکم کی پوری پوری تعمیل کا ضامن بنے جو اللہ تعالیٰ نے اُنھیں جبابرہ کے شہر میں داخل ہونے اور جہاد کرنے کے بارے میں دیا ہے اور وُہ ان کا رہنما اور سردار بھی ہو۔ پس حضرت موسیٰؑ نے ان نقیبوں کو بطور جاسوس کے بھیجا۔ اُنھوں نے بڑے بڑے قوی ہیکل لوگ دیکھے، پس وُہ واپس لوٹ آئے اور اگر حضرت موسیٰؑ کو اطلاع دی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اس بات کو ظاہر کرنا اور پوشیدہ رکھنا۔ لیکن انھوں نے اپنی قوم کو اس بات کی اطلاع دے دی، سوائے قالب بن یوقنا کے جو سبط یہودا سے تھے۔ یا یوشع بن نون کے جو سبط افرائیم بن یوسفؑ سے تھے۔

حاشیہ صفحہ ھذا: ۵۱ لعنّٰھم :- تفسیر صافی صلا۱۳ پر ہے کہ لعنت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہم نے انھیں (بوجہ عہد توڑنے اور قوم کو راز بتا دینے کے) اپنی رحمت سے دُور کردیا۔

وَكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ

اور روشن کتاب آگئی ہے لہ ۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جو اُس کی رضامندی کی پیروی کرتے ہیں

سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ

سلامتی کے راستے دکھا دیتا ہے ۔ اور اُن کو اپنے حکم سے (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کے) نور کی طرف نکال لاتا ہے ۔

وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٦﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

اور اُن کی سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے ۔ یقیناً وُہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ

کہ اللہ تعالیٰ وہی مسیح ابن مریم (ہی تو) ہے ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ

اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ

ارادہ کرلے کہ وُہ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور جو کوئی زمین میں ہے ، سب کو اکٹھا ہلاک کرے

اُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تو کون ہے جو اُسے روک سکے ۔ اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

حکومت اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے ۔ وُہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا

پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ اور یہودیوں اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اُس کے دوست

اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ

ہیں ٢ہ (اے رسول) کہہ دو کہ وُہ پھر تمھیں تمھارے گناہوں کی پاداش میں کیوں سزا دے گا ،

بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

(ایسا نہیں) بلکہ تم تو اُسکی مخلوق میں سے بشر ہو ۔ وُہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے عذاب کر دیتا ہے ۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے سب پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے اور اسی کی

الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

طرف باز گشت ہے ۔ اے کتاب والو ! یقیناً تمھاری طرف ہمارا رسول آیا ہے جبکہ رسولوں کی آمد رُکی ہوئی تھی ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱)

کے بارے میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے بشارت دی تھی اُسے چھپاتے تھے ۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تم لوگوں کو توریت کی بعض خبریں جو تم چھپاتے ہو بتا دیتے ہیں ۔ اور بعض سے در گزر کرتے ہیں ؎

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

لہ نُورٌ و کتٰبٌ مّبین :-

تفسیر صافی صـ۱۳۲ پر ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں ۔ اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دونوں سے مراد قرآن مجید ہی ہے ۔ اور اس کی تائید اگلی آیت یھدی بہ میں بہٖ کی ضمیر واحد سے ہوتی ہے ۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ نُور سے مراد حضرت علی علیہ السّلام اور باقی آئمہ علیہم السّلام ہیں ؎

٢ہ واحبّاؤہٗ :-

تفسیر صافی صـ۱۳۲ پر ہے کہ یہود کا خیال تھا کہ ہم خدا کے بیٹے عُزَیرؑ کے پیروکار ہیں ، اس لئے ہم بھی خُدا کے بیٹے ہیں ۔ اور نصاریٰ کا یہ گمان تھا کہ ہم خُدا کے بیٹے حضرت عیسٰیؑ کے ماننے والے ہیں ۔ اس لئے ہم بھی خدا کے بیٹے اور اُس کے دوست ہیں ؎

علی فترة من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر

وہ (ہمارے حکم، تم پر واضح طور پر بیان کرتا ہے لہ تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی خوشخبری سنانے والا آیا

ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر والله علی کل

اور نہ ہی ڈرانے والا۔ پس بلاشک تمھارے پاس خوشخبری سنانے والا بھی آیا ہے اور ڈرانیوالا بھی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز

شیء قدیر ١٩ واذ قال موسی لقومه یقوم اذکروا

پر پوری پوری قدرت رکھنیوالا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم یاد کرو اس

نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم

نعمت کو جو اللہ تعالیٰ کی تم پر ہوئی جبکہ اُس نے تم میں انبیاء بنائے، اور تمہیں بادشاہ (بھی)

ملوکا وآتکم ما لم یؤت احدا من العلمین ٢٠ یقوم

بنایا۔ اور تمھیں وہ کچھ عطا کیا جو اُس نے تمام دنیا میں کسی کو بھی نہ دیا تھا۔ اے میری قوم

ادخلوا الارض المقدسة التی کتب الله لکم ولا

تم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ ٢ جو اُس نے تمھارے لئے لکھ دی ہے ٣ اور اپنی

ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خسرین ٢١ قالوا یموسی

پیٹھوں پیچھے نہ پلٹ جاؤ، ورنہ نقصان اُٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ!

ان فیها قوما جبارین وانا لن ندخلها حتی یخرجوا

یقیناً اس میں ایک قوم بڑے زبردست لوگوں کی ہے۔ اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہونگے جبتک کہ وہ اُس میں سے نکل

منها فان یخرجوا منها فانا دخلون ٢٢ قال رجلن من

نہ جائیں گے۔ پھر اگر وہ اسمیں سے نکل جائیں گے تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ اُن لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ

الذین یخافون انعم الله علیهما ادخلوا علیهم الباب

سے ڈرتے تھے دو شخصوں نے ٤ جنکو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا فرمائی تھی یہ کہا کہ اُن پر (حملہ کر کے) دروازے میں داخل ہو جاؤ۔

فاذا دخلتموه فانکم غلبون ۵ وعلی الله فتوکلوا ان

پھر جب تم داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم ہی غالب ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر

کنتم مؤمنین ٢٣ قالوا یموسی انا لن ندخلها ابدا

بھروسہ کرو۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز اُس میں داخل نہ ہوں گے۔

ع ٨

لہ فترة من الرسل :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٢ پر ہے کہ فترة سے وہ زمانہ مراد ہے جو دو رسولوں کے درمیان گذرے جس میں وحی نہ آتی ہو۔

کتاب اکمال الدین میں جناب صدوق علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ فترة سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں کوئی نبی یا وصی ظاہر اور مشہور نہ ہو۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان بہت سے نبی اور امام ہوئے ہیں، جو پوشیدہ اور خائف رہے۔ اُنہی میں سے خالد بن سنان العیسی بھی تھے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُس کے درمیان پانچسو پچاس برس کا فاصلہ تھا۔

صاحب تفسیر صافی کا قول ہے کہ اس بات کی تصدیق حضرت علی علیہ السلام کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی خواہ وہ حجت ظاہر اور مشہور ہو یا خائف اور مغمور۔

٢ الارض المقدسة :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٣ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں پاک زمین سے مراد ملک شام ہے۔ اور اسی تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے بنی اسرائیل کو کہا کہ تم اس پاک زمین میں چلے جاؤ۔ وہ اس میں داخل نہ ہوئے تو خدا نے وہ زمین اُن پر اور اُن کے بیٹوں پر حرام کر دی۔ پھر اُن کے پوتے اس میں داخل ہوئے۔

٣ کتب الله لکم :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٢ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ مقدس زمین اُن کیلئے لکھی گئی تھی (مگر اُنھوں نے نافرمانی کی)، پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے نام سے محو کر دی۔

٤ رجلن :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٢ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دو شخص حضرت یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا ہیں۔ یہ دونوں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے۔

مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا

جب تک کہ وہ اس میں موجود رہیں گے۔ پس تم اور تمہارا پروردگار جاؤ، دونوں لڑو۔ یقیناً ہم یہیں

قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ

بیٹھے ہیں۔ (موسیٰ نے) کہا، اے میرے پروردگار میں صرف اپنی ذات کا مالک ہوں اور اپنے بھائی کا۔

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا

پس تو ہمارے اور نافرمان لوگوں کے درمیان جدائی ڈال دے۔ (اللہ نے) فرمایا کہ زمین اُن پر

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

چالیس برس کیلئے حرام کردی گئی ہے۔ وہ زمین میں سرگرداں پھریں گے۔

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ

پس تو نافرمان قوم پر کوئی افسوس نہ کر [۱] ۔ (اے رسول) تو ان پر آدمؑ کے دو بیٹوں

اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ

(ہابیل و قابیل) کی سچی خبر پڑھ کر سنا۔ جبکہ ان دونوں نے قربانی کی تو ان دونوں میں سے ایک (ہابیل) کی قبول کی گئی۔

يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

اور دوسرے (قابیل) کی قبول نہ کی گئی۔ (قابیل نے ہابیل کو) کہا کہ میں ضرور تمہیں قتل کردوں گا۔ اُس نے کہا ماسوا اس کے نہیں

اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو اپنا ہاتھ میری طرف (اس نیت سے) بڑھائے گا کہ تو مجھے

مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

قتل کردے تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا کہ تمہیں قتل کردوں۔ یقیناً میں سب جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ

سے ڈرتا ہوں۔ بیشک میں چاہتا ہوں کہ تو ہی میرا گناہ اور اپنا گناہ سمیٹے پھر تو دوزخ کے ساتھیوں میں سے

مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَطَوَّعَتْ

ہو جائے۔ اور ظلم کرنیوالوں کا یہی بدلہ ہے۔ پھر اُس کے نفس نے

لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

اُسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کردیا۔ پس اُس نے اُسے قتل کردیا تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا [۲]

ع ٧ ٦ — وقف لازم — النصف

[۱] فلا تأس:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے تم ضرور ان کے قدم بقدم چلوگے اور ذرا بھی فرق نہ کروگے۔ نعل بالنعل اور قذہ بالقذہ حتیٰ کہ تم بنی اسرائیل کے طریقہ سے ذرّہ بھر بھی خطا نہ کروگے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو تعداد میں چھ لاکھ تھی۔ فرمایا: یاقوم ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم الخ انھوں نے یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر واپس لوٹا دیا۔ اور کہا یاموسیٰ ان فیھا قوما جبارین.. الخ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ہارونؑ اور آپ کے بیٹے اور یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کے سوا، باقی سب نے نافرمانی کی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے الفسقین فرمایا۔ اور اس نافرمانی کی وجہ سے وہ چالیس برس سرگرداں رہے۔ یہی واقعہ بعد وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت پر بھی گزرا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

[۲] من الخسرین:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں کسی نے عرض کی کہ لوگ کہتے ہیں کہ قابیل نے ہابیل کو اس وجہ سے قتل کیا تھا کہ دونوں کا آپس میں اپنی بہن کے بارے میں جھگڑا تھا۔ آپ نے کہنے والے سے فرمایا کہ کیا تو بھی ایسا کہتا ہے؛ اور تجھے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت آدمؑ کے خلاف ایسی بات کہتے شرم نہیں آتی۔ پھر پوچھا گیا کہ پھر قابیل نے ہابیل کو کس وجہ سے قتل کیا؛ فرمایا کہ وصایت کے سبب سے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ہابیل کو اپنا وصی قرار دو۔ اور اسم اعظم تعلیم کردو۔ قابیل عمر میں ہابیل سے بڑا تھا۔ جب یہ بات اس تک پہنچی تو وہ غضبناک ہوا اور اُس نے کہا؛ کرامت اور وصیت کا مستحق تو میں ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کی وحی کے مطابق ان دونوں کو کہا کہ اپنی اپنی قربانی پیش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول کرلی۔ اس وجہ سے قابیل کو اور زیادہ غصہ آیا اور اُس نے ہابیل کو قتل کردیا۔

اور اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ان دونوں کے قربانی دینے کا ذکر کرنے کے بعد منقول ہے کہ اس زمانہ میں قربانی کے قبول ہونے کی نشانی یہ تھی کہ آگ اُس کو کھا لیتی تھی۔ تب قابیل نے آگ کے لئے ایک مکان بنایا۔ اور یہ پہلا شخص ہے جس نے آگ کے لئے مکان بنوائے۔ اور کہا کہ میں اس آگ کی عبادت کروں گا تاکہ وہ میری قربانی قبول کرے۔ پھر خدا کا دشمن ابلیس قابیل کے پاس آیا اور کہا کہ ہابیل کی قربانی تو قبول ہو گئی ہے اور تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اگر تو نے اُسے چھوڑ دیا (اور قتل نہ کیا) تو اُس کی اولاد تیری اولاد کے مقابلہ میں ہمیشہ فخر کیا کرے گی۔ پس قابیل نے ہابیل کو قتل کردیا۔ پھر جب قابیل حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ آپ نے مجھے اس کا محافظ نہیں بنایا تھا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام چلے گئے اور اُسے مقتول پایا۔ آپ نے اس زمین کے ٹکڑے پر لعنت کی جس نے ہابیل کا خون قبول کیا تھا۔ اور ہابیل کے ماتم میں حضرت آدم علیہ السلام چالیس دن تک روتے رہے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ
پس اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا ، وہ زمین کریدنے لگا تاکہ اُسے دکھائے کہ وہ کس طرح

يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ
اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے ۔ اُس نے کہا ہائے میری خرابی کیا میں اس سے بھی عاجز ہو گیا کہ میں اس

مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ
کوے کی مثل ہو جاؤں تاکہ میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپاؤں ۔ تب وہ پشیمانوں میں سے

النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾ ۛ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
ہو گیا ١ ۔ اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لازم قرار دے دیا کہ جو شخص

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ
کسی جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کرے ، یا زمین میں فساد کرے ، پس

فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا
وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس نے سب آدمیوں کو قتل کر ڈالا ٢ اور جس شخص نے ایک جان کو زندہ کر دیا پس وہ ایسا ہے

النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ
جیسا کہ اُس نے سب لوگوں کو زندہ کر دیا ٣ اور بیشک ہمارے رسول اُنکے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے ۔ پھر اسکے بعد (بھی)

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿٣٢﴾ اِنَّمَا
ان میں سے بہت سے لوگ یقیناً زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں ۔ ماسوا اسکے

جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي
نہیں ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول سے لڑتے ہیں ٤ اور زمین میں فساد پھیلاتے

الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْۤا اَوْ يُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ
پھرتے ہیں ۔ ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی دے دیئے جائیں ۔ یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں

وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ
مخالف طرف سے کاٹے جائیں ۔ یا انھیں زمین (وطن) سے بدر کیا جائے ۔ یہ اُن کے لئے

لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٣٣﴾
دُنیا میں ذلت ہے ۔ اور قیامت میں انھیں بہت بڑا عذاب ہو گا ۔

معانقہ ٥ — وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

١ فاصبح من النٰدمین :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٣ پر بحوالہ تفسیر قمی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے دونوں بھائیوں کی قربانی کے ذکر کے بعد فرمایا ، کہ قابیل نہیں جانتا تھا کہ قتل کیونکر کرے یہاں تک کہ ابلیس نے آکر اُسے سمجھایا کہ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دے ۔ جب وہ اس طرح قتل کر چکا تو یہ نہیں جانتا تھا کہ دفن کسطرح کرے ۔ اِسی اثناء میں دو کوے آئے اور وہ باہم لڑے ۔ تا اینکہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا ۔ پھر اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کھود کر اس میں اُسے دفن کر دیا ۔ اس پر قابیل نے یٰویلتیٰ ..... الخ کہہ کر افسوس کیا اور بھائی کی نعش کو زمین کھود کر اُسے اس میں دفن کر دیا ۔ اُسی دن سے مُردوں کے زمین میں دفن کرنے کا سلسلہ جاری ہُوا ۔

٢ قتل الناس جمیعًا :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٣ پر بحوالہ تفسیر عیاشی اور من لا یحضرہ الفقیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس میں کل آدمیوں کا قتل کرنے والا بھی داخل کیا جائے گا اور ایک آدمی کا قتل کرنے والا بھی ۔

٣ احیا الناس جمیعًا :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٣ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جو شخص کسی کو جلنے یا ڈوبنے یا عمارت کے نیچے دب جانے یا درندہ سے پھاڑے جانے سے بچالے یا اُس کے اخراجات کی کفالت کر کے اُسے مستغنی کر دے یا فقر کی حالت سے اُسے غناء کے درجے پر پہنچا دے اور سب سے افضل یہ ہے کہ گمراہی سے راہِ راست پر لے آئے ، تو ان سب حالتوں میں یہ سمجھا جائے گا کہ اُس نے سب آدمیوں کے ساتھ ہی ایسا کیا ہے ۔

٤ یحاربون اللہ ورسولہ :-

تفسیر صافی صفحہ ١٣٤ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی ضبّہ کا ایک گروہ بیمار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا ۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہمارے پاس ٹھہرو ۔ جب تم تندرست ہو جاؤ گے تو تمھیں جہاد پر بھیجیں گے ۔ انھوں نے عرض کی کہ ہمیں مدینہ سے باہر بھیج دیجئے ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں وہاں بھیج دیا جہاں صدقے کے اونٹوں کا گلہ تھا ۔ وہاں انھوں نے اونٹوں کا پیشاب (بطورِ دوا) اور اُن کا دُودھ (بطورِ غذا) پیا ۔ جب وہ تندرست ہوئے اور قوت آگئی ۔ تو گلہ کے محافظوں میں سے تین کو قتل کیا اور اونٹوں کو لے کر چلتے بنے ۔ جب اس بات کی اطلاع آنحضرت صلعم کو ہوئی تو انھوں نے جناب علی علیہ السلام کو اُن کے پیچھے بھیجا ۔ یہ باغی یمن کی سرزمین کے قریب ایک وادی میں راستہ بھول گئے اور اُس سے باہر نہ نکل سکے ۔ حضرت علی علیہ السلام نے انھیں جا کر گرفتار کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا ۔ اُن کی سزا کے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ہاتھ کٹوا دیئے ۔ اس طرح کہ ایک ایک ہاتھ اور اُس کے خلاف کا ایک ایک پاؤں ۔

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا

سوائے اُن کے جو قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ، توبہ کر لیں۔ پس تم جان لو کہ

اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿٣٤﴾ ع یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو خدا سے ڈرو۔

وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ وَجَاہِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِہٖ لَعَلَّکُمۡ

اور اُس کی طرف (پہنچنے کیلئے) وسیلہ تلاش کرو [۵۱] اور اُس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تم فلاح

تُفۡلِحُوۡنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ اَنَّ لَہُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ

پا جاؤ۔ یقیناً وہ لوگ جو کافر ہو گئے، اگر جو کچھ زمین میں ہے سب اُنہی کا ہو،

جَمِیۡعًا وَّمِثۡلَہٗ مَعَہٗ لِیَفۡتَدُوۡا بِہٖ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِ

اور اُس کے ساتھ اتنا ہی اور ہوتا کہ وہ اُسے قیامت کے دن کے عذاب کا فدیہ دیں، تو

الۡقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنۡہُمۡ ۚ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿٣٦﴾ یُرِیۡدُوۡنَ

وہ اُن سے قبول نہ کیا جائے گا۔ اور اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ وہ چاہیں گے

اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ وَمَا ہُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡہَا ۫ وَلَہُمۡ

کہ آگ سے نکل جاویں، حالانکہ وہ اُس سے نکلنے والے نہیں [۵۲] اور اُن کیلئے

عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَیۡدِیَہُمَا

قائم رہنے والا عذاب ہو گا۔ اور چور مرد اور چور عورت، پس دونوں کے ہاتھ کاٹو [۵۳]،

جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿٣٨﴾

یہ اُن دونوں کے کئے کی خدا کی طرف سے بطورِ رسوائی کے سزا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِہٖ وَاَصۡلَحَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوۡبُ

پس جس شخص نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول

عَلَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿٣٩﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلۡکُ

کر لیتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

[۵۱] وابتغوا الیہ الوسیلۃ:-

تفسیر صافی ص۱۳۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے امام کے ذریعہ تقرب حاصل کرو۔

ع ۸ ۵ ۹

اور عیونِ اخبار الرضا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آئمہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ جس نے اُنکی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے اُنکی نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ وہ دین کی مضبوط رسی اور اللہ تعالیٰ تک پہنچا دینے کا واحد وسیلہ ہیں۔

[۵۲] وما ھم بخارجین منھا:-

تفسیر صافی ص۱۳۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو لوگ دوزخ سے نہ نکل سکیں گے اور اُن پر دائمی عذاب ہو گا۔ وہ دشمنانِ علی علیہ السلام ہوں گے۔

[۵۳] فاقطعوا ایدیھما:-

تفسیر صافی ص۱۳۴ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کتنی قیمت کے مال پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک چوتھائی دینار پر (قریباً دس یا بارہ آنے)۔ اس پر دریافت کیا گیا، کہ اگر اس سے کم قیمت کا مال چوری کرے، تو آیا اس پر لفظ "چور" صادق آسکتا ہے؛ اور خدا کے نزدیک وہ چور ہے یا نہیں؛ آپ نے فرمایا؛ کہ جو شخص کسی مسلمان کی ایسی چیز چرائے جس کی وہ حفاظت کرتا ہو تو اس پر "چور" کا لفظ عاید ہو سکتا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چور ہے۔ لیکن جب تک مالِ مسروقہ کی قیمت ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ نہ ہو گی۔ تب تک اس کا ہاتھ کاٹا نہ جائے گا۔ اور اگر اس سے کم پر چوروں کے ہاتھ کٹتے ہوتے تو تم کثرت سے عام لوگوں کا ہاتھ کٹا پاتے۔

اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ ہاتھ ہتھیلی کے درمیان سے کٹے گا۔ انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہاتھ کاٹنے میں صرف چار انگلیاں کاٹ دی جائیں گی، اور انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا۔ تاکہ نماز میں اس سے سہارا لے سکے، اور وضو کے وقت اس سے منہ دھو سکے۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿٤٠﴾ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ

اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پُوری پُوری قدرت رکھنیوالا ہے۔ اے رسول تمھیں وُہ لوگ غمگین نہ کریں جو

الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ

کفر میں جلدی کرتے ہیں۔ اُن لوگوں سے جنھوں نے صرف اپنے مونہوں سے کہا کہ ہم ایمان لائے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ

حالانکہ ان کے دل ایمان نہ لائے۔ اور اُن لوگوں میں سے جو یہودی ہوگئے جھوٹ کے بہت سننے والے ہیں

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ

دُوسری قوم کیلئے جو تمھارے پاس نہیں آئی، سننے والے ہیں۔ وُہ کلموں کو اُن کے موقعوں سے بدل

بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ

دیتے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ اگر تم یہ دیے دیئے جاؤ تو اُسے لے لو۔ اور اگر

لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ

تم وُہ نہ دیے دیئے جاؤ تو بچو۔ اور جس کی خدا رُسوائی چاہے تو تم ہرگز خدا سے

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْــًٔا ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ

اُس کیلئے کچھ قابو نہ پاؤ گے۔ یہی وُہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہیں

قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ۚۖ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

چاہا۔ اُن کے لئے دُنیا میں رسوائی ہے۔ اور آخرت میں اُن کے لئے بہت بڑا عذاب

عَظِیْمٌ ﴿٤١﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ

ہے۔ یہ جھوٹ کے بڑے سننے والے، حرام کے بڑے کھانے والے ہیں [۱] پس اگر وُہ تمھارے پاس

فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ

آئیں تو تم ان کے درمیان فیصلہ کردو یا اُن سے رُوگردانی کرلو [۲] اور اگر تم اُن سے روگردانی کروگے تو وہ تمھیں ہرگز

یَّضُرُّوْكَ شَیْــًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ

کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ اور اگر تم فیصلہ کرو تو اُن کے درمیان عدل سے فیصلہ کرو۔ یقیناً

اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ﴿٤٢﴾ وَكَیْفَ یُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ

اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وُہ تمھیں کیسے حکم بنالیں گے، حالانکہ اُن کے پاس

معانقہ

[۱] اکّٰلون للسُّحت:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۵ پر لکھا ہے کہ سُحت کے لفظی معنے حرام ہیں۔ اور مطلب ہے بیخکنی کردینا اور محروم کردینا۔ اور حرام مال کو سُحت اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وُہ برکت سے محروم ہے اور حرام خور کی بیخکنی کردیتا ہے۔

اور کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُحت کے معنے پوچھے گئے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ وہ رشوت ہے جو معاملات کے فیصلہ کرنے میں لی جائے۔ اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زنا کرنے والی عورت کی خرچی یعنی مہر البغی۔ رشوت اور کاہن کی اُجرت یہ سب سُحت ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق ان کتوں کی قیمت مراد ہے جو شکاری نہ ہوں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام کا مال جو فریب سے لیا جائے وُہ سُحت ہے۔ اور یتیم کا مال کھا جانا اور جو اُس کے مانند ہوں سُحت ہے۔

اور سُحت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ منجملہ ان کے زانیہ کی خرچی، شراب اور نبیذ کی قیمت اور حکم خدا آچکنے کے بعد سُود لینا بھی سُحت ہے۔ رہا معاملات اور مقدمات کے فیصلہ میں رشوت لینا یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ کفر ہے۔

عیون اخبار الرضا میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکّٰلون للسُّحت کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے وُہ شخص مراد ہے کہ جو اپنے برادر مومن کا کوئی کام کرے اور اُس کے عوض میں کچھ ہدیہ قبول کرے۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو حاکم فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے میں بادشاہِ وقت سے تنخواہ پاتے ہیں۔ ان کی تنخواہ سُحت ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ سُحت حلال اور حرام کے بین بین ہے اور وُہ یوں ہے کہ ایک شخص شراب اور سُور کا گوشت یا آلاتِ لہو ولعب کے اٹھانے کی نوکری کرلے تو نوکری قبول کرنے کی جہت سے تو اس کا یہ فعل حلال ہے لیکن اس جہت سے کہ یہ کام شرعاً حرام ہیں۔ سُحت ہے ۞

[۲] او اعرض عنھم:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۵ پر بحوالہ التہذیب جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسلمان حاکم کے پاس جب اہلِ تورات یا اہلِ انجیل اپنے جھگڑے لے کر آئیں۔ تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے وُہ اُن کا فیصلہ کردے چاہے نہ کرے ۞

التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَا

توریت ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پھر اس کے بعد وہ پھر جاتے ہیں۔ اور

أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٣﴾ إِنَّآ أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى

یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں۔ یقیناً ہم نے تورات نازل کی۔ اس میں ہدایت اور

وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا

نور ہے۔ وُہ نبی جو مطیع (خدا) تھے اس سے ان لوگوں کے فیصلے کرتے رہے جو یہودی ہو گئے۔

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ

اور (اسی طرح) اللہ والے لوگ اور علماء (بھی) کیونکہ وُہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حفاظت کرنے والے بنائے گئے تھے۔

وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَ

اور وُہ اُس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ہی ڈرو۔ اور

لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ

میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ خریدو۔ اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہیں کرتے جو اللہ

اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ أَنَّ

تعالیٰ نے نازل کیا۔ پس وہی لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے ان پر اس میں فرض کر دیا تھا کہ

النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَ

جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک اور

الْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ

کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت، اور زخموں کا معاوضہ ہے لہ پس جو

تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ

اسے معاف کر دے تو وُہ اُس کے لئے کفارہ ہو جائے گا سہ اور جو لوگ اُسکے مطابق حکم نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے

فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ

نازل کیا پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ اور انہیں (انبیاء) کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے ہم عیسیٰ ابن مریمؑ

مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْإِنْجِيْلَ

کو لائے۔ وُہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز کی جو توریت میں سے انکے پاس تھی۔ اور ہم نے اُسے انجیل دی،

ع ٦ / ١٠

لہ والجروح قصاص :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۶ پر ہے کہ توریت میں یہودیوں پر قصاص فرض کیا گیا تھا اور وُہ اس طرح کہ نفس کے بدلے نفس قتل کیا جائے گا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ نکالی جائے گی۔ ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے گی۔ کان کے بدلے کان کاٹا جائے گا۔ دانت کے بدلے دانت توڑا جائے گا۔ اور جیسا کوئی زخم لگائے گا اُس کے بدلے میں ویسا ہی زخم لگایا جائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خُدا کے اس قول سے منسوخ ہو گئی: کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنی تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص واجب کیا گیا ہے آزاد کے بدلے میں آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت۔ مگر خدا کا قول والجروح قصاص منسوخ نہیں ہوا۔

سہ فهو كفارة له :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۶ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ زخموں وغیرہ سے جتنی مقدار کوئی شخص معاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسی مقدار کے مطابق اُس کے گناہ معاف کر دے گا۔

فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ

اس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور جو کچھ توریت میں سے ان کے پاس تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والی تھی،

وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا

اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور چاہیئے کہ اہل انجیل اسی کے مطابق حکم کریں جو

أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ

کچھ اللہ تعالیٰ نے اس میں نازل کیا۔ اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ پس وہی

هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٤٧﴾ وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

لوگ فاسق ہیں۔ اور ہم نے تمہاری طرف (اے رسول) یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی جو تصدیق

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ

کرنے والی ہے اس کی جو کتاب میں سے اُن کے پاس ہے؛ اور اس پر نگہبان ہے ؎۱ پس تم فیصلہ کرو

بَيْنَهُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ

ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی۔ اور جو حق تم پر آچکا ہے اُسے چھوڑ کر اُن کی خواہشوں کی

مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَآءَ

پیروی نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہم نے شریعت اور ؎۲ راستہ مقرر کر دیا ؎۳۔ اور اگر اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلٰكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ آتٰكُمْ

چاہتا تو تمھیں ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن (مختلف شریعتیں دینے سے) خدا کا مقصد یہ تھا کہ اُس نے جو کچھ تمھیں دیا ہے

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۚ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

اُس میں تمھارا امتحان ظاہر کر دے پس تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو تم سب کی بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے پھر وہ تم کو بتادے گا

كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ

جس جس بات میں تم آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تم اُسکے ساتھ اُن کے درمیان حکم کرو ؎۴

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ

اور اُنکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اور اُن سے اس بات سے ڈرتا رہ کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمھاری طرف نازل کیا

مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ

ہے اُسکے کسی حصہ سے تمھیں فتنہ میں ڈال دیں۔ پس اگر وہ رُوگردانی کریں تو تم جان لو کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ

؎۱ مهيمنا عليه:۔
تفسیر صافی صفحہ ۱۳۶ پر ہے کہ اس آیت میں من الکتٰب سے کل نازل شدہ کتابوں کی جنس مراد ہے۔ اور مهيمنا کا مطلب یہ ہے کہ آپ نازل شدہ کتابوں کے محافظ تھے کہ تغیر و تبدل سے ان کی حفاظت کریں اور ان کی صحت و ثبات کی گواہی دیں۔

؎۲ شرعة:۔
تفسیر صافی صفحہ ۱۳۶ پر ہے کہ شریعت کے معنی پانی کی طرف جانے کا راستہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے اس لفظ سے دین کو اس لئے تشبیہ دی کہ وہ ابدی زندگی حاصل کرنے کا سبب ہے، جس طرح کہ پانی دنیاوی زندگی کا سبب ہے۔

؎۳ منهاجا:۔
تفسیر صافی صفحہ ۱۳۶ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث وارد ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی وہ دُعا قبول کی جسکی خواہش اسکی قوم نے (مومنین نے) کی تو اُس نے اُن میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک طریقہ مقرر کر دیا۔ شریعت اور منہاج سے مراد راستہ اور سنت ہے۔ اور ہر نبی کو حکم دیا کہ وہ اور اُس کی امت، شریعت اور سنت کی پیروی کریں۔ چنانچہ جو شریعت اور سنت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے مقرر ہوئی تھی۔ اس میں سبت کے دن کا مقرر کیا جانا بھی تھا۔

؎۴ بما انزل اللّٰه:۔
تفسیر صافی صفحہ ۱۳۶ پر ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ اس کا عطف کتاب پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے تیری طرف کتاب اور حکم نازل کیا۔ یا حق پر عطف ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دو فیصلے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کے جھگڑوں میں کئے۔ اس لئے کہ وہ آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تھے۔ ایک تو ایسے مرد کے زنا کے متعلق تھا جس کے جورو تھی۔ اور دوسرا قتل کے متعلق تھا، جو اُن میں آپس میں واقع ہوگیا تھا۔

يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

ان کے بعض گناہوں کے سبب سے انھیں مصیبت پہنچائے۔ اور یقیناً آدمیوں میں سے اکثر ضرور نافرمان ہیں لـه

لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ

کیا وُہ زمانۂ جاہلیت کا حکم تلاش کرتے ہیں۔ اور جو قوم یقین رکھتی ہے،

اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

اس کیلئے فیصلہ دینے میں اللہ تعالیٰ سے کون بہتر ہے۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، تم یہود اور نصاریٰ

الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَ

کو دوست نہ بناؤ سلـه وُہ ایک دُوسرے کے دوست ہیں۔ اور

مَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

تم میں سے جو اُنھیں دوست بنائے گا سلـه تو وُہ یقیناً انھیں میں سے ہو جائے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ظلم کرنیوالوں

الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ

کی قوم کی راہنمائی نہیں کرتا۔ پس (اے رسول) جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے تو انھیں دیکھتا ہے کہ وُہ اُن کے

فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ

بیچ سُرعت سے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں علـه کہ ہم پر کوئی گردش نہ آپڑے۔ پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ

أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا

(نمایاں) فتح یا اپنی طرف سے کوئی اور امر لے آئے۔ پھر یہ منافق اجو کچھ اپنے دلوں میں

أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ﴿٥٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا

چھپائے ہُوئے ہیں، اُس پر نادم ہوں۔ اور وُہ لوگ جو ایمان لا چکے کہیں گے کہ کیا

أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ

یہی وُہ لوگ ہیں جو اپنی سخت قسمیں کھاتے تھے، کہ وُہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں۔

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ﴿٥٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اُن کے اعمال ضائع ہو گئے، پھر وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو

مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ

(یاد رکھو کہ) تم میں سے جو کوئی بھی ھـه اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا

ع ٧ / ١١ — وقف لازم — وقف منزل عند البعض — وقف غفران — النصف

لـه لفاسقون:-
تفسیر صافی ص۱۳۶ پر ہے کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ چونکہ آنحضرت صلعم کی قوم نبوت کے اقرار سے رکتی تھی اور اسلام کی دعوت قبول کرنے میں جلدی نہ کرتی تھی۔ اس لئے خدا نے جتلا دیا کہ ان لوگوں میں ایماندار بہت کم ہیں، اور نافرمان بہت زیادہ۔ پس یہ بات تم پر گراں نہ گذرے۔

سلـه لا تتخذوا:-
تفسیر صافی ص۱۳۶ پر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی امداد پر دوستانہ اعتماد نہ کرو۔ اور نہ ان کے ساتھ دوستانہ معاشرت رکھو۔

سلـه من یتولھم:-
تفسیر صافی ص۱۳۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان سے دوستانہ مدد مانگے گا وُہ اُنہی جیسا کافر سمجھا جائے گا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص آلِ محمد سے دوستی رکھے اور جیسی بزرگی آنحضرت کو اُن کی قرابت سے حاصل ہے۔ ویسے ہی یہ ان کو کل آدمیوں سے بزرگ اور مقدم سمجھے۔ تو آلِ محمدؐ کے نزدیک وہ شخص بمنزلہ آلِ محمد کے ہو جائے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا شمار سادات آلِ رسولؐ میں ہو جائے گا۔ بلکہ بوجہ اُن کا اتباع کرنے اور اُن سے تولا رکھنے کے اُنہی میں سے یعنی ان کے تابعداروں کے گروہ میں سے سمجھا جائے گا۔ اور یہ بات خدا کے اس فیصلہ سے ثابت ہے ومن یتولھم... الخ اور یہ بات قولِ ابراہیمؑ سے ثابت ہے فمن تبعنی فانہ منی (جو میری پیروی کرے گا وُہ مجھ سے ہو گا۔ یعنی میرے تابعداروں میں سے ہو گا)۔

علـه نخشیٰ:-
تفسیر صافی ص۱۳۶ پر ہے کہ منافق لوگ عذر کرتے ہیں کہ شاید وُہ کسی گردش میں پھنس جائیں اور معاملہ دگرگوں ہو جائے۔ اور کفار غالب آجائیں۔

اور روایت کی گئی ہے کہ عبادہ بن صامت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یہودیوں میں میرے بہت کثرت سے دوست ہیں مگر میں اُن کی دوستی کو خدا اور اُس کے رسول کی خاطر چھوڑتا ہوں اور خدا اور اُس کے رسول کی دوستی اختیار کرتا ہوں۔ پھر ابن اُبی نے کہا کہ میں تو ایسا شخص ہوں جو زمانے کی گردش سے ڈرتا ہوں۔ اسلئے میں اپنے دوستوں کی دوستی نہیں چھوڑتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ھـه من یرتد منکم:- تفسیر صافی ص۱۳۶ پر ہے کہ یرتد کو یرتدد بھی پڑھا گیا ہے، دو دال کے ساتھ۔ اس کا جواب آیت میں محذوف ہے۔ اور وُہ یہ ہے کہ تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے دین کو ضرر نہیں پہنچا سکو گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو حمایت کرنے والوں سے خالی نہیں چھوڑتا۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى
جنکو وُہ دوست رکھتا ہے اور وُہ اُسکو دوست رکھتے ہیں (وُہ) مومنوں پر نرم دل ہوں گے ، کافروں پر سخت ہوں
الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ
گے ۔ وُہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے ۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی
لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ
ملامت سے وُہ نہیں ڈریں گے ۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے وُہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے ۔ اور اللہ تعالے
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ
کشائش والا بہت جاننے والا ہے ۔ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ تمہارا حاکم اللہ تعالےٰ ہے اور اسکا رسول اور وُہ لوگ جو
اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
ایمان لاچکے ، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ درآنحالیکہ وُہ
رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
رکوع کرنے والے ہیں ۵۱ ۔ اور جو کوئی اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول اور اُن لوگوں کو جو ایمان لاچکے حاکم بنائے گا
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
پس یقیناً اللہ تعالےٰ کا گروہ ہی غالب رہنے والے ہیں ۔ اے وُہ لوگو ! جو ایمان لاچکے ہو ،
لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ
ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ، اُن میں سے جنھوں نے تمہارے دین کو ٹھٹھا اور کھیل
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا
ٹھہرا رکھا ہے ، اور کافروں کو حکم نہ بناؤ ۵۲ ۔ اور اگر تم
اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ
ایماندار ہو تو اللہ تعالےٰ ہی سے ڈرو ۔ اور جس وقت تم نماز کے لئے بلاتے ہو ، وُہ
اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾
اُسے ٹھٹھا اور کھیل ٹھہراتے ہیں ۵۳ ۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وُہ لوگ بے عقل ہیں ۔
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا
(اے رسول) کہہ دو ، اے کتاب والو ! تم سوائے اس کے ہم پر اور کیا عیب لگا سکتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان

۵۱ وھم راکعون :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۷ پر اس آیت کی تفسیر میں مختلف روایات درج ہیں ۔ ایک روایت کافی کے حوالہ سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے ۔ آپ کے بدن پر ایک حلہ تھا جس کی قیمت ۱۱ ایک ہزار دینار تھی ۔ وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور ہدیہ دیا ہُوا تھا ۔ اور آپ نے اُسے حضرت علی علیہ السلام کو عطا فرما دیا تھا ۔ آپ دو رکعت پڑھ کر حالتِ رکوع میں تھے کہ ایک سوالی نے آکر کہا السلام علیك یا ولی اللہ واولی بالمومنین من انفسھم مجھ مسکین کو کچھ صدقہ دیجئے ۔ پس آپ نے وُہ حلہ اتار پھینکا اور اُنگلی سے اُس کی طرف اشارہ کیا کہ اُسے اُٹھا لو ۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ وُہ سائل اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ تھا ۔

اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے ۔ اور آپ کے پاس یہودیوں کے کچھ لوگ تھے ، جن میں عبداللہ بن سلام بھی تھا ، کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر مسجد کی طرف گئے ۔ سامنے سائل آگیا ۔ آپ نے پوچھا کہ کیا کسی نے تمھیں کچھ دیا ہے ؟ اُس نے کہا کہ ہاں اُس نماز پڑھنے والے نے دیا ہے ۔ آنحضرت صلعم نے دیکھا تو وُہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تھے ۔

ع ٨ ٦ ١٢

نیز عامہ اور خاصہ نے اور جمہور مفسرین نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی جبکہ آپ نے حالتِ رکوع میں ایک سائل کو انگوٹھی عطا فرمائی ۔ بعض روایات میں حلہ کا عطا کرنا آیا ہے اور بعض میں انگوٹھی ۔

صاحبِ تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ ان روایات میں منافات نہیں ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک دفعہ حالتِ رکوع میں حلہ دیا ہو اور دوسری بار انگوٹھی ۔ اور آیۂ ولایت دوسری بار عطا کرنے پر نازل ہُوئی ہو ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور خلافت کا اعلان فرمایا ہے ۔

۵۲ والکفار اولیآء :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۸ پر ہے کہ اہلِ کتاب اور کفار سے دوستی کرنے کی ممانعت اس وجہ سے کی گئی ہے کہ وُہ مسلمانوں کے دین کی ہنسی ، مذاق اڑایا کرتے تھے ۔ یہ اس امر کی تنبیہ کی گئی ہے کہ دوست کی شان سے بعید ہے کہ وُہ دشمنوں سے دوستی رکھے ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت رفاعہ بن زید اور سُوید بن الحارث کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے پہلے اسلام کا اظہار کیا ، پھر منافق ہو گئے ۔ مسلمانوں میں بہت لوگ اُن سے دوستی رکھتے تھے جنھیں اس سے منع کیا گیا ۔ اس بات میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ خدا نے مُنافقوں کو الکفار کہا ہے ۔ اگرچہ عام طور پر اہلِ کتاب بھی کافر ہوتے ہیں ۔ لیکن منافقین کے کفر کا درجہ زیادہ ہے ۔

۵۳ ھزوًا ولعبًا :- تفسیر صافی صفحہ ۱۳۸ پر ہے کہ یہ لوگ نماز اور اذان کا مضحکہ اڑایا کرتے تھے ۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک نصرانی رہتا تھا ۔ جب وُہ مؤذن کو اشھد ان محمدًا رسول اللہ کہتے سنتا تو کہتا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے کو جلائے ۔ ایک رات اُس کا نوکر آگ لے کر اُس کے گھر میں داخل ہُوا جبکہ اُس کے سب اہل و عیال سوئے ہوئے تھے کہ ایک چنگاری اُڑ کر جا لگی جس نے مکان اور سب گھر والوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ۔

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاَنَّ

لائے۔ اور اس پر (بھی)، جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔ اور اس پر جو پہلے نازل کیا گیا۔ اور یقیناً

اَكۡثَرَكُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ قُلۡ هَلۡ اُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكَ

تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کیا میں تمھیں بتادوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب پانے

مَثُوۡبَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ مَنۡ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيۡهِ وَجَعَلَ

میں سب سے بدتر کون ہوگا۔ وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، اور اس پر وہ غضبناک ہوا۔ اور اُن

مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَالۡخَنَازِيۡرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوۡتَ ؕ اُولٰٓئِكَ

میں سے بعض کو بندر اور سؤر بنادیا ۵۱ اور اُس نے شیطان کی پوجا کی ۵۲۔ یہ لوگ

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ

درجے کے لحاظ سے بدتر اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور جب وہ تمھارے پاس

قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَقَدۡ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ وَهُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ ؕ

آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے ہیں اور یقیناً اُسی کے ساتھ نکل گئے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ

اور جو کچھ وہ چھپاتے تھے اُسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور (اے رسول) تو اُن میں سے اکثروں کو

يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ

دیکھے گا، کہ وہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری میں جلدی کرتے ہیں۔

لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۲﴾ لَوۡلَا يَنۡهٰٮهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ

البتہ بہت ہی بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے۔ کیوں نہ انھیں اللہ والوں ۵۳ اور علماء نے اُن

عَنۡ قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا

کے گناہ کی بات، اور اُن کی حرام خوری سے روکا۔ البتہ بہت ہی بُرا ہے جو کچھ وہ

يَصۡنَعُوۡنَ ﴿۶۳﴾ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ يَدُ اللّٰهِ مَغۡلُوۡلَةٌ ؕ غُلَّتۡ

کرتے تھے۔ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ بندھا ہُوا ہے ۵۴ انھیں کے ہاتھ

اَيۡدِيۡهِمۡ وَلُعِنُوۡا بِمَا قَالُوۡا ۘ بَلۡ يَدٰهُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ ۙ

بندھے گئے۔ اور جو کچھ انھوں نے کہا اسکے سبب سے اُن پر لعنت کی گئی۔ بلکہ اسکے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔

۵۱ القردة والخنازیر:-

تفسیر صافی ص۱۳۸ پر ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے سبت کے احکام کی تعمیل نہ کی۔ وُہ بندر بنادیئے گئے اور جن لوگوں نے اُس خوان کی تکذیب کی۔ جو آسمان سے حضرت عیسٰی علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ اُنھیں سُوّر بنادیا گیا ۔

۵۲ عبد الطاغوت:-

تفسیر صافی ص۱۳۸ پر ہے کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ اور ہر وہ چیز جس کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کی جائے طاغوت ہے ۔

۵۳ لولا ینھٰھم:-

تفسیر صافی ص۱۳۸ پر ہے کہ لولا جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اس فعل کے ترک پر زجر و توبیخ مقصود ہوتی ہے۔ اور اگر مستقبل سے پہلے آئے تو اس فعل کے کرنے پر حرص دلانا مقصود ہوتا ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ قرآن مجید میں یہ آیت بہت ہی سخت ہے۔ چنانچہ کافی میں حضرت علی علیہ السلام کے خطبے میں جو فقرے منقول ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ تم سے پہلے کے لوگ نافرمانی کرنے کے سبب سے ہلاک ہُوئے۔ ان کے آئمہ اور علماء ان کو اس سے منع نہ کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وُہ نافرمانیوں میں بڑے سرکش ہوگئے۔ اور چونکہ ان کے آئمہ اور عُلماء نے منع نہ کیا۔ اسلئے ان سب پر عذاب نازل ہُوا۔ تب وُہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بجالانے لگے ۔

۵۴ ید اللہ مغلولة:-

تفسیر صافی ص۱۳۸ پر ہے کہ ہاتھ بندھنے سے مراد بخل ہے۔ اور ہاتھ کھلنے سے مراد جود و سخاوت ہے اور التوحید میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے، کہ یہودیوں نے خدا کو بخیل سمجھا۔ بلکہ اُن کا مطلب یہ تھا کہ خدا نے جو کچھ کرنا تھا، وُہ کرچکا اب وُہ نہ بڑھاتا ہے اور نہ گھٹاتا ہے۔ خُدا نے اُن کی تکذیب اس قول سے دی۔ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یدٰہ مبسوطتٰن ینفق کیف یشآء۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے، یمحوا اللہ ما یشآء ویثبت وعندہ ام الکتاب۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کردیتا ہے، اور جو کچھ چاہتا ہے قائم رکھتا ہے، اور اُسی کے پاس اُم الکتاب ہے ۔

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ

جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے ۔ اور جو کچھ تمھارے پروردگار کے پاس سے تمھاری طرف نازل کیا گیا ہے

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

البتہ یہ ان میں سے اکثروں کی سرکشی اور کفر کو بڑھا دے گا ۔ اور ہم نے اُن کے درمیان قیامت کے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا

دن تک عداوت اور بغض کو رہنے دیا ۔ جب کبھی انھوں نے جنگ

نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ

کے لئے آگ سلگائی ۵۱ اللہ تعالیٰ نے اُسے بجھا دیا ۔ اور وُہ زمین میں فساد کے لئے دوڑے پھرتے

فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ

ہیں ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور اگر اہلِ کتاب ایمان

الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ

لاتے ، اور تقویٰ اختیار کرتے تو البتہ ہم اُن کی بُرائیوں کو اُن سے دُور کر دیتے

لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ

اور ہم ضرور انھیں نعمتوں والی جنتوں میں داخل کرتے ۔ اور اگر وُہ توریت اور

وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ

انجیل کو ، اور جو کچھ اُن کے پروردگار کی طرف سے اُنکی جانب نازل کیا گیا اسکو قائم رکھتے البتہ کھاتے اپنے

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ

اوپر سے (آسمانی رزق) اور اپنے پاؤں کے نیچے سے (زمینی پیداوار) اُن میں سے ایک گروہ میانہ رَو ہے ۔

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ

اور بہت اُن میں سے جو کرتے ہیں وُہ بُرا ہی ہے ۔ اے رسول ! جو کچھ تمھاری طرف تمھارے

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا اُسے پہنچا دے ۵۲ ۔ اور اگر تم نے نہ کیا پس تو تے اُس کی رسالت کو نہ پہنچایا ۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

اور اللہ تعالیٰ تمھیں لوگوں کے شر سے بچائے گا ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کی رہبری

۵۱ اوقدوا ناراً :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۸ پر ہے کہ جب کبھی انھوں نے لڑائی کا ارادہ کیا مغلوب ہوئے ۔ حالانکہ وُہ سخت دبدبہ والے تھے ۔ اور اُن کے مکان بڑے مضبوط تھے ۔ یہانتک کہ قریش بھی اُن سے مدد لیا کرتے تھے ۔ اور اوس اور خزرج تو بالکل اُنھی کی مدد سے پھُولے پھیلے تھے ۔ یہ قبل بعثت کی بات ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بعثت کے بعد اُن کی مخالفت کے سبب مقہور اور ذلیل ہو گئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بنی قریظہ کو قتل کیا بلکہ بدر کیا ۔ خیبر اور فدک پر غالب آئے ۔ اور یہ ۔۔ ان کی خدا نے ایسی جڑ کاٹی کہ اس وقت جس شہر میں یہودی پائے جاتے ہیں ۔ وُہ سب لوگوں سے زیادہ ذلیل اور خوار ہیں ؛

۵۲ یا ایھا الرسول بلغ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۹ پر بحوالہ کافی جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام کی ولایت کے اعلان کا حکم جمعہ کے دن کہ عرفہ بھی تھا آیا تھا ، آیۂ ولایت اسی دن نازل ہوئی تھی ۔ اور دین کی تکمیل بھی علی علیہ السّلام کے اعلانِ ولایت پر ہی ہوتی تھی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ میری امت ابھی ابھی کفر سے اسلام میں داخل ہوئی ہے ۔ اگر میں اپنے ابن عم کے بارے میں اطلاع دُوں گا تو کوئی کچھ کہے گا اور کوئی کچھ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے زبان سے کسی سے نہیں کہی تھی ۔ صرف میرے دل میں ہی ایسا خیال گذرا تھا کہ خدا کا دوسرا حکم پہنچا جس میں مجھے عذاب سے ڈرایا گیا تھا ، اگر میں نے اس حکم کو نہ پہنچایا ۔ چنانچہ یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ ۔۔۔۔ الخ پوری کی پوری نازل ہوئی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی علیہ السّلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ، اور فرمایا : اے لوگو ! جو نبی مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں ، اُن میں سے ہر ایک کا خدا نے وقت معیّن کر دیا تھا ۔ جب ان کو بلایا ، چلے گئے ، اب قریب ہے کہ میں بھی بلایا جاؤں ، اور چلا جاؤں ۔ مجھ سے بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی ۔ اُس وقت تم کیا کہو گے ؟ سب نے عرض کی کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے خدا کے احکام پہنچائے ہماری خیر خواہی کی ۔ جو کچھ آپ کے ذمّہ تھا اُسے آپ نے ادا کر دیا ۔ پس اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں اور رسولوں سے افضل جزا آپ کو دے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سن کر تین دفعہ فرمایا : اللّٰھم اشھد ۔ پھر ارشاد ہُوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ میرے بعد تم سب کا ولی ہے ۔ تم میں سے جو حاضر ہیں وُہ غائب کو یہ خبر پہنچا دیں ۔ ـــــ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چونکہ جناب رسولِ خدا صلعم خلقِ خدا پر خدا کے علم اور اس کے اس دین کے امین تھے جو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا تھا امانت کا حق ادا کر گئے ۔ نیز انھی حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے رسول کو ولایت علی کا حکم دیا اور ان پر آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ ۔۔۔۔ الخ نازل فرمائی اور اولی الامر کی اطاعت واجب کی مگر لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وُہ کیا چیز ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ ولایت کی تفسیر اُن کیلئے ایسی ہی کر دیں جیسی کہ نماز ، روزہ اور حج ، زکوٰۃ کی تفسیر کی تھی ۔ جب خدا کا یہ حکم پہنچا تو آنحضرت صلعم کو کسی قدر تردد ہُوا ، ڈر یہ تھا کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں ، اور میری تکذیب نہ کریں ۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ۔ اُدھر سے وحی نازل ہُوئی یا ایھا الرسول بلغ ۔۔۔ الخ حضرت نے خدا کے حکم کی تعمیل کی ۔ یوم غدیر خم الصلوٰۃ جامعۃ پکارے جانے کا حکم دیا اور علی کو مولا مقرر فرما دیا ، اور لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ جو حاضر ہے وُہ غائب کو اس امر کی خبر کر دے ـــــ تفسیر صافی صفحہ ۱۳۹ سے صفحہ ۱۸۳ تک واقعہ غدیر خم کو پوری تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جس میں آنحضرت صلعم نے جو طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں حضرت علیؑ کے محامد و فضائل بیان کئے گئے تھے مندرج ہے ۔ جو احباب تفصیل کے خواہشمند ہوں وُہ وہاں سے دیکھ لیں ؛

ع ۱۰ / ۹ / ۱۳

الْكٰفِرِينَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى

نہیں کرتا۔ (اے رسول) کہدو اے کتاب والو! جب تک تم توریت اور انجیل کو اور اس کو جو

تُقِيمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھاری طرف نازل کیا گیا ہے قائم نہ کرلو[۱] تم کسی شے پر نہیں ہو[۲]

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

اور جو کچھ تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھاری جانب نازل کیا گیا ہے ، وہ اکثروں کی سرکشی

طُغْيَانًا وَّكُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ

اور کفر کو بڑھا دے گا۔ پس تو کافروں کی قوم پر افسوس نہ کر۔ یقیناً

الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصّٰبِـُٔونَ وَالنَّصٰرٰى

وہ لوگ جو ایمان لاچکے اور وہ لوگ جو یہودی ہوگئے ، اور صابی (ستارہ پرستا) ، اور نصارٰے

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا

جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ، اور عمل نیک کئے ، تو اُن پر نہ تو

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيثَاقَ

کوئی خوف ہوگا ، اور نہ ہی وہ غم کریں گے۔ بیشک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا

بَنِىٓ اِسْرَآءِيلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا كُلَّمَا جَآءَهُمْ

اور ہم نے اُن کی طرف بہت سے رسول بھیجے ، جب کبھی اُن کے پاس کوئی

رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا

رسول وہ (حکم) لے کر آیا جسے اُن کے جی نہیں چاہتے تھے ، تو انھوں نے ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ

يَّقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوٓا اَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا

کو قتل کیا۔ اور اُنھوں نے یہ گمان کیا کہ کوئی عذاب نہ ہوگا۔ پس وہ اندھے اور بہرے ہوگئے

ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ

پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں توبہ کی توفیق دی پھر اُن میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہوگئے۔

وَاللّٰهُ بَصِيرٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا اِنَّ

اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھتا ہے۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہوگئے جنھوں نے کہا کہ بیشک

---

[۱] تقیموا التورٰىة والانجیل:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۴۳ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں میں آنحضرت صلعم کی نسبت جو بشارات آئی ہیں ان کی تصدیق کریں اور اُن کے احکام پر یقین رکھیں۔

[۲] الیکم من ربکم:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۴۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِيٓ إِسْرَاءِيلَ

بیشک اللہ تعالیٰ وہی مسیح ابن مریم (ہی) تو ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل! تم اللہ تعالیٰ

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

کی عبادت کرو، جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیگا

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ

بیشک اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے۔ اور اسکا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار

أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا

وقف لازم

نہ ہوگا۔ بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تین میں کا تیسرا ہے ؎۵۱ حالانکہ

مِنْ إِلٰهٍ إِلَّآ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ

کوئی معبود نہیں ہے سوائے واحد اللہ تعالیٰ کے۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اس سے باز نہ آئے تو اُن

لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ أَفَلَا

میں سے جو کافر ہو گئے انھیں ضرور دردناک عذاب آ لگے گا۔ پس کیا وہ

يَتُوبُونَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧٤﴾

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے ہیں اور اس سے بخشش نہیں چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

مسیح ابن مریم سوائے رسول (ہونے) کے اور کچھ نہیں ہے۔ یقیناً اس سے پہلے کئی رسول گذر

الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ

گئے۔ اور اُن کی والدہ صدیقہ ہیں۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے ؎۵۲ (اے رسول) غور کرو

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾ قُلْ

ہم اُن کیلئے نشانیاں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر غور کرو کہ یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں۔ کہہ دو

أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۚ

کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ فائدہ کا۔

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوا

اور اللہ تعالیٰ وہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو، اے کتاب والو! تم اپنے دین میں ؎۵۳

؎۵۱ ثالث ثلثة :-

تفسیر صافی ص۱۴۲ پر ہے کہ جمہور نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ میں تین جوہر ہیں۔ ایک جوہر باپ ہے، ایک جوہر بیٹا اور ایک جوہر روح القدس ہے۔ ان تین اقنوم کو وہ خدائے واحد خیال کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کو الزام دیا جائے کہ تم کہتے ہو کہ باپ بھی خدا ہے اور بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے۔ اور باپ اور بیٹا ایک نہیں ہیں۔ تو کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ نصرانیوں نے مسیح کی نافرمانی کی، اور اُن کو اپنے خیال میں بڑی چیز سمجھ لیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے یہ گمان کر لیا، کہ وہ خدا ہیں اور خدا کے بیٹے۔ ایک گروہ اُن میں سے اس بات کا قائل ہوا کہ وہ تین میں سے اس بات کا قائل ہوا کہ وہ تین میں سے تیسرے ہیں۔ اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ خود ہی خدا ہیں ؛

؎۵۲ کانا یاکلن الطعام :-

تفسیر صافی ص۱۴۲ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ ان دونوں کو بیت الخلاء کی بھی حاجت ہوتی تھی۔

تفسیر قمی میں منقول ہے کہ یہ کنایہ حدث کی طرف ہے۔ کیونکہ جو شخص کچھ کھائے گا تو اس سے حدث بھی ضرور سرزد ہوگا۔

اور احتجاج طبرسی میں ہے کہ ایک زندیق نے جناب علی علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر قرآن میں اختلاف اور تناقص نہ ہوتا، تو میں آپ کے دین میں داخل ہو جاتا۔ پھر اس نے ان میں سے یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ہفوات کو مشتہر کیا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کے نام کو کنایہ اور اشارہ میں بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا: کہ تو نے جو ہفوات انبیاء کا ذکر کیا کہ خدا تعالیٰ نے بیان کئے ہیں۔ یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت باہرہ اس کی قدرت قاہرہ اور اس کی عزت ظاہرہ ہے۔ اس لئے وہ جانتا تھا کہ انبیاء کے معجزات ان کی اُمت کے دلوں میں اس قدر عظمت پا گئے ہیں، کہ وہ ان میں سے بعض کو خدا اور بعض کو خدا کا بیٹا خیال کرنے لگے ہیں۔ جیسے کہ نصاریٰ کی ابن مریم کے بارے میں حالت تھی۔ لہٰذا اس نے دلالۃً ان نقائص کو بیان کیا۔ جن سے اس کی ذات مبرا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ ذکر عیسیٰ علیہ السلام میں جہاں ان کا اور اُن کی والدہ کا حال بیان کیا ہے، فرماتا ہے کانا یاکلان الطعام جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کھانا کھائے گا اُس سے براز بھی ضرور صادر ہوگا۔ وہ ہرگز نہیں ہو سکتا، جو ابن مریم کے بارے میں نصاریٰ کا دعویٰ ہے ؛

؎۵۳ لا تغلوا :- تفسیر صافی ص۱۴۲ پر ہے کہ تم اس حد سے تجاوز نہ کرو، جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی حد سے بڑھا کر الوہیت کی حد تک نہ بلند کرو۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہی مانو جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اُسے خدا ہی نہ سمجھ لو ؛

فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا
ناحق غلو نہ کرو۔ اور اُن لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے گمراہ ہو چکے لہ
مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾ لُعِنَ
ہیں، اور انھوں نے اکثروں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔ جن
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى
لوگوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا، اُن پر داؤد اور عیسٰی ابن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی ٹہ
ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ كَانُوْا لَا
یہ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی، اور وُہ حد سے گذر جاتے تھے۔ جو بُرے کام
يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾
وہ کرتے تھے اُن سے وُہ ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے۔ البتہ بُرا تھا جو کچھ کہ وُہ کرتے تھے۔
تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ
تو اُن میں سے اکثروں کو دیکھے گا کہ وُہ اُن لوگوں سے یارانہ گانٹھتے ہیں جو کافر ہو گئے۔ جو کچھ اُن کے نفسوں
لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿٨٠﴾
نے اُن کیلئے آگے بھیجا ہے وُہ البتہ بُرا ہے۔ (اسلیے) کہ اللہ تعالٰی اُن پر غضبناک ہو گیا، اور وُہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔
وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ
اور اگر وُہ اللہ تعالٰی اور نبی پر اور اُس پر جو اس کی طرف نازل کیا گیا ایمان رکھتے ہوتے تو اُن کو یار نہ بناتے۔
اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨١﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ
ولیکن ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ وُہ لوگ جو ایمان لا چکے، اُن کی
النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ
دشمنی میں تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت یقیناً یہودیوں کو پائے گا، اور اُن کو جنھوں نے شرک کیا۔ اور
لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ
جو لوگ ایمان لا چکے ان سے دوستی میں تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ یقیناً اُن کو پائے گا جنھوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔
ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٨٢﴾
یہ اس لئے ہے کہ اُن میں سے بہت عالم اور گوشہ نشین فقیر ہوئے ہیں۔ اور بیشک وُہ تکبر نہیں کرتے۔

ع ١٠ ١١ ١٢

لہ قد ضلوا:۔
تفسیر صافی صـ١٤٢ پر ہے کہ ان سے عیسائیوں کے وُہ سردار مُراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے گمراہ ہوئے تھے۔

ٹہ لعن الذین کفروا:۔
تفسیر صافی صـ١٤٢ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اہل ایلہ پر لعنت فرمائی تھی کیونکہ انھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں احکام سنّت میں زیادتیاں کی تھیں۔ انھوں نے ان الفاظ میں لعنت کی تھی۔ "اللّٰھم البسھم اللعنۃ مثل الرّدآء علی المنکبین ومثل المنطقۃ علی الحقوین یا اللہ" یعنی تو ان کو لعنت کا لباس اس طرح پہنا دے جیسے کہ چادر کندھوں پر ہوتی ہے اور پٹکا کمر میں۔
چنانچہ یہ دُعا قبول ہوئی اور وُہ لوگ بندر بنا دیئے گئے۔

اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اُن لوگوں پر لعنت کی تھی جن پر آسمان سے خوان نازل ہُوا تھا اور بعد اس کے وُہ منکر ہو گئے تھے۔

الجوامع میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بددُعا یوں منقول ہے:
"اللّٰھم عذّب من کفر بعد ما اکل من المائدۃ عذابًا لا تعذّب احدًا من العٰلمین والعنھم کما لعنت اصحاب السبت"۔
"یا اللہ جنھوں نے آسمانی خوان سے کھانے کے بعد انکار کیا ہے، اُن کو ایسا عذاب دے کہ پھر تو تمام عالم میں کسی کو ویسا عذاب نہ دے، اور اُن پر ویسی ہی لعنت کر جیسی کہ تو نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی"۔
اس دُعا کے اثر سے وُہ سب سؤر بنا دیئے گئے۔ اور وُہ کُل پانچ ہزار آدمی تھے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ
اور جب وُہ سنتے ہیں ۵۱ اس کو جو (اس) رسول کی طرف اتارا گیا، تو تم دیکھتے ہو کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو
تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا
جاری ہو جاتے ہیں، اسلئے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ وُہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار
آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ
ہم ایمان لائے، پس تو ہم کو بھی گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمارے واسطے کیا (وجہ) ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر
وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ
اور اُس حق پر جو ہمارے پاس آچکا ہے ایمان نہ لائیں۔ اور طمع (یہ) کریں کہ ہمیں ہمارا پروردگار نیک لوگوں کے ساتھ
الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن
(جنت میں) داخل کرے۔ پس جو کچھ اُنھوں نے کہا اُسکے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے اُنھیں ایسی جنتیں دے دیں جنکے نیچے
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾
نہریں بہتی ہیں، وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے۔
وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾
اور جن لوگوں نے کفر کیا، اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، وُہی جہنم والے ہیں۔

ع ۱۱ ۹ ۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ
اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو جو پاک چیزیں اللہ تعالیٰ نے ۵۲ تمھارے لئے حلال کی ہیں اُن کو حرام نہ قرار دو۔
وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا مِمَّا
اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے
رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ
تمھیں رزق دیا ہے اس میں سے حلال پاک کھاؤ۔ اور اُس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے ساتھ تم ایمان
مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن
لانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمھاری لغو قسموں میں تمھیں نہیں پکڑے گا۔ لیکن
يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ
تم نے جو پکی قسمیں کھائی ہیں اُن پر گرفت کرے گا۔ پس اس (قسم) کا کفارہ دس مسکینوں کو

۵۱ واذا سمعوا:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی ان آیات کی شانِ نزول تفصیل سے لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مکہ معظمہ میں کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے تھے سخت ایذائیں پہنچائیں تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ حبشہ ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ کی سرکردگی میں ستر آدمیوں کو حبشہ روانہ کر دیا۔ ان میں عبداللہ بن مسعودؓ اور عثمانؓ بن مظعون جیسے بزرگ اصحاب بھی تھے۔ کفار مکہ نے عمرو عاص کی سرکردگی میں ایک وفد حبشہ کے بادشاہ کے پاس تحائف دے کر بھیجا جو اُس نے قبول کر لئے۔ پھر انھوں نے بادشاہ سے مسلمان مہاجرین کو واپس کر دینے کی خواہش کی۔ بادشاہ نے مہاجرین کو بلا کر ان سے اپنے اسلام کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت جعفر طیارؓ نے ہاشمی لہجہ میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کی جس کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ جب بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو حضرت جعفر طیارؓ نے سورۂ مریم تلاوت فرمائی۔ جب آپ ان آیات پر پہنچے وھزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطباً جنیاً ۔ فکلی و اشربی وقری عیناً..... جب بادشاہ نجاشی نے یہ آیات سنیں تو وُہ شدت سے رو دیا، اور اُس نے کہا کہ خدا کی قسم یہی حق ہے۔ یہ آیات اسی بارے میں نازل ہوئیں۔

لمترجم:- اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رونا عارفین حق کا فعل ہے۔

۵۲ لا تحرموا:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۴۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین، حضرت بلالؓ، اور حضرت عثمان بن مظعونؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ قسم کھائی کہ وہ ہر گز رات کو نہ سویا کریں گے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وُہ دن کو روزہ رکھا کریں گے۔ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے کبھی ہمبستری نہیں کریں گے۔

تفسیر قمی میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عثمانؓ بن مظعون کی بیوی نے جو نہایت ہی خوبصورت تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ خاوند کی اس قسم کی شکایت کی جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ: جو شخص میری سنت سے پھرے گا وُہ مجھ سے نہیں ہے۔ اور اُنھیں ان قسموں سے منع فرمایا۔ اس پر آیت نازل ہوئی لا یؤاخذکم..... الخ ؛

صاحبِ صافی لکھتا ہے کہ اس قسم کے خطاب اور عتاب سے مخاطب کی شان پر کوئی حرف نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ارشاد فرماتا ہے: یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک..... الخ ؛

لمترجم:- تعجب ہے کہ صافی نے حلال خدا کو اپنی ذات کیلئے حرام کرنے والوں میں حضرت علی علیہ السلام کا نام بھی لکھ دیا ہے حالانکہ آپ کی شان یہ ہے کہ ما آتاکم الرسول ... الآن یشاء اللہ

مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ

ویسا اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل کو کھلاتے ہو، یا اُن کو کپڑے پہنانا ہے۔

اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ

یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ پس جس کو یہ میسر نہ ہو، تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ یہ تمھاری

كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ

قسموں کا کفارہ ہے ؂۵۱ جبکہ تم بچی قسم اٹھالو، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح تمھارے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۸۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

لئے اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ

ماسوا اس کے نہیں ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور فال نکالنے کے تیر ؂۵۲ شیطانی عمل کی پلیدی

عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۹۰) اِنَّمَا يُرِيْدُ

ہیں۔ پس تم اس شیطانی عمل سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ماسوا اس کے نہیں ہے

الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ

کہ شیطان شراب اور جوئے کے ذریعہ تمھارے درمیان دشمنی اور بغض ڈالنا چاہتا ہے۔

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ

اور تمھیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے۔ پس کیا تم

اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۹۱) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ

باز آنے والے ہو۔ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور ڈرتے رہو۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (۹۲)

پھر اگر تم نے روگردانی کی، تو جان لو ماسوا اسکے نہیں ہے کہ ہمارے رسول پر تو کھول کھول کر پہنچا دینا ہی فرض ہے ؂۵۳

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا

وہ لوگ جو ایمان لاچکے اور انھوں نے نیک کام کئے، جو کچھ انھوں نے کھا لیا اس پر انھیں کوئی گناہ نہیں۔

اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ

جبکہ وہ ڈرتے رہے اور ایمان پر قائم رہے اور نیک عمل کرتے رہے پھر وہ ڈرتے رہے اور ایمان پر قائم رہے، پھر

؂۵۱ کفارۃ:-

کفارہ اس کو کہتے ہیں جو گناہ کو دور کر دے اور اسے چھپا دے چنانچہ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائیں یا کپڑا پہنائیں زیادہ میسّر ہو تو ایک غلام آزاد کیا جائے ان میں سے کچھ نہ ہو سکے، تو تین روزے رکھے جائیں چنانچہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوسط درجہ یہ ہے کہ روغن زیتون یا سرکہ سے روٹی کھلائیں اور اعلیٰ یہ ہے کہ گوشت روٹی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی کس ایک مد گیہوں دے دیئے جائیں۔

(نوٹ:- مد اسی تولہ فی سیر کے وزن کے لحاظ سے چودہ چھٹانک کے برابر ہوتا ہے۔)

اور کپڑے دیئے جائیں تو فی کس دو کپڑے۔ (تفسیر صافی ص ۱۴۵)

کافی میں منقول ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کفارۂ قسم کے متعلق پوچھا گیا کہ اگر میسّر نہ ہو تو اس کی حد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جس کو اپنے بال بچوں کے خرچ سے نہیں بچتا، وہ اُن میں داخل ہے جن کو میسّر نہیں۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روزوں میں فاصلہ ہو سکتا ہے، لیکن کفارۂ قسم کے روزوں میں فاصلہ کی اجازت نہیں ۔ (تفسیر صافی ص ۱۴۶)

؂۵۲ والازلام:-

تفسیر صافی ص ۱۴۶ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی، پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ص میسر کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: وہ ہر چیز جس پر کہ ہار جیت ہو حتیٰ کہ کعب اور اخروٹ۔ پھر پوچھا گیا کہ انصاب کیا شے ہے؟ فرمایا کہ: جو اُن کے معبودوں (بتوں) کے نام پر ذبح کیا جائے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ ازلام کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کہ: وہ تیر جن کے ذریعہ سے تقسیم ہوتی ہے ۔

؂۵۳ البلاغ المبین:-

تفسیر صافی ص ۱۴۶ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم! نہ کوئی تم سے پہلے لوگوں میں سے ہلاک ہوا ہے اور نہ قائم آل محمدؐ کے آنے تک کوئی ہلاک ہوگا۔ مگر اس بناء پر کہ ہماری ولایت کو ترک کر دے اور ہمارے حق کا انکار کر دے۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت تک دُنیا سے تشریف نہ لے گئے جب تک کہ اس امّت کی گردن پر ہمارا حق لازم نہ کر دیا ۔

اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ ڈرتے رہے اور نیکی کرتے رہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان

اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَ

لاچکے ہو، ضرور اللہ تعالیٰ شکار میں سے ایسی چیز سے تمہاری آزمائش کرے گا، جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے

رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ

نیزے پہنچیں گے سلہ تاکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کردے کہ کون اس سے غائبانہ ڈرتا ہے ۔ پس اس کے بعد جو زیادتی کرے

ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

گا۔ اس کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، تم جب حالتِ احرام میں ہو

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ

تو شکار نہ مارو سلہ ۔ اور تم میں سے جس نے جان بوجھ کر اُسے مار ڈالا ، تو جو جانور اس نے مارا ہے اس کا بدلہ

مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًاۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ

اُس جیسے چوپایوں سلہ میں سے دینا ہوگا جسکا فیصلہ تم میں سے دو عادل کریں گے، یہ قربانی کعبہ تک پہنچائی جائے گی ، یا

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ

کفارہ ہوگا مسکینوں کا کھانا کھلانا ، یا اُس کے برابر روزے ، تاکہ وہ اپنے کئے کا مزہ

اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ

چکھے ۔ جو کچھ ہو چکا اللہ تعالیٰ نے اُس سے درگذر کیا۔ اور جو کوئی پھر ایسا کریگا ، تو اللہ تعالیٰ اُس سے بدلہ لے گا۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ

اور اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا ہے ۔ تمہارے اور قافلے کے فائدہ کے لئے دریائی شکار اور اُس کا کھانا

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ

تمہارے لئے حلال کردیا گیا ہے۔ اور جب تک تم حالتِ احرام میں رہو تم پر خشکی کا شکار حرام کردیا گیا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے حضور میں تم جمع کئے جاؤ گے ۔ اللہ تعالیٰ نے حرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں

الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ

کے لئے قیام کا باعث قرار دیا ہے ، اور حرمت والے مہینے اور قربانی اور قربانی کے پٹے دار جانوروں کو (بھی) ۔

١٣ ع ٢

سلہ رِماحکم :-
تفسیر صافی ص۱۲۳ پر ہے کہ اس سے حالتِ احرام مراد ہے۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت غزوۂ حدیبیہ میں نازل ہوئی۔ جس وقت اصحاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس قدر جانور جمع کردیئے تھے کہ آدمیوں کے سامانوں کے بیچ میں سے گذر جاتے تھے۔
اور کافی میں ہے کہ غزوۂ حدیبیہ میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس قدر شکار جمع کر دیئے گئے تھے کہ آنحضور علیہ السلام کے اصحاب کے ہاتھ اور نیزے بآسانی ان تک پہنچتے تھے ۔

سلہ حُرُمٌ :-
تفسیر صافی ص۱۲۴ پر بحوالہ التہذیب جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم حالت احرام میں ہو تو ہر جانور کے قتل کرنے سے پرہیز کرو۔ سوائے افعی (سانپ)، اور عقرب (بچھو) اور چوہے کے۔ اسلئے کہ چوہا مشک کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اور مکان میں آگ لگا دیتا ہے۔ رہا بچھو تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی پتھر کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا کہ بچھو نے کاٹ کھایا، تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے، تو کسی نیک اور بد کو نہیں چھوڑتا۔ اور سانپ جس وقت تمہارا قصد کرے تو تم اس کو قتل کردو، نہ کرے تو قتل نہ کرو۔ یہی حکم دیوانے کتے اور درندے کا ہے۔ اور کالے ناگ کو بہرحال قتل کردینا چاہیئے۔ اور کوے اور چیل کو ان کی طرف کوئی چیز پھینک کر اُڑا دینا چاہیئے ۔

سلہ من النّعم :-
تفسیر صافی ص۱۲۴ پر بحوالہ التہذیب جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ ہرن کے بدلے بکری اور گورخر کے عوض میں گائے ، اور شترمرغ کے عوض میں پانچ برس کا اونٹ۔
اور دوسری روایت میں ہے کہ گائے کے بدلے میں گائے ۔

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ

یہ اس لئے تاکہ تم جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے ، اور جو کچھ زمین میں ہے ۔

وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ (٩٧) اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے ۔ (یہ بھی) جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (٩٨) مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَ

اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا (بھی) ہے ۔ رسول کے ذمہ سوائے پہنچا دینے کے اور کچھ (فرض) نہیں ۔ اور

اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ (٩٩) قُلْ لَّا يَسْتَوِى

جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ، اللہ تعالیٰ جانتا ہے ۔ (اے رسول) کہدو کہ ناپاک اور

الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

پاک برابر نہیں ہوتے ۔ اگرچہ ناپاک کی زیادتی تمھیں اچھی لگے ۔ پس اے عقل والو! تم

يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (١٠٠) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے رہو ، تاکہ تم فلاح پاؤ ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو تم ایسی چیزوں

تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا

کے بارے میں نہ سوال کرو ۱؎ کہ اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمھیں بُری لگیں ۔ اور اگر تم اُنکے بارے میں اُس وقت

حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

پوچھو گے جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تمھارے لئے ظاہر کر دی جائینگی ۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکے بارے میں تم سے درگذر کی اور اللہ تعالیٰ بہت

حَلِيْمٌ (١٠١) قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ (١٠٢)

بخشنے والا بُردبار ہے ۔ تحقیق ایک قوم نے تم سے پہلے (بھی) اس کا سوال کیا ۔ پھر اس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے ۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ

اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی ۲؎ کان پھٹی اُونٹنی اور نہ بتوں کے نام پر آزاد کی ہوئی اُونٹنی اور نہ دو مادہ بچے جننے کے بعد بتوں کے

وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ

نام پر چھوڑی ہوئی اُونٹنی اور نہ بوڑھا سانڈھ اونٹ مقرر کیا ہے لیکن وہ لوگ جو کافر ہو گئے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں ۳؎

لَا يَعْقِلُوْنَ (١٠٣) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى

اور اُن میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے ہیں ۔ اور اُنھیں کہا جاتا ہے کہ اُس کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ، اور رسول کی

۱؎ لا تسئلوا :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ : اللہ نے تم پر حج واجب قرار دیا ہے ۔ عکاشہ ابن محصن نے یا بروایتے سراقہ بن مالک نے پوچھا ، کہ کیا ہر سال یا رسول اللہ ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُن کر اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا ۔ اُس نے دو یا تین مرتبہ یہی سوال دُہرایا ۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ : وائے ہو تجھ پر ، اگر میں ہاں کہہ دوں تو پھر کیا ہو ، خدا کی قسم اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال کے لئے واجب ہو جاتا ، اور اگر واجب ہو جاتا تو تم کر نہ سکتے ۔ اور جب کر نہ سکتے تو کافر ہو جاتے ۔ پس جب میں کوئی بات چھوڑ دوں تو تم اس کا پیچھا نہ کیا کرو ، اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ بہت سے سوالات کرنے کے سبب سے اور انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ۔ پس جس چیز کے کرنے کا میں حکم دوں اُسے جہاں تک بن پڑے ، بجا لاؤ ۔ اور جس چیز سے میں روک دوں اُس سے رُک جاؤ ۔

۲؎ ما جعل اللہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۹ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی اونٹنی ایک بطن سے دو بچے جنتی تھی تو لوگ اُسے وصیلہ کہہ دیتے تھے ۔ پھر نہ اُس کا ذبح کرنا حلال جانتے تھے نہ اُس کا کھانا ۔ اور جو اُونٹنی دس بچے جن چکتی تھی وہ اُسے سائبہ قرار دیتے تھے ۔ اب اُس کی پیٹھ پر سوار ہونا اور اُس کا کھانا حلال نہیں جانتے تھے ۔ اور حام سے مراد اُونٹوں کا سانڈھ ۔ اُس کو کھانا اور اُس پر سوار ہونا حلال نہیں جانتے تھے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی چیز کو بھی حرام قرار نہیں دیا ۔

۳؎ علی اللہ الکذب :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۳۸ پر ہے کہ یہ جھوٹا بہتان ہے ۔ کہ ان چیزوں کو حرام جانتے ہیں ۔ وہ اپنے رئیسوں کی تقلید کرتے ہیں جو حب ریاست کی وجہ سے اس کا اقرار نہیں کرتے اور خدا سے نسبت دے دیتے ہیں ۔

تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ عمرو بن لحے ابن قمعہ ابن جندب مکہ کا بادشاہ ہو گیا تھا ۔ اور یہ پہلا شخص ہے جس نے دین اسمٰعیل علیہ السلام کو بدل دیا ۔ بتوں کی عبادت شروع کی ۔ بتوں کو نصب کیا ۔ بحیرہ ، سائبہ ، وصیلہ ، حام وغیرہ رسمیں جاری کیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُسے دوزخ میں اس حالت میں دیکھا کہ دوزخ والے اُس کی ہڈیوں کی بدبو سے اذیت پاتے ہیں ۔

الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ

طرف، تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وُہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، اگرچہ اُن کے باپ

اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

دادا نہ کچھ جانتے ہوں، اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لا

اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ

چکے ہو، تم پر تمہاری جانوں کی حفاظت ضروری ہے [۱] جب تم ہدایت یافتہ ہو گئے تو جو گمراہ ہو گیا وُہ تمھیں نقصان نہیں پہنچا

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

سکے گا۔ تم سب کی بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ پھر وُہ تمھیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے تھے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، جب تم میں کسی ایک کے پاس موت آ پہنچے تو وصیت کے وقت آپس میں

حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ

شہادت کے لئے تم میں سے دو عادل (ہونے چاہییں)، یا اگر تم سفر میں ہو اور تم پر موت کی

اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ

مصیبت آن پڑے، تو وُہ دو (عادل گواہ) غیروں میں سے ہی ہو جائیں [۲]۔

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا

تم ان دونوں کو نماز کے بعد تک روکے رکھو۔ اگر تم شک میں پڑو تو یہ دونوں خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس (گواہی)

نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ

کے بدلے میں کوئی قیمت نہیں لیں گے، (اگرچہ وُہ ہمارا، قرابتدار ہی (کیوں نہ) ہو۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی گواہی کو نہیں چھپائیں گے۔

اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا

اگر ایسا کریں تو ہم البتہ گناہگاروں میں سے ہوں گے۔ پس اگر اس بات کا علم ہو جائے کہ وُہ دونوں (جھوٹی گواہی سے) گناہ کے

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ

مستحق ہو گئے تو پھر اُن دونوں کی جگہ سب سے زیادہ قرب رکھنے والے دو اور شخص اُن لوگوں میں سے کھڑے ہو جائیں جن کا حق

الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

دبایا گیا ہے۔ پھر یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ البتہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے،

[۱] علیکم انفسکم:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۴۸ پر اس آیت کے نزول کا سبب یہ لکھا ہے کہ مومنین اپنے کافر رشتہ داروں کیلئے افسوس کیا کرتے تھے اور اُن کے ایمان لانے کے خواہشمند رہا کرتے تھے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ تم اپنی اصلاح کرو، اور لوگوں کے عیب نہ نکالو اور نہ اُن کا خیال کرو۔ کیونکہ اگر تم خود نیک ہو جاؤ تو اُن کی گمراہی تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

[۲] او آخران:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۴۹ پر بحوالہ کافی، من لا یحضرہ الفقیہ، اور التہذیب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ ذوا عدل منکم سے مراد دو مسلمان ہیں۔ اور آخران من غیرکم سے اہل کتاب میں سے دو شخص یعنی یہودی اور نصاریٰ۔ اور اگر اہل کتاب میسر نہ ہوں تو مجوسی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جزیہ میں اہل کتاب کا قاعدہ مجوس میں بھی جاری فرمایا ہے اور وُہ اس طرح ہے کہ جب کوئی شخص پردیس میں مر جائے اور اُسے مسلمان میسر نہ آئیں۔ تو وُہ اہلکتاب میں سے دو شخصوں کو گواہ کرے اور اُن کو عصر کی نماز کے بعد روک رکھے۔ اور وُہ خُدا کی قسم کھالیں کہ ہم اس قسم کو کسی بات کے عوض فروخت نہ کریں گے۔ گو طرفین میں سے ہمارا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اور ہم خدا کی گواہی کو نہ چھپالیں گے کہ اس صورت میں ہم گنہگار ہو جائیں گے۔ پھر اگر میت کے وارثوں کو ان دونوں کی شہادت میں شک ہو۔ اور اُن کو کسی طرح یہ اطلاع بھی ہو جائے کہ ان دونوں نے جھوٹی شہادت دی ہے تو اُن کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کی شہادت کو توڑ سکیں، جبتک کہ وُہ دو ایسے گواہ نہ لائیں کہ وُہ پہلے دو گواہوں کے قائم مقام ہوں۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے۔ اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی، ورنہ ہم بھی یقیناً ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر اگر ایسا کیا گیا تو پہلے دونوں کی گواہیاں ٹوٹ جائیں گی اور دوسرے دونوں کی گواہی جائز ٹھہرے گی۔ اسی کو آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"ذٰلک ادنیٰ ان یاتوا۔"

وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ أَدْنٰٓى أَنْ

اور ہم نے زیادتی نہیں کی۔ اگر ایسا کیا تو (اس وقت) بیشک ہم ظالموں میں سے ہیں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب

يَّأْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ أَوْ يَخَافُوْٓا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌۢ

ہے کہ وہ لوگ سچی گواہی دے دیں، یا وہ ڈر جائیں کہ انکی قسم دوسروں کی قسم کے بعد رد کر دی

بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

جائے گی۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسکے حکم (سنتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی راہبری

الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ ۖ

ع ٨

نہیں فرماتا۔ جس دن اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو اکٹھا کرے گا پھر پوچھے گا کہ تمھیں کیا جواب دیا گیا تھا[1]

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١٠٩﴾ إِذْ قَالَ اللّٰهُ

وہ کہیں گے ہمیں کوئی علم نہیں۔ یقیناً تو ہی چھپی باتوں کو بہت جاننے والا ہے۔ (اے رسول وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِىْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ

وقف لازم

کہے گا اے عیسیٰ ابن مریم! میری وہ نعمت یاد کرو جو تم پر اور تمھاری والدہ پر تھی۔

إِذْ أَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ

جبکہ میں نے تمھاری مدد روح القدس سے کی۔ تو لوگوں کے ساتھ پنگھوڑے میں اور بڑی عمر میں باتیں کرتا تھا۔

وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ ۚ وَإِذْ

اور جبکہ میں نے تمھیں کتاب اور حکمت، اور توریت اور انجیل کی تعلیم دی۔ اور جب

تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِىْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

تو میرے حکم سے مٹی کے پرندے کی شکل جیسا بناتا تھا، پھر تو اس میں پھونکتا تھا تو وہ میرے حکم سے

طَيْرًا بِإِذْنِىْ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِىْ ۚ وَإِذْ

پرندہ بن جاتا تھا۔ اور تو میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا۔ اور جب تو

تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِإِذْنِىْ ۚ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِىٓ إِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ إِذْ

میرے حکم سے مردوں کو (زندہ) نکالتا تھا۔ اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم (کو ایذا دینے) سے باز رکھا۔ جب تو ان

جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ إِنْ هٰذَآ إِلَّا

کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آیا۔ تو ان لوگوں نے جو ان میں سے کافر ہو گئے کہا یہ کچھ نہیں ہے مگر

[1] ماذا اجبتم۔

تفسیر صافی ص ۱۲۹ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ پیغمبروں سے اُن کے اوصیاء کے بارے میں دریافت فرمائے گا جن کو وہ اپنی امتوں پر خلیفہ مقرر کر گئے کہ تمھارے حکم کی کہاں تک تعمیل کی گئی، تو وہ جواب میں کہیں گے کہ ہماری اُمتوں نے جو کچھ ہمارے بعد کیا، اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اسے اس آیت کی تاویل کہا ہے۔ لیکن تفسیر قمی میں اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس میں اُسے تاویل کا نام نہیں دیا گیا۔

سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذۡ اَوۡحَيۡتُ اِلَى الۡحَوَارِيّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِىۡ

کھلا ہوا جادو۔ اور جبکہ میں نے حواریوں کی طرف وحی کی ۔ کہ تم مجھ پر اور میرے

وَبِرَسُوۡلِىۡ‌ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاشۡهَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذۡ قَالَ

رسولوں پر ایمان لاؤ۔ انھوں نے کہا ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔ جبکہ حواریوں

الۡحَـوَارِيُّوۡنَ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ هَلۡ يَسۡتَطِيۡعُ رَبُّكَ اَنۡ

نے کہا ، اے عیسیٰ ابن مریمؑ ! کیا تمھارا پروردگار یہ طاقت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان

يُّنَزِّلَ عَلَيۡنَا مَآٮِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ‌ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنۡ كُنۡتُمۡ

سے ایک (کھانے کا) خوان نازل کرے لے ۔ (تو عیسیٰ نے) کہا اگر تم ایمان لانے والے ہو تو خدا

مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوۡا نُرِيۡدُ اَنۡ نَّاۡكُلَ مِنۡهَا وَتَطۡمَٮِٕنَّ قُلُوۡبُنَا وَ

سے ڈرو۔ انھوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس (مائدہ) میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو

نَـعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ صَدَقۡتَنَا وَنَكُوۡنَ عَلَيۡهَا مِنَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ

جائیں ، اور جان جائیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے۔ اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔

عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَيۡنَا مَآٮِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

عیسیٰ ابن مریمؑ نے کہا ، اے اللہ ! ہمارے پروردگار ! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) ایک خوان نازل فرما۔

تَكُوۡنُ لَنَا عِيۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنۡكَ‌ ۚ وَارۡزُقۡنَا وَ

وہ ہمارے لئے ہمارے موجودہ اور ہمارے بعد آنیوالوں کیلئے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔ اور ہمیں رزق دے اور

اَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىۡ مُنَزِّلُهَا عَلَيۡكُمۡ‌ ۚ فَمَنۡ

تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اُسے ضرور تم پر نازل کرنے والا ہوں۔ پھر جو

يَّكۡفُرۡ بَعۡدُ مِنۡكُمۡ فَاِنِّىۡۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ

شخص اسکے بعد تم میں سے کفر کرے گا ، تو میں یقیناً اُسے ایسا عذاب دوں گا جو عذاب میں دُنیا میں کسی کو نہ

الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾ وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ

دوں گا۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ کہے گا اے عیسیٰ ابن مریمؑ ! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا

لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِىۡ وَاُمِّىَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ قَالَ سُبۡحٰنَكَ

کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دو خدا بنا لو ۲ ۔ (عیسیٰؑ) کہیں گے تیری ذات پاک ہے

لہ مائدۃ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا تھا کہ تم تیس دن روزے رکھو، پھر جو چاہو خدا سے سوال کرو، وہ تمھیں عطا کرے گا چنانچہ انھوں نے تیس روزے رکھے۔ جب فارغ ہو چکے تو انھوں نے یہ کہا کہ اگر ہم نے کسی آدمی کا کام کیا ہوتا تو وہ ہم کو کھانا کھلاتا۔ ہم نے روزے رکھے اور بھوکے مرے۔ اب تو اللہ سے دُعا کیجئے کہ ایک خوان آسمان سے ہم پر نازل کر دے۔ چنانچہ فرشتے ایک خوان لے کر آئے ، جس میں سات بڑی بڑی روٹیاں تھیں۔ اور سات رکابیاں تھیں۔ وہ خوان لوگوں کے سامنے رکھا گیا۔ اور اوّل سے آخر تک سب نے کھایا۔

اور ایک روایت میں حضرت عمار بن یاسرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو مائدہ نازل ہوا تھا اُس میں روٹیاں تھیں اور گوشت۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ اُن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے کھانے کی درخواست کی تھی جسے وہ کھاتے جائیں ، اور وُہ ختم ہی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر اُن سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ مائدہ تمھارے لئے اُس وقت تک باقی رہے گا جبتک کہ تم اس میں خیانت نہ کرو۔ اور اس میں سے نہ کچھ اٹھاؤ نہ چھپاؤ۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو عذاب دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن بھی پورا نہ گذرا کہ انھوں نے اٹھایا بھی اور چھپایا بھی۔

اور مائدہ کے نزول کے متعلق ایک طویل روایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، جس کے آخر میں ہے کہ یہ مائدہ چالیس دن تک چاشت کے وقت اترتا رہا۔ جب تک لوگ کھاتے رہتے قائم رہتا، جب فارغ ہو جاتے تو وُہ بلند ہوتا جاتا۔ اور جب تک اسکی پرچھائیں رہتیں لوگ دیکھتے رہتے ، حتیٰ کہ وُہ نظروں سے غائب ہو جاتا۔ اور وہ ایک دن آتا تھا اور ایک دن نہیں آتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو وحی کی کہ میرے مائدہ کو محتاجوں اور فقیروں کے لئے مخصوص کر دو۔ امیروں سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ بات امیروں کو ناگوار گزری اور انھوں نے شکایت کی اور دیگر لوگوں نے بھی اسکے بارے میں شکایت کی، تو خدا نے حضرت عیسیٰ کو وحی کی کہ میں نے جھٹلانے والوں کے بارے میں پہلے ہی شرط کر لی تھی کہ جو لوگ اس کے نزول کے بعد کفرانِ نعمت کریں گے،

میں ان کو ایسا عذاب دوں گا کہ تمام عالم میں کسی کو ایسا عذاب دیا ہو گا۔ اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ان تعذبھم فانھم عبادك وان تغفر لھم فانك انت العزیز الحکیم۔ چنانچہ اُن میں سے ۳۳۳ آدمی جو رات کو اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی عورتوں کے پاس اپنے اپنے بستروں پر لیٹے تھے صبح کو مسخ ہو کر سوّر بن گئے۔ راستوں میں اور مزبلوں پر دوڑتے پھرتے تھے۔ اور مزبلوں پر پاخانہ کھاتے تھے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو روتے پیٹتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور جو مسخ ہو گئے تھے اُن کے عزیز تو بہت ہی روتے پیٹتے تھے۔ وہ تین دن زندہ رہ کر پھر ہلاک ہو گئے ۔ ۲ الٰھین :۔ تفسیر صافی صفحہ ۱۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ اسلئے پوچھا گیا کیونکہ عیسائیوں نے گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں (مریم علیہا السلام) کو خدا کے علاوہ معبود مانو۔ پس جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ نصاریٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اکٹھا کر کے یہ سوال ایک دوسرے کے رُوبرو کرے گا۔ جسکا جواب حضرت عیسیٰؑ دینگے کہ مجھے کب زیبا تھا کہ میں ایسی بات اپنے مُنہ سے نکالتا۔ اگر میں نے کہا ہوتا تو اے اللہ تمھیں معلوم ہوتا کیونکہ تو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ ہر چھپی اور کھلی بات کا جاننیوالا ہے۔ میں نے وہی کچھ کہا جسکا تُونے مجھے حکم دیا تھا اور کچھ نہیں کہا۔

مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ

میرے لئے یہ زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا کہ جسکا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا، تو یقیناً

فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ

تو اُسے جانتا ہوگا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ تیری ذات میں ہے۔ یقیناً تو

أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِي بِهِۦٓ أَنِ

غیب کی باتوں کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ میں نے انھیں نہیں کہا سوائے اس کے جس کا تُو نے مجھے حکم دیا، کہ

ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ

میرے پروردگار اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ اور جب تک میں اُن میں رہا اُن پر گواہ رہا۔

فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ

پھر جب تُو نے مجھے اُٹھا لیا ۱؎ تو تُو اُن پر نگہبان تھا۔ اور تُو ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۱۷﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ

گواہ ہے۔ اگر تُو اُنھیں عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تُو اُنھیں بخش

لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ ٱللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ

دے، تو بیشک تُو غالب حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ وہ دن ہے کہ

ٱلصَّٰدِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّٰتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ

سچوں کو اُن کا سچ فائدہ دے گا ۲؎ اُن کے لئے ایسی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ

اُس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ

ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا

بہت بڑی کامیابی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن میں ہے سب کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے

فِيهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌۢ ﴿۱۲۰﴾ ع

ہے۔ اور وہ چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

وقف النبی علیہ السلام

ع ۱۶ ۵ ۶

آیاتہا ۱۶۵ سُورَةُ الْأَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ ۲۰ رکوعاتہا

ا؎ فلمّا توفیتنی:۔

تفسیر حقانی ص۱۵ا پر ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تو نے مجھے زمین سے آسمان کی طرف اٹھا لیا، جیسا کہ فرمایا: انی متوفیك ورافعك الیّ۔

توفّی کے معنی کسی شے کو پورا پورا لے لینے کے ہیں۔ اور موت توفّی کی ایک نوع ہے جیسا کہ خُدا فرماتا ہے: اللہ یتوفی الانفس حین موتھا و التی لم تمت فی منامھا (اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے وقت لے لیتا ہے اور جو نہیں مرے ان کو نیند کے وقت لے لیتا ہے)

نوٹ:۔ توفّی کی مکمل لغوی بحث سابقاً آیۂ مجیدہ یاعیسیٰ انی متوفیك (پ۳ آل عمران ع) کے ذیل میں کردی گئی ہے

۲؎ صدقھم:۔

تفسیر حقانی ص۱۵ا پر ہے کہ یہ نصاریٰ کو اُنکے جھوٹ پر تنبیہ کی گئی ہے۔ اور انھوں نے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام اور اُن کی والدہ کے بارے میں غلط عقیدہ بنا رکھا ہے۔ اس پر اُنھیں متنبہ کیا گیا ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ اس بات کی پکی دلیل ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ایسا ہرگز نہیں کہا تھا۔ اور وہ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "ھٰذا یوم ینفع الصّادقین صدقھم"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ

ہر حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سلہ اور اندھیروں اور نور کو بنایا۔

وَالنُّوْرَ ۭ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ

پھر بھی وہ لوگ جو کافر ہوگئے (اوروں کو) اپنے پروردگار کیساتھ برابر کرتے ہیں۔ (اللہ) وہ ہے جس

خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ

نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس نے ایک مدت مقرر کردی سلہ اور ایک معین مدت (کا علم) اسکے پاس ہی سلہ

ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ

پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور وہی اللہ آسمانوں میں بھی ہے ، اور زمین میں بھی۔

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ وَمَا تَاْتِيْهِمْ

وہ تمھاری پوشیدہ (باتوں) کو بھی جانتا ہے اور تمھاری ظاہر (باتوں) کو بھی اور جو کچھ تم کماتے ہو اسے بھی جانتا ہے۔ اور انکے پروردگار

مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴ فَقَدْ

کی نشانیوں میں سے اُن کے پاس کوئی نشانی نہیں آتی ، مگر یہ کہ وہ اُس سے رُوگرداں ہوتے ہیں۔ پس یقیناً

كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗـؤُا مَا كَانُوْا

انھوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ اُنکے پاس آیا۔ سو عنقریب انھیں اس چیز کی خبریں مل جائیں گی جس کے

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ

ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کئی گروہوں کو ہلاک کر ڈالا

قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَاۗءَ

جن کو ہم نے زمین میں اتنی قدرت عطا کی تھی جو تم کو نہیں دی۔ اور ہم نے اُن پر آسمان (سے)

عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ

برستا ہوا (مینہ) بھیجا۔ اور ہم نے اُن کے نیچے بہتی ہوئی نہریں بنا دیں۔

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶

پھر ہم نے اُن کو گناہوں کے بدلے ہلاک کردیا ، اور اُن کے بعد ہم نے اور گروہوں کو پیدا کر دیا سلہ۔

سلہ الحمدُ للہ :۔

تفسیر صافی ص۱۵۱ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت تین قسم کے لوگوں کی تردید کرتی ہے۔ جب خدا نے کہا الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض تو یہ فرقہ دہریہ کا رد ہوگیا۔ جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے سامنے جو چیزیں ہیں، اُن کی ابتداء ہی نہیں، یہ ہمیشہ سے یونہی چلی آتی ہیں۔ اور جب یہ فرمایا: وجعل الظلمٰت والنور، تو یہ فرقہ مجوسیہ کی تردید ہوگئی۔ جو یہ کہتے تھے کہ نور اور ظلمات دونوں مل کر عالم کے مدبر ہیں۔ پھر جب یہ کہا: ثم الذین کفروا بربھم یعدلون تو عرب کے مشرکوں کی تردید ہوگئی۔ جو یہ کہتے تھے کہ: بُت ہمارے معبود ہیں ۔

سلہ قضیٰ اجلاً :۔

تفسیر صافی ص۱۵۱ پر ہے کہ اس اجل سے وہ اجل مراد ہے جو حتمی ہے۔ اور موت کے لئے معین کردی گئی ہے جو نہ ٹل سکتی ہے نہ آگے پیچھے ہوسکتی ہے ۔

سلہ اجلٌ مسمّی :۔

تفسیر صافی ص۱۵۱ پر ہے کہ اجلٌ مسمّی سے موت کا وہ وقت مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ محو و اثبات کرتا ہے۔ صدقہ، دُعا، صلہ رحمی کرنے وغیرہ وغیرہ کے سبب سے وہ وقت اللہ تعالیٰ ٹال دیتا ہے، یا آگے پیچھے کر دیتا ہے۔

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مقرر کیا ہوا وقت تو وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حتماً و جزماً طے فرما دیا کہ جس میں تقدیم و تاخیر ممکن نہیں، اور مسمّٰی وہ وقت ہے جس میں بداء ہوسکتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ حکم کو آگے پیچھے کر دیتا ہے ۔

سلہ قرناً آخرین :۔

تفسیر صافی ص۱۵۲ پر ہے کہ ان دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک ہونے والی قوموں کے بدلہ میں پیدا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تم سے پہلی قوموں مثل عاد اور ثمود کو ہلاک کر دیا تھا اور ان کے بدلہ میں تمھیں پیدا کر دیا۔ اسی طرح تمھارے گناہوں کے بدلہ میں تمھیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور وہی کچھ تم سے بھی کیا جانے گا جو ان سے کیا گیا تھا ۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ

اور اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھی ہوئی کوئی کتاب (بھی) نازل کرتے - پھر وہ اُسے اپنے ہاتھوں سے چھو لیتے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ ۷ وَقَالُوْا لَوْلَآ

(تب بھی) البتہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے (یہی) کہتے کہ یہ تو صرف کھلا ہوا جادو ہے - اور انھوں نے کہا کیوں نہیں

اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ الْاَمْرُ ثُمَّ

اس پر فرشتہ نازل کیا جاتا - اور اگر ہم کوئی فرشتہ (بھی) نازل کرتے تو البتہ معاملہ کا فیصلہ (ہی) کر دیا جاتا -

لَا يُنْظَرُوْنَ ۞ ۸ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا

پھر وہ مہلت نہ دیئے جاتے - اور اگر ہم اُسے فرشتہ بناتے تو البتہ ہم اُسے مرد بناتے - اور ضرور اُسے وہی

عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۞ ۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

لباس پہناتے جو لباس وہ پہنتے ہیں ؎۱ اور البتہ تم سے پہلے رسولوں کی ہنسی اڑائی گئی ہے - تو

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ ۱۰

اُن میں سے جن لوگوں نے ہنسی اڑائی تھی اُن کو اسی (عذاب) نے آ گھیرا جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے -

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

(اے رسول) کہہ دو کہ تم زمین میں پھرو - پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا -

الْمُكَذِّبِيْنَ ۞ ۱۱ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ

کہہ دو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کس کیلئے ہے؟ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے -

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

اُس نے اپنی ذات پر رحمت واجب کر لی ہے ؎۲ وہ ضرور تمھیں قیامت کے دن جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں،

فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ ۱۲ وَلَهٗ مَا

اکٹھا کریگا - وہ لوگ جنھوں نے اپنا نقصان آپ کیا، پس وہ ایمان نہیں لائیں گے - اور اسی کا ہے

سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ ۱۳ قُلْ اَغَيْرَ

جو بستا ہے ؎۳ رات میں اور دن میں - اور وہ بڑا سننے والا (اور) جاننے والا ہے - (اے رسول) کہہ دو کیا میں

اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کسی اور کو سرپرست بنا لوں - حالانکہ وہ (سب کو) کھلاتا ہے

ع ۱۰

؎۱ مایلبسون :-

کفار مختلف پہلو بدل بدل کر اعتراضات کیا کرتے تھے - کبھی کہتے : لولا انزل علیہ ملک کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا - کبھی کہتے : ولو شاء ربنا لانزل ملئکۃ - کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے نازل کر دیتا - اس قسم کے استہزاء اور تمسخر کیا کرتے تھے - اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ اگر ہم فرشتہ بھی نبی بنا کر بھیجتے تو اُسے انسانی شکل میں ہی بھیجتے - کیونکہ اس کا کام تبلیغ کرنا ہوتا - اور فرشتہ تو بوجہ جسم لطیف کے نظر ہی نہیں آسکتا - اس لئے جبتک اُسے انسان کا جسم کثیف نہ دیا جاتا وُہ نبوت کے فرائض کس طرح سرانجام دیتا - اس لئے ضروری تھا کہ اس فرشتہ کو نبی بنانے کے لئے تمام لوازمات بشری دیئے جاتے - پھر اس پر بھی وُہی اعتراض ہوتے جو عام نبیوں پر ہوتے رہے - اور لوگ اُسے بھی نہ مانتے - پھر فرشتے کو نبی بنا کر بھیجنے کا کیا فائدہ ہوتا - دراصل یہ کافروں کی کٹ حجتیاں تھیں - کیونکہ وُہ ایمان لانا ہی نہ چاہتے تھے ؛

؎۲ نفسہ الرحمۃ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۲ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر واجب کر لیا ہے کہ وُہ تمھیں اپنی معرفت کی طرف ہدایت کرے اور محکم دلیلوں سے اپنی توحید کا علم عطا کرے - کتابیں نازل کرے اور تمھارے کفر اور گناہوں پر اتنی مہلت دے کہ تم اس کمی کا تدارک کر سکو ؛

؎۳ سکن :-

یہ لفظ سکونٌ سے ہے - صیغہ ماضی واحد مذکر غائب - علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی مشہور لغوی شارح قاموس تاج العروس میں ابن الکمال سے نقل کرتے ہیں کہ : "سکون جس میں حرکت کی صلاحیت ہو - اس کے حرکت نہ کرنے کا نام ہے - بس جس میں متحرک ہونے کی صلاحیت نہ ہو، اس سے حرکت کا نہ ہونا سکون نہیں ہوگا - وُہ نہ متحرک ہوگا نہ ساکن" اس کے بعد لکھتے ہیں : ارشادِ الٰہی : ولہ ما سکن فی اللیل والنہار - ابنِ اعرابی نے سکن کے معنی حلّ (وُہ فروکش ہوا) کے لئے ہیں -

اور ثعلب نے کہا ہے کہ ساکن کا استعمال انسان اور بہائم ہی کے لئے خاص ہے - سکن کا ترجمہ حرکت کے بعد ٹھہر گیا، اور یہاں اسکے معنی پیدا کرنے کے ہیں - غرض ابنِ اعرابی کے قول پر آیت کا ترجمہ ہوگا :

" اور اسی کا ہے جو بستا ہے رات میں اور دن میں " اور ثعلب کے قول پر یہ معنی ہوں گے : " اور اسی کا ہے جو پیدا کیا رات میں اور دن میں " (لغات القرآن نعمانی - جلد ۳ - صفحہ ۲۲) -

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۲ پر سکن کا معنی حلّ ہی کیا گیا ہے - ما تمکن وحل من التسکنی - اوّل سورہ میں آسمانوں اور زمینوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کل مکانات پر حاوی ہیں - اور یہاں شب و روز کا ذکر کیا جو کل اوقات پر حاوی ہیں - اور چونکہ کل موجودات، مکانات اور اوقات کے تحت میں ہیں، اسی طرح سے اُسکی عموم قدرت کل موجودات پر ثابت ہوگئی ؛

وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّيٓ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا

اور اُسکو کچھ نہیں کھلایا جاتا۔ کہدو کہ یقیناً مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں۔ اور تم ہرگز

تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۴﴾ قُلْ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ

مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ کہدو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں، تو

رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ

میں یقیناً بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس سے اس دن (عذاب) پھیر اجائے، تو یقیناً اس نے

رَحِمَهُ ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿۱۶﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ

اس پر رحم کیا ہے۔ اور یہی کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے۔

فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ

تو اس کے سوا، اُسے کوئی کھولنے والا نہیں۔ اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿۱۸﴾

رکھنے والا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور وہ بڑا حکمت والا اخبردار ہے۔

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ

کہدو کہ گواہی کیلئے سب سے بڑی چیز کون سی ہے۔ کہدو کہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ

اور یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اُسکے ذریعہ تمھیں ڈراؤں اور (میرے بعد) وہ (ڈرائے) جس کو یہ

لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۚ قُلْ لَا أَشْهَدُ ۚ قُلْ

قرآن پہنچے۔ کیا تم واقعی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ اور بھی معبود ہیں۔ (اے رسول) کہدو کہ میں (ایسی) گواہی

إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿۱۹﴾ الَّذِينَ

نہیں دیتا۔ نیز کہدو کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ وہ واحد معبود ہے اور یقیناً میں اس چیز سے بری ہوں جسکو تم اسکا شریک ٹھہراتے ہو۔

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ ۘ الَّذِينَ خَسِرُوا

وہ لوگ جنکو ہم نے کتاب دی۔ اس (رسول) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جسطرح وہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ وہ لوگ جنھوں

أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى

نے اپنا نقصان آپ کیا۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر

وقف لازم بلا اختلاف

وقف لازم

۵۱ ومن بلغ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان وکافی وتفسیر عیاشی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ من بلغ آلِ محمدؐ میں سے امام ہوتا رہیگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قرآن کے ذریعہ لوگوں کو اسی طرح ڈرائے گا جس طرح آنحضرت صلعم ڈرایا کرتے تھے اور احکام خدا اسی طرح پہنچاتا رہے گا جس طرح آنحضرت صلعم پہنچاتے تھے ؀

۵۲ یعرفونہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۳ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ لوگ ان کے حلیہ سے پہچان لیتے تھے۔ جو توریت اور انجیل میں مذکور تھا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت یہود اور نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات توریت انجیل اور زبور میں نازل کیں۔ اور اسی طرح آپ کے اصحاب اور مہاجرین کی صفات بھی نازل کیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستنبط ہیں: محمد رسول الله تا ذٰلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل۔

پس یہ صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تورات اور انجیل میں بیان ہوئی ہیں۔ اور آپ کے اصحاب کی بھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمھیں مبعوث فرمایا تو ان لوگوں نے ان نشانیوں اور صفات سے انھیں پہچان لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين۔ یعنی پھر جب اُن کے پاس وہ آیا جس کو وہ پہچانتے تھے۔ تو اس کا انکار کر گئے۔ پس ان انکار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ؀

اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ

جھوٹ بہتان باندھا یا اُسکی آیتوں کو جھٹلایا ۔ یقیناً ظالم فلاح نہیں پاتے ہیں ۔ اور وُہ دن

نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ

جب ہم ان سب کو اکٹھا کرینگے ۔ پھر ہم ان لوگوں سے کہیں گے جنھوں نے شرک کیا کہ کہاں ہیں وُہ تمھارے شریک ، جن کو تم

الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا

(خدا کا شریک ، گمان کیا کرتے تھے ۔ پھر اُن کا کوئی عذر نہ ہوگا سوائے اس کے کہ وُہ کہیں گے کہ ہمارے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

رب ، اللہ کی قسم : ہم مشرک نہیں تھے ے۱ ۔ دیکھو تو یہ کسطرح اپنے ہی خلاف جھوٹ بول گئے ے۲ ۔

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ

اور جو بہتان وُہ باندھا کرتے تھے وہ (سب) اُن سے گم ہوگئے ۔ اور اُن میں سے بعض وُہ ہیں جو تیری طرف کان دھرتے ہیں

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

حالانکہ ہم نے اُنکے دلوں پر غلاف قرار دیئے ہیں کہ وُہ اُسے نہ سمجھیں ۔ اور اُن کے کانوں میں بوجھ ہے ۔

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ

اور اگر وُہ ہر معجزہ دیکھ لیں گے تو بھی وُہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے ۔ تا اینکہ جب وہ تمھارے پاس آئیں گے

يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

تم سے جھگڑا کریں گے ۔ اور وُہ لوگ جو کافر ہوگئے کہیں گے ، یہ نہیں ہیں مگر پہلوں کی کہانیاں ۔

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ

اور وُہ اُس سے روکتے ہیں ۔ اور وُہ (خود بھی) اُس سے دُور رہتے ہیں ۔ حالانکہ وہ

يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا

اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں ، اور نہیں سمجھتے ہیں ۔ اور اگر تو (اے رسول) انھیں دیکھے جبکہ

عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا

وُہ (جہنم کی) آگ پر کھڑے کئے گئے ہونگے تو وُہ کہینگے اے کاش ہم واپس کردیئے جاتے اور ہم اپنے رب کی نشانیاں نہ جھٹلاتے ۔

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ

اور ہم مومنوں میں سے ہوجاتے ۔ بلکہ ظاہر ہوگیا اُن کیلئے جو کچھ کہ وُہ اس سے پہلے چھپاتے تھے ۔

ے۱ ماکنا مشرکین:-

تفسیر صافی ص۱۵۳ پر ہے کہ باوجود جاننے کے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پھر بھی وُہ خوف اور پریشانی کی وجہ سے جھوٹ بول دیں گے۔ اور قسمیں بھی اٹھائیں گے ؛

ے۲ انظر کیف کذبوا:-

تفسیر صافی ص۱۵۳ پر بحوالہ احتجاج طبرسی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں مروی ہے جس میں انھوں نے قیامت کے دن کی ہولناکیاں بیان فرمائی ہیں کہ پھر سب لوگ ایک اور جگہ جمع کئے جائیں گے۔ اور وہاں ان کے بیانات لئے جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ ہمیں ہمارے پروردگار خدا کی قسم ہے ہم تو مشرک نہ تھے۔ اور یہ ان لوگوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ہے۔ جو دار دنیا میں توحید کے قائل تھے۔ مگر محض اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا۔ جس حال میں کہ وُہ اس کے رسولوں کے مخالف رہے۔ اور جو کچھ ان رسولوں نے ان کو پروردگار کی طرف سے پہنچایا۔ اس میں شک کرتے رہے۔ اور اپنے اوصیاء کے بارے میں رسولوں نے جو عہد اُن سے لئے وُہ توڑتے رہے۔ اور اچھی چیزوں کو گھٹیا چیزوں سے بدلتے رہے۔ اسی سبب سے انھوں نے اپنے بیانوں میں ایمان کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس کی خدا نے تکذیب فرمادی ؛

قَبْلُ ۚ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٨﴾
اور اگر وہ واپس (بھی) کر دیئے جاتے تو جس چیز سے وہ روک دیئے گئے تھے وہ اسی کو پھر کرتے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَ
اور انھوں نے کہا کہ ہماری اس دنیا کی زندگانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور ہم (قیامت کو) اٹھائے نہ جائیں گے۔ اور

لَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا
اگر تو دیکھے جبکہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں ٹھہرائے جائیں گے۔ (اور) وہ کہے گا کیا یہ حق نہیں ہے۔ وہ کہیں گے

بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٠﴾ ع
ہاں قسم ہے ہمارے پروردگار کی (یہ حق ہے)۔ وہ کہے گا کہ تم جو کفر کیا کرتے تھے اس کے سبب سے عذاب چکھو۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ
یقیناً وہ لوگ خسارے میں ہیں جنھوں نے خدا کے حضور جانے کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان کو قیامت یکایک

بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ
آئے گی (تو) وہ کہیں گے کہ ہم نے جو کمی اس بارے میں کی اس پر ہمیں افسوس ہے۔ اور وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے

اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٣١﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ
(گناہ کے) بوجھ اٹھائے ہوں گے۔ خبردار ہو جاؤ برا ہے بوجھ جسے وہ اٹھاتے ہیں۔ اور دنیا کی زندگانی سوائے

اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ
کھیل اور کود کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں۔ ان کے لئے آخرت کا گھر بہت ہی اچھا ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٣٢﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ
کیا یہ عقل میں نہیں لاتے ہیں۔ بیشک ہم جانتے ہیں کہ تجھے ضرور غم میں ڈالتی ہے وہ بات جو یہ کہتے ہیں،

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٣٣﴾
تو حقیقت یہ ہے کہ وہ تجھے نہیں جھٹلاتے ف١ لیکن ظالم اللہ تعالٰے کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰي مَا كُذِّبُوْا
اور یقیناً تجھ سے پہلے بہت رسولوں کو جھٹلایا گیا ف٢ تو انھوں نے اپنے جھٹلائے جانے ف٣ اور تکلیف دیئے

وَاُوْذُوْا حَتّٰٓي اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ
جانے پر صبر کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آپہنچی۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلموں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور یقیناً

ع ١٠ ٣ ٩

ف١ لا یکذبونک :-

تفسیر صافی ص ١٥٢ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے اس آیت کو پڑھا تھا، تو آپ نے فرمایا: واللہ جھٹلانے میں تو ان لوگوں نے نہایت سختی کی۔ لیکن یہ تخفیف کے ساتھ ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ایسا باطل پیش کر سکیں گے جس سے تمھارے حق کو جھوٹا ثابت کر سکیں۔

اور تفسیر قمی میں اس کی نسبت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ آپ نے فرمایا کہ: وہ کوئی ایسا حق نہیں لاسکیں گے جس سے تمھارا حق باطل کر سکیں۔

اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: وہ تمھارے قول کو باطل کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام لا یکذبونک پڑھتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ کوئی ایسی بات پیش نہ کر سکیں گے، جو تمھارے حق سے زیادہ حق ثابت ہو سکے ۞

ف٢ کذبت رسل :-

تفسیر صافی ص ١٥٢ پر ہے کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ صرف آپ کی ہی تکذیب نہیں کی جا رہی بلکہ آپ سے قبل جس قدر انبیاء اور رسول علیہم السلام مبعوث ہوئے سب کی تکذیب ہوتی رہی ۞

ف٣ فصبروا :-

تفسیر صافی ص ١٥٢ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: تمھیں ہر امر میں صبر کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر صبر کرنے اور نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے آپ پر ہڈیاں پھینکیں۔ جس پر آپ کا سینہ مبارک تنگ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین۔ کہ بیشک ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے تمھارا سینہ تنگی محسوس کرتا ہے، پس تو اپنے پروردگار کی تسبیح کرتا رہ، اور سجدہ گزاروں میں سے ہوتا رہ۔

لوگوں نے پھر آپ کی تکذیب کی اور پتھر مارے جس سے آپ کو حزن ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری: قد نعلم انہ یحزنک الذی یقولون فانہ لا یکذبونک ولکن الظٰلمین بآیٰت اللہ یجحدون ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا علیٰ ما کذبوا واوذوا حتّٰی اتٰھم نصرنا۔ (ترجمہ متن میں دیکھئے)۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات مقدس پر صبر لازم قرار دے دیا ۞

جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ

تیرے پاس رسولوں کی کچھ خبریں آ چکی ہیں۔ اور اگر ان کا روگردانی کرنا تجھ پر گراں گذرتا ہے ف۵۱۔

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی

تو اگر تم میں طاقت ہے کہ زمین میں سرنگ تلاش کرو۔ یا آسمان میں سیڑھی

السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی فَلَا

لگاؤ، تو ان کو کوئی نشانی لادو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ضرور انھیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا۔ پس تو

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ؔ وَ

ہر گز بے خبروں میں سے نہ ہونا ف۵۲۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ قبول وہی کرتے ہیں جو سنتے ہیں۔ اور

الْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

مُردوں کو اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا، پھر وہ اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور انھوں نے کہا کہ اس پر اس کے

عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً

پروردگار کی طرف سے کیوں کوئی نشانی نہ اتاری گئی۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کوئی نشانی اتارے ف۵۳

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ف۵۴۔ اور زمین میں کوئی بھی چلنے والا جاندار نہیں،

وَلَا طٰٓىِٕرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِی

اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اُڑتا ہے، مگر یہ کہ وہ تمھاری طرح امتیں ہیں ف۵۵ ہم نے کتاب میں کسی

الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

چیز کی کمی نہیں رکھی۔ پھر وہ سب اپنے پروردگار کے حضور میں اکٹھے کئے جائینگے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں

بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ ؕ

کو جھٹلایا وہ اندھیروں میں بہرے اور گونگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے (اعمال کی وجہ اس پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے۔

وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ

اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ (اے رسولؐ) کہدو کیا تم نے اپنے آپ کو اتنا سمجھ

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ

لیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب تم کو آ پہنچے، یا تم پر قیامت آ جائے، تو اگر تم سچے ہو تو کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ

النصف

وقف غفران

وقف منزل

۵۱ اعراضهم:-

تفسیر صافی صـ۱۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ حرث بن نوفل بن عبد مناف اسلام میں داخل ہو جائے۔ پس آپ نے اُسے دعوت دی اور بہت ہی کوشش کی کہ وہ اسلام لے آئے مگر اس پر بدبختی غالب آگئی۔ آنحضرت صلعم پر یہ بات بہت گراں گذری۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؏

۵۲ من الجٰهلین:-

تفسیر صافی صـ۱۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت میں خطاب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے۔ لیکن اس سے مراد امت کے لوگ ہیں ؏

۵۳ ینزل اٰیة:-

تفسیر صافی صـ۱۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عنقریب آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمھیں نشانیاں دکھلائے گا، اُن میں سے یہ بھی ہوں گی دابۃ الارض اور دجال کا آنا۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام بن مریمؑ۔ اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ؏

۵۴ لایعلمون:-

تفسیر صافی صـ۱۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ جب خدا کی کوئی نشانی اُن کے پاس آئے گی اور وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے تو وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے ؏

۵۵ امم امثالکم:-

تفسیر صافی صـ۱۵۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمھاری طرح ان کے حالات محفوظ ہیں۔ اُن کا رزق مقدر ہے، اُن کے مرنے کا وقت مقرر ہے۔ اُن کے بدن پیدا کئے ہوئے ہیں، اور اُن کی روحیں پرورش کی ہوئی ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ وہ بھی تمھاری طرح مخلوق ہیں۔ نیز کہا کہ ہر چیز جو پیدا کی گئی ہے تمھاری طرح ہی پیدا کی گئی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اس کے علم اور وسعت تدبیر پر دلالت کرنا ہے۔ یعنی اس بات کی دلیل کہ وہ اس بات کی پوری پوری قدرت رکھتا ہے کہ آیت نازل کرے ؏

تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا

کسی اور کو پکارو گے ۔ بلکہ تم اسی کو پکارو گے ۔ پھر اگر وہ چاہے گا تو

تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ

جس بات کیلئے تم اُسے پکارو گے وہ اُسے کھول دے گا اور جنکو تم شریک ٹھہرتے ہو اُن کو بھول جاؤ گے ۔ اور یقیناً ہم

اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے ۔ پس ہم نے انھیں سختی اور دکھ میں گرفتار کیا ۔

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا

تاکہ وہ عاجزی کریں ۔ پھر کیوں نہ اُنھوں نے اس وقت عاجزی کی جبکہ ان پر ہمارا عذاب آیا ۵۱

وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا

لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے ۔ اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے شیطان نے اُن کیلئے اُنکو زینت

يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ

دے دی ۔ پھر جب وہ اس نصیحت ۵۲ کو بھول گئے جو اُن کو کی گئی تھی تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے

كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

دروازے کھول دیئے ۔ یہانتک کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہو گئے جو انکو دی گئیں ہم نے انھیں یکایک پکڑ لیا ۵۳

مُّبْلِسُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ

تو وہ مایوس ہو کر رہ گئے ۔ پس جن لوگوں نے ظلم کیا اُنکی بیخ بنیاد کاٹ دی گئی ۔ اور ہر حمد اللہ تعالیٰ کیلئے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٥﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ

ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔ (اے رسول) کہدو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھاری سماعت اور

اَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ

بصارت لے لے ۔ اور تمھارے دلوں پر مہر لگا دے ۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمھیں یہ لا دے ۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ قُلْ

دیکھو تو ہم کس طرح نشانیوں کو پھیرتے ہیں ۔ پھر بھی وہ روگردانی کرتے ہیں ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو

اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ

کیا تم اپنے آپ کو آتنا سمجھتے ہو کہ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یکایک ۵۳ یا ظاہر آ پڑے ، تو کیا

ع ١١ ١٤ ١٠

۵۱ تضرعوا :-

تفسیر صافی ص۱۵۵ پر ہے کہ یہ آیت وقت معینہ پر گریہ وزاری نہ کرنا بتاتی ہے ۔ اسکے ابتداء میں لولا آیا ہے ۔ وہ اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے پاس گریہ وزاری ترک کرنے کیلئے کوئی عذر نہ تھا ۔ سوائے اُنکے عناد اور قساوت قلبی کے ۔ اور اُن کے اعمال جن کو شیطان نے ان کی نظر میں زینت دی تھی ۔

اور نہج البلاغہ میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اُس وقت جبکہ ان پر عذاب نازل ہو، اور نعمتیں اُن سے سلب کر لی جائیں ، خالص نیت اور سچے دل سے خدا کی درگاہ میں گڑگڑائیں ، تو ہر چیز جو اُن سے جاتی رہی ہے خدا واپس کر دے ۔ اور جو کچھ بگڑ گیا ہو اُس کی اصلاح کر دے ۔

۵۲ فلما نسوا :-

تفسیر صافی ص۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اُنھوں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کو چھوڑ دیا ۔ حالانکہ اس کا انھیں حکم دیا گیا تھا ۔ ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے ۔ یعنی دنیا کی دولت اور ہر طرح کی فراخی سامان وغیرہ کی ۔

۵۳ بغتۃ :-

تفسیر صافی ص۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے ولایت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام چھوڑ دی ۔ انھیں قائم آلِ محمدؐ کے زمانہ میں اچانک پکڑا جائے گا ۔ اس وقت انھیں معلوم ہو گا کہ گویا اُن کا کبھی تسلط ہوا ہی نہیں تھا ۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ہی منقول ہے کہ جن لوگوں نے ولایت علی علیہ السلام ترک کی حالانکہ انھیں اس کا حکم دیا گیا تھا ۔ ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا ۔ پھر فرمایا کہ یہ آیت اولادِ عباسؓ کے بارے میں نازل ہوئی ۔

يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ

سوائے ظالم لوگوں کے کوئی اور بھی ہلاک کیا جائے گا۔ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے ہیں، مگر خوشخبری

اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

سنانے والے اور ڈرانے والے۔ پس جو ایمان لایا اور نیکوکار ہوگیا تو ان پر نہ خوف طاری

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ

ہوگا، اور نہ وُہ غم کریں گے۔ اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اس وجہ سے

الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

کہ وُہ نافرمانی کیا کرتے تھے انھیں عذاب پہنچ جائے گا۔ (اے رسول) کہہ دو میں تمھیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ

تعالیٰ کے خزانے ہیں ۵۱ اور نہ یہ کہ میں غیب کا جاننے والا ہوں۔ اور نہ ہی میں تمھیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ

میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو کچھ میری طرف وحی کیا جاتا ہے ۵۲ کہہ دو کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوتے

الْبَصِيْرُ ۗ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

ہیں ۵۳۔ کیا تم سوچتے نہیں۔ اور جو لوگ ڈرتے ہیں اُن کو اس بات سے ڈرا کہ وُہ

اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ

اپنے پروردگار کے حضور میں اکٹھے کئے جائیں گے جہاں سوائے اسکے اُن کیلئے نہ کوئی سرپرست ہوگا اور نہ کوئی شفاعت کرنیوالا

لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

تاکہ وُہ پرہیزگاری اختیار کریں۔ اور تو ان لوگوں کو نہ ہانک دے ۵۴ جو اپنے پروردگار کو صبح اور شام

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

پکارتے ہیں۔ (اور) اُسکی ذات (کی خوشنودی) چاہتے ہیں۔ اُن کے حساب سے تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ

اور نہ تمھارے حساب سے ان پر کوئی ذمہ داری ہے کہ تم انھیں ہانک دو۔ پھر تم بے محل فعل کرنے والوں میں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ

سے ہو جاؤ۔ اور اسی طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کیساتھ آزمائش میں ڈالا تاکہ وُہ یہ کہیں کہ کیا یہ وہی ہیں

۵ع ۹ ۱۱

۵۱ خزائن اللہ:-

تفسیر صافی ص۱۵۵ پر بحوالہ التوحید، معانی الاخبار اور المجالس، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر چڑھے تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی کہ مجھے اپنے خزانے دکھلا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ میرے خزانے یہ ہیں کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اُسے کہتا ہوں کہ ہو اور وُہ ہو جاتی ہے۔

۵۲ یوحیٰ الیّ:-

تفسیر صافی ص۱۵۵ پر ہے کہ آپؐ کا یہ مطلب تھا کہ جو کچھ ہوچکا اور جو کچھ ہونے والا ہو، اُسے میں وحی کے ذریعہ سے معلوم کرکے تمھیں بتاتا ہوں۔ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعویٰ الوہیت (خدا ہونے کا دعویٰ) اور فرشتہ ہونے سے بری کررہی ہے۔ آپؐ نے صرف نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جو بشریت کا انتہائی کمال ہے۔ اور ان لوگوں کے خیالات کی تردید ہے جو اس دعویٰ کو بعید سمجھتے تھے۔

عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ ایک دن امام رضا علیہ السلام کے پاس بہت سے اصحاب جمع تھے اور وُہ ان دو حدیثوں کے بارے میں آپس میں تنازع کررہے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہی مسئلہ میں مختلف منقول تھیں۔ فرمایا کہ: خدا نے حرام کو حرام اور حلال کو حلال قرار دیا ہے۔ اور واجبات کو واجب کیا ہے۔ پس جو خبر خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کرتی ہو، یا خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام کرتی ہو یا خدا کی کتاب میں جو امر واجب ہے اُس کو دفع کرتی ہو، حالانکہ خدا کی کتاب منسوخ ہونے والی نہیں ہے۔ ایسی خبر کا قبول کرنا جائز نہیں ہوسکتا۔ اسلئے کہ رسول اللہؐ کا یہ کام نہیں ہے کہ خدا کے حلال کئے ہوئے کو حرام کردیں۔ یا خدا کے حرام کئے ہوئے کو حلال کردیں۔ یا خدا کے واجبات اور احکام کو بدل دیں۔ وُہ تو خدا کے تابع، اُسکے حکموں کو ماننے والے اور اُسکی طرف سے احکام پہنچانے والے تھے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے اس کلام سے ثابت ہے ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ۔ پس آپؐ اللہ تعالیٰ کا اتباع کرتے تھے۔ اور تبلیغِ رسالت کے سلسلہ میں جو کچھ آپؐ کو حکم دیا جاتا تھا، اُسے بلا کم و کاست پہنچا دیتے تھے۔

۵۳ الاعمیٰ والبصیر:-

تفسیر صافی ص۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت میں اعمیٰ سے مراد جاہل ہے اور بصیر سے مراد عالم ہے — اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ بصیر سے مراد اہلبیت علیہم السلام ہیں۔

۵۴ ولا تطرد:- تفسیر صافی ص۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیت کی شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گروہ محتاج مومنوں کا تھا جو اصحابِ صُفّہ کہلاتے تھے اور آنحضرت صلعم نے اُن کو یہ حکم دیا تھا کہ وُہ سب کے سب مسجد کے ایک چھت میں رہا کریں۔ آنحضرت صلعم خود اُنکی خبرگیری کرتے تھے۔ اکثر اُنکے کھانے کی چیزیں خود اُٹھا کر لاتے تھے۔ وُہ لوگ جب آنحضرت صلعم کی خدمت میں آتے تو حضرتؐ انھیں اپنے قریب بٹھاتے۔ دیر تک اُن سے صحبت رکھتے اور اُن سے محبت فرماتے تھے۔ اصحاب سوا میں جو لوگ مالدار تھے وُہ جب کبھی آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچتے تو اُنکو ناگوار گزرتا۔ اور وُہ یہ کہتے کہ یا حضرتؐ اِنکو اپنے پاس سے نکال دیجئے۔ چنانچہ ایک دن انصار میں سے ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور اسوقت اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی آنحضرتؐ کے پاس تھے اور حضرتؐ سے ملے بیٹھے تھے۔ یہ وُہ انصاری [illegible] ہٹ کر بیٹھے۔ [illegible] تم نے اس کی تعمیل کی۔ پڑا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ شاید تم اس بات سے ڈرے کہ [illegible] اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے احسان کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنیوالوں سے زیادہ واقف نہیں ہے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

اور جب وُہ لوگ تمہارے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو تم اُنھیں کہہ دو کہ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢ بِجَهَالَةٍ

پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت واجب کرلی ہے۔ بیشک بات یہ ہے کہ تم میں سے جس شخص نے بھی نادانی سے کوئی بُرائی کرلی

ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ

پھر اُس کے بعد اس نے توبہ کرلی اور (اپنی) اصلاح کرلی، تو بیشک وُہ (اللہ تعالیٰ) بڑا بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے ٥١ اور اسی طرح ہم

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ قُلْ اِنِّيْ

آیتوں کی تفصیل کرتے ہیں، اور تاکہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ بیشک

نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ

مجھے روک دیا گیا ہے کہ میں اُن کی عبادت کروں جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ کہہ دو کہ میں تمہاری

اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾

خواہشوں کی پیروی نہیں کرونگا ٥٢ کیونکہ اس صورت میں یقیناً میں راہ سے دُور جا پڑونگا اور میں ہدایت پائے ہوؤں میں سے نہ ہونگا

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا

کہہ دو کہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور تم نے اُسے جھٹلا دیا۔ جس چیز کی تم جلدی کرتے ہو

تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ

وُہ میرے پاس نہیں ہے ٥٣ حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ وُہ حق کو بیان کرتا ہے، اور وُہی سب سے

الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ

بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ جس چیز کی تم جلدی کرتے ہو وُہ اگر میرے پاس ہوتی تو میرے اور

الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَعِنْدَهٗ

تمہارے درمیان معاملہ کا فیصلہ ہو جاتا ٥٤۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنیوالوں سے خوب واقف ہے۔ اور اُسی کے پاس

مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ

غیب کی کنجیاں ہیں، اُس کے سوا اُسے کوئی نہیں جانتا۔ اور جو کچھ خشکی اور تری میں ہے وُہ جانتا ہے۔

٥١ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ :-

تفسیر صافی ص ١٥٦ پر ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! ہم سے بہت گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ آپؐ یہ سُن کر خاموش رہے۔ اور اُسی وقت یہ آیت نازل ہُوئی۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت عام طور پر توبہ کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اس کی تائید آیت کا آخری حصّہ کرتا ہے۔

٥٢ لا اتبع اھوآءکم :-

تفسیر صافی ص ١٥٦ پر ہے کہ یہ تاکید ہے اُن کی اُمیدوں کے قطع ہونے کی، کہ وُہ ہماری بات مان لیں گے۔ اور ان پر یہ بھی واضح ہو جائے کہ اُن کی گمراہی کی بُنیاد کیا ہے۔ دراصل یہ اپنی ہوا وہوس کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ کسی ہدایت کی۔ یہ تنبیہ بھی مقصود ہے کہ جو شخص حق پر ہوگا وہ کسی حجت کا تابع ہوگا نہ کہ کسی خواہشمند کا مقلد۔

٥٣ ما تستعجلون بہٖ :-

تفسیر صافی ص ١٥٦ پر ہے کہ اس سے عذاب مُراد ہے جس کی منکرین ہمیشہ جلدی کرتے تھے چنانچہ کبھی یُوں کہتے تھے: فامطر علینا حجارۃ من السمآء او ائتنا بعذاب الیم۔ کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسائے یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے۔

٥٤ بینی وبینکم :-

تفسیر صافی ص ١٥٦ پر بحوالہ کافی ایک حدیث کے سلسلہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ اِن لوگوں سے کہہ دو کہ اگر مجھ کو حکم ہوتا تو میں تم کو جتلا دیتا کہ تم اپنے دلوں میں یہ بات چھپائے ہوئے ہو کہ مجھے جلدی سے موت آجائے اور تم میرے بعد اہلبیت سے ظلم کرو۔ اُس وقت تمہاری مثال اُس شخص کی مثل ہو جائے گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کمثل الذی استوقد نارًا ..... الخ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نُورِ محمدیؐ سے تمام زمین اسی طرح روشن ہوگی جیسے سورج سے روشن ہوجاتی ہے۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ

اور کوئی ایک پتہ بھی نہیں گرتا مگر یہ کہ وُہ اُسے جانتا ہے ۵۱ اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ ایسا نہیں

الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۵۹ وَهُوَ

اور نہ کوئی تر اور نہ خشک ، مگر یہ کہ (اس کا ذکر) کُھلی کتاب میں ہے ۔ اور وُہی

الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ

(اللہ) ہے جو تمھیں رات کو سُلا دیتا ہے ۔ اور جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو وُہ اُسے بھی جانتا ہے ۔ پھر

يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ

وُہ تمھیں اُسی میں اُٹھا دیتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری کر دی جائے ۔ پھر اُسی کی طرف تمھاری بازگشت ہے ، پھر

يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٦٠ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ

جو کچھ تم کیا کرتے تھے وُہ تمھیں بتا دے گا ۔ اور وُہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے ، اور

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

وُہ تم پر محافظ بھیجتا ہے ۵۲ ۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے قاصد اُسے قبض

رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ٦١ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ

کر لیتے ہیں ۔ اور وُہ کوتاہی نہیں کرتے ۔ پھر وُہ اپنے سچے مولا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے ۔

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ٦٢ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ

خبردار ہو جاؤ کہ حکم اسی کا ہے ۔ اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے ۵۳ کہہ دو کہ کون تمھیں خشکی اور تری کے اندھیروں

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا

سے نجات دیتا ہے (جبکہ) تم اُسے عاجزی سے اور چُپکے چُپکے پکارتے ہو ۔ کہ اگر اس نے ہمیں اس سے نجات

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ٦٣ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا

دے دی تو ضرور ہم شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے ۔ کہہ دو (اے رسولؐ) کہ اللہ تعالیٰ ہی تمھیں اس

وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ٦٤ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى

سے اور ہر ایک دُکھ سے نجات دیتا ہے ۔ پھر (بھی) تم شرک کرتے ہو ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ وُہ اس بات کی قدرت رکھتا

اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ

ہے کہ وُہ تمھارے اُوپر سے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے تم پر عذاب بھیج دے ۵۴ ،

۵۱ من ورقۃ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ورقۃ سے وُہ بچہ مراد ہے جو ولادت کے وقتِ معیّن سے پہلے ساقط ہو جائے، اور ابھی اُس کے سر پر نرم بال نہ بنے ہوں ۔ اور حبّۃ سے مراد وُہ بچہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہو، اور اس کے سر پر بال اُگ آئے ہوں ۔ اور وُہ قبل ولادت ساقط ہو جائے ۔ اور رطب سے مراد وُہ گوشت کا لوتھڑا ہے جو رحمِ مادر میں ہو، ابھی اس کی خلقت پوری نہ ہوئی ہو، اور وُہ حرکت نہ کرنے لگا ہو ۔ اور یابس سے مراد وُہ بچہ ہے جس کی خلقت پُوری ہو چکی ہو اور وہ صحیح وسالم پیدا ہوا ہو ۔ کتٰب مبین سے مراد امام مبین ہے ۔

اور احتجاجِ طبرسی میں ایک حدیث کے ضمن میں بیان ہُوا ہے کہ خدا نے تمھارے آقا و مولیٰ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا؛ قل کفٰی باللّٰه شهيدًا بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب ۔ (تم کہہ دو، کہ میرے اور تمھارے درمیان گواہی دینے کو کافی ہے اللہ تعالیٰ، اور وُہ جس کے پاس کتاب کا پُورا پورا علم ہے) ۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے : ولا رطب ولا يابس الا فى كتٰب مبين ۔ اور اس کے پاس اسی کتاب کا علم ہے ۔

ع ۵ ۱۳

۵۲ حفظۃ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وُہ فرشتے ہیں، جو تمھاری حفاظت بھی کرتے ہیں اور تمھارے اعمال بھی ۔ اور تم سے سرکش شیطانوں اور حشرات اور ہر قسم کی آفتوں کو ہٹاتے رہتے ہیں ۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو، وُہ لکھتے رہتے ہیں ۔ روایت میں وارد ہے کہ بندوں کے اعمال لکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر انھیں معلوم ہو گا کہ ہمارے اعمال لکھے جاتے ہیں اور ایک بڑے مجمع میں پڑھے جائیں گے تو وُہ بہت سی بدیوں سے باز رہیں گے ۔ نیز جب بندہ اپنے آقا کی عطوفت اور مہربانی پر بھروسہ کر لے تو پھر اُس کی خدمت خوف سے نہیں ہوتی بلکہ بخوشیٔ خاطر ہوتی ہے ۔

۵۳ اسرع الحاسبین :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۶ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا حساب آنکھ کے ایک بار جھپکنے میں کر لے گا ۔

اور الاعتقادات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعمال کا حساب لیتے وقت اولین اور آخرین کو ایک ہی دفعہ خطاب فرمائیں گے ۔ اور ایک ہی دفعہ ہر شخص کا قضیہ سُن لیں گے، حالانکہ ہر شخص خیال کرتا ہو گا کہ اس وقت مجھ سے ہی خطاب ہو رہا ہے کسی دُوسرے سے نہیں ۔ اور خداوند تعالیٰ کا ایک سے خطاب کرنا اس بات سے مشغول نہیں کر سکتا کہ دُوسرے کی نہ سُنے یا دُوسرے سے خطاب نہ فرمائے ۔ پس دُنیا میں جس کو گھڑی (ساعت) کہتے ہیں، اس کے نصف وقت میں اوّلین اور آخرین سب کا حساب چکا دے گا ۔ ۵۴ عذابا من فوقکم :۔ تفسیر صافی صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷ پر ہے کہ اس سے ایسا عذاب مراد ہے جیسا کہ قوم لوط اور اصحاب فیل پر آسمان سے پتھر برسے ۔ اور تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمانی عذاب دُھواں اور ریح ہے ۔ اور پاؤں کے نیچے والے عذاب سے مراد پاؤں کا دھنس جانا ہے ۔ اور یلبسکم شیعًا سے مراد دین میں اختلاف اور ایک کا دُوسرے کو طعنہ زنی کرنا ہے ۔ اور یذیق بعضکم باس بعض کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے گا ۔ اور یہ سب کچھ اہلِ قبلہ

أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ

یا تمہیں گروہ گروہ ملا دے۔ اور تم میں سے ایک کی سختی کا مزہ دوسرے کو چکھائے۔ دیکھو تو ہم کس طرح

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ

نشانیوں کو پھیرتے ہیں، تاکہ وُہ سمجھ جائیں۔ اور تمہاری قوم نے اس کو جھٹلایا۔ حالانکہ وُہ

الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ

حق ہے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ میں تم پر وکیل نہیں ہُوں۔ ہر خبر کا ایک وقت مقرر ہے۔ اور عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ

تم جان لوگے۔ اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو، جو ہماری آیتوں میں (بے فائدہ) بحث کرتے ہیں۔ تو اُن سے

عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

روگردانی کرو۔ یہاں تک کہ وُہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں۔ اور اگر تجھے شیطان ترک کرا دے

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَا

تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو [ل]۔ اور جو

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى

لوگ پرہیز کرتے ہیں ان پر ایسے لوگوں کے حساب کی کچھ ذمہ داری نہیں۔ لیکن یاد (دلاتے رہیں)

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا

تاکہ وُہ بچے رہیں۔ اور تو ان لوگوں کو چھوڑ دے جنھوں نے اپنے دین کو کھیل اور کود بنا رکھا ہے۔

وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا

اور انھیں دنیا کی زندگانی نے دھوکا دیا ہے اور اس (قرآن) کے ذریعہ نصیحت کر (ایسا نہ ہو) کہ نفس اسکی وجہ سے جو

كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ

اس نے کیا ہے۔ ہلاکت میں پڑ جائے (پھر) اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی اس کا سرپرست ہوگا اور نہ سفارشی۔ اور

تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا

اگر وُہ (نفس) ہر طرح کا بدلہ دینا چاہے گا اس سے قبول نہ کیا جائیگا۔ یہ وُہ لوگ ہیں جو اپنے کئے کی وجہ سے گرفتار

كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا

ہوگئے۔ اُن کیلئے کھولتا ہُوا گرم پانی پینے کو، اور دردناک عذاب ہوگا۔ بوجہ اس کے جو وُہ

[ل] فلا تقعد بعد الذکری :-

تفسیر صافی ص۱۵۷ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُس وقت مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! ہم کیا کریں اگر مشرکوں کے مذاق اڑانے کے وقت اُٹھ جائیں اور اُن کو چھوڑ جائیں تو لازم ہے کہ نہ مسجد الحرام میں جا کر کبھی بیٹھ سکیں اور نہ بیت اللہ الحرام کا جا کر کبھی طواف کریں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: وما علی الذین یتقون من حسابھم من شیء ولاکن ذکری لعلھم یتقون ٥

اور تفسیر قمی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وُہ اس مجلس میں ہرگز نہ بیٹھے جس میں امام کو (نعوذ باللہ) گالیاں دی جاتی ہوں، یا کسی مسلمان کی غیبت کی جاتی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے : واذا رایت الذین .... الخ آپ نے یہ ساری آیت تلاوت فرمائی۔

اور علل الشرائع میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمھارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم جس کے ساتھ چاہو اپنی مرضی سے نشست و برخاست کرو۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے : واذا رأیت الذین .... الخ۔ آپ نے یہ ساری آیت تلاوت فرمائی ٭

يَكْفُرُوْنَ ﴿۴۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا

کفر کرتے تھے۔ (اے رسولؐ) کہدو کیا ہم اللہ تعالےٰ کے سوا ان کو پکاریں جو ہم کو نہ نفع پہنچائیں، اور نہ

يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى

نقصان دیں۔ اور بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت کر چکا، ہم اپنی ایڑیوں پر پھر جائیں، ایسے شخص کی طرح

اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ

جسے شیطانوں نے زمین میں راستہ بھلا کر حیران چھوڑ دیا ہو۔ اسکے کچھ ساتھی ہوں، وہ

يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

اُسے "ہمارے پاس آ" کہہ کر راستہ کی طرف بلاتے ہوں۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا راستہ (اصلی) راستہ ہے

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جہانوں کے پروردگار کے فرمانبردار رہیں۔ اور یہ کہ تم نماز قائم کرو، اور

وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ

اس (خدا) سے ڈرو۔ اور وہ وہی ہے جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤگے۔ اور وہ وہی ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ

آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اور جس دن وہ کہے گا "ہوجا" تو وہ ہوجائے گا۔ اس کا قول

الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ

سچ ہے۔ اور جس دن نرسنگا پھونکا جائیگا اُسدن حکومت اسی کی ہوگی [1] وہ غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۴۳﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ

اور وہ بڑا حکمت والا اور بڑا خبر رکھنے والا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے اپنے چچا آزر کو کہا [2] کیا تم

اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذٰلِكَ

بتوں کو معبود بناتے ہو۔ یقیناً میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ اور اسی طرح

نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ

ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلاتے رہے، تاکہ وہ یقین کرنیوالوں میں

الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۴۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّىْ ۚ

سے ہوجائیں۔ پھر جب اس پر رات چھا گئی تو اُس نے ایک ستارہ دیکھا، کہنے لگا (کیا) یہ میرا رب ہے؟

ع ۱۰ — ۱۴

[1] یوم ینفخ فی الصور:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۶ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی قول کی مانند ہے جو اُس نے فرمایا لمن الملك اليوم لله الواحد القهار۔ (آج کے دن سلطنت کس کی ہے صرف خدائے واحد اور قہار کی)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ صُور، نور کا ایک نرسنگھا ہے جسے اسرافیلؑ منہ میں لئے ہوئے ہیں اور جب حکمِ خدا ہوگا اُسے پھونک دیں گے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نرسنگھے میں کُل انسانوں کی تعداد کے مطابق سوراخ ہیں۔ جس میں ہر انسان کی رُوح ہے۔ اور وہ سوراخ کچھ کھلے کھلے ہیں اور کچھ تنگ ہیں۔ اور اس بات میں اختلاف ہے کہ جو سوراخ اوپر کی طرف ہیں وہ تنگ ہیں اور نیچے والے کھلے کھلے یا اس کے برعکس۔

[2] لابیہ آزر:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان زجاج سے نقل کیا ہے کہ علم الانساب کے جاننے والوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔ زجاج کا یہ قول ہمارے علماء کے اس قول کی تائید کرتا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یا تو نانا تھا یا چچا (زیادہ روایات چچا ہی بتاتی ہیں) اور علماءِ کرام کے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلعم کے آباؤ اجداد حضرت آدمؑ تک سب کے سب توحید کے ماننے والے تھے۔ اور ایک گروہ نے اس پر اجماع کیا ہے اور ثبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی یہ حدیث پیش کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے پاکیزہ اصلاب میں رکھتا آیا، اور پاکیزہ رحموں میں منتقل کرتا آیا۔ تاآنکہ مجھے تمہارے اس زمانہ میں ظاہر کیا۔ مجھے جاہلیت کی کسی ناپاکی سے ملوث نہیں کیا گیا۔" اگر آپؐ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی کافر ہوتا تو آپ اپنی یہ صفت بیان نہ فرماتے۔ اور ان سب کو پاکیزہ قرار نہ دیتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ انما المشركون نجس۔

آزر بروزن فاعل عبرانی لفظ ہے۔ اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی مفردات غریب القرآن میں لکھتے ہیں: كان اسم ابيه تارخ کہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ تھا۔

منتخب اللغات صفحہ ۲۹ پر ہے:۔ اہلِ تواریخ گفتہ اند کہ آزر عم ابراہیم است و نام پدرش تارخ است۔ و در عرب بسیار است کہ عم را پدر گویند و احتمال دارد کہ اب در قرآن بمعنی عم باشد بنابرین قول اہل تاریخ مخالف نص کتاب نیست ——— اور پھر صفحہ ۹۸ پر بذیل تارح لکھا ہے:۔ بفتح پدر ابراہیم بقول ثعلبیہ و جمہور مؤرخین و آزر عم ابراہیم است مولانا شرف الدین علی در ظفرنامہ بخاری معجمہ تصحیح نمودہ و گفتہ کہ تاریخ از تارخ ماخوذ است و صحیح بجائے مہملہ است ——— ثابت ہُوا کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارح یا تارخ تھا۔ اور آزر آپ کا چچا تھا نہ کہ باپ ——— توریت میں بھی آپ کے والد کا نام تارخ ہی بیان کیا گیا ہے۔ دیکھو کتاب پیدائش۔ باب ۱۱۔ آیت ۲۶۔ جس میں لکھا ہے کہ تارح سے ابرام پیدا ہوا ——— عرب کے نسّاب بھی اس پر متفق ہیں۔ اور زرقانی نے بھی اسکی تائید کی ہے ——— قرآن بھی تائید کرتا ہے کہ اب چچا کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے: قالوا نعبد الٰهك واله آبائك ابراهيم واسمعيل واسحق۔ کہ ہم تیرے معبود اور تیرے آباء ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے معبود کی عبادت کرتے ہیں۔ اسحاقؑ، یعقوبؑ کے تو باپ تھے۔ لیکن اسمٰعیلؑ کے چچا تھے۔ اُن کو بھی آباء میں شامل کر لیا ——— علامہ جلال الدین سیوطی (باقی بر صفحہ ۱۷۷)

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ (٧٦) فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا

پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگا میں غروب ہو جانیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر جب اس نے چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ

کہنے لگا (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ (بھی) غروب ہو گیا تو کہنے لگا کہ اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں ضرور گمراہ ہوں

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ (٧٧) فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا

کی قوم میں سے ہو جاتا۔ پھر جب اس نے سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا کہنے لگا (کیا) یہ میرا رب ہے؟

رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

یہ سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ غروب ہو گیا۔ کہنے لگا اے میری قوم یقیناً میں ان چیزوں سے بری ہوں

تُشْرِكُوْنَ (٧٨) اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جنکو تم (خدا کا) شریک قرار دیتے ہو۔ یقیناً میں نے اپنا چہرہ اس (کی اطاعت) کی طرف کیا ہوا ہے جس نے کہ آسمانوں اور زمین

حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (٧٩) وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ

کو پیدا کیا۔ میں راہ حق پر ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ اور اُسکی قوم نے اس سے جھگڑا کیا۔ اس نے کہا

اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ

کہ کیا تم میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اُس نے مجھے راستہ بتایا ہے۔ اور میں ان سے نہیں ڈرتا جنھیں تم

بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ

اسکے ساتھ شریک بناتے ہو سوائے اسکے کہ میرا رب جو کچھ چاہے۔ میرے رب کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ (٨٠) وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ

پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو میں اُن سے کیوں ڈروں۔ اور تم نہیں ڈرتے

اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ

کہ تم نے خدا کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے، جنکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی سند نہیں اتاری۔ پھر اگر تم

الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٨١) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سمجھو تو بتاؤ کہ دونوں فریق میں سے کون امن کیساتھ رہنے کا زیادہ حقدار ہے۔ (یاد رکھو کہ) وہ لوگ جو ایمان لائے

وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ

اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا [1]۔ انہی لوگوں کے لئے امن ہے، اور وہ بھی

(بقیہ صفحہ سابقہ)

اپنی کتاب "درج منفر فی الآباء الشریفۃ" میں آیات قرآنی تعلیك فی السّٰجدین اور انما المشرکون نجس اور حدیث لم ازل انقل فی اصلاب الطاهرۃ الی ارحام الطاهرات پر بحث کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی کی اس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں، اور لکھتے ہیں:۔

حینئذ یجب القطع بان والد ابراهیمؑ ما کان من الکٰفرین انما کان ذالك عمه (الی ان قال) بذلك یثبت ان والد ابراهیمؑ ما کان من عبدة الاوثان وانا آزر لم یکن والده بل کان عمه۔

اب یہ امر بالکل قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کافر نہیں تھے۔ اور آیۂ قرآنی میں جس کو باپ کہا گیا ہے لامحالہ آپ کا چچا تھا۔ اور اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کسی طرح بتوں کے پرستار نہیں ہو سکتے۔ اور تحقیق صحیح یہ ہے کہ آذر حضرت ابراہیمؑ کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔ پھر علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ رہا آذر کا معاملہ اس بارہ میں سب سے زیادہ صحیح اور مستحکم بات جیسا کہ امام رازی نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا باپ نہ تھا۔ اور اس مسلک کی طرف سلف صالحین کی ایک جماعت نے سبقت کی ہے۔ چنانچہ بہت سندوں کے ساتھ ابن عباسؓ، مجاہدؒ، ابن جریرؒ اور سدی کی روایات ہم تک پہنچی ہیں۔ جن میں بالاتفاق ان حضرات کا بیان ہے کہ آزر حضرت ابراہیمؑ بن تارخ کا باپ نہ تھا۔ اس کے علاوہ تفسیر ابن المنذر میں مجھ کو ایک ایسی حدیث ملی ہے جس میں یہ تصریح موجود ہے کہ وہ آپ کا چچا تھا۔ بحر العلوم مولینا عبد العلیؒ نے بھی "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت" میں اس کی تائید کی ہے۔

(البرہان شعبان ۱۳۵۷ھ، ص۲، حاشیہ ۱)

(حاشیہ صفحہ ۱۷۷ ہذا)

[1] ایمانهم بظلم:۔

تفسیر صافی ص۱۵۸، ۱۵۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ابن مسعود سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وقت لوگوں کو بہت گراں گذری انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو، بلکہ اس کا مطلب شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ کا ایک نیک بندہ (حضرت لقمان کی طرف اشارہ ہے) کہتا ہے: یا بنیّ لا تشرك باللّٰه ان الشرك لظلم عظیم۔ کہ اے میرے بیٹے کسی کو خدا کا شریک نہ کر۔ بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے ـــــ تفسیر عیاشی میں ہے کہ کسی نے یہ آیت پڑھ کر دریافت کیا کہ آیا زنا بھی اس ظلم میں داخل ہے؟ فرمایا کہ میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ مگر اس آیت میں جو ظلم کے معنے ہیں اُن میں زنا داخل نہیں ہے۔ لیکن وہ ایک گناہ ہے جس سے بندہ جس وقت توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما لیتا ہے۔

وقف لازم

ع ۱۲ ۹ ۱۵

مُّهْتَدُونَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ ءَاتَيْنَٰهَآ إِبْرَٰهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ ۚ نَرْفَعُ

ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر (غالب آنے کیلئے) دی تھی۔ ہم جس کے

دَرَجَٰتٍ مَّن نَّشَآءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ

چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑا حکمت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور ہم نے اسے (ابراہیم کو)

إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن

اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا کیا۔ ہم نے ہر ایک کو راستہ دکھایا۔ اور نوح کو پہلے سے ہی راستہ دکھایا۔ اور اس (ابراہیم)

ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَ

کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو (بھی راستہ دکھایا)۔

هَٰرُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَ

اور ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ ۱؎ اور

عِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿۸۵﴾ وَإِسْمَٰعِيلَ وَٱلْيَسَعَ

الیاس کو (بھی راستہ دکھایا)۔ یہ سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسماعیلؑ اور الیسع ۲؎

وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ

اور یونسؑ اور لوطؑ کو (بھی راستہ دکھایا) اور ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ اور ان کے باپ دادوں میں سے

وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَٱجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ

اور انکی اولادوں اور ان کے بھائیوں میں سے (بعض کو فضیلت دی)، اور ہم نے ان (انبیاء) کو چن لیا۔ اور انھیں سیدھا راہ

مُّسْتَقِيمٍ ﴿۸۷﴾ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ

دکھائے رکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھانا ہے، وہ جسے اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے راستہ دکھائے رکھتا

عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿۸۸﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ

ہے۔ اور اگر اس کے بندوں نے شرک کیا ہوتا تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے سب ضائع ہو جاتا۔ یہی وہ لوگ ہیں

ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا

جنھیں ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی۔ پس اگر یہ (کفار) ان چیزوں کا انکار

هَٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا۟ بِهَا بِكَٰفِرِينَ ﴿۸۹﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ

کریں۔ تو ہم نے یہ ان لوگوں کے سپرد کی ہیں جو ان کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں

۱؎ عیسیٰ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) کا نسب قرآن مجید میں بیٹی کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام سے ملا دیا ہے۔ پھر انھوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

اور عیون اخبار الرضاء میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہارون الرشید کو اس مسئلہ کا جواب اسی آیت سے دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذریت انبیاء میں حضرت مریمؑ کی جہت سے ہی شامل کیا۔ اسی طرح ہمیں بھی ذریت انبیاء میں ہماری والدہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی جہت سے شامل کیا ہے۔

۲؎ الیسع :-

کہتے ہیں کہ آپ حضرت الیاسؑ کے خلیفہ تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الیسع حضرت الیاسؑ یا حضرت خضرؑ کا ہی نام ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح یہ جو بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت خضر تری پر مقرر ہیں اور حضرت الیسع خشکی پر۔ اور دونوں ہر شب سد سکندری پر ملاقات کرتے ہیں۔ یا حضرت الیاسؑ اور حضرت الیسع ہر سال موسم حج میں اکٹھے ہوتے ہیں، اور زمزم پیتے ہیں، محض جعلی ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۲۲۳)۔

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۚ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ

جنھیں اللہ تعالیٰ نے راستہ دکھایا ہے۔ پس تم بھی انہی کے راستے کی پیروی کرو لہ کہہ دو (اے رسول) میں اس پر تم سے

اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو جہانوں کیلئے ایک نصیحت ہے۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ

قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ

اسکی قدر کا حق تھا ؎ جبکہ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ (اے رسول) کہہ دو کہ وہ

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰي نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ

کتاب کس نے نازل کی تھی جسے موسیٰ لے کر آیا۔ جو کل آدمیوں کے لئے نور اور ہدایت تھی۔

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا

تم اُسے ورق ورق کرتے ہو جنھیں تم ظاہر کرتے ہو۔ اور بہت زیادہ کو تم چھپاتے ہو۔ اور تمھیں وہ کچھ سکھایا گیا

لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ

جسے نہ تم اور نہ تمہارے باپ دادا جانتے تھے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پھر تو انھیں چھوڑ دے وہ اپنی بحثوں

يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ

میں کھیلتے رہیں۔ اور یہ کتاب ہم نے برکت والی نازل کی ہے۔ جو کچھ اُن کے پاس ہے اس کی تصدیق

يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰي وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

کرتی ہے۔ تاکہ تم مکہ والوں اور اُس کے ارد گرد والوں کو ڈراؤ۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَمَنْ

ہیں، وہ اس پر (بھی) ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ

ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان تراشا ؎ یا اُس نے کہا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اُسکی

اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓي

طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی، اور جسنے کہا عنقریب میں بھی ایسا ہی (کلام) نازل کرونگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ اور (اے رسول) کاش تو

اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ

اس وقت دیکھے جبکہ ظلم کرنے والے موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں گے۔ اور فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے (کہیں گے)

ع ٨ — ١٠ — ٦

لہ فبھدٰھم اقتدہ :-

تفسیر صافی ص ١٥٩ پر بحوالہ مصباح الشرائع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عقلمند ہونوں کے لئے پیروی کرنے سے زیادہ محفوظ کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اُس کی راہ کھلی ہے اور منزل مقصود صحیح۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ اپنے افضل مخلوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرماتا ہے :

اولئك الذين هدى الله فبهدٰهم اقتده۔ (ترجمہ متن میں دیکھو)۔ پس اگر خدا کے دین کیلئے کوئی اور راستہ اقتداء (پیروی) سے بہتر ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو اسی کے اختیار کی تاکید فرماتا۔

تفسیر قمی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ سب سے بہتر ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے۔

اور نہج البلاغہ میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنے نبیؐ کی ہدایت کی پیروی کرو کہ وہ سب ہدایتوں سے افضل ہے ؛

سلہ حق قدرہ :-

تفسیر صافی ص ١٥٩ پر ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا جیسا کہ اُس کے پہچاننے کا حق ہے۔ اور نہ اُس کی ایسی عظمت کی، جیسا کہ اُسکی عظمت کرنے کا حق ہے۔ اور نہ اسکا وصف اسطرح بیان کیا جسکا وہ اپنے بندوں پر لطف اور رحم کرنے کے سبب سے اہل ہے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اور اُس کا وصف کیونکر بیان ہو سکتا ہے، جبکہ وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے : وما قدروا الله حق قدره۔ پس جس قدر بھی اُس کا وصف بیان کیا جائے گا اُس سے وہ اعظم ثابت ہو گا۔

لمترجم :- امیرالموحدین جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے جو صفات باری تعالیٰ کے سمجھنے کے متعلق ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اُسکے چند فقرے نقل کرتا ہوں سبحان اللہ! اس خطبہ میں آپ نے توحید اور معرفت اللہ تعالیٰ کے دریا بہا دیئے ہیں، فرماتے ہیں :-

اول الدين معرفته وكمال معرفته التصديق به وكمال تصديقه توحيده وكمال توحيده الاخلاص به وكمال الاخلاص له نفي الصفات عنه لشهادة كل صفة انها غير الموصوف وشهادة كل موصوف انه غير الصفة۔ یعنی اوّل دین معرفت ہے اور معرفت کا کمال تصدیق وجودِ خدا اور کمال تصدیق یہ ہے کہ اس کی توحید کا صحیح عقیدہ حاصل ہو۔ اور کوئی شائبہ شرک کا اُس میں نہ پایا جائے۔ پس کمال توحید اخلاص فی التوحید ہے۔ اور کمال اخلاص توحید نفی الصفات ہے۔ کیونکہ ہر صفت اور موصوف میں تغائر ہوتا ہے۔ اور ہر صفت شہادت دیتی ہے کہ وہ غیر موصوف ہے۔ اور ہر موصوف شہادت دیتا ہے کہ وہ غیر صفت ہے ــــ پس اگر خدا کو صفت اور موصوف کا مجموعہ سمجھا جائے تو مرکب ہوا۔ پس توحید ختم ہوئی، وہ ذات و صفات کا مرکب مجموعہ نہیں ہے بلکہ اُسکی تمام صفات عین ذات ہیں۔ وہ ذات بسیط اور مجرد مطلق ہے۔ اس میں کسی قسم کی بھی ترکیب و تجزیہ نہیں " ــــ آگے ہے :۔ فمن وصف الله سبحنه فقد قرنه ومن قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه ومن جزاه فقد جهله۔ یعنی جس نے خدا کی صفتوں کو اُسکی ذات پر زائد جانا اور ذات و صفات کا مرکب مجموعہ خیال کیا اُس نے خدائے وحدہٗ لاشریک کے ساتھ ایک اور چیز ملا دی اور شامل کر دی۔ اور جس نے اسطرح اُسکے ساتھ ایک اور چیز ملا دی اس نے دو بنا دیئے اور جس نے دو بنا دیئے اس نے اسکے اجزاء مان لئے اور جس نے اسکے اجزاء مان لئے وہ اس سے جاہل رہا (الخ)

اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

تم نکالو اپنی جانوں کو۔ آج کے دن تم ذلت کا عذاب اس بدلہ میں دیئے جاؤ گے ۱ جو تم

تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٩٣

اللہ تعالیٰ کے خلاف ناحق باتیں کہا کرتے تھے۔ اور تم اُس کی آیتوں سے تکبر کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا

اور یقیناً تم ہمارے پاس اکیلے ہی آئے ہو ۲ جیسا کہ ہم نے تمھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اور جو کچھ ہم نے تمھیں

خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰي مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ

دیا تھا وہ تم اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جنھیں تم

زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ

گمان کرتے تھے کہ وہ بھی تمہاری (پرورش) میں (ہمارے) شریک ہیں یقیناً تمہارا باہمی تعلق ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور جس چیز کا

عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝٩٤ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ

تم گمان کرتے تھے، وُہی تم سے جاتی رہی۔ بیشک اللہ تعالیٰ دانہ اور گٹھلی کا شگافتہ کرنے والا ہے۔

يُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْـحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ

وُہ مُردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے۔ اور زندہ میں سے مُردہ کو نکالنے والا ہے۔ وہی تمہارا

اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝٩٥ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا

اللہ تعالیٰ ہے پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو۔ وُہ صبح کو پھاڑنے والا ہے۔ اور اُس نے رات کو سکون قرار دیا۔

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْـبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝٩٦

اور سورج اور چاند کو حساب (کا ذریعہ) وُہ غالب بہت علم والے کا اندازہ ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

اور وُہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم ان سے خشکی اور تری کے اندھیروں میں

وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٩٧ وَهُوَ الَّذِيْٓ

راہ پاؤ۔ یقیناً ہم نے ان لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اور وہ وہی ہے جس نے

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ

تمھیں ایک ہی جان سے پیدا کیا۔ پھر ایک قرار کی جگہ ہے اور ایک اسپردگی کی ۳ یقیناً ہم نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۹ سابقہ)

وہ معرفت خدا سے جاہل ہے" ـــــ

یہ خطبہ جو معرفت باری تعالیٰ سے لبریز ہے، بہت طویل ہے۔ یہاں اتنا ہی کافی ہے۔

۵۳ ممن افتری :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی، امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ابن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ وُہ شخص ہے جسے حضرت عثمان رضہ نے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن لوگوں کا خون مباح قرار دیا تھا، یہ بھی اُن میں سے ایک تھا۔ یہ آنحضرت صلعم کا کاتب تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان اللہ عزیز حکیم نازل ہوتا تو یہ ان اللہ علیم حکیم لکھ دیتا۔ تو آنحضرت صلعم فرماتے کہ اسے چھوڑ دے۔ کیونکہ بیشک اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے۔ جو کچھ رسول اللہ صلعم اُس کو بتاتے وہ منافقوں کو بتا دیا کرتا۔

ع ۱۱ ۱۷

اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان رضہ کا رضاعی بھائی تھا۔ اسلام لا کر مدینہ آیا۔ وہ بڑا خوشخط تھا، جب آنحضرت صلعم پر وحی نازل ہوتی آپ اُسے بلا بھیجتے اور جو کچھ آنحضرت صلعم لکھواتے، لکھتا جاتا۔ جب آنحضرت صلعم کہتے سمیع بصیر، وُہ لکھتا سمیع علیم اور جب آپ فرماتے واللہ بما یعملون خبیر۔ تو وہ خبیر کی بجائے بصیر لکھ دیتا۔ اور تا اور یا میں فرق کر دیتا۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم فرماتے کہ وُہ ایک ہی ہے۔ پھر وُہ مرتد ہو کر کافر ہو گیا۔ اور مکہ چلا گیا اور قریش کہنے لگا کہ خدا کی قسم! محمدؐ نہیں جانتا کہ وُہ کیا لکھتا ہے۔ جس طرح وہ کہتا ہے میں بھی ویسا ہی کہتا ہوں تو وُہ اُس پر انکار نہیں کرتا۔ پس جس طرح اُس پر نازل ہوتا ہے میں بھی نازل کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب فتح مکہ ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے قتل کا حکم دے دیا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص (منجانب اللہ) امام نہ ہو، اور پھر امامت کا دعویٰ کرے۔ وُہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

۵۱ عذاب الھون :- تفسیر صافی صفحہ ۱۶۰ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس آیت میں عذاب الھون سے مراد پیاس ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن کی پیاس ہے۔ ۵۲ فرادیٰ :- تفسیر صافی صفحہ ۱۶۰ پر بحوالہ تخراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ آیت جناب فاطمہ بنت اسد کے سامنے تلاوت فرمائی تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرادیٰ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: برہنہ۔ تو انھوں نے عرض کی ہائے میری خرابی خدا کے حضور میں برہنہ محشور ہونا ہوگا۔ پھر انھوں نے خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ اُن کو اُن کے کفن کے ساتھ محشور فرمائے۔ یہ دُعا قبول ہو گئی ـــ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اپنی اموات کو اچھا کفن دو۔ کیونکہ تم اپنے اپنے کفنوں میں اٹھائے جاؤ گے۔ ۵۳ فمستقر و مستودع :- تفسیر صافی صفحہ ۱۶۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے *

فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ
ان لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا
پانی اتارا ۔ پھر ہم نے اُس سے ہر قسم کی روئیدگی نکالی ، پھر ہم نے اُس میں سے سبزہ نکالا ۔
نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ
ہم اُس میں سے جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں ۔ اور کھجور کے درخت کے خوشے ہیں سے لٹکے ہوئے سے
دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا
اور انگوروں کے باغات ، اور زیتون اور انار (ایک دوسرے سے) ملتے جلتے ، اور
وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۗ اِنَّ فِيْ
(آپس میں) ان ملتے جلتے (بھی ہم نے پیدا کئے) وہ جب پھل لائیں تو انکے پھل کی طرف دیکھو اور انکے پکنے (کو بھی دیکھو) یقیناً اس میں
ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ
ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ضرور بہت نشانیاں ہیں ۔ اور انھوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا لیا ہے ۱؎
وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى
حالانکہ اسی نے انھیں پیدا کیا ۔ اور انھوں نے لاعلمی میں اُس کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراشیں ۔ اور اسکی جو صفات وہ بیان کرتے
عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ
ہیں وہ اُن سے پاک اور بلند ہے ۔ وہ آسمانوں اور زمین کا ایجاد کرنے والا ہے ۔ اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے
وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۗ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
حالانکہ اُس کی کوئی بیوی نہیں ہے ۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ۔ اور وہ ہر چیز کا پورا پورا
عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
جاننے والا ہے ۔ وہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے ۔ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے ۔
فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ
پس تم سب اسی کی عبادت کرو ۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے ۔ اُسے آنکھیں نہیں پا سکتیں ۔
وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ
اور وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے ۲؎ ۔ اور وہ نہایت باریک بین اور پورا خبردار ہے ۔ یقیناً تمہارے پاس تمہارے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کہ اُن کو ایمان عاریتاً دیا ہے ۔ پھر اگر چاہے گا تو اُس کی تکمیل ان پر کرے گا ۔ اور اگر چاہے گا تو اُن سے سلب کر لے گا ۔ پس آیت فمستقر و مستودع کا حکم ایسے ہی لوگوں کے بارے میں جاری ہے ۔ اور یہی فرمایا کہ فلاں شخص کو ایمان سپرد کر دیا گیا تھا ۔ جب اُس نے ہمارا نام لے کر جھوٹ بولا تو اُس کا ایمان سلب کر لیا گیا ۔

قول صاحب تفسیر صافی :- یہاں جو امام علیہ السلام نے فلاں شخص کا لفظ فرمایا ہے اُس سے ابو الخطاب محمد ابن مقلاص مراد ہے جو غالی تھا ۔ جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

۱؎ شرکآء الجن :-

تفسیر صافی ص۱۶۱ پر ہے کہ اس آیت میں جن سے مراد فرشتے ہیں ۔ جنکو ان کافروں نے خدا کا شریک قرار دے دیا تھا ۔ اور اُن کی عبادت کیا کرتے تھے ، کہ دراصل یہ خدا کی بیٹیاں ہیں مگر چونکہ ان کو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے ، اسی سبب سے اُن کا نام جن رکھ دیا ہے ۔ نیز اُن کی شان گھٹانے کے لئے چنانچہ دوسرے مقام پر ہے : وجعلوا بینه وبین الجنة نسباً ۔ (کہ انھوں نے خدا اور جنوں کے درمیان رشتہ قائم کر دیا) ۔

ع ۱۴ ۶ ۱۶

اور ایک ضعیف روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس آیت میں جنوں سے مراد شیاطین ہیں ۔ اس لئے کہ کفار جنوں کی ایسی ہی اطاعت کرتے تھے جیسی کہ خدا کی کی جاتی ہے اور انہی کے بہکانے سے بتوں کو پوجتے تھے ، اور کہتے تھے کہ خدا تو خیر کا پیدا کرنے والا ہے اور ابلیس شر کا ۔

۲؎ یدرك الابصار :-

تفسیر صافی ص۱۶۱ پر بحوالہ کافی اور التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الابصار سے مراد احاطہ وہم و خیال ہے ۔ کیا تو خداوند تعالیٰ کے اس قول کو نہیں دیکھتا ۔ وقد جآءکم بصآئر من ربکم ۔ اس میں آنکھوں کی بینائی مراد نہیں ہے ۔ آگے فرماتا ہے ؛ فمن ابصر فلنفسه ۔ اس سے آنکھوں کی بینائی مراد نہیں ہے ۔ ومن عمی فعلیها ۔ اس میں آنکھوں کا اندھا ہونا مراد نہیں ہے ۔ اس سے احاطہ وہم مراد ہے ، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فقہ میں بڑی بصیرت رکھتا ہے ، یا فلاں شخص درہموں کے پہچاننے میں بڑی بصیرت رکھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت ایسی نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے دیکھا جا سکے ــــ اور تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے ایسے لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو رویت باری تعالیٰ کے مسئلہ میں اختلاف کرتے تھے ۔ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے خدا کی صفات اس شان سے بیان کیں ۔ جس طرح سے کہ اس نے خود بھی اپنی ذات کو بیان نہیں کیا تو اُس نے خدا پر سب سے بڑا بہتان باندھا ۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے ؛ لا تدرکه الابصار ۔ اور اس میں ابصار سے یہ ظاہری آنکھیں مراد نہیں ہیں بلکہ دل کی آنکھیں مراد ہیں ۔ یعنی خیال اور گمان اور وہم ۔

بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ
پروردگار کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں۔ پس جس نے بصیرت حاصل کی تو اپنی ہی ذات کیلئے کی، اور جو کور دل ہوا تو ضرر اسی پر ہے
وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا
اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ اور ہم اسی طرح آیتوں کو پھیرتے ہیں، اور تاکہ یہ کہہ دیں کہ
دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ
تونے پڑھ دیا ہے۔ اور تاکہ ان لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں ہم کھول کر بیان کر دیں۔ جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تیری طرف
مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ
وحی کیا گیا ہے تو اسکی پیروی کر۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور تو مشرکین سے منہ پھیر لے۔ اور
لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۚ وَمَآ
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے۔ اور ہم نے تمھیں ان پر حفاظت کرنے والا نہیں قرار دیا ہے۔ اور نہ ہی
اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ
تم ان پر کارساز ہو۔ اور تم ان کو بھی گالی نہ دو ؎ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتے
دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ
ہیں۔ پھر وہ بے سمجھے خدا کو زیادتی سے گالیاں بکنے لگیں گے۔ اسی طرح سے ہم نے ہر ایک گروہ کیلئے
عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
اُنکے عمل کو زینت دی ہے۔ پھر اُنکی بازگشت اُنکے پروردگار کی طرف ہے، پھر وہ جو کچھ عمل کیا کرتے تھے اُس سے وہ اُنکو خبر دے گا۔
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ
اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی تاکیدی قسم کھائی کہ اگر اُنکے پاس کوئی آیت آئی تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔ (اے رسول)
بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ
کہہ دو کہ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ آیتیں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اور اس نے تم کو کیا شعور کرایا ہے یہ کہ جب وہ (آیت) آئیگی
لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا
وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور ہم اُن کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے، جیساکہ وہ پہلی مرتبہ ہی اس
بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع
پر ایمان نہ لائے تھے۔ اور انھیں انھی کی سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیں گے۔

ع ۱۰ ۔ ۱۳ ۔ ۱۹

؎ لاتسبّوا الذین :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۶۱ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ تم خدا کے دشمنوں کو گالیاں دینے سے بچو جبکہ وہ تمھیں سن رہے ہوں۔ کیونکہ پھر وہ زیادتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو گالیاں بکنے لگیں گے۔

اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ: کیا تو نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی شخص خدا کو بھی گالیاں دیتا ہے۔ اُس نے کہا کہ نہیں، پھر کس طرح ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ولی کو گالی دی۔ اُس نے گویا خدا کو ہی گالی دی۔

الاعتقادات میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کسی نے آکر یہ عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ! ہم نے مسجد میں دیکھا کہ فلاں شخص آپ کے دشمنوں پر علی الاعلان سبّ ولعن کرتا ہے۔ فرمایا کہ اُسے کیا ہو گیا ہے، خدا اُس پر لعنت کرے وہ ہماری آبرو کے درپے ہوا ہے۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تسبوا الذین ...... الخ۔

جناب امام جعفر صادق نے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تم اُنکو بُرا نہ کہو ورنہ وہ تم کو بُرا کہینگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی کسی دوستِ خدا کو بُرا کہے تو گویا اس نے خود خدا کو بُرا کہا ہے۔

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَآ إِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ

اور اگر ہم واقعی اُن پر فرشتے اتار دیتے ، اور مُردے اُن سے باتیں کرتے ، اور

حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوٓا إِلَّآ أَنْ

ہم ہر شے کو اُنکے سامنے جمع کر دیتے ، تب بھی وُہ ایمان نہ لاتے ۔ سوائے اس کے کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴿١١١﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

اللہ تعالیٰ چاہتا ، لیکن اُن میں کے اکثر جہالت کرتے ہیں ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ

کے لئے شریر آدمیوں اور جنوں کو دشمن قرار دیا ؁۵۱ جو دھوکا دینے کے لئے

إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا

ایک دوسرے کے کان میں بناوٹی باتیں پھونکتے ہیں ۔ اور اگر تمھارا پروردگار چاہتا ، تو وہ

فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ

ایسا نہ کرتے ۔ پس تم انکو اور اُن چیزوں کو بھی جو وُہ افترا کرتے ہیں چھوڑ دو ۔ اور اسلئے کہ اُن کے دل جو آخرت پر ایمان

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا

نہیں لاتے ہیں اُسکی طرف جھک جائیں ، اور اسلئے کہ وُہ اُسے پسند کریں ، اور اسلئے (بھی) کہ یہ بھی وُہی کمانے لگ جائیں

هُمْ مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيٓ

جو کچھ وُہ کمانے والے ہیں ۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی دُوسرے کو فیصلہ کرنیوالا بنالوں ؟ حالانکہ وُہ وُہی ہے

أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۗ وَالَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

جس نے تمھاری طرف ایک مفصل کتاب اتاری ۔ اور وُہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے

يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ

جانتے ہیں کہ وُہ تیرے خدا کی طرف سے برحق نازل ہوئی ہے ۔ پس تُو شک کرنے والوں میں سے

الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۗ لَا

نہ ہونا ؁۵۲ اور تمھارے پروردگار کی بات ، سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی ؁۵۳ ۔ اُس کی

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ

باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے ۔ اور وُہ سب کچھ سننے والا (اور) جاننے والا ہے ۔ اور اگر تم اُن لوگوں میں سے

؁۵۱ شیٰطین الانس والجن :-

شیطن کے معنی ہیں سرکش ، شریر شیطان ۔ (لغات القرآن نعمانی ، جلد ۳ ، صفحہ ۳۰۵) ۔

محمد ابن جریر طبری میں لکھتے ہیں :-

"عربی زبان میں ہر سرکش شیطان ہے ۔ جنوں میں سے ہو ، انسانوں میں سے ہو ، چوپایوں میں سے ہو ۔ غرض کسی قسم سے ہو ۔ اور مثال اسی آیت سے دی ہے : وکذٰلک جعلنا لکل نبی عدوًا شیٰطین الانس والجن ۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۱ ، صفحہ ۳۶ ، ۳۷) ۔

اور تفسیر صافی صفحہ ۱۶۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے صفاتِ برحق کا اہل نہیں بنایا وہی شیٰطین الانس والجن ہیں ۔

اور الخصال میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کل آدمی تین قسم کے ہیں ۔ ان میں سے ایک وُہ ہیں جو اُس دن عرشِ الٰہی کے سایہ میں جگہ پائیں گے جس دن سوائے عرشِ الٰہی کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا ۔ دوسرے وُہ ہونگے جو حساب بھی دیں گے اور عذاب بھی بھگتیں گے ۔ تیسرے وُہ ہیں کہ اُن کی صورت تو آدمیوں جیسی ہے اور سیرت شیطانوں کی سی ۔

؁۵۲ من الممترین :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۶۳ پر ہے کہ یہ اس طرح کا کلام ہے ، جیسا کہ کسی اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ولا تکونن من المشرکین ۔ (اور اے رسول تم ہرگز مشرکین میں سے نہ ہونا) ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ شرک کرنے والوں میں سے تھے اور نہ شک کرنے والوں میں سے ۔ یہ خطاب عرب کے محاورے کے عین مطابق تھا ، کہ جس میں بات کسی اور سے کیا کرتے ہیں اور سُنانا کسی اور کو مقصود ہُوا کرتا ہے ۔ پس یہاں خطاب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے ۔ اور سُنانا امت کو مقصود ہے ۔

؁۵۳ تمت کلمت :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۶۴ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام کی صفات میں وارد ہے کہ امام ماں کے پیٹ میں لوگوں کی باتیں سنتا ہے ۔ اور جس وقت وُہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دونوں شانوں کے درمیان ، اور (ایک روایت کے مطابق) داہنے بازو پر یہ پُوری آیت لکھی جاتی ہے : وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰتہ وھو السمیع العلیم ۔ پھر جب امرِ امامت اُس کے سپرد کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے نور کا ایک ستون قائم کر دیتا ہے ۔ جس کے ذریعہ سے وہ اپنی رعایا کے کُل اعمال کو دیکھتا رہتا ہے ۔

مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

جو زمین میں ہیں اکثر کا کہنا مان لوگے تو وہ تم کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے ۔ وُہ تو صرف گمان

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿١١٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

ہی کی پیروی کرتے ہیں ۔ اور وُہ صرف اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں ۔ یقیناً تمھارا پروردگار ان کو خوب جاننے

مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوْا

والا ہے جو اُسکے راستے سے بھٹکتے ہیں ۔ اور وُہ ہدایت پائے ہوؤں کو بھی خوب جاننے والا ہے ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ

مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾

کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو لہ تو اس (ذبیحہ) میں سے کھاؤ جس پر کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو ۲ہ ۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ

اور تمھیں کیا ہو گیا کہ تم اس (ذبیحہ) میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو ۔ حالانکہ جو کچھ تم پر حرام

لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا

کیا ہے ۔ اُس نے تمھارے لئے تفصیل سے بیان کر دیا ہے سوائے اسکے کہ تم اس (حرام) کی طرف مضطر ہو جاؤ ۔ اور بہت سے

لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اپنی خواہشوں سے بغیر جانے بوجھے گمراہ ہو جاتے ہیں ۔ یقیناً تمھارا پروردگار زیادتی کرنے والوں کو خوب

بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

جاننے والا ہے ۔ اور تم گناہ کے ظاہر اور باطن کو چھوڑ دو ۳ہ ۔ یقیناً وُہ لوگ جو

يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا

گناہ کماتے ہیں ۔ عنقریب اُنھیں اس چیز کا بدلہ دیا جائے گا ، جو وہ کماتے رہے تھے ۔ اور تم

تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ

اس (ذبیحہ) میں سے نہ کھاؤ ۴ہ جس پر کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو ۔ اور یہ یقیناً نافرمانی ہے ۔

اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ

اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے کانوں میں پھونکتے رہتے ہیں ۔ تاکہ وُہ تم سے لڑیں ۔ اور اگر

اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿١٢١﴾ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا

تم ان کی بات مان لوگے ، تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے ۔ کیا وُہ شخص جو مُردہ تھا

لہ فکلوا مما ذکر اسم اللہ :-

تفسیر صافی صفحہ ١٦٢ پر ہے کہ یہ حکم ان گمراہوں کی پیروی کی بُرائی کو ظاہر کرنے والا ہے ۔ جو خود بخود حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیا کرتے ہیں ۔ اور مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ جسے تم نے اپنے ہاتھ کو مارا ہے اُسے تو کھا جاتے ہو ۔ اور جسے تمھارے پروردگار نے مارا ہے اُسے نہیں کھاتے ۔ پس اُنہی کے جواب کیلئے کہا گیا ہے کہ ذبح کے وقت جس پر خدا کا نام لیا گیا ہے اُسے تو کھاؤ ۔ اور جسکے ذبح پر خدا کا نام نہ لیا ہو ، یا اور اسباب سے مر گیا ہو ، اُسے مت کھاؤ ۔

۲ہ ان کنتم بایٰتہ مؤمنین :-

تفسیر صافی صفحہ ١٦٢ پر ہے کہ اس شرط لگانے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے حکموں پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ جن چیزوں کو اُس نے حلال قرار دیا ہے ۔ ان کو مباح جانیں ۔ اور جن چیزوں کو خدا نے حرام بتایا ہے اُن چیزوں سے پرہیز کریں ۔

۳ہ ظاہر الاثم وباطنہٗ :-

تفسیر صافی صفحہ ١٦٢ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ظاہر الاثم سے عام گناہ اور نافرمانیاں مُراد ہیں ۔

اور باطنہ سے شرک و (رد اصولِ دین کے متعلق) دِل کے شکوک ۔

۴ہ ولا تاکلوا :-

تفسیر صافی صفحہ ١٦٢ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک جانور ذبح کیا ، اور خدا کا نام نہیں لیا ۔ فرمایا : کہ اگر وُہ بھول گیا تھا تو بیچ میں جب یاد آئے خدا کا نام لے لے ۔ اور یہی کہہ لے بسم اللہ علی اولہ وآخرہ ۔

انہی حضرت علیہ السّلام سے یہ بھی سوال کیا گیا تھا کہ ایک شخص ذبح کے وقت سبحان اللہ ، (یا) اللہ اکبر ، (یا) لا الٰہ الا اللہ ، (یا) الحمد للہ کہہ لے تو کیا کافی ہے ؟ آپ نے فرمایا : ہاں ! چونکہ ان سب میں خدا کا نام موجود ہے ، کوئی حرج نہیں ۔

ع ١١

فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ

پس ہم نے اُسے زندہ کیا اور اُس کیلئے ایک نور قرار دیا جسکے ساتھ وُہ لوگوں میں چلتا ہے۔ اس شخص کی طرح

مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ

ہوسکتا ہے۔ جو اندھیروں میں (پڑا) ہو، جن سے وُہ نکل ہی نہ سکے۔ اسی طرح کافروں کیلئے ان

لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ

اعمال کو جو وُہ کرتے رہے زینت دے دی گئی۔ اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے

اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

بڑے مجرموں کو مقرر کردیا کہ وُہ اُس میں چالیں چلیں۔ اور وُہ نہیں چالیں چلتے مگر اپنی ہی جانوں کے ساتھ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى

اور وُہ نہیں سمجھتے۔ اور جس وقت اُنکے پاس کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں

نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

لائیں گے جبتک کہ ہم کو ویسا ہی نہ دیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے کہ اپنی

وقف لازم ۔ وقف منزل

رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

رسالت کہاں قرار دے ۵۲ عنقریب ان لوگوں کو جو جرم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت ملے گی۔ اور

عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ

اس وجہ سے کہ وُہ مکر کیا کرتے تھے اُن کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ پس جس شخص کی نسبت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے

يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ

کہ اُسے ہدایت کرے اُسکا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے ۵۳ اور جس شخص کی نسبت وُہ چاہتا ہے کہ اس سے توفیق ہدایت

صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ

سلب کرے، اُسکا سینہ تنگ اور ٹھوس کر دیتا ہے ۵۴ گویا کہ وُہ آسمان کو چڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اُن

اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے، پلیدی کو پڑا رہنے دیتا ہے۔ اور تمھارے پروردگار کا یہ راستہ

مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ

سیدھا ہے۔ جو لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں، اُن کیلئے آیتیں کھول کر بیان کردی ہیں۔ اُن کیلئے اُنکے

۵۱ ما اوتی رسل اللہ :-

تفسیر صافی ص۱۶۳ پر ہے کہ ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ ہم شرف میں اولاد عبد مناف کے مدمقابل بنے یہاں تک کہ جب ہم گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ اور اولاد عبد مناف نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں نبی ہے جس کے پاس وحی آتی ہے۔ خدا کی قسم ہم نہ اس بات پر کبھی راضی ہوں گے اور نہ اس نبی کا کبھی اتباع کریں گے جب تک کہ خود ہمارے پاس ویسی ہی وحی نہ آئے جیسی کہ اس کے پاس آتی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ؛

۵۲ حیث یجعل رسالتہٗ :-

تفسیر صافی ص۱۶۳ پر ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی تردید میں نازل ہوئی ہے جو اپنے لئے کتاب اور نبوت کے طلبگار تھے۔ اور مطلب اس کا یہ ہے کہ نبوت حسب ونسب اور مال پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ وہ فضائلِ نفسانی پر موقوف ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے مخصوص اور ممتاز فرما دیتا ہے۔ اور اپنی رسالت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے، جس میں کہ اس امر کی صلاحیت پاتا ہے اور وہی اس مقام سے زیادہ واقف ہے، جہاں رسالت مقرر فرماتا ہے ؛

۵۳ یشرح صدرہ :-

تفسیر صافی ص۱۶۳ پر ہے کہ شرح صدر یعنی سینہ کا کھولنا اس امر کا اشارہ ہے کہ دل کو حق کے قبول کرنے کیلئے مہیا کر دے۔ اور جو چیزیں قبول حق سے روکنے والی ہیں، اُن سے قلب کو صاف کر دے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ کسی نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرح صدر کی بابت سوال کیا کہ وُہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وُہ ایک نور ہے، جو اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ اور اس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ راوی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اس کی کوئی علامت ہے، جس سے کہ وُہ پہچان لیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! دار البقا کی طرف متوجہ ہونا۔ اس دارِ فریب سے دِل برداشتہ ہونا اور موت کے آنے سے پہلے موت کیلئے تیار رہنا ؛

۵۴ ضیقاً حرجاً :-

تفسیر صافی ص۱۶۳ پر بحوالہ معانی الاخبار، امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ ضیق وہ ہوتا ہے، کہ اس میں کوئی ایک ایسا سوراخ ہے جس سے کچھ سُن لے اور دیکھ لے۔ اور حرج بھی ہُوا تو وُہ ایسا ٹھوس ہُوا کہ اس میں کوئی سوراخ ہی نہیں کہ جس سے کچھ بھی سُنے اور سمجھے ــــ اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے موسیٰ ابن اشیم سے فرمایا: کہ کیا تم جانتے ہو کہ حرج سے کیا مراد ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں آپ نے اپنے ہاتھ کی کل انگلیوں کو بند کیا کہ ایسی ٹھوس شے کی طرح جس میں نہ کوئی چیز داخل ہو سکے اور نہ باہر نکل سکے ؛

دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۲۷

اللہ تعالیٰ کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔ اور جو کچھ وُہ کرتے رہے ہیں اُس کی وجہ سے وُہ اُن کا سرپرست ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ

اور جس دن وُہ ان سب کو اکٹھا کرے گا، (تو فرمائے گا)، اے جنوں کے گروہ تم آدمیوں سے زیادہ بڑھ گئے

الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا

تھے۔ اور آدمیوں میں سے اُن کے دوست کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! ہم میں سے بعض نے بعض

بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ

کے ذریعہ فائدہ اُٹھایا۔ اور ہم اُس مدت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی۔ وُہ کہیگا تمھارا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۱۲۸

اُسی میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ یقیناً تمھارا پروردگار بہت حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۱۲۹ ع

اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو ان (اعمال) کی وجہ سے جو وُہ کمایا کرتے تھے [1] بعض کے سپرد کر دیتے ہیں۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھارے پاس تم میں سے ہی رسول نہیں آئے تھے [2] جو تم پر ہماری آیتیں

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا

بیان کرتے تھے، اور آج کے دن کی ملاقات سے ڈرایا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم اپنی ذات کے خلاف

عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي

خود ہی گواہی دیتے ہیں، حالانکہ اُن کو دنیا کی زندگانی نے دھوکا دیا تھا۔ اور یہ اپنے خلاف خود ہی گواہی

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۱۳۰ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ

دیں گے، کہ بیشک وُہ کافر تھے۔ یہ (رسولوں کا مبعوث کرنا) اس لئے ہوا کہ تمھارا پروردگار بستیوں

مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۱۳۱ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ

کو ظلم کے ساتھ ہلاک کرنیوالا نہیں ہوا کرتا جس حال میں کہ اسکے رہنے والے (احکام سے) بیخبر ہوں۔ اور ہر ایک کیلئے درجے اسی کے

مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۱۳۲ وَرَبُّكَ

مطابق ہیں جو اُنھوں نے عمل کئے۔ اور تمھارا پروردگار اس سے بیخبر نہیں ہے جو کچھ کر یہ کرتے ہیں۔ اور تمھارا پروردگار

ع ۱۵ ۸ ۲

[1] نولّی بعض الظّٰلمین:-
تفسیر صافی ص۱۶۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جو شخص کسی گروہ سے محبت رکھے۔ وُہ اسی میں محشور اور محسوب ہوگا، اگرچہ وُہ اُن کی جنس میں سے نہ ہو۔
تفسیر عیاشی اور کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے ظالم سے انتقام ہمیشہ ظالم ہی کے ذریعہ سے لیا ہے۔ اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔

[2] الم یاتکم رسل:-
تفسیر صافی ص۱۶۴ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا لکھا ہے کہ ایک شامی نے حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا خدا تعالیٰ نے جنوں میں بھی کوئی نبی مبعوث کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! ایک نبی بھیجا تھا، جسکا نام یوسف تھا۔ اُس نبی نے اُن کو حکمِ خدا سنایا، اور ان لوگوں نے اُسے قتل کر دیا۔
امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو خدا تعالیٰ نے جنوں کے لئے بھی نبی بنا کر بھیجا، اور آدمیوں کے لئے بھی۔

الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ

بے نیاز رحمت والا ہے ۔ اگر وُہ چاہے تو تم کو لے جائے ، اور تمہارے بعد جسے چاہے جانشین

بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿١٣٣﴾

بنا دے ، جیسا کہ اُس نے تم کو دُوسرے لوگوں کی اولاد سے پیدا کر دیا ۔

إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿١٣٤﴾ قُلْ يَا قَوْمِ

جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وُہ یقیناً آنے والا ہے اور تم (خدا کو) عاجز کرنیوالے نہیں ہو ۔ (اے رسول) کہدو اے

اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ

میری قوم تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو ، میں بھی عمل کرنیوالا ہوں ۔ پھر تمھیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ

تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿١٣٥﴾ وَجَعَلُوا

آخرت کا گھر کس کیلئے ہوگا ۔ یقیناً ظلم کرنے والے فلاح نہیں پاتے ۔ اور جو کچھ اس

لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا

نے کھیتی اور مویشیوں میں سے پیدا کیا ، اُس میں سے کچھ حصّہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے مقرر کیا ، پھر کہدیا کہ یہ اُن

لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا

کے گمان میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کیلئے ہے ۔ پس جو اُنکے شریکوں کے لئے ہے ۔ وُہ

يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ

اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتا ۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو وُہ اُن کے شریکوں تک پہنچ جاتا ہے لـه ۔

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

وُہ کیسے بُرے فیصلے کرتے ہیں ۔ اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کیلئے اُن کے شریکوں نے اُن کی اپنی

قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ

اولاد کے قتل کو زینت دے دی ، تاکہ وُہ اُن کو ہلاک کریں ۔ اور اُن کے دین کو ان پر مشتبہ

دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾

بنا دیں ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وُہ ایسا نہ کرتے ، پس تم اُنکو اور اُن چیزوں کو بھی جو وہ افترا کرتے ہیں چھوڑ دو ۔

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ

اور اُنھوں نے کہا کہ یہ مویشی اور کھیتی اُنکے گمان میں منع ہیں ۔ انھیں کوئی نہ کھائے سوائے اس کے جسے

لـه الٰہی شرکا نُھو :-

تفسیر حقانی صفحہ ١٦٤ پر ایک روایت لکھی ہے کہ مشرکین عرب اپنی زراعت اور مویشی کی پیداوار سے ایک حصّہ تو خدا کے نام کا مقرر کرتے تھے ۔ اور اُسے مہمانوں اور مسکینوں کے لئے خرچ کرتے تھے ۔ اور ایک حصّہ اپنے معبُودوں کے نام کا نکالتے تھے ، اور وُہ اُن کے پجاریوں کو دیتے تھے ، اور اُن کے تھانوں پر ذبح کرتے تھے ۔ وُہ اگر یہ دیکھتے کہ خدا کے نام پہ جو مقرر کیا ہے وُہ اچھا ہے ، تو بتوں کے نام کا جو بُرا ہوتا تھا اُس سے بدل لیتے تھے ۔ اور اگر یہ دیکھتے کہ جو بتوں کے نام کا ہے وہ اچھا ہے تو اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نام والا بُرا بھی ہوتا ۔ دیوتاؤں کی محبّت کی وجہ سے ۔ بتوں کے حصّہ سے کبھی نہ بدلتے اور اُسے یُونہی رہنے دیتے ۔ اور وجہ یہ بیان کرتے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے ، اُسے کیا پرواہ ہے ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہمارے آئمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ اگر دیوتاؤں کا حصّہ اللہ کے حصّہ میں مل جاتا تو وُہ سب دیوتاؤں ہی کی طرف اٹھا دیتے اور اگر خدا کا حصّہ دیوتاؤں کے حصّہ میں مل جاتا تو پھر اللہ کے نام پر کچھ نہ دیتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے ۔ اور اگر پانی ان جانوروں کی طرف سے جو خدا کے نام پر ہوتے اُن کی طرف بہ کے آتا جو بتوں کے ہوتے تو اُسے نہ روکتے ۔ اور جو اُنکی طرف سے بتوں کے نام کے ہوتے اُدھر بہ کے آتا جو خدا کے نام کے ہوتے تو اُسے روک دیتے اور یہ کہدیتے کہ اللہ تو غنی ہے ۞

نَشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ

ہم چاہیں ۔ اور کچھ مویشی (وُہ) ہیں جنکی پیٹھیں (سواری کیلئے) حرام کردی گئیں ۔ اور کچھ مویشی جن پر وُہ

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا

اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کرتے ۔ یہ اس (اللہ) پر افترا ہے ۔ عنقریب انھیں بدلہ دیا جائے گا اس چیز کی وجہ سے جو وُہ

يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ

افترا کیا کرتے تھے ۔ اور انھوں نے کہا کہ جو کچھ ان مویشیوں ۵۲ کے پیٹوں میں ہے وُہ خالص ہمارے مردوں

لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ

کیلئے ہے ۔ اور ہماری بیویوں پر حرام کیا گیا ہے ۔ اور اگر وُہ مُردہ ہو تو اُس میں وُہ سب شریک

شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ

ہیں ۔ عنقریب وُہ انھیں اُنکے بیان کا بدلہ دیگا ۔ یقیناً وُہ بڑا حکمت والا بہت جاننے والا ہے ۔ بے شک وُہ لوگ

الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ

گھاٹے میں رہے جنھوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر جانے بوجھے قتل کردیا ۔ اور جو رزق انھیں اللہ تعالیٰ نے دیا تھا

اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع

اُسے خدا پر افترا باندھ کر حرام کردیا ۔ بیشک وُہ گمراہ ہوگئے اور ہدایت یافتہ نہ رہے ۔

ع ۱۱ ۱۶ ۳

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ

اور وُہ وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے جن میں کہ بیلیں ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی اور نہ چڑھائی ہوئی (زمین پر پڑی ہوئی) اور

النَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا

کھجور کے درخت اور کھیتیاں جن کے پھل مختلف (قسم کے) ہیں ۔ اور زیتون اور انار ایک دوسرے سے ملتے جلتے

وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ

اور نہ ملتے جلتے (بھی ہیں) ۔ جب وُہ پھل دیں اُن کے پھل کھاؤ ۔ اور اُن کے کاٹنے کے دن

يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَ

اُن کا حق دو ۵۳ ۔ اور اسراف نہ کرو ۔ کیونکہ وُہ (اللہ تعالیٰ) فضول خرچ کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور

مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ

چوپایوں میں سے بوجھ اٹھانیوالے اور زمین سے لگے ہوئے (اسی سے پیدا کئے) جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں رزق دیا ہے اُسے کھاؤ ۔ اور

۵۱ الانعام :-

مویشی، بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اُونٹ مویشی کو اس وقت تک انعام نہیں کہا جاسکتا ، جبتک کہ اُن میں اُونٹ داخل نہ ہوں ۔ یہ نَعَمٌ کی جمع ہے ۔ جسکے معنی اصل میں تو اُونٹ کے ہیں ۔ مگر بھیڑ، بکری، گائے، بھینس پر بھی بولا جاتا ہے ۔ چونکہ اُونٹ عرب کے نزدیک بڑی نعمت ہے ، اسلئے اُس کا نام نَعَمٌ ہوا ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ۲۸)۔

۵۲ مافی بطون :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۶۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ عرب کے مشرکین ان بچوں کو جو مویشیوں کے پیٹ سے نکالتے تھے عورتوں کیلئے حرام قرار دیتے تھے ۔ اور اگر وُہ بچہ مُردہ نکلتا تو مرد و عورت دونوں کھا لیتے ۔

۵۳ واٰتوا حقّہٗ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۶۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہاں حق سے مراد وُہ صدقہ ہے جو کھیتی کاٹنے کے دن مقرر شدہ زکوٰۃ کے علاوہ دیا جائے ، اس لئے کہ زکوٰۃ مدینہ میں واجب ہوئی اور یہ آیت مکی ہے ۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مدنی ہے ، اس سے مراد زکوٰۃ ہے ۔ اور مطلب یہ ہے کہ کھیتی کاٹنے ہی کے دن دے دو ، دیر نہ کرو ۔ لیکن اہلبیت سے یہی روایت ہے کہ یہاں حق سے مراد زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ صدقہ ہے ۔

چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کھیتی میں دو حق ہیں ۔ ایک وُہ جو تم سے واجباً لیا جائے ، اور ایک وہ جو تم خوشی سے دیتے ہو ۔ پس وہ حق جو واجباً لیا جاتا ہے وُہ تو دسواں اور بیسواں ہے ۔ اور وُہ جو تم خوشی سے دیتے ہو وُہ خدا کے اس قول کے مطابق ہے : و اٰتوا حقّہٗ یوم حصادہٖ ۔ پس جس طرح تم ایک مٹھی ایک کو دیتے ہو ، اور ایک دوسرے کو اور ایک تیسرے کو ۔ یہانتک کہ سب کو پہنچا دیتے ہو ۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں لفظ حق سے مراد وہی صدقہ ہے جو تم کھیتی میں سے مسکینوں کو دیتے ہو ۔ اناج میں سے مٹھی بھر بھر کے اور کھجوروں میں سے ٹوکرے بھر بھر کے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کھیتی کاٹتے وقت مسکین نہ آئیں تو کھیتی والا کیا کرے ؟ آپ نے فرمایا : اُس وقت اُس کے ذمہ کچھ نہیں ہے ۔

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿١٤٢﴾

شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ

آٹھ جوڑے (ہیں جو اللہ نے پیدا کئے)، بھیڑ کی قسم سے دو، اور بکری کی قسم سے دو،

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

تو پوچھ کہ کیا خدا نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ، یا یہ کہ مادیوں کے پیٹوں (میں) جو (بچے) ہیں وہ

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ﴿١٤٣﴾ وَ

(حرام ہیں)، اگر تم سچے ہو تو مجھے علم کے ذریعہ سے خبر دو۔ اور

مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

دو اونٹ کی قسم سے، اور دو گائے کی قسم سے۔ تم پوچھو کیا خدا نے دونوں نر

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

حرام کئے یا دونوں مادہ، یا مادیوں کے پیٹوں میں جو (بچے) ہیں، وہ (حرام ہیں)۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ

کیا تم اس وقت حاضر تھے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کا حکم دیا تھا۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا

افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے، تاکہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ

ظلم کرنے والوں کی قوم کی رہبری نہیں فرماتا۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے میں تو اس میں

اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ

کسی کھانے والے پر جو (اشیائے مذکورہ میں سے) کچھ کھائے، کوئی چیز حرام نہیں پاتا، سوائے اسکے کہ وہ مُردار ہو، یا

دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا

اُچھل کر نکلا ہوا خون، یا سور کا گوشت۔ کہ یہ پلید چیزیں ہیں۔ یا نافرمانی کا ذبیحہ

اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ

جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۵۱۔ پس جو شخص حالتِ اضطراری میں ہو نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا، تو یقیناً تمھارا

۵۱ اھل لغیر اللہ :-

تفسیر حقانی صفحہ ١٦٥ پر ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں حرام قرار دیتے وقت انھی چار چیزوں کا ذکر خصوصیت سے کیوں کیا گیا۔ حالانکہ اور چیزیں بھی حرام ہیں، جیساکہ خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں منخنقۃ، موقوذۃ، متردیۃ وغیرہ کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے۔ اور اخبارِ صحیحہ میں بیان کیا گیا ہے کہ پرندوں میں سے ہر پنجہ کش حرام ہے۔ اور چوپایوں میں سے ہر کچلی والا اور مچھلیوں میں سے ہر وہ مچھلی جو فلس دار نہ ہو۔ تو اس اعتراض کے جواب میں ہم کہیں گے کہ سورۂ مائدہ میں جن چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر معترض نے کیا اُن سب پر لفظ مردار صادق آتا ہے۔ پس یہ سب حکم مردار میں داخل ہوگئیں تو گویا یہاں حکم اجمالی ہے اور وہاں تفصیلی۔ رہیں وہ چیزیں جن کی حرمت کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی حرمت کا درجہ کم ہے۔ پس جن کی حرمت کا درجہ بڑھا ہوا تھا۔ خدا نے اُن کا ذکر خصوصیت سے کر دیا، اور باقیوں کی حرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتا دی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ مسلمانوں کے ایک فرقہ نے اسی آیت کو دلیل ٹھہرایا ہے کہ ان چیزوں کے علاوہ جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں، کوئی دوسری چیز حرام ہی نہیں۔ چنانچہ وہ چوپاؤں میں سے سب چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں۔ جیسے بندر، کتے درندے، بھیڑیئے، شیر، خچر، گدھے، زمین پر چلنے والے۔ اور انھوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ حلال ہیں۔ حالانکہ انھوں نے صریح غلطی کی ہے۔ اس لئے کہ آیت تو اس بات کا رد کرتی ہے کہ عرب بعض چیزوں کو خود بخود حلال قرار دے لیتے ہیں اور بعض کو حرام، جیساکہ خدا اپنے نبی سے فرماتا ہے:

ع

وقالوا ما فی بطون ھٰذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علٰی ازواجنا وان یکن میتۃ فھم فیہ شرکاء۔ چنانچہ جب کوئی بچہ ساقط ہو جاتا تھا، تو زندہ ہونے کی حالت میں مرد ہی مرد کھاتے، اور عورتوں پر حرام ہوتا۔ اور اگر مُردہ ہوتا تو مرد اور عورت دونوں مل کر کھاتے ؏

رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي
بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور ان لوگوں پر جو یہودی ہو گئے، ہم نے ہر ناخن والا حرام کر
ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا
دیا تھا۔ اور گائے اور بکری کی قسم سے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کردیں، سوائے اس کے جو ان
حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ
دونوں کی پشت سے چپٹی ہوئی ہو، یا آنتوں پر لپٹی ہوئی، یا جو ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ یہ ہم نے
جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿١٤٦﴾ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل
اُنھیں اُن کی بغاوت کی سزا دی تھی۔ اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ پس اگر وہ تمھیں جھٹلائیں تو تم کہہ دو
رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ
کہ تمھارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے۔ اور اُس کا عذاب مجرموں کی قوم سے ٹلتا ہی
الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا
نہیں۔ عنقریب وہ لوگ جنھوں نے شرک کیا کہیں گے کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا ہم شرک نہ کرتے
وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ
اور نہ ہی ہمارے باپ دادا۔ اور نہ ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا
مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ
تھا۔ یہانتک کہ انھوں نے ہمارا عذاب چکھ لیا۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کیا تمھارے پاس علم میں سے کچھ ہے؟
فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا
(اگر ہے) تو اُسے ہمارے لئے نکالو۔ تو تم صرف گمان کی پیروی کرتے ہو۔ اور تم صرف اٹکل پچو باتیں ہی
تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ
بناتے ہو۔ کہہ دو کہ سب سے بڑھی ہوئی حجت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے لہ پس اگر وہ چاہے تو تم سب کو ضرور
أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ
ہدایت کردے۔ کہہ دو کہ تم اپنے ان گواہوں کو بلاؤ، جو یہ شہادت دیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسے حرام
حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِن شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ
کیا ہے۔ پس اگر وہ گواہی دے دیں تو تم ان کے ساتھ شہادت نہ دینا۔ اور تو ان لوگوں کی

لہ الحجۃ البالغۃ :-
تفسیر صافی ص۱۶۶ بحوالہ اَمالی۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے سوال کرے گا اے میرے بندے! کیا تو عالم تھا یا جاہل؟ اگر اس نے کہا عالم تب تو یہ کہا جائے گا کہ تو نے اپنے علم کے بموجب عمل کیوں نہیں کیا؟ اور اگر کہا جاہل تو یہ پوچھا جائے گا کہ صحیح عمل کرنے کیلئے تو نے علم کیوں نہیں سیکھا غرض دونوں صورتوں میں حجت قائم ہو جائے گی۔ اور یہی حجتِ بالغہ ہے۔

کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ کل آدمیوں پر اللہ کی دو حجتیں ہیں، ایک حجت ظاہری اور ایک حجت باطنی۔ حجت ظاہری تو رسول و انبیاء اور آئمہ معصومین علیہ السلام ہیں۔ اور حجتِ باطنی خود اُن کی عقلیں۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے جتنے ذوی العقول ہیں۔ ہم ان سب پر خدا کی حجتِ بالغہ ہیں۔

اور اَمالی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ حجتِ بالغہ وہ ہے جسکو ایک کتاب کا جاہل آدمی بھی باوجود اپنی جہالت کے اسی طرح شناخت کرلے جسطرح کہ اُن میں سے عالم اپنے علم سے پہچانتے ہیں۔

ع ۱۸ ۵

أَهْوَآءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
خواہشات کی پیروی نہ کر جنھوں نے ہماری آتیں جھٹلا ئیں ۔ اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ،

وَهُم بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ
اور وہ اپنے پروردگار کیساتھ (غیروں کو) برابر ٹھہراتے ہیں ۔ کہدو کہ آؤ میں پڑھ کر سناؤں کہ تمھارے پروردگار نے تم پر

عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ
کیا کچھ حرام کیا ہے ، یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک کرو ، اور والدین کے ساتھ نیکی کرو ۔ اور

لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ
اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ۔ ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی ۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا
اور بے حیائیوں کے پاس کبھی نہ جاؤ ، خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ ۔ اور کسی

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ
نفس کو جسکا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم قتل نہ کرو ، سوائے اسکے جب حق کیساتھ ہو ۔ اس نے تمھیں

وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ
ان باتوں کی وصیت کی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو ۔ اور تم یتیم کے مال کے قریب کبھی نہ جاؤ ۔

إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ
مگر ایسے طریق سے (کہ) جو بہترین ہو ، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے ۔ اور تم ناپ

وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا
اور تول انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو ، ہم کسی نفس کو اس کی وسعت کے سوا تکلیف نہیں دیتے ۔ اور جب

قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا
تم بات کہو تو انصاف کرو ، گو وہ تمھارا قرابت والا ہو ۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو ۔

ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۲﴾ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي
انہی باتوں کی اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھیں وصیت کی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۱ے اور یقیناً یہی میرا راستہ ۲ے

مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ
سیدھا ہے ، پس اسی کی پیروی کرو ۔ اور تم مختلف راستوں کی پیروی مت کرو ، کہ وہ تمھیں اس کے

ے ۱ لعلکم تذکرون :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۶۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے فرش پر تکیہ لگائے ہوئے تھے ، جبکہ آپ کے سامنے سورۂ انعام کی وہ محکم آتیں پڑھی گئیں جن کو کسی شے نے کبھی منسوخ نہیں کیا ہے ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ ان آیتوں کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے ان کی مشایعت کیلئے آئے تھے ۔ اور وہ آیتیں قل تعالوا اتل ما حرم ربکم سے لعلکم تذکرون تک ہیں ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہ آتیں محکم ہیں ، تمام کتابوں میں سے کسی چیز نے انھیں منسوخ نہیں کیا ۔ اور ان میں جن چیزوں کو حرام کیا گیا وہ کل بنی آدم پر ہر زمانے میں حرام رہیں ۔ اور یہ آتیں ام الکتاب ہیں ۔ جو ان پر عمل کرے گا جنت میں داخل ہوگا ۔ اور جو انھیں چھوڑ دے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا ۞

ے ۲ ان ھٰذا صراطی :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۶۶ پر بحوالہ روضۃ الواعظین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس آیت کو علی علیہ السلام کے بارے میں قرار دے دے ، چنانچہ اس نے قرار دے دیا ۞

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾ ثُمَّ

راستہ سے ہٹا دیں گے۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہیں ان باتوں کی وصیت کی ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ پھر

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو اس پر (نعمت کو) پورا کرنے والی تھی جو نیکی کرے۔ اور وہ ہر شے

لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ

کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تھی۔ تاکہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان

يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَ

لائیں۔ اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے برکت والی ہے، پس اسی کی پیروی کرو اور

اتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ

ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم یہ کہہ دو کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ ہم سے

عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

پہلے دو گروہوں پر کتاب نازل کی گئی تھی۔ اور یہ کہ ہم اُن کے پڑھنے پڑھانے سے یقیناً

لَغَافِلِينَ ﴿١٥٦﴾ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا

بے خبر تھے۔ یا تم یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی، تو ہم یقیناً اس سے

أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَ

زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ پس تحقیق تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل اور ہدایت اور

رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا

رحمت آ گئی ہوئی ہے۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے، اور اُن سے منہ موڑے۔

سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا

عنقریب ہم ان لوگوں کو، جو ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ بڑے عذاب کی سزا دیں گے۔ بہ سبب اس کے کہ

كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿١٥٧﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا[1] أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ

وہ منہ موڑا کرتے تھے۔ کیا وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں [1] کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں۔

أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ

یا تمہارا پروردگار (ہی) آ جائے، یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں۔ جس دن تمہارے پروردگار کی بعض

ع ۱۹ ۶

[1] هل ينظرون :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۶۵ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے اس آیت کے معنے یوں منقول ہیں کہ یہ خطاب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کیا منافق اور مشرک اس کے منتظر ہیں کہ فرشتے اُن کے پاس آئیں اور وہ اُن کو دیکھیں یا خدا اُن کے پاس آئے۔ جس سے مطلب یہ ہے کہ حکم خدا یا خدا کی کوئی نشانی اُن کے پاس آئے۔ اور یہاں نشانی سے مراد وہ عذاب ہے جو دُنیا میں پہنچتا ہے، جیسا کہ پہلی امتوں کو پہنچا۔

الاکمال میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں آیت سے مراد آئمہ ہیں، اور آیت منتظرہ سے مراد قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس جس دن حضرت کا ظہور ہوگا۔ اُس دن کسی کا ایمان لانا اُسے مفید نہیں (جیسا کہ آگے آیت سے ظاہر ہے) ◆

اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ

نشانیاں آجائیں گی، تو کسی نفس کو جو پہلے ایمان نہ لاچکا ہوگا، یا جس نے اپنے ایمان

قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا

میں کوئی نیکی نہ کمائی ہوگی، اُس کا ایمان فائدہ نہ دے گا ۵۱۔ کہہ دو کہ تم انتظار کرو، ہم بھی

مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا

انتظار کرنے والے ہیں۔ یقیناً وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور وہ گروہ گروہ بن گئے۔

لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

تمھارا اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے پھر وہ انھیں بتائے

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ

گا، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ جو کوئی ایک نیکی لائے گا، تو اُس کیلئے اُس کا دس گنا ہے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا

اور جو کوئی ایک بدی لائے گا، تو اُس کو سزا نہیں دی جائیگی مگر اُسی کے موافق ہی۔ اور ان پر ظلم

يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ

نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دو کہ یقیناً میرے پروردگار نے مجھے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی ہے۔

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

درست دین ابراہیم حنیف کی ملت ہے۔ اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ

(اے رسول) کہہ دو کہ یقیناً میری نماز اور میری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب جہانوں کے پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ

اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلا

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ

مسلمان ہوں ۵۲۔ کہہ دو کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پروردگار تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا پروردگار ہے

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اور کوئی نفس کچھ نہیں کماتا مگر یہ کہ اسکا وبال اُسی پر ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانیوالا نفس، دُوسرے کا بوجھ

---

۵۱ لا ینفع نفسا:-

تفسیر صافی صنا۱۶۷ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا، اس دن جو شخص ایمان لائے گا اُس کا ایمان اس کو کوئی نفع نہ دے گا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام، اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے اس قول یوم یاتی بعض آیات ربک کا مطلب ہے۔ مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا، دجّال کا خروج کرنا، اور دھوئیں کا پیدا ہونا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ہٹ پر قائم رہے گا، اور مقتضائے ایمان پر عمل نہ کرے گا اور یہ نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی، تو اُس کا ایمان اس کو کوئی نفع نہ پہنچائے گا۔

۵۲ اوّل المسلمین:-

تفسیر صافی صنا۱۶۹ پر ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہر نبی کا اسلام اُس کی امّت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور عالم ذر میں بوقت میثاق چونکہ سب سے پہلے جواب دینے والا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلام کُل مخلوق کے اسلام سے مقدم ہوا۔

اور تفسیر عیاشی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے، جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُن کا دین میرا دین تھا، اور میرا دین ان کا دین ہے۔ اور اُن کی سُنّت میری سُنّت تھی۔ اور میری سنّت اُن کی سنّت ہے۔ اور میری بزرگی خود اُن کی بزرگی ہے، اور میں اُن سے افضل ہوں۔

أُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

نہیں اٹھاتا۔ پھر تمھاری بازگشت تمھارے پروردگار کی طرف ہوگی۔ پس جن امور میں تم اختلاف کرتے تھے وہ تمھیں

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٦٤﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ

بتا دے گا۔ اور وہ وہی ہے جس نے تمھیں زمین کے جانشین بنایا، اور

رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ

تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں کے لحاظ سے بلند کر دیا۔ تاکہ جو کچھ اس نے تمھیں دیا ہے اُس میں تمھاری آزمائش کرے

اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖؗ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾

یقیناً تمھارا پروردگار جلد سزا دینے والا ہے۔ اور بلاشبہ وہ بخشنے والا بڑا رحم والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ٢٠٦ — رُكُوْعَاتُهَا ٢٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع کرتا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓصٓ ﴿١﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ

آلمّص [1] یہ کتاب تم پر نازل کی گئی ہے، تاکہ تم اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو) ڈراؤ۔ یہ مومنوں

مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢﴾ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ

کیلئے ایک نصیحت ہے، پس تمھارے سینہ میں اس سے کوئی تنگی نہ ہو۔ جو کچھ تمھارے پروردگار کی طرف سے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا

تمھاری طرف نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو، اور اُسکو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔ تم میں بہت تھوڑے

مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا

ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔ اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنھیں ہم نے ہلاک کیا، پس اُن پر ہمارا عذاب

بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿٤﴾ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ

رات کو آیا [2] یا جب وہ (دوپہر کو) قیلولہ کر رہے تھے۔ جب ہمارا عذاب اُن پر آیا تو اُن کا دعوےٰ

جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥﴾ فَلَنَسْـَٔلَنَّ

اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہا، بیشک ہم ظالم تھے۔ پس ہم اُن سے بھی ضرور پوچھینگے

ع ١١

[1] الٓمّٓصٓ :- تفسیر صافی صفحہ ۱۶۸ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جو زندیق تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ خدا نے جو اپنی کتاب میں یہ الٓمّٓصٓ فرمایا ہے۔ اس سے کیا مطلب نکلا۔ اس میں حلال و حرام کیا چیز ہے۔ اور ایسی کیا چیز ہے جس سے لوگوں کا نفع ہو۔ راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کو یہ سن کر غصہ آیا۔ فرمایا: وائے ہو تجھ پر خاموش رہ۔ الف کا عدد ایک ہے اور لام کے تیس اور میم کے چالیس اور صاد کے نوے۔ بتا سب کا مجموعہ کیا ہوا۔ اس نے عرض کی ایک سو اکسٹھ۔ فرمایا جب ۱۶۱ھ ختم ہو جائے گا تو بنی امیہ کی سلطنت ختم ہو جائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ میں اس پر غور کرتا رہا۔ جب ۱۶۱ھ ختم ہو کر عاشورہ کا دن آیا۔ تو مسودہ کوفہ پہنچا۔ اور بنی امیہ کی سلطنت جاتی رہی۔

[2] بیاتًا :- رات میں آپڑنا۔ رات میں سوتے دشمن پر حملہ کرنا۔ شبخون مارنا مصدر ہے (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۵۳)

الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦﴾ فَلَنَقُصَّنَّ

جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے ، اور ہم ضرور رسولوں کو بھی پوچھیں گے سلہ اور ہم علم کے ساتھ

عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ﴿٧﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ

ان سے ضرور بیان کر دیں گے ، حالانکہ ہم غائب نہیں تھے ۔ اور اُس دن کا تول برحق ہے ۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ

پس جس (کی نیکیوں) کا پلہ بھاری ہُوا ، وُہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے ۔ اور جس (کی

خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا

نیکیوں) کا پلہ ہلکا ہُوا سلہ وُہی لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال دیا ، اس لئے کہ

كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَ

وُہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کیا کرتے تھے ۔ اور یقیناً ہم نے تمھیں زمین میں قدرت دی ہے ، اور

جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ﴿١٠﴾ وَلَقَدْ

اسی میں تمھارے لئے روزیاں قرار دی ہیں ۔ تم میں بہت تھوڑے ہیں جو شکر کرتے ہیں ۔ اور یقیناً

خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

ہم نے تمھیں پیدا کیا ، پھر تمھاری صورت بنا دی ، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو ۔

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ﴿١١﴾ قَالَ مَا

پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے ۔ وُہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہُوا ۔ (خدا نے) فرمایا

مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ

کس چیز نے تمھیں روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تمھیں حکم دیا ۔ (وہ) بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں ۔

خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿١٢﴾ قَالَ فَاهْبِطْ

تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ، اور اسے مٹی سے پیدا کیا ۔ (خدا نے) فرمایا کہ تو اس جگہ سے

مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ

اتر جا ۔ تمھارے لئے یہ جائز نہیں کہ تو یہاں تکبر کرے ، پس تو نکل جا ، یقیناً تو

مِنَ الصَّاغِرِينَ ﴿١٣﴾ قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤﴾

ذلیلوں میں سے ہے ۔ وُہ بولا مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ لوگ (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے ۔

ع ١ ١٠ ٨

سلہ ولنسئلن المرسلین :-

تفسیر صافی صہ ۱۶۹ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ایک حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ کھڑے کئے جائیں گے ۔ اور اُن سے سوال کیا جائے گا کہ جو رسالتیں اُن کے سپرد کی گئیں تھیں ، وُہ اُنھوں نے اپنی اُمتوں کو پہنچا دیں ؛ وُہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہم نے ضرور پہنچا دیں ۔ پھر اُمتوں سے سوال کیا جائے گا وُہ انکار کریں گے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے ۔

غرض ان سوالات کے کرنے سے یہ مراد ہوگی کہ نیکوکار لوگوں کی تعریف کا اظہار ہو کر اُن کی خوشی بڑھ جائے ۔ اور بدکار لوگوں کی بدیاں کھل کر اُن لوگوں کو رنج پہنچے ؛

سلہ ومن خفت موازینہ :-

تفسیر صافی صہ ۱۶۹ پر بحوالہ احتجاج طبرسی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا اعمال تولے نہ جائیں گے ؟ آپ نے فرمایا : ہرگز نہیں ! اس لئے کہ اعمال جسم نہیں رکھتے ، وُہ تو عمل کرنے والے کی صفت ہیں ۔ اور تولی وُہ چیز جاتی ہے جس کی تعداد معلوم نہ ہو اور جس کا بوجھل اور ہلکا ہونا معلوم نہ ہو سکے حالانکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے ۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر میزان کے کیا معنے ہیں ؟ آپ نے فرمایا عدل ۔ پوچھا گیا کہ اس کے کیا معنی ہیں جو کتاب خدا میں ہے کہ فمن ثقلت موازینہ ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے نیک اعمال بڑھ جائیں گے ؛

قول صاحب تفسیر صافی :-

ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کی میزان سے وُہ جانچ مراد ہے ، جس سے اس چیز کی پہچان ہو جائے ۔ پس قیامت کے دن آدمیوں کی میزان جس سے اُن کی قدر و قیمت معلوم ہوگی ۔ ان کے عقاید ۔ اخلاق اور اعمال کی جانچ ہوگی ۔ اور یہ معرفت انبیاء اور اوصیاء کا ہے کہ اُن کو کس قدر مانا ۔ اُن کی شریعت اور سنت کی پیروی کہاں تک کی ، یہ تو نیکی ہے اور اُن کا انکار کس درجہ کا تھا ۔ اور ان کی شریعت اور سنت سے کہاں تک دوری رہی ۔ یہ بُرائی ہے ۔ لہٰذا ہر اُمت کی میزان اس اُمت کا نبی اور وصی اور وُہ شریعت جو نبی نے پہنچائی اور وصی نے حفاظت کی یہی ہوگی ۔ پس جس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی ، وُہ کامیاب ہو گا ۔ اور جس کی نیکیاں کم ہو جائیں گی ، وُہ نقصان اٹھائے گا ۔ اور اگر انبیاء اور اوصیاء کو جھٹلایا ہے تو پھر کہیں ٹھکانا ہی نہیں ؛

۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ

(خدا نے) فرمایا بیشک تو مہلت دیئے جانیوالوں میں سے ہے[۵۱] وہ بولا چونکہ تو نے مجھے ناامید کر دیا[۵۲] میں بھی تیرے

لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

سیدھے رستے پر ان سب کیلئے (راستہ مارنے) بیٹھوں گا[۵۳] پھر میں اُن کے پاس ان کے آگے سے ،

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ

اور اُن کے پیچھے سے ، اور اُن کے دائیں سے اور اُن کے بائیں سے ضرور آؤں گا ۔ اور تو اُن میں سے

اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ

بہتوں کو شکر گزار نہ پائے گا ۔ (خدا نے) فرمایا تو یہاں سے ذلیل راندہ ہو کر نکل جا[۵۴] ۔

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ

البتہ جو بھی اُن میں سے تیری پیروی کرے گا ۔ میں ضرور (اُن اور) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا ۔ اور

يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا

اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو ، اور جہاں سے تم دونوں چاہو ، کھاؤ ۔

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا ، ورنہ تم دونوں بے محل کام کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا

پس شیطان نے ان دونوں کو وسوسہ دیا ، تاکہ اُن دونوں کے ستر جو ایک دُوسرے سے پوشیدہ تھے ۔

مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

وُہ ظاہر کر دے ۔ اور یہ کہا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو اس درخت سے نہیں منع کیا ، مگر (صرف) اس لئے کہ

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ

تم دونوں کہیں فرشتے نہ بن جاؤ ، یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ ۔ اور اس نے ان دونوں کے سامنے

اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا

قسم کھائی کہ میں ضرور تم دونوں کے خیر خواہوں میں سے ہوں ۔ پس اُس نے دھوکا سے اُن دونوں کو ڈانواں ڈول کر دیا ۔ پھر جب

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

ان دونوں نے اس درخت (کے پھل) کو چکھا (تو) اُن دونوں کے ستر کھل گئے ، اور وُہ دونوں جنت کے پتوں سے

[۵۱] من المنظرین :-

تفسیر صافی ص۱۶۹ پر ہے کہ مہلت تو دی گئی مگر جتنے عرصہ کیلئے مانگی گئی تھی اتنے عرصہ کیلئے نہیں دی گئی ۔ اس لئے کہ دُوسرے مقام پر ارشاد ہے ۔ انک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم ۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابلیس کو مہلت اُس دن تک دی گئی ہے ، جس دن قائم آلِ محمدؐ ظاہر ہوں گے ۔

[۵۲] اغویتنی :-

اغویتنی ، غیؔ سے ہے ، جس کے معنی لغت میں بہت لکھے ہیں ۔ مگر سوائے مندرجہ ذیل معنوں کے دیگر تمام معنے اس جگہ بے محل اور دُوسری آیات کے خلاف ہیں ۔ لہٰذا وُہ اس جگہ لینے باطل ہیں ۔

* غوی نامید وغادی نومید یعنے غوی اور غادی کے معنی ہیں ناامید اور مایوسی ۔ (منتہی الأرب) ۔

غوی خاب یعنی غوی کا معنی ہے ناامید ہوا ۔ (مصباح المنیر) ۔

الغرض غی مصدر مجرد کے معنے ناامید ہونا لغت سے ثابت ہے ۔ اور اغویتنی ، باب افعال کے مصدر اغوا سے ہے ، جسکے معنی ہوں گے ناامید کرنا ۔ پس اس جگہ یہی معنی صحیح اور موزوں ہیں ، جو میں نے لکھے ہیں ۔

[۵۳] صراطک المستقیم :-

تفسیر صافی ص۱۶۹ پر ہے کہ میں ان کے بہکانے میں پوری پوری کوشش کروں گا ، تا اینکہ وہ بہک جائیں ۔ اور میں ان کے اسلام کے راستہ میں اس طرح بیٹھوں گا جس طرح کہ چور راستہ روک کر بیٹھتا ہے ۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ صراط سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں ۔ اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے زرارہ سے فرمایا : اے زرارہ ابلیس کو صرف تمہاری اور تمہارے دوستوں کی فکر ہے ۔ رہے دوسرے لوگ تو وُہ ان سے فارغ ہو چکا ہے ۔

[۵۴] قال اخرج :-

تفسیر صافی ص۱۷۰ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نکل جانے کا حکم دیا ۔ تو اُس نے عرض کی : خداوندا تو عادل ہے ، کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔ کیا میرے عمل کا سب ثواب باطل ہو جائے گا ؟ فرمایا ، نہیں ! تو امرِ دنیا سے جو چاہے ثواب کے بدلے مانگ لے ، میں تجھے دے دوں گا ۔ پس پہلی چیز جو اُس نے مانگی ، قیامت تک کی زندگی تھی ۔ خدا نے اُسے ظہور قائم آلِ محمدؐ تک کی زندگی عطا فرما دی ۔ پھر اُس نے کہا : کہ مجھے اولادِ آدم پر تسلط دے ۔ فرمایا ، کہ میں نے مسلط کر دیا ۔ پھر اُس نے کہا کہ رگوں میں جسطرح خون چلتا ہے اُسی طرح میں سرایت کر سکوں ۔ فرمایا ، یہ بھی منظور ہے ۔ عرض کی کہ جب اُن کے یہاں ایک بچہ پیدا ہو ، میرے یہاں دو ہوں ۔ میں تو اُنھیں دیکھوں اور وُہ مجھے نہ دیکھیں ، اور مجھے یہ بھی اختیار ہو کہ میں جس صورت میں چاہوں اُن کے سامنے آ سکوں ۔ خداوند عالم نے فرمایا ، کہ میں نے یہ سب کچھ عطا کیا ۔ پھر اُس نے کہا ، اے پروردگار ! کچھ اور بھی دے ۔ فرمایا کہ میں نے تیرا اور تیری اولاد کا اُنکے سینوں میں ٹھکانہ قرار دیا ۔ اُس وقت اُس نے کہا : کہ بس اب کافی ہے ۔

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا

اپنے آپ کو ڈھانپنے لگے۔ اور اُنکے پروردگار نے ان دونوں کو آواز دی، کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے

الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾

منع نہیں کیا تھا۔ اور میں نے تم دونوں سے یہ نہ کہا تھا کہ یقیناً شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

دونوں بولے اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اور تو ہمیں اگر نہ ڈھانکے گا، اور ہم پر رحم نہ کرے گا۔

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

البتہ ہم گھاٹا اٹھانیوالوں میں سے ہو جائیں گے۔ (خدا نے) فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔

عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ

اور تمہارے لئے ایک وقت معین تک زمین میں ٹھہرنے کی جگہ اور فائدہ اٹھانا ہے۔ فرمایا

فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ

اس میں تم زندگی بسر کرو گے اور اسی میں تم مرو گے، اور اسی میں سے (زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔ اے اولادِ آدم

قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَ

یقیناً ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہارے ستروں کو چھپاتا ہے، اور زینت (بھی) ہے ۱؎۔ اور

لِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ

پرہیزگاری کا لباس وُہ سب سے اچھا ہے۔ یہ (لباس کا نازل ہونا) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ

يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ

وہ (لوگ) نصیحت حاصل کریں۔ اے اولادِ آدم! تمھیں شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے، جس طرح کہ اُس

اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا، اُن دونوں سے ان کا لباس اتروایا، تاکہ اُن دونوں کے ستر ظاہر

سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ

کر دے۔ یقیناً وُہ اور اُس کا گروہ تمھیں اس طرح دیکھ رہا ہے، کہ تم اُس کو نہیں دیکھتے ہو۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا

بیشک ہم نے شیطان کو اُن لوگوں کا سرپرست قرار دیا ہے، جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جب

ع ۱۵ ۔ ۲ ۔ ۹

۱؎ ریشًا:۔

اس کے معنیٰ ہیں رونق، زینت لباس، مال۔ ریش اصل میں پرندوں کے پروں کو کہتے ہیں۔ اسکا واحد ریشۃ ہے۔ چونکہ پرندوں کی پروں سے رونق ہے، اور وُہ اُن کیلئے ایسے ہی ہیں جس طرح انسان کیلئے کپڑے۔ اس لئے بطورِ استعارہ اس کا استعمال رونق، زیب و زینت اور کپڑوں کے لئے ہوتا ہے۔ نیز رونق اور لباس زینت لازمہ ہے مال کا۔ اس لئے اس کے معنے مال کے بھی کرتے ہیں۔

خازن بغدادی لکھتے ہیں کہ: آیت میں جو لفظ ریش مذکور ہے، اس کے معنی میں علماء مختلف ہیں، پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو مال کے معنی فرماتے ہیں۔ اور یہی قول مجاہد، ضحاک اور سدی کا ہے، کیونکہ مال ان چیزوں سے ہے جن کے ذریعے زینت حاصل کی جاتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص مالدار ہو تو کہا جاتا ہے ریش الرجل (وہ مرد مالدار بن گیا)۔

اور ابن زید کا قول ہے کہ ریش جمال ہے۔ اور یہ معنی بھی زینت ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ریاش عربی زبان میں اثاثہ ہے۔ اور وہ کپڑے اور سامان کہ جس کو ظاہر میں پہنا جاتا یا بچھایا جاتا ہے۔ اور ریش بھی ان کے نزدیک متاع اور اموال کو کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات اہلِ عرب خام مال کو چھوڑ کر اس کا استعمال صرف لباس اور کسوت (پہننے کے کپڑے) ہی میں کرتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: انہ لحسن الریش (یعنی اس کے کپڑے عمدہ ہیں)۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ ریش اور ریاش کا استعمال فراخی اور خوش عیشی کیلئے بھی ہوتا ہے۔ تفسیر لباب التاویل، از خازن، جلد ۲ صفحہ ۸۹ طبع میمنہ مصر ۱۳۱۷ھ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۱۶۹)۔ اور تفسیر حقانی صفحہ ۱۲ پر بھی اختصار کے ساتھ یہی معنی لکھے ہیں ٭

فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا

وہ کوئی بے حیائی کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی (طریق) پر پایا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے

بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ کہدو یقیناً اللہ تعالیٰ بیحیاؤں کا حکم نہیں دیا کرتا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے خلاف ایسی بات

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ

کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ میرے پروردگار نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے۔ اور (یہ) کہ ہر نماز کے وقت

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۥ كَمَا

اپنے چہرے (قبلہ کی طرف) سیدھے کر لیا کرو، اور دین کو اسی کیلئے خالص سمجھ کر اس سے دعا مانگو۔ جسطرح اُس نے تمھیں

بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝۲۹ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ

پیدا کیا تھا، اسی طرح اُسکے حضور میں پلٹ کر جاؤ گے۔ ایک گروہ کو اس نے ہدایت کی، اور ایک گروہ ہے کہ اُن پر گمراہی

الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ثابت ہو گئی۔ بیشک اُنھوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو سرپرست بنا لیا ہے، اور

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۰ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ

گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اے اولادِ آدمؑ! ہر نماز کے وقت اپنی زینت

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا

کیا کرو ف۵۱۔ اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ بیشک وہ فضول خرچی

يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ

کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا ف۵۲۔ کہدو کہ جو زینت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے، اور

لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

رزق کی پاک چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے؛ تم کہدو کہ جو لوگ دنیا کی زندگانی میں ایمان لائے قیامت

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

کے دن یہ (نعمتیں) خاص طور پر انھیں کے لئے ہوں گی۔ اسی طرح ہم آیتوں کو اُن لوگوں کیلئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

جو علم رکھتے ہیں۔ کہدو ماسوا اسکے نہیں ہے کہ میرے پروردگار نے بے حیائیوں کو وہ کھلی ہوں یا

ف۵۱ مسجد:۔
تفسیر صافی ص۱۷۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عیدین اور جمعہ کو غسل کرے، اور سفید لباس پہنے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ہر نماز کے وقت کنگھی کیا کریں۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی عیدین اور جمعہ منقول ہے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن کپڑوں سے تم نماز میں زینت کرتے ہو، عیدین اور جمعہ کو بھی زینت کرو۔

اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے اس سے مراد کپڑے ہیں۔

اور الجوامع اور عیاشی میں ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام جب نماز کا تہیہ فرماتے تھے، تو بہترین لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: ان اللہ جمیل یحب الجمال۔ یعنی اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ پس میں اپنے پروردگار کے لئے زیب و زینت کرتا ہوں۔

اور الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کنگھی کیا کرو۔ اس لئے کہ اس سے رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔ بال خوبصورت ہوتے ہیں۔ حاجت برآری ہوتی ہے، قوتِ باہ بڑھتی ہے نزلہ دور ہوتا ہے۔

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں رخساروں پر کنگھی کو چالیس مرتبہ اوپر کی طرف سے نیچے کو لاتے تھے اور سات مرتبہ نیچے سے اوپر کی طرف لاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے ذہن بڑھتا ہے، اور بلغم دفع ہوتا ہے۔

ع ۶ | ۱۰

ف۵۲ المسرفین:۔
تفسیر صافی ص۱۷۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں ایک طویل روایت منقول ہے، اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا، کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ ایک شخص کے پاس بہت سا مال امانت رکھ دیا گیا۔ اور اُس نے دس ہزار روپیہ کی ایک گھوڑی خرید لی۔ حالانکہ بیس روپیہ کی گھوڑی بھی کام دے سکتی تھی۔ اور ہزار اشرفی کی ایک کنیز خرید لی، حالانکہ بیس اشرفی کی کنیز سے بھی کاربرآری ہو سکتی تھی۔ پس ایسول ہی کو خدا تعالیٰ نے مسرف فرمایا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اس آیت کے نصف حصہ میں اللہ تعالیٰ نے ساری طِب جمع کر دی ہے۔ کیونکہ فرمایا ہے: کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ نیز زیادہ کھانے کی مذمت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جس شخص کے پاس ایک دن کا کھانا ہو، اور لوگوں سے مانگے وہ بھی مسرف ہے۔

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا

چھپی ہوں ، اور گناہ کو ؎ ۵۱ اور ناحق زیادتی کرنے کو ، اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا

شرک کرو ، جس کی اُس نے کوئی دلیل نہیں اتاری ، اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے خلاف وُہ چیز کہو جو تم نہیں

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا

جانتے ، حرام قرار دیا ہے ۔ اور ہر گروہ کیلئے ایک وقت معیّن ہے ۔ پس جب اُن کا مقررہ وقت آجائے گا

يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا

تو وُہ ایک ساعت کیلئے (بھی) نہ پیچھے رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے ؎ ۵۲ اے اولادِ آدم ! اگر

يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ

تمہارے پاس تم ہیں سے رسول آئیں جو میری آیتوں کو تم پر بیان کریں ، پس جس کسی نے

اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾

تقویٰ اختیار کیا ، اور نیکوکار ہو گیا ، تو اُن پر نہ کوئی خوف ہو گا ، اور نہ وُہ غم کریں گے ۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ، اور اُن سے متکبر کیا ۔ وہی (دوزخ کی) آگ والے

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى

ہیں ۔ وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ

پر جھوٹ بہتان باندھا ، یا اُسکی آیتوں کو جھٹلایا ۔ یہی وُہ لوگ ہیں جن کو ان کا لکھا ہوا حصّہ ملے گا

الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا

؎ ۵۳ ۔ یہاں تک کہ جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) انھیں پورا پورا لے جائیں گے تو کہیں گے کہ وہ کہاں

كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

ہیں جنھیں تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ۔ وہ (جواب میں) کہیں گے کہ وُہ ہم سے گم ہو گئے ، اور وُہ

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ

اپنے خلاف آپ ہی گواہی دیں گے کہ بیشک وُہ کافر تھے ۔ (خدا) فرمائے گا کہ ان قوموں میں جو تم سے پہلے

؎ ۵۱ والاثم :۔

تفسیر صافی ص ۱۷۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ اثم سے مراد خمر یعنی شراب ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس ۔ پس الاثم سے مراد خمر یعنی شراب ہے ۔

ملترجم :۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے جو کثرت سے شراب پیا کرتا تھا اپنے دربار کے علماء اور فقہاء سے شراب (خمر) کی حرمت کے بارے میں کوئی صریح آیت دریافت کی ۔ انھوں نے یہ آیت پڑھی : انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ (پ ۷ ، المائدہ ، ع ۱۲) ۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اس سے تو صرف اجتناب ہی ثابت ہوتا ہے ۔ حرمت نہیں ۔ اُنھوں نے یہ آیت پڑھی : یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس ۔ (پ ۲ ۔ بقرہ ۔ ع ۲۷) ۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اس آیت سے شراب کا پینا صرف گناہ ثابت ہوا ۔ اور ساتھ ہی منفعت بھی ثابت ہوئی ۔ پس شراب میں نفع بھی تو ہے ۔ اس پر وُہ علماء لاجواب ہو کر امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور طالب جواب ہوئے ۔ آپ نے فرمایا کہ اھل البیت ۔ ادری بما فی البیت ۔ قرآن ہمارا ہے ۔ ہم قرآن کو جانتے ہیں ۔ آپ نے یہ آیت پڑھی : قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا و ما بطن والاثم .... الخ (ترجمہ متن میں دیکھیں) ۔ اور فرمایا کہ اثم سے مراد شراب (خمر) ہے ۔ اور اس کے ثبوت میں شعرائے عرب کا یہ شعر پڑھا ؎

شربت الاثم حتی زال عقلی
وذاك الاثم یذھب بالعقول

سب نے اقرار کیا کہ عربی زبان میں اثم کے معنی شراب ہیں ۔ اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ شراب (خمر) حرام ہے ۔ (وسائل الشیعہ جلد ۳ ۔ کتاب الاشربہ ۔ بحار الانوار جلد ۱۱ ۔ ص ۲۴۲) ۔

؎ ۵۲ لا یستقدمون :۔

تفسیر صافی ص ۱۷۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اجل وہ وقت ہے جو شب قدر میں ملک الموت کو بتا دیا جاتا ہے ۔

کافی میں انہی حضرت سے وارد ہے کہ پہلے سال گزر جاتے ہیں پھر مہینے ، پھر دن ، پھر سانس ۔ پھر جب وقت مقررہ آجاتا ہے تو نہ ایک ساعت پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں ۔ **؎ ۵۳ ینالھم :۔** تفسیر صافی ص ۱۷۲ پر ہے کہ لکھے ہوئے حصّہ سے مراد ان کا رزق اور موت کا وقت معیّن ہے ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے گناہوں کے بدلہ میں ان سزاؤں کا ملنا مراد ہے جو ہم نے اپنی کتاب میں ان کے لئے لکھ رکھی ہیں ۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا
جنوں اور انسانوں میں سے گذر چکی ہیں، تم بھی دوزخ کی آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جس وقت
دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا
کوئی امت داخل ہوگی، دوسری اُمّت پر لعنت کرے گی لے یہاں تک کہ وُہ سب کے سب اس میں داخل
جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا
ہو جائیں گے۔ تو اُن کی پچھلی جماعتیں اُن کی پہلی جماعتوں کو کہیں گی، اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہی ہمیں
فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ
گمراہ کیا تھا، پس تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔ (خدا) کہے گا ہر ایک کے لئے دگنا ہی ہے۔ لیکن
لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا
تم نہیں جانتے ہو۔ اور ان کے پہلے ان کے پچھلوں کو کہیں گے کہ تمھیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں
مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٣٩﴾ ع اِنَّ
ہے۔ پس جو کچھ تم کمائی کیا کرتے تھے اُس کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔ یقیناً
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ
وہ لوگ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبّر کیا، اُن کیلئے آسمان کے دروازے نہیں
السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ
کھولے جائیں گے ٢ے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ داخل
الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ
ہو جائے ٣ے اور اسی طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کا بچھونا ہو
مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾
گا۔ اور اُن کے اُوپر سے (وہی) اُن کا اوڑھنا، اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا
اور وُہ لوگ جو ایمان لاچکے اور اُنھوں نے نیک اعمال کئے، ہم کسی نفس کو اُس کی وسعت سے زیادہ
وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَ
تکلیف نہیں دیتے۔ یہی لوگ جنت والے ہیں، وُہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور

لے لعنت اختها :-
تفسیر صافی ص۱۷۲ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں وارد ہے، کہ عذاب الٰہی کی سختی دیکھ کر ایک گروہ دوسرے سے بریت کا اظہار کرے گا۔ اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔ اور ایک دوسرے سے جھگڑنا چاہے گا۔ حالانکہ وہ نہ جھگڑنے کا وقت ہوگا، نہ کہنے سننے کا، نہ معذرت قبول کرنے کا اور نہ نجات پالینے کا ۔

ع ٨ ١١

٢ے لا تفتح :-
تفسیر صافی ص۱۷۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین کے اعمال اور روحوں کو رفعت دی جاتی ہے تو اُن کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جب کافروں کے اعمال کو اوپر لے جاتے ہیں تو اُن کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ اور ایک منادی یہ آواز دیتا ہے، کہ اسے سجّین میں اتار دو۔ یہ حضرموت میں ایک وادی ہے۔ جس کا نام موہوت ہے ۔

٣ے فی سم الخیاط :-
تفسیر صافی ص۱۷۲ پر ہے کہ کافر جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے، جبتک کہ ناممکن امر ممکن نہ ہو جائے، جو کبھی نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اتنے بڑے جسم والا اونٹ سوئی کے ناکے سے گذر جائے۔ اس لئے کہ اونٹ کے گذرنے کیلئے ایک بڑے کشادہ دروازے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ

اور جو کچھ اُنکے سینوں میں کینہ ہوگا ، وہ ہم نکال دیں گے ۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

اور وہ کہیں گے ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جس نے ہم کو اس کی طرف ہدایت کی ؎۱ اور ہم ہدایت یافتہ نہ

لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَ

ہوتے ، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ کرتا ۔ بیشک ہمارے پروردگار کے رسول حق کے ساتھ آئے تھے ۔ اور

نُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾

انھیں ندا دے دی جائے گی کہ تم جو عمل کیا کرتے تھے اسکی وجہ سے یہ جنت ہے جسکے تم وارث بنا دیئے گئے ہو ۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا

اور جنت والے دوزخ والوں کو آواز دیں گے ، کہ جو کچھ ہمارے پروردگار نے

وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا

ہم سے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے یقیناً پا لیا ۔ تو کیا تم سے جو کچھ تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اُسے ٹھیک پالیا ؟

نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾

وہ جواب دیں گے کہ ہاں ۔ پھر ایک آواز دینے والا ؎۲ اُنکے درمیان آواز دیگا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ

یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ، اور اس میں کجی پیدا کرنے کی خواہش کرتے ہیں ۔ اور

هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ

وُہ آخرت کے بھی منکر ہیں ۔ اور ان دونوں (گروہوں) کے درمیان پردہ ہوگا ؎۳ اور اعراف پر ؎۴

رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

کچھ مرد ہونگے جو ہر ایک کو اُنکے نشانوں سے پہچان لیں گے ۔ اور جنت والوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلامتی

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ

ہو ۔ وُہ اُس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے حالانکہ وُہ خواہش رکھتے ہوں گے ۔ اور جب ان کی نگاہیں

اَبْصَارُهُمْ تِلْقَاۗءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ

دوزخ والوں کی طرف پھیری جائیں گی ، وُہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ! ہمیں ظالموں کی قوم کے

؎۱ الذی ھدٰنا لھٰذا :-

تفسیر صافی ص ۱۷۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور وہ آئمہ معصومین علیہم السلام جو ان کی اولاد میں سے ہیں ، بلا کر لوگوں کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے ، پس جس وقت ان کے شیعہ انھیں دیکھیں گے وہ کہیں گے الحمد للّٰہ الذی ھدٰنا لھٰذا ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم کو جناب امیر المؤمنین اور آئمہ علیہم السلام کی ہدایت قبول کر لینے کی توفیق ملی ۔

؎۲ مؤذن :-

تفسیر صافی ص ۱۷۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر قمی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ، اور تفسیر عیاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مؤذن جناب امیر علیہ السلام ہوں گے ۔

اور تفسیر قمی میں اس قدر اور ہے کہ اس قدر بلند آواز سے اعلان کریں گے کہ تمام مخلوق سن لے گی ۔

تفسیر مجمع البیان اور معانی الاخبار میں خود جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وُہ مؤذن میں ہوں ۔

؎۳ حجاب :-

تفسیر صافی ص ۱۷۲ پر ہے کہ دونوں فریقوں یعنی جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ایک فصیل قائم ہو جائے گی ، جیسا کہ ارشاد ہے : فضرب بینھم بسورٍ ۔ (اُن کے مابین ایک فصیل قائم کر دی جائے گی) ۔ اور دُوسرے یہ معنے ہیں کہ جنتی اور دوزخی لوگوں کے درمیان ایک فصیل قائم کر دی جائے گی ، تاکہ ایک دوسرے کی طرف نہ جا سکیں ۔

؎۴ علی الاعراف :-

تفسیر صافی ص ۱۷۳ پر ہے کہ اعراف کے معنی بلندیاں ہیں ۔

اور تفسیر کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الاعراف سے مراد وُہ ٹیلے ہیں جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوں گے ، اور رجال سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں ۔

کافی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اعراف پر ہم ہوں گے ، اور اپنی نصرت کرنے والوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لیں گے ۔ اور اعراف ہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ پہچانا ہی نہیں گیا مگر ہماری معرفت کی راہ سے ۔ اور اعراف ہم ہیں ، ہم کو اللہ تعالیٰ صراط کے اوپر قائم کر دے گا ۔ پس جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا مگر وُہ جو ہم کو پہچانتا ہوگا اور ہم اُسے پہچانتے ہوں گے ، اور دوزخ میں بھی کوئی نہ جائے گا مگر وُہ جو نہ ہم کو پہچانتا ہوگا اور نہ ہم اُس کو پہچانتے ہوں گے ۔

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ

ساتھ نہ رکھیو۔ اور اعراف والے اُن لوگوں کو آواز دیں گے جنھیں وُہ اُن کی نشانیوں سے

بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ

پہچانتے ہوں گے۔ وُہ کہیں گے کہ تمھاری جمعیت ، اور جو کچھ تم تکبر کیا کرتے تھے ، تمھارے

تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ

کام نہ آئے۔ کیا یہی وُہ لوگ تھے جن کی نسبت تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت

بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ

نہیں کرے گا۔ (آج اُنھیں کہا جائے گا کہ) تم جنت میں داخل ہو جاؤ ، تم پر کوئی خوف نہیں ہے ، اور نہ تم

تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ

غم کرو گے۔ اور دوزخ والے جنت والوں کو آواز دیں گے ، کہ تھوڑا سا پانی اور کچھ اس

اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

رزق میں سے جو تمھیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ہم پر بھی ڈال دو۔ وُہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ

حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ

نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر یقیناً حرام کر دی ہیں۔ جنھوں نے اپنے دین کو کھیل اور کود بنا رکھا تھا۔

لَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا

اور اُنھیں دنیاوی زندگی نے دھوکا دے رکھا تھا۔ پس آج کے دن ہم اُنھیں اسی طرح چھوڑ دیں گے ؎۱ جیسا

لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ

کہ انھوں نے آج کے دن کی ملاقات کی (تیاری) کو چھوڑ دیا تھا ، اور جیسا کہ وُہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور بیشک

جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

ہم نے اُنکو ایک (ایسی) کتاب دی ہے جسکی تفصیل ہم نے علم سے کر دی ہے ، اُن لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ

رحمت ہے۔ کیا وُہ اُس کی حقیقت کا انتظار کرتے ہیں ؟ جس دن اُسکی حقیقت ظاہر ہو گی ؎۲

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

تو وُہ لوگ جنھوں نے اُسے پہلے ہی بھلا رکھا تھا کہیں گے ، بیشک ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر آئے

؎۱ ننسٰهم :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۱ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا، جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ ہم ان لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیں گے جیسا کہ انھوں نے آج کے دن ملنے کی تیاری کو چھوڑ دیا تھا۔

اور توحید میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے نسیان کی تفسیر میں منقول ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ اُن کو بدلہ نہ دیا جائے گا جیسا کہ اولیاء اللہ کو دیا جائے گا جو دُنیا کی زندگانی میں اللہ تعالےٰ کے مطیع رہے اور اُسے یاد کرتے رہے ، جبکہ وُہ اُس پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور غائبانہ اُس سے ڈرتے رہے۔

اور محاورہ عرب میں نسیان کے دوسرے معنے بھی ہیں۔ کہا جاتا ہے ؛ قد نسینا فلان فلا یذکرنا ای انہ لا یا مر ھم بخیر ولا یذکر ھم بہ۔ (فلاں شخص ہمیں بھول گیا ، پس وُہ ہمیں یاد نہیں کرتا ، یعنی وُہ اُنھیں نیکی کا حکم نہیں دیتا۔ اور نیکی کے ساتھ یاد نہیں کرتا۔ اسی معنی میں یہاں مستعمل ہوا ہے۔ عربی میں نَسِیَ کے معنی بھول جانے کے علاوہ ترک کے بھی ہوتے ہیں ، یعنی چھوڑ دیا ۔ (اقرب الموارد)۔

؎۲ یوم یاتی تاویلہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ یہ قیامت سے قبل ہو گا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ظہور قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت اور قیامت کے دن ظاہر ہو گا۔

بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ

تھے ۔ پھر کیا ہمارے لئے بھی کوئی شفاعت کرنیوالے ہیں جو ہماری شفاعت کریں یا ہمیں واپس بھیج دیا

غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

جائے کہ جیسے عمل (بد) ہم کیا کرتے تھے ۔ انکے خلاف (نیک) عمل کریں ۔ یقیناً انھوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور جو کچھ وہ افترا کیا کرتے تھے سب اُن سے گم ہو گیا ۔ یقیناً تمھارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ

وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِى

دن میں پیدا کیا سلہ ۔ پھر عرش پر مستولی ہوا سلہ ۔ وہ رات کو

الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ

دن سے ڈھانپتا ہے جو جلدی (جلدی) اُسکی تلاش میں (پیچھے چلا) آتا ہے ۔ اور سورج اور چاند اور ستارے اُس کے

مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

حکم کے تابع ہیں ۔ آگاہ رہو کہ پیدا کرنا اور حکم دینا اُسی کیلئے ہے ۔ اللہ تعالیٰ کل جہانوں کا پرورش کرنیوالا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

صاحب برکت ہے ۔ تم اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعا مانگا کرو ۔ یقیناً وہ زیادتی کرنے والوں

الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو سلہ ۔ اور اس (اللہ تعالیٰ)

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ

سے خوف کرتے ہوئے اور امید لگائے ہوئے دُعا مانگا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ

ہے ۔ اور وُہ وُہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری دینے کے لئے

رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ

ہوائیں بھیج دیتا ہے ۔ یہاں تک کہ جب وُہ بھاری بادل کو اُٹھا لائیں تو ہم نے اُسے مُردہ بستی کی طرف ہانک

مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

دیا ۔ پھر ہم نے اس سے (بارش کا) پانی اتارا ۔ پھر ہم نے اس سے ہر طرح کے پھل (زمین سے) باہر نکالے ۔

(ع ۶)

سلہ فی ستۃ ایام :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۱ پر بحوالہ عیون اخبار الرضاء حضرت امام رضاء علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے میں ان سب چیزوں کو پیدا کر سکتا تھا۔ لیکن اُس نے انکی پیدائش میں چھ دن لگا دیئے۔ تاکہ جو جو چیزیں وُہ پیدا کرتا جائے۔ وُہ یکے بعد دیگرے فرشتوں پر ظاہر ہوتی جائیں۔ اور وہ قدیم بالذات یکے بعد دیگرے جن چیزوں کو حادث کرے، اُن کے حدوث کا ثبوت ملتا جائے ۞

سلہ ثم استویٰ :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۱ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں۔ تدبیر درست کی اور اسی کا امر غالب رہا۔

اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر دقیق اور جلیل امر پر غالب آیا۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر چیز پر اس کا غلبہ مساوی ہے۔ پس کوئی شے بہ نسبت دوسری کے اس سے قریب تر نہیں ہے ۞

سلہ بعد اصلاحہا :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۱ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین حالت فساد میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے اس کی اصلاح کی۔ اور پھر یہ حکم دے دیا، کہ اب اصلاح ہو جانے کے بعد زمین میں فساد مت کرو۔

تفسیر قمی میں اس کے معنے یہ منقول ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام کے ذریعہ سے زمین کی اصلاح کر دی تھی۔ مگر لوگوں نے جب رسول اللہؐ کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی اطاعت چھوڑ دی تو پھر اس کو خراب کر دیا ۞

كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

اسی طرح ہم مردوں کو (بھی زندہ کر کے قبروں سے) نکالیں گے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور پاکیزہ زمین کی نباتات

يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا

تو حکم خدا سے (خوب) اگتی ہے۔ اور جو (زمین) ناکارہ ہوتی ہے اس میں سے کچھ نہیں اگتا مگر

نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ لَقَدْ

تھوڑا سا ۔ اسی طرح ہم لوگوں کیلئے جو شکر کرتے ہیں آیتوں کو پھرا پھرا کر بیان کرتے ہیں۔ یقیناً

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا ۔ پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اُسکے سوا

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

تمھارے لئے کوئی معبود نہیں۔ یقیناً میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾

اُس کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ ہم تجھے یقیناً کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

اس نے فرمایا اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں بلکہ میں تو سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ

رسول ہوں۔ میں تمھیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمھیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاۗءَكُمْ ذِكْرٌ

طرف سے میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ کیا تم نے تعجب کیا کہ تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَ

سے نصیحت تم میں سے ہی ایک مرد پر آگئی ۔ تاکہ وُہ تم کو ڈرائے اور اسلئے کہ تم متقی ہو جاؤ، اور تاکہ تم پر رحم

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

کیا جائے ۔ پھر انھوں نے اُسکو جھٹلایا ۔ پھر ہم نے اسکو اور اُن لوگوں کو جو اُسکے ساتھ

فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

کشتی میں تھے نجات دے دی۔ اور اُن لوگوں کو غرق کر دیا جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ بے شک وُہ

ع ۱۴ ۵

۵۸ نکدا:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت بطورِ مثل کے بیان کی گئی ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کا علم حکم خدا سے بکثرت شائع ہوتا رہتا ہے اور اس کا نفع بھی کثیر ہے۔ اور اُن کے دشمنوں کا اوّل تو علم ہی تھوڑا ہے۔ اور اگر کچھ ہو بھی تو اس سے کسی کو نفع نہیں بلکہ وُہ ناقص اور خراب ہے۔

المناقب میں وارد ہے کہ عمرو ابن العاص نے جناب امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ حضرات کی داڑھیاں ہم لوگوں سے بھری ہوئی اور گھنی ہوتی ہیں۔ تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی ؂

۵۹ نوحًا:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۵ پر ہے کہ آپ حضرت نوح بن ملک بن متوشلخ بن ادریس تھے، جو ان کے بعد پہلے نبی مبعوث ہوئے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ آپ کا نام عبدالغفار تھا اور آپ کا نام نوح اس لئے پڑ گیا کہ وُہ اپنے نفس پر نوحہ کیا کرتے تھے۔

اور علل الشرائع میں بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح منقول ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوحؑ کا نام عبدالاعلیٰ تھا۔ اور دوسری روایت میں اُن کا نام عبد الملک آیا ہے۔ آپ کا نام نوح اس لئے پڑ گیا تھا کہ آپؑ پانچسو برس تک روتے رہے تھے۔

اور کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کو نوح علیہ السلام کی بشارت دی گئی تھی اور یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ اُنکی قوم اُن کو جھٹلائے گی۔ اور وُہ خدا سے دُعا کریں گے اور خدا اُن کی دُعا کے سبب اُن کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔ پس آدمؑ نے اپنی اولاد کو وصیت کر دی تھی کہ تم میں سے جو شخص نوحؑ کو پائے، اُن پر ایمان لائے۔ اور اُن کا اتباع کرے کہ وُہ غرق ہونے سے محفوظ رہے گا۔ اور حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ تک دس پشتیں گزری تھیں، جو سب انبیاء اور اوصیاء تھے۔ مگر چونکہ پوشیدہ تھے، اس وجہ سے قرآنِ مجید میں بھی اُن کا ذکر نہیں کیا گیا ؂

ع ۶ ۱۵

قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

کوردل قوم تھی۔ اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (مبعوث) کیا ۵۱ اس نے کہا اے میری قوم!

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾

تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمھارے لئے اسکے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ پھر کیا تم (عذاب خدا سے) نہیں ڈرتے!

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ

اُس کی قوم میں سے جو سردار کافر ہو گئے اُنھوں نے کہا، یقیناً ہم تمھیں جہالت میں (پھنسا ہوا)

سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

دیکھتے ہیں، اور ہم تجھے یقیناً جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں۔ اُس نے کہا اے میری

لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾

قوم! مجھ میں جہالت کی کوئی چیز نہیں، بلکہ میں تو تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ

میں تمھیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں، اور تمھارے لئے ایک امانتدار نصیحت کرنے والا ہوں۔ کیا تم نے تعجب کیا

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ

کہ تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک نصیحت تم میں سے ہی ایک مرد پر آگئی، تاکہ وہ تم کو ڈرائے۔

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ نوح کی قوم کے بعد تمھیں جانشین بنایا۔ اور تمھیں (اپنی) مخلوق میں

زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ

وسعت (قوت وقامت کے لحاظ سے زیادہ کیا ۵۲ پس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو ۵۳،

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ

تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ وہ بولے کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم صرف خدائے واحد کی عبادت

نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ

کریں اور اُنکو ہم چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اگر تم سچوں میں سے ہو تو جس (عذاب) کا ہم سے وعدہ

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ

کرتے ہو، اُسے لے آؤ۔ (حضرت ہودؑ نے) فرمایا کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب تو آچکا

۵۱ اخاھم ھودًا:-

تفسیر صافی ص۱۷۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے کہ کسی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ عرض کی کہ آپ کے جدِ امجد نے تو یہ فرمایا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے برخلاف بغاوت کی اور اُن کی بغاوت کے سبب ہم نے ان سے مقابلہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر، کیا تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا، خدا فرماتا ہے: والی عاد اخاھم ھودا۔ والی ثمود اخاھم صٰلحًا۔ والی مدین اخاھم شعیبًا۔ تو یہاں یہ مطلب ہے کہ وہ اس قوم اور کنبے سے تھے اس سبب سے بھائی کہا ہے، نہ یہ کہ وہ دین میں بھائی تھے۔

صاحب تفسیر صافی لکھتے ہیں کہ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ کسی قوم اور قبیلے کے شخص کو اس قوم کے بھائی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً وہ یہ کہتے ہیں کہ یا اخا اتیوب۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ قوم عاد کو خدا نے ہلاک کیا، اور حضرت ہودؑ کو نجات دی۔ قوم ثمود کو ہلاک کیا، اور حضرت صالح کو نجات دی۔ حضرت ہودؑ شالخ کے بیٹے تھے۔ اور ارفخشد کے پوتے اور سام کے بڑے پوتے تھے۔ سام حضرت نوحؑ کے بیٹے تھے۔

اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عاد جن کے نام سے ساری قوم مشہور ہے یہ حضرت ہودؑ کے اجداد میں سے تھے۔

۵۲ فی الخلق بصطۃً:-

تفسیر صافی ص۱۷۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم عاد کا ہر ایک آدمی قد میں کھجور کے درخت کے برابر تھا۔ اور پہاڑ کی بڑی بڑی چٹانیں اپنے ہاتھ سے توڑ کر علیحدہ کر دیتا تھا۔

۵۳ اٰلآءَ اللّٰہِ:-

تفسیر صافی ص۱۷۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے کسی سے دریافت کیا تھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ آلاء اللہ یعنی نعماتِ خدا سے کیا مراد ہے، اُس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا سب سے بڑی نعمت جو خدا نے اپنی مخلوق کو عطا فرمائی، وہ ہماری ولایت ہے۔

وَغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ

کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے نامزد
ہے ۔

اٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ

کیا ، (اور) اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں کوئی حجت نازل نہیں کی ۔ پس تم بھی انتظار کرو ، اور میں بھی تمھارے

مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۷۱ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ۔ پس ہم نے اُسکو اور اُن کو جو اُسکے ساتھ تھے اپنی رحمت سے نجات دی ،

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۷۲

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ، اور وہ مومن نہیں تھے ، اُن کی ہم نے نسل قطع کر دی ۔ لہ

وَاِلٰي ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

اور ثمود کی طرف اُنکے بھائی صالح کو (مبعوث کیا) ۔ اُس نے کہا اے میری قوم ! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ، تمھارے

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ

لئے اُسکے سوا کوئی دُوسرا معبود نہیں ہے ۔ وہ تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں لے کر آیا ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

کی اُونٹنی ہے جو تمھارے لئے ایک نشانی ہے ، پس اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے ، اور اُسے

تَمَسُّوْهَا بِسُوْۗءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۳ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ

بُری طرح سے نہ چھونا ، ورنہ تمھیں دردناک عذاب پکڑے گا ۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ

جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ

تمھیں عاد کے بعد جانشین بنایا ، اور تمھیں زمین میں جگہ دی ۔

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ

تم اُس کے میدانوں میں محل بناتے ہو ، اور پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر گھر بناتے ہو ۔

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَاۗءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۷۴

پس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو ، اور تم مفسد بن کر زمین میں فساد نہ کرتے پھرو ۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

اُس کی قوم میں سے اُن سرداروں نے جنھوں نے تکبر کیا ، ان کمزور لوگوں سے جو اُن میں سے ایمان لائے تھے ،

ع ۹ ۸ ۱۶

لہ وقطعنا دابر :-

تفسیر صافی جلد ۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کی بیخ و بن اکھاڑ دی - اور اُن کی نسلیں منقطع کر دیں ۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کالی گھٹا پیدا کر دی تھی ۔ جس سے وہ تو یہ سمجھے کہ بارش آتی ہے مگر اس سے ایسی آندھی آئی کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے ۔

کافی اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی ہوا کا نام ریح عقیم ہے ۔ اور یہ ساتوں زمینوں کے نیچے سے نکلتی ہے اور سوائے قوم عاد پر آنے کے کہ جب غضب خدا نازل ہوا آئی تھی - اور کبھی نہیں نکلی ۔ خدا تعالیٰ کا حکم اس کے نگہبانوں کو یہ پہنچا تھا کہ ایک انگوٹھی کے حلقے کے برابر ہوا نکالیں ۔ مگر جب اُنھوں نے کھولا تو ایک بیل کے نتھنے کے برابر نکل گئی ۔ وہ نگہبان چیخ اُٹھے کہ خداوندا ! یہ ہمارے اختیار سے باہر ہو گئی اور ہم کو خوف ہے کہ تیری مخلوق میں سے جو نافرمان نہیں ہیں کہیں وہ نہ ہلاک ہو جائیں - اور آباد شہر ویران نہ ہو جائیں ۔ خدا تعالیٰ نے اسی وقت جبرئیل امین کو بھیجا ۔ کہ انھوں نے اپنے بازوؤں کو زور سے ہٹا کر اُسے اُس کے مقام تک پہنچا دیا - اور یہ حکم دیا کہ جتنی کا حکم دیا ہے اتنی ہی نکلے - پس وہ اتنی ہی نکلی اور قوم عاد کو اور جو جو اُسکے پاس تھے سب کو ہلاک کر دیا ۔

تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس ہوا کا ایک مقفل خزانہ ہے اگر اسے کھول دیا جائے تو آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے سب ہلاک ہو جائے ۔ قوم عاد پر اسی میں سے ایک انگشتری کے حلقے کے برابر بھیجی گئی تھی ؂

لمترجم :- آج کل کے نئے روشنی کے دلدادہ کو ریح عقیم کے خصائص سُن کر حیراں نہیں ہونا چاہئے ۔ یہ وہی ہوا ہے جسے آج کل گیس GAS کہا جاتا ہے اور ریح عقیم زہریلی گیس کو کہتے ہیں - اور اس بیسویں صدی کے زمانہ میں (یہ ترجمہ ۱۹۶۱ء ۱۳۸۱ھ میں لکھا جا رہا ہے) جو جنگ ہوئے ہیں ، اُن میں زہریلی گیس دشمن کی فوجوں کو ہلاک کرنے کیلئے استعمال ہو رہی ہے - اب رہا اس کے خزانہ کا زمین کے اندر ہونا جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے تو اس صدی میں بلوچستان (پاکستان) کے علاقہ سُوئی Sui کے قریب پاکستان پٹرولیم کمپنی لمیٹڈ نے اس جلنے والی گیس کے قدرتی ذخائر دریافت کئے ہیں ۔ جو زمین کے اندر پوشیدہ ہیں ۔ اس گیس کو جلنے کے کام میں لایا جا رہا ہے ، اگر یہ قابو سے باہر ہو جائے تو اس کی تھوڑی سی مقدار دُنیا کو تباہ کرنے کیلئے کافی ہے ـــ سُوئی (Sui) گیس کا مقام کراچی سے ۳۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے ـــ خُدا جانے کہ اس نے زمین کی تہوں میں کس کس قسم کی زہریلی گیسیں چھپا رکھی ہیں ، جنھیں وہ اپنی مشیت کے مطابق آزاد کر کے دُنیا کو تباہ کر دے گا ۔ ارشاد ہے : وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم (پ ۱۴ ، حجر ع ۲) کہ ہمارے پاس ہر ایک شئے کے خزانے بھرے پڑے ہیں ، اور ہم اس میں سے ایک بچی تُلی مقدار بھیجتے رہتے ہیں ۔ سبحان اللہ ! اگر اللہ تعالیٰ اپنی زہریلی گیس کے ان خزانوں کو ایک ہی بار کھول دے تو ہر چیز تباہ ہو جائے ۔ یہ اُس کی انتہاء درجہ کی رحمت ہے کہ اُس نے یہ خزانے دبائے ہوئے ہیں ؂

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ

کہا، کیا تم یہ جانتے ہو کہ یقیناً صالح اپنے رب کی طرف سے رسول ہے ۔

رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (٧٥) قَالَ الَّذِيْنَ

انھوں نے کہا کہ جو کچھ دے کر بھیجا گیا ہے ، ہم اُس پر ایمان رکھنے والے ہیں ۔ وہ لوگ جنھوں نے تکبّر

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (٧٦) فَعَقَرُوا

کیا، کہنے لگے کہ یقیناً ہم اُس چیز کے منکر ہیں جس پر تم ایمان لائے ہو۔ پس انھوں نے اُونٹنی

النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا

کی کونچیں کاٹ دیں، اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی، اور کہا اے صالح ! اگر تم رسولوں میں سے ہو

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (٧٧) فَاَخَذَتْهُمُ

تو جس (عذاب) کا ہم سے وعدہ کرتے ہو اُسے لے آؤ ۔ پس انھیں زلزلہ نے

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (٧٨) فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ

آپکڑا [٥١] تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ۔ تب اُس نے اُن سے منھ پھیر لیا

وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ

اور کہا اے میری قوم یقیناً میں نے تمھیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے ہیں ، اور تمھیں نصیحت کی ہے ۔

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ (٧٩) وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

مگر تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے ۔ اور لُوط (کو بھی ہم نے بھیجا) [٥٢] تو اُس نے اپنی قوم سے

اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (٨٠)

کہا، کیا تم ایسی بدکاری کرتے ہو [٥٣] جو تمام جہانوں میں سے کسی ایک نے بھی تم سے پہلے نہیں کی ۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ

تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر شہوت رانی کے لئے آتے ہو۔ بلکہ تم حد سے

قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (٨١) وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

بڑھ جانے والے لوگ ہو۔ اور اُس کی قوم کے پاس کوئی جواب نہ تھا، سوائے اس کے کہ

قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (٨٢)

انھوں نے کہا انھیں تم اپنی بستی میں سے نکال دو۔ یقیناً یہ لوگ پاک بنتے ہیں ۔

٥١ الرجفۃ :-

تفسیر صافی صـ١٧٦ پر ہے کہ رجفہ کے معنی زلزلہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زلزلہ نے اُن کو آلیا۔ اور سورۂ ہُود میں فرماتا ہے :- اخذ الذین ظلموا الصیحۃ۔ (اور ان ظالموں کو چیخ نے آلیا)۔ اور سورۂ حجر میں فرمایا: فاخذتھم الصیحۃ۔ (اُن کو سخت آواز نے آپکڑا)۔ تو یہ حقیقت میں اختلاف نہیں، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زور سے آواز آئی۔ پھر زلزلہ، جیسا کہ تفسیر میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پر سخت آواز اور زلزلہ بھیجا۔ اور سب ہلاک ہو گئے ۔

٥٢ لُوطا :-

تفسیر صافی صـ١٧٧ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی والدہ اور حضرت لوط علیہ السّلام کی والدہ دونوں بہنیں تھیں۔ وہ دونوں لاحج کی بیٹیاں تھیں۔ اور لاحج ایک ڈرانے والے نبی تھے رسول نہیں تھے۔

علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت لُوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور حضرت سائرہؑ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت لُوطؑ کی حقیقی بہن تھیں۔ اور حضرت لوط اور حضرت ابراہیمؑ علیہم السّلام دونوں ڈرانے والے نبی تھے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السّلام نمرود کے مُلک سے نکلے ہیں، تو حضرت لُوط علیہ السّلام اُن کے ساتھ تھے۔ اس لئے کہ حضرت سائرہؑ اُن کو نہیں چھوڑتی تھیں۔ تا آنکہ شامات کی سرزمین پر آ اُترے۔ اُس وقت حضرت لوط علیہ السّلام شامات کی نشیبی زمین کی طرف چلے گئے ۔

٥٣ الفاحشۃ :-

تفسیر صافی صـ١٧٧ پر بحوالہ کافی اور علل الشرائع میں امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ عمل قوم لُوط کی ابتدا اس طرح ہُوئی کہ ابلیس حسین صورت میں، عمدہ کپڑے پہنے ہُوئے اس شان سے کہ اُسکی صورت سے زنانہ پن ٹپکتا تھا، اُس قوم کے کچھ جوان لوگوں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے ایسا اور ویسا فعل کرو۔ اگر وہ خلاف کا طالب ہوتا تو وہ انکار کر دیتے مگر چونکہ خود مفعول بننے کا طالب ہُوا، انھوں نے قبول کر لیا۔ اور اس فعل کی ایسی لذت معلوم ہُوئی کہ ابلیس تو چلا گیا، اور وہ ایک دُوسرے سے مُبتلا ہو۔۔۔

فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ كَانَتْ مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ ﴿٨٣﴾

پس ہم نے اُسے اور اُسکے گھروالوں کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ

اور ہم نے اُن پر پتھر برسائے [ل] ۔ پس تم غور کرو کہ مجرموں کا انجام کیا

ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٨٤﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ

ہُوا ۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا) ۔ اُس نے کہا اے میری قوم

ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ

تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ۔ تمہارے لئے اُسکے سوا دُوسرا کوئی معبود نہیں ہے ۔ یقیناً تمہارے رب کی طرف سے تمہارے

مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا۟ ٱلنَّاسَ

پاس روشن دلیلیں آچکی ہیں ۔ پس تم ناپ اور تول پُورا پُورا کیا کرو ۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ

أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ

دیا کرو ۔ اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو ۔ اگر تم

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَلَا تَقْعُدُوا۟ بِكُلِّ صِرَٰطٍ

مومن ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔ اور ہر راستے پر (اس طرح) نہ بیٹھا کرو

تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِهِۦ وَ

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہو تم اُسے دھمکاؤ ۔ اور اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکو ۔ اور

تَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَٱذْكُرُوٓا۟ إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَ

اس میں کجی تلاش کرو ۔ اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے ، پھر اُس نے تمہیں زیادہ کر دیا ۔ اور

ٱنظُرُوا۟ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾ وَإِن كَانَ طَآئِفَةٌ

غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہُوا ۔ اور اگر تم میں سے ایک گروہ

مِّنكُمْ ءَامَنُوا۟ بِٱلَّذِىٓ أُرْسِلْتُ بِهِۦ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا۟

اس (حکم) پر جسکے ساتھ میں بھیجا گیا ہُوں ایمان لے آیا ۔ اور ایک گروہ ایمان نہ لایا ۔

فَٱصْبِرُوا۟ حَتَّىٰ يَحْكُمَ ٱللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٨٧﴾

تو صبر کرو ۔ تا اینکہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے ۔ اور وُہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۔

[ل] مطرًا :۔

تفسیر حقانی صفحہ ۱۷ پر ہے کہ یہ عجیب قسم کی بارش تھی ، جس میں اُن پر پتھرائی ہوئی مٹی برسائی جارہی تھی۔ مترجم :۔ آسمان سے پتھروں کی بارش کا ہونا کوئی مستبعد نہیں اسلئے کہ شہاب ثاقب اکثر ٹوٹتے اور گرتے رہتے ہیں ۔ یہ چھوٹے بڑے اور چمکیلے ستارے جو آپ کو رات کے وقت فضائے آسمانی میں نظر آتے ہیں ۔ یہ بھی آپ کی زمین کی طرح کروڑوں دُنیائیں ہیں ۔ جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے سرگرم پرواز ہیں ۔ اِن دُنیاؤں سے اکثر ٹکڑے الگ ہو ہو کر گرتے رہتے ہیں ۔

سائنس کی تحقیقات کے مطابق ان کی رفتار بارہ ہزار میل فی دقیقہ ہوتی ہے ۔ یعنی بندوق کی گولی سے سو گنا زیادہ ۔ یہ زمین کے ارد گرد صرف ڈھائی گھنٹے میں چکر کاٹ سکتے ہیں ۔

بہرحال یہ چیز مشاہدہ میں آچکی ہے کہ آسمان سے پتھر برسا کرتے ہیں ۔ اُن کی رفتار کی تیزی کا اثر یہ ہے کہ وہ زمین پر پہنچنے سے قبل ہی پگھل جاتے ہیں ، اور فنا ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ جب یہ کرۂ ہوا سے تیز رفتاری کے ساتھ گزرتے ہیں تو خاکی ذرات سے جو فضا میں اُٹھتے پھرتے ہیں رگڑ کر پہلے گرم پھر مشتعل ہو جاتے ہیں ، جس سے انھیں آگ لگ جاتی ہے ۔ اور یہ گیس میں تبدیل ہو کر ہوا میں پریشان ہو جاتے ہیں ۔ اگر ان کی رفتار کم ہوتی تو وُہ پگھل نہ سکتے ۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ رات دن ہم پر پتھر برستے رہتے ۔ اس لئے کہ روزانہ سینکڑوں شہاب ٹوٹتے رہتے ہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا کمال ہے کہ ہمیں اس عذاب سے محفوظ رکھا ۔ ورنہ وُہ اگر چاہتا تو ان کی رفتار کو کم کر کے ہم پر اس قدر پتھر برساتا کہ ہم تباہ ہو جاتے ۔

جن قوموں کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کرنا چاہا ، اُن پر اسی طریق سے پتھر برسائے اور وُہ تباہ ہو گئے ۔ آسمانوں سے پتھروں کی بارش کا تجربہ دور حاضر کو بھی ہوا ہے ۔ چنانچہ سول ملٹری گزٹ ۸ ؍ جنوری ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں ایک مصدقہ خبر شائع ہوئی تھی ۔ جس میں ایک طیارہ باز نے اپنا ذاتی تجربہ یُوں بیان کیا تھا کہ اُس کا طیارہ (ہوائی جہاز) کافی بلندی پر جا رہا تھا کہ اچانک پتھر برسنا شروع ہو گئے اور وُہ واپس بھاگا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

کچھ پتھر تو اپنی چھوٹی سی جسامت کی وجہ سے ہوا کی رگڑ سے فضا میں ہی جل کر رہ جاتے ہیں ۔ اور بعض پتھر فضاء کی دستبرد سے بچ کر قدرت خداوندی سے ہماری زمین پر بھی گر پڑتے ہیں ۔ جو بڑے بڑے عجائب گھروں میں رکھے ہُوئے ہیں ۔ ۱۹۴۷ء میں ایک اسی قسم کا شہاب ثاقب سائبیریا میں گرا تھا جو دُنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا تھا اُس کے سینکڑوں چمکیلے اور روشن ٹکڑے بکھر گئے جن سے ہر ایک ٹکڑا اسّی فٹ قطر کا تھا ۔ اُس کے گرنے سے زمین میں بیشمار شگاف ہو گئے ۔ اور آٹھ سو پچاس ایکڑ زمین بنجر ہو گئی ۔ اس شہاب ثاقب کا وزن ڈیڑھ ہزار ٹن سے دو ہزار ٹن کے درمیان پایا گیا تھا ۔ (پاکستان ٹائمز لاہور ۔ مجریہ ۱۵ ؍ فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۸ ، کالم ۳) ؎

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ

اس کی قوم میں سے اُن سرداروں نے جو بڑائی چاہتے تھے کہا ۵۱ اے شعیبؑ ! ہم تمھیں اور ان لوگوں

يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي

کو جو تمھارے ساتھ ایمان لاچکے ، ضرور اپنی بستی سے نکال دیں گے ، یا ضرور تم ہماری ملّت میں پلٹ

مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ

آؤ گے ۵۲ (حضرت شعیبؑ نے) فرمایا اگرچہ ہم (پلٹ آنے سے) نفرت ہی کرتے ہوں ۔ اگر ہم تمھاری ملّت میں لوٹ آئیں ، بعد اسکے

كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا

کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجات دے دی ۔ (تب) تو یقیناً ہم نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ۔ اور ہم سے

يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ

نہیں ہوگا کہ ہم اس (تمھاری ملّت) میں لوٹ آئیں ، سوائے اسکے کہ ہمارا پروردگار ہی چاہتا ہو ۔ ہمارے پروردگار

رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ

کا علم ہر چیز پر حاوی ہے ۔ ہم نے اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کیا ہوا ہے ۔ اے ہمارے پروردگار تو ہمارے درمیان ۵۳ اور

بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٨٩﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ

ہماری قوم کے درمیان حق کیساتھ فیصلہ فرمادے ۔ اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے ۔ اور اس کی قوم میں سے

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا

جو سردار کافر ہو گئے ، انھوں نے کہا ، اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی کی تو یقیناً تم اس صورت میں نقصان

لَخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ

اٹھانے والے ہو جاؤ گے ۔ پس انھیں زلزلے نے آپکڑا ۵۴ تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے

جَاثِمِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۛ

رہ گئے ۔ وہ لوگ جنھوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا (وہ ایسے برباد ہوئے) گویا کہ وہ اس میں کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے ۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ

وہ لوگ جنھوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا ، وہی نقصان اٹھانے والے ہو گئے ۔ پس شعیبؑ نے ان سے منہ پھیر لیا

وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ

اور کہا اے میری قوم ! یقیناً میں نے تمھیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے ، اور تمھیں نصیحت کر دی ۔

الربع (٩) ع

۵۱ الملأ :-

ملأ سے ۔ اس کے معنی اصل میں بھر دینے کے ہیں کہتے ہیں مَلَأَ الْاِنَاءَ بِالْمَاءِ ۔ یعنی اُس نے برتن کو پانی سے بھر دیا ۔ مُلِئَ رُعْبًا ۔ اُس کا دل خوف سے بھر گیا ۔ اَلْمَلَأُ کے معنی ہیں سردارانِ قوم بڑے آدمی ۔ کیونکہ مجلس میں جب بڑا آدمی آجاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اب مجلس بھر گئی ہے ۔ اب کسی کی ضرورت نہیں ۔ (لغات القرآن نعمانی) ✽

۵۲ لتعودنّ :-

تفسیر صافی ص۱۷۸ پر ہے کہ لفظ عودیا یعنی صیرورۃ ہے ، یعنی مائل ہونا ، پھرنا ، لوٹ آنا وغیرہ ۔ یا یہ حضرت شعیبؑ سے خطاب ہے ۔ تغلیب الجماعۃ علی الواحد کے قاعدہ پر ۔ اور یہ ان کافروں کے زعم باطل کے مطابق وارد ہوا ہے ۔ کیونکہ وہ اُنھیں اظہارِ نبوت اور آغازِ ہدایت سے پہلے اپنے ہی دین پر سمجھتے تھے ۔ حالانکہ نبی کبھی اپنی قوم کے دین پر نہیں ہوتا ، یعنی کبھی کافر نہیں ہوتا ۔

لتعودنّ ، عودًا مصدر سے ہے ۔ لام تاکید اور نُون ثقیلہ ، صیغہ جمع مذکر حاضر جسکے لغوی معنی کسی سے پلٹنے کے بعد (خواہ پلٹنا بذات خود ہو ، یا بذریعہ قول یا بذریعہ عزم وارادہ) اُس کی طرف پھرنے اور لوٹنے کے ہیں ✽ (لغات القرآن نعمانی ، جلد ۲ ، ص۱۲۹) ۔

۵۳ ربنا افتح بیننا :-

تفسیر صافی ص۱۷۸ پر ہے کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ خداوندا ! ہمارے اور ہماری قوم کے مابین فیصلہ فرما ۔ یہاں افتح ، یا تو فتاحت سے ہے ، جسکے معنے حکومت یا فیصلہ کرنا ہیں ۔ اور اسی سے ہے فتاح جس کے معنے قاضی یا فیصلہ کرنے والا یا معنوی فتح ہو ۔ جس کے معنی مشکل کا حل کر دینا ۔ اور مطلب یہ ہوا کہ یہ بات صاف ظاہر ہو جائے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے ✽

معانقہ ٣

۵۴ الرجفۃ :-

تفسیر صافی ص۱۷۸ پر ہے کہ رجفہ سے مراد زلزلہ ہے ۔ اور سورۂ ہود میں فرماتا ہے : وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ (جو ظالم تھے انھیں ایک سخت آواز نے آلیا) ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت آواز مسلط کر دی ، جس کے صدمہ سے وہ سب مر گئے ✽

فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٩٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ ع ٩

پھر میں انکار کرنے والی قوم پر کس طرح افسوس کروں ۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی

قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

نبی نہیں بھیجا ۔ مگر یہ کہ (جب اسکی تکذیب کی گئی تو) ہم نے اسکے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف میں گرفتار کر لیا ، تاکہ وہ

يَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى

عاجزی کریں ۔ پھر ہم نے تکلیف کی جگہ کو بھلائی سے بدلا ، یہاں تک کہ وہ

عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ

بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ یقیناً ہمارے باپ دادوں کو لے (بھی اسی طرح) تکلیف اور خوشی پیش آچکی ہے ۔ پس ہم نے ان کو

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا

اچانک پکڑ لیا اور انھیں خبر (تک) نہ ہوئی ۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے ، اور

وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ

پرہیزگار بنتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں (کے دروازے) کھول دیتے ، لیکن انھوں نے

لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ

جھٹلایا ۔ پھر ہم نے انھیں اس چیز کی سزا میں پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے ۔ پھر کیا بستیوں والے

الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَ

اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت آجائے جبکہ وہ سوتے ہوں ۔ کیا

اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾

بستیوں والے اس بات سے بےخوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر دن چڑھے آجائے ، جبکہ وہ کھیل رہے ہوں !

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾ ع ١٢

پھر کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بےخوف ہو گئے سے تو اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بےخوف نہیں ہوتے مگر نقصان اٹھانے والے لوگ ہی ۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ

کیا اس نے ان لوگوں کو جو اسکے پہلے مالکوں کے بعد زمین کے وارث ہوتے ہیں ، اس امر کی ہدایت نہیں کی کہ اگر ہم

لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

چاہتے تو انکے گناہوں کے بدلے میں ان پر مصیبت ڈال دیتے ۔ اور ہم انکے دلوں پر (کفر کا) نشان چھاپ دیتے ہیں ۔ پس وہ

لے قد مس آباءنا :۔

تفسیر صافی صفحہ ١٧٦ پر اس کا مطلب یوں لکھا ہے کہ نعمتوں کی کثرت نے انہیں ایسا بھلا دیا تھا کہ وہ خدا کا شکر کرنا چھوڑ گئے تھے اور ذکر خدا بھول گئے تھے ۔ اور یہ کہنے لگے کہ یہ زمانہ کی عادت ہے کہ لوگوں پر کبھی افلاس وارد ہوتا ہے اور کبھی بیماری ۔ ایسا ہی ہمارے باپ دادا پر بھی یہ واقعہ گذرا تھا مگر انھوں نے باوجود افلاس اور بیماری کے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا تو ہم کیوں بدلیں ؟

سے مکر اللہ :۔

تفسیر صافی صفحہ ١٧٦ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ : یہاں مکر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا نازل ہونا مراد ہے ۔

لمترجم :۔ مکر کے لفظی معنی عذاب نہیں ہیں لغت میں اسکے معنی پوشیدہ تدبیر سوچنے کے ہیں ۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ تدبیر ہی ہے کہ وہ ان سرکشوں پر عذاب نازل کرتا ہے ۔

لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ

سنتے ہی نہیں ہیں ۔ یہ وُہ بستیاں ہیں جن کی کچھ خبریں ہم (اے رسول) تم سے بیان کرتے ہیں ۔

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

اور یقیناً ان کے رسول اُن کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے ۔ پس جن کو وُہ پہلے سے جھٹلا چکے تھے ٥١

كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠١﴾

ان پر وُہ ایمان نہ لائے ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر (کفر کا) نشان چھاپ دیتا ہے ۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ

اور ہم نے ان میں سے بہتوں کو عہد کا پابند نہ پایا ٥٢ ۔ اور ہم نے اُن میں سے بہتوں کو نافرمان

لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ

ہی پایا ۔ پھر ہم نے اُن کے بعد موسیٰ کو اپنی آیتوں کے ساتھ فرعون ٥٣ اور اُسکے سرداروں کی طرف

وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٠٣﴾

بھیجا ۔ پس اُنھوں نے اُنکے ساتھ ناانصافی کی ، پس تم غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہُوا ؟ ۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ ۙ

اور موسیٰ نے کہا : اے فرعون ! یقیناً مَیں سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے رسول ہُوں ۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ

مجھ پر یہی واجب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق حق کے سوا کچھ نہ کہوں ۔ بیشک مَیں تمھارے پاس تمھارے

بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٠٥﴾ ؕ قَالَ

پروردگار کی طرف سے کھلی دلیلیں لے کر آیا ہوں ٥٤ پس تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے ۔ وُہ بولا

اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٠٦﴾

اگر تو کوئی معجزہ لے کر آیا ہے تو اُسے پیش کر ، اگر تو سچوں میں سے ہے ۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ ۚ ۖ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا

پس اس (موسیٰ) نے اپنا سونٹا ڈال دیا تو وُہ یکایک ایک ظاہر بظاہر اژدہا بن گیا ۔ اور اُس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وُہ

هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ

یکایک دیکھنے والوں کیلئے سفید (نورانی) ہو گیا ۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا : یقیناً

٥١ لیؤمنوا :-

تفسیر صافی ص١٧٨ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ وُہ لوگ جو عالم ذر میں کسی امر کو جھٹلا چکے تھے ۔ وُہ اس دنیا میں بھی اس بات پر ایمان نہ لائیں گے ۔ یہ آیت ان لوگوں کے قول کو رد کرتی ہے جو عالم ذر کی میثاق کے منکر ہیں ۔

اور کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ۔ تو کچھ وُہ تھے جو اُسے پیارے تھے ، انھیں اللہ تعالیٰ نے بہشت کی مٹی سے بنایا ۔ اور کچھ وُہ تھے جو آگ کی طینت سے بنائے گئے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں ضلال میں بھیجا ۔ راوی نے پوچھا کہ ضلال کیا ہوتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کیا تُو نے دھوپ میں اپنا سایہ دیکھا ؟ اس سایہ کا وجود ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا ۔ پھر ان کی طرف نبی بھیجے ۔ انھوں نے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کرنے کی دعوت دی ۔ چنانچہ اُس کا ارشاد ہے : ولئن سألتهم من خلقهم ليقولن الله ۔ اور تو اگر اُن سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا ، تو وُہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ۔ پھر نبیوں پر ایمان لانے کی دعوت دی ۔ بعض نے تو اقرار کیا اور بعض نے انکار کر دیا ۔ پھر اُنھیں ہماری ولایت کی طرف دعوت دی پس جو اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے انھوں نے ہماری ولایت کا اقرار کر لیا اور جو منکر تھے انھوں نے اقرار نہ کیا ۔ اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا :

فما كانوا ليؤمنوا ..... الخ ۔

٥٢ وما وجدنا :-

تفسیر صافی ص١٧٩ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ روز میثاق جن جن لوگوں سے عہد لیا گیا تھا ۔ اُن میں سے کسی نے بھی عہد خُدا کو پورا نہیں کیا ۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت کے ۔ اور اُن کے شیعوں میں سے ایک چھوٹے سے گروہ نے ۔ اور یہ خداوند تعالیٰ کے اسی قول سے ظاہر ہے ۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے : ولكن اكثر الناس لا يعلمون ۔

٥٣ فرعون :-

تفسیر صافی ص١٧٩ پر ہے کہ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب تھا ۔ جیسے فارس کے بادشاہ کا لقب کسریٰ اور رُوم کے بادشاہ کا قیصر ۔ اور اس کا اصلی نام قابوس یا ولید بن مصعب بن ریان تھا ۔

ع ٩ — ١٣ — ٣

٥٤ فارسل :-

تفسیر صافی ص١٧٩ پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دو ، تاکہ وُہ میرے ساتھ اس پاک سرزمین کی طرف چلے جائیں جو اُن کے باپ دادوں کا وطن ہے ، اور فرعون نے انھیں وہاں سے دُور کر دیا تھا اور ان سے سخت محنت لیتا تھا ۔

٥٥ بیضاء :- تفسیر صافی ص١٧٩ پر ہے کہ آپؑ کے دست مبارک سے جو نُور ساطع ہوتا تھا وُہ اس قدر قوی تھا کہ سُورج کی شعائیں اُس کے سامنے ماند پڑ جاتیں ۔ اور آپ کے ہاتھ کی نورانیت اُن پر غالب آجاتی ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے وجیہ جوان تھے ۔ اور آپ سخت ہیبت والے تھے ۔

هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَا

یہ بڑے علم والا جادوگر ہے ۔ یہ چاہتا ہے کہ تمھیں تمھاری زمین سے نکال باہر کرے ، پس تم

ذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ

کیا مشورہ دیتے ہو ۔ وہ بولے اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے لے اور اکٹھا کرنیوالوں کو مدائن میں

حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ

بھیج ، وہ تیرے پاس ہر علم والے جادوگر کو لے آئیں ۔ اور جادوگر فرعون کے پاس

فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ

آ کر کہنے لگے ، یقیناً ہمارے لئے اجر ہوگا اگر ہم غالب آ گئے ۔ وہ بولا

نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ

ہاں (ضرور اجر ملیگا) اور یقیناً تم میرے مقربوں میں سے بھی ہو جاؤ گے ۔ وہ بولے اے موسیٰ! یا تو تو ڈال دے ، اور

وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا

یا ہم ہی ڈالنے والے ہو جائیں ۵۲ ۔ اس نے کہا تم ڈالو ، پھر جب انھوں نے ڈالا

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾

تو لوگوں کی آنکھوں کو جادو کر دیا ، اور ان کو ڈرا دیا ، اور وہ بہت بڑا جادو لے آئے ۵۳

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ

اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ تو اپنا عصا ڈال دے ۔ پس وہ عصا ان سب ڈھکوسلوں کو جو انھوں نے

مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

جھوٹ موٹ بنائے تھے، نگلتا چلا گیا ۔ پس حق واضح ہو گیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے سب باطل ہو گیا ۔

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

پس وہ (جادوگر) وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر واپس لوٹے ۔ اور سب جادوگر سجدہ کی حالت میں

سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ

گرا دیئے گئے ۔ کہنے لگے ہم سب جہانوں کے پروردگار پر ایمان لائے ، (جو) پروردگار ہے موسیٰ کا اور

هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ

ہارون کا (بھی) ۔ فرعون نے کہا پیشتر اس کے کہ میں تمھیں اجازت دوں ، تم اس پر ایمان لے آئے ہو ۔ یقیناً

۵۱ قالوا ارجه :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۹ پر ہے کہ مطلب یہ تھا کہ ان کو یہاں سے ہٹا دے ، تا کہ رائے سوچنے کا اور ان دونوں کے بارے میں تدبیر کرنے کا موقعہ ملے ۔

اور تفسیر عیاشی میں وارد ہوا ہے کہ اس دن فرعون کے درباریوں میں کوئی ولد الزنا نہیں تھا ۔ اور اگر کوئی ہوتا تو وہ ان دونوں کے قتل کا مشورہ دیتا ۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اسی طرح ہماری ایذا کے در پے وہی ہوتا ہے جس کی ولادت میں کوئی خباثت ہو ۔

۵۲ نحن الملقين :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۹ پر ہے کہ جادوگروں نے ادب کی رعایت سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو یہ اختیار دیا تھا ۔ لیکن ان کی خواہش یہی تھی کہ پہلے وہی ڈالیں ۔ یعنی اپنا فن دکھائیں ، جس سے لوگوں پر ان کا اثر بیٹھ جائے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اظہارِ کرم اور چشم پوشی ، اور اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میرا بھروسہ خداوند تعالیٰ کی تائید پر ہے ۔ اور مجھے تمھارے مقابلہ کی کچھ پرواہ نہیں ہے ، ان کو پہلے ڈالنے کی اجازت دی ۔

۵۳ بسحر عظيم :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۷۹ پر ایک روایت کی بناء پر لکھا ہے کہ جادوگروں نے موٹے موٹے رسے اور لمبے لمبے لکڑی کے ڈنڈے ڈالے تھے ، جو سب سانپ معلوم ہوتے تھے ۔ تمام میدان ان سے بھر گیا ۔ اور وہ ایک دوسرے پر سوار تھے ۔

لمترجم :- اصل بات یہ تھی کہ جادوگروں نے علمِ ریمیا کے فن کا اظہار کیا تھا ۔ اسے عام لفظوں میں شعبدہ بازی کہا جاتا ہے ۔ اس میں چند معنی اجزاء ملا کر اور انھیں ترکیب دے کر عجیب و غریب افعال دکھائے جاتے ہیں ۔ مثلاً اگر پسا ہوا نیل لے کر نئے کپڑے میں رکھیں ۔ اس کی بتی بنا کر بیدانجیر کے تیل میں تر کر کے چراغ جلائیں ۔ تو اس مکان میں جس قدر آدمی ہوں گے وہ سب سبز پوش دکھائی دیں گے ۔ اس قسم کے بیشمار شعبدات ہیں ، جو دکھائے جاتے ہیں ۔

یہ جادوگر بھی اپنی لکڑیوں اور رسیوں میں پارہ بھر کر لائے تھے ۔ ان کی شکل صورت بڑے بڑے سانپوں جیسی بنائی تھی ۔ جب انھیں زمین پر پھینکا گیا تو سورج کی گرمی سے پارہ نے اڑنے کا قصد کیا ۔ مگر چونکہ ان رسیوں اور کھوکھلی لکڑیوں میں پارہ بند تھا ، اڑ نہ سکا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ رسیاں پارے کے زور سے الٹی سیدھی ہونے لگیں ، اور حرکت میں آ گئیں ۔ جس سے لوگوں کو ایسا معلوم ہونے لگا کہ سچ مچ کے سانپ حرکت کر رہے ہیں ۔ خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا جو فوراً سانپ بن کر ان کی تمام رسیوں اور لکڑیوں کو نگل گیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جادوگر مسلمان ہو گئے اور فرعون کو شکست فاش ہوئی ۔

هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا

یہ ایک چال ہے جو تم نے اس شہر میں اسلئے چلی کہ تم اس کے باشندوں کو یہاں سے نکال دو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۱۲۳﴾ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ

پس عنقریب تم (اسکا نتیجہ) جان لوگے۔ میں تمہارے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں ضرور کاٹوں

خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا

گا۔ پھر تم سب کو ضرور سُولی دے دوں گا۔ وُہ بولے بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف

مُنقَلِبُونَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا

لوٹنے والے ہیں۔ اور تو ہم سے بیر نہیں کرتا مگر اس بات کا کہ ہم ایمان لے آئے اپنے پروردگار کی نشانیوں پر،

جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ

جب وُہ ہمارے پاس آئیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر کا دہانہ کھول دے اور ہمیں تو مسلمان ہی اٹھالے۔ اور فرعون

الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ کیا تم موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑ دوگے کہ وُہ زمین میں فساد کریں، ؎۱

فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ

حالانکہ وُہ تمہیں اور تمہارے معبودوں کو چھوڑ چکے ہیں ؎۲۔ (فرعون) بولا ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے

وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوسَىٰ

اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دیں گے۔ اور ہم یقیناً ان پر غالب ہیں۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے

لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ

کہا، تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ بیشک زمین اللہ تعالیٰ ہی کی ہے،

يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۸﴾

وُہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسکا وارث بنا دیتا ہے ؎۳ اور انجام تو پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔

قَالُوا أُوذِينَا مِن قَبْلِ أَن تَأْتِيَنَا وَمِن بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ

وہ بولے کہ ہمیں تو تکلیف ہی دی جاتی رہی اس سے پہلے کہ تو ہمارے پاس آتا اور بعد اس کے کہ تو ہمارے پاس آگیا۔

قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي

اس نے کہا قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کردے، اور تمہیں زمین میں اُنکا قائم مقام

؎۱ لیفسدوا۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۱ پر ہے کہ فرعون کے سرداروں نے جو مشورہ دیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ چھوڑ دیئے گئے تو لوگوں کو تمہاری طرف سے [illegible] کر دیں گے، اور انھیں تمہاری مخالفت کی طرف دعوت دیں گے۔

؎۲ یذرك وآلهتك۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۱ پر ہے کہ لفظی معنی تو یہی ہیں کہ وہ تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کیا کرتا تھا۔ بعد میں خود خدا ہو [illegible] دعویٰ کر دیا۔

تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے: ویذرك والٰهتك۔ یعنی تجھے اور تیری عبادت کو چھوڑ دے۔

ع ۱۸

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فرعون نے اپنے لئے کچھ بت بنا دیئے تھے۔ اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ہمارا تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کی عبادت کیا کرو۔ اسی وجہ سے اس نے کہا تھا: انا ربکم الاعلیٰ۔

؎۳ یورثها۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت فرما کر کہا کہ وُہ ہمیں ہیں اور میرے اہلبیت، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کا وارث کیا ہے۔ ہم ہی متقی ہیں، اور زمین ساری کی ساری ہماری ہے۔ پس مسلمانوں میں سے جو کوئی زمین کے کسی حصّہ کو آباد کرے تو اُسے لازم ہے کہ اُس کا خراج اہلبیت کے امام کی خدمت میں دیا کرے۔ اور جو کچھ باقی رہے وُہ اُس کا ہے۔ [illegible] کھائے پئے۔ پھر اگر وُہ اس حصّہ زمین کو چھوڑ دے اور اُس کو آباد کرکے پھر ویران کر دے، اور ایک دُوسرا مسلمان اُس کو آباد کر لے، تو یہ نسبت چھوڑنے والے کے یہ اُس کا زیادہ مستحق ہو جائے گا۔ اور اسے بھی لازم ہے کہ امام اہلبیت کو خراج دیا کرے۔ اور جو باقی رہے وُہ اُس کا حصّہ ہے۔ یہ حکم اُس وقت تک ہے جبتک کہ قائم آلِ محمدؐ ظہور فرمائیں گے۔ اور تلوار کے زور سے جسطرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافروں کو نکال دیا تھا، اسی طرح یہ حضرت مشرکین اور کفار و منافقین سب کو نکال دیں گے۔ صرف اس زمین کی ملکیت مسلّم رکھیں گے جو ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہوگی۔

الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ

کر دے ، پھر وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ۔ اور یقیناً ہم نے آلِ فرعون کو کئی سالوں کے

بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا

متواتر قحطوں ؎۱ اور پھلوں کے نقصان میں پکڑے رکھا ، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ۔ پس جب

جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

ان کو کوئی بھلائی پہنچتی ، تو وہ کہتے یہ ہمارے لئے (ہی آئی) ہے ، اور اگر انھیں کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ اُسے موسیٰ

يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اور اُس کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے ۔ خبردار ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک نحوست انہی کی ہے ،

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ

لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے ۔ اور فرعونیوں نے کہا کہ جب کبھی تم ہمارے پاس

مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا

کوئی نشانی لاؤ کہ اُس سے ہم پر جادو کردو ، پھر بھی ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے ۔ پس ہم نے اُن

عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ

پر طوفان بھیجا ؎۲ اور ٹڈیاں ، اور چچڑیاں ؎۳ اور مینڈک ، اور خون (بھی)

اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۟ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

یہ کھلی نشانیاں تھیں ۔ پھر بھی وہ بڑائی چاہتے رہے ، اور وہ مجرموں کی قوم تھے ۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا

اور جب اُن پر عذاب واقع ہوتا ؎۴ تو وہ کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کر ، جس کا اُس نے

عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ

تمھارے ساتھ عہد کیا ہوا ہے ۔ اگر تو نے اس عذاب کو ہم سے اُٹھا دیا تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لائیں گے ۔ اور

لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ

تمھارے ساتھ ضرور بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے ۔ پھر جب ہم نے اُن سے ایک وقت تک کیلئے

اِلٰۤى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

جس تک وہ پہنچنے ہی والے تھے عذاب ہٹا لیا تو وہ فوراً عہد توڑ ڈالتے ہیں ۔ ہم نے ان سے بدلہ لیا ۔

؎۱ بالسنین :-

تفسیر صافی منشا پر ہے کہ سنین سے مراد وہ سال ہیں جو خشک ہوں بوجہ بارش اور پانی کی قلت کے ۔ اور قحط چھا جائے ۔

تفسیر قمی میں بھی اس سے خشک سال مراد لئے گئے ہیں ۔

اور صاحب تفسیر صافی کا یہ قول ہے کہ سنہ کا لفظ قحط کے سال پر زیادہ غالب ہے چونکہ ایسے سال کا چرچا زیادہ ہوتا ہے ۔ اور اس کو تاریخی واقعہ کی طرح یاد رکھا جاتا ہے ۔ اسلئے محاورۂ عرب میں جس سال میں قحط زیادہ ہو اُسے سنۃ کہتے ہیں ۔

؎۲ طوفان :-

تفسیر صافی منشا پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ طوفان کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ طوفان پانی کا تھا ۔ اور طاعون بھی تھا ۔

؎۳ القمل :-

قمل سے مراد عام جوں نہیں ۔ بلکہ تفسیر صافی منشا پر ہے کہ بعض کے نزدیک اس سے مراد چچڑی ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی ٹڈی تھی ۔ بعض نے اس سے کچھ اور ہی مراد لی ہے ۔

؎۴ الرجز :-

تفسیر صافی منشا پر ہے کہ رجز کے معنی عذاب کے ۔ اور تفسیر عیاشی میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں رجز سے مراد برف ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خراسان بلادِ رجز ہے ۔ یعنی عذاب کا ملک ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل پر سُرخ رنگ کی برف گری ۔ جیسی انھوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی ۔ چنانچہ وہ بیقراری کے ساتھ مر گئے ۔

فَأَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا

پھر اس بات کے عوض میں کہ انھوں نے ۵۲ ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اُن سے غافل تھے ۔ ہم نے انھیں

غٰفِلِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ

سمندر میں غرق کردیا ۵۱ ۔ اور جو لوگ کمزور کر دیئے گئے تھے ۔ ہم نے ان کو اس زمین کے مشرقوں اور

مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ

مغربوں کا وارث بنا دیا ، جس میں ہم نے برکت رکھی تھی ۔ اور بنی اسرائیل

كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِي إِسْرَاءِيلَ ۙ بِمَا صَبَرُوا ۖ

کے حق میں بوجہ اُن کے صبر کرنے کے تیرے پروردگار کا اچھا کلمہ پورا ہوگیا ۔

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا

اور فرعون اور اسکی قوم جو کچھ بنایا کرتی ، اور بلند کیا کرتی تھی ، ہم نے برباد

يَعْرِشُونَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَاءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلٰى

کردیا ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار گذار دیا ۔ پس وہ ایسی قوم

قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلٰى أَصْنَامٍ لَهُمْ ۚ قَالُوا يٰمُوسَى اجْعَلْ لَنَا

کے پاس پہنچے ، جو اپنے بتوں کی عبادت میں لگی ہوئی تھی ۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ ہمارے لئے ایک

إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۱۳۸﴾ إِنَّ هٰؤُلَاءِ

معبود بنادے جیسے کہ ان کے کئی معبود ہیں ۔ اُس نے کہا یقیناً تم ایسے لوگ ہو جو جہالت کر رہے ہو ۔ یہ لوگ جس (دین)

مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيهِ وَبٰطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ أَغَيْرَ

میں ہیں وہ یقیناً تباہ ہونیوالا ہے ۔ اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے باطل ہے ۔ (نیز) فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کو

اللّٰهِ أَبْغِيكُمْ إِلٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَإِذْ

چھوڑ کر تمہارے لئے کوئی دوسرا معبود تلاش کروں ؟ حالانکہ اس نے تمھیں سب جہانوں پر فضیلت دی ہے ۔ اور (وہ وقت

أَنْجَيْنٰكُمْ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۚ

یاد کرو) جب ہم نے تمھیں آلِ فرعون سے نجات دی ۔ وہ تمھیں سخت سے سخت عذاب دیا کرتے تھے ۔

يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ

وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کیا کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیا کرتے تھے ، اور اس میں تمہارے رب کی ۵۳

۵۱ فی الیم :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۰ پر ہے کہ یم سے مراد ایسا سمندر ہے ، جسکی گہرائی کا ادراک ہی نہ ہو سکے ۔

۵۲ غٰفلین :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۰ پر تفسیر قمی سے مقطوعاً اور تفسیر مجمع البیان میں اُسکی نعبت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روی گئی ہے۔ فرمایا کہ جب جادوگر سجدہ میں گر گئے اور لوگ ایمان لے آئے تو ہامان نے فرعون کو کہا کہ تو نگاہ رکھ ، جو شخص بھی شہر میں داخل ہو ، اُسے قید کر لو ۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ۔ فرعون نے اُن سب کو قید کر لیا ۔ پس اسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور اُس سے کہا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے مگر اُس نے انکار کر دیا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن پر سیلاب طوفان بھیجا ۔ جس نے اُنکے گھر اور مکان برباد کر دیئے اس پر وہ باہر میدان میں آگئے اور وہاں خیمے گاڑ لئے ۔ پھر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے کہو کہ طوفان روک لے تاکہ میں بنی اسرائیل اور اُن کے ساتھیوں کو چھوڑ دوں ۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی اور خدا نے طوفان روک لیا ۔ اب فرعون نے بنی اسرائیل کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا ۔ لیکن ہامان نے کہا کہ اگر تو نے بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا تو حضرت موسیٰ تم پر غلبہ پالیں گے ، اور تمہارا ملک لے لیں گے ۔ پس وہ مان گیا اور بنی اسرائیل کو نہ چھوڑا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے دوسرے سال اُن پر ٹڈی بھیج دی ۔ جس نے ہر قسم کی روئیدگی اور درخت کھا لئے ۔ حتیٰ کہ اُن کے بال اور داڑھیاں بھی کھالیں ۔ پھر فرعون نے سخت جزع فزع کیا اور موسیٰ سے کہا کہ اپنے رب سے کہو کہ ٹڈی کو روک لے ۔ تاکہ میں بنی اسرائیل اور آپ کے ساتھیوں کو چھوڑ دوں ۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا ۔ اور اس نے ٹڈی روک لی ۔ لیکن ہامان نے اسے بنی اسرائیل کو چھوڑنے نہ دیا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے تیسرے سال اُن پر چچڑی بھیج دی ۔ پھر مینڈک ۔ پھر دریائے نیل کے پانی کو خون بنا دیا ۔ پھر برف کا عذاب بھیجا ۔ ہر بار وہ وعدہ کرتے ۔ لیکن جب عذاب رفع ہو جاتا تو بنی اسرائیل کو بھیجنے سے انکار کر دیتا ۔ جب آخری عذاب پہنچا ، تو اُس نے بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکل گئے ۔

۵۳ بلاءٌ :-

آزمائش مصدر ہے ، جب اسکی ماضی باب سَمِعَ سے آتی ہے ، اسکے معنی بوسیدہ ہونے کے آتے ہیں اور جب باب نَصَرَ سے آتی ہے تو امتحان اور آزمائش کے معنی ہوتے ہیں ۔ غم کو بھی بلاء اسلئے کہتے ہیں کہ وہ جسم کو گھلا دیتا ہے ۔ تکلیف کا نام بھی بلاء اسلئے ہوا کہ جتنی تکلیفیں ہیں ، بدن پر گراں ہیں ۔ آیۂ کریمہ ولنبلونکم حتّٰی نعلم المجاھدین منکم والصٰبرین ہ (اور یقیناً ہم تم کو آزمائیں گے ۔ یہانتک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنیوالوں اور صبر کرنے (ثابت قدم رہنے) والوں کو ظاہر کردیں) سے صاف ظاہر ہے کہ تکالیف آزمائش کیلئے ہوتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کبھی تو بندوں کو نعمتیں دے کر آزماتا ہے تاکہ وہ شکر گذار بن جائیں ، اور کبھی تنگی کے ذریعہ امتحان فرماتا ہے کہ وہ صبر میں پورے اتریں ۔ ارشاد ہے : ولنبلونکم بالشّر والخیر فتنۃ ۔ بہ نسبت شکر کے صبر کے حقوق پوری زیادہ آسان ہے ۔ اسی لئے نعمت میں بہ نسبت محنت و مشقت کے زیادہ آزمائش ہے ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں : من وسع علیہ دنیاہ ولم یعلم انہ قد مکر بہ فھو مخدوع عن عقلہ

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿١٤١﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ

طرف سے ایک بڑی آزمائش تھی۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا، اور

اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ

ہم نے دس اور ملا کر اُسے پورا کیا۔ پس اسکے پروردگار کی مدت چالیس راتوں میں پوری ہوئی۔ اور موسیٰ نے

مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا

اپنے بھائی ہارون سے کہا، تم میری قوم میں میرے خلیفہ بنو، اور اصلاح کرتے رہو، اور فساد

تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤٢﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ

کرنے والوں کے راستہ کی پیروی نہ کرنا۔ اور جب ہمارے مقررہ وقت پر موسیٰ آیا اور اسکے پروردگار نے

كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ

اُس سے کلام کیا۔ موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلا کہ میں تجھے دیکھ لوں ۵۱ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ۵۲

وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ

لیکن تو پہاڑ کی طرف نظر کر۔ پس اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، تو مجھے تو عنقریب دیکھ لے گا۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

پس جب اسکے پروردگار نے پہاڑ پر اپنے (مخلوق) نور کا چمکارا ڈالا، تو اُسے ریزہ ریزہ کردیا، اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑا۔

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾

پھر جب اُسے ہوش آیا تو کہنے لگا اے اللہ تو پاک ہے میں نے تیری طرف رجوع کرلیا ہے اور میں سب سے پہلا ایمان لانیوالا ہوں ۵۳

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ڮ

فرمایا اے موسیٰ یقیناً میں نے تجھے اپنی پیغمبری اور ہمکلامی (کا درجہ) دے کر تمام لوگوں پر برگزیدہ کیا ہے۔

فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي

پس جو میں نے تجھے دیا ہے اُسے لے لے اور شکر گزاروں میں سے بن رہ۔ اور ہم نے اُس کیلئے

الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ

ہر چیز کی نصیحت، اور ہر چیز کی تفصیل، تختیوں پر لکھ دی۔

شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ

پس تو اُسے مضبوطی سے پکڑلے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اُس کی خوبیوں کو اختیار کریں۔

ع ۱۷ / ۱۴ / ۶

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۵)

آزمائش کا ذکر ہے۔ فرعون سے نجات دینا نعمت اور بچوں کا قتل اور عورتوں کا جیتا رکھنا مشقت تھی۔ اسی طرح واٰتیناھم من الاٰیات مافیہ بلٰٓؤ مبین ۰ میں بھی دونوں قسم کی آزمائش کا ذکر ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۲)

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۵۱ ربّ ارنی :-

تفسیر صافی ص۱۹۱ پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ اے پروردگار! مجھے اپنی ذات دکھا۔ اور مجھے پوری پوری قدرت دے تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں وہ اس طرح کہ اپنے نورِ کامل کا پورا پورا چمکارا ڈال۔ تاکہ میں تیری طرف نظر کروں اور تجھیں دیکھ لوں ٭

۵۲ لن ترانی :-

لن نفی ابدی ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ تو کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔ پس قیامت کو خدا کا دیدار ہونا غلط ٹھہرا۔ کیونکہ دیدار کے لئے جہت کا ہونا لازم آتا ہے کہ اللہ کسی ایک طرف میں ہوگا تاکہ اس کو دیکھا جاسکے۔ پس دوسری سمتیں خدا سے خالی رہ جائیں گی جو محال ہے۔ اسی طرح دیکھنے کے لئے آنکھ کے محاذ میں ہونا ضروری ہے۔ اور جس کو دیکھا جائے اُس کا جسم ہونا شرط ہے اور یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت نہیں۔ لہٰذا رویت محال ہے۔

۵۳ اوّل المؤمنین :-

تفسیر صافی ص۱۹۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس بات کا یقین کامل ہوگیا ہے کہ تو ہرگز دیکھا نہیں جاسکتا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنے یہ منقول ہیں کہ میں اُن لوگوں میں سے پہلا ہوں جو اس بات پر ایمان لائیں گے کہ تو آنکھوں سے نہ دیکھا جاتا ہے اور نہ کبھی دیکھا جائے گا۔

عیون اخبار الرضا میں ایک حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کلیم اللہ تھے۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے تھے جو خدا سے رویت کا سوال کر بیٹھے؟ آپ نے فرمایا: یقیناً حضرت موسیٰ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے منزہ ہے کہ وہ آنکھوں سے دیکھا جاسکے۔ لیکن جب حضرت موسیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا۔ اور انھوں نے واپس آکر اپنی قوم سے یہ سب واقعہ بیان کیا، تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اس بات کا یقین نہیں کرتے جبتک کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کلام کو خود نہ سنیں جیسا کہ تو نے سُنا۔ وہ لوگ تعداد میں سات لاکھ تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن میں سے سات ہزار چُنے۔ پھر اُن میں سے ستّر منتخب کئے۔ اُنھیں لے کر آپ کوہِ طور پر گئے۔ پہاڑ کے دامن میں تو ان سب کو ٹھہرایا۔ اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ خدا تعالیٰ نے کلام کیا جو اُن لوگوں نے بھی سُنا، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت میں قوت تکلم پیدا کردی تھی۔ پھر وہ کہنے لگے کہ جبتک ہم خدا کو ظاہراً طور پر نہ دیکھ لیں گے ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جب اُنھوں نے یہ بڑا بول زبانوں سے نکالا اور تکبر کیا، اُن پر بجلی گری اور وہ سب کے سب مر گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار! بنی اسرائیل مجھے الزام دیں گے کہ میرا دعویٰ ہی غلط تھا، اس وجہ سے میں نے ان سب کو قتل کردیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو زندہ کردیا۔ اب انھوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کرلیتا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: اے لوگو! خدا آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا۔

٭ بلکہ وہ آیات اور علامات سے پہچانا جاتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ جبتک آپ یہ سوال نہ کریں گے ہم ایمان نہیں لائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ خدایا تو نے اُنکی بات سُن لی ہو (باقی اگلے صفحہ پر)

سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٤٥﴾ سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ
عنقریب میں تمہیں نافرمانوں کا گھر دکھا دوں گا۔ جو لوگ زمین پر ناحق تکبر کرتے ہیں ، میں
يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ
اُن کو عنقریب اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اور اگر وہ کُل نشانیاں بھی دیکھ لیں
لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ
تو بھی وہ اُن پر ایمان نہ لائیں گے۔ اور اگر وہ نیکی کا راستہ دیکھ لیں ، تو اُسے اپنا راستہ نہ بنائیں
سَبِيلًا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَٰلِكَ
گے۔ اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اُسے اپنا راستہ بنا لیں گے۔ یہ اس لئے کہ
بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ
اُنھوں نے یقیناً ہماری آیتوں کو جھٹلایا ، اور اُن سے غافل رہے۔ اور وہ لوگ جنھوں
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ
نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا۔ ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ کیا اُن کو سوائے
يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ
اسکے جو وہ عمل کرتے تھے ، کچھ اور بدلہ دیا جائے گا۔ اور موسیٰ کی قوم نے اس کے پیچھے اپنے
مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا
زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا ، وہ ایک جسم تھا جس میں گائے کی سی آواز تھی ١ھ کیا اُنھوں نے غور نہیں کیا
أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا
کہ وہ اُن سے نہ تو بات کرتا تھا اور نہ انھیں راستہ بتاتا تھا۔ (پھر بھی) اُنھوں نے اُسے (معبود) اختیار کر لیا۔ اور
ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا
وہ ظالم ہو گئے۔ اور جب وہ حد سے زیادہ نادم ہوئے ٢ھ اور اُنھوں نے دیکھا کہ وہ واقعی گمراہ ہو چکے ہیں
قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾
کہنے لگے اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہمیں معاف نہ کریگا تو ہم ضرور نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہو جائیں گے۔
وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا
اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غضبناک اور رنجیدہ واپس لوٹا ، تو کہنے لگا میرے بعد تم نے میری

ع ١٧ ٦ ٧

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

وحی ہوئی کہ اے موسیٰ! جو کچھ یہ کہتے ہیں سوال کرو۔ ہم ان کی جہالت کے سبب تم سے باز پرس نہ کریں گے۔ اس کا اطمینان ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سوال کیا تھا۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

١ھ خوار:-

خوار کے معنی گائے۔ بیل۔ بکری۔ بھیڑ کی آواز کے ہوتے ہیں، جیسے معنی ہوتی ہے۔ (اقرب)

٢ھ سقط فی ایدیھم:-

ابو جعفر احمد بن علی مقری بیہقی اپنی کتاب "تاج المصادر" میں رقمطراز ہیں:-

"اور ارشادِ الٰہی: ولما سقط فی ایدیھم (ندامت ان کے ہاتھوں میں گر پڑی) اور ندامت کو ذکر نہیں کیا گیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ سُقِطَ مفعول مالم یسم فاعلہ پر آیا ہے جسطرح کہ رغب فی فلان بولا جاتا ہے۔ اور سُقِطتُ نہیں بولا جاتا۔ بلکہ کہا جاتا ہے رغب فی۔

اور سُقِطَ فی یدہ بمعنی ندم کے۔ اور سُقِطَ فی اَیدِیھم اور اُسقِطَ۔ مگر سُقِطَ کا استعمال زیادہ بھی ہے اور عمدہ بھی۔ اور بعض نے اُسقِطَ کا انکار کیا ہے۔ اس طرزِ استعمال کو نہ قرآن سے پہلے سُنا گیا اور نہ عرب اس سے واقف تھے۔ اور یہ ترکیب کسی شے کے اوپر سے نیچے کی طرف آنے اور اس کے زمین پر گرنے کو بتاتی ہے۔ پھر اُسکے معنی میں وسعت کی گئی۔ چنانچہ غلط بات کو سَقَطْ (گری پڑی چیز) کہا جانے لگا۔ کیونکہ انھوں نے اس کو بے ضرورت چیز کے مشابہ قرار دیا۔

اور ہاتھ کا ذکر اسلئے کیا گیا کہ ندامت دل میں پیدا ہوتی ہے اور اُسکا اثر ہاتھوں میں ظاہر ہوتا ہے جیسے فرمایا:

یوم یعض الظالم علی یدیہ (اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا)۔"

(لغات القرآن نعمانی۔ جلد ٣، صفحہ ٢١٦)

خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى

بہت بُری جانشینی کی ۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم میں جلدی کی ۔ اور لوحیں ڈال

الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ

دیں ۔ اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ۔ وہ بولا اے میری ماں جائے ! لہ

إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ

یقیناً قوم نے مجھے کمزور سمجھا ، اور قریب تھا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیتے ۔ پس تو مجھ پر دشمنوں

بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿١٥٠﴾ قَالَ

کو ہنسی کا موقعہ نہ دے ۔ اور مجھے ظالموں کی قوم کے ساتھ نہ قرار دے ۔ اس نے کہا

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ

اے میرے پروردگار ! مجھے اور میرے بھائی کی پردہ پوشی کر۔ اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور تو تو رحم کرنیوالوں میں سے سب

الرَّاحِمِينَ ﴿١٥١﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ

سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے ۔ یقیناً جن لوگوں نے بچھڑے کو (معبود) بنا لیا ، اُن پر اُنکے پروردگار کی طرف سے عنقریب

مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي

غضب اور دُنیا کی زندگی میں ہی ذلت پہنچے گی ۔ اور ہم اسی طرح افترا کرنے والوں کو

الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا

بدلہ دیا کرتے ہیں ۔ اور وُہ لوگ جنھوں نے بُرے کام کئے ۔ پھر اس کے بعد انھوں نے توبہ کر لی ۔

وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا

اور ایمان لائے ۔ یقیناً تیرا پروردگار اُسکے بعد ضرور بخشنے والا (اور) رحم کرنیوالا ہے ۔ اور جب

سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى

موسیٰ کا غضب فرو ہُوا ، اُس نے تختیاں لے لیں ۔ اور اسکی تحریر میں اُن لوگوں کیلئے ہدایت

وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ

اور رحمت تھی ، جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ۔ اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ہمارے

سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ

مقررہ وقت کیلئے ستر آدمی چن لئے ۔ پھر جب زلزلے نے انکو آ لیا تو (موسیٰ نے) کہا ، اے میرے پروردگار !

لہ قال ابن امّ :-
تفسیر صافی صـ۱۸۳ پر بحوالہ علل الشرائع امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت ہارون علیہ السّلام نے ابن ابی نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ باپ سے جتنے بیٹے ہوں اور مائیں اُن کی مختلف ہوں۔ تو اُن کے درمیان عداوت کا ہونا کچھ بعید نہیں ہوتا ، سوائے اُن کے جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ۔ اور ایک ماں سے جتنے بیٹے ہوتے ہیں ، اُن میں آپس میں عداوت عقل سے بعید معلوم ہوتی ہے ۔

ایک روایت میں وارد ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام ، حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے عمر میں تین سال بڑے تھے ، اور بڑے حلیم اور بُردبار تھے ۔ اسی سبب سے بنی اسرائیل اُن کو بہت دوست رکھتے تھے ۔

ع

لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھے پہلے ہی ہلاک کر دیتا ۔ کیا تو ہمیں اس فعل کے بدلہ میں ہلاک کرتا ہے جو ہم

السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَ

میں سے بیوقوف لوگوں نے کیا ہے ؎۱ یہ تو تیری آزمائش ہی ہے ۔ تو اس سے جسے چاہے ہلاک کر دے اور جسے چاہے

تَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ

توفیق ہدایت دے دے ۔ تو ہمارا سرپرست ہے پس ہماری مغفرت کر اور ہم پر رحم کر ۔ اور تو بہترین

خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي

مغفرت کرنے والا ہے ۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں (بھی) نیکی لکھ ، اور آخرت میں

الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ

بھی ۔ یقیناً ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہوا ہے ۔ (اللہ نے) فرمایا میرا عذاب اسے پہنچتا ہے جسے میں چاہتا ہوں ۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَ

اور میری رحمت ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے ؎۲ سو میں عنقریب اُسے اُن لوگوں کیلئے لکھوں گا جو پرہیزگاری کرتے ہیں

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ

اور زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ، لکھ دوں گا ۔ وہ لوگ جو اس

يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا

رسول نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں ؎۳ جس (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں توریت اور

عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَ

انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ۔ وہ انھیں نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور

يَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

بُرے کاموں سے روکتا ہے ۔ اور وہ اُن کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے ، اور ناپاک

الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ

چیزوں کو اُن پر حرام کرتا ہے ۔ اور وہ اُن کے بوجھ اور طوقوں کو جو اُن پر تھے ، اُن سے اتارتا ہے ۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي

پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور جنھوں نے اسکو قوت پہنچائی اور اسکی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی ؎۴ جو اس کے

؎۱ السفهآء منّا :۔

تفسیر صافی ص۱۸۳ پر بحوالہ التوحید امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ستر آدمی حضرت موسیٰ کے ہمراہ پہاڑ پر پہنچے تو کہنے لگے کہ آپ نے خدا کو ضرور دیکھا ہے ۔ پس جس طرح آپ نے دیکھا ہے ہمیں بھی دکھا دیجئے ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ : میں نے اُسے نہیں دیکھا ۔ اِس پر وہ بولے کہ جبتک ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں گے کبھی ایمان نہ لائیں گے ۔ تب اُن پر بجلی گری اور ایک ایک کو جلا دیا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے رہ گئے ۔ اُس وقت انھوں نے عرض کی کہ اے خدا ! میں بنی اسرائیل میں سے ستر آدمی چُن کر لایا تھا ۔ اب جو میں اکیلا واپس جاؤں گا تو میری قوم کس طرح میری تصدیق کریگی ۔ اگر تجھے یہی منظور تھا تو پہلے ہی اُن کو اور اُن کے ساتھ مجھ کو بھی ہلاک کر دیا ہوتا ۔ مگر کیا تو نادانوں کے سبب ہمیں ہلاک کر دیگا ؛ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس کہنے پر اللہ تعالیٰ نے انھیں مرنے کے بعد زندہ کر دیا ۔

؎۲ رحمتی وسعت :۔

تفسیر صافی ص۱۸۳ پر ہے کہ اسکا مطلب "دنیا میں" ہے ۔ کیونکہ یہاں مسلم اور کافر ، اطاعت گزار اور نافرمان سب ہماری نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں ۔ یا اس سے مراد دُنیا اور آخرت دونوں ہیں ۔ کیونکہ وہاں کی نعمتوں سے جو محروم ہونگے ، اُن میں زیادہ وہی ہونگے جو گمراہ ہیں ۔

؎۳ الامّی :۔

تفسیر صافی ص۱۸۳ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول وہ ہے جس سے فرشتہ نازل ہو کر کلام کرے ۔ اور نبی وہ ہے جسکو خواب میں احکام ملیں ۔ اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت ایک ہی ذات میں جمع ہو جاتی ہیں ۔

تفسیر مجمع البیان میں یہی تفسیر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے ۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّی کیوں کہا گیا ۔ فرمایا کہ مکہ سے نسبت رکھنے کی وجہ سے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : لتنذر ام القریٰ ومن حولها ۔ (تاکہ تو اُم القریٰ اور اُسکے ارد گرد والوں کو ڈرائے) ۔ پس اُم القریٰ مکہ ہے ۔ اور اسی کی نسبت کے سبب آنحضرت صلعم اُمّی ہوئے ۔

علل الشرائع میں منقول ہے کہ جناب امام محمد تقی ؑ سے اسکی نسبت پوچھا گیا ، تو آپ نے فرمایا کہ عام لوگوں کا کیا خیال ہے ۔ عرض کی گئی کہ وہ تو یہ گمان رکھتے ہیں کہ آپ اسلئے اُمّی کہلائے کہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے ۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں ، خدا کی اُن پر لعنت ہے ، یہ کیسے ہو سکتا ہے ، حالانکہ خدا فرماتا ہے : هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة (پ۲۸ ، جمعة) ۔ (وہ خدا وہی ہے جس نے اُم القریٰ کے رہنے والوں میں اُنہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو اسکے احکام انھیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے) ۔ پس جب آپ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے تو اُسکی انھیں تعلیم کیونکر دیتے تھے ۔ خدا کی قسم ! جناب رسولِ خدا صلعم بہتّر یا فرمایا کہ تہتّر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے ۔ اور آنحضرت کا نام اُمّی تو اسلئے رکھا گیا کہ آپ مکّہ کے رہنے والوں میں سے تھے ، اور مکہ اُن بستیوں میں سے ہے جو اُم القریٰ کے نام سے موسوم ہیں ، جیسا کہ خدا فرماتا ہے : لتنذر ام القریٰ ومن حولها ۔

؎۴ النور :۔ تفسیر صافی ص۱۸۱ پر لکھا ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہاں نور سے مراد قرآن مجید ہے ۔ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں ۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور باقی آئمہ علیہم السلام ہیں ۔

ع ۱۹ ۹

أُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ

ساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ وہی لوگ فلاح پاتے والے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اے لوگو!

إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوں سلہ وہی (خدا) جس کا اختیار آسمانوں میں بھی ہے، اور زمین

الْأَرْضِ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

میں بھی۔ سوائے اسکے کوئی معبود نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ پس تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول

النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ

نبی امی پر (بھی)، جو خود بھی اللہ تعالیٰ اور اُسکے کلمات پر ایمان رکھتا ہے۔ اور تم لوگ اسی کی پیروی کرو، تاکہ تم

تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى أُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ

ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ اور موسیٰ کی قوم میں بھی ایک گروہ تھا سلہ جو حق کے ساتھ ہدایت کرتے تھے، اور اسی

بِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَ

(حق) کے ساتھ عدل کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انھیں بارہ گھرانوں میں گروہ گروہ کر کے تقسیم کر دیا تھا سلہ۔ اور

أَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوْسٰٓى إِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ أَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

ہم نے موسیٰ کو وحی کی جب کہ اسکی قوم نے اس سے پانی طلب کیا، کہ اپنے عصا سے پتھر کو

الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ

مارو۔ پس اُس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے سلہ یقیناً ہر آدمی نے

أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ

اپنا گھاٹ جان لیا۔ اور ہم نے اُن پر بادلوں کا سایہ کیا، اور اُن پر ہم نے من اور سلویٰ

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۖ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۖ وَمَا

نازل کیا۔ جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں روزی دی ہیں اُن میں سے کھاؤ۔ اور انھوں نے ہمارا

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَإِذْ قِيْلَ

کچھ نقصان نہیں کیا، لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ

لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا

اُن سے یہ کہا گیا کہ اس بستی میں آباد ہو جاؤ۔ اور اسمیں سے جہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ، اور

سلہ الیکم جمیعًا :-

تفسیر صافی ص۱۸۲ پر بحوالہ المجالس امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہودیوں کے کچھ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے: یا محمدؐ! کیا وہ آپ ہی ہو جو یہ گمان کرتے ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہو۔ اور آپؐ کی طرف اسی طرح وحی آتی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا کرتی تھی۔ آنحضرت صلعم خاموش ہو گئے۔ پھر ایک ساعت کے بعد فرمایا: میں ہی اولادِ آدم کا سردار ہوں اور فخر نہیں کرتا۔ میں ہوں نبیوں کا ختم کرنے والا، متقیوں کا امام اور جہانوں کے رب کی طرف سے رسول۔ وہ بولے آپؐ کن کی طرف نبی ہیں، کیا عرب والوں یا عجم والوں کی طرف یا ہماری طرف! پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

سلہ من قوم موسیٰ :-

تفسیر صافی ص۱۸۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں قوم موسیٰ سے مراد اہلِ اسلام ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں اُمت سے مراد ایک قوم ہے جو چین کے ملک سے ادھر ہے۔ اور اُن کے اور چین کے درمیان ایک گرم ریتلی وادی پڑتی ہے۔ اُن لوگوں نے اب تک کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ہے۔ اور اُن میں سے کسی ایک کے پاس دوسرے سے زیادہ مال نہیں ہے رات کو اُن پر مینہ برستا ہے اور دن میں دھوپ پڑتی ہے۔ وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ ہم میں سے اُن تک کوئی نہیں پہنچتا۔ نہ اُن میں سے کوئی ادھر آتا ہے۔ وہ حق پر ہیں ۔

سلہ اسباطًا :-

تفسیر صافی ص۱۸۱ پر ہے کہ اسباط اولاد کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں اسباط ایسے ہی تھے جیسے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے قبائل۔

اور لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص۲۶۶ پر اسباط کے معنے یوں لکھے ہیں :-

اسباطٌ قبیلہ، ایک دادا کی اولاد سِبْطٌ کی جمع، جس کے معنے پوتے اور نواسے دونوں ہی آتے ہیں۔ مگر نواسے کے معنی میں اسکا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ جب اسباطِ یہود یا اسباطِ بنی اسرائیل کہا جائے تو اس سے مراد وہ قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد ہو ۔

سلہ انبجست :- پھوٹ نکلی، انبجاس سے جسکے معنی تنگ مقام سے بہ نکلنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۱، ص۲۶۶) ۔

حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ

حطہ (توبہ) کہتے جاؤ۔ اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو تو ہم تمھاری خطائیں بخش دیں گے۔ عنقریب ہم

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ

نیکی کرنیوالوں کو بڑھائیں گے۔ پھر ان لوگوں نے جو اُن میں سے ظالم ہوگئے تھے۔ وہ بات جو اُنھیں کہی گئی تھی دُوسری

قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا

بات سے بدل دی۔ پس ہم نے اس ظلم کی وجہ سے جو وُہ کیا کرتے تھے، اُن پر آسمان سے عذاب

يَظْلِمُوْنَ ﴿١٦٢﴾ ع وَسْــَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ

بھیجا۔ اور (اے رسول) ان سے اُس بستی کی بابت پوچھ، جو دریا کے کنارے تھی۔

الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ

جبکہ وُہ سبت (ہفتہ) کے دن زیادتی کیا کرتے تھے، جبکہ اُنکے سبت کے دن اُن کی مچھلیاں پانی کے اوپر ظاہر

سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ

ہو کر آجاتیں۔ اور جس دن سبت (ہفتہ) نہ ہوتا، وہ نہ آتی تھیں۔ اسی طرح بوجہ اس کے

نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٣﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ

کہ وُہ نافرمانی کیا کرتے تھے، ہم اُنھیں آزمایا کرتے تھے۔ اور (وُہ وقت یاد کرو) جبکہ اُن میں سے ایک گروہ نے یہ کہا کہ

لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ

تم ان لوگوں کو نصیحت ہی کیوں کرتے ہو جنکو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے۔ یا انھیں سخت عذاب سے معذب کرنیوالا ہے

قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوْا

وہ بولے کہ تمھارے پروردگار کی طرف معذرت کرنے کیلئے، اور تاکہ وُہ باز آجائیں۔ پس جب وُہ اس بات کو بھول گئے،

مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا

جسکی انھیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی جو بُرائی سے منع کیا کرتے تھے۔ اور اُن لوگوں کو

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٥﴾

جنھوں نے ظلم کیا، ہم نے بڑے عذاب میں پکڑ لیا، اسلئے کہ وُہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً

پھر جب انھوں نے اس چیز سے سرکشی کی جس سے انھیں روکا گیا تھا۔ ہم نے اُنھیں کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ [1]

ع ٥ ٢٠ ١٠

معانقة - وقف لازم

النصف

[1] کونوا قردۃ:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۵ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی، جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے کتاب علی علیہ السلام میں لکھا ہوا پایا۔ کہ ایک قوم ایلہ کی رہنے والی قبیلہ ثمود سے تھی۔ ان کی اطاعت کی آزمائش کے لئے سبت کے دن مچھلیاں اُن کے پاس بھیجی جاتی تھیں پس وہ پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی ان نہروں میں جو ان کے دروازوں کے سامنے اور بازاروں میں تھیں، آجاتی تھیں، اور یہ اُن کا شکار کر لیتے تھے۔ عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ اُن کو نہ تو اُن کے درویشوں نے منع کیا اور نہ اُنکے علماء نے۔ پھر شیطان نے اُن میں سے ایک گروہ کے کان میں یہ پھونک دیا کہ خدا نے سبت کے دن ان کے کھانے کی ممانعت کی ہے نہ کہ شکار کرنے کی بھی۔ پس تم لوگ سبت کے دن شکار کر لیا کرو۔ اور باقی دنوں میں کھاتے رہا کرو۔ چنانچہ وُہ گروہ تو شکار کرنے لگا اور نافرمان بن گیا۔ اور ایک گروہ اُن سے الگ ہوگیا، وہ خاموش ہو رہا۔ اُس نے اُن کو اور کوئی نصیحت نہ کی۔ اس خاموش رہنے والے گروہ نے نصیحت کرنے والے گروہ سے کہا لم تعظون قوماً ن الله مهلكهم او معذبهم عذاباً شديداً۔ انھوں نے جواب دیا: معذرة الى ربكم ولعلهم يتقون۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ان لوگوں نے حکم خدا کو بھی بھلا دیا، اور نصیحت کرنیوالوں کی نصیحت کو بھی نہ مانا، تو انھوں نے کہا کہ ہم تو تمھارے ساتھ رات کو اس بستی میں نہیں رہیں گے، جس میں خدا کی مخالفت ہو چکی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر خدا کا عذاب نازل ہو اور ہم بھی اُس کی لپیٹ میں آجائیں پس وُہ شہر سے نکل گئے اور رات زیر آسمان بسر کی۔ صبح ہوئی تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے، اُن نافرمانوں کی حالت دیکھنے آئے، تو شہر کا دروازہ بند پایا۔ بہت کھٹکھٹایا مگر جواب نہ آیا۔ فصیل شہر کے ساتھ ایک سیڑھی لگائی اور دیکھنے کیلئے ایک آدمی کو اُوپر چڑھایا، تو اُس نے دیکھا کہ وہ سب بندر ہو گئے تھے۔ اُس شخص سے یہ بات سُن کر دروازہ توڑا اور اندر داخل ہوگئے۔ تو بندر اُن لوگوں کو پہچانتے تھے کہ یہ کس قبیلہ سے ہیں، مگر وُہ آدمی اُن کو نہیں پہچانتے تھے کہ یہ کس کس قبیلہ سے ہیں۔ پس اُن لوگوں نے بندروں سے اتنا کہا کہ کیا ہم نے تم لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے منع نہیں کیا تھا؟ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ اس شہر کے کُل باشندے کچھ اُوپر اسی ہزار تھے۔ جن میں صرف دس ہزار بچے۔ اور کچھ اُوپر ستر ہزار بندر بنا دیئے گئے۔

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تیرے پروردگار نے اعلان کر دیا کہ وُہ اُن پر قیامت کے دن تک ضرور ایسے

مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚۖ

کو بھیجتا رہے گا جو اُنھیں سخت عذاب چکھائے [۱] یقیناً تیرا پروردگار بہت جلد عذاب دینے والا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ

اور بیشک وُہ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنیوالا ہے۔ اور ہم نے اُنھیں زمین میں گروہ گروہ کرکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اُن میں

الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ

نیکوکار بھی تھے، اور کچھ اُن میں اُن کے برعکس بھی تھے۔ اور ہم نے نیکیوں اور بدیوں سے اُن کی

السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

آزمائش کی، تاکہ وُہ باز آجائیں۔ پھر اُن کے بعد ناخلف جانشین ہوئے [۲]

وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ

جو کتاب کے وارث بن بیٹھے، وہ اس حقیر دنیا کے مال کو لے لیتے ہیں [۳] اور وُہ یہ کہتے ہیں کہ

سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ

عنقریب ہم بخشے جائیں گے۔ حالانکہ اس جیسا اور مال بھی اگر انکے پاس آجائے تو اسے (بھی) لے لیتے ہیں [۴] کیا ان سے

يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ

کتاب کا یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق [۵] حق کے سوا کوئی بات نہ کہیں گے، اور جو کچھ اس

اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

میں تھا وُہ اُنھوں نے پڑھ بھی لیا تھا۔ اور آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے، جو پرہیزگاری

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ

کرتے ہیں۔ پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اور وُہ لوگ جو (خدا کی) کتاب سے تمسک کرتے ہیں

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ

اور اُنھوں نے نماز قائم کی۔ یقیناً ہم اصلاح کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور (وُہ وقت یاد کرو) جبکہ

نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ

ہم نے اُنکے اُوپر پہاڑ کو ایسا معلق کیا، گویا کہ وُہ ایک سائبان تھا اور اُنھوں نے گمان کیا کہ وُہ اُن پر گرنے والا ہے۔

[۱] یسومهم :-

تفسیر صافی ص۱۸۵ پر ہے کہ روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے بعد خدا تعالےٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا۔ اس نے اُن کے مُلک کو ویران کیا۔ لڑنے والوں کو قتل کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ اور جو باقی رہ گئے ان پر جزیہ لگا دیا، جو وُہ کافروں کو ادا کرتے رہے۔ تا اینکہ خدا تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جو اُن کے ساتھ مناسب سمجھا کیا، اور اُن پر جزیہ لگا دیا۔ اور اسی طرح یہ قیامت تک پٹتے ہی رہیں گے ۞

[۲] خلف :-

تفسیر صافی ص۱۸۵ پر ہے کہ ان سے مراد یہود ہیں جو زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے ۞

[۳] هٰذا الادنیٰ :-

تفسیر صافی ص۱۸۵ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو فیصلہ اُن کے سامنے آتا تھا اُس میں رشوت لے لیتے تھے۔ اور اپنی رائے کے موافق احکام خدا کو لوگوں کے لئے سہل کر دیتے تھے، اور اُسکی اُجرت لے لیتے تھے ۞

[۴] یاخذوه :-

تفسیر صافی ص۱۸۵ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وُہ خواہش رکھتے ہیں کہ معاف کر دیئے جائیں لیکن اپنے فعل پر وُہ اصرار بھی کرتے ہیں اور وہی عمل پھر کرنے کو آمادہ ہیں اور توبہ نہیں کرتے ۞

[۵] میثاق الکتاب :-

تفسیر صافی ص۱۸۵ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی کتاب کے دو حکموں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ جب تک جانتے نہ ہوں۔ کچھ نہ کہیں۔ دُوسرے یہ کہ جو کچھ نہ جانتے ہوں اس کو ردّ نہ کریں۔ اور یہ دونوں حکم ان آیتوں میں موجود ہیں۔ پہلی آیت یہ ہے: الم یؤخذ علیهم میثاق الکتٰب ان لا یقولوا علی الله الا الحق اور دوسری آیت یہ ہے: بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمه (بلکہ انھوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا ان کو علم نہ تھا) ۞

ع ٢١ ٩ ١١

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧١﴾ ع

(اس وقت ہم نے حکم دیا کہ) جو کچھ ہم تمکو دیتے ہیں اسے مضبوطی سے لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تیرے پروردگار نے اولادِ آدم کی پشتوں سے اُن کی اولاد کو لیا اور اُنھیں اُنکی اپنی اپنی

اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚۛ شَهِدْنَا ۚۛ

ذات پر گواہ قرار دیا۔ (اور اُن سے پوچھا) کیا میں تمھارا پروردگار نہیں ہوں۔ انھوں نے کہا ہاں! ہم گواہی دیتے ہیں۔

اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٧٢﴾ لا اَوْ

(یہ اقرار اسلئے لیا) تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ یقیناً ہم اس سے بالکل بے خبر تھے۔ یا

تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ

تم یہ کہو کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے ہی پہلے کیا تھا، اور ہم تو اُنکے بعد (اُنکی) اولاد

بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذٰلِكَ

ہوئے۔ کیا تو ہمیں اس فعل کے بدلہ میں ہلاک کرتا ہے جو ابطال (حق) کرنیوالوں نے کیا۔ اور اسی طرح ہم

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ

آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ وہ باز آجائیں۔ اور (اے رسول) اُن پر اس (شخص) کی خبر پڑھ

الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ

جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں ۲ے پھر وہ اُن سے نکل بھاگا ۳ے تب شیطان اُس کے پیچھے لگ لیا،

فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ

سو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُسکی بدولت ہم اُسکا درجہ بلند کر دیتے، لیکن وہ

اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ

زمین کی طرف جھک گیا۔ اور اُس نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔ پس اُس کی مثال کتے کی طرح ہے،

اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ

اگر تو اس پر بوجھ لادے تو وہ اپنی زبان نکالے یا تو اُسے چھوڑ دو (تو بھی) وہ زبان نکالے۔ یہ اس قوم کی مثال ہے

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ

جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ پس تم یہ قصے بیان کرتے رہو، تاکہ یہ

معانقة

۱ے اذ اخذ ربک:۔

تفسیر صافی ص۱۸۷ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اُن سب کو اپنے سامنے پھیلا دیا اور ان سے سوال کیا کہ تمھارا پروردگار کون ہے۔ پس سب سے پہلے جس نے جواب دیا وہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ پھر جناب امیر المومنین علیہ السلام اور پھر حضرت آئمہ اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام تھے۔ اِن سب نے عرض کی: انت ربنا۔ پس خدا تعالیٰ نے انہی کو اپنے علم اور دین کا حامل بنایا۔ پھر کُل فرشتوں سے کہا: کہ میرے علم اور دین کے حامل یہ ہیں۔ اور میری مخلوق میں امین یہ ہیں۔ اور ہر بات انہی سے دریافت کی جائے گی۔ پھر خدا تعالیٰ نے کُل اولادِ آدمؑ سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اور ان بزرگواروں کی ولایت اور اطاعت کا اقرار کرو۔ سب نے کہا: ہاں اے ہمارے پروردگار! ہم نے اقرار کیا۔ خدا نے فرشتوں سے کہا: کہ تم گواہ رہنا۔ فرشتوں نے عرض کی۔ ہم گواہ ہیں۔ فرمایا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ کہہ دیں انا کنا عن ھٰذا غٰفلین... الخ ؛

۲ے الذی آتیناہ اٰیٰتنا:۔

تفسیر صافی ص۱۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت بلعم بن باعور کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جو بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اور اُس کو خدا کی کتابوں میں سے بعض کا علم دیا گیا تھا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کی اصل تو بلعم کے بارے میں ہے۔ پھر مثل کے طور پر خدا تعالیٰ نے تمام اہلِ قبلہ میں سے ہر اُس شخص کے لئے بیان کی ہے، جو خُدا کی ہدایت کے برخلاف اپنی خواہش نفسانی کو اختیار کرے۔

اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ مغیرہ بن سعید کی مثل بلعم جیسی ہے، جس کو اسم اعظم دیا گیا تھا، جیسا کہ خدا فرماتا ہے: الذی اٰتینٰہ اٰیٰتنا۔ الخ

۳ے فانسلخ منھا:۔

تفسیر صافی ص۱۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بلعم بن باعور کو اسم اعظم عطا کیا گیا تھا، جسکے ذریعہ سے جو دُعا وہ مانگتا تھا، قبول ہو جاتی تھی۔ پس وہ فرعون کی طرف مائل ہو گیا۔ پھر جب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُنکے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا تو اُس نے بلعم سے کہا کہ موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کے خلاف ایسی دعا کر کہ وہ ہماری قید میں آ جائیں۔ پس وہ بھی اپنے گدھے پر سوار ہُوا کہ موسیٰ کی تلاش میں نکلے۔ گدھے نے چلنے سے انکار کر دیا۔ اُس نے اُسے مارنا شروع کیا۔ خدا تعالیٰ نے اُسے گویائی عطا فرمائی۔ تو اُس نے کہا کہ مجھے مارتا کیوں ہے؟ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ جاؤں کہ تُو اللہ کے نبی اور مومنین کے برخلاف دُعا کرے۔ مگر وہ اُسے مارتا ہی گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اور وہ اسم اعظم بھی اُسکی زبان سے جاتا رہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فانسلخ منھا ؛

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ِۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ

غور کریں ۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ، اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے ،

اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ

اُنکی مثال کیا ہی بُری ہے ۔ جسے اللہ تعالےٰ راہ دکھائے ، پس وہی

الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَ

ہدایت یافتہ ہے ۔ اور جس کو وُہ گمراہی کا حکم لگادے ، پس وہی نقصان اُٹھانے والے ہیں ۱؎ اور

لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ

یقیناً ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہتوں کو جہنم کیلئے پھیلا دیا ہے ۔ اُن کے دل (موجود) ہیں ،

لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ

جن سے وُہ سمجھتے نہیں ۔ اور اُنکی آنکھیں ہیں ، جن سے وُہ دیکھتے نہیں ۔ اور اُن کے کان

اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ

ہیں ، جن سے وُہ سنتے نہیں ۔ وُہ چوپاؤں کی طرح ہیں ۲؎ بلکہ اُن سے بھی زیادہ

اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

بے راہ ۔ یہی لوگ بے خبر ہیں ۔ اور اللہ تعالےٰ کے اچھے اچھے نام ہیں ۳؎ ،

فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ

پس اُسے انھیں سے پکارو ۔ اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں ۔

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ

عنقریب اُنھیں ویسی ہی جزا دی جائیگی جیسے وُہ عمل کرتے تھے ۔ اور جن کو ہم نے پیدا کیا اُن میں سے ایک گروہ ایسا

يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

ہے ۴؎ جو حق کیساتھ ہدایت کرتے ہیں اور اُسی کے مطابق عدل کرتے ہیں ۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ ۚ وَاُمْلِيْ

عنقریب ہم اُنھیں درجہ بدرجہ (گرفتار) کرینگے ، ۵؎ ایسے طور پر کہ وُہ کچھ نہ سمجھیں گے ۔ اور میں اُنھیں مہلت

لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۜ مَا بِصَاحِبِهِمْ

دُوں گا ۔ یقیناً میری تدبیر مضبوط ہے ۔ کیا انھوں نے یہ نہ سوچا ، کہ اُن کے ساتھی (آنحضرت صلعم)

۱؎ الخسرون :-

تفسیر صافی ص۱۸۵ پر ہے کہ لفظی اعتبار سے ہدایت یافتہ کو واحد سے تعبیر کیا ہے ، اور گمراہوں کو جمع سے ۔ اور معنوی اعتبار سے اس میں اس بات کی تنبیہ پائی جاتی ہے کہ ہدایت یافتہ بوجہ اتحاد طریقہ کے واحد ہیں برخلاف گمراہوں کے ۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں وُہ چونکہ خُدا اور اُسکے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں ۔ اس لئے وُہ سب ایک ہی طریقہ پر چلنے والے ہیں ۔ اسلئے اُن کیلئے ضمیر بھی واحد ہی استعمال کی گئی ۔ اور جو گمراہ ہیں اُنکے طریقے بھی الگ الگ ہیں ۔ کوئی کسی طریقے کا پیرو ہے اور کوئی کسی کا ۔ اسلیے اُن کیلئے جمع کا صیغہ لایا گیا ۔

۲؎ اولئك كالانعام :-

تفسیر صافی ص۱۸۶ پر بحوالہ علل الشرائع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی خلقت میں عقل کو بغیر شہوت کے ترکیب دیا ہے ۔ اور اولادِ آدم کی طینت میں دونوں چیزوں کو رکھا ہے ۔ پس جس شخص کی عقل شہوت کو مغلوب کرلے وُہ فرشتوں سے بہتر ہے ۔ اور جس شخص کی شہوت عقل پر غالب آجائے ، وہ حیوانات سے بدتر ہے ۔

۳؎ لله الاسمآء الحسنىٰ :-

تفسیر صافی ص۱۸۶ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اسم کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ موصوف کی صفت ۔

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب تم پر کوئی مصیبت یا بلا نازل ہو تو ہمارا واسطہ دے کر خُدا سے دُعا مانگو کہ یہ خدا کے اس قول کے موافق ہے ۔ ولله الاسمآء الحسنىٰ فادعوه بها ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لله الاسمآء الحسنىٰ ہم ہیں کہ ہماری معرفت کے بغیر کسی کا کوئی عمل قبول ہی نہ کیا جائے گا ۔

۲۲ ع ۱۰ ۱۲

۴؎ خلقنا امة :-

تفسیر صافی ص۱۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے پیروؤں کے بارے میں ہے ۔

تفسیر عیاشی میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُسی کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے ، یہ اُمت ضرور تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ، اور اُن میں سے سوائے ایک کے باقی سب جہنم میں جائیں گے ۔ اور اس آیت میں اسی فرقہ کا ذکر ہے ۔ اور اس اُمت میں سے وہی نجات پائے گا ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ یہ آیت تو تمہارے لئے ہے اور ایسی ہی ایک قوم موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی دی گئی تھی ۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے : و من قوم موسىٰ امة يهدون بالحق وبه يعدلون ۝

۵؎ سنستدرجهم :- تفسیر صافی ص۱۸۶ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد ایسے بندے ہیں جو گناہ کرتے ہیں تو اُنھیں اور نعمت دی جاتی ہے ، تاکہ اُس نعمت میں مشغول ہو کر گناہ سے توبہ کرنا بھول جائیں ۔ اور نتیجہ وُہ ہو جو اس آیت میں آگے بیان فرمایا ہے ۔

مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا

کو کسی قسم کا جنون نہیں ، وُہ تو صرف کھلا ڈرانے والا ہے ۔ کیا انھوں نے آسمانوں اور

فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ

زمین کی سلطنت میں ، اور اُن چیزوں میں جو خدا نے پیدا کی ہیں ، غور

شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ

نہیں کیا ؟ اور اِس بات میں (بھی) کہ شاید اُن کی اجل قریب ہی آگئی ہو ! ۔

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ ۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا

پھر وہ اس (قرآن) کے بعد اور کس بات پر ایمان لائیں گے ۔ جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگادے ، پھر اُس کا

هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

رہبر نہیں ۔ اور وُہ انھیں اُنکی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ سرگرداں رہیں ۔ لوگ تم سے قیامت کے

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ

بارے میں پوچھتے ہیں ؎۱ کہ اس کا مقررہ وقت کیا ہے ؟ کہدو ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اسکا علم میرے پروردگار کے پاس ہے ۔

لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

وُہی اُسکو اُسکے وقت پر ظاہر کرے گا ۔ آسمانوں اور زمین میں وُہ (گھڑی) بھاری ہو گی ۔

لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ

وُہ تم پر اچانک ہی آجائے گی ؎۲ ۔ وُہ تم سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم ہی اُسکے رازدار ہو ۔ کہدو

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اُسکا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے ، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں ۔

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

کہدو کہ میں اپنی ذات کیلئے نہ کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ کسی نقصان کا ۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہے ۔

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا

اور اگر میں (ذاتی طور پر) غیب کا جاننے والا ہوتا تو ضرور میں بہت زیادہ خیر و خوبی حاصل کر لیتا ، اور مجھے

مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ

تکلیف نہ چھوتی ؎۳ ۔ میں تو صرف ڈرانے والا ، اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ، اُن کو خوشخبری

وقف لازم

وقف منزل

معانقة

؎۱ عن السّاعة :-

تفسیر صافی ص۱۸۸ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیت کا شانِ نزول یُوں لکھا ہے کہ قریش نے عاص ابنِ وائل ۔ نصر ابن حارث ابن کلدہ اور عقبہ ابن ابی معیط کو نجران بھیجا تھا ۔ تاکہ علماء یہود سے کچھ مسائل سیکھ آئیں ۔ اور رسول اللہ سے دریافت کریں ۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند مسائل بتلا دیئے ۔ ازانجملہ یہ تھا کہ اُنھوں نے کہا کہ تم محمدؐ سے دریافت کرو کہ قیامت کب آئے گی ۔ اگر وُہ اس علم کے مُدعی ہوں تو وہ جھوٹے ہیں ۔ کیونکہ قیامت کے قائم ہونے کا علم اللہ تعالیٰ نے نہ کسی مقرب فرشتہ کو دیا ہے نہ کسی مُرسل نبی کو جب اُن لوگوں نے جنابِ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آکر یہ سوال کیا تو اُسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

؎۲ بغتة :-

تفسیر صافی ص۱۸۸ پر بحوالہ الجوامع جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منقول ہے کہ لوگوں کو قیامت یکایک اسی طرح آئے گی کہ کوئی تو کاٹھی کی درستی میں مشغول ہوگا ، اور کوئی اپنے مویشی کو پانی پلاتا ہوگا ۔ کوئی بازار میں اپنی پُونجی درست کرتا ہوگا ، اور کوئی ترازو اُونچی نیچی کر رہا ہوگا ۔

؎۳ السّوٓء :-

تفسیر صافی ص۱۸۸ پر ہے کہ سوء سے مراد معاصی ہے ۔ اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ سوء سے مراد فقیری ہے ۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا : کہ میں اپنی ذات کے لئے صحت اور سلامتی کو اختیار کرتا ۔

ع ۲۳ ۱۳

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٨﴾ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ

ماننے والا ہوں ۔ (اللہ) وُہی ہے جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا کیا ۔ اور اُسی

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ

(نفس) سے اسکی زوجہ بنائی ، تاکہ وُہ اُس سے تسکین پائے ۔ پس جس وقت مرد نے اُسکو ڈھانکا ۱ تو اُس (عورت)

حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا

کو ہلکا سا حمل رہا کہ وُہ اُسکے ساتھ چلتی پھرتی رہی ۔ پس جس وقت اس (حمل) کا وزن بڑھا تو دونوں نے اپنے پروردگار

لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾ فَلَمَّآ

اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اگر تو ہم کو ایک صالح (بچہ) عطا کریگا ، تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے ۔ پھر جب

اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا

ان دونوں کو اُس (خدا) نے صالح (اولاد) دی ، تو جو کچھ اُنھیں دیا تھا اُسمیں اُنھوں نے اُس خدا کے شریک ٹھہرائے ۲ مگر اللہ تعالیٰ اُن چیزوں سے

يُشْرِكُوْنَ ﴿١٩٠﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿١٩١﴾

برتر ہے جنکو اُسکا شریک ٹھہراتے ہیں ۔ کیا وُہ اُنکو شریک ٹھہراتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وُہ خود ہی پیدا کئے جاتے ہیں ۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٢﴾

اور نہ وُہ ان (شریک ٹھہرانے والوں) کی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں ۔ اور نہ وُہ اپنی ذات ہی کی مدد کرتے ہیں ۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

اور اگر تم اُنھیں راہِ راست کی طرف بلاؤ تو وُہ تمھاری پیروی نہیں کریں گے ۔ تمھارے لئے (دو باتیں) برابر ہیں

اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿١٩٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

خواہ تم اُن کو بلاؤ ، یا تم خاموش رہو ۔ یقیناً وُہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ

تمھاری ہی مانند بندے ہیں ۔ پس تم اُن کو پکارو ، اور اگر تم سچے ہو تو چاہیے

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ

کہ وُہ تمھیں جواب دیں ۔ کیا اُنکے پاؤں ہیں جن سے وُہ چلتے ہیں ، یا اُن کے ہاتھ

اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۖ اَمْ لَهُمْ

ہیں جن سے وُہ گرفت کرتے ہیں ، یا اُن کی آنکھیں ہیں جن سے وُہ دیکھتے ہیں ، یا اُن کے

۱ تغشّٰها :۔

اس (مرد) نے اس (عورت) کو ڈھانکا ۔ تغشّی تَغَشِّیٌ سے جس معنی ڈھانک لینے کے ہیں ۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ یہاں تغشّی جماع سے کنایہ ہے ۔ ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۱۵)

۲ جعلا له شرکآء :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۵ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا منقول ہے کہ مامون نے جناب امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ! کیا آپ یہ نہیں ارشاد فرماتے ، کہ انبیاء معصوم ہیں ، آپ نے فرمایا : ہاں : مامون نے عرض کی کہ پھر اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا مطلب کیا ہے ، فلمّا اٰتٰهما صالحًا جعلا له شرکآء الخ ۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت حوّا کے پانچ سو مرتبہ اولاد ہوئی ۔ اور ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی ۔ اور آدم اور حوّا نے خدا تعالیٰ سے یہ معاہدہ کیا تھا ۔ اور یہ دُعا کی تھی کہ اگر ہمارے بچے صحیح و سالم یعنی ہر قسم کے عیب سے بری پیدا ہوں گے تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے ۔ اب جو اولاد پیدا ہوئی وُہ دو قسم کی تھی ، یعنی مذکر بھی اور مؤنث بھی (مرد بھی اور عورت بھی) ۔ اولاد میں ان دونوں قسموں (مذکر ، مؤنث) نے جو کچھ خدا تعالیٰ نے بجائے خود اُن کو دیا ، اُس میں شرک شروع کر دیا ۔ اور جیسا اُن کے ماں باپ نے خدا کا شکر ادا کیا تھا ، شکر نہ کیا ۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فتعٰلی اللّٰه عمّا یشرکون ۔ مامون نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برحق ہیں ۔

لمترجم :۔

امام علیہ السلام کے فرمان سے ثابت ہوا ، کہ آیۂ مجیدہ میں جو تثنیہ کا صیغہ آیا ہے یعنی "جعلا" اس سے دو یعنی آدم اور حوّا مراد نہیں بلکہ دونوں قسمیں یعنی مذکر اور مؤنث اولاد مراد ہے ۔ جس سے واضح ہو گیا کہ شرک اولادِ آدم (علیہ السلام) سے شروع ہوا نہ کہ آدم اور حوّا سے ۔

اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ

کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ ، پھر مجھ سے چالیں چلو ۔

فَلَا تُنْظِرُوْنِ (١٩٥) اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَ

اور مجھے مہلت نہ دو ۔ بیشک میرا سرپرست وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے کتاب نازل کی ۔ اور

هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (١٩٦) وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

وہی نیکوکاروں کی سرپرستی کرتا ہے ۔ اور جن کو تم اُس کے سوا پکارتے ہو ، وہ تمہاری

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (١٩٧) وَاِنْ

مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ، اور نہ وہ اپنی ذات ہی کی مدد کرتے ہیں ۔ اور اگر تم

تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۗ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ

ہدایت کی طرف بلاؤ گے ، تو وہ نہیں سنیں گے ۔ اور تو انھیں دیکھتا ہے کہ وہ تمہاری طرف

اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (١٩٨) خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ

دیکھتے ہیں ، حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے ہیں ۔ تو عفو کو اختیار کر [1] اور نیکی کا حکم دیتا رہ ۔ اور

اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (١٩٩) وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

جاہلوں سے منہ پھیرے رکھ [2] اور جس وقت شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تمھیں ابھارے

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (٢٠٠) اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

تو تم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے ۔ بیشک وہ لوگ جو پرہیزگاری کرتے

اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ

ہیں جب اُنھیں شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو بھی جاتا ہے ۔ تو وہ (احکامِ خدا کو) یاد کر لیا کرتے ہیں ۔ پھر وہ

مُّبْصِرُوْنَ (٢٠١) وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا

اُسی وقت سوجھ والے ہو جاتے ہیں ۔ اور اُن کے بھائی بند انھیں گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں ۔ پھر وہ کوئی

يُقْصِرُوْنَ (٢٠٢) وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۗ

کمی نہیں کرتے ۔ اور جب تم اُن کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ تو خود چن کر کیوں نہیں لے آتا ۔

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ

کہہ دو کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ میں تو اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے میری طرف وحی کی جاتی ہے

[1] خُذِ العَفو :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۹ پر ہے کہ عفو سے مراد وہ چیز ہے ، جو آسانی سے ادا ہو سکے اور اُس میں تکلیف اور دشواری اور مشقت پیش نہ آئے ۔ اور مقصود یہ ہے کہ اخلاق بھی سکھلاؤ اور ایسے افعال کا حکم دو جو وہ بآسانی بجا لا سکیں ۔ مال وصول کرو تو اتنا اور اس قدر کہ گراں نہ گزرے ۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تادیباً یہ حکم دیا کہ لوگوں سے اتنا ہی وصول کرو جتنا وہ بسہولت و بآسانی دے سکیں ۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے بنی ثقیف کے ایک شخص کو حکم دیا کہ خبردار ! خراج کا پیسہ وصول کرنے کیلئے کبھی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کو نہ مارنا ۔ اور نہ کسی زراعت کے کام کرنے والے جانور کو بیچیو ۔ اسلئے ہم اس حکم کے محکوم ہیں ۔ خذ العفو ۔

[2] عن الجٰھلین :۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۸۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ۔ منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جبرئیل امین سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے ؟ اُنھوں نے کہا کہ جب تک میں عالمِ کل سے دریافت نہ کر لوں میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ چنانچہ وہ چلے گئے ۔ اور پھر حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ! خدا تعالیٰ آپکو یہ حکم دیتا ہے کہ جو شخص آپ پر ظلم کرے آپ اُسے معاف کر دیجئے ، اور جو آپ کو محروم کرے آپ اُسے عطا کیجئے ۔ اور جو آپ سے قطع رحمی سے پیش آئے آپ اُس سے صلہ رحمی سے پیش آئیں ۔

مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا
یہ تمہارے رب کی طرف سے ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں بصیرت کی باتیں اور ہدایت اور رحمت ہیں۔ اور
قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
جس وقت قرآن پڑھا جائے ۵۱ تو اُسے توجہ سے سنو، اور خاموش رہو، تاکہ تم پر
تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً
رحم کیا جائے۔ اور اپنے دل میں اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ، اور ڈرتے ڈرتے
وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا
اور بات کو اُونچی آواز سے کہنے کے سوا صبح اور شام یاد کرتے رہو۔ اور
تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا
بے خبروں میں سے نہ ہونا۔ بیشک جو لوگ تمہارے پروردگار سے قربت رکھتے ہیں، وہ
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾
اُس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ اور وہ اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور اسی کو سجدے کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ

اٰیاتُها ۷۵ — رُکوعاتُها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(پڑھتا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے)

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا
(اے رسول) لوگ تجھ سے فالتو مال کے متعلق پوچھتے ہیں ۵۲ کہدو کہ فالتو مال اللہ تعالیٰ اور رسول کیلئے ہے ۵۳ پس تم
اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ
اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور آپس میں صلح رکھو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ
اطاعت کرو۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ مومن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے
وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا
اُن کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب اُن پر اُسکی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، اُن کا ایمان بڑھتا ہے ۵۴۔

۵۱ اذا قرئ القرآن :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۸۹ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم پیش نماز کے پیچھے ہو، تو اوّل کی دو رکعتوں میں قرأت کے وقت کچھ نہ پڑھو، بلکہ خاموش سنتے رہو۔

المترجم :- یہ نماز جہریہ کیلئے حکم ہے اور پچھلی دو رکعتوں میں بھی کچھ نہ پڑھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیتا ہے اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ اور پچھلی دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں کی تابع ہیں۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب تم پیش نماز کے پیچھے بہ نیت جماعت نماز پڑھ رہے ہو تو (نماز اخفات میں) یا تو خاموش رہو یا چپکے چپکے اپنے دل میں سبحان اللہ کہتے رہو۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید نماز میں پڑھا جائے یا ویسے ہی، اس کے سننے کے لئے خاموش رہنا واجب ہے۔

السجدة — ع ۲۴ / ۱۸

۵۲ عن الانفال :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۸۹ پر ہے کہ عن سے مراد اس کا حکم پوچھنا ہے۔ اور انفال خاص طور پر غنیمت کے مال کو کہتے ہیں۔ اور نفل کے معنی ہیں کسی چیز کی اصل سے زیادتی۔ اسی وجہ سے غنیمت کو بھی نفل کہتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ اور فضل ہے۔

۵۳ للہ والرسول :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۸۹ پر بحوالہ التہذیب امام محمد باقر علیہ السلام سے اور بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فے اور انفال اُس مال کو کہتے ہیں جو اس زمین سے حاصل ہو جس پر خون نہ گرایا گیا ہو۔ یعنی بغیر جنگ کئے معہ زمین حاصل ہو جائے وہ فے اور انفال کہلاتی ہے۔ یہاں وہاں کے لوگ صلح کر لیں۔ اور خود بخود اپنے ہاتھوں سے دے دیں اور جو غیر آباد زمین ہو یا وادیوں کی گزرگاہیں، تو وہ سب کی سب فے یا انفال کہلاتی ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہوتی ہیں۔ پس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے وہ اُس کے رسول کا ہے۔ اس میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ اور رسول کے بعد وہ امام کا حق ہے۔
اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے اور انہی حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص لاوارث مر جائے، اُس کا مال انفال ہے۔

۵۴ زادتهم ایمانا :- تفسیر صافی صفحہ ۱۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کی تکمیل سے تو مومنین جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اس کے زیادہ ہونے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے بڑے درجے پائیں گے۔ اور کمی ایمان کے سبب کمی کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔

وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٢ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انھیں

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ

دیا ہے اُس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے

دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٤ كَمَآ اَخْرَجَكَ

نزدیک اُن کے بہت درجے ہیں، اور بخشش اور باعزت روزی ہے ؎۱ جیسا کہ تمہارے پروردگار نے

رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

تم کو تمہارے گھر سے (امر) حق کیلئے نکالا تھا۔ حالانکہ مومنوں کا ایک گروہ یقیناً اُسے ناپسند کرنے والا

لَكٰرِهُوْنَ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا

تھا۔ یہ لوگ تم سے حق کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بعد اسکے کہ حق کھل چکا ہے، گویا کہ وہ

يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝٦ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ

موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں، حالانکہ وہ دیکھتے بھی ہیں۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ خدا نے تم سے

اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

وعدہ کیا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ لگے گا۔ اور تم یہ چاہتے تھے کہ جس کے پاس ہتھیار وغیرہ نہ ہوں

الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

وہ تمہارے لئے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے سے حق کو حق ثابت کر دیا جائے۔

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

اور کافروں کی نسل کو قطع کر دے۔ تاکہ حق کو حق ثابت کر دیا جائے اور باطل کو باطل۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ

خواہ مجرم اُسے ناپسند ہی کریں۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے ؎۲ پھر اس نے

لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝٩ وَمَا

تمہیں جواب دیا کہ یقیناً میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور نہیں قرار

جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا

دیا اُسے اللہ تعالیٰ نے مگر بشارت، اور تاکہ اُس کے ذریعہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں۔ اور نہیں ہے

؎۱ رزق کریم:-
تفسیر صافی صفحہ ۱۹۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت جناب امیر علیہ السلام حضرت سلمان فارسیؓ۔ حضرت ابوذر غفاری رضہ۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

؎۲ تستغیثون:-
تفسیر صافی صفحہ ۱۹۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مشرکوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت دیکھی تو قبلہ کی طرف رخ فرما کر دعا مانگی کہ یا اللہ! مجھ سے جو وعدہ تو نے فرمایا تھا، اُسے پورا فرما، یا اللہ! اگر اس چھوٹے سے گروہ کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے دعا مانگتے رہے۔ یہاں تک کہ دوش مبارک سے رِدا گر گئی۔ اُس وقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ إِذْ
کوئی مدد مگر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے ۔ (وہ وقت یاد کرو)

يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ
جبکہ اُس نے تمھیں آرام دینے کیلئے تم پر نیند کو مسلط کردیا ؎۱ اور آسمان سے تم پر پانی اتارا ۔

السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ
تاکہ وُہ اُس کے ذریعہ تم کو پاک کردے ؎۲ اور تم سے شیطان کی پلیدی کو دُور کر دے ؎۳

وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ يُوحِي
اور تمھارے دلوں کو مضبوط کردے ۔ اور اُس کے ذریعہ تمھارے قدموں کو جمادے ۔ (وُہ وقت یاد کرو) جبکہ تمھارے

رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ
پروردگار نے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ یقیناً میں تمھارے ساتھ ہوں ۔ پس تم اُن لوگوں کو جو ایمان لاچکے ثابت قدم رکھو ۔

سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ
عنقریب میں اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہوگئے رعب ڈالوں گا ۔ پس تم اُن کی گردنوں پر

الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
مارو ۔ اور اُن کی انگلیوں کے پوروں پر ضربیں لگاؤ ۔ یہ اسلئے ہے کہ اُنھوں نے یقیناً

شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ
اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی مخالفت کی ۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرے گا ، پس

اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ
(وہ سمجھ لے کہ) اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے ۔ یہ تمھاری (سزا) ہے پس اسے تم چکھو ۔ اور یقیناً کافروں کے لئے

عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
(جہنم کی) آگ کا عذاب ہے ۔ اے وہ لوگو ! جو ایمان لاچکے ہو ، جب میدانِ جنگ میں اُن لوگوں سے تمھارا مقابلہ

كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ
ہوجائے جو کافر ہوگئے ، تو تم اُن کو پیٹھ نہ دکھاؤ ۔ اور جو اُس دن پیٹھ دکھائے گا

يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ
سوائے اس کے کہ وُہ جنگ کے لئے پہلو بدلتا ، یا کسی اور دستہ کی طرف جگہ پکڑتا ہو ،

ع ۱۰ / ۱ / ۱۵

؎۱ النّعاس :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۹ پر ہے کہ نیند بھی ایک نعمت تھی ۔ کیونکہ جب تک دل میں دشمن کا خوف رہتا ہے نیند نہیں آیا کرتی ۔

؎۲ لیطھرکم :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۹ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور الخصال اور تفسیر عیاشی میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بارش کا پانی پیو ، کہ وُہ بدن کو پاک کرتا ہے اور امراض کو دور کرتا ہے ۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۔

؎۳ رجز الشّیطن :-
تفسیر صافی صفحہ ۱۹ پر ہے کہ رجز الشیطن سے مراد جنابت ہے ۔ کیونکہ اُن میں سے بعض کو احتلام ہوگیا ۔ اور پانی پر مشرکوں کا قبضہ تھا ۔ اور احتمال یہ بھی ہے کہ رجز الشیطن سے وسوسہ مراد ہو ۔ اور پیاس کا خوف دلانا مقصود ہو ۔ کیونکہ آنحضرت صلعم اور آپ کے اصحاب ایسے مقام پر اترے تھے ۔ جہاں ریت کے ٹیلے تھے ۔ اور پاؤں دھنسے جاتے تھے ۔ اور پانی وہاں نہ تھا ۔ رات کو سوئے تو اکثر اُن میں سے محتلم ہوگئے ۔ اور پانی پر مشرکوں کا قبضہ تھا ۔ پس شیطان نے اُن کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تمھاری مدد کس طرح کی جائے گی ، جبکہ پانی تمھارے قبضہ میں نہیں اور تم تو خدا کے دوست ہو ، اور تم میں اللہ تعالیٰ کے رسول موجود ہیں ۔ حالانکہ تم کو نماز حالتِ جنابت میں پڑھنی پڑے گی ۔ پس ان وسوسوں سے متاثر ہو کر وہ لوگ ڈر گئے ۔ اور خدا نے بارش نازل فرمائی ساری رات مینہ برستا رہا ۔ صبح جو اُٹھ کر دیکھتے ہیں تو سب جل تھل بھرے پڑے ہیں ۔ پس تمام سواریوں کو پانی پلایا ۔ غسل کیا اور وضو کیا اور میٹھا پانی جمع کر لیا اور مطمئن ہوگئے ۔ مینہ برسنے سے چونکہ ریت مضبوط ہوجاتی ہے ۔ اُن کے قدم جم گئے ۔

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آ گیا ، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے ، اور وہ بُری جگہ

الْمَصِيْرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا

ہے ۔ پس تم نے اُن کو قتل نہیں کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے اُنھیں قتل کیا تھا ۵۱ اور تُو نے

رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ

مٹی نہیں پھینکی تھی ۵۲ جبکہ تو نے ہی پھینکی تھی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ ہی نے پھینکی تھی ۔ اور یہ اس لئے تھی کہ وہ (اللہ)

مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٧﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ

اسکے ذریعے سے مومنین کی اچھی طرح آزمائش کرے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا بہت جاننے والا ہے ۔ ایک یہ تھی ،

اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٨﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ

اور یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے ۔ اگر تم نے فتح چاہی ، تو یقیناً

جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ

تمھارے پاس فتح آ ہی گئی ۔ اور اگر تم باز آ جاؤ ، تو وہ تمھارے لئے بہتر ہے ۔ اور اگر تم پھر وہی کرو

تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ

گے ، تو ہم بھی وہی کریں گے ۔ اور تمھارا گروہ خواہ وہ کتنا ہی کثیر ہو ، تمھارے کسی کام نہ آئے

كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

گا ۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے ۔ اے وہ لوگو ! جو ایمان لا چکے ہو ،

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿٢٠﴾

تم اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو ، اور اُس سے روگردانی نہ کرو ، حالانکہ تم سُنتے ہو ۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢١﴾

اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے کہا کہ ہم نے سُنا ، حالانکہ وہ (کچھ بھی) نہیں سُنتے ہیں ۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جانور وہ بہرے گونگے ہیں ، جو عقل سے کام

يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ

نہیں لیتے ۵۳ ۔ اور اگر اُن میں کسی اچھائی کے ہونے کا علم خدا کو ہوتا ، تو وہ انھیں ضرور سُنواتا ۔ اور اگر

۵۱ اللہ قتلھم :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۴ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب فخر کیا کرتے تھے کہ ہم نے اتنے مشرکین کو قتل کیا ۔ اُن کا فخر توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے اُن کو قتل نہیں کیا ، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو قتل کیا ہے ۔ اس لئے اللہ ہی نے اپنے فرشتے رسول کی مدد کیلئے بھیجے ۔ کافروں کے دلوں میں رعب اللہ تعالیٰ نے ڈالا ۔ اور تمھارے دلوں کو قوی اللہ تعالیٰ نے کیا ۔

۵۲ وما رمیت :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۴ پر بحوالہ تفسیر قمی وارد ہے کہ یہاں ان کنکریوں کا پھینکنا مراد ہے جو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھا کر قریش کی طرف پھینکی تھیں ۔ اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ شاھت الوجوہ (بگڑ جائیں یہ چہرے)۔

روایت میں آیا ہے کہ جب قریش اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آئے تو جبرئیلِ امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ آپ مٹھی بھر مٹی ان سب پر پھینک دیجئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اس میدان کی مہین کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دے دو ۔ انھوں نے دے دی ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے چہروں کی طرف پھینک دی ۔ اور یہ فرمایا شاھت الوجوہ ۔ پس ایک مشرک بھی نہ بچا جسکی آنکھوں میں وہ مٹی نہ پڑی ہو ۔ یہ تو اس میں مشغول رہے ۔ ادھر مومنین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے سے حملہ کر دیا اور مشرکین کو قتل بھی کیا ، قید بھی کیا ، شکست بھی دے دی ۔ جب لوگ اس حملہ سے پلٹ کر آئے ، تو فخر کرنے لگے ۔ ایک کہتا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا ۔ دوسرا کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قید کیا ۔ تو اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ جس میں یہ ثابت کر دیا کہ اس فتح کا اصلی سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاک پھینکنا تھا جسکے ظاہر فاعل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ۔ اور باطنی اثر بخشنے والا خدا تعالیٰ تھا ، اسلئے کہ اثر بخشنا قوتِ بشری سے باہر ہے ۔

ع ۹ / ۱۶

۵۳ لا یعقلون :-

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بنی عبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی کہ اُن میں سے سوائے مصعب ابن عمیر رضؓ کے اور اُن کے ایک حلیف کے جن کا نام سویط تھا ، اور کوئی شخص داخلِ اسلام نہیں ہوا ۔

۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

وُہ اُن کو سنوائے تو وُہ روگردانی کرنیوالے ہو کر ضرور پھر جائیں۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو،

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج

جس وقت رسول تمھیں کسی بات کی طرف بلائے تاکہ تمھیں زندگی بخشے ؎۱،

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ

تو اللہ تعالیٰ اور (اسکے) رسول کا حکم مانو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے ؎۲ اور یہ بھی کہ تم

تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

سب اسی کے حضور میں اکٹھے کئے جاؤ گے۔ اور تم اس فتنہ سے ڈرتے رہو ؎۳ جو خاص کر ان پر (ہی) نہ پڑیگا۔ جنھوں نے تم

مِنْكُمْ خَآصَّةً ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

میں سے ظلم کیا۔ اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ

اور یاد کرو (وُہ وقت) جبکہ تم نہایت تھوڑے تھے۔ اس زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہوئے،

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ

تم ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اچک کر نہ لے جائیں۔ پس تمھیں اس نے پناہ دی، اور اپنی نصرت سے تمھاری

بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

مدد کی۔ اور تمھیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا، تاکہ تم شکر کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا

اے وُہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو تم اللہ تعالیٰ اور (اُسکے) رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں کی

اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ

خیانت کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور جان لو کہ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ تمھارے مال

وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ لا وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ ع

اور تمھاری اولاد ایک آزمائش ہیں ؎۴ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا بدلہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو اگر تم خدا سے ڈرتے رہو گے وُہ تمھارے لئے ایک امتیاز قرار دے گا۔

؎۱ لما یحییکم:-

تفسیر صافی صٓ ۱۹۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حیات سے مراد جنّت ہے۔ اور امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ولایتِ علی علیہ السّلام مراد ہے۔ کہ ان حضرت کا اتباع کرنا اور اُن کی ولایت کا تسلیم کرنا تمھارے امور کو پریشان نہ ہونے دے گا۔ عدل و انصاف کو تم میں قائم رکھے گا اور آخر تم کو جنّت میں پہنچا دے گا۔

؎۲ ان اللہ یحول:-

تفسیر صافی صٓ ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ مومن اور اس کی معصیت کے درمیان خدا حائل ہو جاتا ہے کہ وُہ اُسے جہنم میں نہ لے جانے پائے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خوب یاد رکھو! کہ اعمال کی جانچ اُن کے انجام سے کی جائیگی۔

التوحید اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنے یہ منقول ہیں کہ کسی شخص اور اُس کے قلب کے مابین حائل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ وُہ شخص حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھتا رہے۔ یہ ناممکن ہے۔

؎۳ واتقوا فتنۃ:-

تفسیر صافی صٓ ۱۹۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وُہ فتنہ عام ہوگا۔ یعنی نقصان اُس کا سب کو پہنچے گا۔ اور وُہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سُستی کرنا، آپس میں پھوٹ ڈالنا اور بدعتیں پھیلانا ہے۔

؎۴ اولادکم فتنۃ:-

تفسیر صافی صٓ ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان، جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یا اللہ میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اسلئے کہ تم میں ایسا ایک بھی نہیں جو فتنہ سے خالی ہو، اور فتنہ کو دوست نہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ پس اگر کوئی شخص پناہ مانگے تو یوں مانگے: اللھم اعوذ بک من مضلات فتن۔ یا اللہ جو راہِ راست سے ہٹا دینے والی آزمائشیں ہیں، میں اُن سے پناہ مانگتا ہوں۔

ع ۳ / ۹ / ۱۷

وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

اور تم سے تمھاری برائیاں دُور کر دے گا ، اور تمھیں بخش دے گا ۔ اور اللہ تعالےٰ بہت بڑے فضل

الْعَظِيْمِ ۲۹ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ

والا ہے ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ وُہ لوگ جو کافر ہو گئے تیرے بارے میں تدبیریں کرتے تھے تاکہ تجھے قید کر

اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُؕ

لیں یا تمھیں قتل کر دیں ، یا تجھے نکال دیں ۔ اور وُہ تدبیریں کرتے تھے ، اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیریں کرتا تھا ۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۳۰ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا

اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے ۔ اور جب اُن پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وُہ کہتے ہیں

قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۱؎ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

بیشک ہم نے سُنا ہے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اُس کی مانند کہہ ڈالیں ۱؎ یہ نہیں ہیں مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۳۱ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا

پہلوں کی کہانیاں ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ انھوں نے کہا ، یا اللہ! اگر یہ بات

هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

حق ہے ، اور تمھاری طرف سے ہے ، پھر تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا ۔

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۳۲ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ

یا ہم کو کوئی دردناک عذاب دے ۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ وُہ اُنھیں عذاب دے ، جس حالت میں کہ تم اُن

فِيْهِمْؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۳۳

میں موجود ہو ۔ اور ایسا بھی نہیں کہ وُہ لوگ اُس سے معافی طلب کریں ، اور وُہ اُن پر عذاب کرے ۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور اللہ تعالیٰ اُنھیں عذاب کیوں نہ دے ، جس حال میں کہ وُہ مسجد الحرام سے روکتے ہیں ۔

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

حالانکہ وُہ اُس کے سرپرست نہیں ۔ اُس کے سرپرست تو صرف (خاص) متقین ہی ہیں ۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۴ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ

مگر اُن میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں ۔ اور اُن کی نماز خانۂ کعبہ کے پاس سوائے

۱؎ لقلنا مثل ھٰذا :-

تفسیرِ صافی ص۱۹۵ پر لکھا ہے کہ یہ قول نضر ابنِ حارث ابنِ کلدہ کا ہے ۔ اور انتہا درجہ کی ہٹ دھرمی پر دلالت کرتا ہے ۔ کیونکہ تیرہ برس سے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم برابر کلامِ خدا کا اعلان فرما رہے تھے ۔ اور سب ویسا کلام بنا کر لانے سے عاجز رہے تھے ۔

۲؎ فامطر علینا :-

تفسیرِ صافی ص۱۹۵ پر ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ کلام نضر کا ہے ۔ اور تفسیرِ قمی کے بموجب ابوجہل کا ۔ اور کافی کے مطابق حرث ابن عمر فہری کا ۔ اور مجمع البیان کے بموجب نعمان ابن حرث کا ہے ۔

الْبَيْتِ إِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا
سیٹیاں بجانے ل اور تالیاں پیٹنے کے ۲ اور کچھ نہ تھی (اسلئے انھیں کہا جائیگا کہ) پس جو کفر کرتم کیا کرتے
كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ
تھے اُسکے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔ یقیناً وُہ لوگ جو کافر ہوگئے وُہ اپنے مال اسلئے خرچ کرتے ہیں
أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ
تاکہ وُہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکیں۔ پس وُہ اُسے اب تو خرچ کریں، پھر
تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۵ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
وہی اُن کیلئے باعثِ حسرت ہوجائے گا۔ پھر وُہ مغلوب ہوجائیں گے۔ اور وُہ لوگ جو کافر ہوگئے
إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿۳۶﴾ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ
وُہ جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کردے
الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ
اور ناپاک کو ایک دوسرے کے اُوپر رکھ دے۔ پھر اُن سب کا
جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ؕ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۳۷﴾
ڈھیر لگادے۔ پھر اس ڈھیر کو جہنم میں ڈال دے۔ وہی تو نقصان اُٹھانے والے ہیں۔
قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ
(اے رسولؐ) کہہ دو اُن لوگوں سے جو کافر ہوگئے، اگر وُہ باز آجائیں تو جو کچھ پہلے ہوچکا ہے وُہ اُنکو معاف کردیا جائے گا۔
وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۸﴾ وَ
اور اگر وُہ پھر ویسا ہی کریں گے، تو پہلوں کا طریقہ تو گذر ہی چکا ہے۔ اور
قَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ
اُن سے جنگ کئے جاؤ، تاآنکہ کوئی فتنہ نہ رہ جائے۔ اور سارے کا سارا دین اللہ تعالیٰ ہی کا ہو
لِلّٰهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۹﴾ وَإِنْ
جائے۔ پس اگر وُہ باز آجائیں تو جو کچھ وُہ کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور اگر وُہ
تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۴۰﴾
منہ پھیر لیں تو جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارا مالک ہے۔ وُہ کیا اچھا مالک اور کیا اچھا مددگار ہے۔

ل البیت:-
گھر۔ اصل میں تو بیت اس جگہ کو کہتے ہیں، جہاں انسان رات میں آکر بسیرا کرے۔ پھر کبھی کبھی رات کا لحاظ کئے بغیر مطلق جائے سکونت کو بیت کہہ دیا جاتا ہے۔ مٹی کا گھر ہو یا چونے پتھر کا۔ اُون کا شامیانہ ہو یا خیمہ پشمینے کا۔ سب کیلئے بیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔
(لغات القرآن نعمانی، جلد ۲، ص ۵۴)

۲ الا مکاء و تصدیۃ:-
ع ۹ ۱۸
تفسیر صافی ص ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد الحرام میں نماز پڑھتے تو قبیلہ عبدالدار کے دو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں کھڑے ہو کر سیٹیاں بجانے لگتے۔ اور دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے۔ اور مقصود یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو باطل کریں۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کو یہ سزا دی کہ غزوۂ بدر میں ان سب کو قتل کرا دیا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ

اور تم جان لو ماسوا اسکے نہیں ہے کہ جو کچھ بھی تم کو کسی چیز سی غنیمت ملے ۵۱ پس یقیناً اُسکا خمس (پانچواں حصہ) اللہ تعالیٰ کیلئے

لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ

ہے ۵۲ اور رسول کیلئے۔ اور (رسول کے) قرابتداروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں

السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

کیلئے ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور اُس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن نازل کی تھی

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۱

جس دن دو گروہ (مسلمان اور کافر) باہم مقابل ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم (وادی کے) نزدیکی کنارے پر تھے۔ اور وہ (کافر) دُور کے کنارے پر تھے۔ اور

الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔ اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدہ کر لیتے، تو تم میعاد میں ضرور اختلاف

الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ

کرتے۔ لیکن (تم کو ایک دوسرے کے مقابل کر دیا) تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کر دے جو ہونا تھا۔ تاکہ جس نے ہلاک

مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ

ہونا ہو وہ حجت سے ہلاک ہو۔ اور جس نے زندہ رہنا ہو وہ (بھی) حجت سے زندہ رہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۴۲ۙ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ

سننے والا جاننے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ تمھیں تمھارے خواب میں انھیں کم دکھا رہا تھا۔

وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ

اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) انھیں تجھ کو زیادہ دکھلاتا، تو تم ضرور ہمت ہار دیتے اور تم ضرور اس معاملہ میں آپس میں جھگڑتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴۳ وَاِذْ

لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ یقیناً وہ سینوں کی حالت کو خوب جاننے والا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو)

يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ

جبکہ تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے ۵۳ تو اس نے انھیں تمھاری نظروں میں کم دکھلایا۔ اور تمھیں انکی نظروں میں کم ۵۴

۵۱ غنمتم:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۸ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق اسکے معنی ہیں: "کفار کو جو کچھ تم انھیں مغلوب کر کے حاصل کرو۔" اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسکے یہ معنی منقول ہیں: کہ جو کچھ تمھارا روز کا منافع ہو۔

۵۲ خمسہ:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۸ پر بحوالہ کافی و تہذیب حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ذوی القربیٰ سے ہم مراد ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسولؐ کے ساتھ مقرون کیا ہے اور یہ فرمایا ہے: فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمساکین وابن السبیل۔ ان سے خاص ہمارے یتیم ہمارے مسکین اور ہمارے مسافر مراد ہیں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا اور ہمارا یہ اکرام فرمایا ہے کہ ہم کو لوگوں کا میل کچیل کھانے سے بچایا۔

التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کا خمس بھی امام کا حق ہے۔ اور رسول کا خمس بھی۔ اور ذوی القربیٰ کا خمس بوجہ قرابتِ رسول امام کا حق ہے۔ اور الیتٰمیٰ سے مراد خاص طور پر آلِ رسولؐ کے یتیم ہیں۔ اور والمساکین اور وابن السبیل سے مراد خاص طور پر آلِ رسولؐ کے مسکین اور مسافر ہیں۔ پس خمس ان کے سوا کسی غیر کو نہیں پہنچ سکتا۔

۵۳ اذ یریکموھم:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۹ پر بحوالہ الجوامع عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مشرکین ہماری آنکھوں میں اتنے کم نظر آتے تھے کہ میں نے اپنے پہلو میں کسی سے سوال کیا کہ یہ تو کوئی ستر آدمی نظر آتے ہیں۔ تو اُس نے کہا کہ مجھے تو کوئی سو نظر آتے ہیں۔ پھر ہم نے اُن میں سے ایک کو قید کیا اور اُس سے دریافت کیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ تو اُس نے کہا کہ ہم ایک ہزار تھے۔

۵۴ یقللکم:-

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۹ پر ہے کہ تم انھیں اس قدر قلیل کر کے دکھایا کہ اُن میں سے ایک نے تو یہ کہہ دیا کہ بیچارے مسلمان ہیں ہی کتنے، ایک اونٹ کی خوراک ہیں۔ اور ابو جہل نے کہا کہ یہ تو ہمارے ایک جانور کا پیٹ بھرنے کے لائق ہیں، ہم کو مقابلہ میں جانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی بھیجیں گے تو وہ انھیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر کے لا حاضر کریں گے۔ اور کم کر کے دکھلانے کی غرض یہ تھی کہ مقابلہ کرنے سے پہلے تو مشرکین جری رہے۔ اور جب مقابلہ میں آگئے تو پھر مسلمانوں کو اُن کی نظروں میں زیادہ کر کے دکھلایا، تاکہ شوکتِ کثرت سے مغلوب ہو جائیں۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات اور واقعہ بدر کی عظیم الشان نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ کیونکہ یوں تو آنکھ کبھی کبھی کثیر کو قلیل اور قلیل کو کثیر دیکھتی ہے۔ لیکن نہ ایسی خاص صورت میں اور نہ اس خاص حد تک۔

فِيٓ أَعۡيُنِهِمۡ لِيَقۡضِيَ ٱللَّهُ أَمۡرٗا كَانَ مَفۡعُولٗاۗ وَإِلَى ٱللَّهِ

تھوڑا کر کے دکھایا، تاکہ اللہ تعالیٰ اُس کام کو پُورا کر دے جو ہونا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

تُرۡجَعُ ٱلۡأُمُورُ ﴿٤٤﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا لَقِيتُمۡ فِئَةٗ

سب کام لوٹائے جاتے ہیں۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ جب تم (لڑائی کے موقعہ پر) کسی گروہ کے مقابل ہو تو

فَٱثۡبُتُواْ وَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرٗا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ ﴿٤٥﴾

ثابت قدم رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَنَٰزَعُواْ فَتَفۡشَلُواْ وَ

اور تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم ہمت ہار دو گے ۵۱۔

تَذۡهَبَ رِيحُكُمۡۖ وَٱصۡبِرُوٓاْۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿٤٦﴾

اور تمھاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اور صبر کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ خَرَجُواْ مِن دِيَٰرِهِم بَطَرٗا وَرِئَآءَ

اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جو اپنے گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے ۵۲

ٱلنَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِۚ وَٱللَّهُ بِمَا يَعۡمَلُونَ

اور وہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے (بھی) ہیں۔ اور جو کچھ وُہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احاطہ

مُحِيطٞ ﴿٤٧﴾ وَإِذۡ زَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ أَعۡمَٰلَهُمۡ وَقَالَ لَا غَالِبَ

میں ہے۔ اور جب شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کے لئے آراستہ کر دیا۔ اور اُس نے کہا کہ آج کے دن تم پر

لَكُمُ ٱلۡيَوۡمَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَإِنِّي جَارٞ لَّكُمۡۖ فَلَمَّا تَرَآءَتِ

آدمیوں میں سے کوئی غالب نہیں آئے گا، اور میں یقیناً تمھارا مددگار ہوں۔ پس جب دونوں لشکروں نے

ٱلۡفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيۡهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيٓءٞ مِّنكُمۡ

ایک دوسرے کو دیکھا شیطان اپنی ایڑیوں پر پلٹ گیا، اور کہنے لگا، یقیناً میں تم سے بری ہوں۔

إِنِّيٓ أَرَىٰ مَا لَا تَرَوۡنَ إِنِّيٓ أَخَافُ ٱللَّهَۚ وَٱللَّهُ شَدِيدُ

بیشک میں وُہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ میں تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب

ٱلۡعِقَابِ ﴿٤٨﴾ إِذۡ يَقُولُ ٱلۡمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم

دینے والا ہے۔ (وُہ وقت یاد کرو)، جبکہ منافق اور وُہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے، کہنے لگے

---

۵۱ فتفشلوا:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح تم نے بدر اور اُحد میں اختلاف رائے کر کے جھگڑا کیا تھا، ایسا نہ کیا کرو۔

کیونکہ ایسا کرنے سے تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا اُکھڑ جائے گی یا سلطنت جاتی رہے گی سلطنت کو ہوا سے تشبیہ اس لئے دی گئی ہے کہ ہوا کا چلنا اور سلطنت کے احکام کا نافذ ہونا ایک طرح کی مشابہت رکھتا ہے۔ اور محاورہ ہے کہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص کی ہوا بندھ گئی۔ جس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کا حکم نافذ ہو گیا ہے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نصرت نہ ہوئی جبتک کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا نہ بھیجی۔ اور ایک حدیث نبوی میں آیا ہے کہ ہماری نصرت بادِ صبا سے کی گئی۔ اور قوم عاد آندھی سے ہلاک کر دی گئی۔

۵۲ رئاء الناس:۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۹۹ پر ہے کہ مشرکین کا وُہ اترانا اور دکھاوا یہ تھا کہ جس وقت اُن کا لشکر جحفہ کے قریب پہنچا، تو ابو سفیان کا قاصد اُنھیں ملا اور کہا کہ یہیں سے لوٹ جاؤ اسلئے کہ تمھارا مال سلامت رہا۔

ابو جہل نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک ہم بدر نہ پہنچ لیں اور وہاں شرابیں نہ پی لیں، اور عرب میں سے جو بھی ہمارے پاس آ جائیں اُنھیں کھانا نہ کھلا لیں اور اُنھیں نوجوان عورتوں کا گانا نہ سنوا لیں۔ اُس وقت تک واپس نہ لوٹیں گے۔ یہ تھا اُن کا اترانا اور دکھاوا۔ اور اُسے اُنھوں نے پورا بھی کیا۔ مگر بجائے شراب کا پیالہ پینے کے موت کا شربت پینا پڑا۔ اور بجائے گانے والیوں کے نوحہ کرنے والیوں نے اُن پر نوحہ کیا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ اُن کی طرح اترانے والے اور ریاکار نہ بنو۔

قَرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ۗ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ

ان (مسلمانوں) کو تو اُنکے دین نے دھوکا دیا ہے ۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا ، تو یقیناً اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ

زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔ اور کاش تو اُس وقت دیکھے جبکہ فرشتے اُن لوگوں کو جو کافر ہو گئے

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ

(دنیاوی زندگی سے) پورا پورا لے لیتے ہیں لہ وُہ انکے چہروں اور اُنکی پیٹھوں پر مارتے جاتے ہیں ۔ اور (کہتے جاتے ہیں)

الْحَرِيْقِ ﴿٥٠﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

جلانیوالا عذاب چکھو ۔ یہ (اس کا بدلہ) ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے ، اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٥١﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ

حق میں ظالم نہیں ہے ۔ جس طرح آل فرعون کی اور اُن لوگوں کی جو اُن سے پہلے ہوئے ، حالت

قَبْلِهِمْ ۗ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۗ اِنَّ

ہوئی ۔ کہ انھوں نے خدا کی نشانیوں کا انکار کیا ، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اُنکے گناہوں کی پاداش میں پکڑا ۔ یقیناً

اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ

اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور سخت عذاب دینے والا ہے ۔ یہ اسلئے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی نعمت کو جو اُس نے کسی

مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ

قوم کو عطا کی ہو بدلنے والا نہیں ہے ٢ه ۔ جب تک کہ وُہ اپنے نفسوں میں تغیر پیدا نہ کریں ۔

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

اور بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ۔ جس طرح آل فرعون کی اور اُن لوگوں کی جو اُن سے پہلے ہوئے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

حالت ہوئی ۔ انھوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو جھٹلایا ۔ پس ہم نے انھیں اُنکے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا ،

وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اِنَّ شَرَّ

اور ہم نے آل فرعون کو غرق کر دیا ۔ اور وہ سب کے سب ظالم تھے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾

کے نزدیک بدترین جاندار وُہ لوگ ہیں جو کافر ہوئے ، پس وہ ایمان نہیں لاتے ہیں ۔

لہ یضربون :-

تفسیر صافی صنہ۲ پر بحوالہ مجمع البیان لکھا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا تھا، اور جب اُس کا سر کاٹنے آگے بڑھا، تو سر الگ پایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ فرشتوں نے تم پر سبقت کی۔

ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ فرشتوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے۔ جس وقت وُہ مشرکین کو مارتے تھے تو آگ کے شعلے نکلتے تھے ؏

٢ه مغیرا :-

تفسیر صافی صنہ۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی کو اُن کی قوم کی طرف بھیجا۔ اور اُن کو یہ وحی فرمائی کہ تم اپنی قوم سے کہہ دو کہ کسی بستی کے رہنے والے اور کسی گروہ کے آدمی جو میری اطاعت میں ہوں، اور اس حالت میں اُنکو فقر و فاقہ کی تکلیف پہنچے، جس سے وُہ میری پسند کی باتیں چھوڑ کر ایسی باتیں پسند کر لیں جو مجھے ناپسند ہوں، تو میں بھی وُہ حالت جسے وُہ پسند کرتے ہونگے بدل کر ایسی حالت کر دوں گا جسے وُہ ناپسند کرتے ہوں گے۔ اور یہ بھی کہہ دو کہ کسی بستی کے رہنے والے اور کسی خاندان کے لوگ جو میری نافرمانی میں ہوں جس کے سبب سے انھیں کوئی مرض اور تکلیف پہنچے اور اُس کے سبب سے وہ لوگ وُہ باتیں چھوڑ دیں جنھیں میں ناپسند کرتا ہوں اور وُہ باتیں اختیار کر لیں جو مجھے پسند ہوں، تو میں بھی اُن کی اس حالت کو بدل دوں گا جسے وُہ ناپسند کرتے ہوں۔

نیز اِسی کتاب میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ میرے والد بزرگوار یہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے یہ بات حتماً طے کر دی ہے کہ جب وُہ کسی بندہ کو نعمتیں عطا کر دے گا تو اُس سے اُن نعمتوں کو اُس وقت تک سلب نہ کریگا۔ جب تک کہ وُہ بندہ کوئی گناہ کر کے اِس بات کا مستحق نہ ہو جائے کہ وُہ نعمت اس سے چھین جائے اور اُسے تکلیف پہنچے ؏

الَّذِينَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ

وُہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ، پھر وُہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں ،

مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

اور وُہ نہیں ڈرتے ہیں ۔ پس تم اگر اُن پر لڑائی میں قابو پا جاؤ ،

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ

تو اُنکے ساتھ ہی اُن کو بھی جو اُنکے پیچھے ہیں تتر بتر کر دو ، تاکہ وُہ بھی یاد رکھیں ۔ اور اگر تمھیں کسی قوم سے

مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا

خیانت کا ڈر ہو تو تم بھی برابر کی حیثیت سے (اُن کا عہد) اُنکی طرف پھینک دو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے

يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾ ع وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ

والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور وُہ لوگ جو کافر ہو گئے مت خیال کریں ، کہ وُہ آگے بڑھ گئے ۔

إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿٥٩﴾ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

یقیناً وُہ (ہمیں) عاجز نہیں کر سکتے ۔ اور تم اُن (کے مقابلہ) کیلئے جس قدر قوت ، ہم پہنچا سکتے ہو ۵ا

وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ

اور جسقدر گھوڑے باندھ سکو ، مہیا کئے رہو ۔ اسکے ذریعہ سے تم اللہ تعالیٰ کے دشمن اور اپنے دشمن پر اور اُن کے علاوہ

اٰخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُونَهُمْ ۚ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا

دوسروں کو بھی ڈراتے رہو گے ۔ تم اُن کو نہیں جانتے ، اللہ تعالیٰ اُن کو جانتا ہے ۔ اور جو کچھ

تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا

تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے ، وُہ تمھیں پورا پورا دیا جائے گا ۔ اور تم پر ظلم نہیں

تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى

کیا جائے گا ۔ اور اگر وُہ صلح کے لئے جھکیں تو تم بھی اُن کیلئے جھک جاؤ ۵۲ اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ

اللّٰهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾ وَإِنْ يُّرِيدُوا أَنْ يَّخْدَعُوكَ

رکھو ۔ یقیناً وُہ سب کی سننے والا جاننے والا ہے ۔ اور اگر وُہ یہ چاہیں کہ تمھیں دھوکا دیں ،

فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

تو یقیناً تمھارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے ۔ وُہ وہی ہے جس نے تمھاری تائید اپنی نصرت اور مومنوں کے ساتھ کی ۔

ع ١٠ ٧ ٣

۵ا من قوۃ :۔

تفسیر صافی صفحہ ٢ پر ہے کہ اس آیت میں قوۃ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے جنگ میں تقویت پہنچے ۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مرفوعاً منقول ہے کہ قوۃ سے مراد تیر اندازی کی قوت ہے ۔ اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوۃ سے مراد تلوار اور ہیبت ہے ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہتھیار ہیں ۔

اور من لا یحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بالوں کا خضاب کر کے سیاہ کرنا بھی قوۃ میں شامل ہے کیونکہ اس سے بھی دشمن پر ہیبت چھا جاتی ہے ۔

۵۲ فاجنح لہا :۔

تفسیر صافی صفحہ ٢ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے ۔ اور اس کو منسوخ کرنے والی یہ آیت ہے جو پ ٢٦ سورۂ محمدؐ میں ہے :۔ فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون ۔ (پس سستی نہ کرو ، اور صلح کے خواہاں نہ ہو جس حال میں کہ تم خود غالب ہو) ۔

اور یہ منسوخ آیت : یسئلونک عن الانفال کے نزول سے اور غزوۂ بدر کے وقوع سے پہلے نازل ہوئی تھی ۔ لیکن آخر سورہ میں درج کی گئی ۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ السلم سے کیا مراد ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے امر میں داخل اور شریک ہو جانا ۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ

اور اُس نے اُنکے دلوں کے مابین الفت ڈال دی ۔ اگر جو کچھ زمین میں ہے تو وُہ سب کا سب بھی خرچ کر دیتا تو بھی تو

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ

اُن کے دلوں کے مابین الفت نہ پیدا کر سکتا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکے مابین الفت ڈال دی ۔ یقیناً وُہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ

زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔ اے نبی ! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے ۔ اور مومنوں میں سے وُہ جنھوں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى

نے تمہاری پیروی کی ۔ اے نبیؐ ! تم مومنوں کو جہاد پر

الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا

آمادہ کرو ۔ اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے بھی ہوں گے ١ تو وُہ دو سو پر غالب

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ

رہیں گے ۔ اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں گے ۔ تو وُہ ایک ہزار کافروں پر غالب

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ

رہیں گے ۔ کیونکہ یقیناً وُہ لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہی نہیں ۔ اب اللہ تعالیٰ نے تم پر

اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

(اس حکم میں) تخفیف کر دی ۔ اور وُہ جانتا ہے کہ تم میں یقیناً کمزوری ہے ۔ پس اگر تم میں سے ایک سو

مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

صبر کرنے والے ہوں گے ٢ تو وُہ دو سو پر غالب رہیں گے ۔ اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے

اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

تو وُہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے ۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي

نبی کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اُسکے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وُہ زمین پر (کافروں کا) خون نہ بہالے ۔

الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ

تم لوگ دُنیا کا سامان چاہتے ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لئے) آخرت کو چاہتا ہے ۔

---

١ عشرون صٰبرون :-

تفسیر صافی صنٓ۲۰۱ پر ہے کہ یہ تعداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئی تھی کہ مومنین کے گروہ کا ایک شخص کفار کے گروہ کے دس دس آدمیوں پر اللہ تعالیٰ کی تائید سے غالب آئے گا۔ اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ کافروں کا نہ تو خدا پر ایمان ہے ۔ جس سے اُن کو مدد ملے ۔ نہ آخرت اور جزا کا یقین ہے جس سے ثابت قدمی اور دِل کو تقویت حاصل ہو۔ پس مومن کا لڑنا نصرتِ دینِ خدا کے لئے ہوگا ۔ اور آخرت میں درجہ اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے نہ ذلیل و ناپائدار چیزوں کی خاطر ۔

ع ٨ ٦

٢ مائة صابرة :-

تفسیر صافی صنٓ۲۰۱ پر لکھا ہے کہ یہ آیت اپنے سے پہلی آیت کو منسوخ کرنیوالی ہے ۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اس آیت کا ذکر کیا گیا ہے اس میں حضرت نے یہ فقرہ بھی فرمایا ہے کہ خدا نے دس کو منسوخ کر دیا۔

تفسیر عیاشی میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مسلمان جہاد میں دو کافروں کے مقابلہ سے بھاگ جائے وُہ جہاد میں بھاگ جانے والوں میں سے محسوب ہوگا ۔ اور جو تین کے مقابلہ سے بھاگے اُس پر الزام نہیں ہے ۔

تفسیر قمی میں بعد اسی مطلب کے جو انہی دونوں حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے ، یہ قول بھی لکھا ہے کہ ابتدائے امر میں ، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ والوں کی تعداد کم تھی ۔ اسلئے پہلا حکم تھا ۔ پھر جب اُنکی تعداد بڑھ گئی تو دُوسرا تخفیفی حکم آگیا ۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٦٧ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ

اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا پہلے نہ ہو چکا ہوتا ، تو جو (فدیہ) تم

فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٦٨ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ

نے لیا ہے ۔ اسکی پاداش میں تمھیں ایک بہت بڑا عذاب ضرور پہنچتا ۔ پس جو کچھ تم نے مالِ غنیمت پایا ہے ، اسے حلال

حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٦٩ ع

اور پاک جان کر اُس میں سے کھاؤ ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔

ع ٩ ٥

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ

اے نبی ! جو قیدی تمھارے قبضہ میں ہیں ، اُن سے کہہ دو کہ اگر تمھارے

يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ

دلوں میں کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ کو ظاہر ہو جائے گی ۔ تو جو کچھ (فدیہ) تم سے لیا گیا ہے ۔ (اللہ تعالیٰ) اس سے

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧٠ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ

بہتر تمھیں دیگا ۔ اور تمھیں بخش بھی دیگا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔ اور اگر وہ تجھ سے خیانت کرنیکا ارادہ رکھتے

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

ہیں تو یقیناً وہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے خیانت کر چکے ہیں ۔ پھر (اللہ نے) تم کو اُن پر قابو دے دیا ۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ

حَكِيْمٌ ۝٧١ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

جاننے والا حکمت والا ہے ۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی ۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا

ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ، اور جنھوں نے جگہ دی ، اور نصرت کی ،

اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ

وہ ایک دوسرے کے سرپرست ہیں [1] اور وہ لوگ جو ایمان لائے ، اور انھوں نے

يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ

ہجرت نہیں کی ، تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں ، تم کو اُن کی سرپرستی سے کوئی تعلق نہیں ۔

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي

اور اگر وہ تم سے دین (کے بارے) میں مدد مانگیں تو تم پر اُن کی مدد کرنا واجب ہے ۔ سوائے اس قوم کے

[1] اولیاۤء بعض :-

تفسیر صافی صلہ ۲۰ پر بحوالہ تفسیر قمیؔ لکھا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے ۔ تو مہاجرین ، مہاجرین کے مابین اور انصار ، انصار کے مابین اور مہاجرین و انصار کے مابین مواخات یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا ۔ اور یہ قاعدہ مقرر فرما دیا تھا کہ جب کوئی انتقال کرتا تو اُس کا دینی بھائی اُس کا وارث ہو جاتا ۔ اور کل مال متروکہ لے لیتا ۔ اُس کے وارثوں کو کچھ نہ ملتا مگر بعد جنگِ بدر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :- النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ ۔ (نبی مومنوں کی جانوں کا خود اُن سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں ۔ اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں ، اور قریبی رشتہ دار خدا تعالیٰ کے لکھے ہوئے کے مطابق ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں) ۔ تو اس آیت نے میراثِ اخوت کو منسوخ کر دیا ۔

قوم بينكم وبينهم ميثاق ۗ والله بما تعملون بصير ﴿۷۲﴾

خلاف کہ تمہارے درمیان اور اُنکے درمیان کوئی عہد و پیمان ہُوا ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے والا ہے۔

والذين كفروا بعضهم أولياء بعض ۚ إلا تفعلوه تكن

اور وہ لوگ جو کافر ہوئے وہ ایک دوسرے کے سرپرست ہیں۔ اگر تم (خدا کے حکم کو) عمل میں نہ لاؤ گے

فتنة في الأرض وفساد كبير ﴿۷۳﴾ والذين آمنوا و

تو زمین میں ایک فتنہ اور بہت بڑا فساد ہو جائے گا۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اور

هاجروا وجاهدوا في سبيل الله والذين آووا و

اُنھوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا۔ اور وہ لوگ جنھوں نے جگہ دی اور

نصروا أولئك هم المؤمنون حقا ۚ لهم مغفرة و

نصرت کی، وہی برحق مومن ہیں۔ اُن کے لئے بخشش اور باعزت روزی

رزق كريم ﴿۷۴﴾ والذين آمنوا من بعد وهاجروا و

ہے۔ اور وہ لوگ جو بعد میں ایمان لائے، اور تمہارے ساتھ ہو کر ہجرت کی،

جاهدوا معكم فأولئك منكم ۚ وأولو الأرحام بعضهم

اور جہاد کیا، تو وہ تم میں سے ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بعض رشتہ دار بعض

أولى ببعض في كتاب الله ۗ إن الله بكل شيء عليم ﴿۷۵﴾

سے زیادہ حقدار ہیں ۵۱۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

سورة التوبة مدنية

آیاتہا ۱۲۹ — رکوعاتہا ۱۶

براءة من الله ورسوله إلى الذين عاهدتم من

(یہ) اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی طرف سے مشرکوں میں سے ان لوگوں کی طرف بیزاری (کا اعلان) ہے۔ جن سے تم نے

المشركين ﴿۱﴾ فسيحوا في الأرض أربعة أشهر واعلموا

معاہدہ کیا تھا ۵۲۔ پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار مہینے چل پھر لو۔ اور جان لو کہ تم

أنكم غير معجزي الله ۙ وأن الله مخزي الكافرين ﴿۲﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

۵۱ اولوا الارحام :-

تفسیر صافی ص۲۰۲ پر ہے کہ یہ آیت بھی میراث اخوت کو منسوخ کرنے والی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک اور آیت کی بھی منسوخ کرنے والی ہے۔ جو سورہ نساء میں آ چکی ہے :- والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک غلام مر گیا۔ اور مال چھوڑ گیا۔ تو حضرت نے باوجود مالک ہونے کے کچھ نہ لیا اور اُس کے عزیزوں میں تقسیم کر دیا۔ اور یہی آیت تلاوت فرمائی :- واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللّٰہ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعد جناب امام حسن و امام حسین علیہما السلام امامت بھائیوں میں کبھی نہ جائے گی۔ بلکہ اس کا اجراء علی بن الحسین علیہما السلام سے اولاد اور اولاد کی اولاد میں ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :- واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللّٰہ ؂

۵۲ براءۃ :-

تفسیر صافی ص۲۰۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم سورۃ براءۃ کے اوّل میں نازل نہیں ہوئی، کیونکہ بسم اللّٰہ امان و رحمت کیلئے ہے۔ اور سورۂ برات نازل اس لئے ہوئی تھی کہ امان اُٹھائی جائے اور تلوار چلائی جائے۔

ع ۱۰ ۶

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۂ انفال اور سورۂ توبہ دونوں مل کر اصل میں ایک ہی سورہ ہیں۔ اس سورہ کی پہلی آیت براءۃ من اللّٰہ ورسولہ الخ کا مطلب ہے کہ تم نے جو عہد مشرکوں سے کیا ہے، اللہ اور اللہ تعالیٰ کا رسول اب اُسے باقی نہیں رکھنا چاہتے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ عہد توڑ دے۔ تو اُس کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ اس عہد میں یہ شرط کر دی گئی تھی کہ ہم اس عہد پر اُس وقت تک باقی رہیں گے، جبتک کہ وحی خدا اس کے خلاف نہ ہو۔ دُوسرے ہر عہد اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ جب تک کہ طرفِ ثانی اس کو باقی رکھے۔ چونکہ مشرک اپنا عہد توڑ چکے تھے۔ اللہ نے بھی حکم بھیجا کہ اب تم بھی عہد کو باقی نہ رکھو ؂

۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂ ۱۲ ؂

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

اور یہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن سب لوگوں کے لئے اعلان ہے ۔

اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اُسکا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں ۔ پس اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ

لئے بہتر ہے ۔ اور اگر تم روگردانی کروگے تو جان لو کہ تم یقیناً اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو ۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (٣) اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

اور وہ لوگ جو کافر ہوگئے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے ۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ مشرکین

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا

میں سے تم نے عہد کیا تھا ۔ پھر انھوں نے تمھارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی ۔ اور نہ تمھارے خلاف کسی کی پشت

عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پناہی کی ۔ پس اُس کا عہد اُن کی مقررہ مدت تک اُن کو پورا کردو ۔ یقیناً اللہ تعالےٰ

يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (٤) فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا

پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے ۔ پس جب حرمت کے مہینے گزر جائیں [1] تو قتل کرو

الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ

مشرکوں کو ، جہاں بھی تم انھیں پاؤ ۔ اور انھیں گرفتار کرلو ، اور انھیں گھیر لو ۔

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور ہر گھات کی جگہ میں اُن کی تاک میں بیٹھو ۔ پس اگر وہ توبہ کرلیں ، اور نماز قائم کریں ،

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (٥)

اور زکوٰۃ ادا کریں ، تو تم اُن کا راستہ چھوڑ دو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى

اور اگر مشرکوں میں سے کسی ایک نے بھی تم سے پناہ مانگی ہو ، تو تم اُسے پناہ دے دو یہاں تک

يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے ، پھر اُسے اُسکے امن کی جگہ پہنچادو [2] ۔ اسلئے ہے کہ یقیناً وہ لوگ

[1] الاشہر الحرام :-
تفسیر صافی ص۲۰۳ پر لکھا ہے کہ یہ وہ مہینے ہیں جن میں لڑائی روک دی گئی تھی اور عہد توڑنے والوں کو چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی تھی ۔

[2] ابلغه مامنهٗ :-
تفسیر صافی ص۲۰۳ پر ہے کہ اگر وہ اسلام نہ لائے تو اُسے اُسکے امن کے مقام پر پہنچادو ۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کا کلام سناؤ ۔ پھر اُس سے اُسے اچھی طرح واقف کراؤ ۔ پھر اُسے کسی قسم کی رکاوٹ نہ کرو ۔ یہاں تک کہ وہ اپنے امن کے مقام پر لوٹ جائے ۔

قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ

ایسے ہیں جو کچھ نہیں جانتے ہیں ۱ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکوں کا کوئی عہد کیونکر

اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ

رہ سکتا ہے۔ سوائے اُن کے جن سے تم نے مسجد الحرام کے پاس عہد کر لیا

الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ

تھا۔ پس جبتک وہ تمھارے لئے (عہد پر) قائم رہیں، تم بھی اُن کیلئے (عہد پر) قائم رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾ كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا

پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (یہ عہد کیونکر (رہتا) حالانکہ وہ اگر اب بھی تم پر غلبہ پا جائیں تو وہ نہ تو تمھارے ساتھ

فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ

قرابتداری کا لحاظ رکھیں ۲ اور نہ ہی عہد و پیمان کا۔ وہ تمھیں موُنھوں کی زبانی باتوں سے تو راضی کرتے ہیں، حالانکہ

قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨﴾ اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا

اُنکے دل انکار کرتے ہیں۔ اور اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے عوض تھوڑی سی قیمت

قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا

لے لی، پس انھوں نے اُس (اللہ تعالیٰ) کی راہ سے (لوگوں کو) روک دیا۔ بیشک جو کام وہ کرتے تھے

يَعْمَلُونَ ﴿٩﴾ لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً وَ

بُرا ہے۔ کسی مومن کے بارے میں نہ تو قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا۔ اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ﴿١٠﴾ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ پس اگر انھوں نے توبہ کرلی اور نماز قائم کرلی،

وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيَاتِ

اور زکوٰۃ دی، تو وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں۔ اور ہم اُن لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں آیتوں کو

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ

کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ اور اگر انھوں نے اپنے عہد و پیمان کے بعد قسمیں توڑ دیں،

وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا

اور تمھارے دین میں طعنہ زنی کی، تو تم (بھی) کفر کے اماموں (سرداروں) کے ساتھ جنگ کرو ۳، تاکہ وہ باز آجائیں

ع ۶ / ۷

۱ لا یعلمون :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۰۳ پر ہے کہ چونکہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ ایمان کیا ہے، جسکی طرف دعوت دی جارہی ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اُنھیں امان دی جائے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سُن لیں، اور اُس میں غور و خوض اور تدبر کرلیں۔

۲ الاً :-
قرابت۔ عہد، حلف۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ عہد، حلف اور قرابت کی نمایاں حالت کا نام اِلٌّ ہے۔ جب کوئی چیز اس طرح چمکنے لگے کہ اُس کا انکار ناممکن ہو، تو اُس کیلئے تئِلُّ (وہ چمکتی ہے) کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ اِلٌّ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں :-
(۱) اس کے معنی عہد کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔
وجدناهم كاذبا إلّهم وذوالال والعهد لا يكذب
(ہم نے اُن کے عہد کو جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد و پیمان کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا)۔ اس شعر میں اِلٌّ کے لفظ سے عہد مراد ہے۔
(۲) فراء اِلٌّ کے معنی قرابت کے بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں۔ لعمرك ان الّك من قريش كال السقب من رأل النعام (تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے جیسی کہ اونٹنی کے بچے کی قرابت شتر مرغ کے بچے سے ہے)۔ یہاں اُسکا استعمال قرابت کے معنی میں ہوا ہے۔
(۳) اِلٌّ حلف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اوس بن حجر کا قول ہے
لولا بنو مالك والال مرقبة ومالك فيهم الالاء و الشرف (اگر بنو مالک نہ ہوتے۔ اور قسم جسکی پابندی کی گئی اور بنو مالک میں ہی بخشش ہیں، اور شرافت)۔ یہاں حلف کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔
(۴) یہ اللہ عز و جل کا نام ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسیلمہ کا ہذیان آپ کے گوش گذار ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: ان هذا الكلام لم يخرج من ال (یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا)۔ لیکن زجاج نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء احادیث اور قرآن کے ذریعہ معلوم ہیں۔ اور کسی شخص کو یا اِلٌّ کہتے نہیں سنا گیا۔ زجاج کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اِلٌّ کی حقیقت جس کو لغت ضروری بتلاتی ہے، کسی شے کا تیز کرنا ہے۔ اسی اعتبار سے بھالے کو اَلّۃ۔ اور تیز کانوں کو اُذنٌ مؤلّلۃ کہتے ہیں۔ پس اسکے تیز اور مستحکم ہونے کے لحاظ سے، عہد و قرابت کے لحاظ سے جو اسکی تفسیر کی گئی ہے، درست ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد۱، صفحہ ۲۰۵ و ۲۰۶)

۳ ائمة الکفر :- تفسیر صافی صفحہ ۲۰۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت اصحاب جمل کے بارے میں نازل ہوئی، اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بروز جنگ جمل فرمایا کہ میں نے اس عہد شکن گروہ سے خدا تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بموجب لڑائی کی ہے: وان نکثوا ایمانهم ... ائمة الکفر ... لعلهم ینتهون۔
لمترجم :- صاحب تفسیر قمی کا یہ کہنا کہ یہ آیت اصحاب جمل کے بارے میں نازل ہوئی، درست نہیں معلوم ہوتا اسلئے کہ جنگ جمل حضرت علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری کے زمانہ میں ہوئی، اور یہ آیت کافی عرصہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نازل ہوئی تھی جبکہ جنگ جمل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ صاحب تفسیر قمی کے قول میں تطبیق یُوں ہو سکتی ہے کہ دراصل یہ آیت ہر عہد شکن کے بارے میں نازل ہوئی۔ چونکہ جنگ جمل والوں نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ اسلئے وہ بھی اس آیت کے مصداق تھے۔ یا یہ کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا ہوا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کو بھی عہد شکنی کے ساتھ جنگ پیش آئے گی جو جنگ جمل کہلائے گی۔ اور آپ نے اسکی خبر حضرت علی علیہ السلام کو دے دی ہوئی تھی۔ اسلئے یہ آیت انکے حالات

(باقی صفحہ ۲۴۲ پر)

أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ﴿١٢﴾ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا
بیشک وُہ ایسے ہیں کہ اُنکی قسم کچھ چیز نہیں۔ کیا تم اُن لوگوں سے نہیں لڑتے جنھوں نے اپنی
نَّكَثُوٓا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ
قسمیں توڑ ڈالیں، اور انھوں نے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا۔ اور انھوں نے ہی تمہارے ساتھ
أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن
پہلی بار ابتداء کی ہے۔ کیا تم اُن سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے
كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ
کہ تم اُس سے ڈرو۔ تم اُن سے جنگ کرو لہ اللہ تعالیٰ انھیں تمہارے ہاتھوں سزا دے گا۔
وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ
اور اُنھیں رُسوا کرے گا۔ اور اُنکے خلاف تمہاری مدد کرے گا۔ اور مومنوں کے سینوں کو شفا دے
مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ
گا۔ اور اُنکے دلوں کے غصہ کو دُور کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گا توبہ کی
مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا
توفیق دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے!
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا
حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو جانچا ہی نہیں ٢ھ جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا۔ اور سوائے
مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَ
اللہ کے، اور رسولؐ کے، اور مومنوں کے کسی اور کو رازدار نہیں بنایا ٣ھ۔ اور
اللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن
جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سے پورا پورا خبردار ہے۔ مشرکوں کا یہ حق نہیں ہے کہ
يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ ۚ
وُہ اپنی ذات پر کفر کی شہادت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں۔
أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾
اُن لوگوں کے اعمال اکارت ہو گئے ہیں۔ اور وُہ (جہنم کی) آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

پر کبھی صادق آئے گی۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے بروز جنگِ جمل فرما دیا تھا کہ میں نے اس عہد شکن گروہ کے ساتھ اس آیت کے مطابق جنگ کی ہے۔ جس سے صاحبِ تفسیر قمی کا قول صحیح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو تمہارے اس دین میں تم پر طعن کرے وُہ یقیناً کافر ہے۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے: وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر..... الخ۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

لہ قاتلوھم:۔

تفسیر صافی ص٢٠٠ پر ہے کہ اس آیت میں جتنے وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں سب پورے کر دیئے۔ اور یہ دلائل نبوت میں سے ایک واضح دلیل ہے۔

تفسیر عیاشی میں ابوالاعز الیمنی سے مروی ہے کہ میں جنگِ صفین میں کھڑا ہوا تھا اور عباس ابن ربیعہ ابن حرث ابن عبدالمطلب کا ہتھیاروں کی آزمائش کرنا دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اہلِ شام سے عرار ابن ادھم نے آواز دی کہ اے عباس! بڑے بہادر ہو تو میدان میں کیوں نہیں چلے آتے۔ پھر دونوں میں تلوار چلتی رہی لیکن کامل الفن ہونے کی وجہ سے دیر تک ایک دوسرے کے قریب نہ پہنچ سکے۔ آخر عباس نے شامی کی زرہ گرا دی پھر جو تلوار کا وار کیا تو شامی کا پہلو چاک کر دیا۔ جس سے شامی ڈھیر ہو کر گر پڑا۔ اور لوگوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ زمین دہل گئی۔ میں نے ایک شخص کو یہ آیت تلاوت فرماتے سُنا: قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم..... الخ۔ جو دیکھا تو وُہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام تھے۔

ع ١٠ ٢ ٩

٢ھ لما یعلم اللہ:۔

تفسیر صافی ص٢٠٠ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ خدا تو اُنکے جاننے سے پہلے ہی جانتا تھا اسلیے یہاں یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان مجاہدین کے جہاد کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے مراد دیکھنا یا ظاہر کرنا ہے۔

٣ھ المؤمنین:۔

تفسیر صافی ص٢٠٠ پر بحوالہ تفسیر قمی و کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں مومنین سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
ما سوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو صرف وہی آباد کر سکتا ہے ؎۱ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہو۔

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى
اور جس نے نماز قائم کی ہو، اور زکوٰۃ دی ہو، اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرا ہو۔ پس انہی

اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ
لوگوں کے متعلق توقع ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں۔ کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا،

الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ
؎۲ اور مسجد الحرام کا آباد رکھنا، اُس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ
دن پر ایمان لایا، اور جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سب برابر نہیں

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (وقف لازم)
ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے،

وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ
اور جنہوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی، اور اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے

اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ
نزدیک درجہ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اُن کا پروردگار

رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ
اُن کو اپنی جناب سے رحمت اور رضامندی، اور جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے، اُن کے لئے اس میں دائمی نعمت

مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾
ہوگی۔ وہ اس میں ہمیشہ ابدی طور پر رہنے والے ہوں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ
اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو سرپرست نہ بناؤ۔

اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ
اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں ؎۳ اور تم میں سے جو کوئی بھی ان سے محبت رکھے گا،

؎۱ یعمروا مساجد اللہ :-

تفسیر صافی ص۲۰۲ پر ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ زمین پر میرے مکان مسجدیں ہیں۔ اور جو اُن میں میری زیارت کو آتے ہیں وہ اُن کے آباد کرنے والے ہیں۔ پس خوشحال اس بندے کا جو اپنے گھر کی طہارت کرے۔ اور میرے گھر میری زیارت کو آئے۔ اور جس کی زیارت کو کوئی شخص آیا کرتا ہے اُس پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ آنے والے کی عزت اور اُس کا اکرام کرے۔

حدیث نبویؐ میں ہے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مسجدوں میں آ کر حلقے باندھ کر بیٹھا کریں گے۔ اور دُنیا اور محبت دنیا کا ذکر کیا کریں گے۔ تم اُنکے پاس نہ بیٹھنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اُن کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

؎۲ سقایۃ الحاج :-

تفسیر صافی ص۲۰۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام، حضرت عباسؓ اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس لئے کہ حضرت عباسؓ نے کہا تھا کہ حاجیوں کو پانی پلانا میرے ہاتھ میں ہے۔ پس میں افضل ہوں۔ اور شیبہ نے کہا تھا کہ بیت اللہ کی دربانی مجھ سے متعلق ہے، پس میں افضل ہوں۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں افضل ہوں، اسلئے کہ میں نے تم سب سے پہلے ایمان کا اظہار کیا۔ پھر مہاجرت کی اور جہاد کیا۔ تینوں صاحب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیصلہ پر راضی ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر مجمع البیان میں بھی یہ روایت اسی کے قریب قریب ہے۔ بلکہ اتنا زیادہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے تلوار کے زور سے تم دونوں کی ناک توڑی، تب جا کر تم ایمان لائے تھے۔

تفسیر عیاشی میں بھی اسی طرح ہے لیکن وہاں شیبہ کی بجائے عثمان بن شیبہ کا نام ہے۔

نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہؓ، علیؑ، جعفرؓ، عباسؓ اور شیبہؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ انھوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور دربانی پر فخر کیا تھا۔

اور اس آیت میں الذین اٰمنوا باللہ والیوم الاٰخر وجاھدوا فی سبیل اللہ سے مُراد حضرت علیؑ اور حمزہؓ اور جعفرؓ ہیں۔

؎۳ ان استحبوا الکفر :-

تفسیر صافی ص۲۰۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ اس نے خط لکھ کر قریش کو اطلاع دی تھی کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فتح مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ

تو وہی لوگ ظالم ہیں ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ دادا ؎۱ اور تمہارے بیٹے (پوتے)

وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا

اور تمہارے بھائی اور تمہاری ازواج (بیویاں) اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے جمع کر رکھے ہیں ۔

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ

اور وہ تجارت جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جو تمھیں پسند آگئے ہیں ۔ (یہ سب چیزیں) اللہ تعالےٰ

مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى

سے اور اُس کے رسول سے اور اُسکی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو ، یہاں تک کہ

يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ ع

اللہ تعالیٰ (تم پر) اپنا حکم لے آئے ۔ اور اللہ تعالےٰ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں کرتا ۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ

بیشک اللہ تعالیٰ بہت سے میدانوں میں تمہاری نصرت کر چکا ہے ؎۲ اور حنین کے دن بھی جبکہ

اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ

تمھیں تمھاری کثرت نے تعجب میں ڈال دیا تھا ۔ پس تمھارے کام کچھ بھی نہ آیا ۔ اور تم پر زمین باوجود

عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ع

فراخی کے تنگ ہوگئی ۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے ۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ ، اور مومنوں پر تسکین اتاری ۔ اور

اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ

ایسا لشکر اتارا جسے تم نے (کبھی) نہ دیکھا تھا ۔ اور اُن لوگوں کو عذاب دیا ؎۳ جو کافر ہوئے ۔ اور کافروں کی

جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ

سزا یہی ہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد جس کو چاہا توبہ کی توفیق

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا

دی ۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو ، ماسوا اسکے نہیں ہے

ع ۸ ۹

؎۱ ان کان اٰباؤکم :-

تفسیر صافی ص۲۰۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے مکہ میں یہ اعلان فرمایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام میں نہ آنے پائے گا۔ تو قریش بہت سخت روئے پیٹے ۔ اور کہنے لگے کہ ہماری تجارت بھی برباد ہوئی ، ہمارے بال بچے بھی ضائع ہوئے ، ہمارے گھر بھی اجڑ گئے ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم ان سے کہہ دو :- ان کان اٰباؤکم وابناؤکم … الخ

قول صاحب تفسیر :- اس آیت میں بہت بڑی تشدید ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان کا اظہار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں ۔ کیونکہ حدیث میں آچکا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایمان کا ذائقہ نہ چکھے گا ، جبتک کہ اُس کی محبت اور اُس کا بغض خالص خُدا کے لئے نہ ہو ۔

؎۲ مواطن کثیرۃ :-

تفسیر صافی ص۲۰۵ پر ہے کہ مواطن کثیرۃ سے مراد مواطنِ جنگ ہے ۔ یعنی بہت سے موقعے اور موقف ۔

کافی اور تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ موقعے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی مدد کی تعداد میں اسی تھے ۔

؎۳ عذاب :-

تفسیر صافی ص۲۰۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں عذاب سے مراد قتل ہے ۔

الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ

کہ مشرک ناپاک ہیں ۔ پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد الحرام کے قریب نہ آئیں ۔

هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ

اور اگر تم کو افلاس کا ڈر ہو ۱؎ تو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمھیں بہت جلدی اپنے فضل

فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِينَ

سے غنی کر دے گا ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بہت حکمت والا ہے ۔ تم اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے

لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا

ساتھ جنگ کرتے رہو، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ، اور نہ ان چیزوں کو حرام قرار

حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ

دیتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے ، اور نہ سچے دین کو اختیار کرتے ہیں ۔

أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٢٩﴾

یہاںتک کہ وہ ہاتھ سے جزیہ دیں ، اور وہ ذلیل ہو جائیں ۔

ع ۵ ۱۰

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ

اور یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے ۲؎ اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا

ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ

ہے ۔ یہ صرف اُن کے مونہوں کی بات ہے ۔ یہ اُن لوگوں کی مشابہ باتیں بناتے ہیں جو

كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾ اتَّخَذُوا

اُن سے پہلے کافر ہو گئے تھے ۔ اللہ تعالیٰ اُن کو قتل کرے ، یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں ۔ انھوں نے

أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ

خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں ، اور مسیح ابن مریم کو رب بنا

ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ

رکھا ہے ۔ حالانکہ انھیں کوئی اور حکم نہیں دیا گیا تھا ، سوائے اسکے کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کریں ۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ يُرِيدُونَ أَنْ

اسکے سوا کوئی معبود نہیں ، جن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اُسکی ذات اُن سے پاک ہے ۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ

۱؎ عَيْلَةً :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۰۵ ، ۲۰۶ پر ہے کہ عیلۃً سے مراد فقر اور تنگدستی ہے ۔ اسکا سبب یہ تھا کہ چونکہ مشرکوں کو آئندہ سال میں بوجہ اُنکے نجس ہونے کے مسجد حرام میں آنے سے منع کر دیا گیا تھا ۔ اسلئے اُنکے آنے سے جو نفع اور فائدہ بصورتِ تجارت حاصل ہوا کرتا تھا ، وہ قطع ہو گیا ۔ مسلمانوں کو خوف پیدا ہو گیا کہ اسطرح وہ بھوکے مر جائیں گے ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا ڈر نہ رکھو وہ اپنے فضل و کرم سے تمھارا انتظام اور طرح کر دے گا ۔ چنانچہ پہلے ہی سال اللہ تعالیٰ نے خوب بارش کر دی ۔ اور اہلِ یمن کے ایک گروہ کو یہ توفیق دی کہ وہ ایمان لائے اور کھانے پینے کا بہت سامان لے کر مکہ میں آ گئے ۔ پھر مسلمانوں کے ہاتھوں پر رفتہ رفتہ ملک فتح ہوتے گئے ۔ مالِ غنیمت آ تا گیا ۔ اور دنیا کے مختلف حصوں سے حج کرنے والوں اور ضرورت کی چیزیں لانے والوں کی تعداد بڑھتی گئی ۔

۲؎ عزیرُ ابنُ اللّٰہِ :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۰۶ پر بحوالہ احتجاج طبرسی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے اس قول کے متعلق اُن سے حجت طلب کی تو وہ بولے کہ انھوں نے توریت کو گم ہو جانے کے بعد پھر زندہ کر دیا تھا ۔ ایسا کام سوائے خدا کے بیٹے کے دوسرا کون کر سکتا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عزیرؑ تو فقط توریت کو گم کرنے کے بعد زندہ کرنے سے خدا کے بیٹے ہو گئے ، لیکن حضرت موسیٰؑ خدا کے بیٹے نہ ہوئے جنکی وجہ سے خود توریت کا وجود ہوا تھا ۔ اِسکے علاوہ اُنھوں نے جس قدر معجزے دکھلائے تھے ، اُن سے تم ناواقف نہیں ہو ۔ تمھاری عقل اِس بارے میں کیا گواہی دیتی ہے ، کیا اس میں موسیٰؑ کا زیادہ استحقاق تھا یا عزیرؑ کا ؟ اُنھوں نے لاجواب ہو کر کہا کہ ہم پھر سوچ کر جواب دیں گے ۔

مترجم :- عام طور پر مشہور ہے کہ عزیرؑ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے ۔ لیکن علامہ محمود آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں ، واختلاف فی عزیر ھل ھو نبی ام لا و الاکثرون علی الثانی ۔ (روح المعانی ، جلد ۱۰ ، صفحہ ۸۲) ۔

ترجمہ :- اس میں اختلاف ہے کہ آیا عزیر نبی تھے یا نہیں ، اکثر علماء اُن کو نبی نہیں مانتے) ۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی الاتقان فی علوم القرآن (جلد ۲ صفحہ ۱۷۸) میں اُن ہی لوگوں میں اُن کا نام دیا ہے جو نبی اور رسول نہ تھے ۔۔۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے ارض القرآن میں لکھا ہے کہ عُزیر سے مراد عذرا کاہن ہیں جنھوں نے توراۃ کو اپنے اعجاز سے دوبارہ زندہ کیا ۔۔۔ **اعتراض** ۔ معترضین اسلام کہتے ہیں کہ یہودیوں میں عزیر کی ابنیت کا کوئی عقیدہ نہیں ہے ۔ اسلئے قرآن کا یہ دعویٰ سراسر خلافِ واقع ہے ۔ **الجواب :-** تفسیر بیضاوی میں ہے کہ قرآن نے اپنی آواز مدینہ میں یہودیوں کے مجمع کے اندر بلند کی اور کہیں سے اُسکی تکذیب اور خلافِ واقعیت کی صدا نہ اُٹھی ۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ عرب کے یہودیوں میں یہ اعتقاد موجود تھا ۔۔۔ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں اس اعتقاد کے لوگ موجود تھے ۔۔۔ ابن حزم نے مِلَل میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا صدوقی فرقہ جو یمن میں تھا اُس کا یہ عقیدہ تھا (ارض القرآن جلد ۱ صفحہ ۹۹) ۔۔۔ میرے نزدیک اصل یہ ہے کہ یہودیوں میں ابنیت کا تخیل نہایت قدیم ہے ۔ توریت کی کتاب تکوین کے چھٹے باب میں ہے : "خدا کے بیٹوں نے دیکھا کہ انسان کی بیٹیاں خوبصورت ہیں " ابن اللہ کے معنی عبرانیوں کے محاورے میں خدا کے محبوب اور پیارے کے تھے ۔ اِسی لئے مسلمانوں کے مقابلہ میں عرب کے یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ تھا ۔ وقالت الیھود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباؤہ (مائدہ) ...

يُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ

(اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے مُونہوں (کی پھونکوں) سے بجھائیں لہ اور اللہ تعالیٰ کو سوائے اسکے کچھ منظور نہیں ہے کہ وُہ اپنے نور

نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

کو پُورا کرے ، اگرچہ کافر اُسے ناپسند کریں ۔ (اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت ،

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ

اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ، تاکہ وُہ اُسے تمام دینوں پر غالب کر دے ٢ه اگرچہ

كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

مشرک اُسے ناپسند ہی کریں ۔ اے وُہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو ، یقیناً عالموں اور درویشوں میں

الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

سے ایسے لوگ کثرت سے ہیں ، جو لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں ۔

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ

اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ۔ اور وُہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

ہیں ٣ه اور اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ۔ پس تو انہیں دردناک عذاب کی

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا

خوشخبری سُنا دے ۔ جس دن کہ اس (مال) کو (آتشِ) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا ، پھر اس سے اُن کی

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

پیشانیاں ، اور اُن کے پہلو اور اُن کی پیٹھیں داغی جائیں گی ۔ (اور اُن سے کہا جائیگا کہ) یہ وہی ہے جو تم اپنی ذات کیلئے

فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ

جمع کرتے تھے ، پس تم مزہ چکھو اُسکا جو تم جمع کیا کرتے تھے ۔ یقیناً خدا کے نزدیک مہینوں کی تعداد جس دن سے

اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے ، خدا کی کتاب میں بارہ (ہی) مہینے

وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ

ہے ۔ اُن میں سے چار حرمت والے ہیں ۔ یہی پکا دین ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

حضرت عزیر کو حضرت عیسیٰ کا مماثل اور ہمسر قرار دیتے ہوں تو کیا عجب ہے ۔ قرآن نے بھی اس موقع پر یہودیوں کے اس قول کو نقل کیا ہے ۔ چنانچہ پوری آیت یہی ہے وقالت الیھود عزیرہ ابن اللہ ..... الخ ۔ اس آیت کے اخیر حصّہ کا مطلب بیان کرنے میں ہمارے مفسّرین مضطرب البیان ہیں کہ ابنیّت کے مسئلہ پر کسی اگلی قوم کے عقیدہ کی نقل آ رہی ہے ۔ درحقیقت یہ تخیل تمام بُت پرستوں کی میتھیالوجی (MYTHOLOGY) کا جزو رہا ہے ۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ عیسائیوں نے جس قوم سے اس عقیدہ کو حاصل کیا وہ اہلِ مصر ہیں ۔ اور یہودی فرقہ نے عیسائیوں کی دیکھا دیکھی یہ کلمہ منہ سے نکالا ۔ (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹٦) ۔

مولانا شبیر احمد عثمانی نے شیخ الہند کے ترجمہ قرآن مجید کے حواشی پر یہ بھی لکھا ہے کہ :-

" ہم سے ایک نہایت ثقہ بزرگ (حاجی امیر شاہ خان مرحوم) نے بیان کیا کہ سیاحتِ فلسطین وغیرہ کے دوران میں مجھے بعض یہود اس خیال کے ملے جنکو اسی عقیدہ کی نسبت سے "عزیری" کہا جاتا ہے ۔"

(حواشی سورۂ توبہ صفحہ ۲۴۴ طبع مدینہ پریس بجنور)

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ تا صفحہ ۲۹۹)

حواشی صفحہ ھٰذا

لہ یطفؤا نور اللہ :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۰٦ پر لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کی حالت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت اور ولایت حضرت علی علیہ السلام کو اپنی تکذیب کے ذریعہ باطل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس شخص کی حالت سے تشبیہ دی ہے ، جو ایک ایسے بڑے نور کو پھونک مار کر بجھانے کے درپے ہو ، جسکی روشنی کو خود اللہ تعالیٰ انتہا تک پہنچانا چاہتا ہو ۔

احتجاج طبرسی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اُن لوگوں نے یہ چاہا کہ قرآن میں ایسی باتیں بڑھا دی جائیں ، جو خدا نے نہیں فرمائی ہیں ۔ تاکہ مخلوقِ خدا پر اصلی بات پوشیدہ ہو جائے ۔ پس خدا نے اُن کے دلوں کو اندھا کر دیا ۔ اور اُنھوں نے اس میں ایسا کچھ باقی رہنے دیا جس سے اس بات کا پتہ چلنا آسان ہو گیا کہ اُنھوں نے اس میں کیا کیا احداث کیا ۔ اور کیا کیا کم کر دیا ۔

٢ه لیظھرہ :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۰۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ اور یہ ان آیتوں میں سے ہے جنکی تاویل تنزیل کے بعد آئے گی — الاکمال میں اسی آیت کے متعلق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا کی قسم اس آیت کی تاویل نازل نہیں ہوئی ۔ اور جبتک قائم آلِ محمدؐ کا ظہور نہ ہوگا ۔ اس وقت تک نازل نہ ہوگی ۔ اور جس وقت اُن کا ظہور ہو جائے گا تو ہر توحید کا منکر اور ہر مشرک اس ظہور کو بُرا سمجھے گا ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وُہ کسی پتھر کے پیٹ میں بھی جا کر چھپے گا تو وُہ پتھر بھی یہ کہہ دے گا کہ اے مومن ! یہ کافر میرے پیٹ میں ہے ، مجھے توڑ اور اسے قتل کر ۔ ٣ه یکنزون :- تفسیر حقانی صفحہ ۲۰۷ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی کو جمع کر کے رکھنا حرام قرار دیا ہے ۔ اور اپنی راہ میں اُن کے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے — جناب ابوذر غفاری ملکِ شام میں ہر صبح بلند آواز سے یہ منادی فرمایا کرتے تھے کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو پیشانی ، پہلو اور پشت پر داغ *

* بغیر [illegible]

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

پس تم اُن میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ اور تم سب مل کر مشرکوں سے جنگ کرو۔

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

جس طرح وہ سب مل کر تمھارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ

الْمُتَّقِيْنَ ۝٣٦ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ

ہے۔ ماسوا اسکے نہیں کہ (حرمت کے) مہینوں کو پیچھے کر لینا کفر میں ایک اور اضافہ ہے۔ جو لوگ کافر ہو گئے وہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا

اُسکی وجہ سے گمراہ ہوتے رہتے ہیں وہ ایک سال اسے حلال کرتے ہیں اور ایک سال اسے حرام کرتے ہیں لہ تاکہ وہ ان مہینوں

عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ

کی گنتی پوری کر لیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ پھر جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اُسے حلال کر لیتے ہیں۔ اُن

اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٣٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کیلئے اُنکے بُرے اعمال زینت دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کی رہبری نہیں فرماتا۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ

چکے ہو، تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمھیں کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کیلئے) کوچ کرو۔ تو تم زمین پر

اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا

بوجھل ہو جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کی زندگانی پر راضی ہو گئے۔ پس (یاد رکھو کہ)

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝٣٨ اِلَّا تَنْفِرُوْا

آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کی زندگانی کا فائدہ نہیں ہے مگر تھوڑا۔ اگر تم (بغرض جہاد) نہ نکلو گے

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا

تو اللہ تعالیٰ تمھیں دردناک عذاب سے معذب کرے گا۔ اور تمھاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا۔ اور تم

تَضُرُّوْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٣٩ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

اس کا کچھ بھی نقصان نہ کر سکو گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اگر تم نے اس (رسول) کی

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

مدد نہ کی (تو کوئی پرواہ نہیں)، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسکی اس وقت مدد کی ہے جبکہ ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے دو میں سے ؎ٔ

ع ٨ / ٥ / ١١

لہ يحلونه عاماً :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۰۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ بنی کنانہ کا ایک شخص حج کے موقعہ پر جسے اس زمانہ میں موسم کہا کرتے تھے کھڑے ہو کر یہ منادی کر دیا کرتا تھا کہ اس سال میں ماہ صفر کو محترم مقرر کرتا ہوں۔ اور جب دوسرا سال آتا۔ تو یہ کہہ دیتا کہ اس سال میں نے ماہ صفر کو تو حلال قرار دیا۔ اور لڑائی کو جائز۔ اور ماہِ محرم کو محترم قرار دیتا ہوں۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ انما النسیٔ زیادۃ فی الکفر..... الخ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اوّل جس شخص نے اس بدعت کو جاری کیا وہ جنادہ ابن عوف کنانی تھا۔ وہ ایامِ موسم میں سرخ اُونٹ پر کھڑے ہو کر یہ آواز لگا دیا کرتا تھا۔ کہ اس سال تمھارے خداؤں نے ماہ محرم (یعنی اس ماہ میں لڑائی) کو حلال قرار دیا ہے، پھر تم بھی اس کو حلال جانو۔ پھر دوسرے سال یوں منادی کرتا کہ تمھارے خداؤں نے ماہِ محرم (یعنی لڑائی) کو حرام قرار دے دیا ہے۔ پس تم بھی اس کو حرام سمجھو۔

ٹہ ثانی اثنين :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۰۸ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوائے شخص واحد کے دوسرا کوئی نہ تھا۔ غار سے مراد غارِ ثور ہے، جو مکہ معظمہ سے جانب یمن ایک پہاڑ ہے، اور شہر سے ایک گھنٹہ کے فاصلہ کی راہ ہے۔

کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غار کے ساتھی حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ سکون اختیار کرو اور حزن نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت ابوبکر کی کیفیت یہ تھی کہ انھیں کپکپی لگی ہوئی تھی اور انھیں کسی طرح سکون نہیں آتا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا یہ حال دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ انصار میں سے جو میرے اصحاب ہیں میں تمھیں اُن کو مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے دکھلاؤں۔ اور حضرت جعفر طیار اور اُن کے ساتھیوں کو سمندر میں جاتے ہوئے دکھلاؤں؟ انھوں نے عرض کی کہ ہاں! پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُن کے چہرہ پر پھیرا تو انصار بھی اپنی مجلسوں میں باتیں کرتے نظر آنے لگے اور حضرت جعفر طیار بھی سمندر میں جاتے ہوئے دکھائی دینے لگے ؎

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

دوسرے کو نکالا تھا، جبکہ یہ دونوں غار میں تھے۔ جبکہ وہ اپنے ساتھی کو کہتا تھا، غم نہ کر لے بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے

مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ

ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس (اپنے رسول) پر تسکین اتاری، اور اس کی مدد ایسے لشکروں کی، جسے

تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ

تم نے نہیں دیکھا۔ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا بول بالا

هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا

رہا۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ تم لوگ نکلے (تھوڑے ہتھیاروں کے ساتھ) اور بوجھل

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ

(بھاری ہتھیاروں کے ساتھ) نکلو۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ یہی تمہارے

خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَ

لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ اگر (دنیاوی) مال و متاع فوری (ملنے والا) ہوتا، اور

سَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ

سفر متوسط درجے کا ہوتا، تو وہ (منافق) ضرور تیرے پیچھے ہو لیتے۔ لیکن مشقت (کی مسافرت) انھیں دور معلوم ہوئی۔

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ

اور عنقریب وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور آپ کے ساتھ نکلتے۔ وہ تو اپنے آپ کو

أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ

ہی ہلاک کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یقیناً وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ خدا تجھ سے درگزر کرے ؎۲

لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ

تو نے انھیں کیوں اجازت دے دی (اور انتظار نہ کیا) یہاں تک کہ جن لوگوں نے سچ کہا وہ تم پر ظاہر ہو جاتے، اور تو جھوٹوں کو

الْكَاذِبِينَ ﴿٤٣﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

بھی جان لیتا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ تم سے اس بات کی اجازت نہیں

الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

مانگتے ہیں ؎۳ کہ وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کریں۔ اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے

؎۱ لا تحزن :-

خداوند تعالیٰ نے یہاں لاتحزن فرمایا لاتخف نہیں فرمایا۔ حُزن اُس امر پر افسوس کرنے کو کہتے ہیں جو ہاتھ سے نکل گیا ہو۔ اور خوف آنے والے اقعات کے متعلق ہُوا کرتا ہے۔ دیکھو تفسیر بیضاوی اہلسنت۔ پس اگر حضرت ابوبکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرفتار یا قتل ہو جانے کے متعلق خوف ہوتا تو رسولؐ لاتخف فرماتے، لاتحزن نہ کہتے آنحضرتؐ کا لاتحزن فرمانا صاف تبلا رہا ہے کہ حضرت ابوبکر کو کسی ہاتھ سے نکلے ہُوئے واقعہ کا افسوس تھا (تفسیر انوار القرآن)۔

؎۲ عفا اللہ عنک :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۰۹ پر بحوالہ الجوامع لکھا ہے کہ یہ عتاب بہت ہی لطیف ہے کہ عتاب کرنے سے پہلے عفو سے شروع کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر انبیاء کیلئے ایسا ہی عتاب ہونا اولیٰ ہے۔ اور ویسا نہیں ہے جیسا کہ جاراللہ زمخشری نے لکھا ہے کہ یہ اس بات کا کنایہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گناہ (نعوذ باللہ) سرزد ہُوا تھا۔ حاشا وکلا آنحضرت صلعم کی جو سیدالانبیاء اور نبی برحق ہیں یہ شان نہیں ہے کہ ان کو گناہ سے نسبت دی جائے۔

عیون اخبار الرضا میں جناب امام رضا علیہ السلام سے امون رشید کے اس سوال کے جواب میں جو اُس نے عصمتِ انبیاء کے بارے میں کیا تھا منقول ہے کہ یہ آیت انہی آیتوں میں سے ہے جو اس انداز پر نازل کی گئی ہے کہ مقصود تو میرا تجھ سے کہنا ہے اور پڑوسن تُو سُن تیو۔ ظاہر میں خدا تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا ہے مگر مراد اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت لی گئی ہے۔

ع ٥ / ١٢

؎۳ لا یستاذنک :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۰۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومنوں کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ تم سے جہاد میں جانے کے لئے اجازت طلب کریں، جو اُن میں سے خالص اور مخلص ہیں۔ وہ تو بڑے شوق سے جہاد میں جانے کیلئے تیار ہی رہتے ہیں، کسی اجازت پر موقوف نہیں رکھتے۔ پھر وہ اسکا اذن کیا مانگتے کہ پیچھے رہ جائیں۔

بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٤﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

خوب واقف ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ تم سے وہی لوگ اجازت مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ

کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، اور اُن کے دل شک میں پڑے ہیں۔ پس وُہ اپنے شک میں ہی متردد

يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً

رہتے ہیں ۵۱ اور اگر وُہ (جہاد کیلئے) نکلنے کا ارادہ کرتے تو وُہ ضرور اُس کیلئے کوئی سامان تیار کرتے ۵۲

وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا

لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کا بھیجنا ہی پسند نہ کیا ۵۳ پس اُن کو روک دیا۔ اور (اُنھیں) کہہ دیا گیا کہ تم (گھر میں) بیٹھنے

مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا

والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ۵۴ اگر وُہ تمھارے ساتھ ہو کر (جہاد کیلئے) نکلتے، تو سوائے خرابی کے اور کچھ نہ بڑھاتے

وَّلَاْاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ

اور تمھارے لئے فتنہ (پھیلانے) کی غرض سے تمھارے درمیان گھوڑے دوڑاتے پھرتے۔ اور تم میں اُن کے

سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا

جاسوس بھی ہیں ۵۵ اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ یقیناً انھوں نے اس سے

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ

پہلے بھی فتنہ (پھیلانا) چاہا تھا۔ اور تمھارے لئے معاملات کو الٹ پلٹ کر دیا تھا، یہانتک کہ حق آ پہنچا۔

وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ

اور اللہ تعالیٰ کا حکم غالب آگیا، حالانکہ وُہ اُسے ناپسند کرنیوالے تھے۔ اور اُن میں کوئی ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے

ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ

کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالئے۔ خبردار! وُہ تو آزمائش میں پڑ ہی گئے۔ اور یقیناً

جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

دوزخ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ اگر تمھیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وُہ

تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ

اُنھیں بُری لگتی ہے۔ اور اگر تمھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو وُہ کہتے ہیں کہ یقیناً ہم نے تو اپنا کام

۵۱ یَتَرَدَّدُوْن:۔
تفسیر صافی ص۲۰۹ پر بحوالہ الخصال حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص شک میں متردد رہے گا۔ اوّلین اس سے بڑھ جائیں گے اور آخرین اس کو آلیں گے۔ اور شیاطین کی ٹاپیں اس کو روند ڈالیں گی ؂

۵۲ عُدَّةً:۔
تفسیر صافی ص۲۰۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ عدۃ سے مُراد نیّت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اُن کی نیّت جہاد کرنے کی ہوتی تو جہاد کے لئے ضرور نکلتے ؂

۵۳ انبعاثهم:۔
تفسیر صافی ص۲۰۹ پر ہے کہ اس سے مراد ہے: جہاد کرنے کی غرض سے نکلنے کیلئے آمادگی۔ اور یہ خدا تعالیٰ کو اس وجہ سے ناپسند تھی کہ اُسے علم تھا کہ اگر یہ نکل کر جائیں گے تو مسلمانوں میں ادھر کی اُدھر لگا کر عداوت پھیلا دیں گے ؂

۵۴ مع القٰعدین:۔
تفسیر صافی ص۲۰۹ پر ہے کہ قٰعدین سے مراد ہے عورتیں اور بچے۔ اور یہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منافقوں کے بارے میں جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے کا حکم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تو اُن کو اجازت نہ دیتے۔ وُہ تو جہاد سے پیچھے رہتے ہی۔ مگر عام لوگوں پر اُن کی منافقت اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ؂

۵۵ سَمّٰعون لهم:۔
تفسیر صافی ص۲۰۹ پر ہے کہ سمّٰعون سے مُراد اُن کے چغلخور اور جاسوس ہیں جو تمھاری باتیں سُنتے ہیں اور اُن تک پہنچاتے ہیں۔
یا یہ مطلب ہے کہ تم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو منافقوں کی بات سُن لیتے ہیں اور اُسے قبول کر لیتے ہیں اور اُنکی اطاعت کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے وُہ لوگ مُراد لئے ہیں۔ جو ضعیف ایمان والے ہیں ؂

أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَّنْ

(اے رسولؐ) کہہ دو کہ ہمیں ہرگز — پہلے ہی سنبھال لیا ہے۔ — اور وہ خوش خوش منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

يُّصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى

کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر وہی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ چھوڑی ہے۔ وہ ہمارا سرپرست ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَآ

پر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہئے۔ — کہہ دو ہمارے بارے میں تم کیا انتظار کرتے ہو

إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ

سوائے اس کے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک (حاصل ہو) ۵۱ اور ہم تم سے اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ

يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ

اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے کوئی عذاب پہنچائے۔

فَتَرَبَّصُوٓا إِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا

پس تم انتظار کرتے رہو اور ہم بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتے ہیں۔ — کہہ دو کہ تم خوشی سے خرچ کرو

أَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِينَ ﴿٥٣﴾

یا کراہت کے ساتھ، تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ — بیشک تم نافرمان قوم ہو۔

وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ إِلَّآ أَنَّهُمْ كَفَرُوا

اور اُن سے اُن کے خرچ قبول کئے جانے سے کس چیز نے روکا ۵۲ سوائے اسکے کہ انھوں نے اللہ تع

بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهٖ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى

اور اُسکے رسول کے ساتھ کفر کیا، اور وہ نماز کو نہیں آتے ہیں مگر اس حال میں کہ الکسائے ہوئے ہوتے ہیں۔

وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿٥٤﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ

اور وہ خرچ نہیں کرتے مگر اس حال میں کہ وہ ناخوش ہوں۔ — (اے رسول) تجھے اُن کے مال اور اولاد تعجب

وَلَآ أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ

میں نہ ڈالیں ۵۳۔ — ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے اُن کو دُنیا کی

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ

زندگانی میں عذاب دے۔ اور انکی جانیں اس حالت میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔ — اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر

۵۱ احدی الحسنیین:-

تفسیر صافی ص۲۰۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ دو بھلائیوں سے یہاں مُراد مالِ غنیمت اور جنت ہے۔

نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ دیانتدار مسلمان مرد بھی اسی طرح دو نیکیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے یا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوے گا کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے بہت ہی اچھا ہے۔ اور یا خدا کی طرف سے رزق ملنے کا کہ وہ یکایک عیال والا، اولاد والا اور مال والا ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا دین اور اُس کی شرافت اسکے ساتھ رہتی ہے۔

۵۲ وما منعهم:-

تفسیر صافی ص۲۰۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل ضرر نہیں پہنچاتا اور کفر کے ہوتے ہوئے کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما منعهم ان تقبل منهم... الخ۔

۵۳ فلا تعجبك:-

تفسیر صافی ص۲۰۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ یہاں ظاہراً خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے اور مراد اس سے کل مومنین ہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ جو کلام کا سننے والا ہے اُسی سے خطاب ہے۔ اور مقصد اس کا یہ ہے کہ اُن کے حق میں خیر و خوبی نہیں بلکہ وبال ہے کہ اللہ تع اُن کو بتدریج گرفتار کرنا چاہتا ہے۔

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ
کھاتے ہیں کہ یقیناً وہ تم میں سے ہی ہیں ۔ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں ، بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو

يَّفْرَقُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا
ڈرتے ہیں ۔ اگر وہ کوئی پناہ گاہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پالیں

لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ
تو وہ دوڑتے ہوئے اسی کی طرف پھر جائیں ۔ اور اُن میں کچھ ایسے بھی ہیں جو تجھے صدقوں

فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ
کے بارے میں الزام دیتے ہیں ۔ پھر اگر اُن میں سے کچھ دے دیا جائے تو وہ راضی ہو جائیں ۔ اور اگر اُن میں سے

يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ
اُن کو نہ دیا جائے ، تو اسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں سلہ اور کاش وہ اس پر راضی ہو جاتے جو

اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ
اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول نے اُنھیں دیا تھا ۔ اور (یہ) کہتے کہ ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے ۔ عنقریب اللہ تعالیٰ

مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ
اور اُسکا رسول ہم کو اپنے فضل سے دے گا ۔ بیشک ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رغبت کرنیوالے ہیں ۔ ماسوا اسکے نہیں ہے

لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
کہ صدقے سلہ فقیروں اور مسکینوں اور صدقات وصول کرنے والوں کا حق ہے ۔ اور اُن کا جن کے دلوں کی

قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
تالیف منظور ہے ۔ اور (غلاموں کی) گردنیں چھڑانے میں اور قرضداروں کیلئے اور راہِ خدا میں (مجاہدوں کیلئے) اور

ابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾
مسافروں (کی امداد کرنے) میں صرف کیا جائے (یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے ۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ
اور اُن میں وہ لوگ بھی ہیں جو نبی کو ایذاء دیتے ہیں ۔ اور وہ (یہ) کہتے ہیں کہ وہ تو (نرا) کان ہی ہے ۔

قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
کہہ دو کہ وہ تمھاری بہتری ہی کیلئے کان ہے ، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور مومنوں کی بات (بھی) مان لیتا ہے ۔

ع ١٤ ١٣

سلہ ٥١ یسخطون :-
تفسیر حقانی صنہ ٢١ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ راضی ہوتے ہیں یا ناراض ، اپنے لئے ہی ہوتے ہیں نہ کہ دین کیلئے ۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کشریف فرما تھے کہ ذوالخویصرہ تمیمی کا بیٹا خرقوص ابنِ زہیر فرقہ خوارج کا بانی مبانی حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف کیجئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر! اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کریگا! (صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث طویل ہے ، آخر میں فرمایا کہ) اسی پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب صدقات آتے ، اور مالدار لوگ اس خیال سے آجاتے کہ آنحضرت یہ ہمارے مابین تقسیم کردیں گے ۔ اور آنحضرت صلعم فقیروں اور مسکینوں کو دے دیتے تو وہ مالدار لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گوشۂ چشم سے اشارہ کرتے ۔ آنحضرت صلعم کو عیب لگاتے ۔ اور کہتے کہ ہم تو وہ ہیں جو لڑائیوں میں قائم رہتے ہیں ، اُن کا ساتھ دیتے ہیں ۔ اور اُن کا کام بناتے ہیں ۔ اور یہ ہیں کہ مال و صدقات اُن کو دیتے ہیں ، جو نہ خود کام آسکے اور نہ اُن کا کوئی کام بنا سکے ۔

تفسیر عیاشی ، تفسیر مجمع البیان اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دو تہائی آدمیوں سے زیادہ اس آیت کے اہل ہیں ۔

سلہ ٥٢ انما الصدقات :-
تفسیر حقانی صنہ ٢١ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقات کی تقسیم کی نسبت سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ فقراء سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے ۔ اور اپنے اہل وعیال کے اخراجات برداشت کرنا اُن کے ذمہ ہے ۔ اور دلیل اس بات پر کہ وہ سوال نہیں کرتے ، سورۂ بقرہ کی یہ آیت ہے ؛ للفقرآء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربًا فی الارض یحسبہم الجاھل اغنیآء من التعفف تعرفہم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافًا

اور مسکین سے مراد مصیبت زدہ لوگ ہیں ، جیسے اندھے ، لنگڑے ، کوڑھی اور ہر قسم کے مصیبت زدہ مرد ، عورت اور بچے ۔

والعٰملین علیھا :- اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات لینے میں اُنکے جمع رکھنے میں اور اس وقت تک حفاظت کرتے ہیں جبتک کہ تقسیم کرنے والے کے پاس نہ پہنچا دیں ، سعی اور کوشش کرتے ہیں ۔ — المؤلفۃ القلوب :- وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدا کو توایک مان لیا مگر اس بات کی معرفت اُنکے دل میں ابھی نہیں آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے رسول ہیں ۔ پس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے لوگوں کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے تاکہ اُنکو معرفت حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے صدقات میں سے اُنکا حصہ مقرر کر دیا تھا ، تاکہ اُنکو معرفت بھی حاصل ہو جائے ۔ اور وہ دین کی طرف بھی راغب ہوں ۔ — وفی الرقاب سے مراد ایسے لوگ ہیں جنکے ذمہ مختلف قسم کے کفارے ہوں مثلاً بھول چوک سے قتل کر دینے کا کفارہ ، ظہار کا کفارہ ، حالتِ احرام میں شکار کرنے کا کفارہ ، قسم کا کفارہ ۔ اور اُنکے پاس کفارہ ادا کرنے کا سامان نہ ہو ، اور وہ مومن ہوں ۔ تو اللہ تعالیٰ نے صدقات میں سے ایک حصہ اس لئے مقرر فرمایا ہے کہ اُن کے کفارے ادا ہو جائیں ۔ — والغارمین ایسے لوگ ہیں جنکے ذمہ ایسا قرض ہو جو اُنھوں نے بغیر فضول خرچی کے اطاعتِ خدا میں صرف کیا ہو ،

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ

اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کیلئے رحمت ہے۔ اور وُہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں

اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَ

اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ یہ تمہارے سامنے تو اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمھیں راضی کرلیں

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اُسکا رسول زیادہ حقدار ہیں کہ اگر یہ مومن ہیں، تو اُن کو راضی کرلیں۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ

کیا اُنھوں نے اتنا (بھی) نہ جانا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے، تو یقیناً اُس کے لئے

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾

دوزخ کی آگ ہے۔ وُہ اُس میں ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ بہت بڑی رُسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم

منافق (اس بات سے) ڈرتے ہیں کہ اُن پر کوئی ایسی سورۃ نہ نازل ہو جائے جو انھیں اس بات کی خبر

بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا

دے دے جو اُن کے دلوں میں ہے۔ کہدو کہ تم ٹھٹھا کئے جاؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے ۵۱

تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ

جس سے تم ڈرتے ہو۔ اور اگر تم اُن سے پوچھو تو وُہ ضرور کہیں گے ماسوا اسکے نہیں ہے کہ ہم تو بحث کرتے تھے

وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ

اور کھیلتے تھے۔ کہہ دو کہ کیا تم اللہ تعالیٰ، اور اُس کی آیتوں، اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ

تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ

ٹھٹھا بازی کرتے تھے۔ تم بہانے نہ بناؤ ۵۲ یقیناً تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔

إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ

اگر تم میں سے ہم ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں گے، تو ایک گروہ کو سزا بھی دیں گے، اس لئے کہ

كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم

وُہ یقیناً مجرم تھے۔ منافق مرد، اور منافق عورتیں ایک دُوسرے میں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

جو جہاد پر جائیں اور اُن کے پاس خرچ کیلئے کچھ نہ ہو یا ایسے مُسلمان جن کے پاس حج کرنے کا یا اور نیک کام کرنے کا سامان نہ ہو۔ تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے اُن کو اتنا دے کہ حج کرنے کی یا جہاد کرنے کی ان کو قوت پہنچ جائے۔

وابن السّبیل سے مراد وُہ مسافر ہیں جو عبادت اور اطاعت خدا کے لئے گھر سے سفر میں نکلے ہوں۔ پھر اُن پر کوئی اُفتاد پڑ جائے۔ اور اُن کا مال جاتا رہے تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے اُنھیں اتنا دے کہ وُہ اپنے گھر واپس پہنچ جائیں۔

صدقات آٹھ حصّوں پر تقسیم ہوتے ہیں۔ پس ہر شخص کو انہی آٹھ حصّوں میں سے اُس کی ضرورت کے موافق بلا کم و بیش دے۔ اس کا انتظام امام کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور وُہی اِن مصلحتوں کو جانتا ہے جن کے موافق عملدرآمد کیا جا سکے۔

حواشی صفحہ ھٰذا :-

۵۱ مخرج :-

تفسیر قمانی صہ ۲۱۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے چلے، تو منافق آپس میں یہ کہتے تھے کہ دیکھتے ہو محمدؐ رومیوں کی لڑائی کو بھی اوروں کی سی لڑائی سمجھے ہیں، وہاں سے ایک بھی زندہ پلٹ کر نہ آئے گا۔ ناگہاں اُن میں سے ایک شخص بولا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم جو باتیں کر رہے ہیں اور جو کچھ ہمارے دل میں ہے اُس کی خدا تعالیٰ نے محمدؐ کو خبر دے دی ہو۔ اور اُس کے بارے میں قرآن نازل کر دے کہ پھر وُہ لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنائیں۔ یہ سب باتیں وُہ ہنسی اور مذاق کے طور پر کر رہے تھے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمار ابن یاسرؓ کو حکم دیا کہ یہ لوگ کوئی حرفت کر رہے ہیں۔ تم بھی ان کے پاس جاؤ۔ عمارؓ گئے اور دریافت کیا کہ تم یہ کیا کہہ رہے تھے؟ اُنھوں نے کہا کچھ نہیں۔ یونہی ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

۵۲ لا تعتذروا :-

تفسیر قمانی صہ ۲۱۱ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس قول کے متعلق منقول ہے کہ لا تعتذروا کے مخاطب ایسے لوگ ہیں جو پہلے سچے مومن تھے۔ پھر شک میں پڑ گئے تھے۔ اور ایمان کے بعد منافق ہو گئے تھے۔ اور وُہ گنتی میں چار آدمی تھے۔ اور اسی آیت میں خدا تعالیٰ کا یہ قول ان نعف عن طائفۃ منکم۔ ان چار میں سے ایک کے متعلق ہے جسکا نام مختبر ابن حمیر تھا۔ اُس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کر لی تھی۔ اور عرض کی تھی کہ یا رسول اللہؐ! مجھ کو تو سلی نے ہلاک کیا تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اُسکا نام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن رکھا۔ اور اُس نے یہ دُعا کی کہ یا اللہ! مجھ کو ایسی جگہ شہید کیجیو، جہاں کا کسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ مَیں کیا ہو گیا۔ چنانچہ وُہ جنگِ یمامہ میں قتل ہو گیا۔ اور اس طرح قتل ہُوا کہ کسی کو پتہ ہی نہ لگا۔ جس کا قصور معاف ہُوا وُہ یہی تھا۔

مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ

ہیں۔ وُہ بُرائیوں کا حکم دیتے ہیں، اور نیکیوں سے روکتے ہیں،

وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ وُہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ پس اُس نے بھی اُنکو چھوڑ دیا ؎۱ یقیناً منافق

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

لوگ ہی نافرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کے ساتھ

الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ

دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہُوا ہے، وُہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی اُن کو کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو

اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا

لعنت کی ہے۔ اور اُن کیلئے دائمی عذاب ہے۔ مثل ان لوگوں کے جو تم سے پہلے تھے کہ وُہ قوت میں

اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا

تم سے سخت تھے۔ اور مال اور اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔ پس اُنھوں نے اپنے حصّے سے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ

فائدہ اُٹھایا۔ پھر تم نے اپنے حِصّہ سے ویسا ہی نفع اُٹھایا جیسا کہ تم سے پہلے والوں نے اپنے حصّہ سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ

نفع اٹھایا تھا ؎۲ اور تم نے بحث کی، جیسی اُنھوں نے بحث

خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ

کی تھی۔ اُنہی لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت ہوگئے۔

الْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ

اور یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ کیا اُنھیں ان لوگوں کی

نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ۬

خبر نہیں آئی تھی جو ان سے پہلے تھے ؎۳ نوح اور عاد ؎۴ اور ثمود کی قوم ؎۵،

وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ

اور ابراہیم کی قوم ؎۶ اور مدین والوں ؎۷ اور اُلٹی ہُوئی بستیوں کے رہنے والوں کی ؎۸

وقف غفران

؎۱ فنسیھم :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ پر بحوالہ التوحید اور تفسیر عیاشی حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ نسوا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ وُہ دُنیا میں خدا کو بھول گئے۔ یعنی اُس کی اطاعت کے مطابق عمل کرنا چھوڑ بیٹھے۔ فنسیھم ..... الخ کے یہ معنی ہیں کہ وُہ ثواب میں اُن کا کوئی حصّہ مقرر نہ فرمائے گا۔ اور اس طرح وُہ خیر خوبی سے محروم رہ جائیں گے ؞

؎۲ بخلاقھم :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ پر ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کی مذمّت اس وجہ سے کی ہے کہ وُہ فنا ہو جانے والی چیزوں سے نفع اُٹھانے کے درپے تھے۔ اور مآل اندیشی اور عاقبت بینی کو ان چیزوں میں مشغول ہونے کے سبب چھوڑ رکھا تھا۔ اور حقیقی اور باقی رہنے والی چیزوں کے حاصل کرنے میں کوشش نہ کرتے تھے۔ یہ مذمّت بطورِ تمہید بیان کی گئی ہے کہ اس کے بعد جن سے خطاب ہے اُن کی مذمّت فرمائی ہے۔ کہ یہ بھی پہلوں کے قدم بقدم چل رہے ہیں ؞

؎۳ قومِ نوحٍ :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نوح علیہ السّلام کی قوم کس طرح طوفان کے ذریعہ سے غرق کی گئی ؞

؎۴ وعادٍ :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ پر لکھا ہے کہ قوم عاد آندھی کے عذاب سے کیونکر ہلاک کی گئی ؞

؎۵ وثمودٍ :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ قوم ثمود زلزلہ سے کیونکر ہلاک کی گئی ؞

؎۶ قومِ ابرٰھیم :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ نمرود اور اُس کے ساتھی مچھروں کے ذریعہ سے کیونکر ہلاک کئے گئے ؞

؎۷ اصحٰب مدین :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ اصحاب مدین یا حضرت شعیب علیہ السّلام کی قوم سائبان والے دن آگ کے ذریعہ سے کس طرح ہلاک کی گئی ؞

؎۸ والمؤتفکٰت :-
تفسیر صافی ص۲۱۱ بعض قاریوں نے اس جگہ قومِ لُوط بھی پڑھا ہے اور مقصد یہ ہے کہ وُہ کس طرح اُلٹ دیئے گئے۔ اور اُن کے مکانات کا اوپر کا حصّہ نیچے ہوگیا۔ (اور نیچے کا اُوپر)۔

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے مؤتفکٰت کے متعلق دریافت کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا اس سے مراد قومِ لُوط کی بستیاں ہیں، جو اُلٹ دی گئی تھیں ؞

أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ

اُن کے رسول اُن کے پاس نشانیاں لے کر آئے تھے ۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ اُن پر ظلم کرے

وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ وَ

لیکن وُہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کرتے تھے ۔ اور مومن مرد اور

الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

مومن عورتیں ایک دُوسرے کے حامی ہیں ۔ وُہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں ،

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ

اور برائیوں سے روکتے ہیں ۔ اور وُہ نماز قائم کرتے ہیں ۔ اور

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ

زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسُول کی اطاعت کرتے ہیں ۔ یہی وُہ لوگ ہیں کہ

سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ

عنقریب ان پر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي

بہتی ہوں گی ، اور اس میں وُہ ہمیشہ رہیں گے ، اور پاکیزہ مکانوں (کا بھی وعدہ کیا ہے) ایسی

جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ

جنتوں میں جہاں ہمیشہ رہنا ہو گا ۱؎ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضامندی سب سے بڑی (نعمت) ہوگی ۔ یہی تو بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

کامیابی ہے ۔ اے نبیؐ ! تو کافروں اور منافقین کے ساتھ

الْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ

جہاد کر ۲؎ اور اُن پر سختی کر ۔ اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے ۔

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ

اور وُہ لوٹ کر جانے کی بُری جگہ ہے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اُنھوں نے (ایسا) نہیں کہا ۔ حالانکہ انھوں نے

وقف لازم

۱؎ جنّٰت عدنٍ :-
عدن کے لغوی معنی ہیں رہنا ، بسنا ، کسی جگہ مقیم ہونا ۔ یہ مصدر ہے اور اس کا فعل باب ضرب اور نصر سے آتا ہے ۔ جنّٰت عدنٍ کے معنی ہیں رہنے ، بسنے کے باغات ، یعنی وُہ جنتیں کہ جہاں ہمیشہ رہنا ہو گا ۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص۲۵)

اور تفسیر نعمانی ص۲ و ص۲۱۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے منقول ہے کہ عدن اللہ تعالیٰ کا وُہ مکان ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا ۔ اور نہ کسی انسان کے دل میں جس کا وہم تک گزرا اور اس میں سوائے تین قسم کے لوگوں کے اور کوئی نہیں رہے گا (۱) التبیین ۔ (۲) والصدیقین (۳) والشہداء ۔ اور خداوند عالم اس مکان کے بارے میں فرمائے گا کہ خوشا بحال اُسکے جو اس میں داخل ہو ۔

اور انصال میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ پسند کرے کہ اسکی زندگی میری سی زندگی ہو ، اور اُس کی موت میری سی موت اور اس کو پروردگار عالم میری جنت میں جگہ دے ۔ جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور جسے جنت عدن سے موسوم فرمایا ۔ اور اپنے ید قدرت سے بنایا اور کن فیکون فرمانے سے اُسے پیدا کیا ہے تو اُس کو لازم ہے کہ علی ابن ابی طالبؑ سے اور اُن کے بعد اُن کی اولاد سے محبت رکھے ۔

ع ۹ ۶ ۱۵

۲؎ جاھد الکفار والمنفقین :-
تفسیر نعمانی ص۲۱۲ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کفّار سے جہاد کیا اور حضرت علی علیہ السلام نے منافقوں سے جہاد کیا ۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا جہاد دراصل رسول اللہ صلعم ہی کا جہاد تھا ۔

قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَ

کفر کا کلمہ ضرور کہا ۔ اور وُہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ۔ اور

هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنٰهُمُ

انھوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا جسے کر نہ سکے ك٥ اور وُہ نہیں بگڑے مگر اس بات پر کہ اللہ تعالےٰ اور اس

اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَإِنْ يَّتُوبُوا يَكُ

کے رسول نے اُنھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا ۔ پس اگر وُہ توبہ کر لیں تو اُن کیلئے

خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَإِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا

بہتر ہو گا ۔ اور اگر وُہ منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ اُنھیں دُنیا اور آخرت میں دردناک

أَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

عذاب سے معذب کرے گا ۔ اور اُن کے لئے رُوئے زمین پر نہ کوئی سرپرست

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ

ہو گا ، اور نہ کوئی مددگار ۔ اور اُن میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے

اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ

یہ عہد کیا ہے کہ اگر وُہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور صدقے دیں گے ، اور ہم ضرور نیکو کاروں میں سے

الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا

ہو جائیں گے ۔ پس جب اُس نے اُنھیں اپنے فضل سے دے دیا تو وُہ اس میں بخل کرنے لگ گئے ۔ اور

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

پلٹ گئے ، اور وُہ تو رُوگردانی کرنے والے ہی ہیں ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اس دن تک کیلئے نفاق

إِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ أَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا

پیدا کر دیا ۔ جس دن کہ وُہ خود اس سے ملاقات کریں گے اس لئے کہ جو وعدہ اُنھوں نے خدا سے کیا تھا اسکے خلاف

كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ

کیا اور اسلئے بھی کہ وُہ جھوٹ بولا کرتے تھے ۔ کیا وُہ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے راز اور اُن کی سرگوشی (سبھی کو)

نَجْوٰهُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ

جانتا ہے ۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام پوشیدہ باتوں کا خوب جاننے والا ہے ۔ وُہ لوگ جو مومنوں میں سے

ك٥ همّوا بما لم ینالوا :-

تفسیر صافی صـ٢١٢ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنھوں نے کعبۃ اللہ میں باہمی قسم کھائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امر خلافت کو بنی ہاشم میں نہ رہنے دیں گے ۔ یہ تو اُن کا کفر تھا ۔ اور پھر گھاٹی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھات میں جا بیٹھے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا ۔ یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے : وھمّوا بما لم ینالوا ٭

الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ

بخوشی صدقہ دینے والوں کو ۱ صدقوں کے بارے میں الزام دیتے ہیں ۔ اور جن لوگوں کو

لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ

اپنی محنت کے سوا کچھ میسر نہیں آتا ۲ یہ تو اُن سے بھی تمسخر کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انھیں

مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا

تمسخر کی سزا دے گا ۳ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ (اے رسولؐ) تم اُن کیلئے مغفرت چاہو، یا تم اُن

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً

کیلئے مغفرت نہ چاہو ۔ اگر تم اُن کے لئے ستر بار بھی مغفرت چاہو گے ۔

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَ

تو بھی اللہ تعالیٰ اُنھیں ہرگز نہیں بخشے گا ۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کیساتھ

رَسُولِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ

کفر کیا ۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم کی رہبری نہیں کرتا ۔ پیچھے بیٹھ

الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا

رہنے والے رسول اللہ کے پیچھے اپنے بیٹھ رہنے پر خوش ہو گئے ۔ اور انھوں نے اس بات کو ناپسند کیا

أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں ۔ اور

قَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا

اُنھوں نے کہا کہ گرمی میں (جہاد کیلئے) نہ نکلو ۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ دوزخ کی آگ سخت گرم ہے ۔

لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا

کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے ۔ پس اُنھیں چاہئے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں ۴

كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨٢﴾ فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ

جو کچھ وہ کرتے رہے تھے ، یہ اُس کی سزا ہے ۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ تجھے اُن میں سے

إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ

کسی گروہ کی طرف واپس لائے ، اور وہ تم سے نکلنے کی اجازت مانگیں ، تو تم کہہ دینا

۱ المطوّعین :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ سالم ابن عمیر انصاری ایک صاع کھجوریں لایا ، اور عرض کی یارسول اللہؐ! آج رات بھر میں اُجرت پر کام کرتا رہا ۔ اور دو صاع خرمے مَیں نے کمائے ۔ ایک صاع تو رکھ لیا ہے اور ایک صاع خدا کو قرض دینا چاہتا ہوں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ان صاع بھر خرموں کو صدقات میں شامل کر لو ۔ اس پر منافقوں نے ہنسی اڑائی ۔ اور یہ کہا کہ اللہ اس صاع سے بے نیاز ہوتا تو خوب تھا ۔ بھلا اس صاع کو اللہ تعالیٰ کیا کرے گا ۔ لیکن ابو عقیل نے چاہا کہ اپنے آپ کو یاد دلائے ۔ تاکہ آئندہ صدقات میں سے اُس کو کچھ مِلا کرے ۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۔

ع ۸ ۱۰ ۱۶

۲ الّا جُهدهم :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ مطلب ہے کہ جو کچھ تھوڑا بہت میسر آتا ہے وہ تصدق کر دیتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بہتر صدقہ مفلس کا صدقہ ہے ۔ جتنا بھی اُسے میسر ہو ۔

۳ سخراللہ :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۱۲ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے ہنسنے کا بدلہ دے گا ۔

۴ ولیبکوا کثیرًا :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۱۳ پر ہے کہ یہ آیت منافقوں کی دُنیا اور آخرت کی حالت کی خبر دیتی ہے ۔ یعنی دنیا کی چند روزہ زندگی میں تو یہ ہنس لیں گے اور عاقبت میں ابدُ الآباد کے لئے روتے رہیں گے ۔ امر کے صیغے اس لئے استعمال کئے گئے ہیں تاکہ یہ سمجھ لیں کہ ایسا حتماً اور جزماً ہو گا ۔ اور ہنسنے اور رونے کا جو لفظ استعمال فرمایا یہ خوشی اور رنج کی طرف اشارہ ہے ۔

لَنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ
تم ہرگز میرے ساتھ کبھی بھی نہ نکلو گے ۔ اور تم ہرگز میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن سے جنگ نہیں کرو گے ۔

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ
بیشک تم تو پہلی مرتبہ ہی (گھروں میں) بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے ۔ پس تم بھی پیچھے رہنے والوں کیساتھ

الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ
بیٹھے رہو ۵۱ اور (اے رسول) ان میں سے کوئی مرجائے تو تم اُس پر کبھی بھی نماز (جنازہ) نہ پڑھو ۔ اور

لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا
نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہو ۵۲ یقیناً اُنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کے ساتھ کفر کیا ۔ اور وہ نافرمانی

وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا
کی حالت میں ہی مر گئے ۔ اور اُن کے مال اور اولاد تمھیں تعجب میں نہ ڈالیں ۔ ماسوا اسکے نہیں ہے

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ
کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے سے اُن کو دُنیا کی زندگانی میں عذاب دے ۵۳ اور دم بھی جائیں اس حالت

وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں ۔ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ

وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ
اور اُس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو ، تو اُن میں سے دولت مند لوگ تجھ سے اجازت مانگتے ہیں

وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا
اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو ، ہم پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ رہ جائیں ۔ وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾
پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہیں ۵۴ اور اُنکے دلوں پر نشان لگا دیا گیا ہے ، پس وہ سمجھتے ہی نہیں ہیں ۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
لیکن یہ رسول ، اور وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ایمان لائے ، انھوں نے اپنے مالوں اور اپنی

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾
جانوں کیساتھ جہاد کیا ۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے سب خوبیاں ہیں ۵۵ اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں ۔

۵۱ مع الخلفین :-
تفسیر صافی صـ۲۱۳ پر ہے کہ یہ حکم بتاتا ہے ، کہ غزوۂ تبوک کے وقت جن لوگوں نے پیچھے رہ جانا چاہا تھا اُن کے نام غازیوں کے دیوان سے خارج کر دیئے گئے تھے ۔

۵۲ قبرہ :-
تفسیر صافی صـ۲۱۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی میّت کے جنازہ کی نماز پڑھتے تو ایک ساعت اُسکی قبر پر ٹھہرے رہتے تھے اور اُس کے حق میں دُعا فرمایا کرتے تھے ۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی اور اُن کی قبر پر کھڑے ہونے کی اور اُن کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت فرمادی ۔ اور اس کے دو سبب بھی ارشاد فرمائے : انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فسقون ۔

۵۳ ان یعذبھم :-
تفسیر صافی صـ۲۱۴ پر لکھا ہے کہ اولاد کے ذریعے تو عذاب اس طرح ہوتا ہے کہ بچپن میں اُنکی بیماریوں کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں ۔ اور بڑے ہو جانے پر اُن کی نافرمانی کا رنج اٹھانا پڑتا ہے ۔
اور مال کے ذریعے سے اس طرح عذاب ہوتا ہے کہ منافق ہونے کے سبب خمس وزکوٰۃ نکالنا اور اس مال میں سے راہِ خدا میں کچھ خرچ کرنا گراں گذرتا ہے ۔

۵۴ مع الخوالف :-
تفسیر صافی صـ۲۱۴ پر ہے کہ خوالف خالفۃ کی جمع ہے ۔
اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مع الخوالف کے معنے مع النساء منقول ہیں یعنی عورتوں کے ساتھ ۔

۵۵ لھم الخیرات :-
تفسیر صافی صـ۲۱۴ پر ہے کہ یہاں خیرات سے مراد ہے دونوں جہان کا نفع ۔ دنیا میں تو نصرتِ خدا اور مالِ غنیمت اور عاقبت میں جنت اور نعماتِ جنت ۔

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہوئی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ، وُہ اُس میں ہمیشہ رہیں
فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ
گے ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔ اور بدوؤں میں سے عذر کرنے والے آئے ۔
الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ
کہ اُن کو بھی (بیٹھ رہنے کی) اجازت دی جائے ۔ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول سے جھوٹ بولا ،
رَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾
اور بیٹھ رہے ۔ ان لوگوں میں سے جنھوں نے کفر کیا ، اُن کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا ۔
لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ
نہ کمزوروں کے ذمہ کوئی الزام ہے [۱] اور نہ مریضوں کے ذمہ ، اور نہ اُن کے ذمہ جن کو
لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ
خرچ کے لئے کچھ میسر ہی نہیں آتا ۔ جبکہ وُہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کے خیرخواہ ہوں ۔
مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾
نیکی کرنے والوں پر (بھی) کوئی راہ (الزام) نہیں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔
وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ
اور نہ اُن لوگوں کے ذمہ کوئی الزام ہے جبکہ وُہ تیرے پاس آئے کہ تو انھیں سوار کردو تو تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی
مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ
ایسی چیز نہیں ہے جس پر تمھیں سوار کردوں ۔ تو وُہ اس حالت میں واپس لوٹے کہ اُن کی آنکھوں سے اس غم میں
حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ ؕ إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ
آنسو جاری تھے کہ وُہ اپنے پاس خرچ کرنے کیلئے کچھ نہیں پاتے تھے ۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ الزام ان لوگوں پر ہے
يَسْتَأْذِنُوْنَكَ وَهُمْ أَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِأَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ
جو تم سے اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وُہ مالدار ہیں ۔ وُہ اس پر راضی ہو گئے ہیں کہ وُہ پیچھے رہنے والیوں کے
الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾
ساتھ رہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر چھاپا لگا دیا ہے ، پس وُہ کچھ نہیں جانتے ہیں ۔

ع ۹ / ۱۷

[۱] علی الضعفآء :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی غزوہ تبوک کے قصہ میں لکھا ہے کہ سات آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے آئے :-
(۱) بنی عمرو ابن عوف سے سالم بن عمیر یہ شخص علی اختلاف الروایات بدری تھا ۔ (۲) ہرمی ابن عمیر بنی واقف سے ۔ (۳) علیہ ابن زید بنی حادثہ میں سے ۔ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی عزت تصدق کر دی تھی ۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا تو لوگ صدقہ لانے لگے ۔ پس علیہ حاضر خدمت ہوا ۔ اور عرض کی یا رسول اللہؐ ! میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے جو تصدق کروں ۔ ایک عزت ہے ، سو راہِ خدا میں حاضر ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تیرا صدقہ قبول ہے ۔ (۴) ابو لیلیٰ عبدالرحمٰن ابن کعب بنی مازن ابن النجار سے ۔ (۵) عمرو ابن غنمیہ بنی سلمہ سے ۔ (۶) سلمہ ابن صخر بنی زریق سے ۔ (۷) عمرہ ابن ساریہ بنی الغرباد سے ۔
یہ تھے وُہ سب جو روتے ہوئے آئے تھے اور یہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہؐ ! ہم میں اس امر کا کوئی مقدور نہیں ہے کہ آپؐ کے ساتھ چلیں ۔ پس یہ آیت نازل ہوئی : ولیس علی الضعفآء ..... ما ینفقون تک ۔
اِن بیچارے رونے والوں نے جوتے تک پہننے کو مانگے تھے ۔ مطلب یہ تھا کہ اگر اتنا بھی میسر ہوتا تو ساتھ چلے جاتے ۞

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

وُہ تمہارے پاس عذر بنا کر لائیں گے جب تم اُن کے پاس لوٹ کر آؤ گے ۔ (اے رسول) کہدو کہ تم عذر داری نہ کرو ۔

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ

ہم ہرگز تمہاری بات کا یقین نہیں کریں گے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری خبریں بتادی ہیں ۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور اُسکا رسول تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے ۔ پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے ۔

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

پس وُہ تمہیں بتلادے گا جو کچھ کہ تم کیا کرتے تھے ۔ عنقریب وُہ تمہارے پاس آکر جبکہ تم اُن کے پاس

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ

پلٹ کر آؤ گے ، اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں گے ۵۱ کہ تم اُن سے درگذر کرو ۔ پس تم اُن سے درگزر کرو ۔ یقیناً وُہ

رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾

پلید ہیں ۔ اور اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے ۔ یہ بدلہ ہے اُن (اعمال) کا جو وُہ کمایا کرتے تھے ۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ

وُہ تمہارے سامنے اس لئے قسم کھاتے ہیں کہ تم اُن سے راضی ہوجاؤ ۔ پھر اگر تم اُن سے راضی (بھی) ہوجاؤ ۵۲ تو یقیناً

لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ

اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم سے راضی نہیں ہوگا ۔ بدو لوگ ۵۳ کفر اور نفاق میں بہت سخت

نِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ

ہیں ۵۴ اور اُسکے زیادہ لائق ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل کیا ، اُس کی حدوں کو نہ جانیں ۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے ۔ اور بدوؤں میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جو کچھ وُہ خرچ کرتا ہے ، وُہ

مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ

اُسے تاوان ٹھہراتا ہے ۔ اور تم پر زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتا ہے ۔ بُری گردش اُنہی پر ہے ۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ۔ اور بدوؤں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے

---

۵۱ سَيَحْلِفُوْنَ :-

تفسیر صافی ص۲۱۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو آنحضرت کے مومن اصحاب منافقوں پر اعتراض کرنے لگے، اور تکلیفیں پہنچانے لگے، اور منافق قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم حق پر ہیں۔ اور غرض ان کی یہ تھی کہ وہ اُن کو تکلیف دینے سے باز رہیں، اور ان سے راضی ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

۵۲ فَاِنْ تَرْضَوْا :-

تفسیر صافی ص۲۱۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص آدمیوں کو ناراض کر کے خدا کی رضامندی کا طلبگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو جائے گا۔ اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے آدمیوں کی رضامندی کا طالب ہوگا، اللہ تعالیٰ خود بھی اس سے ناراض ہوگا اور آدمیوں کو بھی اس سے ناراض کر دیگا ۔

۵۳ الْاَعْرَابِ :-

اس لفظ کے لغوی معنی گنوار اور بدو کے ہیں۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں، کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہے، اور اعراب دراصل اسی کی جمع ہے، جو صحرا نشینوں کا علم قرار دیا گیا ہے لیکن مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے، کہ اعراب بادیہ نشین عربوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد نہیں ہے، جمع اعاریب آتی ہے۔ سیبویہ نے لکھا ہے کہ اعراب صیغہ جمع کا ہے، لیکن لفظ عرب کی جمع کا صیغہ نہیں ہے۔ نیشاپوری کا بیان ہے کہ اہل لغت رَجُلٌ عربی میں اُس شخص کو کہتے ہیں جس کا نسب عرب کی طرف ثابت ہوتا ہے۔ اور جس طرح مَجُوْسٌ مَجُوْسِیٌّ کی اور یَهُوْدٌ یَهُوْدِیٌّ کی جمع ہے، اسی طرح عرب عَرَبِیٌّ کی جمع ہے۔ جب کسی اعرابی سے یا عربی کہا جاتا ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔ لیکن اگر کسی عربی سے یا اعرابی کہہ دیا جائے تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔ اس لیے جو عرب کے شہروں میں متوطن ہو، وہ عربی ہے اور جو بادیہ نشین ہو وہ اعرابی ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص $\frac{۱۶۵}{۱۹۹}$)

۵۴ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا :-

تفسیر صافی ص۲۱۴ پر ہے کہ بمقابلہ اہل شہر کے بوجہ اپنی وحشت اور قساوت قلب، اور جور و جفا کے زیادہ سخت ہیں۔ اور چونکہ خدا کا کلام سننے اور عالموں کی حالت دیکھنے سے دُوری رہتی ہے، یہ بھی ان کی شدت کا باعث ہے ۔

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

دن پر ایمان لاتا ہے۔ اور جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی قربت کا اور رسولؐ کی دعاء کا

صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ

ذریعہ سمجھتا ہے۔ آگاہ ہوجاؤ یہ واقعی اُن کیلئے قربت کا ذریعہ ہوگا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رحمت میں

رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

داخل کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور مہاجرین اور انصار میں سے ۱؎ (ایمان لانے میں)

مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

سب سے پہلے سبقت کرنے والے ۲؎ اور وہ لوگ جنھوں نے نیکی میں اُن کا اتباع کیا ۳؎

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا

ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا اور وہ اُس سے راضی ہوگئے۔ اور اُس نے اُن کیلئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں،

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ

جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں، اُس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور کچھ تمھارے

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ

اردگرد کے بدوؤں میں سے منافق ہیں، اور کچھ اہل مدینہ میں سے (بھی)

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۟ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ

نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ (اے رسولؐ) تم انکو نہیں جانتے ہم اُن کو جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انھیں دو دفعہ عذاب دیں گے

ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾ ۚ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ

پھر وہ بہت بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور دوسرے (وہ ہیں) جنھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ

اُنھوں نے نیک عمل کو بُرے عمل کے ساتھ ملا دیا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

کرلے ۴؎ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ تو اُن کے مالوں میں سے صدقہ لے۔ اور اسکی بدولت

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ

تو انھیں پاک کر اور اُن کا تزکیہ کر، اور اُن کیلئے دعائے خیر کر۔ یقیناً تمھاری دعا اُن کیلئے تسکین (کا باعث)

ع ۱۰ / ۱۴ / ۱

۱؎ والسّابقون :-

تفسیر صافی ص۲۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ان سے امت کے نقیب مراد ہیں یعنی حضرت ابوذر، مقداد، سلیمان فارسی، عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہر شخص جو ایمان لایا اور جس نے تصدیق کی، اور ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام پر قائم رہا۔

۲؎ المہاجرین :-

تفسیر صافی ص۲۱۵ پر بحوالہ نہج البلاغۃ لکھا ہے کہ اسم ہجرت کسی شخص پر راست نہ آئے گا جب تک کہ وہ زمینِ خدا پر جو حجتِ خدا ہے اُسے پہچانتا ہو، پس جس نے حجتِ خدا کو پہچانا وہی مہاجر ہے۔

۳؎ باحسان :-

تفسیر صافی ص۲۱۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی، امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے مہاجرین اوّلین کا ذکر بوجہ انکی سبقت کے پہلے درجہ پر شروع فرمایا۔ پھر ان کے بعد دوسرے درجہ پر انصار کا ذکر کیا۔ پھر تیسرے درجہ نیکی میں اتباع کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کو ان کے درجوں اور منزلوں میں رکھا۔

معانقہ ۵ / وقف النبی ۲ / منزل

۴؎ عسَی اللّٰہ :-

تفسیر صافی ص۲۱۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ باوجود ایمان کے وہ ایسے گناہ کرتے ہیں، جسے مومن عیب لگاتے ہیں، اور بُرا جانتے ہیں، ان کی نسبت خدا نے فرمایا ہے :- عسَی اللّٰہ اَنْ یتوب علیھم۔

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جہاں لفظ عسٰی منسوب ہے وہاں وجوب کے معنی رکھتا ہے۔ اور یہ آیت ہمارے گنہگار شیعوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

لَّهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٣﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ

ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا انھیں اس بات کا علم نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ

توبہ قبول کرتا ہے۔ اور صدقے لیتا ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ

بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ اور کہہ دو کہ تم عمل کئے جاؤ۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول اور کامل صفت

وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

مؤمنین تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾ وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا

کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کرے گا۔ اور دوسرے (وہ ہیں) جو خدا کے حکم کے امیدوار کئے گئے ہیں۔ خواہ وہ ان

يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِينَ

پر عذاب کرے اور خواہ ان کی توبہ قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے

اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

ایک مسجد بنائی ضرر پہنچانے، اور کفر (پھیلانے) اور مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے،

وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ

اور اس شخص کو گھات کا موقعہ دینے کے لئے جو پہلے سے اللہ اور اسکے رسول سے لڑتا رہا۔ اور وہ ضرور قسمیں کھا کر

إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا

یہ کہیں گے کہ ہمارا ارادہ سوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ تو اس (مسجد)

تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ

میں کبھی بھی (نماز کیلئے) کھڑا نہ ہو۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن تقویٰ پر رکھی گئی، زیادہ حقدار ہے کہ تو اس میں

أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ

(نماز کیلئے) کھڑا ہو۔ اس میں ایسے آدمی ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے

يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ

والوں کو دوست رکھتا ہے۔ کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی بنیاد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے

لہ فَسَيَرَى اللّٰه :-

اس آیت میں رویت خدا اور رسولؐ اور مومنوں کو سلسلہ وار ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے، لیکن رویت تینوں درجات میں یکساں نہیں۔ نحویین کہتے ہیں یہاں "سَ" استقبال کے واسطے ہے، اور مراد یہ ہے کہ قیامت میں خدا اور رسولؐ اور مومنین اعمال کو دیکھیں گے، لیکن یہ نہیں سمجھتے، کہ اگر "سَ" استقبال کے معنوں میں لیا جائے تو کفر محض ہے۔ کیونکہ نفی رویت باری تعالیٰ لازم آتی ہے، کہ اس وقت خدا ہمارے اعمال کو نہیں دیکھتا، اور اُن سے بے خبر ہے۔ اور یہ مطلقاً محال ہے، اور کفر۔

حق یہ ہے کہ یہ الفاظ ہر ایک مقام پر یہی معنے نہیں دیتے بلکہ کلام خدا میں اکثر اس قسم کے الفاظ نیز الفاظ ترجی وتمنی وغیرہ تاکید کے واسطے استعمال ہوتے ہیں۔ یا بمعنی دوام واستمرار۔ اور یہ بات قرآن سے معلوم ہوتی ہے، یہ صحیح ہے کہ سین وسوف استقبال کیلئے بھی آتے ہیں، جیسا کہ اس آیت کے دُوسرے جزو یعنی ستردون الی علم الغیب والشھادۃ میں ہے، جس سے مراد قیامت ہے، اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے جزو اول فسیری اللہ میں "سین" استقبال کیلئے نہیں ہے، اور یہ غلط ہے کہ اس رویت سے مراد رویت قیامت ہے، کیونکہ رویت قیامت کا ذکر آیت کے دُوسرے جزو ستردون میں موجود ہے پس ضرور اس رویت سے رویت دنیا ہی مراد ہے، کہ یہاں ہمارے اعمال کو خدا اور رسولِ خدا اور مومنون دیکھتے ہیں، اور مومنوں سے مراد امام ہیں۔

اس شبہ کا جواب کہ خدا، رسولؐ اور مومنوں کی رویت یکساں ہے، یہ ہے کہ اگر آیۂ مذکورہ میں متعلق رویت یعنی عملکم تمام موضوعات کے آخر میں مذکور ہوتا، تو بے شک سب کی رویت یکساں ہوتی لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ اعملکم بعد لفظ اللہ کے مذکور ہوا ہے، جو متعلق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عمل سے بالذّات صرف رویت خدا کو تعلق ہے، اور اسی کی رویت حقیقی اور اصلی ہے۔ اور رسول خدا، اور ائمہ ہدیٰ کی بالعرض وبالتبع من جانب اللہ۔ لہٰذا رویت یکساں نہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے، کہ جب کسی قضیہ میں موضوع متعدد ہوں، اور محمول ایک جیسا کہ اس آیت میں موضوع تین ہیں، خدا، رسول، امام۔ اور محمول ایک یعنی رویت اعمال۔ پس اگر محمول بعد موضوع اول مذکور ہو تو موضوع اول پر حمل حقیقی ہوگا اور باقیوں پر حمل العرض۔ اور یہاں ایسا ہی ہے، کہ عملکم بعد لفظ اللہ مذکور ہوا، اور باقی موضوعات بعد میں۔ لہٰذا حمل رویت اعمال اللہ پر حقیقی ہے، پیغمبر و امام پر عرضی، لہٰذا سب رویت میں یکساں ہوئے۔ (مواعظ حسنہ ص۲۳۸ ج۱)

تفسیر صافی ص۲۱۵ پر بحوالہ کافی لکھا ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، کہ اس آیت میں والمومنون سے مراد ہم ائمہ ہیں۔

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر صبح کو کل بندوں کے اعمال نیک ہوں یا بد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں، پس تم ڈرتے رہو۔ اور تم میں سے ہر شخص اس بات سے ہیار کرے کہ اس کے بد اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوں۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ کوئی مومن یا کافر نہیں مرتا اور قبر میں نہیں رکھا جاتا جب تک کہ اسکے اعمال جناب رسولِ خدا صلعم اور جناب

اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی شَفَا

اور اُسکی خوشنودی پر رکھی یا وُہ شخص جس نے اپنی (عمارت کی) بنیاد گرنے والی کھائیوں کے کنارے

جُرُفٍ ہَارٍ فَانْہَارَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی

پر رکھی ۔ پھر وہ اُس کو ساتھ لے کر جہنم کی آگ میں جا گرا ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کی رہبری

الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا یَزَالُ بُنْیَانُہُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَۃً فِیْ

نہیں کرتا ۔ اُن کی بنیاد جنہوں نے یہ (مسجد) بنائی تھی ہمیشہ اُن کے دلوں میں

قُلُوْبِہِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُہُمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ

شک کا باعث بنی رہے گی ۔ یہاں تک کہ اُنکے دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے ۔

اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ

بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُنکی جانوں اور اُنکے مالوں کو اس (قیمت) پر خرید لیا ہے [۵] کہ اُن کیلئے جنت

الْجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ

ہو ۔ وُہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں گے ۔ پس وہ قتل کریں گے ، اور قتل کئے جائیں گے ۔

وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ

اس پر سچا وعدہ تورات اور انجیل اور قرآن میں (موجود) ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ

اَوْفٰی بِعَہْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ

سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا اور کون ہوگا ۔ پس تم اس سودے سے جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے خوش

بِہٖ ؕ وَذٰلِکَ ہُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

ہو جاؤ ۔ اور یہ سب سے بڑی کامیابی ہے ۔ (وُہ مومن) توبہ کرنیوالے (اللہ کی) عبادت کرنیوالے اسکی حمد کرنیوالے

السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

(اللہ کی راہ میں) سفر کرنیوالے رکوع کرنے والے سجدے کرنیوالے ، نیکیوں کا حکم دینے والے ،

وَالنَّاہُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ ؕ وَبَشِّرِ

اور برائیوں سے منع کرنے والے ، اور اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدوں کی حفاظت کرنیوالے ہیں ۔ اور خوشخبری دے

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا

(ان) مومنوں کو ۔ نبی اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ مناسب نہیں کہ وُہ مشرکین کیلئے مغفرت

[۵] ان اللہ اشتریٰ :۔

تفسیر صافی صہ ۲۱۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت آئمہ معصومین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، اس میں وہ صفات بیان ہوئی ہیں جو انکے غیر میں جائز نہیں، اس لئے کہ الامرون بالمعروف وہی ہونگے جو ہر معروف کو پہچانتے ہوں، خواہ وہ چھوٹی ہو، یا بڑی ۔ موٹی ہو، یا باریک ۔ اسی طرح الناھون عن المنکر وہی ہیں جو ہر چھوٹے بڑے منکر کو پہچانتے ہیں، اور الحافظون لحدود اللہ وہی ہو سکتے ہیں، جو چھوٹی بڑی، موٹی یا باریک حدود خدا کو پہچانتے ہوں ۔ اور یہ صفتیں سوائے آئمہ معصومین کے کسی دوسرے میں پائی نہیں جاتیں ۔

۱۳ ع ۱۱ ۲

نہج البلاغۃ میں منقول ہے، کہ تمہاری جانوں کی قیمت سوائے جنت کے اور کوئی بھی چیز ہو ہی نہیں سکتی ۔ پس سوائے جنت کے اور کسی چیز کے لئے اپنی جانوں کو نہ بیچو ۔

لمترجم :۔ اس آیہ مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے کل مومنین سے سودا نہیں کیا، بلکہ مومنین کے ایک قلیل گروہ سے کیا ہے، کیونکہ من المومنین ہے اور "مِن" یہاں تبعیضیہ ہے، اور مومنین پر الف لام داخل ہے ۔ یعنی المومنین، یہاں الف لام استغراقی کامل صفاتی ہے، یعنی کامل صفت والے مومنین ایسے ایماندار جن کا ایمان کمال کو پہنچا ہوا ہے ۔ اُن کی پہچان یہ بتائی ہے، کہ وہ جنگ کرتے ہیں ۔ پہلے مخالفین کو قتل کرتے ہیں، پھر یہ مومنین کا قلیل گروہ سب کے سب خود قتل ہو جاتے ہیں ۔ یہ حالت سوائے جنگِ کربلا کے اور کسی اسلامی جنگ میں نہیں ہوئی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں جسقدر جہاد ہوئے اُن میں اکثر مسلمان مارے جاتے تھے، لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ جس قدر لوگ جنگ میں شریک ہوئے ہوں، سب کے سب شہید کر دیئے گئے ہوں ۔ صرف جنگ کربلا ہی ایک ایسی جنگ تھی، جسمیں امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں نے کفار کو قتل بھی کیا، پھر ایک ایک کر کے شہید بھی ہو گئے ۔ صرف امام زین العابدین علیہ السلام بچے ۔ کیونکہ وہ شدید بیمار ہو جانے کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوئے تھے ۔ جنگ میں جو بھی شریک ہوا وہ ضرور شہید ہو گیا ۔ پس ہو سکتا ہے کہ جن کامل صفت مومنین کی شہادت کا ذکر اس آیۃ اشتریٰ میں ہے وہ امام حسین علیہ السلام اور آپکے رفقاء ہی ہوں، کوئی اور نہ ہوں ۔ اور تفسیر کافی کے حوالہ سے اوپر لکھا جا چکا ہے کہ یہ آیۃ آئمہ علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

اس آیت میں ان شہداء کی پہچان یہ بھی دی گئی ہے، کہ ان کا ذکر قرآن مجید کے علاوہ توریت اور انجیل میں بھی ہے ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ توریت، انجیل اور زبور باوجود محرف ہو جانے کے اب بھی واقعہ کربلا بیان کر رہی ہیں ۔ مثلاً توریت کی کتاب یرمیاہ نبی کا نوحہ (LAMENTATIONS OF JERMIAH) کے باب ۴ آیت ۴ میں ہے

(THE TONGUE OF THE SUCKING CHILD CLEAVETH TO THE ROOF OF HIS MOUTH FOR WANT OF THIRST HECRIETH FOR BREAD BUT NO ONE BREAKETH UNTO HIM) ترجمہ :۔ "شیر خوار اصغر کی زبان پیاس کے مارے تالو سے چمٹ جائے گی ۔ وہ روٹی مانگے گا، لیکن کوئی بھی اسکے لئے نہ توڑے گا" ۔ اسی طرح توریت میں اور مقامات پر بھی پیشین گوئیاں موجود ہیں ۔ اور انجیل

* اور زبور میں بھی ہیں، جو ہماری کتاب استقرار حق عزاداری ... دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں، یہاں گنجائش نہیں ہے ۔

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ

طلب کریں۔ اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں بعد اسکے کہ اُن پر یہ بات ظاہر ہو چکی کہ

اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

وُہ یقیناً دوزخ والے ہیں۔ اور ابراہیمؑ کا اپنے چچا کے لئے مغفرت کی دعاء کرنا

اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ

ایک وعدہ کی وجہ سے تھا جو اُس نے اُس سے کر لیا تھا، پھر جب اس پر ظاہر ہو گیا کہ وُہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا

لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ

دشمن ہے، اُس نے اس سے تبرّا کر لیا۔ یقیناً ابراہیم بہت نرم دل بردبار تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں

اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ

کہ کسی قوم پر گمراہی کا حکم لگا دے بعد اسکے کہ اس نے انھیں ہدایت کی جبتک کہ اُن کیلئے وُہ (باتیں) نہ بیان کر دے جن سے بچنا

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

بچنا چاہئے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ یقیناً آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی

وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

کیلئے ہے۔ وُہی زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا نہ کوئی سرپرست ہے

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

اور نہ مددگار۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی اور اُن مہاجرین اور انصار پر مہربانی

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ

فرمائی ؎ جنھوں نے تنگی کی گھڑی میں اُس کی پیروی کی۔ بعد اس کے کہ اُن

مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ

میں سے ایک گروہ کے دل کج ہو جانے کے قریب تھے۔ پھر اُس نے اُن پر مہربانی فرمائی۔ یقیناً وُہ

بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي

اُن پر بہت شفقت کرنیوالا رحم کرنیوالا ہے۔ اور ان تین پر بھی (توجہ کی) جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے۔ یہانتک کہ

اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ

اُن پر زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی۔ اور ان کی جانیں (بھی) اُن پر

؎ تابَ اللهُ ۔

تابَ کا لفظ توبٌ اور توبۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ باب نصَرَ سے تابَ کے لفظی معنے ہیں: اس نے توبہ کی، وہ پھر آیا، وُہ گناہ سے باز آ گیا۔ وہ متوجہ ہوا۔ اس نے معاف کیا۔ توبٌ اور توبۃٌ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ تابَ اللهُ علی العبد جب بولا جاتا ہے تو اس کے معنی آتے ہیں اللہ نے بندہ کو توبہ کی توفیق دی، اور تابَ العبد کے معنی ہیں، بندہ نے توبہ کی۔ ارشاد ہے: ثم تاب علیهم لیتوبوا۔ (پھر ان کو توبہ کی توفیق دی تا کہ وہ توبہ کریں) یا (پھر ان پر مہربان ہوا، تا کہ وہ باز آ جائیں) غرض جب علیٰ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو متعدی ہوتا ہے اور مہربان ہونے اور توبہ کی توفیق دینے کے معنی ہوتے ہیں۔ اور بغیر علیٰ کے آتا ہے، تو لازم ہوتا ہے اور توبہ کرنے کے معنی ہوتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صـ۲۰۳)

اس لئے یہاں مہربان ہونے کے معنی لینے ہی درست ہیں، کیونکہ اگر توبہ کے معنی گناہ سے باز آنے کے لئے جائیں تو ماننا پڑے گا، کہ آنحضرت صلعم سے بھی گناہ صادر ہوا، جس کی توبہ ہوئی، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے، اور قول معصوم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ تفسیر صافی صـ۲۱۸ پر بحوالہ احتجاج طبرسی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور بحوالہ کافی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ دونوں بزرگوار اس آیت کو یوں بیان فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلعم کے ذریعہ مہاجرین کو توبہ کی توفیق دی، یا اُن پر مہربان ہوا۔

اور احتجاج طبرسی میں ابان بن تغلب سے روایت ہے، کہ مَیں نے عرض کی، یا ابن رسول اللہ صلعم عوام الناس تو اس طرح بیان نہیں کرتے، جیسا کہ آپ کے پاس ہے، آپ نے پوچھا: کہ اے ابان! وہ کیونکر پڑھتے ہیں۔ انھوں نے کہا: وہ تو یوں پڑھتے ہیں، لقد تاب الله ... الخ آپ نے فرمایا ویل ہو اُن کے لئے، نبی کا کون سا گناہ تھا، جسکے بارے میں خدا نے اُن کی توبہ قبول کی، سوائے اس کے نہیں ہے کہ توبہ اُن کی اُمت کے لئے قبول کرائی گئی ۞

اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ

تنگ آ گئیں ۔ اور انھوں نے جان لیا کہ خدا کے (غضب) سے بھاگ کر کہیں اور پناہ نہیں ہے سوائے اسکی طرف کے ۔ پھر

تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا

اُس نے انھیں توبہ کی توفیق دی تاکہ توبہ کر لیں ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا ہے ۔ اے وہ لوگو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ

جو ایمان لا چکے ہو تم خدا سے ڈرتے رہو ۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ ۵۱ مدینہ کے

لِاَھْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَھُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

رہنے والوں کا ، اور اُن کے اردگرد جو بدو رہتے ہیں اُن کا یہ کام نہیں کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے رسول

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ

کے پیچھے رہ جائیں ۔ اور نہ یہ کہ وہ اپنی جانوں کو اُس کی جان سے عزیز رکھیں ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ لَا يُصِيْبُھُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ

یہ اس لئے کہ انھیں خدا کی راہ میں نہ تو پیاس کی تکلیف پہنچتی ہے اور نہ کوئی تکان ، اور نہ کوئی بھوک ۔

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَُٔـــوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا

اور نہ وُہ کسی ایسی جگہ پر چلتے ہیں جس سے کافروں کو غصہ دلائیں ۔ اور نہ

يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَھُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ

کسی دشمن سے کچھ لے لیتے ہیں ، مگر یہ کہ اس کے بدلہ میں اُن کیلئے نیک عمل لکھ لیا جاتا ہے ۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ

یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ۔ اور نہ وُہ کوئی چھوٹا خرچہ

نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا

اور نہ بڑا خرچہ کرتے ہیں ، اور نہ وُہ کوئی وادی طے کرتے ہیں ، مگر وُہ بھی اُن کیلئے

كُتِبَ لَھُمْ لِيَجْزِيَھُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢١﴾

لکھ لیا جاتا ہے ۔ تاکہ جو جو عمل وُہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اُن کو بہترین بدلہ دے ۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ

اور مومنوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وُہ سب کے سب (گھروں سے) نکل پڑیں ۔ پس اُن کیلئے ہر بڑے گروہ میں سے ۵۲

ع ٨

۵۱ کونوا مع الصّٰدقین :-

تفسیر صافی صہ ٢١٩ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ صادقین سے مراد ہم ہیں ۔ اور امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ صادقین سے مراد آئمہ علیہم السّلام ہیں — اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس سے معیّت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے ۔

مترجم :- اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، کہ صادقین کچھ مخصوص ہستیاں ہیں، جن کے ساتھ رہنے کا باقی مومنوں کو حکم دیا گیا ہے ۔ اور اُن کا وجود ہر اس زمانہ میں ضروری ہے، جس میں مُومنین کا وجود پایا جائے ۔ چونکہ زمین کبھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رہتی، اور مومنین کا وجود بھی قیامت تک باقی رہتا ہے، اس لئے صادقین کا وجود بھی باقی رہنا ضروری ہے ۔ اور یہ صادقین عام لوگوں سے الگ ہیں ۔ کیونکہ یہ وہ ہستیاں جن کے ساتھ رہنے کا حکم عام مومنوں کو ہے یہ صادقین فرمائش معصوم ع کے مطابق آئمہ معصومین ہیں، جنکی آخری فرد اس زمانہ کے امام صاحب العصر علیہ السّلام ہیں ۔ اللّٰھم عجل فرجہ وسھل مخرجہ ۔

۵۲ فلولا نفر :-

تفسیر صافی صہ ٢١٩ پر بحوالہ علل الشرائع لکھا ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ عرض کی گئی، کہ ایک فرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتا ہے :- کہ اختلاف اُمّتی رحمۃ میری امت کا اختلاف رحمت ہے، فرمایا: سچ کہتے ہو اس پر عرض کی گئی، کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو اجتماع عذاب ہو گا ۔ آپ نے فرمایا: کہ جس طرف تیرا اور انکا خیال گیا ہے، اس طرح نہیں ہے، بلکہ آنحضرت صلعم کا قول خدا کی اس آیت کے مطابق ہے :- فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ ۔ پس اللہ نے اُن کو یہ حکم دیا ہے، کہ ہر جماعت میں سے ایک ایک چھوٹا گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے، اور لوگ آنحضرت صلعم سے مسائل سیکھیں، پھر اپنی قوم میں واپس جائیں، اور انہیں تعلیم دیں ۔ پس یہاں آنحضرت صلعم نے اختلاف سے اختلاف البلدان، یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر میں آنا جانا مراد لیا ہے، نہ کہ اختلاف فی دین اللہ یعنی دین میں باہم مختلف رائیں رکھنا، اس لئے کہ حقیقی مذہب و دین تو ایک ہی ہے — اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی، تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گروہ تو نکل کر جہاد کے لئے جائے، اور ایک گروہ ٹھہر کر فقہ حاصل کرے، اور جہاد کے لئے نکلنے والے باری باری بدلتے رہیں ۞

كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا
ایک ایک چھوٹا سا جتھا اس غرض سے کیوں نہیں نکلتا کہ وہ دین کا علم حاصل کریں۔ اور جب وہ اپنی قوم

قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
میں لوٹ کر آئیں تو اُن کو ڈرائیں، تاکہ وہ (برائی سے) بچیں۔ اے وہ لوگو! جو ایمان

آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ
لا چکے ہو، کافروں میں سے جو تمہارے قریب ہیں اُن سے لڑو ١ اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی

غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ
پائیں۔ اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اور جب کوئی سورت نازل کی

سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا
جاتی ہے تو اُن میں کوئی کہہ دیتا ہے کہ تم میں سے وہ کون ہے جسکے ایمان میں اس سورت نے زیادتی کی ہے۔ پس

الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾
وہ لوگ جو ایمان لا چکے، اُن کے ایمان کو تو بڑھا دیا ہے ٢ اور وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ
اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے، پس اس (سورت کے نازل ہونے) نے انکی نجاست پر اور نجاست بڑھا دی ٣

وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ
اور وہ مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے۔ کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ یقیناً وہ ہر سال میں ایک بار یا

فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ
دو بار آزمائے جاتے ہیں۔ پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے۔ اور نہ ہی نصیحت

يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ
حاصل کرتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے

بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ
ہیں۔ (اور کہتے ہیں) کیا تمہیں کوئی دیکھ رہا ہے! پھر وہ لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں

قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
کو پھرا رہنے دیا، کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ یقیناً تمہیں میں سے ایک رسول

ع ١٥

ربع

ف ١ الذین یلونکم :-
تفسیر صافی صنہ ٢٢ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ہر قوم کے لئے واجب ہے کہ جو کافر ان سے اور امام سے قریب ہوں، اُن سے لڑیں، اور جب تک اس کو طے نہ کرلیں، آگے نہ بڑھیں ؛

ف ٢ فزادتھم ایمانا :-
تفسیر صافی صنہ ٢٢ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ اُن لوگوں کا رد ہے جن کا گمان ہے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے، اور نہ گھٹتا ہے ؛

ف ٣ الیٰ رجسھم :-
تفسیر صافی صنہ ٢٢ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، کہ اس آیت میں رجس سے مراد شک ہے ؛

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

تمہارے پاس آیا ہے لہ تمہارا تکلیف اٹھانا اُس پر شاق گزرتا ہے، تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہشمند ہے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ

مومنوں پر تو نہایت ہی شفیق بڑا ہی مہربان ہے۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے تو اسی پر بھروسہ کیا ہوا ہے۔ اور وہ بہت بڑے عرش کا پروردگار ہے۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ۱۰۹ — ۱۱ رُکوعاتُہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا

الر ٢ہ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی ٣ہ

اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ

کہ ہم نے اُنہی میں سے ایک آدمی کی طرف یہ وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈراؤ، اور وہ لوگ جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ

ایمان لائے اُنکو اس بات کی خوشخبری دو کہ اُن کیلئے اُنکے پروردگار کے ہاں سچائی کا پایہ (اور مرتبہ) ہے۔ کافروں

الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

نے کہا، یقیناً یہ ظاہر جادوگر ہے۔ بیشک تمہارا پروردگار تو وہ اللہ تعالیٰ ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر مستوی

الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ

ہوا ٤ہ وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ اُسکی اجازت کے بغیر کوئی (بھی) اُس کا سفارشی نہیں (ہو سکتا)۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ اِلَيْهِ

یہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے، پس اُسی کی عبادت کرو۔ کیا پھر بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے ہو؟ تم سب کی

منزل ۳

لہ من انفسکم:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۲ پر ہے، کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ رسول تمہاری ہی جنس سے یعنی عرب سے ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے، کہ خلقت میں تمہاری صورت ہے۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسُولٌ من انفسکم کے مخاطب ہیں۔ عزیز علیہ ما عنتم کے مخاطب ہم ہیں اور حریصٌ علیکم کے مخاطب ہم ہیں، بالمؤمنین رءوف رحیم، اس چوتھائی میں مومن بھی ہمارے شریک ہوگئے، اور دوسری روایت میں ہے کہ اس آیت کی تین چوتھائی ہمارے لئے ہے، اور ایک چوتھائی ہمارے شیعوں کیلئے ہے۔

ع ۷ ۱۶ ۵

٢ہ الرٰ:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۲ پر، بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے، کہ یہ تینوں حرف اسم اعظم کے حروف میں سے ہیں، جو قرآن مجید میں پھیلے ہوئے ہیں، جن کو رسول یا امام ترتیب دیکر دعا مانگتے ہیں، تو دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

٣ہ عَجَبًا:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۲ پر ہے، کہ تعجب اس بات کا تھا کہ خدا تعالیٰ نے ایک یتیم کو جس کے پاس نہ کچھ زیادہ مال و دولت تھی، اور نہ شان و شوکت، رسول مقرر کر دیا، اور یہ ان لوگوں کی حماقت کی کثرتِ معاملات میں غور و فکر کی کمی اور وحی و نبوت کی ماہیت سے جہالت کی وجہ سے تھا۔

وقف النبی صلعم

٤ہ استوٰی:۔

استوٰی کے لغوی معنی ہیں اُس نے قصد کیا، اُس نے قرار پکڑا۔ وہ سنبھل گیا۔ وہ چڑھا، وہ سیدھا ہوا، وہ متوجہ ہوا، وہ غالب ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا مصدر استواءٌ ہے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، استواء کے جب دو فاعل ہوتے ہیں، تو اس کے معنی دونوں کے مساوی اور برابر ہونے کے آتے ہیں، جیسے لا یستوی الخبیث والطیب۔ اگر فاعل دو نہ ہوں، تو سنبھلنے، درست ہونے، اور سیدھے رہنے کے معنی ہوتے ہیں، جیسے کہ فاستوٰی وھو بالافق الاعلٰی — اللہ تعالیٰ کے استوٰی علی العرش کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن و حدیث میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی بیان کئے گئے ہیں، اور مخلوق کے اوصاف میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے، جیسے حیّ، سمیع، بصیر، کہ یہ الفاظ اللہ عزوجل کے لئے بھی استعمال کئے گئے، اور بندہ کے لئے بھی، لیکن دونوں جگہ انکے استعمال کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے۔ کسی مخلوق کو سمیع و بصیر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اُس کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سُننے والے کان موجود ہیں، اب یہاں دو چیزیں ہوئیں، ایک تو وہ آلہ جو کہ سننے اور دیکھنے کا مبدا اور ذریعہ ہے، یعنی کان اور آنکھ۔ دُوسرا اس کا نتیجہ اور غرض و غایت یعنی وہ خاص علم جو آنکھ سے دیکھنے اور کان سے سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جب مخلوق کو سمیع و بصیر کہا جائیگا تو اُس کے حق میں دونوں چیزیں معتبر ہونگی، جن کی کیفیات ہم کو معلوم ہیں، لیکن یہی الفاظ جب اللہ عزوجل کے متعلق استعمال کئے جائیں گے تو یقیناً ان سے وہ مبادی اور کیفیاتِ جسمانیہ نہیں مراد لئے جاسکتے جو مخلوق کے خواص میں داخل ہیں۔ اور جن سے جناب باری عز اسمہٗ قطعاً منزہ ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۸۵)۔

چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کلام خدا کے بارے میں فرماتے ہیں۔ لا بصوت یقرع ولا بنداء یسمع بل کلامہ سبحانہ ایجادہ (یعنی وہ نہ تو کوئی آواز ہوتی ہے جس کی کوئی کھٹکا ہو، یا دھماکہ ہو، اور نہ کوئی ندا ہے، جو سُنائی دے، بلکہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا کلام نقش ایجاد ہے)۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرح کان اور آنکھ (باقی حاشیہ برصفحہ ۲۶۹)

مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ إِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

مراجعت اسی کی طرف ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ۔ یقیناً وہ مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر

يُعِيدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۚ

وہی اُسے (قیامت کو زندہ کرکے) لوٹائے گا، تاکہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَّعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا

اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے، اُن کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی، اور دردناک عذاب ہوگا ۔ اسلئے کہ وہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٤﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ

کفر کیا کرتے تھے ۔ (اللہ) وہی ہے جس نے سُورج کو روشن اور چاند کو نورانی

نُورًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

بنایا ۔ اور اس (چاند) کی منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو ۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

اللہ تعالیٰ نے ان (سب چیزوں) کو حق کے ساتھ پیدا کیا ۔ وہ ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں آیتیں کھول

يَعْلَمُونَ ﴿٥﴾ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

کر بیان کرتا ہے ۔ یقیناً رات اور دن کے آگے پیچھے آنے، اور جو کچھ

اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُونَ ﴿٦﴾

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ۔ اس میں پرہیزگار لوگوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں ۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یقیناً وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، اور وہ دُنیا کی زندگانی پر راضی ہو گئے ۔

وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ﴿٧﴾ أُولٰٓئِكَ

اور اُسی پر مطمئن ہو گئے ۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں

مَأْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ

کہ بوجہ ان اعمال کے جو وہ کماتے رہے تھے، اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے ۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ ۚ تَجْرِي مِنْ

انھوں نے عمل نیک کئے، اُن کا پروردگار اُن کے ایمان کی وجہ سے انھیں نعمتوں والی جنتوں میں پہنچائے گا،

(بقیہ حاشیہ سابقہ صـ ۲۶۸):-
وغیرہ کا محتاج نہیں، وہاں تو ارادہ ہی ارادہ ہے۔ جس وقت ارادہ الٰہی کسی چیز سے متعلق ہوا وہ ہو گئی،
پس اسی اصول پر استوٰی علی العرش کو بھی سمجھ لیجئے، کہ عرش کے معنی تخت اور بلند مقام کے ہیں، اور استواء کا ترجمہ اکثر محققین نے تمکن اور استقرار کیا ہے، یعنی قرار پکڑنا اور قائم ہوتا۔
مطلب یہ ہے کہ تختِ حکومت پر اس طرح قابض ہونا کہ اس کا کوئی حصہ یا گوشہ حیطۂ اقتدار سے باہر نہ رہ جائے، اور قبضہ و تسلط میں کبھی کسی قسم کی مزاحمت نہ ہو، غرضیکہ سب کام اور انتظام درست ہو۔ سو اللہ تعالیٰ کے "استوٰی علی العرش" کا بھی مطلب ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا پورا پورا تسلط اور اقتدار اور مالکانہ تصرف تمام کائنات اور مخلوق پر ہے کہ کوئی شے بھی اُس کے حکم اور اختیار سے باہر نہیں ہے ؎

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ ان (جنتوں) میں ان کی دعا (یہ) ہوگی ۵۱ اے اللہ تو پاک

اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ

ہے ۔ اور ان میں انکی دعاء ملاقات سلام (علیکم) ہوگی ۔ اور اُن کی دعاء کا اخیر یہ ہوگا کہ ہر حمد تمام جہانوں کے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَ لَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

پروردگار اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے ۔ جس طرح لوگ بھلائی کو جلدی مانگتے ہیں اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ اُن لوگوں

بِالْخَیْرِ لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ

کو نقصان پہنچانے میں جلدی کرتا ۵۲ تو انکی میعاد اُن تک کبھی کی پوری کردی گئی ہوتی ۔ پس ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات

لِقَآءَنَا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ

کی امید نہیں رکھتے چھوڑے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہیں ۔ اور جس وقت کسی انسان کو کوئی تکلیف پہنچی

دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ

تو اس نے اپنے پہلو پر لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے ہمیں پکارا ۔ پھر جب ہم نے اس کی تکلیف کو اس

مَرَّ كَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْمُسْرِفِیْنَ

سے دور کردیا تو وہ (اسطرح) گذر گیا گویا کہ اس تکلیف کیلئے جو اُسے پہنچی، اُس نے ہمیں پکارا ہی نہ تھا ۔ اسی طرح زیادتی

مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

کرنے والوں کیلئے جو عمل وہ کیا کرتے تھے زینت دے دیئے گئے ۔ اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے بہت زمانوں والوں کو ہلاک

مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

کردیا ، جبکہ انھوں نے ظلم کئے ۔ حالانکہ اُن کے پاس اُن کے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے ۔

وَ مَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ

اور وہ ایسے نہ ہوتے کہ ایمان لے آتے ۔ اسی طرح ہم مجرموں کی قوم کو بدلہ دیا کرتے ہیں ۔ پھر

جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓىِٕفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ

اُن کے بعد ہم نے تمھیں زمین میں (اُن کے) جانشین بنادیا ۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس طرح

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ

عمل کرتے ہو ۔ اور جب اُن پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں (تو) وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی

ع ۱۰

۵۱ دعوٰهم:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۲ پر ہے، کہ انکی دعا جنت میں یہ ہوگی، کہ یہ یا اللہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں۔ جیسا کہ حق ہے تسبیح کرنے کا۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے تسبیح کی بابت دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، اور اہل جنت کی دعا ہے۔

۵۲ الشر استعجالهم بالخیر:-

اس میں دو لفظ خیر و شر استعمال ہوئے ہوتے ہیں، خیر کے لغوی معنی ہیں، بہتر۔ بھلا، نیکی، نیک کام۔ جو چیز سب کو پسندیدہ ہو، وہ خیر ہے، عقل، عدل، فضل اور اشیاء نافع۔ اور شر اسکی ضد ہے، شر کے معنی جس سے سب کو نفرت ہو۔ خیر کی دو قسمیں ہیں، ایک خیر مطلق جو ہر حال میں اور ہر ایک کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ جیسے کہ جنت اور دوسرے خیر مقید۔ جو ایک کے لئے خیر ہو، اور دوسرے کیلئے شر۔ جیسے دولت کہ زید کے حق میں خیر ہوتی ہے، اور عمرو کے حق میں شر۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مال کے متعلق دونوں وصف بیان کئے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے، ان ترك خیرا (اگر کچھ خیر یعنی مال چھوڑے، اور دوسرے مقام پر فرمایا:- ایحسبون انما نمدهم به من مال وبنین ۵ نسارع لهم فی الخیرات ط بل لا یشعرون ۵ (کیا خیال رکھتے ہیں، کہ یہ جو ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال اور اولاد، تو شتابی کرتے ہیں انکی بھلائیوں میں، بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔)

قرآن مجید میں جہاں مال کیلئے خیر کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کے متعلق بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو کثیر ہو، اور بوجہ حلال جمع کیا گیا ہو۔

الفاظ خیر و شر کا دو طرح پر استعمال ہوتا ہے، ایک اسم ہو کر جیسے ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر۔ اور تم میں ایک جماعت ہونی چاہیئے، کہ جو نیک کام کی طرف بلائے۔)

دوسرے وصف ہو کر۔ اس صورت میں افعل التفضیل کے معنی ہوتے ہیں، جیسے فان خیر الزاد التقوٰی (پس بلاشبہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے)، کہ یہاں خیر افضل کے معنی میں آیا ہے، آیت شریفہ نات بخیر منها۔ (ہم لاتے ہیں اس سے بہتر) اور (ان تصوموا خیر لکم (روزہ رکھو، تو تمہارا بھلا ہے) میں خیرٌ اسم بھی ہوسکتا ہے، اور بمعنی فعل بھی — یہ واضح رہے کہ خیر کا استعمال کبھی شر کے مقابلہ میں ہوتا ہے، اور کبھی ضر یعنی تکلیف اور سختی کے مقابل میں، جیسے وان یمسسك اللہ بضر فلا کاشف له الا هو ط وان یمسسك بخیر فهو علی کل شیء قدیر ۵ (اور اللہ اگر تجھے کچھ سختی پہنچائے، تو کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۳۲۷) ۔

لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا

امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسے بدل دو ۔ (اے رسول) کہہ دو

يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا

کہ مجھ سے تو نہیں ہو سکتا کہ میں اُسے اپنی طرف سے بدل دوں ۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو

يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

میری طرف وحی کی جاتی ہے ۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں ، تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا

عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ

ہوں ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا ۱ؔ؎ اور نہ تمھیں اس سے آگاہ کرتا

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ

پھر میں تو تمھارے درمیان اس سے پہلے ایک عمر رہا ہوں ۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ۔ پس اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ

زیادہ ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان باندھا ۔ یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا ۔ یقیناً

لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

مجرم فلاح نہیں پاتے ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ

انھیں ضرر پہنچاتی ہے اور نہ اُنھیں فائدہ دیتی ہے ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی

اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا

ہیں ۲ؔ؎ کہہ دو کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو ، جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے ، اور نہ

فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ

زمین میں ۔ اس کی ذات پاک و برتر ہے ان چیزوں سے جنھیں وہ اسکا شریک ٹھیرتے ہیں ۔ اور لوگ

النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

ایک ہی امت تھے ۳ؔ؎ پھر اُنھوں نے اختلاف کیا ۔ اور اگر تیرے پروردگار کی طرف ایک بات

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

پہلے سے ہو چکی ہوتی تو جس بات میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں اس میں انکے درمیان ضروری فیصلہ ہو چکا ہوتا ۔ اور وہ کہتے ہیں

۱ؔ؎ مَا تَلَوْتُهٗ :-

تفسیر صافی صـ۲۲۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تلاوت ، اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تعلیم کے مطابق ہے ، اور اس کتاب کا میرے ذریعہ سے بھیجنا اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور عجیب بات ہے کیونکہ ظاہراً ایک شخص اُمّی کھڑا ہو ، جس نے تمام عمر میں کبھی ایک ساعت کے لئے بھی کسی آدمی سے کچھ نہ سیکھا ہو ۔ نہ ایسے شہر میں پرورش پائی ہو جس میں علماء رہتے ہوں ۔ پھر وہ تم کو ایسی کتاب پڑھ کر سنائے ، جس کی فصاحت ہر فصیح کلام سے بڑھی ہوئی ہو ۔ جس میں تمام گذشتہ اور آئندہ کا علم بھرا ہوا ہو ۔ تو وہ معجزہ نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا ؟

۲ؔ؎ شُفَعَاؤُنَا :-

تفسیر صافی صـ۲۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ قریش ، بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے ، اور کہا کرتے تھے ، مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ یہ ہم کو خدا سے ملا دیں ۔) اور اس تک پہنچا دیں ۔ اس لئے کہ ہم تو اس کی عبادت پر قادر ہی نہیں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو رد کر دیا ۔ اور فرمایا اے رسول ! تم ان سے کہہ دو :- اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؁

۳ؔ؎ اُمَّةً وَّاحِدَةً :-

تفسیر صافی صـ۲۲۱ پر ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے کی بات ہے ۔ اس زمانہ میں لوگ دین فطرت پر تھے ، نہ تو مکمل ہدایت یافتہ تھے ، اور نہ ہی ضلالت پر تھے ؁

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ

کہ اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر کیوں کوئی آیت نہیں نازل کی جاتی ۔ پس تم کہدو کہ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ غیب تو اللہ تعالیٰ

فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ

ہی کیلئے ہے ۔ پس تم انتظار کرو ۔ بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں سے ہوں ۔ اور ہم نے جب لوگوں کو بعد

رَحْمَۃً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْہُمْ اِذَا لَہُمْ مَّکْرٌ فِیْٓ اٰیَاتِنَا ؕ

اسکے کہ ان کو کوئی تکلیف پہنچی ؁ کسی رحمت کا مزہ چکھایا تو وہ ہماری آیتوں کے بارے میں تدبیریں کرنے لگے ۔

قُلِ اللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا یَکْتُبُوْنَ مَا تَمْکُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

(اے رسول) کہدو کہ اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے میں بہت جلدی کرنیوالا ہے ؁ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) جو تدبیریں تم کرتے ہو

ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی

لکھتے جاتے ہیں ۔ (اللہ) وہی ہے جو تمھیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے ۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے

الْفُلْکِ ۚ وَجَرَیْنَ بِہِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَۃٍ وَّفَرِحُوْا بِہَا جَآءَتْہَا رِیْحٌ

اور وہ لوگوں کو ساتھ لے کر اچھی (موافق) ہوا کی مدد سے چلیں ۔ اور وہ (لوگ) اس سے خوش ہوئے

عَاصِفٌ وَّجَآءَہُمُ الْمَوْجُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّہُمْ

کہ (اچانک) انھیں تیز و تند ہوا (آندھی) نے آلیا ۔ اور انھیں ہر طرف سے (پانی کی) لہروں نے آگھیرا ۔ اور وہ یہ خیال کرنے لگے

اُحِیْطَ بِہِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا

کہ یقیناً وہ گھر گئے ۔ تو خلوص دل سے اسکے مطیع ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے ۔ کہ اگر تو نے ہمیں اس سے

مِنْ ھٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰہُمْ اِذَا ھُمْ

نجات دے دی ، تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے ۔ پھر جب اس نے انکو نجات دے دی تو فوراً زمین

یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰٓاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُکُمْ

میں ناحق بغاوت کرنے لگ جاتے ہیں ۔ اے لوگو ! سوائے اسکے نہیں ہے کہ تمہاری بغاوت ؁ (کا وبال)

عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ

تمھاری اپنی جانوں پر ہی ہے ۔ یہ دنیا کی زندگانی کا (عارضی) فائدہ ہے ۔ پھر تمھاری بازگشت ہماری طرف ہوگی ۔

فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

پھر جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے وہ ہم تم کو جتلا دیں گے ۔ سوائے اسکے نہیں ہے کہ زندگانی دنیا کی مثال پانی

ع ۱۰ / ۷

؁ مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ :-
تفسیر صافی ص۲۲۲ پر ہے، کہ اہل مکہ سات برس تک قحط میں مبتلا رہے، یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہو گئے ۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر رحم فرمایا، اور مینہ برسایا تو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر جرح و قدح کرنے لگے، اور اُس کے رسول سے چالیں چلنے لگے ؎

؁ اَسْرَعُ مَکْرًا :-
تفسیر صافی ص۲۲۲ پر ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی چال چلو، اس نے تمہارے لئے عذاب تجویز فرما دیا ہے ۔ مکر کے معنی خفیہ چال چلنا ہے ۔ لیکن جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو، تو استدراج اور مکر کی سزا دینے کے معنوں میں آتا ہے ؎

؁ بَغْیُکُمْ :-
تفسیر صافی ص۲۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری بغاوت کا وبال تم پر اور تمہارے ابنائے جنس پر اور جو تمہارے مانند ہیں، اُن پر پڑے گا ۔
تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ تین چیزیں ایسی ہیں، کہ اُن کا وبال ان کے کرنے والے پر پڑتا ہے :-
(۱) عہد یا بیعت کا توڑنا ۔
(۲) حاکم دین و دنیا کے مقابلے میں بغاوت کرنا
(۳) خفیہ چال چلنا ؎

كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

کی مانند ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا ۔ پس اُس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی ۔

مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ

جس میں سے لوگ اور مویشی کھاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق (فصل) حاصل

زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ

کرلی ، اور آراستہ ہوگئی ۔ اور اُس کے مالکوں نے گمان کرلیا کہ یقیناً وہ اس (سے نفع اُٹھانے) پر قدرت رکھنیوالے ہیں

اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ

تو ہمارا حکم (عذاب) یکایک اس پر رات کو یا دن کو آپہنچا ۔ پھر ہم نے اُسے ایسا کٹا ہوا کر دیا کہ گویا وہ کل کچھ

تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾

بھی نہ تھی ۵۱ اسی طرح ہم اُن لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے ۵۲ اور جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف (چلنے کی)

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَ

توفیق دے دیتا ہے ۔ اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے نیکی کی بھلائی بھی ہے اور زیادتی بھی ۔ اور

لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

اُن کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت ۔ وہی جنت والے ہیں ۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور وہ لوگ جنھوں نے بُرائیاں کمائیں ، یہ بُرائی کی سزا اُسی کے

بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ

برابر ہے ۔ اور اُن پر ذلت چھا جائے گی ۔ اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے اُنھیں کوئی بچانیوالا نہ ہوگا ۔

كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

گویا کہ اُن کے چہروں پر اندھیری رات کا ٹکڑا اوڑھا دیا گیا ۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

وہی (دوزخ کی) آگ والے ہیں ۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اور جس دن ہم ان سب کو جمع

۵۱ بالامس :-

تفسیر صافی ص۲۲۲ پر ہے، کہ امس کے لفظی معنی روزِ گذشتہ کے ہیں، اور مثال میں مراد ہے قریب کا وقت جو گذر گیا، اور جس کے لئے مثال دی گئی ہے۔ اور اس آیت کا مضمون ہے، یعنی نباتات کی سبزی کا یکایک جاتے رہنا، پھر اسکے ڈھیر کا بھی باقی نہ رہنا۔ گو وہ پہلے ہری بھری تمام زمین کو گھیرے کھڑی تھی، کھیتی والے الگ اُمید لگائے بیٹھے تھے، اور یہ سمجھ چکے تھے، کہ اب یہ کل آفات سے محفوظ ہو چکی ؏

۵۲ دارالسّلام :-

سَلام، سَلِمَ، یَسْلَمُ کا مصدر ہے، اس کے معنی عیوب و آفات سے سلامت رہنے، ان سے چھٹکارا پانے اور بری ہونے کے ہیں۔

تفسیر صافی ص۲۲۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام محمد باقر علیہ السّلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے، کہ اسلام تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اور اس کا مکان جو اُس نے اپنے بندوں اور دوستوں کے لئے پیدا کیا، وہ جنت ہے۔

لمترجم :- اللہ تعالیٰ کا نام "السّلام" اس آیت میں موجود ہے :- هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ (پ۲۸۔ سورۂ حشر۔ ع۳)

اور اللہ تعالیٰ کو "اسلام" اس لئے کہا جاتا ہے، کہ تمام خلق کیلئے اختلال اور تفاوت سے سالم رہنے کو اُس نے وسیع اور عام کر دیا ہے، کیونکہ ہر چیز نظامِ حکمت پر چل رہی ہے۔ اسی طرح جن و انس حق سُبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے کسی ظلم یا جور کے ہونے سے سلامت ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے تمام افعال میں سلام ہے، کہ نہ زیادتی ہے نہ ظلم، نہ فرق ہے، نہ خلل۔

اور بعض مفسّرین نے جو اس اسم کے متعلق یہ دعویٰ کیا، کہ حق سُبحانہ و تعالیٰ کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا کہ وہ عیوب و آفات سے سالم ہے، تو انہوں نے نامناسب بات کی۔ سلام وہ ہے جس سے دُوسرا سلامت رہے، اور سالم وہ ہے جو دوسرے سے سلامت رہے۔ دیوار کو یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ تھکان سے سالم ہے، اور نہ پتھر کو کہا جاتا ہے کہ وہ زکام سے سالم ہے، سالم اس کے بارے میں کہا جاتا ہے جس پر آفت کا آنا ممکن اور متوقع ہو، اور پھر وہ اس سے سلامت رہے۔ اور حق سُبحانہ و تعالیٰ آفتوں کے واقع ہونے اور نقائص کے آنے سے منزّہ ہے، اور جس کی یہ صفت ہو، اُس کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا، کہ وہ اُن سے سلامت رہا۔ اور نہ اسے سالم سے موسوم کیا جائے گا۔ ان لوگوں نے سلام کو سالم کے معنوں میں کر دیا۔— جریر طبری نے قتادہ سے سلام کے معنے یہی نقل کئے ہیں۔ السّلام هوالذی یسلم خلقه من ظلمه (سلام وہ ذات ہے کہ جس کے ظلم سے اس کی مخلوق سالم رہے)۔ (لغات القرآن نعمانی جلد۳ ص۲۲۵) ؏

جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ

کریں گے۔ پھر ہم اُن لوگوں سے کہیں گے جنھوں نے شرک کیا تم اور تمھارے شریک اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾

پھر ہم اُن کے درمیان جُدائی ڈال دیں گے ؎۱ اور اُنکے شریک کہینگے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے ؎۲

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ

پس ہمارے درمیان اور تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ ہی کافی گواہ ہے کہ ہم تمھاری عبادت سے

لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى

بے خبر تھے۔ اس وقت ہر نفس جانچ لے گا جو کچھ کہ وُہ پہلے کر چکا۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ کی طرف

اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

کہ اُن کا حقیقی مالک ہے لوٹا دیے جائیں گے۔ اور جو کچھ افترا وہ کیا کرتے تھے وہ سب ان سے کھوئے جاتے رہے ؎۳

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ

(اے رسول) کہہ دو کہ تمھیں آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے؟ یا کانوں اور آنکھوں کا مالک

وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ

کون ہے؟ اور کون ہے جو مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے۔ اور زندہ میں سے مردہ

مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا

کو نکالتا ہے؟ اور کون تمام امور کا انتظام کرتا ہے؟ پس وُہ فوراً کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ۔ پھر تم کہہ دو کہ کیا تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا

(اس سے) نہیں ڈرتے ہو۔ پس وُہی تمھارا اللہ تعالیٰ ہے جو تمھارا سچا پروردگار ہے۔ پھر حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور

الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

کیا ہے۔ پس تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ اسی طرح اُن لوگوں پر جنھوں نے نافرمانی کی تھی تیرے پروردگار

عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ

کی بات سچی ثابت ہوگئی کہ وُہ یقیناً ایمان نہیں لائیں گے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کیا تمھارے شریکوں میں سے

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا

کوئی ایسا بھی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرے، پھر اُسے دُوسرا بھی دے؟ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار

؎۱ فزیّلنا بینھم:-

تفسیرِ صافی صـ۲۲۲ پر ہے کہ اِس کے معنی ہیں پھر ہم اُنکے مابین فرق کردیں گے۔ اور اُن کے باہمی تعلقات قطع کردیں گے۔ اور تفسیر قمی میں ہے، کہ خدا تعالیٰ ایک آگ پیدا کردے گا جو کفار اور مومنین کے مابین حائل ہوکر ان کے سلسلہ کو قطع کردے گی۔

؎۲ ایّانا تعبدون:-

تفسیرِ صافی صـ۲۲۲ پر ہے، کہ یہ قول اُنکا ہے، جن کو وہ شریک عبادت کرتے تھے، اور صحیح ہے اس لئے کہ فی الحقیقت وہ اپنی خواہش نفسانی کی عبادت کیا کرتے تھے، جو خدا کا شریک بنالینے پر اُن کو آمادہ کرتی تھی نہ ان بتوں وغیرہ کی جنکو شریک بنالیتے تھے۔ نیز ان شیاطین کی عبادت کرتے تھے، جو انکو اُبھارتے تھے، کہ خدا کا شریک ٹھہرالیں۔ عبادت کرنے کے معنی عبد بن جانے کے ہیں۔ پس جس کی انسان زیادہ سُنے گا، اُسی کا بندہ ہوگا۔

ع ۳ ۱۰ ۸

؎۳ ضَلَّ عنھم:-

ضلّ، ضلال سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، معنی اس کے یہ ہیں کہ گمراہ ہوا، بھٹکا، راہ سے دُور جا پڑا۔ کھوگیا، ضائع ہوگیا، گم ہوگیا، ہلاک ہوگیا، مغلوب ہوا۔ کہا جاتا ہے "ضلّ الماء فی اللبن" یعنی پانی دُودھ میں گم ہوگیا۔ یا دُودھ میں پانی اتنا مغلوب ہوا، کہ اس کا اثر ظاہر ہی نہیں ہوتا۔ اور اسی سے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے، یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں کی زبانی، کہ:- انّ ابانا لفی ضلٰلٍ مّبین۔ کہ ہمارا باپ تو ان دونوں کی محبت میں گم ہے، یا مغلوب ہے، یعنی حضرت یوسف علیہ السّلام اور انکے بھائی کی محبت میں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی زبانی مذکور ہے: فعلتھا اذا وانا من الضآلین۔ یعنے مَیں نے یہ کام اُس وقت کیا تھا، جبکہ مَیں محبتِ دین میں گم تھا، یا مغلوب تھا، یا راہ گم کردہ تھا۔ نیز ہلاک ہونے کے بھی معنی ہیں۔

قرآن مجید میں اسکی اَور مثالیں بھی موجود ہیں جو اپنے اپنے مقام پر بیان ہونگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

ضلّ کے معنی گمراہ قرار دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ (مفردات) نیز دیکھو صـ۲ حاشیہ ؎۵۔ صـ۱۱۹ حاشیہ ؎۲

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اُسے دہراتا ہے، پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ تم کہہ دو کہ کیا تمھارے شریکوں میں سے
مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ
کوئی ہے جو حق کی طرف رہبری کرے۔ تم کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ حق کی طرف رہبری کرتا ہے۔ پھر کیا وہ شخص جو حق کی
اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ
طرف رہبری کرتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے یا وہ جو راہ نہیں پاتا ہے سوائے اسکے کہ اُسے راہ دکھلائی جائے
فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ
پھر تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ اور اُن میں سے اکثر پیروی نہیں کرتے مگر ظن کی۔
اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا
یقیناً ظن حق کے مقابلہ میں کچھ بھی کفایت نہیں کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے جو کچھ کہ
يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ
وہ کرتے ہیں۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے جھوٹ موٹ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
بنا لیا جائے۔ بلکہ وہ تصدیق ہے اس (سچی کتاب) کی جو اُن کے پاس ہے۔ اور تمام جہانوں کے پروردگار
الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ قف اَمْ يَقُوْلُوْنَ
کی طرف سے آئی ہوئی کتاب کی جس میں کوئی شک نہیں تفصیل ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اُس نے اُسے
افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
جھوٹ موٹ بنا لیا ہے۔ کہہ دو پھر تم اسکی مانند ایک سورت لے آؤ۔ اور اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ
جس کو بلا سکتے ہو بلا لو۔ (ایسا نہیں) بلکہ انھوں نے تو اسے جھٹلا دیا ۱۲ جس کے
يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ
علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے۔ اور اُس کی تاویل اُن کے پاس کوئی ہی نہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا، جو
مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ
اُن سے پہلے تھے۔ پھر تم غور کرو کہ ظلم کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ اور اُن میں کوئی ایسا ہے

۱۱ افمن یهدی :-
تفسیر صافی صـ۲۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جو حق کی ہدایت کرتے ہیں، وہ تو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، اور اُن کے بعد آلِ محمدؐ ہیں۔ اور وہ جو خود ہدایت نہیں پاتے، جب تک کہ اُن کو ہدایت نہ کی جائے۔ وہ قریش اور غیر قریش سب ہیں، جنہوں نے بعد جنابِ رسولِ خدا صلعم کے انکے اہل بیت سے مخالفت کی ﴿

۱۲ بَلْ كَذَّبُوْا :-
تفسیر صافی صـ۲۲۳ پر ہے، کہ انہوں نے قرآن مجید کی تکذیب کی، قبل اس کے کہ وہ اس کے معانی اور حقائق کو سمجھیں، اور اس کے معانی اور تاویل سے آگاہ ہوئے ہوں۔ اور اس کی تکذیب کی وجہ وہ نفرت تھی، جو اُن کے دلوں میں قرآن مجید کی تعلیم کو اپنے باپ دادا کے دین کے برخلاف پانے سے پیدا ہوئی، یا اس بات سے پیدا ہوئی، کہ اس میں غیب کی خبریں ہیں۔ ابھی انکی تاویل ان تک نہیں پہنچی، کہ ان پر یہ بات کھل جاتی، کہ یہ خبریں جھوٹی ہیں، یا سچی۔ قرآن مجید تو دونوں حیثیتوں سے معجزہ ہے ایک تو نظم کلام کے اعتبار سے، دوسرے غیب کی خبروں کے اعتبار سے، مگر انہوں نے قبل اس کے کہ اس میں غور کرتے، کہ نظم کلام حدِ اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے، یا نہیں، اور قبل اس کے کہ اس کی غیب کی خبروں کو جانچتے کہ صحیح اُتری ہیں، یا نہیں، انہوں نے تکذیب کر دی۔
تفسیر عیاشی میں ہے، کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے بڑے بڑے امور مثل رجعت وغیرہ کے متعلق سوال کیا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم مجھ سے وہ باتیں پوچھتے ہو، جن کا ابھی وقت نہیں آیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر حضرتؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ﴿

مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

جو اُس پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اُن میں کوئی ایسا بھی ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور تیرا پروردگار فسادگر لوگوں

بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ

کو خوب جاننے والا ہے۔ اور اگر انھوں نے تجھے جھٹلایا تو کہہ دو کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمھارے لئے

عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا

تمھارا عمل ہے۔ تم اس عمل سے بری ہو جو میں کرتا ہوں۔ اور میں اُس سے بری ہوں جو تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

کرتے ہو۔ اور اُن میں بعض وہ ہیں جو تمھاری طرف کان لگائے رکھتے ہیں ؎۱ کیا تم بہروں کو سنا سکتے

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ

ہو ؎۲ اور اگر وہ عقل سے کام نہ لیتے ہوں۔ اور ان میں بعض وہ ہے جو تمھاری طرف (غور سے) دیکھتا ہے

اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ

پھر کیا تو اندھوں کو راہ دکھا سکتا ہے ؎۳ جس حال میں کہ وہ کچھ بھی نہ دیکھتے ہوں۔ یقیناً اللہ تعالٰے

لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَـيْـــًٔـا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

آدمیوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ آدمی (خود ہی) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ

اور وہ دن (کیسا ہوگا) جب، وہ (اللہ) انھیں اکٹھا کرے گا (تو وہ خیال کریں گے) گویا وہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں

يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَ

ٹھہرے ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ یقیناً وہ لوگ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا گھاٹے میں رہے

مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُھُمْ

اور وہ ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔ اور اگر ہم تجھے اُن میں سے کچھ دکھلا دیں جن کا ہم اُن سے وعدہ کرتے ہیں،

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا

یا تجھے (دنیا سے) پورا پورا لے لیں۔ تو بھی انکی بازگشت ہماری طرف ہی ہوگی۔ پھر جو کچھ وہ کرتے ہیں اُس پر اللہ

يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ رَسُوْلُھُمْ قُضِيَ

تعالیٰ گواہ ہے۔ اور ہر امت کیلئے ایک رسول ہے۔ پس جب اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کے درمیان

؎۱ مَنْ يَّسْتَمِعُوْنَ :-

تفسیر صافی صـ۲۲۳ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے کہ اے رسول! جب آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں، اور شریعت کے امور تعلیم کرتے ہیں، تو وہ اُن کو قبول نہیں کرتے گویا وہ بہرے ہیں، کہ سنتے ہی نہیں ۔

ع ۱۰ ۹

؎۲ تُسْمِعُ الصُّمَّ :-

تفسیر صافی صـ۲۲۳ پر ہے، کہ کیا تمہیں قدرت ہے، کہ بہروں کو بھی سُنا سکو۔ اور لوکانوا لا یعقلون فرما کر لوگوں کے ساتھ اُن کے بہرہ پن کو ان کی عقل کے لحاظ ضم کر دیا ہے، اور اسمیں تنبیہ یہ ہے، کہ کسی کلام کے سننے کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس کلام کے مفہوم اور معنی کو سمجھے اور یہی وجہ ہے کہ چوپایوں کا اس لفظ یعنی سننے سے وصف نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ مفہوم تب ہی سمجھ میں آسکتا ہے جبکہ عقل سلیم ہو، جس سے غور کیا جاسکے لیکن چونکہ ان کی عقلیں ماؤف ہوچکی ہیں، اور وہ باپ دادوں کی اندھی تقلید کے انہیں وہم کا مرض ہے، اس لئے وہ محض الفاظ کلام سُن کر کچھ سمجھ نہیں سکتے۔ اور صرف سننا انہیں چوپایوں کی طرح کوئی نفع نہیں پہونچاتا، جبتک کہ مفہوم کلام کو نہ سمجھیں، اس لئے انہیں بہرے کہا گیا ہے ۔

؎۳ تَهْدِي الْعُمْيَ :-

تفسیر صافی صـ۲۲۳ پر ہے، کہ وہ نبوت کی دلیلیں دیکھتے ہیں، لیکن تصدیق نہیں کرتے، اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کہا ہے، اور دل کا اندھا آنکھ کے اندھے سے بدتر ہوتا ہے، جو بصارت دی گئی ہے، اس سے غرض یہ ہے کہ عبرت حاصل کرے، اور واقفیت بڑھائے اور اس خاص باب میں بصیرت بصارت سے زیادہ کام دیتی ہے۔ اور اسی وجہ سے جو شخص کسی فن سے واقف نہ ہو، اس فن کا اندھا کہلا سکتا ہے، اور جو شخص احمق ہو، وہ کھُلم کھُلا عقل کا اندھا ہے، اور یہ دونوں آیتیں عقل کے بہرے اور عقل کے اندھوں سے تبرا کرنے کی تاکید کرتی ہیں ۔

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتٰى
انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو
هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي
(تو بتاؤ) یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ میں اپنی ذات کیلئے نہ کسی
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ؕ إِذَا
نقصان کا مالک ہوں اور نہ کسی فائدہ کا۔ سوائے اسکے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ہر امت کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ جب
جَآءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾
ان کا مقرر شدہ وقت آجاتا ہے ؎۱ تو وہ ایک گھڑی نہ پیچھے کر سکتے ہیں، اور نہ پہلے کر سکتے ہیں۔
قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَتٰىكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا
کہہ دو کہ کیا تم نے سوچا کہ اگر اس کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آجائے، تو (بتاؤ) وہ کیا ہے
يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ
جسے مجرم جلدی طلب کر رہے ہیں؟ کیا جب وہ (عذاب) واقع ہو جائیگا تو تم اس پر تب ایمان لاؤ گے۔
آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا
(اس وقت تم کہینگے کہ) اب (تم ایمان لائے ہو) حالانکہ تم ہی تو اسے جلدی مانگا کرتے تھے۔ پھر جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان سے کہا جائیگا
ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾
کہ تم ہمیشہ رہنے والے عذاب کا مزہ چکھو۔ جو کچھ تم کمایا کرتے تھے تمھیں اسی کی سزا دی جاتی ہے۔
وَيَسْتَنْۢبِـُٔونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ إِي وَرَبِّيٓ إِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ
اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ (جو تم کہتے ہو) سچ ہے۔ کہہ دو کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم! وہ یقیناً سچ ہے۔
وَمَآ أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ ع وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ
اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اگر جو کچھ کہ زمین میں ہے اس شخص کے پاس ہو، جس
مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا
نے ظلم کیا، تو وہ ضرور اسے (اپنے بدلے) فدیہ دے ڈالے ؎۲ اور جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے، ندامت کو چھپائیں
الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَآ
گے۔ اور انکے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا۔ آگاہ ہو

؎۱ جَآءَ أَجَلُهُمْ :-
تفسیر صافی صـ٢٢٤ پر ہے، کہ جب وہ وقت معین آجائے گا، تو جس بدلہ کے دینے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دے دیا جائے گا۔
اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہاں اجل سے مراد وہ وقت مقررہ ہے جو شب قدر ملک الموت کو بتا دیا جاتا ہے ؎

؎۲ لَافْتَدَتْ بِهٖ :-
تفسیر صافی صـ٢٢٤ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ اگر اس ظلم کرنے والے ہاتھ میں زمین کے کل خزانے اور مال آجائیں، تو وہ عذاب سے بچنے کے لئے زمانہ رجعت میں فدیہ دے دے گا ؎

ع ١٤ ٥ ١٠
وَلَدَتِ النَّقِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَفَاتِ النَّقِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے - آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ

لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں - وہی زندہ رکھتا اور مارتا ہے - اور تم اُسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٦﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

لوٹائے جاؤ گے - اے لوگو! بیشک تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور جو سینوں کے اندر

وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾

(امراض) ہیں۔ اُن کیلئے شفا آگئی ہے ۵۱ اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت (آچکی ہے) -

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ

(اے رسول) کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے اُنھیں خوش ہونا چاہئے ۵۲ جو کچھ وہ جمع کرتے ہیں

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ

اُس سے یہ بہتر ہے - کہہ دو کیا تم نے غور کیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رزق اتارا -

رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ

پھر تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال ٹھہرایا - کہہ دو کہ کیا تمھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یا

اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان باندھتے ہو؟ اور ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان باندھتے ہیں

الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

قیامت کے دن کے متعلق کیا گمان ہے - یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے ، لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ

اُن میں سے اکثر لوگ شکر نہیں کرتے - اور تو کسی حال میں نہیں ہوتا اور نہ تو قرآن میں سے کچھ

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ

پڑھتا ہے - اور نہ تم (اے لوگو) کوئی بھی عمل کرتے ہو مگر یہ کہ جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو ۵۳ تو ہم تم پر

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ

گواہ ہوتے ہیں - اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر (بھی) کوئی چیز نہ زمین میں چھپی رہتی ہے

۵۱ شفاء :-

تفسیر صافی صہ ۲۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بروایت اپنے والد بزرگوار کے آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے، کہ ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں دردِ سینہ کی شکایت کی - آپ نے فرمایا : کہ قرآن مجید کے ذریعہ سے علاج کرے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : شفاء لما فی الصدور ؕ

۵۲ فلیفرحوا :-

تفسیر صافی صہ ۲۲۴ پر بحوالہ الجوامع اور تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ " فضل اللہ " سے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں - اور " برحمتہ " سے مراد ہیں علی المرتضیٰ علیہ السلام - تفسیر قمی میں اس قدر اور زیادہ ہے، کہ ہمارے شیعہ، چاہئے کہ اس فضلِ خدا اور رحمتِ خدا سے خوش ہوں، کہ ہمارے دشمنوں کو جو سونا چاندی دیا گیا ہے، ان سے بدرجہا بہتر ہیں -

اور المجالس میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، کہ فضل اللہ سے مراد ہے تمہارے نبیؐ کی نبوت، اور رحمتہ سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت اور فبذٰلک سے مراد ہے کہ پس اس نبوت اور ولایت سے اور فلیفرحوا سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے شیعہ خوش ہوں - ھو خیر مما یجمعون سے یہ مطلب ہے، کہ اُن کے مخالف اس دنیا میں مال و منال اور اہل و عیال جو کچھ بھی جمع کر لیں، نبوت نبیؐ اور ولایت علیؓ کے اعتقاد سے بہتر نہیں ہو سکتا -

ع ٦ / ١١

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے قریباً یہی منقول ہے ؕ

۵۳ شھودا :-

تفسیر صافی صہ ۲۲۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں منقول ہے، کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑھتے تھے، تو بہت رویا کرتے تھے ؕ

فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ

اور نہ آسمان میں ۔ اور نہ اُس سے کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ کوئی بڑی

اِلَّا فِى كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

مگر یہ کہ وُہ واضح کتاب میں موجود ہے ۔ آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے اولیاء (وُہ ہیں) کہ اُن کو نہ کوئی خوف

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ

ہوگا اور نہ وُہ غم کریں گے ۔ یہ وُہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں ۔ اُن کے لئے

الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ

دُنیا کی زندگانی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) خوشخبری ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے کلموں میں کوئی بھی تبدیلی

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ

نہیں ۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔ اور تجھے اُن کی بات غم میں نہ ڈالے ۔ یقیناً

وقف لازم

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِى

سب عزت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ۵۱ وُہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ۔ آگاہ ہو کہ یقیناً جو کوئی آسمانوں میں

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں، وُہ بھی

دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

شریکوں کی پیروی نہیں کرتے ۵۲ وُہ محض گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں ۔ اور وُہ اٹکل پچو (باتیں ہی)

يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ

کرتے ہیں ۔ (اللہ) وُہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو ، اور دن

النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِى ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا

دکھلانے والا (بنایا) یقیناً ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں اُس میں بہت نشانیاں ہیں ۔ انھوں نے کہا

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِىُّ ؕ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ

کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا بنا لیا ہے ۔ اسکی ذات پاک ہے ، وُہ بے نیاز ہے ۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو

مَا فِى الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

کچھ زمین میں ہے اُسی کا ہے ۔ اس پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں

۵۱ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ :-
تفسیر صافی صـ۲۲۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً غلبہ اور قہر سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، ان دونوں صفات میں سے کسی ایک کا بھی کوئی مالک نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے، پس وہی اُن پر غالب ہے اور وہی اُن پر آپؐ کی مدد کرتا ہے، کیونکہ اس کا وعدہ ہے : انا لننصر رسلنا .... الخ ؂

۵۲ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ :-
تفسیر صافی صـ۲۲۵ پر ہے کہ من فی السمٰوٰت سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرشتے، اور مَنْ فی الارض سے مراد ثقلین یعنی جنّ اور انسان ہیں۔ پس جب فرشتے اور جنّ اور انسان سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ملکیت ہیں، اور اُس کے عبد یعنی بندے۔ تو ان میں سے کسی کو معبود ہونے کا دعویٰ کرنا مناسب نہیں۔ جبکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دے رکھی ہے، جس سے وہ نیک و بد، اچھے اور بُرے میں تمیز کر سکتے ہیں، پس جس میں نہ قوت تمیز ہو، اور نہ عقل، وہ اُس کا شریک ہونے کا حقدار نہیں ہو سکتا ؂

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

ایسی چیز کہتے ہو جو تم جانتے نہیں ۔ (اے رسول ؐ!) کہہ دو کہ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان

الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے ۔ دُنیا میں (عارضی) فائدہ ہے ، پھر اُن کی بازگشت ہماری طرف ہی ہے

ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ

پھر جو کفر وہ کرتے رہے تھے اُس کی سزا میں اُنھیں ہم سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ۔ (اے رسولؐ) ان پر

عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ

نوح کی خبر پڑھ ۔ جس وقت اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم : اگر میرا ٹھہرنا

عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ

اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ میرا نصیحت کرنا تمھیں گراں گذرتا ہے ۔ پھر میں نے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہوا

فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ

ہے ۔ پس تم اپنے معاملہ کو درست کر لو ۔ اور اپنے شریکوں کو اکٹھا کر لو ۔ پھر تمھارا معاملہ تم پر پوشیدہ نہ رہ جائے ۔

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا

پھر (جو کچھ) تم (نے) (میرے ساتھ کرنا ہے) کر گزرو ۔ اور مجھے مہلت نہ دو ۔ پس اگر تم روگردانی کرو ، تو میں نے تم سے

سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ

کوئی اجر تو نہیں مانگا ۔ میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے ۔ اور میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي

(اللہ ہی کے) فرمانبرداروں میں سے رہوں ۔ پس اُنھوں نے اُسے جھٹلایا ، پھر ہم نے اُسے اور جو اسکے ساتھ کشتی میں

الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

تھے اُنھیں نجات دے دی ۔ اور اُنھیں (پچھلوں کا) جانشین بنایا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انکو ہم نے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ

غرق کر دیا ۔ پس تم دیکھ لو کہ (عذاب سے) ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہُوا ۔ پھر ہم نے اسکے بعد کئی رسولوں کو اُنکی

رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا

اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا ۔ پس وہ اُنکے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے ۔ پھر جس جس بات کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے

ع ۱۰/۱۲ الثلثة

وقف لازم

بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ (74)

اس پر وہ ایمان نہ لائے۔ اسی طرح ہم حد سے بڑھ جانیوالوں کے دلوں پر چھاپ لگا دیتے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

پھر ہم نے اُن کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنی

مَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (75) فَلَمَّا

آیتوں کے ساتھ بھیجا۔ پس انھوں نے بڑائی چاہی۔ اور وہ جرم کرنے والے لوگ تھے۔ پھر جب

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ (76)

اُن کے پاس ہماری طرف سے حق آیا۔ تو انھوں نے کہا یقیناً یہ کھلا ہوا جادو ہے [1]

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ وَلَا

موسیٰ نے کہا کہ جب تمہارے پاس حق آیا تو تم یہ کہتے ہو کہ کیا یہ جادو ہے۔ اور جادوگر

يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ (77) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

فلاح نہیں پایا کرتے۔ انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ جس (مذہب) پر ہم نے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا

اپنے باپ دادوں کو پایا تو ہمیں اس سے پھیر دے۔ اور تم دونوں ہی کیلئے زمین پر بڑائی ہو جائے۔ حالانکہ ہم

نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ (78) وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ

تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس ہر زیادہ علم رکھنیوالا جادوگر کو

عَلِيْمٍ (79) فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

لاؤ۔ پھر جب جادوگر آگئے، موسیٰ نے اُن کو کہا: جو کچھ تم ڈالنے والے ہو

مُّلْقُوْنَ (80) فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ

ڈالو۔ پس جب وہ ڈال چکے، موسیٰ نے کہا کہ جو کچھ تم لائے ہو، وہ تو جادو ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ (81)

یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے عنقریب باطل کر دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کے عمل کو درست نہیں ہونے دیتا۔

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (82) فَمَآ اٰمَنَ

اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کر دیتا ہے اگرچہ جرم کرنیوالوں کو بُرا ہی لگے۔ پس فرعون اور اسکے

ع ۱۲ — ۸ — ۱۳

[1] سِحْرٌ:- جادو۔ جادو کرنا۔ سَحَرَ يَسْحَرُ کا مصدر ہے، اور مصادر شاذہ میں ہے۔ (روح المعانی جلد ۱۱۔ ص ۳۰۵)

امام راغب فرماتے ہیں: "سَحْرٌ طرفِ حلقوم اور پھیپھڑے کو کہتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے سِحْرٌ کا اشتقاق کیا گیا ہے، اور وہ سَحَرَہٗ، یعنی گلے اور پھیپھڑے کو نشانہ بناتا ہے۔ سحر مختلف معانی کیلئے بولا جاتا ہے۔ (۱) دھوکہ دینا۔ اور بے حقیقت خیالات کا پیدا کرانا، جیسے شعبدہ باز کہ جو کچھ کرتا ہے، ہاتھ کی صفائی کی بناء پر نظروں سجا کر کے کرتا ہے۔ اور جیسے کہ چغلخور ملمع کی باتوں کے ذریعہ جو (دوسری طرف سے) کانوں کو بند کر دیتی ہیں، کیا کرتا ہے۔ ارشاد الٰہی:- سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ (پ ۹۔ اعراف ع ۳)۔ (انہوں نے باندھ دیا، لوگوں کی آنکھوں کو اور انکو ڈرایا)، اسی کے متعلق ہے، نیز فرمایا ہے، يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ (پ ۱۶۔ طٰہٰ۔ ع ۳) اس کے خیال میں آئیں انکے جادو سے، اور اسی نظر سے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحر (جادوگر) سے موسوم کیا۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ (اور کہنے لگے، اے جادوگر! پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو)، (۲) شیطان سے کسی طرح کے تقرب کے ذریعہ اسکی معاونت کا حاصل کرنا جیسے کہ ارشاد ہے: هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰي مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰي كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ (پ ۱۹۔ الشعراء ع ۱۱) میں بتلا دوں تم کو، کہ کس پر اُترتے ہیں شیطان، ہر جھوٹے گنہگار پر، اور اسی کے متعلق فرمایا ہے: وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ (پ ۱۔ بقرہ۔ ع ۱۲) لیکن شیطانوں نے کفر کیا، کہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو۔ (۳) جس کی طرف اُن سمجھ (جو بات تک کرنا نہیں جانتے) جاتے ہیں، کہ وہ ایک ایسے فعل کا نام ہے، جس کے متعلق انکا دعویٰ ہے، کہ اسکی قوت سے صورتوں اور طبیعتوں کو بدلا اور انسان کو گدھا بنایا جا سکتا ہے حالانکہ اہل علم کے نزدیک اسکی کچھ حقیقت نہیں ہے اور کبھی سحر سے اس کی خوبی تصور ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ اور کبھی کام کی باریکی کا۔ چنانچہ اطبا طبیعت کو ساحرہ کہتے، اور غذا کو سحر سے موسوم کرتے ہیں، کیونکہ اس فعل رقیق، اور اسکی تاثیر لطیف ہوتی ہے۔ حافظ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں: "سحر کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:-

اوّل یہ کہ وہ اعیان (حقائق) کا قلب و انختراع اور لوگوں کی صورتوں کا بدل ڈالنا ہے، جو کہ معجزات و کرامات کے مشابہ ہے، جیسے کہ ہوا میں اڑنا، اور ایک رات میں مسافتوں کا قطع کر ڈالنا۔ دوئم یہ کہ دھوکہ بازیاں، بازی گریاں، ملمع سازیاں اور شعبدہ بازیاں ہیں، جنکی کوئی حقیقت نہیں، يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (پ ۱۶۔ طٰہٰ ع) اس کے خیال میں آئیں انکے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں، اسی کو بتلا رہا ہے، اور حدیث میں ہے کہ لبید بن الاعصم نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سحر کیا تھا، تو آپ کے خیال میں یوں آتا تھا، کہ آپ کسی چیز کو انجام دے رہے ہیں، حالانکہ آپ اس کو انجام دیتے نہ تھے، اور یہ معتزلہ کا قول ہے، جنکی رائے میں سحر کی کوئی حقیقت نہیں ہے، شافعیہ میں ابو اسحاق استرآبادی بھی انہی کے موافق ہیں۔ سوئم یہ کہ وہ حیلہ کے طور پر ایسا معاملہ ہے، جو نظر بندی کر دیتا ہے، اسی سے ہے، سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ (انہوں نے باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو) جلد

لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ

سرداروں کے خوف سے کہ وہ انھیں تکلیف نہ پہنچائیں۔ موسیٰ پر اسکی قوم کی نسل کے کچھ لوگوں کے سوا اور کوئی

وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ

بھی ایمان نہ لایا۔ اور یقیناً فرعون زمین میں سرکش تھا ؎۱

وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ

اور بیشک وہ زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔ اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان

آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ﴿٨٤﴾ فَقَالُوا

لائے ہو۔ پس اگر تم فرمانبردار ہو تو اُسی پر بھروسہ رکھو۔ پس انھوں نے کہا

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٨٥﴾

ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالموں کی قوم کے لئے آزمائش نہ قرار دے۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

اور ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ کافروں کی قوم سے نجات دے۔ اور ہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی کی طرف

وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ

وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ گھر بناؤ۔ اور اپنے گھروں کو قبلہ رُخ

قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٧﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا

بناؤ ؎۲ اور نماز قائم کرو، اور مومنوں کو خوشخبری دو۔ اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار

إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

ہمیں ظالموں کی قوم کیلئے یقیناً تو نے فرعون اور اُسکے سرداروں کو دُنیا کی زندگانی میں زینت اور مال دے رکھا ہے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

اے ہمارے پروردگار اسلئے کہ وہ تیرے راستہ سے بھٹکائیں۔ اے ہمارے پروردگار ؎۳ اُن کے مالوں کو مٹا دے۔ اور انکے

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ

دلوں پر سختی بسنے دے۔ پس وہ نہیں ایمان لائیں گے جبتک کہ وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ (خدا نے) فرمایا کہ

قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ

یقیناً تم دونوں کی ؎۴ دُعا قبول کر لی گئی۔ پس تم دونوں ثابت قدم رہو۔ اور ان لوگوں کی راہ کی پیروی نہ کرو، جو علم

؎۱ لَعَالٍ :-

عَالٍ عُلُوّ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے، اس کے لغوی معنے ہیں سرکش، متکبر، غالب قابو یافتہ۔ بیہقی نے عُلُوّ کے حسب ذیل معانی لکھے ہیں :-

(۱) سرکشی کرنا۔ (۲) بلند ہونا۔ (۳) کسی کام پر قابو پانا۔ (۴) کسی چیز کے اوپر ہونا۔ (۵) کسی شخص پر غلبہ پانا۔ یہاں اس آیت میں سب معنی بن سکتے ہیں، لیکن اس کا استعمال مذمت کے لئے ہوا ہے، اس لئے اس کا لحاظ رکھا جائے۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۴، صفحہ ۱۹۸)

؎۲ واجعلوا بیوتکم قبلۃ :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۲۶ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے، کہ چونکہ بنی اسرائیل ظالموں سے خوف زدہ تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو وحی فرمائی، کہ تم اپنے اپنے گھروں میں ہی عبادت کر لو، اور وہیں نمازیں پڑھ لو۔

؎۳ اطمس :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۲۶ پر ہے، کہ اطمس کے یہ معنی ہیں، کہ اُن کے مالوں کو ایسا بدل دے، کہ وہ ان سے فائدہ نہ اُٹھا سکیں، روایت میں آیا ہے کہ اُن کا سب مال پتھر بن گیا۔

؎۴ قَدْ أُجِيبَت

تفسیر صافی صفحہ ۲۲۶ پر ہے، کہ یہ دو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام تھے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دُعا کرنے والے تھے، اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہنے والے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو دعا کرنے والا قرار دیا۔

کافی میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی، اور ہارون علیہ السلام اور فرشتوں نے آمین کہی تھی، اور خدا تعالیٰ نے فرمایا:- قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا اور یہ بھی فرمایا، کہ قیامت تک جو بھی راہِ خدا میں جہاد کرنے والے ہونگے اُن کی دُعا اسی طرح قبول کی جائے گی، جس طرح تم دونوں کی قبول کی گئی۔

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ

نہیں رکھتے ہیں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار کرایا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر

فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ

نے بغاوت اور زیادتی (کی نیت) سے اُن کا پیچھا کیا۔ یہانتک کہ جب وُہ ڈوبنے لگا، تو کہنے لگا کہ میں اس

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا

(بات) پر ایمان لایا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اس (خدائے واحد) کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ

میں (اُس کے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (جواباً کہا گیا کہ) اب (ایمان لاتا ہے) اور یقیناً پہلے تو نے نافرمانی کی ہے اور

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ

تو فساد کرنیوالوں میں سے رہا۔ پس آج کے دن ہم تیرے بدن (لاش) کو نجات دیں گے ۵۱ تاکہ تو اپنے پیچھے آنے والوں

اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع وَلَقَدْ

کیلئے نشانی رہے۔ اور یقیناً لوگوں میں سے بہت ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ اور یقیناً ہم نے

بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ

بنی اسرائیل کو بہت ہی اچھے مقام پر جگہ دی۔ اور انھیں پاک چیزوں سے روزی دی

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ

پس جب تک انکے پاس علم نہ آگیا انھوں نے اختلاف نہ کیا۔ یقیناً تیرا پروردگار قیامت کے دن انکے درمیان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ

اُن چیزوں میں فیصلہ کرے گا۔ جن میں وُہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پس اگر تمھیں

شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ

اس میں شک ہو جائے ۵۲ جو ہم نے تیری طرف اتارا ہے۔ تو تم ان لوگوں سے پوچھو جو تم سے پہلے کتاب

مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

پڑھتے ہیں۔ بیشک تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے حق آیا ہے۔ پس تو شک کرنے والوں

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾ لا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

میں سے نہ ہونا۔ اور نہ تم اُن میں سے ہونا۔ جنھوں نے اللہ تعالےٰ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ ورنہ

ع ۹ ۱۰ ۱۴

۵۱ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ :-

تفسیر صافی صـ۲۲۶ و صـ۲۲۷ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا منقول ہے، کہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، کہ فرعون کیوں ڈبویا گیا، حالانکہ وہ خدا پر ایمان بھی لے آیا تھا، اور اسکی توحید کا اقرار بھی کر لیا تھا، آپ نے فرمایا، اس لئے کہ وہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لایا تھا۔ اور اس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا عام حکم ہے۔ پہلوں کے لئے بھی یہی حکم تھا، اور پچھلوں کے لئے بھی، جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے:

فلما راوا باسنا قالوا اٰمنا باللّٰه وحده وکفرنا بما کنا به مشرکین ٥ فلم یک ینفعهم ایمانهم لما راوا باسنا ..... الخ پھر جس وقت انہوں نے عذاب دیکھا، تو کہنے لگے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے۔ اور جن چیزوں کو ہم اُس کا شریک کیا کرتے تھے، اُن سب کے ہم منکر ہو گئے۔ مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے، تو پھر اُن کا ایمان اُن کو کوئی نفع نہ دیگا۔ نیز خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

یوم یاتی بعض اٰیات ربك لا ینفع نفسًا ایمانها لم تکن اٰمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیر۔ پس اسی طرح جب کہ فرعون ڈوبنے لگا، تو اس نے کہا:- اٰمنت انه لا الٰه الا الذی اٰمنت به بنوا اسرائیل۔ پس جواب میں اسے کہا گیا: آلئٰن وقد عصیت قبل ... الخ۔ اور فرعون سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اُسے غرق کیا، تو اس کے جسم کو ایک بلند زمین پر ڈال دیا۔ تاکہ وہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے علامت رہے، اور وہ دیکھے کہ باوجود لوہے سے بھاری ہونے کے بھی وہ اونچی زمین پر پڑا ہوا ہے، حالانکہ بھاری چیز کی خاصیت یہ ہے، کہ وہ پانی کے نیچے کو بیٹھ جائے، اور اوپر نہ آئے، اور یہی ایک الٰہی نشانی اور علامت ہے۔

لمترجم:- قرآن مجید کا یہ زندہ معجزہ ہے کہ فرعون کی ممی شدہ لاش صحیح و سالم لنڈن کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ اور دنیا اسے دیکھ رہی ہے۔ یہ اس شخص کی لاش ہے جس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا!

۵۲ شكٍّ :-

تفسیر صافی صـ۲۲۷ پر بحوالہ علل الشرائع و تفسیر عیاشی منقول ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام سے ان کے بھائی موسیٰ نے اس آیت کے متعلق اس موقع پر سوال کیا۔ جبکہ یحییٰ ابن اکثم نے ان کے پاس کچھ سوال لکھ کر بھیجے تھے ازانجملہ یہ بھی تھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس آیت کا مخاطب کون ہے۔ اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مخاطب ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا نے جو کچھ ان پر نازل کیا ہو۔ اس میں انھوں نے شک کیا ہو۔ اور اگر اس کا مخاطب کوئی اور ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی خدا نے کتاب نازل کی تھی۔ موسیٰ ابن محمد تقی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی علی نقی علیہ السلام سے یہ سوال کیا۔ تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس کے مخاطب جناب رسول خدا صلعم ہیں۔ اور جو کچھ اللہ نے ان پر نازل کیا۔ اس میں انحول نے کبھی شک نہیں کیا لیکن چونکہ جاہلوں نے یہ کہا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے فرشتوں میں سے کوئی نبی کیوں نہیں بھیجا۔ کہ ہم میں اور اس میں فرق بیّن ہو۔ یعنی وہ نہ کھانا کھائے، اور نہ پانی پئے اور نہ بازاروں میں چلے پھرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی کی کہ تم جاہلوں کے سامنے ان لوگوں سے جو پہلی کتابیں پڑھتے ہیں یہ سوال کرو کہ آیا خدا نے پہلے بھی کوئی ایسا رسول بھیجا ہے۔

فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

تم نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوجاؤ گے۔ یقیناً وہ لوگ جن پر تمہارے پروردگار کی بات (کہ وہ کافر ہی

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا

رہیں گے) سچی ثابت ہوچکی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ جبتک وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔ اگرچہ اُنکے پاس

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ

ہر نشانی آجائے۔ پس کوئی بستی ایسی نہیں ہوئی کہ وہ (عذاب کو دیکھ کر) ایمان لائی ہو تو اُس کو

اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ

اُسکے ایمان نے کوئی فائدہ دیا ہو سوائے یونس کی قوم کے، کہ جسوقت وہ ایمان لائے ہم نے دُنیا کی زندگانی میں ان

الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَآءَ

سے رسوا کرنے والا عذاب ہٹا دیا۔ اور ایک مدت تک ہم نے اُنھیں فائدہ پہنچایا۔ اور اگر تمہارا

رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ

پروردگار چاہتا تو جتنے زمین میں ہیں ضرور سب کے سب ایمان لے آتے۔ پس کیا تم لوگوں کو

النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ

مجبور کروگے یہاں تک کہ وہ مومن ہوجائیں۔ حالانکہ کسی نفس کیلئے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ بغیر

تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا

اذن خدا ایمان لے آئے۔ اور وہ (کفر کی) پلیدی کو اُنھیں لوگوں پر قرار دیتا ہے، جو

يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَ

عقل سے کام نہیں لیتے۔ کہدو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اُسے (غور سے) دیکھو۔ اور

مَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ

جو لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں اُن کو نشانیاں اور ڈرانے والے کچھ کفایت نہیں کرتے۔ پھر کیا

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ

وہ ایسے دنوں کا انتظار کرتے ہیں جیسا کہ ان لوگوں کے دن تھے جو اُن سے پہلے گذر گئے ہیں۔ کہدو

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا

پس تم انتظار کرو ؎١ یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں سے ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

جو نہ کھانا کھاتا ہو اور نہ بازاروں میں چلتا پھرتا ہو اور چونکہ سب ایسے ہی تھے جو کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی اس معاملہ خاص میں انہی کے پیرو ہو۔

اور یہ فرمایا ہے: وان کنت فی شک حالانکہ وہ شک میں نہیں تھے۔ بلکہ اس کتاب میں روئے سخن ان جاہلوں کی طرف تھا جو شک کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیۂ مباہلہ میں فرماتا ہے:۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم..... الخ ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکٰذبین۝ اگر اللہ تعالیٰ یوں کہتا.... فنجعل لعنۃ اللہ علیکم۔ (پس ہم تم پر لعنت قرار دیں) تو نصرانی سرے سے مباہلہ کو قبول ہی نہ کرتے حالانکہ خدا جانتا تھا کہ اس کا رسول جو اس کی طرف سے پیغام پہنچاتا ہے جھوٹا نہیں ہے اور اسی طرح رسول بھی جانتے تھے۔ کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچ ہی سچ کہہ رہا ہوں لیکن انھوں نے بھی اسی کو پسند کیا کہ بات ایسی ہی کہی جائے جسے مخالف بھی انصاف سمجھ لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو خواہ مخواہ ترجیح دیا جانا نہ سمجھا جائے:؛

تفسیر انوار القرآن ص ۱۸۵ پر ہے کہ مولینا فخر الدینؒ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ لفظ شک گمان میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کلام پروردگار فان کنت فی شک مما انزلنا الیک۔ یعنی اگر تم کو یقین نہ ہو اس کا جس کو میں نے تم پر اتارا۔ اس آیت میں لفظ شک شک اور گمان دونوں سے عام ہے۔ اور دونوں ہی مراد پروردگار ہیں۔ اور اس کو فقہاء نے بھی گمان میں استعمال کیا ہے اور ابوالبقاء نے بھی اس معنی کو کلیات میں لکھا ہے ؛

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

؎١ فانتظروا:۔

تفسیر صافی ص۲۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے، کہ خوشی کے زمانہ کا انتظار کرنا بھی موجب خوشی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین ۝

ع ١١ ٦

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ

اور ان لوگوں کو، جو ایمان لائے نجات دیں گے۔ اسی طرح سے ہم پر حق ہے [۱] کہ ہم مومنوں کو نجات دیں۔ اے رسول! کہدو

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ

اے لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں شک میں ہو، پس میں اُن کی عبادت

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

نہیں کرتا جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمھیں (دُنیا سے)

يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ

پورا پورا لے لیتا ہے۔ اور میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں مومنوں میں سے ہی رہوں۔ اور یہ کہ تو حنیف

وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ

(یعنی باطل سے ہٹنے والا) ہو کر دین کی طرف اپنے منہ کو قائم رکھو۔ اور تو ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہونا [۲] اور

لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ

تو نہ پکار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایسی چیز کو، جو تمھیں نہ نفع پہنچائے اور نہ نقصان دے۔ پس اگر

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

تم نے ایسا کیا تو تم یقیناً ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے،

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ

تو سوائے اُس کے اُس کا دُور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر وُہ تجھے بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو اُس کے فضل

لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

کو دُور کرنیوالا کوئی نہیں۔ وُہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے فیض پہنچا دیتا ہے۔ اور وُہ بڑا بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

رحم کرنیوالا ہے۔ کہدو کہ اے لوگو! یقیناً تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے حق آ چکا ہے۔

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

پس جو ہدایت اختیار کر لیتا ہے تو وہ صرف اپنے ہی نفس کیلئے ہدایت اختیار کرتا ہے۔ اور جو گمراہ ہو جاتا ہے وُہ صرف

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ ؕ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى

اپنے ہی نفس کے وبال کیلئے گمراہ ہوتا ہے اور میں تم پر نگران نہیں ہُوں۔ اور جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے تو اسی

[۱] حَقًّا عَلَيْنَا :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۳۰ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان و تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جو شخص تم میں سے امر پر مر جائے تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ تم اس کے جنتی ہونے کی شہادت نہ دو۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے:-

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛

لمترجم:- امر الخ سے یہاں مراد ہے دینِ خدا، محبتِ رسولؐ اور آلِ رسولؑ ؛

[۲] من المشركين :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۳۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جو حکم اس آیت میں اور اس کے ماقبل و مابعد پایا جاتا ہے، اس میں ظاہراً خطاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے، اور مراد اس سے اُمت کے لوگ ہیں ؛

ع ١١ ١٦

إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

کی پیروی کرتا رہ اور صبر کر، تا اینکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اور وُہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ١٢٣ — رُكُوْعَاتُهَا ١٠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

الٓر۔ یہ ایک کتاب ہے جسکی آیتیں محکم کی گئی ہیں۔ پھر بڑے حکمت جاننے والے ہر خبر رکھنے والے کی طرف سے اسے

خَبِيْرٍ ﴿١﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ

تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یقیناً میں تمہارے لئے اسکی طرف سے ڈرانیوالا

بَشِيْرٌ ﴿٢﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ

اور خوشخبری سنانیوالا ہوں۔ اور یہ کہ تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو، پھر اُسکے حضور میں توبہ کرو، تو وُہ تمھیں ایک مقررہ

مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ

مدت تک اچھا فائدہ دے گا۔ اور ہر بزرگی والے کو اپنا مفضل عطا

فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

فرمائے گا۔ اور اگر وُہ روگردانی کریں، تو میں تمہارے لئے بڑے دن کے عذاب سے

كَبِيْرٍ ﴿٣﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤﴾

ڈرتا ہوں۔ تمھاری بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ اور وُہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا

خبردار وُہ لوگ یقیناً اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں [1] تاکہ اس (اللہ تعالیٰ) سے (اپنے راز) چھپائے

حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

رکھیں۔ خبردار! جس وقت وُہ اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں۔ وہ (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے کہ وُہ کس چیز کو چھپاتے ہیں اور

يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٥﴾

کس چیز کو ظاہر کرتے ہیں۔ یقیناً وُہ سینوں کے حالات کو زیادہ جاننے والا ہے۔

---

[1] يَثْنُوْنَ:-
تفسیر صافی صفحہ ۲۳۰ پر بحوالہ کافی، و تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، وہ حضرت فرماتے ہیں، کہ مجھ سے جابر ابن عبداللہ نے بیان کیا، کہ بیت اللہ کے حوالی میں جب مشرکین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذرتے تھے، تو کوئی ان میں سے اپنا سر جھکا کر، کوئی پیٹھ کو دوہرا کر کے، اور کوئی سر کے اوپر کپڑا ڈال کر نکل جاتا تھا۔ تاکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دیکھ نہ لیں۔ اسی پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؎

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ

اور زمین پر چلنے والوں میں سے کوئی بھی نہیں ، مگر یہ کہ اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے ، اور

يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٦﴾

وہی اُسکے قرار پکڑنے کی جگہ ، اور اسکے (قبل پیدائش) سونپے جانے کی جگہ جانتا ہے ۔ ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے ۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّ

اور وُہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ۔ اور

كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ

اُس کا عرش پانی پر تھا [1] تاکہ وُہ تمھیں آزمائے [2] کہ عمل میں تم میں سے سب سے اچھا کون ہے ۔ اور اگر

قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ

تو کہے کہ یقیناً تم موت کے بعد (زندہ کرکے) اُٹھائے جاؤگے ، تو جو لوگ کافر ہوگئے وہ ضرور کہیں

كَفَرُوٓا إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٧﴾ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ

گے کہ یہ نہیں ہے مگر کھلا کھلا جادو ۔ اور اگر ہم اُن سے عذاب کو ایک گنے ہوئے

الْعَذَابَ إِلٰٓى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ

گروہ کے آنے تک روک رکھیں گے [3] تو وُہ ضرور یہ کہیں گے کہ کیا چیز اُسے روکتی ہے ۔ خبردار ہو جاؤ

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ

جس دن وُہ اُن پر آئے گا وُہ اُن سے ٹلنے والا نہ ہوگا ۔ اور جس (عذاب) سے وُہ ہنسی کیا کرتے تھے وہ انکی

يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا

گھیر لے گا ۔ اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں ، پھر اُس کو اُس سے چھین لیتے

مِنْهُ ۚ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ﴿٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ

ہیں ، تو وُہ ضرور بڑا نا امید اور ناشکر گذار ہو جاتا ہے ۔ اور اگر ہم اُسے تکلیف کے بعد جو اُسے پہنچی ہو نعمتوں کا مزا

مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿١٠﴾

چکھاتے ہیں تو وُہ ضرور کہتا ہے کہ مجھ سے مصیبتیں دُور ہوگئیں ۔ یقیناً وُہ بہت خوش ہونے والا اور فخر کرنے والا (ہو جاتا) ہے ۔

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے صبر کیا اور عمل نیک کئے ۔ یہ وُہ لوگ ہیں جن کیلئے بخشش اور

ع ۸ ۱

[1] عرشہ :- علامہ سجستانی نے نزہۃ القلوب میں لکھا ہے :- عرش کے معنی تختِ شاہی کے ہیں ، چنانچہ آیاتِ ذیل میں عرش سے یہی مراد ہے :- ورفع ابویہ علی العرش ۔ (اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر) اور فرمایا :- اھکذا عرشک ۔ (کیا تیرا تخت بھی ایسا ہی ہے ؟)

راغب اصفہانی مفردات القرآن میں رقمطراز ہیں :- "عرش اصل میں مسقف شئی کو کہتے ہیں ، ارشاد ہے : وھی خاویۃ علی عروشھا (اور وہ اپنی چھتوں کے بل گرا پڑا تھا) ، اور بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ کو بھی عرش کہتے ہیں ۔ اس اعتبار سے کہ وہ بلند ہوتی ہے ۔ اور کبھی عرش عزت ، غلبہ اور سلطنت سے بھی کنایہ ہوتا ہے ، محاورہ ہے ، ثُلّ عرشہٗ یعنی فلاں کی عزت خاک میں مل گئی ۔ اور عرش اللہ کے متعلق بشر کو بجز نام کے کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا ، کہ اس کی حقیقت کیا ہے ، اور عوام کے اوہام اس بارے میں جس طرف جاتے ہیں وہ صحیح نہیں ، کیونکہ اس صورت میں عرش ذاتِ باری تعالیٰ کا حامل ہوگا نہ کہ محمول ۔ حالانکہ ذاتِ الٰہی اس سے بالاتر ہے ، خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :- ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ (بلا شبہ اللہ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں ، اور اگر ٹل جائیں ، تو اُس کے سوا کوئی تھام نہیں سکتا ۔

اور ذو العرش المجید (مالک تخت کا بڑی شان والا) ، اور رفیع الدرجات ذو العرش (اور درجوں کو بلند کرنے والا ، تخت کا مالک) ، نیز اسی طرح کی جو آیات ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت و مملکت کی طرف اشارہ ہے ، اور اس کے مستقر کا بیان نہیں ۔ کیونکہ اسکی ذاتِ عالی اس سے بالا ہے ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صہ ۲۶۵ تا صہ ۲۶۷) ۔

اور تفسیر صافی صہ ۲۳۱ پر بحوالہ کافی اور التوحید لکھا ہے ، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "کان عرشہ علی الماء" کے معنی دریافت کئے گئے ، آپنے پوچھا کہ عوام الناس کیا کہتے ہیں ؟ عرض کیا گیا ، وہ تو یہ کہتے ہیں ، کہ عرش پانی پر تھا ، اور اللہ تعالیٰ عرش پر ۔ فرمایا : جنہوں نے ایسا گمان کیا ، وہ جھوٹے ہیں ، اس سے تو خدا تعالیٰ ایسی چیز بن گیا ، جسے کوئی اُٹھائے ، اپنے اس بیان سے اُنھوں نے خالق میں مخلوق کی صفت پیدا کردی ۔ اور عقل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے ، کہ اُٹھانے والی چیز اس چیز سے جس کو وہ اُٹھائے قوت میں زیادہ ہوتی ہے ۔ پھر فرمایا :- کہ اللہ تعالیٰ نے قبل اسکے کہ آسمان ہو ، یا زمین ، یا جنّ یا انس ، یا سُورج ، یا چاند اپنے دین کو اور اپنے علم کو پانی کے اُوپر محمول فرمایا ۔ صاحب تفسیر صافی کہتے ہیں ، کہ اس کا مطلب اصلی راسخون فی العلم کو معلوم ہے ۔

[2] لِيَبْلُوَكُمْ :- ابتلاء اور آزمائش کے دو مقصد ہوتے ہیں ، ایک تو یہ کہ امتحان لینے والا اس شخص کی لیاقت و صلاحیت سے پوری طرح باخبر ہو جائے ، دوسرے یہ کہ اس کی لیاقت و صلاحیت کا ممتحن کو پوری طرح علم ہو ۔ مگر اوروں کی نظر میں اسکی حالت کا پیش کرنا مقصود ہو کہ وہ کس قابلیت و صلاحیت کا مالک ہے ، قرآن مجید میں ابتلاء کی نسبت جب اللہ عزوجل کی طرف ہو ، تو دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صہ ۵) ۔

وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ

بہت بڑا اجر ہے۔ پس کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تو اس میں سے بعض کو چھوڑنے والا ہو جائے

بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ

اور تمہارا سینہ اس بات سے تنگ ہو جائے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہ اتارا گیا۔ یا اس کے ساتھ کوئی

مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ ؕ اَمْ

فرشتہ کیوں نہ آیا۔ سوائے اسکے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا کارساز ہے۔ یا وہ یہ کہتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ

کہ اس نے اُسے گھڑ لیا ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ پھر تم بھی اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ۔ اور

ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

اگر تم سچے ہو، تو اللہ تعالیٰ کے سوا جسے تم بلا سکتے ہو بلا لو۔

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ

پھر اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں۔ تو جان لو کہ سوا اس کے نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ اور

لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

یہ کہ اس (اللہ) کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ پس کیا تم حکم ماننے والے ہو جاؤ گے۔ جو کوئی دُنیا کی زندگانی اور

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ

اسی کی زینت چاہتا ہے سلہ ہم اس (دُنیا) میں ہی انھیں اُن کے اعمال کا پورا پورا (بدلہ) دے دیں گے۔ اور انھیں

فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

اس میں کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے (دوزخ کی) آگ کے

اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور کچھ نہیں ہے۔ اور جو کچھ انھوں نے اس (دُنیا) میں کیا تھا وہ سب ضائع ہو گیا۔ اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ سب باطل ہو گیا۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ

پس کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہو، اور ایک گواہ اسکے پیچھے ہی پیچھے آتا ہو جو اسی کا جزو ہو سلہ

مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

اور اس کے پہلے سے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت ہو۔ اسی پر تو ایمان لاتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ سابقہ صـ۲۸۷)

خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت کی بنا پر ہو، یا جغرافیائی اور عصری وحدت کی وجہ سے، اور خواہ اس رابطہ میں امت کے اپنے اختیار کو دخل ہو، یا نہ ہو۔ اخفش نے تصریح کی ہے، کہ امت باعتبار لفظ کے واحد ہے اور باعتبار معنے کے جمع۔ نیز حیوان کی ہر جنس ایک امت ہے، (لغات القرآن نعمانی جلد اصـ۲۴)

اور تفسیر صافی صـ۲۳۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امّۃٍ مَعْدُوْدَۃٍ سے مراد قائم آل محمدؐ اور انکے اصحاب ہیں اور انہی حضرت نے فرمایا: کہ انکی تعداد بدریوں کی تعداد کے برابر ہوگی۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اصحاب قائم آل محمدؐ ۳۱۳ سے کچھ زیادہ ہونگے، خدا کی قسم امّۃ معدودۃ سے وہی مراد ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے، پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ واللہ! وہ ایک ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے، جیسے فصل خریف کے بادلوں کے ٹکڑے۔ کافی اور تفسیر مجمع البیان میں بھی اسی کے قریب قریب ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۲۸۸ ھذا)

سلہ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا:۔

تفسیر صافی صـ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ان آیتوں سے اللہ تعالیٰ کا مطلب ہے کہ جو شخص عمل خیر اس نیت سے کرے کہ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں عطا فرمائے تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں عطا فرما دیگا، اور آخرت میں اس کیلئے جہنم کی آگ ہے۔

سلہ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ:۔

تفسیر صافی صـ۲۳۲ پر بحوالہ کافی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے، کہ امیر المومنین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر شاہد ہیں اور رسول اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام اور علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں شاھد منہ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی، اور لفظ منہ کا یہ مطلب ہے، کہ وہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی نور سے ہیں — اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہیں، وہ جناب رسول اللہ صلعم ہیں، اور جو انکے بعد انہی سے ہے، اور انکا شاہد ہے، وہ اوّل جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں، پھر یکے بعد دیگرے اوصیاء، اور خود جناب امیر المومنین سے منقول ہے، کہ قریش میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ کی ہوں، حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی، یا امیر المؤمنین آپ کے بارے میں کونسی آیت نازل کی گئی ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: کیا تو سورۂ ہود کی یہ آیتیں نہیں پڑھتا: افمن کان علی بینۃ..... الخ کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر تھے، اور میں وہ شاہد ہوں — الآمالی میں ہے کہ یہ فرمایا کہ میں وہ گواہ ہوں، اور میں اس رسول سے ہوں — اور البصائر میں ہے، کہ اس رسول کا گواہ اس بینۃ (دلیل) کے بارے میں میں ہوں، اور اس رسول کے ساتھ ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلا آتا ہوں۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ
اور گروہوں میں سے جو بھی اُس کا منکر ہوگا ، پس آگ اُس کا ٹھکانا ہے ۔ پھر تم اس سے
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
شک میں نہ رہنا ۵۱ یقیناً یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے حق ہے ، لیکن بہت لوگ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ
ایمان نہیں لاتے ۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھے ۔
اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ
یہ وُہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے حضور میں پیش کئے جائیں گے ۔ اور گواہ یہ کہیں گے ۵۲ کہ یہ وُہ ہیں جنھوں نے
كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ
اپنے پروردگار کے برخلاف جھوٹ بولا ۔ خبردار ہو ! کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ۔ جو اللہ تعالےٰ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
کی راہ سے روکتے ہیں ، اور اُس میں کجی تلاش کرتے ہیں ۔ اور وُہ آخرت کے بھی
هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا
منکر ہی ہیں ۔ یہ وُہ لوگ ہیں ، جو زمین میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہ ہو سکے ۔ اور
كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ
اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کا کوئی حمایتی نہ ہوا ۔ اُن کا عذاب دُگنا کیا جائے گا ۔
مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ
وُہ نہ سُن ہی سکتے تھے ۵۳ اور نہ وُہ دیکھ ہی سکتے تھے ۔ یہ وہی لوگ ہیں
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾
جنھوں نے آپ اپنا نقصان کیا ۵۴ اور جو کچھ افتراء وُہ کیا کرتے تھے وُہ سب ان سے جاتا رہا ۵۵
لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
بلاشک آخرت میں وہی سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے ہوں گے ۔ یقیناً وُہ لوگ جو ایمان
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
لاچکے ، اور انھوں نے نیک عمل کئے ۔ اور اپنے پروردگار کی طرف جھک گئے ۔ وہی بہشت والے

۵۱ مِرْيَةٍ مِّنْهُ :-
تفسیر صافی صـ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہاں منہ سے مراد من ولایۃ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے، کہ تم علی کی ولایت کی طرف سے شک نہ کرنا ۔

۵۲ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ :-
تفسیر صافی صـ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ الاشہاد سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں ۔

۵۳ يَسْتَطِيْعُوْنَ :-
تفسیر صافی صـ۲۳۳ پر ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ حق سے باز رکھنے کے سبب وہ اس کے سننے سے بہرے ہوگئے تھے، اور خدا تعالےٰ کی نشانیاں دیکھنے سے اندھے ۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کا ذکر سُن نہ سکتے تھے

۵۴ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ :-
تفسیر صافی صـ۲۳۳ پر ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ جو کچھ خرچ کیا، وہ بھی نقصان ہوا اور جو کچھ کمایا وہ بھی کھو بیٹھے ۔ اب سوائے حسرت اور ندامت کے کچھ بھی نہیں رہا ۔

وقف لازم

۵۵ ضَلَّ :-
اس لفظ کے معنی استعمال اور تشریح پ۱۱ ۔ سورۂ یونس، صـ۲۷۴ پر زیر حاشیہ ۳۰ ہوچکی ہے، وہاں سے دیکھ لیا جائے ۔

الجنة هم فيها خلدون ﴿٢٣﴾ مثل الفريقين كالاعمى والاصم

ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں گروہوں کی مثال اندھے اور بہرے ١ه اور

والبصير والسميع هل يستوين مثلا افلا تذكرون ﴿٢٤﴾

دیکھنے والے اور سننے والے کی سی ہے۔ کیا دونوں مثال میں برابر ہیں۔ پس کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

ع ٢ ٣

ولقد ارسلنا نوحا الى قومه اني لكم نذير مبين ﴿٢٥﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس نے ان سے کہا) یقیناً میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانیوالا ہوں۔

ان لا تعبدوا الا الله اني اخاف عليكم عذاب يوم اليم ﴿٢٦﴾

کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں تم پر ایک دکھ ناک دن کے عذاب سے یقیناً خوف رکھتا ہوں۔

فقال الملا الذين كفروا من قومه ما نرىك الا بشرا

پھر ان سرداروں نے جو اسکی قوم میں سے کافر ہو گئے تھے کہا کہ ہم نہیں دیکھتے ہیں تمھیں مگر اپنے جیسا ہی ایک

مثلنا وما نرىك اتبعك الا الذين هم اراذلنا بادي

آدمی۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تمھاری پیروی کسی نے بھی نہیں کی سوائے ان لوگوں کے جو ہم میں سے بظاہر رذیل

الراي وما نرى لكم علينا من فضل بل نظنكم

ہیں ٢ه اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمھیں ہم پر کوئی فضیلت ہے، بلکہ ہم تو تمھیں جھوٹا خیال

كذبين ﴿٢٧﴾ قال يقوم ارءيتم ان كنت على بينة من ربي

کرتے ہیں۔ (نوح نے) کہا اے میری قوم کیا تم نے دیکھا کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں۔

واتىني رحمة من عنده فعميت عليكم انلزمكموها

اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت عنایت کی ہے۔ تو وہ بات تم پر پوشیدہ رکھی گئی ہے۔ کیا ہم وہ تم پر لازم

وانتم لها كرهون ﴿٢٨﴾ ويقوم لا اسئلكم عليه مالا ان

کر دینگے جس حال میں کہ تم اس سے کراہت کرنیوالے ہو۔ اور اے میری قوم! میں اس پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا، میرا

اجري الا على الله وما انا بطارد الذين امنوا انهم

اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اور میں ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ٣ه (اپنے پاس سے) نکالنے والا نہیں ہوں۔ یقیناً وہ

ملقوا ربهم ولكني ارىكم قوما تجهلون ﴿٢٩﴾ ويقوم من

سب اپنے پروردگار سے ملاقات کرنیوالے ہیں ٤ه لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ اور اے میری قوم! اگر میں

١ه كالاعمى والاصم:۔

تفسیر صافی ص۲۳۳ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ کافروں نے آیاتِ خدا دیکھنے سے ارادۃً اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اور کلام خدا کے سننے اور دیکھنے اور اس کے معنی اور مطالب میں غور کرنے سے اپنے کان بند کر لئے تھے۔

٢ه اراذلنا:۔

تفسیر صافی ص۲۳۳ پر ہے، کہ قوم نوح علیہ السلام کے لوگوں نے مومنوں کو انکے فقر و افلاس کی وجہ سے رذیل خیال کیا، کیونکہ دنیا کے ظاہری ساز و سامان کے علاوہ ان کو کسی اور بات کا علم نہ تھا۔ جس کے پاس دنیاوی ساز و سامان زیادہ پاتے تھے، اُسے شریف جانتے تھے، اور جس کے پاس یہ نہ ہوتا تھا، اُسے رذیل سمجھتے تھے۔

اور تفسیر قمی میں ہے، کہ اس سے مراد فقراء اور مساکین ہیں۔

٣ه بطارد:۔

تفسیر صافی ص۲۳۳ پر ہے، کہ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے اس سوال کا جواب ہے، جو انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کیا تھا۔ کہ ان رذیل لوگوں کو اپنے پاس سے نکال دیجئے۔

٤ه ملقوا:۔

تفسیر صافی ص۲۳۳ پر ہے، کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ان مومن فقراء اور مساکین کو اپنے پاس سے نہ نکالنے کا سبب بتایا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جائیں گے، اور درجات حاصل کریں گے اگر ان کو نکال دیا جائے، تو وہ اس وقت جھگڑا کریں گے، اس لئے میں انہیں کس طرح اپنے پاس سے نکال سکتا ہوں؟

يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِن طَرَدتُّهُمْ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٣٠﴾ وَلَا

انھیں (اپنے پاس سے) نکال دوں تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں میری مدد کون کریگا۔ پس کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور

أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا

میں تمھیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں یہ

أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ

کہتا ہوں کہ یقیناً میں فرشتہ ہوں۔ اور نہ انکی نسبت جو تمھاری نظروں میں حقیر ہیں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں

لَن يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنفُسِهِمْ ۖ إِنِّي

ہرگز کوئی بھلائی نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ انکے دلوں میں ہے۔ (اگر میں کہوں تو)

إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ

تب یقیناً میں ناانصافوں میں سے ہو جاؤں گا۔ وہ بولے اے نوح یقیناً تو ہم سے جھگڑا کر چکا ہے۔ پھر تم نے ہم سے

جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ

بہت ہی جھگڑا کیا۔ پس اگر تو سچوں میں سے ہے تو جس (عذاب) کا تو ہمیں وعدہ دیتا ہے وہ ہم پر لے آ۔ اُس نے کہا

إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٣٣﴾

سوائے اسکے نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی تم پر لائے گا اگر اُس نے چاہا۔ اور تم اس کو عاجز کرنے والے نہیں ہو

وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ

اور میری نصیحت تمھیں فائدہ نہیں دے گی۔ اگرچہ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ تمھیں نصیحت کروں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو

اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ

یہ منظور ہے کہ تمھیں گمراہی پر سزا دے ؎١ وہ تمھارا پروردگار ہے۔ اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ کیا وہ

يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا

یہ کہتے ہیں کہ اُس نے اُسے (جھوٹ موٹ) گھڑ لیا ہے۔ کہہ دے کہ اگر میں نے اسے (جھوٹ موٹ) گھڑ لیا ہے تو میرا جرم مجھ پر ہے

بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ

اور میں بری ہوں اُس جرم سے جو تم کرتے ہو۔ اور ہم نے نوح کی طرف وحی بھیجی ؎٢ کہ یقیناً تمھاری قوم میں سے ہرگز

مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

کوئی ایمان نہیں لائے گا، سوائے اسکے جو ایمان لا چکا ہے۔ پس جو کچھ وہ کرتے ہیں اُس سے تم غمگین

ع ٣ ١١

؎١ يُغْوِيَكُمْ:-
اس کا مصدر اغواءٌ ہے، جب اغوا کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک گمراہی پر سزا دینا۔ دوسرے بے راہ کرنا، یہاں گمراہی پر سزا دینے کے معنوں میں ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ا صـ١٧٣)

؎٢ اوحی الی نوح:-
تفسیر صافی صـ٢٣٣ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو نو سو پچاس ٩٥٠ برس تک خفیہ اور علانیہ دعوتِ دین فرماتے رہے مگر جب وہ سرکشی اور انکار پر اڑے رہے، تو نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: ربِّ انی مغلوبٌ فانتصِر (اے میرے پروردگار میں مغلوب ہو گیا، پس تو میری مدد کر) اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی:-
اِنَّهُ لن يؤمن من قومك ...... الخ
اسی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: ولا يلدوا الا فاجرا كفارا ١ ؎

يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي

رہے ہیں ۔ اور تو ہماری زیرِ نگرانی اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا ۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا،

فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَ

انکے بارے میں تو مجھ سے بات نہ کر۔ یقیناً وہ غرق کر دیئے جائیں گے ۔ اور وہ کشتی کو بنانے لگا ۔ اور

كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا

جب کبھی انکی قوم کے سردار اسکے پاس سے گذرتے، تو اُس سے ٹھٹھا مخول کرتے ۵۱ اُس نے کہا اگر تم ہم سے ٹھٹھا

مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ

مخول کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے ٹھٹھا مخول کرتے ہو، اسی طرح (ایک دن) ہم (تم پر) ٹھٹھا مخول کریں گے۔ پھر عنقریب

مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٣٩﴾

تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے ۔ اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے ۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ

تا اینکہ جب ہمارا حکم آپہنچا ، اور تنور جوش مارنے لگا ۵۲ ہم نے کہا کہ اس (کشتی) میں ہر قسم کے جوڑا میں

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ

سے دو دو اُٹھا لو ، اور اپنے کنبے کو بھی ، سوائے اُسکے جسکے خلاف پہلے حکم لگ چکا ہے ۔ اور اُسے بھی جو

آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ

ایمان لے آیا۔ حالانکہ اسکے ساتھ ایمان بہت ہی کم لائے تھے ۵۳ اور اُس نے کہا اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ۔

اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي

اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ہے۔ یقیناً میرا پروردگار بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔ اور وہ (کشتی) انھیں

بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي

پہاڑ جیسی (اونچی) لہروں میں لئے چلی جا رہی تھی ۔ اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو آواز دی ۵۴ درآنحالیکہ وہ علیحدہ

مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ

مقام میں تھا ، اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا ۔ اور کافروں کے ساتھ مت رہ ۔ وہ بولا

سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ

کہ میں جلد ہی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا ۔ وہ مجھے پانی سے بچا لے گا ۔ اُس نے کہا کہ آج اللہ تعالیٰ کے عذاب سے

۵۱ سخروا منہ :-
تفسیر صافی صـ۲۳۳ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے، کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب گٹھلیاں بوئیں، تو انکی قوم کے لوگ اُن کے پاس سے گذرتے تو مذاق کے طور پر اُن سے یوں کہتے، کہ آپ تو مالی بن گئے، جب وہ درخت بڑے بڑے اور مضبوط ہو گئے، تو ان حضرت نے انکو کاٹ کر اور چیر کر درست کیا، تب وہ لوگ کہنے لگے، کہ اب بڑھئی بن گئے۔ پھر جب انکو جوڑ جاڑ کر کشتی بنا رہے تھے، تو وہ لوگ گذرتے ہوئے ہنسی مذاق سے یہ کہتے تھے، کہ آپ اس خشکی میں ملاح بھی بن گئے۔ چنانچہ جب آپ کشتی بنا کر فارغ ہوئے، تب حضرت نوح علیہ السلام انکے مذاق کا جواب یہ دیا:-
"ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون"
اس کا مطلب یہ ہے، کہ جس وقت تم دنیا میں ڈوبنے لگو گے، اور آخرت میں جلنے لگو گے، تو اس وقت ہم بھی ہنس دیں گے۔

۵۲ التنور :-
تفسیر صافی صـ۲۳۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جس وقت حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے انکی زوجہ نے آکر یہ اطلاع دی، کہ تنور میں سے پانی نکلنے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام دوڑ کر اس طرف گئے ایک طباق سے اُسے بند کر کے اپنی مُہر لگا دی، پانی ٹھہر گیا۔ پھر جب کشتی بنانے سے فارغ ہوئے تو پھر تشریف لائے، مُہر توڑ دی، طباق اٹھا لیا، تو اُس وقت پانی جوش مار کر نکلا۔

کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جب نوح علیہ السلام کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے، تو خدا کے اور ان کے درمیان انکی قوم کی ہلاکت کے بارے میں یہ قرار پایا تھا، کہ تنور سے پانی جوش مار کر نکلے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کو انکی زوجہ نے اطلاع دی، تو آپ نے جا کر اس کے منہ پر مہر لگا دی، پانی ٹھہر گیا۔ پھر جس کو کشتی میں لینا تھا، اُسے لے لیا۔ اور جسے نکالنا تھا، اُسے نکال دیا۔ پھر آکر تنور کی مُہر توڑ دی، اس کا توڑنا تھا کہ یہ نوبت پہنچی، جسے خدا فرماتا ہے :- ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر ۝ وفجرنا الارض عيونا فالتقى الماء على امر قد قدر ۝ (یعنی ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ کھول دیئے، اور تمام زمین کو پھاڑ کر چشمے ہی چشمے کر دیئے۔ پس آسمان اور زمین کا پانی مل کر اس حد پر پہنچ گیا جو مقرر کر دی گئی تھی)۔ اس کشتی کے بننے کی جگہ مسجد کوفہ کا وسط ہے۔

۵۳ الا قلیل :- تفسیر صافی صـ۲۳۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اور معانی الاخبار میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے کل آٹھ آدمی اُن پر ایمان لائے تھے۔

۵۴ ابنہ :- تفسیر صافی صـ۲۳۵ پر ہے، کہ اس سے مراد کنعان ہے۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نہیں تھا، بلکہ وہ انکی زوجہ کا بیٹا تھا، جو ساتھ آیا تھا، اور بنی طے کی لغت کے بموجب زوجہ کے بیٹے کو جو ساتھ آئے ابنہ (بفتح الھاء) کہتے ہیں۔ مجمع البیان میں حضرت علی، حضرت امام محمد باقر، اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے، کہ وہ ابنہ، قرأت فرماتے تھے، (بفتح الھا)۔ *

* اور اسی طرح روایات میں ... قرأت ابنھا ... کی طرف راجع ہے۔

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

بچانے والا کوئی نہیں سوائے اسکے جس پر وُہ رحم فرمائے۔ اور ان دونوں (باپ بیٹا) کے درمیان ایک لہر حائل ہوگئی۔ پس

مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۴۳ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ

وُہ غرق ہونیوالوں میں سے ہوگیا۔ اور حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنے پانی کو نگل جا۔ اور اے آسمان

اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ

تو تھم جا۔ اور پانی زمین میں جذب ہوگیا۔ اور معاملہ کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی ۵۱

وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۴ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ

اور یہ کہہ دیا گیا کہ ظالموں کی قوم کیلئے ہلاکت ہو۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکار کر عرض کی کہ اے

رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ

میرے پروردگار! یقیناً میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے، اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب سے بہتر

الْحٰكِمِيْنَ ۝۴۵ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ

فیصلہ کرنیوالا ہے۔ (خدا نے) کہا اے نوح یقیناً وُہ (بیٹا) تیرے اہل میں سے نہیں ہے ۵۲ یقیناً وُہ عمل کا

غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ

نیک نہیں ہے ۵۳ پس جس بات کا تجھے علم نہیں اس کا مجھ سے سوال نہ کر۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ

اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۴۶ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ

تو بے خبروں میں نہ رہے۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں

اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ

کہ میں تجھ سے وہ سوال کروں جسکا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور مجھ پر رحم نہ کریگا، میں نقصان اٹھانیوالوں

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۴۷ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ

میں سے ہو جاؤں گا۔ حکم دیا گیا کہ اے نوح! تو ہماری سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اُتر پڑ ۵۴ جو تجھ پر

وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا

اور جو تیرے ساتھ ہیں اُن میں سے کچھ جماعتوں پر ہیں۔ اور کچھ جماعتیں ایسی بھی ہونگی جنھیں ہم جلد فائدہ دینگے پھر انھیں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴۸ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ

ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچیگا۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ اس سے پہلے سے

ع ۴

۵۱ الجُودِیّ :-

قرآن مجید نے حضرت نوحؑ کی کشتی کے ٹھہرنے کے مقام کا نام جودی بتایا ہے، لیکن انجیل کی کتاب پیدائش باب۸ آیت ۴ میں "ارارات" لکھا ہے، دونوں ناموں میں فرق کوئی نہیں، جُودی کے معنی عربی زبان میں رحمت اور احسان کے ہوتے ہیں، یہی معنے ارارات کے بھی ہیں، "رارات" کے معنی ہوتے ہیں، اس نے "پناہ چاہی" اور "ارارات" کے معنی ہوئے میں پناہ کی جگہ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

۵۲ اس کی تفسیر میں دو معزز مفسّرین علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی، اور محمود بن عمر زمخشری لکھتے ہیں، کہ وہ وہ نوح علیہ السلام کا پالا بیٹا تھا۔ (انوار التنزیل واسرار التاویل ص۳۲۶ جلد ۳ طبع مصر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، جلد ۲ ص۲۱۷ طبع ۱۳۵۴ھ) زمخشری نے تمثیل میں لکھا ہے، کہ فرزند نوحؑ اس طرح پروردہ تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن ابی سلمہ کو پرورش کیا تھا۔

علامہ محمود نسفی اور فخر الدین رازی نے فرزند نوحؑ میں دوسری صورت اختیار کی ہے، کان وجہ المرأۃ۔ فرزند نوح ان کی بی بی کا دلبند تھا۔ مدارک التنزیل ص۲۴۰ میں امام رازی نے اپنے زور قلم سے بتایا ہے، کہ نوح علیہ السلام کی بی بی کا بیٹا دوسرے بھائیوں میں رہنے سہنے سے کہا گیا ہے جیسا کہ فرشتوں کے ساتھ رہنے پر ابلیس کو ملک کہا گیا ہے۔

۵۳ غیرُ صَالِحٍ :-

تفسیر صافی ص۲۳۵ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے پوچھا کہ لوگ اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ بعض تو اسے یوں پڑھتے ہیں:- اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ اور بعض یوں پڑھتے ہیں:- اِنَّهٗ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا گیا، کہ جو یوں پڑھتے ہیں، وہ گویا اس کو اس کے باپ سے الگ کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے وہ تو ایک طرح کا بیٹا ہی تھا، لیکن جب اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے الگ کر دیا۔ اسی طرح جو ہمارے کنبہ میں ہو، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے وہ ہم میں سے خارج ہو جائے گا۔

۵۴ بَرَکٰتٍ :- برکتیں۔ بَرَکَۃٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوبی اور بھلائی کے ثابت ہونے کے ہیں، اور چونکہ خدا کی طرف سے خیر و خوبی غیر محسوس طریقہ پر صادر ہوتی ہے، اور بے حد اور بے شمار طریقوں پر پائی جاتی ہے، اِس لئے ہر چیز کو جس میں غیر محسوس طور پر زیادتی مشاہدہ میں آئے، مبارک کہتے ہیں اصل میں "بَرْک" اونٹ کے سینہ کو کہتے ہیں، اونٹ چونکہ سینہ ٹیک کر بیٹھتا ہے اس لئے اسکے معنی عزم لینے ٹیکنے، ٹھہرنے، ثابت رہنے اور ایک جگہ جمے رہنے کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ حوض وغیرہ کو جہاں پانی رک جائے، اور جمع ہو جائے عربی میں بِرْکَۃ کہتے ہیں۔ اور جس طرح حوض میں پانی جمع رہتا ہے، اسی طرح کسی چیز میں خیر و خوبی کے اکٹھا اور جمع ہو جانے کا نام برکت ہوا۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص۲۰۹)

تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ

نہ تم ان باتوں کو جانتے تھے ، اور نہ تمھاری قوم - پس صبر کرو - یقینا (نیک)

الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

انجام پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے - اور عاد کی طرف انکے بھائی ہود کو (ہم نے بھیجا) اُس نے کہا اے میری قوم ! تم اللہ تعالےٰ

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ

ہی کی عبادت کرو - اُس کے سوا تمھارے لئے کوئی اور معبود نہیں ہے - تم نہیں ہو مگر جھوٹ موٹ بنانے والے - اے میری قوم

لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ

میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا - میرا اجر تو اُس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے -

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ

پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے - اور اے میری قوم ! اپنے پروردگار سے بخشش چاہو - پھر اُس کی طرف رجوع کرو

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ

وُہ تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا - اور تمھاری قوت پر اور قوت بڑھا دے گا -

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّ

اور تم مجرم بن کر منہ نہ موڑ لو - وُہ بولے اے ہود ! تو ہمارے پاس واضح دلیل نہیں لایا - اور

مَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

ہم تمھارے کہنے پر ہی اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں - اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں -

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ

ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تمھیں بُری طرح آسیب پہنچایا ہے - اُس نے کہا کہ میں یقینا

اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ

اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں اُن سے بیزار ہوں جنھیں تم اُسے چھوڑ کر شرک کرتے ہو -

فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

پس تم سب ملکر میرے ساتھ داؤ کرو ، پھر مجھے مہلت نہ دو - بیشک میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے -

رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ

جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی پروردگار ہے - زمین پر چلنے والا کوئی بھی ایسا نہیں مگر یہ کہ وُہ اسکی پیشانی کو پکڑنے والا ہے لہ

معانقہ ۹
الوقف علی
فاصبر احسن والیق ۱۲
ع ۴

لہ مَامِنْ دَآبَّةٍ :-

یہ امر مسلّم ہے ، کہ قرآن مجید جملہ علوم مروجہ و مدونہ کا منبع اور سرچشمہ ہے ۔ ان علوم کی تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "فتنۂ تفسیر بالرائے" یا مولٰنا السیّد محمد ہارون مرحوم زنگی پوری کی کتاب القرآن " -

ان علوم میں علم "معمّا" بھی ہے ، جس کے بیان سے قرآن مجید خالی نہیں ہے ، چنانچہ کتاب "مشکلات العلوم" میں مروی ہے کہ یہ اشکال حل المشکلات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا - آپ نے فرمایا کہ ہاں ! قرآن مجید میں "معمّا" موجود ہے ، اور وہ سورۂ ہود میں ہے ، جہاں ارشاد ہے :-

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ط

(ترجمہ متن میں دیکھو) ان لفظوں میں صنعت یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں ، کہ کوئی دابۃ ایسا نہیں ہے ، جس کی پیشانی کو "ھو" نہ پکڑے ہو - یعنی لفظ ھُوَ لفظ دابۃ کی پیشانی یعنی "د" کو پکڑے ہوئے ہے ، جب ھُوَ کے ساتھ "د" کو ملائیں ، تو حضرت ہود نبی کے نام کا معمّا نکل آتا ہے اور یہی اس سورہ کا نام ہے ، پس اس آیت میں صاف "معمّا" موجود ہے ؂

إِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٥٦ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ

یقیناً میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً میں تمھیں وہ پیغام پہنچا دیا

مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖٓ إِلَيْكُمْ ط وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ج

ہے۔ جس کو دے کر مجھے تمھاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اور میرا پروردگار تمھارے سوا کسی اور قوم کو تمھارا جانشین بنا دے گا

وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ط إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝٥٧

اور تم اس کا کچھ بھی نقصان نہ کر سکو گے۔ بے شک میرا پروردگار ہر چیز پر محافظ ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

اور جب ہمارا حکم آ پہنچا، تو ہم نے ہود کو اور اُن لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ج وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝٥٨ وَتِلْكَ عَادٌ

نجات دے دی۔ اور ہم نے اُنھیں بڑے سخت عذاب سے بچا لیا۔ اور یہ عاد تھے [۱]

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا أَمْرَ كُلِّ

انھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا تھا، اور اُسکے رسولوں کی نافرمانی کی تھی۔ اور انھوں نے ہر سرکش عناد

جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝٥٩ وَأُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ

رکھنے والے کے حکم کی پیروی کی تھی۔ اور اس دنیا میں ہی اُنکے پیچھے لعنت لگا دی تھی۔ اور قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ ط أَلَآ إِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ط أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ

(بھی)۔ آگاہ ہو جاؤ بیشک عاد نے اپنے پروردگار کا انکار کیا تھا۔ جان لو! ہود کی قوم عاد کے لئے

هُوْدٍ ۝٦٠ وَإِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

ہلاکت ہے۔ اور ثمود کی طرف (ہم نے) اُن کے بھائی صالح کو (بھیجا) اُس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ تعالے

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ

کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا۔

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا إِلَيْهِ ط إِنَّ رَبِّيْ

اور اُس نے تمھیں اُسی میں آباد کیا۔ پس تم اسی سے بخشش مانگو۔ پھر اُس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا پروردگار

قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝٦١ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ

بہت نزدیک (دعائیں) قبول کرنے والا ہے۔ وہ بولے اے صالح یقیناً اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے امیدیں تھیں

[۱] وتلک عادٌ:-

تفسیر صافی صہ ۲۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ قوم عاد کا ملک بادیہ میں شرق سے اجفر تک چار منزل میں تھا۔ اور زراعت و باغات بہت تھے۔ انکی عمریں بھی زیادہ ہوتی تھیں، اور اُن کے جسم بھی بڑے بڑے تھے، اور وہ سب بت پرست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، کہ انکو دین اسلام قبول کرنے اور بت پرستی چھوڑ دینے کی دعوت دیں۔ یہ لوگ ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لاتے، بلکہ انکو ایذا دی۔ پس اللہ تعالیٰ نے سات برس کیلئے اُن پر بارش روک دی۔ حضرت ہود علیہ السلام خود بھی کاشتکار تھے، اور اپنی کھیتی کو پانی دیا کرتے تھے، لوگ انکو ڈھونڈتے ہوئے اُن کے دروازے پر آتے، اور ایک یک چشم ادھیڑ عمر کی عورت نکلی، اُس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: کہ ہم فلاں فلاں شہر کے رہنے والے ہیں! سخت قحط میں مبتلا ہیں، ہود کی خدمت میں اس لئے آئے ہیں، کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارش اور ارزانی ہو جائے، وہ عورت بولی کہ اگر ہود علیہ السلام ایسے ہی ہوتے، تو اپنے لئے ہی نہ دعا کرتے؟ انکی کھیتی تو ساری جل گئی۔ اُن لوگوں نے کہا، کہ اچھا تم بتا دو، کہ وہ کہاں ہیں؟ جب اُس نے بتایا، تو یہ لوگ حضرت ہود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اے نبی اللہ! ہمارے ملک میں سخت قحط پڑا ہے، اور بارش نہیں ہوتی۔ آپ خدا سے دعا مانگیں، کہ بارش ہو، اور ارزانی ہو جائے۔ پس آپ نے نماز کا تہیہ کیا۔ اور نماز پڑھ کر دعا کی، پھر فرمایا: جاؤ بارش کافی ہو جائے گی، اور تمہارے ہاں ارزانی ہو گی۔ انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ہم نے آپکے گھر میں ایک ادھیڑ عمر یک چشم عورت دیکھی، اُس نے ہم سے یوں پوچھا: کہ تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، اور کس کو چاہتے ہو؟ ہم نے کہا، کہ حضرت ہود علیہ السلام کے پاس آئے ہیں، کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تاکہ بارش ہو، اور ارزانی ہو۔ تو وہ بولی کہ اگر ہود علیہ السلام ایسے ہی دعا کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے لئے ہی دعا کرتے، کیونکہ ان کی اپنی کھیتی جل گئی ہے، حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا: کہ وہ میری بیوی ہے، اور میں نے خدا سے اس کی طول عمر کی دعا کی ہے، انہوں نے پوچھا: کہ یہ کیوں؟

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مومن ایسا پیدا نہیں کیا، جس کے ایذا دینے کیلئے کوئی دشمن موجود نہ ہو، وہ میری دشمن ہے، پس میں نے یہی چاہا، کہ دشمن ایسا ہو، جو کچھ تو میرے ماتحت رہے اور کچھ مخالفت کرے۔ پس ہود علیہ السلام اپنی قوم کو مدت تک بتوں کی پرستش سے منع فرماتے رہے، اور خدا کی طرف بلاتے رہے، مگر جب وہ ایمان نہ لائے، تو خدا تعالیٰ نے ان پر بادِ صرصر بھیج دی، جس کا ذکر سورۂ قمر اور سورۂ الحاقہ میں آئے گا۔ اور اُن کی بربادی کا ذکر سورۂ اعراف میں بھی آچکا ہے ؛

ع ١١ ٥ ٥

أَتَنْهٰىنَآ أَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ
کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ ہم اس چیز کی عبادت کریں جسکی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے حالانکہ جسکی طرف تم بلاتے ہو
إِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
ہمیں اسکے بارے میں بہت کچھ شک ہے۔ اُس نے کہا اے میری قوم کیا تم نے دیکھا کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف کھلی دلیل پر
وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ إِنْ عَصَيْتُهٗ
ہوں۔ اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت عطا کی ہے تو اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں پھر کون اللہ کے حضور میں میری مدد کریگا
فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ
پس تم سوائے گھاٹے کے میرا کچھ نہیں بڑھاؤگے۔ اور اے میری قوم یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمھارے لئے
اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَأْكُلْ فِيْٓ أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
ایک آیت ہے۔ پس اسے چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں سے چرتی پھرے۔ اور اسے تکلیف نہ پہنچانا
فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ
ورنہ تم کو عذاب جلدی آ لے گا۔ پس انھوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں ؀ تو صالح نے کہا، تم اپنے گھروں
دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ
میں تین دن تک فائدہ اٹھالو۔ یہ وہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔ پھر جب ہمارا
أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
حکم آگیا تو ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دے دی۔
وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَ
اور اس دن کی رسوائی سے (بھی) بچالیا۔ بیشک تیرا پروردگار وہی تو قوت والا اور زبردست ہے۔ اور
أَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾
جن لوگوں نے ظلم کیا انھیں ایک چیخ نے آپکڑا۔ پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔
كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَآ أَلَآ إِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا
جیسے کہ وہ کبھی اس میں بسے ہی نہ تھے۔ خبردار! ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا تھا۔ جان لو ثمود کے لئے
لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا
ہلاکت ہے۔ اور یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس ؀ خوشخبری لے کر آئے (اور) انھوں نے سلام کیا۔

منزل ۳

ع ۸ ٦

؀ فعقروھا:-
عَقْرٌ مصدر سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ معنی ہوئے انھوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ کونچیں کہتے ہیں پاؤں کے پٹھوں کو جو پیچھے کی طرف ایڑی کے پاس ہوتے ہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ اونٹ کو حلال کرنا ہوتا تو پہلے اس کی کونچیں کاٹتے تاکہ بھاگ نہ جائے، پھر اسکو نحر کرتے (لغات القرآن نعمانی، جلد ۴ صفحہ ۳۳۵)
یہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ قدار بروزن غلام۔ اس کے معنے اصل میں اونٹ ذبح کرنیوالے کے ہیں۔ اہل عرب میں یہ نحوست میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: "فلان اشأم من قدار" (فلاں شخص قدار سے بھی زیادہ منحوس ہے)۔
دلائل النبوۃ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تمھیں "اشقی الناس" (سب سے زیادہ بدبخت شخص) کو نہ بیان کروں۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی۔ ضرور! آپ نے فرمایا: دو شخص ہیں، ایک قوم ثمود کا سرخ رنگ کا انسان، جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں۔ دوسرا وہ جو تمہارے سر پر ضرب لگائے گا کہ اس سے تمھاری داڑھی تر ہو جائے گی۔
(لغات القرآن نعمانی، جلد ۱، صفحہ ۱۰۷)

؀ ابراھیم:-
آپ اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد ہیں۔ آپ کا لقب خلیل اللہ ہے۔ آپ کو شجرۃ الانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔
حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں آسمان پر آپ کو اس حال میں پایا تھا کہ بیت المعمور سے آپ اپنی پشت کا تکیہ کئے ہوئے تھے۔ آپ نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح فرماتے ہوئے کیا تھا۔
آپ کی ولادت باسعادت ملک بابل کے شہر اُور میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ہوئی۔ آپ نے بعثت کے بعد سب سے پہلے اپنے چچا آذر کو حق کی تبلیغ کی۔ پھر اپنی قوم کو سمجھایا۔ پھر بادشاہ وقت نمرود سے مناظرہ کیا۔ اور توحید کے دلائل بیان کرکے اس کو ششدر کر دیا۔ مگر بدبختوں نے ایک نہ سنی۔ اور سوائے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے اور کوئی ایمان نہ لایا۔ آپ کے پیارے بھتیجے حضرت لوط نے آپ کی تصدیق نبوت کی۔ قوم نے ہر طرح آپ کو ستانے اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی۔ یہانتک کہ ظالموں نے آپ کو دہکتی آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذلیل کرکے آگ کو آپ کے لئے برد و سلام کر دیا۔ آخر حضرت نے تنگ آکر وہاں سے ہجرت کی۔ اور فرات کے عربی کنارے کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے۔ کچھ دنوں بعد یہاں سے حران اور حران سے فلسطین اور فلسطین سے نابلس۔ غرضیکہ اسی طرح تبلیغ کرتے ہوئے مصر پہنچے۔ حضرت سارہؓ اور حضرت لوطؑ ہمراہ تھے۔ یہاں شاہ مصر نے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ آپ نے اللہ*

* تعلق سے زندگی گذار رہا تھا اور حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمعیل تولد ہوئے۔ اس پر حضرت سارہ کو رشک ہوا تو حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ (باقی صفحہ ۲۹۵ پر)

قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ

اس (ابراہیمؑ) نے سلام کا جواب دیا ۔ پھر دیر نہ کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا ۔ پھر جب اُس نے دیکھا کہ

اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ

اُنکے ہاتھ اس تک نہیں پہنچتے ۔ اُنھیں اجنبی سمجھ لیا ، اور ان کی طرف سے دل میں خوف محسوس کیا ۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ﴿٧٠﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ

وہ بولے مت ڈر ۔ یقیناً ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔ اور اُس کی بیوی کھڑی ہوئی تھی

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾

پس وہ ہنسی تو ہم نے اُسے اسحاق اور اسحاق کے پیچھے یعقوبؑ (کی ولادت) کی خوشخبری دی ۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا

وہ بولی ہائے میری خرابی کیا میں جنوں گی ؟ حالانکہ میں بڑھیا ہوں [1] اور یہ میرا خاوند (بھی) بوڑھا ہے ۔ بیشک یہ

لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ

تو ایک عجیب چیز ہے ۔ وہ بولے کیا تو اللہ تعالیٰ کے امر سے تعجب کرتی ہے ؟ اے اہل بیت ! تم پر

وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾ فَلَمَّا

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہیں ۔ یقیناً وہ حمد کا مستحق ہے اور بزرگی کے لائق ہے ۔ پھر جب

ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا

ابراہیم سے خوف جاتا رہا ، اور اُس کے پاس خوشخبری آگئی ، وہ ہمارے ساتھ قوم لوط

فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ؕ﴿٧٤﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾

کے بارے میں جھگڑنے لگا ۔ بیشک ابراہیم نہایت بُردبار ، نرم دل (اور اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا ۔

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ

(ہم نے کہا) اے ابراہیمؑ تو اس سے منہ پھیر لے ، یقیناً تیرے پروردگار کا حکم آچکا ہے ۔ اور

اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا

بیشک اُن پر نہ ٹلنے والا عذاب آکر رہے گا ۔ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے

لُوْطًا سِىْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾

پاس آئے تو اُسے اُنکی وجہ سے رنج پہنچا اور اُنکے سبب سے دل تنگ ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بڑا ہی سخت ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اور حضرت اسماعیلؑ کو اپنے ساتھ لے کر جہاں آج خانۂ کعبہ ہے وہاں تشریف لائے ۔ اور ایک درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصّہ پر اُن کو چھوڑ گئے ۔ اور گو خود فلسطین میں مقیم رہے ۔ مگر حضرت حاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھنے آتے رہتے تھے ۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا ۔ دونوں باپ بیٹا نے اپنے مقدس ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر کی ۔ جب آپ کی عمر سو سال کی ہوئی تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ایک سو پچہتر سال کی عمر میں واقع ہوئی ۔ اور مدینۃ الخلیل میں آپکی تدفین عمل میں آئی ۔ (لغات القرآن نعمانی ، جلد ١ ، صفحہ ٦٨) ۔

[1] اَنَا عَجُوْزٌ :-
تفسیر صافی صفحہ ٢٣٨ پر بحوالہ علل الشرائع جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس دن یہ واقع ہوا ہے اُس دن حضرت سارہؑ نوّے برس کی تھیں ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سو بیس برس کے تھے ۔

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

اور اُس کی قوم (کے لوگ) اُسکی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ اور وہ اور وہ پہلے سے بدکاریاں کرتے

السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

تھے۔ اس نے کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں موجود ہیں لہ وہ تمہارے لئے بہت پاکیزہ ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ

وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَيْفِیْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا

سے ڈرو۔ اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو لہ کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں ہے۔ وہ بولے کہ

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾

تو یقیناً جانتا ہے کہ تمہاری بیٹیوں سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں تم اُسے خوب جانتے ہو۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

اُس نے کہا کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی۔ یا میں کسی مضبوط قلعہ کی پناہ لے سکتا۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ

وہ (فرشتے) بولے اے لوط یقیناً ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں، وہ تجھ تک ہرگز نہ پہنچنے پائیں گے۔ پس تو کچھ حصّہ

بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ

رات رہے اپنے کنبہ والوں کو لے کر چل دو۔ اور تم میں سے کوئی پلٹ کر پیچھے نہ دیکھے۔ مگر تمہاری بیوی (اس ہدایت پر عمل نہ کریگی)

اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ

یقیناً اُسے وہی (عذاب) پہنچیگا جو اُن کو پہنچیگا۔ بیشک اُن کے وعدہ کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح

الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

قریب نہیں ہے۔ پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اُس کے اوپر کے حصّہ کو نیچے کا حصّہ کردیا سے

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾

اور ہم نے اس (بستی) پر کنکروں والے پتھر تہ برتہ (تابڑ توڑ) برسائے۔ جن پر

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰی

تیرے پروردگار کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے۔ اور وہ (سزا) ظالموں سے کچھ دور نہیں۔ اور

مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

مدین کی طرف (ہم نے) اُنکے بھائی شعیب کو (بھیجا)، اُس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اسکے سوا

النصف ع ۱۵

لہ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ:۔

تفسیر صافی ص۲۳۹ پر ہے کہ مطلب یہ تھا، کہ ان سے شادی کرلو۔ گویا از روئے کرم و رحمت اپنی اولاد کو اپنے مہمانوں کا فدیہ قرار دیا۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اُن سے شادی کرلینے کی درخواست کی تھی۔ اور تفسیر قمی میں ہے، کہ یہاں بناتی سے مراد خود ان لوگوں کی ازواج ہیں۔ کیونکہ نبی امت کا باپ ہوتا ہے، اور اس طرح ان کو امر حلال کی ترغیب دی، اور حرام سے بچانا چاہا ؛

سے فِیْ ضَيْفِیْ:۔

تفسیر صافی ص۲۳۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ کسی شخص کے مہمان کو ذلیل کرنا خود اُس کو ذلیل کرنا ہے ؛

سے عَالِيَهَا سَافِلَهَا:۔

تفسیر صافی ص۲۳۹ پر ہے، کہ اس کی صورت یہ تھی، کہ جبرئیل امین نے اپنے بازو کو اس طبقہ زمین کے نیچے رکھا، اور اُسے اُٹھا کر آسمان تک بلند کیا، اور پھر اُلٹ دیا۔ ادھر سے فرشتوں نے پتھر برسائے جو پتھرائی ہوئی مٹی کے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہیں "حجارۃ من سجیل" فرمایا ہے، اور کہیں حجارۃ من طین" سجیل فارسی لفظ سنگ و گل کا معرب ہے ؛

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ

تمہارے لئے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو ۵۱ یقیناً میں تمہیں

اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ

خوشحال دیکھتا ہوں۔ اور میں تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم

اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

تم انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ

اور تم مفسد بن کر زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اگر تم مومن ہو تو

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾

اللہ تعالیٰ کا بقیہ تمہارے لئے بہتر ہے ۵۲ اور میں تم پر کوئی محافظ نہیں ہوں۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ

وہ بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ جس چیز کی عبادت ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے وہ چھوڑ دیں یا

اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

یہ کہ ہم اپنے مالوں میں جو ہم چاہیں ویسا کرنا (چھوڑ دیں) یقیناً تو بہت بُردبار بہت بھلا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ

اُس نے کہا اے میری قوم کیا تم نے دیکھا اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں، اور اُس نے مجھے اپنی

مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ

جناب سے اچھا رزق بھی دیا ہے۔ (تو کیا میں اُسکی مخالفت کروں) اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری مخالفت کر کے وہ کام کروں

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

جس سے میں تم کو منع کرتا ہوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے اصلاح کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ اور نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ کے ساتھ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ

اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم میری مخالفت تمہیں (ایسا) مجرم نہ بنا دے

اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

کہ تمہیں وہی (عذاب) آپہنچے، جیسا کہ نوح کی قوم، یا ہود کی قوم، یا

۵۱ ولا تنقصوا :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۴۰ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ ہم نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب میں یہ بات پائی، کہ جب ناپ تول میں ڈنڈی ماری جائے گی، یا دھوکا دیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو قحط اور گرانی میں مبتلا کر دے گا۔

اور ایک روایت کے مطابق ظالم بادشاہ کو اُن پر مسلط کر دے گا، اور اُن کی روزی تکلیف سے میسر ہوگی۔

۵۲ بقیتُ اللہِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۴۰ پر بحوالہ کافی منقول ہے، کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے لئے جب مدین کا دروازہ بند کر دیا گیا، اور حضرت اس کے بازاروں میں سے گذرنے سے روک دیئے گئے، تو حضرت ایک پہاڑ پر چڑھ گئے، جو اہلِ مدین کو صاف نظر آتا تھا۔ اور بلند آواز سے اُن کو خطاب فرمایا: کہ اے اس شہر کے رہنے والو! جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

(میں ہوں بقیۃ اللہ) اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین ۵ وما انا علیکم بحفیظ ۵ ان میں ایک شخص بہت بوڑھا تھا۔ وہ ان لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو! خدا کی قسم حضرت شعیبؑ نے یہی فرمایا تھا کہ اگر تم اس شخص کی خدمت میں نہ جاؤ گے، اور اس کو بازار سے نہ گزرنے دو گے، تو عذاب یا اوپر کی طرف سے تم پر نازل ہوگا یا زمین کی طرف سے۔

اکمال الدین میں منقول ہے کہ قائم آلِ محمدؑ اپنے خروج کے وقت پہلے اس آیت کو تلاوت فرمائیں گے اور کہیں گے انا بقیت اللہ وحجتہ وخلیفتہ علیکم۔ (میں تم سب کیلئے خدا کی یادگار اور تم پر اُسکی حجت اور اُسکا خلیفہ ہوں)۔ پس جو شخص ان حضرت پر سلام کرے گا وہ یہ کہہ کر سلام کرے گا، السلام علیک یا بقیۃ اللہ فی ارضہ۔ (اے زمین خدا میں خدا کے یادگار آپ پر سلام خدا ہو)۔

لمترجم :- لفظ بقیہ کے معنی بچی ہوئی چیز۔ باقی ماندہ۔ باقی رکھا ہوا۔ فَعِیْلَۃٌ کے وزن پر بَقَاءٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ قرآن مجید میں حضرت طالوت کے ذکر میں جب اُن کو بادشاہ ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ تو اُنکے نبی فرماتے ہیں: وقال لھم نبیھم ... وبقیۃ مما ترک اٰل موسٰی و اٰل ھارون تحملہ الملٰئکۃ رپ۲، بقرع ۳۲)۔ یہ بچی ہوئی چیزیں کیا تھیں؟ تورات کی دو لوحیں۔ کچھ ٹوٹی ہوئی لوحوں کا ریزہ، حضرت موسیٰؑ کا عصا، اور اُن کی نعلین، حضرت ہارونؑ کا عمامہ اور عصا، اور ایک قفیز (ایک پیمانہ کا نام) مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ (معالم التنزیل۔ امام بغوی جلد ۱، صفحہ ۲۱۶۔ طبع مصر بحوالہ لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۴۲)۔

قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

صالحؑ کی قوم کو پہنچا تھا۔ اور لوطؑ کی قوم (کا زمانہ) تو تم سے کچھ (زیادہ) دور نہیں۔ اور تم اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا

پھر اسکی طرف رجوع کرو۔ یقیناً میرا پروردگار بہت رحم کرنیوالا محبت کرنیوالا ہے۔ وہ بولے اے شعیب ۵۱ جو کچھ تم

نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا

کہتے ہو اس میں سے بہت زیادہ ہم نہیں سمجھتے ، اور ہم تمھیں اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں ۔ اور اگر تمھارا

رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

قبیلہ نہ ہوتا تو ضرور ہم تمھیں سنگسار کرتے ، اور تم ہم پر غالب نہیں ہو سکتے ۔ اس نے کہا اے میری قوم!

اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ

کیا میرا قبیلہ تم پر اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ عزت والا ہے ؟ اور تم نے تو اسے پس پشت ڈال رکھا ہے ۔

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ

یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو میرا پروردگار اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو ۔

اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ

میں بھی کرنے والا ہوں ۔ تم عنقریب جان لوگے ، کہ کس پر وہ عذاب آئے گا جو اسے رسوا کردے گا ۔ اور

مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ

کون جھوٹا ہے ۔ اور تم انتظار کرتے رہو ۵۲ یقیناً میں بھی تمھارے ساتھ منتظر ہوں ۔ اور جب ہمارا حکم

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ

آپہنچا ہم نے شعیب اور اُن لوگوں کو جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دے دی ۔ اور

اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انھیں ایک چیخ نے آ پکڑا ۵۳ پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے

جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا

رہ گئے ، جیسے کہ وہ اس میں کبھی بسے ہی نہ تھا ۔ خبردار! مدین کیلئے اسی طرح ہلاکت ہے جیسی کہ

بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

ثمود (کی قوم) تباہ ہوئی ۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور واضح حجت دے کر

ع ۱۲

۵۱ یٰشعیب :-

آپ مشہور پیغمبر ہیں۔ آپ عبرانی کے یثرون ہیں، اور عربی کے شعیب۔

صنعانی نے کہا ہے کہ یہ عربی نام ہے۔ ممکن ہے شعب کی تصغیر ہو، یا اشعب (بہت چوڑے سینے والا) کی، جس طرح کہ اہل عرب اسود کی تصغیر میں سوید کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اسے مصغر بتانا غلط ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السّلام کے ناموں کی تصغیر جائز نہیں ہے۔

آپ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے خسر تھے۔ آپ نے جس حُسنِ اسلوب کے ساتھ قوم کے سامنے دعوتِ حق رکھی تھی، اور پھر اس سلسلہ میں جو کچھ باہمی سوال و جواب ہوئے اُس کے لفظ لفظ سے فصاحت و بلاغت اور حُسنِ خطابت کے جوہر ٹپکتے ہیں۔ اسی لئے علماءِ سلف آپؑ کو خطیب الانبیاء کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت شعیبؑ کا ذکر کرتے تو فرماتے: ذالک خطیب الانبیآء (وہ خطیب الانبیاء ہیں)۔

تفسیر صافی ص۲۲۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت شعیبؑ خطیب الانبیاء تھے۔ آیہ کریمہ انا لنرٰک فینا ضعیفاً کی تفسیر میں ہے کہ حضرت شعیبؑ نابینا تھے (تفسیر صافی ص۲۲۱ بحوالہ تفسیر قمی)۔ (لغات القرآن نعمانی ج۳ ص۲۸۰)

۵۲ وارتقبوا :-

تفسیر صافی ص۲۲۱ پر بحوالہ الاکمال و تفسیر مجمع البیان جناب امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کتنا اچھا ہے صبر اور کشائش کا انتظار۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا کہ فرماتا ہے: وارتقبوا انی معکم رقیب۔

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ خوشی کا انتظار بھی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔

۵۳ الصّیحۃ :-

تفسیر صافی ص۲۲۱ پر بحوالہ الجوامع لکھا ہے کہ جبرئیل امین نے اُن پر ایک چیخ ماری جس سے اُن میں سے ہر شخص کی روح نکل گئی، جہاں جہاں بھی وہ تھا۔

مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ

فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا ۔ پھر اُن سب نے فرعون کے حکم کی ہی پیروی کی ۔ اور

مَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿٩٧﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا ۔ قیامت کے دن وُہ (فرعون) اپنی قوم کے آگے آگے آئے گا ۔ پھر

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿٩٨﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ

وُہ اُن سب کو (جہنم کی) آگ میں پہنچا دے گا اور وُہ کیسا بُرا گھاٹ ہوگا جس پر وُہ لائے جائیں گے ۔ اور ان کے پیچھے اسی

هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿٩٩﴾ ذٰلِكَ

دُنیا میں لعنت لگادی گئی ؀ اور قیامت کے دن (بھی) کیا ہی بُرا عطیہ ہے جو اُنھیں دیا گیا ۔ یہ اُن بستیوں کی

مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿١٠٠﴾

خبریں ہیں جنھیں ہم تم سے بیان کرتے ہیں ۔ ان بستیوں میں سے کچھ تو باقی ہیں اور بعض ویران ہیں ۔

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ

اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن اُنھوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ۔ پس جب تیرے پروردگار کا حکم آیا تو وُہ

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ

معبود جنھیں وُہ اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ، اُن کے کچھ کام بھی نہ آئے ۔

رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿١٠١﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ

اور اُنھوں نے ان کی تباہی بڑھانے کے سوا کچھ نہ کیا ۔ اور تیرے پروردگار کی گرفت اسی طرح کی ہوتی ہے جبکہ

اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ

وُہ بستیوں (والوں) کو پکڑتا ہے درآنحالیکہ وُہ ظالم ہوتے ہیں ۔ بیشک اسکی گرفت بڑی سخت دردناک ہوتی ہے ؀ یقیناً جو

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ

شخص آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے اُس کیلئے اُس میں ضرور ایک نشانی ہے ۔ یہ وُہ دن ہوگا جس میں سب لوگ

لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ

جمع کئے جائیں گے اور یہ گواہیاں گزرنے کا دن ہوگا ؀ اور ہم اُسے ایک مقررہ مدت تک تاخیر میں ڈال

مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ

رہے ہیں ۔ جس دن وُہ (دن) آئیگا تو کوئی نفس بغیر اس (اللہ) کے اذن کے کلام نہ کرسکے گا ۔ پس اُن میں کوئی

ؐ؀ لعنةً :-

تفسیر صافی ص۲۴۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس جگہ لعنت سے مراد ہلاکت اور غرق ہونا ہے اور قیامت کے دن اُنھیں عذاب کی طرف لے جانا ہے ۞

؀ اخذہٗ :-

تفسیر صافی ص۲۴۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے ، یہانتک کہ جب اُسے پکڑتا ہے تو پھر ڈھیل نہیں دیتا ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۞

؀ یومٌ مشھودٌ :-

تفسیر صافی ص۲۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ انبیاؑ اور رسول اُس دن لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آسمانوں کے رہنے والے ہوں یا زمینوں کے سب کے خلاف گواہی گزرے گی ۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السّلام یا امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں یومٌ مشھودٌ سے مراد قیامت کا دن ہے ، اور وُہی یومٌ موعودٌ ہے ۔

اور کافی میں امام زین العابدین علیہ السّلام کا ایک کلام مندرج ہے جو آپ نے نصیحت اور زُہد کے سلسلہ میں فرمایا تھا ۔ اُس کا ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ یہ سمجھ لو کہ آج کے بعد ایک دن عظمت میں بڑا اور لوگوں کو ڈرانے والا اور دلوں کو درد میں لانے والا آئیگا اور وُہ قیامت کا دن ہوگا ۔ اور اسی کی خدا نے یہ تعریف فرمائی ہے : ذٰلک یوم مجموع لہ الناس وذٰلک یوم مشھود ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُس میں اوّلین اور آخرین کو جمع کرے گا ۞

شَقِيٌّ وَّسَعِيدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا
بدبخت ہوگا اور کوئی نیک بخت ۔ پس وُہ لوگ جو بدبخت ہوئے ہوں گے وُہ فوراً آگ میں جا ہوں گے ۔ اس میں انکی
زَفِيرٌ وَّ شَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ
چیخ اور پکار ہوگی ۔ وُہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ؎۱ جب تک کہ آسمان اور
الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾ وَاَمَّا
زمین ہیں ۔ سوائے اسکے جو تیرا پروردگار چاہے ۔ بیشک تیرا پروردگار کر گزرنے والا ہے جو کچھ کہ وُہ چاہتا ہے ۔ اور
الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
لیکن وُہ لوگ جو نیک بخت ہوئے ، پس وہ جنت میں ہوں گے ؎۲ وُہ اس میں ہمیشہ رہیں گے جبتک کہ آسمان اور
وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا
زمین رہیں گے ، سوائے اسکے جو تیرا پروردگار چاہے ۔ یہ بخشش ایسی ہوگی جو منقطع نہ ہوگی ؎۳ پس جس چیز
تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُونَ اِلَّا كَمَا
کی یہ عبادت کرتے ہیں اُس کے بارے میں تو تردد میں نہ پڑ جا ۔ یہ نہیں عبادت کرتے مگر ویسی ہی جیسی کہ اُن کے
يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ
باپ دادا پہلے سے عبادت کیا کرتے تھے ۔ اور یقیناً ہم ان (کے عذاب) کا حصہ بغیر کم کئے اُن کو پورا پورا پہنچا
مَنْقُوصٍ ﴿١٠٩﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ؕ
دیں گے ۔ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ۔ پھر اُس میں اختلاف کیا گیا ۔ اور
وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِي
اگر تیرے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ضرور اُنکے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ۔ اور یقیناً وُہ اس سے
شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ
تردد پیدا کرنیوالے شک میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اور یقیناً تیرا پروردگار سب کو اُنکے اعمال کا بدلہ پورا پورا دے گا ۔
اِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١١﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ
بیشک جو کچھ وُہ کرتے ہیں اس پر وُہ پورا خبردار ہے ۔ پس جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے تو ویسی ہی استقامت کر ؎۴ اور
مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ وَلَا تَرْكَنُوٓا
بھی جس نے تیرے ساتھ رجوع کیا ۔ اور تم زیادتی نہ کرو ۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو وُہ (اللہ) اُسے خوب دیکھنے والا ہے ۔ اور جن

؎۱ خالدین فیہا :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۴۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ ذکر دُنیا کی آگ میں رہنے کا ہے ، جو قیامت سے پہلے ہوگی ۔

؎۲ ففی الجنۃ :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۴۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے دُنیا کی جنتیں مُراد ہیں جن کی طرف مومنوں کی رُوحیں منتقل ہو جائیں گی ۔

؎۳ غیر مجذوذ :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۴۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان نعمتوں کا سلسلہ آخرت کی نعمتوں سے جا ملے گا یہ ان لوگوں کے قول کا رد ہے جو عذابِ قبر کا اور قیامت سے پہلے عالمِ برزخ میں ثواب و عذاب ملنے کا انکار کرتے ہیں ۔

قول صاحب تفسیر صافی :- ان آیتوں کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے : النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۔ (وہ ایک آگ ہے جس میں وُہ صبح و شام جھونکے جائیں گے) ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ عالمِ برزخ کی آگ ہے ، جو قیامت سے پہلے ہوگا ۔ کیونکہ خود قیامت میں نہ صبح ہے اور نہ شام ۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا : يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۔ (جس دن قیامت قائم ہوگی ، کہا جائے گا کہ فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں پہنچا دو) ۔

ع ١٤ ٩ ٩

؎۴ فاستقم :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۴۴ پر بحوالہ الجوامع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ کی پختگی کے ساتھ صرف خدا تعالیٰ سے احتیاج رکھو ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اس آیت سے زیادہ کوئی آیت شاق نہیں گذری ۔ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ہُود ، سورۂ واقعہ اور ایسی ہی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ۔

اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

لوگوں نے ظلم کیا ہے اُنکی طرف تم مت جھکو، ورنہ تمھیں آگ چھو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی بھی

اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

سرپرست نہ ہوگا۔ پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ اور تم نماز قائم کرو دن کی دونوں طرفوں

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

میں۔ اور کچھ رات کی ساعتوں میں۔ بے شک نیکیاں بُرائیوں کو دُور کر دیتی ہیں ۱ـه

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۚ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

یہ ذکر کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ

ضائع نہیں کرتا۔ پس تم سے پہلے زمانوں میں کیوں نہ ہوئے وُہ لوگ جن میں اثر رہا ہو۔ کہ زمین میں

اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا

فساد کرنے سے منع کرتے ۲ـه سوائے تھوڑے سے لوگوں کے جو اُن میں ضرور ایسے تھے جن کو

مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ

ہم نے اُن میں سے نجات دے دی۔ اور وُہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا ان نعمتوں کے پیچھے پڑے رہے، جو اُنھیں دی گئی تھیں

وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ

اور وُہ مجرم ہی تھے۔ اور تیرا پروردگار ایسا نہیں کہ وُہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے، حالانکہ اُس

اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً

کے باشندے اصلاح کرنےوالے ہوں ۳ـه اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی اُمّت بنا دیتا۔

وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ

اور وُہ ہمیشہ اختلاف کرنےوالے ہی رہیں گے ۴ـه سوائے اُن کے جن پر تیرا پروردگار رحم فرمائے۔ اور اُس نے اسی (رحمت)

خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ

کیلئے ہی اُن کو پیدا کیا ہے۔ اور تیرے پروردگار کا کلمہ پُورا ہوگا کہ میں جہنّم کو کل (نافرمان) جنّوں اور انسانوں

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ

سے ضرور بھر دوں گا۔ اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے سب کچھ تم سے اسلئے بیان کرتے ہیں کہ

۱ـه اِنَّ الْحَسَنَات :-

تفسیر صافی ص ۲۴۲/۲۴۳ پر ہے کہ جناب رسولِ خدا کی یہ حدیث مشہور ہے کہ اگر گناہانِ کبیرہ سے انسان اجتناب کرتا ہو تو ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے گناہ صغیرہ ہوں گے تو نماز ان کا کفارہ ہو جائے گی۔ امالی میں جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ ہر ایک نیکی ایک بدی کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق ع سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ مومن کا نماز پڑھنا اس کے دن بھر کے گناہوں کو دھو دیتا ہے کافی میں امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہونگی تو ان کے ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا سوائے اس کے کہ وُہ اہلبیت سے محبت نہ رکھنے کے سبب سے ہلاک ہو۔ اوّل یہ کہ بندہ کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے پھر اگر اس نے نیک کام نہیں کیا تو خدا تعالیٰ اس کی غیبت اور اگر کر گذرا ہے تو سات ساعت کی مہلت دی جاتی ہے کہ کاتبِ اعمال نیک کاتب اعمال بد سے جو بائیں جانب رہتا ہے کہتا ہے کہ ابھی اس کے اندراج میں جلدی نہ کر کہ شاید اس کے بعد یہ کوئی نیکی کرے جس سے یہ بدی محو ہو جائے یا اس کے بعد استغفار کرے پس تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر اس بدی کے بعد اس بندے نے کوئی نیکی کی تو بموجب اس آیت ان الحسنٰت یذھبن السیّاٰت کے وُہ بدی نہیں لکھی جاتی اور چوتھی خصلت یہ ہے کہ اس نے استغفار ان لفظوں میں کر لیا استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ العزیز الحکیم الغفور الرحیم ذو الجلال والاکرام واتوب الیہ تو اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو کئے ہوئے سات ساعتیں گذر گئیں اور اس بندہ نے کوئی نیکی نہ کی اور نہ استغفار پڑھا تو کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے یہ کہے گا کہ اس بدبخت محروم کے نامۂ اعمال میں یہ بدی درج کرے ۞

۲ـه اولوابقیّة :-

بقیۃ بروزن فعیلۃ۔ بقاءؔ سے صفت مشبّہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنے ہیں بچی ہوئی چیز۔ باقی ماندہ۔ باقی رکھا ہوا۔

اولوابقیّۃٍ سے مراد وُہ لوگ ہیں جن کی رائے اور عقل باقی رہے یا ارباب فضل مُراد ہیں۔ فضل کو بقیہ اس لئے کہا گیا کہ انسان اپنے میں سب سے اچھی چیز کو باقی رکھنے کا خواہش مند ہوتا ہے اسی لئے عرب بولتے ہیں فلان من بقیۃ القوم یعنی فلاں آدمی قوم میں عمدہ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بقیہ تقیہ کی طرح مصدر ہو اس صورت میں اولوابقیۃ کے معنی ذو بقاءؔ کے ہوں گے یعنی وُہ لوگ جو اپنی جانوں کو عذاب سے بچائیں اور محفوظ رکھیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صـ ۴۲) ۞

۳ـه اَهْلُهَا مُصْلِحُوْن :- تفسیر صافی صـ ۲۴۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وُہ ایک دُوسرے کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے ہوں۔ قول صاحب تفسیر صافی :- انصاف جب ہو سکتا ہے کہ رحم زیادہ ہو اور مروّت اتنی ہو کہ دُوسرے کے حق کے مقابل میں اپنے حق سے چشم پوشی کرے اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ سلطنت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔ (باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۰۴)

مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ ۱۵

اس سے تمہارا دل مضبوط کریں - اور اس (بیان) سے تمہارے پاس حق آجاتا ہے - اور مومنوں کیلئے نصیحت

وَّذِكْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا

اور یاددہانی ہوتی ہے - اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں اُن سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ پر

عَلٰی مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

عمل کئے جاؤ - ہم بھی عمل کرنے والے ہیں - اور انتظار کئے جاؤ، ہم بھی منتظر رہنے والے ہیں -

وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں - اور اُسی کی طرف سب معاملات لوٹائے جائیں گے -

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

پس تم اُسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو - اور تمہارا پروردگار، جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے غافل نہیں ہے -

سُوْرَةُ یُوْسُفَ مَكِّیَّةٌ

اٰیَاتُهَا ۱۱۱ — ۱۲ — رُكُوْعَاتُهَا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا

الٓر - یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں - یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی (زبان) میں اتارا ہے سلہ

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

تاکہ تم لوگ عقل سے کام لو - جو کچھ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کو وحی کیا ہے اُسکے ذریعے سے ہم تم سے

بِمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖۗ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

یہ بہترین قصہ بیان کرتے ہیں سلہ - اور اگرچہ تو اُس سے پہلے بے خبروں میں

الْغٰفِلِیْنَ ﴿۳﴾ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ

سے تھا - (وہ وقت یاد کرو) جبکہ یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! میں نے گیارہ

عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴿۴﴾

ستاروں اور سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا ہے سلہ میں نے اُنھیں اپنی طرف سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

سلہ مختلفین :-

تفسیر صافی صد ۲۴۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ لایزالون مختلفین سے یہ مراد ہے کہ وہ دین میں ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے اور الامن رحم ربک سے مراد ہیں آلِ محمد اور ان کے پیروکار اور یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ولذٰلک خلقھم اس سے بھی اہلِ رحمت مراد ہیں جو بوجہ رحمتِ خدا اختلاف کرنے والوں سے علیحدہ کئے گئے جو دین میں اختلاف نہ کریں گے۔

(حاشیہ صفحہ هذا)

ع ۱۴ ۱۰ ۱۰

سلہ قرآناً عربیاً :-

تفسیر صافی صد ۲۴۳ پر بحوالہ الخصال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عربی سیکھو، کیونکہ یہ وہ زبان ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے باتیں کیں۔

سلہ احسن القصص :-

تفسیر صافی صد ۲۴۳ پر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو سب سے اچھا قصہ اس لیے فرمایا ہے کہ اس میں بہت سی عجیب اور حکمت اور عبرت کی باتیں صحیح واقعات کے ساتھ عمدہ پیرایہ میں بہت خوبی سے بیان کی گئی ہیں۔

سلہ اِنّی رایت :-

تفسیر صافی صد ۲۴۳ پر بحوالہ الخصال حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی آیا جس کا نام بشان تھا اور اس نے کہا کہ اے محمدؐ مجھے ان ستاروں سے خبر دیجئے جو حضرت یوسفؑ نے دیکھے تھے کہ وہ ان کو سجدہ کر رہے ہیں ان کے نام کیا کیا ہیں۔ آنحضرت صلعم نے اس دن یہودی کو کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور آنحضرت صلعم کو ان کے ناموں سے اطلاع دی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشان کی طرف کسی کو بھیج کر بلایا جب وہ آگیا تو فرمایا کہ اگر میں ان ستاروں کے نام بتادوں تو کیا تو اسلام میں داخل ہوجائے گا؟ اس نے کہا ضرور۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نام بتلائے (۱) حوبان (۲) طارق (۳) زبال (۴) ذوالکتفین، (۵) قابس (۶) والثاب (۷) عمودان (۸) قیلق، (۹) مصبح (۱۰) صدوج (۱۱) ذوالقروع (۱۲) ضیا (۱۳) نور۔ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان سے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور جب یہ قصہ حضرت یعقوبؑ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ امر پراگندہ پر دلالت کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ بعد میں جمع کر دیگا۔ بشان نے آنحضرت صلعم سے یہ سُن کر کہا کہ واللہ ان کے یہی نام تھے اور مسلمان ہوگیا۔

تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں حضرت جابرؓ سے یہی روایت منقول ہے آگے اتنا زیادہ ہے کہ ضیاؔ سے مراد شمس ہے اور نورؔ سے مراد قمر اور یہ بھی کہا ہے کہ ان ستاروں میں سے ہر ایک آسمان پر محیط ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس خواب کی تعبیر یہ منقول ہے کہ حضرت یوسفؑ عنقریب مصر کے مالک ہوجائیں گے اور ان کے ماں باپ اور ان کے بھائی ان کے پاس آئیں گے۔ شمس سے مراد ان کی والدہ راحیل، اور قمر سے مراد ان کے والد یعقوب علیہ السلام اور گیارہ ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی۔ چنانچہ جب یہ لوگ گئے اور حضرت

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ

اُس نے کہا اے میرے بیٹے ! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا ، ورنہ وُہ تجھ سے کوئی چال

كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝٥ وَكَذٰلِكَ

چلیں گے ۔ یقیناً شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے ۔ اور اسی طرح تمہارا

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ

پروردگار تمھیں منتخب کرلے گا ، اور تمھیں خوابوں کی تعبیر تعلیم کرے گا ۔ اور تم پر

نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ

اور آل یعقوب پر اسی طرح اپنی نعمت پوری کرے گا جس طرح کہ وُہ پہلے تمھارے پردادا اور دادا ابراہیم

مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٦ لَقَدْ

اور اسحاق پر کرچکا ہے ۔ بیشک تمھارا پروردگار سب کچھ جاننے والا بہت حکمت والا ہے ۔ یقیناً

ع ٦ ١١

كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝٧ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ

یوسف اور اُسکے بھائیوں میں سوال کرنیوالوں کیلئے بہت نشانیاں ہیں لہ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ انھوں نے کہا کہ

وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ

یقیناً یوسف اور اُسکا بھائی (حقیقی) ہماری نسبت ہمارے باپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں ۔ حالانکہ ہم پوری جماعت ہیں ۔ یقیناً ہمارا باپ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝٨ ۚ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ

(یوسف کی محبت میں) اُسی طرح گم ہے لہ یوسف کو قتل کردو ، یا اُسے کسی اور زمین میں پھینک دو ۔ تمھارے باپ کی

وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝٩ قَالَ

توجہ تمھاری طرف ہوجائیگی ۔ اور اس کے بعد تم نیک لوگ بن جاؤ ۔ اُن میں سے ایک

قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

کہنے والے نے کہا سه تم یوسف کو قتل نہ کرو ، اور اُسے کنوئیں کی گہرائی میں ڈال دو ،

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝١٠ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

کہ اُسے کوئی راہ گیر اُٹھالے جائے ، اگر تم کچھ کرنے ہی والے ہو ۔ وُہ بولے اے ہمارے باپ

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝١١ اَرْسِلْهُ

تمھیں کیا ہے کہ تو ہمیں یوسف کے بارے میں امین نہیں بناتا ہے ۔ حالانکہ ہم اُس کے خیر خواہ ہیں ۔ تو کل صبح اُسے

لہ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ :-
تفسیر صافی صفحہ ٢٤٤ پر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں خداوند تعالےٰ کی قدرت و حکمت کی دلیلیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتیں موجود ہیں چنانچہ الجوامع میں ہے کہ یہودیوں نے مشرکوں کے سرداروں سے یہ کہہ دیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پوچھو کہ آلِ یعقوبؑ شام سے مصر کیوں منتقل کئے گئے اور یوسف علیہ السلام کا یہ کیا قصہ ہے آنحضرت صلعم نے باوجودیکہ نہ کبھی یہ قصہ سُنا تھا اور نہ کوئی کتاب پڑھی تھی مگر وحی خدا کے بموجب ان کو اصل قصہ سُنا دیا ۔

٢ه ضلال :-
اس کی تشریح سابقاً صفحہ ٢٧٣ زیر حاشیہ ٣ ضلّ عنھم کے تحت کردی گئی ہے وہاں سے دیکھ لی جائے ۔ یہاں ضلال رشد و ہدایت کی ضد نہیں یعنی گمراہ مراد نہیں بلکہ محبت میں گم ہو جانا ہے ۔

٣ه قائل منھم :-
تفسیر صافی صفحہ ٢٤٤ پر بحوالہ تفسیر قمی امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ کہنے والا لاوی تھا ۔

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (١٢) قَالَ اِنِّيْ

ہمارے ساتھ بھیج کہ کھائے پیئے اور کھیلے کودے ، اور یقیناً ہم اُس کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ اُس نے کہا بیشک مجھے

لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ

یہ بات رنج میں ڈالتی ہے کہ تم اُسے لے جاؤ، اور اس بات کا بھی خوف ہے کہ اُسے بھیڑیا کھا جائے ؁۱ اور تم

اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (١٣) قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ

اُس سے بے خبر رہو۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر اُسے بھیڑیا کھا گیا ، حالانکہ ہم پوری جماعت ہیں،

اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (١٤) فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ

تب تو یقیناً ہم نقصان اُٹھانیوالے ہونگے۔ پس جب وہ اُسے ساتھ لے گئے ؁۲ اور اُنھوں نے اجماع کر لیا کہ اُسے

فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ

کنوئیں کی گہرائی میں ڈال دیں ؁۳ اور ہم نے اُس کی طرف وحی کی کہ (ایک وقت) تو اُنھیں یہ بات جتلائے گا ،

هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (١٥) وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ (١٦)

اور وہ یہ جانتے بھی نہ ہوں گے۔ اور وہ رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے ۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ

کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم تو آپس میں دوڑ لگانے گئے ۔ اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس

مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

چھوڑا ۔ پس اُسے بھیڑیا کھا گیا ۔ اور اگر ہم سچے ہی ہوں تو بھی تم ہماری بات کا یقین کرنیوالے

صٰدِقِيْنَ (١٧) وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ

نہیں ہو۔ اور وہ اُس کے کرتے پر جھوٹا خون بھی لگا لائے ؁۴ اُس نے کہا (ایسا نہیں) بلکہ

سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی اچھا ہے ؁۵ اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اُس

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (١٨) وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى

پر تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اور (اس جگہ) راہگیر (قافلہ کے لوگ) آگئے تو اُنھوں نے اپنا پانی لانیوالا بھیجا۔ پس اُس

دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ

نے اپنا ڈول ڈالا۔ (تو) کہنے لگا خوشخبری ہو یہ تو ایک لڑکا ہے ۔ اور اُنھوں نے اُسے پونجی کے طور پر چھپا رکھا۔ اور جو کچھ

؁۱ یاکلہ الذئب :

تفسیر صافی ص۲۴۴ پر ہے کہ یہ اس لیے کہا گیا تھا کیونکہ اس سرزمین میں بھیڑیئے بہت زیادہ تھے ۔

؁۲ فلمّا ذھبوا بہٖ :

تفسیر صافی ص۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے بھائی انہیں گھر سے لے کر چلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے پیچھے تیز قدم گئے اور راستہ میں ان کو جا لیا اور یوسف علیہ السلام کو ان کے ہاتھ سے لے کر گلے لگایا اور خوب پیار کیا اور خوب روئے ۔ پھر بھائیوں کو دے دیا ۔ اُدھر ان کا گھر کی طرف رُخ کرنا تھا کہ یہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر خوب زور سے بھاگے کہ کہیں حضرت یعقوب علیہ السلام پھر نہ آلیں اور پھر ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار نہ کر دیں ۔

؁۳ الجبّ :-

جبّ وُہ گہرا کنواں جس کی کوٹھی تعمیر نہ کی گئی ہو ۔ اسم ہے (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص۲۳۴) ۔

؁۴ بدمٍ کذب :

تفسیر صافی ص۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کی قمیص پر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے بھائی جھوٹے خون سے بھرا ہوا کرتہ لائے تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا یا اللہ ! بھیڑیا کیسا مہربان تھا کہ اس نے خون تو چھڑک دیا لیکن کرتہ نہیں پھاڑا اور قمی میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ کے سامنے وہ کرتا لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بھیڑیا یوسفؑ پر ایسا غضبناک تھا کہ اس کو کھا گیا اور کرتے پر ایسا مہربان تھا کہ اس کو پھاڑا تک نہیں ۔

؁۵ فصبرٌ جمیل :-

تفسیر صافی ص۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حدیث نبوی صلعم میں ہے کہ صبر جمیل وُہ ہے کہ جس میں مخلوق سے کوئی شکایت نہ کی جائے ۔

عَلِيمٌۢ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَٰهِمَ

وہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ اُسے خوب جانتا تھا۔ اور انھوں نے (یوسفؑ کے بھائیوں نے جو خبر پاکر آ پہنچے) (سلہ) اس یوسف

مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا۟ فِيهِ مِنَ ٱلزَّٰهِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ ٱلَّذِى

کو گنتی کے چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا۔ اور وہ اس (یوسف) کے بارے میں بے رغبت تھے۔ اور مصر کے جس شخص نے

ٱشْتَرَىٰهُ مِن مِّصْرَ لِٱمْرَأَتِهِۦٓ أَكْرِمِى مَثْوَىٰهُ عَسَىٰٓ أَن

اُسے خریدا اُس نے اپنی عورت کو کہا: کہ اسے عزت سے رکھ۔ توقع ہے کہ یہ ہمیں

يَنفَعَنَآ أَوْ نَتَّخِذَهُۥ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِى

فائدہ پہنچائے، یا ہم اُسے بیٹا ہی بنالیں۔ اور اس طرح ہم نے یوسف کو (مصر کی) زمین میں جگہ

ٱلْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُۥ مِن تَأْوِيلِ ٱلْأَحَادِيثِ ۚ وَٱللَّهُ غَالِبٌ

دے دی۔ اور تاکہ ہم اُسے خوابوں کی تعبیر سکھادیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے

عَلَىٰٓ أَمْرِهِۦ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ

امر پر غالب ہے۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اور جب وہ اپنی پوری جوانی

أَشُدَّهُۥٓ ءَاتَيْنَٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾

کو پہنچا، ہم نے اُسے حکم اور علم عطا کیا۔ اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَرَٰوَدَتْهُ ٱلَّتِى هُوَ فِى بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِۦ وَغَلَّقَتِ ٱلْأَبْوَٰبَ

اور جس عورت کے گھر میں یوسف تھا اُس نے خود اُس (یوسف) سے اسکی مرضی کے خلاف خواہش کی اور سب دروازے بند

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِ ۖ إِنَّهُۥ رَبِّىٓ أَحْسَنَ مَثْوَاىَ ۖ

کر دیئے اور کہنے لگی لو آؤ جلدی کرو۔ اس (یوسف) نے کہا خدا کی پناہ یقیناً وہ میرا پالنے والا ہے اُس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے

إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِۦ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ

بیشک ظالم فلاح نہیں پایا کرتے۔ اور یقیناً اس (زلیخا) نے اس (یوسف) سے ارادہ کر ہی لیا تھا (سلہ) اور وہ (یوسف)

أَن رَّءَا بُرْهَٰنَ رَبِّهِۦ ۚ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ ٱلسُّوٓءَ وَٱلْفَحْشَآءَ ۚ

بھی ارادہ کر لیتا اگر اس نے اپنے پروردگار کی واضح دلیل نہ دیکھی ہوتی۔ یہ اسلئے تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو ہٹائے رکھیں

إِنَّهُۥ مِنْ عِبَادِنَا ٱلْمُخْلَصِينَ ﴿٢٤﴾ وَٱسْتَبَقَا ٱلْبَابَ وَقَدَّتْ

یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔ اور وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے گئے۔ اور اُس (زلیخا) نے اسکا

ع ۲ ۱۴ ۱۳

(سلہ) بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ :-
تفسیر صافی صـ۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ قیمت صرف بیس درہم تھے اور علل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ صبح ہوئی تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ صلاح کی کہ چلو چلیں یوسف کا حال معلوم کریں کیا مر گیا یا جیتا ہے۔ وہاں پہنچے تو کنوئیں کے پاس ایک قافلہ کو پایا۔ قافلہ کے سقّے نے ڈول کھینچا تو اس کے ساتھ ایک لڑکا نکلا اس نے خوش ہوکر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ تو ایک لڑکا ہے۔ ابھی لڑکے کو نکالا ہی تھا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی آ پہنچے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے۔ کل بھاگا تھا اور اس کنوئیں میں گر گیا تھا۔ آج ہم ابھی اسی لیئے آئے ہیں کہ اس کو نکالیں۔ غرض انہوں نے یوسفؑ کو چھین لیا اور علیحدہ لے جاکر کہا کہ یا تو تم ہماری غلامی کا اقرار کرو کہ ہم تجھے قافلہ والوں میں سے کسی کے ہاتھ بیچ دیں۔ ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے یوسفؑ نے کہا کہ مجھے تم قتل نہ کرو اور جو جی چاہے کرو تو وہ انہیں قافلہ والوں کے پاس لائے اور کہا کہ ہم اسے بیچتے ہیں جس کا جی چاہے خریدے۔ ایک شخص نے انہیں بیسؔ درہم میں خرید لیا۔ اور نعمات قرآنی نعمانی میں لفظ بخس کے لغوی معنی یوں لکھے ہیں:
بخس :- ناقص ظلم سے کسی شئے کو گھٹا دینے اور کم کر دینے کا نام بخس ہے۔ بعض نے یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل یا خس کے لیا اور بعض نے بمعنی اسم مفعول یعنی مبخوس کے پہلی صورت میں ناقص کے معنی ہونگے اور دوسری صورت میں منقوص کے یعنی جسے قصداً گھٹا دیا جائے۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۴۴) ٭

(سلہ) وَهَمَّ بِهَا :-
تفسیر صافی صـ۲۴۶ پر بحوالہ عیون اخبار الرضاؑ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ مامون رشید نے آپؑ سے عصمت انبیاء کے بارے میں پوچھا اور همت بہٖ وھم بھا کی تفسیر چاہی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر یوسف علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی برہان نہ دیکھی ہوتی تو وہ بھی اسی طرح ارادہ کر لیتے جس طرح زلیخا نے کیا تھا۔ لیکن حضرت یوسفؑ معصوم تھے اور معصوم کبھی گناہ کا ارادہ نہیں کرتا نہ ہی گناہ اس کے قریب پھٹکتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی کہ زلیخا نے تو ارادہ کر لیا لیکن حضرت یوسفؑ نے ارادہ کیا کہ وہ یہ فعل نہ کریں گے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ زلیخا نے تو گناہ کا ارادہ کر لیا لیکن حضرت یوسفؑ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اگر وہ اسے اس گناہ کے لیے مجبور کرتی پس اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے ذمہ سے قتل اور گناہ دونوں پھیر دیئے۔ صاحب تفسیر صافی نے حضرت یوسفؑ کی عصمت کے ثبوت میں ایک بلسوط اور مدلل تقریر کی ہے جو ذیل میں درج ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے جن جن کا تعلق ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) حضرت یوسفؑ (۲) زلیخا (۳) شوہر زلیخا (۴) شہر مصر کی عورتیں (۵) گواہ جنہوں نے گواہی دی (۶) اللہ تعالیٰ (۷) ابلیس۔ ان سب نے حضرت یوسفؑ کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ پس کسی مسلمان کے لیے مقام نہیں کہ اس بارے میں ذرا بھی توقف کرے چنانچہ حضرت یوسفؑ کے یہ بیان موجود ہیں ھی راودتنی عن نفسی (یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اس عورت نے خود مجھے مائل کرنا چاہا) رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ (پروردگار! جس کام کی طرف یہ عورتیں

(باقی حاشیہ بر صفحہ نمبر ۳۰۸)

قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا

کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا - اور دونوں نے اس (زلیخا) کے خاوند کو دروازے پر پایا (تب) اُس (زلیخا) نے کہا جو تیرے

جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ

اہل (بیوی) اسے بدکاری کا ارادہ کرے اُس کی سزا اسکے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ وُہ قید کیا جائے یا دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

دیا جائے ۔ اس (یوسف) نے کہا کہ اس عورت (زلیخا) نے (میری مرضی کے خلاف) مجھ سے خواہش کی - اور اُسکے خاندان میں

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ

سے ایک گواہ نے گواہی دی - کہ اگر اس (یوسف) کا کرتہ آگے سے پھٹا ہُوا ہو ۔ تو وُہ (زلیخا) سچی ہے ۔

وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

اور وُہ (یوسف) جھوٹوں میں سے ہے ۔ اور اگر اس (یوسف) کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہُوا ہو ۔ تو وُہ

فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ

(زلیخا) جھوٹی ہے ۔ اور وُہ (یوسف) سچوں میں سے ہے ۔ پس جب انھوں نے دیکھا کہ اُس (یوسف) کا کرتہ پیچھے

مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾

سے پھٹا ہُوا ہے تو (عزیز نے زلیخا سے) کہا یقیناً یہ تمہارے چلتروں میں سے ہے ۔ بیشک تم عورتوں کا چلتر بہت بڑا ہے ۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ سکتہ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ ج

یوسف تُو اس بات سے درگذر کر ۔ اور (زلیخا) تُو اپنے گناہ کی مغفرت مانگ ۔

اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ ع وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ

بیشک تو ہی خطاکاروں میں سے ہے ۔ اور شہر کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے جوان مرد غلام

الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا

(یوسف) کو اُسکی مرضی کے خلاف پھسلاتی ہے ۔ یقیناً اُسکی محبت اسکے دل میں بیٹھ گئی ہے ؂ بیشک ہم تو اس (زلیخا)

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ

کو صریح خطا پر پاتی ہیں ۔ پس جب اس (زلیخا) نے اُن کی چال سُنی تو اُن کو بلا بھیجا

وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا

اور اُن کیلئے ایک مسند تیار کی ۔ اور اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھُری دے دی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

مجھے بلاتی ہیں اس کی بہ نسبت مجھے قید زیادہ پسند ہے ۔

اور زلیخا کے یہ قول موجود ہیں ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم (میں نے خود اسے پھسلانا چاہا لیکن وُہ معصوم ثابت ہوا) انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصّٰدقین (میں نے اس کو پھسلانا چاہا تھا اور وُہ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے)

زلیخا کے شوہر کا یہ قول ہے انہ من کیدکن ط ان کیدکن عظیم (بیشک یہ تم عورتوں کا چلتر ہے اور تمہارا چلتر بڑا چلتر ہے) شہر کی عورتوں کا یہ قول موجود ہے امرات العزیز تراودفتٰھا عن نفسہ قد شغفھا حبًّا انا لنرٰھا فی ضلل مبین (عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے وہ اس کی محبت میں چور ہوگئی ہے ہم تو اسے کھلی فریفتگی میں پاتے ہیں) نیز ان کا یہ قول ہے حاش للہ ما علمنا علیہ من سوء (حاشاللہ ہم نے اس میں کوئی بدی نہیں پائی) اب رہے گواہ ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شھد شاھد من اھلھا الخ (اسی عورت کے کنبہ میں سے ایک نے گواہی دی) اب رہی اللہ تعالیٰ کی شہادت وُہ فرماتا ہے کذٰلک لنصرف عنہ السوٓء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین ٥ رہا ابلیس کا اقرار تو اس کا یہ قول موجود ہے فبعزتک لاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین ٥ (قسم ہے تیری عزت کی میں سب کو بہکاؤنگا سوائے ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں) لہٰذا ابلیس کا اقرار موجود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو نہیں بہکا سکتا اور اللہ تعالےٰ حضرت یوسفؑ کے بارے میں فرماتا ہے انہ من عبادنا المخلصین ٥ پس ابلیس کے اقرار سے ثابت ہوا کہ اس نے حضرت یوسفؑ کو نہیں بہکایا ۞

ع ٩ / ١٢

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

؂ قد شغفھا حُبًّا ۔

تفسیر صافی صـ ٢٤٧ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی محبت نے زلیخا کے دل کا شغاف پھاڑ ڈالا تھا ۔ اور وُہ اندر تک اثر کر گیا تھا ۔

شغاف دِل کا ایک پردہ ہوتا ہے ۞

وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

اور (یوسف سے) کہا ان عورتوں کے سامنے آجا۔ پس جب ان (عورتوں) نے اس (یوسف) کو دیکھا تو اسکو بہت بڑا سمجھا

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۳۱

اور انھوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اور کہا پاکی ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے یہ شخص آدمی نہیں ہے۔ یہ تو سوائے بزرگ فرشتہ کے

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ

اور کچھ نہیں سلہ زلیخا نے کہا پس یہی تو ہے جسکے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ حالانکہ میں نے خود اسے اسکی مرضی کے

نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ

خلاف پھسلانا چاہا ملہ گروہ معصوم ثابت ہوا۔ اور اگر اس نے وہ فعل نہ کیا جسکا میں اسے حکم دیتی ہوں تو یہ ضرور قید کیا جائیگا

وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۳۲ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ

اور ذلیل بھی ہو جائے گا۔ اس (یوسف) نے کہا اے میرے پروردگار مجھے قید سلہ اس چیز کی نسبت جسکی

مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ

طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں زیادہ پیاری ہے۔ اور اگر تو ان کا چلتر مجھ سے نہ ہٹائے رکھیگا تو ممکن ہے کہ میں انکی

اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۳۳ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ

طرف مائل ہو جاؤں۔ اور بےخبروں میں شمار ہو جاؤں۔ پس اسکے پروردگار نے اسکی دعا قبول فرمائی

فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۳۴ ثُمَّ

اور ان عورتوں کا چلتر اس سے دور کر دیا۔ یقیناً وہ سب کچھ سننے والا بہت کچھ جاننے والا ہے۔ پھر بعد اسکے

بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۳۵

کہ انھوں نے (یوسف کے پاکباز ہونے کی) نشانیاں دیکھ لیں۔ ان کیلئے یہی ظاہر ہوا کہ اسے ایک مدت تک قید رکھیں۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ

اور اسکے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے۔ ان دو میں سے ایک نے کہا کہ میں (خواب میں) اپنے تئیں

اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ

شراب نچوڑتے دیکھتا ہوں۔ اور دوسرے نے کہا کہ میں (خواب میں) اپنے تئیں یہ دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹیاں

خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

اٹھائے ہوئے ہوں۔ اس میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ ہمیں اسکی تعبیر بتا سلہ یقیناً ہم تمھیں نیکوکاروں میں سے

سلہ ملك کریم:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۴۷ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بشری جمال سے فائق ہے اور ان کا کمال انسانی کمال سے زیادہ اور اس پر عصمت کا کمال جو ملکوتی خاصہ ہے وہ بھی حاصل ہے ۔

سلہ راودته عن نفسه:-

تفسیر صافی ص۲۴۷ پر ہے کہ یہ زلیخا کا اقرار حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے جو آپ کے معصوم ہونے کی دلیل ہے ۔

سلہ السجن:-

تفسیر صافی ص۲۴۷ پر بحوالہ کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں تھے تو جبرئیل امین آئے اور کہا کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ پڑھ لیا کریں ۔

اللهم اجعل لی فرجا و مخرجا وارزقنی من حیث احتسب ومن حیث لا احتسب

(یا اللہ میرے لیے کشائش اور اس بلا سے نکلنے کا راستہ قرار دے اور رزق وہاں سے بھی پہنچا جہاں سے میرا گمان ہے اور وہاں سے بھی جہاں سے میرا گمان نہیں ہے ۔

سلہ نبئنا بتاویله:-

تفسیر صافی ص۲۴۸ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں قید کا حکم دیا تو اللہ تعالےٰ نے ان کو خواب کی تعبیر کا علم بذریعہ الہام کے بتا دیا۔ پس قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے تھے اور یہ دونوں جوان اسی دن قید خانہ میں بھیجے گئے تھے جس دن خود حضرت یوسف علیہ السلام داخل کیے گئے تھے۔ رات تو انہوں نے گذاری اور صبح کو ان دونوں نے آکر عرض کی کہ ہم نے ایک ایک خواب دیکھا ہے تعبیر بیان کیجئے۔ فرمایا کہ کیا دیکھا ہے۔ اس پر ان دونوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا جو اس آیت میں ہے ۔

ع ٦

الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا

دیکھتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ جو کھانا تمھیں دیا جاتا ہے وہ تمھارے پاس آنے بھی نہ پائے گا کہ اُسکے تمھارے پاس

بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي

آنے سے قبل میں تم دونوں کو اُسکی تعبیر بتادوں گا ؎۱ یہ اُن باتوں میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے تعلیم کی ہیں۔

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

بیشک میں نے اُس قوم کو چھوڑ دیا ہُوا ہے جو خدا پر ایمان نہیں لاتے ہیں، اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر

كَافِرُونَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

ہیں۔ اور میں نے اپنے آباؤ اجداد (پرداد - دادا - باپ) ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کی ملت کی پیروی کی ہوئی ہے

مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک قرار دیں۔ یہ ہم پر اور لوگوں پر

عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۳۸﴾

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ

اے میرے قید خانہ کے دو ساتھیو! کیا الگ الگ پروردگار بہتر ہیں، یا خدائے واحد جو سب پر

الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا

غالب ہے۔ اُس کے سوا جسکو بھی تم پوجتے ہو وہ کچھ نہیں۔ مگر چند نام ہیں جنھیں تم نے خود اور

أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ

تمھارے باپ دادوں نے رکھ لیا ہُوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے متعلق کوئی حجت نہیں اتاری۔ حکم تو بس اللہ تعالیٰ

إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ

ہی کا ہے۔ اُس نے حکم دیا ہے کہ تم اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے۔ اور

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اے میرے قید خانہ کے دو ساتھیو! رہا

أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ

تم دونوں میں سے ایک، پس وہ اپنے مالک کو شراب پلائے گا ؎۲ اور رہا دوسرا ؎۳ پس وہ پھانسی دیا جائے گا۔ پھر پرندے

؎۱ قبل ان یاتیکما:-
تفسیر صافی صد ۲۴۸ پر ہے کہ حضرت یوسفؑ نے چاہا کہ ان کے سوال کا جواب دینے سے قبل انہیں توحید کی طرف دعوت دیں اور انہیں ہدایت کے راستہ کی طرف رہنمائی کریں جیسا کہ انبیاءؑ اور ان کے اوصیاء کا طریقہ ہے کہ وہ ہدایت اور نیکی کی طرف پہلے دعوت دیتے ہیں اور معجزہ دکھانے سے پہلے وہ خدا کے اس کام کو سرانجام دیتے ہیں۔

؎۲ فیسقی ربّہ:-
تفسیر صافی صد ۲۴۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پہلے شخص سے فرمایا کہ تو عنقریب قید خانہ سے نکلے گا۔ اور جس عہدے پر تو تھا یعنی داروغہ آبدار خانہ، اسی عہدہ پر چلا جائے گا۔ اور بادشاہ کی نظروں میں تیری وقعت بڑھ جائے گی۔

؎۳ واما الاخر:-
تفسیر صافی صد ۲۴۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس دوسرے قیدی نے خواب نہیں دیکھا تھا محض جھوٹ بولا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہ تیرے قتل کا حکم دے گا۔ تجھے صلیب دی جائے گی اور پرندے تیرا مغز کھا جائیں گے یہ تعبیر سن کر اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: قضی الامر الذی فیہ تستفتین اب خواہ تم نے سچ کہا ہو یا جھوٹ میں نے جو کچھ کہہ دیا وہ ٹلنے والا نہیں۔

الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ﴿۴۱﴾ وَ
اُسکے سر میں سے (نوچ نوچ کر) کھائیں گے۔ وُہ معاملہ جسکے بارے میں تم دریافت کرتے تھے طے کر دیا گیا۔ اور
قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ
اُس نے ان دونوں میں سے جس شخص کے متعلق یہ یقین تھا کہ وُہ نجات پانیوالا ہے لہ کہا کہ اپنے مالک سے میرا ذکر کیجیو۔
فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ
پس شیطان نے اُسے اپنے مالک کے سامنے یہ ذکر کرنا بُھلا دیا۔ پھر یوسف کئی سال قید خانہ میں پڑا رہا۔
سِنِيْنَ ؕ﴿۴۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ
اور بادشاہ (مصر) نے کہا میں نے (خواب میں) سات موٹی تازی گائیں دیکھیں، جن کو
يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ
سات دُبلی پتلی گائیں کھائے جاتی ہیں۔ اور سات ہری بھری بالیاں دیکھیں۔ اور دُوسری (سات) خشک۔
يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا
اے میرے سردارو! اگر تم خواب کی تعبیر بتلا سکتے ہو تو میرے اس خواب کی تعبیر
تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ
بتاؤ۔ وہ بولے یہ پریشان خواب ہیں سلہ اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کے
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ
جاننے والے نہیں ہیں۔ اور اُن دو (قیدیوں) میں سے جو نجات پا گیا کہنے لگا، اور ایک مدت کے بعد
بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ
اُسے (یوسف) یاد آگیا سلہ کہ میں تمھیں اسکی تعبیر بتاتا ہوں۔ پس مجھے (قید خانہ) بھیجدو (چنانچہ وہ گیا اور کہا) یوسف اے
اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ
بڑے سچے! ہمیں اس کی تعبیر دیجئے کہ سات موٹی تازی گایوں کو سات دُبلی پتلی
سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ
گائیں کھا گئیں۔ اور سات ہری بھری بالیاں، اور دُوسری (سات) سوکھی ہوئی تاکہ میں
اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ
لوگوں کی طرف واپس جاؤں۔ تاکہ وُہ جان لیں (کہ تم خواب کی تعبیر کے عالم ہو)۔ یوسف نے کہا تم سات سال لگا تار کھیتی

ع ۵ ۷ ۱۵

لہ اذکرنی:۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ میری یہ تعلیم اور دعوت یاد رکھو اور اپنے آقا سے بعنوانِ مناسب اس کا تذکرہ کر دیجیو۔ ممکن ہے کہ یہ پیغام حق کام کر جائے عام طور پر اس کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی رہائی کے لیے کہا تھا یعنی اپنے آقا سے میری سفارش کیجیو۔ لیکن جس محل میں یہ بات کہی گئی ہے اس سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ قیدیوں سے جو بھی ان کی گفتگو ہوئی ہے یا تو تعبیر کے بارے میں یا دینِ حق کے بارے میں ہے۔ اس کا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ انہوں نے اپنی قیدِ محن کا ذکر کیا ہو یعنی قیدِ محن کے مصائب کا۔

سلہ اضغاث احلام:۔
تفسیر صافی ص۲۴۹ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو مومن کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری۔ دوسرے شیطان کی طرف سے ڈراوا اور تیسرے اضغاث احلام: المترجم:۔ احلام کے معنے خواب عقیلیں حلمؔ کی جمع بھی ہے۔ اور حلمؔ کی بھی جس کے معنے خوابوں کے ہیں اور حِلمؔ کی بھی جس کے معنی بردباری کے ہیں اور چونکہ بردباری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے حِلمؔ کے معنے عقل کے بھی لے لیتے ہیں گویا مسبب بول کر سبب مُراد لیتے ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص۳۸)

سلہ بعد امةٍ:۔
تفسیر صافی ص۲۴۹ پر بحوالہ تفسیر قمی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں بعد امةٍ کے معنے ہیں:۔ بَعْدَ وَقْتٍ ۔

سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا

کرتے رہو گے۔ پس جو کچھ تم کاٹو تو سوائے اس تھوڑے سے غلہ کے جسے تم کھاؤ باقی سب کو بالیوں

مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

میں ہی چھوڑے رکھو۔ پھر اس کے بعد سات سال سخت آئیں گے، کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان (سات

يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾

سالوں) کیلئے جمع کر رکھا ہوگا سب کھا جائیں گے سوائے اس تھوڑے سے کے جسے تم (بیج وغیرہ کیلئے) محفوظ رکھو گے۔

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ

پھر اس کے بعد ایک سال (ایسا) آئے گا کہ اس میں لوگوں کیلئے خوب مینہ برسے گا۔ اور اس میں وہ (شراب)

يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ

نچوڑیں گے۔ اور بادشاہ (مصر) نے کہا کہ اس (یوسف) کو میرے پاس لاؤ۔ پس جب اس کے پاس

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

قاصد پہنچا۔ اُس نے کہا اپنے مالک کے پاس واپس چلا جا۔ پھر اس سے پوچھ کہ کیا حال ہے اُن عورتوں کا [1]

اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾

جنھوں نے (مجھے دیکھ کر) اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ یقیناً میرا پروردگار اُن کے چلتر سے خوب واقف ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ ۚ

(بادشاہ نے بلا کر) کہا۔ کیا حقیقت تھی تمھاری (اس بات کی) جبکہ تم نے یوسف کو اسکی مرضی کے خلاف پھسلانا چاہا تھا۔

قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ ۚ قَالَتِ

وہ بولیں پاکی ہے اللہ تعالیٰ کیلئے، ہمیں اُس کے ذمہ کوئی بُرائی معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز (مصر) کی بیوی

امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ

کہنے لگی اب حق ظاہر ہو گیا۔ میں نے اُسے اُسکی مرضی کے خلاف پھسلانا

نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥١﴾ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ

چاہا۔ اور یقیناً وہ سچوں میں سے ہے۔ (قاصد نے واپس جا کر جب واقعات یوسف کو بتلائے تو اُس نے کہا) میں نے

أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿٥٢﴾

تجھ سے یہ بات اسلئے کہی تھی تاکہ اس (بادشاہ) کو علم ہو جائے کہ میں نے پوشیدگی میں [2] اسکی خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کی چال نہیں چلنے دیتا۔

ع ۷ / ۱۶

[1] ما بال النسوة:۔
تفسیر صافی صفحہ ۲۴۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے حکم سے فوراً چلے آنے میں دیر کی اور یہ چاہا کہ شہر کی عورتوں سے سوال اور ان کے حال کی تفتیش ہو جائے تاکہ بادشاہ پر ان کی صفائی بھی ظاہر ہو جائے اور یہ بھی کھل جائے کہ ناحق قید کیے گئے اور انہوں نے عزیز مصر کی زوجہ کا خود ذکر نہ کیا۔ باوجودیکہ ان کی طرف سے ان کے حق میں اس قدر زیادتی ہو چکی تھی۔ اس کی دو وجہیں تھیں۔ ایک تو ذاتی کرم اور دوسرے محسن کے احسان کی رعایت

[2] بالغیب:۔
تفسیر صافی صفحہ ۲۴۹ پر ہے کہ یہ قول حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا ہوں۔ یقیناً نفس برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔ سوائے اسکے جس پر میرے

رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِهٖۤ

پروردگار نے رحم کیا ہو۔ بیشک میرا پروردگار بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنیوالا ہے۔ اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ

اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا

میں اسے اپنی ذات کیلئے خالص کر رکھوں۔ پھر جب اُس نے اس سے گفتگو کی تو اُس نے کہا یقیناً تو آج کے دن (سے)

مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ

ہمارے ہاں صاحب مرتبہ معتبر ہو گیا۔ (یوسفؑ نے) کہا، تم مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو۔ یقیناً

اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ

میں بہت حفاظت کرنیوالا (اور) بہت علم رکھنیوالا ہوں [1] اور اسطرح ہم نے یوسف کو (مصر کی) زمین میں قدرت دے دی۔

یَتَبَوَّاُ مِنۡهَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ

کہ اس میں جہاں جی چاہے وہاں رہے۔ ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت سے پہنچاتے ہیں۔

وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ

اور ہم نیکی کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے پرہیزگاری کی

اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَجَآءَ اِخۡوَةُ یُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَیۡهِ

اُن کیلئے آخرت کا اجر یقیناً بہتر ہے۔ اور یوسف کے بھائی آئے، پھر اس کے پاس گئے۔

فَعَرَفَهُمۡ وَهُمۡ لَهٗ مُنۡکِرُوۡنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ قَالَ

تو اُس نے انکو پہچان لیا حالانکہ وہ اُسکے ناشناس تھے [2] اور جب اس (یوسف) نے انکا سامان تیار کرا دیا تو کہا

ائۡتُوۡنِیۡ بِاَخٍ لَّکُمۡ مِّنۡ اَبِیۡکُمۡ ۚ اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّیۡۤ اُوۡفِی الۡکَیۡلَ

کہ میرے پاس اپنے بھائی کو بھی لاؤ [3] جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے (علاتی بھائی)، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا

وَاَنَا خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِیۡ بِهٖ فَلَا کَیۡلَ لَکُمۡ

ناپ دیتا ہوں۔ اور میں بہترین مہمان نواز ہوں۔ پس اگر تم اُسے لے کر میرے پاس نہ آئے تو تمہارے لئے میرے

عِنۡدِیۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

پاس کوئی (غلہ کا) ناپ نہ ہوگا اور نہ ہی تم میرے قریب آنا۔ وہ بولے، ہم اسکے بارے میں اسکے باپ کے ساتھ گفت و شنید کریں گے

[1] حفیظ علیم:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۵۰ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بوقت ضرورت انسان کو اپنی پاکیزگی اور صفائی بیان کرنا جائز ہے۔ کیا تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نہیں سنا اجعلنی علی خزائن الارض ۚ انی حفیظ علیم کہ تم مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو۔ یقیناً میں بہت ہی حفاظت کرنے والا اور بہت علم رکھنے والا ہوں۔ اور عبد صالح حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا تھا: و انا لکم ناصح امین ۰ یعنی اور میں تمہارا معتبر خیر خواہ ہوں۔

[2] لہٗ منکرون:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۵۰ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انھیں بوجہ اُن کی شاہانہ ہیبت و جلالت کے نہ پہچانا۔

[3] باخٍ لکم:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۵۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ باپ کی طرف سے تمہارے دو بھائی ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا کہ ان دونوں میں سے بڑے کو تو بھیڑیا کھا گیا تھا۔ اور چھوٹا ہمارے والد کے پاس ہے۔ وہ اس سے زیادہ مانوس ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ اب جو تم غلہ لینے آؤ گے تو اُسے ساتھ لیتے آنا۔

ع ۸ / ۷ / ۱

لَفٰعِلُوْنَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ

اور ہم ضرور (ایسا) کرنیوالے ہیں۔ اور اُس نے اپنے جوانوں (نوکروں) سے کہا کہ تم ان کی پونجی

رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

انکے پالانوں میں ہی رکھدو، تاکہ جب وہ اپنے کنبہ کی طرف واپس جائیں تو اُسے پہچان لیں، تاکہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا

پھر لوٹ آئیں۔ پس جب وہ اپنے باپ کے پاس لوٹ کر گئے، کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم سے ماپ روک

الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿٦٣﴾

لیا گیا ہے۔ پس تُو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج کہ ہم غلہ لائیں۔ اور یقیناً ہم اُسکی حفاظت کرنیوالے ہیں۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ

اُس نے کہا کیا میں اسکے متعلق تمھارا اسی طرح اعتبار کروں جیسا کہ میں نے اس سے قبل اُسکے بھائی کے متعلق تمھارا اعتبار

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا

کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ بہترین محافظ ہے [1] اور وہی سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ اور جب انھوں نے

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا

اپنا سامان کھولا تو انھوں نے پایا کہ اُن کی پونجی اُن کی طرف لوٹا دی گئی ہے۔ وہ کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم

نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ

کیا چاہتے ہیں، یہ رہی ہماری پونجی، (جو) ہماری طرف لوٹا دی گئی ہے۔ اور ہم اپنے کنبہ کیلئے خوراک لائیں گے۔ اور ہم اپنے

اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ

بھائی کی حفاظت کرینگے۔ اور ہم ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ) زیادہ لائیں گے، یہ غلہ تھوڑا ہے۔ اُس نے کہا میں ہرگز

اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ

اُسے تمھارے ساتھ نہیں بھیجوں گا، جبتک کہ تم خدا کی طرف سے میرے سامنے پختہ عہد نہ کروگے کہ تم اُسے ضرور میرے پاس

اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا

لے آؤ گے سوائے اسکے کہ تم گھیر لئے جاؤ۔ پس جب انھوں نے اُسے اپنا پختہ عہد دے دیا تو اُس نے کہا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں

نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ

اُس پر اللہ تعالیٰ ضامن ہے۔ اور اُس نے کہا اے میرے بیٹو! تم سب (شہر میں) ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا۔

[1] خیرٌ حافظاً:- تفسیر صافی ص۲۵۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تُو نے مجھ پر بھروسہ کر لیا۔ اب مَیں دونوں کو تمھارے پاس واپس کردوں گا۔

وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ

اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا ۵۱ اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آئی ہوئی) کسی چیز کو

مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تم پر سے ٹالنے کے کام نہیں آسکتا ہوں ۵۲ حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا ہے۔ اور بھروسہ کرنے والوں کو

الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ

اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور جب وُہ اُسی طرح (شہر میں) داخل ہوئے جسطرح کہ اُنکے باپ نے اُنھیں حکم دیا تھا وُہ

يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ

اللہ تعالیٰ کی طرف (آئی ہوئی) کسی چیز کو اُن سے ٹالنے کے کام نہیں آسکتا تھا مگر یعقوبؑ کے جی میں ایک خواہش تھی جسے اس

قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

نے پورا کیا۔ اور یقیناً وُہ علم والا تھا۔ اس لئے کہ ہم نے اسے علم دیا تھا۔ لیکن بہت لوگ نہیں

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ ۖ قَالَ

جانتے ہیں۔ اور جب وُہ یوسف کے پاس پہنچے تو اُس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی ۵۳ (اور)

ع ۱۱ ۸ ۳

إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا

کہا یقیناً میں تمھارا (سگا) بھائی ہوں۔ پس جو کچھ وُہ کرتے رہے تھے، تو اس پر غم نہ کھا۔ پھر جب اُس نے

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ

اُن کا سامان تیار کرا دیا، اُس نے پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی (بنیامین) کے پالان میں رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے

مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ

نے پکارا، اے قافلہ والو! یقیناً تم لوگ چور ہو ۵۴ وہ (قافلہ والے) سامنے ہو کر بولے،

مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ

تم نے کیا گم کیا ہے۔ وُہ بولے ہم بادشاہ کا (پینے کا) پیمانہ کھو بیٹھے ہیں ۵۵ اور جو اُسے لائے گا

بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا

اُسے ایک اُونٹ کا بوجھ (غلّہ) ملے گا اور میں اُسکا ضامن ہوں۔ اُنھوں نے کہا خدا کی قسم! یقیناً تم نے جان لیا ہے

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا فَمَا

کہ ہم (یہاں) اسلئے نہیں آئے کہ زمین میں فساد کریں، اور نہ ہی ہم چور ہیں۔ اُنھوں نے کہا، اگر تم

۵۱ ابواب متفرقۃ :-

تفسیر صافی ص۲۵۱ پر لکھا ہے کہ یہ سب بھائی بہت خوبصورت بہت وجیہہ اور بڑے جوان تھے اور تمام ملک مصر میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ بادشاہ اُنکے ساتھ خصوصی سلوک سے پیش آیا ہے۔ اور اُنھیں تقرب حاصل ہُوا ہے۔ اسلئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ خیال گزرا کہ کہیں ان کو نظر نہ لگ جائے۔

۵۲ ما اغنی :-

تفسیر صافی ص۲۵۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کوئی چیز تمھیں فائدہ نہیں دے سکتی۔ اور تمھارا علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا خدا کی طرف سے آئی ہوئی مصیبت کو ٹال نہیں سکتا۔ کیونکہ تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی۔

۵۳ اٰوٰی الیہ اخاہ :-

تفسیر صافی ص۲۵۱، ۲۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب سب بھائی گھر سے چلے اور اُن کے ساتھ بنیامین بھی چلا۔ تو وُہ نہ تو اُن کے ساتھ کھاتا تھا، نہ بیٹھتا تھا اور نہ ہی کلام کرتا تھا۔ جب وُہ مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس گئے تو سب نے سلام کیا تو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی کو دیکھ کر پہچان لیا۔ بنیامین ان بھائیوں سے دُور جا کر بیٹھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تو ان کا بھائی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ پھر تم اُن کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے۔ اُس نے جواب دیا اسلئے کہ یہ میرے بھائی کو میری ماں اور میرے باپ سے جُدا کر کے لے گئے تھے۔ پھر اُسے واپس نہ لائے۔ اور کہہ دیا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ پس میں نے اس وقت سے یہ عہد کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا۔ اُن کے ساتھ کسی معاملہ میں شامل نہ ہوں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا تم نے شادی کی ہے؟ اس نے جواب دیا: کہ ہاں! پھر پوچھا کوئی بال بچہ ہوا ہے۔ اُس نے کہا: کہ ہاں! پوچھا کہ: کتنے بچے ہیں؟ اُس نے کہا کہ: تین لڑکے ہیں۔ پھر پوچھا کہ اُن کے نام کیا کیا ہیں؟ اُس نے کہا کہ: اُن میں سے ایک کا نام بھیڑیا ہے۔ اور ایک کا نام کرتہ اور ایک کا نام خون۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا: یہ نام تم نے کیوں پسند کئے، جواب دیا کہ: میں نے یہ نام اپنے بھائی کی محبت کی وجہ سے پسند کئے۔ جب کبھی میں اُن بیٹوں میں سے کسی ایک کو پکاروں گا تو مجھے میرا بھائی یاد آجایا کریگا یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ اور سب باہر چلے جائیں بنیامین کو روک لیا۔ جب اور سب باہر چلے گئے۔ تو فرمایا: انی انا اخوک ..... الخ پھر فرمایا کہ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے ہی پاس رہو۔ بنیامین نے کہا کہ بھائی نہیں چھوڑیں گے۔ والد نے ان سے سخت عہد لیا ہُوا ہے۔ حضرت یُوسفؑ نے کہا: میں اُن سے ایک ترکیب کروں گا۔ پس جو کچھ تمھیں پیش آئے اس سے انکار نہ کرنا۔ اور ان کو اس گفتگو کی خبر نہ دینا۔

۵۴ انکم لسارقون :- تفسیر صافی ص۲۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تو اس وقت بھائیوں نے چوری کی تھی اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام نے غلط کہا تھا۔ جب انھوں نے ندا دلوائی کہ تم چور ہو تو اس کا مطلب یہ تھا کہ تم نے یوسفؑ کو ان کے باپ سے چرایا ہے۔

۵۵ صواع :- پینے کا بڑا جام جس میں شراب پی جاتی ہے نیز صاع کو صواع کہتے ہیں جو ایک مشہور پیمانہ ہے۔ صِیغان، جمع۔ امام راغب لکھتے ہیں: یہ ایک برتن تھا جس سے پیا بھی جاتا تھا اور ناپا بھی جاتا تھا اُسے صاع بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ چنانچہ نفقد صواع الملک (مختی)

جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ (۷۴) قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ

جھوٹے ہوئے تو اس کی کیا سزا ہوگی ۔ انھوں نے کہا کہ جسکے پالان میں سے وُہ (پیالہ) پایا جائے

رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ (۷۵) فَبَدَاَ

پس وہی (شخص) اس کی سزا ہے ۔ ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں ۔ پس اس نے اپنے

بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ

بھائی کی خرجین سے پہلے اُنکی خرجیوں (کی تلاشی) کو شروع کیا ۔ پھر اس (پیمانہ) کو اپنے بھائی کی خرجین سے نکالا ۔

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ

اسی طرح ہم نے یوسف کیلئے تدبیر کردی ۔ وُہ بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو نہیں لے سکتا تھا ۱

اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ

سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ چاہے ۔ ہم جسکے درجوں کو چاہیں بلند کرتے ہیں ۔ اور ہر علم والے سے بڑھ کر زیادہ علم والا

عِلْمٍ عَلِيْمٌ (۷۶) قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

موجود ہے ۔ وہ بولے اگر اس نے چرایا ہے تو یقیناً اس سے پہلے اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے ۔

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ

پس یوسف نے اس کو اپنے دل میں چھپائے رکھا اور اسے ان پر ظاہر نہ کیا ۔ اس نے کہا ، تم بہت ہی بُرے

مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ (۷۷) قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ

لوگ ہو ، اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے ۔ وُہ بولے اے عزیز ! یقیناً

لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

اس کا باپ بہت بوڑھا ہے ۔ پس تو اسکی جگہ ہم میں سے ایک کو لے لے ۔ بیشک ہم تجھے احسان کرنے والوں میں

الْمُحْسِنِيْنَ (۷۸) قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا

سے دیکھتے ہیں ۔ اس نے کہا اس بات سے خدا کی پناہ کہ جسکے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے ، اسکے سوا

مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ (۷۹) فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ

کسی اور کو پکڑ لیں ۔ تب یقیناً ہم بھی ظالم ہوں گے ۲ پھر جب وُہ اس (یوسف) سے ناامید ہوگئے

خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ

تو مشورہ کیلئے الگ ہو بیٹھے ۔ ان میں سب سے بڑے نے کہا ۳ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے خدا کے

ع ۱۱ / ۳

۱ دین الملک :-

تفسیر صافی ص ۲۵۲ پر ہے کہ بادشاہ مصر کا قانون یہ تھا کہ چور کو مارا پیٹا جائے ۔ اور اس سے تاوان لیا جائے ۔ یہ نہیں تھا کہ اُسے غلام بنا لیا جائے ۔ اس جگہ دین سے مراد قانون ہے ۔ جو اس ملک میں رائج ہو ۔

۲ انّآ اذاً لّظٰلمون :-

تفسیر صافی ص ۲۵۲ پر ہے کہ ظاہراً کلام تو یہ ہے کہ تمہارے ہی فتویٰ کے مطابق اگر ہم کسی دوسرے کو پکڑ رکھیں تو یہ ظلم ہوگا ، اور ہم ظالم ٹھہریں گے ۔ اور باطن یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی مصلحتوں سے جن کا علم اسی کو ہے ۔ بنیامین کو روکنے کا حکم دیا ہے ۔ اسکی بجائے اگر کسی دوسرے کو روکے رکھیں گے ، تو ہم ظالم ثابت ہوں گے ۔

۳ کبیرھم :-

تفسیر صافی ص ۲۵۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی ، جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سب سے بڑے بھائی کا نام یہودا تھا ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا نام لاوی تھا ۔

عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ

سامنے ایک پختہ عہد لیا تھا۔ اور پہلے سے ہی تم یوسف کے بارے میں کیا کچھ زیادتی کر چکے ہو۔

فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ

پس میں اس زمین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا جبتک کہ میرا باپ مجھے اجازت نہ دیگا یا اللہ تعٰ ہی میرے لئے کوئی فیصلہ نہ کرے

خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ

اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ تم سب اپنے باپ کے پاس لوٹ جاؤ۔ پھر کہو اے ہمارے باپ یقیناً

ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

تیرے بیٹے نے چوری کی۔ اور ہم نے نہیں گواہی دی مگر اس چیز کی جس کا ہمیں علم ہوا۔ اور ہم غیب کے

حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْــَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ

نگہبان نہیں تھے۔ اور تو اس بستی سے پوچھ لو جس میں کہ ہم تھے۔ اور اس قافلے سے (بھی)، جس میں

اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

ہم آئے۔ اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ (یعقوبؑ نے) کہا (ایسا نہیں ہے) بلکہ تمہارے نفسوں

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ

نے تمہارے لئے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی بہتر ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس

جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

لے آئے ۵۱ یقیناً وہ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگا

يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ

ہائے افسوس ۵۲ یوسف پر، اور غم و اندوہ کی وجہ سے اسکی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں۔ پس وہ غصہ کو

كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ

بہت پینے والا تھا۔ وہ بولے خدا کی قسم تو ہمیشہ یوسف ہی کا ذکر کرتا رہے گا، تا اینکہ تم مضمحل ہو

حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ

جاؤ، یا ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اس نے کہا سوائے اسکے نہیں کہ میں اپنی بیقراری

وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ

اور اپنے غم کی شکایت اللہ تعٰ سے کرتا ہوں اور میں اللہ تعٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ اے میرے بیٹو!

۵۱ بِهِمْ جَمِيْعًا:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۵۳ پر ہے کہ اس سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کا بھائی بنیامین اور یہودا ہے۔

بنیامین کو تو حضرت یوسف علیہ السلام نے حکمتِ عملی سے روک لیا تھا۔ اور یہودا جو سب بھائیوں سے بڑا تھا، خود بخود رک گیا تھا کہ جبتک بنیامین نہ جائے گا وہ نہیں جائے گا۔ یہ سب ملا کر تین ہوئے ۔

۵۲ قَالَ يٰٓاَسَفٰى:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۵۳ پر ہے کہ "اسف" انتہائی رنج اور حسرت کو کہتے ہیں۔ اور الف مقطوعہ یائے متکلم کا بدل ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسروں کو چھوڑ کر صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے تاسف کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ انکو یوسف علیہ السلام کے ملنے کی بھی امید تھی۔ اور باوجود اتنا طویل زمانہ گزر جانے کے یہ مصیبت بھی تازہ ہی تھی۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت یعقوبؑ کا حزن در بارہ حضرت یوسفؑ کہاں تک پہنچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ستر عورتوں کے حزن کے برابر جو اپنی مردہ اولاد کو روئیں۔

تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کلمہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) کی معرفت نہ تھی اسی لیے انہوں نے یا اسفیٰ علیٰ یوسف کہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ سوائے امت محمدیؐ کے اور کسی امت کو مصیبت کے وقت کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں عطا کیا گیا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب حضرت یعقوبؑ پر سخت مصیبت پڑی تو انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون نہیں کہا۔ بلکہ یا اسفیٰ علیٰ یوسف کہا ۔

اِذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ

جاؤ ، پھر یوسف اور اُس کے (سگے) بھائی کی خبر لو ۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید

رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

نہ ہو ۔ یقیناً کافروں کی قوم کے سوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی بھی نا امید نہیں ہوتا ۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا

پھر جب وُہ اس (یوسف) کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اے عزیز ہمیں اور ہمارے کنبہ والوں کو تکلیف پہنچی

الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

ہے ، اور ہم تھوڑی پونجی لے کر آئے ہیں ، پس تو ہمیں پورا ماپ (غلہ) دے ، اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ

ہم پر احسان کر ف۱ یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو (نیک) جزا دیتا ہے ۔ اس نے کہا

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾

کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اسکے (سگے) بھائی کے ساتھ کیا (سلوک) کیا تھا جبکہ تم نادان تھے ف۲

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ

وہ بولے کہ کیا تو ہی یوسف ہے ؟ اس نے کہا میں (ہی) یوسف ہوں ، اور یہ میرا (سگا) بھائی ہے ۔

قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا

یقیناً ہم پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے ۔ بیشک جو پرہیزگاری اور صبر کرے ، تو یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی

يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ۔ وُہ بولے خدا کی قسم ! یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فوقیت دی ہے ،

وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ

اور ہم ضرور خطا کار ہیں ف۳ اس نے کہا آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں ، اللہ تعالیٰ تمھیں بخش

اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا

دے ۔ اور وہ سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ۔ میرا یہ کرتا لے جاؤ ،

فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ

پھر اُسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو وُہ بینا ہو جائے گا ۔ اور تم اپنے سب کنبہ کو لے کر میرے پاس

ف۱ تصدق علینا :-

تصدق کے لفظی معنی ہیں تُو صدقہ دے ۔ تُو خیرات کر ، تُو بخشش کر ، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ تصدق اصل میں تتصدق تھا ۔ ایک تاء حذف ہو گئی ہے ۔

یہاں تصدق سے کیا مُراد ہے ۔ عام مفسّرین کی رائے ہے کہ زیادہ دینے میں چشم پوشی مراد ہے ۔ بات یہ تھی کہ برادرانِ یُوسف ذرا سا مال لے کر آئے تھے ۔ اور چاہتے یہ تھے کہ اس کے عوض اُتنا ہی غلہ مل جائے جتنا کہ پہلے ملا تھا ۔ اس لئے تصدق کا مطلب یہ ہے کہ ناقص پُونجی لے کر درگذر کرو ۔ اور پُورا ناپ دو ۔

بعض مفسّرین کے نزدیک " تصدق " سے یہاں اصطلاحی صدقہ اور خیرات مراد نہیں ہے ۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السّلام کیلئے بھی صدقہ حلال تھا یا نہیں ۔ جمہور علماء نے انکار کیا ہے ۔ وُہ کہتے ہیں کہ صدقہ کے بارے میں تمام انبیاءؑ کا حال یکساں ہے ۔ انکو مخلوق کے سامنے جھکنے اور اُس سے کچھ لینے کی ممانعت ہے ، صدقہ لوگوں کی میل کچیل ہے ، وُہ اُن کے لئے کیونکر حلال ہو سکتا ہے ۔ انبیاء ماسواء اللہ سے مستغنی ہوتے ہیں ۔ اسلئے یہاں " تصدق " سے صدقہ نہیں ، بلکہ حُسنِ ضیافت مُراد ہے ، یعنی مہمانوں پر احسان کرنا ۔ (لُغات القرآن نعمانی ، جلد ۲ ص ۱۳۱) ۔

تفسیر صافی ص ۲۵۲ پر ہے کہ یہاں تصدق سے مراد احسان اور حق سے زیادہ دینا مراد ہے ۔

ف۲ جاھلون :-

تفسیر صافی ص ۲۵۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ، امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے ، تو گو وُہ عالم ہو ۔ مگر جس وقت اپنے نفس کو اپنے پروردگار کی نافرمانی میں ڈالتا ہے ۔ تو اس وقت وُہ جاہل ہو جاتا ہے ۔ اسی سبب سے پروردگار نے یوسف علیہ السّلام کے اس قول کو حکایۃً بیان فرمایا ہے ۔ جو انھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا ۔ ھل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ اذ انتم جٰھلون ۔ یہاں انکو جو جہل سے نسبت دی ہے ۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ اُنھوں نے اپنے آپ کو خدا کی نافرمانی کے خطرے میں ڈالا تھا ۔

ف۳ لخاطین :-

تفسیر صافی ص ۲۵۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آج ہمیں نہ فضیحت کیجئے نہ سزا دیجئے ۔ بلکہ معاف کر دیجئے ۔

ع ١٤

اَجْمَعِیْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْھُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ

آجاؤ۔ اور جس وقت یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا اُن کے باپ نے کہا، یقیناً میں یوسف کی

رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ

خوشبو پا رہا ہوں۔ اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ سمجھو ؎١ وہ بولے خدا کی قسم! یقیناً تم (محبت یوسف کی)

ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰی وَجْهِهٖ

قدیمی وارفتگی میں ہو۔ پھر جب بشارت دینے والا آیا۔ اس نے اس (کرتہ) کو اس کے منہ پر ڈالا،

فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

تو وہ بینا ہو گیا۔ اس نے کہا کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ یقیناً میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جانتا

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا

ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ وہ بولے اے ہمارے باپ! ہمارے لئے ہمارے گناہوں کی بخشش مانگ۔ یقیناً ہم

كُنَّا خٰطِئِیْنَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

خطا کار تھے۔ اس نے کہا عنقریب میں اپنے پروردگار سے تمھارے لئے بخشش مانگوں گا۔ بیشک وہ

الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ

بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنیوالا ہے۔ پس جب وہ یوسف کے پاس پہنچے، اس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی

وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ

اور کہا شہر مصر میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا امن امان سے داخل ہو جاؤ۔ اور اپنے والدین کو تخت

عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ

پر اونچا بٹھایا۔ اور سب کے سب اس (کی تعظیم) کیلئے سجدۂ (شکر) میں گر پڑے ؎٢ اور اس نے کہا اے میرے باپ! یہ ہے

رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ

میرے پہلے خواب کی تعبیر، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا ہے۔ اور اس نے بیشک میرے ساتھ احسان

بِیْٓ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

کیا ہے جبکہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا۔ اور بعد اسکے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان

مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ

فساد ڈال دیا تھا، وہ (خدا) تمھیں جنگل سے (یہاں) لے آیا۔ یقیناً

؎١ تفندون:-

تفسیر صافی صفحہ ٢٥۵ پر ہے کہ تفندون کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے فند سے منسوب نہ کرو۔ اور فند کا معنی عقل کی کمی ہے، جو زیادہ بوڑھا ہو جانے پر لاحق ہو جاتی ہے۔ اس عمر والے کی جب عقل ٹھکانے نہ رہے، اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے تو کہتے ہیں کہ یہ سٹھیا گیا ہے۔ یا سترا بہترا ہو گیا ہے۔

؎٢ خرّوا لہٗ سجّدًا:-

تفسیر صافی صفحہ ٢٥٦ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور اُن کے بیٹوں نے باوجودیکہ وہ نبی اور اولادِ نبی تھے، یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیسے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور اُن کے بیٹوں نے حضرت یوسفؑ کو سجدہ نہیں کیا تھا، بلکہ اُن کا سجدہ یوسف علیہ السلام کو تعظیم دینے کیلئے تھا، اور خدا کی اطاعت ظاہر کرنے کیلئے جیسا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا جس میں خدا کی اطاعت منظور تھی اور آدم علیہ السلام کیلئے تعظیم۔ اسی طرح یعقوب علیہ السلام اور اُن کے بیٹوں اور خود حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پریشانی کے مجتمع ہو جانے کے سبب خدا کا شکر ادا کیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی وقت شکرِ خدا میں یہ فرمایا: رب قد اٰتیتنی من الملک ... الخ

رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ
میرا پروردگار جو چاہے اس کیلئے بہت لطف کرنیوالا ہے۔ بیشک وہ بہت جاننے والا بڑا حکمت والا ہے اے میرے

قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ
پروردگار! یقیناً تو نے مجھے ملک میں سے کچھ دیا ہے، اور مجھے خوابوں کی تعبیر سے کچھ تعلیم کیا ہے۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ
اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے۔ تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے۔

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
تو مجھے (دنیا سے حقیقی) مسلم اٹھا، اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے ؂۵۱ یہ غیب کی خبروں میں سے جو ہم تیری

الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا
طرف وحی کرتے ہیں۔ اور تو اس وقت انکے پاس نہیں تھا۔ جبکہ اُنھوں (برادران یوسف) نے اپنے

اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ
معاملہ میں اجماع کر لیا تھا، اور وہ چال چلتے تھے۔ اور اگرچہ تو کتنا ہی چاہے، زیادہ لوگ

حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ
ایمان والے نہ ہوں گے۔ اور تو اُن سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ (قرآن)

هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ؑ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ
نہیں ہے مگر تمام جہانوں کیلئے نصیحت۔ اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں۔ جن پر

وَ الْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ مَا
وہ گذرا کرتے ہیں۔ اور وہ اُن سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان میں

یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ
سے اکثر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے مگر وہ مشرک ہی (رہتے) ہیں ؂۵۲ کیا وہ اس سے بے خوف ہو

تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ
گئے کہ اُن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب چھا جائے، یا اُن پر قیامت اچانک آ جائے۔

بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَی اللّٰهِ ۫
اور وہ اس کی خبر بھی نہ رکھتے ہوں۔ (اے رسول) کہہ دو یہ ہے میرا راستہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔

وقف النبی علیہ السلام

؂۵۱ الحقنی بالصّٰلحین :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۵۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس کتنے دن زندہ رہے ؟ آپ نے فرمایا، دو برس۔ کسی نے پوچھا کہ اس وقت حجۃ اللہ کون تھا ؟ حضرت یعقوب علیہ السلام یا حضرت یوسف علیہ السلام۔ آپ نے فرمایا کہ حجۃ اللہ تو حضرت یعقوب علیہ السلام تھے، اور بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام۔ اور جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کا تابوت مُلک شام کو بھیج دیا۔ اور وہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام حجۃ اللہ مقرر ہوئے۔ اس پر کسی نے پوچھا کہ آیا حضرت یوسف علیہ السلام رسول اور نبی تھے ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سُنا۔ ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت۔ (اور یقیناً یوسف پہلے ہی تمہارے پاس کھلے احکام لے کر آ چکے ہیں) ؏

؂۵۲ وھم مشرکون :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۵۷ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں شرک اطاعت مراد ہے نہ کہ شرک عبادت۔ جب گناہوں کے مرتکب ہوئے تو گویا شیطان کی اطاعت کی۔ اور اس طرح اطاعت میں اس کو خدا کا شریک قرار دے دیا۔ گو عبادت میں شریک قرار نہیں دیا کہ سوائے خدا کی عبادت کے کسی غیر کی عبادت کرتے۔

ع ۱۱ ۱۱ ۵

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں آئی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مر جاتا۔ اور فلاں شخص نہ ہوتا تو میرا کنبہ مر جاتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسا کہنے والا خدا کے اختیارات میں شریک قرار دیتا ہے۔ کیونکہ رزق دینا اور بلاؤں کا دفع کرنا خاص خدا کا کام ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کے باعث سے اگر خدا نے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ فرمایا کہ ہاں اس طرح کوئی مضائقہ نہیں ؏

عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۚ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا

اور پاک ہے اللہ تعالیٰ اور میں شرک کرنے بصیرت پر ہیں ۔ (اور) جس نے میری پیروی کی ہے (بھی) اور وہ (بھی) میں

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مردوں ہی کو بھیجا والوں میں سے نہیں ہوں ۔

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۗ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى

کیا یہ زمین میں چلے پھرے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے ۔ تھا ۔

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

کہ وہ دیکھ لیتے کہ اُن سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا ۔ نہیں !

قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ اَفَلَا

پس کیا تم اور آخرت کا گھر ضرور اُن کیلئے بہتر ہے جنھوں نے پرہیز گاری کی ۔

تَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اور اُنھوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے ، سمجھتے نہیں ہو ۔

قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۗ وَلَا

پھر ہم نے جسے چاہا اُسے ہم نے نجات دے دی ۔ اُن کو ہماری مدد آ پہنچی ۔ جھٹلائے گئے ہیں ،

يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِىْ

یقیناً اُن کے قصوں میں اور ہمارا عذاب مجرموں کی قوم سے ہٹایا نہیں جاتا ۔

قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيْثًا

یہ (قرآن) کوئی گھڑی ہوئی بات عقل والوں کے لئے عبرت ہے ۔

يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ

اور تفصیل ہے لیکن تصدیق ہے اس چیز کی جو اُن کے ہاتھوں میں ہے ؎ نہیں ۔

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾ ع

اُن کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں ہر چیز کی ،

ع ۱۲ ۷

؎ الذی بین یدیہ ۔
تفسیر حقانی صفحہ ۲۵۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابیں ہیں ۔

آیاتہا ۴۳ — سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ ۱۳ — ٦ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

المٓر۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں ۔ اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا

الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ

ہے برحق ہے ، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ

کو بغیر ایسے ستونوں کے بلند کیا جن کو تم دیکھتے ہو ۔ پھر وہ عرش پر مستولی ہوا ۵۱ اور اس نے

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ۵۲ ہر ایک مقرر شدہ مدت کیلئے چل رہا ہے ۔ وہی تمام معاملات کی تدبیر کرتا ہے ،

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ

اور آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی ملاقات پر یقین کر لو ۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ

جس نے زمین کو پھیلایا ، اور اس میں بوجھل پہاڑ اور دریا بنائے ۔ اور اس نے اس میں ہر

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ

قسم کے پھلوں میں سے دو دو جوڑے پیدا کر دیئے ۵۳ وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ

یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں نشانیاں ہیں ۔ اور زمین میں بہت سے ٹکڑے

مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ

ایک دوسرے کے پاس پاس ہیں ۔ اور انگوروں کے باغ اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ایک ہی جڑ سے کئی کئی

وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى

۵۴ اگے ہوئے اور الگ الگ جڑوں سے اگے ہوئے (یہ سب) ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں ۔ اور ہم پھل میں بعض کو

بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④ وَ

بعض پر فضیلت دیتے ہیں ۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں ۔ اور

۵۱ استوٰی :-
استوٰی کے معنوں کی بحث سابق میں صفحہ ۲۶۹ پر زیر حاشیہ ۲۱ گزر چکی ہے ، وہاں ملاحظہ کر لیں ۔

۵۲ سخّر :-
یہ لفظ تسخیرؐ سے ہے جس کے معنی بس میں کرنے اور زبردستی کسی خاص کام میں لگا دینے کے ہیں ۔ اسلئے سخر کا ترجمہ ہوگا اس نے کام میں لگا دیا ۔ اس نے بس میں کر دیا ۔
(لغات القرآن نعمانی ج ۳ ص ۱۹۷)

۵۳ زوجین اثنین :-
تفسیر حقانی ص ۲۵۸ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صفتوں کے اعتبار سے پھلوں کی ہر نوع کی دو دو قسمیں ہیں ۔ مثلاً سیاہ و سفید ، میٹھا اور ترش (کھٹا) ، تر اور خشک ، چھوٹا اور بڑا ۔ اور مختلف قسموں میں سے جو اس سے ملتا جلتا ہو ۔

۵۴ صنوان :-
تفسیر حقانی ص ۲۵۸ پر ہے کہ صنوانؐ کھجور کے ایسے درختوں کو کہتے ہیں جو ایک ہی جڑ سے کئی نکلیں ۔ اور غیر صنوان کھجور کے ایسے درخت جو ایک ایک جڑ سے ایک ایک ہی نکلیں ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے :-
عمّ الرّجلِ صنو ابیہ ۔ (کسی آدمی کا چچا بحیثیت نسب اس کے باپ کی سی منزلت رکھتا ہے) ۔

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ
اگر تو متعجب کرے تو ان کا (یہ) کہنا (ہی) عجیب ہے، کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم واقعی ایک نئی پیدائش میں
جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي
(ظاہرا) ہو جائیں گے۔ یہ وُہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں
أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ⑤ وَ
طوق پڑے ہونگے۔ اور یہی لوگ دوزخ کے ساتھی ہیں۔ یہ اس (دوزخ) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور
يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ
یہ بھلائی سے پہلے تجھ سے تکلیف (عذاب) کو جلدی مانگتے ہیں۔ حالانکہ اُن سے پہلے یقیناً عذاب کی
قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ
بہت سی مثالیں گذر چکی ہیں ؎۱ اور بیشک تیرا پروردگار لوگوں پر اُن کے ظلم پر بھی بڑا بخشنے والا ہے۔
ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ⑥ وَيَقُولُ الَّذِينَ
؎۲ اور یقیناً تیرا پروردگار بہت سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے۔ اور وُہ لوگ جو کافر ہو گئے، کہتے
كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ
ہیں کہ اس پر اسکے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی۔ سوا اسکے نہیں کہ تو ایک ڈرانے والا ہے۔
وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا
اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی ہے ؎۳۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر مادہ کیا اُٹھاتی ہے، اور
تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ⑧
بچے دانیاں کیا گھٹاتی ہیں اور کیا بڑھاتی ہیں۔ اور اُس کے ہاں ہر چیز ایک اندازے سے ہے۔
عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ⑨ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ
اور وُہ سب پوشیدہ اور ظاہر بظاہر کا جاننے والا سب سے بزرگ (اور) سب سے اعلیٰ ہے۔ تم میں سے جو بات
أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَ
چپکے سے کہے، اور جو بلند آواز سے کہے، اور جو رات کو چھپنے والا ہو، اور دن کو چلنے پھرنے
سَارِبٌ بِالنَّهَارِ ⑩ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ
والا ہو، سب برابر ہیں۔ اس کیلئے اس کے آگے اور اُسکے پیچھے پہرے دار (مقرر) ہیں، جو

ع ۱ / ۷

؎۱ المثلٰت :-
تفسیر صافی ص۲۵۸ پر بحوالہ نہج البلاغہ لکھا ہے کہ پہلی امتوں پر اُن کی بدکرداریوں کے سبب سے جو جو عذاب نازل ہوئے ہیں، اُن سے عبرت حاصل کرو۔ آرام اور دُکھ کی حالت میں اُن کے حالات یاد کرتے رہو۔ گر اس بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں تم ویسے ہی نہ ہو جاؤ ۔

؎۲ لذو مغفرۃ :-
تفسیر صافی ص۲۵۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور درگذر نہ ہوتی، تو کسی کو زندگی اچھی معلوم نہ ہوتی اور اگر خدا کی طرف سے وعید اور عذاب کا خوف نہ ہوتا تو ہر شخص کو ایسا بھروسہ ہو جاتا کہ کوئی نیکی ہی نہ کرتا ۔

؎۳ قوم ھاد :-
تفسیر صافی ص۲۵۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ میں تو ڈرانے والا ہوں۔ اور علی (علیہ السلام) میرے بعد ہادی ہیں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علیؑ: میرے بعد ہدایت پانے والے تمہارے ہی ذریعہ سے ہدایت پائیں گے ۔

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى

جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں لہ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا ۔ جب تک کہ وہ خود

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ

اپنی حالت کو نہ بدلیں ٢ه اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی تکلیف کا ارادہ کرے ۔ تو اُس کا کچھ دفعیہ

لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ

نہیں ۔ اور اُن کیلئے اُسکے سوا کوئی سرپرست نہیں ۔ وُہ وہی ہے جو تمہیں ڈرانے اور لالچ دینے کیلئے

خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ

بجلی دکھاتا ہے ۔ اور (پانی سے) لدے ہوئے بادلوں کو پیدا کرتا ہے ۔ اور رعد (گرج کا فرشتہ) ٣ه اسکی حمد

بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

کے ساتھ تسبیح کرتا ہے ۔ اور سب فرشتے اُسکے خوف سے (تسبیح کرتے ہیں) ۔ اور وُہ بجلیاں بھیجتا ہے ۔ پھر جس کو چاہتا

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ

ہے اُن کے ذریعہ سے (نقصان) پہنچا دیتا ہے ۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں ۔ اور وُہ سخت

الْمِحَالِ ﴿١٣﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

قوت والا ہے ۔ اُسی کیلئے سچی پکار ہے ۔ اور جو لوگ اُس کے سوا غیر کو پکارتے ہیں وُہ اُنکی

لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ

کوئی بھی جواب نہیں دیتے ۔ مگر (اُن کا پکارنا اور جواب نہ پانا) ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہتھیلیاں پانی کی

فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿١٤﴾

طرف پھیلائے تاکہ وُہ اُسکے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وُہ اُس تک پہنچنے والا نہیں ہے ۔ اور کافروں کی پکار سوائے ضائع ہو جانے کے اور

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ

کچھ نہیں ہے ۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وُہ رغبت یا کراہت سے اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں ۔ اور

ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿١٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

صبح و شام اُن کے سائے بھی (سجدہ کرتے ہیں) ۔ کہہ دو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے ؟

الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا

(تم خود ہی) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہے ۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ کیا پھر تم نے اس کے سوا اور سرپرست اختیار کر لئے ہیں جو اپنی جانوں

السجدۃ ۸ مسنونۃ ۳

١ه يحفظونهٗ :-

تفسیر صافی صـ٢٥٩ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وُہ بحکم خدا کے بموجب انسان کی حفاظت ایسی چیزوں سے کرتے رہتے ہیں جیسے وُہ کنویں میں گر پڑے ۔ یا دیوار اُس پر آ رہے ۔ یا ایسی ہی کوئی اور مصیبت آ پڑے ۔ سوائے اسکے کہ کوئی امر مقدر و مقرر پیش آ جاتا ہے ۔ تو اس وقت وُہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں ۔ اور وُہ دُو فرشتے ہیں جو رات کو حفاظت کرتے ہیں ۔ اور وُہ دُو ہیں جو دن کو رات والوں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں ؏

٢ه حتّٰی یغیّروا :-

تفسیر صافی صـ٢٥٩ پر بحوالہ معانی الاخبار امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وُہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں ، یہ ہیں :- (١) لوگوں پر زیادتی کرنا (٢) خیرات کرنے اور نیکی کرنے کی عادت چھوڑ دینا ۔ (٣) کفرانِ نعمت کرنا (٤) شکرِ نعمت نہ بجا لانا ؏

٣ه الرّعد :-

تفسیر صافی صـ٢٥٩ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رعد کیا ہے ! آپ نے فرمایا کہ وہ ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے ۔ اُس کے آس پاس آگ کے چابک ہیں ۔ جن کے ذریعہ سے بادلوں کو ہنکالے جاتا ہے ۔

اور من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ رعد فرشتہ مکھی سے بڑا اور زنبور (بھڑ) سے چھوٹا ہے ؏

يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ

کیلئے کبھی نہ کسی فائدہ کے مالک ہیں اور نہ کسی نقصان کے ۔ کہہ دو کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہوا کرتے

وَالْبَصِيرُ ۙ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا

ہیں ؁۱ یا کیا اندھیرے اور نور برابر ہوتے ہیں ؁۲ یا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے

لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ

ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنھوں نے اُسکی مانند مخلوق پیدا کردی ؁۳ پھر مخلوق اُن پر مشتبہ ہوگئی ۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے ، اور وُہ یکتا بڑا زبردست ہے ۔ اُس نے آسمان سے پانی اُتارا ،

فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَ

پھر اپنی اپنی مقدار کے مطابق نالے (ندیاں) بہ نکلے ۔ پھر سیلاب نے پھولنے والے جھاگ کو اُٹھا لیا ۔ اور

مِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ

جس چیز کو وُہ زیور یا مال بنانے کیلئے آگ میں دھونکتے ہیں ، اُس میں سے بھی اسی طرح کا جھاگ نکلا کرتا

مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ

ہے ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے ۔ پس رہا جھاگ تو وُہ

فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ

سوکھ کر جاتا رہتا ہے ۔ اور رہا وُہ جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے ، پس وُہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے ۔

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ

اسی طرح اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کرتا ہے ۔ اُن لوگوں کیلئے جنھوں نے اپنے پروردگار کا حکم مانا ،

الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي

خیر و خوبی ہے ۔ اور جنھوں نے اُس کا حکم نہ مانا ، اگر اُن کے پاس وُہ سب کچھ ہو جو زمین

الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

میں ہے ، اور اتنا ہی اور بھی ہو کہ وُہ ضرور اس سب کو فدیہ میں دے دیں ، (تو بھی) وُہ یہی ہیں جن کا

سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ أَفَمَنْ

سخت حساب ہوگا ؁۴ اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہوگا ، اور وُہ بُری قرارگاہ ہے ۔ کیا وُہ شخص

؁۱ الاعمیٰ والبصیر :-
تفسیر صافی صٓ۲۵۹ پر ہے کہ اس سے مراد کافر اور مومن ہیں ۔

؁۲ الظلمٰت والنور :-
تفسیر صافی صٓ۲۵۹ پر ہے کہ اس سے مراد کفر اور ایمان ہے ۔

؁۳ خلقوا کخلقہ :-
تفسیر صافی صٓ۲۵۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک ایسوں کو نہیں بنایا جو اُس کی طرح خالق بھی ہوں کہ اُن کو مخلوق کی پہچان مشکل ہو جاتی ۔ اور وُہ یہ کہہ سکتے کہ ہمارے معبودوں نے بھی ایسی ہی مخلوق پیدا کردی ہے جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے ۔ پس جس طرح وُہ عبادت کے لائق ہے ۔ اسی طرح یہ بھی عبادت کے لائق ہیں ۔ لیکن اُنھوں نے تو ایسے کمزوروں کو خدا کا شریک بنایا جو ان چیزوں پر بھی قدرت نہیں رکھتے ہیں ۔ جن پر مخلوق قدرت رکھتی ہے ۔

؁۴ سُوءُ الحساب :-
تفسیر صافی صٓ۲۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوءُ الحساب سے مراد یہ ہے کہ اُن کی کوئی نیکی قبول نہ کی جائے گی ۔ اور کوئی گناہ نہ بخشا جائے گا ۔

وقف النبی علیہ السلام

النصف

ع ۲ / ۱۱ / ۸

يَّعۡلَمُ اَنَّمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ كَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰى

جو جانتا ہے کہ جو کچھ تمھارے پروردگار کی طرف سے اُتارا گیا ہے وُہ حق ہے اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو اندھا ہو۔

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝١٩ الَّذِيۡنَ يُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ

سوا اسکے نہیں ہے کہ عقل والے ہی (اس سے) نصیحت حاصل کرتے ہیں ۵۱ جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔

وَلَا يَنۡقُضُوۡنَ الۡمِيۡثَاقَ ۝٢٠ وَالَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ

اور اقرار کو نہیں توڑتے ۵۲ اور جو اس (تعلق) کو ملائے رکھتے ہیں جس کے ملائے جانے

بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُوۡنَ سُوۡۤءَ الۡحِسَابِ ۝٢١

کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور وُہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اور حساب کی سختی سے بھی خوف کھاتے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

اور جنہوں نے اپنے پروردگار کی رضامندی چاہنے کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور

اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ

جو کچھ ہم نے انکو دیا تھا اس میں سے چھپا کر اور ظاہر طور پر (خدا کی راہ میں) خرچ کیا۔ اور بُرائی کو نیکی سے دُور

السَّيِّئَةَ اُولٰۤـئِكَ لَهُمۡ عُقۡبَى الدَّارِۙ ۝٢٢ جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا

کرتے رہتے ہیں۔ اُنہی کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغات جنہیں وُہ (خود) داخل ہوں گے۔

وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰۤـئِكَةُ

اور اُن کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوئے ۵۳ (وُہ بھی داخل ہونگے) اور فرشتے

يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ۝٢٣ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا

ہر دروازے سے اُن کے پاس داخل ہوا کریں گے۔ (اور کہیں گے) سلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) اس وجہ سے کہ تم

صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ۝٢٤ وَالَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ

نے صبر کیا۔ پس کیسا اچھا ہے عاقبت کا گھر۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو پختہ ہونے کے بعد

اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ وَيَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ

توڑ ڈالتے ہیں۔ اور جس کو ملائے جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُسے قطع کرتے

يُّوۡصَلَ وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰۤـئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ

ہیں، اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن کے لئے لعنت ہے۔

۵۱ اولوا الالباب:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۶۰ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے شیعوں سے اس طرح خطاب فرمایا:- انتم اولی الالباب نے کتاب اللہ۔ یعنی تم وُہ لوگ ہو جن کو کتابِ خدا میں اولی الالباب کہا گیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: انما یتذکر اولی الالباب ۔

۵۲ المیثاق:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۶۰ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آلِ محمدؐ کے بارے میں اور اس عہد کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں لیا ہے۔ اور عالمِ ذر میں جو عہد و پیمان جناب امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر آئمہ معصومین علیہم السلام کی ولائت کے قبول کرنے کے متعلق لیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۵۳ من صلح:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۶۰-۲۶۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد اور اُسکی بیوی دونوں مومن بہشت میں داخل ہوئے، کیا وُہ دونوں ایک دوسرے سے نکاح کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور اُس نے عدل کا حکم دیا ہے۔ اگر مرد افضل ہے تو اُسے اختیار ہے۔ پس اگر وہ عورت کو اختیار کرے تو وُہ اُس کی بیوی ہو جائے گی۔ اور اگر بیوی افضل ہے تو اُسے اختیار ہے کہ اگر وُہ چاہے تو مرد کو اختیار کرکے اُس کی بیوی بن جائے ۔

وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ (٢٥) اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

اور اُن کیلئے (آخرت کے) گھر کی خرابی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے۔ اور

يَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي

تنگ (بھی) کر دیتا ہے۔ اور لوگ دُنیا کی زندگی سے خوش ہوگئے۔ حالانکہ دنیا کی زندگانی آخرت کے مقابلہ میں

الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ (٢٦) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

(ادنیٰ) سرمایہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے وہ یہ کہتے ہیں کیوں نہ اس پر اُس کے پروردگار کی

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ

طرف سے کوئی نشانی اتاری گئی۔ تم کہدو یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہی کا حکم لگاتا ہے۔ اور جو رجوع کرے

اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ (٢٧) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ

اُسے اپنی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جو لوگ ایمان لا چکے۔ اور اُن کے دل خدا کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں ؎۱

اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (٢٨) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

آگاہ ہو جاؤ دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی اطمینان پاتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے، اور انھوں نے

الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (٢٩) كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ

نیک عمل کئے۔ اُن کیلئے خوشحالی اور بہتر انجام ہے ؎۲ اسی طرح ہم نے تمھیں ایک امّت میں بھیجا

فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ

ہے۔ یقیناً اس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ تو اُنھیں وہ پڑھ کر سُنائے جسے ہم نے تیری

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ

طرف وحی کیا ہے۔ حالانکہ وہ رحمٰن سے کفر کرتے ہیں۔ تم کہدو وہ میرا پروردگار ہے۔ اسکے سوا کوئی

اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ (٣٠) وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا

معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہوا ہے اور اسی کی طرف میرا واپس جانا ہے۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا

سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ

؎۳ جس سے پہاڑ چلائے جاتے، یا اس سے زمین (آناً فاناً) قطع کی جاتی، یا اُسکے ذریعہ سے مُردوں سے

الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

باتیں کرائی جاتیں (تو وہ یہی ہے) لیکن ہر قسم کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ پھر کیا وہ لوگ جو ایمان لا چکے انھیں معلوم نہیں ہوگیا

ع ٣ ٨ ٩

؎۱ تطمئن:۔
تفسیر صافی ص۲۶۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دِل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے مطمئن ہو جائیں گے۔ اور وہی ذکر اللہ اور حجاب اللہ ہیں۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں الّذین اٰمنوا سے مُراد شیعہ ہیں۔ اور ذکر اللہ امیرالمومنین علیہ السلام اور آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں ۔

؎۲ طوبیٰ:۔
تفسیر صافی ص۲۶۱ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طوبیٰ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ طوبیٰ ایک درخت ہے کہ اسکی جڑ میرے گھر میں ہے اور اُس کی شاخیں جنّت میں ہیں۔ پھر دوسری مرتبہ دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ اُسکی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے۔ اس پر کسی نے کلام کیا کہ پہلے تو آپؐ نے اور طرح فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمھاری سمجھ کی غلطی ہے۔ جنّت میں میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہی ہے ۔

؎۳ لو انّ قراٰناً:۔
تفسیر صافی ص۲۶۱ پر ہے کہ وہ یہی قرآن ہے جس سے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں، زمین قطع ہو سکتی ہے، اور مُردے باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور اس سے قرآن کی عظمت اور جلالتِ قدر بیان کرنا مقصود ہے۔
کافی میں امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ یہ قرآن جس میں وہ کچھ ہے جس سے پہاڑ چلائے جا سکیں اور ملکوں کو قطع کیا جا سکے۔ اور مُردے زندہ کئے جائیں، اس کے وارث ہم ہیں ۔
(اصول کافی ص۱۳۸)

أَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ
کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا ۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے
الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ
انھیں اُس کے بدلے میں جو کچھ کہ وہ کرتے رہے مصیبت پہنچتی رہے گی ۔ یا اُن کے گھر کے
قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ
قریب آتی رہے گی ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ پہنچے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف
الْمِيعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ
نہیں کرتا ۔ اور یقیناً تجھ سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا ہے ۔ پس جو لوگ کافر ہو گئے
لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ أَفَمَنْ
انھیں میں نے ڈھیل دے دی لہ پھر میں نے انھیں پکڑ لیا ، پس میرا عذاب کیسا (سخت) تھا ۔ پھر کیا وہ جو ہر
هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ۗ
نفس کے اعمال کا جو اس نے کمائے نگران ہے (اس جیسا ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں) اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرا دیئے
قُلْ سَمُّوهُمْ ۗ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ
کہہ دو کہ تم اُن کا نام لو یا اُسے (اللہ تعالیٰ) کو (وہ بات) بتلاتے ہو جو وہ زمین میں نہیں جانتا ۔ یا اوپر ہی اوپر باتیں
مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ
کرتے ہو ٢ (ایسا نہیں ہے) بلکہ جو لوگ کافر ہو گئے اُن کی چالیں اُن کیلئے اچھی دکھلائی گئیں ۔ اور وہ راہ (حق) سے
السَّبِيلِ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ
روک دیئے گئے ۔ اور جس پر اللہ گمراہی کا حکم لگا دے ۔ پھر اُسے کوئی راہ دکھلانیوالا نہیں ہوتا ۔ اُن کیلئے دُنیا کی زندگانی
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ
میں عذاب ہے ۔ اور آخرت کا عذاب تو ضرور بہت سخت ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے اُنھیں
اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۗ تَجْرِي
کوئی بچانے والا نہ ہو گا ۔ جس جنت کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے اُسکی صفت یہ ہے ، کہ اُسکے نیچے
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۗ أُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ۗ تِلْكَ عُقْبَى
سے نہریں بہتی ہوں گی ۔ اُس کے پھل اور اُس کا سایہ ہمیشہ رہیں گے ۔ یہ اُن لوگوں کا انجام ہے جو

ع ۵ ۱۰

لہ فاملیت :-
تفسیر صافی ص۲۶۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے ، کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو لمبی ڈھیل دی گئی ، پھر اُنھیں عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا گیا ۔

٢ بظاهر من القول :-
تفسیر صافی ص۲۶۳ پر ہے کہ اُن کا نام جو اُنھوں نے خدا کا شریک رکھا ہے تو یہ خالی خولی نام ہی نام ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ برعکس نہند نام زنگی کافور کہ ایک سیاہ فام حبشی کا نام کافور رکھ دیا جائے جو سفید ہوتا ہے ۔

الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِينَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ

پرہیزگار رہے۔ اور کافروں کا انجام (دوزخ کی) آگ ہے۔ اور وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب

الْكِتٰبَ يَفْرَحُونَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ

دی۔ وہ اس سے خوش ہیں جو کچھ تمھاری طرف نازل کیا گیا۔ اور گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اسکی بعض

بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ

(باتوں) کا انکار کرتے ہیں۔ کہہ دو سوا اسکے نہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور اسکا شریک نہ ٹھہراؤں

اِلَيْهِ اَدْعُوا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ

میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور میری بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اسکو عربی میں فرمان (بنا کر) نازل کیا ہے۔

وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

اور اگر تم ان کی خواہشوں کی پیروی کروگے بعد اسکے کہ تمھارے پاس علم آچکا ہے، تو خدا کے مقابلہ میں تمھارے

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا ع ۵ ۶ ۱۱

لئے نہ تو کوئی سرپرست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔ اور بیشک ہم نے تجھ سے پہلے

مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ

کئی رسول بھیجے۔ اور اُن کے لئے بیویاں اور اولاد قرار دی ؎۱ اور کسی رسول کی یہ شان

لِرَسُولٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ

نہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ لائے۔ ہر ایک میعاد کے لئے ایک

كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ

تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے۔ اور اسکے پاس کتاب

الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ

کی اصل ہے۔ اور جن چیزوں کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں۔ خواہ اُن میں سے بعض ہم تمھیں دکھلا دیں، یا

نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ

تجھے (پہلے ہی) اٹھالیں۔ پس تمھارے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہی ہے اور حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔ اور کیا انھوں نے

يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ

نہیں دیکھا ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

؎۱ ازواجاً وذریة۔
تفسیر صافی صہ ۲۶۲ پر بحوالہ الجوامع لکھا ہے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ عورتیں رکھنے پر طعنہ دیا کرتے تھے۔ اُن کو جواب دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گزرے ہیں۔ جن کی ازواج بھی بہت تھیں، اور اولاد بھی تھی۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی حالت پہلے رسولوں میں سے ایک کی مانند ہے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے ازواج بھی دی ہیں اور اولاد بھی۔ اور یہ شرف اُن کا خاص ہے کہ جس پائے کے اُن کے اہلبیت قبول اسلام میں ہوئے اس پائے کے اور کسی نبی کے نہیں ہوئے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا ذکر اس آیت میں ہے وہ ہم ہیں۔

يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ

فیصلہ کرتا ہے ۔ اسکے فیصلہ کی پچھاڑی کرنیوالا کوئی نہیں ۔ اور وُہ جلدی حساب لینے والا ہے ۔ اور یقیناً اُن لوگوں

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ

نے چالیں چلیں جو اُن سے پہلے تھے ۔ پس سب چالوں کی سزا دینا اللہ تعالیٰ کیلئے ہے ۔ ہر نفس جو کچھ کماتا ہے وُہ

كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ

(اللہ) اُسے جانتا ہے ۔ اور عنقریب کافر جان لیں گے کہ (آخرت کے) گھر کا انجام کس کیلئے (نیک) ہے ۔ اور وُہ لوگ جو

الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

کافر ہو گئے کہتے ہیں کہ تو (اللہ تعالیٰ کا) بھیجا ہُوا نہیں ہے ۔ (اے رسول اُن کو) کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کافی

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾ ع

گواہ ہے ۔ اور وُہ (بھی) جس کے پاس ہر کتاب کا علم ہے ٥٢

سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتھا ٥٢ — رکوعاتھا ٧

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

الر ۚ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى

الٓر ۔ یہ کتاب ہم نے تیری طرف اسلئے اتاری ہے ، تاکہ تو لوگوں کو اُن کے پروردگار کے حکم سے اندھیروں

النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿١﴾ اللَّهِ الَّذِي

سے نور کی طرف نکال کر زبردست لائقِ حمد اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف لے جاؤ ۔ کہ اسی کا ہے جو

لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ لِلْكَافِرِينَ مِنْ

کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ اور کافروں کے لئے سخت عذاب کی وجہ

عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى

سے خرابی ہے ۔ جو (اس) دُنیا کی زندگانی سے آخرت سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں ۔

الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ

اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں ۔ اور اُس میں کجی ڈھونڈتے ہیں ۔

ف١ فللّٰہ المکر :-
تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ کے مکر سے مراد اُس کا عذاب ہے ۔
مترجم :- واضح ہو کہ علمِ بلاغت میں اس صفت کو "مشاکلۃ" کہتے ہیں ۔ کہ جس لفظ کو کفار کے لئے استعمال کیا ، اسی لفظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے استعمال کیا ۔ لیکن اپنے لئے جو لفظ مکر استعمال کیا اُسکے معنی عذاب ہیں ۔ نیز دیکھو ص٤٢، حاشیہ ٢ ، اور ص٢١٠ ، حاشیہ ٢ ۔

ع ٦ ١٣

ف٢ علم الکتٰب :-
تفسیر صافی ص٢٦٣ پر بحوالہ کافی ، اور الخرائج والجرائح اور تفسیر عیاشی ، امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف ہم کو مراد لیا ہے ۔ اور علی علیہ السلام ہم میں سے اوّل اور ہم میں سے افضل اور بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے بہتر ہیں ۔
احتجاجِ طبرسی میں ہے کہ کسی شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی سب سے بڑھی ہوئی تعریف کیا ہے ۔ آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد من عندہ علم الکتٰب سے ہم ہی ہیں ۔
المجالس میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس آیت کے معنی دریافت کئے گئے تھے ۔ تو فرمایا کہ یہ میرا بھائی علی ابن ابی طالب ہے ۔
تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ عبداللہ ابن سلام کا یہ گمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے قل کفیٰ باللّٰہ شہیدًا ... الخ یہ میرے بارے میں ہے ۔ آن حضرت نے فرمایا کہ وُہ جھوٹا ہے ، یہ تو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔

أُولٰٓئِكَ فِي ضَلٰلٍۢ بَعِيدٍ ۝٣ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا

یہ لوگ دُور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں ۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا ، مگر اسکی اپنی قوم کی زبان میں

بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ فَيُضِلُّ ٱللَّهُ مَن يَشَآءُ وَ

ہی (باتیں کرنے والا) تاکہ اُن کیلئے (احکام) کھول کھول کر بیان کرے ۔ پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہی کا حکم لگاتا ہے

يَهْدِى مَن يَشَآءُ ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ۝٤ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

اور جسے چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے ۔ اور وُہ زبردست بڑا حکمت والا ہے ۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو

مُوسَىٰ بِـَٔايٰتِنَآ أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ ٱلظُّلُمٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۝

اپنی نشانیاں دے کر بھیجا ۔ کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال ۔

وَذَكِّرْهُم بِأَيّٰىمِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ فِى ذٰلِكَ لَءَايٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

اور اُنھیں اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلا ؁ ۱ یقیناً اس میں ہر صبر کرنیوالے ؁ ۲ شکر گذار کے لئے کئی نشانیاں

شَكُورٍ ۝٥ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ

ہیں ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو (اس نے) تم

إِذْ أَنجٰىكُم مِّنْ ءَالِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ ٱلْعَذَابِ وَ

پر کی ۔ جبکہ اس نے تمھیں فرعون والوں سے نجات دی ، وُہ تمھیں بُرا عذاب چکھاتے تھے ۔ اور

يُذَبِّحُونَ أَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِى ذٰلِكُم بَلَآءٌ

تمھارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے ، اور تمھاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے ۔ اور اس میں تمھارے پروردگار کی طرف

مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝٦ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ

سے تمھاری بہت بڑی آزمائش تھی ۔ اور (وُہ وقت یاد کرو) جبکہ تمھارے پروردگار نے سُنا دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے

لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِى لَشَدِيدٌ ۝٧ وَقَالَ

تو ضرور میں تمھیں بڑھا دونگا ؁ ۳ اور اگر تم کفر کرو گے ؁ ۴ تو یقین جانو کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے ۔ اور موسیٰؑ نے

مُوسَىٰٓ إِن تَكْفُرُوٓا۟ أَنتُمْ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ

کہا ، اگر تم اور سب لوگ جو زمین پر (رہتے) ہیں ، کفر کرو (تو خدا کا کیا بگاڑ لو گے) ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

ٱللَّهَ لَغَنِىٌّ حَمِيدٌ ۝٨ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا۟ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ

بے نیاز اور حمد کے لائق ہے ۔ کیا تمھیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی ، جو تم سے پہلے

؁ ۱ بایام اللہ :-

تفسیر صافی ص ۲۶۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ایام اللہ سے تین دن مراد ہیں ، (۱) قائم آلِ محمد کے ظہور کا دن (۲) موت کا دن (۳) قیامت کا دن ۔

؁ ۲ صبّار :-

بڑا صبر کرنے والا ، بڑا تحمل کرنے والا ، بڑا قائم رہنے والا ، صَبْرٌ سے بروزن فَعَّالٌ مبالغہ صیغہ ہے ۔ راغب لکھتے ہیں کہ صبّار اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ اس میں ایک قسم کا تکلف اور مجاہدہ ہو ۔

سید مرتضیٰ زبیری لکھتے ہیں کہ صبر کے پانچ درجے بتلائے گئے ہیں ، صَابِرٌ ، مُصْطَبِرٌ ، مُتَصَبِّرٌ ، صَبُورٌ ، صَبَّارٌ ۔ سو صَابِرٌ تو ان سب میں عام ہے ۔ اور مُصْطَبِرٌ جو صبر کے حصول میں لگا ہو ، اور اُس میں مبتلا ہو ۔ اور مُتَصَبِّرٌ وُہ جو بقوت صبر سے کام لے ۔ اور اپنے آپ کو اس پر مجبور کرے ۔ اور صَبُورٌ جو بڑا صبر کرنے والا ہو کہ اُس کا صبر دوسروں سے بڑھ کر ہو ۔ اور صَبَّارٌ وُہ کہ جو بلا کا صابر ہو ۔ یہ مقدار اور کمیت کے اعتبار سے ہے ۔ اور صَبُورٌ وصف اور کیفیت کے لحاظ سے (مطلب یہ کہ صبر بن نہ آتا ہو مگر بزور اپنے کو آمادہ بصبر کیا جائے) ۔

؁ ۳ لازیدنکم :-

تفسیر صافی ص ۲۶۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اقرار کرے ۔ تو پیشتر اس کے کہ وُہ اپنی زبان سے شکر کا اظہار کرے ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت کی زیادتی کا مستحق ہو جاتا ہے ۔ اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی چھوٹی یا بڑی نعمت ایسی نہیں ہے کہ زبان سے الحمد للہ کہنے سے اُس کا شکر نہ ادا کیا جاتا ہو ۔

ع ۱ / ۶ / ۱۳

؁ ۴ ولئن کفرتم :-

تفسیر صافی ص ۲۶۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کفر کی تیسری صورت (منجملہ پانچ صورتوں کے) کُفرانِ نعمت ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (اگر تم کفر کرو گے تو یقین جانو کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے) ۔

نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِنۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ

نوح اور عاد اور ثمود کی قوم سے تھے ۔ اور جو اُن کے بعد ہوئے ، انھیں اللہ تعالیٰ کے سوا

إِلَّا اللَّهُ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَٰتِ فَرَدُّوٓا أَيْدِيَهُمْ فِىٓ

کوئی نہیں جانتا ۔ اُن کے پاس اُنکے رسول واضح دلیلیں لے کر آئے تھے ۔ پس انھوں نے اپنے ہاتھ ان (رسولوں)

أَفْوَٰهِهِمْ وَقَالُوٓا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ وَإِنَّا لَفِى

کے مونہوں میں ٹھونس دیے اور کہنے لگے کہ جو کچھ تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم یقیناً اُسکے منکر ہیں ۔ اور جس کی طرف تم

شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَآ إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٩﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِى اللَّهِ

ہمیں بلاتے ہو یقیناً ہم اُسکے متعلق سخت شک میں ہیں ۔ اُن کے رسولوں نے کہا کیا آسمانوں اور

شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم

زمین کے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے ۔ وہ تمھیں بلاتا ہے تاکہ تمھارے گناہوں کو

مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوٓا إِنْ

بخش دے ۔ اور ایک مقررہ وقت تک تمھیں مہلت دے ۔ وہ بولے نہیں ہو

أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ

تم مگر ہماری طرح کے آدمی ۔ تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیں اس چیز سے روکو ، جس کی ہمارے

يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ

باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے ۔ پس کوئی واضح حجت (معجزہ) لاؤ ۔ اُن کے رسولوں نے اُن سے کہا کہ

إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن

ہم نہیں ہیں مگر تمھارے ہی جیسے آدمی ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۖ وَمَا كَانَ لَنَآ أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَٰنٍ إِلَّا

احسان کرتا ہے ۔ اور ہماری یہ شان نہیں کہ ہم بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے تمھارے پاس کوئی حجت

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَمَا لَنَآ

(معجزہ) لائیں ۔ اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ۔ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے

أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَىٰنَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ

کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتے ۔ حالانکہ یقیناً اُس نے ہمیں ہمارے رستے دکھلائے ہیں ۔ اور جو اذیت تم نے ہمیں دی

مَا اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ

ہم اُس پر ضرور صبر کریں گے ۔ اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے ۔ اور ان لوگوں نے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ

جو کافر ہوئے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمھیں اپنے مُلک سے باہر نکال دیں گے ۔ یا ضرور تم ہماری ملّت

فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ

میں لوٹ آؤ گے ۔ پس اُنکے پروردگار نے اُن کی طرف وحی کی ، کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے ۔ اور

لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ

اُن کے بعد ضرور تمھیں زمین میں آباد کریں گے [1] یہ اس کیلئے ہے جو میرے حضور میں کھڑا ہونے

مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ

سے ڈرا ۔ اور میرے وعدۂ عذاب سے خوف زدہ ہوا ۔ اور وہ (پیغمبر) فتح کے طلبگار ہوئے ۔ اور ہر سرکش عناد رکھنیوالا

عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

نامراد ہوا [2] اُس کے آگے دوزخ ہے ، اور اُس کو پیپ کے پانی میں سے پلایا جائے گا ۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

وہ اُسے گھونٹ گھونٹ پئے گا ۔ اور اُسے وہ آسانی سے حلق میں نہ اتار سکے گا ۔ اور اُسے موت ہر طرف سے

مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

آئے گی ، حالانکہ وہ مرنے والا نہ ہوگا ۔ اور اُس کے پیچھے اور سخت عذاب ہوگا [3] ۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ

جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا اُن کے اعمال کی مثال اس راکھ کی مانند ہے [4] جس کو آندھی کے دن ہوا

الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ

نے شدت کرکے اُڑا دیا ہو ۔ جو کچھ انھوں نے کمایا ہوگا اُس میں سے کسی پر بھی وہ قدرت نہ رکھیں گے

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

یہی تو انتہا درجے کی گمراہی ہے ۔ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

حق کے ساتھ پیدا کیا ۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو مٹا ڈالے ، اور ایک نئی مخلوق

ع ٦

[1] من بعدھم :-

تفسیر صافی صفحہ ٢٦٣ پر بحوالہ تفسیر قمی ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً منقول ہے کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو اس طرح سے ایذا دے کہ اُس کا مکان لے لے ۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کا اپنا مکان اُسی پڑوسی کو دلوا دے گا ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث انہی لفظوں میں مروی ہے ۔

[2] جبارٍ عنید :-

تفسیر صافی صفحہ ٢٦٣ پر بحوالہ التوحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ہر وہ شخص جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے ۔ وہ جبار عنید ہے ۔

اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عنید کے معنی ہیں حق سے منہ پھیر لینے والا ۔

[3] عذابٌ غلیظ :-

تفسیر صافی صفحہ ٢٦٣ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس عذاب میں وہ پہلے مبتلا ہوں گے ۔ ہر وقت اس پر مزید عذاب کا اضافہ کیا جائے گا ۔

اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جدّ امجد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دوزخیوں کے پیٹوں میں جب تھوہر اور خار دار جھاڑی (ضریع) کھولتے ہوئے پانی کی طرح اُبال کھائیں گے ۔ تو وہ پانی مانگیں گے ، پس اُنھیں پیپ کا پانی پینے کو دیا جائے گا ۔

[4] اعمالھم کرماد :-

تفسیر صافی صفحہ ٢٦٣ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں نے جس قدر نیک اعمال کئے ہیں ۔ مثلاً صدقہ دینا ۔ خیرات کرنا ۔ صلہ رحمی کرنا ۔ غلام آزاد کرنا ۔ قرض اتار دینا ۔ قرض معاف کر دینا ۔ مظلوم کی فریاد رسی کرنا ۔ اُس کی تکلیف کم کر دینا ۔ اس کی تکلیف بالکل دفع کر دینا ۔ یہ سب بیکار ہوں گے ۔ اس لئے کہ اُن کی بنیاد معرفت خدا پر نہیں ہوگی ۔

جَدِيدٍ ﴿۱۹﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِيعًا

لے آئے ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی دشوار نہیں ۔ اور وہ سب خدا کے حضور میں نکل کر جمع ہوں گے

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

پھر وہ لوگ جو کمزور کر دیئے گئے تھے ان لوگوں سے کہیں گے جنھوں نے بڑائی چاہی تھی ۵۱ کہ یقیناً ہم تمہارے ہی پیرو کار رہے تھے

اَنْتُمْ مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوا لَوْ هَدٰىنَا

پس کیا تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہم سے کچھ بھی کفایت کرنے والے ہو سکتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ تعالےٰ نے

اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ

(بچاؤ کا) راستہ بتایا تو ہم تمھیں بھی بتا دیں گے ۔ اب تو برابر ہے ہم پر خواہ ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ، ہمارے لئے بھاگنے

مَّحِيصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

کی کوئی جگہ نہیں ہے ۔ اور جب سب امور کا فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا

وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا ، پھر میں نے تم سے وعدہ خلافی کی ۔ اور میرا تم پر کوئی زور نہ تھا

سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُومُونِيْ وَ

سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا ۔ پس تم مجھے ملامت نہ کرو ۔ اور

لُومُوٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ

اپنے آپ کو ہی ملامت کرو ۔ نہ میں تمھارا فریاد رس ہوں ، اور نہ تم میرے فریاد رس ہو ۔

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِينَ لَهُمْ

جس کا تم نے مجھے شریک بنایا تھا میں تو اس کا پہلے ہی سے منکر تھا ۵۲ یقیناً جو ظالم ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دردناک عذاب ہے ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل نیک کئے ، وہ ایسی جنتوں میں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ

داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ۔

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

اس میں آپس کی ملاقات کی دعا سلام علیکم ہوگی ۔ کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالےٰ نے پاک کلمے کی مثال کیسی دی

ع ۳ / ۹ / ۱۵

۵۱ استکبروا :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۶۴ پر بحوالہ مصباح المتہجد لکھا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطبۂ غدیریہ میں اسی آیت کو تلاوت فرمانے کے بعد حاضرین سے سوال کیا کہ تم جانتے ہو استکبار کے کیا معنے ہیں ؟ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ، اسکی اطاعت نہ کرنا ۔ اور جس کی پیروی کی تاکید کی گئی ہے اُس سے اعلیٰ بن بیٹھنا ۔

۵۲ کفرتُ :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۶۵ پر بحوالہ التوحید جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے اور بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر سے مراد برّیت ہے یعنی علیحدہ ہو جانا ۔

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿٢٤﴾

ہے، کہ وہ ایک پاک درخت کی مانند ہے، اُسکی جڑ محکم ہے، اور اُس کی شاخ آسمان میں (پہنچی) ہے۔

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ

ہے ۱ہ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی سی

خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾

ہے، جسے زمین کے اوپر ہی اوپر سے جڑ سے اُکھاڑ لیا گیا ہو۔ اُسے کوئی قرار ہی نہ ہو۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جو لوگ ایمان لائے اُن کو اللہ تعالیٰ دُنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں قول محکم کی وجہ سے

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ قف وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا

ثابت قدم رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا

يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ

ہے۔ کیا تو نے اُن لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا

اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ

اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اُتار دیا ۵۲۔ وہ سب اُس میں جائیں گے، اور وہ بہت ہی بُرا

الْقَرَارُ ﴿٢٩﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ

ٹھکانا ہے۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے کچھ شریک قرار دیئے۔ تاکہ وہ (لوگوں کو) اُسکی راہ سے بھٹکائیں۔ کہہ دو

تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿٣٠﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کہ (عارضی) فائدہ اٹھالو۔ پھر یقیناً تمھاری بازگشت (دوزخ کی) آگ کی طرف ہی ہے۔ میرے ان بندوں کو جو ایمان لاچکے کہہ دو

يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

کہ وہ نماز قائم کرتے رہیں اور جو روزی ہم نے انھیں دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور کھلم کھلا (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہیں۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ اَللّٰهُ

بیشتر اسکے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو کوئی بیع ہوگی، اور نہ دوستی کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے

ع ٤ / ١٦

لہ یضرب اللہ الامثال:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۶۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دونوں مثالیں یعنی شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کرام اور اُن کے دشمنوں کے متعلق ہیں۔

اور کافی میں ہے کہ اس آیت میں شجرہ کا مطلب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ یہاں وہ درخت مراد ہے جس کی جڑ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تنہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور شاخیں آئمہ علیہم السلام ہیں۔ جو ان ہر دو بزرگواروں کی ذریت ہیں۔ آئمہ علیہم السلام کا علم اس درخت کا پھل ہے۔ اور ان حضرات کے شیعہ مومنین اس درخت کے پتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جب کوئی مومن پیدا ہوتا ہے تو اس درخت میں ایک پتہ لگ جاتا ہے، اور جب کوئی مومن مرجاتا ہے تو اُس کا ایک پتہ گر جاتا ہے۔

اور الاکمال میں ہے کہ حضرت امام حسن اور حسین علیہما السلام اس کے پھل ہیں۔ اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے نو امام اس کی شاخیں ہیں۔

اور معانی الاخبار میں ہے کہ اس درخت کی شاخ جناب فاطمۃ الزہرا ہیں۔ اور آپ کی اولاد اس کا پھل ہیں۔ اور آپ کے شیعہ (ماننے والے) اس کے پتے ہیں ؂

۵۲ البوار:-

ہلاکت مصدر ہے۔ اصل میں تو بوار کے معنی زیادہ کھوٹے ہونے کے ہیں۔ اور چونکہ کسی چیز میں زیادہ کھوٹ کا پایا جانا اس کی ہلاکت اور فساد کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے بوار کا استعمال ہلاکت کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے ؂

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۵)

اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے پانی اتارا۔

فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

پھر اس نے اُس کے ذریعہ سے تمہاری روزی کیلئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتی کو تمہارے تابع کر دیا۔

لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ

تاکہ وہ اُسکے حکم سے سمندر میں چلتی رہے۔ اور نہروں کو تمہارے بس میں کر دیا۔ اور تمہارے لئے سورج

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ

اور چاند دونوں ہمیشہ چلنے والوں کو کام میں لگا دیا۔ اور رات اور دن کو تمہارے لئے مطیع کر دیا۔ اور پھر ہر چیز سے

مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

جو کچھ تم نے اُس سے مانگا اُس نے تمہیں وہی کچھ دے دیا۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گنو تو تم اس کا احاطہ نہ کر سکو گے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ

بیشک انسان بالضرور بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے کہا اے میرے پروردگار

هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

یہ شہر امن و امان والا قرار دے۔ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے بچائے رکھ کہ ہم بتوں کی عبادت کریں لہ

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ

اے میرے پروردگار! یقیناً انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ

مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ

سے ہے ۲ہ اور جس نے میری نافرمانی کی تو بلاشک تو بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنیوالا ہے۔ اے میرے پروردگار بیشک

اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ

میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے نزدیک ایسی وادی میں آباد کیا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی۔

رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ

تاکہ اے ہمارے پروردگار! وہ نماز قائم کرتے رہیں۔ پس کچھ لوگوں کے دل ۳ہ اُن کی طرف مائل کر دے لہ

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ

اور انھیں پھلوں میں سے رزق عطا کر، تاکہ وہ شکر کرتے رہیں۔ اے ہمارے پروردگار! یقیناً تو جانتا ہے

لہ ان نعبد الاصنام:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۶۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور ان سے کچھ پوچھا آپ نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں۔ تو یقیناً آپ بت پرستوں کی اولاد میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں لا کر آباد کریں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور خدا سے عرض کیا: رب اجعل ھذا البلد اٰمنًا واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام ۝ پس اولادِ اسماعیلؑ میں سے کسی نے بت نہیں پوجا۔ ہاں عرب ضرور بت پرست تھے اور اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام میں سے جو کافر بھی ہو گئے۔ انھوں نے بھی یہی کہا: ھٰؤلاء شفعاءنا۔ (یہ بت ہمارے سفارشی ہیں)۔ مگر بت پوجے نہیں۔

ع ۵ ۱۷

احتجاجِ طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ فرمایا: لا ینال عھدی الظٰلمین ۝ جس کا یہ مطلب ہے کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ یعنی جو کچھ انبیاء اور اولیاء کے سپرد کیا جاتا ہے۔ وہ ان کو نہیں دیا جا سکتا۔ جو کفر اور شرک کی نجاست میں آلودہ ہو چکے ہوں۔ اسلئے کہ شرک کو خود اللہ تعالیٰ نے ظلم فرمایا ہے: ان الشرک لظلم عظیم ۝ (بیشک شرک بڑا ظلم ہے)۔ پس ابراہیمؑ جب یہ سمجھ گئے کہ امامت کا عہدہ بت پرست نہیں پا سکیں گے۔ تو انھوں نے خدا سے یہ دُعا کی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام ۝

اور آمالی میں جناب رسولِ خدا صلعم سے اسی روایت کے قریب قریب منقول ہے جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دُعا مجھ تک اور میرے بھائی علیؑ تک پہنچی کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک نے بھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا اور علیؑ کو وصی بنایا ؎

۲ہ فانہ منی:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۶۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہم سے محبت رکھے گا۔ وہ ہم اہلبیت میں سے شمار کیا جائے گا۔ اس پر عرض کیا گیا کہ کیا آپ اہلبیتؑ میں سے؟ فرمایا: ہاں! ہم میں سے۔ کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کا قول نہیں سُنا: فمن تبعنی فانہ منی ؎

لمترجم:- اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا: السلمان منا اھل البیت۔ تو اس منا کہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کہنے والے کی نسل میں داخل ہو جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اُن کا پورا پورا تابعدار اور اُن کے گروہ میں شمار ہوتا ہے ؎

۳ہ من الناس:- تفسیر صافی صفحہ ۲۶۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کل آدمی مُراد نہیں لئے بلکہ اس سے مراد تم (محبانِ اہلبیت) ہو۔ اور وہ بھی جو تم جیسے ہوں۔ تم لوگوں کی مثال عام لوگوں میں ایسی ہی ہے جیسے کالے بیل کی جلد پر کچھ سفید بال ہوں۔ لوگوں پر لازم ہے کہ کعبۃ اللہ کا حج بجا لائیں۔ اور بوجہ اسکے کہ خدا نے اس کو عظمت ٭

٭ دی ہے۔ تاکہ لوگ اس کی عظمت کریں۔ اور بعض حج بیت اللہ کے بعد ہم اہلبیت سے ملاقات کریں اور ہمیں اپنی محبت کا یقین دلائیں ... پہنچانے والے ہم ہیں ۔ (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

مَا نُخْفِىْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ فِى الْاَرْضِ

جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر نہ زمین میں کوئی چیز چھپی رہتی ہے

وَلَا فِى السَّمَآءِ ﴿٣٨﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ لِىْ عَلَى الْكِبَرِ

اور نہ آسمان میں۔ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ

اور اسحٰقؑ عطا کئے۔ یقیناً میرا پروردگار بالضرور دُعاء کو بہت سننے والا ہے۔ اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنیوالا

الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِىْ

قرار دے۔ اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے پروردگار! اور میری دُعاء قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب

وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ

قائم ہوگا (اس دن) مجھے اور میرے ماں باپ اور مومنوں کو (اپنی رحمت سے) ڈھانپ لے۔ اور جو اعمال ظالم لوگ

اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

کرتے ہیں تم اُن سے اللہ تعالیٰ کو غافل نہ سمجھو۔ سوا اسکے نہیں کہ وہ انھیں اس دن تک کیلئے ڈھیل دیتا ہے

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِىْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی[1] لوگ اپنے سروں کو اُٹھائے ہوئے بے تحاشہ دوڑتے ہوں گے۔ خود انکی اپنی طرف

اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ ؕ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ

بھی اُنکی نگاہ نہ پھرے گی۔ اور اُن کے دل اُڑے ہوئے ہوں گے۔ اور لوگوں کو اُس دن سے ڈرا (جس دن)

يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى

انھیں (اللہ تعالیٰ کا) عذاب آئے گا۔ پس جنھوں نے ظلم کیا ہوگا وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہمیں قریبی مدت تک

اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا

کیلئے ڈھیل دے (تاکہ) ہم تیری دعوت قبول کرلیں اور رسولوں کی پیروی کرلیں۔ (جواب دیا جائے گا) کیا تم پہلے سے ہی

اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ ۙ وَّسَكَنْتُمْ فِىْ

قسمیں نہ کھایا کرتے تھے کہ تمھیں کچھ زوال نہ ہوگا۔ اور تم نے اُن لوگوں کے

مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

مکانوں میں سکونت اختیار کی تھی جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ اور تم پر ظاہر ہوگیا کہ ہم نے انکے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا

ع ٧ / ١٨

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

٤ تھوی الیھم:۔

تفسیر صافی صفحہ ٢٦٦ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعض لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعاء بھی یہی تھی۔ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم۔

اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا مطلب بیت اللہ نہ تھا ورنہ آپ تھوی الیہ فرماتے۔ خدا کی قسم! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعاء کے مقصود ہم ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

١ تشخص:۔

وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھے گی۔ وہ کھلی رہے گی۔ وہ چڑھے گی۔ (فتح) شُخُوصٌ سے جس کے معنی آنکھوں کے کھلے رہنے۔ بغیر پلک جھپکنے۔ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے اور بلند ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ٢، صفحہ ١٢٥)

وَضَرَبۡنَا لَكُمُ الۡاَمۡثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدۡ مَكَرُوۡا مَكۡرَهُمۡ وَعِنۡدَ اللّٰهِ

اور ہم نے تمھارے لئے مثالیں بیان کردی تھیں ۔ اور یقیناً انھوں نے اپنی چال پوری پوری چلی ۔ حالانکہ انکی چال کی سزا

مَكۡرُهُمۡ ؕ وَاِنۡ كَانَ مَكۡرُهُمۡ لِتَزُوۡلَ مِنۡهُ الۡجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا

اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ۔ اگرچہ اُن کی چال ایسی تھی کہ اس سے پہاڑ بھی ہل جائیں ۔ پس اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ

تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ مُخۡلِفَ وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ ذُو

مت گمان کرو کہ اس نے جو وعدے اپنے رسولوں سے کئے ہیں وہ اُنکے خلاف کرنیوالا ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست

انۡتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ ؕ يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ

بدلہ لینے والا ہے ۔ جس دن یہ زمین کسی دوسری زمین سے بدل دی جائے گی ف۱ اور سب آسمان بھی (دوسرے آسمانوں سے)

وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ

اور سب زبردست خدائے واحد کے حضور میں نکل کھڑے ہونگے ۔ اور تم اس دن مجرموں کو طوقوں میں

مُّقَرَّنِيۡنَ فِى الۡاَصۡفَادِ ﴿٤٩﴾ ۚ سَرَابِيۡلُهُمۡ مِّنۡ قَطِرَانٍ وَّتَغۡشٰى

جکڑا ہوا دیکھو گے ف۲ اُن کے کُرتے ف۳ تارکول کے ہوں گے ۔ اور اُن کے

وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ ۙ لِيَجۡزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ ؕ اِنَّ

چہروں کو آگ ڈھانپ لے گی ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کئے کا بدلہ دے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنۡذَرُوۡا بِهٖ

جلد حساب لینے والا ہے ۔ یہ (قرآن) لوگوں کے واسطے کافی اطلاع ہے ۔ اور اسلئے بھی کہ وہ اُسکے ذریعے سے ڈرائے

وَلِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿٥٢﴾

جائیں اور اس غرض سے بھی کہ وہ جان لیں کہ سوا اسکے نہیں کہ وہی ایک معبود ہے اور اسلئے بھی کہ صاحبانِ عقل اس سے نصیحت حاصل کریں ۔

آیاتہا ٩٩ — سُوۡرَةُ الۡحِجۡرِ مَكِّيَّةٌ — ٦ رکوعاتہا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

الٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَقُرۡاٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿١﴾

الٓرٰ ۔ یہ کتاب اور واضح قرآن کی آیتیں ہیں ۔

ف۱ یوم تبدل الارض :-
تفسیر صافی ص۲۶۲ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ زمین ایسی زمین سے بدل دی جائے گی ۔ جس پر گناہ نہ کئے گئے ہوں گے ۔ اور جس پر نہ پہاڑ ہوں گے نہ نباتات ۔ جیسی کہ یہ ابتداء میں بنائی گئی تھی ۔

ف۲ اصفادٌ :-
زنجیریں ۔ بیڑیاں ۔ صَفَدٌ اور صِفَادٌ کی جمع ۔ جس کے معنی بیڑی اور زنجیر کے ہیں ۔
(لغات القرآن نعمانی ، جلد ۱ ، ص۱۵)

ف۳ سرابیلھم :-
اُن کے کُرتے ۔ اُن کے پیرہن ۔ سَرَابِیۡلُ مضاف ھُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۔ (لغات القرآن نعمانی ، جلد ۳ ، ص۲۰۲)

ع ١١ ١٥

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وُہ بہت وقت خواہش کریں گے کہ کاش وُہ مسلمان ہوتے ۔ (اے رسولؐ) انھیں چھوڑ دو

يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ وَ

یہ کھائیں (پئیں) اور دُنیا کا فائدہ اُٹھائیں ۔ اور اُنھیں اُمید کھیل تماشہ میں لگائے رکھے ل۵ پھر عنقریب وُہ (اسکا نتیجہ) جان لینگے

مَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ

اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا ، مگر یہ کہ اُس کیلئے ایک تحریر جانی بوجھی ہوئی ہے (کہ) کوئی اُمت

مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي

اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ پیچھے رہتی ہے ۔ اور اُنھوں نے کہا کہ اے وُہ شخص جس پر کہ

نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ

ذکر (قرآن) نازل کیا گیا ہے ، یقیناً تو ضرور ہی دیوانہ ہے ۔ اگر تم سچوں میں سے ہوتے تو ہمارے

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ

پاس فرشتے لے کر کیوں نہ آتے ۔ (حالانکہ) ہم نہیں نازل کرتے فرشتے مگر حق کے ساتھ ۔

وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ﴿٨﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ

اور اس وقت انھیں (کافروں کو) مہلت نہیں دی جاتی ۔ یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی خود

لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٠﴾

اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں ۔ اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے بھی پہلے لوگوں کے گروہوں میں رسول بھیجے تھے ۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١١﴾ كَذَٰلِكَ

اور اُنکے پاس کوئی رسول نہ آیا ، مگر یہ کہ وہ لوگ اس سے ہنسی مذاق کرتے رہے تھے ۔ اسی طرح

نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٢﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ

اس (قرآن) کو مجرموں کے دلوں میں ڈالتے ہیں ۔ مگر وُہ اس پر ایمان نہیں لاتے ۔ اور یہی طریقہ

خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ

پہلے لوگوں کا تھا جو گذر گیا ہے ۔ اور اگر ہم اُن پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیتے ، اور

فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿١٤﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ

وُہ اُس پر چڑھتے جاتے ۔ تو بھی وُہ یہی کہتے کہ سوا اسکے نہیں کہ ہماری آنکھیں بند کر دی گئی ہیں بلکہ

ل۵ یلھھم الامل :-

تفسیر صافی صفحہ ٢٦٩ پر بحوالہ کافی جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے تمھارے متعلق دو باتوں کا اندیشہ ہے ۔ خواہش نفس کی پیروی اور جھوٹی اُمیدیں باندھ لینا ۔ خواہش نفس کی پیروی تو حق سے باز رکھتی ہے ۔ اور جھوٹی اُمیدوں کا باندھنا آخرت کو بھلا دیتا ہے ۔

آپؑ سے ہی یہ منقول ہے کہ بندہ جتنا اپنی اُمید کو بڑھاتا ہے اتنی ہی بدعملی کرتا ہے ۔

اور آپؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر بندہ اپنی اجل کو دیکھتا ہوتا اور اُسے اس بات کا پتہ لگ جاتا کہ وُہ کس تیزی سے اُس کی طرف آ رہی ہے ، تو وُہ دنیا طلبی کے متعلق کسی کام کے کرنے کو پسند نہ کرتا ۔

نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا

ہم وُہ لوگ ہیں جن پر جادُو کر دیا گیا ہے۔ اور یقیناً ہم نے آسمان میں بُرج مقرر کئے ہیں ؎۱

وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٦﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿١٧﴾

اور اُسے دیکھنے والوں کیلئے زینت دی۔ اور ہم نے ہر مردود شیطان سے اُسکی حفاظت کی ہے۔

اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَالْاَرْضَ

مگر جو چوری سے سُن لے تو اُس کا پیچھا ایک چمکتا ہُوا ستارہ کرتا ہے ؎۲۔ اور زمین ہم نے

مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ

پھیلا دی، اور ہم نے اُس میں پہاڑ ڈال دیئے۔ اور ہم نے اُس میں ہر مناسب چیز

شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿١٩﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ

اُگا دی۔ اور ہم نے اس میں تمھارے لئے سامانِ زندگی مقرر کر دیئے، اور اُن کیلئے بھی جنکے

لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا

تم رازق نہیں ہو۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر یہ کہ ہمارے پاس اس کے خزانے موجود ہیں۔ اور ہم اسے

نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢١﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا

ایک جانے بوجھے ہوئے اندازہ کے مطابق اُتارتے ہیں۔ اور ہم نے ایسی ہوائیں بھیجیں جو درختوں کو باردار اور بادلوں کو پرآب

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿٢٢﴾

کر دیں۔ پھر ہم نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر ہم نے تم کو وُہ پانی پلایا۔ حالانکہ تم اُس کے جمع کرنے والے نہیں۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

اور یقیناً ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں، اور ہم ہی وارث ہیں۔ اور یقیناً ہم نے تم میں سے

الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِنَّ

آگے بڑھنے والوں کو جان لیا۔ اور ہم نے پیچھے رہنے والوں کو (بھی) جان لیا۔ اور بیشک

رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

تیرا رب اُن کو اکٹھا کرے گا۔ یقیناً وُہ بڑا حکمت والا بہت جاننے والا ہے۔ اور یقیناً ہم نے انسان کو

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَآنَّ

سڑے ہوئے کیچڑ کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ اور جنّوں کو ہم نے

ع ١٥ / ١

؎۱ بروجاً:۔
تفسیرِ صافی ص۲۶۹ پر بحوالہ تفسیر قمی، امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ برج ستاروں کے جھنڈ ہیں۔ فصل ربیع اور موسم گرما کے برج یہ ہیں: حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ۔ فصل خریف اور موسم سرما کے برج یہ ہیں: میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔

لمترجم:۔ علم الافلاک کے ماہرین نے برسوں کے مطالعہ کے بعد آسمان کو بارہ حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصّہ کا نام ایک ایک برج ہے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ چند ستارے ایک خاص شکل پر ہی رہتے ہیں۔ اُنھوں نے شکلوں کے ناموں پر برجوں کے نام رکھ دیئے۔ مثلاً پہلا برج مینڈھے کی شکل کا ہے۔ اس کا نام حمل رکھ دیا۔ دُوسرے کی شکل بیل سے ملتی ہے اس کا نام ثور رکھ دیا۔ اِسی طرح باقی برجوں کے نام ہیں۔

ایک شاعر نے ان بارہ برجوں کو ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔ چنانچہ وُہ کہتا ہے ؎

بر جہار آسماں دیدم کہ سر آوردہ اند
جملہ در تسبیح و در تہلیل حیٌّ لا یموت
چوں حمل چوں ثور چوں جوزا چوں سرطان و اسد
سنبلہ میزان و عقرب قوس و جدی و دلو و حوت

سورج ہر مہینہ ایک ایک برج میں ٹھہرتا ہے ہر سال عموماً ۲۱۔ مارچ کو سورج برج حمل میں داخل ہوتا ہے۔ یہی دن نوروز کہلاتا ہے۔ اور جس وقت داخل ہوتا ہے اُسے وقتِ تحویل کہتے ہیں۔ اُس وقت کے کچھ مخصوص اعمال ہیں، جو کتب فقہ سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

؎۲ شهابٌ مّبینٌ:۔
تفسیرِ صافی ص۲۶۹ پر ہے کہ شہابٌ مّبینٌ آگ کا ایک چمکتا ہوا شعلہ ہوتا ہے، جو ستاروں سے ٹوٹ کر الگ ہو جاتا ہے۔

ع ١٠ / ٢

المجالس میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابلیس ساتوں آسمانوں تک چڑھ جایا کرتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُس کا تین آسمانوں پر جانا بند کر دیا گیا۔ وُہ صرف چار آسمان تک جا سکتا تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو تمام آسمانوں پر اُس کا جانا بند کر دیا گیا۔ اور شیطانوں پر شہاب ثاقب برسائے گئے۔ قریش نے کہا کہ جس قیامت کا ذکر ہم کتابوں میں پڑھا کرتے تھے وُہ قائم ہو گئی۔ عمرو بن امیّہ نے جو ایام جاہلیت کا نجومی تھا کہا کہ فلاں ستارے کی طرف دیکھو جس سے گرمی اور سردی کے موسموں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ اگر اُسکے ساتھ پتھراؤ کیا گیا تو پھر خیر نہیں۔ اور اگر وُہ اپنے مقام پر قائم رہا تو کوئی واقعہ رونما ہو گا — اور تفسیر قمی میں ہے کہ شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش سے قبل آسمان پر جایا کرتے تھے۔ پھر اُس نے عمرو بن امیّہ کا واقعہ لکھا ہے لیکن اس واقعہ کی نسبت ولید بن مغیرہ سے دی ہے۔ پھر کہا ہے کہ مکّہ میں ایک یہودی رہتا تھا جسے یوسف کہتے تھے اُس نے جب ستاروں کو آسمان میں چلتے اور حرکت کرتے دیکھا تو اپنے گھر سے نکل کر قبیلۂ قریش کے جمع ہونے کی جگہ آیا اور کہا کہ اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی بچّہ پیدا ہُوا ہے، وُہ بولے نہیں! اُس نے کہا مجھے توریت کی قسم! تم غلطی کرتے ہو۔ ضرور آج کی رات آخر النبیّینؐ اور افضل المرسلین پیدا ہُوا ہے۔ جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ جب وُہ پیدا ہو گا شیطانوں پر * آسمان کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے [illegible]

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ

پہلے نہایت تیز آگ سے پیدا کیا تھا۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تیرے پروردگار نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٨﴾

فرشتوں سے کہا کہ بیشک میں سڑے ہوئے کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں۔

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٢٩﴾

پس جب میں اسے درست بنالوں اور اس میں اپنی ذرہ سی روح پھونک دوں لہ پھر تم سب اسکی طرف سجدہ کرتے ہوئے گر جانا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰٓى اَنْ

پس سب فرشتوں نے اُسے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے (کہ) اس نے سجدہ کرنیوالوں

يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ

کے ساتھ ہونے سے انکار کردیا۔ (خدا نے) کہا اے ابلیس تجھے کیا ہوگیا، کہ تو سجدہ کرنیوالوں

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ

کے ساتھ نہیں ہوا۔ وہ بولا کہ میں ایسا نہ تھا کہ ایسے بشر کو سجدہ کرتا جس کو تو نے سڑے ہوئے

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا

کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔ (خدا نے) کہا پھر تو اس (جگہ) سے نکل جا،

فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾

یقیناً تو مردود ہے۔ اور بیشک تجھ پر بدلہ کے دن تک لعنت پڑتی رہے گی۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

وہ بولا اے میرے پروردگار پھر تو مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ لوگ (زندہ کرکے) اُٹھائے جائیں گے۔ (خدا نے) کہا کہ بیشک

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ

تو ان میں سے ہے جنھیں ایک جانے بوجھے وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے لعہ وہ بولا اے میرے پروردگار اس وجہ سے

اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ

کہ تو نے مجھے ناامید کردیا، میں بھی ان کیلئے زمین میں (خدا کی نافرمانی کو) اچھا کرکے دکھاؤں گا۔ اور ضرور میں ان سب کو راہ راست

اَجْمَعِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا

سے) بھکادوں گا۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں سے مخلص ہیں۔ (خدا نے) کہا: یہی

لہ من روحی :-

تفسیر صافی ص۲۷ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ یہ روح کا پھونکنا کس طرح ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ روح مثل ریح یعنی ہوا ایک متحرک چیز ہے اور اُسکو روح اسلئے کہتے ہیں کہ اس کا نام لفظ ریح سے مشتق ہے اور روح اور ریح ہم جنس ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو اُسے اپنی ذات کی طرف مضاف کیا ہے، اُسکی وجہ یہ ہے کہ دوسری روحوں میں سے اُسے برگزیدہ کرلیا تھا جیسا کہ اور مکانوں سے ایک مکان (کعبہ) کو برگزیدہ کرلیا اور اس کو بیتی کہا، یعنی میرا گھر۔ یا رسولوں میں سے ایک رسول کو برگزیدہ کرلیا اور کہا خلیلی یعنی میرا حبیب۔ اس قسم کی سب چیزیں اُسکی پیدا کی ہوئی، اُسکی بنائی ہوئی اور اُس کی ایجاد کی ہوئی ہیں۔ وہی اُن کی تربیت کرتا ہے۔ اور وہی اُن کی تدبیر فرماتا ہے ؂

قول صاحب تفسیر صافی :-

روح اولاً بخار لطیف سے تعلق پکڑتی ہے جو قلب سے اُٹھتے ہیں۔ اور اُن پر قوت حیوانی پھیل جاتی ہے۔ پھر اُسے شریانوں کے خلاؤں میں سے لئے ہوئے بدن کی گہرائیوں میں جاری ہوجاتی ہے۔ اسکا تعلق بدن سے پھونک کے ذریعہ ہونا مثال کے طور پر ہے۔ کیونکہ یہی زندگی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ روح عالم مواد سے نہیں ہوتی بلکہ عالم ملکوت کی چیز ہے۔ اور بدن اُس کیلئے بمنزلہ چھلکے یا غلاف کے ہوتا ہے۔ اور یہ اس پر غالب ہوتی ہے۔ کیونکہ بدن کی زندگی روح ہی کے سبب سے ہوتی ہے۔ اور روح ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ثم انشانٰہ خلقًا اٰخر" جسکا مطلب یہ ہے کہ روح دوسری قسم کی مخلوق ہے جو عام مخلوق سے نہیں ملتی۔

لمترجم :- کمیل ابن زیاد کی حدیث میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے روح کے کل اقسام تفصیلاً بیان فرمائے ہیں ؂

لعہ الوقت المعلوم :-

تفسیر صافی ص۲۷ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس دن کے متعلق دریافت کیا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ دن وہ دن ہے جس دن کل آدمی مبعوث کئے جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اُس دن تک کیلئے مہلت دے دی ہے۔ جس دن قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور فرمائیں گے۔ ظہور کے وقت وہ مسجد کوفہ میں ہوں گے۔ اور ابلیس سامنے آکر گھٹنوں کے بل بیٹھے گا۔ اور کہے گا کہ آج کے دن سے چھٹکارا نہیں معلوم ہوتا۔ پس وہ حضرتؑ اُس کی پیشانی پکڑکر اُس کی گردن ماردیں گے۔ پس یوم الوقت المعلوم یہ ہے ؂

صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ
سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک (پہنچتا) ہے۔ یقیناً (جو) میرے بندے ہیں، اُن پر تیرا کوئی زور نہیں

سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِينَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ
چلے گا۔ سوائے اُنکے جو گمراہ ہونیوالوں میں سے تیری پیروی کریں۔ اور یقیناً جہنم ان سب کی

لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوٰبٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ
وعدہ گاہ ہے۔ اُس کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ہر دروازہ کیلئے

مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿۴۴﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّعُيُونٍ ﴿۴۵﴾
ایک تقسیم شدہ حصہ ہے۔ یقیناً متقی لوگ باغوں اور چشموں (والے مقام) میں ہوں گے۔

اُدْخُلُوهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ
(اُن سے کہا جائے گا کہ) اس میں امن امان اور سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور اُنکے دلوں میں جو کینہ ہوگا ہم اسے نکال دیں

مِّنْ غِلٍّ إِخْوٰنًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِينَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا
گے[۱] وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی حیثیت سے تختوں پر بیٹھے ہونگے۔ اس میں اُن کو نہ تو کوئی تکلیف

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا
پہنچے گی۔ اور نہ وہ اُس سے نکالے جائیں گے۔ (اے رسولؐ) میرے بندوں کو اطلاع پہنچادو کہ یقیناً میں ہی

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۴۹﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿۵۰﴾
بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنیوالا ہوں۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی ایک دردناک عذاب ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ ﴿۵۱﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا
اور اُن کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کا قصہ سنادو۔ کہ جب وہ اُس کے پاس آئے تو اُنھوں نے سلام

سَلٰمًا ۭ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا
کیا۔ (ابراہیمؑ نے) کہا ہم یقیناً تم سے ڈرتے ہیں۔ وہ بولے تم نہ ڈرو، یقیناً ہم تمھیں ایک

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلٰى أَنْ مَّسَّنِيَ
بہت بڑے عالم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں[۲] اس نے کہا کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو جبکہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے پھر

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿۵۴﴾ قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ
تم مجھے کس بات کی خوشخبری دیتے ہو۔ وہ بولے ہم نے تمھیں سچی خوشخبری دی ہے۔ پس تو

ع ۳ / ۱۹ / ۳

۱ ونزعنا:۔
تفسیر صافی صـ۲۷۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم یہ تم لوگ ہو جنکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ونزعنا ما فی صدورھم"
اور ایک روایت میں ہے کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سوائے تمھارے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے۔
لمترجم:۔ یہاں مخاطبین سے مراد آپ کے شیعہ ہیں جنھوں نے اُن کی ولایت کو تسلیم کیا، اور اُن کے احکام کی پیروی کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُن کے حکم کے مطابق اُنھیں سے تمسک کیا۔

۲ بغلٰمٍ علیمٍ:۔
تفسیر صافی صـ۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ "غلام علیم" سے مراد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں، جو جناب ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا
نا امیدوں میں سے نہ ہو۔ اُس نے کہا اور گمراہوں کے سوا اور کون اپنے پروردگار کی رحمت سے نا امید ہوتا ہے
الضَّآلُّوْنَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٥٧﴾ قَالُوْٓا
(پھر) کہا اے (خدا کی طرف سے) بھیجے ہوؤ، تمھاری کیا مہم ہے۔ وہ بولے
اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا
کہ ہم یقیناً مجرموں کے گروہ کی طرف (عذاب دینے کیلئے) بھیجے گئے ہیں۔ سوائے آلِ لوط کے۔ یقیناً ہم
لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ
اُن سب کو نجات دیں گے۔ سوائے اُسکی بیوی کے (کیونکہ) ہم نے اندازہ لگالیا ہے۔ کہ یقیناً وہ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
پیچھے رہ جانیوالوں میں سے ہوگی۔ پس جب (خدا کے) بھیجے ہوئے آلِ لوط کے پاس آئے۔ (تو) اُس نے کہا یقیناً تم اجنبی
مُّنْكَرُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَ
گروہ (معلوم ہوتے) ہو۔ وہ بولے (ایسا نہیں ہے) بلکہ ہم تمھارے پاس وہ چیز لیکر آئے ہیں جس میں یہ شک کیا کرتے تھے
اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ
اور ہم تمھارے پاس حق لے کر آئے ہیں اور یقیناً ہم سچے ہیں۔ پس تو کچھ رات رہے اپنے اہل کو لے کر نکل
مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ
جا ۵۱ اور تو خود اُن کے پیچھے پیچھے چل۔ اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ اور جہاں
امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ
کا تمھیں حکم دیا گیا ہے وہاں چلے جاؤ۔ اور ہم نے اُس کی طرف اس امر کا قطعی فیصلہ (کہلا بھیجا) کہ
اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَجَاۗءَ اَهْلُ
صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ اور شہر کے رہنے والے خوشیاں
الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ ضَيْفِيْ فَلَا
مناتے ہوئے آپہنچے ۵۲ اُس نے کہا یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں، پس تم مجھے
تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ
رسوا نہ کرو۔ اور تم خدا سے ڈرو، اور مجھے ذلیل نہ کرو۔ وہ بولے کیا ہم نے تمھیں

ع

۵۱ من اللیل :-
تفسیر حقانی ص۲۷۳ پر ہے کہ "بقطع من
اللیل" سے مراد ہے آدھی رات گزرنے کے بعد۔
۵۲ اهل المدینة :-
تفسیر حقانی ص۲۷۳ پر ہے کہ مدینہ سے مراد شہر
سدوم ہے۔

عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾

جہانوں (کے لوگوں کے آنے) سے منع نہ کر دیا تھا لـه اُس (لوطؑ) نے (جواب میں) کہا یہ میری (قوم کی) لڑکیاں (نکاح کیلئے موجود) ہیں، اگر تم (نکاح)

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

کرنے والے ہو۔ (اے میرے حبیب) تیری جان کی قسم لـه یقیناً وہ اپنے نشے میں اندھے ہو رہے تھے۔ پس اُنھیں سورج نکلتے ہی

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

ایک چیخ نے آپکڑا۔ پھر ہم نے اُس (بستی) کو اوپر تلے کر دیا۔ اور ہم نے اُن

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

لوگوں پر کنکریلے پتھر برسائے۔ یقیناً اس (واقعہ) میں پہچان والوں کے لئے

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

نشانیاں ہیں لـه اور یقیناً وہ (بستی) ایک آباد سڑک پر ہے۔ یقیناً اس میں مومنوں کیلئے

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿٧٨﴾

ضرور ایک نشانی ہے۔ اور بن والے یقیناً ظالم تھے لـه

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٩﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ

پس ہم نے اُن سے بدلہ لیا، اور وہ دونوں (بستیاں) یقیناً کھلی سڑک پر ہیں۔ اور حجر والوں نے بھی

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا

یقیناً رسولوں کو جھٹلایا تھا لـه۔ اور ہم نے اُنھیں نشانیاں دی تھیں، پھر وہ ان سے

مُعْرِضِيْنَ ﴿٨١﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿٨٢﴾

روگرداں رہے۔ اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر امن والے مکان بنایا کرتے تھے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

پس اُنھیں صبح ہوتے ہی ایک چیخ نے آپکڑا۔ پھر جو کچھ وہ کیا کرتے تھے، اُن کے کچھ کام

يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

نہ آیا۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے حق کے ساتھ پیدا کیا

بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾

ہے۔ اور (قیامت کی) گھڑی یقیناً آنے والی ہے۔ پس تم خوبی کے ساتھ درگذر کرتے رہو۔

ع ۵ — ۱۹ — ۵ (وقف لازم)

لـه عن العلمين :-

تفسیر صافی ص۲۷۳ پر امام محمد باقر علیہ السلام کر منقول ہے کہ یہاں ممانعت سے مُراد یہ ہے کہ قوم لوط علیہ السلام نے حضرت لوطؑ کو منع کر دیا تھا کہ نہ وہ لوگوں کی مہمانی کریں اور نہ وہ لوگوں کو اپنے گھر میں اُتاریں۔

لـه لعمرك :-

تفسیر صافی ص۲۷۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں اے محمدؐ تیری جان کی قسم! اور اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح خطاب فرمانا انبیاء علیہم السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ثابت کرنا ہے۔

لـه للمتوسمين :-

تفسیر صافی ص۲۷۳ پر ہے کہ المتوسمین کے لفظی معنی ہیں بڑی فراست رکھنیوالے جن کی نظر ایسی ہو کہ کسی شے کی علامت سے اُسکی حقیقت کو پہچان لیں۔

کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی آیت: انّ فی ذٰلک لاٰیٰت للمتوسمین کے متعلق فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوسّم تھے۔ اور میں اُنکے بعد متوسّم ہوں۔ اور آئمہؑ جو میری اولاد میں ہوں گے سب متوسّم ہوں گے۔

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ متوسّمین سے مُراد آئمہؑ ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرتے رہو، کیونکہ وہ نورِ خدا کے ذریعہ سے دیکھ لیتا ہے۔

لـه اصحاب الايكة :-

تفسیر صافی ص۲۷۳ پر ہے کہ ایکہ کے معنی ایسا جنگل ہے جس میں درخت بہت گنجان ہوں۔ اور اصحاب الایکہ سے مُراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ ہیں، جو ایک جنگل میں رہتے تھے۔ اُن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث کئے گئے۔ لیکن اُنھوں نے اُنھیں جھٹلایا، تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب سائبان کی صورت میں نازل کیا۔ اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔

لـه اصحٰب الحجر :-

تفسیر صافی ص۲۷۳ پر ہے کہ حجر ایک وادی کا نام ہے جو مدینہ اور شام کے درمیان ہے۔ اور اصحٰب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے جو اس وادی میں آباد تھی۔ اور اُنھوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ

یقیناً تمہارا پروردگار ہی بڑا پیدا کرنیوالا بہت علم والا ہے۔ اور یقیناً ہم نے تمہیں سات دہرائی جانے والی (آیتیں)

الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا

(سورۂ فاتحہ) ؎۱ اور بڑی عظمت والا قرآن دیا ہے۔ اور ہم نے جو اُن (کافروں) میں سے کئی قسم کے لوگوں کو

مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ

(چند روزہ دنیاوی) نفع اُٹھانے کا سامان دے رکھا ہے تو اسکی طرف اپنی آنکھیں نہ پھیلا اور اُن (کی بے دینی) پر غم نہ کھا

جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾

اور اپنے بازو مومنوں کیلئے جھکائے رکھ۔ اور کہہ دے کہ یقیناً میں ایک کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ

(اور تم پر بھی عذاب نازل ہوگا) جیسا کہ ہم نے تقسیم کرنیوالوں پر اتارا، جنھوں نے قرآن کو پارہ پارہ (تقسیم)

عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوا

کردیا۔ پس تیرے پروردگار کی قسم ہم اُن سب سے ضرور پوچھیں گے۔ ان (اعمال) کے متعلق جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿٩٤﴾

کیا کرتے تھے۔ پس جو حکم تجھے دیا جاتا ہے وہ کھول کھول کر سنا دو ؎۲ اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔

إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٩٥﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللّٰهِ

یقیناً ہنسی کرنیوالوں کیلئے ہم تم کو کفایت کریں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔

إِلٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ

پھر عنقریب وہ (نتیجہ) جان لیں گے۔ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں اس

صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

سے تمہارا دل تنگ ہوجاتا ہے۔ پس تم اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کرو، اور (خدا کو) سجدہ کرنے

السّٰجِدِينَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ﴿٩٩﴾

والوں میں سے بنے رہو۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں یقینی بات (موت) آجائے۔

آیاتہا ١٢٨ — سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ — ١٦ رکوعاتہا

؎۱ سبعًا من المثانی:۔

تفسیر صافی ص۲۷۳ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔ اور اس سورہ کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ملا کر سات آیتیں ہیں۔ اور میں نے خود جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خطاب کرکے یہ فرمایا تھا: یا محمد ولقد اٰتینٰک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم: پس سورۂ فاتحہ کے عطا کرنے سے مجھ پر احسان خاص کیا اور اس کو قرآن عظیم کا مدمقابل قرار دیا۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورۂ حمد ہے جس کی سات آیتیں ہیں۔ اور مثانی اس کا نام اسلئے ہوا کہ یہ نماز کی دونوں رکعتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مثانی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کو عطا فرمائی وہ ہم ہیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے امام علیہ السلام کے اس قول کا یہ مطلب لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قرآن مجید کے ساتھ ملایا ہے۔ اور امت کو دونوں یعنی قرآن مجید اور ہمارے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ خبر بھی دے دی کہ حوضِ کوثر پر پہنچنے تک ہم دونوں جدا نہ ہوں گے۔

صاحب تفسیر صافی نے اس میں ایک لطیف نکتہ پیدا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سات فرمایا۔ غالباً اس اعتبار سے کہ چہاردہ معصومینؑ کے اسماء مبارک سات ہی ہیں۔ (یعنی محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ (علیہم السلام)) اصل اسماء مبارک یہی ہیں۔ باقی تین محمدؑ ہیں اور تین علیؑ اور ایک حسنؑ۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مثانی، ثناء سے مشتق ہو جسکے معنی تعریف کے ہیں۔ تو اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ ان سات ناموں کے حامل سب ممدوح و معروف ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مثانی تثنیہ سے مشتق ہو، تو اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن کا ثانی قرار دیا۔ اور ایک یہ کہ سبعًا من المثانی یعنی سات سے دوچند۔ گویا تعداد چہاردہ معصومینؑ بتلادی۔

ع ٦ ٢٠ ٦

؎۲ فاصدع بما تؤمر:۔

تفسیر صافی ص۲۷ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت نے آیہ مجیدہ ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا کو منسوخ کر دیا ۔۔۔ اکمال الدین میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ برس تک خائف اور مخفیہ رہے۔ امر رسالت کو علی الاعلان ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ صرف جناب امیر المؤمنینؑ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ پورا پورا ساتھ دینے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب جو کچھ تمہیں حکم دیا جاتا ہے اُس کا پورا پورا اظہار کرو۔ چنانچہ اُسی وقت سے اظہار کیا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(پڑھتا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

اَتٰۤى اَمۡرُ اللّٰهِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡهُ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ①

اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچا لہ پس تم اسکی جلدی نہ کرو جن چیزوں کو یہ (خدا کا) شریک قرار دیتے ہیں ان سے وہ پاک اور برتر ہے ۔

يُنَزِّلُ الۡمَلٰۤـئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ

وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے فرشتوں کو وحی کے ساتھ نازل کرتا ہے ۲ہ

عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ② خَلَقَ

تاکہ تم اُن کو ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔ پس تم مجھ سے ہی ڈرتے رہو ۔ اس (اللہ تعو)

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَـقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ③ خَلَقَ

نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ۔ جن چیزوں کو یہ (خدا کا) شریک قرار دیتے ہیں اُن سے وہ برتر ہے ۔ اُس نے

الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ④ وَالۡاَنۡعَامَ

انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہو گیا ۔ اور اُسی نے چوپائے

خَلَقَهَا ۚ لَـكُمۡ فِيۡهَا دِفۡ ءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ⑤ وَلَـكُمۡ

پیدا کئے ۔ اُس میں تمہارے لئے جاڑے کی پوشاک اور فائدے ہیں ۔ اور اُن میں سے تم کھاتے بھی ہو ۔ اور تمہارے

فِيۡهَا جَمَالٌ حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ وَحِيۡنَ تَسۡرَحُوۡنَ ⑥ وَتَحۡمِلُ

لئے اُن میں رونق ہے جب تم انھیں شام کو پھیر لاتے ہو ۔ اور جب تم انھیں چراتے ہو ۳ہ اور وہ تمہارے

اَثۡقَالَـكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ ؕ

بوجھوں کو اس شہر تک اٹھائے جاتے ہیں جہاں تک تم جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے ۔

اِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۙ ⑦ وَّالۡخَـيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ

یقیناً تمہارا پروردگار بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ اور (اُس نے) گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) ،

لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً ؕ وَيَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ⑧ وَعَلَى اللّٰهِ

تاکہ تم اُن پر سوار ہو ۔ اور (یہ تمہاری) سجاوٹ ہوں ۔ اور (وہ) ایسی چیزیں بھی پیدا کرتا رہے گا جنھیں تم نہیں جانتے ۴ہ اور اللہ تعالیٰ

قَصۡدُ السَّبِيۡلِ وَمِنۡهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ لَهَدٰٮكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ⑨

کے ذمہ ہے ٹھیک راستہ بتا دینا ۔ اور اُن میں بعض ٹیڑھے راستے ہیں ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو سبکو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ۔

لہ اتیٰ امر اللہ :-

تفسیر صافی ص۲۷۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا ۔ کہ ہم پر عذاب نازل کر دیجئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کے متعلق خبر دے چکا کہ وہ ہونے والا ہے ۔ تو گویا وہ ہو ہی گیا ۔

۲ہ الملئکۃ بالروح :-

تفسیر صافی ص۲۷۴ پر بحوالہ البصائر لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام تو وہ فرشتہ ہے جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا رہتا ہے ۔ اور روح وہ فرشتہ ہے جو ہر وقت انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کے ساتھ رہتا ہے ۔ کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتا ۔ اور یہی سبب ہے کہ انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام ہر بات کو ٹھیک ٹھیک سمجھتے ہیں ۔

۳ہ حین تسرحون :-

تفسیر صافی ص۲۷۵ پر ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جب شام کے وقت تم اُن کو چراگاہوں سے اُن کے تھانوں کی طرف لاتے ہو ۔ اور دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ صبح کے وقت جب تم اُنکے تھانوں سے چراگاہوں کی طرف لے جاتے ہو ۔ اُن کے لئے زینت انہی دو وقتوں میں ہوتی ہے ۔ اور دیکھنے والوں کی نظروں میں اُن کا اعتبار بڑھتا ہے ۔ اور شام کے وقت کو مقدم اسلئے رکھا کہ اس وقت کی رونق و شان زیادہ ہوتی ہے ۔ کیونکہ دودھ سے اُنکے تھن بھرے ہوئے ہوتے ہیں ۔ اور دن بھر کے چرنے چگنے سے پیٹ تنے ہوئے ۔

۴ہ یخلق ما لا تعلمون :-

تفسیر صافی ص۲۷۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ عجائبات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں پیدا کئے ہیں ۔

لہ مترجم :- جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُس زمانہ کے لوگ گھوڑے ، اونٹ گدھے اور خچر کے علاوہ کسی اور سواری سے واقف نہ تھے ۔ اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اُن لوگوں کو اس زمانہ کی عجیب و غریب سواریوں کا پتہ دیتا ۔ مثلاً موٹر کار ریل گاڑیاں ، بائیسکل ، موٹر سائیکل ، اسٹیمر ، بحری جہاز ، موٹر لانچ وغیرہ وغیرہ ، تو اُن کے دماغ انھیں سمجھ نہ سکتے ۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے صرف یہ فرمادیا کہ یخلق ما لا تعلمون ۔ کہ وہ ایسی ایسی سواریاں پیدا کرے گا جن کو تم اب نہیں جانتے ۔ ابھی تک تو صرف یہی سواریاں معلوم ہو سکی ہیں ۔ خدا جانے آئندہ زمانہ میں کس کس قسم کی سواریاں بنائی جائیں گی ، جنکے سامنے یہ آج کل کی سواریاں بھی ہیچ ہوں گی ۔ چنانچہ چاند ، مریخ اور زہرہ ستاروں تک پہنچنے کیلئے راکٹ اور سپٹنگ قسم کی سواریاں ایجاد ہو چکی ہیں ۔ اور ابھی نہیں معلوم کہ اور کیا کیا ایجاد ہوں گی ۔ ان سب سواریوں کا علم اس وقت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کوئی نہیں جانتا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک آیت و یخلق ما لا تعلمون میں مضمر کر دیا ۔

ع ۹ ۱ ۷

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ

وُہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی نازل کیا اسی میں سے پینے کا پانی ہوتا ہے اور اسی

شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝۱۰ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ

میں سے درخت ہوتے ہیں جن میں تم (مویشی) چراتے ہو۔ وُہ اس سے تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور

وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

کا درخت، اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کیلئے

لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَ

ایک نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

کو کام پر لگا دیا۔ اور سب ستارے اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا

جو عقل سے کام لیتے ہیں کئی نشانیاں ہیں۔ اور جو چیزیں اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کیں، جن کے رنگ

اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ۝۱۳ وَهُوَ

مختلف ہیں۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کیلئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں ایک نشانی ہے۔ اور (اللہ تعالیٰ) وُہی

الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا

ہے جس نے سمندر کو (تمہارے) بس میں کر دیا تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ اور اس سے

مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَی الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ

زیور (موتی وغیرہ) نکالو جو تم پہنتے ہو۔ اور تم کشتی کو دیکھتے ہو (کہ) وُہ اس (سمندر) میں پانی کو پھاڑنے والی ہے۔ اور

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۴ وَاَلْقٰی فِی

تاکہ تم اسکے فضل (رزق) کو اُسکے ذریعہ تلاش کرو، اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور اُس نے زمین میں

الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ

بوجھل پہاڑ ڈال دیئے تاکہ وُہ تمہیں لے کر جھک نہ جائے۔ اور اُس نے دریا اور راستے (بھی) بنا دیئے تاکہ

تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝۱۶ اَفَمَنْ

تم راہ پاؤ۔ اور بہت سی نشانیاں (بھی) اور ستارے سے بھی لوگ راہ پاتے ہیں لہ کیا وُہ جو

لہ وبالنجم :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۷۳ پر ہے کہ تفسیر مجمع البیان، کافی، تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں وارد ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ وُہ علامتیں جو اس آیت سے مراد ہیں ہم ہیں۔ اور وُہ النجم یعنی ستارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: النجم سے ستارہ جدی مراد ہے۔ اسلئے کہ وُہ ایسا ستارہ ہے جو ہمیشہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ قبلہ کی شناخت اسی کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اور خشکی و تری کے چلنے والے اسی کے ذریعہ سے منزلِ مقصود کی راہ پالیتے ہیں۔

لمترجم :- جدی ستارہ سے قطب تارہ مراد ہے، جو ظاہری نظروں میں ایک ہی جگہ پر قائم رہتا ہے، حالانکہ وُہ بھی حرکت کرتا ہے، لیکن اسکی حرکت اتنی خفیف ہوتی ہے کہ ہماری آنکھوں کو معلوم نہیں ہوتی۔ علمائے ہیئت کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ ستارہ ہمارے نظام شمسی کا نہیں بلکہ کسی اور نظام سے تعلق رکھتا ہے۔

واللہ اعلم

يَخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۗ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٧﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا

پیدا کرتا ہے اُسکے مانند ہوسکتا ہے جو پیدا نہیں کرسکتا، پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ

کو گننے لگو تو تم احاطہ نہ کرسکو گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور جو کچھ تم چھپاتے

يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ کوئی

اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ

چیز پیدا نہیں کرسکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ مُردے ہیں، زندہ نہیں

اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

ہیں۔ اور وہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ (دوبارہ زندہ کرکے) کب اٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود یکتا معبود ہے۔

فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

پس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اُن کے دل (حق کا) انکار کرنے والے ہیں۔ اور وہ خود

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

تکبر کرنے والے ہیں۔ بلاشک یہ ضروری ہے کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ

يُعْلِنُوْنَ ۗ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

اُسے جانتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جب انھیں یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارے

مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْٓا

پروردگار نے یہ کیا نازل کیا ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ (اس کہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ قیامت

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ

کے دن اپنے (گناہوں کے) پورے پورے بوجھ اٹھائیں گے۔ اور جن لوگوں کو انھوں نے بغیر جانے بوجھے گمراہ کیا۔ اُنکے بوجھوں

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ

میں سے بھی کچھ حصہ اٹھائیں گے آگاہ ہو جاؤ کہ کیا ہی برا بوجھ ہوگا جو یہ اٹھائیں گے۔ جو لوگ اُن سے پہلے تھے یقیناً وہ چال

قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ

چلے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی (مکاری کی) عمارت کو بنیادوں سے آلیا۔ پھر اُن کے اوپر سے ۵ل

ع ۲ ۱۳ ۸

ع ۳ ۱۴ ۹

۵ل فخر علیہم السقف:۔
تفسیر صافی ص۲۷۰ پر ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تفصیل بیان کی ہے کہ مخالفین کے مکر کی کس طرح بیخ کنی کردی گئی۔ اور مطلب یہ ہے کہ انھوں نے خدا کے ساتھ مکر کرنے کے کئی منصوبے باندھے، اور خداوند تعالیٰ نے اُن کی ہلاکت انہی منصوبوں میں قرار دے دی۔ گویا ان کی کیفیت اُن لوگوں کی طرح ہوگئی جنھوں نے ایک عمارت بنائی اور اُسے کئی ستونوں سے مضبوط کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عذاب ستون ہی کی تہ میں بھیجا کہ وہ متزلزل ہوگئے۔ اور وہی چھت اُن پر آپڑی، اور وہ ہلاک ہوگئے ؁

السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

ان پر چھت گر پڑی ۔ اور (اللہ تعالیٰ) کا عذاب اُن پر اس طرح سے آیا تھا کہ وہ

يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ

سمجھتے ہی نہ تھے ۔ پھر قیامت کے دن (اللہ) اُنھیں رُسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے وُہ شریک

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

کہاں ہیں جنکے متعلق تم (مومنین سے) دشمنی کیا کرتے تھے ۔ جن کو علم دیا گیا تھا وُہ کہیں

الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾ الَّذِيْنَ

گے ؎۱ کہ یقیناً آج کے دن کی رُسوائی اور بُرائی کافروں کے لئے ہے ۔ جن کو فرشتے (دُنیا سے) اِس

تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا

حالت میں اُٹھائیں گے کہ وُہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں گے ۔ پھر وُہ صلح کے خواستگار ہوں گے ۔

كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ

(اور یہ کہیں گے) کہ ہم تو کوئی بُرائی نہ کیا کرتے تھے ۔ ہاں جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ اُسے خوب

تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ

جاننے والا ہے ۔ پس تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ۔ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہو ۔ پس تکبر کرنیوالوں

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

کا ٹھکانا بہت ہی بُرا ہے ۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں اُن سے کہا جاتا ہے کہ تمھارے پروردگار نے کیا نازل

رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ

کیا ہے ۔ وُہ کہتے ہیں خیر (نازل کی ہے) وُہ لوگ جو نیکی کرتے ہیں اُن کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے

وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

اور آخرت کا گھر یقیناً بہتر ہے ۔ اور پرہیزگاروں کا گھر کیا ہی عمدہ ہے ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ

يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ

جن میں وُہ داخل ہونگے ، اُن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔ جو کچھ وُہ چاہیں گے اُن کیلئے اس میں موجود ہوگا ۔

كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دے گا ؎۲ جن کو فرشتے (دُنیا سے) اس حالت میں اٹھائیں گے کہ وُہ

؎۱ اوتوا العلم :-

تفسیر صافی ص۲۷۶ پر ہے کہ اوتوا العلم سے مُراد انبیاءؑ اور علماء ہیں ، جو اُنھیں توحید کی طرف بلاتے اور وُہ اُنھیں تکلیف دیتے اور تکبر کرتے ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں ۔ جو اپنے دشمنوں سے یہ فرمائینگے ، کہ اب تمھارے وُہ شریک کہاں ہیں ! اور جن کی تم دُنیا میں اطاعت کیا کرتے تھے وُہ کدھر گئے ؟

؎۲ المتقین :-

تفسیر صافی ص۲۷۶ پر بحوالہ امالی جناب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو لازم سمجھو ۔ کیونکہ تمام خیر و خوبی اسی میں جمع ہے ۔ اس کے علاوہ کسی دوسری چیز میں خیر و خوبی نہیں ہے ۔ اور دُنیا و آخرت کی جو خیر و خوبی خُدا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے وُہ کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقیل للذین اتقوا ۔ پھر حضرت نے اسی آیت تک تلاوت فرمائی ۔

طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا کُنْتُمْ

پاک وصاف ہونگے لـه فرشتے اُن سے یہ کہتے ہونگے سلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے اسکے بدلہ میں تم جنت

تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَوْ یَاْتِیَ

میں داخل ہوجاؤ۔ کیاوہ (اس بات کا) انتظار کرتے ہیں کہ اُنکے پاس فرشتے (عذاب لے کر) آجائیں، یا تیرے پروردگار کا

اَمْرُ رَبِّكَ ؕ کَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

حکم (عذاب) آجائے۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو اُن سے پہلے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا تھا

وَلٰکِنْ کَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا

لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کرتے تھے۔ پس اُنھوں نے جو عمل کئے تھے اُنھیں اُن کی سزائیں ملیں،

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا

اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے لـه اُسی نے اُن کو گھیر لیا۔ اور اُن لوگوں نے کہا جنھوں نے شرک کیا

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اُسکے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے، نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادے،

وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ کَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ

اور نہ اس کے (حکم کے) بغیر ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ اسی طرح اُن لوگوں نے بھی کیا تھا، جو اِن سے

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَی الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا

پہلے تھے۔ پس کیا رسولوں کے ذمہ سوائے (خدا کے احکام) کھول کھول کر پہنچا دینے کے کچھ اور بھی ہے۔ اور یقیناً ہم نے

فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ

ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اور شیطان سے بچتے رہو۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَی اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ

پس اُن میں سے کسی کی تو اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی، اور اُن میں سے کسی پر گمراہی ثابت ہوگئی۔

فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ

پس تم زمین میں چلو پھرو سـه پھر تم دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام

الْمُکَذِّبِیْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ

کیسا ہوا۔ اگر تم اُن کے ہدایت پانے کی حرص کرو، تو یقیناً اللہ تعالیٰ جس پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے

ع ۹ ۱۰

لـه طیبین:-
تفسیر صافی ص۲۷۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ طیبین سے مُراد وُہ مومنین ہیں جن کی ولادت ہر حیثیت سے پاک و پاکیزہ ہوئی ہے۔

لـه حاق:-
تفسیر صافی ص۲۷۶ پر ہے کہ اس کے لفظی معنی احاط ہیں یعنی گھیر لیا۔ لیکن اس لفظ کا استعمال ہمیشہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی بدی کے وبال میں گھر جاتا ہے۔

سـه الارض:-
تفسیر صافی ص۲۷۶ پر ہے کہ یہاں الارض سے وہ جگہ مُراد ہے جہاں تکذیب کرنیوالے رہتے تھے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مُراد وُہ قومیں جو پہلے ہلاک ہوئی ہیں اُن کے حالات ہیں۔

مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

اُسکی رہنمائی نہیں کرتا۔ اور اُن کا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اُنھوں نے پوری کوشش سے اللہ تعالیٰ کی قسمیں

اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

کھائیں لہ کہ جو مر جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ (زندہ کر کے) نہیں اٹھائے گا۔ ہاں (ضرور اٹھائیگا) اُسکے بارے میں (اللہ تعالیٰ

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٨﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ

کا) وعدہ سچا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ہیں۔ (زندہ کر کے اسلئے اٹھایا جائے گا) تاکہ جس بارے میں وہ اختلاف کیا کرتے

يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا

تھے وہ اُنکے لئے کھول کر بیان کر دے اور تاکہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے جان لیں کہ یقیناً وہ جھوٹے

كٰذِبِيْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ

تھے۔ ہمارا قول سوائے اسکے نہیں کہ جب ہم کسی شے کا ارادہ کرتے ہیں کہ اُسے کہیں کہ ہو جا، تو وہ

فَيَكُوْنُ ﴿٤٠﴾ ع وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے کہ اُن پر ظلم کیا گیا۔

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ

ہم ضرور اُنھیں دُنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور آخرت کا بدلہ ضرور بہت بڑا ہے۔ کاش

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾

کہ وہ جانتے ہوتے۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جنھوں نے صبر کیا اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا

اور ہم تم سے پہلے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا کرتے تھے اُنکی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اگر تم نہیں جانتے

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ

ہو تو اہل الذکر (آلِ محمدؐ) سے پوچھ لو ۲ۓ (ہم نے ان کو) روشن دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ (بھیجا تھا)۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ

اور ہم نے تمھاری طرف یہ قرآن نازل کیا تاکہ تو لوگوں کیلئے اس چیز کو جو اُن کی طرف نازل کی گئی ہے، کھول کر

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ

بیان کر دے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ کیا وہ لوگ جنھوں نے بڑی بڑی چالیں چلیں وہ اس بات سے

ع ٥ ٦ ١١ — وقف لازم — النصف

لہ واقسموا باللہ:-

تفسیر صافی ص۲۷ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُنھوں نے ابوبصیر سے پوچھا کہ لوگ اِس آیت کا کیا مطلب لیتے ہیں۔ اُنھوں نے عرض کی کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کا یہ خیال تھا کہ وہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قسمیں کھا کھا کر یہ کہا کرتے تھے کہ جو مر چکے ہیں اللہ اُنھیں زندہ نہیں کرے گا۔ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اسکے قائل ہوئے وہ ہلاک ہوئے۔ ذرا اُن سے یہ تو دریافت کرو کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی قسم کھایا کرتے تھے یا لات اور عُزّیٰ کی؟ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے عرض کی، میں آپ پر قربان جاؤں! مجھ سے تو اس کا مطلب بیان فرما دیجئے۔ فرمایا: اے ابوبصیر! جس وقت قائم آلِ محمدؐ ظہور فرمائیں گے خدا تعالیٰ ہمارے شیعوں کے ایک گروہ کو مبعوث فرمائے گا۔ اور وہ اس طرح آ کر ان حضرت سے بیعت کریں گے کہ اُن کی تلواریں اُن کے کندھوں پر ہوں گی۔ یہ خبر ہمارے شیعوں کے ایک گروہ کو جو اس وقت زندہ ہوں گے پہنچے گی۔ اور وہ یہ ذکر کرنے لگیں گے کہ دیکھئے فلاں اور فلاں اور فلاں زندہ ہو گئے۔ اور جناب قائم آلِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ہیں۔ تب یہ خبر ہمارے دشمنوں کے ایک گروہ کو پہنچے گی تو وہ یہ کہیں گے کہ اے گروہ شیعہ! تم سے زیادہ جھوٹا کون ہو سکتا ہے۔ یہ تو تمھاری حکومت کا زمانہ ہے پھر بھی تم جھوٹ بولتے ہو۔ خدا کی قسم نہ وہ لوگ زندہ ہوئے اور نہ قیامت تک زندہ ہوں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں انہی کا قول حکایت کے طور پر نقل فرمایا ہے اور انہی کی قسم کی حالت کو بیان کیا ہے ؛

۲ۓ اھل الذکر:-

تفسیر صافی ص۲۷ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی، اور تفسیر قمی آئمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں وارد ہیں کہ الذکر سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں۔ اور اھل الذکر سے آلِ رسول مراد ہیں۔ اور اُمت اِس بات پر مامور کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہوں، آلِ رسولِ خدا صلعم سے دریافت کر لیں۔

اور عیون اخبار الرضا میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم آیات اللہ۔ (تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمھاری طرف ذکر یعنی رسول کو اتارا جو تم کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے) پس ذکر تو رسولِ خدا صلعم ہیں، اور ہم اُن کے اہل ہیں ؛ ١٢ ؛ ١٢ ؛ ١٢ ؛ ١٢ ؛ ١٢ ؛ ١٢ ؛

اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

امن میں ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں زمین میں دھنسا دے ۱؎ یا اُنھیں ایسی جگہ سے عذاب آ پہنچے کہ وہ نہ

حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

سمجھیں ۔ یا وہ اُنھیں چلتے پھرتے پکڑ لے ۔ پھر وہ (خدا کو)

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ

عاجز کر دینے والے نہیں ۔ یا وہ اُنھیں ڈر کی حالت میں پکڑ لے ۔ پھر یقیناً تیرا پروردگار بڑا مہربان

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

بہت رحم کرنے والا ہے ۔ کیا انھوں نے ان چیزوں پر غور نہیں کیا جنھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے،

يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ

کہ اُنکے سائے دائیں اور بائیں ۲؎ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے رہتے ہیں ۔ اور وہ عاجزی

دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

کرنے والے ہیں ۔ اور جو کوئی چلنے والے آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں ، اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ

مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ

کرتے ہیں ۔ اور سب فرشتے (بھی) ۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے ۔ وہ اپنے پروردگار سے

رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَقَالَ اللّٰهُ

جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں ۔ اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ

لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ

دو معبود اختیار نہ کرو ۔ سوائے اسکے نہیں کہ وہ یکتا معبود ہے ۔ پس تم مجھ سے ہی

فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

ڈرتے رہو ۔ اور اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ، اور خالص اُسی کی عبادت

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ

لازم ہے ۔ (تو) کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے ۔ اور نعمت میں سے جو بھی تمہارے پاس ہے ، تو وہ

اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے ۔ پھر جب تمھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کی طرف فریاد لے جاتے ہو ۔ پھر جب اس سے وہ

۱؎ ان یخسف اللہ :-

تفسیر صافی ص۲۷۷ پر بحوالہ کافی امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک حدیث نصیحتوں اور زُہد کے بارے میں ہے۔ ازاں جملہ یہ بھی ہے کہ تم ان غافلوں میں سے نہ ہونا جو دنیا کی زینت کی طرف مائل ہوتے تھے، اور بُری بُری چالیں چلتے تھے، کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کے محکم حصّہ میں فرماتا ہے: افامن الذین مکروا السیئات ان یخسف اللہ بھم الارض ... الخ۔ پس خدا تعالیٰ نے ظالموں کو جو بدلہ دیا اُس کا ذکر اپنی کتاب میں کر کے جو تم کو ڈرایا ہے اُس سے ڈرو، اور اُس سے مطمئن نہ ہو جاؤ۔ کہ ظالموں سے جو وعید کی گئی تھی۔ اس کا کوئی حصّہ تم پر نازل نہ ہو گا۔ واللہ خدا تعالیٰ نے دوسروں کا حال بیان کر کے تم کو نصیحت فرمائی ہے۔ اور سعید وہی ہے جو دوسروں کے حالات سے خود نصیحت قبول کرے۔

۲؎ ظلالہ :-

تفسیر صافی ص۲۷۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ہر سایہ کا جو خدا کی مخلوق ہے ادھر سے اُدھر ہو جانا بحکم خدا کی اطاعت یا سجدہ ہے۔ اور آیت کے آخر میں ظلال کیلئے ضمیر "ھم" لانا اور "داخرون" یعنی واؤ اور نون کے ساتھ صیغہ جمع لانا ظاہر کرتا ہے کہ "ظلال" میں وصف عقل ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہ سب مطیع خدا ہیں۔

السجدة مسنونة ۳

ع ۱۰

كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾
تکلیف کو ہٹا دیتا ہے، تو اُسی وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک قرار دینے لگتا ہے۔
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَ
تاکہ جو کچھ ہم نے انھیں دے رکھا ہے اُسکی ناشکری کریں۔ بس (چند روزہ دُنیاوی) فائدہ اُٹھالو، پھر عنقریب تم جان لوگے۔ اور
يَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ
جو رزق ہم نے انھیں دے رکھا ہے اسمیں سے یہان (معبودوں)، کا حصّہ بھی قرار دیتے ہیں ۵۱ جن (کی حقیقت) کو یہ نہیں جانتے۔
لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ
خدا کی قسم جو کچھ افترا تم کرتے ہو اُسکے بارے میں ضرور تم سے پوچھا جائیگا۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ کیلئے لڑکیاں قرار دیتے ہیں ۵۲
سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى
وُہ تو اس سے) پاک ہے اور اپنے لئے جو کچھ وُہ چاہتے ہیں (یعنی بیٹے قرار دیتے ہیں)۔ اور جب اُن میں سے کسی ایک کو لڑکی (پیدا
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ
ہونے) کی خوشخبری دی گئی اُسکا چہرہ سیاہ ہوگیا اور وُہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ جس بات کی اُسے خوشخبری دی گئی تھی اُسکی
مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ
بُرائی کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ (وُہ سوچتا ہے کہ) کیا ذلّت کے باوجود وُہ اُسے رہنے دے، یا اُسے
فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
مٹی میں گاڑ دے۔ سُن لو وُہ کیسا بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
اُن کی حالت بُری ہے ۵۳ اور اللہ تعالیٰ کے لئے اعلیٰ شان ہے ۵۴ اور وُہ بڑا زبردست
الْحَكِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا
بہت حکمت والا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُن کے ظلم کی وجہ سے پکڑتا تو اس (زمین) پر کسی چلنے
مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ
والے کو نہ چھوڑتا، لیکن وُہ اُنھیں ایک مقررہ مدت تک کیلئے مہلت دیتا رہتا ہے۔ پھر جب اُن کا وقت
اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُوْنَ
معیّن آجائے گا (تو) وُہ نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ

ع ٧ ١٠ ١٣

۵۱ نصیبًا:-
تفسیر صافی صٓ ۲۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ عرب کے لوگ بتوں کیلئے اپنی کھیتی، اپنے اونٹوں کے گلّہ اور اپنی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک ایک حصّہ مقرر کر دیا کرتے تھے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا ہے ؛

۵۲ للہ البنات:-
تفسیر صافی صٓ ۲۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ قریش کا قول ہے جو کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ؛

۵۳ مثل السّوء:-
تفسیر صافی صٓ ۲۷ پر ہے کہ یہ اُن کی بُری حالت کا بیان ہے۔ اور وُہ یُوں ہے کہ اُنھیں ضرورت تھی اولاد کی۔ اور چاہتے تھے کہ بیٹے ہی ہوں۔ لڑکیوں سے نفرت تھی۔ بلکہ شرم کے مارے یا افلاس کے خوف سے اُنھیں زندہ دفن کر دیتے تھے ؛

۵۴ المثل الاعلیٰ:-
تفسیر صافی صٓ ۲۷ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان بلند و بالا ہے۔ اور وُہ اعلیٰ صفات کا مالک ہے مثلاً زوجہ اور اولاد کی ضرورت سے مستغنی ہونا اور اپنی مخلوق کی جملہ صفات سے مبرّہ اور منزّہ ہونا ؛

لِلّٰهِ مَا یَکۡرَهُوۡنَ وَ تَصِفُ اَلۡسِنَتُهُمُ الۡکَذِبَ اَنَّ لَهُمُ
کیلئے وُہ چیز قرار دیتے ہیں جسے وُہ (اپنے لئے) ناپسند کرتے ہیں ۔ اور اُن کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں ۔
الۡحُسۡنٰی ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمۡ مُّفۡرَطُوۡنَ ﴿۶۲﴾
کہ اچھی چیزیں اُنہی کیلئے ہیں ۔ یقیناً اُن کیلئے (جہنم کی) آگ ہے اور کہ وُہ (اسکی طرف) جلدی آگے بڑھائے جائیں گے
تَاللّٰهِ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰۤی اُمَمٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیۡطٰنُ
خدا کی قسم ! یقیناً ہم امتوں کی طرف تم سے پہلے رسول بھیجتے رہے ، پھر شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کے لئے
اَعۡمَالَهُمۡ فَهُوَ وَلِیُّهُمُ الۡیَوۡمَ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۶۳﴾ وَ مَاۤ
زینت دی ۔ پس اُس دن وہی اُن کا سرپرست ہوگا ۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا ۔ اور ہم نے
اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخۡتَلَفُوۡا فِیۡهِ ۙ
یہ کتاب تم پر نازل نہیں کی مگر اسلئے کہ جن باتوں میں اُنھوں نے اختلاف کیا تو اُنھیں اُن کیلئے کھول کر بیان کر دے ۔
وَ هُدًی وَّ رَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶۴﴾ وَ اللّٰهُ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
اور ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور رحمت ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا
مَآءً فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً
پھر اُس سے اس نے زمین کو اُسکی موت کے بعد زندہ کر دیا ؎ ۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کیلئے جو سنتے
لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۶۵﴾ ع وَ اِنَّ لَکُمۡ فِی الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ؕ نُسۡقِیۡکُمۡ
ہیں ایک نشانی ہے ۔ اور یقیناً تمہارے لئے چوپایوں میں ایک عبرت ہے ۔ ہم تمھیں گوبر ؎
مِّمَّا فِیۡ بُطُوۡنِهٖ مِنۡۢ بَیۡنِ فَرۡثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا
اور خون کے درمیان سے جو اُن کے پیٹوں میں ہے ؎ خالص دُودھ پلاتے ہیں (جو) پینے والوں کیلئے خوشگوار
لِّلشّٰرِبِیۡنَ ﴿۶۶﴾ وَ مِنۡ ثَمَرٰتِ النَّخِیۡلِ وَ الۡاَعۡنَابِ تَتَّخِذُوۡنَ
ہوتا ہے ۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ کی چیزیں بنا لیتے ہو ۔
مِنۡهُ سَکَرًا وَّ رِزۡقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوۡمٍ
اور اچھا رزق بھی ۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں
یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ
ایک نشانی ہے ۔ اور تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی ، کہ تو پہاڑوں میں گھر

ع ۸ / ۵ / ۱۴

؎۱ فاحیا بہ الارض :-
تفسیر صافی ص۲۷۸ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین خشک ہو جانے کے بعد اُسے پھر نمی پہنچی ۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی نباتات پیدا کر دیں ۔

؎۲ فرث :-
تفسیر صافی ص۲۷۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ فرث کے معنی وُہ گوبر ہے جو اوجھ یا پیٹ میں ہو ۔

؎۳ فی بطونہ :-
تفسیر صافی ص۲۷۸ پر ہے کہ چونکہ لفظ "انعام" اسم جمع ہے اسلئے یہاں اس کیلئے ضمیر واحد مذکر غائب باعتبار لفظ کے آئی ہے ۔ اور سورۂ المؤمنون میں ضمیر واحد مؤنث غائب اسی لفظ کیلئے باعتبار معنی کے استعمال کی گئی ہے ۔

لمترجم :- صاحب تفسیر صافی نے سورۂ المؤمنون کی جس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے وُہ یہ ہے :- "وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہا" مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آیت دونوں مقام پر ایک ہی طرح کی ہے لیکن یہاں انعام کیلئے ضمیر مذکر لائی گئی ہے "اور کہا ہے فی بطونہ" لیکن دوسرے مقام سورۂ المؤمنون میں ضمیر مؤنث ہے جیسا کہ کہا ہے فی بطونہا اس کا جواب دیا ہے اور شبہ کو رفع کیا ہے ۔

الْجِبَالِ بُيُوتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِي مِنْ

بنالے ، اور درختوں میں اور اُن اُونچے اُونچے چھتوں میں بھی جو لوگ بناتے ہیں ، پھر تو ہر ایک پھل میں

كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ

سے کھا ، پھر اپنے پروردگار کے راستوں پر فرمانبردار بن کر چلی جا ۔ اُس کے پیٹوں سے ایک

بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ إِنَّ

مشروب بن کر نکلتا ہے ، جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ، اِس میں لوگوں کیلئے شفا ہے ۔ یقیناً

فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ

اس میں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں ضرور ایک نشانی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمھیں پیدا کیا ، پھر

يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

وہ تمھیں (دنیا سے) اُٹھالیگا ۔ اور تم میں سے بعض ایسا ہے جو نکمی عمر تک پہنچ جاتا ہے ۱ تاکہ وہ جاننے کے

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ

بعد کسی چیز کو نہ جانے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت علم والا بڑی قدرت والا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَآدِّي

بعض کو بعض پر فضیلت دی ہوئی ہے ۔ پس جن کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق اُن کی طرف لوٹانے

رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَآءٌ ؕ أَفَبِنِعْمَةِ

والے نہیں ہیں جو اُنکے دائیں ہاتھ کے مالک ہیں (کہ) پھر وہ اُس میں برابر ہو جائیں ۲ پھر کیا وہ اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ يَجْحَدُونَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

کی نعمت کا انکار کرتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھاری جنس سے ہی تمھارے لئے بیویاں بنائیں ۔

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ

اور تمھاری بیویوں سے تمھارے لئے بیٹے اور پوتے بنا دیئے ، اور تمھیں پاک چیزوں سے

الطَّيِّبٰتِ ؕ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

رزق دیا ۔ پھر کیا وہ باطل کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ، اور اللہ تعالیٰ کی نعمت سے وہ کفر

يَكْفُرُونَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ

کرتے ہیں ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس چیز کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں

۱ ارذل العمر :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۷۸ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی سو برس کی عمر کا ہو جائے ، تو وہ ارذل العمر میں شمار ہوتا ہے ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ارذل العمر کو پہنچا ہُوا وہ شخص ہوتا ہے ، جس کی عقل سات برس کے بچّے کے برابر ہو جائے ۔

۲ فھم فیہ سوآء :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۷۹ پر ہے کہ ایک معنی تو اُس کے یہ ہیں کہ آقا ہو ، یا غلام ۔ رزق تو سب کو خدا ہی دیتا ہے تو بحیثیت مرزوق ہونے کے دونوں برابر ہوئے ۔ لہٰذا آقا صاحبان یہ خیال نہ کیا کریں کہ ہم غلاموں کو اپنے پاس سے رزق دیا کرتے ہیں ۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ ہے جو رازقِ حقیقی ہے ۔ اور وہ رزق کو اُن کے ہاتھوں سے ہی دلوا دیتا ہے ۔

اور ایک معنی اُس کے یہ ہیں کہ آقاؤں کو جو رزق ملا ہے وُہ جس قدر ضرورت سے زیادہ ہے ۔ یہ نہیں کرتے کہ غلاموں کو تقسیم کر کے خوراک اور پوشاک میں اپنے برابر کر لیں ۔

ع ۹ ۵ ۱۵

اور ایک قول کے مطابق یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عطائے رزق میں تمھارے درجے مختلف رکھے ہیں پس تم کو بھی رزق میں وُہی چیزیں ملتی ہیں جو تمھارے لونڈی غلاموں کو ۔ اور وُہ بھی تم ہی جیسے آدمی ہیں ۔ تاہم جو نعمتیں تمھیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں ، اور اُن میں تم اُن کو اپنا مساوی نہیں کرتے ۔ اور یہ کسی طرح تمھارا جی نہیں چاہتا کہ کسی طرح ان کو اپنا شریک بنا لو ۔ پھر تمھاری عقل نے یہ کیوں کر اجازت دی کہ مخلوق کو الوہیت میں خالق کا شریک کر دیا ، اور جیسے کہ تم کو عبادت اور قربت کے لئے خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا ، ویسا اُس کے بندوں کی طرف متوجہ ہو گئے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اپنے بال بچّوں کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی چیز مخصوص قرار دے ۔

الجوامع میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے خود جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ تمھارے لونڈی ، غلام ، تمھارے بھائی بہنیں ہیں ۔ پس جو کچھ تم خود کھاؤ وُہی اُن کو کھلاؤ ، اور جو کچھ تم خود پہنو ، ویسا ہی انکو پہناؤ ۔ پس اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی غلام ایسا نہیں دیکھا گیا کہ اس کا لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس کی مانند نہ ہو ۞ ۱۲ ۞ ۱۲ ۞ ۱۲

رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝٧٣

سے اُنھیں کچھ بھی رزق دینے کے مالک نہیں ہیں ۔ اور نہ ہی وُہ استطاعت رکھتے ہیں ۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

پس تم اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں نہ گھڑو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (سب کچھ) جانتا ہے ، اور تم (کچھ) نہیں

تَعْلَمُوْنَ ۝٧٤ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ

جانتے ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک غلام کی مثال دی ہے جو دُوسرے کی مِلک ہو (اور) کسی چیز کا اختیار نہ رکھتا ہو ،

وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ

اور اسکی (مثال دی ہے) جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھا رزق دیا ہو پھر وُہ اُس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور

جَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٧٥

پر راہِ خدا میں خرچ کرتا ہو ، کیا یہ برابر ہیں ؟ (ہرگز نہیں) ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے لیکن ان میں سے اکثر (لوگ) نہیں جانتے ہیں ۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ

اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال دی ہے (کہ) ان دو میں سے ایک تو پیدائشی گونگا ہو ، جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھتا

عَلٰي شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ

ہو ، اور وُہ اپنے سرپرست پر بوجھ ہو ۔ وُہ اُس کو جس طرف بھی بھیجے کبھی بھلائی نہ

بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي

لائے ۔ کیا وُہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے ، جو عدل کا حکم دیتا ہے [1] اور وُہ خود بھی سیدھے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٧٦ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ

راستے پر قائم ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے آسمان اور زمین کا غیب ۔ اور قیامت (کے

اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

قائم ہونے) کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی مانند ہو گا ، یا اس سے بھی زیادہ قریب ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٧٧ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے (ایسی حالت میں)

لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

نکالا کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے ۔ اور اُس نے تمھارے لئے کان اور آنکھیں ،

[1] یأمر بالعدل :- تفسیر صافی ص۲۷۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ "یأمر بالعدل" یعنی وُہ جو عدل کا حکم دیتے ہیں جناب امیرالمؤمنین اور آئمۂ معصومین علیہم السلام ہیں ۔

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ
اور دل بنا دیئے ، تاکہ تم شکر ادا کرو۔ کیا انھوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا

مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ
جو آسمان کی خلاء میں مسخر ہیں ۔ اُن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی روکے ہُوئے نہیں ہے ۔ یقیناً اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ
ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے تمھارے گھروں

بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا
میں بسنے کی جگہ قرار دی ۔ اور تمھارے لئے چارپایوں کی کھالوں سے گھر (خیمے) بنا دیئے ۔

تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ
جنھیں تم کوچ کے دن ، اور قیام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو ۔ اور اُن (بھیڑوں)

اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾
کی صوف (اُون) اور اُن (اونٹوں) کی اُون اور اُن (بکریوں دُنبوں) کے بالوں سے ایک وقت معیّن تک کیلئے اثاثہ اور فائدہ

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ
اُٹھانیکا سامان بنا دیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس میں سے تمھارے لئے سائے قرار دیئے ۔ اور اس نے تمھارے

اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ
لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں مقرر کر دیں ۔ اور تمھارے لئے لباس بنا دیئے جو تمھیں گرمی سے بچاتے ہیں ۔ اور لوہے کے

بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾
کُرتے بنائے جو تمھیں ہتھیاروں کی زد سے بچاتے ہیں ۔ اسی طرح وُہ اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے ۔ تاکہ تم (اسکے) فرمانبردار ہو ۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ
پھر اگر وُہ روگردانی کریں تو سوا اسکے نہیں کہ تمھارے ذمّہ کھول کر پہنچا دینا ہے ۔ وُہ لوگ اللہ تعالیٰ

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع
کی نعمت کو پہچانتے ہیں ، پھر اُسکا انکار کرتے ہیں لہ اور اُن میں سے اکثر کافر ہیں ۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ
اور جس دن ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ اُٹھائیں گے ، پھر جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا

لہ ثم ینکرونھا :۔
تفسیر صافی صفحہ ۲۷۹ ضمن ۲۸۰ بحوالہ تفسیر قمی
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر ہوا ہے ، وہ نعمت ہم ہیں ، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ۔ پس مُراد کو وہی پہنچے گا جو ہمارے ذریعہ سے مُراد چاہے گا ۔
اور کافی میں انہی حضرت سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ؁ (پ ۔ مائدہ) نازل ہُوئی تو کچھ لوگ مسجد مدینہ میں جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے کہ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو ۔ اس پر اُن میں سے ایک بولا کہ اگر ہم اس آیت کا انکار کرتے ہیں ۔ پھر تو سارے ہی قرآن کے ہم منکر ٹھہرتے ہیں ۔ اور اگر ایمان لاتے ہیں تو یہ ذلّت ہے کہ اس حالت میں ابو طالب کا بیٹا ہم پر مسلّط ہوگا ۔ اس پر اوروں نے کہا کہ یہ تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اپنے قول میں سچّا ہے ۔ لیکن نہ کبھی ہم اس کے دوست دار بنیں گے اور نہ کبھی علیؑ کی اطاعت کریں گے ۔ خواہ وُہ اس بارے میں ہم کو کچھ ہی حکم دیا کرے ۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسی واقعہ پر نازل ہُوئی ہے ؏

ع ۱۱ ۷ ۱۷

لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ

انھیں کوئی اجازت نہ دی جائیگی اور نہ اُن کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔ اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا جب

ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٨٥﴾

عذاب دیکھیں گے تو نہ وہ اُن سے کم کیا جائے گا، اور نہ ہی اُن کو مہلت دی جائے گی۔

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ

اور وہ لوگ جنھوں نے شرک کیا جب وہ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! یہ ہیں

شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ

ہمارے شریک جنھیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ پس وہ (شریک) اُنہی کی طرف بات کو

الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ

لوٹا کر کہیں گے، یقیناً تم جھوٹے ہو۔ اور اس دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں فرمانبرداری پیش کریں گے۔

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

اور جو کچھ جھوٹ وہ باندھا کرتے تھے وہ سب اُن سے گم ہو جائے گا۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور

صَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے رہے، ہم ان پر عذاب کے اوپر عذاب زیادہ کریں گے۔

بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿٨٨﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا

اسلئے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے۔ اور جس دن ہم ہر امت میں اُنہی میں سے ایک گواہ اُنہی کے

عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ

برخلاف کھڑا کریں گے۔ اور (اے رسولؐ) تمھیں ان سب پر گواہ لائیں گے [1]

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى

اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کا کھلا کھلا بیان ہے [2] اور مسلمانوں

وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ

کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ عدل اور

وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ

احسان (نیکی) اور قرابت والوں کو (اُن کے حق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بےحیائی اور بُرے کاموں

[1] شہیدًا علیٰ ھٰؤلاءِ:-
تفسیر صافی صفحہ ۲۸۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئمہ معصومین علیہم السلام کے گواہ ہوں گے۔ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کل آدمیوں کے۔

[2] تبیانًا لکل شیءٍ:-
تفسیر صافی صفحہ ۲۸۰ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ! ہم جو کچھ آسمانوں میں ہے اُس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے اُس کو بھی جانتے ہیں۔ اور جو کچھ جنت میں ہے اُس کو بھی جانتے ہیں اور جو کچھ جہنم میں ہے اُس کو بھی جانتے ہیں۔ اور جو کچھ آسمان و زمین اور جنت و جہنم کے مابین ہے اُسکو بھی جانتے ہیں۔ پھر فرمایا: کہ یہ سب کچھ کتابِ خدا میں موجود ہے۔ اس کے بعد یہی آیت تلاوت فرمائی۔

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۹۰﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ

اور بغاوت سے منع کرتا ہے ، وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور جب تم عہد کر چکے

اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ

تو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔ اور قسموں کو اُن کے پختہ کرنے کے بعد نہ توڑا کرو۔ حالانکہ یقیناً تم

جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۱﴾

اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن قرار دے چکے ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا

اور تم اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ جس نے کہ اپنے کاتے ہوئے سوت کو مضبوط ہونیکے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالا ۵۱

تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ

کہ تم (بھی) اپنی قسموں کو آپس میں فریب دہی کا ذریعہ بنالو ۵۲ کہ ایک گروہ دوسرے گروہ

أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ

سے بڑھا رہے۔ سوا اسکے نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے۔ اور تاکہ جن باتوں

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

میں تم اختلاف کیا کرتے تھے اُن کو قیامت کے دن تمہارے لئے کھول کر بیان کردے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ چاہتا

لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي

تو ضرور تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے اس پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے اور جسے چاہتا

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا

ہے اُسے ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسکے بارے میں ضرور تم سے پوچھا جائیگا۔ اور تم اپنی قسموں کو

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا

آپس میں فریب دہی کا ذریعہ نہ بنالو، کہ جم جانے کے بعد پھر قدم ڈگمگا جائیں۔ اور تمھیں اس سبب سے

السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ

تکلیف کا مزہ چکھنا پڑے ۵۳ کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا کرتے تھے۔ اور تمھارے لئے بہت بڑا

عَظِيمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ

عذاب ہوگا۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو۔ یقیناً جو کچھ اللہ تعالیٰ

۵۱ نقضت غزلها :-

تفسیر صافی صـ۲۸۰ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ عورت قبیلہ بنی تیم ابن مرۃ سے تھی۔ اور اس کا نام ریطہ بنت کعب تھا۔ یہ بڑی بیوقوف تھی۔ اون کاتا کرتی تھی اور کاتنے کے بعد پھر توڑ ڈالا کرتی تھی، اور پھر کاتا کرتی تھی۔ پس اس کا کاتنا اور توڑنا عہد کرنے اور توڑنے والے کیلئے ضرب المثل ہوگیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بھی یہ مثال دے دی ۔

۵۲ دخلا :-

تفسیر صافی صـ۲۸۰ پر ہے کہ اصلی معنے اسکے باطن کا خلاف ظاہر ہونا ہے اور مراد ہے۔ دغل و مکر و خیانت و خدیعت ۔

۵۳ تذوقوا السّوء :-

تفسیر صافی صـ۲۸۱ پر بحوالہ الجوامع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سب آیتیں حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور اُن کی بیعت کے بارے میں نازل ہوئیں۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کرو ۔

اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ

کے پاس ہے، وُہ تمھارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم جانتے ہوتے۔ جو کچھ تمھارے پاس ہے وُہ ختم ہو جائے

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

گا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وُہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے صبر کیا انھیں ہم ان اعمال کا بدلہ جو وُہ کیا

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

کرتے تھے، بہت بہتر دیں گے۔ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے جو کوئی بھی نیک

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ

عمل کریگا حالانکہ وُہ مومن ہو تو ضرور ہم اُسے (دُنیا میں بھی) پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے ١ اور

لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا

اُن کے اعمال کا بدلہ جو وُہ کیا کرتے تھے، بہت بہتر دیں گے۔ پس جس وقت

قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

تو قرآن کو پڑھنے لگے ٢ تو مردود شیطان (کے شر) سے (بچنے کیلئے) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو ٣

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

یقیناً اُس کا ان لوگوں پر کچھ زور نہیں (چلتا) جو ایمان لائے ہیں، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ

کرتے ہیں۔ سوا اسکے نہیں کہ اُس کا زور ان لوگوں پر (چلتا) ہے جو اُسکے دوست بنتے ہیں۔ اور

الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ

ان لوگوں پر جو اسکی وجہ سے شرک کرنیوالے ہیں۔ اور جب ہم نے ایک آیت کی جگہ کوئی دُوسری آیت

اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ

بدلی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اسے بہتر جانتا ہے تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ سوا اسکے نہیں تو مفتری ہے،

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

حقیقت یہ ہے کہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ اُسے تیرے پروردگار کی طرف سے

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى

رُوح القدس نے حق کے ساتھ اتارا ہے ٤ تاکہ جو لوگ ایمان لاچکے انھیں ثابت قدم رکھے ٥ اور

١ حیٰوۃ طیّبۃ:۔
تفسیر صافی ص۲۸۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہو۔ اُس پر قناعت کرنا۔
اور تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ اُس کا مطلب ہے خدا کی تقسیم پر راضی اور قانع رہنا ۔

٢ قرات القراٰن:۔
تفسیر صافی ص۲۸۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو ۔

٣ فاستعذ:۔
تفسیر صافی ص۲۸۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ کیونکر مانگی جائے؟ آپ نے فرمایا: یوں کہو: اعوذ باللّٰہ السّمیع العلیم من الشیطٰن الرّجیم ۔

٤ رُوح القدس:۔
تفسیر صافی ص۲۸۱ پر ہے کہ رُوح القدس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السّلام ہیں۔
اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہیں حضرت جبرئیل علیہ السّلام۔ اور قدس کے معنی ہیں طاہر ۔

١٣ ع ١١ ١٩

٥ لیثبّت:۔
تفسیر صافی ص۲۸۱ پر ہے کہ جس وقت ایمان لانے والے ان آیتوں کو سنتے ہیں جو پہلی بعض آیتوں کو یا پہلے حکموں کو منسوخ کرنیوالی ہیں۔ اور غور کرتے ہیں کہ اُن میں کیا مصلحت رکھی گئی ہیں اور کیا حکمت برتی گئی ہے۔ تو اُن کے عقائد مضبوط اور اُن کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں ۔

وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہو ۔ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ سوا اس کے نہیں

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ

کہ اُسے ایک بشر تعلیم دیتا ہے ۵۱ (حالانکہ جس کی طرف اُسے (تعلیم کی) نسبت دیتے ہیں ، اس کی زبان

اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

عجمی ہے ۔ اور یہ (قرآن) تو صاف عربی زبان ہے ۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے ہیں ۔ انھیں اللہ تعالیٰ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا ۔ اور اُن کیلئے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

عذاب ہے ۔ سوا اسکے نہیں کہ جھوٹ وہی لوگ افتراء کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ

نہیں لاتے ۔ اور وہی لوگ جھوٹے ہیں ۔ جو کوئی اپنا ایمان لانے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے سوائے اسکے جس پر جبر کیا جائے ۵۲ حالانکہ اُس کا دل ایمان سے

بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

مطمئن ہو ۔ لیکن جس نے کفر پر سینہ کھول دیا ، تو اُن پر

غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ ذٰلِكَ

اللہ تعالیٰ کا قہر ہے ۔ اور اُن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے ۔ یہ اسلئے ہے

بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ

کہ انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں دوست رکھا ۔ اور بے شک

اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٠٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ

اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے چھاپ لگا دیا ہے ۵۳ ۔ اور یہی وہ لوگ ہیں

۵۱ یعلمہٗ بشرٌ :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۸۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ شخص ابو فکیہہ موئی ابن حضرمی تھا جس کی زبان عجمی تھی ۔ وہ اہلِ کتاب سے تھا ۔ اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا تھا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیرو ہو گیا تھا ۔ پس قریش یہ کہا کرتے تھے کہ یہ اپنے علوم اپنی زبان میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سکھا دیتا ہے ۔

۵۲ اِلّا من اُکرہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۸۱ پر ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ۔ واقعہ یوں ہے کہ قریش نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور اُن کے والد یاسرؓ اور اُن کی والدہ سمیہؓ کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا ۔ اُن کے ماں باپ نے تو انکار کیا اور وہ دونوں قتل کر دیئے گئے ۔ اور یہ دونوں اسلام میں پہلے شہید ہیں ۔ اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجبوراً جو کلمہ وہ کہلوانا چاہتے تھے ۔ محض زبان سے کہہ دیا ۔ کسی نے اطلاع کی کہ یارسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عمار کافر ہو گئے ۔ آپ نے فرمایا : ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا ۔ عمارؓ سر سے پاؤں تک ایمان سے مملو ہے ۔ اور اُس کے گوشت اور پوست میں ایمان مخلوط ہے ۔

وہاں سے رہائی پا کر حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اُن کی آنکھوں کے آنسو پونچھ دیئے ۔ اور فرمایا : تمہارا کیا نقصان ہوا ۔ اگر پھر وہ لوگ تم کو تکلیف دیں تو پھر وہی کہہ دینا جو پہلے کہہ چکے ۔

لمترجم :- یہی تقیہ ہے کہ دل میں ایمان ہو ۔ اور جان جانے کے خوف سے بامرِ مجبوری اظہار اُس کے خلاف کرے ۔ تقیہ اور نفاق میں یہ فرق ہے کہ تقیہ کی حالت میں دل کے اندر کامل ایمان ہوتا ہے لیکن بامرِ مجبوری جان کے خوف سے زبان سے اظہار اُسکے خلاف کیا جاتا ہے ۔ لیکن نفاق میں دل میں تو کفر ہی کفر ہوتا ہے مگر ظاہرداری اور فریب کاری کیلئے زبان سے ایمان کا اظہار کیا جاتا ہے ۔ پس فرق ظاہر ہے ۔

۵۳ طَبَعَ اللّٰہُ :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۸۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احکام تو اپنے کُل اصحاب کو سناتے تھے لیکن سنتے وہی تھے ۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیقِ خیر عطا ہوئی تھی ۔ اور اُن احکام کی خوبیوں کو سمجھتے بھی وہی تھے ۔ اور جن سے بوجہ اُن کی ہٹ دھرمی کے توفیقِ خیر سلب ہو گئی تھی ۔ اُن کے دلوں پر گویا چھاپا لگ گیا تھا کہ وہ نہ سنتے تھے اور نہ وہ دیکھتے تھے ۔ اُنہی کے حال کی اللہ تعالیٰ یہ خبر دیتا ہے ۔

الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾

جو غافل ہیں ۔ کوئی شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں نقصان اُٹھانیوالے ہوں گے ۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ

پھر یقیناً تیرا پروردگار اُن لوگوں کیلئے جنھوں نے آزمائے جانے کے بعد ہجرت کی ، پھر

جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

جہاد کئے ، اور صبر کیا ۔ بیشک تمھارا پروردگار اسکے بعد ضرور (اُن کیلئے) بہت بخشنے والا بڑا رحم

رَّحِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع يَوْمَ تَاْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ

کرنیوالا ہے ۔ (یاد کرو) اس دن کو جبکہ ہر نفس اپنی ذات ہی کے متعلق جھگڑا کرتا آئے گا ۔ اور

تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ

ہر نفس کو جو عمل وُہ کرتا رہا پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا ، اور اُن پر ظلم نہ کیا جائے گا ۔ اور اللہ تعالےٰ

اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا

نے ایک بستی کی مثال بیان کی ہے جو امن اور اطمینان میں تھی ۝۱ اُسے اُس کا

رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ

رزق ہر جگہ بافراغت چلا آتا تھا ۔ پھر اس (کے باشندوں) نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کفر کیا ،

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

پس جو کچھ وُہ کیا کرتے تھے اُس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنھیں بھوک اور خوف کے پہناوا

يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

کا مزہ چکھا دیا ۔ اور یقیناً اُن کے پاس ایک رسول اُنھیں میں سے آگیا تو اُنھوں نے اُسے جھٹلا دیا ۔

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾ فَكُلُوْا مِمَّا

پس اُن کو (اللہ تعالیٰ کے) عذاب نے آپکڑا ۔ اور وُہ ظالم تھے ۔ پس جو اللہ تعالےٰ نے تمھیں

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ

حلال ، پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ ۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو ، اگر

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿١١٤﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

تم اسی کی عبادت کرتے ہو ۔ سوائے اس کے نہیں کہ اس نے تم پر مردار اور

ع ١٠

۝۱ مطمئنۃ :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۸۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت ایک قوم کے بارے میں نازل ہوئی تھی ۔ جن کے یہاں ایک ندی تھی ، جس کا نام بلیان تھا ۔ اور اُن کا خطہ بڑا سبز اور شاداب تھا ۔ یہ لوگ روٹیوں سے استنجا کیا کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو تو اسی میں آرام ملتا ہے پس خدا کی اس نعمت کا استخفاف اور کفرانِ نعمت کرنے کے باعث خدا تعالیٰ نے وُہ ندی خشک کردی ۔ قحط سخت پڑا ۔ اور اُن لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ استنجا کرکے جن روٹیوں کا ڈھیر لگا دیا تھا ۔ اُنہی کو باہم تقسیم کرکے کھا گئے ۔

الدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ

خون اور سوٗر کا گوشت ، اور ہر اُس (حلال جانور) کو حرام کر دیا ہے جسکے (ذبح) پر اللہ کے سوا کسی اور کا

فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ

نام لیا گیا ہو، پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ زیادتی کرنیوالا ، تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا

رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُکُمُ الۡکَذِبَ

بخشنیوالا بہت رحم کرنیوالا ہے ۔ اور تم وہ نہ کہا کرو، جو کچھ کہ تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کیا کرتی ہیں [۵۱]

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰهِ الۡکَذِبَ ؕ

کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے ۔ تاکہ (ایسا نہ ہو کہ) تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگو ۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾ ؕ

یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ۔ فلاح نہیں پاتے ہیں [۵۲]

مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ۪ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَی الَّذِیۡنَ هَادُوۡا

(دنیا میں) تھوڑا سا فائدہ ہے اور (آخرت میں) اُن کیلئے دردناک عذاب ہے ۔ اور جو لوگ یہودی ہوگئے اُن

حَرَّمۡنَا مَا قَصَصۡنَا عَلَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ ۚ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ

پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جنکا ہم نے پہلے سے ہی تجھ پر بیان کر دیا ہے ۔ اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں

وَلٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ

کیا ، بلکہ وہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کیا کرتے تھے ۔ پھر یقیناً تیرا رب اُن لوگوں کیلئے جنھوں نے

عَمِلُوا السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَ

نادانی سے کوئی بُرا کام کیا ۔ پھر اُس کے بعد اُنھوں نے توبہ کر لی ۔ اور

اَصۡلَحُوۡۤا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع اِنَّ

اصلاح کر لی ۔ یقیناً تیرا پروردگار اسکے بعد ضرور بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے ۔ یقیناً

اِبۡرٰهِیۡمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیۡفًا ؕ وَلَمۡ یَکُ مِنَ

ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار باطل سے کنارہ کش پیشوا تھا ۔ اور وہ مشرکوں میں سے

الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۲۰﴾ ۙ شَاکِرًا لِّاَنۡعُمِهٖ ؕ اِجۡتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰی

نہیں تھا ۔ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی نعمتوں کا شکر گزار تھا ۔ اُس (اللہ تعالیٰ) نے اسے چن لیا ہوا تھا اور اسے

۱۵ ع ۹ ۲۱

۵۱ السنتکم الکذب :-

تفسیر صافی صـ۲۸۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہودی یہ کہا کرتے تھے : ما فی بطون هٰذه الانعام خالصة لذکورنا ومحرم علی ازواجنا ۔ اسی کی ممانعت اُن کو کی گئی ہے ۔ کہ بلا حجت اور نص صریح کے محض اپنی زبانوں کے کہنے کے بموجب حلال وحرام قرار نہ دو ؛

۵۲ لا یفلحون :-

تفسیر صافی صـ۲۸۲ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی بندہ کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے ۔ جس سے اللہ تعالیٰ منع فرما چکا ہو ۔ تو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے ۔ ہاں اس پر اسلام کا لفظ باقی رہتا ہے پھر جس وقت توبہ کرنے گا اور بخش دیا جائے گا ۔ تب ایمان کی طرف عود کرے گا ۔ اور کفر کی طرف نہ جانے پائے گا ۔ اور جو شخص استحلال کا مرتکب ہوا یعنی اپنی رائے سے حلال کو کہہ دیا کہ یہ حرام ہے اور حرام کو کہہ دیا کہ یہ حلال ہے ۔ اور اُسی کا معتقد ہو گیا ۔ تو ہمارے نزدیک وہ ایمان سے بھی خارج ہے اور اسلام سے بھی ۔ وہ کافر ہے اور مانند اس شخص کے ہے ۔ جو پہلے حرم میں داخل ہو ، پھر کعبۃ اللہ میں ، اور کعبہ کے اندر جا کر کوئی بے ادبی کرے ، پھر جس وقت کعبہ اور حرم سے باہر آئے گا ، تو اُس کی گردن ماردی جائے گی ۔ اور وہ جہنم میں چلا جائے گا ؛

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ

سیدھی راہ پر لگا دیا ہوا تھا۔ اور ہم نے اُسے دُنیا میں بھلائی دے رکھی تھی۔ اور یقیناً وہ

فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ

آخرت میں صالحین میں سے ہوگا۔ پھر ہم نے تیری طرف وحی کی کہ تُو باطل سے

مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾

کنارہ کش ہوتے ہوئے ابراہیم کی ملّت کی پیروی کر[1] اور وُہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ

سوا اسکے نہیں کہ سبت (ہفتہ کی تعظیم) اُن لوگوں پر قرار دی گئی تھی جنھوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔ اور یقیناً

رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ

تیرا پروردگار انکے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں کے متعلق ضرور فیصلہ کرے گا۔ جن میں وُہ اختلاف

يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

کیا کرتے تھے۔ تو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ

الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

کے ساتھ بلا۔ اور ان سے ایسے طریق سے بحث کر جو سب سے اچھا ہو۔ یقیناً تیرا پروردگار اس کو خوب

بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَ

جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹکے۔ اور وُہ ہدایت پانے والوں کو بہت ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

إِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن

اور اگر تم بدلہ میں سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تمھیں ایذاء دی گئی تھی۔ اور اگر تم

صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا

صبر کرو تو وُہ صبر کرنیوالوں کے لئے بہتر ہے۔ اور تو صبر کر اور تیرا صبر تو اللہ تعالیٰ کی مدد کے

بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾

بغیر نہیں۔ اور تو ان (مشرکوں) کی بے دینی پر رنج نہ کر اور جو چالیں وہ چلتے ہیں ان سے (دل) تنگ نہ ہو۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ع

یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے، جو (کفر اور گناہ سے) بچیں، اور جو نیکوکار ہیں۔

ع ٩ — ١٦ — ٢١

[1] ملة ابراهيم :-

تفسیر صافی ص٢٨٢ پر بحوالہ مصباح الشریعۃ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ مومنین میں سے دانا لوگوں کیلئے اقتداء اور اتباع سے زیادہ محفوظ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ اس طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ثم اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراهیم حنیفا۔ پس اگر دین خدا کے لئے اقتداء اور اتباع سے بہتر کوئی اور مسلک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اسی کے اختیار کرنے کا حکم فرماتا۔

تفسیر عیاشی میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے اور کوئی ملتِ ابراہیمی پر نہیں ہے۔ اور لوگ جتنے ہیں سب ملتِ ابراہیمی سے الگ ہیں۔

لمترجم :- ممکن ہے کہ یہاں کسی کو شبہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملتِ ابراہیمی کے اتباع کا حکم کیوں دیا گیا۔ حالانکہ یہ خود ایک مستقل نبی اور رسول تھے اور صاحبِ شریعت تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپؐ کو ملت کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ دین یا شریعت کا۔ دین دینِ محمدیؐ ہے، اور ملت ملتِ ابراہیمی۔ دین اور ہے شریعت اور، اور ملت اور۔ دین ماہیتِ کلیہ ہے۔ یہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہیگا۔ اور شریعت دین پر چلنے کے راستہ کا نام ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: شرع لکم من الدین ..... الخ۔ تمھارے لئے دین میں سے شریعت قرار دی گئی۔ دین قابلِ تغیر و تبدل نہیں اور اس میں نسخ واقعہ نہیں ہوتا۔ لیکن شریعت میں نسخ واقع ہوتا ہے۔ اسی لئے ہر صاحب شریعت کی شریعت علیحدہ ہوتی ہے۔ اور لاحقہ شریعت سابقہ شریعت کی ناسخ ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: لکلٍّ جعلنا منکم شرعة ومنهاجا (پ۔ مائدہ) اور ملت کیش کو کہتے ہیں جو حضرت ابراہیم سے مختص ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ دینا قیما ملة ابراهیم حنیفا۔ (پ۔ انعام) یعنی دینِ قیم ملتِ ابراہیم والا ہی ہے۔ نیز ارشاد ہے: ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهیم حنیفا (پ النساء) یعنی دین اسی کا احسن ہوگا جو ملتِ ابراہیمؑ کا پیروکار ہوگا۔ ملتِ ابراہیمی کیا ہے؟ سلسلۂ دین کو اپنی ذریت میں قرار دینا۔ دینِ اسلام، نبوت، امامت سب کو اپنی ذریت میں قرار دینا۔ سنئے! حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوتا ہے: اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمین (پ۔ بقر) یعنی آپ کو اسلام کے اظہار کا حکم ہوا۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دُعا کردی: ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك۔ حضرت ابراہیم کو نبوت ملی۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دعا کردی: ربنا وابعث فیهم رسولا۔ یا اللہ! میری ذریت میں نبوت جاری فرما۔ جواب ملا: وجعلنا فی ذریته النبوة والکتٰب (پ۔ عنکبوت) یعنی ہم نے ابراہیم کی ذریت میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔ ابراہیمؑ کو امامت ملی: انی جاعلك للناس اماما۔ آپ نے دعا کی: قال ومن ذریتی کہ میری اولاد میں سے بھی امام بنا۔ غرضیکہ ملتِ ابراہیمی یہ ہے کہ سلسلۂ دین اسلام۔ نبوت۔ امامت وغیرہ کو اپنی ذریت میں قائم کریں۔ اور اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے۔ ومن یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه (پ۔ بقر) کہ سوائے سفیہ اور احمق کے ملتِ ابراہیمی سے کوئی رُوگردانی نہیں کرسکتا۔ آنحضرت صلعم کو بھی یہی حکم ملا: اتبع ملة ابراهیم۔ کہ اے رسولؐ! تم بھی ملتِ ابراہیم کی پیروی کرو۔ یعنی سلسلۂ دین اور امامت و خلافت کو اپنے بعد اپنی ذریت میں قائم کرو۔ اور لوگوں کو بھی یہی حکم ملا، واتبعوا ملة ابراهیم۔ کہ اے لوگو! تم بھی ملتِ ابراہیمی کی پیروی کرو یعنی سلسلۂ دین اور امامت و خلافت کو اپنی ذریت میں قائم کرو۔ ..... انی تارک فیکم الثقلین ..... [illegible]

اٰیاتہا ۱۱۱ سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ ۱۲ رکوعاتہا

الجزء (۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
پاک ہے (ذات)، لہ اس (خدا) کی جس نے سیر کرائی اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رات کے ایک حصے
الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ
میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کا ماحول (اردگرد) ہم نے مبارک بنایا۔ تاکہ اس (بندے) کو اپنی
مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۱) وَاٰتَيْنَا مُوْسَی
کچھ نشانیاں دکھائیں۔ یقیناً وہ بہت سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب
الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا
دی۔ اور اُسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت قرار دیا، کہ میرے سوا کسی اور کو
مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا (۲) ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ
سرپرست نہ بناؤ۔ (یہ) اُن کی اولاد تھے جنھیں ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا۔ یقیناً
كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (۳) وَقَضَيْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِی
وہ بڑا شکر گذار بندہ تھا۔ اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کی طرف فیصلہ
الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا
دے دیا۔ کہ تم ضرور زمین میں دو مرتبہ فساد کروگے۔ اور ضرور تم بہت بڑی سرکشی
كَبِيْرًا (۴) فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا
کروگے۔ پھر جب ان دونوں میں سے پہلے وعدہ کا موقع آیا، ہم نے تمھارے خلاف اپنے بڑے
لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ
لڑنے والے بندے لا کھڑے کئے، پس وہ شہروں کے اندر گھس گئے۔ اور وہ
وَعْدًا مَّفْعُوْلًا (۵) ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ
وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے تم کو اُن پر دوبارہ غلبہ دیا۔ اور

لہ سبحٰن :-

لفظ "سبحٰن" دراصل عنوان ہے مسئلہ معراج پر تقریر کا جو اس آیۂ شریفہ نے بیان کی ہے۔ عربی زبان میں لفظ "سبحٰن" "سَبَحَ" کا مصدر ہے۔ اور لغت میں جو اس کے معنے لکھے ہیں اُن میں تیز رفتاری داخل ہے۔ اہلِ عرب سبح، سبوحًا اس وقت کہتے ہیں جبکہ گھوڑا تیزی سے دوڑتا ہوا نکل جائے۔ نیز عرب کا محاورہ ہے: الفرس یسبح فی سرعتہ۔ یعنی گھوڑا اپنی تیزی میں دوڑ رہا ہے (لغات القرآن نعمانی جلد ۳، صفحہ ۱۷۹)۔

سبحٰن کی سُرخی یا عنوان نے بتا دیا کہ اس آیت میں جو مضمون آئندہ بیان ہوگا اس میں کسی تیز رفتاری کا بیان ہوگا۔

واقعہ معراج یہ ہے کہ ایک رات اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بُراق پر سوار کر کے ساتوں آسمانوں کے ملکوت اور عجائبات کی سیر اور دوزخ بہشت کے نظارے دکھاتے ہوئے عرشِ معلّٰی پر لے گئے۔ آپؐ اس تیزی سے گئے اور واپس بھی آ گئے کہ آپؐ کے دروازے کی زنجیر ہلتی رہی۔ بستر جس پر آپؐ قبل روانگی استراحت فرما رہے تھے، ویسا ہی گرم رہا۔ بعض مسلمان آپ کی معراجِ جسمانی کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے یہ سب کچھ صرف خواب میں دیکھا تھا۔ مذہب اہلبیت یہ ہے کہ آپؐ بجسدِ عنصری آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ چنانچہ مُلّا محمد باقر مجلسی نے حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ پر لکھا ہے:

"بہ آیاتِ کریمہ و احادیث متواترہ ثابت گردیدہ کہ حق تعالیٰ حضرت رسول اللہ را در یک شب از مکۂ معظمہ بسوئے مسجد اقصیٰ و از آنجا بہ آسمانہا تا سدرۃ المنتہیٰ و عرشِ معلّٰی سیر فرمودہ و احادیث متواترہ خاصہ و عامہ دلالت میکند کہ عروج آنحضرتؐ بہ بدن بودز بروح بے بدن و در بیداری بود نہ در خواب۔"

ترجمہ:- آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں کی سدرۃ المنتہیٰ اور عرشِ معلّٰی تک سیر کرائی۔ اور یہ معراج بدن سے تھی۔ نہ بے بدن رُوح سے اور بیداری میں تھی، نہ کہ خواب میں۔

اور جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ پر ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو معراج جسمانی اور شفاعت اور سوالِ قبر و دوزخ کے مخلوق ہونے کا انکار کرے وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو معراج پر ایمان نہ لایا اس نے حضورؐ کو جھٹلایا ——— تفسیر صافی صفحہ ۲۸۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک دفعہ آپؐ نے آسمان کی طرف نظر کی، دوسری دفعہ کعبہ کی طرف۔ اور پھر تین بار یہی آیت تلاوت فرمائی: سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ ... الخ۔ پھر اسمٰعیل جعفی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے اعراقی! اہلِ عراق اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: یہ کہتے ہیں کہ پروردگار اپنے بندہ کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک لے گیا۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں بلکہ اس سے اس تک لے گیا۔ اور دوسرا لفظ "اس" فرماتے وقت آپؑ نے اپنے دستِ مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان کا نام حرم ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ وہ مسجدیں جن کی خاص خاص فضیلتیں ہیں کون کون سی ہیں؟ فرمایا: مسجد الحرام، مسجد الرسول۔ کسی نے عرض کی: اور مسجد الاقصیٰ؟ فرمایا: اس سے تو مسجدِ کوفہ افضل ہے۔ اس پر عرض کی گئی کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ مسجد الاقصیٰ سے بیت المقدس مراد ہے۔ فرمایا: وہ تو بالائے آسمان ہے، جہاں شبِ معراج جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لے گئے تھے۔

أَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿٦﴾

ہم نے تمھاری مدد مالوں اور بیٹوں سے کی ۔ اور تمھیں زیادہ نفری والا بنا دیا ۔

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا

اگر تم نے نیکی کی تو اپنی ذات کے لئے ہی نیکی کی ۔ اور اگر تم نے بدی کی تو وہ بھی اپنی ہی ذات کیلئے

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوْءُا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا

پھر جب دوسرا وعدہ (کا وقت) آئے گا ، تو (وہی لوگ تمھارے چہرے بگاڑ دیں گے ۔ اور تاکہ مسجد

الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا

(بیت المقدس) میں اسی طرح داخل ہو جائیں جسطرح پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے ۔ اور تاکہ جبتک وہ غالب ہیں ایسا ہلاک کریں

تَتْبِيْرًا ﴿٧﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا

جیسا کہ ہلاک کرنیکا حق ہے ۔ قریب ہے کہ تمھارا پروردگار تم پر رحم کرے ۔ اور اگر تم نے پھر وہی کیا تو ہم بھی وہی کریں گے ۔

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿٨﴾ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ

اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قیدخانہ قرار دیا ہے ۔ یقیناً یہ قرآن اُس راستہ کی طرف

يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ

ہدایت کرتا ہے ؎۱ جو سب سے زیادہ سیدھا ہے ۔ اور اُن مومنوں کو جو نیکیاں کرتے رہتے ہیں (یہ)

يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾ وَّأَنَّ

بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے ۔ اور (یہ کہ)

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں ، یقیناً اُن کے لئے ہم نے بڑا دردناک عذاب

أَلِيْمًا ﴿١٠﴾ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهٗ بِالْخَيْرِ ۚ وَكَانَ

تیار کر رکھا ہے ۔ اور انسان برائی کیلئے بھی ویسی ہی دعا مانگتا ہے ؎۲ جیسی کہ بھلائی کیلئے ۔ اور انسان

الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

بڑا جلد باز ہے ۔ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں قرار دیا ۔

فَمَحَوْنَا اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا

پس رات کی نشانی کو تاریک کر دیا ؎۳ اور دن کی نشانی کو دکھانے والا بنا دیا ۔ تاکہ تم اپنے

؎۱ یھدی :-
تفسیر صافی ص۲۸۶ پر بحوالہ معانی الاخبار بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام ہم میں سے ہی معصوم ہوگا ۔ اور عصمت کوئی ظاہری چیز جسم پر نہیں ہے ، جسے دیکھ کر معصوم کو پہچان لیا جائے ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ منصوص بھی ہو ۔ کسی نے پوچھا کہ معصوم کے کیا معنے ہیں ؟ فرمایا کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑنے والا ۔ اور حبل اللہ قرآن مجید ہے ۔ اور قرآن مجید امام کی طرف رہبری کرتا ہے ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے :- ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ۔

؎۲ ویدع الانسان :-
تفسیر صافی ص۲۸۷ پر بحوالہ مصباح الشریعۃ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنی نجات اور ہلاکت کے طریقے کو اچھی طرح پہچان لو کہ کہیں تم خدا سے ایسی چیز کی دعا نہ کر بیٹھو ، جس میں تمھاری ہلاکت کا امکان ہو ۔ اور تم اسی گمان میں رہو کہ اس میں تمھاری نجات ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :- ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر ۔

؎۳ فمحونا :-
تفسیر صافی ص۲۸۶ پر بحوالہ علل الشرائع منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ کیا سبب ہے کہ سورج اور چاند دونوں چمک اور روشنی میں برابر نہیں ہیں ۔ آپ نے فرمایا جس وقت خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو پیدا کیا تو انھوں نے اطاعت کی اور کوئی نافرمانی نہیں کی ۔ خدا تعالیٰ نے جبرئیل امین کو حکم دیا کہ چاند کی روشنی کو محو کر دیں ۔ چنانچہ انھوں نے اُسے محو کر دیا ۔ پس چاند میں محو کرنے کا نشان کالی کالی دھاریاں موجود ہیں ۔ اور اگر چاند مثل سورج اپنی اصلی حالت پر باقی رہنے دیا جاتا ۔ تو دن اور رات کی تمیز مشکل ہوتی ۔ اور روزہ دار کو یہ معلوم ہو سکتا کہ روزہ کتنی دیر تک رکھے ۔ اور لوگوں کو برسوں کا حال معلوم ہوتا ۔ اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے : وجعلنا الّیل ۔۔۔۔ الخ

ع ۱ ۱۰ ۱

فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَلِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ‌ؕ

پروردگار سے فضل تلاش کرو ۔ اور تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو ۔

وَكُلَّ شَىۡءٍ فَصَّلۡنٰهُ تَفۡصِيۡلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ

اور ہم نے تو ہر چیز کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے ۔ اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو

طٰۤٮِٕرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ‌ؕ وَنُخۡرِجُ لَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلۡقٰٮهُ

اسکے گلے لگا رکھا ہے ۱؎ اور ہم اُس کیلئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ پھیلا ہوا

مَنۡشُوۡرًا‏ ﴿۱۳﴾ اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ‌ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ

پائے گا ۔ (ہم اُسے کہیں گے کہ) تو اپنا نوشتہ پڑھ ۔ آج کے دن تو اپنی ذات کا حساب لینے والا خود

حَسِيۡبًا ؕ‏ ﴿۱۴﴾ مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ ۚ وَمَنۡ

ہی کافی ہے ۲؎ جو کوئی ہدایت پا گیا پس ماسوا اسکے نہیں کہ وہ اپنی ہی ذات کے لئے ہدایت پاتا ہے ۔ اور

ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى‌ ؕ

جو کوئی گمراہ ہوگا پس اُسکی گمراہی کا وبال اسی پر ہے ۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانیوالا (نفس) دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا ۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ

اور جب تک ہم رسول مبعوث نہ کر لیں ہم عذاب کرنیوالے نہیں ہوا کرتے ۳؎ اور جب ہم (اتمام حجت کے بعد)

اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا فَحَقَّ

کسی بستی کو ہلاک کرنیکا ارادہ کر لیتے ہیں تو اسکے مالدار لوگوں کو (کوئی) حکم دیتے ہیں پھر وہ اُسکی نافرمانی کرتے ہیں ۔ پس

عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنَ

اس بستی پر (سزا کا) فرمان صادق آجاتا ہے ، پھر ہم اُسے ایسا تباہ کرتے ہیں جیسا کہ تباہ کرنیکا حق ہے ۔ اور ہم نے نوح کے

الۡقُرُوۡنِ مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ‌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ

بعد کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا ۔ اور تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب خبردار

خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا‏ ﴿۱۷﴾ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِيۡهَا

اور بہت دیکھنے والا ہے ۔ جو کوئی جلد ملنے والا (دنیاوی فائدہ) چاہے ، ہم اُس میں سے اُس کیلئے جس کیلئے

مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِيۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ‌ ۚ يَصۡلٰٮهَا

ہم چاہتے ہیں جتنا ہم چاہتے ہیں جلدی مہیا کر دیتے ہیں ۔ پھر اس کیلئے ہم جہنم قرار دے دیتے ہیں ۔ جسمیں وہ بُرے حال

۱؎ فی عنقہٖ :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو نیکی اور بدی انسان نے کی ہے وہ اس طرح اُس کے ساتھ رہے گی کہ اس سے جُدا نہ ہو سکے گی ، جبتک کہ قیامت کے دن اُس کا نامۂ اعمال اُس کو دے نہ دیا جائے ۔

۲؎ حسیبًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۸۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ بندہ نے جو جو عمل کئے ہوں گے اور جو کچھ اُس کے اعمال نامہ میں لکھا ہوگا وہ اُسے اس طرح یاد آتا جائے گا گویا وہ کام اسی وقت کیا ہے اس وجہ سے گھبرا کر وہ لوگ کہیں گے ؛ یٰویلتنا مال ھٰذا الکتٰب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصٰھا ۔ ترجمہ :- اے ہماری خرابی یہ کیسا اعمالنامہ ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتا ہے اور نہ بڑی بات کو ۔ مگر یہ کہ اِس نے اُس کا احاطہ کر لیا ہے ۔

۳؎ نبعث رسولًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۸۶ پر ہے کہ بعثت رسول کا فائدہ یہ ہے کہ حجتوں کو کھول کر بیان کر دے ۔ اور احکام شریعت کی مشق کرا دے ۔ اور اُس کے ذریعہ سے حجت قائم کر دے ۔

مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا

میں راندہ ہوا ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو کوئی آخرت کو چاہے اور اُس کیلئے کوشش بھی کرے جو اس کی

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾

کوشش کا حق ہے، اور وُہ مومن بھی ہو۔ پس وہی لوگ ہیں کہ اُن کی کوشش مقبول ہوگی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا

تیرے پروردگار کی بخشش سے ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں (ان کی بھی اور اُن کی بھی۔ اور تمہارے

كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ

پروردگار کی بخشش (کسی کیلئے بھی) روکی ہوئی نہیں ہے۔ دیکھو تو ہم نے کسطرح ایک کو دوسرے پر فضیلت دی

عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

ہے۔ اور آخرت تو یقیناً درجوں کے لحاظ سے سب سے بڑی لے اور فضیلت میں بھی سب سے بڑی ہوگی۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع

تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ قرار دینا، ورنہ تم بُرے حال لٹے لٹے بے یار و مددگار بیٹھے رہ جاؤ گے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ

اور تیرے پروردگار نے قطعی حکم دے دیا ہے کہ اُسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی

اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا

کرو۔ اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی تیرے پاس بڑھاپے (کی عمر) کو پہنچ جائیں، تو تم اُن

فَلَا تَـقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا

دونوں کو اُف بھی نہ کہو اور نہ اُن کو جھڑکو۔ اور اُن کے لئے بہت اچھی بات کہا

كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

کرو۔ اور اُن دونوں کے لئے رحمت سے عاجزی کا بازو جھکا دے۔ اور کہو

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ ۭ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ

اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ اُنھوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔ جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے

نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ

تمھارا پروردگار اُسے خوب جانتا ہے۔ اگر تم نیک رہو گے، تو وُہ رجوع کرنے والوں کے لئے بڑا

لے اکبر درجٰت :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ کبھی نہ کہو کہ جنت صرف ایک ہی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ومن دونهما جنتٰن۔ یعنی ان دو جنتوں کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں۔ اور یہ بھی ہرگز نہ کہو کہ درجہ ایک ہی ہے، اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ورفعنا بعضهم فوق بعض درجٰت۔ یعنی ہم نے ان میں سے بعض کو بعض درجوں کی حیثیت سے رُتبہ عطا کیا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ لوگ بوجہ اعمال کے ایک دوسرے سے درجوں میں بڑھے ہوئے ہوں گے۔ کسی نے کہا کہ دو مومن جنت میں داخل ہوئے ہوں۔ اور ایک کا درجہ دوسرے سے بلند ہو۔ اور ایک ان میں سے اپنے دوسرے دوست سے ملنے کی خواہش کرے تو کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ جو بلند درجہ پر ہوگا۔ اُسے اختیار ہوگا کہ نیچے کے درجہ والے سے اس کے درجہ میں آکر اس سے مل لے لیکن جو نیچے کے درجہ میں ہے اس کو یہ موقعہ نہ ہوگا کہ اوپر کے درجہ میں جا کر اس سے ملے۔ کیونکہ وُہ اس حد تک پہنچا ہی نہیں ہے۔

اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کل قیامت کے دِن بندوں کے جو درجے بڑھائے جائیں گے اور وُہ اپنے پروردگار کا قرب حاصل کریں گے۔ یہ ان کی اپنی اپنی عقلوں کے اندازہ پر ہوگا۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ثواب کا اندازہ عقل پر موقوف ہے، یعنی جتنا نیکی کو نیکی سمجھ کر انجام دیتا ہے۔ اور اطاعت خدا جس قدر سمجھ کر کی ہے اتنا ہی اعلیٰ درجہ ملے گا۔

ع ۲ ۱۲ ۳

غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

بخشنے والا ہے۔ اور قرابت والوں کو اُس کا حق دے دو ۵۱ اور مسکین اور مسافر کو بھی۔

السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا

اور فضول خرچی نہ کیا کرو ۵۲۔ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے

اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا

بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت ناشکر گزار ہے۔ اور اگر

تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

اپنے پروردگار کی طرف سے جس رحمت کی تم خواہش رکھتے ہو اُسکے انتظار میں تجھے روگردانی کرنی پڑے تو بھی اُن

لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى

سے نرمی سے ہی بات کیا کرو ۵۳ اور نہ تو تو اپنا ہاتھ اپنی گردن کی طرف باندھے رکھو (یعنی کنجوس نہ بن)۔

عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾

اور نہ اُسے پورا کھول کر پھیلائے رکھو (فضول خرچ نہ ہو) ورنہ تم ملامت زدہ ہو کر خالی ہاتھ بیٹھ رہو گے ۵۴

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

یقیناً تمہارا پروردگار جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور وہ رزق کو تنگ بھی کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ

بندوں سے خوب خبردار بہت دیکھنے والا ہے۔ اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالا کرو

اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً

۵۵ ہم ہی اُنھیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی۔ یقیناً اُن کا مار ڈالنا بہت بڑی خطا

كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ

ہے۔ اور تم زنا کے نزدیک بھی نہ پھٹکو، یقیناً وہ بے حیائی (کا فعل)، اور بری راہ

سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ

ہے۔ اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے، سوائے حق کے قتل نہ کیا کرو۔

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا

اور جو شخص مظلوم مارا جائیگا، تو یقیناً ہم نے اس کے وارث کیلئے غلبہ قرار دیا ہے۔ پس وہ

۵۱ وآت ذا القربٰی:-
تفسیر صافی ص۲۸۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ القربیٰ سے مراد قرابت جناب رسولِ خدا ہے۔ اور یہ آیت جناب فاطمہ زہراؑ کی شان میں ہے۔ پس جناب رسولِ خدا نے فدک اُن کیلئے مخصوص فرما دیا تھا۔ اور اس آیت میں مسکین سے مراد وہ مسکین ہے جو اولادِ فاطمہؑ سے ہو۔ اور ابن السبیل (مسافر) سے مراد وہ ابن السبیل (مسافر) ہے۔ جو اولادِ فاطمہؑ سے ہو۔

۵۲ تبذیرًا:-
لغت میں تبذیر کے معنے تفریق اور پراگندہ کرنے کے ہیں۔ اصل میں بذر یعنی زمین میں بیج ڈالنے اور پھینکنے کا نام تبذیر ہے۔ اور چونکہ بیج کا زمین پر ڈالنا اس شخص کی نظر میں جو مآلِ کار سے واقف نہ ہو۔ بظاہر ضائع کرنا ہی ہے۔ اسلئے بطورِ استعارہ ہر اُس شخص کے متعلق جو انجام کو سوچے بغیر اپنے مال کو فضول ضائع کرنے لگے "تبذیر" کا استعمال ہونے لگا۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد۲، ص۳۲)۔

۵۳ قولًا میسورًا:-
تفسیر صافی ص۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی، روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتا، اور آپ کے پاس کچھ دینے کو نہ ہوتا تو فرما دیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو بھی رزق دے اور تم کو بھی۔

۳
ع ۸
۳

۵۴ ملومًا محسورًا:-
تفسیر صافی ص۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیہ مجیدہ کی شانِ نزول یہ لکھی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی شخص کو، جو آپ سے ایسی چیز کا سوال کرتا جو آپ کے پاس ہوتی تو آپ اُسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ چنانچہ ایک شخص نے سوال کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کچھ نہ تھا۔ تو فرمایا: کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہوگا دوں گا۔ اُس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اپنا قمیض ہی مجھے عنایت کر دیجئے! آپ نے اپنا قمیض دے دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ پوری آیت نازل فرمائی۔ اور تادیبًا منع فرمایا کہ نہ تو کنجوسی اختیار کرو۔ اور نہ ایسے فضول خرچ ہو جاؤ کہ خود برہنہ بیٹھے رہ جاؤ۔

۵۵ خشیة املاق:-
تفسیر صافی ص۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کے معنی فقر و فاقہ کے خوف سے ہیں، کیونکہ عرب اپنی اولاد کو اسی خوف سے مار ڈالا کرتے تھے — اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حاجی کو املاق کبھی نہیں ستاتا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا حضرت، املاق کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ افلاس۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

قتل میں زیادتی نہ کرے لے بیشک وہ مدد دیا گیا ہے۔ اور تم یتیم کے مال کے

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا

قریب نہ جاؤ، سوائے اس صورت کے جو سب سے اچھی ہو۔ تا اینکہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔ اور عہد کو

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿٣٤﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ

پورا کرو۔ بے شک عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور جب تم ناپو تو پیمانہ پورا

اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ

دو، اور صحیح ترازو سے تولا کرو، یہی بہتر ہے

وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

اور اسی کا انجام اچھا ہے۔ اور جس بات کا تجھے علم نہ ہو، اُس کے درپے نہ ہوا کرو۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿٣٦﴾

بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

اور تو زمین میں اکڑتا ہوا نہ چل ٥٢ یقیناً تو زمین کو ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا۔

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ

اور تو پہاڑوں کی بلندی کو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا۔ ان سب چیزوں کی بُرائی تمہارے پروردگار کے نزدیک

رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ

ناپسندیدہ ہے۔ یہ ان حکمت کی باتوں میں سے ہیں جو تیرے پروردگار نے تمہاری طرف وحی کی ہیں

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا

اور تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرا معبود قرار نہ دے ٥٣، ورنہ تو ملامت زدہ راندہ ہوا ہو کر جہنم میں ڈالا

مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

جائے گا۔ پھر کیا تمہارے پروردگار نے تمھیں بیٹوں کیلئے منتخب کر لیا ہے، اور اس نے کچھ فرشتوں کو اپنی بیٹیاں

اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا

بنا لیا ہے۔ یقیناً تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو۔ اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر

٥١ لا یسرف فی القتل:۔
تفسیر صافی صفحہ ٢٨٩ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت امام حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور اگر تمام اہل زمین ان حضرت کے خونِ ناحق کے عوض میں قتل کئے جائیں تو بھی اسراف نہ ہوگا۔

٥٢ لا تمش:۔
تفسیر صافی صفحہ ٢٩ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے جو وصیت محمد ابن حنفیہ رض کو فرمائی تھی اُس میں یہ بھی تھا کہ دونوں پاؤں کا یہ فرض ہے کہ تم اُن کو خدا کی عبادت میں کھڑے ہو جھل کر دو۔ اور اُن کے ذریعہ سے کوئی نافرمانی کی چال نہ چلو۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

٥٣ لا تجعل:۔
تفسیر صافی صفحہ ٢٩ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ ظاہری خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد امت ہے۔
کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کے ایک حصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بعثت کے ابتدائی دس برس میں جو شخص مکہ معظمہ میں شہادتین کے اقرار اور تصدیق کے ساتھ مرا اُس پر کوئی عذاب نہیں کیا گیا۔ پھر دس برس کے بعد خدا تعالیٰ نے مکہ ہی میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا (۴۱) قُلْ لَّوْ كَانَ

سمجھایا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ حالانکہ اس (بیان نے) اُنکی نفرت ہی کو بڑھایا ۵۱ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر جیسا

مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ

وُہ کہتے ہیں اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے تب تو اُنھوں نے صاحب عرش تک (پہنچنے) کا راستہ ضرور

سَبِيْلًا (۴۲) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا (۴۳)

تلاش کر لیا ہوتا۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اُس سے وُہ کہیں بہت زیادہ پاک اور برتر ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن میں ہے اُس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اور

اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ

کوئی چیز ایسی نہیں ۵۲ جو حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم اُن کی تسبیح کو سمجھتے نہیں

تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (۴۴) وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

ہو۔ بیشک وُہ بہت بُردبار بڑا بخشنے والا ہے۔ اور جب تو قرآن پڑھتا ہے

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا

تو ہم تیرے اور اُن لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں ایک خفیہ پردہ قرار دے

مَّسْتُوْرًا (۴۵) وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ

دیتے ہیں۔ اور ہم نے اُن کے دلوں پر پردے قرار دیئے ہیں کہ وُہ اُسے نہیں سمجھتے ہیں، اور اُن کے

اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى

کانوں میں گرانی ہے۔ اور جب تو نے قرآن میں اپنے پروردگار کی توحید کا ذکر کیا ۵۳ تو وُہ نفرت کیساتھ

اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (۴۶) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ

اپنی پیٹھیں پھیر کر پلٹ گئے۔ جب یہ لوگ تیری طرف کان لگا کر سنتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں کہ کس غرض

اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا

سے سنتے ہیں۔ اور جب یہ سرگوشی کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (۴۷) اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

کیا گیا ہے۔ (اے رسولؐ!) دیکھو تو اُنھوں نے تمہارے لئے کیسی مثالیں گھڑی ہیں ۵۴ پس وُہ گمراہ ہو گئے ہیں

۵۱ اِلّا نفورًا :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جب کفار قرآن مجید کو غور سے سنتے تو بھاگ جایا کرتے۔ اور اُس کی تکذیب کیا کرتے ؛

۵۲ اِن من شیءٍ :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دیوار کے گرنے سے جو آواز نکلتی ہے، وُہ بھی تسبیح ہے۔

انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ کوئی پرندہ شکار نہیں کیا جاتا مگر اس مواخذہ میں کہ وُہ تسبیح خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا۔ کہ کیا سُوکھے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ضرور کرتے ہیں۔ کیا تم نے گھر کی کھڑکیوں کو چٹختے ہُوئے نہیں سُنا۔ بس یہی اُن کی تسبیح ہے۔

لمترجم :- پہلے تو یہ خیال تھا کہ درخت کیا باتیں کرتے ہوں گے۔ لیکن ڈاکٹر بوس (بنگالی) کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ درخت بھی بولتے ہیں۔ اور اُن میں بھی دیگر مخلوقات کی طرح جذبات و حسیات ہیں۔ چنانچہ اُن کی باتیں بھی سمجھ میں آنے لگی ہیں۔ اس لئے قرآن مجید جو کچھ بیان فرماتا ہے اور آئمہ معصومین علیہم السلام نے اس کی تصدیق اور تشریح فرمائی ہے، وُہ موجودہ تحقیقات سے درست ثابت ہو رہی ہے۔ اور یہ صداقت قرآنِ حکیم اور اسلام کا بیّن ثبوت ہے ؛

۵۳ واذا ذکرت :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مکان میں داخل ہونے لگتے، اور قریش کا بہت سا مجمع آپ کو گھیرے ہوتا تو آپ بلند آواز سے فرماتے : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ تو قریش اس کو سُن کر بھاگ جاتے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ تہجد میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے تو قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوش آوازی سننے کو جمع ہو جایا کرتے تھے۔ مگر جب آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ پڑھتے تو وُہ بھاگ جاتے۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب نماز کی جماعت کرتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ بلند آواز سے پڑھتے۔ پس جو منافق حضرتؐ کے پیچھے ہوتے وُہ صفوں سے دُور ہٹ جاتے۔ اور جب حضرت صلعم سورہ شروع کر دیتے، تب وُہ اپنی اپنی جگہ پر آ جاتے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ خدا سے اُن کو اتنی محبت ہے کہ اس کا نام بار بار لیا کرتے ہیں۔ اسی پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؛

۵۴ ضربوا لک الامثال :- تفسیر صافی صفحہ ۲۹۰ پر ہے کہ کبھی انھوں نے تمھیں ساحر کہا، کبھی شاعر کہا۔ کبھی کاہن کہا، کبھی مجنوں کہا ؛

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ

پھر (اب) وُہ کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ اور اُنھوں نے کہہ دیا کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا چورا

رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

ہوجائیں گے، تو کیا ہم نئے پیدا کرکے اُٹھائے جائیں گے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم پتھر ہوجاؤ

اَوْ حَدِيْدًا ﴿٥٠﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ

یا لوہا۔ یا کوئی ایسی مخلوق جو تمھارے دلوں میں بڑی معلوم ہوتی ہو لے پھر وہ جلدی کہیں گے

مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

کہ ہم کو واپس کون لائے گا۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ وہی جس نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ پس وُہ تمھاری طرف

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

(دیکھتے ہوئے) اپنے سر ہلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ کب ہوگا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ توقع ہے کہ وُہ قریب ہی

قَرِيْبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ

ہو جائے۔ جس دن وُہ تمھیں بلائے گا پھر تم اسکی حمد کرتے ہوئے جواب دو گے ؎۲ اور تم گمان کروگے

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ

کہ بہت ہی تھوڑا ٹھہرے۔ اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہہ دو کہ وُہ ایسی بات کہا کریں

اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ

جو سب سے اچھی ہو۔ یقیناً شیطان اُن کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿٥٣﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ

کھلا دشمن ہے۔ تمھارا پروردگار تمھیں سب سے زیادہ جاننے والا ہے ؎۳ اگر وہ چاہے گا تم پر رحم

اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ

کریگا۔ یا اگر وُہ چاہے گا تمھیں عذاب دیگا۔ اور ہم نے تمھیں ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔ اور تیرا پروردگار

اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ

اُنھیں خوب جاننے والا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور بیشک ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر

النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿٥٥﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ

فضیلت دی ؎۴ اور داؤد کو ہم نے زبور عطا کی تھی۔ (اے رسول) کہہ دو کہ جن کو تم اُس کے سوا

؎۱ فی صدورکم:-
تفسیر صافی ص۲۹۰ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وُہ مخلوق جو تمھارے خیالات میں بڑی ہے موت ہے۔

؎۲ بحمدہ:-
تفسیر صافی ص۲۹۱ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے کہ لوگ جب اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو مٹی سروں سے جھاڑتے ہُوئے اور یہ کہتے ہوئے جائیں گے: سبحٰنك اللّٰھم و بحمدك۔ یا اللہ تیری ذات پاک و منزہ ہے۔ اور ہم تیری حمد کرتے ہُوئے اُٹھے ہیں۔

؎۳ ربکم اعلم بکم:-
تفسیر صافی ص۲۹۱ پر ہے کہ اس سے پہلی آیتوں میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ میرے مومن بندوں سے یہ بات کہہ دو کہ مشرکوں سے ایسی بات کہیں جو اچھی ہو۔ اور اس طرح خطاب نہ کریں کہ اُن کو غیظ و غضب آجائے۔

ایک قول کے مطابق یہ آیت اسکی تفسیر ہے۔ یعنی یوں کہیں: ربکم اعلم بکم۔ اور صراحتہً یہ نہ کہہ دیں کہ تم جہنمی ہو۔ کیونکہ اس طرح صراحت سے کہنا ان کو برائی پر آمادہ کردے گا۔ اور ہر شخص کے انجام کا علم غیب میں داخل ہے۔ اور تم کو غیب کا علم نہیں دیا گیا۔

؎۴ فضلنا:-
تفسیر صافی ص۲۹۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انبیاء اور رسولوں کے سردار پانچ ہیں۔ اور وحی کا دارو مدار انہی پر ہے۔ یعنی نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت حاصل ہے۔

لمترجم:- یہ پانچ انبیاء علیہم السلام وہی ہیں جو صاحب شرع ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحًا والذی اوحینا الیك وما وصّینا بہ ابراھیم وموسٰی وعیسٰی (پ۲۵۔ شوریٰ) ــــ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی۔ چنانچہ ارشاد ہے: ثم جعلناك علی شریعة من الامر فاتبعھا۔ (پ۲۵۔ جاثیہ)۔ آپ کی شریعت عالم امری سے ہے جو کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

اور علل الشرائع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے مرسلین کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے۔ اور اے علیؑ! میرے بعد فضیلت میں تمھارا درجہ ہے اور پھر ان آئمہ علیہ السلام کا جو تمھارے بعد تمھاری اولاد میں سے ہوں گے۔ اور فرشتے تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خادم ہیں۔

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا

(معبود) گمان کرتے ہو، انھیں (تکلیف کے وقت) پکارو۔ پھر وہ نہ تو تم سے تکلیف دور کرنیکا ہی اختیار رکھتے

تَحْوِيْلًا ۝۵۶ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ

ہیں، اور نہ ہی بدل دینے کا۔ یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ (خود) اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے

الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ

ہیں، کہ اُن میں سے کون سب سے زیادہ مقرب ہے، اور اسکی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ

یقیناً تیرے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔ اور کوئی بستی ایسی نہیں مگر یہ کہ قیامت کے دن

مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا كَانَ

سے پہلے (یا تو) ہم اُسے ہلاک کرنے والے ہیں یا اُسے سخت عذاب سے معذب کرنیوالے ہیں۔ یہ بات

ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۵۸ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ

(تقدیر کی) کتاب میں لکھی جا چکی ہے۔ اور ہمیں نشانیاں بھیجنے سے کسی چیز نے نہیں روکا،

اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

سوائے اسکے کہ پہلوں نے اُنھیں جھٹلایا تھا۔ اور ہم نے ثمود کو (ہماری قدرت) دکھانیوالی اونٹنی (بطور معجزہ)

فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝۵۹ وَاِذْ قُلْنَا

دی تو اُنھوں نے اس پر ظلم کیا۔ اور ہم تو نشانیاں ڈرانے ہی کیلئے بھیجا کرتے ہیں۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے

لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ

تمھیں کہا تھا کہ یقیناً تیرے پروردگار نے لوگوں کو (عذاب کیلئے) گھیر رکھا ہے۔ اور وہ خواب جو ہم نے تمھیں دکھایا ہے ہم نے اُسے

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ

نہیں مقرر کیا ہے مگر لوگوں کیلئے ایک آزمائش اور قرآن میں ایک لعنتی درخت (خاندان)، اور ہم اُنھیں ڈراتے ہیں

ع ۶ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

مگر وہ (ڈرانا) اُن کو بہت بڑی سرکشی میں بڑھا رہا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ

کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ اُس نے کہا کیا میں اُس کیلئے سجدہ کروں

خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ

جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ (اور) کہنے لگا بھلا دیکھ تو کیا یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر بزرگی دی ہے۔ اگر تو

اَخَّرْتَنِ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾

مجھے قیامت کے دن تک ڈھیل دے دے تو میں اُسکی اولاد کو سوائے تھوڑوں کے ضرور قابو میں کر لوں گا۔

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً

(خدا نے) کہا چلا جا، پس جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا، پھر یقیناً جہنم ہی تم سب کی سزا پورا پورا بدلہ

مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ

ہوگا۔ اور ان میں سے جن کو تو پھسلا سکتا ہے، اپنی آواز سے پھسلا لے۔ اور

اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ

اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھا لے۔ اور اُن کے مالوں اور اولاد میں شرکت کر لے

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾

اور اُنھیں وعدے دے۔ اور جو وعدہ اُنھیں شیطان دیتا ہے وہ سوائے دھوکا کے کچھ نہیں ہوتا۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿٦٥﴾

یقیناً جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اور تیرا پروردگار کارساز ہونے کو کافی ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ يُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ

تمھارا پروردگار وہی ہے، جو تمھارے لئے سمندر میں جہاز چلاتا ہے۔ تاکہ تم اُس کے فضل میں سے

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی

تلاش کرو۔ بیشک وہ تم پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور جب سمندر میں تمھیں کوئی تکلیف

الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ

پہنچی، تو اُسکے سوا تم جن جن کو پکارا کرتے ہو وہ سب گم ہو گئے۔ پھر جب اُس نے تمھیں نجات دے کر خشکی تک

اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ

پہنچا دیا تو تم روگرداں ہو گئے۔ اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ پھر کیا تم اس بات سے امن میں ہو گئے ہو کہ وہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ

خشکی کی طرف (لاکر) تمھیں (اسکے ساتھ) دھنسا دے یا تم پر سنگریزے برسانے والی آندھی بھیج دے۔ پھر تم اپنے لئے کوئی

۵۱ شارکھم:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۹۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیہودہ اور فحش گالیاں بکنے والے بے حیا پر جو اس کی پرواہ نہ کرتا ہو کہ خود وہ کیا بکتا ہے۔ اور نہ اسکی کہ لوگ اسکے حق میں کیا کہتے ہیں۔ جنت حرام کر دی ہے۔ اور اگر تم اس کی تفتیش کرو گے تو اُس کے سوا کچھ نہ پاؤ گے کہ یا وہ ولدالزنا ہے یا اُس کے باپ کا نطفہ منعقد ہوتے وقت شیطان کی شرکت ہوئی ہے۔ کسی نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آدمیوں میں شیطان کی شرکت ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھتا: وشارکھم فی الاموال والاولاد۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے یہ آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا: کہ شیطان عورت کے پاس آکر اُسی طرح بیٹھ جاتا ہے جس طرح اُسکا مرد۔ اور جو کچھ مرد کرتا ہے وہی شیطان بھی کرتا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کی کہ اسکی پہچان کس طرح کی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ہماری محبت سے اور ہمارے بغض سے۔ پس جو ہم سے محبت رکھتا ہے وہ تو بندۂ خدا کا نطفہ ہے۔ اور جو ہم سے بغض رکھتا ہے وہ شیطان کا نطفہ ہے۔

انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ بسم اللہ کہہ لی جائے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے۔ اور اگر بغیر بسم اللہ کہے مجامعت کی جائے تو پھر فعل دونوں کی طرف سے واقع ہوتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ مالِ حرام جو کچھ بھی ہو۔ وہ شرکتِ شیطان ہے۔ پس اگر ایسے مال سے لونڈیاں خریدی جائیں، یا مہر ادا کر کے عقد کیا جائے۔ اور اُن سے اولاد پیدا ہو۔ تو اس میں شیطان کا حصہ ضرور ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص کی مباشرت کے وقت جو فعل حرام کرے۔ شیطان ضرور ساتھ ہوگا۔ اور بچہ مشترک نطفہ سے پیدا ہوگا۔

۵۲ ان یخسف:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۹۲ پر ہے کہ جانب کا ذکر اسلئے فرمایا کہ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ وہ ساحل پر پہنچ کر کفر و روگردانی کرتے تھے۔ اور یہ خیال نہ کرتے تھے کہ جس میں یہ قدرت ہے کہ سمندر میں تم کو ڈبو کر ہلاک کر دے اُس میں یہ قدرت بھی ہے کہ تم کو خشکی میں دھنسا دے۔ یا اس حال میں کہ تم اس پر موجود ہو خشکی کے کنارے کو الٹ دے۔

وَكِيلًا ﴿۶۸﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ

کارساز نہ پاؤ گے۔ یا تم اس بات سے امن میں ہو گئے ہو کہ وہ دوسری بار تمھیں اس (سمندر) میں پھیر لے جائے۔ پھر

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا

تم پر کشتی توڑنے والی ہوا بھیج دے۔ پھر جو ناشکری تم کر چکے ہو اُسکی سزا میں تمھیں غرق کر دے پھر تم

لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ

کسی کو نہ پاؤ گے جو اس پر ہمارے خلاف پیچھا کرے۔ اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو بزرگی بخشی ہے ؎۱ اور ہم نے انھیں

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ

خشکی اور تری میں (سواریوں پر) اُٹھایا، اور پاکیزہ چیزوں سے اُنھیں رزق دیا۔ اور جن جن کو ہم نے پیدا کیا اُن میں سے

كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿۷۰﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

بہتوں پر ہم نے اُنھیں بڑی فضیلت بخشی ؎۲ (یاد کرو) اس دن کو جبکہ ہم سب لوگوں کو اُنکے امام کے ساتھ

فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا

بلائیں گے ؎۳ پھر جنھیں اُن کا اعمالنامہ اُنکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ اپنا اعمالنامہ (خوش ہو کر) پڑھیں گے۔

يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿۷۱﴾ وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي

اور انھیں ایک ریشہ برابر بھی نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ اور جو کوئی اس (دنیا) میں اندھا رہا، پس وہ آخرت میں بھی اندھا

الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۷۲﴾ وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ

رہے گا، اور راہِ راست سے بہت زیادہ بھٹکا ہوا۔ اور قریب تھا کہ جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی کیا تھا، یہ لوگ

الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ

اس کی نسبت تجھے فتنہ میں ڈال دیتے تاکہ تو اسکے خلاف ہم پر افترا کرے۔ اور اس صورت میں تجھے دوست بنا

خَلِيلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا

لیتے۔ اور اگر ہم نے تجھے ثابتقدم نہ رکھا ہوتا، تو یقیناً تو اُن کی طرف ضرور بہت تھوڑا سا جھکنے کے قریب

قَلِيلًا ﴿۷۴﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا

ہو جاتا۔ البتہ اس صورت میں ہم تمھیں زندگی کا دُگنا، اور موت (کے بعد) کا دُگنا (عذاب) چکھاتے پھر

تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿۷۵﴾ وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ

تم ہمارے خلاف کسی کو مددگار نہ پاتے۔ اور قریب تھا کہ یہ لوگ تجھے اس سرزمین سے دل برداشتہ کر دیں،

ع ۷ / ۱۰

؎۱ ولقد کرمنا:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۹۳ پر ہے کہ اولادِ آدم کو یہ بزرگی عقل سے دی ہے۔ نطق سے دی ہے۔ پاکیزہ صورت سے دی ہے۔ بمتوسط قد و قامت سے دی ہے۔ امورِ معاد و معاش کی تدبیر سے دی ہے۔ نیز زمین پر جتنی چیزیں ہیں ان سب پر قابو دینے سے دی ہے۔ تمام قسم کے حیوانات کو ماتحت کر دینے سے اور صنعت پر قدرت عطا کرنے سے اور بہت سی چیزوں سے جن کا شمار نہیں ہو سکتا ؛

؎۲ وفضلنٰھم:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۹۳ پر بحوالہ امالی شیخ ابو جعفر طوسی اِس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو جملہ مخلوقات پر فضیلت دی۔ اور انھیں خشکی و تری میں اُٹھایا۔ اور ہر قسم کے پاکیزہ پھلوں سے اُسے رزق دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ہر حیوان اور پرندہ یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اپنا کھانا اور پانی اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے مُنہ میں ڈالے۔ یہ فضیلت صرف بنی آدم ہی کو ہے کہ وہ اپنا طعام اپنے ہاتھوں سے اپنے مُنہ میں ڈالتا ہے۔ اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مخلوق اس طرح پیدا کی گئی ہے کہ اُس کا منہ نیچے کی طرف لٹکا ہُوا ہے، سوائے انسان کے کہ اُس کی خلقت سیدھی کی گئی ہے ؛

؎۳ امامھم:۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۹۳ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کُل آدمیوں کے امام نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: کہ میں کُل آدمیوں کی طرف خدا کا رسول ہوں۔ لیکن عنقریب میرے بعد خدا کی طرف سے میرے اہلبیت میں سے کُل آدمیوں کیلئے امام بھی مقرر کئے جائیں گے جو آدمیوں پر اپنا حق ثابت کر دیں گے، پھر بھی جھٹلائے جائیں گے۔ اور کفر و ضلالت کے امام اور اُن کے پیروکار اُن اصلی اماموں پر ظلم کریں گے۔ پس جو شخص اِن حقیقی اماموں سے دوستی رکھے گا۔ اور اُن کا اتباع کرے گا، اور اُن کی تصدیق کرے گا۔ پس وہ مجھ سے ہے۔ اور میرے ساتھ ہوگا، اور عنقریب مجھ سے آملے گا۔ اور غور سے سن لو کہ جو شخص ان برحق اماموں پر ظلم کرے گا اور اُن کی تکذیب کرے گا، پس وہ نہ مجھ سے ہوگا، اور نہ مجھ سے اُس کا کوئی واسطہ ہوگا ؛

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ

تاکہ تجھے اس سے نکال دیں۔ اور اس صورت میں وہ تیرے پیچھے بہت ہی کم مدت ٹھہرتے [51] (یہ) طریقہ [52] اُن

مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾

رسولوں کا ہے جنھیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا، اور تم ہمارے طریقہ کو بدلا ہُوا نہ پاؤ گے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ

سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (مقررہ) نمازیں قائم کیا کرو [53] اور صبح کا قرآن (یعنی نماز)

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً

یقیناً صبح کی (نماز کی)، قرآن خوانی پر گواہی دی جائے گی۔ اور (اے رسول) رات کے کچھ حصہ میں اس (قرآن) کیساتھ تہجد پڑھا کرو،

لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ

یہ زیادتی تیرے لئے (ہی) ہے۔ قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے مقامِ محمود پر کھڑا کرے۔ اور (اے رسول) کہو اے میرے پروردگار

اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ

مجھے داخل کر سچا داخل کرنا، اور مجھے نکال سچا نکالنا۔ اور میرے لئے

لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

اپنے پاس سے ایک غالب مددگار قرار دے۔ اور (اے رسول) کہہ دو کہ حق آگیا، اور باطل نکل

الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ

بھاگا، یقیناً باطل نکل بھاگنے والا ہی ہے۔ اور قرآن میں سے ہم وہ چیز نازل کرتے ہیں

مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا

جو مومنین کیلئے شفا اور رحمت ہے۔ اور یہ نہیں بڑھاتا ظالموں کا مگر

خَسَارًا ﴿٨٢﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ

نقصان۔ اور جب ہم نے انسان کو نعمت عطا فرمائی، تو وہ روگردان ہوگیا، اور اس نے پہلو تہی کی۔

وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿٨٣﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى

اور جب اُسے (کوئی) تکلیف پہنچی تو وہ مایوس ہوگیا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ ہر کوئی اپنے اپنے طریقہ پر

شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾ ع ٩ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

عمل کرتا ہے [54] پس تمہارا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے کہ (سیدھے) راستہ کو سب سے زیادہ پانے والا کون ہے۔ اور لوگ تجھ سے

[51] لا یلبثون خلفك:۔

تفسیر صافی صفحہ ٢٩٤ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! اگر تم کو یہ لوگ مکہ سے نکال بھی دیں گے تو تمہارے نکلنے کے بعد خود بھی تھوڑے ہی دن باقی رہیں گے۔ چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ ہجرت کے ایک ہی سال بعد وہ سب بدر میں قتل ہوگئے۔

[52] سُنَّۃ:۔

تفسیر صافی صفحہ ٢٩٤ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ مقرر کردیا تھا کہ جو اُمت اپنے رسول کو نکالے وہ اُسی رسول کی موجودگی میں ہلاک کردی جائے۔

[53] اقم الصّلوٰۃ:۔

تفسیر صافی صفحہ ٢٩٤ پر بحوالہ کافی، التہذیب اور تفسیر عیاشی منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا کہ واجب نمازیں کون کون سی ہیں آپ نے فرمایا: رات اور دن کو پانچ نمازیں۔ اس پر پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان نمازوں کا نام لیا ہے؟ اور اُن کو کھول کر اپنی کتاب میں بیان کردیا ہے؟ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے یہ ارشاد فرمایا ہے: اقم الصّلوٰۃ لدلوك الشّمس الی غسق الیل۔ دلوك زوالِ آفتاب ہے، اور غسق الیل نصف شب۔ پس زوالِ آفتاب سے نصف شب تک چار نمازیں ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے نام بھی لیا ہے، اور جن کو بیان بھی فرمایا ہے، اور اُن کا وقت بھی بتلا دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وقرآن الفجر انّ القرآن الفجر کان مشھودًا ۰ پس یہ پانچویں نماز ہوگئی۔

[54] شاکلته:۔

تفسیر صافی صفحہ ٢٩٥ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کسی عملِ خیر کی نیت کرنا اس عمل کے بجالانے سے بہتر ہے۔ اور عمل کا بجا لانا ایک نعمت ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا شاکلته کے معنی ہیں نیتہ۔

نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جہنمی جہنم میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے، کہ دُنیا میں اُن کی نیتوں سے ثابت ہوگیا کہ اگر وہ ہمیشہ کیلئے دُنیا میں رہتے تو ہمیشہ خدا کی نافرمانی کرتے رہتے۔ اور جنتی جنت میں ہمیشہ رہیں گے کیونکہ دُنیا میں اُن کی نیتوں سے ثابت ہوگیا کہ اگر وہ دُنیا میں ہمیشہ ہی رہتے، تو ہمیشہ خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری ہی کئے جاتے۔ پس اپنی اپنی نیتوں کے بموجب یہ بھی ہمیشہ رہیں گے اور وہ بھی ہمیشہ رہیں گے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

عَنِ الرُّوحِ ؕ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ

روح کے بارے میں پوچھتے ہیں ؎ کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے ، اور تمھیں تو علم میں سے بہت ہی

إِلَّا قَلِيلًا ﴿٨٥﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

تھوڑا حصہ دیا گیا ہے ۔ اور اگر ہم چاہتے تو جو کچھ ہم نے تمھاری طرف وحی کیا ہے اُسے لے جاتے ۔

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ﴿٨٦﴾ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ

پھر تو اسے لے لینے کو ہمارے برخلاف کسی کو کارساز نہ پاتا ۔ سوائے اسکے کہ تمھارے پروردگار کی رحمت ہوتی یقیناً

فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ

اُس کا فضل تم پر بہت ہی بڑا ہے ۔ (اے رسولؐ !) کہہ دو کہ اگر تمام انسان اور سب جن اس

عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ

بات پر اجماع کر لیں کہ اس قرآن کی مثل لائیں ، تو اُس کی مثل نہیں لا سکیں گے ۔ اور اگرچہ

كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي

وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں ۔ اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں سب لوگوں کیلئے

هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٨٩﴾

ہر ایک مثال کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے ۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے کفر کے ہر چیز کا (سخت) انکار کر دیا ۔

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ﴿٩٠﴾

اور انھوں نے کہا کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے ، جبتک کہ تم ہمارے لئے زمین میں ایک چشمہ جاری نہ کرو ،

أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا

یا خاص تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ نہ ہو جائے ۔ پھر تم اُس کے بیچوں بیچ زمین پھاڑ کر نہریں نہ

تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ

بہا دو ۔ یا جیسا کہ تمھارا گمان ہے ہم پر آسمان کے ٹکڑے نہ گرا دو ۔ یا

تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ

تم اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو لا کر سامنے کھڑا نہ کر دو ۔ یا خاص تمھارے لئے سونے کا ایک گھر نہ

زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ ۚ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ

ہو ، یا تم آسمان پر نہ چڑھ جاؤ ۔ اور ہم تمھارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے ۔ جبتک

؎ عن الروح :-
تفسیر صافی ص۲۹۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر قمی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی ۔ تو آپ نے فرمایا : کہ روح ایک ایسی مخلوق ہے کہ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام سے عظمت میں بڑی ہے ۔ ملکوتی ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتی ہے ۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ رُوح خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک ایسی مخلوق ہے ۔ جس کو بصیرت بھی دی گئی ہے ۔ قوت بھی ، تائید بھی ۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے رسولوں اور مومنین کے قلوب میں جگہ دیتا ہے ۔

لمترجم :- رُوح کا تفصیلی ذکر سابقاً ص۳۴۱ پر سورۂ حجر حاشیہ ؎ میں آچکا ہے ؞

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا

کہ تم ہم پر ایک کتاب نہ نازل کرو جسے ہم پڑھ لیں ۔ (اے رسول) کہہ دو میرا پروردگار پاک ہے ۔ میں تو صرف ایک بشری

رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى

رسول ہوں ۵۱ اور لوگوں کو جبکہ اُن کے پاس ہدایت آچکی ایمان لانے سے کس چیز نے روکا ۔ سوائے اس کے

اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ

کہ اُنھوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے

مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا

اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے ، تو ہم ضرور اُن پر آسمان سے کسی فرشتہ ہی کو رسول بنا

رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

کر بھیجتے ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے ۵۲ یقیناً وہ اپنے بندوں

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

سے پورا باخبر دار (اور) خوب دیکھنے والا ہے ۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے بس وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے ۔ اور

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ

جن پر وہ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے ۔ پھر تم اُسکے سوا کسی کو ان کا سرپرست نہ پاؤ گے ۔ اور ہم اُنھیں قیامت کے

الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ

دن اوندھے منہ ۵۳ اندھے اور گونگے اور بہرے محشور کریں گے ۔ اُن کا ٹھکانا جہنم ہوگا ۔

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

جب اس کا شعلہ بجھنے لگیگا ہم اُن پر اُسے اور بھڑکا دیں گے ۔ یہ اُن کی سزا اسلئے ہوگی کہ اُنھوں نے ہماری آیتوں

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾

کا انکار کیا اور یہ کہہ دیا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا چورا ہوجائیں گے ۔ تو کیا ہم نئے پیدا کر کے اُٹھائے جائیں گے

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ

کیا اُنھوں نے غور نہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس بات پر قدرت

عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

رکھنے والا ہے کہ اُن جیسے اور پیدا کرے ۔ اور اُس نے اُن کیلئے ایک مدت مقرر کردی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں

ع ۹ / ۱۰

۵۱ بشرًا رّسولًا :-
کفار نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مطالبات کئے تھے ۔ وہ ازراہِ تمسخر تھے ۔ اُن کا ثبوتِ نبوت سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ معجزہ وُہ ہوتا ہے جس کے کرنے سے دُوسرے لوگ عاجز آجائیں اور نبی کی صداقت کو تسلیم کرلیں ۔ لیکن کفار نے جو مطالبات کئے تھے وُہ ہر معمولی سے معمولی شخص بھی کرسکتا تھا ۔ خواہ وُہ کافر ہی ہو ۔ مثلاً چشمہ کا جاری کرنا ، نہریں بنانا ، آسمان سے کوئی ٹکڑا گرانا ، سونے کا مکان بنا دینا وغیرہ وغیرہ ۔ ایک بات البتہ انھوں نے کہی کہ آسمان پر جاؤ ۔ لیکن پھر یہ کہہ دیا کہ ہم تمہارا آسمان پر جانا بھی ہرگز نہیں مانیں گے جبتک تو ہم پر ایک کتاب نہ اُتار لائے ۔ چونکہ یہ سب اُن کی کٹ حجتیاں اور تمسخر تھا ۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک جامع جواب دیا کہ اے رسول ! اُن سے کہہ دو کہ میں تو انسانی رسول ہوں ۔ میں وُہ کام نہیں کرتا ، جس سے اللہ تعالیٰ کی رسالت ثابت نہ ہو ۔ نہ چشمے اور نہریں کھودنے سے رسالت ثابت ہوتی ہے ، اور نہ سونے چاندی کے مکان بنانے سے ۔ اسلئے مجھے ان چیزوں کے کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ میں آسمان پر بھی معراج کی شب ہو آیا ۔ تم نے مانا نہیں مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی تم نے اُسے قبول نہیں کیا ۔ اب اور مجھ سے کیا چاہتے ہو جو محالِ عقلی ہو اس کا معجزہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔

النصف

۵۲ کفٰی باللہ شہیدًا :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۹۷ پر ہے کہ یہ شہادت دونوں باتوں کے متعلق جتلائی گئی ہے ۔ ایک یہ کہ میں تم سب کی طرف رسول ہوں ! اور دوسرے یہ کہ جو کچھ میرے ذمہ پہنچانا تھا ، وُہ میں نے پہنچا دیا ۔

۵۳ علٰی وجوھھم :-
تفسیر صافی صفحہ ۲۹۷ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ، منقول ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں کو منہ کے بل کس طرح محشور کریگا ۔ آپ نے فرمایا : جو انکو دُنیا میں دو پاؤں کے بل چلاتا ہے وُہ اس پر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن منہ کے بل چلائے ۔

فَاَبٰۤی الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۹۹﴾ قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ

پھر بھی ظالموں نے سوائے کفر کے ہر چیز کا سخت انکار کر دیا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے

خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّیۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡیَةَ الۡاِنۡفَاقِ ؕ وَكَانَ

خزانوں کے مالک بھی ہوتے تو اس وقت بھی تم خرچ ہو جانے کے خوف سے انھیں روک رکھتے۔ اور انسان

الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی تِسۡعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ

ہے ہی بخیل۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو کھلے معجزے دیئے تھے۔ [1]

فَسۡـَٔلۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِذۡ جَآءَهُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ

پس بنی اسرائیل سے پوچھو کہ جب وہ اُن کے پاس آیا تو اُسے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ میں

لَاَظُنُّكَ یٰمُوۡسٰی مَسۡحُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ هٰۤؤُلَآءِ

گمان کرتا ہوں کہ یقیناً تم پر جادو کیا گیا ہے۔ اُس نے کہا کہ (اے فرعون) یقیناً تو جان گیا ہے کہ انکو کسی اور نے نہیں

اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّكَ یٰفِرۡعَوۡنُ

اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے روشن دلیلوں کے ساتھ۔ اور اے فرعون! میں تو تجھے ہلاک شدہ ہی

مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنۡ یَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَمَنۡ

گمان کرتا ہوں۔ پس اس (فرعون) نے ارادہ کیا کہ انکو اس سرزمین سے پریشان کر کے نکال دے۔ پھر ہم نے اُسے

مَّعَهٗ جَمِیۡعًا ﴿۱۰۳﴾ لا وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡكُنُوا

اور جو اُسکے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے یہ کہہ دیا کہ تم اس زمین میں سکونت

الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِیۡفًا ﴿۱۰۴﴾ ؕ وَبِالۡحَقِّ

اختیار کرو۔ پس جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تمھیں اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔ اور ہم نے اُسے حق کے

اَنۡزَلۡنٰهُ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ﴿۱۰۵﴾ م

ساتھ نازل کیا اور حق ہی کے ساتھ وہ اترا۔ اور ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

وَقُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُكۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰهُ

اور قرآن کو ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے تاکہ تو اُسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھے۔ اور ہم نے اُسے تھوڑا تھوڑا

تَنۡزِیۡلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلۡ اٰمِنُوۡا بِهٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ

کر کے اتارا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم اُس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ یقیناً وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم دیا

ع ۱۱ / ۷ / ۱۱

[1] تسع اٰیٰتٍۭ بیّنٰتٍ:- تفسیر صافی صفحہ ۲۹۸ پر بحوالہ الخصال و تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں:- ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون، سیلاب، سمندر کا پار کرنا، پتھر سے پانی نکلنا، عصا، ید بیضاء۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ایک یہودی نے ان آیات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ یہ ہیں: (۱) تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو (۲) اسراف یعنی فضول خرچی نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) کسی کو ناحق قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا خدا نے حرام قرار دیا ہو (۵) کسی بے گناہ کو قتل کرانے کیلئے حاکم کے پاس نہ لے جاؤ (۶) سحر و جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی شوہر دار عورت پر تہمت نہ لگاؤ (۹) جہاد کے دن بھاگ جانے کی نیت سے منہ نہ موڑو۔ اور اے یہودیو! تمھارے لئے ایک خاص آیت یہ تھی کہ سبت کے احکام میں زیادتی نہ کرو۔

اس یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ چوم لئے۔ اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً نبی ہیں۔

لمترجم:- دونوں تفسیروں میں منافات نہیں، کیونکہ پہلے تو معجزات وہ تھے جو اللہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے تھے، جنکی تفصیل پ۹، سورۂ اعراف کے سولہویں رکوع میں دی گئی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو چیزیں بیان فرمائیں۔ وہ احکام تھے جن پر کاربند ہونا اُن پر واجب کیا گیا تھا۔ پس منافات نہ رہی۔

وقف لازم

مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ

گیا ہے جس وقت اُن کے سامنے (یہ قرآن) پڑھا جاتا ہے ، وُہ منہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں ۔ اور

يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ

کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے ، بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا ۔ اور

يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ

ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں ۔ وُہ روتے جاتے ہیں اور (قرآن کا سننا) اُنکے خشوع کو بڑھا دیتا ہے ۔ (اے رسول) کہہ دو

اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ

کہ اللہ (کہکر) پکارو یا رحمٰن (کہکر) پکارو ۔ جس (نام) سے بھی پکارو پس سب اچھے نام اُسی کے ہیں ۵۱ اور تم اپنی نماز

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ

میں اپنی آواز کو نہ تو بلند ہی کیا کرو اور نہ اُسے بہت آہستہ کیا کرو اور اسکے بین بین کا راستہ اختیار کرو ۔ اور کہو

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي

کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا ، اور نہ حکومت میں اُس کا کوئی شریک

الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

ہے ۔ اور نہ (اُسکی) عاجزی کی وجہ سے اُسکا کوئی حامی ہے ۔ اور تم اسکی بڑی کبریائی کا اعلان کرتے رہا کرو ۵۲

ایاتہا ۱۱۰ — سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ — ۱۲ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ

ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری ۔ اور اُس کیلئے کوئی کجی نہ

عِوَجًا ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ

رکھی ۔ قائم رکھنے والی ہے (دین کو) تاکہ وُہ اُس کے ہاں سے (آنیوالے) سخت عذاب سے ڈرائے اور

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾

اُن مومنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں (یہ) خوشخبری سنائے کہ یقیناً اُن کے لئے اچھا اجر (مقرر) ہے ۔

السجدة ۱۳ مسنونہ

ع ۱۲ ۱۱ ۱۲

۵۱ الاسمآء الحسنیٰ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۹۸ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ جتنے اچھے نام ہیں سب اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں ۔ اور اُن کا اچھا ہونا یہ ہے کہ انکے معنی سے جو عظمت و شوکت اور شان و بزرگی پائی جاتی ہے وُہ مستقل اور دوامی ہے عارضی نہیں ۔ پس جب اُسکے نام اچھے ہی اچھے ہیں اور اللہ اور رحمٰن یہ دونوں بھی اچھے ہی ہیں ۔ اب اُن میں سے خواہ ایک کو پکارو یا دونوں سے ، مراد وہی ہے جو ان اسموں کا مستحق ہے ۔ اور جس پر فَلَہٗ کی ضمیر دلالت کرتی ہے ۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب مشرکوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو یا اللہ ۔ یا رحمٰن کہتے سُنا تو کہنے لگے کہ ہمیں تو دو خدا کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور خود ایک اللہ کے سوا دوسرے کو بھی پکارتے ہیں ۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ یہودیوں نے یہ کہا تھا کہ آپ رحمٰن کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں حالانکہ توریت میں اللہ تعالیٰ نے اس نام کا بہت ذکر فرمایا ہے ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

۵۲ کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا :۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۹۹ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کے حضور میں کسی نے اللہ اکبر کہا ۔ آپ ؑ نے فرمایا کہ اللہ کس چیز سے بڑا ہے ؟ (کیونکہ اللہ اکبر میں اکبر افعل التفضیل کا صیغہ ہے جسکے معنی ہیں کہ اللہ زیادہ بڑا ہے) ۔ اُس نے جواب دیا کہ ہر چیز سے بڑا ہے ۔ آپ نے فرمایا : وائے ہو تجھ پر ، تو نے اللہ تعالیٰ کو محدود کر دیا ۔ اُس نے کہا : یا ابن رسول اللہ ! تو کیونکر کہوں ؟ آپ نے فرمایا کہ یُوں کہو کہ خدا اس بات سے زیادہ بڑا ہے کہ کسی طرح بھی اُس کا بیان کیا جا سکے ۔

مَّاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا ③ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ④

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ۔ اور ان لوگوں کو بھی ڈرائے جنھوں نے (یہ) کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے

مَّا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

نہ تو اُنھیں اُسکا کچھ علم ہے اور نہ ہی اُنکے باپ دادوں کو ۔ بہت بڑی بات ہے جو اُن کے مونہوں سے

مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ⑤ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

نکلتی ہے ۔ وُہ سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں کہتے ۔ پس اگر وُہ اس بات پر ایمان

نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ⑥ إِنَّا

نہ لائیں، تو کیا تو اُنکے پیچھے افسوس کرتا ہُوا اپنی جان کو ہلاک کر ڈالنے والا ہو جائے گا ۔ یقیناً ہم نے

جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ⑦

جو کچھ زمین پر ہے اُسے اس کے لئے زینت قرار دیا ہے تاکہ ہم اُن پر ظاہر کر دیں کہ ان میں سب سے اچھا عمل کرنیوالا کون ہے ف۱

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ⑧ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ

اور یقیناً ہم جو کچھ بھی اس پر ہے اُسے چٹیل میدان بنانے والے ہیں ۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ غار اور کتبہ

الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ⑨ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى

والے ، ہماری نشانیوں سے کچھ زیادہ عجیب تھے ف۲ (وُہ وقت یاد کرو) جبکہ (ان) جوانوں نے غار کی

الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ

طرف پناہ لی ۔ پھر اُنھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے معاملہ

أَمْرِنَا رَشَدًا ⑩ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ⑪

کی درستی کا سامان کر دے ۔ پھر ہم نے غار میں اُنکے کانوں پر گنتی کے کئی سالوں تک نیند کا پردہ ڈال دیا ۔

ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ⑫ نَّحْنُ

پھر ہم نے اُنھیں اُٹھا دیا کہ ہم یہ ظاہر کر دیں کہ دونوں گروہوں میں سے اُنکے (غار میں) ٹھہرنے کی مدت کس کو زیادہ یاد تھی

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَ

ہم تم سے اُنکی خبر سچائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں ۔ یقیناً وُہ ایسے جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے ۔ اور

زِدْنَاهُمْ هُدًى ⑬ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا

ہم نے (اسی لئے) اُنکی رہنمائی زیادہ کی ۔ اور ہم نے اُنکے دلوں کو مضبوط کر دیا ۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے ہمارا پروردگار

ف۱ احسن عملاً :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۳ پر بحوالہ کافی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء میں سے کسی کیلئے دُنیا کی زینت اور اُسکی جلد فنا ہونے والی چیزوں کو پسند نہیں فرمایا۔ اور نہ اُن میں سے کسی کو خود دُنیا اور اُسکی خوش کرنیوالی چیزوں کی طرف خواہش دلائی ہے۔ بلکہ دُنیا اور اہل دُنیا کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ اُن کی آزمائش کرے کہ دُنیا میں وہ آخرت کیلئے سب سے زیادہ عمل کرنے والا کون ہے ۔

لمترجم :- خداوند تعالیٰ جب آزمائش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُس شخص کی حالت کو اور لوگوں کی نظروں میں پیش کر دیا جائے تاکہ وہ دیکھ لیں کہ یہ شخص کس قابلیت اور صلاحیت کا مالک ہے — ابتلاء اور آزمائش کی تفصیلی بحث سابقاً صفحہ ۲۸ حاشیہ ف۲ میں کی جاچکی ہے ۔

ف۲ من آیتنا عجباً :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب کہف کے اتنی مدت تک زندہ رہنے کو عجیب نہ سمجھو۔ جو نشانیاں ہم نے تم کو دی ہیں۔ اُن کو اس سے کہیں زیادہ سمجھو ۔ اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو اس زمانہ فترت میں گزرے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین گزرا ہے ۔

ع ۱ ۱۳

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ
آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے۔ ہم ہرگز اُسکے سوا کسی اور کو معبود کہہ کر نہیں پکار چکے (ورنہ) اس صورت میں گویا
اِذًا شَطَطًا (١٤) هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا
ہم نے حق سے دور بات کہی۔ اس ہماری قوم نے تو اس کو چھوڑ کر کئی معبود بنا لئے ہیں۔ پھر اُن کے
یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی
بارے میں کوئی واضح حجت کیوں نہیں لاتے۔ پس اُس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ
اللّٰهِ كَذِبًا ؕ (١٥) وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ
بہتان باندھے۔ اور (اب) جبکہ تم نے اُن سے کنارہ کشی کرلی اور اُن سے بھی جنکی یہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہیں
فَاْوٗۤا اِلَی الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَیُهَیِّئْ لَكُمْ
تو کسی غار میں پناہ لے لو، تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی کچھ رحمت وسیع کردے گا۔ اور تمہارے معاملہ میں تمہارے
مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (١٦) وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ
لئے آرام کا سامان مہیا کردے گا۔ اور تم سورج کو دیکھتے ہو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے اُنکے غار سے دائیں
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ
طرف بچ کے نکل جاتا ہے ملہ اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو کترا جاتا ہے۔ اور
وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ
وہ اس (غار) کی کھلی جگہ میں ہیں ملہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے، جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، پس وہی
الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا (١٧) ع وَ
ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے تو تم اُس کیلئے کوئی سرپرست ہدایت کرنیوالا نہ
تَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ
پاؤ گے۔ اور تم اُنھیں جاگتا ہوا خیال کرو گے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ اور ہم اُنھیں دائیں پہلو اور بائیں پہلو
الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ
کروٹ بدلتے رہتے ہیں ملہ اور اُن کا کتا اپنے دونوں ہاتھ چوکھٹ پر پھیلائے ہوئے ہے ملہ اگر تم اُنھیں دیکھ
عَلَیْهِمْ لَوَلَّیْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (١٨) وَكَذٰلِكَ
پاؤ تو یقیناً ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہو، اور تم پر اُن کا رعب طاری ہو جائے۔ اور اسی طرح

ملہ تزٰور عن کہفھم:-

تفسیر صافی صلنہ ٣١ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی شعاع اُن پر نہیں پڑتی تھی کہ اُن کو تکلیف دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ غار شمال رُو ہوگا۔

ملہ فجوۃ منه:-

تفسیر صافی صلنہ ٣١ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غار کے وسیع حصّہ یعنی درمیان میں ایسے موقع پر ہیں کہ جہاں اُن کو ہوا کی ٹھنڈک اور فرحت پہنچتی رہتی ہے۔ اور اُن کا دم گھٹنے نہیں پاتا۔ اور نہ سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت انھیں گرمی ستا سکتی ہے ۃ

ملہ نقلبھم:-

تفسیر صافی صلنہ ٣١ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر چھٹے مہینے یا سال میں دو مرتبہ انھیں کروٹ بدلوا دیتے۔ تاکہ اُنکے جسم کا وہ حصّہ جو مٹی سے ملا ہوا ہے، اُسے مٹی نہ کھا جائے ۃ

ملہ کلبھم:-

تفسیر صافی صلنہ ٣١ پر امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اصحاب کہف والرقیم ایک جابر بادشاہ کی حکومت میں رہتے تھے۔ وہ اپنی رعیت کو بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ پس جو انکار کرتا تھا اُسے قتل کر دیتا تھا۔ یہ اصحاب کہف ایماندار گروہ تھے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے۔ یہ شکار کے بہانہ سے شہر سے نکلے۔ راستہ میں انھیں ایک چرواہا ملا۔ اُسے اُنھوں نے اپنے ساتھ لے لینا چاہا۔ وہ ساتھ نہ ہوا مگر اُس کے پاس ایک کتّا تھا وہ ان کے ساتھ ہو لیا اور جس غار میں یہ جا کر سوئے یہ کتّا اس کے دروازہ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے۔

ع ٢ ٥ ١٤

نیز ایک حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ بہائم جنّت میں داخل نہ ہوں گے۔ سوائے تین کے:- (١) بلعم باعور کا گدھا (٢) حضرت یوسفؑ کا بھیڑیا (٣) اور اصحاب کہف کا کتّا۔

اصحابِ کہف کے نام جو بزرگوں نے تحقیق کئے وہ یہ ہیں:- (١) یملیخا (٢) تبلیونس (٣) مسکیلنا (٤) زرفطیونس (٥) کشا فطیونس۔ اور چھٹا اُن کا کمت ہے جس کا نام قطمیر ہے ۃ

(زنجانی جنتری ١٩٧٠ء، صفحہ ٥٥)

بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ

ہم نے انھیں اُٹھایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں۔ اُن میں سے ایک بولنے والا بولا کہ تم (یہاں) کتنا عرصہ ٹھہرے رہے۔

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ

وہ بولے کہ ہم (یہاں) ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے رہے۔ انھوں نے کہا تمھارا پروردگار بہتر جانتا ہے جتنا عرصہ تم ٹھہرے رہے

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ

پس تم اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو۔ پس وہ (جاکر) دیکھے کہ کونسا کھانا پاکیزہ

اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

ہے۔ پھر وہ اُس میں سے تمھارے لئے کچھ کھانا لائے۔ اور چاہئے کہ وہ نرم گوئی کرے، اور کسی کو تمھاری خبر نہ ہونے

بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ

دے۔ یقیناً وہ اگر (خبر پاکر) تم پر غالب آگئے (تو) تمھیں پتھراؤ کردیں گے، یا تمھیں اپنے مذہب میں

فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ

لوٹالیں گے۔ اور اس صورت میں تم ہرگز کبھی بھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اور اسی طرح ہم نے انھیں مطلع کردیا تاکہ وہ

لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ

سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ اور یقیناً (قیامت کی) گھڑی میں کچھ شک نہیں ۱؎ (وہ وقت یاد کرو)

يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ

جبکہ وہ اُن کے معاملہ میں آپس میں جھگڑا کرنے لگے، تو وہ کہنے لگے کہ ان پر ایک عمارت بنادو۔ ان کا پروردگار

اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ

اُن کو خوب جانتا ہے۔ وہ لوگ جو اُن کے معاملہ میں غالب آگئے، کہنے لگے ہم ضرور ان کے اوپر ایک مسجد

مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ

بنائیں گے۔ عنقریب وہ یہ کہیں گے کہ وہ تین ہیں اُن کا چوتھا اُن کا کتا ہے۔ اور وہ کہیں گے وہ پانچ ہیں

سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ

اُن کا چھٹا اُن کا کتا ہے۔ (یہ لوگ) بغیر دیکھے بے سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دیتے ہیں ۲؎ اور وہ کہیں گے وہ سات ہیں

كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ فَلَا

اور اُن کا آٹھواں اُن کا کتا ہے۔ تم کہدو کہ میرا پروردگار اُن کی گنتی سے خوب واقف ہے، اُن کو نہیں جانتے ہیں مگر نہایت تھوڑے بہر حال

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بانتهاء التاء بعد الباء من التصف الاول واللام الثانية من النصف الاخير ۱۲

۱؎ اِنَّ السَّاعَةَ :-

تفسیر صافی ص۳۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت ایسی آنے والی ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں جسطرح تم سو کر جاگ اُٹھتے ہو، اسی طرح مرنے کے بعد بھی اُٹھو گے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ جیسے تم سوتے ہو اور اُٹھ بیٹھتے ہو، ویسے ہی تم مروگے اور پھر زندہ کر دیئے جاؤ گے۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔

احتجاج طبرسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو لوگ مر چکے تھے اُن میں بہت سے پلٹ کر دُنیا میں آئے ہیں۔ ازاں جملہ اصحاب کہف تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سو نو برس اُن کو مُردہ رکھا۔ پھر ایسے لوگوں کے زمانے میں اُٹھایا جو مر کر جی اُٹھنے کے منکر تھے، تاکہ اُن کی حجت قطع کردے۔ اور اُن کو اپنی قدرت دکھلادے۔ اور وہ جان لیں کہ بعثت حق ہے۔

۲؎ رجمًا بالغیب :-

یہ رَجَمَ یَرْجُمُ کا مصدر ہے۔ اصل میں رَجْمٌ کے معنی رِجَامٌ (پتھروں سے مارنے کے ہیں) اور اس کے مندرجہ ذیل معنی مستعار ہیں:-

قتل کرنا۔ بے سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دینا۔ لعنت کرنا۔ بُرا بھلا کہنا۔ بھٹکارنا۔ دھتکارنا۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص۶۲)

ع ۳ ۵ ۱۵

تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿۲۲﴾

سوائے ظاہری بحث کے (کسی سے) کچھ جھگڑا نہ کرو۔ اور اُن کے بارے میں اُن میں سے کسی سے کوئی بات دریافت کرو

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاىْءٍ إِنِّى فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ إِلَّآ أَن يَشَآءَ

اور کسی چیز کے متعلق تم ہرگز یہ نہ کہو کہ میں یقیناً اُسے کل کروں گا۔ سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ (ایسا کہنے کو) چاہے

اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰٓ أَن يَهْدِيَنِ

اور تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کرو جبکہ تم سے (انشاء اللہ کہنا) رہ جائے اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس

رَبِّى لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوا فِى كَهْفِهِمْ ثَلَٰثَ

سے بڑھ کر کوئی ہدایت کی بات سمجھا دے۔ اور (ان لوگوں نے کہا کہ) وہ اپنی غار میں تین سو سال ٹھہرے رہے

مِا۟ئَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُۥ

اور انھوں نے اس پر نو (سال) اور زیادہ کئے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ کتنا عرصہ ٹھہرے رہے

غَيْبُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِۦ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن

اُسی کیلئے آسمانوں اور زمین کے غیب (کا علم) ہے۔ وہ کیسا دیکھنے والا ہے اور کیسا سننے والا ہے۔ ان کے لئے

دُونِهِۦ مِن وَلِىٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِى حُكْمِهِۦٓ أَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَآ أُوحِىَ

اُسکے سوا کوئی سرپرست نہیں۔ اور وہ اپنے فیصلہ میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا۔ جو کچھ تمھاری طرف تمھارے

إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَلَن تَجِدَ

پروردگار کی کتاب میں سے وحی کیا گیا ہے اُسے پڑھو۔ اُسکے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور تم اُس کے سوائے

مِن دُونِهِۦ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ پاؤ گے۔ اور جو لوگ صبح اور شام اپنے پروردگار سے دعائیں کرتے رہتے ہیں، (اور)

رَبَّهُم بِالْغَدَوٰةِ وَالْعَشِىِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ

اُس کی رضامندی چاہتے ہیں، تم ان کے ساتھ اپنے آپ کو استقلال سے رکھو۔ اور اُن سے اپنی آنکھوں کو نہ

عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا

ہٹاؤ کہ، تم دُنیا کی زندگانی کی زینت کو چاہنے لگو۔ اور نہ اُس کا کہنا مانو جسکے دل کو ہم نے اپنے

قَلْبَهُۥ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَىٰهُ وَكَانَ أَمْرُهُۥ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ

ذکر سے غافل پایا ہے۔ اور اس نے اپنی ہی خواہش کا اتباع کیا ہوا ہے اور اُسکا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔ اور کہہ دو

سلہ واصبر نفسک :-

تفسیر صافی ص۳۰۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضؓ - حضرت ابوذر غفاری رضؓ، حضرت صہیب رضؓ اور حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کم مایہ تھے، اُن کی شان میں نازل ہوئی - اور اس کا سبب یہ ہوا کہ مؤلفۃ القلوب لوگ مثلاً عینیہ بن حصین اور اقرع بن حابس اور ان کے رشتہ دار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ! اگر آپ صدرِ مجلس میں تشریف رکھیں اور ان لوگوں کو جو ادنیٰ بدبو والے کپڑے پہنے ہوتے ہیں - اور ان کی بدبو کو ہم سے دُور کر دیں تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے اور آپ سے کچھ حاصل کریں گے ورنہ نہیں - کیونکہ ہمیں آپکی خدمت میں آنے سے یہی لوگ روکتے ہیں - اس پر یہ آیت نازل ہوئی - اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر انہی حضرات کی تلاش میں تشریف لے گئے، تو انھیں مسجد کے پچھلے حصہ میں مصروفِ عبادت پایا۔ اُس وقت آپ نے فرمایا: کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے موت نہ دی جبتک مجھے یہ حکم نہ دے دیا کہ میں اپنے نفس کو اپنی امت کے ایسے لوگوں کی معیت برداشت کرے جیسے کہ یہ ہیں - اور میری زندگی بھی انہی کے ساتھ ہو، اور میری موت بھی انہی کے ساتھ ہو۔

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ

کہ حق تمھارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے، پس جو کوئی چاہے سو وہ ایمان لے آئے، اور جو کوئی چاہے سو وہ کفر اختیار کرلے

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا

یقیناً ہم نے ظالموں کیلئے آگ تیار کر رکھی ہے جسکی قناتیں انھیں گھیر لیں گی۔ اور اگر وہ فریاد کریں گے تو انکی

يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ

فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو چہرے جھلس دے گا، وہ کتنی بری پینے کی چیز ہوگی

مُرْتَفَقًا ۝۲۹ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ

اور کتنی بری آرامگاہ ہوگی۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے، بیشک ہم اُس کا اجر ضائع نہیں

اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۝۳۰ ۚ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ

کرتے جس نے نیک کام کیا ہو۔ اُن لوگوں کے لئے دائمی باغات ہیں، اُن کے نیچے نہریں

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

بہتی ہیں۔ اُس میں انھیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور

يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِىِٕيْنَ

باریک اور موٹے ریشم کے سبز لباس پہنیں گے۔ وہ اُس میں تختوں پر تکئے

فِيْهَا عَلَي الْاَرَاۗىِٕكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝۳۱ ۧ وَاضْرِبْ

لگائے ہوئے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے، اور کیسی اچھی آرامگاہ ہے۔ اور تم اُن

لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّ

کیلئے دو آدمیوں کی مثال بیان کرو[۱] اُن میں سے ایک کیلئے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے تھے۔ اور

حَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝۳۲ ۭ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ

ان دونوں کو ہم نے کھجور کے درختوں سے گھیر رکھا تھا۔ اور ہم نے ان دونوں کے درمیان کھیتی لگادی تھی۔ یہ دونوں باغ

اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْــــًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝۳۳ ۙ وَّكَانَ لَهٗ

اپنا پھل لائے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا۔ اور ہم نے انکے درمیان نہر جاری کی ہوئی تھی۔ اور اُس کے پاس

ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ

کئی طرح کے پھل تھے۔ پس اس نے اپنے ساتھی سے کہا در آنحالیکہ وہ اُس سے باتیں کر رہا تھا کہ میں مالی حیثیت میں تم سے بہت

[۱] واضرب:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کے دو بڑے بڑے باغ تھے، جن میں بہت ہی کثرت سے میوہ پیدا ہوتا تھا۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ اور اُن دونوں باغوں کے مینڈھوں پر کھجور کے درخت بھی بہت سے تھے۔ اور کھیتی باڑی بھی خوب ہوتی تھی۔ اور پانی بھی بکثرت تھا۔ اور اُس کے پڑوس میں ایک مفلس بھی رہتا تھا۔ جس کے مقابل اُس مالدار شخص نے بہت کچھ شیخی بھگاری تھی۔

ع ۹ ۱۶

نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ

بڑھا ہوا ہوں اور نفری کے لحاظ زیادہ عزت والا ہوں۔ اور وہ اپنے باغ میں اس حالت میں داخل ہوا کہ وہ اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا کہنے لگا

تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ

میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی بھی تباہ ہوگا۔ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت کی گھڑی قائم ہونیوالی ہے۔ اور اگر میں اپنے پروردگار

اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ

کی طرف لوٹایا گیا تو ضرور بالضرور اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤں گا۔ اُسے اسکے ساتھی نے کہا درآنحالیکہ وہ اس سے

يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

باتیں کر رہا تھا۔ کیا تم اس (اللہ تعالیٰ) کا انکار کرتے ہو جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر اس نے

ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾

تمھیں پورا اور امرد بنا دیا۔ لیکن میں سو میرا پروردگار وہی اللہ تعالیٰ ہے اور میں اپنے پروردگار کیساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا

اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو نے کیوں نہ ماشاءاللہ (جو کچھ اللہ چاہے) کہا [1] اللہ تعالیٰ کی قوت کے سوا کوئی قوت

بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ ۚ فَعَسٰى رَبِّيْٓ

نہیں۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ میں تم سے مال اور اولاد میں کم ہوں۔ پس امید ہے کہ میرا پروردگار

اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ

مجھے تیرے باغ سے بہتر دے گا۔ اور اس (تیرے باغ) پر آسمان سے کوئی عذاب بھیج دے

السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ ۙ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ

پھر وہ صاف زمین ہو جائے۔ یا اسکا پانی اس قدر گہرا چلا جائے کہ پھر تو اسے تلاش کرنے کی

تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى

قوت کبھی بھی نہ پا سکے۔ اور اس کے پھلوں کو گھیر لیا گیا [2] پس جو (مال) اُس نے اس (باغ) میں خرچ کیا تھا،

مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ

وہ اس پر پیچ کو ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اور وہ (باغ) اپنی چھتریوں کے بل گرا پڑا تھا [3] اور وہ (مالک) یہ کہہ رہا تھا اے کاش [4]

اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ

میں نے اپنے پروردگار کیساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہوتا۔ اور اس کیلئے کوئی گروہ ایسا نہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اسکی مدد کرتا۔

[1] ماشآءاللہ:۔
تفسیر صافی ص ۳۰۳ پر ہے کہ ماشآءاللہ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ یہ باغ اور جو کچھ اس میں ہے خدا تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے وہ چاہے تو اُسے باقی رکھے اور چاہے تو اُسے برباد کر دے۔ اور لاقوۃ الا باللہ سے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں خود تو عاجز ہوں۔ اور سوائے ارادہ اور تدبیر کے کچھ نہیں کر سکتا۔

[2] احیط بثمرہ:۔
احیط کے لغوی معنی ہیں گھیر لیا گیا۔ اور تفسیر صافی ص ۳۰۳ پر ہے کہ لفظ احاط کے ساتھ جب باء آئے تو اسکے معنے ہو جاتے ہیں مغلوب کر دینا۔ جیسے کوئی کہے احاط بہ العدو (دشمن نے اس کو گھیر لیا) اور مطلب یہ ہے کہ دشمن نے اُسے مغلوب کر لیا اور ہلاک کر دیا۔ چنانچہ اس باغ کے پھلوں پر جو کیفیت گذری، وہ تفسیر مجمع البیان میں اس طرح منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ بھیج دی جس نے اس آگ کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اور پانی اس باغ کا سب غائب ہو گیا اور نیچے کو اُتر گیا یعنی زمین میں دھنس گیا۔

[3] خاویۃ:۔
تفسیر صافی ص ۳۰۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انگور کی چھتریاں تو زمین پر پڑی تھیں۔ اور بیلیں اُلٹی پلٹی ان چھتریوں پر پڑی تھیں۔

[4] یلیتنی:۔
تفسیر صافی ص ۳۰۳ پر ہے کہ اس مالدار (باغ کے مالک) کو اپنے بھائی (پڑوسی) کی نصیحت یاد آگئی اور وہ سمجھ گیا کہ باغ کی تباہی شرک کرنے کا نتیجہ ہے اسی واسطے اس نے تمنا کی کہ کاش اُس نے شرک نہ کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُسکے باغ کو تباہ نہ کرتا۔

ع ١٣ ٥ ١٧

اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ

اور نہ وہ (خود) بدلہ لینے والا ہو سکا ۔ اس جگہ تو سرپرستی خدائے برحق ہی کی ہوگی ۔ وہ ثواب دینے میں

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ

بہتر اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے ۔ (اے رسولؐ) تم اُن کیلئے زندگانی دُنیا کی مثال بیان کرو کہ وہ اس پانی کی

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا

طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا ، پھر اُسکے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی ، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گئی ،

تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَ

کہ اُسے ہوائیں اُڑا دیتی ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۔ مال (و دولت) اور

الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ

بیٹے دُنیا کی زندگانی کی زینت ہیں ۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے پروردگار کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے

رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ

بہتر اور امید کے اعتبار سے بہت اچھی ہیں ۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے ، اور تم زمین کو کھلی ہوئی دیکھو

بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰي

گے ۔ اور ہم ان سب کو اکٹھا کر لیں گے پھر اُن میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے ۔ اور وہ تیرے پروردگار کے

رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ

حضور میں قطار در قطار پیش کئے جائیں گے (اور اُن سے کہا جائیگا کہ) یقیناً تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جیسا کہ ہم نے تمہیں

اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا بلکہ تم نے یہ گمان کیا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے وعدہ کا کوئی وقت ہرگز مقرر نہیں کیا تھا ۔ اور اعمالنامے پیش کئے جائیں

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا

گے ، پھر تم اسوقت مجرموں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (درج) ہوگا اُس سے وہ ڈرتے ہونگے اور کہینگے اے ہماری خرابی [1] یہ

يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا

کیسا اعمالنامہ ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتا ہے اور نہ ہی بڑی بات کو ، مگر یہ کہ اس نے اسکا احاطہ کر لیا ہوا ہے ! اور جو کچھ انھوں نے

ع ١٥ ٦ ١٨

حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

عمل کیا ہوگا اُسے موجود پائینگے ، اور تیرا پروردگار کسی پر بھی ظلم نہ کریگا [2] ۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کیلئے سجدہ

---

[1] یٰویلتنا :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٠٤ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان کو ایک نوشتہ دیا جائے گا ۔ اور اُس سے کہا جائے گا کہ اسے پڑھو ۔ جب وہ اسے پڑھے گا تو اُسے سب باتیں یاد آتی جائیں گی ۔ چنانچہ اگر کوئی پلک جھپکائی ہے تو اور کوئی منہ سے بات نکالی ہے تو ۔ کوئی قدم اُٹھایا ہے تو ۔ غرض کوئی بات ایسی نہیں کہ کی ہو ۔ اور اس نوشتہ میں اُس کا ذکر نہ ہو ۔ اور اسے یاد بھی اس طرح آتی جائے گی گویا وہ ابھی کی ہے ۔ اسی وجہ سے سب گھبرا کے یہ کہنے لگیں گے یٰویلتنا ۔۔ الخ

[2] ولا یظلم :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٠٤ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فعل کسی نے نہ کیا ہو گا ۔ وہ اُسے اس کے اعمالنامہ میں نہیں لکھیگا اور نہ ہی کسی نیکی کرنیوالے کا ثواب کم کرے گا ۔ اور نہ ہی کسی بدی کرنے والے کا عذاب اس کی بدی کی مقدار سے بڑھا دیگا ۔

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ

کرو۔ پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ جنوں میں سے تھا، پس اُس نے اپنے پروردگار کے حکم کی

رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ

نافرمانی کی۔ پس کیا تم میرے سوا اُسکو اور اسکی اولاد کو سرپرست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں۔

عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا (٥٠) مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

ظالموں کیلئے یہ کیا ہی بُرا بدل ہے۔ نہ تو میں نے انھیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش (کے وقت)

وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ

پر شاہد بنایا تھا، اور نہ ہی اُنکی اپنی جانوں کی پیدائش پر۔ اور میں گمراہوں کو قوّت بازو بنانے والا

عَضُدًا (٥١) وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ

نہیں ہوں۔ اور اُس دن اللہ تعالیٰ کہے گا کہ جن کو تم میرا شریک گمان کرتے تھے اُن کو آواز دو۔ پس وہ انھیں

فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (٥٢) وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ

پکاریں گے تو وہ اُن کو جواب نہیں دیں گے۔ اور ہم اُنکے بیچ ہلاکت کی جگہ مقرر کردی ہوئی ہے۔ اور مجرم (دوزخ کی) آگ کو

النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (٥٣) وَلَقَدْ

دیکھیں گے۔ پس وہ گمان کریں گے ؎ کہ وہ یقیناً اُس میں گرنے والے ہیں اور اس سے پھر جانے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور

صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

یقیناً ہم اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر ایک مثال پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔ اور انسان جھگڑا کرنے کے

اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (٥٤) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى

لحاظ سے ہر چیز سے بڑھا ہوا ہے۔ اور لوگوں کے پاس جب ہدایت آ چکی تو انھیں ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

بخشش مانگنے میں اور کسی بات نے نہیں روکا، سوائے اسکے کہ اُن کو بھی پہلوں کا طریقہ پیش آئے، یا عذاب

الْعَذَابُ قُبُلًا (٥٥) وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

اُنکے سامنے آجائے۔ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے ہیں مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (بنا کر)۔

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ

اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے باطل کو لے کر جھگڑتے ہیں ؎ تاکہ اُس کے ذریعہ حق کو باطل کر دیں۔ اور انھوں نے

؎ فظنوا:-
تفسیر صافی صفحہ ٣٠٤ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کبھی کبھی گمان بھی یقین ہو جاتا ہے جیسا کہ اسی آیت میں ہے۔

؎ بالباطل:-
تفسیر صافی صفحہ ٣٠٥ پر ہے کہ یہاں باطل سے مراد ایسی باتیں ہیں جیسا کہ کفار انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ تم تو ہم ہی جیسے بشر ہو۔ یا یہ کہ خدا چاہتا تو کسی فرشتے کو ہی نہ بھیج دیتا۔ یا معجزات دیکھنے کے بعد کٹ حجتیاں کرنے لگے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

ہماری آیتوں کو اور اس چیز کو جس سے ڈرائے گئے تھے ہنسی ٹھٹھا بنا لیا۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اسکے پروردگار کی

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا

آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت کی گئی، پھر اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور جو چیز اسکے ہاتھوں نے آگے بھیجی اُسے بھول گیا۔ یقیناً ہم نے

عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ

اُنکے دلوں پر پردے قرار دیئے ہیں کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھتے نہیں ہیں۔ اور اُنکے کانوں میں گرانی ہے۔ اور اگر تم اُنھیں

تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

ہدایت کی طرف بلاؤ تو اُس وقت بھی وہ ہرگز ہدایت نہیں پائیں گے۔ اور تمھارا پروردگار بڑا بخشنے والا

ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ

صاحب رحمت ہے۔ اگر وہ اُنھیں اس پر پکڑتا جو کچھ کہ اُنھوں نے کمایا ہے تو یقیناً اُن پر عذاب جلدی بھیجدیتا۔ بلکہ

لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى

اُن کیلئے وعدہ ۵۱ کا ایک وقت ملے ہے کہ اسکے سوا وہ کوئی اور جائے پناہ ہرگز نہیں پائیں گے۔ اور یہ وہ بستیاں ہیں کہ ہم نے

اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ

انھیں ہلاک کیا، جبکہ انھوں نے ظلم کیا۔ اور اُن کی ہلاکت کیلئے بھی ہم نے وعدہ کا ایک وقت معیّن کیا تھا۔ اور (یاد کرو وہ وقت)

مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓي اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ

جبکہ کہا موسیٰ نے اپنے جوان سے ۵۲ کہ میں نہیں پلٹوں گا جبتک کہ میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر نہ پہنچ جاؤں ۵۳ یا برسوں

حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ

چلتا ہی رہوں۔ پھر جب وہ دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے، تو وہ دونوں اپنی مچھلی چھوڑ گئے۔ پس اس مچھلی نے دریا

فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَاۗءَنَا ۡ لَقَدْ

میں سرنگ لگا کر اپنی راہ بنائی۔ پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے تو اس (موسیٰ) نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا دن کا کھانا لاؤ

لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى

یقیناً ہمیں اپنے اس سفر سے تکلیف پہنچی ہے۔ وہ بولا کیا تو نے دیکھا کہ جب ہم اس پتھر کے قریب

الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ

ٹھہرے تھے تو میں نے وہ مچھلی چھوڑ دی تھی۔ اور مجھ سے نہیں چھڑایا تھا مگر شیطان نے، کہ میں اس کا

ع ۸ ۲۰

۵۱ موعدٌ:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۰۵ پر ہے کہ اس سے مراد روزِ قیامت ہے۔ اور ایک قول کے مطابق جنگِ بدر۔

۵۲ لفتٰہ:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۰۵ پر بحوالہ الاکمال۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ جوان جس کا ذکر اس آیت میں ہے، یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام تھے۔ اور چونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت اور اُن کی پیروی کرتے تھے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا "فتیٰ" (جوان) فرمایا۔

۵۳ مجمع البحرین:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۰۵ پر ہے کہ مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں فارس اور روم کے سمندر ملتے ہیں یہ وہ جگہ ہے جہاں کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا کہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام مل جائیں گے۔

اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ

ذکر کروں۔ اور اُس نے دریا میں ایک عجیب طور پر اپنا راستہ بنا لیا۔ اُس نے کہا یہی وُہ جگہ ہے جسے ہم ڈھونڈتے تھے

فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ

پس وُہ دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں کو دیکھتے ہوئے پلٹ گئے۔ پھر اُن دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضرؑ) کو پایا

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى

جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی تھی اور اُسے ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا تھا۔ اُسے موسیٰ نے کہا کیا میں تیرے

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ

پیچھے پیچھے اس شرط پر چلوں کہ جو راہنمائی کا علم تجھے سکھایا گیا ہے تو اُس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دے؟ اُس نے کہا یقیناً

لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾

تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکے گا، اور تو اُس چیز پر کیسے صبر کریگا جو تمھارے احاطہ علمی میں نہیں ہے۔

قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ

اُس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم مجھے صبر کرنیوالا پاؤ گے، اور میں تمھارے کسی امر کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اُس نے کہا

فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْـَٔلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ ع

پھر اگر تجھے میرے پیچھے پیچھے چلنا ہے تو تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا جبتک کہ میں خود ہی تجھ سے اسکا ذکر نہ کردوں۔

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

پھر دونوں چل پڑے یہانتک کہ جب وہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے اُس میں سوراخ کر دیا۔ اس نے کہا کیا تونے

اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

اسمیں سوراخ اسلئے کیا ہے کہ تو اسکے سواروں کو غرق کردے (اگر ایسا ہے تو) یقیناً تو نے ایک عجیب کام کیا ہے! اس نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا

مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ

کہ یقیناً تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکیگا۔ اُس نے کہا کہ جو فرو گذاشت مجھ سے ہوگئی ہے اس پر مجھے گرفت نہ کر اور نہ میرے کام میں مجھ

اَمْرِىْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ

پر سختی کر۔ پھر دونوں چل پڑے یہانتک کہ جب وہ دونوں ایک لڑکے کو ملے تو اُس (خضرؑ) نے اسے قتل کر دیا۔ اُس (موسیٰ) نے کہا

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

کہ کیا تو نے ایک پاکیزہ جان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کر دیا۔ (اگر یہ بیگناہ قتل ہے تو) یقیناً تو نے ایک عجیب بات کی ہے۔

۱۵ عبدًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۵ پر ہے کہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبد حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے، اُس وقت حضرت خضر علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے۔ تا اینکہ حضرت خضر علیہ السلام نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے اُنھیں سلام کیا۔

۱۶ رشدًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۶ پر ایک روایت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون آگے بڑھنے کے بعد واپس آئے، اور معلوم کیا کہ مچھلی اپنا راستہ بنا کر سمندر میں چلی گئی ہے، تو اُس کے نشان پر دونوں چل پڑے۔ اور سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ پر حضرت خضر علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ اور اُنکو بیٹھے ہوئے یا کسی چیز پر تکیہ کئے ہوئے پایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا، اُنھوں نے اُن کے سلام سے تعجب کیا۔ کیونکہ وُہ ایسی سرزمین میں تھے کہ جہاں سلام کا دستور نہ تھا۔ پھر اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ مَیں موسیٰ ابنِ عمران ہوں۔ فرمایا کہ وہی تو موسیٰ ابنِ عمران ہو جن سے خدا نے باتیں کیں۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ آپ کی کیا حاجت ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ مَیں اسلئے آیا ہوں کہ آپ کو جو علم سکھایا گیا ہے اُس میں سے کچھ مجھے سکھلا دیجئے۔ فرمایا: کہ مجھے وُہ کام سپرد کیا گیا ہے جو آپ کے بس کا نہیں ہے، اور آپ کو وُہ کام سپرد کیا گیا ہے جو میرے بس کا نہیں ہے۔

اِس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو آلِ محمدؐ کے کچھ فضائل، اور کچھ مصائب سُنائے۔ اور دونوں بزرگوار خوب روئے پھر کچھ اور فضیلتیں سُنائیں۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ کاش! مَیں بھی آلِ محمدؐ میں سے ہوتا۔

ع ۹ ۱۱ ۲۱

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ

(خضر نے) کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یقیناً تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ (موسیٰ نے) کہا

اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ

اگر میں اس کے بعد تم سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو تم مجھے (اپنے) ساتھ نہ رکھنا یقیناً میری طرف

مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ

سے تم معذرت (کی انتہا) کو پہنچ چکے۔ پھر وہ دونوں (آگے) چلے گئے یہاں تک کہ جب وہ (ایک) بستی والوں کے پاس پہنچے تو

اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا

کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا مانگا مگر انہوں نے ان دونوں کو مہمان رکھنے سے انکار کر دیا پس انہوں نے اس (بستی) میں ایک

يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ

دیوار پائی جو گرا ہی چاہتی تھی تو اس (خضر) نے اسے کھڑا کر دیا اس (موسیٰ) نے کہا اگر تم چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے

اَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ

اس (خضر) نے کہا یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ لو میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ

جن پر کہ تم صبر نہ کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی پس وہ چند

لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ

مسکین لوگوں کی تھی جو دریا میں (اپنی روزی حاصل کرنے کیلئے) کام کرتے تھے پس میں نے ارادہ کر لیا کہ اسے عیب دار کر دوں اور (ایسا اس

مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ

وجہ سے کیا کہ) ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ اور وہ لڑکا [1] سو اس کے ماں باپ دونوں

مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ

ایماندار تھے پس میں ڈرا کہ وہ ان دونوں کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے۔ سو ہم نے ارادہ کیا کہ ان دونوں

اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَ

کا پروردگار انہیں پاکیزگی میں اس سے اچھا اور رحمت (مہربانی) میں زیادہ قریب (لڑکا) انہیں بدل دے [2]

اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

اور رہی دیوار پس وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان

---

[1] اَمَّا الْغُلٰمُ:-
تفسیر صافی صفحہ ٣٠٣ پر بحوالہ اصول شریف امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کے والدین اس کی محبت کی وجہ سے آزمائش میں پڑ کر کافر ہو جائیں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ اسے قتل کر دو۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ انہیں عاقبت میں محل کرامت میں منتقل کر دے۔

اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اس بات کا ڈر تھا کہ یہ لڑکا اپنے ماں باپ کو کفر کی دعوت دے گا اور وہ قبول کر لیں گے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمراہی کے ساتھ ایک عالم (حضرت خضر) بھی جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک لڑکا دیکھا جو کھیل رہا تھا جسے قتل کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا تو حضرت خضرؑ نے اس لڑکے کا شانہ اکھاڑ کر دکھا دیا کہ اس پر "کافر مطبوع" لکھا ہوا تھا۔ اور مرفوعاً روایت میں آیا ہے کہ اس لڑکے کے شانہ پر "کافر" لکھا ہوا تھا۔

اور انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک نجدی حروری (خارجی) نے بچوں کے قتل کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھ کر دریافت کیا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بچوں کو قتل نہ کرتے تھے البتہ حضرت خضر علیہ السلام کافر بچوں کو قتل کرتے تھے اور مومن بچوں کو چھوڑ دیتے تھے پس اگر تم کو حضرت خضر علیہ السلام جیسا علم حاصل ہو تو ان کو قتل کرو۔

[2] اَنْ يُّبْدِلَهُمَا:-
تفسیر صافی صفحہ ٣٠٧ پر بحوالہ کافی و من لا یحضرہ الفقیہ اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو لڑکا قتل کیا گیا تھا اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کی نسل سے ستر نبی پیدا ہوئے۔

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ

دونوں کے لیے خزانہ (دبا ہوا) تھا اور ان دونوں کا باپ ایک نیک مرد تھا سو تمہارے پروردگار نے چاہا

يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ

کہ وہ دونوں اپنی جوانی اور عقل و تمیز کو پہنچ جائیں اور وہ خود اپنا خزانہ نکال لیں[1] یہ تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت

مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ ع

ہے اور میں نے یہ (سب کچھ) اپنے امر سے نہیں کیا۔ یہ ان باتوں کی حقیقت ہے جن پر تم صبر نہیں کر سکے۔ اور

وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ

(اے رسول) لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم کہہ دو (کہ) لو میں تمہیں اس کا ذکر پڑھ کر سناتا

ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہوں۔ یقیناً ہم نے اسے زمین میں تمکین دے رکھی تھی اور ہم نے اسے ہر چیز کے ذرائع عطا

سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

کئے۔ پس وہ ایک سبب (ذریعہ) کے پیچھے ہولیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا (تو) اسے

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا

ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہوتے پایا[2] اور اس چشمہ کے نزدیک ایک (کافر) قوم کو پایا۔ ہم نے کہا

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾

اے ذوالقرنین! (تمہیں اختیار ہے) خواہ تم (انہیں) سزا دو اور خواہ تم ان میں بھلائی اختیار کرو۔ اس نے

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ

کہا لیکن جس نے ظلم کیا تو ہم اسے جلدی سزا دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اسے

عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ

(بہت) بڑے عذاب سے سزا دیگا۔ اور رہا وہ شخص جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کئے پس اس کے لیے نہایت ہی اچھا

ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ؕ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾

بدلہ ہوگا اور عنقریب ہم اسے اپنا حکم بھی آسان ہی کہہ دیں گے۔ پھر وہ ایک (اور) سبب (ذریعہ) کے پیچھے ہولیا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ

یہاں تک کہ جب وہ سورج کے نکلنے کی جگہ پہنچا (تو) اسے ایک ایسی قوم پہ طلوع ہوتے پایا جن کے لئے ہم

[1] كَنْزَهُمَا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۷ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس خزانہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ نہ سونا تھا اور نہ چاندی بلکہ چار کلمے تھے یعنی :

(۱) لا الٰہ الا انا (کوئی معبود نہیں سوائے میرے)

(۲) من ایقن بالموت لم یضحک سنہ (جسے موت کا یقین ہوگیا پھر وہ کبھی نہ ہنسا)

(۳) من ایقن بالحساب لم یفرح قلبہ۔ (جسے قیامت کے دن اعمال کا حساب لئے جانے کا یقین ہوگیا وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرا)

(۴) من ایقن بالقدر لم یخش الا اللہ۔ (جسے قضاء و قدر کا یقین ہوگیا وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرا)

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ لکھا تھا کہ :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

مجھے اس شخص سے تعجب ہوتا ہے، کہ جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ خوش کیونکر ہوتا ہے مجھے تعجب ہے کہ جو شخص قضاء و قدر پر ایمان رکھتا ہے وہ (کسی نقصان پر) رنجیدہ کیوں کر ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جس شخص کو جہنم یاد ہے اسے ہنسی کیونکر آتی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور دنیا والوں کے انقلابات دیکھتا ہے اسے دنیا پر اطمینان کیونکر ہوتا ہے۔

اور العوالی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اس عالم یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو قائم کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میں ماں باپ کے اعمال کا بدلہ ان کی اولاد کو دیا کرتا ہوں۔ اگر نیکی کی ہے تو بدلہ نیک دیتا ہوں اور اگر بدی کی ہے تو اس کا بدلہ ویسا ہی دیتا ہوں۔ پس تم زنا نہ کرنا۔ ورنہ تمہاری عورتوں سے بھی زنا کیا جائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی زوجہ سے زنا کرے گا۔ اس کی زوجہ سے بھی زنا کیا جائے گا۔

کما تدین تدان (جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے)

[2] وَجَدَهَا تَغْرُبُ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۸ پر ہے کہ حَمِئَةٍ سے کالی مٹی مراد ہے۔ بعض نے اس کی قرآت حامیۃ کی ہے جس کے معنے گرمی کے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں دونوں وصف ہوں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ذوالقرنین بحر محیط کے کنارے تک پہنچ گیا تھا۔ چونکہ آنکھوں کو سوائے پانی کے کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ اس لئے اس نے کہا تھا کہ اسے سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ کانت تغرب جس کے معنے یہ ہوتے کہ وہ واقعی ڈوبتا تھا۔ بلکہ یوں فرمایا وجدھا تغرب یعنی ذوالقرنین نے اس کو ڈوبتے پایا۔ کیونکہ مغرب کی طرف جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی سوائے سیاہ پانی کے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

ع ۱۲ / ۱۰ / ۱

نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۚ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا

نے اس (سورج) کے سوا کوئی پردہ ہی قرار نہ دیا تھا۔ ایسا ہی تھا اور یقیناً ہم اس سے پورے خبردار تھے جو کچھ

لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ

کہ اس کے پاس تھا۔ وہ پھر ایک (اور) سبب (ذریعہ) کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑی دیواروں کے درمیان پہنچا

وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا

(تو) ان دونوں سے درے ایک قوم کو پایا وہ لوگ قریب قریب ایسے تھے کہ کوئی بات بھی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ بولے

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ

اے ذوالقرنین یقیناً یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں۔ پس کیا ہم تمہارے

فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾

لئے کچھ خرچ مقرر کردیں کہ تم ہمارے درمیان اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دو۔

قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ

اس نے کہا کہ میرے پروردگار نے اسمیں جو کچھ تمکین مجھے دے رکھی ہے وہ بہتر ہے پس تم مجھے جسمانی قوت سے مدد دو کہ میں تمہارے

وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۖ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ

درمیان اور انکے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں۔ تم میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہانتک (کہ) جب اس نے پہاڑ کے دونوں کناروں کے

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۖ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ

درمیان (کے خلا کو ڈھیر کر) برابر کر دیا تو کہا کہ دھونکو یہاں تک کہ جب اس نے (دھونکتے دھونکتے) اسے آگ بنا دیا کہنے لگا (اب) تم میرے

عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ

پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ میں اسے اس پر ڈال دوں پس (دیوار بن جانیکے بعد) ان (یاجوج ماجوج) سے نہ ہوسکا کہ وہ اس (دیوار) پر چڑھ

نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ

جائیں اور نہ یہ ہوسکا کہ اسمیں سوراخ کرسکیں (ذوالقرنین نے) کہا یہ میرے پروردگار کی رحمت ہے۔ پس جب میرے پروردگار کے وعدہ (کا وقت) آجا

دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ

گا تو وہ اسے ریزہ ریزہ کردیگا اور میرے پروردگار کا وعدہ بالکل سچا ہے اور ہم انہیں اس دن ایک دوسرے پر موجیں مارتا چھوڑ دیں

فِىْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

گے اور صور میں پھونک ماری جائیگی۔ پھر ہم سب کو اکٹھا کرلیں گے۔ اور ہم اس دن دوزخ کو (ان) کا فروں

ــه یاجوج وماجوج:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۰۹ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یاجوج اور ماجوج دو قبیلے ہیں جو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ترک اور چینی بھی یاجوج ماجوج میں سے ہی ہیں اور یہ سب یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے کہا کہ یاجوج اور ماجوج ان دو پہاڑوں کے پیچھے رہتے ہیں اور وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، وہ اس طرح کہ جب ہماری کھیتیاں اور پھل پک جاتے ہیں تو وہ ان دونوں پہاڑوں کے پیچھے سے نکل آتے ہیں اور سب پھل اور کھیتیاں چٹ کر جاتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑتے

اور ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یاجوج اور ماجوج قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں یہ قبل قیامت خروج کریں گے۔

اور الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا ہفت اقلیم میں بٹی ہوئی ہے۔ یاجوج ماجوج۔ چین۔ افریقیہ۔ قوم موسیٰؑ اور اقلیم بابل وغیرہ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاجوج ماجوج کے اوصاف اور نشانات بتائے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب وہ خروج کریں گے تو تمام لوگوں کو اپنے قلعوں میں بند کردیں گے اور تمام پانیوں کو پی جائیں گے پھر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے وہ تیر جب واپس زمین پر آئیں گے تو خون کی مانند کسی چیز سے آلودہ ہوں گے پھر وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں پر بھی غلبہ پالیا ہے اور آسمان والوں پر بھی غالب آگئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں پر ایک سوراخ کردے گا جو ان کے کانوں تک پہنچ جاتے گا اور وہ مر جائیں گے۔

لمترجم:- یاجوج اور ماجوج کو انگریزی زبان میں GOG گاگ اور MAGOG ماگاگ کہتے ہیں۔ غالباً یہ سنسکرت کے گھاگ اور مہا گھاگ کی بگڑی ہوئی صورت ہے یعنی بدمعاش اور بڑا بدمعاش۔ چونکہ ان کا وطن احادیث کی نشاندہی سے ملک چین سے پرے ہے اس لئے یاجوج اور ماجوج سے مراد روس کے لوگ ہو سکتے ہیں اور ان کی بدمعاشی ظاہر ہے۔

قرآن میں "اصحاب الرس" کا ذکر آیا ہے یہ کون تھے کہاں تھے ان کے تعین میں مفسرین اور مورخین سخت مشکوک ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال اور روایات مذکور ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بنا پر کوئی صحیح فیصلہ کیا جاسکے۔ قرآن میں اصحاب الرس کا ذکر دو مقام پر آیا ہے لیکن کوئی حال بیان نہیں کیا گیا بلکہ صرف گنہگار اور معذب قوموں کی فہرست میں ان کا بھی شمار کیا گیا ہے محققین اس سلسلہ میں قرآن مجید کے آگے بڑھنا نہیں چاہتے ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد روس کے لوگ ہی ہوں۔ ان کے گنہگار ہونیکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ انہوں نے اپنے ملک سے خدا کا نام لینا بھی جرم قرار دیدیا ہے وہ کہتے ہیں۔

WE HAVE TURNED OUT GOD FROM RUSSIA. (ہم نے ملک روس سے خدا کو نکال دیا ہے) پہلی جنگ عظیم میں انہوں نے ایران میں امام رضا علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر گولہ باری کی تھی۔ روس کے اندرونی حالات پر آج تک پردہ پڑا ہوا ہے جسے (IRON CURTAIN) کہتے ہیں حتیٰ کہ یہاں سے جو وفد جاتے ہیں انہیں بھی چند مقامات کے سوا اندرونِ ملک نہیں جانے دیتے۔ غیر ملکی اخبار نویسوں کو بھی کسی جلسہ وغیرہ میں شرکت کی اجازت نہیں ہوتی۔ جو حالات انہیں روسی حکومت بتاتی ہے وہ صرف انہیں ہی اخبارات میں بھیجتے ہیں (باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۹۵)

يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ

کے سامنے کھلم کھلا پیش کر دیں گے۔ جن کی آنکھیں ہمارے یاد سے پردے میں تھیں اور اکفر

ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

کی وجہ سے حق کی بات کچھ بھی نہ سن سکتے تھے۔ کیا ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے یہ گمان کر لیا ہے

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا سرپرست بنا لیں گے (تو) یقیناً ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو

نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ

بطور قیامگاہ (ہوٹل) کے تیار کیا ہے (اے رسول) کہہ دو کیا ہم تمہیں ان لوگوں کی خبر دیں جو اعمال کے لحاظ سے نہایت گھاٹے میں ہیں

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنکی دنیاوی زندگانی کی سب کوشش ضائع ہو گئی اور وہ یہی گمان کرتے ہیں کہ یقیناً وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے انکار کیا پس ان کے اعمال بے کار ہو گئے پھر ہم

فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا

ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہ کریں گے ۲ یہ ان کا بدلہ جہنم اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور

وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا مخول بنا لیا تھا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کے

كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا

لئے فردوس کے باغ مہمانی کی قیامگاہ (ہوٹل) ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (اور) کبھی ان کو بدلنے کی خواہش

حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ

نہ کریں گے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات (لکھنے) کیلئے سیاہی بن جائے تو پیشتر اس کے کہ میرے

اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

پروردگار کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہو جائے گا اگرچہ ہم اس جیسا (اور ایک سمندر) اسکی مدد کو لے آئیں۔ کہہ دو ماسوا اس کے نہیں

مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ

کہ میں (ظاہری طور پر) تمہاری مثل بشر ہوں ۳ (مگر) میری طرف وحی کی جاتی ہے بجز اسکے نہیں کہ تمہارا معبود یکتا معبود ہے پس جو شخص اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

حقیقتِ حال سے وہ بے خبر رہتے ہیں۔ تمام دُنیا کا پانی پی جانے سے مراد پانی پر ان کا مکمل قبضہ ہو سکتا ہے۔ آسمان پر جو تیر چلائیں گے ممکن ہے اس سے مُراد سپٹنگ وغیرہ ہوں یا میزائل جو روسی سائنسدان تیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چاند پر بھی ایک اسی قسم کا تیر (سپٹنگ) پھینک دیا ہے۔ توریت میں بھی روش اور اس کے ساتھ مسک کا نام آتا ہے ہو سکتا ہے کہ روش یہی روس ہو۔ مسک ماسکو ہو۔ واللہ اعلم ✦

ع ۱۹ ۱۱ ۲

لمترجم: آئمہ علیہم السلام نے اصحٰب الرس کی جو تفسیر فرمائی ہے اسے ص۱۰۵ پر حاشیہ ۱ میں دیکھیں ✦

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

لہ نُزُلًا:۔
نُزُل کے لغوی معنی ہیں منزل، مکان، وہ کھانا جو مہمان کے سامنے رکھا جائے۔ زیادتی اور برکت والا کھانا۔ عمدہ پھولی بڑھی ہوئی کھیتی، سخاوت برکت، جماعت اور لغتِ جدید میں اس کے معنی ہیں ہوٹل جمع اَنزال (بیان اللسان ص۷۹۳) لغتِ جدید کی مناسبت سے میں نے اس لفظ کے معنی ہوٹل بھی کئے ہیں جو فی زمانہ موزوں ہیں۔

۲ہ وَزْنًا:۔
تفسیر صافی ص۳۱۱ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اہل محشر اور ان کے احوال کا تذکرہ ہے۔ ازانجملہ یہ بھی ہے کہ ان میں سے ائمہ کفر اور سردارانِ ضلالت بھی ہوں گے جن کی قیامت کے دن کوئی قدر و منزلت نہ کی جائے گی اور ان کی طرف سے ایسی بے پروائی کی جائے گی جیسی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امر و نہی آئی تھی ان سے برتی تھی اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دیگی اور ان کے منہ گرمی کے مارے کھلے کے کھلے رہ جائیں گے۔

۳ہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ:۔
تفسیر صافی ص۳۱۱ پر بحوالہ احتجاج طبرسی تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ذیل سورہ بقر منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا کہ آپؐ کو یہ حکم پہنچا کہ ان سے یہ کہہ دو کہ میں صورت بشری میں تو تم ہی جیسا ہوں لیکن جیسا پروردگار عالم عام آدمیوں میں سے کسی کو حسن و جمال کے ساتھ کسی کو مال و دولت کے ساتھ کسی کو صحت و عافیت کے ساتھ مخصوص فرما دیتا ہے اسی طرح مجھ کو خاص آدمیوں میں سے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے پس تم میری اس خصوصیت کا کیوں انکار کرتے ہو۔ لمترجم: آیت میں مثلکم ہے نہ کہ منکم اور مثل کسی چیز کا عین نہیں ہوا کرتا قرآن میں لفظ مثل اکثر مقامات پر استعمال ہوا ہے مثلاً (۱) اعجزت ان اکون مثل ھٰذا الغراب (پ۶ مائدہ ع۵) اس آیت میں کوے کی مثل کہا گیا ہے تو کیا قابیل بالکل کوا تھا اسی طرح اسکی چونچ، کالے پر وغیرہ تھے (۲) مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارًا (پ۲۸ جمعہ ع۱) اس میں توریت کے علم کو نہ اٹھانیوالوں کو گدھے کی مثل کہا گیا ہے حالانکہ وہ نہ تو گدھے کی جنس میں سے بن گئے تھے نہ گدھوں کی طرح انکے کان اور جسم نہ وہ ڈھینچوں ڈھینچوں کرتے تھے (۳) فمثلہ کمثل الکلب (پ۹ اعراف ع۲۲) ✱

✱ اس میں بلعم باعور کو کتے کی مثل کہا گیا ہے حالانکہ وہ انسان تھا وغیرہ وغیرہ پس جب انسان کو کوّے گدھے کتے وغیرہ کی مثل کہنے سے وہ کوا گدھا اور کتا نہیں بن جاتا (باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۹۵)

(باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۹۵)

رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع

پروردگار کی ملاقات کی امید رکھے تو اسے چاہئیے کہ نیک عمل کیے جائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ۹۸ — رُکوعاتُہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾

کٓھٰیٰعٓصٓ۔ یہ تیرے پروردگار کا اپنے بندہ زکریا پر رحمت (کرنے) کا بیان ہے۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ

جب کہ اس نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے پکارا۔ کہنے لگا اے میرے پروردگار یقیناً میری ہڈیاں کمزور

مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ

ہوگئیں اور بڑھاپے سے سر سفید ہوگیا اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے دعا کرکے کبھی محروم

شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ

نہیں رہا۔ اور یقیناً میں اپنے پیچھے اپنے وارثوں سے ڈرتا ہوں۔ اور میری عورت ۱؎ بانجھ ہے۔

عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ

پس مجھے اپنی درگاہ سے ایک وارث عطا کر۔ جو میرا وارث ہو ۲؎ اور آل یعقوب سے بھی

اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

ورثہ پائے اور اے میرے پروردگار اسے پسندیدہ قرار دے۔ (جواب ملا) اے زکریا یقیناً ہم تجھے ایک لڑکے کی

بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ

خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس کا ہمنام نہیں بنایا۔ اس نے کہا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ

اے میرے پروردگار میرے لڑکا کہاں سے ہوگا ۳؎ حالانکہ میری عورت بانجھ ہے اور یقیناً میں

بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ

بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں (جبرئیل نے) کہا اسی طرح ہوگا تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر

۱۲ ع ۹ ۳

(بقیہ صفحہ سابقہ)

تو جب آنحضرت صلعم یہ فرمائیں کہ میں انسانوں کی مثل ہوں تو انہیں عام انسان کیوں سمجھ لیا جاتا ہے وہاں بھی وہی قانون لاگو کیوں نہیں ہوتا کہ آپ تھے تو نور لیکن مثل بشر تھے۔ حیرت ہے کہ حضرت مریمؑ کے پاس جبرئیل مثل بشر بن کر آئے (فتمثل لہا بشراً سویّاً) (پ۱۶ مریم ع۲) تو لوگ کہتے ہیں فرشتہ تھا بشر نہ تھا صرف شکل بشری تھی۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت لوطؑ کے پاس فرشتے آئے جو مثل بشر تھے تو قبول کر لیتے ہیں کہ ہاں واقعی وہ تھے تو فرشتے لیکن شکل و صورت میں بشر تھے لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسم نور تھے اور اس پر آیات قرآنی بھی پڑھتے ہیں کہ قد جاءکم من اللہ نور (پ۶ مائدہ ع۳) تو کہتے ہیں ہم نہیں مانتے جسطرح فرشتے اگر اپنی اصلی شکل میں آئیں تو یہ مادی لوگ انہیں دیکھ نہیں سکتے اسی طرح آنحضرت صلعم مجسم نور تھے اور نور غیر مرئی ہوتا ہے یعنی دکھلائی نہیں دیتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مثل بشر بنا کر بھیجا تاکہ مرئی ہوں لوگ انہیں دیکھ سکیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے بدن مبارک کا سایہ نہ تھا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا یاد رکھیں کہ نبی کو عام بشر کہنا کفار کا قول تھا جو مرسلین کے لئے کہتے تھے (۱) ابشر یھدوننا (پ۲۸ تغابن ع۱) (۲) فقالوا انؤمن لبشرین مثلنا (پ۱۸ مومنون ع۳) (۳) ما انت الا بشر مثلنا (پ۱۹ شعراء ع۸) (۴) ما ھٰذا الا بشر مثلکم (پ۱۸ مومنون ع۲) وغیرہ وغیرہ۔ آج کل کے مسلمانوں سے جو شانِ نبوت سے بے خبر ہیں حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر چھری سے انگلیاں کاٹنے والی عورتیں ہی اچھی تھیں جنہوں نے انوار نبوت دیکھ کر فوراً کہدیا حاشا للہ ما ھٰذا بشراً (پ۱۲ یوسف ع۴) حالانکہ انہوں نے حسنِ ظاہری دیکھا تھا حسنِ باطنی نہیں دیکھا تھا۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۱؎ کَانَتِ امْرَاَتِیْ:-
تفسیر صافی صہ ۳۱۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ مریم بنت عمران بن ماثان کی ہمشیرہ تھیں اور بنی ماثان اس زمانہ میں رؤسا اور شاہان بنی اسرائیل میں سے تھے یعنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد میں سے ۔

۲؎ یَرِثُنِیْ:-
تفسیر صافی صہ ۳۱۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ تھی جو آپ کی قائم مقام ہوتی اور اس کی وارث ہوتی۔ اور بنی اسرائیل جس قدر ہدیے اور تحفے بھیجتے تھے وہ سب احبار کو ملتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام احبار کے سردار تھے ۔

۳؎ لِیْ غُلٰمٌ:- تفسیر صافی صہ ۳۱۱ پر بحوالہ کافی معصومینؑ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نصیحت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو فرمائی تھی اس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ میری مخلوق میں سے تمہاری نظیر یحییٰ ہیں جنہیں میں نے ان کے والدین کو باوجود بانجھ اور بیکار ہونے کے عطا کیا جس سے میری غرض یہ تھی کہ میری حجت ان پر ثابت ہوجائے اور تمہارے متعلق یہ مطلوب ہے کہ عام مخلوق پر میری قدرت کا اظہار ہو۔

هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ
آسان ہے اور یقیناً میں تجھے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ چیز نہ تھا۔ اس نے کہا
رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ
اے میرے پروردگار میرے لیے کوئی نشانی قرار دے کہا تیری نشانی یہ ہوگی کہ تو بھلا چنگا ہو کر بھی تین رات (دن)
لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ
لوگوں سے بات نہ کر سکے گا۔ پھر (زکریا) عبادت گاہ سے اپنی قوم کے پاس باہر نکلا تو انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح
اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ
اور شام (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح کرو۔ (ہم نے کہا) اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ رکھ اور ہم نے
وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَ
اسے بچپن میں ہی قوتِ فیصلہ [1] اور اپنی طرف سے مہربانی اور پاکیزگی عطا کی اور تھا وہ
كَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ
پرہیزگار۔ اور ماں باپ کے حق میں نیکی کرنے والا تھا اور سختی کرنے والا نافرمان نہ تھا۔ اور اس پر سلامتی
عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ وَاذْكُرْ
ہے جس دن وہ پیدا ہوا [2] اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا اور تم کتاب میں
فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾
مریم کا تذکرہ کرو جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف ایک مکان میں چلی گئی [3]
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ
پھر اس نے ان سے پردہ کر لیا۔ تو ہم نے اس کی طرف اپنی (مخلوق) روح کو بھیجا پس وہ اس کے لیے
لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ
ایک تندرست آدمی کی شکل بن گیا۔ وہ بولی کہ اگر تو پرہیزگار ہے تو میں تجھ سے (رحمٰن) اللہ کی پناہ مانگتی
تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾
ہوں۔ اس نے کہا ماسوا اس کے نہیں کہ میں تیرے پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں
قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ
وہ بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا [4] اور نہ ہی میں بدکار

[1] اَلْحُكْمَ صَبِيًّا :-
تفسیر صافی صـ ٣١٢ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی وفات پر حضرت یحییٰ علیہ السلام باوجود صغیر السن ہونے کے کتاب و حکمت کے وارث ہوتے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔
اور امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امامت میں بھی یہی اصول قائم فرمایا جو نبوت میں فرمایا تھا۔ پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

[2] يَوْمَ وُلِدَ :-
تفسیر صافی صـ ٣١٢ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے تین ہی موقعے زیادہ وحشت کے ہیں۔
(١) جس دن ماں کے پیٹ سے نکلے اور دنیا کو دیکھے۔
(٢) جس دن مرے اور آخرت اور اہل آخرت کو دیکھے۔
(٣) جس دن مبعوث ہو یعنی قبر سے حشر نشر کے لئے جی کر اٹھے اور وہ نتائج دکھائی دیں جو دار دنیا میں نہ دیکھے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق ان تینوں موقعوں پر سلامتی کا اظہار فرمایا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی پھر اس کے بعد فرمایا کہ انہی تین موقعوں کے متعلق حضرت عیسےٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنی ذات کے متعلق سلامتی کا اظہار کیا اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔

ع ١٥ ١

وقف لازم

[3] مَكَانًا شَرْقِيًّا :-
تفسیر صافی صـ ٣١٢ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ حضرت مریم کھجور کے ایک خشک درخت کے نیچے چلی گئی تھیں۔

[4] لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ :-
تفسیر صافی صـ ٣١٢ پر ہے کہ یہاں کنایہ کے طور پر یہ مطلب ادا کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے مجھ سے بطریق حلال مباشرت نہیں کی۔

بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً

ہوں - اس نے کہا ایسا ہی ہو گا تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے (یعنی بغیر باپ کے بیٹا پیدا کرنا) اور

لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ

تاکہ ہم اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی اور اپنی طرف سے رحمت قرار دیں اور یہ بات تو طے شدہ ہے پس اس نے اس (بچہ) کو (پیٹ

فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ

میں) اٹھا لیا پھر اس کے ساتھ الگ ہو کر ایک جگہ چلی گئی ؎۲ پھر دردِ زہ اسے کھجور کے خشک تنے کی طرف

جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا

لے آیا - وہ بولی اے کاش! میں اس (وقت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو

مَنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ

جاتی - پس اس کے نیچے سے اس (بچہ) نے آواز دی کہ تو غم نہ کر یقیناً تیرے پروردگار نے تیرے

تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ

(پاؤں کے) نیچے ایک چشمہ بنا دیا ہے ؎۴ اور تو کھجور کے اس خشک تنے کو اپنی طرف ہلا - وہ تجھ پر

عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا

تازہ تازہ خرمے گرائے گی - پس تو کھا اور (چشمے کا پانی) پی اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو

تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

کسی آدمی کو دیکھے تو تم کہہ دو کہ یقیناً میں نے (خدائے) رحمٰن کے لئے روزہ نذر مانا ہے ؎۵

فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا

پس میں آج کے دن کسی انسان سے کلام نہ کروں گی - پھر وہ اس (عیسیٰ) کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائی وہ

يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ

لوگ کہنے لگے اے مریم بیشک تو ایک عجیب چیز لائی ہے - اے ہارون کی بہن! تیرا باپ ؎۶ (کوئی) برا آدمی نہ تھا

امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا

اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی - پس اس نے اس (بچے) کی طرف اشارہ کر دیا وہ بولے

كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ

کہ ہم اس سے کیسے کلام کریں جو (ابھی) گہوارا میں بچہ ہے ؎۷ وہ (قدرتِ خدا سے) بولا یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا

الربع

؎۱ فَحَمَلَتْهُ :-
تفسیر صافی صد ۳۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جبرئیلؑ نے حضرت مریمؑ کے کرتے کی جیب میں ایک پھونک ماردی تھی پس رات کو وہ حاملہ ہوئیں اور اسی شب کی صبح کو حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے - یہ عمل صرف نو ۹ گھنٹے رہا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے اظہار کے لئے مہینوں کو ساعتوں میں تبدیل کر دیا تھا

؎۲ مَكَانًا قَصِيًّا :-
تفسیر صافی صد ۳۱۲ پر بحوالہ التہذیب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت مریمؑ دمشق کے راستے سے ہوتی ہوئی کربلا معلی آگئی تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جگہ پیدا ہوئے جہاں اب امام حسین علیہ السلام کا مزار مبارک ہے پھر وہ رات ہی رات اپنی جگہ واپس آگئی تھیں

؎۳ فَنَادٰهَا :-
تفسیر صافی صد ۳۱۲ پر ہے کہ یہ آواز دینے والے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تھے -

؎۴ تَحْتَكِ :-
تفسیر صافی صد ۳۱۲ پر بحوالہ الجوامع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے پاؤں مارا پس اسی وقت ایک پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جو بہنے لگا - ریاض الشریعۃ جلد ۵ صد ۱۳۴ پر ہے کہ چوں مدت حمل مریم منقضی گشت ندائے بمریم رسید کہ ازیں مکان بیروں رو چنانچہ بحکم خدا مریم بیت المقدس یعنی اپنی محراب عبادت سے باہر نکلی طی الارض کے ذریعہ مسجد براثا بغداد یا کربلا معلیٰ کنارہ آب فرات تقریباً سات میل پر مریم کا یہ روح اللہ فرزند پیدا ہوا اور پھر اسی طی الارض سے وارد بیت المقدس ہو گئیں -
(امہات الائمہ مولوی غلام حیدر گکھو صد ۳۹)

؎۵ صَوْمًا :-
یہ صَامَ يَصُوْمُ کا مصدر ہے جس کے معنے روزہ رکھنے کے ہیں - راغب لکھتے ہیں کہ صَوْمٌ کے معنے اصل میں کام کے کرنے سے رک جانے کے ہیں خواہ کھانا ہو یا گفتگو کرنا یا چلنا پھرنا اس لئے اس گھوڑے کو جو چلنے پھرنے اور گھاس کھانے سے رک جائے صائم کہا جاتا ہے شاعر کہتا ہے ؎
خیل صیام واخری غیر صائمۃ

اور تھمی ہوئی ہوا کو "صائم" بولتے ہیں نیز استوار نہار کو صوم کہتے ہیں (استوار نہار ٹھیک دوپہر کو کہتے ہیں جبکہ سورج سر پر آجائے نیمروز) یہ تصور کر کے کہ سورج وسط آسمان میں ٹھہر گیا ہے اور اسی تصور پر بولتے ہیں قام قائم الظہیرۃ (گرمی کے وقت کا ٹھہرنے والا ٹھہر گیا یعنی دوپہر ہو گئی اور سورج سر پر آ کر رک گیا) اور شریعت میں "صوم" سے مراد مکلف کا نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے استمناء (قصداً منی نکالنے) اور استقاء (اپنی خواہش سے قے کرنے) سے رک جانے کا نام ہے -
اس آیہ مبارکہ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (میں نے خدائے رحمٰن کیلئے روزہ نذر مانا ہے) کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ اس سے چپ رہنا مراد ہے جس کو فلن اکلم الیوم انسیًّا (پس میں آج کسی انسان سے بات نہ کروں گی) بتا رہا ہے (لغات القرآن نعمانی ج ۴ صد ۴۴) اور تفسیر صافی صد ۳۱۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ روزہ فقط کھانے اور پانی ہی سے پرہیز کا نام نہیں ہے پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت مریمؑ نے اشارہ کے ساتھ فرمایا اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا جس سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا بھی داخل صوم تھا (باقی حاشیہ بر صفحہ…)

اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ

بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے برکت والا قرار دیا ہے

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِیْ

اور جبتک میں زندہ ہوں مجھے نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (ادا کرنے) کی وصیت کر رکھی ہے اور (اس نے مجھے) ماں سے نیکی کرنے

وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ

والا (بنایا ہے) اور اس نے مجھے سختی کرنیوالا اور بد بخت نہیں قرار دیا اور مجھ پر خاص سلامتی ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور

وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ

جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤنگا۔ یہ ہے عیسٰی بن مریم سچا قول (تو

قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا کَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ

یہی ہے) جس کے بارے میں وہ شک کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی کے لائق نہیں ہے کہ وہ کوئی بیٹا

مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ

بنالے وہ (اس سے) پاک ہے جس وقت وہ کسی کام کے کرنے کو طے کر لیتا ہے پھر یا سوا اسکے نہیں کہ وہ کہتا ہے

فَیَکُوْنُ ﴿۳۵﴾ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ

ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالٰی میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے تم اسی کی عبادت کرو یہی راستہ

مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ

سیدھا ہے۔ پھر ان کے بیچ میں سے ہی گروہوں[۱] نے اختلاف (پیدا) کر دیا پس جو لوگ کافر ہو گئے ان کے لئے

کَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ یَوْمَ

ایک بہت بڑے دن کے حاضر ہونے سے خرابی ہوگی۔ کیا خوب سنتے ہوں گے اور کیا خوب دیکھتے ہونگے جس دن

یَاْتُوْنَنَا لٰکِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ

کہ ہمارے پاس آئیں گے لیکن آج کے دن (تو) ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور (اے رسول) تو

یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا

انہیں حسرت کے دن سے ڈرا[۲] جبکہ کل معاملہ کا فیصلہ کر لیا جائیگا حالانکہ وہ (آج) بیخبری میں ہیں اور وہ ایمان نہیں

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْهَا وَاِلَیْنَا

لاتے ہیں۔ یقیناً ہم ہی زمین کے وارث ہیں[۳] اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور وہ ہماری ہی طرف

(بقیہ صفحہ سابقہ)

پس جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبان کی بھی حفاظت کرو اور اپنی آنکھیں بھی خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کے دیکھنے سے بند رکھو۔

۶ یَاُخْتَ هٰرُوْنَ :-

تفسیر صافی صد ۳۱۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منقول ہے کہ ہارون بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی مقدس آدمی تھا اور یہ مشہور ہو گیا تھا کہ جو شخص نیکی میں بہت مشہور ہوتا وہ ہارون کی طرف منسوب کیا جاتا۔

۷ صَبِیًّا :-

بچہ، لڑکا، صاحب قاموس نے صبی کے معنی اس بچہ کے لکھے ہیں کہ جس نے ابھی دودھ نہ چھوڑا ہو اور راغب نے لکھا ہے کہ صبی وہ بچہ ہے جو بلوغ کو نہ پہنچا ہو اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ صَبْوَۃٌ سے جسکے معنی نادانی کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ بروزن فعیل صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ صِبْیَۃٌ اور صِبْیَانٌ جمع۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۱۳)

(حاشیہ صفحہ هٰذا)

۱ اَلْاَحْزَابُ :-

تفسیر صافی صد ۳۱۳ پر ہے کہ اس سے مراد یہود اور نصارٰی یا نصارٰی کے مختلف فرقے ہیں بعض ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ خود خدا ہیں کچھ دن کے لئے خدا اسی صورت میں زمین پر آیا تھا پھر آسمان پر چلا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام خدا کے بندے اور نبی تھے۔

۲ یَوْمَ الْحَسْرَةِ :-

تفسیر صافی صد ۳۱۳ پر ہے کہ اس دن لوگ افسوس کرتے ہوں گے۔ بد تو اپنی بدیوں کے باعث اور نیک اپنی نیکیوں میں کمی کرنے کے سبب۔

۳ نَحْنُ نَرِثُ :-

(وقف لازم)

تفسیر صافی صد ۳۱۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دن زمین پر نہ کوئی مالک باقی رہے گا اور نہ کوئی متصرف۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ہر چیز جسے اللہ تعالٰی نے پیدا کیا ہے قیامت کے دن اللہ تعالٰی ہی اس کا وارث ہوگا۔

يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا ع ۲ ۴۵ ۵
لوٹائے جائیں گے اور (اے رسول) تو کتاب میں ابراہیم کا تذکرہ کر۔ یقیناً وہ ایک سچا نبی
نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ
تھا۔ جبکہ اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اے میرے چچا تم کیوں اسکی عبادت کرتے ہو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور
وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ
نہ تم سے کسی چیز کو کفایت کرتا ہے۔ اے میرے چچا یقیناً میرے پاس علم کا وہ حصّہ آیا ہے جو تمہارے
مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰۤاَبَتِ لَا
پاس نہیں آیا پس تم میری پیروی کرو میں تمہیں ٹھیک راستہ بتا دوں گا۔ اے میرے چچا تم شیطان کی
تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰۤاَبَتِ
عبادت نہ کرو۔ یقیناً شیطان (خدائے) رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اے میرے چچا۔ یقیناً
اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ
میں ڈرتا ہوں کہ تمہیں (خدائے) رحمٰن کی طرف سے عذاب چھو جائے پھر تو شیطان کا دوست
وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ
ہو جائے گا۔ اس نے کہا اے ابراہیمؑ کیا تم میرے معبودوں سے برگشتہ ہو (یاد رکھو) اگر تم باز نہ آئے تو
لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ
میں تمہیں ضرور بالضرور پتھراؤ کروں گا اور تو کچھ مدت کیلئے میرے پاس سے دور ہو جا (ابراہیمؑ نے کہا تم پر سلامتی ہے عنقریب میں
رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
تمہارے لئے اپنے پروردگار سے مغفرت چاہوں گا یقیناً وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے اور میں تم سے اور ان سے (بھی) جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو
اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖؗ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾
الگ ہوتا ہوں اور اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکارنے میں بد نصیب نہ رہوں گا۔
فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ
پھر جب وہ ان سے اور جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو چھوڑ کر الگ ہو گیا (تو) ہم نے اسے اسحٰق اور
وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ
یعقوب عطا کئے اور ہر ایک کو نبی قرار دیا۔ اور ان کو ہم نے اپنی رحمت سے کچھ حصّہ بخشا اور ہم نے

جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝۵۰ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى

ان کے لئے سچائی کی زبان (علی ابن ابی طالب ع) کو قرار دیا لہ اور (لے رسول) کتاب میں موسیٰ کا تذکرہ

اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۱ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ

کرو یقیناً وُہ خالص کیا ہوا تھا اور وہ ایک مرسل نبی تھا۔ اور ہم نے اسے (کوہ) طور کی

الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝۵۲ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ

دائیں طرف سے آواز دی تھی اور ہم نے اسے راز کی باتیں کرنے کا قرب بخشا اور ہم نے اپنی رحمت سے اس کے

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝۵۳ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ

بھائی ہارون کو نبی بنا کر اسے عطا کیا۔ اور (لے رسول) تم کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کرو۔ یقیناً وُہ وعدہ کا

صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۴ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ

سچا اور وُہ ایک مرسل نبی تھا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (دینے) کا

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝۵۵ وَاذْكُرْ فِي

حکم کیا کرتا تھا اور وُہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھا۔ اور تم کتاب میں ادریس

الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝۵۶ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا

کا تذکرہ کرو۔ یقیناً وُہ ایک صدیق نبی تھا۔ اور ہم نے اسے ایک بلند مرتبہ جگہ پر

عَلِيًّا ۝۵۷ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ

رفعت دی تھی۔ یہی وُہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا کچھ تو آدم کی اولاد سے نبیوں میں سے ہیں

ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ

اور کچھ ان کی اولاد میں سے ہیں جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا اور کچھ ابراہیم

وَاِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ

اور یعقوب کی اولاد میں سے اور کچھ ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور چنا ہوا تھا۔ جب ان پر (خدائے) رحمٰن کی آیتیں

الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ۝۵۸ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

پڑھی جاتی ہیں (تو) وُہ روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ان کے جانشین کچھ ایسے ناخلف ہوئے سلہ

اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝۵۹

جنھوں نے نماز ضائع کر دی سلہ اور (نفسانی) خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے پس عنقریب وُہ ہلاکت سے ملاقات کریں گے

السجدۃ ۵ — منزل ۴ — ع ۱۰ / ۶

لہ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۱۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں دو جگہ "لهم" آیا ہے۔ اس ضمیر "هم" کے مرجع حضرت ابراہیم ع و اسحٰق ع اور یعقوب علیہم السلام ہیں اور ساری آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ابراہیم ع و اسحٰق ع و یعقوب ع کو اپنی رحمت سے اپنا رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عطا کیا اور ان کے لئے سچائی کی زبان امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ع کو مقرر کیا۔

اعتراض :- آیۂ مجیدہ میں لفظ علیاً سے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب مراد لینا از روئے قواعد نحو غلط ہے کیونکہ اس صورت میں اس لفظ کو "علم" قرار دینا پڑے گا حالانکہ یہ مفعول ثانی ہوگا اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب جعل فعل متعدی بدو مفعول ہو تو اس کا مفعول ثانی کسی صورت میں بھی "عَلَم" واقع نہیں ہو سکتا پس لفظ "علی" عَلَم ہونے کی صورت میں کسی طرح مفعول ثانی نہیں ہو سکتا کیونکہ خبر میں "نکرہ" ہونا شرط ہے

الجواب :- یہ درست نہیں ہے کہ "عَلَم" کسی صورت میں بھی مفعول ثانی نہیں ہو سکتا ہم پہلے آیۂ مجیدہ کی ترکیب نحوی کرتے ہیں پھر ثابت کریں گے کہ "عَلَم" مفعول ثانی ہو سکتا ہے اور اس کی مثالیں قرآن مجید اور دیگر کتبِ نحو سے پیش کریں گے۔

آیت کی ترکیب نحوی :- جعلنا فعل با فاعل لهم جار مجرور لسان صدق مضاف با مضاف الیہ مفعول اول اور علیاً مفعول ثانی۔ فعل اپنے فاعل سے متعلق ہو کر اور ہر دو مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ ہُوا۔

مثالیں :- قولہٗ تعالیٰ :- واجعل لی وزیراً من اہلی ھارون اخی (پ ۱۶ طٰہٰ ع ۲) اس کے متعلق تفسیر جلالین صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ اصح المطابع میں ہے :- واجعل لی وزیراً من اہلی ھارون مفعول ثانی اخی عطف بیان دیکھئے اس آیۂ مجیدہ میں لفظ "جعل" بھی موجود ہے اور ہارون "عَلَم" بھی ہے اور بقول صاحب جلالین "مفعول ثانی" بھی ہے۔ اور فتح القدیر علامہ شوکانی جلد ۳ صفحہ ۳۵۱ مطبوعہ مصر میں ہے :- وانتصاب وزیراً و ھارون علی نسخا مفعول جعل اور تفسیر جمل برحاشیہ جلالین جلد ۳ صفحہ ۸۹ طبع مصر میں ہے مفعول ثانی یعنی ان ھارون مفعول ثانی والاول وزیراً والمعنی وزیراً ھو ھارون۔ ان ہر سہ تفسیروں سے معلوم ہوا کہ ہارون "مفعول ثانی" ہے پس یہ اعتراض کہ کسی صورت میں بھی عَلَم مفعول ثانی نہیں ہو سکتا غلط ہوا اور ثابت ہوا کہ بعض صورتوں میں عَلَم "مفعول ثانی" ہو سکتا ہے۔ بعض مفسرین کا یہ کہنا کہ "ہارون" مفعول اوّل اور "وزیر" مفعول ثانی ہے اور وزارت کے بالمقصد مراد ہونے کی رعایت سے مقدم کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لسان صدق علیاً میں بھی مقصود بالذات "لسان صدق" ہی تھی لہٰذا مفعول ثانی کو مقدم کر دیا گیا رہا یہ اعتراض کہ "علم" کسی صورت بھی خبر واقع نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی درست نہیں کیونکہ "ہٰذا زیدٌ" المطلق زیدٌ میں "زیدٌ" خبر ہے دیکھئے جامع الغموض جلد اوّل صفحہ ۱۹۴ کہ "زید در مثالین مذکورین در قوت مسمّی بزید است" پس ثابت ہوا کہ عَلَم جب قوت مسمّٰی میں ہو تو "خبر" واقع ہو سکتا ہے کما فی حواشی المطول فیول الحلم الواقع خبر فی مثل ھذا زید بمعنی زید۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہیں یہی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے

وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ

اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن کا وعدہ (خدائے) رحمٰن نے اپنے بندوں سے

بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا

غائبانہ کیا ہوا ہے یقیناً اس کا وعدہ آنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے سوائے سلام (کہنے

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ

کی آواز کے) اور اس میں ان کے لئے صبح اور شام روزی ہوگی۔ یہ ہے بہشت جسے ہم اپنے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ[1] إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ

اسی کو میراث میں دینگے جو پرہیزگار رہا ہوگا اور (جبرئیل نے کہا) کہ ہم بغیر تمہارے پروردگار کے حکم کے نہیں اترتے ہیں اسی

مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾

کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو انکے درمیان ہے اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ

وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسکی عبادت پر

هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ

ثابت قدم رہو کیا تو کسی کو اس نام کا پہچانتا ہے ۲ اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مرونگا تو جلدی ہی زندہ کرکے

أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

(قبر سے باہر) نکالا جاؤنگا۔ کیا یہ (انسان) یاد نہیں کرتا ہے کہ یقیناً ہم نے اسے اس سے پہلے پیدا کیا تھا حالانکہ (اسوقت)

يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ

یہ کچھ چیز نہ تھا۔ پس تمہارے پروردگار کی قسم ہم ضرور ان کو اور شیطانوں کو (قیامت کے دن) اکٹھا کریں گے پھر ضرور ہم

حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ

انہیں دوزخ کے گرد زانو کے بل (اوندھے) گرے ہوئے حاضر کرینگے ۳ پھر ہم ضرور ہر گروہ میں سے ان کو الگ کر دینگے جو (خدائے)

أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ

رحمٰن کے برخلاف سب سے زیادہ سرکش رہا ہوگا۔ پھر ہم ان سے زیادہ واقف ہیں جو اس (دوزخ) میں جلنے کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

مسمّیٰ بہ علیؑ ہمارا بھی یہی موقف ہے کہ اس آیت میں لسان صدق کو "مسمّیٰ بہ علی" کہا گیا ہے۔

ثبوت از کتب لغت:۔ منتہی الارب ج ۱ صـ ۲۱۳ جعل البصرة بغداد۔ دیکھئے یہاں بغداد "علم" ہونے کی صورت میں مفعول ثانی ہے جعل بمعنی نامیدن۔ وجعلوا الملائکة الذین هم عباد الرحمٰن اناثا ای سموهم اناثا (منتہی الارب) ماجعل الله من بحيرة۔ جعل معنها یعنی مسمّیٰ کما قال الله تعالیٰ: "انا جعلناه قرانا عربيا" (فتح القدیر ج ۲ صـ ۸۳) معلوم ہوا کہ بعض اوقات "جعل" نام رکھنے کے معنے میں آتا ہے۔ اب اس آیت کی ترکیب آسان ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے لسان صدق کو مسمّیٰ بہ علی کر دیا۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ بعض ضرورتوں کی بنا پر مفعول اول کو مؤخر اور ثانی کو مقدم کر دیا جاتا ہے اور بصورت مسمّیٰ علَم بھی واقع ہوسکتا ہے اور جعل نام رکھنے کے معنی میں ہو تو مفعول ثانی علَم واقع ہوا کرتا ہے پس ترجمہ درست ہے جو تفاسیر قاعدہ نحو اور لغت سے ثابت ہے زیادہ تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں اس کے لئے رسالہ شریفہ "قرآن مجید میں نام علی بہ نص علی" دیکھ لیا جائے (مترجم)

۲ **خَلْفٌ:۔**
تفسیر صافی صـ ۳۱۵ پر ہے کہ نیک اولاد کے لئے خلف لام متحرک سے آتا ہے یعنی خَلَفٌ اور بد اولاد کے لئے لام ساکن سے یعنی خَلْفٌ۔

ع ۱۵ ‏ ۴ ‏ ۷

۳ **اضاعوا الصلوٰۃ:۔**
تفسیر صافی صـ ۳۱۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں نماز کے ضائع کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اوقات سے زیادہ دیر کرکے اور ہٹا کے پڑھنا۔ اور کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ تھوڑی سی دیر کرنے میں یا تھوڑی سی جلدی کرنے میں تم کو ایسا ضرر نہیں پہنچے گا جتنا زیادہ دیر کرنے میں اور ایسے ضائع کر دینے میں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اضاعوا الصلوٰۃ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] **تَتَنَزَّلُ:۔**
تفسیر صافی صـ ۳۱۵ پر ہے کہ یہ جبرئیلؑ کا قول حکایتاً بیان کیا گیا ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تم ہماری ملاقات کیلئے نہیں آتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۲ **سمیًّا:۔** اس آیہ مجیدہ کا مطلب یہ ہے کہ کیا اس کی کوئی نظیر جانتے ہو جو اس کے نام کا مستحق ہو یا اس کی صفت سے متصف ہو کہ حقیقتاً اس کا استحقاق رکھتا ہو اور یہ معنی نہیں ہیں جو اکثر مترجمین نے کئے ہیں کہ "آیا کسی کو پاتے ہو جو کسی کے نام سے موسوم ہو" یا "کیا تم یہ جانتے ہو کہ اس کا کوئی ہمنام اور بھی ہے" کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت اسماء ہیں جن کا غیر پر بھی اطلاق ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے جب ان کا استعمال ہو تو وہ معنی نہیں ہوتے جو غیر کے لئے استعمال کرتے وقت ہوتے ہیں۔ تفسیر صافی صـ ۳۱۵ پر بحوالہ التوحید جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے اس آیت کی تاویل میں یہ منقول ہے کہ کیا تم کسی اور شخص کو سوائے اللہ تعالیٰ کے ایسا جانتے ہو جس کا نام اللہ ہو۔ (باقی حاشیہ بر صفحہ ۴۰۲)

اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ

سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں مگر یہ کہ اس پر وارد ہو گا لہ یہ تمہارے پروردگار

حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ

کی حتمی طور پر طے کی ہوئی بات ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دے دیں گے جو پرہیزگار رہے ہونگے اور ظالموں کو اس کے اندر زانوں کے

فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بل اوندھا گرا ہوا چھوڑ دینگے اور جس وقت ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو لوگ کافر ہو گئے وہ ان لوگوں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾

سے جو ایمان لا چکے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں سے ٹھہرنے کی جگہ بہتر اور کس کی مجلس سب سے زیادہ اچھی ہے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر دیا جن کے سامان اور دکھاوے سب سے بڑھ چڑھ کر تھے (اے رسول) کہدو

مَنْ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا

کہ جو کوئی گمراہی میں (پڑا ہوا) ہو تو (خدائے) رحمٰن ضرور اس کو ڈھیل دیتا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ

رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ

اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے خواہ عذاب کو اور خواہ (قیامت کی) گھڑی کو پھر وہ جلدی معلوم کر لینگے

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

کہ مرتبہ کے لحاظ سے کون بدتر ہے اور گروہ کے لحاظ سے کون زیادہ کمزور ہے اور وہ لوگ جو ہدایت پا چکے اللہ تعالیٰ

اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

ان کی ہدایت کو اور بڑھا دیگا اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے بہتر اور

وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ

انجام کی رو سے اچھی ہیں۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ (قیامت کے دن)

مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾

مجھے ضرور مال اور اولاد دیئے جائینگے۔ کیا اس نے غیب پر اطلاع پائی ہے یا اس نے (خدائے) رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے۔

كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهُ

ہرگز نہیں جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اسے ابھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لیے عذاب کو زیادہ بڑھاتے جاتے ہیں اور جو کچھ وہ کہتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۳ جِثِيًّا :-
تفسیر صافی ص۳۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کے معنی ہیں گھٹنوں کے بل اور یہ اس جگہ بولا جاتا ہے جہاں کوئی شخص بوجھ کی کثرت سے سیدھا کھڑا نہ رہ سکے۔
یہاں گناہوں کا بوجھ وبالِ جان ہو گا۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

۱ وَارِدُهَا :-
تفسیر صافی ص۳۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں وارد کے معنے کنارے تک پہنچنے والے کے ہیں اندر جانے کے نہیں۔ کیا تم کسی کو یہ کہتے نہیں سنتے کہ فلاں شخص فلاں قبیلہ کے چشمہ پر وارد ہوا تو اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس چشمہ کے اندر بھی گھس گیا۔
اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کل آدمی جہنم پر وارد ہوں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس پر سے گذر جائیں گے۔ اوّل درجہ کے تو اس تیزی سے گذر جائیں گے جیسے بجلی چمک گئی۔ دوسرے ایسے جیسے ہوا کا جھونکا گذر گیا۔ تیسرے جیسے گھوڑ دوڑ کا گھوڑا نکل گیا۔ پھر کچھ ایسے جیسے شائستہ سواری والے چلے گئے۔ ان کے بعد والے ایسے جیسے لدو اونٹ پر لدے ہوتے۔ ان کے بعد ایسے جیسے پیدل چلنے والے۔

مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا

اسکے وارث ہو جائینگے اور وہ ہمارے حضور (قیامت کو) تنہا آئیگا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کئی معبود بنا رکھے ہیں تاکہ

لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾

وہ ان کے لئے مددگار ہوں۔ ہرگز نہیں عنقریب وہ ان کی عبادت سے [۱] انکار کر دیں گے اور انہی کے مخالف [۲] بن جائینگے

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾

کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں کے پاس بھیج دیا جو انہیں اکسا کر ابھارتے رہتے ہیں۔ پس تم

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ

ان پر (عذاب کے لئے) جلدی نہ کرو۔ ماسوا اسکے نہیں کہ ہم ان کے لئے (عذاب کے دن) گن رہے ہیں جس دن ہم (خدائے) رحمٰن

إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾

کے حضور میں پرہیزگاروں کو محشور کریں گے۔ اور ہم مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح ہنکاتے جائیں گے۔

لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾

شفاعت کے مالک نہیں ہونگے سوائے اس کے جس نے (خدائے) رحمٰن سے کوئی عہد لے رکھا ہو [۳] اور

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ

(انہوں نے کہا کہ (خدائے) رحمٰن نے ایک بیٹا بنا لیا ہے یقیناً تم یہ بہت نامناسب بات گھڑ لائے ہو قریب ہے کہ

السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر گر

هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَن

پڑیں کہ انہوں نے (خدائے) رحمٰن کے لئے بیٹا ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ (خدائے) رحمٰن کے لائق نہیں ہے

يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي

کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ (کیونکہ) جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ (خدائے) رحمٰن کے حضور میں

الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ

ایک (عاجز) بندہ بن کر پیش ہونیوالا ہے یقیناً اس نے ان سب کا احصار کر لیا ہے اور ان کو گن لیا ہے جیسا کہ گننے کا حق ہے

آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اور وہ سب قیامت کے دن اسکے حضور میں تنہا حاضر ہونیوالے ہیں۔ بیشک جو لوگ ایمان لاچکے اور انہوں نے نیک عمل کئے

ع ۱۷ ۵ ۸

وقف لازم وقف لازم

۱ بِعِبَادَتِهِمْ:-
تفسیر صافی ص۳۱۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں عبادت سے رکوع اور سجود مراد نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطاعت مقصود ہے پس جس شخص نے خدا کی نافرمانی کرکے کسی بندہ کی اطاعت کی تو اس نے اس بندہ کو یقیناً اپنا معبود بنا لیا۔

۲ ضِدًّا:-
تفسیر صافی ص۳۱۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ قیامت کے دن یہی لوگ جنہیں بعض آدمیوں نے دنیا میں گویا اپنا معبود بنا رکھا تھا ان کے برخلاف ہو جائیں گے اور ان سے تبرا (اظہار بیزاری) کرنے لگیں گے۔

۳ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا:-
تفسیر صافی ص۳۱۷ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے ولایت جناب امیر علیہ السلام اور ان ائمہ کی ولایت سے جو اُن کے بعد میں قربت خدا حاصل کر لی اس نے خدا سے عہد لے لیا یعنی عہد عند اللہ کے یہی معنی ہیں۔
اور تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ عام طور پر نہ لوگوں کی شفاعت کی جائے گی۔ اور نہ وہ کسی کی شفاعت کر سکیں گے ہاں وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے جس کی شان میں فرمایا ہے۔ اتخذ عند الرحمٰن عهدًا ٥ جس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت جناب امیر المؤمنین ع اور ائمہ علیہم السلام کے سبب اس کو اذنِ شفاعت مل جائے گا اور عہد عند اللہ یہی ہے۔

لمترجم:- شفاعت کی دو قسمیں ہیں:-
(۱) شفاعت بالاذن (۲) شفاعت بالملکیت۔
شفاعت کرنیوالے بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اجازت لے کر شفاعت کریں گے اور دوسرے وہ جو بالعہد شفاعت کے مالک ہیں اجازت لینے والوں کے متعلق ارشاد ہے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنه (پ۳ بقرہ ع۲) یعنی خدا کے اذن کے بغیر کون شفاعت کر سکتا ہے۔ یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمٰن ورضی له قولا (پ۱۶ طٰہٰ ع۶) یعنی اس دن کوئی سفارش فائدہ نہ دیگی سوائے اس شخص کی سفارش کے جس کو خدائے رحمٰن نے اجازت دیدی ہو اور جسکی بات پسند فرمائی ہو۔ ولا تنفع الشفاعة عندہ الا لمن اذن له (پ۲۲ سبا ع۳) ترجمہ:- اس کے حضور میں کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جس کے لئے وہ اجازت دیدے۔ اور مالکانِ شفاعت کے حق میں فرماتا ہے لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمٰن عهدًا ٥ (پ۱۶ مریم ع۷) ترجمہ متن میں دیکھیں۔
شفاعة۔ شَفَعَ۔ یشفع کا مصدر ہے شفع کے یہ معنی ہیں کہ دو شخص جو ایک ملکیت میں شرکت رکھتے ہیں اگر ان میں سے ایک شخص اپنے حصہ کو کسی دوسرے کے حق میں فروخت کردے تو پہلا شریک ملک اسکو حق شفع میں لے سکتا ہے پس بلا ملکیت و شراکت حق شفع ثابت نہیں ہو سکتا اور شفیع بغیر مالک ہوئے شفیع نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین بانفسهم (پ۲۱ الاحزاب ع۱) یعنی نبی مومنوں کی جانوں کا خود ان سے زیادہ اختیار رکھنے والا ہے۔ حتیٰ کہ نماز جو ستونِ توحید ہے اس میں بھی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اطہر پر درود نہ پڑھا جائے۔ نماز ہی نہیں ہوتی نیز خدا لوگوں کے گناہ بھی معاف نہیں کرتا جبتک کہ رسول نہ کہے۔ کما قولہ تعالیٰ (باقی بر صفحہ ۴۰۴)

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

(خدائے) رحمٰن ان کیلئے عنقریب ایک محبت قرار دیگا۔ پس ماسوا اس کے نہیں کہ ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں

بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

آسان کیا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سناؤ اور جھگڑالو قوم کو اسکے ذریعہ سے ڈراؤ اور ہم نے ان سے پہلے

مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

کتنے ہی زمانہ والوں کو ہلاک کر دیا کیا تو ان میں سے کسی ایک کی بھی آہٹ پاتا ہے یا ان کی کوئی پوشیدہ آواز بھی سنتا ہے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۱۳۵ — رُكُوْعَاتُهَا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ

طٰہٰ[۱] ہم نے تم پر (یہ) قرآن اسلئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ[۲] بلکہ یہ نصیحت ہے اس شخص کے لئے

يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾

جو (اللہ سے) ڈرتا ہے (یہ) اس کی طرف سے اترا ہے جس نے زمین اور اونچے آسمانوں کو پیدا کیا۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا

(خدائے) رحمٰن عرش پر مستولی ہے[۳] اس کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ

میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ نمناک مٹی کے نیچے ہے[۴] اور اگر تم پکار کر بات

بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ

کہو تو یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) پوشیدہ راز کو بھی جانتا ہے اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی بات کو بھی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا

معبود نہیں اسی کیلئے سب اچھے اچھے نام ہیں اور کیا تم تک موسیٰؑ کا واقعہ پہنچا ہے۔ جب کہ اس نے آگ

فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّىْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

دیکھی تو اپنے اہل سے کہا کہ ٹھیر جاؤ یقیناً میں نے ایک آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں اس میں سے تمہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (پ۵ النساء ع۹) ترجمہ: اور جب لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر وہ تیرے پاس آتے اور خدا سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی خدا سے ان کی مغفرت چاہتا تو وہ ضرور خدا کو قبول کرنیوالا اور مہربان پاتے لہٰذا معلوم ہوا کہ بغیر عفو و استغفار رسول مغفرت ممکن نہیں پس جب رسول متصرف اور مالک ہے تو وہی مالک شفاعت بھی ہے۔ حق شفع میں رسول کا دوسرا حصہ دار شیطان ہے انسانی تخلیق میں اس کا حصہ نار ہے جس کی بابت وہ کہتا ہے لاتخذن من عبادك نصيبا مفروضا (پ۵ النساء ع۱۸) یعنی میں تیرے بندوں میں سے اپنا مقررہ حصہ ضرور لے لوں گا اور قول باری تعالیٰ ہے وشاركهم فى الاموال والاولاد (پ۱۵ بنی اسرائیل ع۷) اور تو ان کے مالوں اور اولاد میں شریک ہو جا۔ چونکہ انسان چار عناصر سے بنا ہے اور شیطان کا صرف ایک حصہ نار ہی ہے باقی تین حصے رہتے ہیں اور حق شفع اس کا فائق ہوتا ہے جس کا حصہ زیادہ ہو پس اگر وہ شخص تعلیمات نبوی سے بہرہ ور ہے تو شیطان اسے اپنے ایک حصہ میں نہ لے سکے گا۔ رسول پلصراط کے پاس کھڑا ہوگا اور فرمائے گا هٰذا لى وهٰذا لك یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے پس جو تحت ولایت پیغمبر ہوگا اسے حق شفع میں لے لیگا لیکن جو شخص تعلیم نبوت سے خارج ہے اور آثار نبوت اس میں موجود نہیں اس کو شیطان جہنم میں کھینچ لے گا کیونکہ اذا انقسمت الحدود فلا شفعة جب حدیں جدا جدا ہوگئیں اور یہ بالکل ان کی حدوں سے نکل گیا پھر حق شفع نہیں یہی معنے شفاعت کے ہیں چونکہ آئمہ علیہم السلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک فی النور ہیں اور سوائے خصائص نبوت کے باقی سب امور میں شریک ہیں اور ان کو درود میں شامل کئے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی لہٰذا یہ بھی شفاعت بالملکیت کا حق رکھتے ہیں۔

(اقتباس مواعظ حسنہ ص۲۶)

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[۱] طٰہٰ: تفسیر صافی ص۳۱۸ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طٰہٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے معنے ہیں اے طالب حق اور رہے ہادی راہ برحق۔

[۲] لِتَشْقٰى: تفسیر صافی ص۳۱۸ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اپنے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ پاؤں سوج جاتے اور اللہ تعالیٰ نے بنی طے کی لغت میں خطاب کر کے فرمایا: طٰہٰ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ما انزلنا عليك القرآن لتشقى *

[۳] اِسْتَوٰى: استویٰ کی مکمل بحث سابقاً صفحہ ۲۱۲ پر زیر حاشیہ لکھی جا چکی ہے۔ تفسیر صافی ص۳۱۸ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام

* منقول ہے (باقی حاشیہ بر صفحہ ۴۵۱)

بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾

آگ کی ایک چنگاری لادوں گا یا اس آگ کے پاس مجھے راستہ مل جائیگا پس جب وہ اس (آگ) کے پاس آیا تو اسے آواز

اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾

دی گئی کہ اے موسیٰ یقیناً میں تمہارا پروردگار ہوں پس تو اپنے دل سے اپنے اہل وعیال کی محبت نکال دے[1] بیشک تم اس وقت وادی

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ

مقدس طویٰ میں ہو اور میں نے تمہیں چن لیا ہے پس جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسے سنو یقیناً میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں میرے سوا کوئی

اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے میں چاہتا ہوں

اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا

کہ اسے چھپائے رکھوں تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کے مطابق جزا دی جائے پس تمہیں اس سے وہ شخص نہ روکے جو اس پر

مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ

ایمان نہیں لاتا ہے اور جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے پھر تم ہلاک ہو جاؤ اور اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں یہ کیا

يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

ہے [2] اس نے کہا یہ میرا عصا ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بھیڑ بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور

وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ

میرے لئے اس میں اور بھی فائدے ہیں (خدا نے) کہا اے موسیٰ اسے ڈال دو پس اس نے اسے ڈال دیا تو وہ اسوقت

حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۫ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾

ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اس نے کہا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو اس کی پہلی سیرت پر لوٹا دیں گے [3]

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً

اور اپنا ہاتھ اپنے پہلو کے ساتھ ملا دے وہ بغیر کسی بیماری کے سفید چمکیلا نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی

اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ

ہو گی۔ تاکہ ہم تمہیں بڑی نشانیوں میں سے کچھ دکھائیں (اب) تم فرعون کی طرف جاؤ یقیناً وہ سرکش

طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَ

ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کر اس کا مطلب یہ ہے کہ سلطنتِ قدرتِ الٰہی ہر چیز پر غالب ہے۔

[4] تحت الثریٰ:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۱۸ پر بحوالہ الخصال منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر یہ ارشاد فرمایا کہ ہر چیز مٹی پر ہے اور مٹی قدرتِ خدا کے ساتھ قائم ہے اور قدرتِ خدا ہر چیز کی حامل ہے۔

[5] السِّرّ:۔

چھپی ہوئی بات۔ بھید۔ راز۔ دل میں جو بات چھپی ہو اسے اَسرار جمع ہے۔ واضح رہے بطور کنایہ اور مجاز کے لفظ سِر کا استعمال جماع، نکاح، نکاح کرنے کا اظہار کرنے، نیز زنا کے لئے بھی ہوتا ہے چنانچہ آیۂ شریفہ (لا تواعدوھن سِرًّا) اس سے نکاح کا وعدہ نہ کرو چھپ کر) میں سِر کو ابن السیدہ نے نکاح کا کنایہ بتایا ہے اور مجاہد و فراء نے زمانہ عدت میں نکاح کی بات چیت کرنے کے معنی لئے ہیں اور ابوالہثیم حسن بصری، ابومجلز نے زنا سے تفسیر کی ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۲)

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[1] نَعْلَيْكَ:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۱۸ پر بحوالہ الاکمال صاحب العصر علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ سائل نے ان سے یہ سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ خدا تعالیٰ نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى اس کی حقیقت کیا ہے؟ فریقین کے علماء کا خیال یہ ہے کہ ان کا جوتا مردار کی کھال کا تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس بات کا قائل ہوا اس نے حضرت موسیٰؑ پر افترا کیا اور ان کے رتبۂ نبوت کو نہ پہچانا اسلئے کہ یہ معاملہ دو حال سے خالی نہیں یا تو موسیٰؑ کی نماز جائز تھی یا ناجائز اگر ان کی نماز ان کو پہنے ہوئے جائز تھی تو اس مقام پر بھی ان کا پہننا جائز تھا اس لئے کہ اگر وہ مقام مقدس نہ تھا تب تو جائز ہی تھا لیکن اگر مقدس اور مطہر تھا تب بھی نماز سے تو زیادہ مقدس و مطہر نہیں ہو سکتا اور اگر انکی نماز ان جوتوں کو پہن کر جائز نہ تھی تو یہ لازم آئے گا کہ موسیٰؑ کو حلال اور حرام کی تمیز نہ تھی۔

اور وہ اس امر سے لاعلم تھے کہ کیا چیز پہن کر نماز جائز ہے اور کیا چیز پہن کر نا جائز ہے اور موسیٰؑ کی نسبت ایسی لاعلمی کا خیال کرنا کفر ہے۔ اس پر راوی نے کہا کہ اے مولا! آپ مجھے اس آیت کا مطلب بتا دیں آپؑ نے فرمایا کہ موسیٰؑ نے باوجود اس بات کے کہ آپ کو اپنی بیوی بچے کی بڑی محبت تھی، اس وادیٔ مقدس میں اپنی مناجات میں کہا تھا کہ میں نے اپنی محبت تیرے لئے خالص کر دی ہے اور تیرے ماسوا سے اپنے دل کو صاف کر لیا ہے تو اسوقت ارشاد ہوا فاخلع نعلیك (یہ محاورہ عرب ہے اور اسکے معنی یہ ہیں کہ زن و فرزند کی محبت کو اپنے دل سے نکال دے تاکہ تیری محبت میرے لئے خالص ہو جائے اور تیرا دل اور کی طرف مائل نہ رہے۔ المترجم:۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ فرعون کے ملک سے مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور لڑکیوں نے حضرت شعیب کو حضرت موسیٰؑ کا ان کی بکریوں کو پانی پلانے کا قصہ سنایا تو انہوں نے ان سے معاہدہ کی اور شرط یہ کی کہ اگر حضرت موسیٰؑ آٹھ سال یا دس سال حضرت شعیبؑ کی خدمت کریں گے تو وہ اپنی ایک لڑکی ان کے نکاح میں دے دیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ (باقی حاشیہ بر صفحہ)

ع ۱ — ۱۰

اُحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ
میری زبان کی گرہ (گانٹھ) کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے لئے میرے اہل میں
وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَ
سے ایک وزیر بنا دے ۔ میرا بھائی ہارون اس کے ذریعہ سے میری کمر مضبوط کردے اور
اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾
اسے میرے کام میں میرا شریک کردے تاکہ ہم تیری بہت زیادہ تسبیح کریں اور تیری یاد بہت کثرت سے کریں ۔
اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾
یقیناً تو ہمیں خوب دیکھنے والا ہے ۔ اس نے کہا اے موسیٰ یقیناً جو تو نے مانگا تمہیں دے دیا گیا ہے ۔
وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا
اور یقیناً ہم نے ایک اور دفعہ بھی تم پر احسان کیا ہوا ہے جبکہ ہم نے تمہاری ماں کی طرف وہ چیز وحی کی جو
يُوْحٰٓى ﴿٣٨﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ
وحی کی جاتی ہے کہ تو اسے ایک تابوت (صندوق) میں ڈال دے پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دے سلہ تو دریا
الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ
اسے کنارے پر لا ڈالے گا (تاکہ) اسے (وہاں سے) میرا دشمن اور اس کا دشمن لے لے اور میں نے تم پر اپنی طرف سے
مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿٣٩﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ
محبت ڈال دی اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش کئے جاؤ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تمہاری بہن چلی آرہی تھی پس وہ
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ
کہنے لگی کیا میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جو اس کی کفالت کرے پھر ہم نے تمہیں تمہاری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھ
عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۥ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ
ٹھنڈی رہے اور وہ غمگین نہ ہو اور تو نے ایک جان کو قتل کر دیا پھر ہم نے تمہیں غم سے نجات دیدی اور ہم
فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۥ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۥ ثُمَّ جِئْتَ
نے تمہیں طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا پھر تم نے کئی سال اہل مدین کے بیچ گذارے پھر اے موسیٰ تم ایک
عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ
اندازے پر آگئے ۔ اور میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے چن لیا ۔ تم اور تمہارا بھائی

وقف منزل

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

خدمت کرتے رہے اور مدت مقررہ گذارنے کے بعد ان کی ایک لڑکی کو نکاح کرکے ہمراہ لے آئے غور کریں کہ جس بیوی کو حاصل کرنے کے لئے آٹھ دس سال خدمت کرنی پڑے وہ کسقدر عزیز ہوگی اس لئے امام علیہ السلام کی تفسیر قابل چون وچرا نہیں ہوسکتی نیز ملک پنجاب میں بھی ایک مثل مشہور ہے کہ بیوی شوہر کے پاؤں کا جوتا ہوتی ہے ناپ آئے یا نہ آئے ایک جوتا پہنا ایک اتار دیا۔

ے مَا تِلْكَ :-

اعتراض ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو پتہ نہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں کیا ہے پھر خدا نے کیوں پوچھا ماتلك بيمينك ياموسىٰ کہ اے موسیٰ! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ **الجواب :-** اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے اسے ضرور علم تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں عصا ہی ہے لیکن چونکہ یہ عصا ابھی تھوڑی دیر میں ایک بڑا سانپ بن جانے والا تھا اس لئے حضرت موسیٰ کی زبان سے اسکی تصدیق کرالی تاکہ سانپ بن جانے کے بعد حضرت موسیٰؑ یہ نہ سمجھ لیں کہ شاید میرے ہاتھ میں سانپ ہی تھا عصا نہ تھا۔ نیز حضرت موسیٰؑ سے اس عصاء کی سب صفتیں کہلوالیں تاکہ تسلی کرلیں کہ واقعی عصا ہے۔

سے سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى :-

جادوگر رسیوں اور لکڑیوں کو سانپ کی شکل بناکر ان کے اندر پارہ بھر لائے تھے۔ جب سورج کی گرمی سے پارہ اڑنے لگا تو چونکہ بند تھا اس لئے اس کے زور سے وہ رسیاں اور لکڑیاں اڑنے اور اچھلنے کودنے لگیں چونکہ شکل سانپ کی تھی اس لئے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ سانپ ہی ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کے عصاء میں کوئی پارہ یا فریبکاری نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے "سیرت" فرمائی نہ کہ صورت کیونکہ جادوگروں نے صرف صورت بدل دی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے عصاء کی سیرت بدل دی تھی یہ وجہ تھی سیرتها الاولیٰ کہنے کی کہ اے موسےٰ اسے پکڑلو اب تو سانپ دکھائی دیتا ہے جب اٹھالو گے تو ہم اس کی سیرت بدل کر پھر عصاء بنادیں گے معلوم ہوا کہ جادوگر صرف صورت بدل سکتے تھے سیرت کا بدلنا خدا کا کام ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

سلہ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ :-

اس سے مقام نبوت کا پتہ چلتا ہے کیونکہ اگر صندوق میں ہوا کی آمدورفت کے لئے سوراخ رکھے جائیں تو دریا کا پانی داخل ہونے اور حضرت موسیٰؑ کے دم گھٹ کر مرجانیکا قوی اندیشہ تھا۔ اور اگر سوراخ نہ رکھے جائیں تو ہوا کی آمدورفت نہ ہونے کی وجہ سے بھی دم گھٹ کر مرجانیکا امکان تھا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نبی ان مادی اسباب کا محتاج نہیں ہوتا۔ جسطرح حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں سمندر کی گہرائیوں میں بغیر خوراک اور بغیر ہوا کے زندہ رکھا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بھی ایک بند صندوق میں زندہ رکھا جو عام انسانوں کے لئے بظاہر غیر ممکن ہے لیکن یہ مادی اسباب انبیاء علیہم السلام پر اثر انداز نہیں ہوسکتے جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر کفار کی آگ اثر نہ کرسکی۔ اسی طرح جب حضرت موسیٰؑ کو اس کی ماں نے فرعون کے خوف سے جلتے تنور میں ڈال دیا۔ تو ان پر بھی آگ اثر نہ کرسکی۔ اسی طرح ایک بند صندوق بھی☆

☆ اثر انداز نہ ہو سکا ۔ وذالک فضل اللہ یعطیہ من یشاء۔

وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِیْ وَلَا تَنِيَا فِیْ ذِكْرِیْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ

میرے (دیئے ہوئے) معجزوں کے ساتھ جاؤ اور تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ یقیناً

اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾

وہ سرکش ہو گیا ہے پس تم دونوں اس سے نرم نرم بات کہنا [1] تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے ان

قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ

دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار یقیناً ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کر بیٹھے یا حد سے بڑھ جائے خدا نے کہا

لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا

تم دونوں مت ڈرو یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہونگا سنونگا اور دیکھونگا بھی پس تم دونوں اس (فرعون) کے پاس جاؤ پھر

رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ

کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے اور انہیں عذاب نہ دے یقیناً ہم دونوں تیرے

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾

پاس تیرے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ لیکر آئے ہیں اور سلامتی اسکی ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی - یقیناً ہماری طرف

اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَيْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾

یہ وحی کی گئی ہے کہ تحقیق عذاب اس پر ہوگا جو جھٹلائے گا اور روگردانی کرے گا -

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ

وہ (فرعون) بولا پھر اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے [2] اس نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی مناسب

خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا

خلقت عطا کی پھر اس کی رہنمائی کی [3] وہ بولا پھر پہلے زمانہ والوں کا کیا حال ہوگا - (موسیٰ نے) کہا اس کا علم میرے پروردگار

عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ

کے پاس ایک کتاب میں ہے - میرا پروردگار نہ تو بھٹکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے - (وہ وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

کو گہوارہ بنایا اور اسی نے تمہارے (چلنے کے) لئے اس میں کئی راستے چلا دیئے اور آسمان سے پانی اتارا پھر

مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا

ہم نے اس کے ذریعہ سے طرح طرح کی نباتات کے جوڑے اگائے - تم (بھی) کھاؤ اور اپنے

[1] قَوْلًا لَّيِّنًا :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٢ پر ہے کہ ان نرم نرم باتوں کی تفصیل بھی اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرما دی کہ یوں کہنا هل لك الى ان تزكى ۝ واهديك الى ربك فتخشى ۝ (پ ٣٠ النازعات ع ١) کیا تو چاہتا ہے کہ تو نجاستِ کفر سے پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے رب کا راستہ بتا دوں کہ تو ڈرنے لگے دعوت کی یہ صورت بطور مشورہ اور درخواست کے ہے۔

اور بچاؤ اس میں اس سے ہے کہ جس کو دعوت دی جاتی ہے کہیں اس کی حماقت اسے اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ وہ دونوں پر حملہ کر دے - کافی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ ؑ کو فرعون کی طرف بھیجا تو ان سے یہ ضرور فرمایا: فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى ۝ حالانکہ خدا جانتا تھا کہ فرعون نصیحت حاصل نہ کریگا اور نہ ڈرے گا لیکن ان الفاظ کے کہنے کی غرض یہ تھی کہ موسیٰ ؑ کو جانے پر زیادہ آمادگی ہو جائے اور ان کو اس کے ایمان لانے سے مایوسی نہ ہونے پائے۔

[2] فَمَنْ رَّبُّكُمَا :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٢ پر ہے کہ خطاب میں اگرچہ تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی خطاب تو دونوں سے ہے لیکن آواز خصوصیت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی ہے اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اصل تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام ان کے وزیر اور تابع تھے یا اس کی خباثت نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جواب لے کیونکہ وہ حضرت ہارون ؑ کی فصاحت سے واقف تھا۔

[3] ثُمَّ هَدٰى :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٢ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مخلوق خدا میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ خدا تعالیٰ اسے ایسی شکل نہ عطا فرمائے کہ مذکر اور مونث پہچانا جائے اس پر پوچھا گیا کہ ثم هدیٰ کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک کو نکاح اور زنا کی صورت سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب اپنے اختصار کی وجہ سے نہایت ہی بلیغ ہے کہ تمام موجودات کو خواہ کسی مرتبہ کی ہوں بالحاظہ کئے ہوئے ہے اور اس امر پہ دلالت کرنیوالا ہے کہ وہ غنی قادر بذات عام طور پر انعام کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اور جو کچھ بھی اس کے سوا ہے وہ اپنی ذات اپنی صفات اور اپنے افعال میں اس کے محتاج اور اس کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہیں۔
اس جواب کا کمال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون مبہوت ہو گیا اور اس کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ کلام کا رُخ بدل دے۔

اَنۡعَامَكُمۡ‌ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿٥٤﴾ مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ

چرپایوں کو بھی چراؤ یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ ہم نے اسی میں سے تمہیں پیدا کیا اور

وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ﴿٥٥﴾ وَلَقَدۡ اَرَيۡنٰهُ

اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی میں سے ہم تمہیں دوسری بار نکالیں گے اور یقیناً ہم نے اس (فرعون)

اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا

کو اپنی سب نشانیاں دکھا دیں پھر (بھی) اس نے تکذیب کی اور انکار کیا وہ کہنے لگا اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے

بِسِحۡرِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاۡتِيَنَّكَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِهٖ فَاجۡعَلۡ بَيۡنَنَا

کہ تو ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہماری زمین (ملک مصر) سے نکالدے پس ضرور ہم اسیطرح کا جادو تیرے پاس لائینگے سو تو ہمارے درمیان

وَبَيۡنَكَ مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُهٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾

اور اپنے درمیان ایک ہموار جگہ میں (مقابلہ کیلئے) وعدہ کا وقت مقرر کر جس کے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو۔

قَالَ مَوۡعِدُكُمۡ يَوۡمُ الزِّيۡنَةِ وَاَنۡ يُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾

(موسیٰ نے) کہا تمہارے لئے وعدہ کا وقت عید کا دن ہے اور یہ کہ سب لوگ دن چڑھے اکٹھے کر لئے جائیں۔ پس

فَتَوَلّٰى فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰى وَيۡلَكُمۡ

فرعون (اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اس نے اپنے مکر (کا سامان) جمع کیا پھر (مقابلہ کو) آگیا ان (فرعون والوں) کو موسیٰ نے کہا خرابی

لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسۡحِتَكُمۡ بِعَذَابٍ‌ ۚ وَقَدۡ خَابَ

ہو تمہاری تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان نہ باندھو ورنہ وہ تمہیں کسی عذاب سے فنا کر دیگا اور جس نے بہتان باندھا

مَنِ افۡتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰى ﴿٦٢﴾

وہ یقیناً نامراد رہا۔ پھر وہ اپنے معاملہ میں آپس میں جھگڑنے لگے اور انہوں نے (اپنے) مشورہ کو پوشیدہ رکھا۔

قَالُوۡۤا اِنۡ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيۡدٰنِ اَنۡ يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ

وہ (فرعون والے) کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین (مصر کے ملک) سے اپنے جادو (کے

بِسِحۡرِهِمَا وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ الۡمُثۡلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجۡمِعُوۡا كَيۡدَكُمۡ

زور) سے نکال دیں اور تمہارے سب سے عمدہ مذہب کو مٹا دیں۔ پس تم اپنے مکر (کا سامان) سب اکٹھا کر لو

ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا‌ ۚ وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡيَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوۡا

پھر صف باندھ کر (مقابلہ کو) آجاؤ اور آج کے دن جسنے برتری چاہی وہ یقیناً کامیاب ہوگیا۔ انہوں (فرعونی جادوگروں) نے

يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى (٦٥)

کہا اے موسیٰ کیا تو ڈالے گا یا جو پہلے ڈالے گا وہ ہم ہی ہوں ۔

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ

(موسیٰ نے) کہا بلکہ تم ہی ڈالو پس یکایک ان کی رسیاں اور انکی لکڑیاں (جو انہوں نے ڈالی تھیں) ان کے جادو (کے زور)

سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (٦٦) فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى (٦٧)

سے اس کے خیال میں ایسے آئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں ١ پس موسیٰ نے اپنے جی میں کچھ خوف پایا ۔ ٢

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (٦٨) وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ

ہم نے کہا مت ڈر یقیناً تم ہی برتر رہو گے ۔ اور جو (عصا) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو

تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ

جو کچھ انہوں نے بنایا ہے یہ اسے ہڑپ کر جائے گا ماسوا اسکے نہیں کہ انہوں نے جادوگر کا ایک مکر بنایا ہے اور جادوگر

حَيْثُ اَتٰى (٦٩) فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ

جس جگہ سے بھی آئے کامیاب نہ ہوگا پھر وہ سب جادوگر ٣ سجدہ میں ڈال دیئے گئے کہنے لگے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر

وَمُوْسٰى (٧٠) قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ

ایمان لے آئے (فرعون) بولا کہ پیشتر اسکے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے یقیناً وہ تمہارا بڑا ہے جس

الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

نے تمہیں جادو سکھایا پس میں ضرور تمہارے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دوں گا اور

خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ

ضرور تمہیں کھجور کے تنوں میں صلیب دوں گا اور تم کو ضرور علم ہو جائے گا کہ ہم (میں اور خدائے

اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى (٧١) قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَاۗءَنَا مِنَ

موسیٰ) میں سے کون عذاب دینے میں زیادہ سخت اور زیادہ دیرپا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جو معجزات ہمارے پاس آئے

الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ

ہیں اور جس (اللہ تعالیٰ) نے ہمیں پیدا کیا ہے انکے مقابلہ میں ہم تجھے ترجیح نہیں دینگے پس جو کچھ حکم تو دینے والا ہے وہ دیدے ماسوا

هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (٧٢) ۭ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَ

اسکے نہیں کہ تو اس دنیا کی زندگانی کے بارے میں ہی حکم لگا سکتا ہے یقیناً ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں اور

١ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ:-

تفسیر صافی ص۳۲۱ پر ہے کہ جادوگر اپنی رسیاں اور لکڑیوں میں پارہ بھر کر لائے تھے جب سورج کی گرمی ان پر اثر انداز ہوئی تو پارہ مضطرب ہوا جس سے وہ رسیاں اور لکڑیاں جن میں پارہ بند تھا اچھلنے کودنے لگیں۔ لوگوں کو ایسا معلوم ہوا کہ سچ مچ کے سانپ ہیں اس کی تفصیل سابقاً ص۳۴۳ پر زیر حاشیہ ١ دی جا چکی ہے۔

٢ خِيْفَةً مُّوْسٰى:-

تفسیر صافی ص۳۲۱ پر بحوالہ نہج البلاغہ منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جان کے لئے نہیں ڈرے تھے بلکہ خوف ان کو یہ تھا کہ کہیں جاہل غالب نہ آجائیں اور گمراہی نہ پھیل جائے۔

احتجاج طبرسی میں بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تھا اور دل ہی دل میں ڈرے تھے اور یہ دعا کی تھی کہ اللّٰھم انی اسئلك بحق محمد وال محمد لما امنتنی۔

ترجمہ: یا اللہ! میں محمد وآل محمد کے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھ کو محفوظ رکھ۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لاتخف انك انت الاعلیٰ۔

لمترجم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف آیاتِ الٰہی کی وجہ سے تھا نہ کہ فرعونیوں سے اور یہ ہر نبی بلکہ ہر مومن کا خاصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات سے ڈرتا ہے۔

٣ فَاُلْقِيَ:-

تفسیر صافی ص۳۲۱ پر ہے کہ "جادوگر سجدہ میں ڈال دیئے گئے" کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا اور وہ ان کی رسیوں اور لکڑیوں کو ہڑپ کر گیا تو جادوگر یہ سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا کام جادو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نشانی اور معجزہ ہے اور ان کے اسی سمجھنے نے ان کو خدا کے حضور میں منہ کے بل سجدہ میں ڈال دیا تاکہ جو کچھ وہ کر چکے تھے اس کی معافی ہو جائے اور جو کچھ دیکھ چکے تھے اسکی عظمت کا اظہار ہو۔

مَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ

جس جادو کے کرنے پر سلہ تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اس کو بخش دے اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے یقیناً

يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۗ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾

جو شخص مجرم ہو کر اپنے پروردگار کے حضور میں آئے گا تو بیشک اسی کیلئے جہنم ہے وہ اس میں نہ تو مریگا اور نہ زندہ ہی رہے گا

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

اور جو شخص اس کے حضور میں مومن ہو کر آئے گا کہ اس نے نیک عمل بھی یقیناً کئے ہوں گے پس ان لوگوں کے لئے ہی

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بلند درجے ہیں (اور) ہمیشہ کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ

ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور یہ بدلہ اس کا ہے جو پاکیزہ رہا اور یقیناً ہم نے موسیٰ کی

اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي

طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ

الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

بنا لو نہ تو تمہیں پکڑے جانے کا خوف رہیگا اور نہ تو ڈرے گا۔ پس فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ

تعاقب کیا تو دریا میں ان کو ڈھانپ لیا جس چیز نے کہ ڈھانپ لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو سلہ

قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ

بھٹکا دیا اور (سیدھا) راستہ نہ دکھایا اے بنی اسرائیل یقیناً ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم

وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

سے ہم نے (کوہ) طور کی داہنی طرف کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من اور سلوے

وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ

نازل کیا (اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ روزی ہم نے تمہیں دی ہے اس میں سے کھاؤ اور اس میں حد سے نہ

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ

گذرو ورنہ میرا غضب تم پر نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوگا تو یقیناً وہ (ہلاکت میں)

سلہ مَآ اَكْرَهْتَنَا :-

تفسیر صافی صلا ۳۲ پر بحوالہ الجوامع ایک روایت منقول ہے کہ ان جادوگروں نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے سے پہلے) فرعون سے یہ کہا تھا کہ ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتے ہوئے دکھا دیں چنانچہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو (سوتے میں) اس حالت میں پایا کہ ان کا عصا ان کی حفاظت کر رہا تھا۔ اسی وقت جادوگروں نے کہا کہ یہ جادو نہیں ہے۔ اس لئے کہ جادوگر جب سو جاتا ہے تو اس کا جادو باطل ہو جاتا ہے۔ مگر فرعون کسی طرح نہ مانا اور اس نے انہیں مقابلہ کرنے پر مجبور کیا

ع ۲۲ / ۱۲

سلہ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ :-

تفسیر صافی صد ۳۲۱ پر ابن طاؤس سے عبداللہ ابن عباس کی روایت تفسیر کلبی سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حال فرعون اور اس کی قوم کا سنایا ہے اس میں یہ بھی تھا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا تھا انا ربکم الاعلیٰ (میں ہی تمہارا سب پر غالب پروردگار ہوں) اور جس وقت وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں سمندر کے کنارے پہنچا اور اس میں خشک راستے بنے ہوئے دیکھے تو اپنے لوگوں سے کہنے لگا کہ سمندر کو دیکھتے ہو یہ میرے ہی خوف سے تو سوکھ گیا ہے۔ انہوں نے راستے بنے ہوئے دیکھے تو اس کے قول کی تصدیق کی۔ اسی کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: واضل فرعون قومه وما هدٰی۔

هَوٰى ﴿٨١﴾ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

گرجلتے گا۔ اور میں اسکے لئے ضرور بڑا بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے پھر

ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يٰمُوسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ

ہدایت یافتہ بھی رہا له اور اے موسیٰ کیا چیز تمہیں اپنی قوم سے جلدی (آگے) لے آئی۔ اس نے کہا وُہ بھی

أُولَاءِ عَلٰى أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَإِنَّا

تو میرے پیچھے ہی ہیں اور اے میرے پروردگار میں اسلئے تیرے حضور میں جلدی آگیا ہوں کہ تو راضی رہے (خدا نے) کہا

قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ

کہ بیشک ہم نے تیری قوم کا تیرے بعد امتحان لیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر ہی دیا۔ پس موسیٰ اپنی

مُوسٰى إِلٰى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ

قوم کی طرف افسوس کرتا ہوا غضبناک ہو کر واپس آیا کہنے لگا اے میری قوم (کے لوگو!) کیا تمہارے پروردگار نے

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدتُّمْ أَن يَحِلَّ

تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا۔ کیا تم پر معاہدہ طویل ہو گیا یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے

عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ﴿٨٦﴾ قَالُوا مَا

پروردگار کا غضب نازل ہو جائے پس تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا۔ وُہ بولے کہ ہم نے

أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ

اپنے اختیار سے تمہارے وعدہ کے خلاف نہیں کیا لیکن ہم پر جو قوم (فرعون) کے زیوروں کے کئی بوجھ لادے گئے تھے

فَقَذَفْنَاهَا فَكَذٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا

پس انہیں ہمنے آگ میں ڈالدیا تھا پھر سامری نے بھی اسی طرح ڈال دیا ٢ه پس اس نے ان کیلئے ایک بچھڑا بنا نکالا جو

جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هٰذَا إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوسٰى ۥ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾

(صرف بے روح) جسم (سا) تھا جسمیں گائے کی سی آواز تھی تو (بعض) لوگوں نے کہا یہ تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے مگر (موسیٰ)

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا ۥ وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا

بھول گیا ہے پس کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ (بچھڑا) انکی طرف بات نہیں پلٹاتا تھا اور نہ تو انکے نقصان کا اختیار رکھتا تھا

وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ ع وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُونُ مِن قَبْلُ يٰقَوْمِ إِنَّمَا

اور نہ فائدہ کا۔ اور یقیناً ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہہ رکھا تھا کہ اے میری قوم ماسوا اس کے نہیں کہ

له ثُمَّ اهْتَدٰى :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٢١ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم دیکھتے نہیں کہ خدا تعالیٰ نے کیسی شرط لگا دی ہے کہ توبہ اور ایمان اور عمل صالح اس کو کچھ نفع نہ دے گا جب تک کہ ہدایت یافتہ نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کوشش کر کے عمل کرے تب بھی وُہ قبول نہ کیا جائے گا جب تک کہ وُہ راہ پایا ہوا نہ ہو۔ اس پر کسی نے عرض کیا کہ میں قربان ہو جاؤں کس کی طرف راہ پایا ہوا نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف — المجالس میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے ایک حدیث میں فرمایا کہ یا علیؑ! جو تمہاری راہ سے بھٹک گیا وُہ یقیناً گمراہ ہو گیا اور جس نے تم تک اور تمہاری ولایت تک راہ نہ پائی وہ ہرگز ہرگز خدا تک نہ پہنچے گا اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحًا ثم اهتدى۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یعنی الی ولایتك ؛

٢ه السَّامِرِيُّ ؛

یہ سامری کون تھا؟

علامہ محمود زمخشری تفسیر کشاف میں رقمطراز ہیں:

"سامری بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کی طرف منسوب ہے جس کو سامرہ کہا جاتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ سامرہ یہود میں ایک قوم ہے جو بعض مذہبی چیزوں میں یہود کی مخالف ہے اور بعض نے اس کو باجرما کار ہنے والا بتایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کرمان کا ایک دہقانی کافر تھا۔ اس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ یہ منافق تھا اور اسلام ظاہر کرتا تھا اس کی قوم گائے کی پجاری تھی"۔ (تفسیر کشاف ج ٢ صفحہ ٢٩ طبع بولاق مصر سنہ ١٣١٨ھ)

اور مولٰینا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:-

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سامری کون تھا۔ یہ اس کا نام تھا یا قومیت کا لقب۔ قیاس کہتا ہے کہ یہاں سامری سے مقصود سمیری قوم کا فرد ہے کیونکہ جس قوم کو ہم نے سمیری کے نام سے پکارنا شروع کر دیا ہے عربی میں قدیم سے اس کا نام سامری چلا آرہا ہے اور اب بھی عراق میں ان کا بقایا اسی نام سے پکارا جاتا ہے یہاں قرآن کا "السامری" کہہ کے اسے پکارنا صاف کہہ رہا ہے کہ یہ نام نہیں ہے اس کی قومیت کی طرف اشارہ ہے

ع ١٣ — ١٣

یعنی وُہ شخص اسرائیلی نہ تھا سامری تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً تین ہزار برس پہلے دجلہ اور فرات کے دوآبے میں دو مختلف قومیں آباد ہو رہی تھیں اور ایک عظیم الشان تمدن کی بنیادیں اٹھا رہی تھیں ان میں سے ایک قوم جو جنوب سے آئی تھی، عرب تھی۔ دُوسری جس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ شمال سے اُتری سمیری تھی۔ اس قوم کے نام سے تاریخ قدیم کا شہر سامرہ آباد ہوا تھا جس کا محل تل العبید میں دریافت ہوا ہے اور وہاں سے پانچ ہزار برس پیشتر کے بنے ہوئے زیور اور سنہری ظروف برآمد ہوئے ہیں۔

بہرحال سمیری قبائل کا اصلی وطن عراق تھا مگر یہ دُور دُور تک پھیل گئے تھے۔ مصر کے ان سے تعلقات کا سراغ ایک ہزار سال قبل مسیح تک روشنی میں آچکا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ اسی قوم کا ایک فرد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی معتقد ہو گیا اور جب بنی اسرائیل نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ نکل آیا۔ اسی کو قرآن نے "السامری" کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ گائے بیل اور بچھڑے

فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ وَاَطِيۡعُوۡۤا
اس (بچھڑے) کے ذریعے سے تمہاری آزمائش کیگئی ہے اور یقیناً تمہارا پروردگار (خدائے) رحمٰن ہی ہے پس تم میری پیروی کرو اور
اَمۡرِىۡ ٩٠ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا
میرے حکم کی اطاعت کرو انہوں نے کہا کہ ہم تو اسی کی عبادت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ
مُوۡسٰى ٩١ قَالَ يٰهٰرُوۡنُ مَا مَنَعَكَ اِذۡ رَاَيۡتَهُمۡ ضَلُّوۡۤا ٩٢ اَلَّا
آئے ۔ (موسیٰ نے) کہا اے ہارون جب تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تو کس چیز نے تمہیں روکا جو تم نے میری
تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيۡتَ اَمۡرِىۡ ٩٣ قَالَ يَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡيَتِىۡ
پیروی نہ کی پس کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی اس نے کہا اے میری ماں جائے تم نہ میری داڑھی پکڑو اور
وَلَا بِرَاۡسِىۡ ۚ اِنِّىۡ خَشِيۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَيۡنَ بَنِىۡۤ
نہ میرا سر ۔ یقیناً میں ڈر رہا کہ کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال
اِسۡرَآءِيۡلَ وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِىۡ ٩٤ قَالَ فَمَا خَطۡبُكَ يٰسَامِرِىُّ ٩٥
دیا اور تو نے میری بات پر نگاہ نہ رکھی (پھر موسیٰ نے) کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے ۔
قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ
وہ بولا میں نے وہ چیز دیکھ لی جو انہوں نے نہ دیکھی تھی پھر میں نے (خدا کے) بھیجے ہوئے (جبرئیل) کے پاؤں کے
اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِىۡ نَفۡسِىۡ ٩٦ قَالَ
نشان سے ایک مٹھی (مٹی) لے لی تھی پس میں نے وہ (اس بچھڑے میں) ڈال دی اور اسی طرح میرے نفس نے میرے لئے اسکام کو اچھا
فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِى الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ
کرکے دکھایا اس نے کہا پھر تو دور ہو جا پس یقیناً تمہارے لئے زندگانی میں (سزا) یہ ہے کہ تو کہتا رہے (مجھے) نہ چھوؤ[1] اور
لَكَ مَوۡعِدًا لَّنۡ تُخۡلَفَهٗ ۚ وَانْظُرۡ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِىۡ ظَلۡتَ
اور بیشک تیرے لئے ایک وعدہ ہے جس کے خلاف تو ہرگز نہ پائے گا اور تو اپنے معبود کی طرف دیکھ جس کا تو ہمیشہ مجاور
عَلَيۡهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّهٗ فِى الۡيَمِّ نَسۡفًا ٩٧
بنا رہا ۔ ہم اسے ضرور جلا دیں گے ۔ پھر اسے ذرہ ذرہ کرکے دریا میں (اس طرح) بکھیر دینگے جیسا کہ بکھیرنے کا حق ہے ۔
اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىۡءٍ
ماسوا اس کے نہیں کہ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز پر حاوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

"عراق کے جنوبی خطے میں ۱۸۶۹ء میں فرانسیسی محقق جولیس اوپرٹ کو چند ایسے کتبے ملے جن کا تعلق بابل اور اسوری دور سے پہلے کے ایک حکمران سے تھا ۔ اس بادشاہ کا دارالحکومت سومر (SUMER) تھا اور وہ خود کو سومر و اکاد کا شہنشاہ کہلاتا تھا ۔ اوپرٹ نے سومر کی نسبت سے اس قوم کا نام سمیری (SUMERIAN) رکھ دیا (اردو ڈائجسٹ لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۷۱ء ص ۱۵۰) عبرانی زبان میں سمیری کے معنے ہیں "جنوب کے لوگ" اس لئے مورخین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ جنوبی عربستان کے خانہ بدوش چرواہے تھے جو عراق میں آکر آباد ہو گئے جب کہ دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ یہ قوم ہندوستان سے ترک وطن کرکے آئی تھی ۔ (حوالہ مذکور ص ۱۵۲)

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[1] لَا مِسَاسَ :-

تفسیر صافی صد ۳۲۲ پر ہے کہ سامری اس خوف سے لوگوں کو چھونے سے منع کرتا تھا کہ اگر کوئی اسے چھو دیتا تو اسے بھی بخار آجاتا تھا اور چھونے والوں کو بھی ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب تک سامری زندہ رہا اس وقت تک اس کی ذات کے لئے اور بعد میں اس کی اولاد کے لئے یہ علامت قائم ہو گئی کہ وہ یہ کہا کریں : لامساس (چھونا نہیں) تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ یہ سامری ہیں اور کوئی ان سے دھوکا نہ کھائے ۔ وہ لوگ اس وقت تک مصر اور شام میں لَا مِسَاسَ کے نام سے مشہور ہیں اسی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا تو وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ ! اسے قتل نہ کرو اس لئے کہ یہ مرد سخی ہے ۔

عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ
ہے۔ اسی طرح ہم تمہیں کچھ وہ خبریں سناتے ہیں جو یقیناً پہلے گذر چکی ہیں اور ہم نے تمہیں
اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ ۖ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ
اپنے پاس سے ایک ذکر (قرآن) عطا کیا ہے جو کوئی اس سے منہ پھیرے گا تو یقیناً وہ قیامت کے دن
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
(گناہ کا) ایک بوجھ اٹھائے گا۔ وہ ہمیشہ اسی (حالت) میں رہنے والے ہوں گے اور ان کیلئے قیامت کے دن کیا ہی برا بوجھ
حِمْلًا ﴿١٠١﴾ ۙ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ
ہوگا جس دن صور میں پھونک ماری جائیگی اور تمام مجرم اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ محشور کئے جائیں
زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ ښ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ
گے؎۱ وہ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم (دنیا یا قبروں میں) نہیں ٹھہرے مگر دس (دن)۔ جو باتیں یہ
اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ
لوگ کریں گے ہم ان سے خوب واقف ہیں جبکہ ان میں جو زیادہ بہتر ہے وہ (یہی) کہے گا کہ تم نہیں ٹھہرے ہو گے
اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ ع وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ
مگر ایک ہی دن اور یہ لوگ تم سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں پس کہدو کہ میرا پروردگار انہیں ذرہ ذرہ
نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ ۙ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ ۙ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ
کرکے بکھیر دیگا پھر وہ اسے ہموار چٹیل میدان کر چھوڑے گا؎۲ تم اس میں نہ تو کوئی کجی دیکھو گے اور
لَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾ ۭ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ
نہ ہی کوئی بلندی۔ اس دن وہ ایک پکارنے والے کے پیچھے ہولیں گے اس کے لئے کوئی کجی نہ ہوگی اور
خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ
(خدائے) رحمٰن کے حضور میں آوازیں پست ہو جائیں گی پس تم نہیں سنو گے مگر صرف کھسر پھسر۔ اس دن
لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ
کوئی سفارش فائدہ نہ دیگی؎۳ سوائے اس (کی سفارش) کے جسے (خدائے) رحمٰن نے اجازت دیدی اور جس کی بات کو
قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ
اس نے پسند کرلیا جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ (اللہ تعالیٰ) سب جانتا ہے اور یہ (لوگ) اسکے

ع ۱۵ — ۵ — ۱۴

؎۱ زُرْقًا:۔
تفسیر صافی ص ۳۲۳ پر ہے کہ اس کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور عرب کے نزدیک آنکھوں کا سب سے بدترین رنگ نیلا ہے اور ایک مطلب یہ ہے کہ اندھے ہوں گے اور ایک مطلب یہ ہے کہ پیاس کی شدت سے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔

؎۲ قَاعًا صَفْصَفًا:
تفسیر صافی ص ۳۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ قاع سے مراد وہ پتھریلی زمین ہے جس میں مٹی نہ ہو، اور صفصف سے مراد وہ چٹیل زمین ہے جس پر گھاس پھونس نہ ہو۔

؎۳ الشَّفَاعَةُ:۔
یہ شفاعت بالاذن ہوگی۔ اس کی مکمل تشریح سابقاً صفحہ نمبر ۴۲ زیر حاشیہ ع۱ لکھی جا چکی ہے۔

بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ

علم کا احاطہ نہیں کر سکتے اور ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے (اللہ تعالیٰ) کے حضور میں سب چہرے جھکے ہوئے ہوں گے اور وہ یقیناً نامراد

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

رہے گا جس نے ظلم (کا بوجھ) اٹھایا ہوگا اور جس شخص نے نیک عمل کئے ہوں گے اور وہ مومن بھی ہوگا پس وہ

فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا

نہ تو ناانصافی کا خوف کرے اور نہ ہی حق تلفی کا۔ اور اسی طرح ہم نے عربی (زبان میں) قرآن نازل کیا

عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ

اور ہم نے اس میں ڈرانے کی باتیں پھیر پھیر کر بیان کیں تاکہ وہ پرہیزگار بنیں یا یہ ان کے لئے

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

نصیحت پیدا کردے پس بادشاہ برحق اللہ تعالیٰ برتر ہے اور تو قرآن (پڑھنے میں) جلدی نہ کیا کر پیشتر

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾

اس کے کہ تیری طرف اس کی وحی پوری کر دی جائے اور تو کہہ لے میرے پروردگار میرا علم زیادہ کردے ؎۲

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ

اور یقیناً ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا۔ پس اس نے خیال نہ رکھا اور ہم نے اسے

عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

عزم بالجزم نہ پایا اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ ہم نے سب فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کے لئے سجدہ کرو پس

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ

سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کر دیا پھر ہم نے کہا اے آدم یقیناً یہ (ابلیس) تمہارا اور تمہاری بیوی کا

لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ

دشمن ہے پس وہ تم دونوں کو کہیں جنت سے باہر نہ نکال دے پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ یقیناً تمہارے

لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا

لئے (اب) یہ ہے کہ نہ تو اس میں بھوکا رہتا ہے اور نہ ننگا ہوتا ہے اور یقیناً تجھے اس میں نہ پیاس لگتی ہے اور

وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ

نہ تو دھوپ کھاتا ہے پس شیطان نے اسکی طرف وسوسہ (ڈال) دیا کہنے لگا اے آدم کیا میں تمہیں

؎۱ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا :-

تفسیر صافی صہ ۳۲۳ پر بحوالہ التوحید جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مخلوق ازروئے علم خدا کا احاطہ نہیں کر سکتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کی بصیرت پر ایک ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ نہ کوئی فہم اسے کسی کیفیت کے ذریعہ سے پا سکتا ہے اور نہ کوئی عقل کسی خاص تعریف کے ذریعہ سے اس کا ادراک کر سکتی ہے۔ لہٰذا کوئی شخص اس کا بیان اس سے زیادہ نہیں کر سکتا جتنا کہ اس نے اپنی ذات کا بیان خود فرما دیا ہے نہ کوئی شے اس کے مانند ہے اور وہ سب سے زیادہ سننے والا۔ سب سے زیادہ دیکھنے والا، سب سے مقدم اور سب سے آخر تک رہنے والا ہے۔ سب پر غالب اور سب کے اندرون کا حال جاننے والا اور سب چیزوں کو صورت عطا کرنے والا ہے اُسی نے کل چیزوں کو پیدا کیا ہے پس کوئی شے اس کے مانند ہو ہی نہیں سکتی۔

؎۲ زِدْنِيْ عِلْمًا :-

ع ۱۱ / ۱۵

تفسیر صافی صہ ۳۲۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو دن مجھ پر ایسا گذرے کہ اس دن میرا علم زیادہ نہ ہو جس سے مجھے قربت خدا حاصل ہو تو خدا تعالیٰ اس دن کے سورج طلوع کرنے میں برکت نہ دے۔

الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک علم کی فضیلت اس کی عبادت کی فضیلت سے زیادہ محبوب ہے۔

أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ
ہمیشگی کے درخت اور ایسی حکومت کی خبر دوں جو کبھی پرانی نہ ہو پس ان دونوں نے اس میں سے کچھ کھا لیا
لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ
تو ان کی شرمگاہیں ان پر ظاہر ہوگئیں اور وہ دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے - اور
وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ
آدم نے اپنے پروردگار کا حکم ٹالا پس وہ (حصولِ مقصد میں) ناامید ہوگیا[1] - پھر اسکے پروردگار نے اسے منتخب کر لیا پھر اس پر
وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ
(رحمت سے) رجوع فرمایا اور اسے راہ پر لگا دیا (خدا نے) کہا تم دونوں اس میں سے ایک ساتھ اتر جاؤ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا
دشمن رہو گے پس جب میری ہدایت تمہارے پاس آئے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا پس وہ نہ گمراہ ہوگا
يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ
اور نہ ہی وہ بدبخت رہے گا اور جو کوئی میری نصیحت سے روگردانی کرے گا[2] تو یقیناً اس کی زندگی تنگی
مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ
میں بسر ہوگی اور وہ قیامت کے دن اندھا محشور کیا جائے گا[3] وہ کہے گا اے میرے پروردگار جب
لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ
میں (دنیا میں) دیکھنے والا تھا تو تم نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا - (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا اسی طرح ہماری
أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴿١٢٦﴾ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
آیتیں تیرے پاس آئیں تو تم نے انکا کچھ خیال نہ کیا اور اسی طرح آج تمہارا بھی کچھ خیال نہ کیا جائے گا اور اسی طرح ہم اسے
مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ
سزا دیا کرتے ہیں جس نے زیادتی کی ہو اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لایا ہو اور یقیناً آخرت کا عذاب سب سے زیادہ سخت
وَأَبْقَىٰ ﴿١٢٧﴾ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ
اور زیادہ دیرپا ہے کیا اس نے انہیں بتا نہیں دیا کہ ہم نے اس سے پہلے کتنے ہی زمانہ والوں کو ہلاک کر دیا جن
يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾
کے رہائشی مکانوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں -

ع ١٣ ١٦

[1] فَغَوَىٰ :-
اس کی مفصل بحث سابقاً صفحہ ٢٩١ پر زیر حاشیہ ١ آچکی ہے -
تفسیر صافی صفحہ ٣٢٤ پر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ حصولِ مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے - ان کا مقصد بہشت میں ہمیشہ رہنا تھا لیکن پھل کھانے کے بعد وہاں سے نکال دیئے گئے پس وہ ناامید ہو گئے

[2] ذِكْرِي :-
تفسیر صافی صفحہ ٣٢٤ پر بحوالہ کافی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ ذکری سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہے -

[3] أَعْمَىٰ :-
تفسیر صافی صفحہ ٣٢٤ پر ہے کہ اس آیت میں اندھے سے مراد آخرت میں آنکھوں کا اندھا اور دنیا میں ولایت امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف سے دل کا اندھا ہے - قیامت کے دن وہ پریشان ہو کر عرض کرے گا رب لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ ..... الخ جواب ملے گا کہ ہماری نشانیاں یعنی آئمہ آئے تھے اور تم نے انہیں بھلا دیا تھا یعنی نہ ان کا قول سنتا تھا اور نہ ان کی اطاعت کرتا تھا - یعنی اُن کو چھوڑ دیا تھا - اسی طرح آج تو بھی جہنم میں چھوڑ دیا جائے گا -

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ

اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہی ایک بات اور ایک وقت مقرر نہ ہوچکا ہوتا تو اس (عذاب) کا

مُّسَمًّى ۱۲۹ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

(فوراً) آنا لازمی ہوجاتا۔ پس جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ

ہونے سے پہلے تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے کناروں

اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۱۳۰ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا

میں بھی تسبیح کیا کرو تاکہ تم راضی رہو۔ اور تو زندگانیٔ دنیا کی ان زینت کی چیزوں کی طرف اپنی

مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ

آنکھیں نہ اٹھاؤ، جن سے ہم نے ان (کافروں) کے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں

فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۱۳۱ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

اور تمہارے پروردگار کا رزق بہت اچھا اور دیرپا ہے اور تو اپنے اہل کو نماز کا حکم دیتا رہ اور

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ

اس پر قائم رہ، ہم تم سے روزی نہیں مانگتے (بلکہ) ہم خود تمہیں روزی دیتے ہیں اور (اچھا) انجام تو

لِلتَّقْوٰى ۱۳۲ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ

پرہیزگاری ہی کا ہے اور انہوں (کافروں) نے کہہ دیا کہ یہ اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا کیا جو کچھ

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۱۳۳ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ

پہلے صحیفوں میں ہے، ان کے پاس اس کی کھلی دلیل نہیں آچکی اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے ہی کسی عذاب سے

قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ

ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہہ دیتے اے ہمارے پروردگار تو نے کیوں نہ ہماری طرف کوئی رسول بھیجا کہ ہم ذلیل اور خوار

مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۱۳۴ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ

ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کر لیتے (اے رسول) کہہ دو کہ ہر ایک انتظار کرنے والا ہے پس تم بھی انتظار کرو

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۱۳۵ ع

پھر عنقریب تم جان لوگے کہ سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ؟

ع ۸ / ۷ / ۱۷

۱ عَيْنَيْكَ :-

تفسیر صافی صد۳۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے ہو بیٹھے اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا کے تسلی دلانے سے تسلی نہ پائے گا اس کی زندگی دنیا کے بارے میں افسوس ہی کرتے کرتے تمام ہوئے گی اور جو شخص لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اسی پر نظر ڈالا کرے گا۔ تو اس کا رنج و غم بڑھتا رہے گا اور اس کا غیظ و غضب کبھی کم نہ ہوگا۔ اور جو شخص کھانے پینے کے سوا اور نعمتیں خدا کی جو اسے ملی ہوئی ہیں نہ پہچانے گا اس کی عمر کم ہوجائے گی اور عذاب قریب آ لگے گا۔

۲ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا :-

تفسیر صافی صد۳۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ اپنے اہلبیت کو اور اپنی ذات کو اور کل آدمیوں کے مقابلہ میں مخصوص قرار دیں تاکہ سب لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ ان کے اہل بیت کی جو منزلت خدا کے نزدیک ہے وہ کسی دوسرے کی نہیں ہے پس ان کو کل آدمیوں کے ساتھ عام حکم بھی دیا اور پھر ان کو یہ خاص حکم دیا۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاۗءِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتہا ١١٢ — ٧ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ١ مَا

لوگوں کیلئے اُن کے حساب (کا وقت) قریب آپہنچا ہے، حالانکہ وُہ غفلت میں منہ پھیرنے والے ہیں۔ نہ اُنکے

يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ

پاس اُنکے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی، مگر یہ کہ وُہ اُسے سنتے ہیں۔ اور (پھر) وُہ (اُس کا)

يَلْعَبُوْنَ ٢ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ

ہنسی کھیل اڑاتے ہیں۔ اُن کے دل غافل ہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا، وہ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے

ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

ہیں، کہ یہ (رسول) کیا ہے، صرف تمہارے جیسا ہی تو آدمی ہے ١ پس کیا تم جادو کے پاس آتے ہو؟ حالانکہ

تُبْصِرُوْنَ ٣ قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۡ

تم دیکھتے ہو۔ اس (رسول) نے کہا جو بات آسمان اور زمین میں (ہوتی) ہے میرا پروردگار اُسے جانتا ہے۔

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٤ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ

اور وُہ سب کچھ سننے والا اور سب بات جاننے والا ہے۔ بلکہ انھوں نے کہہ دیا کہ یہ تو طرح طرح کے خیالی خواب ہیں ٢ بلکہ اس نے

بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ٥ مَآ

اسے گھڑ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے۔ پھر چاہیے کہ وُہ ہمارے پاس کوئی معجزہ لائے جیسا کہ پہلوں کو (دیکر) بھیجا گیا تھا جس بستی

اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ٦ وَمَآ

کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کیا تھا۔ وہ (معجزہ دیکھکر بھی) ایمان نہ لائی تھی، پھر کیا یہ ایمان لائیں گے۔ اور نہیں بھیجا

اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ

ہم نے (رسول بناکر) تم سے پہلے مگر یہ کہ وُہ آدمی ہی تھے جنکی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اگر تم نہیں جانتے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٧ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ

اہل الذکر (اہلبیت رسول) سے پوچھ لو ٣ اور ہم نے انھیں ایسے جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتے ہوں،

ا ع (۱۴) ۱ لنعم

ف١ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ :-

اس کی مکمل تشریح سابقہ صفحہ ۳۹۴ پر زیر حاشیہ ٣ پر کی جاچکی ہے، وہاں سے دیکھ لی جائے۔

تفسیر صافی صـ ۳۲۵ پر ہے، کہ اس قول سے کافروں کی مُراد یہ تھی، کہ جب یہ تم ہی جیسا آدمی ہے، تو اپنے دعویٰ رسالت میں سچا نہیں۔ کیوں کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ سوائے فرشتہ کے کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے نتیجہ یہ نکالتے ہیں، کہ جو معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ظاہر ہوتے ہیں، وہ سب جادو ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے تو انکار کر دیتے تھے، اور چپکے چپکے ایسے مشورے کرتے تھے کہ جن سے امرِ دین تباہ ہو جائے۔ اور عام لوگوں کو اس دین کی خرابی ظاہر کرا دیں۔

ف٢ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ :-

اَضْغَاثٌ، ضِغْثٌ کی جمع ہے، جس کے معنے سینکوں کے مُٹھے، یا لکڑیوں کے گٹھر کے آتے ہیں، اور اَحْلَامٌ، حُلُمٌ کی جمع ہے، جس کے معنی خواب دیکھنے کے ہیں۔ چونکہ سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھر میں بُری بھلی ہر طرح کی سینکیں یا لکڑیاں ملی جلی ہوتی ہیں، اس لئے خوابہائے پریشان، یا طرح طرح کے خیالی خواب کو اضغاث احلام کہتے ہیں۔ اضغاث، مضاف، احلام مضاف الیہ۔

(لغات القرآن نعمانی ج۱ صـ ۱۵۶)

ف٣ اَهْلَ الذِّكْرِ :-

اس کی تشریح سابقاً پ۱۴ سورہ نحل ع۶ میں گزر چکی ہے، دیکھو صـ ۳۵۱ حاشیہ ٢۔

ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (پ۲۸ ۔ الطلاق) تحقیق تمہاری طرف اللہ تعالیٰ نے ذکر اتارا، جو رسول ہے، وہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے۔ پس ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم گرامی ہے، لہٰذا اہل الذکر کے معنی اہل محمدؐ، یا اہل بیت محمدؐ ہونگے اور انھیں سے پوچھنے کا حکم ہے۔

تفسیر صافی صـ ۳۲۵ پر بحوالہ کافی لکھا ہے، کہ کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ ہمارے ہاں کچھ ایسے آدمی بھی ہیں، جو یہ گمان کرتے ہیں، کہ خدا تعالیٰ کے اس قول فَاسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ ... الخ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، فرمایا یہی وجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اُن کو اپنے دین کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔ پھر اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اَهْلَ الذِّكْرِ ہم ہیں، اور ہر چیز ہم سے دریافت کی جاسکتی ہے۔

الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝٨ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ
اور نہ ہی وُہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے وعدہ (عذاب) کو سچا کر دکھایا۔ پھر ہم نے اُنھیں
وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝٩ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ
اور جن کو ہم نے چاہا نجات دے دی اور زیادتی کرنیوالوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ یقیناً ہم نے تمھاری طرف ایک
كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٠ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ
کتاب نازل کی جس میں تمھارا ذکر ہے، پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ہو۔ اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر
قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝١١
دیا[۱] جو ظالم تھیں۔ اور اُن کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کر دیا۔
فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝١٢ لَا تَرْكُضُوْا
پھر جب اُنھوں نے ہمارے عذاب کا احساس کیا تو یکایک وہاں سے بھاگنے لگے۔ (ہم نے کہا کہ) مت بھاگو
وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
اور اس (مقام) کی طرف جہاں تم نازونعمت میں پالے گئے تھے۔ اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ، تاکہ تم سے
تُسْـَٔلُوْنَ ۝١٣ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝١٤ فَمَا زَالَتْ
پوچھ گچھ کی جائے۔ وُہ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی یقیناً ہم ظالم تھے۔ پس اُن کی یہ پکار متواتر
تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝١٥ وَ
رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے اُنھیں جڑ سے کٹی ہوئی کھیتی (جل کر) بجھی ہوئی (کی طرح) کر دیا۔ اور
مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝١٦
ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے۔ بطور کھیل پیدا نہیں کیا۔
لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ
اگر ہم کسی کھیل ہی کو اختیار کرنے کا ارادہ کرتے تو البتہ ہم اُسے اپنے پاس سے ہی اختیار کر لیتے۔ بشرطیکہ
كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝١٧ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ
ہم (ایسا) کرنے والے ہوتے، بلکہ ہم تو حق کو باطل پر دے مارتے ہیں[۲] پس وُہ اُس کا سر توڑ دیتا ہے۔
فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۗ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝١٨ وَلَهٗ مَنْ
پھر وہ (باطل) یکایک مٹ جانیوالا ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اُس کیلئے تم پر افسوس ہے۔ اور جو کوئی آسمانوں

ع ۱۰

[۱] وَكَمْ قَصَمْنَا :-
تفسیر صافی صـ۳۲۶ پر بحوالہ کافی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کے ساتھ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا، وہ اُس نے تمہیں اپنی کتاب میں سنا دیا، جیسا کہ اُس نے فرمایا: وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً اور قریۃ سے اللہ تعالیٰ کی مراد اہل قریہ ہے، جیسا کہ اس آیت کے آگے ارشاد ہے: وَاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝

[۲] بَلْ نَقْذِفُ :-
تفسیر صافی، صـ۳۲۶ پر بحوالہ المحاسن امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ حق کے مقابل جو باطل قائم ہو گا، ضرور ہے کہ حق باطل پر غالب آجائے گا، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے اسی قول سے ظاہر ہے۔
انہی حضرات سے یہ بھی منقول ہے، کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے، کہ اس پر کسی نہ کسی وقت حق نہ کھل جائے۔ اور اس طرح کھل جائے کہ اس کے دل میں بیٹھ جائے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اسے قبول کرے، یا نہ کرے۔ اور اسی مطلب کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی ؂

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

اور زمین میں ہے سب اسی (خدا) کیلئے ہے۔ اور جو اُسکے حضور میں ہیں وُہ نہ تو اُسکی عبادت سے سرکشی کرتے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۱۹ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ

ہیں ۵۱ اور نہ ہی وُہ تھکتے ہیں۔ وُہ رات اور دن تسبیح کرتے رہتے ہیں،

النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۲۰ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ

سستی نہیں کرتے۔ کیا انھوں نے زمین میں سے ایسے معبود بنا لئے ہیں، جو (مردوں کو)

هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۲۱ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ

زندہ کر دیں گے۔ اگر ان دونوں (آسمان اور زمین) میں اللہ تعالیٰ کے سوا کئی اور خدا ہوتے ۵۲ تو

لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۲۲

دونوں برباد ہو گئے ہوتے۔ پس جو کچھ وُہ بیان کرتے ہیں عرش کا پروردگار اللہ تعالیٰ اُس سے پاک ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۲۳ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ

جو کچھ وُہ کرتا ہے اسکے بارے میں اُس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی ۵۳ اور لوگوں سے (ضرور) بازپرس ہوگی۔ کیا انھوں نے

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ

اس (خدا) کے سوا کچھ اور معبود بنا رکھے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ (قرآن) ذکر ہے اُن کا جو

مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ

میرے ساتھ ہیں، اور اُن کا (بھی) ذکر ہے جو مجھ سے پہلے ہو گزرے۔ لیکن اُن میں سے اکثر حق کو نہیں جانتے

فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۲۴ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

ہیں، پس وُہ روگردان ہوتے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر یہ کہ ہم اُسکی

اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۲۵

طرف وحی کرتے رہے کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس تم میری ہی عبادت کرو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ

اور اُنھوں نے کہدیا کہ (خدائے) رحمٰن نے (فرشتوں کو) اولاد بنا لیا ۵۴ وُہ تو اس سے پاک ہے۔ بلکہ وُہ (فرشتے)

مُّكْرَمُوْنَ ۲۶ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

(خدا کے) معزز بندے ہیں۔ وُہ اُس سے کسی بات میں سبقت نہیں کرتے۔ اور وُہ اس کے حکم پر

۵۱ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ :-

تفسیر صافی صہ ۳۲۶ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرشتے معصوم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے الطاف کے باعث کفر اور قبائح (بدیوں) سے محفوظ ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۵ (پ ۲۸۔ التحریم، ع ۱-) اللہ تعالیٰ جو حکم انکو دیتا ہے، وہ اسکی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو بھی حکم اُن کو دیا جاتا ہے وہ اسکی تعمیل کرتے ہیں۔ نیز اُنکے بارے میں ارشاد ہے: وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ..... الخ

الاکمال میں ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا، کہ کیا فرشتے سوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی زندہ ایسا نہیں جو سوتا نہ ہو۔ اس پر عرض کیا گیا، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یُسَبِّحُوْنَ اللّٰہَ ..... الخ آپ نے فرمایا صحیح ہے، فرشتوں کی سانس تک تسبیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انکے جسم کے جتنے طبقے ہیں، سب مختلف آوازوں سے ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں۔

۵۲ لَوْ کَانَ :-

تفسیر صافی صہ ۳۲۶ پر ہے کہ عالم میں اصلاح اور درستی کا پایا جانا جس سے مراد اس کا وجود اور بقاء ہے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے، اور وہی اللہ جل جلالہٗ ہے۔

التوحید میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا، کہ خدا کے ایک ہونے کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا: اتصال تدبیر اور کمال درجہ صنعت، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۵۳ لَا یُسْئَلُ :-

تفسیر صافی صہ ۳۲۶ پر بحوالہ علل الشرائع امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ سوال کرے۔

التوحید میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا، کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی کام کرے تو اس سے پوچھ گچھ کیوں نہیں کی جاتی؟ فرمایا: اس لئے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے، محض حکمت و صواب ہے اور وہ متکبر و جبار اور واحد و قہار ہے۔ پس جس شخص کے دل میں اس کے فیصلے سے کچھ ناراضی پیدا ہوئی، وہ کافر ہو گیا۔ اور جس نے اس کے افعال میں سے کسی کا انکار کیا، وہ منکر ہوا۔

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو اپنے نفس کیلئے جو کچھ چاہتا ہے، اُس کے متعلق ہماری مشیت پہلے ہو چکی ہے، اور فرض تو ادا کرتا ہے اس کے ادا کرنے کی قوت بھی ہم نے دی ہے، اور ہماری دی ہوئی قوت کی نعمت سے ہی تو نافرمانی بھی کرتا ہے۔ ہم نے تجھے سننے، دیکھنے اور قوت والا بنایا ہے، پس جو خیر و خوبی تجھے پہنچے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جو تجھے نقصان و تکلیف پہنچے وہ تیری ذات کی طرف سے ہے، اسی وجہ سے ہم تیری بہ نسبت نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور تو ہماری بہ نسبت بدیوں کا زیادہ مستحق ہے۔ اسی وجہ سے جو کچھ ہم کرتے ہیں، اس کے متعلق ہم سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی، اور مخلوق سے بازپرس کی جائے گی۔

۵۴ اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا :- تفسیر صافی صہ ۳۲۶ پر ہے، کہ ایک روایت کے مطابق یہ آیت قبیلہ بنو خزاعہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ کا وہ قول ہے، کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ اور یہود کا یہ قول ہے، کہ عزیر خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا

عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ اُن کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے وُہ (اللہ) سب کچھ جانتا ہے۔ وُہ

يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ

کسی کی سفارش نہیں کرتے، سوائے اُسکے جسے وُہ پسند کرے۔ اور وُہ خود اُس کے خوف سے ڈرنے

مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ

والے ہیں۔ اور جو کوئی اُن میں سے یہ کہدے کہ یقیناً میں بھی اس (خدا) کو چھوڑ کر ایک معبود ہوں

فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ

تو اُسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ کیا اُن

يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

لوگوں نے جو کافر ہو گئے غور نہیں کیا کہ یقیناً آسمان اور زمین دونوں بند تھے [1] پس ہم نے

فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾

اُن دونوں کو شگافتہ کیا۔ اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا [2] کیا پھر بھی وُہ ایمان نہیں لاتے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے زمین میں بوجھل پہاڑ بنا دیئے تاکہ وُہ (زمین) اُن (لوگوں) کو لے کر کسی طرف جھک نہ پڑے۔ اور ہم نے اُس

فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ

میں کھلے راستے بنا دیئے، تاکہ وُہ راہ پائیں۔ اور ہم نے آسمان کو محفوظ

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ

چھت بنایا۔ اور یہ لوگ اُس کی نشانیوں سے روگرداں ہیں۔ اور وُہ

الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ

(خدا) وہی ہے جس نے رات اور دن اور سُورج اور چاند پیدا کئے۔ وُہ سب

فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ

آسمان میں تیر رہے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کیلئے ہمیشہ (زندہ) رہنا قرار نہیں دیا۔

اَفَاۗىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ

پھر کیا اگر تو مر جائے گا تو وُہ ہمیشہ (زندہ) رہنے والے ہیں۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

(بقیہ حاشیہ سابقہ صـ ۴۱۹)

لمترجم:۔ صاحب تفسیر صافی کا مسلمانوں کو بھی عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ عقیدۂ ابنیت میں شامل کر لینا درست نہیں۔ مسلمانوں میں کوئی فرقہ ایسا نہیں، جو ائمہ علیہم السلام کو خدا کے بیٹے مانتا ہو۔ کچھ مسلمان تو انہیں صرف ایک عالم اور مجتہد کا درجہ دیتے ہیں، لیکن شیعہ اثنا عشریہ انہیں امام منصوص من اللہ اور معصوم مانتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں ؛

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہٰذا)

ع ۱۹ / ۲

[1] رَتْقًا:۔

رَتْقًا، رَتَقَ، یَرْتُقُ کا مصدر ہے۔ رَتَقَ کے معنی اصل میں بند ہونے اور جڑ جانے کے ہیں، خواہ وہ خلقی طور پر ہو، یا صناعی طور پر۔ مصدر یہاں پر اسم فاعل یا اسم مفعول کے معنی میں ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، ج ۳ صـ ۵۸)

تفسیر صافی صـ ۲۳۷ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ شاید تو یہ گمان کرتا ہے کہ زمین اور آسمان ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے تھے پھر الگ الگ ہو گئے۔ اُس نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: توبہ کر! اللہ تعالیٰ کے اس قول کا رَتْقًا کا مطلب یہ ہے، کہ آسمان اس طرح بند تھا کہ اس سے پانی نہیں برستا تھا۔ اور زمین اس طرح بند تھی کہ اس سے دانہ نہیں اُگتا تھا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا، اور زمین پر ہر طرح کا چلنے والا پھیلا دیا۔ تو آسمان کو اس طرح کھول دیا، کہ اس سے بارانِ رحمت نازل فرمائی، اور زمین کو اس طرح کھول دیا، کہ اس میں سے دانے اُگنے لگے۔

سائل نے عرض کی، میں گواہی دیتا ہوں، کہ آپ اولادِ انبیاء میں سے ہیں، اور آپ کا علم انبیاء کا سا علم ہے ؛

[2] مِنَ الْمَاۗءِ:۔

تفسیر صافی صـ ۳۲۷ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ ہم نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسرے موقع پر فرماتا ہے:۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ (پ ۱۸۔ نور۔ ع۔ ۶۔) اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والا پانی سے پیدا کیا ہے اس لئے کہ مادوں میں پانی سب سے زیادہ عظمت رکھتا ہے، اِس جہت سے بھی کہ اسکی ضرورت سب سے زیادہ ہے، اور اس جہت سے بھی کہ اس سے نفع سب سے زیادہ ہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے، کہ ہر شئی کی زندگانی کا سبب پانی کو قرار دیا۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی چیز زندہ نہیں رہ سکتی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بات غور کے قابل ہے، کہ ہر چیز کی نسبت پانی ہی طرف فرمائی، اور پانی کی نسبت کسی دوسری چیز کی طرف نہیں فرمائی۔

کافی میں ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پانی کا مزہ دریافت کیا گیا، تو آپؑ نے فرمایا، کہ پانی کا مزہ زندگانی کا مزہ ہے ؛

وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٣٥﴾ وَ

اور ہم تمھیں سختی اور بھلائی کے ساتھ امتحان کی غرض سے آزمائش میں ڈالتے ہیں، اور (آخر کار) ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے

إِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا

اور (اے رسول) جب تمھیں وہ لوگ دیکھتے ہیں جو کافر ہو گئے، تو تمھیں بس ٹھٹھا ہی بنا لیتے ہیں۔

أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ

کہ کیا وہ یہی ہے جو تمھارے معبودوں کو (برائی سے) یاد کیا کرتا ہے، حالانکہ وہ لوگ خود (خدائے) رحمٰن کے ذکر کا انکار

كَافِرُونَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي

کرنیوالے ہیں۔ انسان جلدی سے پیدا کیا گیا ہے۔ عنقریب میں تمھیں اپنی نشانیاں دکھلاؤں گا۔

فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

پس تم مجھ سے جلدی کی خواہش نہ کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ کہ) یہ وعدہ کب پورا

صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ

ہوگا۔ کاش! کہ جو لوگ کافر ہو گئے وہ اس گھڑی کو جان لیتے جبکہ یہ (دوزخ کی) آگ کو نہ تو اپنے چہروں

عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٣٩﴾

کی طرف سے روک سکیں گے، اور نہ اپنی پیٹھوں کی طرف سے۔ اور نہ ہی وہ مدد دیئے جائیں گے۔

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا

بلکہ وہ تو اُن کو اچانک ہی آلے گی۔ پھر اُن کو مبہوت کر دے گی۔ پس نہ تو یہ اُسے لوٹا سکیں گے، اور

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ

نہ ہی وہ مہلت دیئے جائیں گے۔ اور یقیناً تم سے پہلے کئی رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا جا چکا ہے [۱۵]

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤١﴾ ع ١٣

پس اُن میں سے اُن لوگوں کو جو ہنسی اڑایا کرتے تھے اسی (عذاب) نے گھیر لیا جسکی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ

(اے رسول) کہہ دو کہ (خدائے) رحمٰن کے عذاب سے رات اور دن میں کون تمھاری حفاظت کرے گا۔ بلکہ وہ لوگ اپنے

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ

پروردگار کے ذکر سے روگرداں ہیں۔ کیا ہمارے سوا اُن کے کچھ اور معبود بھی ہیں جو انکو

[۱۵] اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ:۔
تفسیر صافی صـ۳۲۸ پر ہے، کہ اس آیۂ مجیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا نہیں کیا، بلکہ آپ سے قبل جس قدر بھی رسول آئے، سب کے ساتھ کفار نے ایسا ہی سلوک کیا۔ پھر جس عذاب الٰہی کی وہ لوگ ہنسی اڑایا کرتے تھے، اُسی نے انہیں آدبوچا ؎

مِنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا

(ہم سے) بچالیں گے ؟ وہ نہ تو اپنی ذات کی مدد (آپ) کر سکتے ہیں ، اور نہ ہی ہماری طرف سے

يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ

اُن کا ساتھ دیا جائے گا ۔ بلکہ ہم نے اُنھیں اور اُن کے باپ دادوں کو نفع پہنچایا ، یہانتک کہ اُن کی عمریں بڑھ

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

گئیں ؎۱ پھر کیا وُہ غور نہیں کرتے کہ یقیناً ہم زمین کو اُس کے کناروں سے کم کرتے چلے آتے ہیں

اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ

؎۲ کیا پھر بھی وہی غالب ہیں ۔ (اے رسولؐ) کہدو ماسوا اسکے نہیں کہ میں تمھیں وحی کیساتھ ڈراتا ہوں ۔

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَئِنْ

اور بہروں کو جس وقت ڈرایا جائے ، تو وُہ پکار کو سنتے ہی نہیں ۔ ؎۳ اور اگر

مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا

اُنھیں تمھارے پروردگار کے عذاب کی ذراسی ہوا بھی چھوگئی ؎۳ تو وُہ ضرور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی ! یقیناً

كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ہم ہی ظالم تھے ۔ اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھ دیں گے ۔

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ

پس کسی نفس پہ کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا ۔ اور اگر (کوئی عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اُسے لاحاضر

خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

کریں گے ۔ اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں ۔ اور یقیناً ہم نے

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

موسیٰ اور ہارون کو فرقان اور پرہیزگاروں کے لئے نور اور نصیحت عطا کی ؎۴

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

جو اپنے پروردگار سے غائبانہ ڈرتے رہتے ہیں ۔ اور وُہ (قیامت کی) گھڑی سے بھی

مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ

ڈرنے والے ہیں ۔ اور یہ برکت والا ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے ۔ تو کیا تم لوگ اُس کا

؎۱ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ :-

لغت کی مشہور کتاب قاموس میں ہے، کہ عَمْرٌ، عُمُرٌ اور عُمْرٌ تینوں کے معنی زندگانی کے ہیں۔

امام راغب لکھتے ہیں : عَمْرٌ اور عُمُرٌ زندگانی سے بدن کے آباد رہنے کا نام ہے، یہ معنی میں بَقَاءٌ سے فروتر ہے، چنانچہ جب طَالَ عُمْرُهٗ بولتے ہیں تو اس کے معنی روح سے بدن کے آباد رہنے کے آتے ہیں، لیکن طال بقاؤہٗ اس معنی کا متقاضی نہیں کیونکہ بقاء فناء کی ضد ہے، اور چونکہ لفظ بقاء کو لفظ عُمر پر فضیلت ہے، بدیں وجہ حق تعالیٰ کو بقاء کے ساتھ تو موصوف کیا کرتے ہیں، مگر عُمر کے استعمال اس کے وصف میں بہت کم ہوتا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی ج ۴ صـ۳۵۷)

؎۲ نَاْتِى الْاَرْضَ :-

تفسیر صافی صـ۳۲۸ پر بحوالہ کافی و تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ ہم علماء کی موت سے زمین کو کم کرتے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ اس کا نقصان علماء کی موت ہے ۔

؎۳ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ :-

تفسیر صافی صـ۳۲۸ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے وعظ اور زہد کے بارے میں کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں گنہگاروں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ فرمایا: ولئن مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ٥ پس اے لوگو! اگر تم یہ کہو، کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مشرک مراد لئے ہیں، تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ اس لئے کہ آگے فرماتا ہے: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ..... الخ اے بندگانِ خدا! آگاہ ہو، کہ مشرکوں کیلئے نہ میزانیں قائم کی جائیں گی، اور نہ حساب کے دفتر کھولے جائیں گے، ان کے تو گروہ کے گروہ جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے۔ میزانوں کا قائم ہونا، اور حساب و کتاب کے دفتروں کا کھولا جانا محض اہل اسلام کے لئے ہے، پس اے بندگانِ خدا! خدا سے ڈرتے رہو ۔

؎۴ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥

تفسیر صافی صـ۳۲۸ پر ہے، کہ الفرقان سے مراد ایسی جامع کتاب ہے، جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہو۔ اور ضیاء سے وہ روشنی مراد ہے جس سے حیرت اور جہالت کی تاریکیوں میں اُجالا ہو جائے اور ذکر سے مراد وہ نصیحت ہے، جس سے پرہیزگار لوگ نصیحت حاصل کریں ۔

مُنْكِرُوْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ
انکار کرنیوالے ہو۔ اور یقیناً ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے اُس کی صلاحیت عطا کردی تھی۔
وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ
اور ہم اس (کی اہلیت) کو جانتے تھے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ اُس نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کیا
التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ
مورتیاں ہیں، جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو۔ وہ بولے کہ ہم نے اپنے باپ
اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
دادوں کو اُنکی عبادت کرنے والے پایا۔ اُس نے کہا یقیناً تم خود بھی اور تمھارے باپ دادے بھی
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ
کھلی گمراہی میں تھے۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس حق لایا ہے، یا تم دل لگی کرنیوالے
اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ہی ہو؟ اُس نے کہا بلکہ تمھارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے
الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٦﴾
جس نے اُنھیں پیدا کیا ہے۔ اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔
وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾
اور خدا کی قسم! میں تمھارے بتوں کے ساتھ ضرور کوئی چال چلوں گا، بعد اسکے کہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکوگے۔
فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾
پس اُس نے ان (بتوں) کو ریزہ ریزہ کردیا سوائے اُن کے بڑے (بت) کے، تاکہ وہ اُس کی طرف رجوع کریں۔
قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا
وہ بولے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (فعل) کس نے کیا؟ یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے۔ (کچھ لوگ) کہنے لگے
سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا
ہم نے ایک نوجوان کو جسے ابراہیم کہا جاتا ہے، اِن (بتوں) کا ذکر کرتے سُنا تھا۔ وہ بولے پھر اُسے لوگوں
بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ
کے سامنے لے آؤ، تاکہ وہ گواہی دیں۔ (جب ابراہیمؑ آگئے تو) وہ بولے اے ابراہیم! کیا تو نے

۵۲ عٰكِفُوْنَ:-
اس کے معنی ہیں معتکف، اعتکاف کرنے والے، مجاور، گرد جمع ہونے والے۔ عُكُوْفٌ، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، عَاكِفٌ کی جمع بحالت رفع۔
تاج العروس میں ہے "کہ عاکفون ای یقیمون بلازمون لا یبرحون، یعنی مقیم ہونے والے اور ایسے جمنے والے کہ ٹلیں ہی نہیں۔ اور "عکوف فی المسجد" کے معنے ہیں مسجد میں اعتکاف کرنے کے، اور "اعتکاف" شرع میں کہتے ہیں عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں روکے رکھنے کو۔
(لغات القرآن نعمانی، ج ۳-ص ۱۹۸)

فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖۗ كَبِيْرُهُمْ

ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ فعل کیا ہے ؟ اُس نے کہا بلکہ اس نے کیا ہے ، بڑا ان کا

هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰٓى

یہ ہے ۔ سلہ پس اگر یہ (بُت) بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو ۔ پس اُنھوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى

کیا (دل میں سوچا) پھر وہ کہنے لگے یقیناً تم لوگ خود ہی ظالم ہو ۔ پھر اُنھوں نے اپنے سر

رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَاۤءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ

جھکا دیئے ۔ (کہنے لگے) یقیناً تجھے علم ہے کہ یہ (بُت) تو بولتے ہی نہیں ۔ (ابراہیمؑ نے) کہا

اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا

پھر کیا تم خدا کو چھوڑ کر اُن کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمھیں کچھ فائدہ دیتے ہیں ، اور نہ نقصان پہنچاتے

يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

ہیں ۔ تف ہے تم پر ، اور ان پر بھی جن کو تم اللہ تعالٰے کے سوا پوجتے ہو ۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ

پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ۔ وہ کہنے لگے اسے جلا ڈالو ، اور اگر تم کرنے ہی والے ہو تو اپنے معبودوں

كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾

کی مدد کرو ۔ (جب ابراہیمؑ آگ میں ڈال دیئے گئے تو) ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ۔ سلہ

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ

اور اُنھوں نے اُس کے ساتھ ایک چال چلنے کا ارادہ کیا پس ہم نے انھیں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے کر دیا ۔ اور ہم نے اُسے

وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا

اور لوطؑ کو اس سرزمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے سارے جہانوں کیلئے برکت رکھی تھی ۔ اور ہم نے

لَهٗۤ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾

اُسے اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) انعام میں دیا ۔ اور ہم نے سب کو نیکوکار بنائے رکھا ۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے انھیں امام بنایا کہ وہ ہمارے امر کے ساتھ ہدایت کرتے تھے ۔ اور ہم نے اُن کی طرف

۵۱ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۲۸ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ بولتے ہوں، تو انکے بڑے بُت نے ایسا کیا، اور اگر نہ بولتے ہوں تو ان میں سے بڑے تک نے بھی کچھ نہیں کیا۔ پس نہ وہ بولتے تھے، اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی بات خلاف واقعہ بیان فرمائی۔

لمترجم :- اس آیہ مجیدہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام معجز نما بیان ہوا ہے جو فصاحت اور بلاغت سے مملو ہے، آپ نے جواب ارشاد فرمایا، اس کے تین حصے ہیں :- (۱) بَلْ فَعَلَهٗ۔ اس پر وقف ہے۔ (۲) كَبِيْرُهُمْ هٰذَا۔ اور تیسرا جزو ہے فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝

فعلہٗ میں هُوَ ضمیر مستتر (پوشیدہ) ہے، اس کے معنی ہیں "اس نے کیا" گویا اس فعل یعنی بتوں کے توڑنے کا فاعل "وہ" ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے "وہ" کہہ کر اس فعل کے حقیقی فاعل کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے یعنی اپنی ذاتِ مقدس۔ لیکن ساتھ ہی "کبیرھم ھذا" "بڑا ان بتوں کا یہ ہے"، کہہ کر کافروں کا رُخِ سخن بتوں کی طرف پھیر دیا جس سے انکی توجہ بڑے بُت کی طرف ہو گئی پھر ارشاد فرمایا :- فَسْـَٔلُوْهُمْ، ان سے پوچھو۔ اور شرط لگا دی، اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ بشرطیکہ یہ بُت بول سکتے ہوں، یہ ان کافروں کے لئے ضرب کاری تھی کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ بُت تو بول ہی نہیں سکتے، اور ان کی بے چارگی کا یہ عالم ہے، کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے پھر وہ دُوسروں کی مرادیں کیا پوری کریں گے؟ پس انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ اور کہہ دیا : انکم انتم الظالمون ۝ کہ تم لوگ تو خود ہی ظالم ہو۔

پس اس آیہ مجیدہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی بات خلاف واقعہ نہیں فرمائی، بلکہ ایسا ذو معنی کلام فرمایا، کہ اصلی فاعل کا پتہ بھی دے گئے، اور کافروں کی توجہ بھی دُوسری طرف مبذول کر دی ۔

۵۲ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۲۹ پر بحوالہ الاحتجاج طبرسی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، تو آپ نے دُعا مانگی :-

اللّٰھم انی اسئلك بحق محمد وآل محمد لما انجیتنی منھا (اے میرے اللہ! میں بحق محمد وآل محمد علیہم السلام عرض کرتا ہوں، کہ مجھے اس آگ سے نجات دے)، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان وجود مقدسہ کی طفیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نجات دی، اور آگ سرد ہو کر آپ کی سلامتی کا باعث بن گئی ـــ اور تفسیر قمی میں ہے، کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا، تو زمین اور فرشتوں حتی کہ حضرت جبرائیل امین نے بارگاہ احدیت میں عرض کی، کہ یا خدا روئے زمین پر صرف ابراہیمؑ ہی تیرا بندہ ہے، جو تیری عبادت کرتا ہے، اور تو نے اُسے خلیل بھی بنایا ہے، کیا تو اُسے آگ میں جلنے دیگا۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے جواب ملا، کہ اگر وہ مجھ سے درخواست کرے، تو یہ مصیبت ٹل سکتی ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا کی :- يَا اَللّٰهُ، يَا وَاحِدُ، يَا صَمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ نجنی من النار برحمتك (اے خدا واحد و یکتا۔ اے بے نیاز۔ اے وہ جس سے نہ کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اُس کا کفو ہے، تو مجھے اپنی رحمت ✻

✻ سے اس آگ سے نجات دے) اور جس حال میں کہ وہ انہیں منجنیق میں رکھے ہوئے تھے، جبرائیل امین نے ہوا کے دوش پر آپ سے ملاقات کی، اور دریافت کیا، کہ کیا آپ کو (باقی بر صفحہ ۴۲۵)

فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ

نیک کاموں ، اور نماز قائم رکھنے ، اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی ۔ اور

كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۚ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّ

وہ سب ہماری ہی عبادت کرنیوالے تھے ۔ اور ہم نے لُوط کو (بھی) حکم اور علم عطا کیا ۔ اور

نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ

اُسے ایسی بستی سے نجات دی ، جس کے رہنے والے گندے کام کیا کرتے تھے ۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۙ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ

یقیناً وہ لوگ بدکار نافرمان تھے ۔ اور ہم نے اُسے اپنی رحمت میں داخل

رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۠ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ

کیا ہوا تھا ۔ یقیناً وہ نیکوکاروں میں سے تھا ۔ اور نوحؑ جبکہ اُس نے (اِس سے بھی) پہلے

قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ

ندا دی تھی ۔ پس ہم نے اُس کی فریاد سُن لی ، پھر اُسے اور اُس کے اہل کو بہت بڑے دکھ سے نجات

الْعَظِيْمِ ۚ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ

دے دی ۔ اور ہم نے اس قوم کے مقابلہ میں اُس کی مدد کی ، جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ

یقیناً وُہ لوگ بدکار تھے ۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ۔ اور داؤد

وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ

اور سلیمان جبکہ وُہ اس کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جبکہ اُس میں ایک گروہ کی بکریاں رات کے وقت

الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۙ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا

چر گئی تھیں ۔ اور ہم اُن کے فیصلہ کے شاہد تھے ۔ پھر ہم نے وُہ (فیصلہ) سلیمان کو سمجھا دیا تھا ۔ اور ہم نے

اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ

سب کو حکم اور علم عطا کیا تھا ۔ اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو داؤد کے تابع کر دیا ۱ وُہ اُسکے ساتھ

وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ

تسبیح کرتے تھے ، اور (یہ سب کچھ) ہم ہی کرنیوالے تھے ۔ اور ہمنے اس (داؤد) کو تمھارے لئے (جنگی) لباس (زرہ) بنانے کی ۲

(بقیہ حاشیہ سابقہ صـ۴۲۴)
مجھ سے کوئی حاجت ہے ؟ آپ نے فرمایا: ہاں ! حاجت تو ہے، لیکن تم سے نہیں، پروردگارِ عالم سے ضرور حاجت ہے۔ اس وقت جبرائیل امین نے ایک انگوٹھی انکے حوالے کی، جس پر یہ لکھا تھا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمدٌ رسول اللہ الجات ظہری الی اللہ واسندت امری الی اللہ۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ زائد ہیں: وفوضت امری الی اللہ۔
ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ اور میں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا اور میں نے اپنا معاملہ خدا کو سونپ دیا۔)
پس خدا تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا، گو نئی جو خدا پس مارے سردی کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دانت بجنے لگے، اور جب تک یہ حکم نہ پہنچا وَسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ، وہ سردی موقوف نہ ہوئی ۔

ع ۵ ۲۵ ۵

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ھذا)

ـــــلہ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ :۔
تفسیرِ صافی صـ۳۲۳ پر بحوالہ الاکمال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے ہوئے نکلتے تھے، اور جس وقت وہ زبور پڑھتے تھے، تو کوئی پہاڑ یا پتھر، یا پرندہ ایسا باقی نہیں رہتا تھا، جو اُن کے ساتھ نہ پڑھتا ہو۔
المناقب میں ہے، کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر سجدہ میں تسبیح خدا کی۔ تو کوئی درخت اور ڈھیلا ایسا نہ رہا، جس نے ان حضرت کے ساتھ تسبیح خدا نہ کی ہو۔

ـــــلہ۲ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ :۔
تفسیرِ صافی صـ۳۲۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی، کہ اگر تم بیت المال سے نہ کھاتے، اور اپنے ہاتھ کی محنت سے اپنی روزی بہم پہنچاتے، تو اچھا تھا، تم میرے اچھے بندے ہو حضرت نے فرمایا، کہ یہ سُن کر حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن تک روتے رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے لوہے کو حکم دیا، کہ تو میرے بندے داؤد علیہ السلام کے لئے نرم ہو جا۔ حکم خدا سے لوہا نرم ہو گیا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام روزانہ ایک زرہ بنا لیتے تھے، اور ہزار درہم کو بیچ لیتے تھے۔ اس طرح تین سو ساٹھ زرہیں بنا لیں، اور تین لاکھ ستر ہزار درہم کو بیچیں، اور ہمیشہ کے لئے بیت المال سے مستغنی ہو گئے ۔

لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝۸۰ وَلِسُلَيْمٰنَ

صنعت سکھلا دی تھی، تاکہ وہ (زرہ) تمہیں لڑائی میں محفوظ رکھے، پھر کیا تم شکر گزار ہو گے، اور سلیمان کیلئے

الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

(ہم نے) تند چلنے والی ہوا کو (تابع کر دیا) وہ اسکے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلا کرتی تھی جس میں ہم نے برکت

فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝۸۱ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ

رکھی تھی۔ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ اور شیطانوں میں سے (اُن کو تابع کر دیا) جو اس

يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ

کیلئے (سمندروں میں) غوطہ لگاتے تھے۔ اور اس کے علاوہ اور کام بھی کرتے تھے، اور ہم اُن کے محافظ ہوا

حٰفِظِيْنَ ۝۸۲ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ

کرتے تھے۔ اور ایوب، جس وقت اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے ۱ـہ

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۸۳ ښ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ

اور تو رحم کرنیوالوں میں سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے۔ پس ہم نے اسکی فریاد سن لی، سو جو تکلیف اُس پر تھی ہم

مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ

نے دُور کر دی۔ اور ہم نے اپنی طرف سے بطور رحمت اور عبادت کرنیوالوں کیلئے بطور نصیحت اسے اسکے اہل و عیال

عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝۸۴ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَ

اور اتنے ہی اُن کے ساتھ عطا کر دیئے۔ اور اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور

ذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۸۵ ښ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ

ذوالکفل، سب صبر کرنیوالوں میں سے تھے۔ اور ہم نے اُن کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۸۶ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا

یقیناً وہ سب نیکوکاروں میں سے تھے۔ اور ذوالنون (مچھلی والا یونسؑ) جبکہ وہ غضبناک ہو کر چلا گیا،

فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

تو اُس کو یقین تھا کہ ہم ہرگز اُس پر روزی تنگ نہ کریں گے ۲ـہ پس اس نے (مچھلی کے پیٹ کے) اندھیروں میں پکارا ۳ـہ کہ

اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۷ ښ فَاسْتَجَبْنَا

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، یقیناً میں نقصان اُٹھانیوالوں میں سے تھا ۴ـہ پس ہم نے اُسکی فریاد

۱ـہ الضُّرُّ:۔

تفسیر صافی صـ۳۳۱ پر ہے، کہ "ضر" جب عام ضرر کے معنوں میں ہو، تو یہ لفظ زبر کے ساتھ آتا ہے۔ اور جب خاص جسمانی ضرر کے معنوں میں ہو، جیسے بیماری یا دُبلا پن وغیرہ تو پیش (ضمہ) سے آتا ہے۔

۲ـہ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ:۔

تفسیر صافی صـ۳۳۱ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا لکھا ہے، کہ اس آیت کا مطلب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا، کہ یہ حضرت یونس بن متی تھے، جو اپنی قوم سے خفا ہو کر چلے گئے تھے اور ان کو یہ یقین تھا، کہ ہم اُن کی روزی تنگ نہ کریں گے، جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول شاہد ہے: وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ۔ (پ۳۰ سجدہ ع۱) یہاں قَدَرَ بمعنی ضیق ہے، یعنی روزی کا تنگ کرنا اس آیت کے معنی یہ ہیں، اور رہا وہ جس کو وہ مبتلا کرے، اور پھر اس پر اُس کا رزق تنگ کر دے ؎

۳ـہ فِي الظُّلُمٰتِ:۔

تفسیر صافی صـ۳۳۱ پر ہے، کہ یہ تین اندھیرے تھے، ایک رات کا اندھیرا۔ دوسرا سمندر کی گہرائی کا اندھیرا۔ تیسرا مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ یہ تینوں اندھیرے ہٹے، تو حضرت یونس علیہ السلام ظاہر ہوئے ؎

۴ـہ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ:۔

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں خدا تعالیٰ کو ان الفاظ میں پکارا تھا:۔ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تفسیر صافی صـ۳۳۱ پر اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے، کہ جیسی عبادت کا موقع تو نے مجھے مچھلی کے پیٹ میں دیا، میں ویسی عبادت نہ کر سکا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی، اور اُن کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دے دی۔ اور دوسرے موقع پر خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ یعنی اگر حضرت یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔

من لا یحضرہ الفقیہ اور الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے کہ جسے رنج و غم پیش آئے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے فریاد کیوں نہیں کرتا، کیونکہ اس کے بعد ہی تو فرماتا ہے:۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ — اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو مصیبت زدہ اس آیت کے ساتھ دُعا مانگے گا، اس کی دُعا ضرور قبول ہو گی ؎

لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ

سن لی، اور اُسے غم سے نجات دے دی۔ اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا،

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

جبکہ اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ، اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْـيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ

پس ہم نے اسکی فریاد سن لی۔ اور اُسے یحییٰ عطا کیا۔ اور ہم نے اس کیلئے اسکی زوجہ کی بھی اصلاح کردی۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَــيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَ

یقیناً وہ سب نیکیوں میں جلدی کیا کرتے تھے، اور ہمیں امید اور خوف سے پکارا کرتے تھے۔ اور

كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا

وہ سب ہمارے حضور میں عاجزی کرنے والے تھے۔ اور وہ عورت (مریم) جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، پس ہم نے اپنی

مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّـلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ

(مخلوق) روح میں سے کچھ اس میں پھونک دی اور ہم نے اسے اور اسکے بیٹے (عیسیٰؑ) کو جہانوں کیلئے ایک نشان قرار دے دیا

اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾

یقیناً یہ تمہارا گروہ ایک ہی گروہ ہے، اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ پس تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ

اور لوگوں نے اپنے معاملہ (دین) کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (آخر) یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنیوالے ہیں۔ پس

مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ

جو شخص نیک عمل کرے گا، اور وہ مومن بھی ہوگا، تو اُس کی کوشش کی ناقدری نہ کی جائے گی۔ اور یقیناً ہم اُس

كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

کیلئے لکھنے والے ہیں۔ اور جس بستی کو ہم نے (عذاب بھیجکر) ہلاک کر دیا ہو اس کیلئے ممانعت ہے کہ یقیناً انکی رجعت ہوگی (زمانہ رجعت میں مذکورہ

حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ

کیے جائینگے) یہانتک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے لہ اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آئیں

يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ

گے۔ اور سچا وعدہ قریب آجائے گا۔ تو جو لوگ کافر ہیں اُن کی آنکھیں اچانک

لہ یاجوج وماجوج۔
یاجوج اور ماجوج کی مفصل تشریح سابقہ
صفحہ ۲۹۳ زیر حاشیہ ۱ ہو چکی ہے، وہاں سے
ملاحظہ کرلی جائے ۔

ع

اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْاؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

کھلی کھلی رہ جائیں گی ۔ (اُس وقت کہیں گے) ہائے ہماری خرابی ! یقیناً ہم اس سے غفلت ہی میں رہے ہیں ۔

بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

بلکہ ہم تو ظالم ہی تھے ۔ یقیناً تم اور جن چیزوں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو ،

حَصَبُ جَهَنَّمَؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۤءِ

جہنم کا ایندھن ہو ۔ تم سب اس پر وارد ہونے والے ہو سلہ اگر یہ (حقیقتاً) معبود ہوتے

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَاؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيْهَا

تو اس پر وارد نہ ہوتے ۔ حالانکہ وُہ سب ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں ۔ اُس میں اُن کی

زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ

چیخ پکار ہوگی ۔ اور وُہ اس میں (اور کچھ بھی) نہ سُن سکیں گے ۔ یقیناً وُہ لوگ جن کیلئے ہماری طرف سے نیکی

لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓىۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

پہلے ہی طے ہو چکی ہے سٹلہ وہ اس (جہنم) سے دُور رکھے جائیں گے ۔ وُہ اس کی آواز نہیں

حَسِيْسَهَاۚ وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾

سنیں گے ۔ اور وُہ ان چیزوں (کی لطف اندوزی) میں، جن کو اُن کا جی چاہے گا، ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُؕ هٰذَا

اور اُن کو (قیامت کے دن کی) سب سے بڑی گھبراہٹ بھی رنج نہ دے گی اور فرشتے اُن کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے) یہی ہے

يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ

تمھارا وُہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ۔ اس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے ،

كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ

جسطرح کہ صحیفوں میں نوشتے لپیٹے ہیں ۔ جس طرح ہم نے اُسے اوّل پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اُسے دھرا دینگے

وَعْدًا عَلَيْنَاؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِى الزَّبُوْرِ

یہ وعدہ (پُورا کرنا) ہمارے ذمہ ہے ۔ اور ہم ضرور اسے (پورا) کرنے والے ہیں ۔ اور یقیناً ہم نے زبور میں بعد نصیحت کے

مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾

یہ لکھ دیا تھا کہ بے شک زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے سٹلہ ۔

سلہ لَهَا وَارِدُوْنَ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۲ پر بحوالہ قرب الاسناد امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد ماجد منقول ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر اُس چیز کو جس کی اس کے سوا عبادت کی گئی ہو، حاضر کرے گا۔ سورج ہو، یا چاند، یا کوئی اور۔ پھر ہر ایک انسان سے جس جس کی وہ عبادت کرتا رہا ہو، پوچھے گا پس ہر وہ بندہ (جس نے خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کی ہوگی۔) عرض کرے گا، کہ اے ہمارے پروردگار! ہم تو اُن کی عبادت اس لئے کیا کرتے تھے، کہ یہ تیرے حضور میں ہمیں مقرب کر دیں۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ فرشتوں کو حکم دے گا، کہ خود ان کو اور جن جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے، اُن کو جہنم میں لے جاؤ سوائے ان کے جن کو ہم نے مستثنےٰ کر دیا ہے۔

سٹلہ مِنَّا الْحُسْنٰى :۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۲ پر بحوالہ المجالس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: کہ اے علی! تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر ہوگے، ان میں سے جس جس سے تم محبت رکھو گے، اسے بلاؤ گے، اور جن جن سے تمہیں نفرت ہوگی، اُن کو روک دو گے۔ اور بڑے خوف کے دن عرش کے سایہ میں تم ہی امن سے ہوگے۔ اور سب لوگ پریشان ہونگے، مگر تم پریشان نہ ہوگے۔ اور سب لوگ رنجیدہ ہونگے، مگر تم رنجیدہ نہ ہوگے۔ اور تمہارے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى الخ اور تمہارے ہی لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے: لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ ..... الخ۔

سٹلہ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا :۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے، کہ وہ نیک بندے امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے اصحاب ہیں۔

صاحب تفسیر مجمع البیان کہتے ہیں، کہ اس مطلب پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جسے خاصہ اور عامہ نے اس طرح روایت کیا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر دُنیا کی عمر سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو طولانی کر دیگا، کہ میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے، جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔

إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

یقیناً اس میں عبادت گزار بندوں کی جماعت کیلئے کفایت ہے ۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تمھیں مگر جہانوں کیلئے

لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

رحمت بنا کر ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ ماسوا اسکے نہیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمھارا معبود صرف معبود یکتا ہے ۔

فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ

پھر کیا تم مسلمان (ہوتے) ہو ۔ پس اگر وہ روگرداں ہوں تو تم کہہ دو کہ میں نے تو تمھیں برابر اطلاع

سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾

دے دی ہے ۔ اور میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تمھیں وعدہ دیا گیا ہے ، وہ نزدیک ہے یا دور ۔ یقیناً

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ

وہ (اللہ تعالیٰ) بلند آواز سے کہی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسکو بھی جانتا ہے ۔ اور میں نہیں جانتا

أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قُل رَّبِّ احْكُم

کہ شاید یہ (دیر) تمہارے لئے آزمائش ہو اور (اسکی غرض یہ ہو کہ) ایک مدت تک تمھیں فائدہ پہنچانا ہو اور رسولؐ نے کہا اے میرے

بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾

پروردگار! تو حق کیساتھ فیصلہ کر دے اور ہمارا پروردگار (خدائے) رحمٰن ہے جس سے ان تمام باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو مدد مانگی جاتی ہے ۔

النصف — ع ١٩ — ٧ / ٧

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ

آیاتها ٧٨ — ١٠ رکوعاتها

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو ۔ یقیناً (قیامت کی) گھڑی کا بھونچال ایک بہت بڑی چیز ہے

عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا

ل ۵ جس دن تم اس (قیامت کی گھڑی) کو دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اس سے غافل ہو جائے گی جسکو

أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ

وہ دودھ پلایا کرتی تھی ۔ اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی ۔ اور تو لوگوں کو مست

لہ شَيْءٌ عَظِيمٌ :- تفسیر صافی صـ ٣٣٢ پر بحوالہ احتجاج طبرسی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ : اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو ۔ تقویٰ اختیار کرو اور اس گھڑی سے ڈرو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ○
اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں مخاطبہ عام لوگوں سے ہے ، ایک روایت میں ہے کہ یہ زلزلہ مغرب سے سورج کے طلوع ہونے سے قبل آئے گا ۔ اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے ۔

سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿٢﴾

دیکھے گا، حالانکہ وہ مست نہیں ہونگے - لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی بہت سخت ہوگا -

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ

اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے جھگڑتا ہے ۵۱ اور ہر سرکش شیطان

شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿٣﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ

کی پیروی کرتا ہے - اس کے بارے میں لکھا جاچکا ہے کہ جو کوئی اس سے تولّا رکھے گا تو وہ یقیناً

يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ

اُسے گمراہ کردے گا اور اُسے جلتی آگ کے عذاب کی طرف راہ دکھلائے گا - اے لوگو! اگر تم (قیامت کو)

كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

اُٹھائے جانے سے شک میں ہو، تو یقیناً ہم نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ

نطفے سے ، پھر جمے ہوئے خون کی پھٹکی سے ، پھر گوشت کے لوتھڑے سے (کبھی) پوری خلقت والا اور (کبھی)

مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ

ناتمام خلقت والا تاکہ تمھیں (اپنی قدرت) دکھلائیں - اور جس کو ہم چاہتے ہیں رحموں میں ایک مدت مقررہ تک

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ

ٹھہرائے رکھتے ہیں ۵۲ پھر ہم تمھیں بچہ (بناکر) باہر نکالتے ہیں ، تاکہ تم اپنی عقل وتمیز کے کمال کو پہنچو - اور تم میں سے

مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا

کوئی تو پورے طور پر اٹھالیا جاتا ہے ، اور تم میں سے بعض کو ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے ۵۳ تاکہ وہ

يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ

جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے - اور تو زمین کو خشک دیکھتا ہے ، پھر جب ہم

اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ

اس پر پانی اتارتے ہیں وہ تروتازہ ہوکر حرکت کرنے لگتی ہے ۵۴ اور اُبھرتی ہے ، اور ہر قسم کی نفیس نباتات

زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ

اگاتی ہے - یہ اسلئے ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے - اور یہ یقیناً وہی مُردوں کو زندہ کرے

۵۱ مَنْ يُّجَادِلُ :-

تفسیر صافی صـ۳۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت نضر ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو جھگڑا کرتا تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اور قرآن پہلے لوگوں کی قصے کہانیاں ہیں اور موت کے بعد کوئی جی اُٹھنا نہیں ۞

۵۲ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى :-

تفسیر صافی صـ۳۳۴ پر ہے، کہ اس سے بچہ کے پیدا ہونے کا وقت مراد ہے، جو کم سے کم چھ مہینے ہے، اور زیادہ سے زیادہ نو مہینے اور کافی میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ کوئی عورت چھ مہینے سے کم مدت میں بچہ نہیں جن سکتی -

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا، کہ حمل کی انتہائی مدت کتنی ہوتی ہے ؟ یعنی بچہ ماں کے پیٹ میں کتنا عرصہ رہ سکتا ہے ، کیونکہ لوگ کہتے ہیں، کہ بچہ ماں کے پیٹ میں کئی سال تک رہ سکتا ہے - آپ نے فرمایا، کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں - حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ نو مہینے ہے، اس مدت سے ایک لحظہ بھر بھی زیادہ نہیں رہ سکتا - اور اگر ایک گھڑی بھی زیادہ ہوجائے، تو بیشتر اس کے کہ وہ پیٹ سے باہر آئے، ماں مرجائے گی -

لمترجم :- حقیقت میں حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ نو ماہ ہی ہوتی ہے، اس سے کمی بیشی حمل ٹھہرنے کے وقت سے لیکر وضع حمل تک صحیح حساب نہ جاننے سے ہوتی ہے -

۵۳ اَرْذَلِ الْعُمُرِ :-

تفسیر صافی صـ۲۷۸ اور صـ۳۳۴ پر ارذل العمر کے متعلق مختلف روایات درج ہیں تفسیر مجمع البیان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ انسان جب پچھتر سال کا ہوجائے، تو یہ ارذل العمر کو پہنچ جاتا ہے -

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے، کہ جب انسان سو سال کا ہوجائے تو یہ ارذل العمر ہے - اور ایک روایت میں ہے، کہ ارذل العمر سے مراد وہ وقت ہے جبکہ انسان کی عقل ایک سات سال کے بچہ جتنی ہوجائے -

دراصل ان روایات میں کوئی منافات نہیں، کیونکہ ارذل العمر کا وقت پچھتر اور سو سال کے درمیان کا ہی ہے - یہی وہ عمر ہوتی ہے، جبکہ عقل انسانی ایک سات سالہ بچے جتنی ہوجاتی ہے - پچھتر سال یا سو سال اپنے اپنے ملک کے محاورہ کے لحاظ سے ہے، جیسا کہ ہمارے ملک میں ایسی عمر والے آدمی کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ سٹھیا گیا، یا ستر ابہتر ا (ستر بہتر سال کا) ہوگیا - خواہ اس کی عمر اس سے تھوڑی ہو یا زیادہ ۞

۵۴ اهْتَزَّتْ :- اس کے لغوی معنے ہیں، اس نے تروتازہ ہوکر حرکت کی - اِهْتِزَازٌ سے جس کے معنی جھومنے، بل کھانے اور شادابی و تروتازگی کی وجہ سے درخت کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب - (لغات القرآن نعمانی - ج ۱ - صـ۳۰۲)

اس آیت سے حرکت زمین پر بھی روشنی پڑتی ہے، اور تفسیر صافی صـ۳۳۴ پر بھی اس کے معنی تحرکت یعنی زمین کا حرکت کرنا ہی لکھے ہیں ۞

الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۶ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ

گا۔ اور یقیناً وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنیوالا ہے۔ اور یقیناً (قیامت کی گھڑی) آنیوالی ہے۔

لَّا رَیْبَ فِیْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝۷ وَمِنَ

اس میں کوئی شک نہیں۔ اور جو قبروں میں ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اُنھیں زندہ کرکے اُٹھائے گا ؎۱ اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا

سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی علم اور بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب

كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ۝۸ ثَانِیَ عِطْفِهٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِی

کے جھگڑتا ہے ؎۲۔ اپنے پہلو کو موڑنے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دے۔ اُس کے لئے

الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّنُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝۹ ذٰلِكَ

دُنیا میں رسوائی ہے، اور قیامت کے دن ہم اسے جلانے والے عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے۔ یہ تو تمھارے

بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝۱۰ وَ

اُن (اعمال) کا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے۔ اور

مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ

لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت (دین کے) ایک کنارے پر ہو کر کرتا ہے، پس اگر اسے کوئی بھلائی

اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ

پہنچتی ہے تو وہ اُس سے مطمئن ہوتا ہے۔ اور اگر اُسے کوئی مصیبت آپہنچتی ہے تو اپنا منہ پھیر کر پلٹ جاتا ہے۔

خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝۱۱

اُس نے دنیا اور آخرت دونوں گنوا دیں۔ یہی کھلم کھلا خسارہ ہے۔

یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَمَا لَا یَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ

وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اُس چیز کو پکارتا ہے جو اُسے نہ تو نقصان پہنچاتی ہے اور نہ نفع ہی دیتی ہے۔ یہی تو

هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ۝۱۲ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ

بہت دور کی گمراہی ہے۔ وہ تو اُسے پکارتا ہے جسکا نقصان اُسکے نفع کی نسبت زیادہ قریب ہے۔

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ ۝۱۳ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ

وہ ضرور بہت بُرا کارساز اور بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان

ع ۱ ۱۰ ۸

؎۱ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۴ پر بحوالہ قرب الاسناد امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل امین سے فرمایا، کہ اے جبرئیل! مجھے دکھاؤ، کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو کس طرح اٹھائے گا۔ اس نے کہا بہت خوب! پس بنی ساعدہ کے قبرستان کی طرف گئے، اور ایک قبر پر پہنچ کر کہا، کہ بحکم خدا نکل آ۔ ایک شخص سر سے مٹی جھاڑتا ہوا نکل آیا۔ اور کہتا تھا: ہائے افسوس! ہائے، افسوس!! پھر جبرئیل نے کہا: کہ قبر میں داخل ہو جا۔ پس وہ داخل ہو گیا۔ پھر وہ ایک اور قبر پر گئے، اور کہا، کہ خدا کے حکم سے نکل آ۔ پس اس سے ایک نوجوان سر سے مٹی جھاڑتا ہوا باہر نکلا۔ اور یہ کہتا تھا، کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ واشھد ان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: قیامت کے دن اسی طرح لوگ اٹھائے جائیں گے،

المجالس اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مخلوق کو مبعوث کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو چالیس دن برابر مینہ برستا رہیگا، جس سے جوڑ باہمی مل جائیں گے، اور گوشت اگ آئے گا۔

؎۲ مَنْ یُّجَادِلُ:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے، کہ یہ آیت ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور مصباح الشریعۃ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جو شخص مخلوق سے ایسی باتوں میں جھگڑا کرے، جن میں اسے کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے تو وہ خدائی کے بارے میں جھگڑنے والا سمجھا جائے گا ایسے ہی شخص کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- من یجادل فی اللہ ... الخ آپ نے یہ بھی فرمایا، کہ اس شخص سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا، جو عابدوں اور زاہدوں کی طرح کا لباس پہن لے، اور باطن میں کچھ بھی نہ ہو۔

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ، ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔

اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ

یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ

یَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی

دُنیا اور آخرت میں اُس کی مدد نہ کرے گا ، پس اُسکو چاہیے کہ آسمان کی طرف ایک رسی کھینچ لی جائے [1]

السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ هَلْ یُذْهِبَنَّ كَیْدُهٗ مَا یَغِیْظُ ﴿١٥﴾

(اُسکا پھندا گلے میں ڈال کر لٹک جائے) پھر اُسے کاٹ ڈالے پھر دیکھے کہ کیا اسکی تدبیر اُس چیز کو دور کر دیتی ہے جو اسے غصہ

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ

دلاتی ہے ۔ اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو روشن آیتیں کر کے اتارا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ، اُسے

یُّرِیْدُ ﴿١٦﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕیْنَ

راہ راست دکھلا دیتا ہے ۔ یقیناً جو لوگ ایمان لا چکے اور جو لوگ یہودی ہو گئے ۔ اور صابی (ستارہ پرست) ،

وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ

اور نصاریٰ (عیسائی) اور مجوسی ، اور جن لوگوں نے شرک اختیار کیا ، اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان

بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿١٧﴾

قیامت کے دن ضرور فیصلہ کرے گا ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے ۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے ، اور جو کوئی زمین

الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ

میں ہے ، اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے

وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ

اور بہت سے آدمی ، اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں ۔ اور بہت ایسے ہیں کہ اُن پر عذاب لازم ہو چکا ہے ۔

وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا

اور جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے پھر اُسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہے ۔ بیشک اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے

[1] بِسَبَبٍ :-

اس کے لغوی معنی ہیں ، رسّی ، سامان ، ذریعہ

سَبَب اصل میں اس رسّی کو کہتے ہیں ، جس کے ذریعہ درخت پر چڑھا جاتا ہے ۔ اسی مناسبت سے ہر اس شے کا نام سَبَب ہوا ، جو کسی دوسری شے کے توسل کا ذریعہ ہو۔

(لغات القرآن نعمانی ۔ ج ۱ ۔ صـ۱۷۶،۱۷۷)

ابو عبیدہ کہتے ہیں ، کہ ہر وہ رسّی جو اوپر سے ڈالی جائے ، سَبَب ہے ۔ ابن عیینہ کا بیان ہے کہ جو مضبوط اور لمبی رسّی ہو ، وہ سبب ہے ۔ اور جب تک اس کے ذریعہ اترا چڑھا نہ جائے سَبَب نہیں کہلاتی ۔ اور بعض کا قول ہے ، کہ اس وقت تک سَبَب سے موسوم نہیں ہوتی ۔ جب تک کہ وہ ایک طرف سے چھت یا اسی قسم کے کسی مقام میں لٹکی ہوئی نہ ہو۔

(لغات القرآن نعمانی ۔ ج ۳ ۔ صـ۱۷۱)

یَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ

کرتا ہے لے ۔ یہ دو جھگڑنے والے تھے جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا، پس جو کافر

كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

ہو گئے ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کر دیئے گئے ۔ ان کے سروں کے اوپر سے

رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾

کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا ۔ جس سے وہ چیز جو ان کے پیٹوں میں ہے اور (ان کی) کھالوں کو گلا دیا جائے گا۔

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ

اور ان کیلئے لوہے کے گرز ہوں گے ۲ ۔ جب بھی وہ رنج کی وجہ سے یہ ارادہ کریں گے کہ اس میں سے نکلیں

غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ

اُسی میں لوٹا دیئے جائیں گے ۔ اور (ان سے کہا جائیگا کہ) جلنے کے عذاب کا (مزہ) چکھو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ

ان لوگوں کو جو ایمان لائے ، اور انھوں نے عمل نیک کئے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

نہریں بہتی ہیں ، اُس میں انھیں سونے کے کنگن اور موتی پہنا دیئے جائیں گے ،

لُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّیِّبِ مِنَ

اور اُس میں ان کا لباس ریشمی ہو گا ۔ اور (یہ اسلئے ہے کہ) انھیں پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ) کی ہدایت

الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِیْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

کی گئی تھی ۔ اور انھیں مستحق حمد (اللہ تعالیٰ) کے راستہ کی طرف ہدایت کی گئی تھی ۳ ۔ یقیناً وہ لوگ جنھوں نے کفر اختیار

وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ

کیا ، اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ، اور مسجد حرام سے بھی ۔ جس میں ہم نے وہاں کے مجاور

جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ

اور باہر سے آنے والوں کا حق برابر رکھا ہے ۔ اور جو اس میں ظلم کے ساتھ کجروی کا

بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ

ارادہ کریگا ، ہم اُسے سخت دردناک عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے ۔ اور (یاد کرو وہ وقت) جبکہ ہم نے ابراہیم کو

لے یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ :-

تفسیر صافی صد ۳۳۵ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے، انہوں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی، کہ امیر المومنین علیہ السلام کو اطلاع دی گئی، کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بارے میں کچھ کلام کرتا ہے، آپ نے اسے بلایا، اور اس سے پوچھا: کہ اے بندہ خدا! اللہ تعالیٰ نے جو تجھ کو پیدا کیا ہے وہ اپنی مشیت کے مطابق، یا تیری مرضی کے موافق، اُس نے کہا، کہ اپنی مرضی کے موافق۔ پھر فرمایا: کہ جب وہ تجھے بیمار کرتا ہے، تو اپنی مرضی کے مطابق، یا تیری مرضی سے۔ اُس نے کہا: کہ اپنی مشیت کے مطابق۔ پھر آپ نے فرمایا: کہ جب وہ تجھے شفا عطا کرے گا، تو اپنی مشیت کے مطابق یا تیری مرضی کے موافق۔ اس نے کہا کہ اپنی مشیت کے مطابق۔ پھر فرمایا: کہ جہاں وہ چاہے گا، تجھے پہنچائے گا۔ یا جہاں تو چاہے گا؟ اس نے کہا، کہ جہاں وہ چاہے گا۔ امام فرماتے ہیں، کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ جواب سُن کر فرمایا: کہ اگر تو اس کے خلاف کہتا، تو ضرور تھا، کہ میں تمہاری وہ چیز یعنی سر پھوڑ دیتا، جس میں تمہاری دونوں آنکھیں ہیں ÷

۲ مَقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ :-

تفسیر صافی صد ۳۳۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اگر ان میں سے ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے، اور تمام جن اور انسان اُس کے اٹھانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں، تو بھی نہ اٹھا سکیں گے ÷

۳ صِرَاطِ الْحَمِیْدِ :-

تفسیر صافی صد ۳۳۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے، کہ یہ حمزہ اور جعفر طیار اور عبیدہ اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری، اور مقداد بن اسود، اور عمار بن یاسر تھے، جنہوں نے صراط الحمید یعنی ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی راہ پائی۔

اور المحاسن میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ خدا کی قسم صراط الحمید سے مراد وہ امر ہے، جس پر تم قائم ہو ÷

مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ
بیت اللہ کے پاس جگہ دی۔ (اور کہا) کہ تم میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور میرے گھر کو طواف
لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّنْ فِي
کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک رکھو۔ اور لوگوں میں حج
النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ
کیلئے اعلان کردو، تمہارے پاس کچھ پیدل آئیں گے اور کچھ ہر طرح کے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر تمام دُور
مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا
کے راستوں سے چلے آئیں گے ۵۱ تاکہ وہ اپنے (دینی اور دنیاوی) فائدوں کو دیکھیں اور جو اس اللہ نے
اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ
انھیں چار پائے مویشی عطا کئے ہیں جانے بوجھے دنوں میں اُن (کے ذبح) پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کریں۔
الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ
پھر (بعد ذبح) اُس میں سے تم بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے
لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ
کہ وہ اپنی میل کچیل دُور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں۔ اور قدیم آزاد گھر (کعبہ) کا طواف
الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ
کریں ۵۲ (حکم) یہی ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو اُس کا، یہ فعل اسکے
عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ
پروردگار کے نزدیک اُس کیلئے بہتر ہے اور سوائے انکے جنکا ذکر تمہیں پڑھ کر سنایا جائیگا، کل چار پائے تمہارے لئے حلال
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾
کئے گئے۔ پس تم بتوں کی پلیدی سے بچتے رہو۔ اور قول باطل (شرک) سے بچتے رہو۔
حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ
خالص اللہ تعالیٰ کی طرف والے ہو کر رہو اسکے ساتھ شرک کرنے والے نہ رہو۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کرتا ہے۔
فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي
پس وہ ایسا ہے جیسا کہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر اسے پرندوں کی جماعت اُچک لے جاتی ہے ۵۳ یا اسے ہوا اُڑا کر

۵۱ عَمِیق:۔

عمیق، عُمق سے بروزن فَعِیل صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ عُمق کے معنی اصل میں تو گہرا ہونے کے ہیں۔ مگر دُور و دراز ہونے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

ابن الاعرابی نے جو لغت و عربیت کے ماہر مانے گئے ہیں، تصریح کی ہے، کہ عمق کا استعمال جب راستے کے لئے ہو، تو دور دراز ہونے کے معنی ہیں۔ اور جب کنوئیں کے متعلق ہو، تو اس کے معنی گہرا ہونے کے ہیں۔ (تاج العروس)

۵۲ بَیْتِ الْعَتِیق:۔

بَیت اُس جگہ کو کہتے ہیں، جہاں بیتوتہ کیا جائے، یعنی جہاں انسان رات میں آکر بسیرا لے۔ پھر کبھی کبھی رات کا لحاظ کئے بغیر مطلق جائے سکونت کو بَیت کہہ دیا جاتا ہے، مٹی کا گھر ہو، یا چوتے پتھر کا۔ شامیانہ ہو، یا خیمہ، سب کے لئے بیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے ۔۔۔ اور جو چیز زمانہ یا مقام یا رتبہ میں مقدم ہو، اُسے عتیق کہتے ہیں۔ اسی لئے عتیق کے معنی کبھی قدیم کے آتے ہیں، اور کبھی بزرگ و کریم کے، اور کبھی اُس غلام کے جو آزاد کر دیا گیا ہو ۔۔۔ خانہ کعبہ کو بیت العتیق کیوں کہا گیا؟

تفسیر صافی صـ۳۳۵ پر ہے، کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا، کہ خانہ کعبہ کا نام بیت العتیق کیوں ہوا؟ تو آپ نے فرمایا:۔ اس لئے کہ وہ لوگوں کی ملکیت سے ہمیشہ آزاد رہا۔

اور المحاسن، علل، الشرائع اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس کا نام بیت العتیق اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے غرق ہونے سے آزاد رکھا۔ طوفان نوح علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو اٹھا لیا تھا۔

۵۳ الطَّیْر:۔

اس کے معنی ہیں پرندے، یا پرندہ۔

علامہ احمد فیومی نے اپنی لغت کی مشہور کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے:۔ طائِر کی جمع طَیر ہے، جیسا کہ صاحِب اور صَحب اور راکِب اور رَکب ہیں، اور طیر کی جمع طیور اور اطیار آتی ہے ۔۔۔ ابو عبیدہ اور قطرب کا بیان ہے کہ لفظ طَیر واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے ۔۔۔ اور ابن الانباری نے کہا ہے کہ طیر جمع ہی ہے اور اس کی تانیث بہ نسبت تذکیر کے زیادہ مستعمل ہے اور واحد کے لئے طَیر نہیں، بلکہ طائر کہا جاتا ہے۔

واضح رہے، کہ آیۂ شریفہ، فیکون طیرًا باذن اللہ (تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا جانور ہو جائے گا) میں طیر کا اطلاق واحد پر ہوا ہے، اس لحاظ سے ابو عبیدہ اور قطرب کا بیان صحیح ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، ج ۴، صـ۱۲۱)

بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُعَظِّمْ
کسی دُور دراز جگہ پر پھینک دیتی ہے۔ یہ تو ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں

شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾ لَكُمْ فِيهَا
کی تعظیم کریگا تو یقیناً یہ (فعل) دلوں کی پرہیزگاری ہی سے ہے۔ اس (قربانی کے جانوروں) میں تمہارے

مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ ع
لئے ایک مقررہ مدت تک فائدے ہیں۔ پھر اُنکے حلال ہونے کی جگہ قدیم آزاد گھر (کعبہ) کے پاس ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَىٰ
اور ہم نے ہر امت کیلئے ایک عبادت گاہ قرار دے دی۔ تاکہ جو چارپائے ہم نے انھیں رزق کے طور پر عطا

مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ
کئے اُن پر (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کریں۔ پس تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔

فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ
سو تم اُسکے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری سُنا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا

اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَ
جائے (تو) اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جو مصیبتیں اُن کو پہنچیں اُن پر صبر کرنے والے ہیں، اور

الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ
نماز قائم کرنے والے، اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اُس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے موٹے

جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا
تازے اُونٹ ہم نے انھیں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے قرار دیا [۵۱] اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ پس تم

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا
اس پر (نحر کیلئے صف بستہ (کھڑا ہونے کی حالت میں) اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا کرو [۵۲] پھر جب [۵۳] پہلوؤں کے بل (زمین پر)

مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ
گر پڑے تو تم اُس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنیوالے (محتاج)، اور سائل محتاج کو بھی کھلاؤ [۵۳] اسی طرح ہم نے اسے

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا
تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کو نہ تو اس (قربانی) کے گوشت پہنچیں گے، اور نہ ہی

ع ٨ / ١١

۵۱ شَعَآئِرَ اللّٰہِ:-
شعائر کی تشریح سابقاً ص۱۳۷ پر زیرِ حاشیہ ۳ کی جاچکی ہے، وہاں سے دیکھ لی جائے۔

۵۲ صَوَآفَّ:-
صَافَّۃٌ کی جمع جو صَفٌّ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث ہے، قاموس میں مرقوم ہے۔ « قرآن مجید میں فاذکروا اسم اللہ علیہا صوآف میں صَوَاف بمعنی مَصْفُوفَۃٌ (اسم مفعول کے معنی میں) یعنی ایک قطار میں کی ہوئیں) فواعل بمعنی مفاعل ہے، اور بعض نے بمعنی مُصْطَفَّۃ۔ (اسم فاعل یعنی قطار باندھنے والیاں) بیان کیا ہے۔
(لغات القرآن نعمانی- ج ۴- ص۱۴۱)

تفسیر صافی ص۲۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اونٹنی کھڑی کی نحر کی جائے گی۔
اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ جب نحر کیلئے کھڑی کی جائے، تو پنجے سے گھٹنے تک اُس کے اگلے پاؤں باندھ دیئے جائیں۔

۵۳ اَلْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ:-
تفسیر صافی ص۲۳۸ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ قربانی کا ایک تہائی حصہ اپنے کنبہ والوں کو کھلاؤ۔ اور ایک تہائی قانع کر دو، اور ایک تہائی مسکین کو۔ کسی نے پوچھا، کہ کیا مسکین سے مراد سائل ہے؟ فرمایا: ہاں! اور قانع وہ ہے کہ اُس کے پاس تھوڑا یا زیادہ جو کچھ بھیجدو، وہ اُس پر راضی رہے، اور معتر وہ ہے جو تمہارے سامنے سے گذرے اور سوال نہ کرے۔

دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اُس کے خون ، لیکن اس کو تو تمھاری پرہیزگاری پہنچے گی ۔ اسی طرح اُس نے اُن کو تمھارے لئے

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ

مسخر کردیا تاکہ تم اس ہدایت پرجو اس نے تمھیں کی ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی (بیان) کرتے رہو اور تو نیکی کرنیوالوں کو خوشخبری دیدے

اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے جو ایمان لاچکے (کفار کے شر کو) دفع کرتا رہیگا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے

خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ

ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا ۔ جن (مسلمان) لوگوں سے جنگ کی جاتی ہے انھیں (جنگ کرنیکی) اجازت اسلئے دی جاتی

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

ہے کہ اُن پر ظلم کیا گیا تھا ۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ اُنکو مدد دینے پر پوری پوری قدرت رکھنیوالا ہے ۔ جو اپنے گھروں سے صرف

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ

اتنی بات کہنے پر ناحق نکالے گئے ، کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے ۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہتا ، تو عیسائی راہبوں کے

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ

تکئے ۵۱ اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے

اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

ضرور گرادیئے جاتے ۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکی البتہ ضرور مدد کریگا جو اُس (اللہ تعالیٰ) کی مدد کرتا ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ

قوت والا (اور) بہت زبردست ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم اُنھیں زمین میں تمکین دیں ۵۲ تو

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ

وہ نماز کو قائم کریں ، اور زکوٰۃ دیں ، اور نیک کاموں کا حکم دیں ،

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ

اور بُرے کاموں سے روکیں ۔ اور معاملات کا انجام تو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ۔ اور اگر

ع ۵ ۱۲

۵۱ صَوَامِعُ :-

صَوَامِعُ ، صَوْمَعَةٌ کی جمع ہے ، صومعہ ہر وہ عمارت ہے ، جس کا اوپر کا سرا باہم جڑا ہوا ہو ۔ چونکہ عیسائی اپنے عبادت خانوں کا سرا بلند اور باریک اور گاؤ دم بناتے ہیں ، اس لئے اس کو صومعہ بولتے ہیں ۔ علامہ سلیمان جمل شیخ یمین سے ناقل ہیں :-

" صَوَامِعُ صَوْمَعَة " کی جمع ہے ، صومعہ اس بلند عمارت کو کہتے ہیں ، جس کا بالائی حصہ محدب ہو ، اور اس کا وزن فَوْعَلَةٌ ہے ، جیسے کہ دُحْرُجَةٌ ہے ، اور یہ راہبوں کا عبادت خانہ ہے ، اور بعض نے کہا ہے ، کہ صابئیوں کا عبادت خانہ ہے ۔

(الفتوحات الالٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الدقائق الحقیہ از سلیمان جمل ، ج ۳ ص ۱۷۹ طبع مصر و لغات القرآن نعمانی ۔ جلد ۴ ص ۱۴۱) ۞

۵۲ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ :-

تفسیر صافی ص ۳۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ یہ ساری آیت آل محمد کی شان میں نازل ہوئی ہے ، اور امام مہدی آخر الزمان اور ان کے اصحاب کو اللہ تعالیٰ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک کردے گا ۔ اور دین کو غلبہ دے گا ۔ اور ان کے اور ان کے اصحاب کے ذریعہ بدعت اور باطل کو مٹا دے گا ۔ جس طرح کہ ان بدعتوں نے حق کو مٹانا چاہا تھا ۔ یہاں تک کہ دکھائی نہ دے گا کہ ظلم کہاں ہے ۔ وہ نیکیوں کا حکم دیں گے ، اور برائیوں سے روکیں گے ۞

يُّكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّ

یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں تو (تعجب نہیں) ، یقیناً ان سے پہلے نوح اور عاد اور

ثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرٰهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَّأَصْحٰبُ

ثمود کی قوم ، اور ابراہیم کی قوم ، اور لوط کی قوم اور مدین والے (اپنے اپنے

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسٰى فَأَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِينَ ثُمَّ

نبی کو) جھٹلا چکے ہیں ۔ اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا ، پھر ہم نے کافروں کو مہلت دی ، پھر

أَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

اُن کو پکڑ لیا ، پھر میرا عذاب کیسا تھا ؟ پھر کتنی بستیاں تھیں کہ ہم نے اُنھیں

أَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا

ہلاک کر دیا ، درآنحالیکہ وہ ظالم تھیں ، پس وہ (اب) اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں ۔ اور

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي

بہت کنوئیں ناکارہ (پڑے) ہیں ؎۵۱ اور بہت بلند مضبوط محل (ویران پڑے) ہیں ۔ پس کیا وہ زمین میں چلے پھرے

الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَّعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ

نہیں ، کہ اُن کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ سمجھتے ۔ یا اُن کے کان

يَّسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ

ایسے ہو جاتے جن سے سنتے ۔ پس تحقیق آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ، لیکن

تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

دل اندھے ہوتے ہیں ؎۵۲ جو سینوں کے اندر ہیں ۔ اور یہ لوگ تجھ سے جلد عذاب لانے

بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ

کی آرزو رکھتے ہیں ، حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا ؎۵۳ اور یقیناً تمھارے پروردگار کے

رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾ وَكَأَيِّنْ مِّنْ

نزدیک ایک دن (کی مقدار) تمھاری گنتی (کی رُو) سے ایک ہزار سال کے برابر ہے ؎۵۴ اور کتنی ہی بستیاں ایسی

قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۚ وَ

ہوئیں کہ میں نے اُنھیں مہلت دی ، حالانکہ وہ ظالم تھیں ، پھر میں نے اُنھیں پکڑ لیا ۔ اور

؎۵۱ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۸ پر بحوالہ الاکمال و معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور بحوالہ کافی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ بئر معطلۃ امام صامت ہے، اور قصر مشید امام ناطق۔

قول صاحب تفسیر صافی :- امام صامت کو بئر معطلۃ سے اس لئے نسبت دی گئی، کہ جس طرح کنوئیں کا پانی جو باعثِ حیاتِ ابدان ہے، زمین کے طبقات میں غائب رہتا ہے، لیکن لوگ اپنی زندگی کے بچاؤ کے لئے اس پانی تک پہنچتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، اسی طرح امام کا وجود بھی روحوں کی زندگانی کا موجب اور سبب ہے۔ پس جو ارواح کی زندگی چاہتا ہے، وہ امام سے غیبت میں بھی نفع حاصل کرتا ہے۔ لیکن جو استفادہ نہیں کرتا، اس کے لئے امام کا وجود بئر معطلۃ کا حکم رکھتا ہے ۔

؎۵۲ تَعْمَى الْقُلُوبُ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۹ پر بحوالہ التوحید، اور الخصال امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ بندے کی آنکھیں چار ہوتی ہیں، دو تو وہ ہوتی ہیں، جن سے وہ اپنے امر دین و دنیا کو دیکھتا ہے۔ اور دو وہ جن سے وہ اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کیلئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو وہ اس کی وہ دو آنکھیں کھول دیتا ہے، جو اسکے دل میں ہیں، اور وہ اُن کے ذریعہ سے غیب کو اور اپنے امر آخرت کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس کی کرتوتوں کے باعث اُس کے خلاف ارادہ کرتا ہے، تو اس کا قلب جس حالت میں ہے، اُسی طرح چھوڑ دیتا ہے ۔

؎۵۳ وَلَنْ يُّخْلِفَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۹ پر بحوالہ ارشاد شیخ مفید امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا، اور وہ کوفہ کی طرف تشریف لے جائیں گے، تو اس میں چار مسجدوں کو گرادینگے اور روئے زمین پر جس قدر مسجدیں کنگروں والی ہونگی، ان سب کو گرادیں گے، اور انہیں بغیر میناروں کے بنادیں گے، بڑے راستوں کو وسیع کر دیں گے، اور ان تمام چھجوں کو جو راستہ کی طرف بڑھے ہوئے ہوں گے تڑوادیں گے، اور راستوں پر جو پاخانے اور پرنالے گرتے ہونگے، انہیں بند کرادیں گے، اور کوئی بدعت ایسی نہ ہوگی، جس کا ازالہ نہ فرمائیں، اور کوئی سنت ایسی باقی نہ رہ جائے گی، جسے قائم نہ کردیں۔ اور قسطنطنیہ اور چین اور کوہستان دیلم کو فتح کریں گے۔ اور اس کے بعد سات برس تک انتظار کریں گے، کہ ہر برس ان میں سے تمہارے دس برس کے برابر ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا، کریگا۔ اس پر کسی نے کہا، کہ یہ برس کس طرح طویل ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا، کہ اپنی حرکت کو کم کردے، اس پر کہا گیا، کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں، کہ اگر حرکتِ آسمان میں کچھ فرق آجائے، تو تمام دنیا تباہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: یہ زندیقوں کا قول ہے، اہل اسلام کو اس کے قائل ہونے کا کوئی موقعہ ہی نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے، اور انکے وصی کے لئے سورج کو پھر واپس بھیجدیا تھا، جیسا کہ حضرت یوشع بن نون وصی موسیٰ علیہ السلام کیلئے پہلے بھیج چکا تھا۔ اور قیامت کے دن کے طویل ہونے کی خبر دی ہے، جیسا کہ فرماتا ہے: وان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون ۵

إِلَى الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ

میری طرف ہی (سب کی) بازگشت ہے۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ اے لوگو! ماسوا اسکے نہیں کہ میں تو تمہارے لئے ایک کھلم کھلا

مُبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ

ڈرانیوالا ہوں۔ پس وہ لوگ جو ایمان لاچکے، اور انھوں نے نیک عمل کئے، اُن کیلئے (گناہوں کی)

مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا

بخشش اور عزت کی روزی ہوگی۔ اور جن لوگوں نے عاجز کردینے کی نیت سے ہماری آیتوں کے

مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ

بارے میں کوشش کی، وہی دوزخ والے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے نہ کوئی

قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى

رسول بھیجا اور نہ کوئی نبی، مگر یہ کہ جب اُس نے تمنا کی تو شیطان

الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ

نے اُسکی تمنا میں (کچھ) ڈال دیا۔ پس جو کچھ شیطان ڈالتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے۔

ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾ لِيَجْعَلَ

پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو محکم کردیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطان نے

مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

جو کچھ ڈالا ہے اُسے اُن لوگوں کے لئے آزمائش قرار دے، جن کے دلوں میں مرض ہے،

وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾

اور جن کے دل سخت ہیں۔ اور یقیناً ظالم پرلے درجہ کی مخالفت میں پڑے ہیں۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ

اور تاکہ وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے اُنھیں معلوم ہوجائے کہ یقیناً حق تمہارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے۔

فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ

پس وہ اُس کی تصدیق کریں ۵۵ پھر اُن کے دل اس کے لئے نرم ہوجائیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو

الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ

ایمان لاچکے سیدھے راستے پر لگا دینے والا ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا وہ تو اس سے

ع ۱۰ / ۱۳

۵۴ مِمَّا تَعُدُّوْنَ: ایک دن کی مقدار کا ایک ہزار سال کے برابر ہونے کی مکمل تشریح آگے صفحہ ۹۴ پر زیر حاشیہ ۲ کردی گئی ہے ؛

۵۵ فَيُؤْمِنُوْا :-

فیؤمنوا، اِیْمَانٌ سے ہے۔ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں۔ یعنی خبر دینے والے کے حکم کا یقین کرنا، اس طرح کہ حکم قبول کیا جائے اور بتانے والے کو سچا قرار دیا جائے۔ یہ مصدر ہے، بروزن اِفْعَالٌ۔ اَمْنٌ سے ماخوذ ہے۔ گویا ایمان لانے کا مطلب ہے، کہ اس کو تکذیب و مخالفت سے امن دے دیا جائے۔

اور شرعاً ایمان کے معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تمام تعلیمات کی تصدیق کرنا جن کے متعلق بالضرورت معلوم ہے کہ یہ آپ کی تعلیم ہے، جس چیز کا تفصیلی علم ہے، اُسکی تفصیلی طور پر۔ اور جس کا اجمالی علم ہے، اسکی اجمالی طور پر تصدیق کرنا۔ (لغات القرآن نعمانی ج ۱۔ صفحہ ۳۱۸)

لمترجم :- چونکہ اس آیت میں فیؤمنوا کے مصداق اُوتوا العلم ہیں، یعنی صاحبانِ علم لدنی اس لئے ان کی طرف جب ایمان منسوب ہو، تو اس سے مراد ان کا تصدیق رسالت و نبوت کرنا ہوتی ہے، نہ کہ عدم ایمان سے ایمان کی طرف عود کرنا۔ کیونکہ وہ پیدائشی ایماندار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی نسبت فرماتا ہے :-

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ (پ ۲۱ سورۃ عنکبوت ع ۳۔)

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے، کیونکہ وہ خود نبی تھے۔ آپ کا ایمان لانا کیا معنی رکھتا ہے کیا کوئی نبی ایسا بھی ہوسکتا ہے، جو ایمان نہ رکھتا ہو۔ استغفر اللہ۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق نبوت کی۔ یہی مطلب یہاں فیؤمنوا کا ہے ؛

كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً

ہمیشہ شک میں رہیں گے ، یہاں تک کہ (قیامت کی) گھڑی اُن پر اچانک آ جائے ،

أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ

یا منحوس دن کا عذاب ان پر آ جائے ۔ اس دن حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی ۔

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي

وُہ اُن کے درمیان فیصلہ کریگا ۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل نیک کئے ، وہ نعمت والی

جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

جنتوں میں ہوں گے ۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ، اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ۔

فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي

پس انہی کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا ۔ اور وُہ لوگ جنھوں نے خدا کی راہ میں ہجرت

ع ۹ (۷ ، ۱۴)

سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا

کی ۔ پھر قتل کئے گئے یا مر گئے ۱ہ ضرور اللہ تعالیٰ انھیں اچھا رزق عطا

حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ

کرے گا ۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ البتہ وہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے ۔ البتہ وُہ ضرور انھیں ایسی

مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾ ذَٰلِكَ

جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے ، اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑا بُردبار ہے ۔ یہی (درست) ہے ۔

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

اور جس نے اتنی ہی سزا دی جتنی کہ اُسے ایذا دی گئی ، پھر اس پر زیادتی کی گئی ،

لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ

البتہ اسکو اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا ۲ہ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے ۔ یہ اس وجہ سے کہ یقیناً

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَ

اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے ، اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔ اور

أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَ

یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے ۔ یہ اس لئے ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ وہی تو حق ہے ۔ اور

۱ہ اَوْ مَاتُوْا :۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۴ پر بحوالہ الجوامع لکھا ہے :۔ کہ روایت میں آیا ہے ، کہ اصحاب نے عرض کی ، یا رسول اللہ ! جو لوگ حضورؐ کی معیت میں قتل کئے گئے ان کی نسبت تو ہمیں علم ہو گیا ہے ، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلائی اور خوبی عطا فرمائی ۔ حالانکہ ہم نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرح جہاد کیا ، جس طرح انہوں نے کیا ۔ پس اگر ہم آپ کے ساتھ مر جائیں (اور قتل نہ ہوں) ، تو ہمیں کیا بدلہ ملے گا ؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل کیں ۔

۲ہ لَیَنْصُرَنَّهُ اللہُ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے ، کہ اس آیت کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ جبکہ قریش نے ان کو مکہ سے نکالا ۔ اور آپ اُن سے بھاگ کر غارِ ثور میں چلے گئے ، تب بھی وہ آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کی غرض سے انکی تلاش میں گئے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اس زیادتی کی سزا بدر کے دن دی ۔ اور عتبہ ، شیبہ ، ولید ، ابوجہل اور حنظلہ ، ابن ابی سفیان وغیرہ قتل کئے گئے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ، تو ان کافروں کے خون کا مطالبہ کیا گیا ۔ اور اسی مطالبہ میں امام حسینؑ اور آلِ رسول صلعم از روئے ظلم و زیادتی شہید کئے گئے ۔ جیسا کہ یزید کے ان شعروں سے ثابت ہوتا ہے :۔

{ لیت اشیاخی ببدر شهدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل }

اے کاش ! میرے بدر والے بزرگ نیزوں کے پڑنے سے انصار کا رونا پیٹنا دیکھتے ۔

{ لاهلّوا واستهلوا فرحا
ثم قالوا یا یزید لا تشل }

تو وہ خوش ہو ہو کر خوب چیختے چلاتے ، پھر یہ کہتے اے یزید ! تو کبھی مشلول نہ ہو تیرے ہاتھ سلامت رہیں ۔

{ لست من خندف ان لم انتقم
من بنی احمد ما کان فعل }

یعنی اگر میں اولادِ احمدؐ سے احمدؐ کے افعال کا بدلہ نہ لوں ، تو میں بھی خندف کے خاندان سے نہیں ۔

{ قد قتلنا القوم من ساداتهم
وعدلناه ببدر فاعتدل }

ہم نے اُنکے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر دیا ، اور اسے بدر کے دن کا بدلہ سمجھ لیا ، پس بدلہ پورا ہو گیا ۔

وکذٰلک الشیخ اوصانی به ۔ فاتبعت الشیخ فی ما قد سئل ۔ اور شیخ نے مجھے اسی کی وصیت کی تھی ، پس شیخ نے جو کچھ مجھ سے چاہا تھا ، میں نے اسکی پیروی کی ۔۔ نیز جو وقت وہ امام حسینؑ کے سرِ اقدس کو الٹ پلٹ کر رہا تھا ، اُس وقت اُس نے یہ کہا :۔ نقول والرأس مطروح مقلبة ۔ یلیت اشیاخنا ماضون بالحضرة ۔ یعنی جس حال میں کہ ہم اس پڑے ہوئے سر کو الٹ پلٹ کر رہے ہیں ، ہم کہتے ہیں ، اے کاش ! ہمارے بزرگ جو گذر گئے ہیں ، موجود ہوتے ۔۔ حتیٰ یقیسوا قیاسا لو یقاس به ۔ ایام بدر لکان الوزن بالقدد ۔ تو وہ ایک قیاس کرتے کہ اگر ایامِ بدر کا اس واقعہ کربلا سے قیاس کیا جائے ، تو اندازہ میں دونوں وزن برابر ہو جائیں گے ۔۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ ذٰلک ومن عاقب یعنی رسول اللہ بمثل ما عوقب به یعنی جس وقت ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا ، ثم بغی علیه یعنی آنحضرت صلعم کی اولاد قتل کی گئی ، لَیَنْصُرَنَّهُ اللہُ یعنی آپ کی اولاد

[illegible]

أَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ

یقیناً جس کو وُہ اُس کے سوا پکارتے ہیں، وہ باطل ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ وُہی

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

عالیشان بڑائی والا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا۔

مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ

پھر زمین ہری بھری ہو جاتی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت لطف کرنے والا

خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ

بڑا خبردار ہے۔ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور بیشک

اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ البتہ وُہ بے پروا ہر قسم کی حمد کے قابل ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے جو کچھ زمین

مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۗ وَ

میں ہے تمھارے تابع کر دیا اور کشتی سمندر میں اُسی کے حکم سے چلتی ہے۔ اور

يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ

اُس نے آسمان کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ وہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر گر پڑے۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي

یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر البتہ بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ (اللہ) وہی ہے

أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ

جس نے تمھیں زندہ کیا۔ پھر وُہ تم کو موت دیگا، پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ یقیناً انسان البتہ

لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا

ناشکرا ہے۔ ہم نے ہر ایک قوم کے لئے ایک طریقہ (عبادت کا) مقرر کیا، وُہ اُسکی عبادت کرنیوالے ہیں۔

يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَى رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَى هُدًى

اُنھیں امر (دین) میں تجھ سے جھگڑنا نہیں چاہیئےؔ اور تو اپنے پروردگار کی طرف بلائے جا۔ یقیناً تو البتہ سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾

پر ہے۔ اور اگر وُہ تم سے جھگڑا کریں تو کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس کو خوب واقف ہے۔

ع ٨ ٧ ١٥

لے يُنَازِعُنَّكَ:-
تفسیر صافی صہ ۳۴۰ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے، کہ قبیلہ خزاعہ کے کفار بُدیل بن ورقہ وغیرہ نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا، کہ تمہیں یہ کیا ہوگیا ہے، کہ اپنے مارے ہوئے کو تو کھا لیتے ہو، اور جسے اللہ تعالےٰ نے مارا ہے، یعنی مُردار کو نہیں کھاتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۞

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے دن ان باتوں کے بارے میں فیصلہ کرے گا، جن میں تم اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ

کرتے تھے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمان اور زمین میں ہے۔

وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

بیشک یہ ایک کتاب میں ہے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر آسان

يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہیں جس کے بارے میں اُس (اللہ تعالیٰ) نے

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

کوئی حجت نہیں اتاری، اور جس کے بارے میں اُن کو کوئی علم نہیں۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٧١﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِىْ

نہیں ہے۔ اور جس وقت اُن پر ہماری واضح آئتیں پڑھی جاتی ہیں، تو جو لوگ کافر

وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ

ہو گئے، تم اُن کے چہروں میں انکار کو پہچان لیتے ہو۔ قریب ہے کہ جو لوگ ان پر ہماری آئتیں

بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ

پڑھتے ہیں، یہ انھیں پر حملہ کر بیٹھیں۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کیا میں تمھیں اس سے بھی بدتر

ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ

کی خبر دوں، وہ (دوزخ کی) آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ اُن لوگوں سے کیا جو کافر ہو گئے۔ اور وہ بہت

الْمَصِيْرُ ﴿٧٢﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ

بُرا ٹھکانہ ہے۔ اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، پس تم اُسے سنو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ

یقیناً جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، وہ کبھی ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے [۱] اور

لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ

اگرچہ وہ سب کے سب اس کیلئے جمع بھی ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اُس سے چھڑا نہ سکیں گے

ع ٩ ١٦

---

[۱] لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۰ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ قریش ان بتوں کو جو کعبہ کے اردگرد تھے، مشک اور عنبر سے لتھڑ دیتے تھے۔ ان میں سے یغوث تو کعبہ کے دروازہ کے سامنے تھا، اور یعوق کعبہ کے دائیں طرف تھا۔ اور نسر بائیں جانب، اور یہ لوگ جب حرم کعبہ میں جاتے، تو یغوث کے سامنے بغیر جھکنے کے سجدہ میں گر پڑتے، پھر پیچھے ہٹ کر یعوق کے سامنے۔ پھر اس کے بعد پیچھے کو ہٹ کر نسر کے سامنے۔ پھر تلبیہ کرتے یعنی کہتے :-

لبّيك اللّٰهمّ لبّيك لبّيك لا شريك لك الّا شريك هو لك تملكه وما ملك :-

اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس کے جس پر کہ تو اختیار رکھتا ہے، مگر وہ اختیار نہیں رکھتا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سبز مکھی پیدا کر دی جس کے چار پر تھے، اور وہ اس مشک و عنبر کو کھا گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؎

⁂ ⁂ ⁂

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ

طلب کرنیوالا اور جس کو طلب کیا (دونوں) کمزور ہیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیساکہ اسکی

حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ

قدر کرنیکا حق ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت قوت والا بڑا زبردست ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں ؁۱ اور

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۷۵﴾ ج

انسانوں میں سے ؁۲ رسولوں کو چھانٹ لیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

وہ (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے جو کچھ کہ اُنکے آگے ہے اور جو کچھ اُنکے پیچھے ہے۔ اور کل امور کی بازگشت اللہ تعالیٰ

الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ

ہی کی طرف ہوگی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، تم رکوع کرو اور سجدہ کرو ؁۳ اور

اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ ج وَ

اپنے پروردگار کی عبادت کرو، اور نیکی کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور

جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ

تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیساکہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمھیں چن لیا ہے، اور دین کے بارے

عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ

میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ یہ تمھارے باپ ابراہیم کی ملت ہے۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ

اُس نے تمھارا نام پہلے ہی سے مسلمان رکھا۔ اور اِس (قرآن) میں بھی، تاکہ

الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ

رسول تم پر گواہ رہے، اور تم لوگوں پر گواہ رہو۔

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ

پس تم نماز قائم رکھو، اور زکوٰۃ دیتے رہو، اور اللہ تعالیٰ (کے احکام) کو مضبوط پکڑو۔

هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾ ع

وہ تمھارا سرپرست ہے۔ پس وہ کیسا ہی اچھا سرپرست اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے۔

السجدة عند الشافعی ۱۲

ع ۱۰ ۶ ۱۷

؁۱ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۲ پر ہے، کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں، جو انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لے کر آتے تھے، اور خدا اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفارت کا کام سرانجام دیتے تھے۔

تفسیر قمی میں ہے، کہ ان سے مراد جبرائیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ ہیں ۞

؁۲ وَمِنَ النَّاسِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۲ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ آدمیوں میں سے ایسے رسول چنتا ہے، کہ لوگوں کو حق کی دعوت دیں۔ اور جو کچھ اُن رسولوں پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچائیں۔

تفسیر قمی میں ہے، کہ ان سے مراد انبیاءؑ و اوصیاء ہیں۔ پس انبیاء میں سے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، اور حضرت محمد علیہم السلام خاص ہیں اور پانچوں میں سے خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔

اسی طرح اوصیاء میں سے حضرت علی علیہ السلام اور دیگر ائمہ علیہم السلام خاص خصوصیت رکھتے ہیں ۞

؁۳ واسجدوا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء و جوارح پر ایمان کو لازم گردانا ہے، پھر اس کو اُن پر تقسیم کر دیا۔ ان میں سے چہرہ پر اوقات نماز میں شب و روز میں سجدہ کرنا واجب قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا۔ اور سجدہ ایسا جامع واجب ہے، کہ یہ چہرہ پر بھی ہے، ہاتھوں پر بھی۔ بازوؤں پر بھی۔

الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں، اگر کوئی شخص ان دونوں کو نہ کرنا چاہے، تو یہ سورہ بھی نہ پڑھے ۞

سورة المؤمنون مكية

آیاتها ۱۱۸ — رکوعاتها ٦

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

یقیناً وہ مومن فلاح پا گئے ہیں جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں ؎۱

وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِلزَّکٰوةِ

اور جو بیہودہ کاموں سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں،

فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤی

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ سوائے اپنی

اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۚ﴿۶﴾

بیویوں سے یا اُن سے جنکے مالک اُن کے داہنے ہاتھ ہوئے (لونڈیاں) پس (ا سکیں) وہ قابل ملامت نہیں۔

فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ

پھر جس نے اس کے سوا خواہش کی، تو وہی لوگ حد سے بڑھنیوالے ہیں۔ اور وہ جو اپنی

لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِهِمۡ

امانتوں اور اپنے عہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت

یُحَافِظُوۡنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ﴿ۙ۱۰﴾ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ

کرتے ہیں۔ یہی لوگ تو وارث ہیں۔ جو فردوس (جنت) کی وراثت پائیں گے۔

هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم نے انسان کو گارا مٹی کے خلاصہ سے پیدا

طِیۡنٍ ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلۡنٰهُ نُطۡفَةً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ﴿۪۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقۡنَا

کیا۔ پھر ہم نے اُسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ قرار دے دیا۔ پھر ہم نے نطفہ کو جمے ہوئے

النُّطۡفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَةَ

خون کی ایک پھٹکی بنا دیا ؎۲ پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کی پھٹکی کو ایک لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے اس لوتھڑے کو

؎۱ خٰشِعُوۡنَ ۝:-

تفسیر صافی ص۳۴۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے، کہ خشوع کا مطلب یہ ہے، کہ حالتِ نماز میں ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے صرف نماز ہی کی طرف توجہ رہے۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ تم پر نماز میں خشوع اور خضوع لازم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفت میں فرماتا ہے:- الذین هم فی صلاتهم خٰشِعُوۡنَ ۝

نیز آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے، کہ جس شخص نے اپنا جسمانی خشوع اپنے دل کے خشوع سے زیادہ ظاہر کیا تو اس کا یہ فعل ہمارے نزدیک منافقت ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حالتِ نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا: کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا، تو اس کے اعضا پر بھی خشوع کا اثر ہوتا۔

؎۲ عَلَقَةً :-

اس کے معنی ہیں خون کی وہ پھٹکی جو منی سے پیدا ہوتی ہے، جمے ہوئے خون کی ایک پھٹکی۔ اس کی جمع عَلَقٌ ہے۔

قرطبی نے تصریح کی ہے، کہ علقہ جمے ہوئے خون کو کہتے ہیں، اور جب وہ بہتا ہو تو مسفوح کہلاتا ہے، اور علقہ کو علقہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس رطوبت کے ساتھ جو اس میں لگی رہتی ہے معلق ہوتا ہے۔ چنانچہ جب وہ رطوبت خشک ہو جاتی ہے، تو پھر علقہ نہیں کہلاتا۔

(لغات القرآن نعمانی، ج ۳ ص۳۳۹)

عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ
ہڈیاں بنادیا۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت پہنا دیا۔ پھر ہم نے اُسے ایک دوسری صورت میں پیدا کیا۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾
پس بڑی برکت والا ہے [1] اللہ تعالیٰ جو سب پیدا کرنے والوں سے بہترین ہے [2] پھر یقیناً تم اسکے بعد ضرور مرنے والے ہو

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ
پھر یقیناً تم قیامت کے دن (زندہ کرکے قبروں سے) اُٹھائے جاؤ گے۔ اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات طبق پیدا

طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
والے پیدا کئے۔ اور ہم پیدا کرنے (کے طریقوں سے) غافل نہیں ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی ایک اندازے

مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ
سے اتارا۔ پھر ہم نے اسے زمین میں ساکن کر دیا۔ اور یقیناً ہم اُسے لے جانے پر بھی البتہ

لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ
قدرت رکھنے والے ہیں۔ پس ہم نے اسی (پانی) کے ذریعہ سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کئے

لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ
جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں، اور انہی میں سے تم کھایا کرتے ہو۔ اور ایک درخت (بھی پیدا کیا)

مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾
جو طور سینا سے نکلتا ہے، جو ایک روغن (زیتون) اور کھانے والوں کیلئے سالن کو ساتھ ہی لئے ہوئے اگتا ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ
اور یقیناً تمہارے لئے چارپایوں میں ایک عبرت ہے، جو کچھ اُن کے پیٹوں میں ہے اس میں سے ہم تمہیں پلاتے

فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ
ہیں، اور تمہارے لئے اُن میں بہت زیادہ فائدے ہیں۔ اور اُن میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور ان (چوپایوں) پر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ
اور کشتی پر تم سوار بھی ہوتے ہو۔ اور یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا، پس اُس نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ
تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔ پس کہا

ع ۲۲

[1] فَتَبٰرَكَ :-
تبارک کے معنی ہیں، وہ برکت والا ہے، وہ بڑی برکت والا ہے۔ تبارک سے جس کے معنی بابرکت ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس فعل کی گردان نہیں آتی، اور صرف ماضی کا صیغہ ایک ہی مستعمل ہے، اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے۔ اسی لئے بعض لوگ اس کو اسم فعل بتاتے ہیں۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ج ۲ - صـ۶۸)

[2] اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ :-
تفسیر صافی صـ۳۴۴ پر بحوالہ التوحید لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا، کہ کیا خالق جلیل کے علاوہ اور خالق بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: فتبارک اللہ احسن الخالقین ٥ اور یقیناً اس نے خبر دی ہے، کہ اس کے بندوں میں خالق بھی تھے، اور غیر خالق بھی۔ جو خالق تھے، اُن میں سے ایک عیسےٰ علیہ السلام بن مریم بھی تھے، جن کی نسبت اُس نے خبر دی ہے کہ انہوں نے اس کے حکم سے گندھی ہوئی مٹی سے پرندہ کی سی صورت پیدا کر دی، اور ایک سامری تھا، جس نے ایک آواز دیتا ہوا بچھڑا بنایا تھا ؟

الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

ان سرداروں نے جو اس کی قوم میں سے کافر ہو گئے تھے ، کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر تم ہی جیسا ایک آدمی ہے ۵۱

يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ

یہ چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت حاصل کرے ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ضرور فرشتے نازل کرتا ۔

مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۲۴ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ

ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ دادا میں کبھی نہیں سنی ۔ یہ نہیں ہے مگر ایک مرد جسے جنون

بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۲۵ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

ہو گیا ہے ، پس تم اسکے متعلق ایک عرصہ تک انتظار کرو ۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار چونکہ انھوں

كَذَّبُوْنِ ۲۶ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر ۔ پس ہم نے اسکی طرف وحی کی کہ ہماری نگرانی اور ہماری وحی سے تو ایک کشتی بنا ۵۲

فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ

پس جب ہمارا حکم آئے ، اور تنور ابلنے لگے ، تو تم اس (کشتی) میں ہر جنس کے دو دو (نر و مادہ)

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ

اور اپنے اہل کو داخل کر دو ۔ سوائے اسکے جس کے بارے میں ان میں سے پہلے ہی بات طے ہو چکی ہے ۔

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۲۷ فَاِذَا

اور جن لوگوں نے ظلم کیا اُن کے متعلق مجھ سے خطاب نہ کرنا ۔ یقیناً وہ غرق کر دیئے جانیوالے ہیں ۔ پھر جب تم

اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور جو تمہارے ساتھ ہیں وہ کشتی پر بیٹھ جائیں ، تو کہنا ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے

الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۲۸ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ

ہے جس نے ہمیں ظالموں کی قوم سے نجات دی ۔ اور کہنا کہ اے میرے پروردگار مجھے برکت

مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۲۹ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّ

والی جگہ اتاریو ، اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے ۔ یقیناً اس میں البتہ نشانیاں ہیں ، اور

اِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۳۰ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۳۱

ضرور ہم ہی آزمائش کرنیوالے ہیں ۔ پھر ہم نے اُن کے بعد اور زمانہ کے لوگ نئے سرے سے پیدا کر دیئے ۔

۵۱ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ :-
اس کی تفصیلی بحث سابقاً صفحہ ۳۹۴ پر زیر حاشیہ ۲۳ آ چکی ہے وہاں سے ملاحظہ کر لی جائے۔

۵۲ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا :-
حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا تھا، کہ اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ۔ یعنی کشتی کو ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے بناؤ۔ خدا تو حاضر و ناظر ہے، پھر اس حکم کا مطلب کیا؟ دراصل بات یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی کے بنانے والے تھے، اور اللہ تعالیٰ بنوانے والا۔ جو کام مالک اپنے سامنے اور اپنی نگرانی میں بنواتا ہے، وہ اسکی مرضی اور منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ دنیا میں کشتیاں تو بے شمار بنتی رہتی ہیں، اور بنتی رہیں گی لیکن اُن کے نہ ڈوبنے کی ذمہ داری کبھی اللہ تعالیٰ نے نہیں لی۔ صرف نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے والوں کی نجات کا اللہ تعالیٰ ذمہ دار تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو اپنی مرضی کے مطابق بنوایا تھا، تاکہ یہ کشتی ہر قسم کے نقص اور عیب سے مبرا رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اہل بیت علیہم السلام کی کشتیٔ نوحؑ سے مثال دی ہے، چنانچہ ارشاد ہے ؎ مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوحؑ من ركبها نجي ومن تخلف عنها فقد غرق وهوىٰ ۔ یعنی میرے اہل بیت کی مثال کشتیٔ نوحؑ کی سی ہے، جو اس پر سوار ہوا، اس نے نجات پائی۔ اور جس نے اس سے منہ پھیرا، وہ ڈوب گیا اور ہلاک ہو گیا۔

اگر مسلمان سمجھتے، تو ان کے تفرقے مٹانے کے لئے یہی ایک حدیث کافی تھی، جو بکثرت محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہے اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمت کو نجات کا راستہ بتلا دیا، اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا، کہ جو اس راستہ پر نہ چلے گا، وہ ضرور ہلاک ہو جائے گا۔ اس میں چند امور غور طلب ہیں:-

(۱) جس طرح اللہ تعالیٰ نے کشتیٔ نوحؑ کو اپنے سامنے بنوا کر نقص و عیب سے مبرا رکھا۔ اسی طرح اہل بیت رسول صلعم کو بھی ہر قسم کے رجس سے پاک رکھا۔ جس پر آیۂ تطہیر انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا ۝ گواہ ہے۔ (۲) حکم تھا، کہ کشتی ہمارے حکم اور وحی سے بناؤ، معلوم ہوا، کہ کشتی کے بنانے میں مرضیٔ نوح کو کسی قسم کا دخل نہ تھا، اسی طرح اہل بیت کا تعین و تقرر بخواہش رسول نہیں تھا، بلکہ حکم الٰہی سے تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کام بغیر وحی نہیں کیا تھا۔ دیکھو آیۂ تبلیغ :- يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۝ نیز حارث بن نعمان فہری کا واقعہ جس پر یہ آیۂ مجیدہ سَاَلَ سَاۗىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ نازل ہوئی ۔ (۳) چونکہ کشتیٔ نوحؑ کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے لی تھی، اس لئے اس کے ڈوبنے کا امکان نہ تھا، اسی طرح سے اہل بیتِ رسولؐ کے گمراہ ہونے کا امکان نہ تھا۔ اور وہ ذریعۂ نجات قرار پائے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا تھا: لن تضلوا بعدی ابدًا ۔ کہ اگر میرے اہل بیت سے تمسک کرو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ۔ (۴) کشتیٔ نوح کا نہ ڈوبنا اور ذریعۂ نجات ہونا نبوت نوحؑ کی دلیل تھی ۔ اسی طرح یہ

[illegible]

فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

پس ہم نے ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا (جس نے کہا) کہ تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اُس کے سوا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ

تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔ اور اُسکی قوم میں سے ان سرداروں نے کہا جو کافر ہو گئے

كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

تھے، اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم نے اُن کو زندگانی دُنیا کی نعمتیں دے رکھی تھیں۔

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر تم ہی جیسا ایک آدمی، یہ بھی اُسی میں سے کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو۔ اور اُسی میں

مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا

سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت کی تو اس وقت یقیناً تم

لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا

نقصان اُٹھانیوالے ہو جاؤ گے۔ کیا وہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ یقیناً جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے

اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ

تو ضرور تم (زندہ کر کے قبروں سے) باہر نکالے جانے والے ہو، جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو، وہ (عقل سے) بہت دور ہے۔ یہ

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ

ہماری دنیاوی زندگانی کے سوا کچھ بھی نہیں کہ ہم مرتے بھی ہیں اور جیتے بھی ہیں اور ہم (دوبارہ زندہ کر کے) اُٹھائے جانیوالے نہیں ہیں

هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾

یہ (رسول) کچھ بھی نہیں مگر ایک مرد ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھا، اور ہم اس پر ایمان لانیوالے نہیں ہیں۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ

اُس نے کہا اے میرے پروردگار اس وجہ سے کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا تو میری مدد کر۔ (خدا نے) فرمایا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ضرور

نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا

ندامت اُٹھانیوالے ہو جائینگے۔ پس ایک چیخ نے اُنھیں حق کی رُو سے پکڑا ۱ پھر ہم نے اُنھیں کوڑا کرکٹ کر دیا ۲ پس

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾

ظالموں کی قوم کیلئے دُوری ہے۔ پھر ہم نے اُن کے بعد اور زمانہ کے لوگ نئے سرے سے پیدا کر دیئے۔

ع ۱۰ ۲ ۲

۱ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۲ پر ہے، کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُن پر ایسی چیخ ماری، جس سے اُن کے دل پھٹ گئے، اور وہ مر گئے۔ نیز اس واقعہ میں اس بات کی دلالت بھی ہے، کہ قرن سے مراد قوم صالح ہے۔

لمترجم :- صاحب تفسیر صافی نے جو "قرن" کا اشارہ کیا ہے، وہ اِس آیۂ مجیدہ سے قبل اِس آیت ۳۱ میں مذکور ہے :-

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

وہاں "قرن" سے مراد قوم صالح ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم ہود کو تیز و تند ہوا کے عذاب سے ہلاک کیا تھا۔

۲ غُثَآءً :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ غثاء زمین کی سوکھی سڑی نباتات کو کہتے ہیں۔

قول صاحب تفسیر صافی :-

ایک قول کے مطابق قوم صالح علیہ السلام کی ہلاکت کو اس گھاس پھوس سے، جسے پانی کی رَو بہا کر لے جائے، اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ عرب کا محاورہ ہے، جو ہلاک ہو جاتا ہے س کے لئے کہتے ہیں کہ اُسے ندی بہا کر لے گئی۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

کوئی امت اپنی مدت مقررہ سے نہ پہلے جا سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔ پھر ہم نے اپنے رسول

رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا

لگاتار بھیجے۔ جب کبھی کسی امت کے پاس اُس کا رسول آیا تو انھوں نے اسے جھٹلا دیا۔ پس ہم نے (عذاب

بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

میں) بعض کو بعض کے پیچھے لگا دیا، اور ہم نے انھیں قصے اور کہانیاں بنا دیا۔ پھر جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن کیلئے دوری ہے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ڏ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

پھر ہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور کھلے غلبہ کے ساتھ

مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا

فرعون اور اس کے ساتھیوں کی طرف بھیجا۔ پس انھوں نے تکبر کیا، اور وہ تھے ہی

عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

سرکش۔ پھر وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں، حالانکہ اُن دونوں کی قوم

عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ

ہماری غلامی کرنیوالی ہے [1] پس انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا پھر وہ ہلاک ہونیوالوں میں سے ہو گئے۔ اور یقیناً

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، تاکہ یہ لوگ (بنی اسرائیل) ہدایت پائیں۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسےٰ)

وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع ۱۴ ۳

اور اُس کی ماں (مریم) کو ایک نشانی قرار دیا۔ اور ہم نے ان دونوں کو اونچی ہموار ٹھہرنے کے قابل صاف پانی والی زمین پر (بڑی حفاظت سے) جگہ دی

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا

اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو، اور نیک کام کرتے رہا کرو۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے رہتے ہو

تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

میں اُسے خوب جاننے والا ہوں۔ اور یقیناً یہ تمھارا (نبیوں کا) گروہ ایک ہی گروہ ہے۔ اور میں تمھارا پروردگار

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ

ہوں پس تم مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ پھر ان (امتوں کے) لوگوں نے اپنے (دین کے) معاملہ کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، ہر فرقہ

[1] عٰبِدُوْنَ ۝:۔
تفسیر صافی صـ ۳۴۳ پر ہے، کہ اس سے مراد یہ ہے، کہ قوم بنی اسرائیل انکی مطیع اور منقاد تھی۔

[2] قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝:۔
تفسیر صافی صـ ۳۴۳ پر ہے، کہ اس آیت میں ربوہ کے لفظی معنے بلند مقام یا ٹیلہ کے ہیں۔ ذات قرار و معین سے مراد ایسی فراخ جگہ جو قرار پکڑنے کیلئے موزوں ہو، اور کھیتی باڑی کے قابل ہو۔ اور "معین" وہ پانی جو روئے زمین پر ظاہر بظاہر جاری ہو۔
اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ ربوہ سے مراد نجف کوفہ ہے اور معین سے مراد فرات۔
تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے، کہ ربوہ سے مراد شہر حیرہ جو کوفہ سے پہلے تھا، اور اس کا گرد و نواح ہے، اور قرار سے مراد مسجد کوفہ ہے اور معین سے مراد آب فرات ہے۔

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾

والے جو کچھ اُنکے پاس ہے اُسی سے خوش خوش ہیں ۵۱ بس تو انہیں ایک مدت تک اُن کی جہالت میں چھوڑے رکھ

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ

کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ مال اور بیٹوں سے اُنکی مدد کر رہے ہیں ۵۲ یہ ہم اُن کیلئے کچھ بھلائیوں

فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ

کی جلدی کر رہے ہیں، (ایسا نہیں) بلکہ وہ شعور ہی نہیں رکھتے۔ یقیناً وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے خوف

خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

سے ڈرنے والے ہیں ۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ

رکھتے ہیں ۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور

الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ

وہ لوگ جو (راہِ خدا میں) دیتے ہیں جو کچھ کہ انھوں نے دیا اس حال میں کہ اُنکے دل ڈر رہے ہیں ۵۳ کہ یقیناً وہ اپنے

رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾

پروردگار کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں۔ وہی نیکیوں میں جلدی کرنیوالے ہیں اور وہی ان کیلئے آگے بڑھنے والے ہیں

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ

اور ہم کسی نفس کو اسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں، اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے، جو سچائی کیساتھ بولیگی

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ

اور اُن لوگوں پر کوئی ظلم نہ کیا جائیگا۔ لیکن اُن کے دل اُس کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور

لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ حَتّٰٓى اِذَآ

اُن کے اعمال اُسکے سوا کچھ اور بھی ہیں، جن کے وہ کرنے والے ہیں ۔ یہاں تک کہ جب ہم

اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْئَرُوا

اُن کے خوشحالوں کو عذاب میں پکڑیں گے تو وہ اُس وقت یکا یک چلا اٹھیں گے۔ (تب انھیں کہا جائیگا کہ) آج

الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

کے دن مت چلاؤ، یقیناً تم ہماری طرف سے مدد نہ دیئے جاؤ گے۔ یقیناً میری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی

۵۱ فَرِحُوْنَ :-

تفسیر صافی صـ۳۴۳ پر ہے، کہ وہ لوگ اپنی خود بینی سے اِس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں، کہ وہ یقیناً حق پر ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے، کہ ہر وہ شخص جس نے اپنے نفس کیلئے کوئی دین اختیار کر لیا ہے، اور وہ اسی پر خوش ہے ؛

۵۲ مَالٍ وَّبَنِيْنَ :-

تفسیر صافی صـ۳۴۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ میرا مومن بندہ اُس وقت غمگین ہوتا ہے، جبکہ میں دنیا کی کسی چیز کو اُس پر تنگ کر دیتا ہوں، حالانکہ یہ بات اسکے لئے میرے قرب کا باعث ہے۔ اور جب میں دنیا کو اس کیلئے وسیع کر دیتا ہوں، تو وہ مجھ سے خوش ہوتا ہے، حالانکہ یہ بات مجھ سے دُوری کا باعث ہے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی، پھر فرمایا: کہ مال اور اولاد تو ان کیلئے آزمائش ہیں ؛

۵۳ وَجِلَةٌ :-

تفسیر صافی صـ۳۴۳ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ یہ اُن کا بیم و رجا ہے کہ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں، کہ کہیں اُنکے اعمال رد نہ کیے جائیں، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے، کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں، کہ شاید اُن کے اعمال قبول نہ کیے جائیں۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اگر تم سے ہو سکتا ہے، کہ تم مشہور نہ ہو، تو اس طرح کرو۔ کیونکہ تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ لوگ تمہاری ثناء اور تعریف نہ کریں۔ اور نہ اس پر کہ تم لوگوں کی نظروں میں بڑے ہو۔ جبکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ تعریف ہو، پھر فرمایا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے فرمایا، کہ سوائے دو شخصوں کے اور کسی کی زندگی میں خیر و خوبی نہیں ہے، ایک وہ شخص جو روزانہ نیکی میں زیادتی کرتا رہے، اور دوسرا وہ شخص جو اپنی بدیوں کا تدارک توبہ سے کرتا ہے۔ اور کہاں ہے، اس کے لئے توبہ؟ خدا کی قسم! اگر کوئی سجدے کرتے کرتے اپنی گردن توڑ ڈالے، اللہ تعالیٰ اسکی توبہ ہرگز قبول نہ کرے گا، جب تک کہ وہ ہم اہل بیت کی ولایت نہ رکھتا ہو۔ خبردار! جو لوگ ہمارا حق پہچانیں، اور ہمارے ذریعہ سے ثواب کی امید رکھیں، اور ہر روز نصف مُد (قریباً ڈیڑھ پاؤ) خوراک پر راضی ہو جائیں، اور اتنے کپڑے پر جن سے ان کا پردہ ڈھک سکے اور ہر حالت میں یہ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیں، اور اس بات کو پسند کرتے ہوں، کہ اُن کا حصہ دنیا میں اتنا ہی ہو، تو اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کی یہ صفت کی ہے۔ پھر فرمایا:- کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا، کہ مَآ اٰتَوْا (جو کچھ کہ انہوں نے دیا) اس کا مطلب یہ ہے، کہ انہوں نے خدا کی اطاعت کا ثبوت مع ہماری ولایت کے دیا۔ اور پھر بھی وہ اس میں ڈرتے رہے، مگر ان کا خوف شک کا خوف نہیں، بلکہ اُن کو اس بات کا خوف رہا، کہ کہیں وہ ہماری ولایت اور محبت میں قاصر تو نہیں رہے ؛

عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ
تھیں، تو تم اپنی ایڑیوں پر پلٹ جایا کرتے تھے۔ تکبر کرتے ہوئے اس کو

سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ
داستان گو بناتے ہوئے تم بیہودہ بکا کرتے تھے۔ پس کیا انھوں نے قول (خدا) میں غور نہیں کیا، یا انکے پاس وہ

يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ
آگیا ہے جو انکے پہلے باپ دادوں کے پاس نہیں آیا تھا۔ یا انھوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا۔ پس وہ اسکے

مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَ
منکر ہو رہے ہیں۔ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اسے دیوانگی ہے۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ انکے پاس حق کیساتھ آیا ہے

أَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ
حالانکہ ان میں سے اکثر حق سے نفرت کرنیوالے ہیں۔ اور اگر حق ان کی خواہشات کی پیروی کرے تو

لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم
البتہ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب برباد ہو جائے ؎۱ بلکہ ہم نے (تو) انکے پاس

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا
ان کی نصیحت لائے ہیں، پھر وہ اپنی ہی نصیحت سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ کیا تم ان سے اجر مانگتے ہو

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ
پس تمھارے پروردگار کا اجر و ثواب ہی بہتر ہے، اور وہی رزق دینے والوں میں سے بہترین ہے۔ اور یقیناً تم انھیں

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
ضرور سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہو ؎۲ اور بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے، البتہ وہ

عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن
(سیدھے) راستے سے ہٹ جانے والے ہیں ؎۳ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور انھیں جو تکلیف ہے وہ دور

ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ
کر دیں تو وہ البتہ اپنی سرکشی پر اصرار کر کے سرگرداں رہیں گے۔ اور یقیناً ہم نے انھیں عذاب میں پکڑا۔

فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا
پھر بھی وہ اپنے پروردگار کے سامنے نہ جھکے، اور نہ ہی وہ عاجزی کرتے ہیں ؎۴ یہاں تک کہ جب ہم ان پر

؎۱ لَفَسَدَتِ :-
تفسیر صافی ص۳۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے، کہ اس آیت میں الحق سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اور فسادِ آسمان سے یہ مراد ہے، کہ اس سے مینہ نہ برسے، اور زمین کے فساد سے یہ مراد ہے، کہ اس سے نباتات نہ اُگے، اور اس صورت میں لوگوں کی خرابی ظاہر ہے۔

؎۲ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ :-
تفسیر صافی ص۳۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ صراطِ مستقیم سے مراد ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

؎۳ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ :-
تفسیر صافی ص۳۴۴ پر ہے، کہ آخرت کا خوف اِس بات کا زیادہ سبب ہوتا ہے، کہ انسان حق کا طلبگار ہو، اور حق کے راستہ پر چلے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد امام حق سے پھر جانے والے ہیں۔
اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا، تو بندوں کو خود ہی اپنی معرفت عطا کر دیتا۔ لیکن اُس نے ہمیں اپنا دروازہ، اپنی صراط، اور اپنی سبیل قرار دیا ہے۔ اور وہ وجہ مقرر کر دی، جس سے اس تک پہنچ سکتے ہیں۔ پس جو لوگ ہماری ولایت سے منہ موڑ لیں، یا ہم پر کسی دُوسرے کو فضیلت دیں۔ انہی کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ راہِ راست سے ہٹ جانے والے ہیں۔

؎۴ يَتَضَرَّعُونَ :-
تفسیر صافی ص۳۴۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ استکانت کے معنی دعا کے ہیں، اور تضرّع کے معنی رفع یدین کے ہیں، یعنی دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا۔
اور کافی میں ہے، کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے معنی دریافت کئے گئے، تو آپ نے فرمایا: کہ استکانت کے معنی خضوع یعنی گڑگڑانا کے ہیں۔ اور تضرّع کے معنی ہیں، ہاتھوں کا اٹھانا، یعنی عاجزی کا اظہار کرنا۔

ع ٤

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۷۷ وَ

ایک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے، تو وہ اس وقت فوراً ہی نا امید ہو بیٹھیں گے۔ اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا

وہ (خدا) وہی (تو) ہے جس نے تمھارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے۔ تم کتنا کم

مَّا تَشْكُرُوْنَ ۷۸ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۷۹

شکر کرتے ہو۔ اور وہ (خدا) وہی (تو) ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلا دیا اور تم اسی کے حضور میں محشور کئے جاؤ گے

وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا

اور وہ (خدا) وہی (تو) ہے جو تمھیں زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے حکم سے رات اور دن کا آگے پیچھے آنا ہے۔

تَعْقِلُوْنَ ۸۰ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۸۱ قَالُوْٓا ءَاِذَا

پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (ایسا نہیں) بلکہ انھوں نے وہی کچھ کہہ دیا جو پہلوں نے کہا تھا۔ وہ کہنے لگے کیا جب

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۸۲ لَقَدْ وُعِدْنَا

ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر بھی (زندہ) اٹھائے جائیں گے؟ یقیناً یہ وعدہ ہمیں

نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۸۳

اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے ہی سے دیا جاتا رہا ہے۔ یہ نہیں ہیں مگر پہلوں کی کہانیاں۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۸۴

(اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ کہ) یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے، کس کے ہیں؟

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۸۵ قُلْ مَنْ رَّبُّ

وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے (ہی) ہیں۔ تم کہہ دو کہ کیا پھر تم غور نہیں کرتے [۱] اے رسول، تم کہہ دو کہ (بتلاؤ)

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۸۶ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ

سات آسمانوں کا پروردگار اور بہت بڑے عرش کا پروردگار کون ہے۔ وہ عنقریب کہہ دیں گے کہ (یہ) اللہ تعالیٰ

قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۸۷ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ

ہی کے ہیں۔ کہہ دو کہ کیا پھر (بھی) تم ڈرتے نہیں۔ تم کہو کہ اگر تم جانتے ہو (تو بتلاؤ کہ) ہر چیز کی حکومت کس کے ہاتھ میں ہے

يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۸۸ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ

اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ وہ جلدی ہی کہہ دیں گے کہ (یہ اختیار) اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے

[۱] تَذَكَّرُوْنَ:۔
تفسیر حقانی صفحہ ۳۴۴ پر ہے، کہ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، کا مطلب یہ ہے، کہ لوگ اپنی عقل کی وجہ سے مجبور ہیں، کہ وہ ادنیٰ تامل سے سمجھ لیں کہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے، ان کا خالق ضرور ہے۔ جب وہ اقرار کر چکے، تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے، کہ اے رسول ان سے کہہ دو، کہ تم لوگ جان لو کہ جس خالق نے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اس وقت پیدا کیا، جب کچھ بھی نہ تھا، اس کے لئے کیا مشکل ہے، کہ دوبارہ پیدا نہ کر سکے؟

قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾

تم کہدو پھر تم کہاں سے فریب کھا جاتے ہو۔ بلکہ ہم تو انکے پاس حق لائے ہیں، اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ

نہ تو اللہ تعالیٰ نے کوئی بیٹا ہی اختیار کیا اور نہ ہی اُس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، تب تو ہر معبود اُس کو

كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

لے جاتا جو کچھ کہ اُس نے پیدا کیا ہوتا اور ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھ گیا ہوتا۔ اور جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں

يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾

اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ وہ غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے ۵۱ پھر جو شرک وہ کرتے ہیں اُس سے وہ برتر ہے

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي

(اے رسول) کہدو کہ اے میرے پروردگار اگر تو مجھے وہ (عذاب) دکھا دے جسکا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے ۵۲ پھر اے میرے پروردگار

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾

مجھے ظالموں کی قوم میں قرار نہ دینا۔ اور جو وعدہ ہم اُن سے کرتے ہیں، ہم یقیناً قادر ہیں کہ وہ تمہیں دکھلا دیں۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾

(اے رسول)، تم بدی کو ایسے طریق سے دفع کرو جو بہت ہی اچھا ہو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ بیان کرتے ہیں

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُ

اور کہو کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے میرے پروردگار

بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

میں اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔ یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کو موت آئیگی۔

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا

(تو) وہ کہیگا اے میرے پروردگار مجھے (دنیا میں) واپس بھیجدے ۵۳۔ تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اسی میں نیک عمل

كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾

کروں (یہ) ہرگز نہیں (ہوگا)۔ یقیناً یہ ایک بات ہے کہ وہ اسکا کہنیوالا ہے اور انکے پیچھے اس دن تک جس دن کہ وہ (زندہ کرکے) اٹھائے

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا

جائینگے (عالم) برزخ ہوگا۔ پس جب (قیامت کو) صور میں پھونکا جائیگا تو اُس دن نہ انکے درمیان رشتے ناطے رہ جائیں گے،

(رکوع ۵ ع ۱۵ ۵)

۵۱ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ :-

تفسیر صافی صـ ۳۴۴ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ الغیب سے مراد وہ ہے، جو اب تک نہیں۔ اور الشھادۃ سے مراد وہ ہے، جو کچھ ہو چکا ؀

۵۲ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝

تفسیر صافی صـ ۳۴۵ پر ہے، کہ سعد بن عبداللہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروز فتح مکہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا: کہ اے لوگو! میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں۔ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے، اور اگر تم ایسا کرو گے تو میں بھی تم کو تلوار سے ماروں گا۔ پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں طرف توجہ فرمائی۔ اور لوگ کہنے لگے کہ جبرائیل آپ کو اشارہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ جبرئیل امین نے کہا، کہ کہہ دیجئے، کہ یا علی تجھ کو ماریں گے۔

اور ابان بن تغلب کی روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں منقول ہے، کہ جبرئیل امین نازل ہوئے، اور کہا کہ کہہ دیجئے: انشاءاللہ تعالیٰ میں تم کو تلوار سے ماروں گا۔ یا وہ مارنے والے حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہونگے۔ اور حضرت علی کو دو موقعے دیئے جائیں گے۔ اور آپ کی وعدہ گاہ وادی السلام ہے۔ ابان بن تغلب کہتے ہیں، کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! وادی السلام کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا:- پشت کوفہ پر۔

قول صاحب تفسیر صافی :-

یہ وعدہ زمانہ رجعت میں پورا ہوگا ؀

۵۳ ارْجِعُوْنِ :-

تفسیر صافی صـ ۳۴۵ پر ہے کہ یہاں واؤ جمع کا نہیں ہے، بلکہ تعظیم کا ہے، جیسا کہ کسی نے کہا تھا: الا فارحمونی یا الٰہ محمد فان اکن اھلا فانت لہ اھل۔ یعنی اے محمد کے خدا! اب تو مجھ پر رحم کر، کہ اگر میں اس قابل نہیں ہوں، تو تو تو اس قابل ہے ـــ تفسیر قمی میں ہے، کہ یہ آیت مانعین زکوٰۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۔ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جو شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہوگا، وہ موت کے قریب اپنی واپسی کی درخواست کرے گا۔ اسی کے قول کو اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے: قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت ..... الخ ۵۴ بَرْزَخٌ تفسیر صافی صـ ۳۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے، کہ برزخ دو امروں کے درمیان ایک امر ہے، یعنی دنیا و آخرت کے درمیان ثواب یا عقاب۔ اور یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہے، کہ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے تمہارے بارے میں برزخ سے ہی اندیشہ ہے، اور جس وقت معاملہ ہم تک پہنچ جائے گا، اُس وقت ہمیں تمہارے متعلق سب طرح کا اختیار ہوگا ـــ کافی میں ہے، کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سُنا تھا، کہ ہمارے سب شیعہ جنت میں ہونگے، خواہ اُن سے کیسے ہی افعال ہوئے ہوں؛ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے سچ کہا تھا، کہ سب کے سب ہی

(باقی آئندہ صفحہ ۴۵۲)

يَتَسَآءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتۡ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴿١٠٢﴾

اور نہ وُہ ایک دوسرے کو پوچھ سکیں گے۔ پھر جس کے (اعمال کے) پلڑے بھاری ہوگئے تو وُہ فلاح پانے والے ہوں گے۔

وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ فِي

اور جس کے (اعمال کے) پلڑے ہلکے ہوگئے تو وُہ وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنی جانوں کا نقصان کرلیا، وہ

جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلۡفَحُ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ وَهُمۡ فِيهَا كَٰلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہوں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وُہ اُس میں تیوری چڑھانے والے ہونگے

أَلَمۡ تَكُنۡ ءَايَٰتِي تُتۡلَىٰ عَلَيۡكُمۡ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُواْ رَبَّنَا

(ان سے کہا جائیگا کہ) کیا میری آیتیں تمھیں پڑھ کر سنائی نہ جاتی تھیں پھر تم اُن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ کہینگے اے ہمارے پروردگار

غَلَبَتۡ عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمٗا ضَآلِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ أَخۡرِجۡنَا

ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی تھی، اور ہم گمراہ قوم ہوگئے تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں

مِنۡهَا فَإِنۡ عُدۡنَا فَإِنَّا ظَٰلِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ ٱخۡسَـُٔواْ فِيهَا وَلَا

اس سے نکال۔ پس اگر ہم پھر ایسا کریں تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے۔ (خدا) کہے گا کہ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو

تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُۥ كَانَ فَرِيقٞ مِّنۡ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا

اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ یقیناً میرے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی تھا جس کے افراد کہا کرتے تھے اے ہمارے

فَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَا وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَٱتَّخَذۡتُمُوهُمۡ

پروردگار ہم ایمان لائے پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنیوالوں میں سب سے اچھا ہے۔ پھر تم نے ان کو دل لگی

سِخۡرِيًّا حَتَّىٰٓ أَنسَوۡكُمۡ ذِكۡرِي وَكُنتُم مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُونَ ﴿١١٠﴾

ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے تمھیں میری یاد بھلادی، اور تم اُن سے ہنسی کیا کرتے تھے۔

إِنِّي جَزَيۡتُهُمُ ٱلۡيَوۡمَ بِمَا صَبَرُوٓاْ أَنَّهُمۡ هُمُ ٱلۡفَآئِزُونَ ﴿١١١﴾ قَٰلَ كَمۡ

اس سبب سے کہ اُنھوں نے صبر کیا میں نے آج کے دن یقیناً انھیں بدلہ دیا کہ وُہ ضرور کامیاب ہونیوالے ہیں۔ (خدا) کہیگا کہ

لَبِثۡتُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُواْ لَبِثۡنَا يَوۡمًا أَوۡ بَعۡضَ

تم زمین میں کتنے سال ٹھہرے رہے ہوگے۔ وُہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہوں

يَوۡمٖ فَسۡـَٔلِ ٱلۡعَآدِّينَ ﴿١١٣﴾ قَٰلَ إِن لَّبِثۡتُمۡ إِلَّا قَلِيلٗا ۖ لَّوۡ أَنَّكُمۡ

گے، پس تو گنتی کرنیوالوں سے پوچھ لے [1]۔ (خدا) کہے گا کہ تم نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا ہی، کاش کہ تم یہ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ ۴۵۱)

جنت میں جائیں گے، خواہ اُنکے اعمال کیسے ہی ہوں۔ اس پر کہا گیا، کہ گناہ تو بڑے بڑے بھی ہوتے ہیں، آپؑ نے فرمایا؛ کہ قیامت کو نبی مطاع یا وصی نبی کی شفاعت سے تم سب جنت میں ہی جاؤ گے۔ لیکن مجھے تمہارے بارے میں اندیشہ ہے برزخ کا۔ اس پر کہا گیا، کہ برزخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قبر اور موت کے وقت سے لیکر قیامت تک۔

الخصال میں ہے، کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے یہی آیت تلاوت فرمائی، اور فرمایا، یہ قبر ہے کہ اس میں انکی بہت ہی تنگی میں بسر ہوگی۔ خدا کی قسم! قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو جائے گی، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ۞

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ھٰذا)

[1] فَسۡـَٔلِ ٱلۡعَآدِّينَ ۞:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ وہ یہ کہیں گے، کہ ان فرشتوں سے پوچھ لو۔ جو ہمارے دن گنتے رہتے تھے، اور ہماری گھڑیاں لکھا کرتے تھے۔ اور وہ اعمال بھی جو ہم کیا کرتے تھے ۞

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا

جانتے ہوتے۔ کیا پھر تم نے یہ گمان کر لیا تھا کہ ہم نے تمھیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے

لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

حضور میں پلٹ کر نہ آؤ گے۔ پس برتر ہے بادشاہِ برحق اللہ تعالیٰ۔ سوائے اسکے کوئی معبود نہیں۔ مالک ہے

الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ

عرش کریم کا ۵۲ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے گا جس کے متعلق اس کے پاس

لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾

کوئی دلیل نہیں، پس ماسوا اسکے نہیں کہ اسکا حساب اسکے پروردگار کے پاس ہے۔ یقیناً کافر فلاح نہیں پائیں گے

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾

اور تو کہہ اے میرے پروردگار تو بخش دے اور رحم کر، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتہا ۶۴ — رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

یہ ایک سورت ہے جو ہم نے ہی اسے نازل کیا اور اس کے احکام کو ہم نے فرض کیا، اور اس میں ہم نے واضح آیتیں نازل کیں

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١﴾ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ

تاکہ تم نصیحت حاصل کرتے رہو ۵۳ زنا کرنیوالی عورت اور زنا کرنیوالا مرد ان میں سے ہر ایک کو سو سو

وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ

کوڑے لگاؤ۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان

فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے قانون (کے مطابق سزا کے جاری کرنے) میں ان دونوں کے متعلق تمھیں رحم نہ آجائے۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الزَّانِي

اور چاہئے کہ ان دونوں کی سزا کے وقت مومنوں کا ایک گروہ حاضر رہے۔ زنا کرنے والا مرد ۵۳

۵۱ اَفَحَسِبْتُم:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۵ پر بحوالہ علل الشرائع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ اور نہ وہ اس کو مہمل چھوڑ دیگا۔ بلکہ اُن کو اس لئے پیدا کیا ہے، کہ اپنی قدرت کا اظہار کرے اور ان کو اپنی عبادت کی تکلیف دے، کہ وہ اس کے سبب سے اس کی رضامندی کے مستحق ہوں۔ اور اُس نے مخلوق کو اس لئے پیدا نہیں کیا، کہ اُس سے خود کوئی نفع اٹھائے، یا کسی مضرت کو رفع کرے بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے، کہ خود ان کو نفع پہنچائے اور اُن کو ابدی نعمات میں داخل کر دے۔

نیز یہ بھی منقول ہے، کہ کسی نے انہی حضرت سے کہا: کہ ہم تو فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، آپ نے فرمایا: واہ! ہم تو بقا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ حالانکہ نہ خدا کی جنت کبھی زائل ہوگی اور نہ جہنم کبھی بجھائی جائے گی۔ اور ہم لوگوں کی تو یہ حالت ہوگی، جیسے کسی ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے گئے۔

ع ۶

۵۲ العَرْشِ الْكَرِيمِ:۔

عرش کی تحقیق سابقاً صفحہ ۲۸۷ زیر حاشیہ ۱ ہو چکی ہے۔ کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں عبدالوہاب شعرانی ارقام فرماتے ہیں: اگر تم یہ سوال کرو۔ کہ عرش کو عظیم، کریم، اور مجید تین ناموں سے موسوم کرنے کی کیا وجہ ہے کیا یہ الفاظ مترادف ہیں، یا نہیں، تو جواب یہ ہے کہ یہ مترادف نہیں ہیں، بلکہ عرش کو اگر اس کے احاطہ کی حیثیت سے دیکھو، تو وہ عظیم ہے، کیونکہ سب اجسام سے بڑا ہے۔ اور اس حیثیت سے کہ اس کو ان سب پر فوقیت دی گئی ہے، کہ جن کا وہ احاطہ کئے ہوئے ہے، وہ کریم ہے۔ اور اس حیثیت سے کہ کوئی اور جسم اس کا احاطہ کر سکے، وہ اس سے بالاتر ہے، وہ مجید ہے۔ (لغات القرآن نعمانی ج ۴ صفحہ ۳۶)

۵۳ الزَّانِي:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو زانیہ عورتوں سے متعہ اور نکاح حلال جانتے ہیں، جبکہ وہ زنا میں مشہور اور معروف ہوں، اور کوئی مرد انھیں قید میں لانے پر قادر نہ ہو سکے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ آیت مکہ کی ان عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جو زنا کاری میں مشہور تھیں۔

کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اس کی مصداق وہ عورتیں ہیں جو زنا میں مشہور ہوں، اور وہ مرد بھی جو زنا میں مشہور ہوں، اور اُن کی شہرت اور معرفت ہو چکی ہو۔ اور آج کل تو اس حالت کے بہت لوگ ہیں۔ پس جس پر زنا کی حد جاری ہو چکی ہو، یا زنا میں مشہور ہوں اُن سے نکاح کرنا جائز نہیں، جبتک کہ اُن کی توبہ بھی مشہور نہ ہو جائے ـــــ اور ایک حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی۔ راوی نے پوچھا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے زانی کو مومن اور زانیہ کو مومنہ کیوں کہا؟ آپ نے فرمایا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے مومن نہیں رہتا، اور چور جب چوری کرتا ہے مومن نہیں رہتا، بلکہ یہ فعل کرتے وقت ایمان ان سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جس طرح بدن سے قمیض اتر جاتا ہے۔

لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ إِلَّا

نکاح نہیں کرتا سوائے زنا کرنیوالی عورت یا مشرک عورت سے۔ اور زنا کرنیوالی عورت نکاح نہیں کرتی ہے

زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ

سوائے زنا کرنیوالے مرد یا مشرک مرد سے۔ اور یہ (نکاح) مومنوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ

پاکدامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں پھر وہ چار گواہ نہیں لا سکتے، پس تم انھیں اسّی

ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ

کوڑے لگاؤ، اور اُن کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ فاسق

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا

ہیں۔ مگر وہ لوگ جنھوں نے اس کے بعد توبہ کر لی، اور انھوں نے اپنی اصلاح کر لی،

فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ

تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنیوالا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر (زنا کا) الزام لگاتے ہیں اور

يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ

سوائے اُن کی اپنی ذاتوں کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتے، پس اُنکے ایک کی گواہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم

شَهٰدٰتٍ ۢ بِاللّٰهِ ۙ إِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ

کے ساتھ چار مرتبہ یہ گواہی دے له کہ یقیناً وہ سچوں میں سے ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا

وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اور اس عورت سے بھی یہ بات

الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ ۢ بِاللّٰهِ ۙ إِنَّهٗ لَمِنَ

سزا کو ٹال سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ گواہی دے کہ یقیناً وہ مرد جھوٹوں میں سے

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ إِنْ كَانَ

ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر وہ مرد سچوں میں سے ہو تو اس (عورت) پر اللہ تعالیٰ

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ

کا غضب ہو۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی (تو یہ سہولت نہ دیتا)۔ اور یقیناً

له اربع شہدات :-
تفسیر صافی صـ۳۴۸ پر بحوالہ علل الشرائع منقول
ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ زنا
میں چار گواہ کیوں قرار دیئے گئے۔ حالانکہ قتل میں
صرف دو ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
تمھارے لئے متعہ حلال کیا۔ اور اسے اس بات کا
علم تھا کہ وہ تم سے بند کر دیا جائے گا۔ پس اُس
نے تمھاری احتیاط کے لئے چار گواہوں کو مقرر کیا۔
اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سزا پا جاتے۔ کیونکہ چار گواہوں
کا ایک معاملہ میں جمع ہونا بہت کم ہوتا ہے۔
اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ زنا میں سزا پانے والے دو ہوتے ہیں۔
اور قتل میں صرف ایک یعنی قاتل۔ اور یہ بھی جائز
نہیں کہ ہر ایک کے برخلاف دو دو الگ الگ
گواہی دیں بلکہ چاروں گواہوں کی گواہی اکٹھی ہو کیونکہ
مرد اور عورت دونوں کو سزا ملے گی ٭

اللّٰہَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ
اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑی حکمت والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنھوں نے بہتان لگایا وہ تم ہی میں سے ایک گروہ

لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ
ہے۔ تم اُسے اپنے لئے بُرا نہ سمجھو۔ بلکہ وہ تمھارے لئے بہتر ہے۔ ان میں سے ہر شخص کے لئے جو کچھ

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ
گناہ کہ اس نے کمایا وہی ہے۔ اور جس نے ان میں سے گناہ کا بڑا حصہ اٹھایا اُس کے لئے بڑا

عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ
عذاب ہے۔ جب تم نے اُسے سُنا تھا تو کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ میں اچھا

بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَیْهِ
گمان کیا۔ اور (کیوں نہ) کہہ دیا کہ یہ تو کھلا بہتان ہے [1] وہ اس پر کیوں نہ چار

بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىِٕكَ عِنْدَ
گواہ لائے۔ پس جب وہ چار گواہ نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی

اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ
جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور دنیا و آخرت میں اُس کی

فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ
رحمت نہ ہوتی۔ تو جس بات کو تم نے پھیلایا تھا اس کے سبب سے ضرور تمھیں ایک بہت

عَظِیْمٌ ۚۖ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ
بڑا عذاب چھو جاتا۔ جب تم اس (بہتان) کو اپنی زبانوں پر لینے لگے تھے، اور اپنے مونہوں سے وہ کچھ بیان کرتے

مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖۗ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
تھے جس کا تمھیں کوئی علم نہ تھا، اور تم اُسے ہلکی سی بات سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ وَ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ
بڑی بات تھی۔ اور جب تم نے اسے سنا تھا تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم اُسکے

نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾ یَعِظُكُمُ
متعلق باتیں کریں۔ (اے اللہ) تو پاک ہے یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں نصیحت کرتا ہے

ع ۱/۱۰ ۲

[1] افك مبین :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۴۸ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے کہ
اس تہمت کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے غزوۂ بنی المصطلق میں اپنا گلے کا ہار گم کر دیا۔ اور وہ اس وقت گم ہوا جب آپ قضاء حاجت کے لئے گئیں۔ پھر وہ اُس کی تلاش میں گئیں۔ اُن کے چلے جانے کے بعد اُن کا ہودہ اُونٹ پر سوار کر دیا گیا۔ یہ خیال کر کے کہ حضرت عائشہؓ ہودہ ہی میں ہوں گی (بوجہ کمسنی حضرت عائشہ کا وزن بہت ہلکا تھا۔ اس لئے احساس نہ ہو سکا کہ وہ ہودہ میں بیٹھی بھی ہیں یا نہیں)۔ قافلہ کوچ کر گیا۔ جب حضرت عائشہؓ بعد تلاش اپنے مقام پر واپس آئیں تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو کوچ کر گیا ہے البتہ صفوان قافلہ کے پیچھے رہ گیا تھا۔ جب وہ اس مقام پر آیا اور حضرت عائشہؓ کو پہچانا، تو انہیں اپنے اونٹ پر سوار کرا لیا۔ اور خود مہار تھامے لشکر تک پہنچا جو مقام قائم الظہیرہ پہنچ چکا تھا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ عامہ کی روایت تو یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب کہ انہیں غزوۂ بنی المصطلق میں اتہام لگایا گیا تھا۔

لیکن خاصہ کی روایت یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ماریہ قبطیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس الزام کے متعلق جو حضرت عائشہ نے انہیں لگایا تھا چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔ تو حضرت عائشہ نے کہا کہ آپ رنج کس کا کرتے ہیں۔ وہ تو جریح (قبطی) کا بیٹا تھا۔ پس آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا اور جریح کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی تلوار لیکر گئے ـــــ جریح قبطی باغ کے اندر چار دیواری میں تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے باغ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جریح دروازہ کھولنے آیا۔ مگر حضرت علی علیہ السلام کے چہرہ پر غضب کے آثار دیکھ کر اس نے دروازہ نہ کھولا۔ اور پچھلے پاؤں پلٹ گیا۔ حضرت علی علیہ السلام دیوار پر چڑھ گئے اور باغ میں اُترے۔ اور اس کے پیچھے چلے جریح پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ پھر جب اُسے خوف ہوا کہ حضرتؑ نے آلیا تو کھجور کے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ حضرت بھی درخت پر چڑھ گئے جب اس کے قریب گئے تو اس نے اپنے آپ کو درخت سے گرا دیا جس سے اس کا ستر کھل گیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ نہ اس کے مرد کی علامت ہے اور نہ عورت کی۔ حضرت علیؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پلٹ آئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! جب حضور مجھے کسی کام کے لئے مقرر فرماتے ہیں۔ تو میں اس میں مشغول ہو جاتا ہوں جیسے گرم کی ہوئی کیل اُون میں اترتی چلی جاتی ہے۔ اب حکم دیجئے کہ میں اس کام کو انتہا تک پہنچا دیا کروں یا تحقیق سے بھی کام لیا کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں! تحقیق سے بھی کام لیا کرو۔ عرض کی۔ کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اُس (جریح قبطی) میں نہ مرد کی علامت ہے نہ عورت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا: خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیتؑ سے بدی اور بدنامی کو دُور رکھا ؏

اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ

کہ اگر تم مومن ہو۔ تو اس طرح کبھی نہ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتیں کھول

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ

کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو یہ پسند کرتے ہیں

اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى

کہ جو لوگ ایمان لا چکے اُن کے درمیان بےحیائی پھیلے لہ اُن کے لئے دُنیا اور آخرت میں دردناک

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا

عذاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُسکی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر عذاب جلدی نازل ہو جاتا) اور یقیناً اللہ تعالیٰ نہایت مہربان بہت رحم کرنیوالا ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے تم شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو سلہ۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں کے پیچھے

الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

چلے گا پس وہ یقیناً اُسے بدکاری اور برائی کا حکم کرے گا سلہ۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ

اُس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی پاک نہ ہوتا۔ ولیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک

يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ

کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا بہت جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے (مال کی) زیادتی اور فراخی

مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

والے یہ قسم نہ کھائیں سلہ کہ وہ قریبی رشتہ والوں اور مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْاؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ

کچھ نہ دیں گے۔ اور اُن کو چاہئے کہ وہ انھیں معاف کریں اور (اُن سے) درگذر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ

اللّٰهُ لَكُمْؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کردے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنیوالا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو پاکدامن بےخبر مومن عورتوں پر

سلہ الفاحشة :-
تفسیر صافی صہ ۳۴۹ پر بحوالہ کافی وامالی وتفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بات (بدی کی) بیان کرے۔ جو اس نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھی اور دونوں کانوں سے سنی ہو۔ تو وہ بھی ان میں داخل ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة ...الخ

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے کسی برائی کی بات کو شہرت دی تو وہ ایسا سمجھا جاۓ گا کہ گویا اسی نے پہلے اس بدی کا ارتکاب کیا۔

ع ۱۰ ۸ — النصف

سلہ خطوت الشیطن :-
تفسیر صافی صہ ۳۴۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی برائیاں مشہور کرنے میں شیطان کی پیروی نہ کرو۔

سلہ بالفحشآء والمنکر :-
تفسیر صافی صہ ۳۴۹ پر ہے کہ الفحشاء سے وہ باتیں مراد ہیں۔ جن کی قباحت حد سے بڑھی ہوئی ہو۔ اور منکر سے مراد وہ کام ہیں جو شریعت اور عقل دونوں میں ممنوع ہوں۔

سلہ ولا یأتل :-
تفسیر صافی صہ ۳۴۹ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے۔ کہ ایک روایت کے مطابق یہ آیت اصحاب کے ایک ایسے گروہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے یہ قسم اٹھائی تھی۔ کہ جن لوگوں نے حضرت ماریہ قبطیہ کی تہمت کے بارے میں تکلم کیا ہے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی کریں گے اور نہ ان کو صدقہ دیں گے ۔

الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ

تہمت لگاتے ہیں، وُہ دُنیا اور آخرت میں لعنت کئے گئے ہیں ۔ اور اُن کیلئے بڑا عذاب

عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ

ہے ۔ وُہ دن جبکہ اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں اُنکے خلاف اُن کاموں کی گواہی

بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یَوْمَىٕذٍ یُّوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ

دیں گے جو وُہ کیا کرتے تھے ۱ اُس دن اللہ تعالیٰ اُنھیں اُن کا ٹھیک بدلہ پورا پورا دے گا ،

وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ

اور وُہ جان لیں گے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ وہی تو ظاہر حق ہے ۔ بُری باتیں ۲ بُرے لوگوں کیلئے ہیں

وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ

اور بُرے لوگ بُری باتوں کیلئے ہیں ۔ اور پاکیزہ باتیں پاک لوگوں کیلئے ہیں ۔ اور پاک لوگ پاکیزہ

لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

باتوں کیلئے ۔ یہ (اچھے) لوگ ان (بُری باتوں) سے بری ہیں جو وُہ (بُرے) لوگ بکتے ہیں اُن کیلئے (گناہوں کی)

رِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ

بخشش بھی ہے اور عزت کی روزی بھی ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل

بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ

نہ ہو، جب تک کہ تم اجازت نہ حاصل کرلو ۳ اور اس گھر کے بسنے والوں پر سلام نہ کرلو ۔ یہ تمھارے لئے بہتر

لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا

ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۔ پھر اگر تم اس (گھر) میں کسی کو نہ پاؤ ، تو جب تک تمھیں اجازت

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا

نہ دی جائے اس (گھر) میں داخل نہ ہو ۔ اور اگر تمھیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ ،

هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸﴾ لَیْسَ عَلَیْكُمْ

یہ تمھارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے خوب جاننے والا ہے ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں

جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ

ہے کہ تم ان گھروں میں داخل ہو جن میں کوئی نہیں بستا ، (اور) اُس میں تمھارا سامان ہو ۔

ع ۳ ۶ ۹

ف ۱ یوم تشھد :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۹ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے ۔ کہ مومن کے اعضا اس کے برخلاف گواہی نہیں دیں گے ماسوا اس کے نہیں کہ وہ صرف انہیں کے خلاف گواہی دیں گے ۔ جن کے خلاف عذاب کا حکم متحقق ہو چکا ہوگا ۔

ف ۲ الخبیثات :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے ۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بُری باتیں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں ۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں ۔ اور وہی بُری باتیں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں ۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں ۔

ف ۳ تستانسوا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں اجازت مانگنے کا کیا مطلب ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اپنے گھر میں جانے لگے تو تسبیحات اربعہ بلند آواز سے پڑھ لے اور کھانسے ۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی اپنے باپ کی خدمت میں جانے لگے ۔ تو اجازت مانگ لے ۔ مگر باپ کو بیٹے کے پاس جانے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ۔ نیز جب کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کے پاس جانا چاہے اور وہ بیاہی ہوئی ہو ۔ تو اجازت مانگ لے ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اگر میں نے اپنی ماں کی خدمت میں جانا ہو تو کیا میں اجازت مانگوں ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ! عرض کی کہ میرے سوا کوئی دوسرا خدمت کرنے والا نہیں ہے ۔ تو کیا جب مجھے جانا ہو ہر مرتبہ اجازت مانگوں ؟ آپ نے فرمایا : کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اسے ننگا دیکھے ۔ اس نے عرض کی : نہیں ! آپ نے فرمایا ! پھر تم ہر دفعہ اجازت مانگا کرو ۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ (اے رسول) مومنوں سے کہہ دو

يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ

کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں ، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۔ یہ اُن کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے ،

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

جو کچھ وہ کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اُسکی خبر رکھنے والا ہے۔ اور مومن عورتوں سے (بھی) کہہ دو کہ وہ اپنی آنکھیں

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

نیچی رکھا کریں ، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں ٥١ اور اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کیا کریں ٥٢

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ

سوائے اُس کے، جو اس میں سے (خود بخود) ظاہر ہو۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

اور اپنا بناؤ سنگھار کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے باپ دادوں کے یا اپنے خاوندوں کے باپ دادوں کے

اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ

یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے ، یا

اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ

اپنی بہنوں کے بیٹوں کے ، یا اپنی (ہم عقیدہ) عورتوں کے یا ان (لونڈیوں) کے، جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہیں ۔ یا

غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا

مردوں میں سے اُن نوکروں کے، جن کو عورتوں کی کوئی حاجت نہیں ۔ یا ان (نابالغ) لڑکوں کے جو ابھی عورتوں کی پردہ

عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

کی باتوں سے واقف نہ ہوئے ہوں ۔ اور وہ اپنے پاؤں اسلئے (زمین پر) مار کر نہ چلیں کہ اُن کا وہ بناؤ سنگھار جسے

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ

وہ چھپائے ہوتی ہیں ظاہر ہو جائے ۔ اور اے ایماندارو! تم سب اکٹھے خدا کی درگاہ میں توبہ کرو ، تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿٣١﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ

فلاح پاؤ ۔ اور تم نکاح کر دو اپنے بغیر بیوی والے مردوں ٥٣ اور بغیر شوہر والی عورتوں اور اپنے قابل نکاح غلاموں

٥١ يحفظن فروجهنّ :-
تفسیر صافی صفحہ ٣٥٠ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں جہاں فروج کی حفاظت کا ذکر آیا ہے وہاں زنا سے حفاظت مراد ہے سوائے اس آیت کے کہ یہاں نظر سے حفاظت مراد ہے۔ پس نہ کسی مرد مومن کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کے ستر کی طرف دیکھے۔ اور نہ کسی مومن عورت کے لئے حلال ہے کہ وہ اپنی کسی مومنہ بہن کے ستر کی طرف دیکھے۔

٥٢ زينتهنّ :-
تفسیر صافی صفحہ ٣٥٠ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ زینت سے مراد لباس، سرمہ، انگوٹھی ہاتھوں کی مہندی اور کنگن ہیں۔ زینت تین قسم کی ہوتی ہے۔ عام لوگوں کی زینت۔ محرموں کی زینت اور خاوند کے لئے زینت۔ پس عام لوگوں کی زینت وہ ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔ محرموں کی زینت گلے کے ہار سے اوپر اوپر (یعنی سر، کان، ناک وغیرہ) اور خلخال اور پازیب کی جگہ سے نیچے نیچے کی۔ اور بازو بند سے لے کر انگلیوں تک۔ اور شوہر کے لئے کل جسم ہے۔

٥٣ الايامٰى :-
اَیِّمٌ کی جمع ہے۔ اہل لغت کا اتفاق ہے کہ ایم اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو۔ خواہ وہ عورت کنواری ہو یا بیوہ۔ ابو عبید کا بیان ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے متعلق ایم کا لفظ آیا ہے لیکن اس کا بیشتر استعمال عورتوں ہی کے بارے میں ہوتا ہے مردوں کے متعلق اس کا استعمال گویا بطور استعارہ ہے۔
(فتح القدیر ج ٤ صفحہ ٢٦ ۔ لغات القرآن نعمانی ج ٥ صفحہ ٣١٥)

وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ

اور کنیزوں کا۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ وسعت

وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا

والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور جن لوگوں کو نکاح میسر نہیں آتا انھیں چاہئے کہ وہ پاک دامنی کرتے رہیں

حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ

تاآنکہ انھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کر دے۔ اور تمہارے لونڈی غلام جو مکاتب کی خواہش

مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ

رکھتے ہیں اگر ان میں بہتری پاؤ تو ان سے مکاتبت کر لو[۱] [۲]

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ

اللہ تعالیٰ کے مال میں سے جو اس نے تمھیں دے رکھا ہے انھیں کچھ دے دو۔ اور تم اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر

عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

مجبور نہ کرو[۳] جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہوں۔ تاکہ تم (انھیں بدکاری پر مجبور کر کے) دنیا کی زندگانی کا فائدہ حاصل

وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٣﴾

کرو۔ اور جو انھیں (بدکاری پر) مجبور کریگا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انکے مجبور کئے جانے کے بعد (انھیں) بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے

وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا

اور یقیناً ہم نے تمہاری طرف واضح آیتیں نازل کی ہیں۔ اور ان لوگوں کی مثالیں بھی جو تم سے پہلے

مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾ اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ

گذر چلے، اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت بھی۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور دینے والا ہے[۴]

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ

اس کے نور کی مثال[۵] ایک طاق کی سی ہے جس میں چراغ ہو۔ وہ چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہو۔

الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ

وہ قندیل ایسی ہو گویا وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ وہ زیتون کے برکت والے درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا

زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ

ہو، جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل (خود بخود) روشن ہو جائے۔ اگرچہ

---

[۱] فکاتبوھم:-
مکاتبت ایک معاملہ ہے جو آقا اور غلام کے درمیان طے پایا جاتا ہے۔ کہ اگر غلام اپنے آقا کو اس قدر رقم ادا کر دے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

[۲] خیرًا:-
تفسیر صافی ص۳۵۱ پر بحوالہ من لایحضرہ الفقیہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خیر سے مراد یہ ہے کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بشارت دے یعنی کلمہ شہادت کا قائل ہو اور اس کے ہاتھ میں ایسا ہنر ہو جس سے وہ اپنی روزی کما سکے۔

[۳] ولا تکرھوا:-
تفسیر صافی ص۳۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ عرب اور قریش لونڈیاں خرید لیتے تھے اور ان پر بھاری بھاری اُجرت مقرر کر دیتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ جاؤ زنا کرو اور کمائی کرو۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس سے منع فرما دیا۔

[۴] نور السمٰوٰت والارض:-
تفسیر صافی ص۳۵۱ پر بحوالہ التوحید امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ آسمان کے رہنے والوں کا بھی ہادی ہے اور زمین کے رہنے والوں کا بھی۔

[۵] مثل نورہٖ:-
تفسیر صافی ص۳۵۱ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال ہمارے متعلق بیان کی ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: کہ مثل نورہٖ سے مراد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کمشکوٰۃ سے مراد آپ کا سینہ مبارک ہے فیہا مصباح سے مراد نور علم یعنی نبوت ہے المصباح فی زجاجۃ سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حضرت علی علیہ السلام کے سینہ مبارک میں آیا۔ الزجاجۃ ۔۔۔ الی ولا غربیۃ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ نہ یہودی اور نہ نصرانی۔ یکاد زیتہا ۔۔۔ نار کا مطلب یہ ہے کہ قریب ہے کہ علم (کثرت کی وجہ سے) آلِ محمدؐ کے عالم کے منہ سے پیشتر اس کے کہ وہ کلام فرمائیں خود بخود نکلے۔ نورٌ علیٰ نور کا مطلب یہ ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا۔

ع ۸ / ۱۰

لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اسے آگ نہ چھوئے، وہ نور بالائے نور ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی راہ پر لگا دیتا ہے۔

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ فِىْ

اور اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے ۵۱ اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔ (یہ نور) ان

بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا

گھروں میں ہے ۵۲ جنکے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انکی تعظیم کی جائے اور ان میں اسکے نام کا ذکر کیا جائے وہ مرد ہیں جو ان

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

گھروں میں صبح اور شام اسکی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ انھیں خدا کی یاد اور نماز کے قیام اور

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا

زکوٰۃ کی ادائیگی سے نہ تو تجارت ہی غافل کرتی ہے اور نہ ہی کوئی خرید و فروخت وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں

تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ

جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گے۔ تاکہ جو کچھ وہ کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اس

مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

کا بہترین بدلہ دے اور انھیں اپنے فضل سے زیادہ بھی دے دے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے

حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ

رزق دیتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے اعمال ۵۳ چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت کی مانند ہیں جسے

الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

پیاسا پانی گمان کرتا ہے۔ تا اینکہ جب وہ اسکے پاس آیا اسے کوئی چیز ہی نہ پایا۔ اور اپنے پاس اللہ تعالیٰ ہی کو پایا

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ

پس اس نے اسکو اسکا حساب پورا دے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ یا (کافروں کے اعمال) گہرے

لُّجِّىٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ

سمندر میں اندھیروں کی مانند ہیں جسے ایک لہر ڈھانپتی ہے اس کے اوپر ایک اور لہر ہو اُس کے اوپر بادل ہو۔

ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ

اندھیرے ایک دوسرے کے اوپر ہوں۔ جس وقت وہ اپنا ہاتھ نکالے تو قریب ہے کہ اسے نہ دیکھ سکے۔ اور

۵۱ الامثال للناس:-
تفسیر صافی ص۳۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثل ہے۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی تو کوئی مثال ہی نہیں۔ کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا: فلا تضربوا للہ الامثال (خدا کے لئے تم مثالیں بیان نہ کرو)۔

۵۲ فی بیوت:-
تفسیر صافی ص۳۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان بیوت سے مراد انبیاء کے گھر ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کا گھر بھی انہی میں داخل ہے۔

۵۳ اعمالهم:-
تفسیر صافی ص۳۵۲ پر ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ربیعہ بن اُمیہ کے بارے میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں تو عبادت کیا کرتا تھا اور دین حق کا طلبگار تھا مگر جب اسلام آیا تو کافر ہو گیا۔

مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

جس کیلئے اللہ تعالیٰ کوئی نور قرار نہ دے اس کیلئے تو کوئی نور ہی نہیں ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ جو کچھ

يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ

آسمانوں اور زمین میں ہے ۱؎ اور پرندے پر کھولے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں ۲؎ یقیناً ہر ایک

عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ

نے اپنی اپنی نماز اور اپنی اپنی تسبیح جان رکھی ہے ۳؎ اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے اور

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف بازگشت ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا

اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى

کہ اللہ تعالیٰ ہی بادل کو چلاتا ہے پھر اسکے درمیان لاپ ڈال دیتا ہے۔ پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا

کہ مینہ اس کے درمیان سے نکلتا ہے۔ اور آسمان سے پہاڑوں (جیسے بڑے بڑے بادلوں) سے اولے

مِنْ ۢبَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ

برساتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اسے پہنچا دیتا ہے ۴؎ اور جس سے چاہتا ہے اسے پھیرے رکھتا ہے

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ

قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمکدار روشنی آنکھوں (کے نور) کو اچک لے جائے۔ اللہ تعالیٰ رات اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ

یقیناً اس میں صاحبانِ بصیرت کیلئے عبرت (موجود) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پانی سے

مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى

پیدا کیا ۵؎ پس ان میں کوئی ایسا ہے جو اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے۔ اور ان میں کوئی ایسا ہے جو دو پاؤں

رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ

پر چلتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی ایسا ہے جو چار (پاؤں) پر چلتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ یقیناً ہم نے کھول کھول کر بیان کرنے والی آیتیں نازل کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

ع ۶ ۵ ۱۱

۱؎ یسبح لہ:-
تفسیر صافی ص ۳۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خشکی اور تری میں سے پرندہ ہو یا درندہ یا چوپایہ اس وقت تک شکار نہیں ہوتا جب تک کہ تسبیح خدا سے غافل نہ ہو جائے۔

۲؎ صٰفّٰت:-
اس کے لغوی معنے ہیں "پر کھولے ہوئے" صَفٌّ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث۔ صَافَّۃٌ کی جمع۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۸)

لمترجم:- اس آیہ مجیدہ میں خداوند تعالیٰ نے مخلوق ارضی و سماوی اور پرندوں کا طریقہ نماز بیان کیا ہے۔ کہ پرندے پر کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی نماز کا صحیح طریقہ ہاتھ کھول کر ہی ہے۔ نہ کہ ہاتھ باندھ کر۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں طریقہ نماز سمجھایا ہے۔ جو واضح ہے اور کسی تاویل کا محتاج نہیں۔

۳؎ صلاتہ:-
الصلوٰۃ من اللہ رحمۃ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہو۔ تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا نزول ہوگا۔ ومن الملائکۃ الاستغفار اور جب ملائکہ کے لئے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہو تو یہ مراد ہو گی۔ کہ ملائکہ استغفار کرتے ہیں۔ ومن المؤمنین الدعا اور مومنوں کے لئے یہ لفظ استعمال ہو تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ مومنین دعا مانگتے ہیں۔ ومن الطیر والھوام التسبیح اور جب یہ لفظ کیڑوں مکوڑوں اور پرندوں کے لئے استعمال ہو۔ تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ یہ اشیاء خدا تعالیٰ کی بزبانِ حال پاکیزگی بیان کرتی ہیں۔ (اقرب)

۴؎ فیصیب بہٖ:-
تفسیر صافی ص ۳۵۳ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے بواسطہ امام محمد باقر علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے بادلوں کو مینہ کے لئے چھلنیاں قرار دیا ہے۔ کہ وہ اولوں کو پگھلا کر پانی بنا دیتے ہیں۔ تاکہ جس پر پہنچے ضرر نہ پہنچائے۔ اور جو کچھ تم اولے اور بجلی کے صاعقے دیکھتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک طرح کا عذاب ہے جس سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے تکلیف پہنچا دیتا ہے — انہی حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ اولے نہ کھائے جائیں۔ کیونکہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فیصیب بہ من یشاء۔

۵؎ من مآءٍ: تفسیر صافی ص ۳۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد منی ہے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ اس سے مراد وہ پانی ہے جو مادہ کا جزو ہے۔ کیونکہ کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو نطفہ سے نہ پیدا ہوا ہو۔

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٦﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا

جسے چاہتا ہے سیدھے راستے تک پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں (کہ) ہم اللہ تعالےٰ پر

بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ

اور رسول پر ایمان لائے، اور ہم نے اطاعت کرلی، پھر اسکے بعد ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے،

ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ

تاکہ وہ (رسول) اُن کے درمیان فیصلہ کردے تو یکایک اُن میں سے ایک گروہ منہ پھیرنے والا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اُن کیلئے

الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿٤٩﴾ؕ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا

کوئی حق ہوتا ہے تو وہ تابعدار ہوکر اسی (رسول) کی طرف چلے آتے ہیں [1]۔ کیا اُن کے دلوں میں کوئی مرض ہے یا وہ

اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ

شک میں پڑے ہوئے ہیں یا وہ (اس بات سے) ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول اُن پر زیادتی کریں گے [2]۔ ایسا نہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا

بلکہ یہ لوگ خود ہی ظالم ہیں۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ مومنوں کا قول [3]۔ جبکہ انھیں اللہ تعالیٰ

اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ

اور اسکے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ

اطاعت کی۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

سے ڈریگا اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے گا، پس یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کیساتھ پوری

اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

کوشش سے قسمیں کھائیں کہ اگر تو انھیں حکم کریگا تو وہ البتہ نکل جائیں گے۔ (اے رسول!) کہدو کہ قسمیں کھاؤ (ہمیں) معقول فرمانبرداری

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٣﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ

مطلوب ہے، (نہ کہ قسمیں) یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے پورا پورا باخبر ہے۔ کہدو کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو،

[1] مُذْعِنِيْنَ :-
اَذْعَنَ سے اسم فاعل کا صیغہ مُذْعِنٌ آتا ہے اور مُذْعِنِيْنَ جمع کا صیغہ ہے۔ اَذْعَنَ الرَّجُلُ کے معنی ہوتے ہیں۔ اَسْرَعَ الطَّاعَةَ اُس نے جلدی سے اطاعت کی۔
خَضَعَ وَذَلَّ وَانْقَادَ اس نے عاجزی کی اور اس کے سامنے جھک گیا۔ (اقرب)

[2] يَحِيْفَ :-
حَافَ سے مضارع کا صیغہ ہے۔ اور حَافَ عَلَيْهِ کے معنی ہوتے ہیں۔ جَارَ وَظَلَمَ اس پر ظلم کیا اور زیادتی کی۔ (اقرب)

ع ١٠

[3] قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ :-
تفسیر صافی ج ٢ صفحہ ٣٥٦ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے نیز تفسیر قمی میں منقول ہے۔ کہ یہ ساری آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور وہی حضرت اس سے مراد لیے گئے ہیں۔

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ

اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم منہ پھیرو گے تو سوائے اسکے نہیں ہے کہ اس پر وہی ہے جو اسے اٹھوایا گیا اور

مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

تم پر وہی ہے جو تمہیں اٹھوایا گیا ۱ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اور رسول پر سوائے کھول کر پہنچا

الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دینے کے اور کچھ نہیں ہے۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، اور نیک عمل کرتے رہے ہیں،

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا ۲ جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ

اور وہ ان کے دین کو جسے اس نے ان کیلئے پسند فرمایا ہے ضرور تمکین دے گا، اور ضرور ان کے خوف کو

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ؕ

امن سے بدل دے گا۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے (اور) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا

اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا پس وہی لوگ فاسق ہیں۔ اور تم نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ

تم مت گمان کرو کہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے زمین میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے ہیں۔ اور انکا ٹھکانا تو جہنم کی

النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ

آگ ہے۔ اور وہ البتہ بہت بری جائے بازگشت ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ضروری ہے کہ تمہارے (لونڈی غلام) جن

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ

کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ اور تم میں سے وہ لوگ جو بلوغ کو نہیں پہنچے (تمہارے پاس آنے کی) تین

ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ

دفعہ تم سے اجازت لے لیا کریں، فجر کی نماز سے پہلے، اور جس وقت تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو، (یعنی)

۱ ماحملتم:۔

تفسیر صافی صہ ۳۵۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے خطبہ میں جس میں جناب رسول خداؐ کی صفات بیان کی گئی ہیں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کے جن سخت ترین احکام پر مامور کیے گئے تھے ان سب کو انہوں نے ادا کر دیا اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والو اس کتاب اللہ کی رو سے جو احکام تمہارے ذمہ عاید کیے گئے ہیں ان کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ سوال مجھ سے بھی ہو گا اور تم سے بھی پوچھ گچھ ہو گی۔ مجھ سے صرف رسالت پہنچانے کی نسبت سوال ہو گا اور تم سے ان تمام امور کی بابت پوچھ گچھ ہو گی جو کتاب اللہ کی رو سے تمہارے ذمہ عاید ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی جو میری سنت کی رو سے عاید ہوتے ہیں۔

۲ وعد اللہ:۔

تفسیر صافی صہ ۳۵۳ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا: تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کے مصداق ائمہ علیہم السلام ہیں۔ اور اسی تفسیر کے صہ ۳۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے: کہ یہ آیت قائم آل محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں بروایت اہلبیتؑ مروی ہے کہ یہ آیت مہدیؑ آل محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ واللہ! یہ ہم اہلبیت کے شیعہ ہیں۔ جن کیلئے خدا تعالیٰ یہ سب کچھ ہم میں سے

ع ۷ ۱۳

ایک شخص کے ہاتھوں انجام دیگا جو اس امت کا مہدیؑ ہو گا اور وہ وہی ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما گئے ہیں کہ اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا لمبا کریگا کہ میری اولاد میں سے ایک شخص جس کا نام میرا ہی ہو گا۔ حاکم ہو جائے اور تمام روئے زمین کو عدل اور انصاف سے اسی طرح معمور کر دے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو گی۔

لمترجم:۔ وعدہ کے ایفاء کا تعلق ایمان داروں کے ساتھ ہے علاوہ ازیں اعمال صالحہ کی شرط بھی ساتھ لگی ہوئی ہے۔ پس غیر مومن یا غیر صالح اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ الذین امنوا کا مطلب صاف ہے امنوا صیغہ ماضی ہے۔ یعنی جو لوگ گذشتہ زمانہ میں ایمان لا چکے۔ لہذا نو مسلم منافق اور کافر اس وعدہ میں شریک نہیں ہو سکتے کما استخلف سے واضح ہوتا ہے کہ وعدہ کا ایفاء مطابق امتہائے سلف ہو گا۔ کاف تشبیہ کا ہے۔ یعنی جس طرح پہلے زمانہ کے لوگ خلیفہ بنے اسی طرح اس امت میں ہو گا۔ قرآن مجید کی دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے خلیفے خدا نے خود مقرر فرمائے۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ (پ البقرہ) جاعل اسم فاعل ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ خلیفہ بنانے والا صرف خدا ہے لوگوں کو اختیار ہرگز نہیں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے، یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (پ ۲۳) اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس جس طرح پہلے خلیفے خدا نے مقرر فرمائے۔ آنحضرت صلعم کا خلیفہ بھی خدا ہی مقرر فرمائے گا۔ امت کو اختیار نہیں۔ نیز وعدہ کا ایفاء تمکین دین پر منحصر ہے۔ غلبہ دین دلائل و براہین سے ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ شاہی غلبہ اور قوت و جمعیت سے۔ ابتلا وعدہ الٰہی میں اس پسندیدہ دین کو غلبہ اور تسلط دینے کا (باقی صفحہ ۶۶۴ پر)

مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ

دوپہر کے وقت، اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تمہارے لئے تین خلوت کے وقت ہیں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ

ان اوقات کے بعد (آنے جانے میں) نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر۔ تم ایک دوسرے کے پاس بہت

بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

پھرتے رہنے والے ہو۔ اسطرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتوں کو کھولکر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا

حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا

بڑی حکمت والا ہے۔ اور تم میں سے بچے جب بلوغ کو پہنچ جائیں تو انھیں چاہئے کہ وہ اسی طرح (آنے کی) اجازت طلب

اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ

کریں جسطرح کہ وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اجازت طلب کرتے رہے اسطرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں کھولکر بیان کرتا ہے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ

اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور عورتوں میں سے بیٹھ رہنے والیاں (بڑی بوڑھی) ۱؎ جو نکاح کی امید

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ

نہیں رکھتیں پس اگر وہ اپنے کپڑے (نقاب) اتار دیا کریں اور اپنی زینت ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں تو ان پر کوئی

مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

گناہ نہیں۔ اور اگر وہ اس سے بھی بچیں تو ان کیلئے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا

بہت کچھ جاننے والا ہے۔ نہ اندھے پر کوئی حرج ہے ۲؎ اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے، اور نہ

عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ

بیمار پر کوئی حرج ہے۔ اور نہ ہی تمہارے اپنے ذمہ کہ تم اپنے گھروں میں سے کھاؤ ۳؎ یا

أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

اپنے باپ دادوں کے گھروں سے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے

أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ذکر ہے جو ان کے لئے پسند کیا گیا۔ چونکہ دین مرتضیٰ ہے (ارتضیٰ لہم) اس لئے دین کے سالک یا ایمان والے بھی مرتضیٰ ہی ہوں گے۔ غیر مرتضیٰ کا طریقہ طریقہ دین مرتضیٰ نہیں ہو سکتا۔

چونکہ وعدہ کا تعلق ایسے نفوس سے ہے جو کسی گذشتہ زمانہ میں ایمان لا چکے۔ اس لئے بجز رسول و نفس رسول و ذریت طیب رسول دوسرے قریب العہد لوگ مصداق نہیں ہو سکتے اور نہ ان پر وہ وعدہ صادق آسکتا ہے جو گذشتہ زمانہ میں ان مومنین کے ساتھ کیا گیا۔ وَعَدَ صیغہ ماضی ہے جس کا اطلاق حال پر نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ماضی کا صیغہ استعمال نہ ہوتا۔

۵۳ لیستاذنکم:۔

تفسیر صافی ص ۳۵۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے نابالغ بچے تین وقتوں میں تمہارے پاس اجازت لے کر آئیں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جو تم میں سے بالغ ہو جائے وہ اپنی ماں، بہن، خالہ، پھوپھی یا کسی محرم کے گھر بغیر اجازت نہ جائے۔ اور اجازت مانگنے سے پہلے سلام ضرور کرے کیونکہ سلام کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ تمہارا نوکر جب بالغ ہو جائے تو تین مقررہ وقتوں میں تم سے اجازت ضرور لے۔ خواہ وہ اسی گھر میں رہتا ہو جس میں تم رہتے ہو۔

یہ بھی فرمایا کہ عشاء کے بعد اور صبح کے وقت اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار ڈالتے ہو۔ تمہارے پاس اس لئے اجازت لے کر آنا لازم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے یہ اوقات تمہاری خلوت اور عورت کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

۱ والقواعد:۔

تفسیر صافی ص ۳۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے۔ کہ اس سے مراد وہ بوڑھی عورتیں ہیں جن کو حیض آنا موقوف ہو گیا ہو اور جو نکاح کے قابل نہ رہی ہوں اور وہ اپنا نقاب یا برقعہ اتار دیں۔ حالانکہ اگر نہ اتاریں تو بہتر ہے۔

۵۲ علی الاعمیٰ:۔

تفسیر صافی ص ۳۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اہل مدینہ اسلام لانے سے پہلے اندھوں، لنگڑوں اور بیماروں کو الگ کر دیا کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھایا کرتے تھے۔ اور انصار میں تکبر اور ذاتی اعزاز کا خیال بہت تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اندھا تو کھانے کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور مریض مثل تندرست کے کھانا کھا نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اس قسم کے لوگوں کا کھانا الگ رکھ دیا کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ کھانا ایک طرح کا گناہ سمجھتے تھے اور وہ بیچارے اندھے لنگڑے اور بیمار اپنی جگہ یہ کہا کرتے تھے، کہ اگر ہم ان کے ساتھ کھانا کھائیں تو شاید ہم ان کی تکلیف کا باعث ہوں۔ اس لئے وہ عمداً الگ ہی کھایا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعًا او اشتاتًا ...... ۵۳ من بیوتکم تفسیر صافی ص ۳۵۵ پر ہے کہ اس سے مراد تمہارے وہ گھر ہیں۔ جن میں تمہارے جورو اور بچے ہوں اور ان میں تمہاری کے بھی گھر داخل ہیں۔ اس لئے کہ اولاد کا گھر بھی مثل اپنے ہی گھر کے

(باقی صفحہ ۴۶۵ پر)

أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ ... أَخَوَاتِكُمْ

أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ

سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن سے جن کی چابیوں کے تم مالک ہو، یا اپنے دوست کے گھروں سے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم سب اکٹھے کھاؤ یا الگ الگ - پس جب تم گھروں میں

بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً

داخل ہو تو اپنے نفسوں کو سلام کیا کرو۔ یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے برکت والا پاکیزہ تحفہ

طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ ع

ہے۔ اسی طرح اللہ تعالٰی تمہارے لئے آیتوں کو کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم عقل سے کام لو۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا

ماسوا اسکے نہیں کہ مومن وہی ہیں جو اللہ تعالٰی اور اُس کے رسول پر ایمان لائے، اور جب وہ کسی ایسے امر

مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ

میں اُس کے ساتھ ہوں جس میں سب کا جمع ہونا ضروری ہے تو جبتک اُس (رسول) سے اجازت نہ لیں نہ چلے جائیں یقیناً

يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا

وہ لوگ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہ لوگ اللہ تعالٰی اور اُس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر جب وہ

اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَ

اپنے کسی کام کیلئے تم سے اجازت مانگیں تو تم اُن میں سے جسے چاہو اجازت دے دو۔ اور

اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ

اُن کیلئے اللہ تعالٰی سے مغفرت طلب کرو، یقیناً اللہ تعالٰی بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ تم رسول کے بلانے کو

الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

ایسا قرار نہ دو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو[1]۔ بیشک اللہ تعالٰی تم میں سے ان لوگوں کو

يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ

جانتا ہے جو چھپ کر نکل جاتے ہیں۔ پس جو لوگ اس (رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُنھیں اس بات سے

أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ

ڈرنا چاہئے کہ اُنھیں کوئی مصیبت نہ آپڑے یا اُنھیں کوئی دردناک عذاب نہ آپہنچے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یقیناً اللہ تعالٰی

ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ ہی کا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ اچھے سے اچھا کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھائے اور بیٹا اسی کمائی میں داخل ہے۔

[1] کدعاء بعضکم بعضًا:- تفسیر صافی ص ٣٥٦ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو — اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوں نہ پکارو یا محمد اور نہ یوں کہو یا ابا القاسم بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ کر پکارو۔

اور المناقب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حکم اہلبیت کے لئے نہیں ہے بلکہ غیر لوگوں کے لئے ہے۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب فاطمہ علیہا السلام آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو یا اباہ کی بجائے یا رسول اللہ کہا اس پر حضور نے فرمایا: کہ یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے +

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَیَوْمَ

ہی کیلئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وُہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿٦٤﴾ ع ٥ ١٥

اُسکے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے وہ اُنکو اسکی خبر دیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جاننے والا ہے

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

اٰیَاتُهَا ٧٧ — رُكُوْعَاتُهَا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ

بڑی برکت والا ہے وُہ (اللہ) جس نے اپنے بندہ پر فرقان نازل کیا ہے تاکہ وُہ سب دُنیاؤں کیلئے ڈرانے والا

نَذِیْرَا ﴿١﴾ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ

ہو۔ وُہ وہی ہے جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے۔ اور اُس نے نہ کوئی بیٹا بنایا

وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ

اور نہ حکومت میں اُس کا کوئی شریک ہوا، اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔

فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ﴿٢﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ

پھر اس نے اسکا ایسا اندازہ کیا جیسا کہ اندازہ کرنیکا حق ہے ؎۲ اور انھوں نے اسکے سوا کچھ معبود بنالئے جو کوئی چیز

شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا

پیدا نہیں کر سکتے، اور وہ (خود) پیدا کئے جاتے ہیں، اور اپنی جانوں کیلئے نہ نقصان کے مالک ہیں اور نہ نفع

نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿٣﴾ وَقَالَ

کے، اور نہ تو موت پر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زندگی پر، اور نہ پھر جی اُٹھنے پر۔ اور کہا

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ

ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے کہ یہ سوائے بہتان کے کچھ بھی نہیں جو اس (محمدؐ) نے گھڑ لیا ہے اور اس (گھڑنے) میں دوسرے

قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿٤﴾ ۚ وَقَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ معانقہ ۱۰

لوگوں نے اسکی مدد کی ہے۔ پس یقیناً ان لوگوں نے بے انصافی کی اور جھوٹ بولا۔ اور انھوں نے کہا کہ یہ پہلوں کی

ل۱ تبارک :-

اس لفظ کے معنی اور مفصل تشریح سابقاً ۱۲۳ پر زیر فقرہ ۱ آچکی ہے۔ وہاں سے ملاحظہ کر لی جائے ✦

ل۲ فقدّرہ تقدیرًا :-

تفسیر صافی ص۳۵۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ کسی شخص سے امام رضا علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تو جانتا ہے کہ تقدیر کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں! فرمایا: کہ اجل اور رزق اور بقاء اور فنا کی حدود کا مقرر کرنا تقدیر ہے۔

پھر حضرت نے دریافت کیا کہ جانتا ہے قضاء کیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں! فرمایا کہ ہر امر مقدر کا واقع ہونا قضا ہے ✦

الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۵﴾ قُلْ

کہانیاں ہیں جو اس نے گھڑ کر لکھوالی ہیں لہ پس یہی اس پر صبح اور شام پڑھی جاتی ہیں ٢ه (اے رسول)

اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

کہدو کہ اسے اس نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶﴾ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ

بخشنے والا نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ اور انھوں نے کہہ دیا کہ یہ کیسا رسول ہے، کھانا کھاتا ہے،

وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ

اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیوں نہیں اس کی طرف کوئی فرشتہ اتار دیا، پھر وہ اس

مَعَهٗ نَذِيْرًا ﴿۷﴾ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اس کی طرف خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہوتا،

يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾

کہ اس میں سے کھاتا۔ اور ظالموں نے کہہ دیا کہ تم تو ایک جادو کئے گئے مرد کی پیروی کرتے ہو۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

غور تو کر انھوں نے تیرے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں، پس وہ خود ہی گمراہ ہو گئے۔ سو اب (وہ

سَبِيْلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ

سیدھا) راستہ نہیں پائیں گے ٣ه بڑی برکت والا ہے وہ (اللہ) جو اگر چاہتا تو تمھارے لئے ان سے بہتر باغات

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ

مقرر کر دیتا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوتیں، اور تمھارے لئے بہت محل بنا دیتا۔ بلکہ

كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۟ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ ۚ

انھوں نے قیامت کو جھٹلایا۔ اور جن لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا، ان کیلئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَ

جب وہ انھیں دور جگہ سے دیکھے گی تو وہ اسکے غصہ کی جوشیلی آواز اور چلانے کو سنیں گے ٤ه اور

اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ ؕ

جب وہ اسکی کسی تنگ جگہ میں جکڑے ہوئے ڈال دیئے جائیں گے، تو اس جگہ وہ اپنے لئے موت کو پکارنے لگیں گے

له اکتتبہا:-

لفظ اِکْتَتَبَ اِکْتِتَابٌ سے ہے جس کے معنے گھڑ کر لکھ لینے یا دوسرے سے لکھوا لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھا ضمیر واحد مؤنث غائب +

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صـ١٩٧)

٢ه تملی:-

اِمْلَاءٌ سے ہے۔ بمعنی املاء کرانے کے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ املاء کی صورت یہ ہے۔ کہ استاد بولتا اور پڑھتا جائے۔ اور شاگرد لکھتے اور پڑھتے رہیں +

(لغات القرآن نعمانی جلد ٢ صـ١٨٧)

٣ه سبیلا:-

تفسیر صافی صـ٣٥٦ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ سبیل علی مرتضیٰ ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت قبول کرنے کی سعادت حاصل نہ کر سکیں گے +

ع ١ ٩ ١٦

٤ه زفیرا:-

مفردات میں زفیر کے معنی مصیبت لکھتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کی تیز آواز سے سمجھ جائیں گے۔ کہ جہنم کا عذاب سخت ہوگا +

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ﴿١٤﴾ قُلْ

(انھیں کہا جائیگا کہ) آج کے دن ایک ہی موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو سلہ (اے رسول) کہدو کیا

أَذٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ

یہ بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کی جنت جسکا وعدہ پرہیزگاروں کو دیا گیا ہے، کہ وہ ان کے لئے جزا اور

جَزَآءً وَّمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خٰلِدِينَ ۚ كَانَ عَلٰى

اور جائے بازگشت ہوگی - اس میں ان کیلئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور اسمیں ہمیشہ رہنے والے ہونگے - یہ تمہارا

رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

ہُوا وعدہ تھا جسکا پورا کرنا تمہارے پروردگار پر لازم ہے - اور جس دن وہ انھیں اکٹھا کرے گا اور جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا

سوا پوجتے ہیں انکو بھی - پھر کہے گا کہ کیا تم نے میرے اُن بندوں کو گمراہ کیا یا یہ خود ہی سیدھے راستہ سے

السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَآ أَنْ نَّتَّخِذَ

بھٹک گئے - وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے، ہمارے واسطے یہ مناسب نہ تھا کہ ہم تیرے سوا دوسروں

مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَآءَهُمْ حَتّٰى

کو سرپرست بناتے، ولیکن تم نے انھیں اور ان کے باپ دادوں کو فائدہ دیا یہانتک کہ وہ

نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا

ذکر کو بھول گئے، اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ ہوگئے - (اس وقت ہم کہیں گے کہ) جو کچھ تم کہتے تھے اس

تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ

میں تو یہ (معبود) تمھیں جھٹلا چکے، پس تم نہ تو (عذاب کو) پلٹا سکو گے اور نہ ہی مدد پا سکو گے) - اور تم میں سے جو ظلم کرے

مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

گا ہم اُسے بہت بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے - اور ہم نے تم سے پہلے رسولوں کو نہیں بھیجا، مگر

إِلَّآ إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا

یہ کہ وہ سب یقیناً کھانا کھاتے تھے، اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے - اور ہم نے تم میں سے

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾ ع ١١ / ١٤

ایک کو دوسرے کیلئے آزمائش قرار دے دیا ہے - کیا تم صبر کرو گے - اور تیرا پروردگار سب کچھ دیکھنے والا ہے -

سلہ ثبورًا کثیرًا :-

تفسیر صافی ص۳۵۷ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں بہت زیادہ قسم کے عذابوں سے معذب کیا جائے گا۔

تفسیر برہان میں بحوالہ امالی منقول ہے کہ کثیر ابن طارق نے حضرت زید شہید اور انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے اس آیت کے معنے دریافت کئے۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اے کثیر! تو نیک آدمی ہے اور کسی طرح پر بدنام نہیں مجھے خوف ہے۔ کہ تو کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ظالم امام جب اپنے پیروکاروں کے پاس سے جہنم میں گذرے گا تو وہ اس کا نام لے کر پکاریں گے کہ او فلاں۔ اے او مردک جو ہماری ہلاکت کا باعث ہوا۔ اب یہاں آ اور ہمیں اس بلا سے چھڑا۔ پھر وہ سب مل کر بہت کچھ روئیں پیٹیں گے اور موت کی تمنا کریں گے۔ اس وقت اُن سے کہا جائے گا۔

لاتدعوا الیوم.... کثیراً ہ پھر حضرت زید شہید نے فرمایا: کہ میرے والد ماجد نے میرے جد امجد جناب سید الشہداء علیہ السلام سے روایت کی ہے: کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی (علیہ السلام) سے فرمایا:-

کہ اے علی (علیہ السلام) تم اور تمہارے اصحاب جنت میں ہوں گے۔ اور اے علی! تمہارے پیروکار بھی اسی جنت میں ہوں گے +

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ

اور وہ لوگ جو ہماری حضوری کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل کئے جاتے

أَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا

یا ہم اپنے پروردگار کو (کیوں نہیں) دیکھتے، یقیناً انھوں نے اپنے آپ کی بڑائی چاہی، اور بہت بڑی سرکشی

كَبِيرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ

کی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن گنہگاروں کے لئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی۔

وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ إِلٰى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ

اور وہ کہینگے کہ (ہمارے اور فرشتوں کے درمیان) کوئی رکاوٹ ہو جائے ۵۱ اور جو عمل انھوں نے کیا ہوگا ہم اسکی طرف توجہ

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُورًا ﴿۲۳﴾ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا

کرینگے، پس اسے پریشان غبار کر دیں گے۔ اس دن بہشت والے لوگ بہتر ٹھکانے، اور سب سے

وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمٰمِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ

اچھی قیلولہ کرنے کی جگہ میں ہونگے ۵۲ اور اس دن آسمان ایک بدلی کے ساتھ پھٹ جائے گا ۵۳ اور فرشتے نازل

تَنْزِيلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ٍالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى

کئے جائیں گے جو نازل کئے جانے کا حق ہے۔ اس دن سلطنت (خدائے) رحمٰن کیلئے ثابت ہوگی۔ اور وہ دن کافروں

الْكٰفِرِينَ عَسِيرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُولُ

پر بہت ہی سخت ہوگا۔ اور اس دن ایک خاص ظالم دانتوں سے اپنے دونوں ہاتھ کاٹے گا (اور یہ)

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ

کہیگا اے کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے میری خرابی کاش کہ میں نے فلاں

أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِي

کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اس نے مجھے ذکر سے بہکا دیا بعد اس کے کہ وہ میرے پاس آچکا تھا

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يٰرَبِّ

اور شیطان تو ہے ہی انسان کو مصیبت کے وقت تنہا چھوڑ دینے والا۔ اور رسول عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار

إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُورًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

بیشک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل متروک ٹھہرا لیا۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے

۵۱ حِجْرًا مَّحْجُورًا:-

لغت کے لحاظ سے جس مکان کا احاطہ پتھروں سے بنایا جائے وہ حجر کہلاتا ہے۔ اس لئے ثمود کی آبادیاں چونکہ پتھروں کو تراش کر بنائی گئی تھیں، حجر کہلائیں۔ ارشاد ہے: کذب اصحاب الحجر المرسلین (حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا)۔ ۹ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک جاتے ہوئے اس شہر سے گزرے تھے۔

دولتِ عثمانیہ کے زمانہ میں یہ حجاز ریلوے کا اسٹیشن تھا۔ اور چونکہ پتھروں کے احاطے سے مقصود حفاظت اور روک تھام ہوتی ہے۔ اور عقل بھی انسان کی حفاظت کرتی اور اس کو روکتی رہتی ہے اس لئے اس کو بھی "حجر" کہا جاتا ہے۔ ارشاد ہے هل فی ذلك قسم لذی حجر (کیا ان میں عقل والوں کے لئے قسم ہے)۔ اور اسی وجہ سے وہ چیز جس سے روکا اور منع کیا جائے "حجر" کہلاتی ہے۔ جیسے هذه انعام وحرث حجر (یہ مویشی اور کھیتی منع ہے۔ اور حجرًا محجورًا کے معنے ہیں (اوٹ روکی ہوئی)۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۳ ص ۲۷۳)

۵۲ مقیلًا:-

تفسیر صافی ص ۳۵۷ پر ہے کہ مقیل اس مکان کو کہتے ہیں جس میں تھوڑی دیر کیلئے استراحت کو چلے جائیں۔ ظاہراً یہ مکان لفظ قیلولہ سے بطورِ تشبیہ مجازاً استعمال ہوا ہے، اسلئے کہ جنت میں نیند تو ہوگی نہیں۔

کافی میں سوال قبر کی حدیث میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ پھر نکیرین اس کیلئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیں گے۔ پھر اس سے کہیں گے کہ اب تو آرام سے جوانی کی گہری نیند سو تا رہ، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اصحٰب الجنۃ یومئذٍ خیر مستقرًا واحسن مقیلًا ۔

۵۳ بالغمام:-

تفسیر صافی ص ۳۵۸ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ غمام سے مراد حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام ہیں۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ

گنہگاروں میں سے ایک دشمن قرار دیا تھا۔ اور تمہارا پروردگار ہدایت دینے والا اور

نَصِيرًا (٣١) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً

نصرت کرنیوالا کافی ہے۔ اور اُن لوگوں نے جو کافر ہوگئے کہہ دیا کہ کیوں نہ اس پر سارا قرآن ایک ہی دفعہ نازل کردیا

وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا (٣٢)

گیا۔ یہ اسلئے (نہیں ہُوا) کہ ہم اس کے ذریعہ سے تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھایا

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا (٣٣)

اور یہ کوئی مثال بھی میرے پاس نہیں لاتے مگر یہ کہ ہم حق بات اور بہترین وضاحت تجھے عطا کر دیتے ہیں۔

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

وُہ لوگ جو اپنے مونہوں کے بل دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے ؂۱ وہی بدتر جگہ والے اور راہ سے سب سے

وَأَضَلُّ سَبِيلًا (٣٤) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ

بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ اور ہم نے اُس کے ساتھ اس کے

أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا (٣٥) فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا

بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔ پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جنھوں نے ہماری آیتوں کو

بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا (٣٦) وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ

جھٹلایا۔ پھر ہم نے اُن کو ایسا ہلاک کیا جیسا کہ ہلاک کرنیکا حق تھا۔ اور نوح کی قوم کو بھی جبکہ انھوں نے رسولوں کو جھٹلایا

أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا

ہم نے انھیں غرق کردیا اور ہم نے انھیں لوگوں کی (عبرت) کیلئے نشانی قرار دیا۔ اور ہم نے ظالموں کیلئے دردناک عذاب

أَلِيمًا (٣٧) وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ

تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود اور رس والوں کو ؂۲ اور اُس کے بیچ بیچ بہت سے زمانوں والوں کو بھی ہمنے

كَثِيرًا (٣٨) وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا (٣٩)

ہلاک کر دیا)۔ اور ہر ایک کیلئے ہم نے مثالیں بیان کر دیں اور ہم نے ہر ایک کو ایسا ہلاک کیا جیسا کہ ہلاک کرنیکا حق تھا

وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ

اور یقیناً وُہ اس بستی پر سے بھی ہو آئے ہیں جس پر بُری بارش برسائی گئی۔ پھر کیا وُہ اسے نہیں

ع ١٤

؂۱ علی وجوھھم :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۵۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کافر اپنے چہروں کے بل کیونکر محشور کئے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: کہ جو اس بات پر قادر ہے کہ انھیں اُن کے پاؤں کے بل چلاتا ہے وُہ اس پر بھی قادر ہے کہ انھیں اُن کے چہروں کے بل چلائے۔

؂۲ اصحاب الرّس :-

اس کے لفظی معنی ہیں کنوئیں والے اصحاب مضاف، الرس: مضاف الیہ۔ یہ کون تھے کہاں تھے۔ ان کے تعیین میں مفسّرین اور مؤرخین سخت مشکوک ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال اور روایات مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بناء پر اس بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کیا جا سکے۔ قرآن مجید میں اصحاب الرّس کا ذکر دو مقام پر آیا ہے۔ لیکن کوئی حال بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف گنہگار اور معذّب قوموں کی فہرست میں اُن کا بھی شمار کیا گیا ہے۔ محققین اس سلسلہ میں قرآن مجید کے بیان سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۱۳)

لمترجم :- چونکہ نعمانی صاحب کی تحقیق ان لوگوں تک محدود ہے جو خود محتاجِ تحقیق ہیں۔ اسلئے انھیں اصحاب رس کے بارے میں کوئی مستند قول نہیں ملا۔ اگر اہلبیتؑ کی طرف رجوع کرتے تو ضرور پتہ چل جاتا۔ کیونکہ اھل البیت ادری بما فی البیت۔ گھر والا ہی جانتا ہے کہ گھر کے اندر کیا کچھ ہے۔ قرآن کریم کے حالات اُن سے پوچھنے جن کے گھر میں قرآن نازل ہُوا۔ ذیل میں دیکھئے :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۵۸، ۳۵۹ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا اور علل الشرائع امام رضا علیہ السلام سے بجوالہ اپنے آباؤ اجداد ایک طویل روایت بیان ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت سے تین دن پہلے بنی تمیم کے ایک سردار عمرو نے آپ سے اصحاب الرّس کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ وُہ ایک قوم تھی جو صنوبر کے درخت کی پرستش کرتی تھی جس کو شاہ درخت بھی کہتے ہیں، اور اس کو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث نے ایک چشمے کے کنارے پر لگایا تھا۔ اس چشمہ کا نام روشاب تھا۔ یہ درخت بعد طوفانِ نوح پیدا ہوا تھا۔ اور یہ اصحاب الرّس اسلئے مشہور ہوئے کہ انھوں نے اپنے نبی کو زمین میں زندہ دفن کردیا تھا۔ اور یہ واقعہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بعد کا ہے۔ ان کی بستیاں بارہ تھیں، جو ایک دریا کے کنارے آباد تھیں جس کا نام رس تھا۔ یہ دریا بلادِ مشرق میں ہے۔ اور انہی لوگوں کی وجہ سے اس کا نام بھی رس ہوگیا ہے۔ (ملخصاً بقدر الحاجۃ)۔

کافی میں ہے کہ کچھ عورتیں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں آئیں۔ اُن میں سے ایک عورت نے سحق (چپٹی کھیلنے) کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی حد یعنی سزا وہی ہے جو زنا کی ہے۔ اس عورت نے کہا کہ خدا نے قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ضرور کیا ہے۔ اُس نے پوچھا: کہاں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ اصحابِ رس کی عورتیں ایسی ہی تھیں ؂

يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ
دیکھتے تھے ۔ بلکہ وُہ تو دوبارہ جی اُٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے تھے ۔ اور جس وقت یہ تمھیں دیکھتے
إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾
ہیں تو تمھیں ٹھٹھا مخول ہی بنا لیتے ہیں ۔ (اور کہتے ہیں) کیا وُہ یہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے ۔
إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ
اس نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا ہی دیا ہوتا ۔ اگر ہم ان (کے ماننے) پر ثابت قدم نہ رہتے ۔ اور جب وُہ عذاب
يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ
دیکھ لیں گے تو عنقریب جان لیں گے کہ راستہ سے سب سے بھٹکا ہوا کون ہے ۔ (اے رسولؐ) کیا تو نے اسے دیکھا
مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ
جس نے اپنی خواہشوں کو ہی معبود اختیار کر لیا ۔ پھر کیا تم اس کے کارساز ہو سکتے ہو ۔ یا تم گمان کرتے
تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ
ہو کہ یقیناً ان میں سے اکثر سن سکتے یا سمجھتے ہیں ۔ یہ نہیں ہیں مگر چارپایوں کی مانند،
بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ
بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ۔ کیا تو نے اپنے پروردگار کی (صنعت کی) طرف (غور سے) نہیں دیکھا کہ کس طرح اس
وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾
نے سایہ کو پھیلایا[ل] اور اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن کر دیتا ۔ پھر ہم نے اس پر سورج کو راہبر مقرر کیا ۔
ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ
پھر ہم نے اُس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ کھینچ لیا ۔ اور وُہ (خدا) وہی ہے جس نے تمھارے لئے
اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ
رات کو پردہ بنایا اور نیند کو راحت ، اور دن کو چلنا پھرنا مقرر کر دیا ۔ اور وُہ وہی
الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ
ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجا ۔ اور ہم نے آسمان سے
السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا
پاک پانی نازل کیا ۔ تاکہ اُس سے مردہ شہر کو زندہ کر دیں ۔ اور اپنی مخلوق میں سے چارپایوں

ع ۱۰ ۴

ل الظِّل :- تفسیر صافی صنٓ۳۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ظلّ طلوعِ فجر اور طلوعِ شمس کے مابین ہے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سب حالتوں سے وہ پاکیزہ ترین ہے کیونکہ اندھیرا طبیعت میں نفرت کا باعث ہوتا ہے اور آنکھوں کی بینائی کم ہوتی ہے ۔ لیکن سورج کی شعاع ہوا کو نرم اور پاکیزہ کرتی ہے ، اور آنکھوں کی روشنی کو زیادہ کرتی ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے جنّت کی صفت کو بیان فرمایا ہے ۔ چنانچہ فرمایا : وظلّ ممدود (اور پھیلے ہوئے سائے) ۔

لمترجم :- چونکہ قرآن مجید کا دعوٰے ہے کہ " ما فرّطنا فی الکتب من شیٔ (پ ۷ ۔ انعام ع ۴) یعنی ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں کی ۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین (پ ۷ ۔ انعام ع ۷) ۔ کوئی تر اور کوئی خشک ایسا نہیں جس کا ذکر کھلی کتاب میں نہ ہو) ۔ اس لئے ذہن ناقص میں آتا ہے کہ بلا تشبیہ آیہ مجیدہ : الم تر الی ربک ... قبضاً یسیراً ، سے صنعت فلم سازی پر بھی ایک لطیف سا اشارہ ملتا ہے ۔ مثلاً مد الظل : (سایہ کو پھیلانا) فلم کی ساخت میں کسی واقعہ کا عکس یا سایہ پہلے فلم کی پٹی پر ڈالا جاتا ہے پھر اس سایہ کو ایک دیوار پر پھیلایا جاتا ہے ۔ لجعلہ ساکناً (اس سایہ کو ساکن کرنا) ۔ یہ بھی فلم سازی کا ایک اہم جزو ہے ۔ جعلنا الشمس علیہ دلیلاً (سورج کو اس سایہ کا راہبر مقرر کرنا) ۔ فلم کے سایہ کو پھیلانے اور متحرک کرنے کیلئے انتہائی تیز روشنی ڈالی جاتی ہے ۔ جسے شمس سے تشبیہ دی جاسکتی ہے ۔ قبضاً یسیراً (یعنی آہستہ آہستہ سایہ کو کھینچنا ۔ فلم کو ایک مشین کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے ، جس سے اس کے سائے کا عکس جب مقابل کی دیوار پر پھیل کر پڑتا ہے تو متحرک فلم ظہور میں آتی ہے ۔ اب رہا فلم کا متکلم ہونا تو اس پر آیہ مجیدہ اللہ الذی انطق کل شیٔ (پ ۲۴ ۔ حم سجدہ ۔ ع ۳) دال ہے ۔ فلم بھی ایک شے ہے ، اور ہر ایک شے کا قدرتِ خدا سے بولنا قرآن کریم کی آیۂ بالا سے ثابت ہے ۔

نوٹ :- اسے تفسیر پر محمول نہ کیا جائے ، اور نہ ہی اس سے فلم سازی یا فلم بینی کا جواز سمجھ لیا جائے ۔ یہ صرف موجودہ زمانہ کی ایک صنعت کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا گیا ہے ۔

خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ

اور بہت سے انسانوں کو پانی پلائیں ۔ اور یقیناً ہم نے انکے درمیان اس (قرآن) کو پھیر پھیر کر

لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا

بیان کیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، پھر بھی اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوا (ہر حکم ماننے سے) انکار کر دیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو

فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ

ہم البتہ ہر ایک بستی میں ایک ایک ڈرانیوالا بھیج دیتے ۔ پس تم کافروں کی اطاعت نہ کرو۔ اور ان سے اس (قرآن) کے

جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

ذریعہ ایک بہت بڑا جہاد کئے جا۔ اور وُہ وہی (خدا) ہے جس نے دو دریا ملا دیئے ۔ یہ میٹھا خوشگوار ہے ،

وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

اور یہ کھاری کڑوا ، اور اس نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور روکنے والی آڑ بنا دی لہ

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۗ

اور وہ وہی (خدا) ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا ، پھر اس نے اُسے نسب اور داماد ٹھہرایا ٢ہ

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ

اور تمھارا پروردگار (پوری پوری) قدرت رکھنیوالا ہے ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو انھیں نفع دیتی ہیں

وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

اور نہ نقصان پہنچاتی ہیں ۔ اور کافر اپنے پروردگار کے خلاف قوی پشت رہتا ہے ۔ اور ہم نے تمھیں نہیں بھیجا

اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا

مگر خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانے والا ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا ، سوائے اسکے

مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ

کہ جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرلے ۔ اور تم اس زندہ پر بھروسہ کرو

الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

جو نہیں مرے گا ۔ اور اُسکی حمد کے ساتھ تسبیح کئے جا ۔ اور وہی اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہونے میں

خَبِیْرًا ﴿۵۸﴾ ۚ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ

کافی ہے ۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو ، اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

لہ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا :-

اس کے تفصیلی معنی سابقاً ص ۶۹ پ زیر حاشیہ لہ لکھے گئے ہیں۔

تفسیر صافی ص ۳۶ پر ہے کہ جہاں دریائے دجلہ سمندر میں داخل ہوتا ہے وہاں اس آیت کی عینی مثال موجود ہے کہ میٹھا پانی کئی فرسخ کھاری پانی کو چیرتا جاتا ہے، اور اس کے مزے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ؂

٢ہ نَسَبًا وَّصِهْرًا :-

تفسیر صافی ص ۳۶ پر ہے کہ ہر وہ رشتہ جو مرد کی طرف سے ہو نسب کہلاتا ہے۔ اور جو رشتہ عورت کی طرف سے ہو صہر کہلاتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن سیرین سے منقول ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ علیؑ ، فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے زوج اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ پس یہ دونوں بزرگوار نسب اور صہر ہیں۔

قرطبی نے کہا ہے کہ صہر اور نسب دو ایسے معنی ہیں جو ہر اس قرابت کو شامل ہیں کہ جو دو آدمیوں میں پائی جائے۔

نسب اور صہر میں فرق یہ ہے کہ نسب وہ قرابت ہے جس سے خاندانی رشتہ چلتا ہے۔ اور نسل کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ اور صہر وہ قرابت ہے جو عورتوں سے چلتی ہے اور اس سے سسرا اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ محمود بن عمر زمخشری آیہ شریفہ ھو الذی .... الخ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :- مراد یہ ہے کہ بشر کی دو قسمیں فرمائیں : (۱) ذوی نسب، یعنی مرد کہ جن سے نسب چلتا ہے، اور کہا جاتا ہے: فلاں بن فلاں اور فلانہ بنت فلاں (۲) ذوات صہر، یعنی عورتیں کہ جن سے سسرالی رشتہ چلتا ہے۔ (الکشاف عن حقائق التنزیل جلد ۲، ص ۹۸ ، طبع کلکتہ) ؂

ازہری نے کہا ہے: "صہر عورتوں کی قرابت والے مرد اور محرم عورتوں پر مشتمل ہے۔ جیسے والدین اور بھائی اور اُن کی اولاد اور چچا اور ماموں اور خالائیں، کہ یہ سب عورت کے شوہر کے اصہار (سسر والے) ہیں۔ اور اسی طرح جو شوہر کی طرف کے قرابت والے محارم ہیں وہ عورت کے اصہار ہیں۔ (جمل علی الجلالین جلد ۲ ص ۲۷۸ ، طبع مصر) ـــــ غرض سسرال اور دامادی رشتہ کے جو اہل قرابت ہیں وہ سب صہر میں داخل ہیں۔ اور اسی لئے صہر کے معنی داماد، خسر اور بہنوئی سب کے آتے ہیں صہر کی جمع اصہار ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۴ ص ۲۵) ؂

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿٥٩﴾
چھ وقتوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستولی ہوا۔ وہ رحمٰن ہے پس تو اس کے متعلق کسی خبردار سے پوچھ۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ
اور جس وقت اُن سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟

اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿٦٠﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ
کہ ہم اسکو سجدہ کریں جس کیلئے تم ہمیں حکم دیتے ہو اور یہ بات اُنکی نفرت کو بڑھا دیتی ہے۔ بڑا برکت والا وہ (خدا) ہے جس

فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ
نے آسمان میں (بارہ) بُرج مقرر کئے اور اُن میں ایک چراغ اور ایک نور دینے والا چاند بنایا۔ اور وہ

الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ
وہی (خدا) ہے جس نے رات اور دن کو آگے پیچھے آنے والے [۱] اُس کیلئے بنایا جس نے نصیحت حاصل کرنا چاہی یا

شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا
شکر گزار بننا چاہا۔ اور (خدائے) رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں [۲]۔

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ
اور جس وقت جاہل اُن سے مخاطب ہوئے تو انہوں نے کہا سلام ہے، اور جو اپنے پروردگار کیلئے ساری رات

لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
سجدہ اور قیام کرتے بسر کر دیتے ہیں۔ اور جو یہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کے عذاب

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ
کو پھیر دے۔ یقیناً اُس کا عذاب پائیدار ہوگا۔ یقیناً وہ بُری

مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ
قرارگاہ اور قیام کی جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے جس وقت خرچ کیا بیجا خرچ نہیں کیا [۳] اور

يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ
نہ تنگی کی، اور اس کے درمیان اعتدال پر رہا۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ
معبود کو نہیں پکارتے، اور نہ اس جان کو جس کا مار ڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، ناحق قتل

منزل ۴

(رکوع ٥ — ع ۱۲ — ۳ — انصف)

[۱] خِلْفَةً:-

تفسیر صافی ص۳۶۱، ۳۶۲ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کچھ تمہاری رات کی عبادت میں سے باقی رہ گیا ہو اُسے دن کے وقت قضا کر کے بجا لاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ جو کچھ کسی شخص سے رات کو فوت ہوا اُس کی قضاء دن کو بجا لائے اور جو دن کو قضا ہوا اُس کی قضاء رات کو بجا لائے۔

تہذیب اور تفسیر قمی میں بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ البتہ تفسیر قمی میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ بات آلِ محمدؐ کے سرکشوں (پوشیدہ اسرار) میں سے ہے۔

[۲] یمشون:-

تفسیر صافی ص۳۶۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو اپنے جسم کے مطابق زمین پر چلتے ہیں، اُن کی چال میں نہ تو بناوٹ ہوتی ہے اور نہ اکڑپن۔

تفسیر قمی اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس آیت سے آئمہ علیہم السلام مراد ہیں، جو اپنے دشمنوں کے خوف سے آہستہ کر چلتے پھرتے ہیں۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، کہ وہ آئمہ علیہم السلام ہیں جو حالتِ خوف میں چلتے پھرتے ہیں۔

[۳] لم یسرفوا:-

تفسیر صافی ص۳۶۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اسراف سے وہ خرچ مراد ہے جو حق کے علاوہ معصیت میں کیا جائے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی ایسی بات میں کچھ دیا جو حق کے خلاف ہو، اس نے اسراف کیا۔ اور جس نے حق سے روکا اس نے کمی کی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کھانے اور پینے کی چیزوں میں کوئی اسراف نہیں ہے، اگرچہ زیادہ ہی ہو جائے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسراف اس میں ہوتا ہے جو مال کو ضائع کرے اور جسم کو ضرر پہنچائے، پوچھا گیا کہ اقتار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: روٹی، نمک اور گوشت کھانا جبکہ تم اس کے غیر پر بھی قدرت رکھتے ہو۔ پھر پوچھا کہ قصد (میانہ روی) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ رزق، نمک، دودھ، سرکہ اور مکھن۔ کبھی ایک چیز کھانا کبھی دوسری چیز ——— انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرما کر ایک مٹھی کنکریوں کی بھری، اور جس قدر مٹھی میں آگئیں اُن کو مضبوط پکڑے رہے۔ پھر فرمایا کہ یہ اقتار ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ پھر دوسری مٹھی بھری۔ اور اپنا پورا ہاتھ کھول دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ اسراف ہے۔ پھر ایک اور مٹھی بھر لی۔ اور اُن میں سے بعض کو گرا دیا اور فرمایا کہ یہ قوام ہے۔

لمترجم:- قوام کے معنی ہیں اتنی غذا جس سے آدمی زندہ رہ سکے۔ (بیان اللسان ص۶۴۳)

إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾

کرتے ہیں ، اور وہ زنا نہیں کرتے ہیں ۔ اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ گناہ (کی سزا) پائے گا ۔

يُضَٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾

قیامت کے دن اُس کیلئے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ ذلیل ہو کر اس میں ہمیشہ رہے گا ۔

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَٰلِحًا فَأُولَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ

سوائے اُس کے جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا ۔ پس یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالٰے

اللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٠﴾ وَمَن تَابَ

اُن کی بُرائیاں نیکیوں سے بدل دے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے ۔ اور جس نے توبہ کی

وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِينَ لَا

اور عمل نیک کئے ، پس یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے جیسا رجوع کرنیکا حق ہے ۔ اور وہ لوگ جو

يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ

جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے [1] اور جب وہ لغو چیز کے پاس سے گزرے تو بزرگانہ طور پر گزر گئے ۔ اور وہ لوگ کہ

إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾

جب اُن کو اُن کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی گئی وہ اس پر بہرے اور اندھے ہو کر نہ گر پڑے ۔

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک

قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ أُولَٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ

عطا فرما ، اور ہمیں متقیوں کے لئے امام بنا ۔ یہ لوگ صبر کے بدلے میں بالاخانے

الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَٰمًا ﴿٧٥﴾ خَٰلِدِينَ

دیئے جائیں گے ، اور اس میں انھیں زندگی اور سلامتی کی دُعا دی جائے گی ۔ وہ اس میں ہمیشہ

فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي

رہیں گے ۔ وہ کیا ہی اچھا ٹھکانہ اور قیام کرنیکا مقام ہوگا ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم دعاء نہ کرتے ہوتے تو میرا پروردگار

لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ع

تمھاری پرواہ نہ کرتا ۔ پس یقیناً تم نے جھٹلایا ہے ، پھر جلدی ہی اُس کا وبال (تمھارے لئے) لازم ہے ۔

[1] الزّور :-

علامہ زمخشری کہتے ہیں :- زُور ، تزویر اور ازورار سے ہے ۔ جس کے معنی انحراف کے ہیں (تفسیر کشاف جلد ۳ ص۵۲ ۔ طبع بولاق مصر ۱۲۸۱ھ) چونکہ جھوٹ حق سے منحرف ہوتا ہے اسلئے اُس کو زور کہا جاتا ہے ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص۱۳۱)۔

تفسیر صافی ص۳۶۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ زُور سے مراد غنا ہے ، یعنی گانا بجانا اور راگ رنگ ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر اور جعفر صادق علیہما السلام سے بھی یہی مطلب منقول ہے ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد غنا اور لہو و لعب کی مجلسیں ہے ۔

لمترجم :- چونکہ غنا بھی حق سے انحراف ہوتا ہے ، چنانچہ اسے الغناء اشد من الزنا کہا گیا ہے ۔ اسلئے اسے بھی زُور ہی سے تعبیر کیا گیا ہے جو درست ہے ✦

سورة الشعرآء مكية

ایاتها ٢٢٧ ‏ ركوعاتها ١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھنا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ

طٰسٓمّٓ ‏ یہ بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں ۔ ‏ شاید تم اس بات پر اپنی جان ہلاک کرنیوالے ہو

اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

کہ وہ ایمان لانے والے کیوں نہیں ہوتے ۔ ‏ اگر ہم چاہیں تو ہم اُن پر آسمان سے ایک نشانی اتاریں ،

اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

پھر اُن کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں [1] ۔ ‏ اور اُن کے پاس (خدائے) رحمٰن کی

ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿٥﴾ فَقَدْ

طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی ‏ مگر یہ کہ وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہو جاتے ہیں ۔ ‏ پس یقیناً

كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

انھوں نے جھٹلا دیا ہے ، پھر عنقریب ہی اُن کو اس چیز کی خبریں آجائیں گی جسکے ساتھ وہ ٹھٹھے کیا کرتے تھے ۔ کیا انھوں

اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿٧﴾ اِنَّ

نے زمین کی طرف غور نہیں کیا ، ‏ کہ ہم نے اُس میں کتنی قسم کے عمدہ نباتات کے جوڑے اگا دیئے ۔ ‏ بیشک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

اس میں البتہ نشانی موجود ہے ۔ ‏ اور اُن کے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں ۔ ‏ اور یقیناً تمھارا پروردگار

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٩﴾ ع وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ

البتہ وہ غالب (اور) بہت رحم کرنیوالا ہے ۔ ‏ اور (یاد کرو وہ وقت) جبکہ تیرے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا یہ کہ تو ظالموں کی

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿١١﴾ قَالَ رَبِّ

قوم کے پاس جا ۔ ‏ (یعنی) فرعون کی قوم (کی طرف ۔ اور انھیں کہو) کہ کیا وہ ڈرتے نہیں ہیں ۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ

یقیناً میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں ۔ ‏ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے ، ‏ اور میری زبان نہیں

---

[1] خاضعین :-

تفسیر صافی ص ٣٦٣ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قائم آلِ محمدؐ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے ، جبتک کہ آسمان سے ایک ندا دینے والا آواز دے گا جسے مشرق اور مغرب میں رہنے والے سب سُنیں گے ۔ اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ۔

اور تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ بنی امیہ کی گردنیں جھک جائیں گی ۔ اور وہ آسمان کی طرف سے ایک چیخ ہوگی ، جو صاحب العصر قائمؑ آلِ محمدؐ کا نام لے کر پکارے گی ۔

ارشادِ شیخ مفید میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اُن کی یہی حالت کر دے گا ۔ پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں ؟ فرمایا : بنی امیہ اور اُن کے ماننے والے ۔ پوچھا گیا کہ اُن کی نشانی کیا ہوگی ۔ فرمایا : سورج کا وقتِ زوال سے لے کر وقت عصر تک کھڑے رہنا ، اور اُسکے اندر سے ایک چہرہ اور سینہ دکھائی دینا جو حضرت صاحب الامر کا نام لے کر پکاریگا اور اُنکے حسب و نسب سے پہچان کرائے گا ۔ یہ واقعہ سفیانی کے زمانہ میں پیش آئیگا ۔ اور اسی کے قریب خود اس کی اور اسکی قوم کی ہلاکت ہوگی ۞

ع ٩ ‏ ١ ‏ ٥

لِسَانِىْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَىَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ
چلتی ہے۔ پس ہارون کی طرف (وحی) بھیج (کہ وہ میری مدد کرے) اور مجھ پر اُن کا ایک الزام (بھی) ہے لے پس میں
اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ
اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کردیں۔ (خدا نے) کہا ہرگز نہیں (قتل کریں گے) پس تم دونوں ہماری نشانیوں لیکر جاؤ
مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾
ہم تمہارے ساتھ سننے والے موجود ہیں ۲ پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ پھر اسے کہو یقیناً ہم تمام دنیاؤں کے پروردگار کے
اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ
رسول ہیں، یہ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ اُس نے کہا کیا ہم نے تجھے اپنے درمیان، بچہ سا
فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ
پرورش نہیں کیا، اور تو ہمارے درمیان اپنی عمر کے چند سال رہا۔ اور تونے وُہ کام کیا
فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ
جیسے تونے کیا، اور تو ناشکروں میں سے ہے۔ اُس نے کہا یہ فعل میں نے اس
اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ
وقت کیا تھا جبکہ میں راہ بھولے ہوؤں میں سے تھا ۳ پس جب میں تم سے ڈرا تو میں خود ہی تم سے بھاگ گیا
فَوَهَبَ لِىْ رَبِّىْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِىْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ
پھر میرے پروردگار نے مجھے حکم بخشا، اور مجھے رسولوں میں سے قرار دیا۔ اور جس نعمت کا تو مجھ پر
تَمُنُّهَا عَلَىَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا
احسان رکھتا ہے وُہ یہی ہے کہ تونے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون بولا اور تمام دُنیاؤں کا
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ
پروردگار کیا چیز ہے۔ (موسیٰ نے) کہا (کہ وہ) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اُنکا پروردگار ہے ۴
اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ
اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ اس (فرعون) نے اُن کو جو اسکے اردگرد تھے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو ۵ (موسیٰ نے)
رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِىْٓ
کہا وُہ تمہارا پروردگار اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا پروردگار ہے۔ (فرعون نے) کہا یقیناً تمہارا رسول جو تمہاری طرف

۱ ذَنْبٌ :-

ذَنْبٌ کی جمع ذُنُوبٌ ہے۔ اس کے لغوی معنی کسی چیز کی دُم پکڑنے کے ہیں۔ اور دُم کے اعتبار سے ہی اس کے معنی الزام کئے گئے ہیں۔ جس طرح کہتے ہیں کہ فلاں کو دُم چھلا لگا دیا گیا۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۳ پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا، اُن لوگوں نے اس کا نام اپنے زعم میں ذنب رکھا۔

۲ معکم :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۳ پر ہے کہ اس سے مُراد حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہما السلام اور فرعون ہیں۔

لمترجم :- اسی لئے پہلے تثنیہ کا صیغہ فاذھبا آیا۔ جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون سے تخاطبہ تھا۔ پھر معکم جمع کا صیغہ استعمال کیا جو تینوں کے لئے تھا۔

۳ الضّآلّین :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۳ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہاں ضآلّین سے مراد جاہلین ہے۔

اور عیونِ اخبار الرضا میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے یہ کہا گیا کہ باوجودیکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انا من الضآلّین کیوں کہا؟ آپ نے فرمایا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تھا: کہ میں تمہارے شہروں میں سے ایک شہر میں آ گیا تھا۔

قول صاحب تفسیر صافی :-

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وُہ عام لوگوں کے چلنے کا راستہ بھول کر آ گئے۔ لیکن فرعون نے اس سے حق سے لاعلمی اور ضلالت کو سمجھا۔ کیونکہ راستہ بھول جانا قتل کے الزام سے بری نہیں کر سکتا۔

لمترجم :- ثابت ہُوا کہ ہر مقام پر ضالّین سے مراد حق سے انحراف اور گمراہی نہیں ہوتی بلکہ عام راستہ بھول جانا بھی ہوتا ہے۔ دراصل اسکے معنے راستہ بھولنے کے ہی ہوتے ہیں۔ چونکہ حق کو بھی راستہ، سبیل اور صراط سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلئے راہِ حق سے انحراف کرنے والے کو بھی ضال کہا جاتا ہے۔

۴ ومابینھما :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۴ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ظاہری خواص اور آثار سے پہچانا۔

کافی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے جوامع التوحید کے خطبہ میں منقول ہے کہ انبیاء سے خداوند تعالیٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے نہ تو اُس کی انتہائی صفات بیان کیں نہ بعض، بلکہ اس کے افعال سے اس کی توصیف کی، اور اُس کے وجود پر اس کی نشانیوں کو دلیل قرار دیا۔ — **۵ تستمعون :-** تفسیر صافی صفحہ ۳۶۴ پر ہے کہ فرعون نے اپنے اردگرد والوں سے کہا: کہ کیا تم حضرت موسیٰ کا جواب نہیں سنتے ہو۔ میں نے موسیٰ سے خدا کی حقیقت دریافت کی تھی۔ اور اُس نے خدا کے افعال کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ — تفسیر قمی میں ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی کیفیت دریافت کی تھی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وُہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے۔ ان سب کا پروردگار ہے۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ پس فرعون نے متعجب ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا تم نہیں سنتے ہو کہ میں نے اس سے خدا کی کیفیت دریافت کی، لیکن اس نے مجھے

أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ

بھیجا گیا ضرور پاگل ہے [1] (موسیٰ نے) کہا وُہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اُن کا

مَا بَيْنَهُمَا إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي

پروردگار ہے، اگر تم عقل رکھتے ہو۔ (فرعون نے) کہا اگر تم نے میرے بغیر کوئی اور معبود اختیار کیا تو

لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ

میں ضرور تمھیں قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔ (موسیٰ نے) کہا اگرچہ میں تمھارے پاس کوئی واضح چیز لایا

مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾ فَأَلْقَىٰ

ہوں۔ (فرعون نے) کہا، اگر تم سچوں میں سے ہو تو اُسے لے آ۔ پس اس (موسیٰ) نے اپنا

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ

عصا ڈالا تو دفعتہً وُہ ایک ظاہر بظاہر اژدہا تھا [2] اور اُس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وُہ اچانک تمام

بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿٣٣﴾ ع قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ

دیکھنے والوں کیلئے سفید چمکیلا تھا۔ (فرعون نے) اپنے ارد گرد کے سرداروں سے کہا، یقیناً یہ بہت بڑا علم والا

عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِ فَمَاذَا

جادوگر ہے۔ وُہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو سے تمھیں تمھاری زمین سے نکال دے۔ پس تم کیا حکم

تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ

لگاتے ہو۔ وہ بولے اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے، اور شہروں میں اکٹھا کرنے والوں کو

حَاشِرِينَ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ

بھیج دے۔ کہ وُہ ہر ایک ماہر جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں۔ پس ایک جانتے ہوئے دن کے مقررہ وقت

يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾

پر سب جادوگر اکٹھے کر لئے گئے [3] اور کل لوگوں سے کہا گیا کہ کیا تم سب بھی جمع ہونے والے ہو؟

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ

تاکہ اگر وُہ جادوگر غالب آ جائیں تو ہم ان کی پیروی کریں۔ پس جب وہ جادوگر

السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ

آ گئے تو انھوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آ جائیں تو کیا ضرور ہمیں کوئی صلہ

حقیقت سے ہٹ کر جواب دیا ۔

[1] لمجنون :-
تفسیر حقانی صفحہ ٣٦٤ پر ہے کہ فرعون نے کہا کہ میں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے کچھ پوچھا اور اُس نے جواب کچھ اور دیا، اور ٹھٹھے کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) پاگل رسول کہہ دیا ۔

ع

[2] ثعبانٌ :-
اژدہا، اسم ہے، مذکر اور مؤنث دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔
(لغات القرآن نعمانی، جلد ٢، صفحہ ٢٢)

[3] یومٍ معلومٍ :-
تفسیر حقانی صفحہ ٣٦٤ پر ہے کہ یہ عید کے دن سورج کے طلوع ہونے کا وقت تھا جو مقرر کیا گیا تھا۔ اس کا ذکر سابقًا سورہ طٰہٰ میں آ چکا ہے ۔

الْغٰلِبِیْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ

ملے گا۔ (فرعون نے) کہا ہاں (ضرور ملے گا) اور اس صورت میں تم مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔ موسیٰ نے

لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ

اُن سے کہا۔ جو کچھ تم ڈالنے والے ہو ڈال دو۔ پس انھوں نے اپنی رسیاں اور اپنی

عِصِیَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

لاٹھیاں ڈال دیں۔ اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم ف۱ یقیناً ہم ضرور غالب آنے والے ہیں۔

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾

پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو دیکھو جو جھوٹ موٹ وہ بنا لائے تھے وہ سب کو نگلے جاتا ہے۔

فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۷﴾

پس تمام جادوگر سجدہ میں ڈال دیئے گئے ف۲ انھوں نے کہا ہم تمام دنیاؤں کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ

(یعنی) موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر۔ (فرعون نے) کہا پیشتر اس کے کہ میں نے اجازت دی ہو تم اس پر ایمان

لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬

لے آئے۔ یقیناً وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا ف۳ پس البتہ تم عنقریب جان لوگے۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ

البتہ میں ضرور تمہارے ہاتھوں کو اور تمہارے پاؤں کو مخالف طرف سے کاٹ دوں گا۔ اور ضرور تم سب کو پھانسی

اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَیْرَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا

دے دوں گا۔ انھوں نے کہا کچھ ضرر نہیں۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یقیناً ہم

نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۱﴾

امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو ہمارے لئے بخش دے اسلئے کہ ہم (اس وقت کے) پہلے ایمان لانیوالے ہیں ف۴

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تم میرے بندوں کو راتوں رات لے چل۔ یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا ف۵

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ

پس فرعون نے شہروں میں اکٹھا کرنے والوں کو بھیجا (اور کہلا بھیجا کہ) یقیناً یہ ایک تھوڑی سی جماعت

ف۱ بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۴ پر ہے کہ انھوں نے فرعون کی عزت کی قسم اس لئے کھائی کیونکہ اُنکے دلوں میں یہ پختہ اعتقاد تھا کہ غلبہ ضرور انھیں حاصل ہوگا اور جادو کیلئے جو سامان ممکن تھا وہ بہتر سے بہتر لے آئے تھے۔ اور یہ قسم جاہلیت کی قسموں میں سے ہے۔ اور اسلام میں سوائے اللہ عزّوجلّ کی ذات کے اور کسی چیز کے ساتھ قسم اٹھانا جائز نہیں۔

ف۲ فَاُلْقِیَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۴ پر ہے کہ جادوگروں کا سجدے میں گر جانا اس وجہ سے تھا کہ انھوں نے جان لیا تھا کہ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کیا ہے ویسا جادو کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور جن الفاظ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا اُن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا معجزہ دیکھنے کے بعد جادوگروں کے دل اُن کے بس میں نہ رہے۔ اور اُن کی یہ کیفیت ہوئی گویا کہ کسی نے اُنھیں مُنہ کے بل سجدہ میں گرا دیا۔

ف۳ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۴ پر ہے کہ فرعون نے جو یہ کہا کہ یقیناً موسیٰ تمہارا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا تو اس کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اُس نے کچھ باتیں تو تمھیں سکھا دیں اور کچھ نہ سکھائیں، اسلئے وہ تم پر غالب آگیا۔ یا یہ کہ تم نے آپس میں ساز باز کر لی۔ فرعون کی غرض ان باتوں سے یہ تھی کہ وہ اپنی قوم پر اصل معاملہ مشتبہ کر دے، تاکہ وہ یہ نہ سمجھنے پائیں کہ حق ظاہر ہو جانے پر جادوگر سمجھ بوجھ کر ایمان لائے ہیں۔

ع ۱۸ / ۳

ف۴ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۴ پر ہے کہ انھوں نے اوّل المؤمنین اس لحاظ سے کہا کہ جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور جادوگروں کا مقابلہ دیکھنے کے لئے موجود تھے، اُن میں سب سے پہلے ایمان لانے والے یہ جادوگر تھے نہ کہ مطلقاً پہلے ایمان لانے والے۔

ف۵ مُتَّبَعُوْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرعون اور اُس کے لشکر تمہارا پیچھا کریں گے۔ چنانچہ جب فرعون کو اُن کے جانے کی خبر ملی تو اُس نے ہرکارے دوڑا دیئے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے کہ ان کو سمندر پار کرا دیں۔ اور فرعون نے اپنے درباری جمع کئے اور ہر شہر میں قاصد روانہ کئے، اور لوگوں کو اکٹھا کیا۔ چھ لاکھ آدمی بطور مقدمۃ الجیش بھیجے۔ اور دس لاکھ آدمیوں کے ساتھ خود سوار ہوا۔

قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَٰذِرُونَ ﴿٥٦﴾

ہے۔ اور یقیناً وہ ہمیں البتہ غصہ میں لانے والے ہیں۔ اور یقیناً ہم سب ہتھیار بند (مسلح) ہیں

فَأَخْرَجْنَٰهُم مِّن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾

پس ہم نے انھیں باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عزت کے مکانوں سے باہر نکال دیا۔

كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَٰهَا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾

اسی طرح ہوا۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث کر دیا۔ پھر وہ سورج نکلتے نکلتے ان کے پیچھے گئے۔

فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾

پس جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا موسٰی کے ساتھیوں نے کہا یقیناً ہم پکڑے گئے۔

قَالَ كَلَّآ ۖ إِنَّ مَعِىَ رَبِّى سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ

(موسٰی نے) کہا ہرگز نہیں یقیناً میرے ساتھ میرا پروردگار ہے۔ عنقریب وہ میری راہنمائی کرے گا۔ پس ہم نے موسٰی کی

أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ ۖ فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

طرف یہ وحی کی کہ تو اپنے عصا سے دریا کو مار۔ پس وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا بہت بڑے پہاڑ کی مانند

كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ ٱلْءَاخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ

ہو گیا۔ اور ہم نے اسی جگہ دوسروں (فرعونیوں) کو نزدیک کر دیا۔ اور ہم نے موسٰی کو اور ان

وَمَن مَّعَهُۥٓ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا ٱلْءَاخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِى

سب کو جو اسکے ساتھ تھے نجات دی۔ پھر ہم نے دوسروں (فرعونیوں) کو غرق کر دیا۔ یقیناً اس میں

ذَٰلِكَ لَءَايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

البتہ ایک نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار البتہ وہ

لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ

غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے ۱ؐ اور تو ان کو ابراہیمؑ کا قصہ پڑھ کر سنا۔ جبکہ اس نے

لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا۟ نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

اپنے چچا اور اپنی قوم کو کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ وہ بولے ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں، پس ہم انہی کے مجاور

عَٰكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ

بنے رہتے ہیں ۲ؐ (ابراہیمؑ نے) کہا کہ کیا جب تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری سنتے بھی ہیں، یا تمہیں نفع دیتے ہیں،

۱ؐ العزیز:-
تفسیر صافی صفحہ ۳۶۵ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے والا ہے۔

۲ؐ عٰکفین:-
اس لفظ کے تفصیلی معنی سابقاً صفحہ ۴۲۳ زیر حاشیہ ۱ؐ پر کر دیئے گئے ہیں، وہاں ملاحظہ ہوں۔

ع ۴ — وقف لازم

أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾

یا نقصان پہنچاتے ہیں۔ وہ بولے ایسا نہیں ہے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایسا کرتے پایا۔

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾

(ابراہیم نے) کہا کیا تم نے غور نہیں کیا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ تم (بھی) اور تمہارے پہلے باپ دادے (بھی)؛

فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ

پس یقیناً وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے سب جہانوں کے پروردگار کے۔ جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری

يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ

رہبری کرتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور مجھے پانی پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاؤں ۱ھ

فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ

تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جو مجھے موت دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ اور وہ وہی ہے جس سے

أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ

میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میری کوتاہیوں کو ڈھانپ لے ۲ھ۔ اے میرے پروردگار مجھے حکم (امر نبوت) عطا فرما

أَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي

اور مجھے صالح لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ اور میرے لئے آخری آنے والے لوگوں میں سچائی کی ایک زبان مقرر

الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ

کر دے ۳ھ اور مجھے نعمت والے بہشت کے وارثوں میں سے قرار دے، اور میرے چچا کی

لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ

مغفرت کر بیشک وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور جس دن لوگ (زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے مجھے ذلیل نہ

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَ

کرنا، جسدن نہ مال کسی کو نفع دیگا اور نہ بیٹے سوائے اسکے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں قلب سلیم کے ساتھ آیا۔ اور

أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿٩١﴾ وَ

جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کردی جائے گی، اور جہنم گمراہوں کیلئے ظاہر کردی جائے گی ۵ھ اور

قِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُونِ اللّٰهِ هَلْ

ان سے کہا جائیگا کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے؛ کیا

۱ھ مرضت :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۶۶ پر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیمار ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کو نہیں دی۔ کیونکہ انسان کھانے اور پینے میں افراط تفریط کرنے سے بیمار ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور منہیات میں کمی بیشی سے۔ جیساکہ فرماتا ہے: ما أصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ؁

۲ھ یغفرلی :-
غَفَرٌ سے ہے۔ غَفَرٌ ایسے لباس پہنا دینے کو کہتے ہیں۔ جو ہر قسم کی گندگی اور میل سے محفوظ رکھ سکے، اور ڈھانپ لے۔ مغفرتِ الٰہی کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ اسی سے مغفر ہے جسے خود کہتے ہیں۔ اس سے جنگ میں سر ڈھانپا جاتا ہے تاکہ چوٹ نہ لگنے پائے ؁
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱، صفحہ ۱۷۲)

۳ھ لسانَ صدقٍ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۶۶ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ انسانوں میں کسی شخص کیلئے جو سچائی کی زبان (لسان صدق) مقرر کردے وہ اس مال سے بہتر ہے جسے وہ خود کھائے، اور اپنے وارثوں کیلئے چھوڑ جائے، یا یہ مراد ہے کہ میری اولاد میں سے ایک ایسے سچے کو مقرر فرما جو میرے اصل دین کی تجدید کرے اور لوگوں کو اس دین کی طرف دعوت دے جس کی طرف میں دعوت دیا کرتا تھا۔ اور وہ ہیں: محمدؐ، علیؑ اور دونوں کی ذریت سے آئمہ علیہم السلام۔
تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں (تفسیر قمی صفحہ ۱۶)
معانی الاخبار صفحہ ۵ مطبوعہ ایران میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین میں اس امت فی عظم میں ایک لسان صدق کا سوال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء قبول فرمائی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے حضرت علی علیہ السلام کو لسان صدق قرار دیا۔ اور قولِ باری تعالیٰ وجعلنا لهم لسان صدق عليا سے یہی مراد ہے ؁

۴ھ لمترجم :- اس کی مکمل تشریح سابقاً صفحہ ۲ پر زیرِ حاشیہ ۴ کردی گئی ہے ؁

۵ھ برّزت :- وہ ظاہر کردی گئی۔ تَبْرِیْزٌ سے (جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں) ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ؁ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۲، صفحہ ۲۸)

يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ (۹۳) فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ (۹۴)

وُہ تمھاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے۔ پس وُہ اس (جہنم) میں اوندھے ڈال دیئے جائینگے[۱] اور سب گمراہ (بھی)

وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ (۹۵) قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ (۹۶)

اور شیطان کے لشکر (بھی) سب کے سب۔ اور جبکہ وُہ جہنم میں جھگڑتے ہوں گے یہ کہیں گے کہ

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۹۷) اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۹۸)

اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ جبکہ ہم تمھیں سب دُنیاؤں کے پروردگار کے برابر کئے دیتے ہیں[۲]

وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ (۹۹) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ (۱۰۰)

اور ہمیں نہیں گمراہ کیا مگر گنہگاروں نے۔ پس ہمارے لئے سفارش کرنیوالوں میں سے کوئی نہیں ہے۔

وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ (۱۰۱) فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ

اور نہ ہی گرم جوش دوست[۳]۔ پس اگر ہمیں واپس جانا ہوتا، تو ہم مومنوں میں سے ہو

الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰۲) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

جاتے۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (امتِ ابراہیم) میں اکثر مومن

مُّؤْمِنِيْنَ (۱۰۳) وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (۱۰۴) كَذَّبَتْ قَوْمُ

نہیں تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار ہی تو بڑا زبردست (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ نوحؑ کی قوم نے رسولوں

نُوْحِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ (۱۰۵) اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (۱۰۶)

کو جھٹلایا، جبکہ انھیں ان کے بھائی نوح نے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ (۱۰۷) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (۱۰۸) وَمَآ

یقیناً میں تمھارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۰۹)

اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا، میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (۱۱۰) قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ وُہ بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں، حالانکہ کمینوں نے

الْاَرْذَلُوْنَ (۱۱۱) قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۱۲) اِنْ

تیری پیروی کی ہے۔ (نوحؑ نے) کہا اور جو کچھ وُہ کرتے رہے تھے اس کا مجھے علم نہیں۔ ان کا

---

۱ فَكُبْكِبُوْا:-
تفسیر صافی صفحہ ۳۶۶ پر ہے کہ کبکبوا کا مطلب ہے بار بار اوندھے منہ گرانا۔ اور معنے یہ ہیں کہ جسے آگ میں ڈالا جائے گا۔ وُہ کئی بار اوندھے منہ ہو گا تا اینکہ وُہ جہنم کی تہ میں پہنچ جائے۔

۲ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ:-
تفسیر صافی صفحہ ۳۶۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ وُہ لوگ جن کی پیروی کیا کرتے تھے ان سے کہیں گے کہ ہم نے تو تمھاری ویسی ہی اطاعت کی جیسی ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تھی پس تم رب بن گئے۔

ع ۵ ۹

۳ حَمِيْمٍ:-
اس کے لغوی معنی ہیں، نہایت گرم پانی۔ اور گہرا دوست۔ اصل میں حمیمٌ سخت گرم پانی کو کہتے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے اس قریبی دوست کو بھی "حمیم" کہا جاتا ہے جو اپنے دوست کی حمایت میں گرم ہو جائے۔ پہلے معنے کے لحاظ سے اس کی جمع حمائم ہے۔ اور دوسرے معنی کے لحاظ سے احماء ہے۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲، صفحہ ۲۹۴)

حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾

حساب تو میرے پروردگار ہی کے ذمہ ہے اگر تم سمجھتے ہو۔ اور میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں ہوں

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ

میں تو صرف کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ انھوں نے کہا اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو تم ضرور سنگساروں

مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ

میں سے ہو جاؤ گے۔ (نوح نے) کہا اے میرے پروردگار یقیناً میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ پس تو میرے

بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

درمیان اور ان کے درمیان فیصلہ کر۔ اور مجھے اور مومنوں میں سے ان کو جو میرے ساتھ ہیں نجات دے۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

پس ہم نے اس کو اور جو بھری ہوئی کشتی میں اسکے ساتھ تھے ان کو نجات دی۔ پھر بعد ہم نے باقیوں کو

بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

غرق کر دیا۔ یقیناً اس میں البتہ ایک نشانی ہے۔ اور ان (قوم نوح) میں سے اکثر مومن

مُؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ

نہ تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار وہی تو بڑا غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ عاد نے (بھی) رسولوں

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ

کو جھٹلایا۔ جبکہ انھیں ان کے بھائی ہود نے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے۔ یقیناً میں تمہارے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کوئی

مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ

مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچی جگہ بیکار

رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾

نشانیاں بناتے پھرتے ہو ؎۱ اور تم کاریگری کے مکان بناتے ہو کہ شاید تم ہمیشہ رہو گے۔

وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾

اور جس وقت تم کسی کو پکڑتے ہو تو سرکش ہو کر پکڑتے ہو ؎۲ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

النصف

ع ١٨ / ١٠

؎۱ تعبثون:-
تفسیر صافی ص ۳۶۷ پر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو عمارت بنائی جائے گی، وہ قیامت کے دن اپنے بنانے والے پر وبال ہوگی۔ سوائے اتنی کہ جتنی کی اسے واقعی ضرورت تھی۔

؎۲ جبارین:-
تفسیر صافی ص ۳۶۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غضب وغصہ سے بغیر حق کے قتل کرتے ہیں۔

وَاتَّقُوا الَّذِیٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ

اور اس سے ڈرو جس نے ایسی چیزوں سے تمہاری مدد کی جن کو تم جانتے ہو ۔ اس نے تمہاری مدد چوپایوں اور

بَنِیْنَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿١٣٤﴾ اِنِّیٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ

بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے کی ۔ یقیناً میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔

عَظِیْمٍ ﴿١٣٥﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ

وہ بولے ہمارے لئے برابر ہے کہ تو نصیحت کرے یا تو نصیحت کرنے والوں میں سے

الْوٰعِظِیْنَ ﴿١٣٦﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا نَحْنُ

نہ ہو ۔ نہیں ہے یہ مگر پہلے لوگوں کی عادت ۔ اور ہم عذاب

بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿١٣٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ۗ وَمَا

کئے گئے نہیں ہیں ۔ پس انھوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انھیں ہلاک کر دیا ۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ۔ اور

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿١٣٩﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿١٤٠﴾ ع ٨

ان (امتِ ہود) میں اکثر مومن نہ تھے ۔ اور یقیناً تیرا پروردگار وہی تو بڑا غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے ۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا

ثمود نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا ۔ جبکہ انھیں اُن کے بھائی صالح نے کہا ، کیا تم (خدا سے)

تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾

نہیں ڈرتے ۔ یقیناً میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں ۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٤٥﴾

اور میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا ۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے ۔

اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِیْنَ ﴿١٤٦﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّ

کیا ان چیزوں میں جو یہاں ہیں تم امن میں چھوڑ دیئے جاؤ گے ، باغوں میں اور چشموں میں ، اور

زُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا

کھیتوں اور کھجوروں میں کہ ان کا خوشہ ٹوٹا پڑتا ہے ۔ اور تم عقلمندی سے پہاڑوں میں گھر تراشتے

فٰرِهِیْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ

ہو ۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ اور حد سے بڑھنے والوں کے امر کی

الْمُسْرِفِينَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۱۵۲﴾

اطاعت نہ کرو ۔ جو زمین میں فساد کرتے ہیں ، اور اصلاح نہیں کرتے ۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۵۳﴾ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

انھوں نے کہا ماسوا اسکے نہیں کہ تم جادو کئے گئے لوگوں میں سے ہو ۔ تم نہیں ہو مگر ہماری مثل ایک بشر لہ

فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا

پس اگر تم سچوں میں سے ہو تو کوئی معجزہ لاؤ ۔ اس نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے اس کیلئے پانی پینے

شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

کی ایک باری ہے ، اور تمہارے لئے پانی پینے کا ایک مقرر دن ہے ۔ اور تم اسے برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ ۲ ورنہ ایک

عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿۱۵۷﴾

بہت بڑے دن کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا ۔ پس انھوں نے اس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ ڈالیں ۳ پھر پشیمان ہو گئے ۔

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

پس انھیں عذاب نے آپکڑا ۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ۔ اور ان (قوم صالح) میں اکثر مومن

مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۵۸﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ

نہیں تھے ۔ اور یقیناً تیرا پروردگار وہی تو بڑا غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے ۔ لوط کی قوم نے (بھی)

لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۶۰﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۶۱﴾ إِنِّي

رسولوں کو جھٹلایا ، جبکہ انھیں اُن کے بھائی لوط نے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے ۔ یقیناً میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں ، پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ اور میں اس پر تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶۴﴾ أَتَأْتُونَ

کوئی مزدوری نہیں مانگتا ۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے ۔ کیا تم (شہوت بجھانے کیلئے)

الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ

سارے جہان (کے لوگوں) میں سے (صرف) مردوں ہی کے پاس آتے ہو ۔ اور تمہاری بیویوں میں سے جو کچھ تمہارے پروردگار

أَزْوَاجِكُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ

نے تمہارے لئے پیدا کیا اسے چھوڑ دیتے ہو بلکہ تم حد سے گذر جانے والی قوم ہو ۔ انھوں نے کہا اے لوط اگر تم باز نہ آئے

ع ۱۹ / ۱۲

لہ بشرٌ مثلنا :-
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بشر کہنے کی مفصل بحث سابقاً صفحہ ۳۹۲ پر زیر حاشیہ ۳ کردی گئی ہے ۔ وہاں ملاحظہ کرلی جائے ۔

۲ بسوٓءٍ :-
اس کے لغوی معنی ہیں برائی ۔ آفت ۔ گناہ ۔ برا کام ۔ عیب ۔ سوٓءٌ سے اسم ہے ۔
علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے لکھا ہے کہ یہ آفات وامراض کا ایک جامع نام ہے ۔
(تاج العروس فصل السین من باب الہمزہ)
قرآن مجید میں سوٓء کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے :-
(۱) شدت :- یسومونکم سوٓء العذاب (وہ تم پر سخت عذاب کرتے تھے) ۔
(۲) کونچیں کاٹنا :- ولا تمسوھا بسوٓءٍ ۔ (اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ ، یعنی ناقہ کی کونچیں نہ کاٹ ڈالنا) ۔
(۳) زنا :- ماجزآء من اراد باھلک سوٓءً (اور کیا سزا ہے ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی یعنی زنا) ۔
(۴) برص :- بیضآء من غیر سوٓءٍ ۔ (سفید بغیر عیب یعنی برص) ۔
(۵) عذاب :- انّ الخزی الیوم والسوٓء علی الکٰفرین (بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی (عذاب منکروں پر ہے) ۔
(۶) شرک :- ماکنا نعمل من سوٓءٍ (ہم کچھ برائی نہیں کرتے تھے یعنی شرک) ۔
(۷) گالی گلوچ :- لایحبّ اللہ الجھر بالسوٓ ۔ (اللہ تعالیٰ کسی بری بات کو پسند نہیں کرتا یعنی کسی کی گالی گلوچ کو) ۔ والسنتھم بالسوٓء ۔ (اور کھولیں) اپنی زبانیں برائی کے ساتھ) ۔
(۸) گناہ :- یعملون السوٓء بجھالۃٍ (برا کام جہالت سے کرتے ہیں) ۔
(۹) بئس کے معنے :- ولھم سوٓء الدار (اور اُن کے لئے برا گھر ہے) ۔
(۱۰) ضرر :- ویکشف السوٓء ۔ (اور وہ سختی دور کر دیتا ہے) ۔
(۱۱) قتل وہزیمت :- لم یمسسھم سوٓءٌ (نہ پہنچی اُن کو کچھ آنچ) ۔ (الاتقان جلد ا صفحہ ۱۴۲)
(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۳ ، ۲۴۴)
ان معانی کے علاوہ سوٓء کے معنی غم ، نگاہ کی کمزوری ، خیانت بھی آئے ہیں ۔ نیز حساب میں کمی جیسے سوٓء الحساب ۔ اور لاچاری کا زمانہ ۔ جیسے سوء الخمر بھی آتے ہیں ۔ (بیان اللسان صفحہ ۳۲۸) ۔

۳ فعقروھا :- اس کے تفصیلی معنے سابقاً صفحہ ۲۹۶ حاشیہ ۱ کے ذیل میں درج کردیئے گئے ہیں ۔

يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ

تو تم ضرور نکالے گئے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے ۔ (لوط نے) کہا یقیناً میں تمہارے (بُرے) عمل کو ناپسند

الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَ

کرنیوالوں میں سے ہوں ۔ اے میرے پروردگار تو مجھے اور میرے اہل کو اس سے نجات دے جو کچھ کہ یہ (لوگ) کرتے ہیں

اَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

پس ہم نے اسے اور اسکے تمام اہل کو نجات دی، سوائے پیچھے رہ جانیوالوں میں ایک بڑھیا کے ۔ پھر ہم نے دوسروں کو

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾

ہلاک کر دیا ۔ اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینہ برسایا ۔ پس جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا ان پر یہ کیسا بُرا مینہ تھا ۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ۔ اور ان (قومِ لوط) میں اکثر مومن نہیں تھے ۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار وہی

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾

تو بڑا غالب (اور) بہت رحم کرنیوالا ہے ۔ (اسی طرح) ایکہ کے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

جبکہ انھیں شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۔ یقیناً میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ

پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ اور میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا ۔ میری

اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ

مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے ۔ پیمانے پورے کرو ، اور نقصان دینے والوں میں سے

الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا

نہ ہو جاؤ ۔ اور ٹھیک ترازو سے تولو ۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں

النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا

کم نہ دیا کرو ۔ اور فسادی بن کر ۱ زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو ۔ اور اس سے ڈرو

الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ

جس نے تمہیں اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا ۲ ۔ انھوں نے کہا کہ ماسوا اس کے نہیں کہ تم جادو کئے گئے

۱ لَا تَعْثَوْا :-

اس کے لفظی معنی ہیں تم فساد نہ کرو ۔ (سَمِعَ) عَثِیَ اور عَثِیٌّ سے جس کے معنی فساد کرنے کے ہیں ۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ جس فساد کا ادراک حسّی ہو عَیْثٌ اور عُثُوٌّ کہلاتا ہے ۔ اور جس فساد کا ادراک حکمی ہو اُسے عِثِیٌّ کہتے ہیں ۔ عَیْثٌ اور عُثُوٌّ باب نصر کے مصدر ہیں ۔ اور عِثِیٌّ اور عُثِیٌّ باب سَمِعَ کے ۔

(لغات القرآن نعمانی ، ج ۲ ، ص ۱۴۱)

۲ وَالْجِبِلَّةَ :-

اس کے معنی ہیں خلقت ، بڑی جماعت جَبَلٌ یعنی پہاڑ کے معنوں میں چونکہ بڑائی اور عظمت کا تصور موجود ہے ۔ اس لئے بڑی جماعت کو جِبِلٌّ کہنے لگے ۔ یعنی ایسی جماعت جو اپنی بڑائی میں مثل پہاڑ کے ہو ۔ یہاں اس کا استعمال بطورِ مبالغہ ہوا ہے ۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۴۳)

ع ۱۶ ۹ ۱۳

الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ

لوگوں میں سے ہو۔ اور تم نہیں ہو مگر ہماری طرح ایک بشر اور یہ کہ ہم تمھیں ضرور جھوٹوں میں سے گمان

الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ

کرتے ہو۔ پھر اگر تم سچوں میں سے ہو، تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا

الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ

گرا دو۔ اُس نے کہا جو کچھ تم کرتے ہو میرا پروردگار اُس سے خوب واقف ہے۔ پس اُن لوگوں نے اُسے جھٹلایا

عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ

پھر ان کو سائبان کے دن والے عذاب نے آپکڑا لہ یقیناً وُہ ایک بہت بڑے دن کا عذاب تھا۔ یقیناً

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (قوم شعیب) میں اکثر مومن نہیں تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ

وہی تو بڑا غالب اور بہت رحم کرنیوالا ہے۔ اور یقیناً یہ تمام جہانوں کے پروردگار کا اتارا ہُوا ہے۔ روح الامین

بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾

(جبرئیل) ٢ه اسے صاف عربی زبان میں لے کر تمھارے قلب پر اُترا ہے تاکہ

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ

تم ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ ٣ه اور یقیناً یہ (قرآن) پہلوں کے صحیفوں میں (مذکور) ہے۔ کیا اُن کیلئے

لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰۗؤُا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ

کوئی نشانی نہیں ہوئی کہ اُسے بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔ اور اگر ہم اسے

عَلٰي بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾

عجمیوں میں سے کسی پر نازل کرتے پھر وُہ اُسے اُن پر پڑھتا تو وُہ اُس پر کبھی ایمان لانے والے نہ ہوتے۔

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

اسی طرح ہم نے اُسے گنہگاروں کے دلوں میں داخل کر دیا۔ وُہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾

کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ پس وُہ (عذاب) اُن کو اچانک آ لے گا اور اُنھیں خبر بھی نہ ہوگی۔

ا ه یوم الظلة :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٦٦ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے گرمی اور باد سموم کے چلنے کے دن مراد ہیں۔

صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ حقیقت حال سے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر واقف ہے۔ لیکن مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ ان لوگوں کو اپنے مکانوں میں سخت گرمی کا احساس ہوا تو وُہ لوگ آرام پانے کے لئے گھروں سے نکلے اور ایک بادل کی طرف بڑھے۔ جونہی بادل نے ان پر سایہ ڈالا، تو ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب بھیج دیا۔ جس کا ذکر اس آیہ مجیدہ میں ہے واخذ الذین ظلموا الصیحة فاصبحوا فی دیارھم جاثمین ہ (پ ١٢ هود ع ٦) یعنی اور ظالموں کو ایک چیخ نے آپکڑا۔ پھر وُہ اپنے اپنے گھروں میں زانو کے بل اوندھے پڑے رہ گئے۔

اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات دن اُن پر گرمی مسلط رکھی۔ تا اینکہ اُن کی نہریں خشک ہو گئیں۔ پھر اُن پر سایہ کرنے کے لئے ایک بادل بھیجا، جس کے نیچے وُہ سب جمع ہو گئے۔ پھر اسی سے اُن پر آگ برسادی کہ وُہ سب جل گئے ❊

ع ١٠ ١٦ ١٢

٢ ه الروح الامین :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٦٥ پر ہے کہ رُوح الامین سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے امین یعنی امانت دار ہیں۔

کافی اور البصائر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرئیل امین جو کچھ لے کر آتے تھے، اُس سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ولایت حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے، جو خم غدیر کے دن نازل ہوئی ❊

٣ ه بلسان عربی مبین :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٦٥ پر ہے کہ اس کے معنے واضح معنوں والی زبان کے ہیں۔

اور علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب یا وحی نہیں نازل کی مگر عربی زبان میں۔ لیکن ہر نبی کے کان میں آواز اُن کی قوم کی زبان میں ہی پہنچتی تھی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عربی زبان میں ہی سنتے تھے۔ اور جب وہ اپنی قوم کو سناتے تھے تو عربی زبان میں ہی سناتے تھے، اور عربی میں وُہ لوگ سنتے تھے۔ اور جب کوئی شخص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کرتا تھا، تو وہ خواہ کسی زبان میں بات کرے آپ کے کانوں میں اس کا کلام عربی زبان میں ہی پہنچتا تھا۔ ان سب زبانوں کا ترجمہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کرتے جاتے تھے۔ یہ سبب اس شرف کے جو منجانب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا ❊

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿۲۰۳﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۲۰۴﴾ أَفَرَءَيْتَ

پس وہ کہیں گے کہ کیا ہم مہلت دیئے جائیں گے ۔ پھر کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں ۔ پس کیا تو نے غور کیا

إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ أَغْنَىٰ

کہ اگر ہم نے انھیں کئی سال نفع پہنچایا، پھر اُن پر وُہ (عذاب) آگیا جسکا یہ وعدہ دیئے جاتے تھے ۔ (تو) جن چیزوں سے یہ

عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا

فائدہ دیئے گئے تھے انھوں نے کفایت نہ کی ۔ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر یہ کہ اُس کیلئے ڈرانے والے (بھیجے)

مُنذِرُونَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۱۰﴾

نصیحت کرنے کے لئے ، اور ہم ظالم نہیں تھے ۔ اور اُس کے ساتھ شیطان نہیں اُترے ۔

وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۲۱۱﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿۲۱۲﴾

اور نہ یہ ان کے لائق ہے اور نہ وُہ ایسا کر سکتے ہیں ۔ یقیناً وُہ (وحی) سننے سے معزول کر دیئے گئے ہیں ۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿۲۱۳﴾ وَأَنذِرْ

پس تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار ورنہ تو عذاب پانے والوں میں سے ہو جائے گا ۔ اور تو اپنے سب

عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

سے زیادہ قریبی قبیلہ والوں کو ڈرا لے اور مومنوں میں سے جس نے تیری پیروی کی ہے تو اُس کیلئے اپنے

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱۵﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۱۶﴾

بازو جھکا دے ۔ پس اگر وُہ تمھاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ جو عمل تم کرتے ہو میں یقیناً اُس سے بری ہوں

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ

اور تو بڑے زبردست بہت رحم کرنیوالے (خدا) پر بھروسہ کر، جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے ۔ اور تیرا سجدہ کرنیوالوں

فِي السَّاجِدِينَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن

(کی صلبوں) میں منتقل ہونا ٢ (بھی دیکھتا رہا) یقیناً وُہ بڑا سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۔ کیا میں تمھیں خبر دوں کہ شیطان

تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ

کس پر اترتے ہیں ، وُہ ہر بہت جھوٹ بولنے والے بڑے گنہگار پر اترتے ہیں ۔ وُہ کان لگائے رہتے ہیں

وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ

اور اُن میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں ، اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ

معانقة ۹

١ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ۔ اور جس وقت نازل ہوئی تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیس آدمی تھے ۔ اور اُن میں سے ہر ایک پورا بکرا کھا جاتا تھا ۔ اور پوری پوری مشک پانی کی پی جاتا تھا ۔ اُن کے لئے جو تھوڑا سا کھانا میسر تھا تیار کیا ۔ اسی کو سب نے کھایا اور سیر ہو گئے ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا وزیر، میرا وصی، میرا خلیفہ کون ہوگا ؟ ابولہب نے کہا کہ محمدؐ نے تم پر یقیناً جادو کیا اور سب وہاں سے چلے گئے ۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا ۔ تیسرے دن بھی دعوت کی ۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی سوال دُہرایا ۔ تو علی مرتضیٰ علیہ السلام جن کی عمر سب سے کم اور پنڈلیاں سب سے پتلی اور مالی حیثیت بھی کم تھی ۔ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے : یارسول اللہؐ ! میں حاضر ہوں ۔ فرمایا بیشک تم ہی ہو ۔

٢ فِي السَّاجِدِينَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۶۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو انبیاء علیہم السلام کے صُلب میں منتقل کرتا رہا ۔ یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی تک آپ کا نور بقاعدہ حلال یعنی نکاح پہنچا تاآنکہ آپؐ کو آپؐ کے والد ماجد کی پشت سے نکالا ۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک کوئی بات خلافِ امرِ خدا سرزد نہیں ہوئی ۔

فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ

گروہ ہر جنگل میں سرگرداں پھرتے ہیں، اور یہ گروہ (منہ سے) وہ کچھ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ

جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے، اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا۔ اور انھوں نے بعد اس کے کہ ان پر

مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾ ع

ظلم کیا گیا بدلہ لیا۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ جلدی جان لیں گے کہ وہ کونسی لوٹنے کی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔

ع ۱۳ / ۱۵

آیاتها ۹۳ — سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ — ۷ رکوعاتها

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

طس ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ ﴿١﴾ هُدًى وَ

طٰسٓ یہ قرآن اور بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں لے (یہ قرآن) مومنوں کیلئے ہدایت اور

بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

خوشخبری ہے۔ جو نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے

الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

ہیں اور وہ اپنی آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یقیناً جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے

بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

ہیں، ہم نے ان کے عملوں کو زینت دے دی ہے، پس وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن

لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٥﴾ وَإِنَّكَ

کیلئے سخت عذاب ہے۔ اور وہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور یقیناً تمھیں

لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿٦﴾ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ

(یہ) قرآن البتہ بڑے حکمت والے سب علم رکھنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے تلقین کیا جاتا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ

لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ

موسیٰ نے اپنے اہل کو کہا یقیناً میں نے آگ دیکھی، عنقریب میں تمھارے پاس اسکے پاس سے کچھ خبر لاتا ہوں یا تمھارے پاس

الثلثة

لے کتاب :-
الکتاب ما یکتب فیہ سمی بہ لجمعہ ابوابہ وفصولہ۔ یعنی کتاب اس چیز کو کہا جاتا ہے جس میں کچھ لکھا گیا ہو۔ اور اس کو کتاب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں مختلف فصول اور ابواب اور مسائل کو جمع کر دیا جاتا ہے۔
(اقرب)

بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ

انگارے کا شعلہ لاتا ہوں تاکہ تم تاپو ۔ پس جب وُہ اُس کے پاس آیا آواز دی گئی کہ جو

بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨﴾

آگ میں ہے اور جو اُسکے گرد ہے برکت دیا گیا ہے ۵۱ اور جہانوں کا پروردگار اللہ تعالےٰ پاک ہے ۔

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٩﴾ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ

اے موسیٰ یقیناً وُہ میں ہی بڑا غالب بہت حکمت والا اللہ ہوں ۔ اور تو اپنا عصا ڈال دے

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى

پھر جب اس (موسیٰ) نے اسے دیکھا کہ وُہ حرکت کرتا ہے ۵۲ گویا کہ وہ پھنپھناتا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر واپس ہو گیا اور پیچھے نہ مڑا

لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾ ۖ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ

(ہم نے کہا) اے موسیٰ مت ڈر، یقیناً میرے حضور میں رسول نہیں ڈرتے ۔ مگر جس نے بے محل کام کیا ۔ پھر

بَدَّلَ حُسْنًاۢ بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَدْخِلْ يَدَكَ

بُرائی کے بعد پسندیدہ کام بدل ڈالا ۵۳ پس یقیناً میں بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہوں ۔ اور تو اپنا ہاتھ اپنے

فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى

گریبان میں داخل کر، وہ سفید چمکیلا بغیر عیب (برص) نکلے گا ۔ (یہ دونوں) منجملہ نو معجزوں کے ہیں (جنھیں

فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا

دے کر) فرعون اور اُسکی قوم کی طرف (تمھیں بھیجا جاتا ہے) یقیناً وہ نافرمان لوگ تھے ۔ پس جب ان کے پاس ہماری روشن

مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ ۚ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

نشانیاں پہنچیں تو اُنھوں نے کہدیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے ۔ اور اُنھوں نے ظلم اور تکبّر کے سبب اُن کا انکار کر دیا ۔

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾

حالانکہ اُنکے دلوں نے اُن کا یقین کر لیا ۔ پس تم غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا ۔

(ع ١ ١٦ ١٤)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا

اور یقیناً ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا ۔ اور دونوں نے کہا کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ۵۴ جس نے

عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ

ہمیں اپنے مومن بندوں میں سے اکثر پر فضیلت دی ۔ اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا ۵۵

۵۱ بُوْرِكَ :-

اس کے معنے ہیں، اُس کو برکت دی گئی، یا وُہ برکت دیا گیا۔ مُبَارَكَةٌ سے جس کے معنے برکت دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

ثابت ہوا کہ جو برکت دیا گیا وُہ اور ہے اور برکت دینے والا اور ہے۔ چونکہ برکت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اسلئے جو آگ میں تھا وُہ اللہ تعالیٰ تو ہو نہیں سکتا، لامحالہ وُہ کوئی اور ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے برکت دی، اور وُہ اللہ تعالیٰ کی برکت کا محتاج تھا۔ غالبًا یہ وہی تھا جو کہتا ہے: انا صاحب الطور انا ذٰلک النور الظاهر۔ نیز فرماتا ہے: انا ذٰلک النور الذی اقتبس موسٰی منه الهدٰی واللّٰه اعلم۔

۵۲ جَآنٌّ :-

اس لفظ کے معنے لغت میں جِنّ بھی آتے ہیں اور سانپ بھی۔ سانپ کی سڑک جو بہت لہراتی اور پھنپھناتی ہو۔ اُسے عربی میں جَآنٌّ کہتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

۵۳ سُوْٓءٍ :-

اس لفظ کے تفصیلی معنے سابقًا صفحہ ۲۸۹ حاشیہ ۲ کے ذیل میں دیئے گئے ہیں۔ وہاں سے ملاحظہ فرمائیں۔

۵۴ الحمد للّٰه :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۷۲ پر ہے کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہم السّلام نے علم عطا کئے جانے پر شکر یہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم کسی اور کو عطا نہ کیا۔ یا یہ کہ جو علم اُنھیں دیا ویسا کسی اور کو نہ دیا۔ اور اس میں علم کی فضیلت اور اہلِ علم کی بزرگی کی دلیل ہے۔

ان بزرگواروں نے علم کو ہر چیز کے مقابلہ میں فضیلت اور شرف کی بنیاد قرار دیا۔ اور اس کے مقابلہ میں سلطنت کو بھی کچھ نہ سمجھا حالانکہ ایسی حکومت کسی کو نہ ملی تھی۔ اور اس میں عالم کو اس بات کی حرص دلائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اس پر شکریہ ادا کرے اور اسے تواضع سے پیش آنا چاہیے۔ اور اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اگرچہ اسے اکثر پر فضیلت دی گئی ہے، لیکن بہت ایسے بھی ہیں جن کو خود اس پر فضیلت دی گئی ہے۔

۵۵ وَوَرِثَ :-

اس آیہ مجیدہ سے ثابت ہُوا کہ انبیاء علیہم السّلام ورثہ لیتے بھی ہیں۔ اور اُن کے وارث بھی ہوتے ہیں۔ پس حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناه صدقة وضعی ثابت ہُوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ اس آیت میں علمنا منطق الطیر آیا ہے اس لئے اِس سے علمی وراثت مراد ہے۔ لیکن اس کے آگے یہ بھی تو ہے، واوتینا من کل شیء کہ ہمیں ہر شے میں سے حصّہ دیا گیا۔ پس علم کے علاوہ مالی اور مادی وراثت بھی ثابت ہو گئی۔ نیز یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ علم قابلِ تقسیم شے نہیں کہ اس میں وراثت جاری کی جا سکے۔ کیا کسی نے آج تک دیکھا کہ عالم فاضل باپ کے فوت ہو جانے پر اس کا اَن پڑھ بیٹا بغیر تعلیم حاصل کئے عالم فاضل بن گیا۔ اور علم و فضل اُسکے ورثہ میں مل گیا۔

وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور اُس نے کہا کہ اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھلائی گئی ہے ، اور ہمیں ہر چیز میں سے حصّہ دیا گیا ہے

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ

یقیناً یہ البتہ کھلم کھلی فضیلت ہے۔ اور سلیمان کے لئے اُس کے لشکر جنّوں انسانوں اور

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ

پرندوں میں سے جمع کئے گئے ، پھر وُہ ترتیب دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وُہ چیونٹیوں کے میدان میں

النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ

آئے ، تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے گھروں (سوراخوں) میں داخل ہو جاؤ ، تمھیں سلیمان اور اُسکے

سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ

لشکر روند نہ ڈالیں ، اور وُہ شعور ہی نہ رکھتے ہوں ۔ پس وُہ (سلیمان) اُس کی بات سے ہنستا

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ

ہُوا مسکرایا اور کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے یہ توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر

عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ

اور میرے ماں باپ پر کی ، اور یہ کہ میں ایک ایسا صالح عمل کروں کہ تو اُس سے راضی ہو ، اور مجھے اپنی

بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ

رحمت کے ساتھ اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔ اور اُس نے پرندوں کی تلاش کی ، پھر اُس نے کہا مجھے کیا

لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا

ہے کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا ۵۱ کیا وُہ غیر حاضروں میں سے ہے۔ میں ضرور اُسے سخت عذاب کی

شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ

سزا دُوں گا۔ یا میں ضرور اُس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ یا ضرور ہے کہ وُہ میرے پاس (غیر حاضری کی) کھلی دلیل لائے۔ پس زیادہ

غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ

دیر نہ ہوئی (کہ وُہ آگیا) پھر کہنے لگا میں نے ایسی بات معلوم کی جو تمھیں معلوم نہیں۔ اور میں (ملک) سبا سے تمھارے پاس

بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ

ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ یقیناً میں نے ایک عورت کو پایا ۵۲ (جو) ان پر حکومت کرتی ہے ، اور اُسے ہر چیز سے حصّہ دی گئی

۵۱ اَلْهُدْهُد :-

تفسیر صافی صنک ٣ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السّلام اپنی کرسی پر رونق افروز ہوتے تھے ، تو سب پرندے جن کو اللہ تعالیٰ نے اُن کا مطیع کر دیا تھا ، اکٹھے ہو کر کرسی اور بساط پر معہ اُن کے جو اُس پر ہوتے تھے اپنے پروں سے سایہ کر لیتے تھے تاکہ دھوپ کسی پر نہ پڑے۔ پس ہُدہُد غائب ہو گیا اور اُس کے جانے سے جو خلا واقع ہُوا اُس میں سے حضرت سلیمان علیہ السّلام کی گود میں دھوپ پڑنے لگی۔ پس آپ نے سر اُٹھایا اور وُہ فرمایا جو قرآن مجید میں بیان ہُوا ٭

۵۲ اِمْرَاَةً :-

تفسیر صافی صنک ٣ پر ہے کہ اس ملکہ کا نام بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان تھا ٭

شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ
سے اور اُس کیلئے بہت بڑا شاہی تخت ہے ۱؎ میں نے اسے اور اُس کی قوم کو پایا کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے سوا سورج

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے اُن کے لئے اُن کے عملوں کو زینت دے دی، پھر انھیں سیدھے راستے سے

السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ
روک دیا، پس وہ راہ نہیں پاتے۔ وہ کیوں نہیں اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے جو آسمانوں اور زمین

الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾
کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکالتا ہے۔ اور وُہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ
اللہ تعالیٰ وُہ ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وُہ عظمت والے عرش کا پروردگار ہے۔ اس (سلیمان) نے کہا ہم عنقریب

اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ
دیکھو لنگا کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا، پس اسے ان کی طرف ڈال دے۔

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا
پھر اُن کے پاس سے ہٹ جا، پھر دیکھ کیا جواب دیتے ہیں۔ (چنانچہ وُہ گیا تو) وُہ (ملکۂ سبا بلقیس) بولی اے سردارو!

اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ
یقیناً میرے پاس ایک بزرگی والا خط ڈالا گیا ہے ۲؎ یقیناً وُہ سلیمان کی طرف سے ہے۔ اور یقیناً وُہ ہے (ساتھ)

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ
مدد اللہ تعالیٰ کے جو نہایت مہربان بہت رحم کرنیوالا ہے۔ میرے خلاف سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔ وُہ

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى
بولی اے میرے سردارو! مجھے میرے معاملہ میں جواب دو، میں کوئی معاملہ طے کرنے والی نہیں ہوں یہاں تک کہ

تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْاَمْرُ
تم میرے پاس حاضر ہو۔ انھوں نے کہا ہم قوت والے ہیں ۳؎ اور سخت جنگ والے ہیں۔ اور حکم تیری

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا
طرف سے ہے۔ پس تو دیکھ لے کہ کیا حکم کرتی ہے۔ وُہ بولی یقیناً بادشاہ جس وقت کسی بستی میں

السجدۃ مسنونۃ

ع ١٧

۱؎ عرش عظیم:-
اس کی تشریح سابقہ صفحہ ۴۸۷ زیر حاشیہ ۱؎ کی جاچکی ہے وہاں سے ملاحظہ کریں۔

۲؎ کتاب کریم:-
تفسیر صافی ص۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہاں کریم سے مراد مختوم ہے، یعنی وُہ خط جس پر مہر لگا دی گئی ہو۔
اور المجوامع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ خط کی بزرگی اس پر مہر کا لگایا جانا ہے۔

۳؎ اُولُوا قُوَّۃ:-
تفسیر صافی ص۳ پر بحوالہ اکمال الدین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قائم آلِ محمد اُولُوا قوۃ کے ساتھ ظہور فرمائیں گے۔
اور اولوا قوۃ اس لشکر کو کہتے ہیں جنکی تعداد دس ہزار ہو۔

قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۳۴

داخل ہوتے تو اُسے اجاڑ دیا ، اور اس کے عزت دار باشندوں کو ذلیل کر دیا ، اور یہ بھی ایسا ہی کریں گے ۔

وَاِنِّىْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۳۵

اور یقیناً میں اُن کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں لہ پھر دیکھتی ہوں کہ بھیجے ہوئے کیا جواب لاتے ہیں ۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ

پس جب وُہ (ایلچی) سلیمان کے پاس پہنچا تو اس (سلیمان) نے کہا کیا تم میری مدد مال سے کرتے ہو، پس اللہ نے جو کچھ مجھے دیا ہے

مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۳۶ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ

وُہ اُس سے بہتر ہے جو تمھیں دیا ہے ۔ بلکہ تم اپنے تحفہ کے ساتھ خوش ہوتے ہو ۔ تم ان کی طرف لوٹ جاؤ ۔ پھر

فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً

ہم اُن کے پاس ایسے لشکر لے کر آتے ہیں کہ وُہ اُنکا مقابلہ نہ کر سکیں گے ۔ اور ہم اُنھیں وہاں سے نہایت ذلیل کر کے نکال

وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۳۷ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا

باہر کریں گے ، اور وہ رسوا ہونگے ۔ اس (سلیمان) نے کہا اے میرے سرداروں تم میں کون ہے کہ میرے پاس اسکا شاہی تخت

قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ۳۸ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ

لے آئے ، پیشتر اسکے کہ وہ فرمانبردار ہو کر میرے پاس آئیں ۔ جنوں میں سے عفریت نے کہا ، میں اسے لے کر تیرے پاس

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ اَمِيْنٌ ۳۹

آجاؤں گا ، پیشتر اس کے کہ تو اپنی جگہ سے اُٹھے ۔ اور یقیناً میں اس پر طاقتور امانتدار ہوں ۔

قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

جس کے پاس کتاب کا کچھ تھوڑا علم تھا اُس نے کہا کہ میں اسے تیرے پاس لے آتا ہوں ، پیشتر اس کے کہ تیری

يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ

نگاہ تیری طرف پھر آئے ۔ پس جب اُس نے اُسے اپنے پاس ہی رکھا ہوا دیکھا کہنے لگا یہ میرے پروردگار

فَضْلِ رَبِّىْ ۖ لِيَبْلُوَنِىْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا

کے فضل سے ہے ۔ تاکہ وُہ ظاہر کر دے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں ۔ اور جس نے شکر کیا پس سوا اسکے نہیں

يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ۴۰ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا

کہ وہ اپنی جان کیلئے شکر کرتا ہے ، اور جس نے ناشکری کی تو یقیناً میرا پروردگار بے پرواہ بہت بزرگی والا ہے اس (سلیمان) نے کہا

لہ بھدیۃ :-

تفسیر صافی ص ۳۷۲،۳۷۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ بلقیس نے کہا کہ اگر سلیمانؑ خدا کے نبی ہیں جیسا کہ اُنھوں نے دعویٰ کیا ہے تو پھر ہمیں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ، کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ مغلوب نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن میں اُنکی خدمت میں ایک تحفہ بھیجتی ہوں ۔ پس اگر وُہ بادشاہ ہی ہیں تو دنیا کی طرف رغبت رکھنے کی وجہ سے اسے قبول کر لیں گے اور میں سمجھ لوں گی کہ وُہ ہم پر قابو نہ پا سکیں گے ۔ پس اس نے ایک ڈبہ بھیجا جس میں نہایت قیمتی موتی تھا ۔ اور اپنے قاصد سے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنا کہ اس ہیرے میں بغیر لوہے اور آگ کے سوراخ کر دیں ۔ پس قاصد اسے لے کر حاضر ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکروں میں ایک کیڑے کو حکم دیا کہ اس میں سوراخ کر دے ۔ چنانچہ اس نے اپنے منہ میں ایک دھاگا لے کر اس میں سوراخ کر دیا ۔ اور اس دھاگے کو لے کر دوسری طرف نکل گیا ۔

۵۲ علمٌ من الکتاب :-

تفسیر صافی ص ۳۷۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ عفریت کی بات سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا : کہ میں چاہتا ہوں کہ بلقیس کا تخت اس سے بھی پہلے آ جائے ۔ پس آصف بن برخیا نے کہا کہ میں اسے لے آتا ہوں پیشتر اسکے کہ آپ نظر پھرائیں ۔ پس اس نے حضرت باری تعالیٰ کا اسم اعظم پڑھ کر دعا کی تو اُس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے سے نکل آیا ۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا کون تھا ۔ آپؐ نے فرمایا : یہ میرا بھائی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے وصی تھے ۔

ملترجم :- ایک نبی اللہ کے جس وصی کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا وُہ تو آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس اتنی دُور کی مسافت سے لے آیا لیکن جس کے پاس کتاب خدا کا پورا پورا علم تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ومن عندہ علم الکتاب (پ ۱۳ ، رعد ، ع ۶) اُس کی قوت کا کیا کہنا ۔ اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ ؎

باز گرداند ز مغرب آفتاب

عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ (۴۱)
اس کیلئے اسکے شاہی تخت کا روپ بدل ڈالو تاکہ ہم دیکھیں کیا وہ راہ پاتی ہے یا اُن لوگوں میں سے ہوتی ہے جو نہیں راہ پاتے۔
فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا
پس جب وہ آئی تو (اسے) کہا گیا کیا تیرا شاہی تخت بھی ایسا ہی ہے، وہ بولی گویا کہ یہ وہی ہے۔ اور ہمیں تو اس سے پہلے
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ (۴۲) وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ
ہی علم دے دیا گیا تھا، اور ہم مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی وہ عبادت کیا کرتی تھی
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ (۴۳) قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي
اُس نے اسے روک رکھا تھا۔ یقیناً وہ کافروں کی قوم میں سے تھی۔ اُسے کہا گیا کہ تو محل میں داخل
الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ
ہو ۱؎ پس جب اس نے اسے دیکھا تو اُسے گہرا پانی گمان کیا اور اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں ننگی کر لیں (اس) سلیمانؑ
اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ
نے کہا یقیناً یہ شیشوں میں منڈھا ہوا محل ہے۔ وہ بولی اے میرے پروردگار! یقیناً میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا،
وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۴۴) ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى
اور سلیمان کے ساتھ جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے اسلام لائی۔ اور یقیناً ہم نے ثمود کی طرف اُنکے
ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ (۴۵)
بھائی صالح کو (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تو اسی وقت وہ دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے۔
قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا
اس (صالح) نے کہا اے میری قوم تم نیکی سے پہلے بدی کی جلدی کیوں کرتے ہو ۲؎ کیوں نہیں
تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۴۶) قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ
تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ انھوں نے کہا ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے ساتھ جو تمھارے
مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ (۴۷) وَ
ساتھ ہیں بُرا شگون لیا۔ اس (صالح) نے کہا تمھارا بُرا شگون تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے، بلکہ تم لوگ آزمائے جاتے ہو۔ اور
كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ (۴۸)
شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کیا کرتے تھے ۳؎ اور اصلاح نہ کرتے تھے۔

۱؎ ادخلی الصرح:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۷ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ بلقیس کے آنے سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ سفید شیشے سے ایک محل تیار کیا جائے اور اُس کے نیچے پانی جاری کیا جائے۔
تفسیر قمی میں ہے کہ اس پانی میں بحری جانور بھی رکھے گئے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اس کے درمیان رکھا گیا۔ جس پر آپ رونق افروز ہوئے پس جب بلقیس نے کھڑا ہوا پانی دیکھا تو اپنی پنڈلیاں ننگی کر لیں۔
تفسیر قمی میں ہے کہ جب ملکہ بلقیس نے اپنی پنڈلیاں ننگی کیں تو دیکھا کہ اُن پر بہت کثرت سے بال ہیں۔ اُسے کہا گیا کہ یہ تو شیش محل ہے۔ وہ کہنے لگی: رب انی ظلمت نفسی۔ اے میرے پروردگار! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ پس حضرت سلیمانؑ نے اُسکے ساتھ نکاح کر لیا۔ اُس کا نام بلقیس بن شراحیل تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین سے کہا: کہ کوئی ایسی چیز بناؤ جس سے ملکہ کے بال دُور ہو جائیں پس انھوں نے حمام بنایا اور نورہ پکایا۔ پس نورہ اور حمام وہ چیزیں ہیں جن کو شیاطین نے تجویز کیا، اسی طرح وہ چکیاں جو پانی سے چلتی ہیں۔

۲؎ تستعجلون:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۷۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اونٹنی کا معجزہ ظاہر ہونے سے پہلے انھوں نے حضرت صالحؑ سے کہا تھا کہ ہم پر دردناک عذاب لائیے۔ اس سے اُن کی غرض حضرت صالحؑ کا امتحان لینا تھی۔ اس پر حضرت صالحؑ نے فرمایا: کہ تم رحمت کے آنے سے قبل عذاب کیوں طلب کرتے ہو۔

۳؎ رہط:۔
اس کے معنی ہیں: نفر، شخص، قبیلہ، برادری، بھائی بند۔
راغب اور زمخشری دونوں نے لکھا ہے کہ دس سے کم آدمیوں کی جماعت رہط کہلاتی ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ چالیس تک کیلئے رہط استعمال ہوتا ہے۔
بیضاوی لکھتے ہیں کہ رہط اور نفر میں فرق یہ ہے کہ رہط کا استعمال تین یا سات سے دس تک کیلئے ہوتا ہے۔ اور نفر کا استعمال تین سے نو تک کے لئے۔
قرآن نے اس کا استعمال قوم اور برادری کے معنی میں بھی کیا ہے جس سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ چالیس اشخاص تک کی جماعت کیلئے اس کا استعمال ہوتا ہے ـــ زمخشری نے لکھا ہے کہ اس کی جمع اَراہِط آتی ہے جیسا سیبویہ کے نزدیک باطل کی جمع میں اباطیل آتا ہے۔ اور دوسروں کا بیان ہے کہ رَہْط کی جمع اَرْہُط آئے گی۔ اور استشہاد میں پیش کیا ہے ع وفاصح منتضح فی ارھط پھر اَرْہُط کی جمع اَراہِط ہوگی۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳، صفحہ ۱۲۱)

قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا
انھوں نے کہا کہ تم آپس میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ کہ ہم ضرور اس (صالح) اور اسکے اہل پر شبخون ماریں گے۔ پھر ہم ضرور اسکے وارث کو
شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا
کہیں گے کہ ہم اسکے اہل کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ اور وہ ایک چال چلے اور ہم نے بھی ایک تدبیر
مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا
کی، اور اُن کو شعور بھی نہ ہوا۔ پھر دیکھا کہ اُن کی چال کا نتیجہ کیا ہوا۔ یقیناً ہم نے
دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا
اُن کو اور اُن کی قوم سب کے سب کو ہلاک کر دیا۔ پس یہ اُن کے گھر خالی پڑے ہیں بسبب اسکے کہ اُنھوں نے ظلم کئے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
یقیناً اس میں اُن لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں ایک نشانی ہے۔ اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے
وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ
تھے ہم نے نجات دی۔ اور لوط (کو ہم نے بھیجا) جس وقت اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بے حیائی کے پاس آتے ہو،
وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ
حالانکہ تم دیکھتے بوجھتے ہو۔ کیا تم از روئے شہوت عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو،
النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ
بلکہ تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ پس اُس کی قوم کا جواب سوائے اسکے کچھ نہ تھا کہ
اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾
اُنھوں نے کہا کہ لوط کی آل کو اپنی بستی سے نکال دو، یقیناً یہ لوگ پاکیزہ بنتے ہیں۔
فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَ
پس ہم نے اسکو اور اُسکے اہل کو نجات دے دی سوائے اسکی بیوی کے، ہم نے اسکا پیچھے رہ جانیوالوں میں ہونا مقدر کر دیا۔ اور
اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ پس ڈرائے گئے لوگوں کا مینہ بُرا تھا۔ کہو کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے
وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾
اور سلام اسکے ان بندوں پر ہے جنھیں اُس نے مصطفیٰ کیا ۱؎ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنھیں وہ شریک بناتے ہیں۔

ع ۱۴ / ۱۹

۱؎ عبادہ الذین اصطفیٰ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۷۳ پر بحوالہ الجوامع و تفسیر قمی
منقول ہے کہ یہ بندے جنھیں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ
کیا آلِ محمد علیہم السلام ہیں۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ، اور تمھارے لئے آسمان سے پانی نازل کیا ۔

فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا

پھر ہم نے اُس سے خوشنما باغ اُگائے ۔ تمھارے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ تم اِن (باغوں) کے درختوں کو

شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۞٦٠ اَمَّنْ

اُگاتے ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (بالکل نہیں) بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو راہِ راست سے پھر جاتے ہیں۔

جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا

بھلا وہ کون ہے جس نے زمین کو ٹھکانہ بنایا ، اور اُس کے درمیان نہریں بنائیں ۔ اور اس کیلئے قائم رہنے والے

رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

پہاڑ قرار دیئے ۔ اور دو دریاؤں (میٹھے و کھاری) کے درمیان روک بنا دی ۔ کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ۞٦١ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا

(نہیں تو) بلکہ ان میں بہت سے نہیں جانتے ۔ بھلا وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جس وقت بھی

دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ

کہ وہ اُسے پکارے اور مصیبت کو دُور کر دیتا ہے ۔ اور تمھیں زمین کے خلیفے مقرر کرتا ہے ؎ا کیا اللہ تعالیٰ کے

مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ ۞٦٢ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ

ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ۔ (پھر بھی) تم بہت تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو ۔ بھلا وہ کون ہے جو تمھیں خشکی اور تری کے اندھیرو

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

میں راہ دکھاتا ہے ۔ اور کون ہے جو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے ۔

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ ۞٦٣ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا

کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے جنکو یہ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں ۔ بھلا وہ کون ہے جو

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ پیدا کریگا ۔ اور وہ کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے ۔

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞٦٤

کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ۔ (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو ۔

؎ا خلفآء الارض :-

تفسیر صافی ص۳۷۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ۔ کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ۔ خدا کی قسم وہی مضطر ہیں ۔ جس وقت وہ مقامِ ابراہیمؑ میں دو رکعت نماز پڑھیں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں گے ۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کی دُعا قبول کرے گا ۔ اور اُن سے مصیبت دفع کر دے گا ۔ اور انھیں تمام روئے زمین کا خلیفہ بنائے گا ۔ اور ایک روایت کے مطابق پہلا شخص جو اُن کی بیعت کرے گا ۔ وہ جبرئیل امین علیہ السلام ہوں گے ۔ پھر (۳۱۳) تین سو تیرہ مرد

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

(اے رسول) تم کہدو کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کو نہیں جانتا [۱] سوائے اللہ تعالےٰ کے ۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى

اور وہ نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے ۔ بلکہ آخرت کے بارے میں اُن کا علم فنا

الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

ہو گیا [۲] بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں ، بلکہ وہ اس سے دل کے اندھے بنے ہوئے ہیں ۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا

اور اُن لوگوں نے جو کافر ہوگئے کہا کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا (مرنے کے بعد) مٹی ہو جائیں گے ، تو کیا ہم ضرور

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ

نکالے جائیں گے ۔ یقیناً ہم اور ہمارے باپ دادا اُس کا وعدہ پہلے سے ہی دیئے گئے ہیں ۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ

یہ نہیں ہیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں ۔ (اے رسول) تم کہدو کہ تم زمین میں چلو پھرو ۔

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ

پھر دیکھو کہ گنہگاروں کا انجام کیسا ہُوا ۔ اور (اے رسول) تو ان پر غم نہ

عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

کر ، اور جو چالیں وہ چلتے ہیں تو اُن سے تنگی میں نہ ہو جا ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ

اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ کہ) وہ وعدہ کب (پورا) ہوگا ۔ (اے رسول) تم کہدو کہ جسے تم جلدی مانگ رہے

يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

ہو ، شاید کہ اُس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے لگا ہُوا ہو ۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

سب لوگوں پر فضل کرنے والا ہے ۔ لیکن اُن میں سے اکثر شکر نہیں کرتے ہیں ۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾

اور یقیناً تیرا پروردگار البتہ اُن چیزوں کو جانتا ہے جنھیں اُن کے سینے چھپاتے ہیں اور جنھیں وہ ظاہر کرتے ہیں ۔

ع ۵ ۸ ۱

[۱] الغیب :-

تفسیر صافی ص ۳۳۷ پر بحوالہ نہج البلاغہ لکھا ہے کہ ایک دن حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے بعض ایسے امور کی خبر دی جو ابھی نہیں ہوئے تھے ۔ اس پر کسی نے کہا : یا امیر المؤمنین ! کیا آپ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے ؟ پس آپ ہنسے اور فرمانے لگے کہ یہ علم غیب سے متعلق نہیں ہے ، بلکہ یہ صاحب علم سے سیکھنے پر موقوف ہے ۔ ما سوا اس کے نہیں کہ علم غیب قیامت کا علم ہے ، اور وہ چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شمار کیا ہے : ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ ..... الخ پس اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ رحموں میں لڑکا ہے یا لڑکی ، بدصورت ہے یا خوبصورت ۔ سخی ہے یا بخیل بدبخت ہے یا سعید ۔ دوزخ کا ایندھن ہوگا ۔ یا بہشت میں نبیوں کا مصاحب ۔ پس یہ ہے علم غیب جسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ۔ اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ ایک علم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تعلیم فرمایا اور انھوں نے مجھے سکھلایا ۔ اور دعا کی کہ میرا سینہ اس علم کو محفوظ رکھے ۔ اور میرے اعضاء اور جوارح اس پر حاوی رہیں ۔

[۲] ادّٰرك :-

اس کے معنی ہیں تھک کر رہ گیا ۔ فنا ہو گیا تَدَارُكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ اصل میں تَدَارَكَ تھا ۔ تا کا دال میں ادغام کرکے شروع میں ہمزۂ وصل لائے ۔ تَدَارُكَ کے معنی اصل میں پے درپے کسی کام کے ہونے اور یکے بعد دیگرے ایک چیز کے کسی دوسری چیز سے ملنے کے ہیں ۔ مگر یہاں تھک کر رہ جانے اور فنا ہونے کے معنی مراد ہیں ۔ جب کسی خاندان کے لوگ پے درپے ہلاک ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسے موقع پر اہل عرب بولتے ہیں : تَدَارَكَ بَنُوْ فُلَانٍ (فلاں خاندان کے لوگ پے درپے ہلاک ہو گئے) یہاں فنا ہونے کے معنی اسی محاورہ سے ماخوذ ہیں ۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۵)

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتٰبٍ
اور آسمانوں اور زمین کی غائب چیزوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ۱ھ مگر یہ کہ وُہ واضح کتاب
مُّبِينٍ ۝٧٥ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ
میں ہے ۔ یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل پر بہت سی وُہ چیزیں بیان کرتا ہے
أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝٧٦ وَإِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں ۲ھ اور یقیناً وُہ مومنوں کیلئے البتہ ہدایت اور
لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝٧٧ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ
رحمت ہے ۔ یقیناً تیرا پروردگار اپنے حکم کے ساتھ اُن کے درمیان فیصلہ کرے گا ۔ اور وُہ
الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝٧٨ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ
غالب سب کچھ جاننے والا ہے ۔ پس تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ ۔ یقیناً تو ظاہر حق پر
الْمُبِينِ ۝٧٩ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ
ہے ۔ یقیناً تو مُردوں کو نہیں سُناتا ، اور نہ تو (اُنہی) پکار بہروں کو سناتا
الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝٨٠ وَمَآ أَنتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ
ہے ، جبکہ وُہ پیٹھ پھیر کر واپس لوٹ جائیں ۔ اور نہ تو دل کے اندھوں کو اُن کی گمراہی سے نکال کر
عَن ضَلٰلَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُم
راہ دکھانے والا ہے ۔ تو نہیں سُناتا مگر اس شخص کو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتا ہے ۔ پس وُہی
مُّسْلِمُونَ ۝٨١ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ
فرمانبردار ہیں ۔ اور جب ان پر بات واقع ہو جائے گی ۔ ہم اُن کے لئے زمین میں سے
دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِاٰيٰتِنَا
ایک جاندار نکالیں گے ۳ھ وُہ ان سے باتیں کرے گا ۴ھ کیونکہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں
لَا يُوقِنُونَ ۝٨٢ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن
کیا کرتے تھے ۔ اور اس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایسے گروہ کو محشور کریں گے ۔ جو ہماری
يُكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝٨٣ حَتّٰىٓ إِذَا جَآءُو قَالَ
نشانیوں کو جھٹلاتا ہے ، پھر وُہ ترتیب دیئے جائیں گے ۔ یہاں تک کہ جب وُہ آئیں گے (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا

۱ھ غائبۃٍ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۷۲ پر بحوالہ کافی امام محمد موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ کتابِ خدا میں ایسی آیتیں بھی ہیں جن کی مُراد میں ایسا کوئی امر داخل نہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہ دیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے گذشتہ (انبیاء واوصیاء) علیہم السلام نے اپنی اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اُمّ الکتاب میں قرار دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما من غائبۃٍ ... الخ۔ پھر فرمایا: ثمّ اورثنا الکتاب الّذین اصطفینا من عبادنا۔ (پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے مصطفیٰ کیا)۔ پس ہم ہی وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ کیا۔ اور ہمیں ہی اس کتاب کا وارث بنایا۔ جس میں ہر چیز کا بلیغ بیان موجود ہے ۔

۲ھ یختلفون :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۷۲ پر ہے کہ اختلافی مسائل یہ تھے: مثلاً تشبیہ (خدا کو کسی چیز کی مانند قرار دینا) تنزیہ (خدا کو مخلوق کی مشابہت سے منزہ بیان کرنا) جنت اور دوزخ کے حالات۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہما السلام کے حالات ۔

۳ھ دآبّۃ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۷۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے جبکہ وُہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے انہوں نے ریت کا ایک ڈھیر اکٹھا کرکے اُس پر اپنا سر مبارک رکھا ہُوا تھا۔ پس آپؐ نے اُنھیں اپنے پاؤں سے حرکت دی اور فرمایا: اُٹھ اے دابۃ الارض! آپؐ کے اصحابؓ میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا ہم بھی آپس میں ایک دوسرے کو اس نام سے پکارا کریں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ خدا کی قسم یہ نام اِنہی کے لئے مخصوص ہے۔ اور وہی دابّۃ ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دآبۃ من الارض ..... الخ پھر فرمایا: اے علیؑ! جب آخری زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ آپ کو نہایت خوبصورت شکل میں ظاہر کریگا تمھارے پاس ایک مُوسَم (نشان لگانے کا آلہ) ہوگا۔ جس سے آپ اپنے دشمنوں کو نشان لگا دو گے۔ اُس وقت ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ یہ دابّۃ لوگوں کو مجروح کرے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسا کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ آتشِ جہنم سے مجروح کرے گا۔ یہاں لفظ تکلّمھم، کلام سے مشتق ہے ۔

ع ١٦ ٦ ٢

۴ھ تکلّمھم :- تفسیر صافی صفحہ ۳۷۴ پر ہے کہ بعض نے یہ لفظ تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی کَلْم سے جس کے معنی زخم ہوتے ہیں ـــــ اور الجوامع میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے زخمی کرے جس نے اس لفظ کو تکلمھم تخفیف سے پڑھا۔ تُکَلِّمُھُمْ تشدید کے ساتھ ہے ۔

أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ

کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا، حالانکہ تم نے علم سے اُن کا احاطہ نہ کیا تھا، لیکن یہ تم کیا کرتے

تَعْمَلُونَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا

تھے۔ اور اس سبب سے کہ انھوں نے ظلم کیا اُن پر بات آپڑے گی۔ پھر وہ بول نہ

يَنْطِقُونَ ﴿۸۵﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَ

سکیں گے۔ کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں۔ اور

النَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۶﴾

دن کو دکھلانے والا بنادیا۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ

اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا لہ پس جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے

فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿۸۷﴾

دہل جائے گا۔ سوائے اس کے جسے اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ اور سب کے سب اسکے حضور میں ذلیل ہوکر آئیں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ

اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا (تو) اُنھیں جمے ہوئے گمان کرے گا، حالانکہ وہ بادلوں کی چال چل

السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ

رہے ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ یقیناً جو کچھ کہ تم کرتے ہو

بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۚ وَهُمْ

اُس سے وہ پورا خبردار ہے۔ جو ایک نیکی لایا ٢ہ پس اُس کے لئے اُس کا بہتر عوض ہے۔ اور وہ

مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ

اُس دن کے خوف سے امن والے ہوں گے۔ اور جو ایک برائی لایا، پس وہ اوندھے منہ

وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۰﴾

جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ کیا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسکے سوا تمھیں کوئی اور بدلہ دیا جائے گا؟

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا

ماسوا اسکے نہیں کہ میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں جس نے اُسے حرمت دی

لہ الصّور:-

تفسیر صافی ص۳۷۵ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا کہ صور کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ وہ نور کا سینگ ہے جسے اسرافیل منہ میں لئے ہوئے ہیں۔ وہ ایک طرف سے بہت فراخ ہے اور ایک طرف تنگ۔ اور اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کے اُوپر کا حصہ کشادہ ہے اور نیچے کا تنگ یا اس کے برعکس۔ اور ہر ایک کے لئے ایک ایک وجہ ہے۔ اس نرسنگھا میں اتنے ہی سوراخ ہیں جتنے کہ انسان۔ اور ہر سوراخ ایک ایک کی رُوح کے لئے ہے۔

٢ہ بالحسنۃ:-

تفسیر صافی ص۳۷۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السّلام سے بروایت امام محمد باقر علیہ السّلام منقول ہے کہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السّلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ الحسنۃ ہم اہل بیت کی ولایت کی معرفت اور ہماری محبت ہے۔ اور السیّئۃ ہم اہل بیت علیہ السّلام کی ولایت کا انکار اور ہم سے بغض وعداوت ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی قسم الحسنۃ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السّلام کی ولایت ہے اور خدا کی قسم السیّئۃ آپ کے دشمنوں کی پیروی کرنا۔

وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾

اور ہر چیز اسی کیلئے ہے، اور مَیں حکم کیا گیا ہُوں کہ مَیں فرمانبرداروں میں سے رہوں۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ

اور یہ کہ مَیں قرآن کی تلاوت کروں۔ پس جس نے ہدایت پائی تو ماسوا اسکے نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کیلئے

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۹۲﴾

ہی ہدایت پاتا ہے۔ اور جو بھٹک گیا تو ماسوا اس کے نہیں کہ مَیں ڈرانیوالوں میں سے ہوں۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ

اور کہہ دو ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیگا۔ پھر تم انھیں پہچان لوگے۔ اور تمہارا پروردگار

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

اس سے بے خبر نہیں ہے۔ جو کچھ کہ تم کرتے ہو

ع ۷ ۱۱ ۳

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّیَّةٌ

اٰیَاتُهَا ۸۸ — رُكُوْعَاتُهَا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَیْكَ

طٰسٓمّٓ یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔ تجھے ہم سچائی کے ساتھ موسیٰ اور

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

فرعون کے قصہ میں سے کچھ ان لوگوں کیلئے پڑھ کر سناتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا

یقیناً فرعون نے زمین میں بہت سر اُٹھایا تھا، اور اُس نے وہاں کے رہنے والوں کو گروہ گروہ بنا دیا تھا۔

یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ؕ

اُن میں سے ایک گروہ کو ضعیف جانتا، اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتا [1] اور اُن کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ

یقیناً وُہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اُن لوگوں پر احسان کریں جو

[1] یذبح ابناءھم:۔
تفسیر حقانی ص۳ پر ہے کہ یہ اُس کی انتہائی حماقت تھی۔ اسلئے کہ کاہن نے اُسے یہ کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت جاتی رہے گی۔ اور یہی اُس کی انتہائی حماقت تھی۔ اسلئے کہ اگر کاہن کے قول کی تصدیق کرتا تھا، تو قتل سے اس واقعہ کو روک نہیں سکتا تھا جو ہونے والا تھا۔ اور اگر اُس کی تکذیب کرتا تھا تو قتل کی کوئی وجہ نہ تھی۔

اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ

زمین میں کمزور سمجھے گئے سلہ اور انھیں امام بنائیں ، اور انھیں وارث

الْوَارِثِينَ ۞ ۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ

قرار دیں ، اور انھیں زمین میں قدرت دیں ۔ اور فرعون اور ہامان اور

وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۞ ۶ وَ

ان دونوں کے لشکروں کو ان میں وہ چیزیں دکھائیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے سلہ اور

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ

ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی سلہ کہ تو اس کو دودھ پلا ۔ پس جب تو اس کی نسبت ڈرے

فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ

تو اُسے دریا میں ڈال دے ۔ اور تو نہ ڈر اور نہ غم کر ۔ یقیناً ہم اُسے تیری طرف

إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۞ ۷ فَالْتَقَطَهُ آلُ

پھیر لانیوالے ہیں ، اور اُسے رسولوں میں مقرر کرنے والے ہیں ۔ پھر اُسے فرعون کی آل نے

فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ

اُٹھا لیا ، تاکہ وہ ان کیلئے دشمن اور غم ہو جائے ۔ یقیناً فرعون اور ہامان

وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ۞ ۸ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ

اور اُن دونوں کے لشکر خطا کرنے والے تھے ۔ اور فرعون کی عورت نے کہا (کہ یہ) میرے

قُرَّتُ عَيْنٍ لِي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ

لئے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے سلہ اُسے قتل نہ کرو ۔ توقع ہے کہ وہ ہمیں نفع دے ، یا

نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۞ ۹ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ

ہم اُسے بیٹا بنا لیں ، اور وہ شعور ہی نہیں رکھتے تھے (کہ اسکے ہاتھوں برباد ہونگے) شہ اور موسیٰ کی ماں کا دل

مُوسَىٰ فَارِغًا ۖ إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا

بے چین ہو گیا ۔ قریب تھا کہ وہ اُسے ظاہر ہی کر دیتی سلہ اگر ہم اُس کے دل کو مضبوط

عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۞ ۱۰ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ

نہ کر دیتے ، تاکہ وہ ایمان لانے والوں میں سے ہو ۔ اور اس نے اس (موسیٰ) کی بہن کو کہا سلہ

منزل ۵

سلہ استضعفوا :-

تفسیر صافی ص۳۷۶ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ؛ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ ، امام حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ کی تو رونے لگے پھر فرمایا ؛ تم ہی ہو جو میرے بعد کمزور کئے جاؤ گے ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا : یا ابن رسول اللہ ! اس کا کیا مطلب ہے ، آپ نے فرمایا : کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ؛ کہ تم میرے بعد امام ہو گے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؛ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض .... الخ ۔ پھر فرمایا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں قیامت تک جاری ہے ۔

اور المجالس میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا ؛ کہ یہ آیت ہمارے لئے یا ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے ۔

سلہ یحذرون :-

حَذَرٌ سے فعل مضارع ، جمع مذکر غائب ۔ اس کے معنی ہیں ۔ اس سے بوجہ خوف اجتناب کیا ۔

سلہ امّ موسیٰ :-

حضرت موسیٰ کی ماں ۔ ان کا نام کیا تھا ؛ اس کے تعین میں مختلف اقوال ہیں ۔ بعض میانہ بنت یصہر بن لاوی بتاتے ہیں ۔ سلیمان جمل ناقل ہیں ۔ ان کا نام یوحانذ تھا ۔ (بضم یاد کسر نون وبذال معجمہ) ۔ ثعلبی کا بیان ہے ، کہ حضرت موسیٰ کی والدہ لوخا بنت ہاند بن لاوی بن یعقوب ہیں ۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص۵)

سلہ قرت عین لی ولک :-

تفسیر صافی ص۳۷۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرعون نے کہا ؛ کہ یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو ، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہ ہو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ؛ کہ قسم اس ذات بابرکت کی جس کا حلف ہم اٹھایا کرتے ہیں ۔ کہ اگر فرعون بھی اس بات کا اقرار کر لیتا کہ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گا جیسا کہ اُس کی زوجہ نے اقرار کیا تھا ، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اسی طرح توفیقِ ہدایت دے دیتا ۔ جس طرح اس کی زوجہ کو ہدایت کی توفیق دی ۔ لیکن اس نے اپنی بدبختی کی وجہ سے انکار کیا ۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق لکھ دیا ہوا تھا ۔

سلہ لا یشعرون :- تفسیر صافی ص۳۷۶ پر ہے کہ فرعون اور اُس کی بیوی اس بات کا شعور نہیں رکھتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اُن کی سلطنت اُن کے قبضہ سے جاتی رہے گی ۔

سلہ لتبدی بہ :- تفسیر صافی ص۳۷۶ پر ہے کہ قریب تھا کہ وہ امر واقع ظاہر کر دیتی ، اور سارا قصہ بیان کر دیتی — تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ ایسی بے چین ہوئی کہ قریب تھا لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی خبر کر دے ، یا مر جائے ۔ پھر اُس نے اپنے آپ کو ضبط کیا ۔

سلہ لاختہ :- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام کلثوم تھا ۔ فرعون کی ایک بیٹی بھی تھی ۔ دیکھئے انجیل خروج باب ۲ آیت ۵ تا ۱۰ ، جہاں لکھا ہے کہ " فرعون کی بیٹی دریا پر غسل کرنے *

* آئی .... ۲۰ موسیٰ کے باپ کا نام بمطابق خروج باب ۶ آیت ۲۰ عمرام تھا ۔ اور بمطابق خروج باب ۶ آیت ۱۸ عمران تھا ۔

قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَن جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۱﴾

تو اس کے پیچھے پیچھے چلی جا، پس وہ اُسے دُور سے دیکھتی رہی، اور انھیں (اس کا) شعور ہی نہ تھا۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِن قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ

اور ہم نے پہلے ہی اس پر دودھ پلانے والیاں حرام کر دیں۔ پس اُس نے کہا کیا میں تمہاری رہنمائی ایک ایسے

عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿۱۲﴾

خاندان کی طرف کروں، جو تمہارے لئے اُس کی کفالت کریں، اور وہ اس کے بھی خیر خواہ ہوں۔

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ

پس ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کرے۔ اور وہ جان لے

أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۳﴾ وَلَمَّا

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ اور جب وہ

بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ

اپنی جوانی کو پہنچا [۵۱] اور سنبھل گیا، ہم نے اسے حکم اور علم عطا کیا۔ اور ہم نیکوکاروں

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ

کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور وہ (موسیٰ) شہر میں اُس کے رہنے والوں کی غفلت کے وقت

مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن

داخل ہوا۔ پس اُس نے اُس میں دو شخصوں کو لڑتے پایا۔ ایک اس کے شیعوں (پیروکاروں)

شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ

میں سے تھا [۵۲] اور ایک اسکے دشمنوں میں سے۔ پس اس شخص نے جو اس (موسیٰ) کے شیعوں میں سے تھا، اُس شخص

عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ

کے خلاف جو اُس (موسیٰ) کے دشمنوں میں سے تھا اُس (موسیٰ) سے فریاد کی، پس موسیٰ نے اُسے مکا مارا پس اس پر قضا جاری کر دی۔

هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ

(موسیٰ نے) کہا یہ (دشمنوں کا لڑنا) شیطان کا عمل تھا۔ یقیناً وہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔ (موسیٰ نے) کہا اے میرے پروردگار!

رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ

یقیناً میں نے اپنی جان کو بے محل مقام [۵۳] (دشمن کے شہر) میں پہنچایا، پس تو مجھے (دشمنوں سے) چھپا لے۔ سو اس (اللہ تعالیٰ) نے اسے چھپا لیا۔

۵۱ اشدّہ:-

محاورہ میں کہا جاتا ہے: بَلَغَ فُلَانٌ أَشُدَّهُ اور اس کے معنی ہوتے ہیں: قُوَّتَهُ وَهُوَ مَا بَيْنَ ثَمَانِي عَشْرَةَ إِلَى ثَلَاثِينَ۔ یعنی فلاں اپنی جوانی کو پہنچا۔ اور یہ زمانہ ۱۸ سے ۳۰ سال کی عمر کا ہوتا ہے (اقرب)۔

۵۲ شِيعَتِهِ:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ ان دو لڑنے والوں میں سے ایک وُہ تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی پیروی کی تھی۔ یعنی بنی اسرائیل اور دوسرا آپ کے دین کا مخالف تھا یعنی قبطی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک وہی کچھ کہتا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے۔ اور دوسرا فرعون کے قول کی ہمنوائی کرتا تھا۔

ع ۱۳

تفسیر مجمع البیان میں ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ تم لوگوں کو یہ نام مبارک ہو۔ پوچھا گیا کہ کون سا نام؟ آپ نے فرمایا: شیعہ۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی۔

لمترجم:- قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں اور اُن کے دین پر چلنے والوں کو شیعہ ہی کہا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرماتا ہے: وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ (پ۲۳، والصّٰفّٰت) ترجمہ: (اور یقیناً حضرت ابراہیمؑ بھی نوحؑ کے شیعوں میں سے تھے)۔ اور اس آیہ مجیدہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو شیعہ ہی کہا ہے۔ اور جو نبی کا شیعہ نہ تھا اُسے عدوّہ (اُس کا دشمن) کہا ہے۔

قرآن مجید میں بعض مقامات پر یہ لفظ "شیعاً" بھی آیا ہے۔ اگرچہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے۔ اور اس کے معنے پیروکار، مددگار، پیچھے چلنے والے، گروہ، پارٹی وغیرہ آتے ہیں۔ لیکن ایک ناقد و مبصر پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ قرآن مجید میں جہاں بھی انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں اور اُن کے دین پر چلنے والوں کا ذکر آیا ہے، وہاں ان کو "شیعہ" کہا گیا ہے۔ لیکن جہاں دشمنانِ خدا اور کفار وغیرہ کے پیروکاروں کا ذکر آیا ہے۔ وہاں انھیں "شیعاً" کہا گیا ہے۔

پس فرق ظاہر ہے دینِ خدا پر چلنے والے اور نبیوں کے پیروکار "شیعہ" ہیں۔ اور کافروں کے چیلے چانٹے "شیعاً" ہیں۔ زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

۵۳ ظلمت نفسی:- تفسیر صافی صفحہ ۳۷ پر ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کہ میں نے اس شہر میں داخل ہو کر اپنے آپ کو غیر محل میں رکھا۔ —— لمترجم:- لغت میں "ظلم" کے معنے وضع الشیء فی غیر موضعہ یا وضع الشیء فی غیر محلہ ہیں۔ یعنی کسی چیز کو بے محل رکھنا۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک دشمن کے شہر میں آنا اپنی جان کو بے محل مقام خوف و خطرہ میں رکھنا تھا۔ اس لئے اپنی اس آمد کو ظلم سے تعبیر فرمایا۔ نہ کہ اُن سے نعوذ باللہ کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد ہوا تھا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ اور وہ خدا کی نافرمانی نہ عمداً کرتے ہیں نہ سہواً۔ اور یہی معنی ہیں عصمت مطلقہ کے، جو انبیاء علیہم السلام کے لئے قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثابت ہے۔

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ

یقیناً وہ بہت چھپانیوالا نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ (موسیٰ نے) کہا اے میرے پروردگار اس واسطے کہ تو نے مجھ پر احسان کیا، پس میں

ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

کبھی مجرموں کا پشت پناہ نہ ہوں گا۔ پھر اُس نے اس شہر میں ڈرتے اور انتظار کرتے ہوئے صبح کی۔ تو

فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ

اچانک دیکھا کہ جس شخص نے کل گذشتہ اُس سے مدد مانگی تھی (آج بھی) اُس سے فریاد کر رہا ہے ۱؎ موسیٰ نے اسے کہا،

إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

یقیناً تو صریح گمراہ ہے۔ پس جب اُس (موسیٰ) نے ارادہ کیا کہ اُس شخص کو جو دونوں کا دشمن تھا

عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا

سختی سے پکڑے۔ وہ بولا اے موسیٰ! کیا تو ارادہ رکھتا ہے کہ مجھے بھی (اسی طرح) قتل کر دے

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّارًا

جیسا کہ تو نے کل گذشتہ ایک جان کو قتل کیا۔ تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ زمین میں سرکش ہو

فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٩﴾ وَ

جاؤ ۲؎۔ اور تم نہیں چاہتے کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ اور

جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ

شہر کے انتہائی حصہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا ۳؎ (اور) کہنے لگا اے موسیٰ! یقیناً

الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ

سردار تیرے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر ڈالیں۔ پس تو نکل جا۔ یقیناً میں تیرے خیرخواہوں

النَّاصِحِينَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي

میں سے ہوں۔ پس وہ (موسیٰ) اس شہر سے ڈرتا ہوا راہ دیکھتا ہوا نکلا، کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے

مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ

ظالموں کی قوم سے نجات دے۔ اور اس (موسیٰ) نے جب مدین کی طرف توجہ کی ۴؎ (تو) کہنے لگا

عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿٢٢﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ

تو قع ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستہ پر ڈال دے گا۔ اور جس وقت وہ مدین کے پانی پر پہنچا،

۱؎ یستصرخہ:-
اِسْتَصْرَخَ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اور استصرخہ کے معنی ہیں استغاثہ اسے مدد کیلئے بلایا (اقرب)۔

۲؎ جبّارًا:-
اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اس کے معنی لوگوں کی حاجات پوری کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ لیکن جب کسی غیر اللہ کے متعلق جبّارًا کا لفظ استعمال ہو، تو اس کے معنی سرکش اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کے ہوتے ہیں (اقرب)۔

۳؎ جاء رجلٌ:-
تفسیر قبانی ص۳۷۷ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہ شخص مومن آلِ فرعون تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ابن عم یعنی چچا زاد بھائی تھا۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ شخص فرعون کا خزانچی تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا۔ اور چھ سو برس تک ایمان چھپاتا رہا۔ اور یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ.....الخ
اور جب فرعون کو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے، تو اس نے حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنے کے لئے تلاش کرایا۔ اس وقت اسی مومن شخص نے ایک آدمی کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہلا بھیجا کہ فرعون کے سردار تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔

۴؎ مدین:-
تفسیر قبانی ص۳۷۷ پر ہے کہ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی تھی۔ اور کہا گیا ہے کہ اس بستی کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اور یہ فرعون کی حدودِ سلطنت سے باہر تھی۔

٢ ع ٨ ٥

وجد عليه امة من الناس يسقون ۵ ووجد من دونهم

تو اُس نے اس پر لوگوں میں سے ایک گروہ کو پانی پلاتے ہوئے پایا ، اور اُن سے پیچھے دو عورتوں کو (اپنی بھیڑ بکریاں)

امراتين تذودن ۚ قال ما خطبكما ۖ قالتا لا نسقي

روکے ہوئے پایا ؎١ کہنے لگا تمہارا کیا کام ہے ؎٢ وہ دونوں کہنے لگیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں

حتى يصدر الرعاء ۖ وابونا شيخ كبير ﴿٢٣﴾ فسقى لهما ثم

یہاں تک کہ چرواہے (اپنے مویشی) پھیر کر لے جائیں ، اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے ۔ پس اس (موسیٰ) نے ان کیلئے

تولى الى الظل فقال رب اني لما انزلت الي من خير

(اُنکی بھیڑ بکریوں کو) پانی پلا دیا ۔ پھر اُس نے سایہ کی طرف بیٹھ پھیر دی ، پس کہنے لگا اے میرے پروردگار جو کچھ تو نے میری طرف

فقير ﴿٢٤﴾ فجاءته احداهما تمشي على استحياء ۡ قالت

بھلائی میں سے نازل کیا میں اُس کا محتاج ہی ہوں ۔ پھر ان دونوں (لڑکیوں) میں سے ایک اُسکے پاس حیا سے چلتی ہوئی آئی (اور)

ان ابي يدعوك ليجزيك اجر ما سقيت لنا ۚ فلما جاءه

کہنے لگی تحقیق میرا باپ مجھے بلاتا ہے تاکہ تو نے جو ہمارے لئے (ہماری بھیڑ بکریوں کو) پانی پلایا وہ اُسکا بدلہ دے پس جب

وقص عليه القصص ۙ قال لا تخف ۖ نجوت من

وہ اُسکے پاس آیا اور اُسکے سامنے سب قصے بیان کئے ۔ اُس نے کہا تو مت خوف کر ۔ تو ظالموں کی قوم سے نجات

القوم الظلمين ﴿٢٥﴾ قالت احداهما يابت استاجره ۖ ان

پا گیا ۔ اُن دونوں میں سے ایک نے کہا اے میرے باپ اسے اُجرت پر رکھ لو ۔ یقیناً

خير من استاجرت القوي الامين ﴿٢٦﴾ قال اني اريد

جسے تو اُجرت پر رکھے اُن میں سے بہتر وہی ہوگا جو طاقتور (امانتدار ہو ؎٥ (شعیبؑ نے) کہا یقیناً میں یہ چاہتا ہوں

ان انكحك احدى ابنتي هتين على ان تاجرني ثمني

کہ اِن دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ اس شرط پر کر دوں ، کہ تو آٹھ سال میری مزدوری

حجج ۚ فان اتممت عشرا فمن عندك ۚ وما اريد ان

کرے ؎٦ پس اگر تو نے دس پورے کر دیئے ، تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے ۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ

اشق عليك ۚ ستجدني ان شاء الله من الصلحين ﴿٢٧﴾

پر کوئی مشقت ڈالوں ۔ ان شاء اللہ تم مجھے صالحین میں سے پاؤ گے ۔

؎١ تذودان :-
ذَادَ یَذُوْدُ (ذَوْدًا وَ ذِیَادًا) سے مضارع تثنیہ مؤنث کا صیغہ ہے ۔ ذَادَ کے معنی ہیں طَرَدَہٗ وَدَفَعَہٗ اسے دھتکارا اور ہٹایا ۔ (اقرب)

؎٢ خطبکما :-
اَلْخَطْبُ کے معنی ہیں ۔ اَلْاَمْرُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ یَکْثُرُ فِیْہِ التَّخَاطُبُ (مفردات راغب) ایسا اہم معاملہ جس میں کثرت سے باہم گفت و شنید کی جائے ۔

؎٣ یصدر :-
اَصْدَرَ سے فعل مضارع ہے ۔ اور اَصْدَرَ لَوٹانا کے معنی ہیں ۔ ذَھَبَ بِہٖ اُسے لے گیا ۔ (اقرب) ۔

؎٤ الرعاء :-
اَلرَّاعِیْ کی جمع ہے ۔ رَاعِیْ چرواہے کو کہتے ہیں ۔ نیز اس کے معنی ہیں : کُلُّ مَنْ وَلِیَ اَمْرَ قَوْمٍ ہر وہ شخص جو قوم کے کسی معاملہ کا ذمہ دار ہو ۔ (اقرب) ۔

؎٥ القوی الامین :-
تفسیر صافی ص۳۷۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ حضرت شعیب علیہ السّلام نے لڑکی سے پوچھا کہ اس کی طاقت تو تمہیں اس بات سے معلوم ہو گئی کہ اس نے اکیلے ہی ڈول کھینچ کر پانی پلا دیا ۔ مگر تمہیں اس کی امانتداری کا علم کس طرح ہوا ۔ اُس نے جواب دیا کہ اس نے مجھے کہا کہ تو میرے پیچھے پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی جا کیونکہ ہم اس قوم سے ہیں کہ غیر عورتوں کی پشت پر بھی نظر نہیں ڈالتے ۔ پس میں نے پہچان لیا کہ یہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہے جو غیر عورتوں کی پشت کی طرف دیکھتے ہیں ، پس یہی امانت ہے ۔

؎٦ علی ان تاجرنی :-
تفسیر صافی ص۳۷۸ پر بحوالہ کافی اور من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام نے فرمایا : کہ اس زمانہ میں اسلام میں نکاح اجارہ جائز نہیں ۔ وہ اس طرح کہ کوئی شخص کہے کہ میں اتنے سال تمہارا فلاں فلاں کام کرتا ہوں ۔ اس شرط پر کہ تو اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دے ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اسلئے حرام ہے کہ وہ کام کا کرنا بمنزلہ حق مہر کے ہے ۔ اور اپنے مہر کی حقدار وہ عورت خود ہے نہ کہ کوئی اور ۔

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا

اُس نے کہا کہ یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان (اقرار ہے) دونوں مدتوں میں سے جونسی بھی میں پوری کردوں پھر مجھ پہ

عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۲۸ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى

کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔ پس جب موسیٰ نے وہ مدت

الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ

پوری کردی، اور اپنے اہل کے ساتھ رات کو چلا تو طور کی طرف ایک آگ دیکھی۔ اس نے اپنے

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ

اہل سے کہا تم ٹھہر جاؤ۔ یقیناً میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں تمہارے پاس اس سے کچھ خبر

اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۲۹ فَلَمَّآ اَتٰىهَا

یا آگ کی ایک چنگاری لاؤں، تاکہ تم تاپو۔ پس جب وہ اُس کے پاس آیا

نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ

تو مبارک جگہ میں دائیں طرف کی وادی کے کنارہ ایک درخت سے آواز دی گئی۔

مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓي اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۳۰

کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہی جہانوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہوں

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى

اور یہ کہ تو اپنا عصا ڈال دے۔ پس جب اس نے اسے دیکھا وہ حرکت کرتا ہے گویا کہ وہ پھنپھناتا سانپ ہے پیٹھ

مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓي اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ

پھیر کر واپس لوٹا اور پیچھے نہ مڑا۔ (ہم نے کہا) اے موسیٰ آگے بڑھ، اور مت ڈر۔ یقیناً تم

مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ۳۱ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ

امن پانے والوں میں سے ہو۔ تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال، وہ بغیر کسی بیماری (برص) کے سفید

غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ

چمکتا ہوا نکل آئے گا۔ اور تو خوف سے (بچاؤ کیلئے) اپنا بازو اپنی طرف ملالے۔ پس تمہارے پروردگار

بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

کی طرف سے فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف یہ دو دلیلیں ہیں۔ یقیناً وہ نافرمان

ع ۷ / ۴ / ۶

۵۱ غیر سوءٍ:-
قرآن مجید میں لفظ سوءٍ جو مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کی تشریح سابقہ صفحہ پر زیرِ حاشیہ ۱۰ کردی گئی ہے۔
یہاں سوءٍ سے مراد برص کا مرض ہے جس میں برص والا عضو سفید ہو جاتا ہے، چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ معجزانہ طور پر سفید ہو جاتا تھا۔ اس لئے کہا گیا کہ یہ سفیدی بوجہ مرض برص نہیں بلکہ معجزانہ ہے۔
تفسیر حقانی صفحہ ۳۷۸ پر ہے کہ حضرت موسے علیہ السلام کے ہاتھ کا سفید ہو جانا برص کی وجہ سے نہ تھا۔ اور بات یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رنگ بہت زیادہ گندمی تھا۔ پس جب آپ نے اپنا ہاتھ جیب سے نکالا تو تمام دُنیا اُن کے لئے روشن ہو گئی ؂

۵۲ الرّھب:-
ڈر۔ رَھِبَ یَرْھَبُ کا مصدر ہے۔ جسکے معنی ڈرنے کے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ حمیری زبان میں رھب آستین کو کہتے ہیں۔ اصمعی کا بیان ہے کہ میں نے ایک اعرابی کو کہتے ہوئے سنا اعطنی ما فی رھبك (جو تیری آستین میں ہے مجھے دے دے) اس صورت میں "واضمم الیك جناحك من الرھب" کے معنی ہوں گے۔ اپنے ہاتھ کو آستین سے نکال کر اپنی طرف ملا لو۔ (معالم التنزیل جلد ۵ صفحہ ۱۱)
اسی طرح مقاتل کہتے ہیں کہ میں لفظ "رھب" کی تفسیر کی تلاش میں نکلا تو مجھ سے ایک اعرابیہ کی ملاقات ہوئی۔ میں کھانا کھا رہا تھا۔ اُس نے کہا اے اللہ کے بندے مجھ پر صدقہ کر۔ میں نے دونوں لپ بھر کر اُسے دینا چاہا تو کہنے لگی ھٰھنا فی رھبی (یہاں ڈال میری آستین میں) لیکن پہلے معنی زیادہ فصیح ہیں ؂
(مفردات راغب بحوالہ لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۱۱۹)

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ
لوگ تھے۔ اس (موسیٰ) نے کہا اے میرے پروردگار! یقیناً میں نے اُن میں سے ایک شخص کو قتل کیا، پس میں ڈرتا ہوں

اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿٣٣﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ
کہ وُہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اور میرا بھائی ہارون وُہ میری نسبت زبان میں زیادہ فصیح ہے۔ پس اسے میرے

مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿٣٤﴾
ساتھ مددگار بنا کر بھیج لے (کہ) وُہ میری تصدیق کرے۔ یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وُہ مجھے جھٹلائیں گے۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا
(خدا نے) فرمایا عنقریب ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کریں گے، اور تم دونوں کیلئے ایک حجت قرار دینگے

فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا
پس تم دونوں تک نہیں پہنچ سکیں گے، میری نشانیوں کے ساتھ تم دونوں اور جس نے تم دونوں کی پیروی کی

الْغٰلِبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا
غالب ہو گے۔ پس جب اُن کے پاس موسیٰ ہماری واضح نشانیوں کے ساتھ آیا۔ وُہ بولے نہیں

مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا
ہے یہ مگر گھڑا ہُوا جادو۔ اور ہم نے اپنے پہلے باپ دادوں میں اسے سُنا

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى
ہی نہیں۔ اور موسیٰ نے کہا میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ اُس کی طرف سے کون

مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
ہدایت کے ساتھ آیا۔ اور (آخرت کے) گھر کا (اچھا) انجام کس کیلئے ہو گا۔ یقیناً ظالم فلاح

الظّٰلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ
نہیں پائیں گے۔ اور فرعون نے کہا، اے سردارو! میں نے اپنے سوا

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ
تمہارے لئے اور کسی کو معبود نہیں جانا۔ پس اے ہامان! تو میرے لئے مٹی کے اوپر آگ جلا۔ پھر میرے

لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ
واسطے ایک محل بنا ۲؎ تاکہ میں (اس پر) چڑھ کر موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں۔ اور یقیناً میں اس (موسےٰ) کو

۱؎ رِدْاً :-

اَلرِّدْءُ کے معنی ہیں۔ اَلْعَوْنُ مدد کرنا۔ اَلنَّاصِرُ مددگار (اقرب) رِدْءٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں، صفت مشبّہ کا صیغہ۔ اَرْدَاءٌ جمع۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳، صفحہ ۶۹) ؎

۲؎ صَرْحًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۴۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ہامان نے فرعون کے لئے ہوا میں ایک بلند مکان بنوایا، جس پر بوجہ ہمیشہ چلنے والی آندھی کے انسانوں کے لئے کھڑا ہونا مشکل تھا۔ پھر وُہ فرعون سے کہنے لگا کہ اس سے زیادہ اُونچا بنانے کی ہم میں قدرت نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسی آندھی بھیجی جس نے اُسے گرا دیا۔ اس پر فرعون اور ہامان نے ایک تابوت تیار کیا۔ پھر عقاب کے چار بچے پالے جب وُہ بڑے ہو کر قوت پا گئے تو انھیں بھوکا رکھ کر کمزور کیا گیا۔ پھر تابوت کے چاروں کونوں پر چار ستون مضبوطی سے باندھے اور ہر ایک کے سرے پر گوشت کے ٹکڑے رکھے۔ اور تابوت کے چاروں پایوں کے ساتھ عقابوں کی ٹانگیں باندھ دیں۔ پس گوشت کو دیکھ کر انھوں نے بازو پھڑ پھڑائے۔ اور فرعون و ہامان کو لے کر اوپر ہوا میں بلند ہو گئے اور سارا دن اُڑتے رہے۔ پھر فرعون نے ہامان سے پوچھا کہ دیکھ ہم آسمان تک پہنچے یا نہیں! ہامان نے نظر ڈال کر کہا کہ مجھے تو آسمان اتنی ہی دُور نظر آتا ہے، جتنی دُور کہ زمین سے۔ فرعون نے کہا کہ زمین کی طرف دیکھ۔ اُس نے کہا کہ مجھے زمین نظر نہیں آتی۔ صرف سمندر اور پانی دکھائی دیتا ہے۔ عقاب بلند ہی ہوتے گئے۔ تا اینکہ سورج غروب ہو گیا۔ اور سمندر اور پانی اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ فرعون نے پھر کہا کہ اے ہامان! آسمان کی طرف دیکھ۔ پس اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجھے تو اتنی ہی دُور نظر آتا ہے جتنا کہ زمین سے۔ پھر جب رات چھا گئی تو ہامان نے آسمان کی طرف دیکھا تو فرعون نے کہا کیا ہم پہنچ گئے؟ اُس نے کہا کہ مجھے ستارے نظر آتے ہیں جس طرح کہ زمین سے نظر آتے تھے۔ اور زمین تو نظر نہیں آتی البتہ اندھیرا نظر آتا ہے۔ آخر وُہ تابوت دائمی اندھیری سے ٹکرایا۔ پھر جھٹکے کھا کھا کر زمین کی طرف آ رہا۔ اور اسی وقت فرعون کی سرکشی اور بڑھ گئی ؎

معانقۃ

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ
جھوٹوں میں سے گمان کرتا ہوں ۔ اور اُس نے اور اُس کے لشکر نے زمین میں ناحق تکبر
الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَ
کیا ۔ اور اُنھوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ ہماری طرف نہ لوٹائے جائیں گے ۔ پس ہم نے اُسے اور
جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
اُس کے لشکر کو پکڑا ۔ پھر ہم نے اُنھیں دریا میں ڈال دیا ۔ پس تو دیکھ کہ ظالموں کا انجام کیسا
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ
ہوا ۔ اور ہم نے اُن کو ایسے امام قرار دیا ؎ جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں ۔ اور قیامت کے
الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ
کے دن وہ کوئی مدد نہیں دیئے جائیں گے اور ہم نے اسی دنیا میں اُن کے پیچھے لعنت لگادی
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
اور قیامت کے دن وہ بُرے حال والوں میں سے ہوں گے ۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو
مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى
بعد اس کے کہ ہم پہلے زمانوں کے لوگوں کو ہلاک کر چکے ، ایسی کتاب دی
بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾
جو لوگوں کے لئے بصیرت تھی ، اور ہدایت اور رحمت ۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ۔
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ
اور (اے رسول) تو (طور کی) مغربی جانب نہ تھا ، جبکہ ہم نے موسیٰ کی طرف امر (رسالت) کا فیصلہ کیا تھا
وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا
اور نہ تو حاضر گواہوں میں سے تھا ۔ ولیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی گروہ پیدا کئے
فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِیْۤ اَهْلِ
پھر اُن پر لمبی عمریں گذر گئیں ۔ اور تو مدین والوں میں اقامت گزین نہ
مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
تھا کہ تو اُن پر ہماری آیتیں پڑھتا ۔ ولیکن رسول بناکر بھیجنے والے تو ہم ہی ہیں ۔ اور

؎ جعلنٰهم ائمّة :-
تفسیر صافی ص۳۷۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دو اماموں کا ذکر ہے ۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے وجعلنا هم ائمة يهدون بامرنا ۔ (پ۱۷ الانبیاء ع ۵) ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے اُن کو ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں ۔ آدمیوں کے حکم مطابق نہیں اور وُہ خدا کے حکم کو لوگوں کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اور خدا کے فیصلہ کو اُنکے فیصلہ سے بھی مقدم سمجھتے ہیں ۔ اور فرمایا : وجعلنٰهم ائمة يدعون الى النار ۔ (آیت اور ترجمہ متن میں دیکھیں) ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کے حکم کو خدا کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں ۔ اور آدمیوں کے فیصلہ کو خدا کے فیصلہ پر ترجیح دیتے ہیں ۔ اور جو کچھ خدا کی کتاب میں ہے اُسکے خلاف اپنی خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرتے ہیں ۔

ع ۱۴

لمترجم :- دوزخ کی طرف لے جانے والے اماموں کی پہچان اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت میں فرمادی ۔ چنانچہ فرمایا : واتبعنٰهم فی هٰذه الدنیا لعنة یعنی اور ہم نے اسی دُنیا میں دوزخ میں لے جانے والے اماموں کے پیچھے لعنت لگا دی ہے ۔ پس ضروری ہے کہ ایسے امام بھی موجود ہوں اور لوگ اُن پر لعنت بھی کرتے ہوں ۔ مسلمانوں کے لئے ایسے اماموں کی تابعداری اور پیروی سے بچنا لازم ہے ۔

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ
تو طور کے کنارہ پر نہ تھا ، جبکہ ہم نے آواز دی۔ ولیکن یہ تیرے پروردگار کی طرف سے
رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
رحمت ہے۔ تاکہ تم اُن لوگوں کو ڈراؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا
تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ اُن کو مصیبت پہنچے بسبب اس چیز کے
قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا
کہ اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجی ، پس وہ کہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا
فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ
کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے ، اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جاتے۔ پھر جب ہمارے پاس سے اُن کے
الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
پاس حق آیا ، تو وہ بولے کہ کیوں نہ اس کو ویسا ہی دیا گیا جیسا کہ موسےٰ کو دیا گیا تھا۔
اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ قَالُوْا سِحْرٰنِ
کیا اُنھوں نے اُس کا جو موسیٰ کو دیا گیا تھا پہلے سے انکار نہیں کیا تھا۔ اُنھوں نے کہہ دیا کہ یہ دونوں جادوگر سلہ
تَظٰهَرَا ۠ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ
اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں سلہ اور انھوں نے کہا کہ یقیناً ہم ہر ایک کے منکر ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ
اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لاؤ جو دونوں (توریت اور قرآن) سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو کہ میں اُس کی
صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ
پیروی کر لوں گا۔ پھر اگر وہ تمھاری (بات) نہ مانیں تو جان لو ماسوا اس کے نہیں کہ وہ اپنی خواہشوں کی
اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى
پیروی کرتے ہیں۔ اور اُس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا سلہ جس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشوں کی
مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ ع وَلَقَدْ
پیروی کی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کی رہبری نہیں کرتا۔ اور یقیناً

٥ ع ٨

سلہ سحرٰن :-
تفسیر صافی صفحہ ٣٨٠ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق ان دو جادوگروں سے ان کی مراد (معاذ اللہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ ان دو جادوگروں سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام ہیں۔ اور مروجہ قرات سحرٰن کی بنا پر کہ بطور مبالغہ مصدر استعمال کیا گیا ہے۔ ان کفار کی مراد توریت اور قرآن مجید تھی ÷

سلہ تظاھرا :-
تفسیر صافی صفحہ ٣٨٠ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں یعنی توریت اور قرآن مجید میں بوجہ توافق مضامین تعاون ہے۔ یا بوجہ ان معجزات کے اظہار کے۔

سلہ من اضل :-
تفسیر صافی صفحہ ٣٨٠ پر ہے کہ یہ استفہام نفی کے معنوں میں ہے یعنی استفہام انکاری۔
اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو آئمہ ہدیٰ علیہم السلام میں سے اپنے زمانہ کے امام کی پیروی کئے بغیر اپنی رائے کو دین قرار دیدے ÷

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
ہم نے اُن کے واسطے ایک قول کو دوسرے سے ملا رکھا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ وہ لوگ جن کو ہم نے اس سے
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
پہلے کتاب دی، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب ان پر (کلام خدا) پڑھا جاتا ہے
قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ
وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، یقیناً یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ یقیناً ہم اس کے پہلے ہی سے
مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا
ماننے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں بوجہ اس کے کہ اُنھوں نے صبر کیا دُگنا بدلہ دیا جائے گا ۱
وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾
اور (یہی) بدی کو نیکی سے دفع کرتے رہتے ہیں ۲ اور جو کچھ ہم نے اُنھیں دیا اسمیں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔
وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا
اور جب اُنھوں نے کوئی بیہودہ بات سُنی ۳ تو اس سے منہ پھیر لیا۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں
وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾
اور تمھارے اعمال تمھارے لئے۔ سلام ہو تم پر، ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔
اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
یقیناً تو جس کو چاہے ہدایت نہیں کر سکتا، ولیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے۔
وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى
اور وہ ہدایت یافتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اُنھوں نے کہا اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت کی پیروی
مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا
کریں، تو ہم اپنی زمین سے اچک لئے جائیں۔ کیا ہم نے ان کو امن والے حرم میں تمکین نہیں
اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ
دی کہ اس کی طرف ہمارے ہاں سے ہر چیز کے پھل بطور رزق کھنچے آتے ہیں۔ اور
لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ
لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ اور ہم نے کتنی ہی بستیاں ہلاک کردیں۔

۱ بما صبروا:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۰ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بما صبروا کا مطلب یہ ہے کہ اُنھوں نے تقیہ کرکے وقت گزارا۔

۲ یدرءون:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ صبر کرنے والے ائمہ ہدیٰ ہیں۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ ہم صابر ہیں، اور ہمارے شیعہ ہم سے بھی زیادہ صبر کرنے والے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس بات پر صبر کرتے ہیں۔ جس کے انجام کو ہم جانتے ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے شیعہ اس بات پر صبر کرتے ہیں جس کے انجام کو وہ بالکل نہیں جانتے ہوتے۔
نیز آپ نے فرمایا: کہ ہمارے شیعہ ایسے ہیں کہ جو شخص اُن کے ساتھ بدی کرے۔ اس کا دفعیہ اس کے ساتھ نیکیاں کرکے کرتے ہیں۔

۳ اللغو:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ لغو سے مراد جھوٹ، بیہودگی اور راگ رنگ ہے۔ اور اُن سے منہ پھیرنے والے آئمہ علیہم السلام ہیں۔

بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ
کہ اپنی معیشت پر اترانی تھیں لہ پس یہ اُن کے مکانات اُن کے بعد آباد ہی نہیں کئے گئے ۔

بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِينَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ
مگر تھوڑے ۔ اور ہم ہی وارث ہُوئے ۔ اور تمھارا پروردگار

مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِىٓ أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
بستیوں کو ہلاک کرنیوالا نہیں ہُوا ، یہانتک کہ اُن کی بڑی بستی میں کوئی رسول بھیجا سے جو اُن پر ہماری آیتیں

اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى الْقُرٰىٓ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظٰلِمُونَ ﴿٥٩﴾ وَ
پڑھتا رہا ۔ اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہوئے مگر اس حال میں کہ اسکے رہنے والے ظالم ہوئے ۔ اور

مَآ أُوتِيتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَمَتٰعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا
کسی چیز سے جو کچھ تم دیئے گئے ہو ، پس وُہ دُنیا کی زندگانی کا سامان اور اُس کی زینت ہے ۔ اور جو کچھ

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقٰىٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ
اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وُہ بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنیوالا ہے ۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں ۔ پس کیا وُہ شخص جسے ہم نے اچھا

وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتٰعَ الْحَيٰوةِ
وعدہ دیا ، پھر وُہ اُسے ملنے والا بھی ہو اُس کی مانند ہو سکتا ہے جسے ہم نے دُنیا کی زندگانی کا فائدہ

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ
دیا ہو ۔ پھر وُہ قیامت کے دن (عذاب کیلئے) حاضر کئے گئے ہوؤں میں سے ہو ۔ اور جسدن وُہ (اللہ تعالیٰ) اُنھیں

فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ
پکاریگا ۔ تو فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے ۔ جن لوگوں کے

الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ
خلاف (عذاب) کا قول ثابت ہو چکا ہوگا وُہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ وُہ لوگ ہیں جنھیں ہم نے گمراہ کیا ۔

أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا
ہم نے اُنھیں اسی طرح گمراہ کیا جسطرح ہم خود گمراہ ہُوئے ۔ ہم نے تیرے حضور بیزاری کا اظہار کیا ۔ یہ ہماری عبادت

يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا
نہیں کیا کرتے تھے ۔ اور (ان سے) کہا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو ۔ پس وُہ اُنھیں پکاریں گے تو وُہ اُن کو کوئی

ع ١٠ ٦ ٩

لہ بطرت :-
بَطِرَ (يَبْطَرُ بَطَرًا) کے معنی - أَخَذَتْهُ دَهْشَةٌ وَحَيْرَةٌ هُجُومِ النِّعْمَةِ عَنِ الْقِيَامِ بِحَقِّهَا نعمت کی فراوانی پر اس کے حقوق کی ادائیگی میں لاپرواہی اور بے پرواہی برتنے لگا - أَوْطَغٰى بِالنِّعْمَةِ أَوْ عِنْدَهَا نیز اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ نعمت کے سبب یا نعمت کی موجودگی میں آپے سے باہر ہوگیا - نیز بَطِرَ الشَّيْءَ کے معنی ہیں - كَرِهَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسْتَحِقَّ الْكَرَاهَةَ یعنی ایسی چیز کو ناپسند کیا جو ناپسندیدگی کے لائق نہ تھی ۔ کہتے ہیں بَطِرَ الْحَقَّ اور معنی یہ ہوتے ہیں کہ تَكَبَّرَ عَنْهُ فَلَمْ يَقْبَلْهُ حق سے تکبر کیا اور اُسے قبول نہ کیا - وَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ لَمْ يَرَهُ حَقًّا فَتَكَبَّرَ عَنْ قَبُولِهِ اور بعض نے یہ مفہوم لیا ہے کہ اس نے اس چیز کو حق نہ سمجھا جس کی بناء پر اُس کے قبول کرنے میں تکبر کیا - اور بَطِرَ فُلَانٌ النِّعْمَةَ کے معنی ہیں اِسْتَخَفَّهَا فَكَفَرَهَا نعمت کو خفیف سمجھا - اور اس بناء پر اس کی ناقدری کی - اور أَبْطَرَهُ الْمَالُ کے معنی ہیں - جَعَلَهُ بَطِرًا مال نے اُس کو متکبر بنا دیا - (اقرب) ﴿

ے امّہا :-
اس کے لفظی معنی ہیں "اس کی ماں ، اُن کی بڑی بستی ۔ ھا کی ضمیر قریٰ کی طرف راجع ہے - اسی اعتبار سے اسکے معنی ہُوئے "بستیوں کی ماں" یعنی بڑی بستی - اُمّ مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۲۵۶) ﴿

لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ
جواب نہ دیں گے، اور وُہ عذاب کو دیکھیں گے (تو خواہش کریں گے کہ) کاش وُہ ہدایت یافتہ ہوتے - اور

يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ
جس دن وُہ (اللہ تعالیٰ) اُنھیں آواز دے گا۔ پھر کہیگا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا ؎۱ پس اُس دن

عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا
کی خبریں اُن سے پوشیدہ ہو جائیں گی ؎۲ پھر وُہ ایک دُوسرے سے نہیں پوچھ سکیں گے۔ پس جس شخص نے

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ
توبہ کی، اور ایمان لایا، اور نیک عمل کئے تو اُمید ہے کہ وُہ فلاح پانے والوں میں سے

الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ
ہو جائے گا۔ اور تیرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور انتخاب کرتا ہے۔ ان (بندوں) کو انتخاب

الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ
کا کوئی اختیار نہیں ؎۳ اللہ تعالیٰ پاک اور برتر ہے اس چیز سے کہ وُہ شریک ٹھیراتے ہیں۔ اور تمھارا پروردگار جانتا ہے

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
جو کچھ اُنکے سینے چھپاتے ہیں اور جو کچھ وُہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود

هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ
نہیں۔ اوّل اور آخر ہر قسم کی حمد اسی کیلئے ہے ؎۴ اور اسی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف تم

تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ
لوٹائے جاؤ گے۔ (اے رسول) کہہ تو کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ رات ہی

سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ
رکھتا ؎۵، تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمھارے پاس روشنی

بِضِيَآءٍ ۗ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ
لے آئے۔ پھر کیا تم سنتے نہیں ہو۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے

عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ
دن تک ہمیشہ دن ہی رکھتا، تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود

؎۱ اجبتم المرسلین :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ عامہ نے روایت کی ہے کہ یہ ندا قیامت کو ہوگی اور خواص کی روایت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ ہے کہ بندہ جب قبر میں داخل ہوگا اور اُس سے خوفزدہ ہوگا تو اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اُس سے کہا جائے گا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمھارا پشت پناہ تھا۔ پس اگر یہ مومن تھا تو کہے گا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سچائی لائے۔ پس اسے کہا جائے گا کہ اب چین سے سو رہو۔ اور شیطان وہاں سے رفوچکر ہو جائے گا، اور اُس کی قبر میں سات گز تک فراخی کر دی جائے گی۔ اور وُہ جنت میں اپنا مکان دیکھ لے گا۔ اور اگر یہ بندہ کافر تھا تو کہے گا کہ مَیں نہیں جانتا۔ پھر اُسے ایک ضرب ایسی لگائی جائے گی کہ سوائے انسان کے سب مخلوق سُن لے گی، اور شیطان اُس پر مسلط ہو جائے گا۔ اُس کی آنکھیں تانبے کی مثل کوندتی بجلی کے ہوں گی۔ وُہ اس سے کہے گا کہ مَیں تمھارا بھائی ہوں۔ اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط ہو جائیں گے۔ اور اُس کی قبر میں اندھیرا ہو جائے گا۔ اور قبر اس کو اس طرح بھینچے گی کہ اُسکی پسلیاں جُدا ہو جائیں گی۔ پھر امام علیہ السّلام نے اپنی انگلیوں سے بتایا اور اُن کو ایک دوسرے میں ملا دیا ۞

؎۲ فعمیت :-
عَمِیَ سے مؤنث کا صیغہ ہے۔ اور عَمِیَ کے معنی ہیں: ذَهَبَ بَصَرُهٗ كُلُّهٗ مِنْ عَيْنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا اُس کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اور عَمِیَ فُلَانٌ کے معنی ہیں۔ ذَهَبَ بَصَرُ قَلْبِهٖ وَجَهِلَ اُس کے دل کی بصیرت جاتی رہی اور وُہ جاہل رہ گیا۔ عَمِیَ عَلَيْهِ الْاَمْرُ کے معنی ہیں۔ اِلْتَبَسَ وَاشْتَبَهَ یعنی ساری چیزیں اس پر مشتبہ ہو گئیں۔ عَمِيَتْ الْاَنْبَآءُ عَنْ فُلَانٍ کہیں تو معنی ہوں گے۔ خَفِيَتْ فلاں شخص سے خبریں مخفی رہ گئیں۔ (اقرب) ۞

؎۳ لھم الخیرۃ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی امام مقرر کرتا ہے لوگوں کا اختیار نہیں ہے کہ وُہ امام مقرر کریں۔ لفظ خِیَرَۃٌ خَارَ کا مصدر ہے۔ اور خَارَ الرَّجُلَ عَلٰی غَیْرِہٖ کے معنی ہیں۔ فَضَّلَهٗ اس نے اس کو غیر پر فضیلت دی۔ جب خار الشئی کہیں تو معنی ہوں گے۔ انتقاه اس کو چن لیا ۞ (اقرب) ۞ ؎۴ لہ الحمد :- تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ پر ہے کہ جس طرح مومنین دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں، اسی طرح آخرت میں بھی کریں گے۔ چنانچہ اُن کا قول ہوگا: الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن (سب حمد اسی کیلئے ہے جس نے ہم سے رنج کو دُور کر دیا)۔ الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض (سب حمد اسی کیلئے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا) ۞ ؎۵ سرمدًا :- اَلسَّرْمَدُ کے معنی ہیں: اَلدَّائِمُ دائمی۔ الطویل من اللیالی یقال لیلٌ سرمدٌ طویل یعنی لمبی رات۔ اَلسَّرْمَدِیُّ مَا لَا اوّل لَهٗ وَلَا آخر سرمدی اس کو کہتے ہیں جس کی ابتداء اور انتہاء نہ ہو ۞ (اقرب) ۞

اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ
ہے، جو تمہارے پاس رات لے آتا جس میں تم آرام کرتے، پھر کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اور
مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ
اُس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے، تاکہ تم اس (رات) میں آرام کرو،
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ
اور تاکہ تم (دن میں) اس کے فضل میں سے چاہو، اور تاکہ تم شکرگذاری کرو۔ اور جس دن
يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾
وہ (اللہ تعالیٰ) اُن کو آواز دے گا پس کہیگا کہ کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعوے کیا کرتے تھے۔
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
اور ہم ہر ایک اُمّت میں سے ایک ایک گواہ نکالیں گے [لے] پھر ہم (اُن سے) کہیں گے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو [لے۲]
فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ ع
پس وہ جان لیں گے کہ یقیناً حق اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور جو جھوٹ موٹ وہ گھڑا کرتے تھے وہ سب ان سے جاتا رہا
اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ
یقیناً قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا [لے۳] پھر اس نے اُن (بنی اسرائیل) پر زیادتی کی۔ اور ہم نے اُسے
مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ
خزانوں میں سے اس قدر دیا کہ یقیناً اُس کی کنجیاں ایک قوت والی جماعت پر بھی بھاری ہوتی تھیں۔
اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾
(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اُس کی قوم نے اُسے کہا کہ تو مت اترا، یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔
وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ
اور جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس میں سے آخرت کے گھر کو تلاش کر، اور دُنیا میں سے اپنا حصّہ نہ
مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ
بھول۔ اور احسان کر جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا، اور زمین میں
الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ
فساد کی خواہش نہ کر۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ وہ بولا

ع ۱۵ ۱۰

لے شہیدًا:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس اُمّت کے ہر فرقہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

قول صاحب تفسیر صافی:- ان کا امام ان کے اعمال اور اعتقادات کی گواہی بھی دے گا۔

لے۲ برھانکم:-

بُرھان کے لفظی معنی ہیں دلیل۔ بیان حجت بروزن فُعلانٌ جیسے رُجحانٌ اور ثُنیانٌ وغیرہ ہیں۔ بعض کے خیال میں بَرَہَ، یَبْرَہُ کا مصدر ہے جس کے معنی سفید اور درخشاں ہونے کے ہیں۔

برھان اس دلیل کو کہتے ہیں جو تمام دلائل میں زوردار ہو۔ اور ہمیشہ اور ہر حال میں صدق کی مقتضی ہو۔ واضح رہے کہ دلیل کی پانچ قسمیں ہیں:-

۱۔ وہ جو ہمیشہ صدق کی مقتضی ہو۔
۲۔ وہ جو ہمیشہ کذب کی مقتضی ہو۔
۳۔ وہ جو صدق سے زیادہ قریب ہو۔
۴۔ وہ جو کذب سے زیادہ قریب ہو۔
۵۔ وہ جس کا اقتضاء صدق و کذب دونوں کے لئے برابر ہو۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۳)

لے۳ قارون:-

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا، اور اس کا چچا یصہر بن قاہث بن لاوی تھا۔ اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خالہ زاد بھائی تھا۔

قول صاحب تفسیر صافی:-

دونوں باتوں میں اختلاف نہیں۔

لمترجم:- اختلاف اسلئے نہیں کہ دو شخص آپس میں خالہ زاد بھی ہو سکتے ہیں۔ اور وہی چچا زاد بھی ہو سکتے ہیں۔

جبکہ دو بھائی ایسی عورتوں سے شادی کریں جو آپس میں بہنیں ہوں۔ پس وہ عورتیں اپنی اولاد کی خالائیں بھی ہوں گی۔ اور اُن کے خاوند بوجہ بھائی بھائی ہونے کے اپنی اولاد کے چچا تایا بھی ہوں گے۔

إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ

ماسوا اس کے نہیں کہ ملی ہے (مال) بسبب علم دیا گیا ہوں کہ میرے پاس ہے ۔ کیا وُہ نہیں جانتا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے

أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً

اس سے پہلے کئی زمانوں (کے آدمیوں) کو ہلاک کیا ہے ، جو اس سے قوت میں سخت اور

وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾

جمعیت میں زیادہ تھے ۔ اور مجرم (بعد ثبوت جرم) اپنے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھے جاتے ۔

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

پس وُہ اپنی آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا ۔ ان لوگوں نے جو دُنیا کی زندگانی چاہتے

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ

تھے کہا اے کاش ! کہ جیسا قارون کو دیا گیا ویسا ہی ہمارے لئے بھی ہوتا ۔ یقیناً

لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

وُہ بہت بڑے نصیبے والا ہے ۔ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا ؎۱ انھوں نے کہا وائے ہے تمھیں

ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا

اللہ تعالیٰ کا ثواب اُس شخص کیلئے بہتر ہے ۔ جو ایمان لایا اور اُس نے عمل نیک کئے ۔ اور وُہ سوائے صبر کرنے

إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا

والوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا ۔ پس ہم نے زمین کو مع اُسکے اور اُسکے گھر کے دھنسا دیا ؎۲ پھر اس کیلئے

كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ

کوئی گروہ ایسا نہ ہُوا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اُس کی مدد کرتا ۔ اور نہ وُہ (خود)

مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ

بدلہ لینے والوں میں سے ہُوا ۔ اور صبح کی ان لوگوں نے جو کل گذشتہ تک اسکے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے

بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ

کہنے لگے حق ہے یہ بات ؎۳ کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جن کے رزق کو چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ

وسیع کرتا ہے ۔ اور (جس کا چاہے) تنگ (رکھتا) کر دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو البتہ ہمکو

؎۱ اُوتوا العلم :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے بہت ہی خاص لوگوں کا ہے ۔

؎۲ فخسفنا بہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص چلنے میں تکبر کرے ۔ نیز ارشاد فرمایا : کہ جو شخص لباس پہن کر اس میں تکبر کریگا اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کے کنارے کھڑا کرکے اسے معہ اس کے لباس کے اس میں دھنسا دے گا ۔ اور اُسے قارون کا ساتھی قرار دے گا ۔ کیونکہ قارون ہی پہلا شخص ہے جس نے اس قسم کا تکبر کیا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے معہ اس کے مکان کے دھنسا دیا ۔

؎۳ ویکان :-

وَیْ کلمہ تعجب ہے ۔ جیسے وَیْلَکَ (تجھ پر تعجب ہے) وَیْ لِزَیْدٍ (زید پر تعجب ہے) حقاً (حق ہے اور درست ہے) کے معنی میں بھی آتا ہے ۔ اور اس وقت کَاَنَّ یا کَاَنْ پر داخل ہوتا ہے ۔ جیسے ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء (ترجمہ متن میں ملاحظہ ہو) ۔

(لغات بیان اللسان صفحہ ۸۴)

کبھی اس لفظ سے ہلاکت مراد لی جاتی ہے جیسے کہتے ہیں ۔ وَیْلَکَ اِسْتَمِعْ قَوْلِیْ ۔ تو ہلاک ہو میری بات سن ۔ کبھی کبھی وَیْ کے ساتھ کَاَنَّ یا کَاَنْ بھی داخل کر دیتے ہیں ۔ (اقرب) ۔

بِنَا ؕ وَیۡکَاَنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾ تِلۡکَ الدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ

بھی دھنسا دیتا۔ اور حق یہ ہے کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں

نَجۡعَلُہَا لِلَّذِیۡنَ لَا یُرِیۡدُوۡنَ عُلُوًّا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا

کیلئے مقرر کر دیتے ہیں، جو زمین میں نہ تو بلند ہونا چاہتے ہیں، اور نہ

فَسَادًا ؕ وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۸۳﴾ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ

فساد۔ اور (اچھا) انجام پرہیزگاروں ہی کیلئے ہے۔ جو شخص نیکی لائے گا پس اس کے لئے اس

خَیۡرٌ مِّنۡہَا ۚ وَ مَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجۡزَی الَّذِیۡنَ

سے بہتر (بدلہ) ہوگا۔ اور جو شخص بدی لائے گا، تو جن لوگوں نے بدیاں کی ہوں گی انھیں

عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اِلَّا مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِیۡ

صرف وہی بدلہ دیا جائے گا جو عمل وہ کیا کرتے تھے۔ یقیناً جس نے

فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ

تجھ پر قرآن فرض کیا وہ ضرور تمہیں بازگشت کی طرف لوٹانیوالا ہے [۱] (اے رسول) کہدو کہ میرا پروردگار اسے

مَنۡ جَآءَ بِالۡہُدٰی وَ مَنۡ ہُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۸۵﴾ وَ مَا کُنۡتَ

خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا۔ اور (اسے بھی) جو کھلی گمراہی میں ہے۔ اور تو کوئی امید نہ

تَرۡجُوۡۤا اَنۡ یُّلۡقٰۤی اِلَیۡکَ الۡکِتٰبُ اِلَّا رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ فَلَا

رکھتا تھا کہ تیری طرف یہ کتاب (قرآن) القا کی جائے گی مگر یہ تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے، پس

تَکُوۡنَنَّ ظَہِیۡرًا لِّلۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا یَصُدُّنَّکَ عَنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ

تو ہرگز کافروں کا پشت پناہ نہ ہونا۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے بعد اس کے کہ وہ تیری

بَعۡدَ اِذۡ اُنۡزِلَتۡ اِلَیۡکَ وَ ادۡعُ اِلٰی رَبِّکَ وَ لَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ

طرف نازل کی گئیں کوئی چیز نہ روکے۔ اور تم اپنے پروردگار کی طرف (لوگوں کو) بلاؤ، اور تم ہرگز مشرکوں

الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۸۷﴾ وَ لَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ

میں سے نہ ہونا۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مت پکارو۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں

کُلُّ شَیۡءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجۡہَہٗ ؕ لَہُ الۡحُکۡمُ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۸﴾

سوائے وجہ اللہ کے ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے۔ حکم اسی کیلئے ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

---

[۱] لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ:-
تفسیر صافی ص ۳۸۳ و ۳۸۴ پر بحوالہ تفسیر قمی
امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رجعت فرمائیں گے۔ اور امیر المومنین اور معصومین علیہم السلام بھی۔
نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے سامنے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ جابر پر رحم کرے۔ یقیناً ان کا علم اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ وہ اس آیت کی تاویل سے واقف تھے یعنی مسئلہ رجعت۔
یہاں مَعَاد سے مراد رجعت کا زمانہ ہے ☆

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۶۹ — رُكُوْعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ

الٓمّٓ۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اگر وہ اتنا ہی کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے اور وہ

لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ

فتنہ میں نہ ڈالے جائیں گے [۱] اور یقیناً ہم نے ان لوگوں کو بھی فتنہ میں ڈالا ہے جو ان سے پہلے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳﴾ اَمْ حَسِبَ

ان لوگوں کو ضرور ظاہر کر دے گا جنھوں نے سچ کہا اور جھوٹوں کو بھی ضرور ظاہر کر دے گا۔ کیا ان لوگوں

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۴﴾

نے جو بدیاں کرتے ہیں یہ گمان کر لیا کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے۔ کیا برا ہے فیصلہ جو وہ کرتے ہیں۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ

جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حضوری کی امید رکھتا ہے، پس یقیناً اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت ضرور آنیوالا ہے۔ اور وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۵﴾ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ

(سب کچھ) سننے والا (اور) ہر ایک بات کا جاننے والا ہے۔ اور جس نے جہاد کیا [۲] پس سوا اسکے نہیں کہ وہ اپنی جان کیلئے جہاد کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

یقیناً اللہ تعالیٰ جہانوں سے بے نیاز ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل

الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ

کئے، ضرور ہم ان کی بدیاں ان سے دور کر دیں گے، اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے ہم انھیں

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

ضرور ان سے بہتر بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا،

حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

[۳] اور (فرمایا) اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شریک قرار دے جسکا تجھے علم نہ ہو [۴]

[۱] یفتنون:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے معنی منقول ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور مالوں کے فتنہ میں ڈالے جائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو آپ نے فرمایا: کہ فتنہ میں ڈالا جانا ضروری ہے تاکہ نبی کے بعد امت کی جانچ ہو کر سچے اور جھوٹے کا تعین ہو جائے۔ اسلئے کہ وحی منقطع ہو گئی اور قیامت تک تلوار اور باہمی افتراق باقی رہے گا۔

[۲] من جاهد:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو لذتوں اور خواہشوں اور گناہوں سے بچائے رکھا۔

[۳] بوالدیه:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ والدیہ سے مراد وہ ماں باپ ہیں جن سے کہ وہ پیدا ہوا۔

[۴] ما لیس لك به علم:۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۴ پر ہے کہ نفی علم کا نتیجہ یہ ہے کہ جس چیز کے صحیح ہونے کا علم نہ ہو، اس کی پیروی کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ اس کے باطل ہونے کا بھی علم نہ ہو۔ اور جب اس کے باطل ہونے کا علم ہو تو اس کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔

فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸

پس تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر لے تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے پھر جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے میں تمھیں بتلا دونگا۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝۹

اور جو لوگ ایمان لا چکے اور انھوں نے نیک عمل کئے، ہم ضرور انھیں صالحین میں داخل کریں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ

اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا، پھر جب اسے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں

جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ

تکلیف دی گئی تو اُس نے لوگوں کے فتنہ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مانند قرار دے دیا ؎۲ اور اگر تیرے پروردگار کی طرف سے

رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا

کوئی مدد آئے تو وہ ضرور کہیں گے یقیناً ہم تمہارے ساتھ تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ ان باتوں کو سب سے بہتر جاننے والا نہیں

فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰ وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جو جہانوں کے سینوں میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں کو ظاہر کر دے گا جو ایمان لائے،

وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ

اور وہ ضرور منافقوں کو (بھی) ظاہر کر دے گا۔ اور لوگوں نے جو کافر ہو گئے اُن لوگوں سے کہا جو ایمان

اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ

لائے (کہ) ہمارے راستہ کی پیروی کرو، اور ہم ضرور تمھاری خطاؤں کو اٹھا لیں گے۔ حالانکہ وہ اُنکی خطاؤں میں

مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَلَیَحْمِلُنَّ

سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں۔ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ اور وہ اپنے بوجھ تو ضرور

اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

اٹھائیں گے۔ اور اپنے بوجھوں کے ساتھ کئی اور بوجھ بھی۔ اور قیامت کے دن ان سے ضرور ان چیزوں

عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ

کے بارے میں پوچھا جائے گا جو وہ افترا کیا کرتے تھے۔ اور یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا۔

فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ

پس وہ اُن میں پچاس کم ایک ہزار سال رہا ؎۳۔ پھر اُنھیں طوفان نے

ع ۱ / ۱۳ / ۱۳

ؐ۱ فلا تطعہما:-
تفسیر صافی صـ۳۸۵ پر ہے کہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کہ جن امور میں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ ان میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی ۔

ؐ۲ کعذاب اللہ:-
تفسیر صافی صـ۳۸۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب کسی انسان کو کوئی تکلیف پہنچ جائے، یا اُسے کوئی ضرر پہنچ جائے یا فاقہ آجائے، یا ان ظالموں سے خوف ہو جو اُس کے ساتھ ہی اُسکے دین میں داخل ہوئے ہوں تو وہ سمجھنے لگتا ہے کہ جو افعال یہ لوگ کر رہے ہیں وہ بھی مثل عذاب الٰہی کے ہیں جو کبھی منقطع نہ ہوگا ۔

ؐ۳ فلبث:-
تفسیر صافی صـ۳۸۵ پر بحوالہ اکمال الدین امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس عرصہ میں نبوت میں کوئی حضرت نوح علیہ السلام کا شریک نہیں ہوا۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام انھیں پوشیدہ اور ظاہرا طور پر دعوت دیتے رہے۔ پس جب انھوں نے انکار کیا اور سرکشی کی تو آپ نے دعا کی: اے میرے پروردگار! میں مغلوب ہو گیا تو میرا بدلہ لے ۔

الطُّوفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ

آپکڑا، اور وہ ظالم تھے۔ پھر ہم نے اُسے اور کشتی والوں کو نجات

السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٥﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ

دی۔ اور اس کو تمام جہانوں کیلئے ایک نشانی قرار دیا۔ اور ابراہیم (کو بھی ہم نے بھیجا) جبکہ

قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمھارے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

لئے بہتر ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے

اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ

ہو، اور جھوٹ گھڑ لیتے ہو۔ یقیناً وہ جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ

وہ تمھارے لئے رزق کا اختیار نہیں رکھتے، پس تم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس سے رزق

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾

طلب کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کے لئے شکر کرو۔ اُسی کے حضور میں تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا

اور اگر تم جھٹلاؤ [1] تو یقیناً تم سے پہلے (بھی) امتیں جھٹلا چکی ہیں۔ اور نہیں

عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ

ہے رسول کے ذمّہ مگر کھول کھول کر پہنچا دینا۔ کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ

يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

تعالیٰ کس طرح پیدائش کی ابتداء کرتا ہے، پھر اُسے دُہرائے گا۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر آسان

يَسِيْرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ

ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے کس طرح

الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پیدائش کی ابتدا کی، پھر اللہ تعالیٰ پچھلی پیدائش کو پیدا کرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

[1] وان تکذبوا:-
تفسیر صافی ص۳۸۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خبر کو قطع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت کو مخاطب کر لیا۔ چنانچہ فرمایا: وان تکذبوا ... الی قولہ لھم عذاب الیم ہ پھر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خبر پر عطف قرار دیا۔ پس فرمایا: فما کان جواب قومہ اور یہ معطوف منقطع ہے۔ یعنی یہ طرز بیان علم معانی و بیان میں منقطع معطوف کہلاتا ہے ۔

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٠﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ
(پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ وُہ جس کو چاہے عذاب کرتا ہے اور جس کو چاہے رحم
يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى
کرتا ہے۔ اور تم اسی کے حضور پھیرے جاؤ گے۔ اور تم (اللہ کو) نہ تو زمین میں عاجز کرنے والے
الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
ہو، اور نہ ہی آسمان میں۔ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر نہ تو تمھارا کوئی سرپرست ہے
وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٢٢﴾ ع وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ
اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اُس کی حضوری کا انکار کیا،
اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٣﴾
وہی میری رحمت سے مایوس ہو گئے۔ اور ان کے لئے ہی دردناک عذاب ہے۔
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ
پس اُس ابراہیم کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اسکے کہ انھوں نے کہا اسے قتل کردو، یا اسے جلا ڈالو۔
فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
پس اللہ تعالیٰ نے اُسے آگ سے نجات دے دی۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں کئی
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا
نشانیاں ہیں۔ اور (ابراہیم نے) کہا ماسوا اسکے نہیں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی زندگانی میں
مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ
آپس کی دوستی کی وجہ سے بتوں کو (معبود) اختیار کر لیا۔ پھر قیامت کے دن تم میں ایک
بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ
دوسرے کی تکفیر کرے گا ۵۱ اور تمھارا ایک دُوسرے پر لعنت کرے گا۔ اور تمھارا ٹھکانہ جہنم ہے۔
وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّىْ
اور تمھارے لئے کوئی مددگار نہیں۔ پس لُوط نے اس (ابراہیم) کی تصدیق کی ۵۲ اور کہا یقیناً میں
مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا
اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ یقیناً وُہ سب پر غالب بہت حکمت والا ہے۔ اور ہم نے اُسے

ع ۲ ۹ ۱۴

وقف لازم

۵۱ يكفر :-
تفسیر قمانی ص ۳۸۵ پر بحوالہ التوحید حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر سے مراد بری ہونا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک دوسرے سے برائت کا اظہار کرے گا۔ اور اسکی نظیر سورہ ابراہیم میں آچکی ہے۔ جیسا کہ شیطان کا یہ قول ہے :۔ انی کفرت بما اشرکتمون من قبل (جس کا تم نے مجھے شریک بنایا تھا میں نے تو پہلے ہی سے اس کا انکار کر دیا تھا) (پ ۱۳۔ ابراہیم۔ ع ۴)۔ اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کا قول :۔ کفرنا بکم (یعنی ہم تم سے بیزار ہیں) (پ ۲۸۔ ممتحنہ۔ ع ۱) ٭

۵۲ فامن :-
لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں۔ یعنی خبر دینے والے کے حکم کا یقین کرنا۔ اس طرح کہ حکم قبول کیا جائے اور بتانے والے کو سچا قرار دیا جائے ٭

(روح المعانی جلد ۱، ص ۱۳۰) اور
(لغات القرآن نعمانی۔ جلد ۱، ص ۳۱۵)

لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ
اسحاق اور یعقوب عطا کئے ۔ اور ہم نے اس کی ذریت میں نبوت اور کتاب قرار
وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
دے دی ۔ اور ہم نے اس کا بدلہ اسے دنیا میں دے دیا ۔ اور یقیناً وہ آخرت میں صالحین
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ
میں سے ہے ۔ اور لوط (کو بھی ہم نے بھیجا) جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا یقیناً تم (ایسی)
لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ
بے حیائی کیا کرتے ہو ، کہ جہانوں میں سے کسی ایک نے بھی اس میں تم پر سبقت نہیں
الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۸ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ
کی ۔ کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو ، اور راستہ قطع کرتے
السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ
ہو ۔ اور تم اپنی مجلس میں برائی کرتے ہو ؎ ۱ پس اس کی قوم کا
جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ
کوئی جواب نہ تھا ، سوائے اسکے کہ وہ کہنے لگے کہ اگر تو سچوں میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۹ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ
کا عذاب لے آ ۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار! فساد کرنے والی قوم کے خلاف
الْمُفْسِدِيْنَ ۝۳۰ ع وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ ع ۳ ۸ ۱۵
تو میری مدد کر ۔ اور جب ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری کے ساتھ آئے ،
قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا
کہنے لگے یقیناً ہم اس بستی کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں ۔ یقیناً اس کے رہنے والے
ظٰلِمِيْنَ ۝۳۱ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ
ظالم تھے ۔ اس (ابراہیم) نے کہا یقیناً اس (بستی) میں لوط (بھی) ہے ۔ وہ بولے کہ جو اس (بستی) میں ہے ہم اسے
فِيْهَا ۫ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ
خوب جانتے ہیں ۔ ہم ضرور اس کو اور اس کے اہل کو نجات دے دیں گے سوائے اسکی بیوی کے وہ پیچھے رہ جانیوالوں

؎ ۱ نادیکم المنکر :۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم لوط بغیر شرم اور حیا کے اپنے جلسوں میں گوز لگایا کرتے تھے ۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے اوپر گوز لگایا کرتے تھے ۔
اور جوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ وہ ایک دوسرے پر کوئی چیز دے مارا کرتے تھے ۔

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ

میں سے ہوگی ۔ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لُوط کے پاس آئے تو وُہ ان کی وجہ سے غمگین ہُوا ۵۱

وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۣ اِنَّا

اور اُن کے بارے میں اپنے آپ کو تنگدست پایا ۵۲ اور وُہ بولے تو مت ڈر اور نہ غم کر ۔ یقیناً ہم

مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

تجھیں اور تمہارے اہل کو نجات دینے والے ہیں سوائے تمہاری بیوی کے ، وُہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی ۔

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ

یقیناً ہم اس بستی کے رہنے والوں پر آسمان سے ایک عذاب نازل کرنے والے ہیں ۔

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

بر سبب اسکے کہ وُہ فسق کیا کرتے تھے ۔ اور یقیناً ہم اس قوم کے لئے جو عقل سے کام لیتی ہے ۔ اس (بستی)

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ

میں ایک ظاہر نشان چھوڑ رکھا ہے ۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا) ۔ پس اُس نے کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا

اے میری قوم ! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ، اور آخرت کے دن کی اُمید رکھو ۔ اور تم زمین

تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ

میں فسادی بن کر فساد مت پھیلاتے پھرو ۔ پس اُنھوں نے اُسے جھٹلایا ، پھر اُنھیں زلزلہ

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا

نے آپکڑا ۔ پس اُنھوں نے اپنے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے صبح کی ۔ اور عاد کو

وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۣ وَزَيَّنَ لَهُمُ

اور ثمود کو (بھی ہم نے ہلاک کیا) اور (یہ) تمہارے لئے اُن کے رہنے کی جگہوں سے ظاہر ہو چکا ہے ۔ اور شیطان

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا

نے اُن کیلئے ان کے اعمال کو زینت دی ، پس اُنھیں سیدھی راہ سے روک دیا ۔ حالانکہ وُہ

مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۣ وَلَقَدْ

دیکھنے والے تھے ۔ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی ہلاک کیا) ، اور یقیناً

۵۱ سِیْٓءَ :-

اِس کے معنی ہیں وہ غمگین ہُوا ۔ اُسے بُرا معلوم ہُوا ۔ وُہ ناخوش ہُوا ۔ سُوْٓءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔

علّامہ سیّد مرتضیٰ زبیدی شارح قاموس نے لکھا ہے کہ یہ سُوْٓءٌ آفات و امراض کا ایک جامع نام ہے ۔ (تاج العروس) ۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں :- سُوْٓءٌ ہر وُہ چیز ہے جو انسان کو غم میں ڈال دے ۔ خواہ دُنیوی امور میں سے ہو یا اُخروی اُمور سے ۔ احوالِ نفسیہ میں سے ہو یا احوالِ بدنیہ میں سے ۔ یا ان حالات میں سے ہو کر جو جاہ و مال کے چھوٹ جانے اور دوست کے بچھڑ جانے سے پیدا ہوتے ہیں ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۳)

قرآن مجید سے لفظ سُوْٓءٌ کے تفصیلی معنی سابقاً صفحہ ۴۸۲ زیرِ حاشیہ ۲ دیئے جا چکے ہیں ۔

۵۲ ذَرْعًا :-

اس کے معنی ہیں طاقت ، گنجائش ، ہاتھ کی کشادگی ۔ ذَرَعَ ۔ یَذْرَعُ کا مصدر ہے ۔

خازن بغدادی لکھتے :-

" ازہری کا بیان ہے کہ ذرع طاقت کی جگہ پر استعمال کیا جاتا ہے ۔ اس کی اصل یُوں ہے کہ اونٹ اپنی رفتار میں اگلے قدموں کو پچھلے قدموں کی وسعت کے اعتبار سے بڑھاتا ہے ۔ اور جب اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اُس کے اگلے قدم رک جاتے ہیں اور وُہ کمزور ہو کر اپنی گردن لمبی کر دیتا ہے ۔ پس " ضیق ذرع " سے گنجائش اور طاقت کا ختم ہو جانا مراد لیا گیا ہے ۔ اور ضاق بہ ذرعًا کے معنے ہوئے کہ معاملہ کی خرابی سے رہائی کی کوئی صورت نہ ہو سکی ۔

اور ازہری کے علاوہ دوسرے علماء کا بیان ہے کہ اس کے معنی دلی تنگی اور کڑھنے کے ہیں ۔ اور اس کی اصل کا پتہ نہیں ۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے ، کہ ذرع وسعت (گنجائش) سے کنایہ ہے ۔ کیونکہ ذرع ید میں داخل ہے ۔ اور عرب والے بولتے ہیں : لیس ھذا فی یدی ۔ (یہ میرے ہاتھ میں نہیں) ۔ اور مراد یہ لیتے ہیں کہ اس کی مجھ میں گنجائش نہیں ۔ اور ضاق فلان ذرعًا بکذا ، اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ وُہ شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہو ، اور اُس سے نکلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو ۔ (لباب التاویل ، جلد ۳ ، صفحہ ۱۹۵) (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ، صفحہ ۳۱ ، ۳۲) ۔

جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا

ان کے پاس موسیٰ کھلی دلیلوں کے ساتھ آیا، پس انھوں نے زمین میں تکبر کیا، اور وہ

كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ

سبقت لے جانیوالے نہ تھے۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب پکڑ لیا۔ پس ان میں کوئی تو ایسا

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ

تھا جس پر ہم نے پتھروں کا مینہ بھیجا، اور ان میں کوئی ایسا تھا جس کو ہولناک آواز نے آپکڑا،

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا

اور ان میں کوئی ایسا تھا جسے ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان میں کوئی ایسا تھا جسے ہم نے غرق کر دیا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرے، لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔

يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (دوسروں کو) ولی ٹھہرا لیا

اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ

ان کی مثال مکڑی کی مثال کی طرح ہے۔ اس نے ایک گھر اختیار کیا۔ اور یقیناً سب

الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ

گھروں سے کمزور البتہ مکڑی کا گھر ہے ؎۱ کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔ یقیناً

اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ

اللہ تعالیٰ اس چیز کو خوب جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا (معبود بنا کر) پکارتے ہیں۔ اور وہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ

سب پر غالب بہت حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

حالانکہ انھیں عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا ؎۲ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

ساتھ پیدا کیا۔ یقیناً اس میں ایمان والوں کے لئے ضرور ایک نشانی ہے۔

وقف لازم

ع ۴

؎۱ العنکبوت :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۶ پر ہے کہ کوئی گھر مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور اور بودا نہیں ہو سکتا جو گرمی اور سردی سے بچا سکے۔

؎۲ العٰلمون :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ان عالموں سے مراد آلِ محمدؐ ہیں۔
اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ: عالم وہ ہے جو خدا کی طرف سے عقل رکھتا ہو، اس کی اطاعت کے مطابق عمل کرتا ہو، اور اس کی ناراضگی سے بچتا ہو۔

(۲۱)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ

(اے رسول) جو کچھ تمھاری طرف کتاب میں سے وحی کیا گیا ہے اسے تلاوت کر اور نماز قائم کر۔ یقیناً

الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے ۵۱ اور ضرور اللہ تعالیٰ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے۔

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ اور تم اہل کتاب سے مجادلہ نہ کرو،

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْٓا

مگر اس طریقہ سے جو سب سے اچھا ہو۔ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے ظلم کیا، اور کہہ دو

اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ

کہ ہم اس پر بھی ایمان لا چکے جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔ اور اس پر بھی، جو تمھاری طرف نازل کیا گیا۔ اور ہمارا

وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ

معبود اور تمھارا معبود ایک ہی ہے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تمھاری طرف کتاب نازل

الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ

کی۔ پس جن کو ہم نے (پہلے) کتاب عطا کی، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں ۵۲ اور ان (عربوں)

هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

میں سے بھی بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں کا انکار سوائے کافروں کے کوئی نہیں کرتا ۵۳

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ

اور (اے رسول) تو اس (قرآن) سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھا کرتا تھا اور نہ تو اسے اپنے داہنے ہاتھ سے لکھا کرتا تھا ۵۴

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ

کہ ایسی صورت میں یہ جھوٹے شک پیدا کرتے۔ بلکہ وہ (قرآن) ان لوگوں کے سینوں میں واضح

صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا

آیتیں ہیں، جن کو علم عطا کیا گیا ہے۔ اور ہماری آیتوں کا انکار سوائے ظالموں کے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

کوئی نہیں کرتا۔ اور انھوں نے یہ کہہ دیا کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کچھ نشانیاں کیوں نہ اتاری گئیں

۵۱ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ :-

تفسیر صافی صہ ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے، کہ جب تک نماز کسی کو بے حیائی اور بدکاری سے نہیں روکتی، خدا سے اس کی دوری بڑھتی جاتی ہے، یہی روایت تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے۔ اس کے بعد یوں مروی ہے: کہ ایک نوجوان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتا تھا، لیکن خواہشات کا ارتکاب بھی کرتا تھا۔ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے بیان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا، کہ ایک دن نماز اسے روک دے گی۔ چنانچہ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا، کہ اس نے توبہ کر لی ۞

۵۲ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ :-

تفسیر صافی صہ ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد آلِ محمد علیہم السلام ہیں ۞

۵۳ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ :-

تفسیر صافی صہ ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے، کہ جناب امیر المومنین اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا انکار سوائے کافروں کے کوئی نہ کرے گا ۞

۵۴ وَ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ :-

تفسیر صافی صہ ۳۸۷ پر ہے، کہ ایک ایسے امی کے ہاتھوں جس نے قرأت و تعلیم کی معرفت نہ حاصل کی ہو، ایسی کتاب کا ظاہر ہونا، جو تمام اعلیٰ درجہ کے علوم کی جامع ہو، یقیناً معجزہ اور خارق عادت ہے۔ اور داہنے ہاتھ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی کچھ لکھا تھا۔ اور نہ آپ کی ذات کی طرف لکھنے کی نسبت دینا کسی طرح جائز ہے ۞

قُلْ إِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَإِنَّمَآ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾
(اے رسول) کہدو کہ ماسوا اسکے نہیں کہ نشانیاں (معجزے) تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اور ماسوا اسکے نہیں کہ میں ایک کھلا ڈرانے والا ہوں۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ إِنَّ
کیا ان کو یہ کفایت نہیں کرتا کہ ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو انھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ یقیناً

فِى ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ
اس میں اُن لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں ضرور رحمت اور نصیحت ہے ؎۱ (اے رسول) کہدو کہ میرے درمیان

بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۭ
اور تمھارے درمیان گواہی دینے کو اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمُ
اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے ، اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا ۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے

الْخٰسِرُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ أَجَلٌ
والے ہیں ۔ اور وُہ تجھ سے عذاب کے لئے جلدی کرتے ہیں ۔ اور اگر اس کا وقت مقرر نہ

مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا
ہوتا تو ضرور اُن پر عذاب آجاتا ۔ اور ضرور وہ (عذاب) اُن پر اچانک آجائیگا ، اور اُن کو خبر

يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ
تک نہ ہوگی ۔ وُہ تجھ سے عذاب کیلئے جلدی کرتے ہیں ۔ حالانکہ یقیناً دوزخ کافروں کو

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ
ضرور گھیرنے والا ہے ۔ جس دن اُن کو عذاب اُن کے اُوپر کی طرف سے بھی ڈھانپ لے گا ۔ اور اُن کے

تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾
پاؤں کے نیچے کی طرف سے بھی ، اور (اللہ تعالیٰ اُن سے) یہ کہیگا کہ جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو ۔

يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنَّ أَرْضِىْ وَاسِعَةٌ فَإِيَّاىَ
اے میرے بندو! جو ایمان لاچکے ہو یقیناً میری زمین فراخ ہے ؎۲ پس تم خالص میری ہی

فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ إِلَيْنَا
عبادت کیا کرو ۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے ۔ تم سب ہماری طرف

ع ۵ ۷ ۱

؎۱ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ :-
تفسیر صافی ص۳۸۷ پر ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس شانہ کی ایک ہڈی لیکر آئے، جس پر یہودیوں کے بعض مقولے لکھے ہوئے تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: کہ کسی قوم کی گمراہی کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جو کچھ اُن کا نبی لایا اسے چھوڑ کر ایسی چیز کی طرف رغبت کریں، جو انکے نبی کا غیر لایا ہو۔ اس پر اگلی آیت قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ ... الخ نازل ہوئی ۔

؎۲ إِنَّ أَرْضِىْ وَاسِعَةٌ :-
تفسیر صافی ص۳۸۷ پر ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ جب تمہیں کسی شہر میں خدا کی عبادت کرنا میسر نہ ہو، تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اور ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں خدا کی عبادت کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہو۔

تفسیر قمی میں ہے، کہ تم بدکار بادشاہوں کی اطاعت مت کرو۔ اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ تمہیں ایذا پہنچائیں گے، تو میری زمین بڑی فراخ ہے، کسی اور جگہ چلے جاؤ۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جب اس ملک میں جہاں تم ہو، خدا کی نافرمانی شروع ہوجائے، تو تم وہاں سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔

الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے، کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے تو اگرچہ وہ ایک بالشت ہی ہٹا ہو، وہ جنت کا مستحق ہوجائے گا۔ اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفاقت میں رہے گا۔

تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

لوٹائے جاؤگے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے، ہم ضرور اُنھیں

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

بہشت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ اُن میں ہمیشہ

فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ

رہنے والے ہونگے، ان عمل کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے۔ جنھوں نے صبر کیا، اور وہ اپنے پروردگار پر ہی

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ

بھروسہ کرتے ہیں۔ اور زمین پر چلنے والوں میں سے بہت ایسے ہیں جو اپنی روزی نہیں اُٹھائے پھرتے۔ اللہ

يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ

تعالیٰ انکو بھی روزی دیتا ہے اور تم کو بھی ¹ اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور اگر تو اُن سے سوال کرے

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

کہ آسمان اور زمین کو پیدا کس نے کیا؟ اور سورج اور چاند کو کس نے مطیع کیا؟

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، پس وہ کہاں بہکے جاتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا

يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾

ہے رزق کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَحْيَا بِهِ

اور اگر تو ان سے سوال کرے کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؛ پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ

ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ (اے رسول) کہدو کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے

ع ١٢ ٢

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور یہ دنیا کی زندگانی سوائے کھیل اور کود کے اور

وقف لازم

لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا

کیا ہے۔ اور یقیناً آخرت کا گھر ہی ہمیشہ کی زندگانی ہے۔ کاش وہ

---

¹ وَاِيَّاكُمْ :-
تفسیر صافی ص۳۸۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے، کہ عرب بھوک کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے فرمایا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ۔

اور یہ بھی روایت کی گئی ہے، کہ جب لوگوں کو ہجرت کا حکم ملا، تو بعض نے کہا، کہ ہم ایسے شہر کو کیوں جائیں، جہاں ہماری گذر کا کوئی سامان نہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی ۞

يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

جانتے ہوتے۔ پھر جب وہ جہاز میں سوار ہوتے ہیں تو وہ خالص دل سے خدا کی اطاعت کا اظہار کرکے

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾

اُسی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انھیں نجات دے کر خشکی کی طرف پہنچا دیتا ہے تو وہ فوراً ہی شرک کرنے لگ جاتے ہیں

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۗ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

تاکہ جو کچھ ہم نے انھیں عطا کیا اُس کی ناشکری کریں۔ اور چند روزہ نفع اٹھالیں پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ

کیا انھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے حرم کو جائے امن قرار دیا [۱] حالانکہ اس کے ارد گرد سے لوگ اچک لئے جاتے

حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَ

ہیں۔ پس کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا

اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان باندھا یا حق کو جھٹلایا جبکہ وہ اس کے پاس

جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا

آیا۔ کیا کافروں کے لئے جہنم میں ٹھکانا نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے ہمارے (دین کے) بارے

فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

میں کوشش کی، ہم ضرور انھیں اپنا راستہ دکھلادیں گے [۲] اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے [۳]

آیاتہا ٦٠ ـ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ـ ٦ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

الٓمٓ روم والے (عیسائی) نہایت قریب کی زمین (شام) میں (ایرانی) آتش پرستوں سے مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ڛ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ

مغلوب ہونے کے بعد چند ہی سالوں میں غالب آجائیں گے۔ (غلبہ سے) پہلے اور پیچھے اللہ تعالیٰ ہی کا

[۱] حَرَمًا:۔
حرم پناہ کی جگہ۔ ادب کا مقام۔ مکہ معظمہ کا ایک مخصوص حصّہ، جسکی حدود میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ادب کی وجہ سے بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ علامہ ابن ملقن نے حدود حرم کو نظم کیا ہے، فرماتے ہیں:۔

وللحرم التحديد من ارض طيبة ثلاثة اميال اذا رمت اتقانه۔ حرم کی حد مدینہ طیبہ کی جانب سے تین میل ہے، جبکہ اے مخاطب تو اس کے حفظ کا قصد کرے۔ وسعة اميال عراق و طائف جدة عشر ثم تسع جعرانه اور سات میل عراق اور طائف کی طرف سے ہے۔ اور جدّہ کی طرف سے دس میل ہے۔ پھر جعرانہ کی طرف سے نو میل ہے۔ ومن يمن سبع بتقديم سينها وقد كملت فاشكر لربك احسانه۔ اور یمن کی طرف سے سات میل ہے۔ اور البتہ حدود حرم کی پوری ہوگئیں۔ سو تو اپنے رب کے احسان کا شکر ادا کر۔ (ناظم نے کہا کہ آخیر شعر) سبع بتقديم سين ہے۔ تاکہ تسع سے مشتبہ نہ ہو۔ (در المختار کتاب الحج) (لغات القرآن نعمانی جلد ۲۔ صفحہ ۲۷۷ و ۲۷۸)

[۲] سُبُلَنَا:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۸ پر ہے، کہ جاھدوا فینا کے یہ معنی ہیں، کہ ہمارے ظاہری اور باطنی دشمنوں سے ہمارے حق کے بارے میں جھگڑتے رہیں، اور لنھدینھم سُبُلنا کے یہ معنی ہیں، کہ اللہ تعالیٰ ان جھگڑنے والوں کو بوجہ ہماری طرفداری کے ہم تک پہنچادے گا۔

ع ٦ / ٣

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو یہ اس علم کا بھی وارث کردے گا۔ جس کو وہ نہ جانتا ہو۔

[۳] لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ:۔
تفسیر صافی صفحہ ۳۸۸ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ آیت آل محمد علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی۔

معانی الاخبار میں انہی حضرت سے منقول ہے، کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خبردار ہوجاؤ، قرآن مجید میں میرے بہت سے مخصوص نام ہیں، پس تمہیں اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ ان سے ناواقف رہ کر معاملہ دین میں بھٹک نہ جاؤ۔ محسن میں ہوں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان اللہ مع المحسنین ۵ ؏

قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ④ بِنَصْرِ

حکم ہے ۔ اور اس دن ایمان والے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے خوش ہوں گے ،

اللّٰهِ ۚ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑤ وَعْدَ اللّٰهِ ۖ

وہ جس کی چاہتا ہے نصرت کرتا ہے ۔ اور وہ زبردست (اور) بہت رحم کرنے والا ہے ۔ (یہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ۔

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ⑥

اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ

(یہ) دنیا کی زندگانی کی ظاہری حالت کو جانتے ہیں ۔ اور وہ آخرت سے

هُمْ غٰفِلُونَ ⑦ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ

غافل ہی ہیں ۔ کیا انھوں نے اپنے دلوں میں غور نہیں کیا کہ انھیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُسَمًّى ۗ

آسمانوں اور زمین کو ، اور جو ان دونوں کے درمیان ہے ۔ مگر ساتھ حق کے ۔ اور مقررہ مدت تک کیلئے ۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ⑧ أَوَلَمْ

حالانکہ آدمیوں میں سے اکثر اپنے پروردگار کی حضوری کے منکر ہیں ۔ کیا وہ

يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الَّذِينَ

زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَ

ہوا تھا سلہ وہ ان سے قوت میں زیادہ تھے ، اور انھوں نے زمین کو جوتا بویا تھا اور

عَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۖ

انھوں نے اسے زیادہ آباد کیا تھا جتنا انھوں نے آباد کیا ، اور ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے ۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ⑨

پس اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا ، لیکن وہ اپنے آپ پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے ۔

ثُمَّ كَانَ عٰقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوْأٰى أَنْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِ

پھر ان لوگوں کا انجام جنھوں نے برائی کی تھی برا ہی ہوا ۔ اسلئے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو

سلہ كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۸ پر ہے، کہ ان پہلوں سے مراد قوم عاد اور قوم ثمود ہیں، اور ان کا روئے زمین پر غالب آنا یہ تھا، کہ اس کو کھود کھود کر کنوئیں اور چشمے نکالے تھے، اور نہریں جاری کرلی تھیں، اور کانیں نکالی تھیں۔ اور طرح طرح کے تخم بو بو کر باغ اور کھیت قائم کرلئے تھے، اور مضبوط مضبوط عمارتیں چن لی تھیں۔ بہرحال اہل مکہ سے اُن کی آبادی کی شان، اور ان کی عمارتوں کی شوکت بڑھی ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی وادی کے رہنے والے ہیں، جس میں کھیتی کا نام نہیں، اور زیادہ پھیلنے کی کبھی گنجائش نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ باوجود ایسی پست حالت ہونے کے یہ اپنی دنیا پر مغرور اور ہمارے رسول کے مقابلہ میں شیخی کرتے ہیں ۔

اللّٰہِ وَکَانُوْا بِہَا یَسْتَہْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

جھٹلایا، اور وہ ان کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی

یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یُبْلِسُ

اُسے دوبارہ پیدا کریگا، پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی، گنہگار ناامید ہو کر

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ یَکُنْ لَّہُمْ مِّنْ شُرَکَآئِہِمْ شُفَعٰٓؤُا وَ

رہ جائیں گے۔ اور اُن کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ اور وہ

کَانُوْا بِشُرَکَآئِہِمْ کٰفِرِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ یَوْمَئِذٍ

بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی، اُس دن وہ

یَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَہُمْ

متفرق ہو جائیں گے۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے، اور انھوں نے نیک عمل کئے، تو وہ

فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا

باغِ جنت میں آؤ بھگت کئے جائیں گے۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے، اور انھوں نے ہماری

بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآیِٔ الْاٰخِرَۃِ فَاُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، پس وہی لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَہُ الْحَمْدُ

پس تم اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح کیا کرو، جب تم شام کرو ۱؎ اور جب تم صبح کرو۔ اور اسی کیلئے ہر قسم کی حمد

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

ہے، آسمانوں اور زمین میں اور عشاء کے وقت ۲؎ اور جس وقت تم ظہر کرتے ہو۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ

وہ مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے، اور زندہ میں سے مُردہ کو نکالتا ہے، اور وہ زمین کو

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا ؕ وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ

اُسکے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ اور اُس کی نشانیوں میں

اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

سے یہ ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ناگہاں تم بشر بن کر پھیلے پھرتے ہو۔

ع ۱۰ / ۴

۱؎ حِیْنَ تُمْسُوْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۸۹ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہ آیت پانچوں نماز دل کی جامع ہے، تمسون سے مراد ہے نمازِ مغرب و نمازِ عشاء، اور تصبحون سے مراد نمازِ فجر ہے، عشیًا سے مراد نمازِ عصر اور تظہرون سے مراد نمازِ ظہر ہے ۞

۲؎ عَشِیًّا :- اس کے معنی مختلف ہیں :-

اندھیرا پڑے، عشاء کے وقت، شبانگاہ، شام، سورج ڈھلے، دن ڈھلے، تیسرے پہر بعد زوال، دن کا پچھلا وقت۔

مفردات القرآن میں مولانا حمید الدین فراہی لکھتے ہیں :- "عشی سورج ڈھلے سے پہلے کا وقت ہے، جب کہ سورج کی روشنی پھیکی پڑنے لگتی ہے۔ اور جن شہروں میں فضا صاف نہیں ہوتی وہاں دھوپ پیلی پڑ جاتی ہے اور یہی نماز عصر کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت میں قدیم زمانہ سے لوگ نمازیں پڑھتے آئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے بارے میں آتا ہے :- انا سخرنا الجبال معہ یُسبّحن بالعشی والاشراق۔ (ہم نے اس کے تابع پہاڑ کئے، وہ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے۔)

اور ارشاد ہے :- اذ عرض علیہ بالعشی الصفنٰت الجیاد ہ فقال انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب ہ (جب دکھانے کو لائے اس کے سامنے شام کو گھوڑے خاصے، تو بولا، میں نے دوست رکھا مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے، یہانتک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں)

علامہ احمد فیومی نے المصباح المنیر میں اہل لغت سے اس کے حسب ذیل معانی نقل کئے ہیں :-

ع ۹ / ۵

(۱) زوال کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک، اور اسی بنا پر ظہر و عصر کو صلاۃ العشی بولتے ہیں۔ (۲) دن کا پچھلا وقت۔ (۳) زوال سے لے کر صبح تک کا وقت، (۴) عشی اور عشاء دونوں کے معنی ہیں، نماز مغرب سے لے کر عشاء کی نماز تک کا وقت۔ اسی لئے ابن فارس نے العشاءان کا ترجمہ مغرب و عشاء کیا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں :- کہ عشاء نمازِ مغرب سے لیکر نمازِ عشاء کے وقت تک کو کہتے ہیں۔ نیز نماز عشاء کو بھی عشاء بولتے ہیں ۔۔۔ نیز ائمہ نے لکھا ہے :- کہ اس کے معنی زوال سے لیکر صبح تک کے ہیں۔ یہ اتنے عام ہیں کہ اہلِ لغت نے اس کے جتنے معانی لکھے ہیں، وہ سب اسی میں آجاتے ہیں (لغات القرآن نعمانی، صفحہ ۲۱۱ تا ۲۱۲۔ جلد چہارم) ۞

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا

اور اُسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری جنس سے، بیبیاں بھی پیدا کردیں۔ تاکہ تم اُن

اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کی طرف تسکین پاؤ، اور اُس نے تمھارے درمیان مودت اور رحمت قرار دی۔ یقیناً اُن لوگوں کے لئے جو فکر

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ

کرتے ہیں، ضرور اس میں نشانیاں ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کا پیدا

الْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

کرنا ، اور تمھاری زبانوں اور تمھاری رنگتوں کا الگ الگ ہونا بھی اسکی نشانیوں میں سے ہی ہے ، یقیناً اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ

علم والوں کیلئے ضرور کئی نشانیاں ہیں۔ اور اُسکی نشانیوں میں سے ہی ہے۔ تمھارا رات کو سونا اور دن کو

وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور تمھارا اسکے فضل کو تلاش کرنا ۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو سنتے ہیں۔ ضرور بہت سی

يَّسْمَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّ

نشانیاں ہیں ۔ اور یہ بھی اُسکی نشانیوں میں سے ہے کہ وُہ تمھیں خوف اور امید کیلئے بجلی دکھلاتا ہے

يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ

اور آسمان سے پانی نازل کرتا ہے ، پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مردہ ہوجانیکے بعد زندہ کردیتا ہے،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ

یقیناً اس میں اُن لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں ضرور بہت نشانیاں ہیں۔ اور یہ بھی نشانیوں میں سے ہے

تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ

کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وُہ تمھیں ایک دفعہ آواز دے کر

الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ

زمین میں سے بلائیگا ، تو تم فوراً نکل پڑو گے ۔ اور اُسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور

الْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

زمین میں ہے۔ سب اسی کے مطیع ہیں ۔ اور وُہ وہی ہے جو مخلوق کی ابتداء کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي
پھر وہی اُسے دوبارہ پیدا کریگا۔ اور وہ اُس کیلئے آسان ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں سب سے اعلیٰ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمْ
اسی کی شان ہے ؎۱ اور وُہ زبردست (اور) بڑی حکمت والا ہے۔ اس نے تمہارے لیئے تمہارے
مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ
ہی نفوس میں کی ایک مثال بیان کی کہ کیا ان چیزوں میں جو ہم نے تمھیں دے رکھی ہیں، کوئی تمہارے غلاموں میں سے
شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
تمھارا شریک ہے، کہ تم ان (کے خرچ کرنے) میں برابر برابر ہو، اور تم ان سے اس طرح خوف کرتے ہو
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
جس طرح تم اپنے لوگوں (کا حق نہ دینے) سے ڈرتے ہو، اسی طرح ہم ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں، آئتیں
يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ
کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ بلکہ جنھوں نے ظلم کیا انھوں نے بغیر جانے بوجھے اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔
فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾
پھر جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دے اُسے کون ہدایت کرے۔ اور اُن کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
پس (اے رسول) تم خالص دل سے دین کی طرف اپنا رُخ کئے رہو ؎۲ یہی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی سرشت ہے ؎۳ جس پر
عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ
اُس نے آدمیوں کو پیدا کیا۔ خدا کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا
اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اسی کی طرف رجوع کرنیوالے بنو اور اسی سے ڈرتے رہو۔ اور نماز
الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
قائم کرو، اور تم مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ (یعنی) ان لوگوں میں سے جنھوں نے اپنے دین کو
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾
ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اور وُہ فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ، جو کچھ اس کے پاس ہے اسی سے خوش ہے۔

ع ۴

؎۱ اَلْمَثَلُ الْاَعْلٰی:۔
تفسیر صافی صہ ۳۷۹ پر ہے کہ اس کے معنی ہیں، وصف عجیب، اور ایسی شان کہ بعینہ ویسی یا اس کے قریب قریب کسی کی نہیں ہو سکتی۔

التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ المثل الاعلیٰ یہ معنی ہیں، کہ نہ اللہ تعالیٰ کو کسی شے سے تشبیہ دی جا سکتی ہے، نہ اُس کا کسی طرح وصف بیان کیا جا سکتا ہے، اور نہ وہ وہم و گمان میں آ سکتا ہے۔

العیون میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا، کہ المثل الاعلیٰ تم ہی ہو۔

اور ایک روایت میں ہے، کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے آخر میں فرمایا:۔
نحن کلمۃ التقوٰی وسبیل الھدٰی والمثل الاعلیٰ
(ہم کلمہ تقوٰی ہیں، اور ہم شاہراہ ہدایت ہیں اور ہم مثل الاعلیٰ ہیں۔)

اور زیارات جامعہ جوادیہ (منقول از امام محمد تقی علیہ السلام) میں یہ الفاظ موجود ہیں:۔
السلام علی ائمۃ الھدٰی، وذوی النھٰی، وورثۃ الانبیاء والمثل الاعلیٰ۔

؎۲ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا:۔
تفسیر صافی صہ ۳۹۰ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس آیت میں الدین سے مراد ہے ولایت جناب امیرالمومنین و ائمہ معصومین علیہم السلام۔

؎۳ فِطْرَتَ اللّٰہِ:۔
تفسیر صافی صہ ۳۹۰ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا، کہ فطرت سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ یہ اسلام ہے جس پر کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا، جبکہ ان سے توحید کے اقرار پر میثاق لیا۔ اور کہا الست بربکم۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، ان میں مومن بھی ہیں، اور کافر بھی۔

اور تفسیر قمی میں ہے، کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، کہ فطرت اللہ سے مراد ہے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، وعلی ولی اللہ امیرالمومنین"۔

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ

اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر کے اسی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب

اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

وہ انھیں اپنی طرف سے رحمت (کا مزہ) چکھا دیتا ہے تو ان میں سے ایک فریق کے لوگ اپنے پروردگار کے شرک کرنے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا

لگ جاتے ہیں۔ تاکہ جو کچھ ہم نے انھیں عطا کیا ہے اسکی ناشکری کریں، پس تم (دنیا میں) فائدہ اٹھا لو پھر عنقریب جان جاؤ گے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ

کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے کہ وہ اس کے بارے میں جسکو وہ شریک ٹھہراتے ہیں بتلاتی ہے۔ اور

اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ

جب ہم لوگوں کو (کسی) رحمت (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ان پر اس کی وجہ سے جو انکے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ

ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ یکایک ناامید ہو جاتے ہیں۔ کیا انھوں نے غور نہیں کیا کہ

اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

یقیناً اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے۔ اور تنگ (بھی) کر دیتا ہے۔ یقیناً ان لوگوں کے لئے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

جو ایمان رکھتے ہیں اس میں بہت نشانیاں ہیں۔ پس (اے رسول) تم قرابتدار کو اس کا حق عطا کر دو اور مسکین

السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ

اور مسافر کو (بھی)۔ یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور یہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ

فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو سود تم نے اس غرض سے دیا ہے کہ وہ لوگوں کے مال میں زیادتی کرے

فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ

تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ نہیں بڑھاتا، اور جو زکوٰۃ تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے دی، تو

فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ

یہی لوگ (اپنا ثواب) دوگنا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا پھر اس نے تمھیں روزی دی

۵۱ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى :-

تفسیر صافی منہ ۳۹ پر ہے، کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو آنحضرت صلعم نے فدک جناب فاطمہؑ کو عطا فرما دیا، اور اس کا قبضہ دے دیا ۔

۵۲ رِبًا :- اس کے معنی ہیں، بیاج۔ سُود

راغب اصفہانی لکھتے ہیں :-

"راس المال" (اصل سرمایہ) پر جو زیادتی ہو وہ "رِبٰا" ہے، لیکن شرح میں وہ اس زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے، جو ایک خاص ہی طریقہ پر ہو اور دوسری طرح نہ ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :- الرِّبَا مقصور ہے مد بھی بیان کیا گیا ہے، جو شاذ ہے، یہ رَبَا یَرْبُوْا سے ہے، اور الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے، لیکن قرآن کے رسم الخط میں واؤ کے ساتھ واقع ہے، اور رِبَا کی اصل زیادت ہے، خواہ نفس شئ میں ہو، جیسے ارشاد الٰہی ہے :- اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ (وہ لہلہائی اور بڑھی)، یا مقابلہ میں جیسے دو درہم کے بدلہ میں ایک درہم۔ نیز رِبٰا کا اطلاق ہر بیع حرام پر بھی ہوتا ہے۔

(فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۶۴ مصر)

شاہ ولی اللہ نے حجۃ البالغہ میں لکھا ہے :-

"رِبٰا وہ قرض ہے جو اس شرط پر ہو کہ قرضدار قرضخواہ کو جتنا لیا ہے، اس سے زیادہ یا اس سے اچھا واپس ادا کرے۔"

ایامِ جاہلیت میں رِبٰا یہ تھا کہ ایک شخص کا دوسرے شخص کے ذمہ ایک مدت معینہ کے لئے حق (واجب الادا) ہوتا۔ پس جب مدت پوری ہو چکتی، تو کہتا، کہ تو ادا کرتا ہے، یا زیادہ کرتا ہے۔ اب اگر وہ ادا کر دیتا تو اس کو لے لیتا، ورنہ اپنا حق زیادہ کر دیتا اور مہلت میں تاخیر کر دیتا۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۵۲)

اور تفسیر صافی منہ ۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ رِبا کی دو قسمیں ہیں، ان میں سے ایک حلال ہے، اور ایک حرام۔ حلال یہ ہے، کہ ایک شخص اپنے دینی بھائی کو اس لالچ سے قرض دے، کہ جب وہ اس کا قرض واپس کرے، تو کچھ بڑھا کر واپس کرے مگر اس بڑھوتری کے متعلق ان دونوں میں کوئی شرط نہ ہو۔ پس اگر مدیون قرض ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دیدے جبکہ ان دونوں کے مابین زیادہ دینے کی کوئی شرط نہ ہو، تو یہ زائد رقم قرض دینے والے کے لئے مباح ہوگی۔ اِلّا اس کو اس قرض دینے کا خدا کی طرف سے کوئی ثواب نہ ملے گا۔ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ کا یہی مطلب ہے۔ اور جو حرام ہے اس کی یہ صورت ہے، کہ ایک شخص کسی کو قرض دے اور یہ شرط کرے، کہ مدیون اسے اتنا اور اتنا بڑھا کر دیا کرے پس یہ زیادہ لینا دینا حرام ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس آیت میں ربو سے مراد وہ ہدیہ اور تحفہ ہے، جو ایک شخص دُوسرے شخص کے پاس اس غرض سے لے جائے کہ معاوضہ میں اس سے زیادہ قیمت کا پائے، تو اس صورت میں نہ اس کے لئے ثواب ہے، اور نہ عذاب ۔

ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَفْعَلُ

پھر وہ تمھیں موت دے گا، پھر وہ تمھیں زندہ کرے گا۔ کیا تمھارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان باتوں

مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾ ظَهَرَ

میں سے کوئی بات کرے۔ پاک اور برتر ہے اسکی ذات ان چیزوں سے جنکو یہ لوگ اسکا شریک ٹھہراتے ہیں۔ خشکی

الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم

اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا، بسبب اس کے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا، تاکہ جو عمل انھوں

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيرُوا فِي

نے کئے اُن میں سے بعض کا مزہ اُنھیں چکھا دے، تاکہ وہ باز آجائیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم زمین میں چلو

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ كَانَ

پھرو، پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے تھے اُن کا انجام کیسا ہوا۔ اُن میں سے

أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن قَبْلِ

اکثر مشرک تھے۔ پس تم اپنا رخ دینِ مستقیم کی طرف کئے رہو۔ پیشتر اس کے

أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾

کہ وہ دن آجائے جس کا پلٹ جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو گا اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے ۔

مَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنفُسِهِمْ

جو کافر ہو گیا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہو گا۔ اور جس نے نیک عمل کئے، تو وہ اپنی ہی جانوں کیلئے (آرام کی)

يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِن

جگہ بناتے ہیں۔ تاکہ (اللہ تعالیٰ) اپنے فضل سے اُن لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل نیک

فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن يُرْسِلَ

کئے۔ یقیناً وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اسکی نشانیوں میں سے یہ (بھی) ہے کہ خوشخبری دینے والی

الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ اور تاکہ تمھیں اپنی رحمت (بارش) کا مزہ چکھائے۔ اور تاکہ کشتیاں اسکے حکم سے چلیں،

بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

اور تاکہ تم اسکے فضل کو تلاش کرو، اور تاکہ تم شکر گذار رہو۔ اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا

بہت رسول اُن کی اپنی قوم کی طرف بھیجے ۔ پس وُہ اُن کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے ۔ پھر ہم نے ان لوگوں

مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

سے جنھوں نے جرم کیا تھا بدلہ لیا ۔ اور مومنوں کی نصرت کرنا ہم پر لازم ہے ۔ ؎۵۱

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ

اللہ تعالیٰ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے ؎۵۲ پس وُہ بادل کو اٹھاتی ہیں ، پھر وُہ جسطرح چاہتا ہے اس کو

كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ

آسمان میں پھیلا دیتا ہے ۔ اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے ، پھر تو اس کے اندر سے مینہ نکلتا ہوا دیکھتا ہے ۔

فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

پھر وُہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اسے پہنچا (برسا) دیتا ہے تو وُہ یکایک خوشیاں منانے لگتے ہیں ۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾

اور اگرچہ پیشتر اس کے کہ وُہ ان پر نازل کیا (برسایا) جائے ، وہ اس سے پہلے ہی نا امید تھے ۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

پس تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھو کہ وُہ زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے ،

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ

یقیناً وہی مُردہ کا زندہ کرنے والا ہے ۔ اور وُہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ اور اگر ہم

اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

ایسی ہوا نہ بھیج دیں ، پھر وُہ اُسے زرد دیکھیں تو ضرور وُہ اُسکے بعد بھی کفر ہی کرنے لگیں گے ۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا

پس یقیناً تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا ، اور نہیں آواز سُنا سکتا تو بہروں کو ، جبکہ وُہ پیٹھ دے کر پھر

مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ

جائیں ۔ اور نہ تو اندھوں کو اُن کی بے راہ روی سے راہ راست پر لانیوالا ہے ، تو نہیں سنا سکتا

اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

مگر ان کو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ، پھر وُہ فرمانبردار بھی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ وُہی ہے جس نے تمھیں

ع ۵ ۱۴ ۸

؎۵۱ نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْن :-

تفسیر صافی صفہ ۳۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو مرد مومن اپنے ایمانی بھائی کی عزت پر سے کسی حملے کو دفع کرے گا ، اس کا خدا پر یہ حق ہوگا ، کہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ کو اس پر سے ہٹا دے ۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ مومن کی نصرت کے لئے یہی کافی ہے ، کہ وہ اپنے دشمن کو خدا کی نافرمانی میں گرفتار دیکھ لے ۔

؎۵۲ یُرْسِلُ الرِّیٰح :-

تفسیر صافی صفہ ۳۹ پر ہے ، کہ بعض روایات میں آیا ہے ، کہ آیتیں کافروں کے لئے موت کی سنادنی ہیں ۔ اِس لئے کہ کافر بوجہ غور و فکر نہ کرنے کے ثابت قدم نہ تھے ۔ اور سوچ بچار سے عاری ہونے کے باعث ہر معاملہ سے جلد اُکھڑ جاتے تھے ۔ اور غور و فکر کرنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے ، کہ جب بارش بند ہو جائے تو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں ۔ اور توبہ و استغفار کے ساتھ اُسی کے حضور میں التجا کریں ۔ اور اُسکی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہوں ۔ اور جب وہ اپنی رحمت سے اُن پر مینہ برسائے ، تو اُس کا شکر بجا لائیں ۔ اور متواتر اُس کی عبادت کرتے رہیں اور حد سے زیادہ خوشی نہ کریں ۔ اور اگر وہ اِن پر بلا نازل کرے ، کہ ان کی کھیتیاں زرد کر دے ۔ تو اِس پر صبر کریں ، اور کفرانِ نعمت نہ کریں ۔

مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ

کمزوری (کی حالت) سے پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت قرار دی۔ پھر قوت کے بعد کمزوری

بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

اور بڑھاپا قرار دیا۔ وُہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور وُہ سب کچھ جاننے والا،

الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ڏ مَا لَبِثُوْا

بہت قدرت رکھنیوالا ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وُہ ایک گھنٹہ سے

غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

زیادہ (دُنیا میں) نہیں رہے۔ یہ ایسے ہی (دُنیا میں) پھرے جایا کرتے تھے۔ اور کہیں گے وُہ لوگ جو علم اور

الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ

ایمان دیئے گئے ہیں ۵۱ کہ یقیناً تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جی اُٹھنے کے دن (قیامت) تک رہے ہو۔

فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ

پس یہ جی اُٹھنے (قیامت) کا دن ہے ۵۲۔ لیکن تم (دنیا کی زندگانی میں اسے) نہیں جانتے تھے۔ پس اس دن ان لوگوں کو

لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

اُن کی معذرت کچھ نفع نہ دے گی جنھوں نے ظلم کیا، اور نہ ان کا خدا کو رضامند کرنا قبول کیا جائے گا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثال بیان کر دی ہے۔

وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ

اور اُن کے پاس اگر تم کوئی نشانی بھی لائے تو جو لوگ کافر ہوگئے وُہ ضرور کہیں گے کہ تم نہیں ہو مگر

اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا

باطل کوش۔ جو لوگ علم نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر اسی طرح نشان چھاپ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ

دیتا ہے۔ پس تو صبر کر، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے ۵۳

الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

وُہ تمھیں سُبک نہ کریں۔

ع ۷ / ۹

۵۱ اُوتُوا العِلمَ وَالاِیمَان :۔

تفسیر صافی صہ ۳۹۱ پر بحوالہ کافی اور عیون اخبار الرضا، جناب امام رضا علیہ السّلام سے اس حدیث میں جس میں آپ نے امام کے اور امامت کے اوصاف بیان فرماتے ہیں، یہ مضمون بھی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا کے حکم سے اس قاعدہ کے بموجب جو خدا تعالیٰ نے لازم قرار دیا تھا، امر امامت حضرت علی علیہ السلام کے سپرد فرمایا۔ اور آئندہ کے لئے اُن کی اولاد میں ان برگزیدہ لوگوں کے لئے قرار دیدیا، جن کو خدا تعالیٰ نے علم و ایمان عطا فرمایا تھا۔ اور جن کی شان میں فرمایا ہے۔ الذین اوتوا العلم والایمان ؎

۵۲ البَعث :۔

جی اٹھنا۔ زندہ کرنا۔ اُٹھا کر کھڑا کرنا۔ اصل میں تو بعث کے معنی بھیجنے اور اٹھا کھڑا کرنے کے ہیں۔ مگر قرائن اور متعلقات کے اعتبار سے اس کے معنی بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً اونٹ کے لئے بعث کا لفظ آئے گا، تو اونٹ کے اُٹھانے اور چلانے کے معنی ہونگے۔ مُردوں کے لئے استعمال ہوگا، تو جی اٹھنے اور حشر کے ہونگے۔ رسولوں کے متعلق کہا جائے گا، تو مبعوث کرنے اور بھیجنے کے ہونگے۔ غرض کہ حسب قرینہ و مقام اس کے معنی سمجھنے چاہئیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲۔ صہ ۳۶)

۵۳ یستخفنک :۔

تفسیر صافی صہ ۳۹۲ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ کفار چونکہ شک کرنے والے اور گمراہ ہیں، ان سے کچھ دُور نہیں، کہ وہ آپ کو تکلیفیں دیں، مگر آپ کو غصہ نہ آنا چاہئے۔

اور تفسیر قمی میں ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ اُن کی یہ حرکتیں آپ کو غضبناک نہ کریں ؎

آیاتہا ۳۴ — سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ — ۴ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالےٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

الٓمّٓ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ نیکی کرنے والوں کیلئے ہدایت

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور رحمت ہیں، جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں،

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ

اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو بیہودہ باتیں خریدتا

الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا

ہے [۵۱] تاکہ وہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکائے۔ اور اُسے ٹھٹھا مخول

هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

بنائے۔ انہی لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی

وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ

ہیں، وہ تکبر کرتا ہوا منہ پھیر لیتا ہے، گویا اس نے اُنھیں سنا ہی نہیں گویا اسکے دونوں کانوں میں گرانی ہے۔

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پس تم اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔ یقیناً جو لوگ ایمان لاچکے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے،

لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۖ وَهُوَ

ان کیلئے نعمتوں والی جنتیں ہیں۔ اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے، یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے، اور وہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى

زبردست (اور) بڑی حکمت والا ہے۔ اس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر بنایا جنھیں تم دیکھتے ہو اور زمین میں

۵۱ لَهْوَ الْحَدِيْثِ :-

تفسیر صافی ص۳۹۲ پر ہے، کہ اس سے مراد ہے ایسی باتیں جن کی اصل نہ ہو، اور ایسی کہانیاں، جن کا کوئی اعتبار نہ ہو۔ نیز ہنسنے، ہنسانے والی باتیں، اور فضول گوئی۔

تفسیر قمی میں ہے، کہ اس سے مراد ہے غنا۔ شراب خوری، اور ہر قسم کا لہو و لعب۔

کافی میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے، کہ غنا ان چیزوں میں سے ہے، جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنّم کی وعید فرمائی ہے، پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

معانی الاخبار اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے، کہ اس سے مراد "غنا" یعنی راگ رنگ ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرت سے منقول ہے، کہ اس سے مراد امر حق میں طعن کرنا، اور اس کا مذاق اڑانا بھی ہے، جیسا کہ ابوجہل، اور اس کے ساتھی کیا کرتے تھے۔ کہ ایک دن کہنے لگا: اے گروہِ قریش! کیا میں تمہیں وہ زقوم نہ کھلاؤں، جس سے تمہارے ساتھی تمہیں ڈراتے رہتے ہیں۔ پھر مکھن منگایا اور خرمے منگائے، اور کہنے لگا دیکھو! یہی ہے وہ زقوم، جس سے یہ حضرت تم کو ڈرایا کرتے ہیں ۞

فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ

بھاری پہاڑ ڈال دیئے، تاکہ وُہ تمھیں لے کر کسی طرف جھک نہ پڑے اور اس میں ہر قسم کا چلنیوالا پھیلا دیا۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ﴿۱۰﴾

اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اگا دیئے۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ

یہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہے پھر مجھے دکھاؤ کہ جو اس کے سوا ہیں اُنھوں نے کیا کچھ پیدا کیا۔ بلکہ

الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ

ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی ۵۱

اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ کَفَرَ

کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ اور جو بھی شکر کرتا ہے پس ماسوا اسکے نہیں کہ وہ اپنی ذات کیلئے ہی شکر کرتا ہے اور جس نے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ

ناشکری کی تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز قابل حمد ہے۔ اور (اے رسول) وہ وقت یاد کرو جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّیْنَا

نصیحت کرتا تھا، اے میرے بیٹے تو اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک نہ کر، یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے ۵۳ اور ہم نے انسان کو

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ

ماں باپ کے بارے میں وصیت کی، اُس کی ماں نے ضعف پر ضعف کی حالت میں اسکا حمل اٹھایا۔ اور اس کی دودھ بڑھائی

فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنْ

دو سال میں ہے (وہ وصیت یہ تھی) کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا بھی تمھاری بازگشت میری ہی طرف ہے۔ اور اگر

جَاهَدٰکَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا

وُہ تجھ پر زور دیں کہ میرے ساتھ اس کو شریک کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں۔ پس تو

تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ

(اس امر میں) اُن کی اطاعت نہ کر، اور دُنیا میں اُن کا ساتھ اچھی طرح دے۔ اور اسکے راستہ کی پیروی کر،

مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ

جس نے میری طرف رجوع کیا، پھر میرے حضور تمھاری جائے بازگشت ہے۔ پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے، وُہ میں تمھیں

ع ۱۱ / ۱ / ۱۰

۵۱ الحکمة :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۲ پر بحوالہ کافی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس آیت میں حکمت سے مراد فہم اور عقل ہے۔

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس سے مراد امام زمانہ کی معرفت ہے۔

۵۲ یشکر لنفسه :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ ہر نعمت کا شکریہ خواہ وہ نعمت کتنی ہی بڑی ہو، یہ ہے، کہ بندہ اس پر خدا تعالیٰ کی حمد کرے۔

ایک دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے، کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں وارد کیں، پھر اُس نے اپنے دل سے اُسے پہچان لیا، تو اس نے گویا شکر ادا کر دیا۔ اور انہی حضرت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی، کہ اے موسیٰ میرا شکر ادا کر جیسا کہ شکر ادا کرنے کا حق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں کیسے شکر ادا کروں؟ جیسا کہ شکر ادا کرنے کا حق ہے کیوں کہ کوئی شکر نہیں جس سے تیرا شکر ادا ہو سکے، سوائے اس کے کہ تو نے مجھ پر نعمتیں وارد کیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اب تو نے میرا شکر ادا کر دیا، جب کہ تو نے جان لیا کہ نعمتوں کا نزول میری ہی جانب سے ہے ۔

وقف النبی علیہ السلام

النصف

۵۳ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۳ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ ظلم تین طرح کا ہے، ایک ظلم ایسا ہے جسے اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ اور ایک ظلم ایسا ہے، جسے وہ ہرگز نہ بخشے گا۔ اور ایک ظلم ایسا ہے جس سے چشم پوشی نہ کرے گا۔ پس وہ ظلم جسے خدا تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا، وہ شرک ہے۔ اور وہ ظلم جسے خدا تعالیٰ بخش دے گا، وہ ایسا ہے جو بندہ نے خود اپنے ہی اوپر کیا ہوگا۔ اور وہ ظلم جس سے وہ چشم پوشی نہ فرمائے گا، وہ حق العباد کے متعلق ہے ۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

تَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ
بتادوں گا۔ اے میرے بیٹے! اگر وہ (عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہو

فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ
پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو، یا آسمانوں میں ہو، یا زمین میں ہو، اللہ تعالیٰ اسے لے آئیگا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ
یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریک بین پورا پورا خبر رکھنیوالا ہے۔ اے میرے بیٹے تو نماز قائم رکھ، اور نیکی کا حکم دے

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ
اور برائی سے منع کر، اور جو مصیبت تجھے پہنچے اس پر صبر کر لے۵۱، یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں

عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ
سے ہے۔ اور لوگوں (کو دکھلانے) کے لئے اپنے گال نہ پھلا ۵۲ اور زمین میں اکڑتا ہوا نہ چل۔

مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِيْ
یقیناً اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا ۵۳ اور اپنی چال میں

مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ
میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو دھیمی کر، یقیناً بدترین آواز ۵۴ گدھے کی آواز

الْحَمِيْرِ ﴿١٩﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
ہے۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ

الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ
زمین میں ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تابع کر رکھا ہے اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر دی

النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ
ہیں، اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر روشنی دینے والی کتاب کے

مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ
جھگڑا کرتا ہے۔ اور جب ان سے کہا گیا کہ تم اس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو اسکی

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ
پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اگرچہ شیطان ان کو آگ کے عذاب کی طرف

ع ۲ ۸ ۱۱

۵۱ وَاصْبِرْ:۔

تفسیر صافی صـ۳۹۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچیں، اُن کو برداشت کرلو۔

۵۲ لَا تُصَعِّرْ:۔

تفسیر صافی صـ۳۹۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ از روئے تکبر لوگوں کی طرف سے منہ نہ پھیر لو۔ اور جو شخص تم سے بات کرتا ہو اس کی تحقیر کرتے کے لئے اسکی طرف سے منہ نہ موڑ لو۔

صاحب تفسیر صافی کہتا ہے کہ اس کی ایک قرأت ولا تصاعر بھی ہے، اور اصل اسکی صعر سے ہے، یہ ایک بیماری ہے، جو اونٹوں کو ہوا کرتی ہے، اِس سے ان کی گردن کج ہو جاتی ہے، اور ایک طرف کا گال پھول جاتا ہے؛

۵۳ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ:۔

تفسیر صافی صـ۳۹۴ پر بحوالہ المحاسن، اور من لا یحضرہ الفقیہ لکھا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا، کہ کوئی شخص چلنے میں اکڑتا ہوا چلے۔ اور یہ بھی فرمایا:۔ کہ جو شخص کوئی لباس پہنے، اور اسے پہن کر اکڑے۔ تو خدا تعالیٰ اُسے جہنم کے کنارے کھڑا کر کے مع اُس کنارے کے اس کو دھنسا دے گا۔ اور وہ قارون کا ہمنشین قرار پائے گا اِس لئے کہ قارون پہلا شخص ہے، جو اکڑ پن دکھلایا کرتا تھا۔ اور وہ مع اپنے مکان کے زمین میں دھنسا دیا گیا تھا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا:۔ کہ اکڑ فوں کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ سے جبروتِ خداوندی چھین لینا چاہتا ہے؛

۵۴ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ:۔

بہت زیادہ بُرا۔ نَکِرَ، جس کے معنی نہ پہچاننے اور بُرا جاننے کے ہیں۔ یا نَکَارَۃ سے، جس کے معنی نامانوس، سخت اور وحشتناک ہونے کے ہیں۔ باب مفعول میں افعل التفضیل کا صیغہ۔ اول صورت میں سَمِعَ سے آئے گا۔ اور دوسری صورت میں کَرُمَ سے، یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ جیسے جَدِیْرٌ کا افعل التفضیل، اَجْدَرُ ہے، ایسے ہی یہ نکیرہ کا ہوا۔ واضح رہے کہ عیب کے معنی میں نیز باب مفعول میں فعل التفضیل کا آنا شاذ ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صـ۲۸۶)

اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ

بلاتا رہا ہو ۔ اور جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ۔ اور وہ

مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

نیکوکار بھی ہو ، پس یقیناً اُس نے بڑی مضبوط رسی کو محکم پکڑا ۔ اور کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

ہے ۔ اور جس نے کفر کیا پس اُس کا کفر تجھے غم میں نہ ڈالے ۔ انکی بازگشت ہماری ہی طرف ہے ۔

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ

پس جو کچھ اُنھوں نے کیا ہم اُنھیں بتلا دیں گے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں کے حالات سے خوب واقف ہے ، ہم اُنھیں تھوڑا

قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

نفع پہنچائینگے ، پھر ہم انھیں سخت عذاب کی طرف جبراً لے جائیں گے ۔ اور اگر تو ان سے سوال کرے ۵۱ کہ

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ

آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کس نے کیا ؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ۔ کہہ شکر ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ۔

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے ۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ

یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز قابلِ حمد ہے ۔ اور اگر جو درخت زمین میں ہیں تو قَلَم بن

اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ

جائیں ، اور سمندر جس کے بعد سات سمندر اور ہیں سیاہی بن جائیں ، اللہ تعالیٰ کے

كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ

کلمات ختم نہ ہونگے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست بہت حکمت والا ہے ۔ نہیں ہے تمھارا پیدا کرنا اور تمھارا (دوبارہ زندہ کر کے)

اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

اٹھانا مگر ایک ہی نفس جیسا ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دیکھنے والا ہے ۔ کیا تو نے غور نہیں کیا یقیناً اللہ تعالیٰ

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ

رات کو دن میں داخل کرتا ہے ۵۲ اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔ اور اس نے ۵۳

۵۱ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ :-

تفسیرِ صافی صـ ۳۹۵ پر بحوالہ التوحید امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ؛ کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے ، یعنی یہ سمجھتا ہوا ہوتا ہے ، کہ خداوند عالم اس کا خالق ہے ، اسی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ؛ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ ۔

جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے واحد کے معنی دریافت کئے گئے ، تو فرمایا ، کہ واحد وہ ہے ، جسکی یکتائی بیان کرنے میں بے شمار زبانیں یک زبان ہوں ۔

۵۲ يُوْلِجُ :-

تفسیرِ صافی صـ ۳۹۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ رات کا جو حصہ گھٹتا ہے ، وہ دن میں جا داخل ہوتا ہے (جیسا گرمیوں میں) ، اور دن میں سے جو کچھ کم ہوتا ہے ، وہ رات میں جا گھستا ہے (جیسا کہ سردیوں کے موسم میں) ۔

۵۳ سَخَّرَ :-

اِس لفظ کے تفصیلی معنے سابقاً صـ ۳۲۲ پر زیر حاشیہ ۲ کر دیئے گئے ہیں ، وہاں سے ملاحظہ کر لئے جائیں ۔

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ
سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ، ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۹﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا
اس سے پورا باخبر ہے ۔ یہ اسلئے ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی برحق (معبود) ہے ، اور جسے وہ
يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۳۰﴾
اس کے سوا پکارتے ہیں ، یقیناً باطل ہے ، اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بلند مرتبہ بزرگ ہے ۔
أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ
کیا تونے غور نہیں کیا کہ دریا میں کشتی اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتی ہے ۵۱ تاکہ وہ تمہیں اپنی نشانیوں میں
آيَاتِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿۳۱﴾ وَإِذَا غَشِيَهُمْ
سے دکھلائے ۔ یقیناً اس میں ہر بہت زیادہ صبر شکر کرنیوالے کیلئے ضرور بہت نشانیاں ہیں ۵۲ اور جب لہر نے
مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ
(اونچی ہو کر) انھیں سائبان کی طرح ڈھانپ لیا تو انھوں نے خالص دل سے خدا کی اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے اسی کو پکارا ، پھر جب اس نے
إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ
انھیں نجات دیکر خشکی کی طرف پہنچا دیا تو انمیں کچھ میانہ رو ہوگئے اور سوائے ہر بد عہد ناشکر گذار کے ہماری نشانیوں کا کوئی انکار
كَفُورٍ ﴿۳۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي
نہیں کرتا ۔ اے لوگو ! اپنے پروردگار سے ڈرو ، اور اس دن سے ڈرو جبکہ باپ اپنے بیٹے سے
وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ
کفایت نہ کرے گا ۔ اور نہ کوئی اولاد اپنے باپ سے کچھ کفایت کرنے والی ہے ۔ یقیناً
وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ
اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ، پس تمھیں دنیا کی زندگانی دھوکے میں نہ ڈالے ۵۳ اور نہ کوئی فریب دینے والا تمھیں
الْغَرُورُ ﴿۳۳﴾ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ
اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکا دے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے ۵۴ اور وہی مینہ نازل کرتا ہے ۔ اور
يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا
وہی جانتا ہے جو کچھ کہ رحموں میں ہے ۔ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا ۔ اور نہ کوئی

ع ۳ / ۱۱ / ۱۲

۵۱ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۹۵ پر ہے کہ اس آیت میں نعمت کے معنی احسان کے ہیں ، اور مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایسے اسباب مہیا فرما کر جن سے کشتی چل سکے ، خاص احسان فرمایا ہے ۔
تفسیر قمی میں ہے ، کہ یہاں نعمت کے معنی قدرت کے ہیں ، اور مطلب یہ ہے کہ کشتیاں سمندر میں قدرتِ خدا سے چلتی ہیں ۔

۵۲ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۹۵ پر ہے ، کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں ، جو آیاتِ خدا میں غور و فکر کرنے کیلئے اور اسکی نعمتوں میں فکر کرنے کے لئے اور اُن کا شکر ادا کرنے کیلئے اپنے نفوس کو وقف کر دیں ۔
اور تفسیر قمی میں ہے ، کہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے ، جو فقر و فاقہ برداشت کرے اور ہر حالت میں خدا کا شکر کرتا ہے ۔
تفسیر مجمع البیان میں ہے ، کہ صبّار شکور سے مراد مومن ہے ، اس لئے کہ حدیث میں وارد ہے ، کہ ایمان کے دو حصے ہیں ، آدھا اس کا صبر ہے ، اور آدھا شکر ۔

۵۳ الحیٰوۃ الدنیا :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۹۵ پر بحوالہ کافی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ دنیا دو طرح کی ہے ، ایک تو تیاری آخرت کے لئے ایام گذاری کا ذریعہ اور ایک آخرت کو بھلا کر دائمی لعنت مول لینے کا اثاثہ ۔

۵۴ عِلْمُ السَّاعَةِ :-
تفسیر صافی صفحہ ۳۹۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں ، جن پر سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہے ، اور نہ کوئی رسول اور نبی ۔
نہج البلاغۃ میں ہے ، کہ وہ علم غیب جس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ۔ یہی چیزیں ہیں جن کا ان آیات میں ذکر ہے ۔
اور تفسیر صافی میں ہے ، کہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے معتبر حدیثوں میں مروی ہے ، کہ ان پانچ چیزوں کو تفصیلی اور تحقیقی طور پر سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ۔
صاحب تفسیر صافی اس کا مطلب یہ لیتے ہیں ، کہ ان امور کی اجمالی خبریں حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام نے بھی اکثر دی ہیں ، مگر جیسا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے ، وہ نتیجہ علام الغیوب سے علم حاصل کرتے کا تھا ۔

تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ ع

نفس جانتا ہے کہ وُہ کس زمین میں مرے گا ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت کچھ جاننے والا پُورا پُورا خبردار ہے ۔

ع ۱۲

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ۳۰ — ۳ رُکُوعاتُہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ۔ جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾ ؕ

الٓمّٓ اس کتاب (قرآن) کا نازل کرنا اس میں کچھ شک نہیں تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے ۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اسے جھوٹ موٹ گھڑ لیا ہے (ایسا نہیں) بلکہ وُہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تاکہ تو اُن لوگوں

اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ

کو ڈرائے جنکے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہ آیا ، تاکہ وُہ ہدایت پائیں ۔ اللہ تعالیٰ وُہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ دونوں کے درمیان ہے چھ وقتوں میں پیدا کیا ، پھر وُہ عرش پر

عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا

مستولی ہوا ۵۱ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی سرپرست ہے ، اور نہ سفارشی ۔ پھر کیا تم

تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ

نصیحت حاصل نہیں کرتے ۔ وُہ آسمان سے زمین تک کے معاملے کی تدبیر کرتا ہے ۔ پھر یہ کل معاملہ اس دن

اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾

اسی کے حضور میں پیش ہوگا ، جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ایک ھزار برس کی ہے ۵۲

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶﴾ لا الَّذِیْۤ اَحْسَنَ

وہی چھپی ڈھکی اور کھلی باتوں کا جاننے والا زبردست (اور) بہت رحم کرنے والا ہے ۔ جس نے ہر چیز کو جسے

كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ﴿۷﴾ ج ثُمَّ

اس نے پیدا کیا بہت اچھا بنایا ، اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی ۔ پھر

۵۱ العرش :-

عرش کے معنوں کی مکمل تشریح سابقاً صفحہ ۲۸۷ پر زیر حاشیہ نمبر ۱ کر دی گئی ہے ، اور استویٰ کی تشریح صفحہ ۲۷۶ پر زیر حاشیہ نمبر ۲ کر دی گئی ہے ، وہاں سے ملاحظہ فرمالی جائے ۔

۵۲ مِمَّا تَعُدُّوْنَ ٥ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے ، کہ اللہ تعالیٰ جن اُمور کی تدبیر کرتا ہے ، وہ سب ، اور جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ اور جن کاموں کے کرنے سے منع فرمایا ہے ، وہ تمام اور سب بندوں کے اعمال قیامت کے دن ان سب چیزوں کا اظہار فرمائے گا ۔ اور اس کا طول تمہارے برسوں کے حساب سے ہزار برس کا ہوگا ۔

لمترجم :-

اُس دن کا ہمارے دنوں کے حساب سے ایک ہزار برس کا ہونا مرکز نور سے دُور ہونے کی مناسبت سے ہے ۔ مصنف " دو قرآن " کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر شابلی کا خیال ہے ، کہ فضاء میں ایک مرکز نور ہے ، جس کے گرد تمام شموس چکر کاٹ رہے ہیں ۔ اور ان کا ایک چکر تیس کروڑ سال میں ختم ہوتا ہے ۔ بہ الفاظ دیگر ہمارے تیس کروڑ سال ان شموس کے ایک سال کے برابر ہوتے ہیں ۔ اور ان کا ایک دن ہمارے تیس کروڑ دنوں یعنی آٹھ لاکھ اکیس ہزار نو سو دو (۸۲۱۹۰۲) سال کے برابر ۔ چونکہ آسمان میں نظام ہائے شمسی کی کوئی انتہا نہیں ، اور ہر سُورج کی حرکت اپنے مرکز کے گرد دُوسرے سے مختلف ہے ۔ اس لئے ہر نظام کے لحاظ سے یوم و ماہ کی مدت بھی مختلف ہے ، ہمارے ہاں ایک دن رات زمین کی محوری گردش (۲۴ ساعت) کا نام ہے ، اور سال زمین کی آفتابی گردش (۳۶۵) دن کا نام ۔ لیکن دُوسرے نظاموں کے سال و ماہ ہم سے مختلف ہیں ۔ عطارد کا سال ۸۸ دن کا ہوتا ہے ، زہرہ کا سال ۲۲۵ دن کا ۔ لیکن مشتری کا سال ہمارے ۱۲ سال (۴۳۳۰ دن) کا ۔ زحل کا ہمارے ۲۹½ سال (قریباً ۱۰۷۶۰ دن) ، اور نیپٹون کا سال ہمارے ۱۶۵ سال (۶۰۲۲۵) دن کے برابر ہوتا ہے ۔

اسی طرح کوئی ستارہ ایک ہزار سال میں ، اور کوئی پچاس ہزار سال میں اپنے مرکز کے گرد چکر کاٹ رہا ہے ، اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بالکل درست ہے ، فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ٥ دُوسرے مقام پر ارشاد ہے :- اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ٥ (پ۱۷ حج ۔ ع۶) ۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے :- فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۔ (پ۲۹ ۔ معارج ، ع۱) ۞ ۞ ۞ ۞

جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٨﴾ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ

اس نے اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی کے خلاصہ سے قرار دیا ۔ پھر اسے درست کیا اور اس میں

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ

کچھ اپنی (مخلوق) روح پھونکی ۔ اور تمہارے لئے کان ، آنکھیں ، اور دل بنائے ۔

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٩﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا

تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ۔ اور وہ کہنے لگے کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے ۔ تو کیا ہم

لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٠﴾ قُلْ

پھر نئے سرے سے پیدا ہونگے ۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ اپنے پروردگار کی حضوری سے منکر ہیں ۔ (اے رسول)

يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

کہہ دو کہ تمھیں ملک الموت وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے ۔ پھر تم اپنے پروردگار کی طرف

ع ۱۱ ۱۴

تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ

لوٹائے جاؤ گے ۔ اور اگر تو دیکھے جبکہ گنہگار اپنے پروردگار کے حضور میں سر جھکائے ہوئے (کہیں گے) ؛

رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا

اے ہمارے پروردگار ! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سُن لیا ۔ پس تو ہمیں لوٹا دے ہم نیک عمل کریں گے (اب) یقیناً

مُوْقِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ

ہم یقین کرنے والے ہیں ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم ضرور ہر نفس کو اسکی ہدایت دے دیتے ۔ لیکن

حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

میرا قول سچا ہوا کہ میں ضرور ضرور دوزخ کو جنوں اور آدمیوں سب سے بھر

اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا

دوں گا ۔ پس اس بات کے عوض میں کہ تم آج کے دن کی حاضری کو بھول گئے تھے (عذاب کا) مزہ چکھو ۔ یقیناً

نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّمَا

ہم نے بھی تمھیں (آج) بھلا دیا اور جو عمل تم کیا کرتے تھے اسکے بدلے میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۔ ماسوا اسکے نہیں

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا

کہ ہماری آیتوں پر ایمان وہی لوگ رکھتے ہیں جنکو جس وقت بھی انکے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدہ میں گر پڑتے ہیں و اپنے

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ

پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو خوابگاہوں سے الگ ہو جاتے

الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ز وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

ہیں۔ ۱؎ وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں۔ اور جو رزق ہم نے انکو دیا ہے

يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ

وہ اسمیں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی نفس نہیں جانتا کہ انکی آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا کیا چیزیں ان کیلئے چھپائی

اَعْيُنٍ ج جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

گئی ہیں۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے۔ پس کیا جو شخص مومن ہے وہ اسکی طرح ہو سکتا ہے

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط لَا يَسْتَوٗنَ ﴿١٨﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو فاسق ہے۔ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ ایمان لائے، اور انھوں نے عمل

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾

نیک کئے، ان کی جگہ جنتیں ہیں۔ جو عمل وہ کیا کرتے تھے اسکے عوض اُن کی مہمانی ہو گی۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ط كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ

اور جن لوگوں نے (خدا کی) نافرمانی کی پس ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب بھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ

يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ

کریں گے، اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ تم آگ (دوزخ) کے عذاب کا مزہ چکھو۔

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى

جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم ضرور اُنھیں بڑے عذاب کے علاوہ چھوٹا عذاب

دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

چکھائیں گے ۲؎ تاکہ وہ رجوع کریں۔ اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے

مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ط اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ

جسے اس کے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے منہ پھیر لیا۔ یقیناً ہم گنہگاروں سے بدلہ

مُنْتَقِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ

لینے والے ہیں ۳؎ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ پس تم اسکی (آخرت میں) ملاقات سے

السجدة ۹ واجبة

وقف غفران ۱

وقف غفران ۲

۱؎ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ :-

تفسیر صافی ص۳۹۶ پر بحوالہ علل الشرائع جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے، کہ شاید تم نے دیکھا ہوگا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں، جو سوتے نہیں، حالانکہ اس بدن کو جب تک کہ جان اس میں سے نہ نکل جائے، آرام پہنچانا ضروری ہے۔ جب جان نکل جائے گی، تب بدن کو خود ہی آرام مل جائیگا اور رُوح کی بازگشت عمل کی قوت کے مطابق ہوگی پھر فرمایا کہ یہ آیت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور ہمارے پیروکاروں میں سے جو انکی سیرت پر چلنے والے ہیں، ان کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ اوّل شب میں سوتے ہیں، اور جب دو تہائی رات یا جتنی خدا کو منظور ہو، جا چکتی ہے تو اٹھ کر اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں، گڑگڑاتے ہیں، اور امید و بیم کی حالت میں اُس سے دُعا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی کتاب میں اس کا ذکر کر دیا، تم لوگوں کو بھی اطلاع دیدی، کہ اُن کو کیا کچھ عطا کیا گیا ہے، یعنی اُن کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دی، اور ان کو اپنی جنت میں داخل کر لیا، اور ان کو خوف سے مامون کر دیا، اور ڈر اُن کے دلوں سے نکال دیا ہے

۲؎ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى :-

تفسیر صافی ص۳۹۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ عذاب الادنیٰ سے مراد زمانۂ رجعت میں تلوار کا عذاب ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ عذاب الادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے۔

اور اکثر روایتوں میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے کہ عذاب الادنیٰ سے مراد خروج دابۃ اور دجال کا عذاب بھی ہے

۳؎ مُنْتَقِمُوْنَ ٥ :-

تفسیر صافی ص۳۹۷ پر ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ عام طور گنہگاروں سے انتقام لینے کا حتمی وعدہ فرما چکا ہے، تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا، جو سب ظالموں سے بڑھ کر ظالم ہیں

ع ۱۱ ۳ ۱۵

مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

متردد نہ ہونا ۔ اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کیلئے ہدایت قرار دیا ۔ اور ہم نے ان میں سے

اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ڛ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٢٤﴾

امام بنائے جبکہ انھوں نے صبر کیا وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے [١] اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے ۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

یقیناً تیرا پروردگار قیامت کے دن ان (بنی اسرائیل) کے درمیان ان امور میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

کیا کرتے تھے ۔ کیا ان کو اس بات نے راہ نہ دکھلائی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو جن کے

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا

مکانوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کیا ۔ یقیناً اس میں بہت نشانیاں ہیں ۔ پس کیا وہ

يَسْمَعُوْنَ ﴿٢٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ

سنتے نہیں ۔ کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم پانی کو بنجر زمین کی طرف ہنکاتے ہیں ۔

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا

پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی نکالتے ہیں ، اس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ کھاتے ہیں ۔ پھر کیا وہ نہیں

يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٨﴾

دیکھتے ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ کہ) وہ فتح کب ہوگی [٢] ۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ

(اے رسولؐ) کہہ دو کہ فتح کے دن ان لوگوں کو ان کا ایمان فائدہ نہ دے گا جنھوں نے کفر کیا ۔ اور نہ وہ

يُنْظَرُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿٣٠﴾

مہلت دیئے جائیں گے ۔ پس تو ان سے منہ پھیر لے اور انتظار کر ، یقیناً وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ

اٰیاتُہا ٧٣ ۔ رکوعاتُہا ٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

---

[١] لَمَّا صَبَرُوْا :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٩٧ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا ، کہ چونکہ علم خدا میں گذر چکا تھا ، کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو جو بھی مصیبتیں پڑیں گی ، اُن پر صبر کریں گے ۔ انہی حضرات کو امام مقرر فرمایا ۔

[٢] هٰذَا الْفَتْحُ :-

تفسیر صافی صفحہ ٣٩٧ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے ، کہ یہ ایک مثال ہے ، جو اللہ تعالیٰ نے رجعت کے بارے میں اور جناب قائم آل محمدؐ کے بارے میں بیان فرمائی ہے ، کہ جب منکروں کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجعت کی خبر دی ، تو وہ کہنے لگے ، مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ فتح کب ہوگی) ، ان کا یہ قول ، اللہ تعالیٰ کے اس قول پر معطوف ہے ، وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ (اور ہم ضرور انہیں بڑے عذاب کے علاوہ چھوٹا عذاب بھی چکھائیں گے ۔

الفتح

ع ٨ ۔ ٣ ۔ ١٦

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ

اے نبی! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو ۵۱

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ

یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے اسکی پیروی کرتے رہو۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى

یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ کہ تم کرتے ہو خوب خبردار ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِىْ جَوْفِهٖ ۚ

ہی کافی کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے لئے اس کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے۔

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـىِٔۡ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا

اور نہ تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو، تمہاری مائیں بنایا۔ اور نہ

جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ تمہارا قول تمہارے مونہوں کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ

حق بات کہتا ہے، اور وہ سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔ اُن کو اُن کے باپوں (کے ناموں) سے پکارو

اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى

وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ پس اگر تم اُن کے باپوں کو نہ جانو، تو وہ دین میں تمہارے بھائی

الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ

اور تمہارے دوست ہیں۔ اور اس (بھول کر کسی لے پالک کو بیٹا کہہ دینے) میں جو تم نے خطا کی اس کام پر کوئی گناہ نہیں ہے

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾ اَلنَّبِىُّ

لیکن جو تمہارے دلوں نے قصداً کیا (اس پر گناہ ہے) اور اللہ تعالیٰ بخشنیوالا بہت رحم کرنیوالا ہے۔ نبی

اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا

مومنوں پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے ۵۲ اور اُسکی بیویاں اُنکی مائیں ہیں ۵۳ اور مومنوں

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور مہاجروں میں سے بعض رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بعض سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔

۵۱ والمنٰفقین :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے، کہ اس آیت میں وہی بات ہے، جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمائی تھی، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسا کلام دے کر بھیجا، کہ بایاکِ اعنی واسمعی یا جارۃ (کہنا تو مجھے تجھ سے ہے اور پڑوسن سنتی تو رہیو) یعنی خطاب ظاہری طور پر تو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہے، اور مراد امت کے لوگ ہیں۔

۵۲ اولیٰ :-

اس کے لفظی معنے زیادہ لائق۔ زیادہ مستحق، زیادہ قریب کے ہیں، ولی سے مشتق ہے، جس کے معنی پے در پے اور مسلسل واقع ہونے کے ہیں، اور اسی لحاظ سے قریب ہونے کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے، افعل التفضیل کا صیغہ۔ اس کا صلہ جب لام واقع ہوتا ہے، تو یہ ڈانٹ اور دھمکی کے لئے آتا ہے، اس صورت میں خرابی اور برائی سے زیادہ قریب اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہونگے، چنانچہ آیہ شریفہ فاولیٰ لھم (سو خرابی ہے انکی، اور اولیٰ لک فاولیٰ (تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے)، میں یہی معنی مراد ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ا صفحہ ۲۹۸)۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۸ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے کہ نبی مومنین کے تمام معاملات میں اُنکی ذات سے زیادہ تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے، یعنی وہ ان کو جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے، اور جو چیزیں ان کے لئے پسند کرتا ہے، انہی چیزوں میں مومنین کی خیر و خوبی بھی ہے، اور انہی میں انکی کامیابی بھی ہے درآنحالیکہ نفوس کی یہ حالت نہیں ہے، اسی لئے نبی کے حکم کو اولیٰ اور اعلیٰ بتلایا گیا ہے۔

نیز یہ بھی اُن پر واجب ہوا، کہ وہ اپنی ذات سے زیادہ نبیؐ سے محبت رکھیں، اور اپنے نفس کے حکم سے زیادہ نبیؐ کے حکم کو نافذ سمجھیں، اور اپنی ذات سے زیادہ نبیؐ کی ذات کی حفاظت اور غور و پرداخت کریں۔

۵۳ وازواجہٗ امھٰتھم :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۹ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کی ازواج مطہرات امتیوں پر حرام ہونے میں ماں کا سا حکم رکھتی ہیں۔

لمترجم :- اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مائیں نہیں بن جاتیں، ورنہ اُن کا امتیوں سے پردہ کرنا کوئی معنے نہیں رکھتا۔

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ

مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ یہ

ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ

کتاب کے اندر لکھا ہوا ہے۔ اور (اے رسولؐ! وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے نبیوں

مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى

سے اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم

ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْـَٔلَ

سے ان کا عہد لیا، اور ہم نے اُن سے بڑا پکا عہد لیا۔ تاکہ وہ سچوں سے اُنکی سچائی کے

ع ۲ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸

بارے میں سوال کرے، اور اُس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے، تم پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان کو یاد کرتے رہو جبکہ تم پر (دشمن کے) لشکر

جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

آئے، پھر ہم نے ان پر ایک ہوا اور ایسے لشکر کو بھیجا جنکو تم نہیں دیکھتے تھے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹ ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ

تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم پر بلندی کی طرف سے بھی آئے اور پستی کی طرف

وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ

سے بھی، اور جبکہ آنکھیں کج ہو گئیں۔ اور دل (ڈر کے مارے) نرخروں تک پہنچ گئے۔ اور تم اللہ تعالیٰ پر

بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

طرح طرح کے ظن کرنے لگے۔ اسی جگہ پر مومنوں کو مبتلا کیا گیا۔ اور وہ نہایت شدت سے

شَدِيْدًا ۝۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

ہلا ڈالے گئے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے، کہنے لگے

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

کہ نہیں وعدہ کیا ہم سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے مگر دھوکا (ہی دھوکا) اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ان میں سے ایک گروہ نے

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ
کہا کہ اے یثرب کے رہنے والو! تمہارے ٹھہرنے کیلئے کوئی جگہ نہیں رہی۔ پس تم لوٹ جاؤ اور اُن میں سے ایک گروہ نبی سے
النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن
یہ کہتے ہوئے اجازت مانگتا تھا کہ یقیناً ہمارے گھر خالی (غیر محفوظ) ہیں سلہ حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں۔ وہ (اس بہانے سے)
يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ
نہیں ارادہ کرتے مگر بھاگنے کا۔ اور اگر لشکر ان پر طرفوں سے آجاتے پھر ان سے
سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ
فساد برپا کرنے کو کہا جاتا تو ضرور برپا کر دیتے۔ اور اس بارے میں نہ توقف کرتے مگر تھوڑی دیر۔ اور یقیناً
كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ
وہ اللہ تعالیٰ سے پہلے ہی عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا
عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ﴿١٥﴾ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ
عہد ضرور پوچھا جائے گا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگ بھی جاؤ، تو یہ بھاگنا تمھیں
الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَن
ہرگز فائدہ نہ دے گا۔ اور اس وقت تم نہ فائدہ دیے جاؤ گے مگر تھوڑا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ وہ
ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ
کون ہے جو تمھیں اللہ تعالیٰ سے بچائے گا۔ اگر وہ تمھیں عذاب دینے کا ارادہ کرے یا تمھارے حق میں رحمت
رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾
کرنا چاہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سرپرست، اور مددگار نہ پائیں گے۔
قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ
یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم میں سے باز رکھنے والوں کو۔ اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو کہ ہماری طرف
إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا
چلے آؤ۔ حالانکہ وہ لڑائی کے میدان کم ہی آتے ہیں۔ وہ تم پر بخیل ہیں۔ پھر جب
جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي
خوف آتا ہے تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں۔ ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح پھرتی ہیں جس پر

معانی لغۃ:

سلہ عَوْرَةٌ :-

اِس کے لفظی معنی ہیں، کھلے، غیر محفوظ خالی، علامہ مجدالدین فیروز آبادی نے لغت کی مشہور کتاب قاموس میں اس کے حسب ذیل معانی لکھے ہیں :-

(١) سرحد وغیرہ میں خلل پڑنا۔ (٢) چھپانے کی جگہ۔ (٣) مرد اور عورت کی شرمگاہ۔ (٤) وہ وقت جو بے پردہ ہونے کا ہو، اور یہ تین اوقات ہیں۔ (١) فجر سے پہلے، (٢) دوپہر کے وقت (٣) اور نماز عشاء کے بعد۔ (٥) ہر وہ بات جس کے ظاہر ہونے سے آدمی شرمائے"

امام راغب کہتے ہیں عَوْرَة انسان کی شرمگاہ کو کہتے ہیں، جو کنایہ ہے، اور اصل میں یہ "عار" سے ہے، کیونکہ شرمگاہ کے کھلنے میں عار محسوس ہوتی ہے، اور عورتوں کو بھی عَورۃ اسی بنا پر کہا جاتا ہے (کہ ان کو بھی غیر مردوں کے سامنے آنے میں عار آتی ہے) اور عَوَارٌ اور عَوْرَة اس شگاف کو بھی کہتے ہیں، جو گھڑے یا گھر وغیرہ کسی چیز میں پڑ جاتا ہے، ارشاد ہے :- اِنَّ بُیُوتَنَا عَوْرَة وَمَا هِیَ بِعَوْرَة۔ (ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں، حالانکہ وہ کھلے نہیں پڑے)، یعنی ان میں جگہ جگہ سے گھسنے کی جگہ موجود ہے، کہ جو چاہے، چلا آئے۔ اور یہ آیۂ کریمہ اَلَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ (یعنی جو عورتوں کی پردے کی بات سے آگاہ نہیں) سے مراد نابالغ بچے ہیں۔

اور امام ابوبکر سجستانی نزہۃ القلوب میں آیۂ اِنَّ بُیُوتَنَا عَوْرَة میں لفظ عَوْرَة کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

عَورۃ کا مطلب یہ ہے، کہ ہمارے گھروں پر چوروں کی آمد و رفت کے بہت مواقع ہیں۔ محاورہ ہے" اعورت بیوت القوم" یعنی لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر چل دیئے، اور اب دشمن یا جس کا جی چاہے، وہاں گھس سکتا ہے ؛

(لغات القرآن نعمانی، جلد ٤۔ صفحہ ٣٦٢)

يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ

موت کی غشی چھا جائے ۔ پھر جب خوف جاتا رہا تو وہ تم سے تیز زبانوں سے بڑھ بڑھ

بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ

کر بولے ، وہ نیکی پر بخیل ہیں ۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے ، پس اللہ تعالیٰ نے بھی

اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ

انکے اعمال اکارت کر دیئے ۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے ۔ (کفار کے) لشکر کے متعلق یہ گمان

لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي

کرتے ہیں کہ وہ نہیں گئے ۔ اور اگر وہ لشکر (پھر) آجائیں تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش وہ جنگل میں بدوؤں کے

الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا

درمیان رہتے (اور) تمھاری خبریں پوچھا کرتے ۔ اور اگر وہ تمھارے درمیان ہی رہتے وہ نہ لڑتے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ۧ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

مگر تھوڑا سا ۔ (اے لوگو!) یقیناً تمھارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک اچھا نمونہ ہے ،

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ۭ

اُس کیلئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی امید رکھے ، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا ۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اور جب مومنوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (تو) کہنے لگے یہ ہے جسکا وعدہ ہم سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے کیا

وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ۭ

اور سچ کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ، اور اس نے اُن کے ایمان اور تسلیم کو اور بڑھا دیا ۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ

مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنھوں نے وہ عہد سچ کر دکھایا جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ؂ پس ان میں سے کچھ

مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ڮ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ۙ

وہ ہیں جنھوں نے نذر پوری کر دی اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو انتظار کرتے ہیں اور انھوں نے (اپنے عہد کو) ذرا بھی نہیں بدلا ۔

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ

تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے ۔ اور اگر چاہے تو منافقوں کو عذاب دے ۔

ع ۲ / ۱۴ / ۱۷

ا؂ مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ :-

تفسیر صافی صـ۴۰۳ پر بحوالہ الخصال بروایت امام محمد باقر علیہ السلام جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس حدیث میں منقول ہے، جو آپ نے ایک یہودی سے فرمائی، کہ میں نے اور میرے چچا حمزہ رضؓ اور میرے بھائی جعفر رضؓ اور میرے چچیرے بھائی عبیدہ نے جس امر کا خدا اور اس کے رسول سے وعدہ کر لیا تھا، اُسے پورا کیا۔ پس خدا کی مرضی یوں ہوئی، کہ میرے وہ ساتھی تو آگے بڑھ گئے، اور میں اُنکے پیچھے رہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ آیت ہمارے بارے میں اُتری۔ اور خدا کی قسم وہ منتظر میں ہوں، اور میں نے جو وعدہ خدا سے کیا، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔

المناقب میں ہے، کہ میدانِ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے اصحاب میں سے جو شخص دشمن کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کرتا، تو حضرت سے رخصت ہوتا، اور کہتا "السلام علیک یا ابن رسول اللہ" حضرت جواب میں فرماتے وعلیک السلام، بھائی ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتے ہیں، پھر یہی آیت تلاوت فرماتے :- فمنهم من قضى نحبهٗ ومنهم من ينتظر ۔ صـ۵ ج ۹

شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ

یا اُن کو توبہ کی توفیق دے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ

ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے اُن کے غصّہ کی حالت میں ہی لوٹا دیا ۔ وہ نیکی کو نہیں پہنچے ۔ اور لڑائی میں مؤمنوں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ ہی کافی ہُوا [1] ۔ اور اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے ۔ اور اہلِ کتاب میں سے

ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ

جنھوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے نیچے اتار دیا ۔ اور اُن کے دلوں میں رعب

قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ وَاَوْرَثَكُمْ

ڈال دیا ۔ تم ایک گروہ کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو ۔ اور تم کو اُن کی

اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ

زمین کا اور اُن کے گھروں کا اور اُن کے مالوں کا وارث کر دیا ۔ اور ایسی زمین کا جس پر تم نے کبھی قدم نہ رکھا ۔ اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ

ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ اے نبی ! اپنی بیویوں سے کہہ دو [2] کہ اگر تم

ع ۳ ۷ ۱۵

كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ

دنیا کی زندگانی اور اُس کی زینت چاہتی ہو ۔ تو آؤ میں تمھیں فائدہ پہنچاؤں ۔

وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ

اور تمھیں نہایت خوبی سے رخصت کر دوں ۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور آخرت

رَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا

کا گھر چاہتی ہو ۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جو نیک ہوں گی اُن کیلئے بہت بڑا اجر

عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

تیار کیا ہوا ہے ۔ اے نبی کی بیبیو ! تم میں سے جو کھلی بدی کرے گی ۔

يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

اُس کیلئے عذاب بڑھا کر دوگنا کر دیا جائے گا ۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہے ۔

[1] المؤمنین :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ بات جناب امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعہ ہوئی۔ کہ انہوں نے عرب کے نامور پہلوان عمرو ابن عبدود کو قتل کیا، اور یہی واقعہ دشمنوں کی شکست اور ہزیمت کا باعث ہُوا ؛

[2] قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ :-
یہ آیۂ مجیدہ آیت تخییر کہلاتی ہے، اس میں ازواج نبی کو اختیار دیا گیا ہے، کہ اگر وہ مالِ دُنیا اور آسودگی چاہتی ہیں، تو رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم انہیں مالِ دنیا دیکر رخصت کر دے گا۔ اور اگر وہ صحبت رسولؐ اور آخرت کا گھر اختیار کرنا چاہیں، تو فبہا۔

واقعہ یوں ہے، کہ مدینہ کے قریب یہودیوں کی کچھ زمین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ہاتھ لگی۔ آپ نے اُسے مہاجرین پر بانٹ دیا۔ جس سے انکے گزران کی صورت نکل آئی۔ اور انصار پر اُن کا خرچ ہلکا ہو گیا۔ دو سال کے بعد خیبر کے یہودیوں کی زمین بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہو گئے۔ ازواج رسولؐ نے جب دیکھا، کہ لوگ آسودہ حال ہو گئے، تو چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے گھر میں فقر و فاقہ رہتا تھا، اس بارے میں بعض ازواج نے رسول صلعم سے کچھ بول چال کی، حضرتؐ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جائیں گے، پھر مہینہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرتؐ گھر میں آئے، اور سب سے پہلے آپ نے حضرت عائشہؓ ہی سے پوچھا، کہ وہ مالِ دنیا لے کر رخصت ہونا چاہتی ہیں، یا صحبتِ رسولؐ اور آخرت کا گھر اختیار کرتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی، پھر اسی طرح سب نے ؛

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل کرے گی ہم اسے اسکا

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ

بدلہ دو بار عطا کریں گے ۵۱ اور ہم نے اس کیلئے باعزت رزق (بھی) تیار کر رکھا ہے ۔ اے نبی کی بیبیو !

لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

اگر تم پرہیزگاری کرو، تو تم اور عورتوں میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہو ۔ پس تم بات کرنے میں نزاکت

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا

نہ کیا کرو، پھر جس کے دل میں بیماری ہوگی وہ (برائی کی) طمع کرے گا ۔ اور تم نیک بات کہا

مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

کرو ۔ اور تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو ۵۲ اور تم پہلی جاہلیت (کے زمانہ) کا بناؤ سنگھار نہ

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ

دکھاتی پھرو ۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دیتی رہو ، اور

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ۔ ماسوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہلبیت (نبوت)

الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا

وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور رکھے ۔ اور تمہیں ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے ۵۳ اور جو کچھ تمہارے

يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت میں سے پڑھا جاتا ہے اسے یاد کرو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

باریک بین پورا پورا خبردار ہے ۔ یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ، اور مومن مرد ،

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

اور مومن عورتیں ، اور فرمانبردار مرد ، اور فرمانبردار عورتیں ، اور سچے مرد ، اور سچی عورتیں ،

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ

اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں ، اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں ، اور خیرات دینے والے مرد

۵۱ مَرَّتَيْنِ :-

تفسیر صافی صہ ۴۰۵ پر ہے، کہ ایک اجر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہوگا، اور ایک اجر قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ رضا جوئی خداوند تعالیٰ پر ہوگا۔ اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ سب کچھ آخرت ہی میں ہوگا کیونکہ جہاں اجر ہوگا، وہاں ہی عذاب ہوگا ۔

۵۲ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ :-

تفسیر صافی صہ ۴۰۵ پر بحوالہ اکمال الدین بروایت ابن مسعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے، کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع بن نون حضرت موسیٰؑ کے بعد تیس برس زندہ رہے، اور صفیرا بنت حضرت شعیبؑ زوجہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے خلاف خروج کیا۔ اور یہ کہا کہ میں امر وصایت میں تم سے زیادہ حقدار ہوں۔ پس آپ اس سے لڑے، اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا۔ اور اسے قید کرکے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، اور یقیناً حضرت ابوبکر کی دختر میری اُمت کے اتنے اتنے ہزار آدمیوں کے ساتھ حضرت علیؑ کے مقابل خروج کریگی، پس علیؑ بھی اس سے لڑیں گے، اس کے ساتھیوں کو قتل کریں گے، اور قید میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں گے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا، کہ الجاھلیۃ الاولیٰ سے صفیرا بنت شعیبؑ کا واقعہ مراد ہے ۔

۵۳ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا :-

ع ۷ ۱

تفسیر صافی صہ ۴۰۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی ابن ابی طالبؑ، فاطمہؑ، امام حسن اور حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ اور یہ واقعہ جناب ام سلمہؓ آنحضرت صلعم کی زوجہ محترمہ کے گھر میں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو بلایا، اور اُن پر اپنی چادر اوڑھا دی، اور آپ خود بھی اس میں داخل ہوگئے۔ پھر فرمایا: اے میرے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت، جن کے بارے میں تو نے میرے ساتھ وہ وعدہ کیا، جو تو نے کیا۔ یا اللہ! تو ان سے رجس کو دُور رکھ۔ اور ان کو پاک رکھ۔ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ اس پر ام سلمہؓ بولیں۔ یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں شامل ہو سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! نہیں، خوشخبری ہو کہ تو نیکی پر ہے — اور امام حسین علیہ السلام کے پوتے حضرت زید بن علی زین العابدین فرماتے ہیں، کہ لوگوں کی اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہوگی، کہ وہ گمان کرتے ہیں، کہ آیت تطہیر سے اللہ تعالیٰ نے ازواج رسول صلعم کی طہارت کا ارادہ کیا تھا، وہ جھوٹے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ارادہ ازواج رسول صلعم کی طہارت کا ہوتا، تو یوں فرماتا: لیذھب عنکن الرجس ویطھرکن تطھیرا۔ اور یہ کلام مؤنث کے صیغوں سے ہوتا۔ جیسا کہ سابق میں مؤنث کے صیغے استعمال کئے، اور فرمایا: وقرن فی بیوتکن ..... الخ ۔

وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

اور خیرات دینے والی عورتیں ، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنیوالی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ

کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنیوالے مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں ۵۱

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

اللہ تعالیٰ نے ان سب کیلئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کیا ہوا ہے ۔ اور کسی مومن مرد ۵۲ اور کسی

وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ

مومنہ عورت کیلئے یہ مناسب نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے کسی امر کا فیصلہ کر دیا ، پھر ان کیلئے اپنے امر

الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ

میں کوئی اختیار رہ جائے ۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی ، تو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں

ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ ﴿٣٦﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ

بھٹک گیا ۔ اور (وہ وقت یاد کر) جبکہ تو اُسے کہتا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ۔ اور تو نے (بھی)

عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ

اس پر انعام کیا کہ تو اپنے پاس اپنی بیوی (زینب) کو روکے رکھو اور خدا سے ڈر ۔ اور تو اپنے جی میں اس چیز کو چھپاتا تھا

مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ

جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنیوالا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا (کہ طعنہ نہ دیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے ،

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ

کہ تو اس سے ڈرا کرے ۔ پس جب زید نے اس (زینب) سے حاجت پوری کر لی ہم نے اس (عورت) کو تیری زوجیت میں دے دیا ،

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا

تاکہ مومنوں کیلئے ان کی لے پالک اولاد کی ازواج کے بارے میں جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیا کریں کوئی تنگی

مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿٣٧﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ

نہ رہے ۔ اور خداوند تعالیٰ کا امر ہو کر رہا ۔ نبی کے لئے اس بات میں جو اللہ

مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا

تعالیٰ نے فرض کر دی ، کوئی تنگی نہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے ان لوگوں میں جو پہلے

۵۱ وَالذّٰكِرٰتِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۰۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان مقاتل بن حیان سے منقول ہے، کہ جب حضرت اسماء بنت عمیس اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ حبشہ سے واپس آئیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج کے پاس گئیں، اور پوچھا، کہ کیا کوئی آیت ہمارے بارے میں بھی قرآن مجید میں نازل ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! تو یہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آئیں، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! عورتیں تو نقصان اور گھاٹے میں رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کس سبب سے؟ عرض کی کہ اس سبب سے کہ مردوں کا ذکرِ خیر تو قرآن مجید میں آیا ہے، لیکن عورتوں کا نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

۵۲ وما کان لمؤمن :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۰۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زینب بنت جحش الاسد یہ اپنی پھوپھی زاد بہن کو اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے لئے نکاح کا پیغام دیا تو انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اتنا انتظار کریں کہ میں ذرا سوچ لوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، جسے سن کر جناب زینبؑ نے عرض کی: یا رسول اللہ میرا معاملہ آپؐ کے ہاتھ میں ہے۔ پس آپؐ نے اُن کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا ۔

مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۣ (۳۸) الَّذِيْنَ

گذر گئے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا امر ایک اندازے پر مقرر کیا ہوا ہے ۔ وہ لوگ (نبی) ایسے ہیں

يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا

کہ اللہ تعالیٰ کی رسالتوں کو پہنچایا کرتے ہیں ۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں ، اور وہ کسی سے نہیں ڈرتے ۔ سوائے

اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (۳۹) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

اللہ تعالیٰ کے ۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا ۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ۵۱ ،

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور تمام نبیوں کا خاتم ہے ۵۲ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری پوری طرح

عَلِيْمًا (۴۰) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (۴۱)

جاننے والا ہے ۔ اے لوگو ! جو ایمان لا چکے ، اللہ تعالیٰ کو یاد کرو بہت یاد کرنا ۔

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (۴۲) هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ

اور صبح اور شام اس کی تسبیح کیا کرو ۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے ۵۳ اور

مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ

اس کے فرشتے بھی ، تاکہ تمھیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالے ۔ اور وہ مومنوں پر

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (۴۳) تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ

بہت رحم کرنے والا ہے ۔ جس دن وہ اس کے حضور میں حاضر ہوں گے اُن کی دعاءِ ملاقات سلام علیکم ہوگی ۔

لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا (۴۴) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

اور اُس نے ان کیلئے باعزت اجر تیار کیا ہوا ہے ۔ اے نبی یقیناً ہم نے تمھیں گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (۴۵) وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (۴۶)

والا اور ڈرانے والا (بنا کر) بھیجا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف اسکے اذن سے بلانے والا اور نور دینے والا چراغ (بنا کر بھی) ۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (۴۷) وَلَا

اور مومنوں کو خوشخبری دے ۔ کہ یقیناً ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے ۔ اور تو

تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر ، اور اُن کا ایذا دینا چھوڑ دے ۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

۵ ع ۲

۵۱ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ :-

تفسیر صافی ص۴۰۷ پر ہے، کہ یہ آیت اس عمومیت کی تخصیص نہیں ہے، کہ آپ اپنے بیٹوں قاسمؑ، طیبؑ، طاہرؑ اور ابراہیمؑ کے باپ تھے، اس لئے کہ وہ رجال کہلائے جانے کی حد تک نہیں پہنچے تھے، اور بالفرض وہ اس حد تک پہنچتے بھی، تو وہ رجالہٗ یعنی رسول اللہ صلعم کے رجال ہوتے، نہ کہ رجال الناس، یعنی لوگوں کے رجال، کہ وہ رجالکم کی زد میں آتے۔ اسی طرح آپ کا آئمہ معصومین علیہم السلام کا باپ ہونا بھی اس آیت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ وہ سب رجال رسول اللہ ہیں، نہ کہ رجال الناس۔ ان کا قیاس عام لوگوں کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا ۔

لمترجم :- آیۃ مجیدہ سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ آپ، لوگوں کے باپ نہیں ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے، کہ آپ اپنے بچوں اور اولاد کے بھی باپ نہیں تھے۔ کیونکہ آیہ مجیدہ میں رجالکم کہہ کر لوگوں کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے، نہ کہ رجالہٗ یعنی اپنی اولاد کے باپ ہونے کی، جو خلافِ عقل ہے تفسیر مجمع البیان میں صحیح طریق سے بیان ہوا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن مجتبےٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا: کہ میرا یہ بیٹا سید ہے، اسی طرح امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی نسبت ارشاد فرمایا:۔ کہ میرے یہ دونوں بیٹے امام ہیں، خواہ (جنگ کے لئے) کھڑے ہوں، خواہ (گھر) بیٹھے رہیں ۔

صاحبِ تفسیر صافی کہتا ہے: کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ خواہ یہ امامت و خلافت کے ساتھ قائم ہوں، خواہ بیٹھے رہیں۔ نیز فرمایا: کہ ہر بیٹے کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، سوائے اولادِ فاطمہؑ کے، کہ ان کا باپ میں ہوں ۔

۵۲ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ :-

اس آیت میں لفظ خَاتَمَ ہے، جس کے معنی مَا يُخْتَمُ بِهٖ ہیں، یعنی وہ شے یا وجود جس پر کوئی شے ختم کردی جائے، کیونکہ فاعل بفتح العین (فاعَل)، مَا يُفْعَلُ بِهٖ کے معنوں میں آتا ہے جیسا کہ عالَم مَا يُعْلَمُ بِهٖ ۔ قالَب مَا يُقْلَبُ بِهٖ ۔ اگر خاتِم بکسر تا یعنی خاتِم ہوتا، تو مطلب یہ ہوتا، کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ حالانکہ یہ خدا کی صفت ہے، پس خاتِم اللہ تعالیٰ ہے، اور خاتَم آپ ہیں، یعنی آپ کی ذات پر اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں کا خاتمہ کردیا۔ آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ۔— اجرائے نبوت کے قائل کہتے ہیں، کہ یہاں خاتم کے معنی مُہر کے ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ اس صورت میں علیٰ کا تعدیہ ضروری تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ ، وغیرہ ۔

۵۳ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ :- تفسیر صافی ص۴۰۷ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر سو مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ اور جو شخص محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ اسی کا خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے ۔

اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝٤٨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ

کرو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کارسازی کیلئے کافی ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لاچکے، جب تم نے مومنہ عورتوں سے

الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ

نکاح کیا، پھر تم نے اُن کو طلاق دی پیشتر اس کے کہ تم نے ان کو چھوا (مباشرت کی)۔ پھر ان کے ذمہ

عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

تمھارے لئے کوئی عدت نہیں جسے تم گنا کرو۔ پس تم انھیں فائدہ دو، اور انھیں نہایت خوبی سے رخصت

جَمِيْلًا ۝٤٩ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ

کردو۔ اے نبی! یقیناً ہم نے تیرے لئے وہ بیویاں حلال کردی ہیں، جن کے تم مہر

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

دے چکے، اور وہ لونڈیاں جنکا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہوا جنھیں اللہ تعالیٰ نے تجھ پر بغیر لڑائی

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ

کے لوٹا دیا ہے۔ اور تمھارے چچا کی بیٹیاں اور تمھاری پھوپھیوں کی بیٹیاں، اور تمھارے ماموں کی بیٹیاں اور تمھاری

خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ

خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومنہ عورت بھی کہ اُس نے اپنا نفس نبی کے لئے [له]

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ خَالِصَةً لَّكَ

(بغیر مہر) ہبہ کردیا۔ اگر نبی نے ارادہ کرلیا کہ اُس سے نکاح کرے۔ یہ حکم مومنوں کو چھوڑ کر خالص

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

تمھارے لئے ہے۔ یقیناً ہم نے جان لیا ہے جو کچھ ہم نے ان کی بیویوں کے بارے

فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ

میں جن کے ان کے داہنے ہاتھ مالک ہیں نے ان پر فرض کیا، تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ

عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٥٠ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاۗءُ

ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ (اے رسول) ان میں سے جنکو تو چاہے

مِنْهُنَّ وَتُـــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ

ڈھیل دے، اور جسے تو چاہے اپنے پاس رکھ۔ اور اگر تو ان میں سے کسی کو چاہے جس سے تو نے

له وَهَبَتْ :۔

تفسیر صافی ص۴۰۸ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ ایک دن جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حفصہؓ کے حجرہ میں تشریف فرما تھے، انصار کی ایک عورت آئی، درآنحالیکہ اُس نے خوب بناؤ سنگار کیا ہوا تھا۔ اور کنگھی پٹی سے آراستہ پیراستہ تھی۔ اور کہنے لگی، یا رسول اللہ! کوئی عورت خاوند کی خود طلبگار نہیں ہوتی، لیکن مَیں ایسی عورت ہوں، کہ نہ تو زمانہ میں میرا کوئی خاوند ہے، اور نہ کوئی اولاد۔ کیا آپکو میری حاجت ہے؟ اگر ہو تو مَیں اپنا نفس آپکو ہبہ کرتی ہوں، بشرطیکہ آپ قبول فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں دُعائے خیر فرمائی، اور فرمایا: اے انصار کے گروہ! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تحقیق تمہارے مرد میری نصرت کرتے ہیں، اور تمہاری عورتیں مجھ سے رغبت رکھتی ہیں۔

اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یہ نکاح سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی دُوسرے کیلئے جائز نہیں ؎

عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

علیحدگی اختیار کی تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ بہت قریب ہے اس بات سے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور وہ غم نہ کریں۔ اور وہ سب اس پر راضی رہیں جو کچھ کہ تو نے انھیں دیا۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ

جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑا بُردبار ہے۔ (اے رسول) اسکے بعد تمھارے

النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ

لئے (اور) عورتیں حلال نہیں۔ اور نہ یہ کہ تو ان کی جگہ دوسری بیویاں بدل لے۔ اور

لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

اگرچہ تجھے ان کا حسن اچھا بھی لگے سوائے ان کے جنکا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

چیز پر نگہبان ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لا چکے تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو۔

بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ

سوائے اسکے کہ تمھیں کھانے کیلئے اجازت دی جائے۔ نہ دیکھنے والے ہو اُسکے برتنوں کو (یا کھانے کے وقت کا انتظار

اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

کرنیوالے نہ ہوں) لیکن جب تمھیں بلایا جائے تو تم داخل ہو جاؤ۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتفرق ہو جاؤ

وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۚ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھے رہو۔ ۵۱ یقیناً یہ بات نبی کو ایذا دیا کرتی تھی،

فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۚ وَاِذَا

پس وہ تم سے شرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ اور جب تم

سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذٰلِكُمْ

ان سے کچھ سامان مانگنا چاہو۔ پس تم ان (امہات المومنین) سے پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمھارے

اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا

دلوں کیلئے زیادہ پاکیزہ ہے اور اُنکے دلوں کیلئے بھی۔ اور تمھیں یہ لائق نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول کو ایذا ۵۲

---

۵۱ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ:۔
تفسیر صافی صد ۴۰۹ پر "غیر ناظرین" کا مطلب "غیر منتظرین" بیان کیا گیا ہے، یعنی کھانے کے وقت کا انتظار کرتے والے نہ ہو۔
بعض ترجموں میں کھانا پکنے کا انتظار مراد لیا ہے، لیکن اس ترجمہ میں یہ خوبی ہے، کہ مومنین کو حکم دیا گیا ہے، کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں بلائے جائیں، تو برتنوں پر بھی نظر نہ ڈالیں، کیونکہ ان برتنوں کو اہلبیت ؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ لگتے ہیں۔ اور برتنوں کی صفائی وغیرہ دیکھ کر دیکھنے والے کے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں، جن کا سدِ باب کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ بات آنحضرت صلعم کی ایذا کا باعث ہوتی تھی، جیسا کہ اس آیت کے اتنے ٹکڑے میں وضاحت کر دی ؎

ع ۱۲ ۶ ۳

۵۲ اَنْ تُؤْذُوْا:۔
تفسیر صافی صد ۴۰۹ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے، کہ جب یہ آیۂ مجیدہ اولیٰ بالمومنین من انفسھم ... الخ نازل ہوئی۔ اور ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مومنوں پر حرام قرار دیا گیا۔ تو طلحہ کو بہت غصہ آیا، کہنے لگا، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی عورتیں تو ہم حرام قرار دیتا ہے، اور ہماری عورتوں سے شادی کر لیتا ہے، اگر خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سامنے موت دی، تو ہم بھی اس کی ازواج سے ایسا ہی معاملہ کریں گے۔ جیسا کہ اس نے ہماری ازواج سے کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؎

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ

دو ۔ اور نہ یہ کہ تم اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ

یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی (گناہ کی) بات ہے ۔ اگر تم کوئی چیز ظاہر کرو ، یا

تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ

اُسے چھپاؤ ، پس یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے ۔ ان (عورتوں) پر نہ اپنے

عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا

باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ ہے اور نہ اپنے بیٹوں کے ، اور نہ اپنے بھائیوں کے ، اور نہ

اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا

اپنے بھتیجوں کے ، اور نہ اپنے بھانجوں کے ، اور نہ اپنی عورتوں کے ، اور نہ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ

ان لونڈیوں کے سامنے ہونے میں جنکے مالک انکے داہنے ہاتھ ہوئے ۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ

گواہ ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی اور اسکی آل پر ۵۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ

اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو تم بھی اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجو اور تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے ۔ یقیناً

الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ، اللہ تعالیٰ نے اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت

الْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

کی ۔ اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہوا ہے ۔ اور جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

عورتوں کو بغیر اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ایذا دیتے ہیں ، تو یقیناً انھوں نے بہتان

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا ۔ اے نبی! اپنی بیویوں اور

۵۱ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۴۰۹ پر بحوالہ ثواب الاعمال منقول ہے، کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا، کہ اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتوں اور مومنوں کی صلوات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی صلوات، اس کا رحمت نازل کرنا ہے، اور فرشتوں کی صلوات انکا طہارت و پاکیزگی کا اعلان ہے، اور مومنوں کی صلوات ان کے لئے دُعا ہے۔

اور معانی الاخبار میں ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ صلوات کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی صلوات رحمت کا نازل کرنا ہے، فرشتوں کی صلوات اعلانِ طہارت و پاکیزگی ہے، اور لوگوں کی صلوات دُعا ہے۔

اُب رہی بات اللہ تعالیٰ کے قول "وسلموا تسلیما" کی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے، کہ جو کچھ اُن کی شان میں وارد ہوا ہے، اسے بلا چون وچرا تسلیم کرلیں۔ پھر پوچھا گیا، کہ ہم محمدؐ اور آل محمدؐ پر کس طرح صلوات پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہو:۔

"صلوات اللہ وصلوات ملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وجمیع خلقہ علیٰ محمدٍ وآل محمدٍ والسلام علیہ وعلیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

پھر پوچھا گیا، کہ اس چیز کا کیا ثواب ملے گا؟ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر اس طرح صلوات بھیجے، آپ نے فرمایا کہ وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا، جس طرح کہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

اعتراض :۔ آیہ صلوات میں صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہے، یصلون علی النبی پھر آل کو کیوں شامل کر دیا جاتا ہے؟

الجواب :۔ آیہ مجیدہ میں یصلون علی نبی نہیں، بلکہ نبی پر الف لام داخل ہوا ہے، یعنی النبی ہے، اور اہل علم جانتے ہیں، کہ الف لام کی بے شمار اقسام ہیں، جن میں سے ایک الف لام جنسی بھی ہے دیکھئے قرآن مجید میں ارشاد ہے :۔ "اَفَلَا یعلم اذا بُعثر ما فی القبور" (پ ۳۰۔ العادیات، ع) ترجمہ :۔ (کیا وہ نہیں جانتا کہ جب مُردے قبروں سے نکالے جائیں گے)، اس پر سوال ہوتا ہے، کہ از روئے قرآن صرف قبروں سے ہی مُردے نکالے جائیں گے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا، جو آگ میں جلا دیئے گئے، اور انکی راکھ گنگا دریا میں بہادی گئی، یا وہ جنہیں شیر یا بھیڑیا کھا گیا، یا دریا میں غرق ہوگئے، اور اُن کے بدن کو ہزاروں مچھلیاں چٹ کر گئیں؟ اس کا جواب قرآن نے یہ دیا، کہ آیہ مجیدہ میں محض فی قبور نہیں فرمایا، بلکہ قبور پر الف لام لگا دیا، یعنی القبور۔ الف لام جنسی ہے مطلب یہ ہوا، کہ قبر یا اسکی مثل۔ پس جہاں اور جس جگہ بھی جسم انسانی مرنے کے بعد پوشیدہ ہو جائے گا، خواہ وہ کسی درندے کا پیٹ ہو، یا دریا کی مچھلیاں، یا آگ وغیرہ، اللہ تعالیٰ وہاں سے بھی اسے نکال لے گا۔ اسی طرح "نبی" پر الف لام جنسی داخل ہے، پس نبی پر بھی صلوات ہے، اور اسکی جنس پر بھی۔ اور ظاہر ہے کہ نبی کی جنس صرف اس کی آل ہے۔ کیونکہ جس طرح نبی پر صدقہ حرام ہے، اسی طرح آپکی آل پر بھی صدقہ حرام ہے۔ جس طرح نبی طاہر و مطہر ہے، اسی طرح آپ کی آل بھی آیہ تطہیر میں داخل ہے۔ جس طرح آپکی خلقت نوری ہے، اسی طرح آپکی آل کی خلقت

(بقایا صفحہ ۵۵۳ پر)

وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ

اور بیٹیوں (نیز) -نواسیوں) اور مومنوں کی عورتوں کو حکم دے دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادریں نزدیک

جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ

کر لیں۔ یہ بہت قریب ہے اس بات کے کہ وہ پہچانی جائیں۔ پس وہ ایذا نہ دی جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۹ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ

بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ البتہ اگر منافق باز نہ رہے۔ اور وہ لوگ جن کے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ

دلوں میں بیماری ہے۔ اور شہر میں جھوٹی افواہیں اڑانے والے (بھی)، تو ضرور ہم تجھے ان کے پیچھے

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۰ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ

لگا دیں گے۔ پھر وہ تیری ہمسائیگی نہ کریں گے مگر تھوڑی۔ وہ لعنت کیے جائیں۔

اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝۶۱ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي

جہاں کہیں وہ پائے جائیں گرفتار کیے جائیں اور قتل کیے جائیں خوب قتل کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے ان لوگوں

الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝۶۲

میں جو پہلے گذر گئے۔ اور تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے طریقہ میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

(اے رسول) لوگ تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو ماسوا اسکے نہیں کہ اسکا علم اللہ تعالیٰ (ہی) کے پاس ہے۔

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝۶۳ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ

اور تجھے کیا معلوم ہے کہ شاید وہ گھڑی نزدیک ہی ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں

الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝۶۴ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ

پر لعنت کی اور ان کیلئے جلتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۶۵ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

وہ نہ کوئی سرپرست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن انکے منہ جہنم میں اوندھائے

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝۶۶

جائیں گے۔ وہ کہیں گے اے کاش! ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی تابعداری کی ہوتی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

مناقب ۱۲

بھی نوری ہے، لہٰذا آپ کی آل آپ کی جنس سے ہے۔ اس لئے آپکے ساتھ آپکی آل پر بھی صلوات پڑھنا واجب ہے۔ زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ اور عیون اخبار الرضا میں ہے کہ امام رضاؑ نے مامون کے دربار میں فرمایا تھا کہ یٰسین سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور الیاسین سے آلِ محمدؐ۔

الربع

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا

اور وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! یقیناً ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی۔ پھر انھوں نے ہمیں

السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ

سیدھے راستہ سے بہکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو عذاب کا دوہرا حصہ دے۔ اور ان پر لعنت کر

لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا

بہت بڑی لعنت۔ اے لوگو! جو ایمان لاچکے ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰ کو ایذا دی۔

مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے جو انھوں نے کہا تھا بری کیا ۵۱ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا آبرو والا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾

اے لوگو! جو ایمان لاچکے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور درست بات کیا کرو ۵۲

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ

وہ تمھارے عملوں کو تمھارے لئے درست کر دے گا۔ اور تمھارے لئے تمھارے گناہ بخش دیگا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ

اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ

اور اسکے رسول کی اطاعت کی۔ پس یقیناً وہ بہت بڑی مراد کو پہنچا۔ یقیناً ہم نے ایک امانت آسمانوں

عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا

اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی ۵۳ تو ان سب نے اس کے اٹھانے سے انکار

وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا

کیا۔ اور اس سے ڈر گئے۔ اور اسے ایک خاص انسان نے اٹھا لیا۔ یقیناً وہ بے باک نادان

جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ

تھا۔ یہ اس لئے تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں، اور منافق عورتوں، اور مشرک مردوں،

وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ

اور مشرک عورتوں کو عذاب کرے۔ اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو توبہ کرنے کی توفیق دے۔

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٣﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

---

۵۱ فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ:-

تفسیر صافی ص۴۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل یہ کہا کرتے تھے، کہ حضرت موسیٰؑ کے وہ چیز نہیں ہے، جو مردوں کے ہوا کرتی ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا دستور یہ تھا، کہ جب وہ نہانے کا ارادہ کرتے تو کسی ایسے مقام پر جاتے جہاں انھیں کوئی نہ دیکھتا۔

(ع ۱۰ — ۸ — ۵)

ایک دن وہ کسی دریا کے کنارے نہا رہے تھے اور انھوں نے کپڑے ایک چٹان پر رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور وہ چٹان اُن سے دُور ہو گئی۔ تا اینکہ بنی اسرائیل نے ان پر نظر ڈال لی، اور جان لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ویسے نہیں ہیں، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔

اور المجالس میں انہی حضرت سے مروی ہے، کہ سب لوگوں کی نہ تو رضامندی حاصل کی جاسکتی ہے، اور نہ ان کی زبانیں بند کی جاسکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ بات منسوب کر دی تھی، کہ آپ عنّین ہیں۔ اور اس طرح انہیں ایذا دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو انکے الزامات سے بَری ثابت کر دیا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں آبرو والے تھے۔

۵۲ سَدِيدًا:-

یہ لفظ سَدّ سے مشتق ہے، جس کے معنے درست، اور درست ہونے کے ہیں بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۳ ص۲۰۴)

اور تفسیر صافی ص۴۱۳ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے عباد ابن کثیر صوفی بصری سے فرمایا، کہ اے عباد! تمہیں حرام خوری اور حرام کاری نے دھوکا دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:-

یا ایھا الذین آمنوا ..... قولاً سدیدا ۵۱

پس جان لو، کہ اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہ کرے گا، جب تک کہ قول عدل کے قائل نہ ہوگے۔

۵۳ وَالْأَرْضِ:-

(ع ۵ — ۹ — ۶)

تفسیر صافی ص۴۱۳ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا، اور معانی الاخبار امام جعفر صادق، اور امام رضا، علیہما السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے، کہ امانت سے مراد ولایت ہے، جس نے ناحق اس کا دعویٰ کیا، وہ کافر ہو گیا ـــــ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ امانت سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام کی امامت ہے۔

آیاتها ۵۴ — سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ — ۶ رکوعاتها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کیلئے ہے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝١ يَعْلَمُ

اور آخرت میں بھی اسی کیلئے ہر قسم کی حمد ہے۔ اور وہ بڑا حکمت والا بڑا خبر رکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے

مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ

جو کچھ کہ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے خارج ہوتا ہے، اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا

السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝٢ وَ

ہے، اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے ؎۱ اور وہ بہت رحم کرنے والا بخشنے والا ہے۔ اور

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

ان لوگوں نے جو کافر ہوگئے کہا کہ ہم پر وہ (قیامت کی) گھڑی نہ آئے گی۔ (اے رسول) کہہ دو ہاں، اور میرے پروردگار

لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ

غیب کو جاننے والے کی قسم وہ تم پر ضرور آئے گی۔ اس کے علم سے کوئی ذرہ برابر وزن کی چیز بھی ؎۲

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ

نہ آسمانوں میں چھپی رہتی ہے اور نہ زمین میں، اور نہ اس سے بہت چھوٹی، اور نہ بہت

لَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝٣ۙ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

بڑی (کوئی چیز ایسی ہے) مگر یہ کہ وہ ایک روشن کتاب میں ہے۔ تاکہ (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٤

اور انھوں نے عمل نیک کئے۔ انہی کے لئے بخشش اور باعزت روزی ہے۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں ہمیں عاجز کرنے والے بن کر کوشش کی۔ انہی کیلئے دکھ دینے والی تکلیفوں کا

؎۱ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا:-
تفسیر صافی ص۱۱۴ پر ہے، کہ آیہ مجیدہ میں مَا یلج فی الارض سے مراد بارش، خزانہ اور مردہ ہے، جو زمین میں داخل ہوتے ہیں، مَا یخرج منہا سے مراد پانی، دھاتیں، نباتات اور حیوان ہیں، ما ینزل من السماء سے مراد بارش، فرشتے اور رزق ہے، اور مَا یعرج فیہا سے مراد اعمال اور فرشتے ہیں۔

؎۲ مثقالُ ذرّۃ:-
تفسیر صافی ص۱۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اوّل جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا، تو اسے حکم دیا: کہ لکھ! پس جو کچھ ہو چکا تھا، اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا، اس نے سب کچھ لکھ ڈالا۔

رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝٥ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ

عذاب ہے۔ اور جو لوگ علم دیئے گئے ہیں وُہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تیری طرف

إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ

نازل کیا گیا ہے وُہ حق ہے ۵۱ اور وُہ سب پر غالب قابلِ حمد اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت

الْحَمِيدِ ۝٦ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ

کرتا ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا کہ کیا ہم تمھیں ایسے شخص کی طرف راہنمائی کریں، جو

يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝٧

تمھیں (یہ) خبر دیتا ہے کہ جب تم (مرنے کے بعد) گل سڑ کر پارہ پارہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو فوراً اسکے بعد قیامت کو تم ایک

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا

نئی پیدائش میں آجاؤ گے۔ کیا اُس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا یا اسے جنون ہے۔ (ایسا نہیں) بلکہ جو لوگ آخرت

يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝٨

پر ایمان نہیں لاتے ہیں، وُہ عذاب (میں ہوں گے)، اور دُور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ

پس کیا نہیں دیکھا انھوں نے اس چیز کی طرف جو اُن کے آگے ہے، اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے آسمان

وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ

اور زمین سے۔ اگر ہم چاہیں اُنھیں زمین میں دھنسا دیں، یا ان پر آسمان کا کوئی

عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ

ٹکڑا (شہاب ثاقب) گرا دیں۔ یقیناً اس میں ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے

عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝٩ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي

ایک نشانی ہے۔ اور یقیناً ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی عطا کی (اور حکم دیا کہ) اے پہاڑو! اور اے پرندو!

مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝١٠ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَ

اسکے ساتھ تسبیح پڑھو ۵۲ اور ہم نے اس کیلئے لوہے کو نرم کر دیا، کہ کشادہ زرہیں بناؤ، اور

قَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝١١

کڑیاں جوڑنے میں اندازہ کرو اور نیک کام کرتے رہو۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے خوب دیکھنے والا ہوں۔

۵۱ هُوَ الْحَقُّ :-

تفسیر صافی ص۲۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہاں "حق" سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں ۞

۵۲ أَوِّبِي :-

یہ لفظ تاویبٌ سے مشتق ہے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ اس میں تاویبٌ سے مراد تسبیح کرنا ہے۔ چنانچہ سورہ صٓ کی آیت اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً۔ (ہم نے تابع کر دیئے پہاڑ، کہ وہ اُس کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، شام اور صبح اور اڑتے جانور اکٹھے ہو کر)، اس آیت کی تفسیر کر رہی ہے۔

یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا، کہ جب آپ تسبیح الٰہی میں مصروف ہوتے تھے، تو پہاڑ اور پرندے بل کر آپؑ کے ساتھ تسبیح کرتے، یا اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل تھا۔ کیونکہ قرآن مجید اس چیز کو خاص طور پر فضل کہہ رہا ہے۔ پہاڑوں کی تسبیح سے ان کی صدائے بازگشت یا وہ عام تسبیح جو ہر چیز اپنی زبانِ حال وقال سے کرتی رہتی ہے، مراد نہیں، ورنہ حضرت داؤد علیہ السلام پر افضال اور انعاماتِ الٰہی کے سلسلہ میں اس کا بیان کرنا کیا اہمیت رکھتا ہے، اسی طرح اگر صدائے بازگشت یا عام تسبیح مراد لی جائے، تو پھر پہاڑوں اور پرندوں کے مسخر کرنے کا کیا مطلب رہ جاتا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص۲۹۳)

تفسیر صافی ص۴۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب جنگلوں میں سے گزرتے تو زبور پڑھتے، تو آپؑ کے ساتھ تمام پہاڑ اور پرندے اور وحشی جانور بھی تسبیح پڑھتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے لوہا مثل مومی شمع کے نرم کر دیا تھا، کہ جو کچھ چاہتے، اسی سے بنا لیتے

ع ۹ ۱ ۷

نیز حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو جو معجزات دیئے گئے، وہ سابقہ انبیاء میں سے کسی کو نہ دیئے گئے تھے، اور آپ کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی، لوہا اور تانبا اُن کے لئے بغیر آگ پر چڑھائے نرم کر دیا گیا۔ اور تمام پہاڑوں کو اُن کے ہمراہ تسبیح خوان بنا دیا گیا ۞

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا

اور سلیمان کیلئے ہوا کو (مسخر کیا) اسکی صبح کی سیر ایک مہینہ کی راہ اور شام کی سیر (بھی) ایک مہینہ کی راہ ہوتی تھی) اور ہم نے

لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۗ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ

اس کیلئے تانبے کا چشمہ جاری کردیا۔ اور جنوں میں سے بعض ایسے تھے جو اسکے سامنے اپنے پروردگار کے حکم سے کام کرتے تھے۔

رَبِّهٖ ۗ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

اور ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے پھرتا۔ ہم اُسے جلتی آگ کا عذاب

السَّعِيْرِ (۱۲) يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ

چکھاتے۔ وہ اس کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا قلعوں سے مورتیں اور بڑے بڑے

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۗ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ

حوض کی مانند لگن اور ایک جگہ گڑی رہنے والی بڑی دیگیں۔ اے آلِ داؤد! کام کئے جاؤ احسان

شُكْرًا ۗ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (۱۳) فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ

مان کر۔ اور میرے بندوں میں سے تھوڑے ہی شکر گذار ہیں۔ پس جب ہم نے اس پر موت کا حکم

الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

جاری کردیا، تو کسی چیز نے انھیں (جنات کو) اسکی موت پر خبردار نہ کیا سوائے زمین پر چلنے والی (ایک دیمک) کے کہ وہ

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

اسکے سونٹے کو کھاتی تھی۔ پس جب وہ گر پڑا جنوں پر واضح ہوگیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو کبھی وہ اس

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ (۱۴) لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ

ذلیل کرنے والے عذاب میں گرفتار نہ رہتے۔ یقیناً سبا والوں کے لئے

فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۗ كُلُوْا مِنْ

انکے اپنے گھروں میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ دائیں اور بائیں تھے۔ (اور انھیں کہا گیا کہ) تم اپنے پروردگار

رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (۱۵)

کے رزق سے کھاؤ، اور اس کا شکر ادا کرو۔ کہ (یہ تھیں) پاکیزہ شہر (رہنے کیلئے ہے) اور بخشنے والا پروردگار۔

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ

پھر انھوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیج دیا ؎ۛ اور ان کے دونوں باغوں کو دو ایسے

ؑ سَیْلَ الْعَرِمِ

تفسیر صافی ص۴۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یمن میں ایک دریا تھا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا، کہ ان لوگوں کے لئے بلادِ ہند تک اس میٹھے پانی والے دریا سے ایک خلیج کھود دیں، پس انہوں نے اسکی تعمیل کی اور پتھروں اور چونے سے ایک بہت بڑا بند باندھ دیا۔ کہ اس سے نہریں نکل کر بقدرِ ضرورت تمام ملک میں پانی پہنچایا کرتی تھیں، اس کے دائیں اور بائیں ایسے باغات ہوگئے تھے، کہ چلنے والا دس دن تک چلا جاتا، اور اُس پر دھوپ نہ پڑتی لیکن جب انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا، اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے سرکشی کی، اور نیک لوگوں کے منع کرنے سے باز نہ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس بند پر گھونس کو مسلط کردیا۔ وہ ایک بڑا چوہا (الفارۃ الکبیرۃ) ہوتا ہے تو وہ ان پتھروں کو اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا تھا، جو آدمیوں کے ہلائے نہ ہلتے تھے۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی، تو لوگ وہاں سے بھاگ گئے، یا ملک چھوڑ کر چل دیئے، گھونس اپنے کام میں لگا رہا گنہگار لوگوں نے خیال بھی نہ کیا۔ تا اینکہ سارا بند خراب ہوگیا، اور ایک بہت بڑا سیلاب آگیا۔ اس نے ان سب کو ڈبو دیا۔ علاقہ ویران ہوگیا۔ اور سب کے سب درخت برباد ہوگئے ۞

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَّأَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾

باغوں سے بدل دیا جن کے پھل کڑوے تھے ، اور کچھ جھاؤ تھا ، اور کچھ تھوڑی سی بیری ۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۖ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ إِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَ

یہ ہم نے انھیں بدلہ دیا کہ انھوں نے کفر کیا ۔ اور ہم نہیں بدلہ دیتے مگر ناشکر گذار کو ۔ اور

جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً

ہم نے ان (سبا والوں کی بستیوں) کے درمیان اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی کئی ظاہر لفظا ہر بستیاں

وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۖ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

بنائیں لہ اور ہم نے ان میں چلنے پھرنے کا اندازہ مقرر کر دیا ۔ تم ان میں راتوں اور دنوں کو امن امان سے چلو پھرو ۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

پھر وہ بولے اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں کے درمیان دوری ڈال دے ! اور انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے ۔ پس ہم نے انھیں

أَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ

افسانے بنا دیا ۔ اور ہم نے انھیں پورا پورا تتر بتر کر دیا ۔ یقیناً اس میں ہر زیادہ صبر اور شکر کرنے والے

صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيْسُ ظَنَّهُ

کیلئے البتہ نشانیاں موجود ہیں ۔ اور یقیناً ان پر ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا ۔

فَاتَّبَعُوْهُ إِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ

پس سوائے مومنوں کے ایک گروہ کے سب نے اس کی پیروی کر لی ۔ اور اس کا ان پر کوئی زور نہ

مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ

تھا سوائے اسکے کہ ہم اس کو جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس سے پرکھ لیں جو اس کے بارے

مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا

میں شک میں پڑا ہے ۔ اور تیرا پروردگار ہر ایک چیز پر پورا پورا نگہبان ہے ۔ (اے رسول) کہدو کہ تم ان کو پکارو

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو ۔ وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا

ہیں ، اور نہ زمین میں ، اور نہ ان دونوں کے (معاملہ میں) ان کی کچھ شرکت ہے ۔ اور نہ

لہ قُرًى ظَاهِرَةً :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۱۴ پر امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے، کہ آیۂ مجیدہ میں قُرًی سے مراد رجال ہیں، پھر آپ نے قرآن مجید سے وہ سب آیات پڑھیں، جو ان معنوں میں وارد ہوئی ہیں۔ لوگوں نے پوچھا، کہ یا حضرت ! وہ رجال کون ہیں ؟ آپ نے فرمایا : وہ رجال ہم ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا، سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَ أَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ آپ نے فرمایا : آمنین سے مراد نہ یغ یعنی کجی سے امن امان میں چلنا پھرنا ہے۔

اور اکمال الدین میں اس آیت کی تفسیر میں قائم آل محمدؐ سے منقول ہے، کہ آپ نے فرمایا : خدا کی قسم ! ہم وہ بستیاں ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی ہے، اور ظاہری بستیاں تم لوگ ہو ۔

ع ۲ ۱۲ ۸

لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ

ان میں سے اسکا کوئی مددگار ہے۔ اور نہ اُس کے پاس شفاعت فائدہ دے گی، مگر اس کیلئے جسے

أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ

وہ اجازت دے۔ تا اینکہ جب اُنکے دلوں سے اضطراب دُور ہوا تو اُنھوں نے کہا تمھارے پروردگار نے کیا کہا۔

قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ

انھوں نے کہا کہ حق کہا۔ اور وہی بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ (اے رسول) کہدو کہ تمھیں آسمانوں اور زمین میں

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللّٰهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى

کون روزی دیتا ہے۔ کہدو کہ اللہ تعالیٰ۔ اور یقیناً ہم یا تم البتہ ہدایت پر ہیں ؎

أَوْ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ

یا کھلی گمراہی میں۔ (اے رسول) کہدو جو جرم ہم نے کئے ان کے بارے میں تم سے نہ پوچھا جائیگا اور جو عمل تم کرتے ہو

عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا

اسکے بارے میں ہم سے نہ پوچھا جائیگا۔ (اے رسول) کہدو کہ ہمارا پروردگار ہم سب کو اکٹھا کریگا پھر ہمارے درمیان حق کیساتھ

بِالْحَقِّ ۖ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ

فیصلہ کریگا۔ اور وُہ بڑا فیصلہ کرنیوالا سب کچھ جاننے والا ہے۔ (اے رسول) کہدو کہ مجھے ان کو دکھاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر

بِهِ شُرَكَاءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۷﴾ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ

اُسکے ساتھ ملحق کر دیا۔ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ وہی زبردست اور حکمت والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تمھیں

إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

مگر کل لوگوں کیلئے ؎ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

يَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿۲۹﴾

ہیں۔ اور وُہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ کہ) وُہ وعدہ کب (پورا) ہوگا۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا

(اے رسول) کہدو تمھارے لئے وعدہ کا ایک دن مقرر ہے تم اس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکوگے، اور نہ آگے

تَسْتَقْدِمُونَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا

بڑھ سکوگے۔ اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے کہا کہ ہم ہرگز اس قرآن پر ایمان

۵۱ لعلیٰ ھُدًی :-

تفسیر صافی صـ۴۱۴ پر ہے، کہ اس آیت میں دو فرقوں موحدین اور مشرکین کا ذکر کیا گیا ہے ایک یعنی موحدین کا فرقہ ہدایت پر ہے، اور دوسرا یعنی مشرکین کا گروہ ضلالت پر ہے، اور اس طرح بیان کرنا تصریح سے زیادہ بلیغ ہے۔ اور یہ انصاف کی صورت میں خصم کو خاموش کرانے کیلئے ہے۔

حرفوں کا اختلاف یعنی ہدایت سے پہلے علیٰ کا آنا، اور ضلال سے پہلے فی کا استعمال کرنا اس بنا پر ہے، کہ ہادی اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو مینار پر چڑھا ہوا ہو، کل چیزوں کو دیکھتا ہو، اور ان سے اطلاع رکھتا ہو، یا گھوڑے پر سوار ہو کر جدھر چاہے اُسے ایڑی مار کر لے جائے۔

اور گمراہ اُس شخص کی مانند ہوتا ہے، جو اندھیرے میں پھنسا ہوا ہو، کہ اُسے کچھ سوجھائی نہ دے۔ یا مانند اس قیدی کے ہو، جو کسی گڑھے میں ہو، کہ وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائے ؎

۵۲ کَافَّةً لِّلنَّاسِ :-

تفسیر صافی صـ۴۱۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، و انبیاء سابق یعنی حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو شریعتیں عطا کیں۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کل لوگوں کالے، گورے، جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے ؎

؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎

الخمس ۹

الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

نہیں لائیں گے اور نہ اُس پر جو اُنکے پاس ہے (یعنی سابقہ کتاب) اور کاش تم دیکھتے کہ جس وقت ظالم اپنے پروردگار

مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ ِ الْقَوْلَ ۚ یَقُوْلُ

کے حضور کھڑے کئے جائیں گے۔ ان میں سے بعض بعض کی طرف بات لوٹائے گا۔ اس وقت

الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا

وہ لوگ جو کمزور کئے گئے، ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بن گئے کہ اگر تم نہ ہوتے، البتہ ہم مومن

مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ

ہو جاتے۔ وہ لوگ جو بڑے بن گئے ان لوگوں سے کہیں گے جو کمزور کر دیئے گئے۔ کیا ہم نے

صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۳۲﴾

تمھیں ہدایت سے روکا بعد اس کے کہ وہ تمھارے پاس آچکی (ایسا نہیں) بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ

اور جو لوگ کمزور کر دیئے گئے ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بن گئے (ایسا نہیں) بلکہ (یہ تمھاری) رات اور دن کی

الَّیْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ

تدبیریں تھیں، جبکہ تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں، اور اُس کے لئے شریک

اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا

ٹھہرا دیں۔ اور جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے تو پشیمانی کو چھپائیں گے ۵۱ اور ہم ان لوگوں کی

الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا

گردنوں میں طوق ڈال دیں گے جنھوں نے کفر کیا۔ کیا وہ بدلہ دیئے جائیں گے، مگر اُس عمل کا

كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ

جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں ڈرانے والا، مگر اُس کے مالداروں نے

مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ

کہہ دیا کہ تم جو کچھ دے کر بھیجے گئے ہو یقیناً ہم اُس کے منکر ہیں۔ اور اُنھوں نے کہا کہ ہم مال اور اولاد

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ

میں زیادہ ہیں، ۵۲ اور ہم عذاب نہیں دیئے جائیں گے۔ (اے رسولؐ) کہدو یقیناً میرا پروردگار

۵۱ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ :-

تفسیر صافی صہ ۴۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی معصوم سے مروی ہے، کہ جب وہ خدا کے ولی کو دیکھیں گے تو دوزخ میں بھی اپنی ندامت کو چھپائیں گے۔ اس پر کہا گیا، کہ یابن رسول اللہ! جس حال میں کہ وہ عذاب میں ہونگے، ندامت کا چھپانا انہیں کیا فائدہ دے گا فرمایا: دشمنوں کی شماتت کو جب بھی بُرا جانتے ہوں گے ؛

۵۲ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا :-

تفسیر صافی صہ ۴۱۵ پر بحوالہ نہج البلاغة یہ لکھا ہے، کہ وہ امیر لوگ جو امتوں میں سے مالدار ہوتے تھے، انہوں نے ہمیشہ نعمتوں پر بے جا فخر کیا، اور کہنے لگے: نحن اکثر اموالا و اولادا وما نحن بمعذبین ہ (ہم مال اور اولاد میں زیادہ ہیں، اور ہم عذاب نہیں دیئے جائیں گے)،
پس اگر تعصب ضروری ہے، تو تمہارا تعصب اچھی خصلتوں، قابلِ تعریف اعمال اور محاسن الامور کے لئے ہونا چاہیئے، جن کے متعلق عرب کے قبائل اور اُن کے سردار ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی برتری اور بزرگی ثابت کیا کرتے تھے ؛

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے۔ اور تنگ بھی کر دیتا ہے، لیکن بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِىْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا

جانتے۔ اور تمہارے مال اور تمہاری اولادیں ایسی نہیں ہیں کہ وہ ہمارے حضور تمہارا درجہ قریب کر

زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ

دیں، سوائے اس شخص کے جو ایمان لایا اور اس نے عمل نیک کئے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جو عمل بھی وہ کریں اسکا

بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِىْٓ

دوگنا معاوضہ ان کیلئے (مہیا) ہے لہ اور وہی بالاخانوں میں امن و امان سے رہنے والے ہونگے۔ اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں

اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ اِنَّ

کے بارے میں ہمیں عاجز کرنیوالے بنکر کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے جانے والے ہونگے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو

رَبِّىْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ

یقیناً میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور اس کیلئے تنگ (بھی) کر دیتا ہے۔

اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٣٩﴾

اور کسی چیز میں سے جو بھی تم نے خرچ کیا۔ پس (اللہ تعالیٰ) اسکا بدلہ دیتا ہے ٢ه اور وہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ

اور جس دن وہ سب کو اکٹھا کرے گا، پھر کل فرشتوں سے کہے گا: کیا یہی وہ لوگ ہیں جو تمہاری عبادت

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٤٠﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ

کیا کرتے تھے۔ وہ (فرشتے) کہینگے تیری ذات پاک ہے، انکے سوا تو ہی ہمارا سرپرست ہے۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا

جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھنے والے تھے۔ پس آج کے دن تم میں

يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ

سے بعض نہ تو بعض کو فائدہ پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا۔ اور ہم ان لوگوں سے کہیں گے

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِىْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِذَا

جنھوں نے ظلم کیا کہ تم اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جب

ع

لہ جَزَآءُ الضِّعْفِ:-

تفسیر صافی صہ ١٥ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے امیر لوگوں کا ذکر کرکے انکی کچھ مذمت کی۔ حضرت نے فرمایا: خاموش ہو جا۔ اس لئے کہ امیر شخص اگر صلہ رحمی کرنے والا، اور اپنے حق اور اپنے بھائیوں کے حق میں نیکی کرنے والا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر دے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ .... الخ

٢ه فَهُوَ يُخْلِفُهٗ:-

تفسیر صافی صہ ١٥ پر بحوالہ کافی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جو شخص میسر ہونے کی حالت میں سخاوت کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دیگا، تو جو کچھ وہ خرچ کریگا، اللہ تعالیٰ اُس کا عوض دنیا میں ہی دے دیگا۔ اور آخرت میں کئی گنا ثواب دیگا۔

کسی آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی، کہ میں راہِ خدا میں خرچ کرتا ہوں، مگر اس کا عوض نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ تیرا گمان ہے، کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرے گا؟ عرض کی: نہیں! فرمایا: کس وجہ سے؟ کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا۔ آپنے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص حلال طریقہ سے مال پیدا کرے گا، تو اس کا جو پیسہ بھی خرچ کریگا، اس کا عوض پا لیگا۔

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے غلام سے پوچھا، کہ آج تم نے کچھ خرچ کیا ہے؟ عرض کی، کہ کچھ نہیں، تو فرمانے لگے، کہ پھر اللہ تعالیٰ عوض کس چیز کا عطا فرمائے گا؟

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَن

ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ تمھیں اس

يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ

چیز سے روکے جس کی عبادت تمھارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہے مگر گھڑا گھڑایا

مُّفْتَرًى وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا

بہتان۔ اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے حق کے بارے میں جب وہ انکے پاس آیا یہ کہہ دیا کہ نہیں ہے یہ

إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾ وَمَا آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا

مگر کھلا جادو۔ اور ہم نے انھیں نہ تو کوئی کتابیں دیں کہ وہ انھیں پڑھتے ہوں۔ اور نہ ہم نے

أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن

ان کی طرف تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے (بھی)

قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ

جھٹلایا۔ حالانکہ جو کچھ ہم نے انکو دے رکھا تھا [۱] یہ اسکے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے۔ پھر انھوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا

كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٥﴾ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ

پس میری ناپسندیدگی کیسی ہوئی؟ (اے رسولؐ) کہہ دو ماسوا اس کے نہیں کہ میں تمھیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ

مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ إِنْ

کے لئے دو دو اور ایک ایک (ہوکر) کھڑے ہو جاؤ۔ پھر غور کرو کہ تمھارے ساتھی کو کچھ جنون تو نہیں ہے۔ وہ نہیں

هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا

ہے مگر ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمھیں ڈرانے والا۔ (اے رسولؐ) کہہ دو میں نے

سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ

تم سے جو اجر مانگا ہے وہ تمھارے ہی لئے ہے [۲] میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور وہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ

ہر چیز پر گواہ ہے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو یقیناً میرا پروردگار حق کو (میرے دل میں) ڈالتا رہتا ہے۔ وہ پوشیدہ باتوں

الْغُيُوبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا

کو بہت جاننے والا ہے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل (معبود) کو نہ وہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور نہ دوبارہ کرے گا۔

ع ٥ ٩ ١١

[۱] وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ :-

تفسیر صافی ص ۴۱۶ پر ہے، کہ پہلے زمانہ والوں کو جو قوت، مال کی زیادتی، اور عمر کی طوالت حاصل تھی، اِس زمانہ والوں کو اس کا دسواں حصّہ بھی نہیں نہیں ملا۔ یا اس زمانہ والوں کو جس قدر ہدایات اور بینات پہنچی ہیں، اس زمانہ والوں کو اس کا دسواں حِصّہ بھی نہ پہنچا تھا۔

اور تفسیر قمی میں ہے، کہ ان لوگوں نے پہلے رسولوں کی تکذیب کی تھی، حالانکہ محمد صلعم اور آلِ محمدؐ کو جو کچھ ہم نے دیا ہے، اس کا دسواں حِصّہ بھی ان کو نہیں دیا تھا۔ پس اِس لحاظ سے محمدؐ و آلِ محمدؐ سے حسد بھی زیادہ ہونا چاہیئے، اور ان کی تکذیب بھی زیادہ۔

[۲] مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ :-

تفسیر صافی ص ۴۱۶ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مودت کا اجر جس کا میں نے تم سے سوال کیا، تمہیں ہی ملے گا، اِس کے ذریعہ سے تم ہدایت پاؤ گے، اور قیامت کے دن عذاب سے نجات پاؤ گے۔

يعيد ﴿۴۹﴾ قل ان ضللت فانما اضل على نفسي وان

سلہ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو ما سوا اسکے نہیں کہ میرے گمراہ ہونے کا وبال میرے اپنے ہی نفس پر ہو گا

اهتديت فبما يوحي الي ربي انه سميع قريب ﴿۵۰﴾ ولو

اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو وہ اسی کی وجہ سے جو میرا پروردگار میری طرف وحی کرتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا سننے والا اور قریب ہے،

ترى اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مكان قريب ﴿۵۱﴾ و

اور کاش تم ان کو دیکھتے۔ جب وہ مضطرب ہونگے پس نہ بھاگ سکیں گے اور وہ قریب کی جگہ ہی سے گرفتار کر لئے جائینگے۔

قالوا امنا به وانى لهم التناوش من مكان بعيد ﴿۵۲﴾

اور وہ کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے اور انھیں اتنی دور کی جگہ سے (ایمان کا) لینا کہاں ممکن ہے۔

وقد كفروا به من قبل ويقذفون بالغيب من

اور یقیناً انھوں نے اس سے پہلے اسکا انکار کیا۔ اور وہ دور کی جگہ سے غیب کے بارے میں اٹکل پچو باتیں

مكان بعيد ﴿۵۳﴾ وحيل بينهم وبين ما يشتهون كما

بنایا کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان اور اس چیز کے درمیان جسے یہ چاہتے تھے پردہ ڈال دیا گیا جیسا کہ اس

فعل باشياعهم من قبل انهم كانوا في شك مريب ﴿۵۴﴾

سے پہلے انکے طریقہ والوں کے ساتھ کیا گیا۔ یقیناً وہ تردد میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے تھے۔

ایاتہا ۴۵ — سورة فاطر مكية — ۳۵ — رکوعاتہا ۵

بسم الله الرحمن الرحيم

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الحمد لله فاطر السموت والارض جاعل الملئكة

ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے (وہ) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا فرشتوں کو رسول بنانے والا سلہ

رسلا اولي اجنحة مثنى وثلث وربع يزيد في الخلق

ہے۔ (جو) دو دو تین تین اور چار چار بازوؤں والے (ہیں)، سلہ وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے زیادہ کر

ما يشاء ان الله على كل شيء قدير ﴿۱﴾ ما يفتح الله

دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو اپنی رحمت میں سے

سلہ وَمَا يُعِيدُ :-
تفسیر صافی صـ۴۱۶ پر بحوالہ امالی امام رضا علیہ السلام سے بروایت اپنے آباء و اجداد کے اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے، کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے، تو اس وقت کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، اس کی نوک سے ان بتوں کو چبھو کے دیتے جاتے تھے، اور فرماتے جاتے تھے :-
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ؕ

سلہ جَاعِلِ الْمَلٰئِكَةِ :-
تفسیر صافی صـ۴۱۷ پر ہے، کہ فرشتے اللہ تعالیٰ اور انبیاء و آئمہ علیہم السلام کے مابین واسطہ ہوتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بذریعہ وحی و الہام و رویائے صادقہ کے ان حضرات تک پہنچا دیتے ہیں ؕ

ع ۹ — ۶ — ۱۳

سلہ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ :-
تفسیر صافی صـ۴۱۷ پر بحوالہ کافی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، کہ ملائکہ تین حصوں میں تقسیم ہیں۔ ایک حصہ والوں کے دو بازو ہیں، اور ایک حصہ والوں کے تین بازو ہیں۔ اور ایک حصہ والوں کے چار بازو ہیں ؕ

قول صاحب تفسیر صافی

اس سے یہ نہ سمجھا جائے، کہ اس سے زیادہ بازوؤں والے فرشتے نہیں ہیں، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت نے شب معراج جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا، کہ ان کے چھ لاکھ بازو ہیں۔ اور اسی کی طرف کلام میں ارشاد ہے :-
يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ؕ

لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ

لوگوں کیلئے کھول دیتا ہے تو کوئی اسے روکنے والا نہیں ۔ اور جسے وہ روک لیتا ہے پھر اسکے بعد اسکا کوئی

لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۲ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا

بھیجنے والا نہیں ۔ اور وہ زبردست (اور) بڑی حکمت والا ہے ۔ اے لوگو! تم پر جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ

ہیں ان کو یاد کرتے رہا کرو ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق ہے ۔ جو تمھیں آسمان اور زمین سے

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۳ وَ

روزی دیتا ہے ۔ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے ۔ پس تم کہاں بہکے جاتے ہو ۔ اور

اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اگر یہ تمھیں جھٹلائیں تو یقیناً تجھ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے ۔ اور کل معاملات کی بازگشت اللہ تعالیٰ

الْاُمُوْرُ ۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

ہی کی طرف ہوگی ۔ اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے ۔ پس تمھیں دنیا کی زندگانی فریب نہ

الدُّنْيَا ۫ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ

دے ۔ اور نہ کوئی فریب دینے والا تمھیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکا دے ۔ یقیناً شیطان تمھارا دشمن ہے ۔

فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ

پس تم اسے دشمن ہی بنائے رہو ۔ ماسوا اسکے نہیں وہ اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے ، تاکہ وہ جہنم کے ساتھی

السَّعِيْرِ ۶ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہو جائیں ۔ جو لوگ کافر ہو گئے ان کے لئے سخت عذاب ہے ۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے ، اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۷ اَفَمَنْ زُيِّنَ

انھوں نے عمل نیک کئے ، ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے ۔ پس کیا وہ شخص جس کیلئے اس کی

لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَ

بداعمالی کو زینت دے دی گئی ۔ پھر اس نے اسے خوبی ہی سمجھا[۱] اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں ہے ؟ پس یقیناً اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ

جسکو چاہتا ہے اس پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے منزل مقصود تک رہبری کرتا ہے ۔ پس ان پر حسرت کرتے کرتے تمھاری جان جاتی نہ رہے

ع ۱ ۱۳

[۱] فَرَاٰهُ حَسَنًا :-

تفسیر صافی ص ۱۴۲ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس عُجب کی نسبت دریافت کیا گیا تھا، جو عمل کو فاسد کر دیتا ہے، تو فرمایا کہ عُجب کے درجے ہیں ۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ بندہ کی نظر میں اپنی بداعمالی، زینت پا جائے، اور وہ یہ گمان کرے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، یہ اچھا ہی اچھا ہے ؛

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ۞ ۸ وَاللّٰهُ الَّذِىٓ أَرْسَلَ الرِّيٰحَ
یقیناً جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے پوری طرح جاننے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا۔

فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ إِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ
پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ پھر ہم اسے مُردہ شہر کی طرف ہانک لے گئے۔ پھر ہم نے اسکے ذریعہ زمین کو اسکے مُردہ

بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ كَذٰلِكَ النُّشُورُ ۞ ۹ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ
ہوجانیکے بعد زندہ کردیا۔ اسی طرح سے (قبروں میں سے) جی اٹھنا ہے [۱] جو کوئی عزت چاہتا ہے پس اللہ تعالیٰ ہی

الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصّٰلِحُ
کیلئے سب عزت ہے۔ اسی کے حضور میں پاکیزہ کلمے چڑھتے ہیں۔ اور نیک عمل بھی کہ وہ (اللہ تعالیٰ)

يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ
اسکو بلند کرتا ہے۔ اور جو لوگ برائیوں کی تدبیریں کرتے ہیں۔ ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

وَمَكْرُ أُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُورُ ۞ ۱۰ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
اور ان کی خفیہ تدبیر وہی تو تباہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ

نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ
سے۔ پھر تمہیں جوڑے بنایا۔ اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی مادہ۔ اور نہ جنتی ہے مگر اس

إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا
(اللہ تعالیٰ) کے علم سے اور نہیں زیادتی کی جاتی [۲] کسی عمر والے کی عمر میں اور نہ اسکی عمر میں کمی کی جاتی ہے مگر یہ کتاب

فِى كِتٰبٍ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۞ ۱۱ وَمَا يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ ۖ
میں ہے)۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔ اور دو دریا برابر نہیں ہوسکتے۔

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهُ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِنْ
یہ میٹھا خوش ذائقہ پانی (ہے) اس کا پینا گوارا ہے، اور یہ نمکین کھارا پانی ہے۔ اور تم

كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ
ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو (حلال مچھلی کا) اور زیور (موتی) نکالتے ہو۔ اسے تم پہنتے ہو۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
اور تم اس میں کشتیوں کو دیکھتے ہو وہ پانی کو پھاڑتی ہیں تاکہ تم (انکے ذریعہ) اسکا فضل (رزق) تلاش کرو۔ اور تاکہ

[۱] كَذٰلِكَ النُّشُورُ :۔

تفسیر صافی ص۴۱۸ پر بحوالہ المجالس و تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، کہ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے، تو چالیس دن متواتر آسمان سے زمین پر پانی برسائے گا، جس کے ذریعہ سے جوڑ باہم مل جائیں گے۔ اور گوشت اگ آئے گا۔

اور تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکری میں ہے کہ صُور دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلی مرتبہ کے پھونکے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس سمندر کو جسے اس نے "بحر المسجور" فرمایا ہے، اور جو ایسا ہے، جیسا کہ انسان کا نطفہ ہوتا ہے، اس سے زمین پر بارش ہونے کا حکم دے گا۔ پس جہاں اُس کا پانی پرانے سے پرانے مُردوں کو چھوئے گا، تو وہ زمین سے نکل آئیں گے، اور زندہ ہوجائیں گے ؂

[۲] وَمَا يُعَمَّرُ :۔

تفسیر صافی ص۴۱۸ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عمر کم یا زیادہ کی جاتی ہے، اس کا نوشتہ پہلے سے ہی موجود ہے یعنی لوح محفوظ میں یہ لکھا ہوا ہے، کہ اگر فلاں شخص اطاعتِ خدا کرے گا، تو فلاں وقت تک زندہ رہیگا۔ اور جب نافرمانی کرے گا، تو اس کی عمر میں سے اتنا کم کر دیا جائے گا۔ اور اس امر کی طرف جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے، جبکہ یہ ارشاد ہوا کہ صدقہ دینا اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہ دو باتیں ملکوں کو آباد کرتی ہیں، اور عمروں کو زیادہ۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ ہمیں ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں جو صلہ رحمی کی مانند عمر کو بڑھاتی ہو، یہاں تک کہ اگر کسی شخص کی زندگی کے صرف تین برس باقی ہوں اور اس سے کوئی صلہ رحمی بن پڑے، تو اللہ تعالیٰ اس میں تیس برس کا اور اضافہ فرما کر ۳۳ تینتیس برس کر دیتا ہے، اور اگر تینتیس برس باقی ہوں، اور اس سے قطع رحمی ہوجائے، تو اسکی عمر سے ۳۰ تیس کاٹ دیتا ہے، اور وہاں بجائے ۳۳ تینتیس کے صرف تین ہی رہ جاتے ہیں ؂

تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ

تم شکر کرو۔ وہ (اللہ تعالیٰ) رات کو دن میں داخل کرتا ہے، اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ

اور اُس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا رہے گا۔ یہ اللہ تعالےٰ

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ

تمہارا پروردگار ہے اسی کا ملک ہے۔ اور جنھیں تم اس کے سوا پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے

مِن قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا

بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو بلاؤ وہ تمھاری پکار نہیں سنیں گے۔ اور اگر وہ سن لیں

مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا

تو تمھیں جواب نہ دیں گے۔ اور قیامت کے دن تمھارے شرک سے منکر ہو جائیں گے۔ اور تمھیں

يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى

(اللہ تعالیٰ) کی طرح کوئی دوسرا خبر دینے والا نہ ہوگا۔ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے محتاج

اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ

ہو۔ اور اللہ تعالیٰ وہی بے نیاز قابل حمد ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمھیں لے جائے، اور نئی

بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

مخلوق کو لے آئے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا (نفس)

وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ

دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اور اگر کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنے بوجھ کی طرف کسی کو بلائے، تو اس میں سے کچھ بھی نہ

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم

اٹھایا جائیگا اور اگرچہ قرابتدار ہی کیوں نہ ہو۔ ماسوا اسکے نہیں کہ تو ان لوگوں کو ڈراتا ہے جو غائبانہ اپنے پروردگار سے ڈرتے

بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ

ہیں۔ اور قائم کرتے ہیں نماز کو۔ اور جو پاک ہو گیا، پس ماسوا اسکے نہیں کہ وہ اپنی ذات کیلئے ہی پاک ہوا

وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿١٨﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾

اور اللہ ہی کی طرف جائے بازگشت ہے۔ اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہوتے لے

لے الاعمٰی والبصیر:- تفسیر صافی ص ۱۸ پر ہے، کہ اعمٰی سے مراد کافر اور بصیر سے مراد مومن ہے۔

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا

اور نہ ہی اندھیرے اور نہ نور ۵۱ اور نہ سایہ اور نہ دھوپ ۵۲ اور نہیں

يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

برابر ہوتے زندے اور نہ ہی مُردے ۵۳ یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے ۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ

اور تو ان کو سنانے والا نہیں ہے جو قبروں میں ہیں ۔ تو نہیں ہے مگر ڈرانے والا ۔ یقیناً

اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا

ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ۔ اور کوئی امت ایسی نہیں مگر یہ کہ اس میں

فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

کوئی ڈرانیوالا ہو گزرا ۵۴ اور اگر وہ تمھیں جھٹلائیں تو یقیناً انھوں نے ان کو بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے ۔

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾

ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں اور صحیفے اور روشنی دینے والی کتابیں لے کر آئے ۔

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

پھر میں نے ان لوگوں کو پکڑا جنھوں نے کفر کیا ۔ پس میری ناپسندیدگی کیسی ہوئی ۔ کیا تو نے غور نہیں کیا یقیناً

اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا ۔ پھر ہم نے اس کے ذریعہ انکے مختلف رنگوں کے پھل

اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا

نکالے ۔ اور پہاڑوں میں (بھی) گھڑے ہیں (کچھ) سفید اور (کچھ) سرخ (اور کچھ ایسے کہ) انکے رنگ مختلف ہیں

وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ

اور (بعض) گہرے سیاہ ۔ اور لوگوں اور جانوروں اور چوپایوں میں سے (بھی) ایسے ہیں کہ انکے

اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

رنگ مختلف ہیں ۔ ماسوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اسکے بندوں میں سے عالم لوگ ہی ڈرتے ہیں ۵۵

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہی زبردست اور بخشنے والا ہے ۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں ۔ اور

ع ۴ ۱۴ ۱۵

۵۱ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّوْرُ :-
تفسیر صافی صـ۴۱۸ پر ہے، کہ ظلمات سے مراد باطل۔ اور نور سے مراد ہے حق ۔

۵۲ وَلَا الظِّلُّ وَالْحَرُوْرُ :-
تفسیر صافی صـ۴۱۸ پر ہے، کہ ظل سے مراد ثواب اور حرور سے مراد عذاب ہے ۔
اور تفسیر قمی میں ہے، کہ ظل سے مراد انسان ہیں، اور حرور سے مراد حیوان ہیں ۔

۵۳ الاحیاء وَلَا الاموات :-
تفسیر صافی صـ۴۱۹ پر ہے، کہ یہ مؤمنین اور کفار کی دوسری مثال دی ہے، جو پہلے سے بھی زیادہ بلیغ ہے، اور اسی لئے لفظ وما یستوی کی تکرار کی گئی ہے — نیز ایک قول کے بموجب احیاء سے مراد علماء ہیں، اور اموات سے مراد جہلا ہیں ۔

۵۴ الا خلا فیھا نذیر :-
تفسیر صافی صـ۴۱۹ پر ہے، کہ ڈرانے والا یا نبی ہو، یا وصی نبی — اور تفسیر قمی میں ہے، کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے، کہ ہر زمانہ میں ایک امام رہتا ہے ۔
اور کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال نہیں فرمایا جب تک کہ حکم خدا سے آئندہ کے لئے ڈرانے والا مقرر نہ کر دیا۔ پھر اگر کوئی یہ کہے، کہ ایسا نہیں ہوا، تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے ان کل آدمیوں کو جو اس وقت اپنے آباؤ اجداد کے صلب میں تھے ضائع کر دیا۔ کسی نے عرض کی: کیا قرآن مجید انکے لئے کافی نہیں ہے ؟ فرمایا، ضرور کافی ہے، بشرطیکہ اس کے مفسر کو معلوم کر لیں۔ پھر عرض کیا گیا، کہ کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تفسیر نہیں فرمائی ؟ فرمایا: کما حقہ، تفسیر تو ایک شخص کے لئے فرمائی ہے۔ رہی باقی امت اُن کے لئے اس شخص کی کما حقہ تفسیر فرما دی یعنی اسکی عظمت و شان جتلا دی۔ اور وہ بزرگوار جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔

۵۵ اِنَّمَا یَخْشَی اللہ :-
تفسیر صافی صـ۴۱۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس آیت میں علماء سے مراد وہ لوگ ہیں، جو اپنے قول کی تصدیق اپنے فعل سے کر دیں، اور جس شخص کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو، وہ عالم نہیں ہے — ایک اور حدیث میں فرمایا، کہ خدا کی نسبت سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص سمجھا جائیگا، جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو — کافی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اور عمل دونوں گہرے دوستوں کا سا حکم رکھتے ہیں، پس جس شخص کو خدا کی معرفت حاصل ہوگی، اُسے خدا کا خوف بھی ہوگا۔ اور وہ خوف اسے اطاعت خدا کرنے پر آمادہ رکھیگا۔ اور صاحبان علم اور ان کے پیروکار چونکہ معرفت خدا رکھتے تھے، لہٰذا وہ قربۃ الی اللہ اعمال بجا لاتے تھے، اور انہی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔

أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

انھوں نے نماز قائم کی۔ اور جو کچھ ہم نے انھیں رزق دیا۔ انھوں نے اس میں سے چھپ کر اور ظاہر بظاہر خرچ کیا

يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ

وُہ ایسی تجارت کی اُمید رکھتے ہیں جو ہرگز کبھی تباہ نہ ہوگی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انکے اجروں کو پورا پورا دے اور اپنے فضل

مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ إِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ

سے انھیں زیادہ بھی دے۔ یقیناً وُہ بخشنے والا قدردان ہے [۵۱] اور جو کچھ کہ ہم نے تیری طرف کتاب سے

مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ

وحی کیا ہے۔ وہ حق ہے اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے آگے ہے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ

بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا

اپنے بندوں سے بہت خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا [۵۲] جنھیں ہم نے

مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ

اپنے بندوں میں سے مصطفےٰ کیا۔ پس ان میں کچھ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اور کچھ ان میں سے میانہ رو ہیں۔ اور کچھ ان

سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾

میں سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ

(یہ) ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں داخل ہوں گے۔ اس میں انھیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

جائیں گے۔ اور ان (جنتوں) میں ان کا لباس ریشم ہو گا۔ اور وُہ کہیں گے ہر قسم کی حمد اللہ تعالےٰ

الَّذِيْٓ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ

کیلئے ہے جس نے ہم سے ہر قسم کا غم دُور کر دیا۔ یقیناً ہمارا پروردگار ضرور بخشنے والا قدردان ہے۔ جس نے ہمیں

أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ

اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھر میں آتارا [۵۳] اس میں ہمیں نہ تو کوئی تکلیف چھوئے گی۔

وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ

اور نہ اس میں ہمیں کوئی تھکاوٹ پہنچے گی۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے۔ ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔

۵۱ شَکُوْرٌ:۔

اس کے لفظی معنے ہیں بڑا شکر گذار، بڑا احسان ماننے والا۔ بڑا قدردان۔ شَکُوْرٌ بروزن فَعُوْلٌ صفت کا صیغہ ہے، مبالغہ کے اوزان میں سے ہے۔ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ شُکُرٌ جمع ہے شَکُوْرٌ وہ بندہ ہے، کہ جو اطاعت الٰہی اور اس عبادت کی بجاآوری کے ذریعہ کو جو اس پر مقرر کی گئی ہے، حق تعالیٰ کی شکر گذاری میں خوب کوشاں ہو۔

یہ بھی واضح رہے کہ شَکُوْرٌ اسماء حسنیٰ میں سے ہے، جب اللہ سبحانہٗ کی صفات اس کا استعمال ہو گا، تو اس کے معنی بڑے قدردان یعنی تھوڑے کام پر بہت ثواب دینے والے کے ہونگے (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۲۹٦)

۵۲ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ:۔

تفسیر صافی صفحہ ۴۱۵ پر بحوالہ البصائر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ پوری آیت اولادِ علیؑ و فاطمہؑ (سادات) کی شان میں ہے۔ کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ سابقٌ بالخیرات تو امام ہیں، اور مقتصد وہ جو امام کی معرفت رکھتا ہے۔ ظَالِمٌ لنفسہٖ وہ ہے جو معرفتِ امام سے بے بہرہ ہو۔

احتجاج طبرسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ ان حضرت سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا، اور یہ بھی سوال تھا، کہ آیا یہ آیت مخصوص اولاد فاطمہؑ کے لئے ہے؟ تو فرمایا: کہ جس نے تلوار کھینچی، اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف دعوت دی (یعنی بغیر اس کے کہ وہ امام تھا، دعوت امامت دی) تو ایسا گمراہ کرنے والا گو وہ اولادِ فاطمہ میں ہو، اس آیت میں داخل نہیں، عرض کیا گیا، پھر اس آیت میں کون کون داخل ہیں؟ فرمایا: کہ ظالمٌ لنفسہٖ تو وہ ہے، جو لوگوں کو نہ ضلالت کی دعوت دے، اور نہ ہدایت کی۔ اور مقتصد ہم اہل بیت میں سے وہ ہے، جو حق امام کا شناسا ہو، اور سابق بالخیرات خود امام ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جناب فاطمہ زہرا کی عظمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی ذرّیت پر آتش دوزخ کو حرام کر دیا ہے، اور انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ ..... الخ

۵۳ مِنْ فَضْلِهٖ: تفسیر صافی صفحہ ۴۲۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ دار المقامۃ کے معنی ہیں، دار البقاء یعنی ہمیشہ رہنے کا گھر، اور نصب کے معنی ہیں رنج و غم، اور لغوب کے معنی ہیں، کسل و تکان ۞

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا

نہ تو ان پر قضا وارد ہوگی کہ وہ مر جائیں اور نہ ان پر اس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔

كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا

ہم ہر ناشکری کرنے والے کو ایسی ہی سزا دیں گے۔ اور وہ اس میں چلائیں گے، اے ہمارے پروردگار

أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم

ہمیں (اس سے) نکال (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے بخلاف ان اعمال کے جو ہم کیا کرتے تھے۔ (جواب میں کہا جائیگا) کیا ہم نے

مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا

تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی [1] کہ جو نصیحت لینا چاہتا وہ نصیحت حاصل کر لیتا۔ اور تمہارے پاس ایک ڈرانیوالا بھی آیا۔ پس مزہ

لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ

چکھو، پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا غیب جاننے والا

وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

ہے۔ بے شک وہ سینوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تمہیں

خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ

زمین میں خلیفے بنایا۔ پس جس نے کفر کیا تو اس کا کفر اسی پر (پڑے گا)۔ اور نہیں بڑھاتا

الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ

کافروں کو ان کے پروردگار کے نزدیک ان کا کفر مگر غضب (خدا کا)۔ اور نہیں بڑھاتا کافروں کو

كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ

ان کا کفر مگر خسارہ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ کیا تم نے ان شریکوں کو غور سے دیکھا

تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ

جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، مجھے (بھی) دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا کچھ پیدا کیا۔

أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ

یا کیا آسمانوں میں ان کا کوئی ساجھا ہے۔ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی پس وہ اس کی کسی کھلی دلیل پر

مِّنْهُ ۚ بَلْ إِن يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُم بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿٤٠﴾

ہیں۔ بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو فریب ہی کا وعدہ دیتے ہیں۔

ع ۱۱

[1] أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم:-
تفسیر صافی صـ۴۲۳ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ، الخصال، اور تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ زجر و توبیخ اٹھارہ برس والے کیلئے ہے۔
نہج البلاغۃ میں ہے، کہ وہ عمر جس میں اللہ تعالیٰ اولادِ آدم کے ہر عذر کو رفع فرما دیتا ہے ساٹھ برس ہے۔
تفسیر مجمع البیان میں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر عطا فرمائی، اب اس کیلئے کوئی موقع عذر باقی نہیں رہا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ
یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ دونوں اپنے مقام سے اپنی جگہ نہ جائیں لـه اور اگر وہ
زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا
دونوں ہٹ گئے تو اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اُنھیں روک نہیں سکتا۔ یقیناً وہ بہت بُردبار
غَفُوْرًا ۝٤١ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ
بخشنے والا ہے۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی زوردار قسم کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا
نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ
آیا تو ضرور وہ ہر ایک قوم میں سے سب سے زیادہ ہدایت والے ہو جائیں گے۔ پس جب ان کے پاس
نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝٤٢ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ
ایک ڈرانے والا آگیا، تو ان کی نفرت اور بڑھ گئی۔ بسبب زمین میں تکبر کرنے اور بُرائی کی تدبیر میں
مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ
کرنے کے۔ اور بُرائی کی تدبیر کا وبال ـلـه٢ اس کے کرنے والے ہی پر پڑتا ہے۔ پھر کیا یہ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ
پہلے (کافروں) کے طریقہ کا انتظار کرتے ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے طریقہ میں ہرگز کوئی
تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝٤٣ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا
تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اور تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے طریقہ کو پھرا ہوا نہ پاؤ گے۔ کیا وہ زمین میں نہیں
فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
چلے پھرے، پھر وہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے اُن کا انجام کیسا ہوا،
وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ
حالانکہ وہ قوت میں ان سے زیادہ سخت تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز آسمانوں میں اسکو عاجز
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝٤٤
کر سکے، اور نہ زمین میں ہی۔ یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا
اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس پر پکڑتا جو کچھ کہ اُنھوں نے کمایا تو اس (زمین) کی پشت پر کسی چلنے والے

ـلـه اَنْ تَزُوْلَا :-
تفسیر صافی صـ۴۳۰ پر بحوالہ کافی لکھا ہے
کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے خداتعالیٰ کی
نسبت یہ سوال کیا گیا تھا، کہ کیا وہ عرش کو اٹھائے
ہوئے ہے، یا عرش اس کو اٹھائے ہوئے ہے؟
آپ نے فرمایا: کہ خدا کی شان، اس
سے اعلیٰ وارفع ہے، کہ کوئی اُسے اٹھائے، بلکہ
عرش ہو، یا آسمان یا زمین اور جو کچھ ان میں ہے
اور جو کچھ ان کے مابین ہے، ان سب کو اپنی قدرت
کاملہ سے اللہ تعالیٰ سنبھالے ہوتے ہے، اور
یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے۔ اِنَّ اللہ
یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ؕ
الاکمال میں جناب امام رضا علیہ السلام
سے ایک حدیث میں منقول ہے، کہ ہمارے سبب
سے اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو زائل نہیں
ہونے دیتا۔
نیز کئی اماموں سے منقول ہے کہ اگر ہم میں سے
کوئی زمین میں باقی نہ رہے، تو تمام اہلِ زمین
معدوم ہو جائیں ؛

ـلـه٢ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ :-
تفسیر صافی صـ۴۳۲ پر ہے کہ قریش کے
سرداروں کی بڑی چالیں اُن کو روزِ بدر کو
مزہ چکھا گئیں ؛

مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

جاندار کو نہ چھوڑتا ۔ لیکن وہ اُنھیں ایک مقرر وقت تک ڈھیل دیتا ہے ۔ پس جب

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

اُن کا وقت معین آجائے گا ۔ پھر یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے ۔

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُها ۸۳ — رُکوعاتُها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى

یٰسٓ [1] قسم ہے محکم قرآن کی ۔ یقیناً تم رسولوں میں سے ہو ۔ سیدھے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ

راستہ پر ۔ (یہ قرآن) بڑے زبردست نہایت رحم کرنے والے کا اُتارا ہوا ہے ۔ تاکہ تو اس

قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ

قوم کو ڈرائے جنکے باپ دادا نہ ڈرائے گئے ، پس وہ غافل ہیں ۔ یقیناً ان کے اکثروں پر اللہ تعالیٰ کا قول

عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ

سچا ثابت ہوا ہے ، پھر وہ ایمان نہیں لاتے ہیں ۔ یقیناً ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال

اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَجَعَلْنَا مِنْ

دیئے ۔ پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں ، پھر ان کے سر اونچے ہوئے ہیں ۔ اور ہم نے اُن کے

بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ

سامنے دیوار کردی ، اور اُن کے پیچھے ایک دیوار کردی ، پھر ہم نے انھیں ڈھانپ لیا ۔ پس وہ

لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ

دیکھ نہیں سکتے ۔ اور ان پر برابر ہے ۔ کیا تو نے اُن کو ڈرایا [2] یا تو نے انھیں نہ ڈرایا ۔

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ

وہ ایمان نہیں لائیں گے ۔ ماسوا اسکے نہیں کہ تو اسے ڈرا سکتا ہے جس نے نصیحت کی پیروی کی [3] اور (خدائے) رحمٰن سے

---

[1] یٰسٓ :-

تفسیر صافی صـ۴۲۱ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یٰس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے ظاہری معنے ہیں: "اے وحی کے سُننے والے"

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یٰس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل خداوند تعالیٰ کا یہ خطاب ہے : اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

[2] ءَاَنْذَرْتَهُمْ :-

اَنْذَرْتَ ، اَنْذَارٌ سے ہے ، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔ ءَاَنْذَرْتَهُمْ میں پہلی ہمزہ (ءَ) تسویہ یعنی دونوں چیزوں میں برابری ثابت کرنے کے معنی میں استعمال ہوئی ہے ۔

(لغات القرآن نعمانی جلد صـ۲۷۵)

[3] مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ :-

تفسیر صافی صـ۴۲۱ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ اس آیت میں مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں ۔

بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿١١﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى

غائبانہ ڈرا۔ پس اسے بخشش اور باعزت بدلہ کی خوشخبری دے۔ یقیناً ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں ۵۱

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۣ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ

اور جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا اور جو کچھ انکے پیچھے ہے ۵۲ ہم لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع

مُّبِيْنٍ ﴿١٢﴾ ع وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا

کر رکھا ہے ۵۳ اور تو ان کیلئے بستی والوں کی مثال بیان کر۔ جبکہ اس بستی میں (ہمارے) بھیجے

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا

ہوئے آئے۔ جبکہ ہم نے ان کی طرف دو کو بھیجا۔ پھر انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا، پس ہم نے ایک

بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿١٤﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا

تیسرے کے ساتھ قوت دی، پھر وہ بولے یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ بولے نہیں ہو تم مگر ہماری

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

مانند بشر۔ اور (خدائے) رحمٰن نے تو کوئی چیز نازل نہیں کی۔ تم تو جھوٹ ہی بولتے

تَكْذِبُوْنَ ﴿١٥﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿١٦﴾ وَمَا

ہو۔ انھوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ یقیناً ہم تمہاری طرف ضرور بھیجے گئے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے ذمہ

عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٧﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

نہیں ہے مگر کھول کھول کر پہنچا دینا۔ وہ بولے یقیناً ہم نے تمہیں منحوس جانا۔ اگر تم باز نہ

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوْا

آئے تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے۔ اور تمھیں ہماری طرف سے ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔ وہ بولے

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿١٩﴾

تمہاری نحوست تمہارے ہی ساتھ ہے۔ کیا (یہ) اسلئے کہتے ہو اگر تمہیں نصیحت کیگئی (ایسا نہیں ہے) بلکہ تم ہو ہی زیادتی کرنیوالے لوگ۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا

اور شہر کے دور کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے میری قوم (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوؤں کی

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢١﴾

پیروی کرو۔ تم اس کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اور وہ ہدایت پائے ہوئے ہیں۔

۵۱ نُحْيِ الْمَوْتٰى :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ پر ہے، کہ ہم مُردوں کو تو رجعت یا بعثت کے وقت زندہ کر کے اٹھائیں گے اور جُہال کو اب ہدایت سے زندہ کرتے ہیں۔

۵۲ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ پر ہے، کہ وَمَا قَدَّمُوْا سے وہ نیک اور بد اعمال مراد ہیں، جو پہلے کر چکے، اور ان کا ظاہرا کوئی نشان باقی نہ رہا اور اٰثَارَهُمْ سے ایسے اعمال مراد ہیں جن کے نشانات باقی رہیں۔ جیسے کسی کو علم سکھا دیا، یا قدم نماز کے لئے مسجد کی طرف اٹھائے۔ کسی امر باطل کی اشاعت کر دی، یا ظلم و جور کی بنیاد ڈال دی۔

ع ۱۲ / ۱ / ۱۶

۵۳ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ انہوں نے فرمایا، کہ خدا کی قسم! وہ امام مبین میں ہوں، میں حق و باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ میں پایا ہے۔

احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے آپ نے فرمایا: اے گروہ انسان! کوئی علم ایسا نہیں ہے، جو میرے پروردگار نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو، اور میں نے علی کو نہ سکھا دیا ہو۔ اور جو علم بھی مجھے خدا تعالیٰ نے سکھایا، یا اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اس کا احصا فرما دیا۔ اور میں نے امام المتقین یعنی جناب امیر المومنین علیہ السلام میں اس کا احصا کر دیا۔

تفسیر البرہان صفحہ ۸۹۶ پر ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار اور جد بزرگوار کے حوالہ سے بتایا ہے، کہ جب آیت كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ نازل ہوئی، تو جناب ابوبکر اور جناب عمر نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی، کہ کیا "امام مبین" توراۃ ہے، آپ نے فرمایا: نہیں! پھر انہوں نے عرض کی، کہ کیا "امام مبین" انجیل ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے عرض کی، کہ کیا "امام مبین" قرآن ہے؟ آپ نے فرمایا، نہیں! اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا، کہ "امام مبین" یہ ہیں۔ خداوند عالم نے جن کی ذات میں کل شیئ کا علم احاطہ کیا ہے۔ (حقائق الوسائط صفحہ ۱۰۲)

الربع (٢٣)

وَمَالِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٢﴾

اور مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا، حالانکہ تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ

کیا میں اسکے سوا اور معبود اختیار کرلوں؛ کہ اگر (خدائے) رحمٰن مجھے ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے۔

عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿٢٣﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ

تو انکی سفارش میرے کسی کام بھی نہ آئے گی، اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے۔ یقیناً اس وقت میں ضرور کھلی گمراہی

مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿٢٥﴾ قِيْلَ ادْخُلِ

میں ہوں گا۔ یقیناً میں تمھارے پروردگار پر ایمان لاچکا ہوں [1] پس تم سب میری سنو۔ (اسے) کہا گیا کہ تم جنت میں

الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ

داخل ہوجاؤ [2] وہ بولا کہ اے کاش کہ میری قوم کے لوگ جان لیتے۔ کہ میرے پروردگار نے مجھے کس سبب سے بخش دیا اور

جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ

مجھے عزت والوں میں سے قرار دیا [3] اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر نہ تو آسمان سے کوئی

مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

لشکر اتارا۔ اور نہ ہم اتارنے والے ہی تھے۔ ان کا عذاب ایک تند آواز

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿٢٩﴾ يٰحَسْرَةً عَلَي الْعِبَادِ ۚ

کے سوا کچھ نہ تھا، پس وہ سب اسی وقت بجھنے والے ہوگئے۔ اے افسوس! ان بندوں پر

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٠﴾ اَلَمْ يَرَوْا

کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا۔ مگر یہ کہ اسکے ساتھ وہ ٹھٹھا ہی کرتے رہے۔ کیا انھوں نے

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٣١﴾

غور نہیں کیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہوں کو ہلاک کیا۔ یقیناً وہ ان کی طرف پلٹ کر نہیں آتے۔

ع (٢٠) ١

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ

اور وہ سب کے سب ہمارے حضور اکٹھے حاضر کئے جانے والے ہیں۔ اور ان کے لئے مردہ زمین ایک

الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿٣٣﴾

نشانی ہے۔ ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس میں سے دانہ نکالا۔ پس وہ اس میں سے کھاتے ہیں۔

وقف غفران

ف١ اٰمنت بربکم :-
تفسیر صافی ص٤٢٣ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تمھارے پروردگار پر ایمان لاچکا جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ یا یہ خطاب رسولوں سے ہے بعد اس کے کہ قوم نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔

ف٢ قیل ادخل الجنة :-
تفسیر صافی ص٤٢٣ پر ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ اس وقت کہا گیا تھا جبکہ اسے قتل کیا گیا۔ یہ بطور بشارت کے کہا گیا تھا۔ کیونکہ وہ اہل جنت میں سے تھا۔ یا اس کے اکرام کے طور پر تھا اور اسے جنت میں داخل ہونے کا اذن تھا۔

ف٣ من المکرمین :-
تفسیر صافی ص٤٢٣ پر بحوالہ تفسیر الجوامع لکھا ہے کہ ایک حدیث میں مرفوعاً وارد ہوا ہے۔ کہ اس نے اپنی زندگی اور موت میں اپنی قوم کو نصیحت کی تھی۔

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ

اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے ، اور ہم نے اس میں چشمے

الْعُيُونِ ۳۴ لِيَاْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيهِمْ ۭ اَفَلَا

بہادیئے۔ تاکہ وہ اس کے پھل میں سے کھائیں۔ اور اُسے انکے ہاتھوں نے نہیں بنایا ۱؎ ۔ پھر کیا وہ

يَشْكُرُونَ ۳۵ سُبْحٰنَ الَّذِي خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ

شکر نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کر دیئے ؛ اُس کے بھی جو زمین سے

الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۳۶ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ

اُگتی ہے ۲؎ اور ان کی جانوں بھی ، اور اسکے بھی جسے یہ نہیں جانتے ۔ اور اُن کے لئے رات ایک نشانی ہے ۔

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُونَ ۳۷ ۙ وَالشَّمْسُ تَجْرِي

اس میں سے ہم دن کو نکال لاتے ہیں۔ پھر وہ یکایک اندھیرے میں رہنے والے ہو جاتے ہیں۔ اور سورج اپنے مقررہ مقام

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۳۸ وَالْقَمَرَ

کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ زبردست (اور) سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے ۔ اور ہم نے چاند کی

قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۳۹ لَا الشَّمْسُ

منزلیں مقرر کیں ، یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی مانند ہو کر پلٹا۔ نہ تو سورج کے لئے

يَنْۢبَغِي لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ

ممکن ہے کہ وہ چاند کو پا جائے ۔ اور نہ رات ہی دن سے آگے بڑھ جانیوالی ہے ۔ اور سب

فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُونَ ۴۰ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي

آسمان میں چلتے رہتے ہیں ۔ اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ یقیناً ہم نے ان کی نسل کو بھری

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۴۱ ۙ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُونَ ۴۲

ہوئی کشتی میں سوار کیا ۔ اور ان کیلئے ویسی ہی (اور چیزیں) پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے رہتے ہیں ۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ ۴۳

اور اگر ہم انکو چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پس نہ تو ان کیلئے کوئی فریاد کو پہنچنے والا ہو گا ۳؎ اور نہ وہ چھڑائے جائیں گے ۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِينٍ ۴۴ وَاِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا

سوائے ہماری جانب سے رحمت اور ایک مقررہ وقت تک فائدہ (دینے) کے ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس سے ڈرو

۱؎ ما :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۲۳ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہاں "ما" نافیہ ہے۔ یعنی نفی کے معنی دیتا ہے ۔

۲؎ تنبت الارض :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نطفہ آسمان سے زمین کی طرف نباتات اور پھل اور درختوں پر گرتا ہے۔ پس ان میں سے انسان اور جانور کھاتے ہیں پھر وہ ان کے اندر پہنچ جاتا ہے ۔

لمترجم :- مطلب یہ ہے کہ انسان کا بدن اور اس کے اجزاء یعنی گوشت ، پوست ، خون ، ہڈیاں وغیرہ وغیرہ نباتات اور پھل کے کھانے سے ہی بنتی ہیں۔ جب خوراک بدنِ انسانی میں پہنچتی ہے تو مختلف حالتوں اور تبدیلیوں سے گزر کر اس کی چار خلطیں بنتی ہیں۔ یعنی خون ، بلغم ، صفراء اور سوداء ۔ ان چاروں خلطوں میں خون سب سے صالح ہے۔ یہ خون مختلف حالتوں سے گزر کر نطفہ بنتا ہے۔ پس امام علیہ السلام کا فرمانا کہ نطفہ آسمان سے نباتات وغیرہ پر گرتا ہے اور وہاں سے انسانی بدن میں پہنچتا ہے ، درست ثابت ہوا ۔

۳؎ صریخ :-

اس کے لغوی معنی ہیں ، فریاد کو پہنچنے والا فریاد رس ، چیخ پکار ، فریاد ، استغاثہ ، اول معنی کے اعتبار سے صُرَاخٌ سے جو کہ اضداد میں سے ہے اور جس کے معنے فریاد کرنے اور فریاد کو پہنچنے کے ہیں ، بمعنے فریاد کو پہنچنے کے بروزن فعیلٌ بمعنی فاعل ہے ۔ اور صُرَخاء جمع ہے اور دوسرے معنے میں صَرَخَ یَصْرُخُ کا مصدر ہے ، جس کے معنی فریاد کرنے اور چلانے کے آتے ہیں ۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ، صفحہ ۲۲۴)

مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۴۵ وَمَا

جو تمہارے سامنے ہے ، اور جو تمہارے پیچھے ہے ۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ مگر ان کی حالت یہ ہے

تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۝۴۶

کہ ان کے پاس انکے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی نہیں آتی ۔ مگر یہ اس سے روگردان ہی رہے ۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تمھیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو جو لوگ کافر ہو گئے انھوں نے

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ اِنْ اَنْتُمْ

ان لوگوں سے کہا جو ایمان لا چکے ، کیا ہم اسے کھلائیں جسے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا خود کھلا دیتا ۔ تم نہیں ہو

اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۴۷ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

مگر کھلی گمراہی میں ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) وہ وعدہ کب (پورا) ہو

صٰدِقِیْنَ ۝۴۸ مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ

گا ۔ وہ نہیں انتظار کرتے مگر ایک چیخ کا ، کہ وہ ان کو پکڑے گی ۔ درآنحالیکہ

یَخِصِّمُوْنَ ۝۴۹ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ

وہ جھگڑتے ہوں گے ؎ۡ پس وہ نہ تو وصیت ہی کر سکیں گے ، اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹ

یَرْجِعُوْنَ ۝۵۰ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى

کر جائیں گے ۔ اور صور میں پھونکا جائے گا ، پھر یکایک وہ قبروں میں سے (نکل کر) اپنے پروردگار کے

رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝۵۱ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ٚ

حضور دوڑے جائیں گے ۔ وہ کہیں گے ہائے ہماری خرابی ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا ۔

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۲ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

(ان سے کہا جائیگا) یہ وہ ہے جسکا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا اور رسولوں نے سچ کر دکھلایا ۔ ان کا عذاب ایک تند

صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝۵۳ فَالْیَوْمَ

آواز کے سوا کچھ نہ تھا ، پس وہ سب یکایک ہمارے حضور حاضر کئے جائیں گے ۔ پھر اس دن

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۵۴

نہ تو کسی نفس پر کچھ ظلم کیا جائے گا ، اور نہ تم بدلہ دیئے جاؤ گے سوائے اس (عمل) کے جو تم کیا کرتے تھے ۔

؎ۡ یخصّمون :-
تفسیر صافی ص۲۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ واقعہ آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ وہ بازاروں میں باہمی جھگڑ رہے ہوں گے تو ایک چیخ کی آواز یکایک آئے گی تو سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر مر جائیں گے ان میں سے کوئی بھی نہ تو اپنی منزل پر لوٹ سکے گا ۔ اور نہ ہی وصیت کر سکے گا ۔
اور تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس طرح آئے گی کہ دو آدمیوں نے ایک کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اور وہ باہمی بیع و شریٰ کر رہے ہوں گے ۔ پس وہ اُسے طے نہ کرنے پائیں گے کہ قیامت آ جائے گی ۔ اور ایک شخص لقمہ اٹھائیگا کہ منہ میں رکھے ۔ ابھی اس کا لقمہ منہ تک نہ پہنچیگا ۔ کہ قیامت آ جائے گی ۔ اور ایک شخص حوض پر آ کر کھڑا ہوگا کہ اپنے چوپائے کو پانی پلائے ۔ ابھی وہ پانی نہ پلا چکا ہوگا کہ قیامت آ جائے گی ۔

ع ۴ ۱۸ ۲

۵ وقف لازم
۱ وقف نبی
۲ وقف غفران

إِنَّ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوٰجُهُمْ

یقیناً اس دن جنت والے کسی شغل میں خوشحال ہوں گے۔ وہ اور اُن کی بیویاں سایوں

فِي ظِلٰلٍ عَلَى الْأَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيْهَا فٰكِهَةٌ وَّلَهُمْ

میں مسہریوں پر تکئے لگائے ہوں گے۔ اُن کیلئے اس میں ہر قسم کے پھل ہونگے، اور اُن کیلئے ہر وہ چیز

مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿٥٧﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا

ہوگی جسکے وہ مانگیں گے۔ بہت رحم کرنیوالے پروردگار کی طرف سے انھیں سلام کہا جائے گا ۵۱۔ اور (نافرمانوں سے کہا جائیگا)

الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ أَنْ لَّا

اے جرم کرنیوالو! آج کے دن تم الگ ہو جاؤ۔ اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ تم شیطان کی

تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٠﴾ وَّأَنِ اعْبُدُوْنِيْ

عبادت نہ کرنا ۵۲ یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری ہی عبادت کرو۔

هٰذَا صِرٰطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا

یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور یقیناً اس نے تم میں سے اکثروں کو گمراہ کر دیا۔

أَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿٦٣﴾

پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے۔ یہ ہے وہ دوزخ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے تھے۔

اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٦٤﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى

آج کے دن اس میں جا پڑو ۵۳ بہ سبب اسکے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ اس دن ہم اُن کے موہنوں پر مہر

أَفْوٰهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ أَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

لگا دیں گے، اور اُن کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور اُن کے پاؤں اس بات کی گواہی دیں گے جو کچھ وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا

کیا کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہتے تو البتہ ان کی آنکھوں کی روشنی زائل کر دیتے، تو وہ راستہ سے آگے

الصِّرٰطَ فَأَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى

بڑھ جاتے، پھر کہاں سے دیکھتے۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُن کی جگہ پر ہی اُن (کی صورتیں) مسخ کر

مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ ع وَمَنْ

دیتے۔ پھر وہ نہ تو گذر سکتے، اور نہ لوٹ سکتے۔ اور جس کو ہم

ع ١٧ / ٣

وقف غفران

۵۱ مِن ربٍّ رحیم :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۴۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات اللہ تعالیٰ کی طرف ان کے حق میں کہی جائے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود ان پر سلام کہیگا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام دراصل امان ہے۔

۵۲ اَعْهَد :-

لفظی ترجمہ ہے، میں نے عہد لیا۔ عَهْدٌ سے جس کے معنی پیہم ایک حال سے دوسرے حال میں کسی چیز کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کے ہیں۔ اور اسی بناء پر اس وعدہ کو جس کی پابندی ضروری ہو عہد کہا جاتا ہے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔

تاعدہ ہے کہ جب "لم" مضارع پر آتا ہے تو اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اسی لئے "الم اعهد" کے معنی ہوئے: "میں نے عہد نہ لیا؟"

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۱ صفحہ ۱۷)

۵۳ اِصْلَوْهَا :-

لفظی ترجمہ ہے: اس میں جا پڑو۔ اس کے اندر چلے جاؤ۔ (سمیع) اِصْلَوْ صَلّٰی سے جس کے معنے آگ میں جلنے اور اس میں جا پڑنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ھا ضمیر واحد مؤنث غائب۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۲۵۲)

نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ
زیادہ عمر دیتے ہیں، اسے پیدائش میں اُلٹا کر دیتے ہیں۔ پھر کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور ہم نے اسے (محمدؐ کو)

الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْاٰنٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾
شعر (لغو گوئی) نہیں سکھایا۔ اور نہ ہی یہ اس (کی شان) کے لائق تھا، یہ نہیں ہے مگر نصیحت اور بیان کرنے والا قرآن۔

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ أَوَلَمْ
تاکہ یہ اُسے ڈرائے جو زندہ ہو۔ اور کافروں پر (عذاب کی) بات ثابت ہو جائے۔ کیا انھوں نے

يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِيْنَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا
غور نہیں کیا یقیناً ہم نے ان کیلئے اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا چارپائے پیدا کئے، پھر وہ اُن کے لئے مالک

مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ
ہیں۔ اور ہم نے انھیں ان کیلئے فرمانبردار کر دیا ہے پس اُن میں سے کچھ انکی سواریاں ہیں اور انمیں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں

لَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا
اور ان کیلئے ان میں بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔ پھر کیا وہ شکر نہیں کرتے۔ اور انھوں نے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
اللہ تعالیٰ کے سوا کئی معبود اختیار کر لئے، تاکہ وہ مدد دیئے جائیں۔ (لیکن) وہ ان کی مدد نہیں کر

نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ
سکتے۔ اور وہ اُن کیلئے ایسا لشکر ہیں جو (قیامت کے دن) حاضر کئے جانیوالے ہیں ؂۳ پس تمھیں ان کی بات غم میں نہ ڈالے

إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا
یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کیا انسان نے غور نہیں کیا، یقیناً ہم نے

خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا
اسے نطفہ سے پیدا کیا، پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہو گیا۔ اور اُس نے ہمارے لئے ایک

مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٨﴾
مثال گھڑ دی اور وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرے گا، حالانکہ وہ گل سڑ گئی ہوں گی۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ أَنْشَأَهَآ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾
(اے رسولؐ) کہدو کہ انھیں وہی زندہ کریگا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا۔ اور وہ ہر قسم کی پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔

؂۱ من کان حیّاً :-
تفسیر صافی ص۴۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں حیّاً سے مراد عاقل ہے۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد مومن ہے کیونکہ زندہ وہی ہے جس کا قلب ایمان کے ذریعہ زندہ ہے ؎

؂۲ ذلّلنٰھا :-
تفسیر صافی ص۴۲۵ پر لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان چوپایوں کو ان کا مطیع بنا دیا ہے کیونکہ ایک اونٹ باوجود اس قدر قوت کے ایک بچہ اُسے ہنکاتا پھرتا ہے ؎

؂۳ محضرون :-
تفسیر صافی ص۴۲۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کا مطلب یوں منقول ہے کہ ان کے معبود اُن کی کوئی مدد نہیں کر سکتے اور وہ گروہ کے گروہ اُن کے پاس حاضر رہتے ہیں۔
اور ایک روایت میں ہے کہ یہ ان کے پیچھے پیچھے دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے ؎

وقف لازم

ۣالَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ

جس نے تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ پیدا کردی لہ پس تم اس میں سے آگ

تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ

سلگاتے ہو۔ کیا وُہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اس بات پر قدرت رکھنے والا نہیں

عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰی ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ

کہ اُن کی مانند پیدا کردے۔ ہاں! اور وُہ بہت پیدا کرنیوالا خوب جاننے والا ہے۔ ماسوا اسکے نہیں کہ

اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ

اسکا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ اس کیلئے کہے ہوجا وُہ فوراً ہوجاتی ہے۔ پس پاک ہے وُہ ذات جسکے

بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اور اسی کے حضور میں تم سب لوٹائے جاؤگے۔

سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَکِّیَّةٌ

اٰیَاتُهَا ۱۸۲ | رُکُوْعَاتُهَا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ

قسم ہے قطار ہوکر صف باندھنے والوں کی لہ پھر ڈانٹ کر جھڑکنے والے (فرشتوں) کی لہ پھر ذکر کی تلاوت کرنیوالوں کی۔ یقیناً

اِلٰهَکُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ

تمہارا معبود منفرد و واحد ہے۔ پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے، اور پروردگار

الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۣالْکَوَاکِبِ ﴿۶﴾

مشرقوں کا۔ یقیناً ہم نے دنیا کے آسمان کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا۔

وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ

اور اُن کو ہر سرکش شیطان کے لئے نگہبان بنایا۔ وہ ملاءِ اعلیٰ کی طرف کچھ سن نہیں

الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ

پاتے، اور ہر طرف سے بھگانے کیلئے وُہ مارے جاتے ہیں۔ اور اُن کے لئے لازم ہو جانے والا

وقف غفران

ع ۱٦ / ۵ / ۲

لہ الاخضر نارا:-

تفسیر صافی صفحہ ۲۲۵ پر ہے کہ اگر مرخ اور عفار درختوں کی سبز شاخوں کو اگرچہ ان میں سے پانی بہ رہا ہو، ایک دوسرے پر رگڑا جائے تو آگ پیدا ہوجاتی ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ مرخ اور عفار بلادِ عرب کی نواحی میں ہوتے ہیں۔ جب لوگ آگ سلگانے کا ارادہ کرتے ہیں تو دونوں کی شاخوں کو آپس میں رگڑتے ہیں، تو اس طرح ان سے آگ نکال لیتے ہیں ۔

۲لہ صفّا:-

لغظی معنی ہیں "قطار، صف" یہ اصل میں صَفَّ یَصُفُّ کا مصدر ہے۔ جس کے معنی قطار باندھنے کے آتے ہیں، اور خود قطار کے معنی میں بھی بطورِ اسم مستعمل ہے۔ صُفُوْفٌ جمع۔

راغب لکھتے ہیں:- کسی شے کو مثلاً آدمیوں کو یا درختوں کو تم ایک خطِ مستوی پر کردو۔ اس کو صف کہتے ہیں۔ اور کبھی جیسا کہ ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے۔ صَفّ بمعنی اسم فاعل صَآفّ (قطار باندھنے والا) بھی آتا ہے۔ حق تعالیٰ کے ارشاد ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفّاً (اللہ چاہتا ہے اُن کو جو اُسکی راہ میں قطار باندھ کر لڑتے ہیں) اور ثم ائتوا صفّاً (پھر آؤ قطار باندھ کر) میں لفظ صَفّ مصدر بھی ہوسکتا ہے۔ اور اسم فاعل بھی بمعنی صَآفِّیْنَ یعنی قطار باندھنے والوں کے اور انا نحن الصّآفون ۞ (اور ہم جو ہیں سو ہم ہی ہیں قطار باندھنے والے) اور والصّٰفّٰت صفّاً۔ (قسم ہے قطار ہوکر صف باندھنے والوں کی) میں ملائکہ مراد ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۸)

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ ان سے مراد ہیں فرشتے اور انبیاء اور وُہ سب لوگ جنھوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی۔ اور اُس کی رضامندی کے لئے صف باندھ کر کھڑے ہوئے ہوں گے ۔

لمترجم:- اجتماعات میں قطار بندی کا طریقہ قرآن مجید نے آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے بیان کردیا۔ اور اسے عملی رنگ میں بھی پیش کردیا حالتِ نماز ہو یا میدانِ جنگ، اللہ تعالیٰ نے قطار بندی کی تعلیم دی۔ اور قطار بندی کرنے والوں کی مدح کی اور انھیں کی قسم کھائی۔ اُسے آج تمام حکومتیں اپنا رہی ہیں۔ اور ہر دفتر کے باہر "قطار بناؤ" کے بورڈ لگے ہوئے ہیں، یہ خصوصیت اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اُس کے اصول عالمگیر ثابت ہو رہے ہیں ۔

۳لہ فالزّٰجرٰت:- لفظی معنی "ڈانٹنے والیاں"۔ زَجْرٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مؤنث۔ زَاجِرَۃٌ واحد۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ فرشتوں کی صفت ہے جو بادل کو ڈانٹ کر ہنکاتے اور شیطانوں کو جھڑکتے رہتے ہیں۔ چونکہ لفظ ملائکۃ مؤنث ہے۔ اس مناسبت سے صفت بھی مؤنث ہوئی ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳، صفحہ ۱۳۰) ۞

وَاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾
عذاب ہے۔ مگر جو ایک بار اچک لے گیا، تو ایک بھڑکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے لگ گیا۔
فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ
پس تو ان سے پوچھ کہ کیا وہ ازروئے پیدائش سخت ہیں یا وہ جنھیں ہم نے پیدا کیا۔ یقیناً ہم نے انھیں چمٹنے والی
طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا
مٹی سے پیدا کیا۔ بلکہ تم تو تعجب کرتے ہو، اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اور جب انھیں نصیحت کی جائے
لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا
وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ اور جب وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا مخول کرتے ہیں۔ اور وہ کہنے لگے
اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ
یہ نہیں ہے مگر کھلم کھلا جادو۔ کیا جب ہم مر جائیں گے، اور ہم مٹی اور
عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ
ہڈیاں ہو جائیں گے، کیا ہم یقیناً (زندہ کر کے) اٹھائے جائینگے۔ یا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔ (اے رسول) کہہ دو
وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ
ہاں! اور تم ذلیل ہو ہو کر (بھی) ہو گے۔ پس ماسوا اسکے نہیں کہ وہ ایک ہی ڈانٹ ہوگی۔ پھر وہ سب یکایک
يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ
دیکھنے لگ جائیں گے۔ اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی یہی جزا و سزا کا دن ہے۔ (ان سے کہا جائیگا کہ) یہ وہی
الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (اے فرشتو!) جن لوگوں نے ظلم کیا اور انکے ہم مشل
وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
لوگوں کو اور جن کو یہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے ان سب کو اکٹھا کرو۔ پھر ان سب کو
اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ
جہنم کا راستہ دکھلا دو۔ اور انھیں ٹھہراؤ۔ یقیناً ان سے سوال کئے جانے ہیں ۵۲ تمھیں کیا ہو گیا ہے
لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ
تم ایک دوسرے کی نصرت نہیں کرتے۔ بلکہ وہ اس دن سلامتی چاہنے والے ہونگے۔ اور وہ ایک دوسرے کے سامنے

۵۱ ازواجهم:-
لفظی معنی ہیں ان کے جوڑے۔ ان کی ہم مثل چیزیں۔ ان کے اقران۔ ازواج زوج کی جمع ہے۔ حیوانات کے جوڑے میں سے نر ہو، یا مادہ۔ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں۔ اور اسی طرح غیر حیوانات میں ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قرین ہو، خواہ مماثل ہو، یا متضاد زوج کہتے ہیں۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۷)
تفسیر صافی ص ۴۲۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے آلِ محمد کا حق غصب کیا۔ اور ازواجھم سے مراد وہ لوگ ہیں، جو ان کے مانند ہوں ؛

۵۲ انھم مسئولون:-
تفسیر صافی ص ۴۲۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔
آمالی اور عیون اخبار الرضا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی مضمون مروی ہے۔
علل الشرائع میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا: کہ بندہ ایک قدم بھی نہ اٹھائے گا۔ جبتک اس سے ان چار باتوں کی بابت سوال نہ کیا جائے: جوانی کس طرح بسر کی۔ اور عمر کن کاموں میں گزاری اور مال کہاں کہاں سے جمع کیا اور ہم اہلبیت کی محبت کے بارے میں ؛

ع ۲ ۵

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ

ہو کر باہمی سوال کریں گے۔ وہ کہیں گے یقیناً تم ہمارے پاس داہنی طرف سے آیا کرتے

الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا

تھے۔ وہ کہیں گے (ایسا نہیں) بلکہ تم ہی ایماندار نہ تھے۔ اور ہمیں تم پر کوئی تسلط

عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا

نہ تھا۔ بلکہ تم سرکش قوم تھے۔ پس ہم پر ہمارے پروردگار کا

قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾

قول پورا ہوا۔ یقیناً ہم (عذاب کا مزہ) چکھنے والے ہیں۔ پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا، یقیناً ہم خود گمراہ تھے۔

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

پس یقیناً وہ سب اس دن عذاب میں شریک ہوں گے۔ یقیناً ہم مجرموں کے ساتھ

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ

ایسا ہی (سلوک) کیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے خدا

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا

کے کوئی معبود نہیں تو یہ تکبر کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾

دیوانہ شاعر کیلئے چھوڑنے والے ہیں۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ حق لے کر آیا اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی۔

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

یقیناً تم دردناک عذاب ضرور چکھنے والے ہو۔ اور تم نہیں بدلہ دیئے جاؤ گے مگر اس عمل کا جو تم کیا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

کرتے تھے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے۔ ان کے لئے رزق معلوم

رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِىْ جَنّٰتِ

ہے لـه ہر قسم کے پھل، اور وہ باعزت ہوں گے۔ وہ نعمتوں والی

النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ

جنتوں میں۔ ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر ہوں گے۔ سفید شراب کا پیالہ اُن پر پھرایا

لـه رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ :-
تفسیر صافی صـ۴۲۳ پر بحوالہ کافی بروایت امام محمد باقر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے جس میں آپ نے اہلِ جنّت کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اولئك لهم رزق معلوم کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خادموں کو معلوم ہوگا اور قبل اس کے کہ دوستانِ خدا ان سے سوال کریں کہ لاؤ وہ خود اس رزق کو لائیں گے۔ اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فواكه وهم مكرمون ۰ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنّت میں وہ جس چیز کی خواہش کریں گے۔ انھیں اکراماً دے دی جائے گی ؂

مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ

جائے گا ۔ وہ پینے والوں کو لذّت دینے والی ہوگی ۔ اس میں نہ کوئی جھگڑا ہوگا ،

وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾

اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں گے ۔ اور انکے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) اسطرح

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

ہونگی گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے سفید انڈے ہیں ؎۱ پھر وہ ایک دوسرے کے سامنے باہمی سوال کریں

يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾

گے ۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا ، یقیناً میرا ایک ہمنشین تھا ۔

يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

جو کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی تصدیق کرنیوالوں میں سے ہے ۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾

ہو جائیں گے ۔ تو کیا ہم (زندہ ہو کر) جزا و سزا دیئے جائینگے ۔ وہ کہے گا کیا تم مطلع ہونا چاہتے ہو ۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ

پس وہ جھانکے گا ، پھر اسے جہنم کے درمیان دیکھے گا ، تو کہے گا اللہ تعالیٰ کی قسم ! تو مجھے ضرور ہلاک

لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾

کرنے ہی کو تھا ۔ اور اگر میرے پروردگار کی مہربانی نہ ہوتی تو ضرور میں (عذاب میں) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا ۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾

پھر کیا (میں نہ کہتا تھا) ، سوائے ہماری پہلی موت کے ہمیں پھر مرنا نہیں ہے اور ہم عذاب دیئے جانے والے نہیں ہیں ۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

یقیناً یہ بڑا امراد پانا ہے ۔ پس عمل کرنیوالوں کو چاہیئے کہ اسی کی مثل عمل کریں ۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

کیا یہ (جنت) اچھی مہمانی ہے یا تھوہر کا درخت ؎۲ یقیناً ہم نے اسے ظلم کرنیوالوں کے لئے

لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا

آزمائش قرار دیا ہے ۔ یقیناً وہ درخت دوزخ کی جڑ (تہہ) سے نکلتا ہے ۔ اس کا شگوفہ

؎۱ بيض مّكنون :-

تفسیر حقانی ص۲۲ پر ہے کہ ان عورتوں (حوروں) کو شترمرغ کے انڈے سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے ، کہ شترمرغ انھیں اپنے پروں میں چھپائے رکھتا ہے ، اس سے وہ ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک و صاف رہتے ہیں ۔ نیز ان کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے ۔ اور یہ رنگ جسم کے رنگوں میں سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے ۔

؎۲ شجرة الزّقوم :-

تفسیر حقانی ص۲۷ پر ہے کہ یہ وہ درخت ہے جس کے پھل سے دوزخیوں کی مہمانی کی جائے گی ۔ اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنتیوں کے لئے وہ تمام نعمتیں ہوں گی جنکا ذکر کیا گیا ہے اور وہ بھی جو فہم سے بالاتر ہیں ۔ اور ان سب کے مقابلہ میں جہنمیوں کے کھانے میں صرف زقوم کا ذکر ہے ۔

کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے پتوں والا بدبودار کڑوا درخت ہے ، جو تہامہ کے جنگل میں پیدا ہوتا ہے ۔

كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝٦٥ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ

ایسا ہے گویا کہ وہ سانپوں کے پھن ہیں۔ پس وہ یقیناً اسی میں کھانے والے ہیں، پھر اسی میں سے پیٹوں

مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝٦٦ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝٦٧

کو بھرنے والے ہیں۔ پھر اس کے اوپر یقیناً ان کیلئے کھولتے ہوئے پانی کی ملاوٹ ہو گی۔

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ۝٦٨ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ

پھر یقیناً ان کی جائے بازگشت ضرور دوزخ کی طرف ہو گی لہ یقیناً انھوں نے اپنے باپ دادوں کو

ضَآلِّيْنَ ۝٦٩ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝٧٠ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ

گمراہ پایا۔ پھر وہ انہی کے پاؤں کے نشانوں پر دوڑے جاتے ہیں۔ اور یقیناً ان سے پہلے اگلوں میں

اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٧١ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝٧٢

سے اکثر گمراہ ہو چکے۔ حالانکہ ہم نے ان میں ڈرانے والے یقیناً بھیجے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝٧٣ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

پس تو دیکھ کہ جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ۝٧٤ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝٧٥

مخلص بندوں کے۔ اور یقیناً ہمیں نوحؑ نے آواز دی، پس ہم ہی سب سے اچھا جواب دینے والے ہیں۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝٧٦ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ

اور ہم نے اسے اور اسکے اہل کو بہت بڑے دکھ سے نجات دی۔ اور ہم نے ان کی نسل کو ہی باقی رہنے

هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝٧٧ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝٧٨ سَلٰمٌ عَلٰى

والے قرار دیا۔ اور ہم نے اسی وجہ سے (اسکا ذکر خیر) پچھلوں پر چھوڑ دیا۔ تمام جہانوں میں

نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ۝٧٩ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝٨٠ اِنَّهٗ

نوحؑ پر سلام ہے۔ یقیناً ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٨١ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝٨٢ وَاِنَّ

ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ پھر ہم نے اوروں کو غرق کر دیا۔ اور یقیناً

مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝٨٣ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝٨٤

ابراہیم ضرور اسکے شیعوں (پیروکاروں) میں سے تھا ۲ جبکہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں بے لاگ دل لے کر آیا۔

وقف لازم

لہ الی الجحیم :-

تفسیر صافی ص۲۷۲ پر ہے کہ زقوم اور حمیم جہنمیوں کے سامنے جحیم میں داخل ہونے سے پہلے بطور مہمانی پیش کیا جائے گا۔ اور ایک روایت کے مطابق حمیم (کھولتا ہوا پانی) جہنم سے باہر ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول شاہد ہے۔ ھٰذہٖ جھنم التی یکذب بھا المجرمون ۝ یطوفون بینھا وبین حمیم آن ۝ (وہ جہنم یہی ہے جس کو یہ گنہگار جھٹلایا کرتے تھے۔ اور اب اُس کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان گھبرائے گھبرائے پھٹے پھرتے ہیں)۔ چنانچہ اس کھولتے پانی پر جہنمی اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے جیسے پیاسے اونٹ پانی پر جا گرا کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد جحیم میں بھیجے جائیں گے ۞

ع ٥٣ ٦

۲ من شیعتہٖ :-

تفسیر صافی ص۲۷۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان و تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمھیں یہ اسم مبارک ہو۔ عرض کیا گیا کون سا؟ آپ نے فرمایا: "شیعہ" عرض کیا گیا کہ لوگ تو اس نام سے ہمیں عیب لگاتے ہیں! آپ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا؟ وان من شیعتہٖ لابرٰھیم ۝ نیز اس کا قول: ھٰذا من شیعتہٖ وھٰذا من عدوّہٖ فاستغاثہ الذی من شیعتہٖ علی الذی من عدوّہٖ :-

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اُس نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے کہا کہ تم یہ کیا پوجتے ہو۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جھوٹے

دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ

معبودوں کو چاہتے ہو؟ پھر تمام جہانوں کے پروردگار کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے۔ پس اس نے

نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾

ستاروں میں ایک نظر دیکھا۔ پھر کہنے لگا یقیناً میں دُکھی ہوں لے پھر وہ اُس سے پیٹھ پھیر کر لوٹ گیا۔

فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا

پھر وہ چھپکر انکے معبودوں کی طرف گیا تو انھیں کہا کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم

تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ

بولتے نہیں ہو۔ پھر اس نے چھپ چھپا کر اُن پر داہنے ہاتھ سے ضرب لگائی۔ پس وہ لوگ دوڑتے ہوئے

يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ

اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کہا کیا تم اسکی عبادت کرتے ہو جسے تم خود تراشتے ہو۔ حالانکہ تمھیں اور جنھیں تم بناتے ہو

وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي

اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے اس کیلئے ایک عمارت بناؤ پھر اسے دہکتی آگ میں

الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

ڈال دو۔ پس اس نے اس کے ساتھ مکر کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ہم نے انہی کو نیچے (ذلیل) کر دیا۔

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ

اور اُس نے کہا یقیناً میں اپنے پروردگار کی طرف جانیوالا ہوں وہ بہت جلد مجھے منزلِ مقصود پر پہنچا دیگا۔ اے میرے پروردگار

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ

مجھے ایک فرزند صالحین میں سے عطا کر۔ پس ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ

السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ

دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے بیٹے! یقیناً میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں یقیناً تمھیں ذبح کرتا ہوں۔ پس غور کر کے ۲ھ

مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

کہ تمھاری کیا رائے ہے اس نے کہا اے میرے باپ جو حکم تمھیں ملا ہے سے بجا لاؤ ۳ھ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو قریب ہے کہ تم مجھے صبر

لے انی سقیم :-

تفسیر صافی ص۲۴۳ پر بحوالہ کافی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا کی قسم! نہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیمار تھے۔ اور نہ ہی انھوں نے جھوٹ بولا۔

چنانچہ معانی الاخبار اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی بعینہ یہی روایت بیان کی گئی ہے۔

اور معانی الاخبار میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے انّی سقیم کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں عنقریب بیمار ہو جاؤں گا۔ اور ہر میّت سقیم ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرمایا: انک میّت یعنی تم عنقریب مرنے والے ہو۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے غور و فکر کی پس اس نے جو کچھ امام حسین علیہ السلام پر واقع ہونا تھا۔ دیکھا تو کہنے لگے انّی سقیمٌ۔

لمترجم :- آپ کا مطلب یہ تھا کہ میں دین کی محبت کا بیمار ہوں۔ نیز بت پرستوں کو خدائے واحد کا منکر دیکھ کر دکھی ہوں۔ اور یہی بیماری ہے۔ جسکا نفس سے تعلق ہے نہ کہ جسم سے۔ چنانچہ اس لفظ کی بحث میں راغب اصفہانی نے لکھا ہے "سَقَمٌ" اور "سُقْمٌ" اس مرض کو کہتے ہیں جو بدن کے ساتھ مخصوص ہو اور مرض کبھی بدن میں ہوتا ہے اور کبھی نفس میں جیسے فی قلوبھم مرض (ان کے دلوں میں بیماری ہے) اور ارشاد الٰہی انی سقیمٌ۔ (میں دکھی ہوں) —— یہ تعریض ہے۔ یا زمانہ ماضی اور مستقبل کی طرف اشارہ ہے۔ یا اس تھوڑے سے دکھ کی طرف جو فی الحال موجود رہتا ہے۔ کیونکہ انسان کو کوئی نہ کوئی خلل لگا ہی رہتا ہے۔ اگرچہ وہ اُسے محسوس نہ کرے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص۲۱)۔

کافی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ واللہ نہ حضرت ابراہیمؑ بیمار تھے اور نہ انھوں نے جھوٹ بولا۔ مقصود یہ تھا کہ وہ لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ جناب ابراہیم نے اپنی بیماری پر ستاروں سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ جاتے ہی تکلیف نہ دیں۔ چونکہ اس وقت طاعون کی بیماری اُن میں پھیل رہی تھی۔ لہٰذا سرایت کے خوف سے ان لوگوں نے آپ کو اپنے ہمراہ نہ لیا۔ اسکی تائید معانی الاخبار کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ مراد حضرت کی انی سقیم کہنے سے یہ تھی کہ انّ کل میّتٍ سقیم (ہر مرنیوالا سقیم ہے)۔ یعنی مراد حضرت ابراہیمؑ سقم سے موت لی۔ وانّہ مشرف علی الموت۔ (وہ مرنے والے تو تھے ہی) آیہ انک میّت وانھم میّتون شاہد ہے۔ اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انی سقیم کا مطلب یہ تھا کہ وہ دردِ دین سے سقیم ہیں۔ اس معاملہ میں اُن کا دل جل رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے یہ کلمات بطور توریہ مرغوب تھے۔ نہ کہ دشمنوں کے خوف سے جھوٹ بولا تھا۔ ایسا توریہ جس میں ذومعنی لفظوں کا استعمال ہو لطفِ کلام سے خیال کیا جاتا ہے نہ کہ کذب جو نقائص کلام سے ہے۔ (رسالہ نور مراد آباد ماہ نومبر ۱۹۴۸ء ص۸) —— ۲ھ فانظر :- تفسیر صافی ص۲۴۳ پر لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے اس بارے میں مشورہ کیا حالانکہ وہ حتمی فیصلہ کر چکے تھے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امتحان ہونیوالا ہے اس سے انھیں مطلع کر دیں کہ اگر وہ اس سے پریشان ہوں تو انھیں ثابت

[illegible]

مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنٰهُ

کرنیوالوں میں سے پاؤ گے ۔ پس جب دونوں نے حکم مان لیا اور اُسے (اسمٰعیل کو) ماتھے کے بل پچھاڑا ۔ اور ہم نے اسے

اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی

ندا دی کہ اے ابراہیم ۔ یقیناً تو نے خواب سچا کر دیا ۔ یقیناً ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنٰهُ

ہیں ۔ یقیناً یہ ضرور ایک کھلی آزمائش تھی ۔ اور ہم نے اسے ایک بہت عظمت

بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓی

والی قربانی کے بدلے فدیہ دے دیا[۱] اور اس پر ہم نے اس (قربانی) کو پیچھے آنے والوں میں رکھ چھوڑا ۔ ابراہیم پر سلام

اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٩﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

ہے ۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾

میں سے تھا ۔ اور ہم نے اُسے نیکو کاروں میں سے ایک نبی اسحاق کی بشارت دی ۔

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ

اور ہم نے اس پر اور اسحاق پر برکت نازل کی ۔ اور ان دونوں کی نسل میں سے کچھ نیکو کار اور

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ﴿١١٤﴾

کچھ اپنے نفس پر کھلا ظلم کرنیوالے ہیں ۔ اور یقیناً ہم نے موسٰے اور ہارون پر احسان کیا ۔

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

اور ہم نے ان دونوں کو اور ان دونوں کی قوم کو بہت بڑے دکھ سے نجات دی ۔ اور ہم نے انکی نصرت کی ۔ پھر یہی

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿١١٧﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا

غالب ہو گئے ۔ اور ہم نے ان دونوں کو ایک واضح کتاب دی ۔ اور ہم نے ان دونوں کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿١١٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِی الْاٰخِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ سَلٰمٌ

سیدھی راہ پر چلائے رکھا ۔ اور ہم نے ان دونوں کے حق میں (ذکر خیر) پیچھے آنیوالوں میں رکھ چھوڑا ۔ سلام ہو

عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ اِنَّهُمَا

موسٰے اور ہارون پر ۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ۔ یقیناً وہ دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳۵ ما تؤمر:۔
تفسیر صافی ص ۴۲۸ پر ہے کہ یہاں مضارع کا صیغہ اسلئے استعمال کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب کئی مرتبہ دیکھا تھا ۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:۔

۱۵ بذبح عظیم:۔
تفسیر صافی ص ۴۲۹ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اس دُنبہ کو ذبح کریں جو اُس نے بھیج دیا تھا، تو حضرت ابراہیمؑ کے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ میرے ہاتھ سے میرا بیٹا اسمٰعیل ہی ذبح ہوتا تو خوب ہوتا ۔ کیونکہ میں اس بات پر تو ایمان لایا ہی نہ تھا کہ میں مینڈھے کو ذبح کروں گا ۔ اور بیٹے کو ذبح کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا کہ میرا دل دُکھتا جیسا کہ اس باپ کا دل دُکھ سکتا ہے جس کے ہاتھ سے عزیز ترین بیٹا ذبح ہو جائے ۔ اور دل دُکھتا ۔ تو مصائب سہنے والوں کو ثواب کے جو اعلیٰ درجے حاصل ہو سکتے ہیں وہ مجھے بھی میسر آتے ۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی : اے ابراہیمؑ ! میری مخلوق میں سے تمھیں سب سے زیادہ محبوب کون ہے ؟ عرض کی : الٰہی ! تو نے کوئی بھی ایسا پیدا نہیں کیا ۔ جو مجھے تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلعم سے زیادہ محبوب ہو ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ ! کیا تمھیں محمد مصطفیٰ صلعم زیادہ محبوب ہیں یا اپنی ذات ؟ عرض کی : وہ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں ! پھر وحی ہوئی کہ کیا تمھیں اپنی اولاد زیادہ پیاری ہے یا ان کی ؟ عرض کی : انکی اولاد ۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا محمد مصطفیٰ صلعم کے بیٹے کا انکے دشمنوں کے ہاتھ سے ظلم و ستم سے قتل ہونا تمھارا دل زیادہ دکھائیگا ، یا تمھارے اپنے بیٹے کا تمھارے اپنے ہاتھ سے ہماری اطاعت میں ذبح ہونا ؟ عرض کی : کہ بار الٰہا ان کے بیٹے کا اُن کے دشمنوں کے ہاتھ سے بظلم ذبح ہونا ضرور میرا دل زیادہ دکھائیگا ۔ اس وقت فرمایا اے ابراہیمؑ ! ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ صلعم کی اُمت سے سمجھے گا اور اُن کے بعد اُن کے فرزند حسینؑ کو ظلم و زیادتی سے اسطرح قتل کر ڈالے گا جیسے کہ مینڈھے کو ذبح کیا جاتا ہے ۔ اور وہ اس طرح میرے سخت عذاب کا مستوجب ہوگا ۔ ابراہیمؑ یہ سن کر سخت پریشان ہوئے اُن کے دل میں ایک درد اُٹھا اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے ۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے ابراہیمؑ ! اگر تم اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے ۔ اور اس سے تمھارا دل دردمند ہوتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا جیسا کہ حسینؑ کے قتل کا حال سُن کر تمھیں صدمہ ہوا ۔ پس چونکہ تم نے اپنے بیٹے کے رنج کو محمد مصطفیٰ صلعم کے بیٹے کے رنج کے بارے میں فدیہ کر دیا تو ہم نے تمھارے لئے وہ اعلیٰ مدارج ثواب اپنے اوپر واجب کر لئے ۔ جو مصائب پر صبر کرنے والوں کو ملیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کے قول وفدینٰہ بذبح عظیم کا یہی مطلب ہے ۔

ع ۳ / ۲۹ / ۷

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۲﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور یقیناً الیاس ضرور رسولوں میں سے تھا۔

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم بعل (بت) کو پکارتے ہو اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے

أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۱۲۵﴾ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۲۶﴾

اللہ تعالیٰ کو چھوڑتے ہو۔ (جو) تمہارا پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے۔

فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۲۸﴾ وَ

پس اُنھوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر یقیناً وہ ضرور حاضر کئے جانیوالے ہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے۔ اور

تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۲۹﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ

اس پر ہم نے اسکا (ذکرِ خیر) پیچھے آنیوالوں میں رکھ چھوڑا۔ سلام ہے آل یاسین پر۔ لے یقیناً ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنَّ لُوطًا

دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ اور یقیناً لوط ضرور رسولوں

لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳۴﴾ إِلَّا عَجُوزًا

میں سے تھا۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے اسے اور اسکے سب اہل کو نجات دی۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو

فِي الْغَابِرِينَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ

پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگئی۔ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اور یقیناً تم ان پر صبح کے وقت

عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِاللَّيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَإِنَّ يُونُسَ

گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی۔ پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور یقیناً یونس ضرور رسولوں میں

لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۹﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ

سے تھا۔ (یاد کرو وہ وقت) جبکہ وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ گیا۔ پس اُنھوں نے قرعہ ڈالا تو وہی

مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَا أَنَّهُ

قرعہ میں مغلوب ہونے والوں میں سے ہوا۔ پس اسے مچھلی نگل گئی اور وہ ملامت کیا گیا تھا۔ پس اگر یقیناً وہ

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿۱۴۴﴾

تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا۔ تو ضرور وہ اس کے پیٹ میں جی اٹھنے کے دن تک پڑا رہتا۔

ع ۲۵ ۸

النصف

لے الیاسین:-

اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السّلام ہیں یا آل یاسین یعنی آلِ محمد۔ مفسّرین نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔

لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ۲۳۳ پر ہے:
الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ الیاس دراصل عجمی نام ہے۔ اور عجمی ناموں کے بولنے میں اہل عرب بڑی تبدیلی سے کام لیتے ہیں اور ان کا تلفظ مختلف طریقوں پر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسمٰعیل بھی کہتے ہیں اور اسماعین بھی۔ میکال بھی بولتے ہیں اور میکائیل و میکائین بھی۔ ابراہیم بھی کہا جاتا ہے اور ابراہم و ابراہام بھی۔ اسی طرح اسرائیل اور اسرائین۔ طور سینا اور طور سینین وغیرہ۔

عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض اوقات وہ قوم کے بڑے بزرگ کے نام سے پوری قوم کو موسوم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ مہلبین یا مہالبہ ایک پوری قوم کا نام ہے گویا ان میں ہر شخص کا نام مہلب ہے۔ اسی پر قیاس کر کے بعض لوگوں نے الیاسین کو الیاس کی جمع بتایا ہے۔ اور اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السّلام کے متبعین کو لیا ہے۔ بعض الیاسی کی جمع کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جمع کی حالت میں جسطرح اشعرین اور اعجمین میں یاءِ نسبت گرگئی ہے۔ اس میں بھی ساقط ہوگئی۔ لیکن یہ دونوں توجیہیں خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔ آلِ یاسین کے بارے میں ان کے اصول نحو و عربیت پر صحیح اترنے میں خود علماءِ فن کو کلام ہے۔ بعض لوگوں نے الایاسین اور الیاسین بھی پڑھا ہے۔ لیکن سب قولوں پر حضرت الیاس علیہ السّلام ہی مراد ہیں۔

کلبی نے آل یٰسین کے معنی آلِ محمد کے بتلائے ہیں:

تفسیر صافی صفحہ ۴۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آلِ محمدؐ کا ذکر فرمایا اور پھر کہا: و ترکنا علیه فی الاٰخرین ہ سلٰمٌ علیٰ اِل یاسین ہ پس یٰسین محمدؐ ہیں اور آل یٰسین آلِ محمدؐ، یعنے معصومین علیہم السّلام۔

معانی الاخبار میں امام جعفر صادقؑ علیہ السّلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد منقول ہے کہ امیرالمومنین فرمایا کرتے تھے کہ یٰسین جناب محمد مصطفیٰؐ ہیں اور آلِ یٰسین ہم۔

اور الجوامع میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آل یٰسین، آل محمدؐ اور یٰسین آنحضرتؐ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ اس کا ذکر سورہ احزاب کی آیت درود میں اور شروع سورۂ یٰسین میں آنحضرتؐ کے اسماءِ مبارکہ کے ذکر میں آچکا ہے۔ اور اسکی مؤیدیہ قرأت و کتابت بھی ہے۔ کہ آج تک مخالفین کے قرآنوں میں بھی آلِ یاسین علیحدہ علیحدہ لکھا جاتا ہے۔ اور یہ جو بعض قاریوں نے الیاسین ملا کر پڑھا ہے تو اس پر ایک قول قائم کیا ہے کہ ایک لغت میں ہم معنی الیاس ہے جیسے طور سینا اور طور سینین یہ قولِ ضعیف اور غالباً مخالفینِ آلِ یاسین کی من گھڑت تصنیف ہے اور بعضوں نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جمع ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس اور اس کے پیرو ہیں۔ اس قول پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر ایسا ہوتا تو الیاسین معرفہ استعمال ہوتا۔ یعنی الالیاسین ہوتا۔ کیونکہ عربی زبان میں علَم کی جمع بغیر الف لام کے نہیں آتی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یٰسین حضرت الیاسؑ کے والد کا نام تھا۔ اور ان کا اصلی نام اسی نسبت سے الیاسین تھا۔ اور جس طرح اوپر کے ہر قصہ میں اس پیغمبر کے ذکر کے بعد اس پر سلام آیا ہے اسی طرح آلِ یاسین پر بھی ہے — احتجاجِ طبرسی میں جناب امیرالمومنینؑ سے منقول ہے (باقی صفحہ ۵۸۶ پر)

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۱۴۵ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ
پھر ہم نے اسے بے گیاہ زمین میں ڈال دیا اور وہ دکھی تھا۔ اور ہم نے اس پر کدو کا درخت اگا
يَّقْطِيْنٍ ۱۴۶ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۱۴۷ فَاٰمَنُوْا
دیا ۔ اور ہم نے اسے رسول بنا کر سو ہزار (ایک لاکھ) یا زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔ پس وہ ایمان لے آئے
فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۱۴۸ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ
پھر ہم نے انھیں ایک مدت تک فائدہ دیا۔ پس تو ان سے پوچھ کہ کیا تیرے پروردگار کیلئے بیٹیاں ہیں، اور اُن کے لئے
الْبَنُوْنَ ۱۴۹ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۱۵۰ اَلَآ
بیٹے۔ کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا، اور وہ حاضر تھے۔ خبردار ہو
اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۱۵۱ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۱۵۲
یقیناً وہ اپنے جھوٹ موٹ بہتان سے ضرور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنا ہے، اور یقیناً وہ لوگ ضرور جھوٹے ہیں۔
اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۱۵۳ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۱۵۴
کیا اس (اللہ تعالیٰ) نے بیٹوں پر بیٹیوں کو برگزیدہ کیا ہے۔ تمھیں کیا ہو گیا۔ تم کیسے حکم لگاتے ہو؟
اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۱۵۵ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۱۵۶ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ
پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ یا تمھارے واسطے کوئی کھلی حجت ہے۔ پس اگر تم سچے ہو، تو اپنی
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۵۷ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ
کتاب لاؤ۔ اور انھوں نے اسکے درمیان اور جنوں کے درمیان رشتہ قرار دے دیا۔ حالانکہ جنات
عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۱۵۸ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۱۵۹
یقیناً جانتے ہیں کہ یقیناً وہ ضرور حاضر کئے جانیوالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۱۶۰ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۱۶۱
سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے۔ پس یقیناً تم اور وہ جنکی تم عبادت کرتے ہو۔ اسکے
مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۱۶۲ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۱۶۳ وَ
خلاف (کسی کو) بہکانے والے نہیں ہو۔ سوائے اسکے جو دوزخ کو جلنے والا ہے۔ اور
مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۱۶۴ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۱۶۵
ہم میں سے کوئی نہیں مگر یہ کہ اسکے لئے ایک معین ٹھکانہ ہے۔ اور یقیناً ہم ضرور صف باندھنے والے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلعم کو اسم یاسین سے موسوم فرمایا جبکہ ارشاد فرمایا: یٰسین ۰ والقرآن الحکیم ۰ انک لمن المرسلین ۰ اور اُن کی آل پر سلام بھیجنے میں فرمایا: سلام علی ال یاسین ۰ اسلئے کہ وہ جانتا تھا کہ سلام علی ال محمد کہا جائے گا تو اُنکے مخالفین اس کو اسی طرح ساقط کردیں گے، جیسا کہ اور کئی جگہ سے ذکرِ آلِ محمدؐ کو ساقط کر دیا ہے۔

قولِ صاحب تفسیر صافی:- یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحیح قرأت اٰل یاسین ہے۔ اور مراد اٰل یٰسین سے آلِ محمدؐ ہیں۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا:-

لے یقطین:-

تفسیر صافی صفحہ ۴۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مچھلی ان کو زمین کے مختلف حصّوں میں لئے لئے پھری۔ یہاں تک کہ انھوں نے یہ تسبیح پڑھی: ولا الٰہ الّا انت سبحٰنک انی کنت من الظّٰلمین ۰ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول کی اور مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو سمندر کے کنارے ڈال دے۔ اس نے ڈال دیا تو اُن کے بدن پر جلد نہ رہی تھی۔ اور گوشت بھی کچھ کم ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اُن پر کدو کا درخت پیدا کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو حکم دیا کہ اُن کے جسم سے کچھ ہٹ جائے، وہ ہٹ گیا۔ جب دھوپ پڑی تو یہ پریشان ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے یونس! تم نے ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں پر رحم نہ کیا۔ اور خود ایک ساعت کی تکلیف برداشت نہیں کرتے؟ اس وقت کہنے لگے: یا ربّ عفوک عفوک۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو بحال کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس پلٹ آئے اور وہ اُن پر ایمان لے آئے۔

ے مقامٌ مّعلومٌ:-

تفسیر صافی صفحہ ۴۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آلِ محمدؐ کے آئمہ اور اوصیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے اس کی معرفت اور عبادت اور تدبیرِ عالم میں اللہ تعالیٰ کے امر کی طرف اعتماد کرنے اور منتہی ہونے میں ایک خاص منزلت اور ایک مقام معلوم ہے۔

وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ﴿١٦٦﴾ وَاِنۡ كَانُوۡا لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿١٦٧﴾ لَوۡ اَنَّ

اور یقیناً ہم ضرور تسبیح کرنیوالے ہیں لہ اور یہ کہ وہ البتہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے

عِنۡدَنَا ذِكۡرًا مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿١٦٩﴾

پاس پہلوں کا کوئی ذکر ہوتا ۔ تو ضرور ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوجاتے ٢ہ

فَكَفَرُوۡا بِهٖ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا

پھر انھوں نے اسکے ساتھ کفر کیا، پس وہ عنقریب جان لیں گے ۔ اور یقیناً ہمارے مرسل بندوں کے لئے ہماری بات

لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿١٧٢﴾ وَاِنَّ جُنۡدَنَا

پہلے ہوچکی ہے ۔ کہ یقیناً وہ ضرور مدد دیئے گئے ہیں ۔ اور یقیناً ہمارے لشکر

لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ

ضرور غالب ہونے والے ہیں ۔ پس تو ان سے ایک مدت تک کیلئے منہ پھیر ۔ اور انھیں دیکھتا رہ ۔ پھر وہ بھی عنقریب

يُبۡصِرُوۡنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمۡ

دیکھ لیں گے ۔ پھر کیا وہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی کرتے ہیں ۔ پس جب وہ (عذاب) انکے صحن میں اتریگا

فَسَآءَ صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبۡصِرۡ

تو جن کو ڈرایا جاچکا ہے انکی صبح کیا ہی بُری ہوگی ۔ اور تو ان سے ایک مدت تک کیلئے منہ پھیر ۔ اور تو دیکھ

فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ﴿١٧٩﴾ سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿١٨٠﴾

پھر وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے ۔ تمھارا پروردگار صاحب عزت ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں

وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿١٨١﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿١٨٢﴾

اور رسولوں پر سلام ہو ۔ اور ہر قسم کی حمد کل جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ٣ہ

ع ٥ ٢٣ ٩

سُوۡرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ٨٨ — رُكُوۡعَاتُهَا ٥

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

صٓ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِى الذِّكۡرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ عِزَّةٍ وَّ

صٓ ٤ہ قسم ہے قرآن نصیحت کرنیوالے کی ٥ہ لیکن جو لوگ تکبر اور مخالفت میں کافر

لہ المسبّحون :-
تفسیر صافی صفحہ ٤٣١ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم عالم نور میں عرش کے گرداگرد صف باندھ کر تسبیح کیا کرتے تھے۔ پس اہل آسمان ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین پر بھیجا۔ ہم نے یہاں بھی تسبیح کی اور اہل زمین بھی ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے۔ پس صف باندھ کر کھڑے ہونے والے بھی ہم ہیں اور تسبیح کرنے والے بھی ہم ہیں ۔

٢ہ المخلصین :-
تفسیر صافی صفحہ ٤٣١ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کفار قریش یہ کہا کرتے تھے کہ خدا تباہ کرے یہود اور نصاریٰ کو انھوں نے اپنے نبیوں کو کس طرح جھٹلایا۔ خدا کی قسم! اگر ہمارے پاس پہلوں کی کتاب ہوتی تو ہم ضرور خدا کے خالص بندوں میں سے ہوتے مگر جب ان کے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے پاس آئے تو انھوں نے آپ کا انکار کر دیا ۔

٣ہ رب العلمین :-
تفسیر صافی صفحہ ٤٣١ پر بحوالہ کافی جناب امیر المومنین ؑ سے منقول ہے کہ جس شخص کو منظور ہو کہ اس کے اعمال پورے ناپ سے ناپے جائیں اسے لازم ہے کہ جس وقت کسی جلسہ سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو ان تینوں آیتوں کو پڑھ لیا کرے ۔

٤ہ صٓ :-
تفسیر صافی صفحہ ٤٣٢ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ صٓ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک نام ہے جس کی اس نے قسم کھائی ہے ۔

٥ہ والقرآن ذی الذکر :-
تفسیر صافی صفحہ ٤٣٢ پر ہے کہ یہ مقسم بہ ہے اور اسکا عطف صاد (صٓ) پر ہے انہ لحق (یہ قرآن برحق ہے) اس پر اگلی آیت دلالت کرتی ہے ۔

شِقَاقٍ ﴿٢﴾ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَلَاتَ حِينَ

ہو گئے ۔ (وہ سمجھ لیں کہ) ہم نے ان سے پہلے زمانوں میں کتنے ہی ہلاک کئے ، پھر انھوں نے پکار کی ، حالانکہ وہ بچاؤ

مَنَاصٍ ﴿٣﴾ وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ

کا وقت نہ تھا ۔ اور انھوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آیا ۔ اور کافروں نے کہا کہ

هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ

یہ جادوگر بہت جھوٹا ہے ۔ کیا اس نے تمام معبودوں کو واحد معبود قرار دیا ہے ۔ یقیناً یہ بات بہت

عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ

عجیب ہے ۔ اور ان میں سے سردار (یہ کہتے) چلے گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر ثابت قدم رہو ۔

إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ﴿٦﴾ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ

یقیناً یہ ضرور چاہی ہوئی بات ہے ۔ ہم نے یہ بات پچھلے مذہب میں نہیں سنی ۔ نہیں ہے

هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿٧﴾ أَأُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ

یہ مگر بناوٹ ۔ کیا ہم میں سے اس پر ہی ذکر (قرآن) اتارا گیا ۔ بلکہ وہ میرے

فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ﴿٨﴾ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ

ذکر سے شک میں ہیں ۔ بلکہ انھوں نے (ابھی) میرا عذاب چکھا ہی نہیں ۔ کیا ان کے پاس تیرے غالب

رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ﴿٩﴾ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

(اور) بڑے عطا کرنے والے پروردگار کی رحمت کے خزانے ہیں ۔ کیا ان کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ دونوں

وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾ جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ

کے درمیان ہے انکی سلطنت ہے ۔ پس چاہیے کہ وہ سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھ جاویں ۔ گروہوں میں سے بڑے بڑے لشکر

مِنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ

اس جگہ بھگا دیئے گئے سلہ ۔ ان سے پہلے نوح اور عاد کی قوم اور میخوں والے فرعون

ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ

نے جھٹلایا سلہ اور ثمود اور لوط کی قوم اور جنگل میں رہنے والے (شعیب کی قوم) بھی جھٹلا چکے ۔ یہ

الْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَمَا يَنْظُرُ ع ١ ١٤ ١٠

بڑے بڑے گروہ تھے ۔ سبھوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۔ پس (ان پر) عذاب (کا آنا) حق ہوگیا ۔ اور وہ نہیں انتظار کرتے

سلہ من الاحزاب :-

تفسیر صافی ص۴۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے رسول! خندق کے دن جو تمہارے مقابلے میں گروہ بندی کرکے آئے تھے۔ وہ سب بہت جلدی شکست کھا کر چلے گئے تو ان کی خدائی تدبیریں اور ربانی تصرفات کیا ہوئے۔ پس جو کچھ یہ کہتے ہیں تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انھوں نے شروع سے اپنے آپ کو ایسی باتیں کہنے کا عادی بنالیا ہے؛

سلہ ذوالاوتاد :-

تفسیر صافی ص۴۳۲ پر بحوالہ علل الشرائع لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فرعون کو ذوالاوتاد کیوں کہا جاتا ہے؛ فرمایا: اس کا دستور یہ تھا کہ جب کسی سزا دیتا، تو اسے زمین پر اوندھا لٹاتا۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں پھیلا کر چار میخیں اس طرح ٹھکوا دیتا۔ کہ وہ اس کے ہاتھ پاؤں سے گذر کر زمین میں جا گڑیں۔ اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوا کہ بڑے چوڑے لکڑی کے تختے پر لٹکا کر ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھکوا دیتا، کہ وہ اسی حالت میں مرجائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے فرعون ذوالاوتاد کہا؛

هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا

مگر ایک ایسی سخت چیخ کا جس سے کوئی افاقہ ہی نہ ہو۔ اور انھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار

عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُوْلُوْنَ

حساب کے دن سے پہلے ہی ہمارا (عذاب کا) حصہ ہمارے لئے جلد بھیج۔ (اے رسول) جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر،

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

اور ہمارے بندے طاقت والے داؤد کا ذکر کر [۱] یقیناً وہ بہت رجوع کرنیوالا تھا [۲] یقیناً ہم نے پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗۤ

وہ اسکے ساتھ سورج ڈھلے اور سورج نکلے تسبیح کیا کرتے تھے۔ اور پرندے بھی اکٹھے کئے ہوئے سب اسکے حضور میں

اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

بہت رجوع ہونیوالے تھے۔ اور ہم نے اسکی سلطنت کو مضبوط کیا، اور اسے حکمت اور باتوں کے فیصلہ (کا علم) عطا کیا تھا [۳]

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی

اور کیا تیرے پاس جھگڑنے والوں کی خبر آئی، جبکہ وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاند گئے [۴] جب وہ داؤد کے پاس داخل

دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ

ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا وہ بولے خوف نہ کر (ہم) دو جھگڑنے والے ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

پس تو ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر [۵] اور ناانصافی نہ کر، اور ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر۔

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۣ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۣ

یقیناً یہ میرا بھائی ہے۔ اس کیلئے ننانوے (۹۹) دنبیاں ہیں، اور میرے لئے ایک ہی دنبی ہے۔

فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

تو اُس کہتا ہے کہ اسے بھی مجھے دے دے، اور وہ بات کرنے میں مجھ پر غالب آگیا ہے۔ اس (داؤد) نے کہا کہ جس نے تیری

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ

دنبی کو اپنی دنبیوں میں لے جانے کا سوال کیا ہے، اس نے یقیناً تیرے ساتھ ظلم کیا ہے اور یقیناً بہت سے شریک ایک

بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ

دوسرے پر زیادتی کرتے ہی رہتے ہیں۔ سوائے انکے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے، اور وہ تھوڑے

[۱] ذا الاید:-

تفسیر صافی ص۴۳۳ پر بحوالہ التوحید امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کلام عرب میں ید سے مراد قوت، نعمت اور عطا و بخشش ہوتی ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی ؎

[۲] اوّاب:- بہت رجوع ہونے والا۔ اَوْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں۔ مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالٌ یہاں اپنے تمام اقوال و افعال، حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اُس کا مطیع ہونا مراد ہے۔

دیلمی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر سے اَوَّابٌ کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلعم سے سوال کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اوّاب وہ ہے جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہو۔

ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر مُسَبِّحٌ یعنی تسبیح کرنے والا نقل کی ہے۔ اور عبد بن حمید نے آپ سے موقن یعنی یقین رکھنے کے معنی روایت کئے ہیں۔

(تفسیر فتح القدیر جلد ۴ ص۴۱۵۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۱ ص۲۹۱)

[۳] فصل الخطاب:-

تفسیر صافی ص۴۳۳ پر بحوالہ الجامع جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ الحکمت سے قانونِ شریعت مراد ہے۔ اس کا ایک جزو حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ قول بھی تھا کہ گواہ لانا بذمۂ مدعی اور بصورتِ انکار دعویٰ و عدم شہادت قسم بذمۂ مدعا علیہ۔

عیون اخبار الرضا میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فصل الخطاب سے مراد تمام زبانوں کا سمجھنا ہے۔ اور بہت سی حدیثوں میں یہ چیز وارد ہوئی ہے۔ کہ آئمۂ اہلبیت علیہم السلام کو حکمت اور فصل الخطاب دونوں عطا فرمائی گئی تھیں ؎

[۴] تسوّروا:-

انھوں نے دیوار کو پھاندا۔ تَسَوُّرٌ سے جس کے معنی دیوار چڑھنے اور بلندی سے کودنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۲، ص۱۲۷)

[۵] فاحکم بیننا بالحق:-

تفسیر صافی ص۴۳۳ پر بحوالہ المجالس امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تو سب لوگوں کو راضی کیا جا سکتا ہے اور نہ سب کی زبان بند کرنا ممکن ہے۔ کیا لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ اتہام نہیں لگایا کہ وہ نماز چھوڑ کر پرندہ کے پیچھے دوڑ گئے۔ تا آنکہ زوجۂ اوریا پر نظر جا پڑی جس پر عاشق ہو گئے۔ پھر اوریا کو کسی جہاد پر بھیج کر تابوت سے آگے بڑھا دیا کہ وہ قتل ہو گیا۔ اور اس کی زوجہ سے شادی کر لی ـــــ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب میرے سامنے کوئی ایسا شخص پیش کیا گیا جو حضرت داؤد علیہ السلام کی شادی اوریا کی بیوی کے ساتھ ہونے کا اسی طرح سے قائل تھا، میں نے اُسے دو حدیں لگوائیں، ایک متعلق بہ نبوت اور ایک متعلق بہ اسلام ـــــ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ اس طرح بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں، تو میں اُس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا ؎

مَا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ

ہی ہوتے ہیں۔ اور داؤد نے گمان کیا کہ ماسوا اسکے نہیں کہ ہم نے اسکا امتحان لیا ہے پس اس نے اپنے پروردگار سے مغفرت چاہی اور رکوع کرتا

اَنَابَ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۗ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٢٥﴾

ہوا گر پڑا اور اس نے رجوع کیا۔ پھر ہم نے اسکے اس عمل کو قبول کر لیا۔ اور یقیناً اس کیلئے ہمارے پاس البتہ قربت اور اچھا انجام ہے۔

السجدة مسنونة (١٠)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ

اے داؤد یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا۔ پس تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ

بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ

کیا کر، اور خواہش کی پیروی نہ کر، پھر وہ تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دے گی۔ یقیناً وہ لوگ جو

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾

اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بہک جاتے ہیں، ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اسلئے کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

ع ١٢

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۗ ذٰلِكَ ظَنُّ

اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کو باطل پیدا نہیں کیا۔ یہ اُن لوگوں کا گمان

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ

ہے جو کافر ہوگئے۔ پس اُن لوگوں کیلئے جو کافر ہوگئے آگ سے ویل ہے۔ کیا ہم اُن لوگوں کو جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۖ اَمْ نَجْعَلُ

ایمان لاچکے اور انھوں نے عمل نیک کئے زمین میں فساد کرنے والوں کی مانند قرار دیں۔ یا پرہیزگاروں کو

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا

فاجروں کی مانند قرار دیں۔ (اے رسولؐ) یہ کتاب جو ہم نے تیری طرف نازل کی برکت والی ہے، تاکہ وہ لوگ اسکی آیتوں میں

اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۗ نِعْمَ

تدبر کریں۔ اور اسلئے کہ صاحبانِ عقل نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ وہ بہترین بندہ

الْعَبْدُ ۗ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾

تھا۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع کرنے والا تھا۔ اور وقت یاد کرو جبکہ سورج ڈھلے اسکے سامنے تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے

فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ

تو اس نے کہا یقیناً میں نے اپنے پروردگار کے ذکر کی رو سے گھوڑوں سے محبت کی، یہاں تک کہ سورج اوٹ میں

---

١ صٰفِنٰتُ:۔
وہ گھوڑے جو تین پاؤں پر کھڑے ہوں اور چوتھے پاؤں کے سُم کو موڑ کر اس پر ٹیک لگائے ہوں۔ صُفُوْن سے جس کے معنی تین پاؤں پر کھڑے ہو کر چوتھے پاؤں کے کنارۂ سُم پر ٹیک لگانے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث صَافِنَةٌ کی جمع۔ واضح رہے کہ جو گھوڑا اس طرح کھڑا ہوتا ہے، وہ نہایت ہی فربہ اور توانا ہوتا ہے۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص)

٢ الجیاد:۔
خاصے تیز رَو۔ جواد کی جمع۔ جواد اس تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنی پوری دوڑ ختم کرے۔
(لغات القرآن نعمانی، جلد ۲ ص ۲۶۳)

بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾

چھپ گیا۔ اسے میرے پاس لوٹا دو لہ پھر وُہ پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾

اور یقیناً ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور اُسکی کرسی پر ایک (مردہ) جسم ڈال دیا۔ پھر اس نے (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) رجوع کی۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي ۖ

اُس نے کہا اے میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی اور کے لائق نہ ہو۔

إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً

یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے ہوا کو اُسکے تابع کر دیا، وہ اُس کے حکم سے نرمی سے چلتی

حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ

جہاں وُہ پہنچنا چاہتا۔ اور تمام عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے شیطانوں کو بھی ماتحت کر دیا۔ اور دُوسرے

مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ

زنجیروں میں بندھے ہُوئے بھی۔ یہ ہماری بخشش ہے، پس تو احسان کر یا روک رکھ

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ

بغیر حساب کے لہ اور یقیناً اس کیلئے ہمارے پاس قرب اور اچھا انجام ہے۔ تو ہمارے بندہ

عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَ

ایوب کا ذکر کر، جبکہ وُہ اپنے پروردگار کو پکارا، یقیناً شیطان نے مجھے ایذا اور عذاب کے ساتھ ہاتھ

عَذَابٍ ﴿٤١﴾ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَ

لگایا ہے۔ (ہم نے کہا) تو اپنے پاؤں مار، (اور دیکھ) یہ ہے غسل کی جگہ سرد اور پینے کی چیز۔ اور

وَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي

ہم نے اسے اسکے اہل عطا کر دیئے، اور ان کے ساتھ ان جیسے اور بھی یہ ہماری طرف سے رحمت اور صاحبان عقل کیلئے

الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا

نصیحت تھی۔ اور (ہم نے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے سہ پس اس سے (اپنی بیوی کو) مار، اور قسم نہ توڑ۔ یقیناً ہم نے

وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٤٤﴾ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ

اسے صابر پایا۔ وُہ بہترین بندہ تھا۔ یقیناً وُہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) بہت رجوع ہونیوالا تھا۔ اور تو ہمارے بندوں ابراہیم

ع ١٤/١٢ — وقف لازم

لہ رُدُّوهَا عَلَيَّ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۳۳ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن شام کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے گھوڑے پیش ہو رہے تھے اور وُہ ان کے دیکھنے میں مشغول تھے کہ سُورج چھپ گیا۔ پس انھوں نے فرشتوں سے کہا کہ اس سورج کو ہمارے لئے لوٹا دو، کہ ہم نماز ٹھیک وقت پر پڑھ لیں، چنانچہ انھوں نے لوٹا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کھڑے ہُوئے، اپنی دونوں پنڈلیوں اور گردن پر مسح کر لیا۔ اور اپنے ان اصحاب کو جن کی نماز اُن کے ساتھ فوت ہوئی تھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا، کیونکہ نماز کیلئے اُن کا وضوء یہی تھا۔ پھر انھوں نے نماز پڑھی۔ اور جب فارغ ہوئے تو سورج ڈوب گیا اور ستارے نکل آئے۔ اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں جو ووھبنا لداؤد سے بالسّوق والاعناق تک ہیں، بیان فرمایا ہے۔

ؔلہ بغیر حساب :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۳۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو بڑا ملک عطا کیا گیا تھا۔ پھر اس آیت کا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جاری ہُوا کہ آنحضرتؐ کو یہ اختیار تھا کہ جس شخص کو جو کچھ چاہیں عطا کریں اور جس سے جو کچھ چاہیں روک لیں۔ اور ایک بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے اختیار سے بھی بڑھی ہوئی تھی کہ فرماتا ہے : ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (پ۲۸، حشر) (جو کچھ رسول تمھیں دیں وُہ لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے باز رہو)

سہ ضِغْثًا :-
تنکوں کا مٹھا۔ جھاڑو۔
راغب نے لکھا ہے کہ ضِغْثٌ کھیتی کے پتوں کے یا گھاس کے یا ٹہنیوں کے مٹھے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اَضْغَاثٌ ہے۔ اور حاشیہ جمل میں شیخ سمین سے منقول ہے کہ ضغث گھاس یا ٹہنیوں کی چھوٹی گٹھڑی کو کہتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ٹہنیوں کا بڑا گٹھڑ ہے۔
(حاشیہ جمل بر جلالین جلد ۳ صفحہ ۶۰۱)
یہاں درخت کی پتلی پتلی ٹہنیوں کا جو کہ چھڑی کے طور پر استعمال ہوتی ہیں گٹھا مراد ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۴، صفحہ ٦)

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ

اور اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کر، وہ بڑی قوت والے اور نظر والے تھے۔ یقیناً ہم نے ان کو

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ

آخرت کی یاد سے خالص کر دیا ہوا تھا۔ اور یقیناً وہ ہمارے نزدیک ضرور چنے ہوئے اچھے لوگوں میں

الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ

سے تھے۔ اور تو اسمٰعیل، اور الیسع ۱؎ اور ذوالکفل ۲؎ کا ذکر کر۔ اور (یہ) سب اچھوں میں

الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ

سے تھے۔ یہ نصیحت ہے۔ اور یقیناً پرہیزگاروں کیلئے (آخرت میں) ضرور اچھا ٹھکانہ ہے۔ عدن کے

عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

باغات جنکے دروازے ان کیلئے ہمیشہ کھلے ہوں گے۔ وہ ان میں تکیہ لگائے ہوں گے وہ اس میں بہت پھل اور

بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا

پینے کی چیزیں منگائیں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔ یہ وہ (جنت)

تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ۗ

ہے جس کا تم حساب کے دن کیلئے وعدہ دیئے گئے تھے۔ یقیناً یہ ہمارا (دیا ہوا) رزق ہے، جو ختم نہ ہوگا۔ یہ ہے (مومنوں

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ

کیلئے) اور سرکشوں کیلئے یقیناً برا ٹھکانہ ہے، جہنم ہے، وہ اس میں داخل ہونگے۔ پس وہ برا بچھونا ہے۔ یہ ہے سرکشوں

فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ

کیلئے، پس چاہئے کہ یہ اسے چکھیں (یہ) کھولتا پانی اور پیپ ہے۔ اور اس جیسی طرح طرح کی اور چیزیں بھی ۳؎ یہ ایک فوج ہے

مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ

جو تمہارے ہمراہ گھسنے والی ہے ۴؎ انھیں خوشی نہ ہو۔ یقیناً وہ آگ میں داخل ہونیوالے ہیں۔ وہ کہیں گے بلکہ تم (ایسے ہو)

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ

تمھیں خوشی نہ ہو، تم ہی اسے ہمارے لئے آگے لائے، پس بہت برا ٹھکانہ ہے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار

قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى

جو اسے ہمارے لئے آگے لایا۔ پس آگ میں اس کا عذاب دگنا زیادہ کر دے۔ اور کہیں گے ہمیں کیا ہوگیا، ہم ان آدمیوں

۱؎ الیسع:-
تفسیر صافی ص۴۳۶ پر ہے کہ یہ اخطوب کے بیٹے تھے، اور ان کو حضرت الیاسؑ نے بنی اسرائیل پر خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں نبی بنا دیا۔

۲؎ ذا الکفل:-
تفسیر صافی ص۴۳۶ پر ہے کہ یہ حضرت یوشع بن نون (وصی حضرت موسیٰ علیہ السلام) کا دوسرا نام ہے۔
لطیفہ لمترجم:- بعض تفسیر بالرائے کرنے والے من چلوں نے ذا الکفل سے بدھ مت کے بانی مہاتما گوتم بدھ کو مراد لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نام دو لفظوں ذوا اور کفل سے مرکب ہے۔ ذوا کے معنی "والا" یا "صاحب" اور کفل کپل کا معرب ہے۔ اور اس کے معنی ہیں "کپل والا" یا "کپل وستو"۔ چونکہ مہاتما بدھ کپل وستو کا رہنے والا تھا۔ اس لئے یہ مہاتما گوتم بدھ کا ہی عربی نام ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۳؎ شکلہ ازواج:-
تفسیر صافی ص۴۳۶ پر ہے کہ ازواج کے معنے یہاں اصناف و اقسام ہیں۔ ازواج کی بحث سابقاً صفحہ ۵۷۹ پر زیر حاشیہ ۱؎ ہو چکی ہے۔

۴؎ مقتحم معکم:-
تفسیر صافی ص۴۳۶ پر ہے کہ یہ اس قول کی حکایت ہے جو سرکشوں کے سرداروں سے اس وقت کہا جائے گا جبکہ وہ جہنم میں داخل ہوتے ہوں گے۔ ان کے ہمراہ ان کی پیروی کرنیوالوں کی فوجیں کی فوجیں ہوں گی۔ اقتحام (جس سے مقتحم مشتق ہے) کے معنی ہیں، چھوٹے سے دروازہ میں سے گروہ کثیر کا ہجوم کر کے گزرنا ہے۔
تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ ان لوگوں کی کثرت کے سبب جہنم ان پر ایسا تنگ ہو جائے گا، جیسا کہ نیزہ کا پیکان تنگ ہو جاتا ہے۔

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ﴿٦٢﴾ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

کو نہیں دیکھتا جنھیں ہم شریروں میں سے گنا کرتے تھے لٰہ کیا ہم نے انھیں مسخرہ بنا رکھا تھا یا اُن سے آنکھیں پھر

الْأَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ

گئی ہیں۔ یقیناً یہ اہلِ جہنم کا آپس میں جھگڑنا برحق ہے۔ (اے رسولؐ) کہدو میں سوا اسکے نہیں کہ میں ایک ڈرانیوالا ہوں

ع ۱۳ | ۲۴

وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ واحد اور زبردست کے۔ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں

بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾

کے درمیان ہے ان کا (وہ) زبردست بہت بخشنیوالا ہے۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ وہ ایک عظیم چیز ہے (مگر) تم اس سے روگرداں ہو۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ

مجھے ملاءِ اعلیٰ کی کچھ خبر نہ تھی، جبکہ وہ آپس میں جھگڑتے تھے۔ میری طرف نہیں وحی کی جاتی

إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ

سوائے اسکے کہ میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ میرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا یقیناً میں مٹی سے

بَشَرًا مِّن طِينٍ ﴿٧١﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ

ایک بشر پیدا کرنیوالا ہوں۔ پس جب میں اسے درست کر چکوں اور اس میں اپنی خاص (مخلوق) رُوح پھونک دوں تو تم

سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ

اس کیلئے فوراً سجدہ کرتے ہوئے گر پڑنا، پس سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے، اس نے تکبر کیا۔

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ نے) کہا اے ابلیس کس چیز نے تمھیں اس (وجود) کو سجدہ کرنے سے روکا جسے

بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي

میرے دونوں ہاتھوں نے بنایا کیا تو نے تکبر کیا یا تو عالین (بلند مرتبہ والوں) میں سے تھا ۲ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں

مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾

تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا۔ (اللہ تعالیٰ نے) کہا پس تو فوراً یہاں سے نکل جا، یقیناً تو مردود ہے۔

وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ

اور تجھ پر یقیناً قیامت کے دن تک میری لعنت ہے۔ وہ بولا اے میرے پروردگار پھر تو مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ لوگ (زندہ کئے

لٰہ من الاشرار:-

تفسیر صافی ص۴۳۶ پر تفسیر قمی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ دشمنانِ آلِ محمدؐ کا قول ہے جو وہ جہنم میں کہیں گے۔ اور رجالِ اشرار سے ان کی مراد شیعیانِ علی علیہ السلام ہیں۔

اسی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان موجود ہے کہ تم لوگ تو جنت میں نعمتوں کے مزے اڑاتے ہوں گے، اور تمھارے دشمن تمھیں جہنم میں تلاش کرتے ہوں گے۔

اور البصائر میں اتنا زیادہ ہے: "مگر تم وہاں کہاں؟

اور ایک روایت میں ہے کہ خدا کی قسم تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ جائیں گے، نہیں نہیں، بلکہ خدا کی قسم ایک بھی نہ جائے گا۔ تمھارے ہی بارے میں تو اللہ تعالیٰ اہلِ جہنم کا یہ قول نقل فرماتا ہے: وقالوا مالنا.... الخ پھر فرمایا: واللہ! وہ جہنم میں تم کو ڈھونڈیں گے۔ مگر تم میں سے ایک کو بھی نہ پائیں گے"

۲ العالین:-

بحار الانوار علامہ مجلسی جلد ۶ ص ۸ پر ہے کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک مرد آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے قول استکبرت ام کنت من العالین میں وہ کون لوگ ہیں جو فرشتوں سے بھی بلند مرتبہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں ٭

يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾

اٹھائے جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ نے) کہا ، پس یقیناً تم ایک معلوم وقت کے دن تک مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہو۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾

وہ بولا پس تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کروں گا ، سوائے ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ

(اللہ تعالیٰ نے) کہا پس یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں ، کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب سے جنھوں نے تیری پیروی کی

مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ

بھر دوں گا ۔ (اے رسولؐ) کہدو میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا ، اور میں تکلف کرنیوالوں میں سے

الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٨٨﴾

نہیں ہوں ؎ ۔ یہ (قرآن) نہیں ہے مگر تمام جہانوں کیلئے ایک نصیحت ۔ اور کچھ مدت کے بعد ضرور تمہیں اسکی خبر کا علم ہو جائے گا۔

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۷۵ — رکوعاتہا ۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

اس کتاب (قرآن) کا نازل کرنا ؎ زبردست حکمت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ یقیناً ہم نے تیری طرف حق کیساتھ کتاب

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ﴿٢﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ

نازل کی ، پس تو طاعت کو اسی کیلئے خالص کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر ۔ خبردار ہو خالص اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا

اور جن لوگوں نے اسکے سوا دوسروں کو کارساز بنا لیا ہے (وہ کہتے ہیں کہ) ہم انکی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ

إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ

تعالیٰ کا مقرب بنا دیں ؎ ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس چیز میں فیصلہ کرے گا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ لَّوْ أَرَادَ اللَّهُ أَن يَتَّخِذَ

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا جو بڑا جھوٹا (اور) منکر ہو ۔ اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا کہ کوئی بیٹا اختیار

ع ۵ / ۲۴ / ۱۴

؎۱ من المتکلفین :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۳۳ پر ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ میں متکلف اس صورت میں ہوتا جبکہ میں تم سے ایسی بات چاہتا جس کے تم اہل نہ ہوتے ۔ اس پر منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا محمدؐ کیلئے یہ کافی نہیں ہوا کہ بیس برس سے ہمیں دبائے رکھا ہے ۔ اب یہ چاہتا ہے کہ اپنے اہلبیتؑ کو ہماری گردنوں پر سوار کر دے ۔ پھر وہ کہنے لگے کہ خداوند تعالیٰ نے یہ نازل نہیں کیا ہے ، یہ اُسکی اپنی بنائی ہوئی بات ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے اہلبیتؑ کو ہماری گردنوں پر بلند کرنا چاہتا ہے ۔ اگر محمدؐ قتل کر دیئے گئے یا اپنی موت سے مر گئے تو ہم اُن کے اہلبیتؑ سے ضرور جھگڑا کریں گے ، اور خلافت ان میں ہرگز نہ جانے دیں گے ۔

التوحید میں امام رضا علیہ السلام سے بروایت جناب امیر المومنین علیہ السلام منقول ہے کہ ایک دفعہ عام مسلمانوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ ! جن جن لوگوں پر قابو ہوتا جائے ، اگر آپ انکو جبراً اسلام میں داخل کرتے جائیں تو ہماری تعداد بڑھ جائیگی ، اور ہم اپنے دشمنوں کے مقابل بہت قوی ہو جائیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کہ میں خدا کے حضور میں بدعتی بن کر نہیں جانا چاہتا ، میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم نہ دیا ہو ، اور میں بے جا تکلیف دینے والا نہیں ہوں ۔

الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ متکلف کی تین علامتیں ہیں ، جو رتبہ میں اس سے بالا ہو اُس سے جھگڑا کرے ۔ اور جو درجہ حاصل نہ کر سکے یا جس کام میں کامیابی حاصل نہ کر سکے ، اس کیلئے کوشش کرے ، اور جس کے متعلق علم نہ ہو اُس میں رائے زنی کرے ۔

(وقف لازم)

الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علمائے دین میں سے بعض ایسے بھی ہونگے جو فتویٰ دینے پر تیار ہو جائیں گے اور اس بات کے مدعی بھی ہو جائیں گے کہ جو کچھ پوچھنا ہو ہم سے پوچھو حالانکہ شاید ایک حرف بھی ٹھیک نہ بتا سکتے ہونگے ۔ اللہ تعالیٰ ایسے بن بیٹھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔

؎۲ تنزیلٌ :-

اتارنا ۔ بروزن تَفعِیلٌ مصدر ہے ۔ تنزیل اور انزال میں فرق یہ ہے کہ تنزیل میں ترتیب اور یکے بعد دیگرے تفریق کے ساتھ اتارنا ملحوظ ہوتا ہے ۔ اور انزال عام ہے ۔ ایک دم کسی شے کے اتارنے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے ۔ اور یکے بعد دیگرے ترتیب سے اتارنے کے لئے بھی آتا ہے ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۱۹۵) ۔ **؎۳ الی اللہ زلفیٰ :-** تفسیر صافی صفحہ ۴۳۳ پر بحوالہ قرب الاسناد امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد بزرگوار کے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر اس چیز کو جس کی اُس کے سوا عبادت کی جاتی تھی ۔ سورج ہو یا چاند یا کوئی اور چیز حاضر کیا جائے گا ۔ اور ہر ایک انسان سے اُن کی عبادت کرنے کی وجہ دریافت کرے گا ۔ اور جس جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی پرستش کی ہوگی ۔ وہ یہ کہیگا کہ پروردگار ! ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لئے کیا کرتے تھے کہ ان کے ذریعہ سے ہم کو تیرا تقرب حاصل ہو جائے ۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان پرستش کرنیوالوں کو بھی اور جن جن کی

(باقی حاشیہ صفحہ ۵۹۵ پر)

وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۴)

کرے تو جو وُہ پیدا کرتا اُس میں سے جسے چاہتا چن لیتا (ایسی باتوں سے) اسکی ذات پاک ہے۔ وُہ واحد اور زبردست اللہ تعالیٰ ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

اُس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ وُہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے، اور دن کو رات پر

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

لپیٹتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا، ہر ایک وقت معین تک کیلئے چلتا رہتا ہے۔

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ (۵) خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا

خبردار ہو وُہ زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔ اس نے تمھیں واحد نفس سے پیدا کیا۔ پھر اس (نفس) سے ہی

زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

اُس کا جوڑا پیدا کیا، اور اس نے تمھارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے۔ وُہ تمھیں ماؤں کے پیٹوں میں

اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

تین اندھیروں میں بنا چکنے کے بعد پیدا کرتا ہے ؎۱ یہ اللہ تعالیٰ تمھارا پروردگار ہے

لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (۶) اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

سلطنت اسی کیلئے ہے، اسکے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ اگر تم کفر کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تم سے

غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ

بے نیاز ہے۔ اور وُہ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وُہ اسے تمھارے لئے پسند کریگا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ

اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا نفس کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ پھر تمھاری بازگشت تمھارے پروردگار کی طرف ہے، پس جو عمل تم کیا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۷) وَاِذَا مَسَّ

کرتے تھے اس سے وہ تمھیں آگاہ کردیگا۔ یقیناً وُہ سینوں کے حال کو خوب جاننے والا ہے۔ اور جس وقت کسی انسان

الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ

کو کوئی تکلیف چھوتی۔ اس نے اپنے پروردگار کو اس کی طرف رجوع کرکے پکارا پھر جب اس نے اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا

نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ

کی، تو جس بات کیلئے وہ پہلے دُعا مانگا کرتا تھا اسے بھول گیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کیلئے شریک قرار دیئے تاکہ (لوگوں کو)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

یہ پرستش کرتے تھے۔ ان کو بھی سوائے اُن کے جنکو مَیں مستثنیٰ کرچکا ہوں جہنّم میں پہنچا دو کہ جن کو مَیں مستثنیٰ کرچکا ہوں وہ جہنّم سے علیحدہ ہی رہیں گے ؏

؎۱ ما ھم فیہ یختلفون:۔

تفسیر صافی ص۴۳۳ پر ہے کہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اُن کا آپس میں امورِ دین میں اختلاف ہوگا اور ہر شخص کو اس کے حق کے مطابق نتیجہ ملے گا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ جو حق پر ہے وُہ جنّت میں جائے گا اور جو باطل پر ہے وُہ دوزخ میں۔ اور ضمیر "ھم" کافروں کے لئے بھی اور ان کے مقابل والوں کے لئے بھی۔ یا کافروں کے لئے ہے۔ اور اُن کے معبودوں کے لئے۔ اس صورت میں اختلاف یہ ہوگا کہ کافر تو ان سے شفاعت کے امیدوار ہونگے اور وُہ ان کفّار پر لعنت کرتے ہوں گے ؏

حاشیہ صفحہ ھذا

؎۱ ظلمٰتٍ ثلٰثٍ:۔

تفسیر صافی ص۴۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السّلام سے اور بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ پہلی اندھیری پیٹ کی ہے۔ دوسری رحم کی، اور تیسری آنول کی۔ (آنول اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں بچہ لپٹا رہتا ہے، اور اسے پھاڑ کر باہر آتا ہے) ؏

عَنْ سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿۸﴾

اسکے راستہ سے بھٹکانے۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ تو اپنے کفر سے تھوڑا (عرصہ) فائدہ اٹھالے، یقیناً تو دوزخ والوں میں سے ہے۔ لہ

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَ

کیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کی حالت میں اور کھڑے کھڑے عبادت کرنیوالا ہے آخرت سے ڈرتا ہے، اور

يَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ

اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہے (اس جیسا ہوسکتا ہے جسکا ذکر اوپر ہوا) (اے رسولؐ) کہدو وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں

لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۹﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا

جانتے ہیں، برابر ہوسکتے ہیں۔ ماسوا اسکے نہیں کہ اس سے صاحبان عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (اے رسولؐ) کہدو (اے میرے بندو جو

اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ

ایمان لاچکے ہو، تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ ان لوگوں کیلئے جنھوں نے اس دنیا میں نیکی کی بھلائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی زمین

وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ إِنِّي

بہت وسیع ہے۔ ماسوا اسکے نہیں کہ صبر کرنیوالوں کو ان کا اجر بلاحساب پورا پورا دیا جائے گا۔ (اے رسولؐ) کہدو یقیناً میں

أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿۱۱﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ

حکم دیا گیا ہوں کہ دین کو اسی کیلئے خالص کرکے اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ اور حکم دیا گیا ہوں کہ میں پہلا

أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۲﴾ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ

فرمانبردار بنا رہوں۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ اگر میں نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی، تو میں یقیناً بڑے دن

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوا مَا

کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ (اے رسولؐ) کہدو کہ میں اپنے دین کو اسی کیلئے خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتا ہوں تم

شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ

اسکے سوا جسکی چاہو عبادت کرو۔ تم یہ کہدو یقیناً نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے قیامت کے دن اپنی جانوں

وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِنْ

اور اپنے اہل کو نقصان میں ڈالا۔ خبردار رہو! یہی کھلا نقصان ہے۔ ان کیلئے ان

فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ

کے اوپر آگ کے سائبان ہوں گے، اور انکے نیچے بھی (اسی طرح کے) سائبان ہونگے۔ یہی (وہ عذاب) ہے جس سے اللہ تعالیٰ

ع ۹
۱
۱۵

لہ من اصحاب النار:-
تفسیر صافی صفحہ ۴۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت ابی فلاں کے بارے میں نازل ہوئی۔
اور کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ابوالفضل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معاذ اللہ) جادوگر تھے۔ جب یہ شخص بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جو کہہ چکا ہوتا تھا۔ اس کے انجام سے ڈر کر گڑگڑا کر خدا سے دعا کرتا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیباً الیہ۔ اور جب اللہ تعالیٰ تندرست کر دیتا تو پھر اس عاجزی اور دعا اور گڑگڑانے کو بھول جاتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں پھر بے ادبانہ خیال کرنے لگتا جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی..... الخ اسی بھول جانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بے ادبانہ خیال کرنے کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرما دیا کہ اس سے کہدو: تمتع بکفرک قلیلاً انک من اصحاب النار۔

بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ

اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو! پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور جو لوگ طاغوت سے بچے رہے کہ اسکی عبادت کریں

يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ

۱ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اُن کیلئے خوشخبری ہے۔ پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری دے ۲ جو

يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ

بات کو سنتے ہیں، پھر اسکی سب سے اچھی چیز کی پیروی کر لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت

اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ

کی توفیق دی، اور یہی لوگ صاحبانِ عقل ہیں۔ پس کیا وہ شخص جس پر عذاب کی بات سچی ہو گئی۔

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

پھر کیا تو اسے بچاتا ہے جو آگ میں ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کیلئے بالاخانے

مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ

ہیں، ان کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ کیا تو نے غور نہیں کیا یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا،

فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ

پھر اس نے اسے چشمے بنا کر زمین میں چلایا، پھر وہ اُس سے کھیتی نکالتا ہے اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔

ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تم اسے زرد رنگ دیکھتے ہو، پھر وہ اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ یقیناً اس میں صاحبانِ عقل

لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

کے لئے ضرور نصیحت ہے۔ پس کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا، پھر

فَهُوَ عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ

وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہے۔ (یا کوئی اور) پس اُن کیلئے افسوس ہے جنکے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر (سننے) سے

اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا

سخت ہو گئے ہیں۔ وہی لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھی بات نازل کی جو ملتی جلتی

ع ۱۳

۱ اجتنبوا الطاغوت:-

تفسیر صافی ص۴۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے وہ تم ہو۔ اور جس شخص نے کسی ظالم کی اطاعت کی تو اُس نے گویا اس کی پرستش کی۔

۲ فبشر عباد:-

تفسیر صافی ص۴۳۵ پر بحوالہ کافی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اہل عقل و فہم کو بشارت دی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: فبشر عباد..... الخ۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ خوشخبری ان بندوں سے متعلق ہے۔ جو حدیث کو غور سے سنیں۔ اور جیسی سنیں ویسی ہی بیان کر دیں۔ نہ کچھ بڑھائیں اور نہ گھٹائیں۔

صاحبِ تفسیر صافی:- کا اپنا قول یہ ہے کہ فیتبعون احسنہٗ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ حق و باطل میں تمیز کر لیتے ہیں۔ اور اطاعت کے لئے افضل کے بعد افضل کو اختیار کرتے ہیں۔

مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

دُہرائی جانیوالی کتاب ہے لہ اس سے ان لوگوں کی کھالوں پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں

ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ

پھر انکے چمڑے اور انکے دل اللہ تعالیٰ کی یاد پر نرم ہوجاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔

يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۲۳

وہ جسے چاہتا ہے اس سے ہدایت کر دیتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگادے پھر اس کیلئے کوئی بھی ہدایت کرنیوالا نہیں۔

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ

پھر کیا وہ شخص جو قیامت کے دن عذاب کی سختی سے اپنے منہ کے بل بچنے کی کوشش کرے (بچ سکے گا) اور ظالموں کو کہا جائیگا کہ

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۲۴ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ

جو کچھ تم کمایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے جھٹلایا۔ پس ان پر عذاب

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۲۵ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ

اسی جگہ سے آیا جہاں کا انھیں شعور ہی نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا کی زندگانی میں ہی خواری چکھا

الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۲۶ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

دی۔ اور اگر وہ جانتے ہوں تو آخرت کا عذاب ضرور بہت بڑا ہے۔ اور یقیناً ہم نے لوگوں

لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۲۷ قُرْآنًا

کیلئے اس قرآن میں ہر ایک مثال بیان کردی ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (یہ) قرآن

عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۲۸ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا

عربی (زبان میں) بغیر کسی کجی کے ہے، تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے مرد کی مثال بیان کی ہے،

فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا

جس میں کئی جھگڑالو آقا شریک ہوں، اور ایک ایسے مرد کی جو سالم ایک ہی شخص کا ہو۔ کیا دونوں مثال میں برابر

الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۲۹ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ

ہو سکتے ہیں۔ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے مگر ان کے اکثر نہیں جانتے۔ (اے رسول) یقیناً تو مرنے والا ہے۔ اور یقیناً

مَيِّتُونَ ۳۰ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۳۱

وہ سب (بھی) مرنیوالے ہیں۔ پھر یقیناً تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے حضور میں باہمی جھگڑا کروگے۔

لہ متشابہا مثانی :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۳۹ پر ہے کہ احسن الحدیث سے مراد قرآن مجید ہے اور متشابہاً کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے معجزہ ہونے میں باقاعدگی میں، معنی کی صحت میں اور عام منفعت میں مشابہت رکھتا ہے۔ اور مثانی کے یہ معنی ہیں، کہ بعض اقوال اس میں بار بار لائے جاتے ہیں۔

سورۂ الحمد کا نام مثانی ہونے کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ یہاں مثانی بطور صفت کے استعمال کیا گیا حالانکہ خود جمع ہے اور اس کا موصوف لفظ "کتاب" واحد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب "آیات کا مجموعہ ہے، اور آیات کی تکرار ہوتی ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لفظ "مثانی" کو متشابہاً کی تمیز قرار دیں۔ اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ جو آیات متشابہ ہیں وہ بار بار آئی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بار بار لانے کا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ علی العموم نفوس کو وعظ و نصیحت سے نفرت ہوتی ہے۔ تو جب تک بار بار دُہرائی نہ جائے گی، بات ذہن میں راسخ نہ ہوگی۔

وقف لازم

قول صاحب تفسیر صافی :-

میں کہتا ہوں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستنبط ہے :-

ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون ٥

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

پس اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے خلاف جھوٹ بولا ۔ اور سچ کو جھٹلایا جبکہ

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ

وُہ اُس کے پاس آیا ۔لہ کیا کافروں کے لئے دوزخ میں ٹھکانہ نہیں ۔ اور جو سچ لے کر آیا ،

بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا

اور اُس نے اُس کی تصدیق کی ۔ٹہ یہی لوگ پرہیزگار ہیں ۔ اُن کیلئے جو کچھ

يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ

وُہ چاہیں گے اُنکے پروردگار کے پاس (موجود) ہے یہی نیکوکاروں کا بدلہ ہے ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

ان سے سب سے بڑی برائی دُور کر دے جو انھوں نے کی ۔ اور جو عمل (نیک) وُہ کیا کرتے تھے اسکے عوض میں انھیں سب

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ

سے اچھا بدلہ دے ۔ کیا اپنے بندے کو اللہ تعالیٰ کافی نہیں ہے ۔ حالانکہ

يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

وُہ تمھیں اُن سے ڈراتے ہیں ۔تہ جو اس کے سوا ہیں ۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے پھر اسے

مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ

ہدایت کرنے والا کوئی نہیں ۔ اور جسے اللہ تعالیٰ منزل مقصود پر پہنچا تا ہے پھر اسے بھٹکانے والا کوئی نہیں ۔ کیا اللہ تعالیٰ

بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

زبردست انتقام لینے والا نہیں ؟ اور اگر تو ان سے پوچھے (کہ) آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

کیا ۔ وُہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ۔ (اے رسولؐ) کہدو کیا تم نے غور کیا کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ

اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف دینے کا ارادہ کرے ، تو کیا وُہ اسکی (بھیجی ہوئی) تکلیف کو دور کرنیوالے ہونگے ، یا وہ مجھ پر

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ

رحمت (نازل کرنے) کا ارادہ کرے کیا وُہ اسکی رحمت کو روکنے والے ہونگے ۔ (اے رسولؐ) کہدو مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے ۔ اسی پر

لہ اِذْ جَآءَهٗ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیہ مجیدہ میں "الصدق" سے وُہ حق مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ، اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ۔

ٹہ وَصَدَّقَ بِهٖ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۳۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ جو سچ لے کر آئے وُہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ اور جنھوں نے ان کی تصدیق کی وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں ۔

تہ يُخَوِّفُوْنَكَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ پر لکھا ہے کہ ایک روایت میں اس کا مطلب یوں آیا ہے کہ قریش نے کہا تھا کہ آپ کے ہمارے بتوں کو عیب لگانے کی وجہ سے کہیں لوگ آپ کو فاتر العقل نہ کہہ دیں ۔

اور تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ وُہ لوگ کہتے تھے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہمیں علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) سے معاف رکھئے ۔ (یعنی ان کو ہم پر مسلط نہ کیجئے اور خلیفہ نہ بنائیے) ۔ اور ڈراتے تھے کہ وُہ کفار سے مل جائیں گے ۔

يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
بھروسہ کرنیوالوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔ (اے رسول) کہدو: اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ

اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ
میں (بھی) عمل کرنے والا ہوں۔ پھر عنقریب تم معلوم کرلوگے۔ کہ کس پر وُہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کردے، اور

يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
اس پر قائم رہنے والا عذاب (بھی) نازل ہوتا ہے۔ یقیناً ہم نے تم پر لوگوں کیلئے یہ کتاب برحق نازل

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا
کی۔ پس جو ہدایت پاگیا تو اُس کے اپنے نفس کیلئے، اور جو بھٹک گیا تو راستہ سوا اسکے نہیں

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٤١﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ
کہ اُسکا وبال اسی پر ہوگا، اور تو اُن پر نگہبان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نفسوں کو اُن کی موت کے وقت لہ

حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى
پورا پورا لے لیتا ہے، اور جو نہیں مرتا اس کو اس کی نیند میں (پورا پورا لے لیتا ہے) پس جس پر موت کا حکم جاری

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
ہوگیا اُسے روک لیتا ہے، اور دوسرے کو مقرر مدت کیلئے بھیج دیتا ہے۔ یقیناً اس میں اُن لوگوں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ
کیلئے جو غور کرتے ہیں ضرور بہت سی نشانیاں ہیں۔ کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور سفارشی اختیار کرلئے

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٣﴾ قُلْ لِّلّٰهِ
(اے رسولؐ) کہدو کہ کیا اگرچہ وُہ کچھ بھی ملکیت نہ رکھتے ہوں اور عقل سے کام نہ لیتے ہوں (تو بھی) (اے رسولؐ) کہدو کہ سب

الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ
سفارش اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اسی کے لئے آسمان اور زمین کی ملکیت ہے۔ پھر تم سب اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ
لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب فقط واحد اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں،

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا
اُن کے دل نفرت کرنے لگے۔ اور جب ان (بتوں) کا ذکر کیا گیا جو اسکے سوا ہیں، تو اس وقت

ع ١٠ ٤ ١

لہ اللہ یتوفی الانفس:-
تفسیر صافی صفحہ ۹۷ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ بدنوں سے نفسوں کو اس طرح قبض کرلیتا ہے کہ اس سے تعلق منقطع ہوجاتا ہے۔ اور تصرف جاتا رہتا ہے کیا ظاہری اور کیا باطنی۔ اور یہ کیفیت موت کے وقت ہوتی ہے، یا صرف ظاہری تعلق منقطع ہوتا ہے اور باطنی رہ جاتا ہے، جبکہ نیند کی حالت ہو، پھر جن پر موت وارد ہوجاتی ہے، انکے نفسوں کو اُن کے بدنوں کی طرف واپس نہیں بھیجتا۔ اور سونے والوں کو جب وہ جاگتے ہیں ان کے نفس واپس بھیج دیتا ہے، جو اُن میں اُن کی موت کے وقت تک رہتے ہیں۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر شخص کے سونے کے وقت اُس کا نفس آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ اور اس کی روح اُس کے بدن میں باقی رہتی ہے۔ اور دونوں کے درمیان ایسا رشتہ باقی رہتا ہے جیسا کہ سورج اور اُس کی شعاع میں۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی روح قبض کرنے کا اذن دے دیا تو روح نفس کی دعوت قبول کرلیتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ روح کی واپسی کا اذن دے دیتا ہے تو نفس روح کی دعوت مان لیتا ہے، اور پلٹ آتا ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے:- اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ..... الخ۔ پس جو کچھ نفس آسمانوں میں عالم ملکوت میں دیکھتا ہے۔ اس کی تاویل ہوسکتی ہے، اور جو کچھ وہ آسمان اور زمین کے درمیان دیکھتا ہے وہ شیطان کے تخیلات ہوتے ہیں۔ اُن کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔

هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝٤٥ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ (اے رسولؐ) کہہ دو اے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنیوالے

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا

چھپے اور کھلے کو جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝٤٦ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ

وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر ان لوگوں کیلئے جنھوں نے ظلم کیا زمین میں جو کچھ ہے یہ سب

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

ہو، اور اسی کی مانند اسکے ساتھ اور (بھی)، سو تو قیامت کے دن عذاب کی سختی کے مقابلہ میں وہ ان سب کو ضرور بطور

الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝٤٧

فدیہ دے ڈالیں۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ ظاہر ہو گا جسکا وہ گمان بھی نہ کیا کرتے تھے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اور جو کچھ اُنھوں نے کمایا ہو گا اُس کی برائیاں اُن کیلئے ظاہر ہوں گی اور انھیں وہی (عذاب) گھیر لے گا جسکے ساتھ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٤٨ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا

وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچی اُس نے ہمیں پکارا۔ پھر جب ہم نے اسے

خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ

اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کی (تو) وہ بولا کہ ما سوا اسکے نہیں کہ یہ تو مجھے اپنے علم کی وجہ سے ملی ہے (ایسا نہیں ہے)

فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٤٩ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ

بلکہ یہ تو آزمائش ہے، لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ یقیناً ان لوگوں نے جو ان سے پہلے ایسا ہی کہا

قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٥٠ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

ہے، پس جو کچھ وہ کمایا کرتے تھے اُن کے کام نہ آیا۔ پس جو کچھ انھوں نے کمایا اُس کی برائیاں

مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

ان کو پہنچ گئیں۔ اور ان لوگوں میں سے جنھوں نے ظلم کیا جو کچھ انھوں نے کمایا اُس کی برائیاں عنقریب انھیں پہنچ

كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝٥١ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ

جائیں گی۔ اور وہ (ہمیں) عاجز کر نیوالے نہیں ہیں۔ کیا انھوں نے نہیں جانا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
رزق کشادہ کر دیتا ہے، اور کم بھی کر دیتا ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ضرور

يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
بہت نشانیاں ہیں۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو! سلہ جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دے گا۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا
یقیناً وہ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور پیشتر

لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۵۴
اس کے کہ تمھیں عذاب آئے اس کے فرمانبردار رہو۔ (ورنہ) پھر تم مدد نہیں دیئے جاؤ گے۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
اور اس بہترین (قرآن) کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا۔ پیشتر اس کے

يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۵ اَنْ تَقُوْلَ
کہ تمھیں عذاب اچانک آئے، اور تمھیں شعور بھی نہ ہو۔ کہ کوئی نفس یہ

نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ
کہہ دے سلہ کہ ہائے افسوس اس کمی پر جو میں نے جنب اللہ کے بارے میں کی، اور میں یقیناً ہنسی اڑانے

لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝۵۶ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ
والوں میں سے تھا۔ یا (نفس یہ) کہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے منزل مقصود تک پہنچا دیتا تو ضرور میں پرہیزگاروں میں

الْمُتَّقِيْنَ ۝۵۷ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً
سے ہو جاتا۔ یا وہ (یہ) کہے جبکہ وہ عذاب دیکھے۔ اگر میرے لئے لوٹ جانا ہوتا

فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۸ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا
تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔ (اللہ تعالیٰ کہیگا) ہاں یقیناً میری آیتیں تیرے پاس آئیں، پھر تو نے ان کو جھٹلایا

وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۵۹ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى
اور تو نے تکبر کیا، اور تو کافروں میں سے ہو گیا۔ اور (اے رسولؐ) تو قیامت کے دن ان لوگوں کو دیکھیگا

ع ۵ ۱۱ ۲

سلہ قل یعبادی :-
تفسیر صافی ص۴۶۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر شیعانِ علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔
اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یعبادی ..... الخ فرما کر تمھارا ذکر کیا ہے۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم: اس آیت میں اس نے تمھارے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں کیا ہے۔

معانی الاخبار اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت خاص طور پر اولادِ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا کے شیعوں کے بارے میں نازل فرمائی۔
المحاسن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ملتِ ابراہیم علیہ السلام پر تمھارے سوا کوئی قائم نہیں ہے، اور تمھارے سوا کسی کے عمل قبول نہ کئے جائیں گے۔ اور تمھارے سوا کسی کے گناہ نہ بخشے جائیں گے۔

اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ یعبادی الذین .... الخ سے زیادہ وسعت والی اور کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے۔
تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ دنیا و آخرت میں اس آیت سے بڑھ کر مجھے کچھ محبوب نہیں ہے۔

سلہ ان تقول نفسٌ :-
تفسیر صافی ص۴۶۲ پر بحوالہ المحاسن امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے عدل کے اوصاف بیان کئے، پھر اس کی مخالفت کی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان تقول نفسٌ۔
اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ "جنب اللہ" جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ اور اسی طرح ان کے بعد ان کے اوصیاء میں سے ہر وہ جو اس بلند مقام پر فائز ہو حتیٰ کہ یہ امر ان کے آخر کو پہنچے (یعنی قائم آل محمد علیہ السلام کو۔ اللّٰھم عجل فرجہ وسھل مخرجہ)۔

الاکمال اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جنب اللہ ہم آئمہ (علیہم السلام) ہیں —— اور المناقب میں انہی حضرت سے اور ان کے والد بزرگوار سے اور ان کے فرزند (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ "جنب اللہ" جناب علی علیہ السلام ہیں اور وہی قیامت کے دن مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں گے —— اور جناب امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے —— اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ "جنب اللہ" میں ہوں —— اور احتجاج طبرسی میں انہی حضرت سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے کھول کھول کر بیان کرنے اور اثباتِ حجت کے لئے اپنے اس قول سے جو اس نے اپنے اصفیاء اور اولیاء کے بارے میں فرمایا، زیادہ توضیح کی ہے اور وہ قول یہ ہے :- ان تقول نفسٌ الخ اس سے غرض اپنے خلیفہ کی تعریف کر کے اس کی قرب منزلت کا ظاہر کرنا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم یہ کہا کرتے ہو کہ فلاں شخص فلاں شخص کے پہلو میں بیٹھنے والا ہے۔ اور اس کی غرض

✽ یہ بتانا ہے کہ [illegible] علیہم السلام [illegible] (باقی ملاحظہ ہو ص۶۰۳ پر)

الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ

جنھوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے له کیا دوزخ میں تکبر کرنے والوں کا

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ۝۶۰ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

ٹھکانہ نہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ڈرتے رہے ان کو بامراد نجات دے گا ۔

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۶۱ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

نہ تو انھیں کوئی تکلیف چھوئے گی اور نہ ہی وہ غم کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ۔

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝۶۲ لَّهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے ۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے لئے ہیں ۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝۶۳ قُلْ أَفَغَيْرَ

اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کیا ۔ وہی نقصان اٹھانے والے ہیں ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو اے بےخبرو! کیا تم

اللّٰهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝۶۴ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ

مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں ۔ اور یقیناً تیری طرف اور ان لوگوں

وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ

کی طرف جو تم سے پہلے تھے وحی کی گئی ، کہ اگر تم نے شرک کیا ته تو ضرور تمھارے عمل ضائع ہو جائیں گے ۔ اور

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝۶۵ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ ۝۶۶

تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے ۔ بلکہ تم پھر اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ ۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ

اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ حق ہے اسکی قدر کرنے کا ، اور قیامت کے دن ساری زمین اسی کے قبضہ میں

الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۶۷

ہوگی ۔ اور آسمان اسکے داہنے ہاتھ (قدرت و قوت) میں لپٹے ہوئے ہوں گے ۔ پاک اور بلند و برتر ہے وہ ان چیزوں سے جنکو یہ اسکا

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ

شریک ٹھہراتے ہیں ۔ اور صور میں پھونکا جائیگا ۔ پھر جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے بیہوش ہو کر مر جائیگا ته

إِلَّا مَن شَاءَ اللّٰهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ

سوائے اسکے جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا ته پھر دوسری بار اس میں پھونکا جائیگا پھر وہ یکایک سب کھڑے ہو کر

ع ۱۱

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اور اُس کی زمین پر جو اُسکی حجتیں ہیں اور کوئی نہیں سمجھ سکتا ۔ کیونکہ وُہ جانتا تھا کہ بدلنے والے اس کی کتاب میں کئی طرح کے احداث کریں گے ، اور اس کی حجتوں کے ناموں کو اس میں سے گرا دیں گے ۔ اور ان کے امر کو اس کی امت پر ملتبس کر دیں گے ۔ تاکہ اُس کے ذریعہ سے باطل کو تقویت دیں ۔ پس اس نے اس کتاب میں رموز کو قائم کیا ، اور ان کے (دشمنوں کے) دلوں اور ان کی بصارتوں کو ایسا اندھا کر دیا کہ انھوں نے ان رموز کو چھوڑ دیا ۔

حاشیہ صفحہ ھٰذا

له مُسْوَدَّةٌ :-

تفسیر صافی ص۴۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد وُہ شخص ہے جو امام نہ ہو لیکن دعویٰ کرے کہ وُہ امام ہے ۔ پوچھا گیا کہ اگرچہ وہ علوی فاطمی (اولادِ علی و فاطمہؑ) ہی ہو ، آپ نے فرمایا کہ بیشک اگرچہ وُہ علوی فاطمی ہی ہو ۔
کافی اور تفسیر عیاشی میں بھی اسی کی مثل وارد ہے ۔

ته لئن اشرکت :-

تفسیر صافی ص۴۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس آیت میں خطاب تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن مراد آپ کی امت ہے ایسے ہی مواقع کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کو ایاك اعنی و اسمعی یاجارۃ (میرے کہنے کا مقصد تو تجھ سے ہے ، اور پڑوسن تو سنتی رہ) کے ساتھ مبعوث فرمایا اور دلیل اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین ۔ (ترجمہ متن میں دیکھیں) حالانکہ خوب جانتا تھا کہ اس کا نبی اس کی عبادت کرتا ہے ۔ اور اس کا شکر کرتا رہتا ہے ۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عبادت کا حکم دیا تو محض آپ کی امت کی تادیب کیلئے ہے ۔

ته فصعق :-

وُہ بیہوش ہو کر گر پڑا ، وُہ مر گیا ۔ (سمع) صَعِقَ جس کے معنی گرج کے صدمہ سے بیہوش ہونے اور مر جانے کے آتے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ (الغات القرآن نعمانی جلد۴ ص۲۵)

اور تفسیر صافی ص۴۴۲ پر لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وُہ مُردہ ہو کر گر پڑیں گے ۔

ته الا من شآء اللہ :- تفسیر صافی ص۴۴۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت ہیں ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ کون ہیں جن پر صعق وارد نہ ہوگا ۔ تو انھوں نے عرض کی یہ شہید ہوں گے جو اپنی تلواریں حمائل کئے عرش کے گرد اگرد ہوں گے ۔

يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ

دیکھنے لگیں گے۔ اور زمین اپنے مربی کے نور سے چمک اٹھے گی ۱؎ اور کتاب رکھ دی جائے گی۔

وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ

اور نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا، اور اُنکے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ

لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا

ظلم نہ کئے جائیں گے۔ اور ہر نفس کو اس کا پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا جو اُس نے کمایا ہوگا۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں

يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے جہنم کی طرف ایک غول بنا کر ہانکا جائے گا۔ یہانتک کہ

إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

جب وہ اُسکے پاس آئیں گے اسکے دروازے کھول دیئے جائیں گے، اور اسکے نگہبان اُنھیں کہیں گے کیا تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ

تم میں سے ہی رسول نہیں آئے تھے جو تم پر تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھتے تھے، اور اس دن کی حضوری سے

يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى

تمھیں ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں! لیکن کافروں پر عذاب کا کلمہ سچ ہو کر

الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ

رہا۔ (ان سے) کہا جائے گا کہ تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اسمیں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ پس تکبر کرنے

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ

والوں کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے، بہشت کی طرف غول بنا کر بھیجا

زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اسکے پاس آئیں گے اور اسکے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے اسکے نگہبان کہیں گے

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

تم پر سلامتی ہو تم پاکیزہ ہو گئے ۲؎ پس تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو کر داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ

الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ

کیلئے ہے۔ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں جنت کی زمین کا وارث کر دیا ۳؎

ع ۷

۱؎ بنور ربها:-

تفسیر صافی ص۲۲۹ پر ہے کہ جس طرح ظلم کو ظلمت (اندھیرا) کہتے ہیں۔ اسی طرح جس میں عدل کے ساتھ قیام ہو اُسے نور کا نام دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے ذریعہ بقاء کو زینت ہوتی ہے اور حقوق ظاہر ہوتے ہیں۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ ظلم ظلمات یوم القیامۃ ہے۔

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ زمین کا مربی زمین کا امام ہے۔ پوچھا گیا کہ جب آپ خروج فرمائیں گے تو کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کی ضرورت نہ رہیگی امام کا نور ہی کافی ہوگا۔

اور ارشاد مفید علیہ الرحمۃ میں انہی حضرت سے مروی ہے کہ جب قائم آل محمدؐ آجائینگے تو اسوقت زمین اپنے مربی کے نور سے چمک اٹھے گی۔ اور لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائینگے اور اندھیرا جاتا رہے گا۔

۲؎ طبتم:-

تفسیر صافی ص۲۳۲ پر ہے کہ تم گناہوں کی پلیدی سے پاک ہو گئے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ تمھاری ولادت پاکیزہ ہے، اسلئے کہ جنت میں وہی لوگ داخل ہونگے جن کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔

۳؎ اورثنا الارض:-

تفسیر صافی ص۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں "الارض" سے مراد جنت کی زمین ہے۔

حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ
ہم جہاں چاہیں رہیں۔ پس (نیک) عمل کرنیوالوں کا اجر کتنا اچھا ہے۔ اور تو فرشتوں کو دیکھے گا وہ
حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَ
عرش کے گرداگرد گھیرنے والے ہوں گے، وہ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں گے۔ اور
قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾
اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا اور کہا جائیگا ہر قسم کی حمد سب جہانوں کے پالنے والے اللہ تعالیٰ کیلئے ہے ۱ے

ع ۸ ۵ ۵

ایاتها ۸۵ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۹ رکوعاتها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ
حٰمٓ ۲ے اس کتاب کا اتارنا زبردست سب علم رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ وہ گناہ
الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَآ اِلٰهَ
بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب کرنے والا، مہربانی والا ہے۔ کوئی معبود نہیں
اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ
سوائے اسکے، اسی کی طرف بازگشت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا ۳ے سوائے ان لوگوں
كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ
کے جو کافر ہوئے، پس تمھیں ان کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈالے۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا
نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ
اور ان کے بعد گروہوں نے بھی ۴ے اور ہر امت نے اپنے رسول کے بارے میں ارادہ کیا
لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫
کہ اُسے پکڑ لے، اور انھوں نے باطل کے ذریعہ جھگڑا کیا تاکہ اس سے سچائی کو زائل کردیں۔ پھر میں نے اُن کو پکڑ لیا۔
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
پھر میرا عذاب کیسا رہا، اور اسی طرح جنھوں نے کفر کیا، اُن پر تیرے پروردگار کا کلمہ ثابت ہو کر

۱ے الحمد للہ رب العلمین:۔
تفسیر صافی ص۴۴۲ پر ہے کہ جنتی لوگ حمد باری تعالیٰ اس بات کے شکرانہ میں کریں گے کہ اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا۔ اور یہ کلمہ کہنے والے مومن ہوں گے ؛

۲ے حٰمٓ:۔
تفسیر صافی ص۴۴۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُس کے معنی الحمید المجید ہیں ؛

۳ے مایجادل:۔
تفسیر صافی ص۴۴۲ پر بحوالہ اکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ دین اللہ میں مجادلہ کرنیوالوں پر ستر انبیاء کی زبان سے لعنت کی گئی ہے اور جس نے آیات اللہ میں مجادلہ کیا اُس نے یقیناً کفر کیا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔
اور آپ ہی سے روایت ہے کہ قرآن میں مجادلہ کرنا کفر ہے۔
اس آیت میں لفظ جدال کو نکرہ لانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس سے غرض اگر شکوک کا حل کرنا اور حقائق و معارف کا استنباط کرنا اور شک و شبہ ڈالنے والوں سے شبہات کو قطع کرنا اور اس میں ان کے طعنوں کو رد کرنا ہو تو جائز ہے ؛

۴ے والاحزاب:۔
تفسیر صافی ص۴۴۲ پر ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے قوم نوح کے بعد اپنے رسولوں کے برخلاف تخریبی کاروائیاں کیں۔ اور اُن سے عداوت رکھی، جیسے عاد اور ثمود ؛

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝٦ؕ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ

رہا۔ یقیناً وہ دوزخ والے ہیں۔ جو فرشتے اعرش کو اٹھاتے ہیں۔

وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ

اور جو اس کے گرد ہیں لہ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ایمان لا چکے اُن کیلئے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

بخشش طلب کرتے رہتے ہیں (کہ) اے ہمارے پروردگار تو نے رحمت اور علم میں ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ پس تو ان

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝٧

لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی، اور تیرے راستہ کی پیروی کی، انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

اے ہمارے پروردگار اور تو انھیں عدن کے باغوں میں جنکا تو نے ان سے وعدہ کیا داخل کر اور (اُن کو بھی داخل کر) جو اُن

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٨ۙ

کے باپ دادوں اور اُن کی بیویوں اور اُن کی اولادوں میں سے نیک ہوں یقیناً تو زبردست بڑا حکمت والا ہے۔

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ

اور انھیں بدیوں سے بچا۔ اور جسے تو نے آج بدیوں سے بچا لیا، تو یقیناً تو نے اس پر رحم کیا۔

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ۧ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ

اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ یقیناً ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ

کی ناراضگی تمھاری اپنی ذات کے ساتھ ناراضگی سے بہت بڑی ہے جبکہ تمھیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا ؎۲

فَتَكْفُرُوْنَ ۝١٠ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

تو تم کفر کرتے تھے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا ؎۳

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝١١ ذٰلِكُمْ

پس ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، تو کیا (یہاں سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ یہ اس لئے ہے

بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ

کہ یقیناً جب اللہ تعالیٰ کو واحد پکارا گیا تم نے کفر کیا۔ اور اگر اس کے ساتھ شریک لایا جاتا تو تم ایمان لے آتے۔

م وقف لازم

ۘ وقف النبی علیہ وسلم

لہ ومن حولہ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ سطر ۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت میں "الذین یحملون العرش" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد آپ کے اوصیاء علیہم السلام ہیں۔ اس لئے کہ یہ حاملان علم خدا تعالیٰ ہیں۔ اور من حولہٗ سے مراد فرشتے ہیں ؂

؎۲ الی الایمان :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس آیت میں الایمان سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہے۔

لمترجم :- یاد رکھنا چاہیے کہ جنگ خندق میں جب حضرت علی علیہ السلام عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں حسب ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو آپ نے فرمایا برز الایمان کلہ۔ الی الکفر کلہ۔ کہ کل ایمان کل کفر کے مقابلہ میں گیا ہے۔ اس میں آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو مکمل ایمان یا مجسم ایمان فرمایا تھا۔ پس اس آیت میں الایمان سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت مراد لینے میں کوئی استحالہ عقلی نہیں ہے ؂

ع ۹ (۱ / ۶)

؎۳ احییتنا اثنتین :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں کا یہ قول زمانہ رجعت میں ہوگا۔

قول صاحب تفسیر صافی :- ہو سکتا ہے کہ آپ کی مراد یہ ہو کہ اس آیت میں دو دو بار تحقیق رجعت کیلئے ہو۔ یا وہ یہ بات رجعت کے زمانہ میں کہیں گے جبکہ دوسری زندگی اور موت قبر میں سوال و جواب کے لئے ہوگی ؂

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ

آتے ، پس اب تو بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے ۔ وہی جو تمہیں اپنی آیتیں دکھاتا ہے ۔ اور تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا

آسمان سے رزق نازل کرتا ہے ۔ اور نہیں نصیحت قبول کرتا سوائے اسکے جو رجوع کرتا ہے ۔ پس تم اسی کیلئے

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ

عبادت کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پکارو ، اور اگرچہ کافروں کو بُرا لگے ۔ بلند کرنے والا

الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَآءُ

درجوں کو عرش والا ، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے امر سے روح ڈال

مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا

دیتا ہے ۵۱ تاکہ ملاقات کے دن سے ڈرائے ۵۲ ۔ جس دن وہ (قبروں میں سے) نکل کھڑے ہونگے ان کی

يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہ ہوگی (آواز دی جائے گی) آج کے دن کس کی حکومت ہے (جواب دیا جائیگا) خدائے واحد

الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ

زبردست کی ۔ (پھر آواز دی جائے گی) آج کے دن ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا اسکا بدلہ دیا جائیگا ۔ آج کے دن ظلم

الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ

نہیں ہوگا ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے ۔ اور انھیں قریب آنیوالی (قیامت) سے ڈراؤ ۵۳

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۥ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ

جبکہ غصہ سے بھرے دل حلقوم کے پاس آجائیں گے ۔ ظالموں کیلئے نہ تو کوئی دوست ہوگا ۵۴

وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ ۭ يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي

اور نہ سفارشی جس کی بات مان لی جائے ۔ وہ (اللہ تعالیٰ) آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے ۵۵ ۔ اور (اس کو بھی)

الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

جسے سینے چھپاتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے ۔ اور جن کو یہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا پکارتے

دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ ع

ہیں ۔ وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے ۔

۵۱ یلقی الروح :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی مروی ہے کہ الروح سے مراد روح القدس ہے ۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ الطاہرین علیہم السلام سے مخصوص ہے ۔

۵۲ یوم التلاق :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی کے حوالے سے لکھا ہے کہ قیامت کے دن کو یوم التلاق اسلئے کہا کہ اس دن آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے آپس میں بالمشافہ ملاقات کریں گے ۔

۵۳ الازفة :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ پر ہے کہ یہ بھی قیامت کا ایک نام ہے ۔ اور ازفة ازوف سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں قرب ۔

۵۴ ماللظلمین :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ پر بحوالہ التوحید امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب مومن کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اُسے رنج پہنچتا ہے اور وُہ اس پر نادم ہوتا ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ توبہ کیلئے نادم ہونا ہی کافی ہے ۔ نیز فرمایا کہ جس شخص کو نیکی خوشی پہنچائے اور بدی کرنا بُرا لگے وہی مومن ہے ۔ پس تحقیق جو شخص ایسے گناہ پر نادم نہیں جسکا اس نے ارتکاب کیا ہے وُہ مومن نہیں ہے ۔ اس کی شفاعت بھی نہیں ہوگی ۔ اور وُہ ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ما للظلمین من حمیم ولا شفیع یطاع ۔

۵۵ خائنة الاعین :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۳ پر بحوالہ معانی الاخبار لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے معنی دریافت کئے گئے ، تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تُو نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا ، جو ایک چیز کی طرف دیکھتا ہو مگر اس طرح گویا اس کو نہیں دیکھ رہا : خائنة الاعین یہی ہے ۔

ع ۱۱ ۲

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ
کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں ، پھر وہ دیکھتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا ، جو
كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي
ان سے پہلے تھے ۔ وُہ ان سے قوت میں سخت تھے ، اور زمین میں تازہ بھی عمارات
الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ
بناتے میں (بھی) ، پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں انکے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔ اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچانے
مِن وَاقٍ ﴿٢١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ
والا کوئی نہ ہوا ۔ یہ اسلئے (ہوا) کہ ان کے پاس اُن کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آیا کرتے تھے ۔
فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ
پس انھوں نے کفر کیا۔ پھر انھیں اللہ تعالیٰ نے پکڑ لیا۔ یقیناً وُہ (اللہ تعالیٰ) سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور یقیناً
أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢٣﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ
ہم نے موسیٰ کو معجزوں اور کھلے غلبہ کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف بھیجا
هَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْحَقِّ
پس انھوں نے کہا یہ (تو) جادوگر بہت جھوٹا ہے ۱ ۔ پھر جب وہ ہماری طرف سے حق کے ساتھ
مِنْ عِندِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا
ان کے پاس پہنچا وُہ بولے کہ جو لوگ اُسکے ساتھ ایمان لاچکے ان سب کے بیٹوں کو قتل کر دو ۲ اور اُن کی عورتوں
نِسَاءَهُمْ ۚ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
کو زندہ رہنے دو۔ اور کافروں کی کوئی تدبیر ایسی نہیں جو ضائع نہ ہوتی ہو۔ اور فرعون نے کہا
ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ
چھوڑو مجھے میں موسیٰ کو قتل کروں ۳ اور اسے چاہیئے کہ اپنے پروردگار کو پکارے۔ میں یقیناً اس سے ڈرتا ہوں کہ وُہ
دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي
تمھارا دین بدل دے، یا یہ کہ وُہ زمین میں فساد پھیلائے۔ اور موسیٰ نے کہا کہ یقیناً میں نے اپنے
عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾
پروردگار اور تمھارے پروردگار کی پناہ مانگ لی ہے ہر تکبر کرنے والے سے کہ جو حساب کے دن (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتا۔

ع

۱: سحرٌ کذّابٌ :-
تفسیر صافی ص۴۴۳ پر ہے کہ اس سے ان تینوں یعنی فرعون، ہامان اور قارون کی مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی ؂

۲: قالوا اقتلوا :-
تفسیر صافی ص۴۴۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ جو سلوک تم بنی اسرائیل کے ساتھ پہلے کیا کرتے تھے اسے دُہرانا شروع کر دو۔ تاکہ وُہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پشت پناہی سے رُک جائیں ؂

۳: اقتل موسیٰ :-
تفسیر صافی ص۴۴۴ پر ہے کہ فرعون نے اپنی جلادت ظاہر کرنے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی طرف سے بے پرواہی ثابت کرنے کے لئے ایسا کہا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کے کہنے کی وجہ یہ تھی کہ فرعون کے درباری اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ شخص وُہ نہیں ہے جس سے تمھیں خوف ہے۔ یہ تو ایک جادوگر ہے اور اگر یہ قتل کر دیا گیا تو گمان کیا جائے گا کہ تم اپنی حجت پیش کرنے سے عاجز رہ گئے۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے، کہ فرعون نہایت سفاک تھا۔ اس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے بہانے تلاش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے یقین تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں، اسلئے انھیں قتل کرنے سے خوف کھاتا تھا۔ یا یہ گمان کرتا تھا کہ اگر مَیں نے ایسا کرنا چاہا تو اُن کے قتل پر قادر نہ ہو سکوں گا۔

علل الشرائع میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا کہ فرعون کو حضرت موسیٰؑ کے قتل کرنے سے کونسی چیز مانع تھی؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کی قوت، اور یہ بات کہ انبیاء اور اولادِ انبیاء کو ولد الزنا کے سوا کوئی قتل نہیں کرتا ؂

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ
اور فرعون کے خاندان سے ایک مومن مرد نے کہا ۵۱ جو اپنا ایمان چھپاتا تھا ۵۲
اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
کیا تم اس مرد کو اسلئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے، اور وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے
مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا
کھلی دلیلیں لیکر آیا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر رہا، اور اگر وہ سچا ہے تو
يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ
جس چیز کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اسکا کچھ حصہ ضرور تم پر پڑے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والے بہت جھوٹے کو
مُسْرِفٌ كَذَّابٌ (۲۸) يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي
منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ اے میری قوم آج کے دن حکومت تمہاری ہے، تم زمین میں
الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ
غالب ہو۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر آ جائے تو ہمیں اس سے (بچانے کیلئے) ہماری مدد کون کریگا۔ فرعون نے
فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ
کہا کہ میں تمہیں وہی رائے دیتا ہوں جسے میں درست سمجھتا ہوں، اور میں تمہیں بھلائی کی راہ کی طرف ہی ہدایت
الرَّشَادِ (۲۹) وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
کرتا ہوں۔ اور وہ شخص جو ایمان لایا بولا اے میری قوم! میں تم پر (پہلے گروہوں جیسے (عذاب کے آنے
مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ (۳۰) مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ
سے) خوف کھاتا ہوں۔ مثل عادت قوم نوح اور عاد اور ثمود کے،
وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ (۳۱)
اور اُن لوگوں کے جو اُن سے بعد ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ بندوں کیلئے (ظلم کرنے کا) ارادہ نہیں رکھتا۔
وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ (۳۲) يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ
اور اے میری قوم میں یقیناً تمہاری نسبت اس دن سے ڈرتا ہوں جبکہ ایک دوسرے کو ندا کریں گے ۵۳ جس دن تم (گردان ہو کر لوٹ جاؤ گے۔
مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
تمہیں اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچانیوالا کوئی نہ ہوگا۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے، پھر اسے ہدایت کرنیوالا

۵۱ رجلٌ مؤمنٌ من آل فرعون:-

تفسیر صافی ص۲۱۲ پر بحوالہ عیون اخبار الرضاؑ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ وُہ مردِ مومن فرعون کا ماموں زاد بھائی تھا۔

تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وُہ فرعون کے خزانوں کا مالک تھا اور اُس نے چھ سو برس اپنا ایمان پوشیدہ رکھا اور وُہ وُہی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وقال رجل مؤمن من آل فرعون..... الخ ؏

۵۲ یکتم ایمانہ:-

تفسیر صافی ص۲۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس نے چھ سو سال تک اپنا ایمان چھپائے رکھا۔ (تقیہ اسی کا نام ہے)۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تقیہ میرے دین اور میرے آباؤ اجداد کے دین کا ایک حصہ ہے اور جو تقیہ کا منکر ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے —— نیز فرمایا: کہ تقیہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی ڈھال ہے۔ اس لئے کہ اگر مومن آلِ فرعون نے اس کا یعنی اسلام کا اظہار کر دیا ہوتا تو وُہ ضرور قتل کر دیا جاتا ؏

۵۳ یوم التناد:-

تفسیر صافی ص۲۴۴ پر ہے کہ اس سے مراد وُہ دن ہے جس دن ایک دوسرے کو آواز دے گا۔

معانی الاخبار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یوم التناد سے وُہ دن مراد ہے جس دن جہنم والے جنتیوں کو پکار پکار کر یہ کہیں گے۔ افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ ہ

(پ۸۔ الاعراف ع۶) ترجمہ:- تھوڑا سا پانی اور جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے، اس میں سے کچھ ہم پر بھی ڈال دو ؏

هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ
کوئی نہیں۔ اور یقیناً پہلے تمہارے پاس یوسفؑ واضح دلیلوں کے ساتھ آیا لہ پس جو کچھ لے کر
فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ
وہ تمہارے پاس آیا تم اس سے شک ہی میں رہے۔ تاآنکہ جب وہ مرگیا تم نے کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہرگز
يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ
کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ جو حد سے نکلنے والا شک کرنے والا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ اسی طرح
مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾ ۨالَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں بغیر اسکے کہ ان کے پاس کوئی
سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ
دلیل آئی ہو جھگڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور ان لوگوں کے نزدیک جو ایمان لائے یہ بات بہت ہی ناپسند ہے۔
كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ
اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر چھاپہ لگا دیتا ہے۔ اور فرعون
فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾
نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک عالیشان عمارت بناؤ، تاکہ میں ذریعوں تک پہنچ جاؤں۔
اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ
(یعنی) آسمانوں کے ذریعوں (تک)، پھر میں موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں، اور میں یقیناً اسے جھوٹا گمان
كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ
کرتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کیلئے اسکے برے عمل زینت پاگئے، اور وہ سیدھی راہ سے
السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ
روک دیا گیا۔ اور فرعون کی تدبیر تباہی ہی میں تھی۔ اور اس شخص نے جو ایمان
اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا
لایا کہا، اے میری قوم تم میری پیروی کرو، میں تمہیں بھلائی کے راستہ کی طرف ہدایت کروں گا۔ اے میری قوم ماسوا اسکے نہیں
هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾
کہ یہ دنیا کی زندگانی صرف (تھوڑا سا) فائدہ ہے۔ اور یقیناً آخرت ہی تو (ہمیشہ) ٹھہرنے کا گھر ہے۔

ع ۴
۹

لہ یوسف من قبل:-
تفسیر صافی صہ۴۴۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں یہ بھی ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نبی رسول تھے؟ آپ نے فرمایا: کہ ہاں! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- لقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات ۰

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا

جس نے بُرا عمل کیا ، پس وُہ اسی کی مثل بدلہ دیا جائے گا ۔ اور جس نے نیک عمل کیا ،

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

وہ مرد ہو یا عورت ، اور وہ مومن بھی ہو ۔ پس یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے ، جس

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۴۰ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ

میں اُن کو بے حساب روزی دی جائے گی ۔ اور اے میری قوم! مجھے کیا ہوا ہے (کہ) میں تمھیں نجات کی طرف بلاتا

وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝۴۱ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ

ہوں ، اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو ۔ تم مجھے بلاتے ہو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کروں ، اور اسکے ساتھ اس چیز

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝۴۲ لَا

کو شریک بناؤں ، جسکی (خدائی کی) بابت مجھے کچھ علم نہیں ، اور میں تمھیں بڑے زبردست بہت بخشنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف بلاتا

جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا

ہوں ۔ کوئی شک نہیں کہ ماسوا اسکے نہیں کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اُس کیلئے نہ دُنیا میں کوئی بلاوا ہے ، اور نہ ہی

فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ

آخرت میں ، اور یقیناً ہماری بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کے حضور میں ہے ، اور یقیناً حد سے نکلنے والے دوزخ کی آگ والے

النَّارِ ۝۴۳ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ

ہیں ۔ پھر جو کچھ میں تمھیں کہتا ہوں اسے جلدی ہی یاد کرو گے ، اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں ۔

اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۴۴ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا

یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے ۔ پھر انھیں اللہ تعالیٰ نے ان تدبیروں کی برائیوں سے جو وُہ کرتے تھے بچایا لے

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝۴۵ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

اور فرعون کے خاندان کو عذاب کی سختی نے گھیر لیا ۔ آگ اُن پر صبح و شام پیش کی جاتی

غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ

ہے ۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی (کہا جائے گا کہ) فرعون کے خاندان کو سخت عذاب

اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝۴۶ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا

میں داخل کر دو ۔ اور جب وُہ دوزخ کی آگ میں جھگڑا کریں گے تو کمزور انھیں کہیں گے کہ

لے سیّات ما مکروا ۔

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۴ پر بحوالہ احتجاج طبرسی ، امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حزقیل کے خلاف دشمنوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ وُہ اس کی مخالفت کی دعوت دیتا ہے اور اس کو ضرر پہنچانے کیلئے اس کے دشمنوں کو مدد دیتا ہے ۔ چنانچہ فرعون نے حزقیل اور ان لوگوں کو ایک ہی وقت میں اپنے سامنے حاضر کیا ۔ اور ان کی طرف سے سوال ہوا کہ کیا تم فرعون کے رب ہونے کے منکر ہو ۔ اور کفران نعمت کرتے ہو؟ حزقیل نے پوچھا: اے بادشاہ! کیا کبھی مجھ پر جھوٹ کا الزام قائم ہوا ہے؟ فرعون نے کہا کہ نہیں! حزقیل نے کہا کہ اب لوگوں سے پوچھو کہ اُن کا رب کون ہے؟ اُن لوگوں نے کہا: یہی فرعون! پھر اُن سے دریافت کیا کہ اُن کا خالق کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ فرعون ۔ پھر پوچھا تمھارا رازق کون ہے ، جو تمھاری معیشت کا کفیل ہے ۔ اور تم سے ہر قسم کی تکلیف کو دور کرنے والا ہے؟ اُنھوں نے کہا یہی فرعون ۔ حزقیل نے کہا اے فرعون! اس وقت میں خود تمھیں اور ان سب کو جو اس وقت تمھارے پاس حاضر ہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو ان کا رب ہے وہی میرا رب ہے ، اور جو ان کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے ، اور جو ان کا رازق ہے وہی میرا رازق ہے ، اور جو ان کے امورِ معیشت کی اصلاح کرنے والا ہے وہی میرے امورِ معیشت کی اصلاح کرنے والا ہے ۔ میرا رب ، میرا خالق ، میرا رازق ، اُن کے رب ، اُن کے خالق ، اُن کے رازق کے علاوہ نہیں ہے ۔ اور میں خود تمھیں اور ان سب کو جو تیرے پاس حاضر ہیں گواہ کرتا ہوں کہ سوائے انکے رب اور اُن کے خالق اور اُنکے رازق کے اور جو کوئی رب اور خالق اور رازق ہو میں اُس سے بری ہوں ۔ حزقیل یہ کہہ رہے تھے کہ اُن کا رب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے وہی میرا رب ہے ۔ اُنھوں نے یہ نہیں کہا کہ جس کو یہ اپنا رب کہتے ہیں وُہ میرا رب ہے ۔ پس یہ مطلب فرعون اور اس کے درباریوں پر مخفی رہا ۔ اور وُہ یہی گمان کرتے رہے کہ یہ فرعون ہی کو اپنا رب ۔ خالق اور رازق جانتا ہے ۔ یہ سن کر فرعون نے کہا: اے بُرے لوگو! اور میرے مُلک میں فساد کے طالب کرنے والو! تم میرے اور میرے چچازاد بھائی اور قوتِ بازو کے درمیان فتنہ چاہنے والے ہو ، تم میری سزا کے مستوجب ہو گئے ۔ اسلیے کہ تم نے میرے امور میں فساد ڈالنا ، اور میرے چچازاد بھائی کو ہلاک کرانا چاہا جو میرا قوتِ بازو ہے ۔ پس اُس نے میخیں منگائیں ۔ پھر ایک ایک میخ ہر ایک کی پنڈلیوں میں اور ایک ایک میخ ہر ایک کے سینہ میں ٹھکوا دی ۔ پھر آرے والوں کو بلا کر حکم دیا تو انھوں نے اُن کے بدنوں سے گوشت کو کاٹ ڈالا ۔ یہی وُہ واقعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فوقٰہ اللہ سیّاٰت ما مکروا ۔ یعنی انھوں نے فرعون سے اس بنا پر چغلی کھائی تھی کہ حزقیل کو ہلاک کرا دیں اور نتیجہ یہ ہُوا ۔ حاق بال فرعون سوٓء العذاب جس سے مراد یہی میخیں ٹھوکا جانا اور اُن کے بدنوں سے گوشت کا کاٹا جانا ہے ۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

جنھوں نے تکبر کیا سلہ (کہ) یقیناً ہم تمھارے پیرو کار تھے ۔ پھر کیا تم آگ کا کچھ حصّہ ہم سے کفایت

عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ

کرنے والے ہو ۔ جن لوگوں نے تکبر کیا وُہ (جواب) میں کہیں گے کہ یقیناً ہم سب

فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي

اسی میں ہیں ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کیا ہے ۔ اور جو لوگ دوزخ کی آگ میں ہوں گے

النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

جہنم کے نگہبانوں سے کہیں گے کہ تم اپنے پروردگار سے دُعا کرو ، کہ ایک دن ہم سے کچھ عذاب

الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا

ہلکا کر دے ۔ وہ کہیں گے کیا تمھارے پاس تمھارے رسول واضح دلیلیں لے کر نہ آتے رہے ۔ وہ کہیں گے

بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٥٠﴾

ہاں ! وُہ کہیں گے پھر انھیں پکارو ۔ اور کافروں کی کوئی پکار ایسی نہیں جو ضائع نہ ہوتی ہو ۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی ضرور مدد کریں گے سلہ اور اُن لوگوں کی بھی جو ایمان لا چکے دُنیا کی زندگانی میں ۔ اور جس دن گواہی

يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ

دینے والے کھڑے ہوں گے ۔ جس دن ظالموں کو اُن کی عذر داری کچھ فائدہ نہ دے گی ۔ اور

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى

ان کیلئے لعنت ہوگی ۔ اور اُن کیلئے آخرت کے گھر کی سختی ہوگی ۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو ہدایت دی ۔

وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا ، جو صاحبان عقل کیلئے ہدایت اور

لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٥٤﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ

نصیحت ہے ۔ پس تو صبر کر ، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ۔ اور اپنے اوپر لگے ہوئے

لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿٥٥﴾

اتہام کو دُھا دینے کی دُعا مانگ سلہ اور دن ڈھلے رات تک اور صبح اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کر ۔

ع ٥ ١٣ ١٠

سلہ استکبروا :-

تفسیر صافی ص۴۴۵ پر بحوالہ مصباح المتہجد ، جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ایک خطبہ منقول ہے جو آپؑ نے غدیر خم کے دن فرمایا تھا ۔ اور اس میں یہ آیت بھی پڑھی تھی ۔ اثنا جملہ یہ بھی فرمایا تھا کہ کیا تم جانتے ہو استکبار کیا شے ہے ۔ پھر فرمایا کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہو اس کی اطاعت کا چھوڑ دینا اور جس کی متابعت پر مامور کئے گئے ہوں اس کے مقابلہ میں بڑائی چاہنا ۔ اور قرآن مجید ایسے بہت سے لوگوں کی خبر دیتا ہے ۔

سلہ انا لننصر :-

تفسیر صافی ص۴۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی طرف سے یہ نصرت رجعت میں ہوگی ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بہت انبیاء کی دنیا میں نصرت نہ کی گئی ۔ اور وُہ قتل کر دیئے گئے ۔ اور اُن کے بعد آئمہ علیہم السلام بھی قتل کر دیئے گئے ۔ اور ان کی نصرت نہیں کی گئی ۔ تو یہ رجعت میں ہی ہوگا ۔

سلہ لذنبک :-

ذنب کے معنی اور تشریح ص۶۶۲ پر زیر حاشیہ سلہ کر دی گئی ہے ۔ وہاں ملاحظہ کر لی جائے ۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَٰنٍ أَتَىٰهُمْ ۙ

یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو، جھگڑتے رہتے ہیں۔

إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَٰلِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ

ان کے سینوں میں سوائے تکبّر کے کچھ نہیں۔ حالانکہ وہ اس (بڑائی) تک پہنچنے والے نہیں۔ پس تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ۔

إِنَّهُۥ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ

یقیناً وہ سب کی سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ ضرور آسمانوں اور زمین کی پیدائش لوگوں کے پیدا

أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

کرنے سے بہت بڑی ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۙ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا

اور نہیں برابر ہوتے اندھا اور دیکھنے والا۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے، اور انھوں نے

الصَّٰلِحَٰتِ وَلَا الْمُسِيٓءُ ۚ قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ إِنَّ

نیک عمل کئے۔ اور نہ بدی کرنے والا۔ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یقیناً

السَّاعَةَ لَءَاتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں

يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ

لاتے ہیں۔ اور تمھارے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمھاری دُعا قبول کروں گا ؎۱ یقیناً

الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

جو لوگ میری عبادت سے تکبّر کرتے ہیں، عنقریب وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل

دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ

ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمھارے لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں سکون حاصل کرو۔

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ

اور دن کو دکھانے والا (بنایا)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے، لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَٰلِقُ

اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ تمھارا پروردگار ہر چیز کا پیدا

؎۱ استجب لکم:-
تفسیر صافی ص۴۴۵ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے۔ کہ اس سے مراد دُعا مانگنا ہے اور افضل عبادت دعا ہے۔

اور انہی حضرت سے پوچھا گیا کہ کونسی عبادت افضل ہے تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے افضل کوئی چیز نہیں ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور جو کچھ اُن کے پاس ہو وہ بھی طلب کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص سے بدترین کوئی نہیں جو اس کی عبادت سے تکبّر کرے۔ اور اس سے اس چیز کا سوال نہ کرے جو اُس کے پاس ہو۔

اور صحیفہ سجادیہ میں اس آیت کے ذکر کرنے کے بعد ہے، کہ تمھاری دُعا کو عبادت کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کے ترک کرنے کو تکبّر۔ اور اس کے ترک کرنے پر جہنّم میں ذلیل و خوار کر کے داخل کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔

ع ۱۰ ۶ ۱۱

وقف لازم

كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ

کرنے والا ہے ۔ سوائے اسکے کوئی معبود نہیں ۔ پھر تم کہاں پھیرے جاتے ہو ۔ اسی طرح وُہ

يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِي

لوگ اُلٹے پھیرے جاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ وُہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ

جس نے تمھارے لئے زمین کو قرار گاہ بنایا ، اور آسمان کو چھت بنایا ۱؎ اور تمھاری صورتیں بنائیں

فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

تو تمھاری صورتوں کو سب سے اچھا بنا دیا ۲؎ اور تمھیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا ۔ یہی اللہ تعالیٰ تمھارا

رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ

پروردگار ہے ۔ پس تمام جہانوں کا پالنے والا اللہ تعالیٰ برکت والا ہے ۔ وہ زندہ ہے سوائے اس کے کوئی معبود

إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

نہیں ۳؎ پس تم دین کو اسی کیلئے خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو ۔ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں

الْعٰلَمِينَ ﴿٦٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ

کا پروردگار ہے ۴؎ ۔ (اے رسول) کہدو کہ یقیناً میں منع کیا گیا ہوں کہ میں اُن کی عبادت کروں جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے

مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّي ۫ وَأُمِرْتُ

سوا پکارتے ہو ۔ جبکہ میرے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے واضح دلیلیں آچکی ہیں ۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہوں

أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ

کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کے حضور میں ہی گردن جھکاؤں ۔ وُہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ

پیدا کیا ۔ پھر نطفہ سے ، پھر لوتھڑے سے ، پھر وُہ تمھیں بچہ (بنا کر ماں کے پیٹ سے)

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَ

نکالتا ہے ۔ پھر (بعض کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنے زورِ جوانی کو پہنچ جاؤ ، پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ ۔ اور

مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَّ

تم میں سے بعض کو پہلے ہی پورا پورا لے لیا جاتا ہے ۔ اور (یہ زندہ رکھنا اسلئے ہوتا ہے) تاکہ تم ایک مقررہ مدت تک پہنچو ۔ اور

۱؎ بنآءً :۔
چھت ۔ عمارت ۔ جو چیز بنائی جائے بناء کہلاتی ہے ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۹) ۔

۲؎ فاحسن صورکم :۔
تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶ پر ہے کہ حسن صورت یہ ہے کہ اُس نے تمھیں موزوں قد و قامت والا کھلے چہرے والا ۔ مناسب اعضاء والا پیدا کیا ۔ تاکہ تم صنعت کاری کر سکو ۔ اور کمالات حاصل کر سکو ۔

۳؎ اِلّا ھو :۔
تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی اس کی ذات اور صفات میں اس کے برابر نہیں ہو سکتا ۔

۴؎ الحمد للّٰہ رب العٰلمین :۔
تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم سے جب کوئی لا الٰہ الّا اللّٰہ کہے ۔ پس اسے چاہئے کہ الحمد للّٰہ رب العٰلمین بھی کہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ ھو الحی ۔۔۔۔ الخ ۔

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قَضَىٰ

تاکہ تم عقل سے کام لو۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جو زندہ رکھتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس جس وقت اس نے امر

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

جاری کردیا تو ماسوا اسکے نہیں کہ وہ اسے ہوجا کہتا ہے، پھر وہ ہوجاتا ہے۔ (اے رسول) کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا

جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں۔ وہ کہاں پھرے جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے جھٹلایا

بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾

کتاب کو، اور ان چیزوں کو جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا۔ پس وہ جلدی جان لیں گے۔

إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي

جبکہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں، وہ کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹے

الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا

جائیں گے، پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر انھیں کہا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جنھیں

كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل

تم اللہ تعالیٰ کے سوا شریک کیا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے وہ ہم سے گم ہوگئے، بلکہ

لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ

ہم تو پہلے ہی سے کسی کو پکارا ہی نہ کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو مغلوب

الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾ ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

کردے گا [1]۔ یہ اسلئے ہے کہ تم زمین میں ناحق شیخی بگھارا

الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

کرتے تھے۔ اور اسلئے کہ تم اترایا کرتے تھے۔ تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ

خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو، پس تکبر کرنیوالوں کا ٹھکانہ کیا ہی بُرا ہے۔ پس تو صبر کر، یقیناً

وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پس جو وعدہ ہم ان سے کرتے ہیں۔ اگر ہم اس میں سے کچھ تمھیں دکھلا دیں، یا

ع ٨ ‏٧ ‏١٢ معانقہ ١٣

[1] الکفرین :-
تفسیر صافی صفحہ ٤٦٢ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام کافرین بھی رکھا ہے اور مشرک بھی۔ اس لئے کہ انھوں نے کتاب کو جھٹلایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ہاتھ کتاب بھی بھیجی ہے۔ اور تاویل کتاب بھی۔ پس جس نے اس کی کتاب کو جھٹلایا، یا جس نے تاویل کتاب کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ساتھ بھیجی ہے جھٹلایا، پس وہ مشرک بھی ہے اور کافر بھی۔

نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ

تجھے ہم پورا پورا لے لیں، پھر وہ ہمارے حضور میں لوٹائے جائیں گے۔ اور یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے۔

قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ

اُن میں سے بعض کا قصہ ہم نے تجھ سے بیان کر دیا۔ اور ان میں سے بعض وُہ ہیں جن کا قصہ

نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا

ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیا۔ اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ

لائے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اس وقت

هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ

باطل والے گھاٹے میں پڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے۔

لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ

تاکہ ان میں سے بعض پر تم سوار ہو اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں فائدے ہیں۔ اور

لِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى

تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اس حاجت کو پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے۔ اور ان پر اور کشتیوں پر

الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ

تم سوار کئے جاتے ہو۔ اور وُہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ پھر تم اللہ تعالیٰ کی کونسی آیتوں کا

تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

انکار کرتے ہو۔ پھر کیا وُہ زمین میں چلے پھرے نہیں! پھر وُہ دیکھتے کہ جو لوگ اُن سے

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ

پہلے تھے، اُن کا انجام کیسا ہوا۔ وُہ اُن سے (تعداد میں) زیادہ تھے، اور

اَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا

قوت میں سخت، اور زمین میں تاریخی عمارتیں بنانے میں (بھی سخت تھے)۔ پھر جو کچھ وُہ کماتے رہے تھے

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا

اُس نے ان سے کچھ کفایت نہ کی۔ پس جب اُن کے پاس ہمارے رسول واضح دلیلوں کے ساتھ آئے تو جو کچھ

ع ١٠ ١٣

لہ ولقد ارسلنا:۔
تفسیر صافی صفحہ ۴۶۲ پر بحوالہ الخصال معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) ہے۔

۲ہ لم نقصص علیک:۔
تفسیر صافی صفحہ ۴۶۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان، جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی ملک سوڈان میں بھیجا تھا اس کا قصہ ہم سے بیان نہیں کیا۔

بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

علم میں سے ان کے پاس تھا وُہ اس پر خوش ہوئے اور جس (عذاب) کا وُہ ٹھٹھا اڑایا کرتے تھے ، اس نے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

ان کو گھیر لیا۔ پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا کہنے لگے ہم واحد اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے ،

وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ

اور ہم نے ان چیزوں سے جن سے ہم شرک کرنیوالے ہُوا کرتے تھے انکار کر دیا۔ پس جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا

اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ

اُن کے ایمان نے اُن کو فائدہ نہ دیا [۱] ، یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو یقیناً اس کے بندوں میں

فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع

گذر چکی ہے ۔ اور اس وقت کافروں ہی نے نقصان اٹھایا ۔

اٰیَاتُہَا ۵۴ سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ٦ رُکُوْعَاتُہَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

حٰمٓ اس کتاب کا اتارنا نہایت مہربان بہت رحم کرنیوالے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ اس کی آیتیں جُدا جُدا کی گئی

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

ہیں ، اُن لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں یہ قرآن فصیح اور صاف کلام ہے [۲] خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ۔

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ

پھر اُن میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا ، پس وُہ نہیں سنتے ۔ اور اُنھوں نے کہہ دیا کہ جس کی طرف ہمیں تُو بلاتا

اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا

ہے ، اس سے ہمارے دل پردہ میں ہیں ، اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے ، اور ہمارے درمیان

وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

اور تمھارے درمیان پردہ ہے ، پس تو عمل کر یقیناً ہم بھی عمل کرنیوالے ہیں ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو بس میں تو تمھاری طرح کا

ع ۵ ۱۴

---

[۱] فلمّا راوا باسنا :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۶ پر بحوالہ عیون اخبار الرضاؑ منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو کیوں غرق کیا۔ حالانکہ وُہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا تھا، اور اُس نے اُس کی توحید کا اقرار کرلیا تھا۔ آپ نے فرمایا اسلئے کہ وُہ عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان لایا تھا۔ اور عذاب دیکھنے کے بعد جو ایمان لایا جائے وُہ مقبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ پہلوں کے لئے بھی تھا اور پچھلوں کیلئے بھی۔ چنانچہ وُہ ارشاد فرماتا ہے : فلمّا راوا باسنا... الخ

اور کافی میں ہے کہ متوکل عباسی کے پاس ایک عیسائی مرد لایا گیا، جس نے مسلمان عورت کے ساتھ زنا کیا تھا۔ پس اُس نے اس پر حد جاری کرنا چاہی۔ تو وُہ مسلمان ہوگیا۔ تب کہا گیا کہ اس کے ایمان نے اُس کے شرک اور فعلِ بد کو محو کردیا۔ بعضوں نے کہا کہ اسے تین حدیں لگنا چاہئیں۔ اور اُس کے علاوہ کچھ اور بھی کہا گیا۔ آخر متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کے پاس کسی کو بھیج کر یہ مسئلہ دریافت کیا پس آپ نے لکھا کہ اُسے اس قدر پیٹا جائے کہ وُہ مرجائے تو لوگوں نے اُس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ بات ایسی ہے کہ اس کے بارے میں نہ تو خدا کی کتاب بولتی ہے، اور نہ اُس کے متعلق کچھ سنتِ رسولؐ میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ دوبارہ آپؑ سے اس کی وضاحت طلب کی گئی۔ پس آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے بعد یہی دونوں آیتیں لکھ کر بھیج دیں، تو متوکل نے حکم دیا تو اُسے اس قدر پیٹا گیا کہ وُہ مر گیا۔

[۲] عربیًّا :-

راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں لفظ عربی کے حسبِ ذیل معانی سپردِ قلم فرمائے ہیں :-

(۱) المصفع یعنی وُہ شخص جو فصاحت اور صفائی کے ساتھ اظہارِ مدعا کر سکے۔

(۲) الفصیح البیّن من الکلام، یعنی وُہ کلام جو فصیح اور صاف ہو۔ چنانچہ آیاتِ ذیل میں عربی سے یہی مراد ہے۔
قرآنًا عربیًّا۔ بلسانٍ عربیٍّ مبین۔
فصلت اٰیتہٗ قرآنًا عربیًّا ۵

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴، صفحہ ۶۴)

النصف

مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوٓا إِلَيْهِ

تمہاری مثل بشر ہوں لے میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود واحد معبود ہے ۔ پس تم اسی کی طرف سیدھا راستہ اختیار

وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝٦ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ

کئے رہو ۔ اور اسی سے بخشش چاہو ۔ اور مشرکوں کیلئے افسوس ہے ۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے

الزَّكَوٰةَ وَهُم بِالْءَاخِرَةِ هُمْ كَٰفِرُونَ ۝٧ إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا

ہیں ۔ اور وُہ آخرت کے بھی انکار کرنے والے ہیں ۔ یقیناً جو لوگ ایمان لا چکے

وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝٨ قُلْ أَئِنَّكُمْ

اور انھوں نے نیک عمل کئے ، اُن کیلئے اجر بغیر احسان ہے ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کیا تم

لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ

اس سے کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو وقتوں میں پیدا کیا ؏ اور تم اُس کے لئے

لَهُٓ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَٰلَمِينَ ۝٩ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَٰسِيَ

شریک ٹھہراتے ہو ۔ تو وہی تمام جہانوں کا پروردگار ہے ۔ اور اس نے اس میں اس کے اوپر

مِن فَوْقِهَا وَبَٰرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَآ أَقْوَٰتَهَا فِيٓ أَرْبَعَةِ

بوجھل پہاڑ بنا دیئے اور اس میں برکت دی ۔ اور اس نے اس میں اُس کی خوراکوں کا اندازہ چار وقتوں میں کیا

أَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِينَ ۝١٠ ثُمَّ اسْتَوَىٰٓ إِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ

؏ جو سب سوال کرنیوالوں کیلئے برابر ہیں ۔ پھر اُس نے آسمان کی طرف قصد کیا ۔ درآنحالیکہ

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ۖ

وُہ دھواں تھا ۔ پس اُس نے اُسے اور زمین کو کہا کہ تم دونوں آؤ خوشی سے یا کراہت سے ۔

قَالَتَآ أَتَيْنَا طَآئِعِينَ ۝١١ فَقَضَىٰهُنَّ سَبْعَ سَمَٰوَاتٍ فِي

ان دونوں نے کہا ہم اپنی خوشی سے کہا ماننے والے ہو کر آئے ؏ پھر اس نے انھیں دو وقتوں میں سات آسمان

يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ

بنا ڈالا ۔ اور ہر ایک آسمان میں اس نے اپنا حکم وحی کر دیا ۔ اور ہم نے دنیا کے آسمان کو (ستارے یعنی)

الدُّنْيَا بِمَصَٰبِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

چراغوں سے زینت دی ۔ اور (اس کی) حفاظت (بھی کی) ۔ یہ زبردست سب کچھ جاننے والے کا اندازہ

ع ۱ ۱۵

لے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ :-

اس کی مکمل بحث سابقاً قرآن ہذا کے صفحہ ۳۹۴ پر زیر حاشیہ ۳ کی جا چکی ہے ۔ وہاں سے ملاحظہ فرمالی جائے ۔

؏ فِي يَوْمَيْنِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت میں جو لفظ یومین آیا ہے ۔ اس سے مراد دو وقت ہیں ۔ ایک خلقت کی ابتداء کا وقت اور ایک اس کی تکمیل کا ۔

لمترجم :- اس کی تشریح ذیل میں درج ہے ۔

؏ اَيَّامٍ :-

دن ۔ اوقات ۔ یومٌ کی جمع ۔

یوم سے عموماً طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک کا وقت مراد ہوتا ہے ۔ اور کبھی اس سے زمانہ کی کوئی مدت یا مطلق وقت مراد لیا جاتا ہے ۔ قرآن مجید میں آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارہ میں ستۃ ایام کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ۔ بعضوں نے اُن سے چھ اوقات مراد لئے ہیں ۔ اور بعض نے چھ دن ۔ ظاہر ہے کہ ان دنوں سے مراد ہماری دنیا کے دن تو ہو ہی نہیں سکتے ۔ کیونکہ اس وقت زمین و آسمان ۔ چاند ، سورج تھے ہی کہاں جو یہ دن ہوتے ۔

(فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۵۹ طبع مصر سنہ ۱۳۵۰ھ)

پس لامحالہ ان چھ دنوں سے مراد ان کی مقدار ہوگی ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۳۱۲) ۔

؏ طَآئِعِينَ :-

فرمانبردار ۔ اپنی خوشی سے کہا ماننے والے ۔ طَوْعٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ۔ طَائِعٌ کی جمع بحالتِ نصب و جر ۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۶۲)

تفسیر صافی صفحہ ۴۴۲ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں اپنی قدرت کی تاثیر اور ان دونوں کے اس تاثیر کو ذاتی طور پر قبول کرنے کو مثالاً بیان فرمایا ہے کہ اس کی جانب سے حکم ہوتا ہے اور وُہ اطاعت کا اظہار کرتے ہیں ۔ جیسے کُن فیکون ۔ یا یہ کلام باطنی نوع کا تھا ، جس میں نہ آواز ہوتی ہے اور نہ حرف ۔

الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ

پس اگر انھوں نے منہ پھیر لیا۔ تو کہہ دو کہ میں نے تمھیں ویسی ہی بجلی سے ڈرایا ہے جیسی بجلی

صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ

عاد اور ثمود کی قوم پر گری تھی۔ جبکہ اُن کے آگے سے اور اُن کے پیچھے سے اُن کے پاس

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا

رسول آئے، کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ انھوں نے کہا

لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

اگر ہمارا پروردگار چاہتا البتہ فرشتوں کو نازل کرتا، پس جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو یقیناً اُس کا انکار

كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

کرنے والے ہیں۔ پس رہی بات عاد کی، تو انھوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا، اور

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

کہنے لگے کون ہم سے قوت میں سخت ہے۔ کیا انھوں نے غور نہیں کیا، یقیناً اللہ تعالیٰ

الَّذِىْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

جس نے انھیں پیدا کیا وہی ان سے قوت میں بہت سخت ہے۔ اور وہ ہماری آیتوں

يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْٓ اَيَّامٍ

کا انکار کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے ان پر نحس دنوں میں [1] تند ہوا بھیجی [2]

نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْىِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ

تاکہ ہم انھیں دنیا کی زندگانی میں خواری کے عذاب کا مزہ چکھائیں۔

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا

اور البتہ آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہوگا۔ اور (وہاں) وہ مدد نہیں دیئے جائیں گے۔ اور رہی بات

ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى

ثمود کی، پس ہم نے انھیں ہدایت کی، پھر انھوں نے ہدایت پر اندھے پن کو دوست رکھا۔

فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

تو ذلت کے عذاب کی بجلی نے انھیں پکڑ لیا۔ بسبب اس چیز کے کہ وہ کمایا

---

[1] ریحًا صرصرًا:-
تفسیر صافی ص۴۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ صرصر ٹھنڈی ہوا تھی۔

[2] ایام نحسات:-
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایام میں سے کچھ منحوس بھی ہیں اور سعد بھی۔ پس جو لوگ دنوں کی نحوست اور سعادت کے منکر ہیں۔ انھیں اس آیت سے اور اس قسم کی دوسری آیتوں سے سبق لینا چاہیے۔ ہمارے آئمہ علیہم السلام نے ایام ہفتہ میں سے ہر دن کی نحوست اور سعادت کی تفصیل بتادی ہے۔

دیکھو رسالہ اختیارات علامہ مجلسیؒ ،

يَكْسِبُونَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۱۸﴾

کرتے تھے ۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے ۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۱۹﴾

اور جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ کی طرف اکٹھا کیا جائے گا تو انھیں روک دیا جائے گا ۱ہ

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ

یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچیں گے ، تو ان کے کان ، اور ان کی آنکھیں ، اور ان کے

وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ

چمڑے ان کے خلاف ان (اعمال) کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے ۔ اور وہ اپنے چمڑوں کو کہیں گے ، تم

لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ

نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی ۔ وہ کہیں گے ہمیں اسی اللہ تعالیٰ نے قوتِ گویائی دی ۔ جس نے ہر چیز

كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ

کو قوتِ گویائی بخشی ۔ اور اسی نے تمھیں پہلی دفعہ پیدا کیا ، اور تم سب اسی کی طرف لوٹ

تُرْجَعُونَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ

جاؤ گے ۔ اور تم اس (خیال) سے کہ تمھارے کان تمھارے خلاف گواہی دیں گے (اپنے گناہوں کو)

عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ

چھپایا نہ کرتے تھے ۲ہ اور نہ اس (خیال) سے کہ تمھاری آنکھیں (گواہی دیں گی) اور نہ اس (خیال) سے کہ تمھارے چمڑے

وَلَٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾

(گواہی دیں گے) ۔ لیکن تم نے گمان کر لیا کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت باتوں کو یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں جانتا ۔

وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ

اور تمھارے اس گمان نے ۳ہ جو تم نے اپنے پروردگار کے بارے میں کر لیا ، تمھیں غارت کیا ۔

فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۲۳﴾ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ

پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے ۔ پس اگر وہ صبر کریں تو (جہنم کی) آگ اُن کا

مَثْوًى لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿۲۴﴾

ٹھکانا ہے ۔ اور اگر وہ توبہ چاہیں ، تو وہ توبہ قبول کئے جانے والوں میں سے نہیں ہیں ۔

ع ۲ ۱۰ ۱۶

۱ہ فہم یوزعون :-
تفسیر صافی ص۴۷۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ مجیدہ کے یہ معنی منقول ہیں کہ اوّل آنے والے روکے جائیں گے تاکہ پچھلے بھی ان سے آملیں ۔

۲ہ تستترون :-
تفسیر صافی ص۴۷۴ پر لکھا ہے کہ ایک قول کے مطابق اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم بدیوں کے ارتکاب کرنے کے وقت فضیحت ہوجانے کے خوف سے لوگوں سے توان کو چھپاتے تھے ۔ اور تم نے یہ گمان نہ کیا ۔ کہ تمھارے اعضاء ہی تمھارے خلاف شہادت دیں گے ۔ پس تم نے اُن سے نہ چھپایا ۔
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یہ سمجھ کر کہ خود تمھارے اعضاء تمھارے خلاف گواہی دیں گے ۔ گناہوں سے باز نہ رہے ۔ کیونکہ تمھارا یہ گمان ہی نہ تھا کہ ایسا ہوگا ۔ بلکہ تمھارا یہ گمان تھا کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کے بہت سے حصّہ سے اللہ تعالیٰ ناواقف ہے ۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی نہ رکھتے تھے ۔ اسی سے گناہوں کا ارتکاب تمھیں آسان معلوم ہوتا تھا ۔
کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جلود کے معنی ستر اور اندام نہانی کے ہیں ۔

۳ہ ذٰلکم ظنکم :-
تفسیر صافی ص۴۷۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے آخری بندہ جس کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہوگا وہ اِدھر اُدھر دیکھے گا ۔ پس اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اسے واپس لاؤ ۔ فرشتے اسے واپس لائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ اسے کہے گا کہ تُو نے میری طرف کیوں التفات کی ؟ وہ کہے گا اے میرے پالنے والے ! میرا گمان تیری طرف سے یہ نہ تھا ، حکم ہوگا ، اچھا پھر تیرا گمان میری نسبت کیا تھا ، وہ کہے گا : پروردگار ! میرا گمان تیری نسبت یہ تھا کہ تُو میرے گناہوں کو بخش دے گا اور مجھے جنت میں جگہ دے گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اے میرے فرشتو ! مجھے اپنے عزت و جلال اور اپنی بلند شان اور رفعتِ مکان کی قسم ہے کہ میرے اس بندے نے ایک ساعت کیلئے بھی نیک گمان نہیں کیا ۔ اگر ایک ساعت کیلئے بھی نیک گمان کیا ہوتا تو میں اُسے آتشِ جہنم سے خوف بھی نہ دلاتا ۔ اس کے گناہ سے درگذر کی جائے اور اسے جنت میں داخل کر دیا جائے ۔
اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت نیک گمان رکھے اور اس کا نیک گمان اُسے نفع نہ پہنچائے ۔ اور یہ خدا کا قول ہے :۔ ذٰلکم ظنکم الذی .... الخ ۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

اور ہم نے ان کیلئے ہمنشین مقرر کردیئے ، پس انھوں نے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

اسے ان کیلئے زینت دے دی ۔ اور تمام امتوں میں جو جنوں اور انسانوں سے پہلے گذر گیں ۔ (اللہ تعالیٰ کا)

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا

قول سچا ثابت ہوا ، کہ یقیناً وُہ نقصان اٹھانے

خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا

والے تھے ۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا کہا ، تم اس قرآن کو نہ سنو ، اور

الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ

(اسکے پڑھے جانے کے وقت) اس میں بک بک کرو تاکہ تم غالب ہو جاؤ ۔ پس جن لوگوں نے کفر کیا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ

ہم انھیں ضرور سخت عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے ۔ اور جو بہت بُرے عمل وُہ کیا

اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ

کرتے تھے ، ہم ضرور انھیں اُن کا بدلہ دیں گے ۔ یہ دوزخ کی آگ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں

اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا

کی سزا ہے ۔ ان کیلئے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ۔ یہ اُس کا بدلہ ہے کہ وُہ

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے ۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے وُہ کہیں گے

رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا

اے ہمارے پروردگار! ہمیں وُہ لوگ دکھا جنھوں نے جنوں اور انسانوں میں سے ہمیں گمراہ کیا ، ہم اُن دونوں کو

تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ

اپنے قدموں کے نیچے (روندا) ڈالیں ۔ تاکہ وُہ دونوں سب سے نیچے والوں میں سے ہو جائیں ۔ یقیناً وُہ لوگ

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ

جنھوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے ۔ پھر وُہ (اس قول پر) ثابت قائم رہے [۱] اُن پر فرشتے نازل [۲]

ع ۱۷ ۳

[۱] ثُمَّ استقاموا :-

تفسیر صافی ص۴۸۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُس کے یہ معنی ہیں کہ وُہ یکے بعد دیگرے آئمہ علیہم السلام کی اطاعت پر قائم رہے ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ استقامت سے کیا مراد ہے ؟ آپ نے فرمایا : خدا کی قسم وُہی جس پر تم قائم ہو ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام پر قائم رہنا ہے ۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں خدا کے وعدے اور اُس کی حجت کے مطابق بات کر رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ... الخ ۔ پس اب تم ربنا اللہ تو کہہ چکے ۔ پس اس کی کتاب پر اور اس کے حکم کے راستے پر اور اس کی عبادت کے بہترین طریقے پر استقامت بھی اختیار کرو ۔ پھر نہ تو اس سے ہٹو اور نہ اس میں بدعت پیدا کرو ۔ اور نہ اس کی مخالفت اختیار کرو ۔ کیونکہ جتنے اس سے الگ ہو جانے والے ہیں ، قیامت کے دن خدا سے اور اُن سے کوئی واسطہ نہ رہے گا ۔

[۲] تتنزل :-

تفسیر صافی ص۴۸۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ موت کے قریب فرشتے آتے ہیں اور انھیں وُہ خوشخبری سناتے ہیں ۔ جو اس آیت کے آگے درج ہے ۔

البصائر میں ہے کہ کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ فرشتے آپ پر نازل ہوتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ہاں ! خدا کی قسم ! وُہ ہم پر نازل ہوتے ہیں ۔ بلکہ ہمارے بچھونوں پر ملتے ہیں ۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھتا کہ وُہ فرماتا ہے : ان الذین قالوا ربنا اللہ ..... الخ

عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا
ہوں گے ۔ (اور کہیں گے) کہ تم خوف نہ کرو ، اور نہ غم کھاؤ ، اور تمہیں اس جنت
بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝٣٠ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِی
کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی اور
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ
آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں ۔ اور جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے اس (جنت) میں تمہارے
اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝٣١ نُزُلًا مِّنْ
لئے (موجود) ہے ، اور جو کچھ تم مانگو گے اس (جنت) میں تمہارے لئے (موجود) ہے ۔ (یہ) مہمانی بڑا بخشنے والے بہت
غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝٣٢ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی
رحم کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہے ۔ اور بات میں اس شخص سے کون بہتر ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف
اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝٣٣
بلایا ، اور نیک عمل کئے ، اور کہا کہ یقیناً میں مسلمانوں میں سے ہوں ۔
وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ
اور نہیں ہوتی برابر نیکی اور نہ بدی ۔ تو (بدی کو) ایسے طریقے سے
هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ
دور کر جو سب سے اچھا ہو ۔ پس وہ شخص جس کی تمہارے درمیان اور اُسکے درمیان دشمنی ہے ۔ وہ یکایک ایسا ہو جائیگا
كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ ۝٣٤ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ
گویا کہ وہ سرگرم دوست ہوتا ہے ۔ اور یہ (بات) نہیں عطا کی جاتی ، مگر اُن کو جنھوں نے صبر
صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝٣٥ وَ
کیا ۔ اور یہ نہیں عطا کی جاتی ، مگر بہت بڑے نصیب والوں کو ۔ اور
اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ
اگر شیطان کی طرف سے تجھے کوئی وسوسہ پہنچے [1] تو تم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ لیا کرو ۔
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٣٦ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ
یقیناً وہ (سب کی) سننے والا (سب کچھ) جاننے والا ہے ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور

ع

[1] اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ :-
تفسیر صافی صفحہ ٤٤٩ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ ظاہر طور پر یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ہے لیکن مراد اس سے حضرت صلعم کی امت ہے ۔

النَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ

دن اور سورج اور چاند ہیں ۔ تم نہ سورج کو سجدہ کرو ، اور

وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ

نہ چاند کو ، اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرو ، جس نے اُن کو پیدا کیا ، اگر

كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ

تم اس کی عبادت کرتے ہو ۔ پھر اگر وُہ تکبر کریں تو تمہارے پروردگار

عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ

کے پاس وہ موجود ہیں جو رات اور دن اسی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں ، اور وُہ

لَا يَسْأَمُونَ ﴿٣٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ

نہیں تھکتے ۔ اور اس کی نشانیوں میں (یہ بھی) ہے کہ یقیناً تو زمین کو دبی رہنے والی

خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَ

دیکھتا ہے ۔ پھر جب ہم نے اس پر پانی نازل کیا ، تو اس نے تروتازہ ہوکر حرکت کی ⁵¹ اور

رَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ

پھولی ⁵² یقیناً وُہ جس نے اُسے زندہ کیا ۔ ضرور مُردے زندہ کرنے والا ہے ۔ یقیناً وُہ ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا

پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ یقیناً وُہ لوگ جو ہماری آیتوں میں الحاد کرتے ہیں ،

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ

وُہ ہم پر چھپے نہیں رہتے ۔ پس کیا وہ اچھا جو آگ میں ڈالا جائے گا

أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا

یا وُہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا ۔ عمل کرو جو تم

شِئْتُمْ ۙ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ

چاہو ۔ جو تم کرتے ہو یقیناً وُہ دیکھنے والا ہے ۔ یقیناً یہ وُہ لوگ ہیں جنھوں

كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾

نے ذکر (قرآن) کا انکار کر دیا ، جبکہ وُہ ان کے پاس آیا ۔ اور یقیناً یہ نادر کتاب ہے ⁵³

⁵¹ اهتزّت :-

اس نے تروتازہ ہوکر حرکت کی ۔ اِهْتِزَازٌ سے جس کے معنی جھومنے ۔ بل کھانے اور شادابی و تروتازگی کی وجہ سے درخت کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ﴿ (لغات القرآن نعمانی جلد ١ صفحہ ٣٦٢)

⁵² ربت :-

وہ بڑھی ، وُہ پھولی ۔ وہ اُبھری ۔ (نَصَرَ) رَبُوٌّ سے جس کے معنی بڑھنے پھولنے اور بلند ہونے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ﴿ (لغات القرآن نعمانی جلد ٣ صفحہ ٥٤)

⁵³ عزیز :-

غالب ۔ زبردست ۔ قوی ۔ گرامی قدر ۔ شاق ۔ دشوار ۔ شاہ مصر و اسکندریہ کا لقب ۔ عِزَّةٌ سے فَعِيْلٌ کے وزن پر بمعنی فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے ۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں :-

"عَزِيْزٌ وہ ہے جو غالب ہو مغلوب نہ ہو ، ارشاد ہے : هو العزيز الحكيم (وہ زبردست ہے حکمتوں والا) ۔ اور يايها العزيز مسنا (اے عزیز پڑی ہم پر) ۔ عَزَّ عَلَيَّ كذا کے معنی شاق اور گراں گزرنے کے ہیں ۔ ارشاد ہے : عزيز عليه ما عنتم (شاق ہے اس پر یہ کہ تم ایذا میں پڑو ۔ اور عزّ الشئ کے معنی ہیں کمیاب ہونا ۔ اسی معنی میں جس معنی میں کہ یہ مقولہ ہے "کل موجود مملول و کل مفقود مطلوب" (ہر موجود چیز سے اکتایا جاتا ہے ، اور ہر مفقود کو تلاش کیا جاتا ہے) ۔ اور یہ جو ارشاد ہے : اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ (بلا شبہ یہ نادر کتاب ہے) یعنی اس کا حصول اور اس جیسی کتاب کا وجود دشوار ہے) ۔

اور سید مرتضیٰ زبیدی تاج العروس شرح قاموس میں لکھتے ہیں :-

"عزیز" شاہ مصر و اسکندریہ کا بھی لقب ہے ، جس طرح سے کہ شاہِ حبشہ کو نجاشی اور شاہ روم کو قیصر کہتے ہیں ، چنانچہ آیہ شریفہ يايها العزيز مسنا و اهلنا الضر (اے عزیز آ پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی) میں عزیز کی یہی تفسیر کی گئی ہے ۔ نیز عزیز حق تعالیٰ کی صفات اور اُس کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے ۔

زجاج نے اس کے معنی کئے ہیں : "ایسا زبردست جس پر کوئی چیز غالب نہ ہو سکے" ۔

اور دُوسرے لوگوں نے ترجمہ کیا ہے : "قوی جو ہر شے پر غالب ہو" ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ "عزیز وُہ ہے جس کی مثل کوئی نہ ہو" ۔ اور ارشادِ الٰہی وانه لكتاب عزيز لا ياتيه الباطل من بين يديه ومن خلفه (اور یہ کتاب ہے نادر ، اس پر جھوٹ کا دخل نہیں ، نہ آگے سے اور نہ پیچھے سے) کا مطلب یہ ہے کہ الحاق سے محفوظ اور بالاتر ہے ۔ اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں ارشاد فرماتے ہیں : "حلیمی نے کہا ہے کہ عزیز کے معنی ہیں (اس ذات کے جس تک رسائی نہ ہو سکے ، اور نہ کسی نامناسب بات کا عمل دخل اس پر ممکن ہو" کیونکہ عزیز عربی زبان میں عزّة سے مشتق ہے جس کے معنی صلابت یعنی سخت ہونے کے ہیں ۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کو عزیز کہنے کا مطلب یہ ہے اس کے قدیم ہونے کا اعتراف کرنا ۔ اس طرح کہ قدرت اور جس قوت کے ساتھ وہ چلا آ رہا ہے ، اس میں ذرا بھی تبدیلی کی گنجائش نہیں ، جس کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کو پاک سمجھنا اُن تمام باتوں سے کہ جو مخلوق میں ہو سکتی ہیں ۔ کیونکہ وُہ اپنی ذات سے قدیم نہ ہونے کے باعث

[illegible]

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ
باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے ، اور نہ اس کے پیچھے سے ۔
تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا
اس کا اتارنا بڑی حکمت والے حمد کے لائق (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہے ۔ تجھے نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تجھ
قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ
سے پہلے رسولوں سے کہا گیا ۔ یقیناً تیرا پروردگار بخشنے والا ،
وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا
اور دردناک عذاب دینے والا ہے ۔ اور ہم اگر اس قرآن کو عجمی (اوپری زبان کا) بناتے ، تو
لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ
یہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیتیں جدا جدا کی گئیں ۔ کیا عجمی (اوپری زبان والا) اور عربی (فصیح اور صاف کلام والا)
قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ
برابر ہیں) ؟ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ وہ اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے ۔ اور جو لوگ ایمان
لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ
نہیں لاتے اُن کے کانوں میں بوجھ ہے ، اور وہ (قرآن) اُن کے حق میں نابینائی ہے ۔
اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ ع ۵ ۱۲ ۱۹ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
یہ لوگ (کانوں میں بوجھ ہونے کی وجہ سے گویا) دُور کی جگہ سے پکارے جاتے ہیں ۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ
مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
کو ایک کتاب دی ، پس اس میں اختلاف کیا گیا ۔ اور اگر تیرے پروردگار کی طرف سے ایک
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ
بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی ، تو ضرور اُن کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ۔ اور یقیناً وہ اس سے تردد
شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ
میں ڈالنے والے شک میں ہیں ۔ جس نے نیک عمل کیا پس اس نے اپنی ہی جان کیلئے کیا ۔ اور
مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾
جس نے بدی کی تو اس کا وبال اُسی پر ہوگا ۔ اور تیرا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ
عَزَّ يَعُزُّ کی عین کے پیش کے ساتھ اس معنی میں آتا ہے ۔ اور کبھی اس کے معنی شدت اور قوت کے ہوتے ہیں ۔ اسلئے عَزَّ يَعَزُّ بفتح العین آتا ہے ۔ اور کبھی گرامی قدر ہونے کیلئے آتا ہے ۔ چنانچہ عَزَّ يَعِزُّ بکسر العین اسی معنی میں مستعمل ہے ۔ لہٰذا عزیزؔ کے معنی ہونے "وہ ذات جس کا کوئی ثانی و مثیل نہ ہو" ۔ واللہ اعلم ؕ
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۱)

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ

قیامت (کے آنے) کا علم اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف پھیرا جاتا ہے۔ اور پھلوں میں سے کوئی بھی اپنے غلاف سے نہیں

مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ

نکلتا ، اور نہ مادہ میں سے کوئی حاملہ ہوتی ہے ، اور نہ وہ جنتی ہے ، مگر اُس کے علم کے ساتھ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا

اور جس دن وُہ اُنھیں پکارے گا (کہ) کہاں ہیں میرے شریک ؎۱ وُہ کہیں گے کہ ہم نے تجھے کہہ سنایا (کہ) ہم میں سے

مِنْ شَهِيْدٍ ۚ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ

کوئی گواہی دینے والا نہیں ہے ؎۲ اور جو دعویٰ وُہ پہلے کیا کرتے تھے ، وُہ اُن سے جاتا رہا۔

وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ

اور اُنھوں نے گمان کر لیا کہ اُن کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ انسان بھلائی مانگنے سے (تو) تھکتا ہی

دُعَآءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ

نہیں۔ اور اگر اُسے کوئی تکلیف چھو جائے تو وُہ مایوس (اور) نا اُمید ہو جاتا ہے۔ اور اگر اُسے

اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

مصیبت چھو جانے کے بعد ہم اُسے اپنی طرف سے رحمت چکھا دیں ، تو وُہ ضرور کہے گا

هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى

یہ میرے ہی لئے ہے ، اور میں قیامت کو قائم ہونے والی گمان نہیں کرتا۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف ؎۳

رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

لوٹایا جاؤں تو یقیناً میرے لئے اسکے پاس ضرور بھلائی ہے۔ پس جن لوگوں نے کفر کیا ہم اُنھیں ان اعمال سے ضرور

بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ

خبردار کر دیں گے جو اُنھوں نے کئے ، اور ہم اُنھیں ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور جب

اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ

ہم نے انسان کو نعمت دی اُس نے منہ پھیر لیا ، اور اپنے پہلو کو دُور کر لیا۔ اور جب اسے کوئی تکلیف

الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ

چھوتی تو خوب لمبی چوڑی دُعائیں کرنے لگا ؎۴ (اے رسول) کہہ دو کیا تم نے دیکھا کہ اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

؎۱ شرکآءی :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۴۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مُراد وُہ ہیں جن کی لوگ خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے ۔

؎۲ شہید :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۴۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی اُن کو تیرا شریک گردانے کی گواہی نہیں دے گا۔ کیونکہ یہاں کی حالت اور زجر و توبیخ کے سوال دیکھ کر ہم نے اُن سے تبرا کر لیا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وُہ ہم میں سے کسی کو دکھائی نہیں دیتے کیونکہ وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں ۔

؎۳ رجعت :-

تفسیر حقانی صفحہ ۲۴۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا گمان یہ ہے کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں بھلائی اور عزت ہوگی۔ کیونکہ اس کے اعتقاد میں جو نعمت اُسے دُنیا میں ملی۔ وُہ اُسے استحقاق کے طور پر ملی۔ اور یہی حق اُسے وہاں حاصل ہوگا ۔

؎۴ عریض :-

خوب چوڑی۔ عَرُضَ سے بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ جو مبالغہ کے لئے ہے۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں :-

" عرض وُہ ہے جو طُول کے خلاف ہے۔ اصل میں تو اس کا استعمال اجسام کے لئے ہی ہونا چاہئے۔ (کیونکہ جسم ہی طول، عرض اور عمق کے ساتھ موصوف ہوتا ہے) لیکن غیر اجسام میں بھی اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ ارشاد ہے :- فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۸)

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ

سے ہو، پھر تم نے اس کے ساتھ کفر کیا تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو دُور دراز

شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ

مخالفت میں پڑا ہو ؎۱ عنقریب ہم انھیں اپنی نشانیاں آفاق میں دکھلائیں گے۔ اور ان کی اپنی جانوں

اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ

میں بھی تا اینکہ ان کیلئے ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً یہ حق ہے۔ کیا تمھارا پروردگار (اس بات کے لئے)

بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٥٣﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ

کافی نہیں ہے کہ یقیناً وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ خبردار ہو کہ یقیناً اپنے پروردگار کی حضوری

مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿٥٤﴾ ع

سے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ خبردار ہو کہ یقیناً وہ ہر چیز پر احاطہ کرنے والا ہے۔

اٰیَاتُهَا ٥٣ — سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ — ٥ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالےٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

حٰمٓ عٓسٓقٓ ؎۲ اسی طرح زبردست (اور) حکمت والا اللہ تعالیٰ تمھاری طرف وحی کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرف

قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

(بھی کرتا رہا) جو تجھ سے پہلے تھے۔ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

زمین میں ہے۔ اور وہ بلند مرتبہ بہت عظمت والا ہے۔ قریب ہے کہ آسمان اپنے اُوپر سے

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

پھٹ پڑیں، اور فرشتے حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے ہیں،

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ

اور جو زمین میں ہیں اُن کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ خبردار ہو یقیناً اللہ تعالےٰ وہ بڑا بخشنے والا

؎۱ شقاق:۔

ضد، مخالفت، مقابلہ۔ اپنے دوست کی شق چھوڑ کر دوسری شق میں ہونا۔ باب مفاعلت کا مصدر ہے۔

علامہ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں:۔

"شِقَاقٌ مصدر ہے۔ شاقۃ کا جس طرح کہ ضارب ضراباً اور خالف خلافاً بولتے ہیں۔ اور اس کے معنے عداوت رکھنے اور مخالفت کرنے کے ہیں۔

اس کی اصل شِقٌّ سے ہے۔ یعنی یہ ایک شق میں ہو۔ اور وہ ایک شق میں۔ شق طرف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

اذا ما بكى من خلفها انحرفت له
بشق وشق عندنا لم يحول!

(جب بچہ اس کی پشت پر سے روتا ہے تو وہ ایک جانب سے اس کی طرف مڑ جاتی ہے اور اُس کی ایک طرف ہماری جانب رہتی ہے جو نہیں بدلتی)۔

اور بعض نے کہا کہ یہ مشقۃ سے ماخوذ ہے کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک اس چیز کا خواہشمند ہوتا ہے کہ جو دوسرے کو شاق ہو۔

(البحر المحیط، جلد ۱، ص ۳۹۸)
(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۹۳)

؎۲ حٰمٓ، عٓسٓقٓ:۔

تفسیر صافی ص ۴۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے حروف مقطعات میں سے ہیں، جنھیں رسول اور امام ملاتے تو اسمِ اعظم بن جاتا جس کے ذریعہ سے جو دُعا اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے، وہ قبول ہو جاتی ہے ۞

الرَّحِيمُ ﴿٥﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ

بہت رحم کرنیوالا ہے۔ اور جنھوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر اور سرپرست اختیار کر لئے ہیں، اللہ تعالیٰ

حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا

اُن پر نگہبان ہے۔ اور تو اُن پر داروغہ نہیں ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمھاری

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ

طرف فصیح کلام قرآن وحی کیا، تاکہ تو مکہ والوں کو ؎۱ اور جو اس کے ارد گرد ہیں ان کو ڈرائے ؎۲ اور جمع ہونے

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾

کے دن (قیامت) سے ڈرائے اس میں شک نہیں ہے۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا، اور ایک گروہ دوزخ میں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ضرور اُنھیں ایک ہی اُمت بنا دیتا ؎۳ لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں

يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٨﴾

داخل کرتا ہے۔ اور ظالموں کے لئے نہ تو کوئی سرپرست ہے، اور نہ ہی کوئی مدد کرنے والا۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي

کیا انھوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا سرپرست اختیار کر لئے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی سرپرست ہے اور وہی مُردوں کو زندہ

الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٩﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن

کرتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس چیز میں تم نے اختلاف کیا تو اُس کا فیصلہ

شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے۔ اور میں اسی کی طرف

أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ

رجوع کرتا ہوں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے، اس نے تمھارے لئے تمھارے ہی نفسوں سے جوڑے

أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ

بنائے، اور چوپایوں میں سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ تمھیں اسی میں پھیلاتا ہے۔ کوئی چیز اس کی مانند

كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ

نہیں ہے، اور سب کی سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ اسی کیلئے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں

ع ۹ — ۱ — ۲

؎۱ اُمّ القریٰ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۵۰ پر ہے کہ اُمّ القریٰ سے مراد مکہ ہے۔ اور صفحہ ۱۵۹ پر ہے کہ مکہ کو اُمّ القریٰ اس لئے کہا گیا کہ زمین اسی کے اطراف و جوانب میں پھیلتی گئی۔ گویا کہ یہ اسی سے پیدا ہوئی ہے۔
اور اسی صفحہ ۱۵۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ مکہ کا نام اُمّ القریٰ اس لئے رکھا گیا۔ کہ یہ خشکی کا پہلا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔

؎۲ من حولها :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۵۰ پر ہے کہ "من حولها" سے مراد تمام رُوئے زمین ہے۔

؎۳ اُمّةً واحدةً :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۵۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا۔ کہ تم سب کو اسی طرح معصوم کر دے جس طرح فرشتے ہیں تو وہ اس پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔

وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ

ہیں۔ وہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور کم بھی کرتا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کا پورا پورا

شَیْءٍ عَلِیْمٌ ⑫ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا

علم رکھنے والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے دین میں سے شریعت قرار دی، جس کی وصیت اس نے نوح کو کی تھی۔

وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى

اور جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ

وَعِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى

کو کی تھی، کہ تم دین کو قائم رکھو ؎۱ اور اس میں تم متفرق نہ ہو۔ مشرکوں پر وہ امر

الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ

نہایت گراں گزرا، جس کی طرف تم انھیں بلاتے ہو۔ اس امر کیلئے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ⑬ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے اُسکے لئے راستہ دکھا دیتا ہے۔ اور انھوں نے تفرقہ نہیں کیا مگر آپس کی ضدکی وجہ سے

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آ گیا۔ اور اگر تیرے پروردگار کی طرف سے ایک مقررہ مدت کیلئے (مہلت دیئے

اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ

جانے کا) حکم نہ آ چکا ہوتا تو ضرور انکے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔ اور یقیناً وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ⑭ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ

بنا دیئے گئے ؎۲ وہ ضرور اس سے قلق میں ڈالنے والے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ پس تم اسی کیلئے (انھیں) پکارو۔ اور

اسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ

تو ثابت قدم رہ جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور تو ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔ اور کہہ دے کہ میں نے اس

اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا

کتاب کی تصدیق کی ؎۳ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں۔ اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار

وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَ

ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان

؎۱ اقیموا الدّین :-

تفسیر صافی صہ ۴۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمیؔ لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے خداوند تعالیٰ کی توحید۔ نماز کا قائم کرنا۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور ان تمام سنن اور احکام کا بجا لانا جو کتاب خدا میں آ چکے۔ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کرنا ۔

؎۲ اورثوا الکتٰب :-

تفسیر صافی صہ ۴۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمیؔ منقول ہے کہ یہ کنایہ ان لوگوں سے ہے جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو توڑ دیا یعنی نافرمانی کی ۔

لمترجم :- اس کی تشریح سابقاً صہ ۳ حاشیہ ؎۳ زیر آیت لاریب ہو چکی ہے ۔

؎۳ اٰمنت :-

یہ لفظ ایمانؔ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہے۔ اس کے معنی ہیں، میں نے تصدیق کی۔ میں نے یقین کر لیا۔ میں نے مانا۔ میں ایمان لایا۔ تشریح اور تفصیل کیلئے دیکھو قرآن ہذا کا صفحہ ۴۳۶ زیر حاشیہ ؎۱ ۔

بَيْنَكُمْ ۖ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ

کوئی حجت نہیں - اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان (قیامت کے دن) اکٹھا کرے گا - اور اسی کی طرف پھر جانا ہے - اور جو لوگ

يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں ۱؎ بعد اس کے کہ اس کی بات مانی جا چکی ہے - ان کی حجت ان کے پروردگار کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ

نزدیک ڈگمگانے والی ہے اور اُن پر (خدا کا) غضب ہے، - اور ان کے لئے شدت کا عذاب ہے - اللہ تعالےٰ

الَّذِىْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيْكَ

وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب نازل کی اور میزان (بھی)، ۲؎ اور تمھیں کیا خبر ہے

لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ

شاید قیامت قریب ہی ہو - اسے جلدی وہی چاہتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے ہیں -

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۗ اَلَآ

اور جو اس پر ایمان لا چکے وہ اس سے ڈرنے والے ہیں - اور وہ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ برحق ہے - خبردار ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ

یقیناً وہ لوگ جو قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں ۳؎ وہ ضرور دور کی گمراہی میں (پڑے ہوئے) ہیں - اللہ تعالےٰ

لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے - اور وہ بہت قوت والا زبردست ہے -

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِىْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ

جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے - ہم اس کیلئے اس کی کھیتی میں زیادتی کر دیتے ہیں ۴؎ اور جو دنیا کی

يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ

کھیتی چاہتا ہے ۵؎ - ہم اسے اس میں سے کچھ حصہ دے دیتے ہیں - اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں

نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا

ہوتا - کیا ان کیلئے کچھ شریک ہیں جنھوں نے ان کیلئے دین میں سے ایسا راستہ بنا دیا - جس کی اللہ

لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۗ وَ

تعالیٰ نے اجازت نہیں دی - اور اگر فیصلہ کی بات نہ ہو چکی ہوتی ، تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا - اور

۱؎ یحاجون :-

تفسیر صافی ص۴۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر بھی حجت قائم کرنا چاہیں گے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر رسول مبعوث کرے - پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رسول بھی مبعوث کئے - اور کتاب بھی بھیجی مگر انھوں نے احکام کو متغیر کر دیا - اور کتابوں کو بدل ڈالا - پھر یہ لوگ قیامت کے دن حجت کریں گے - پس ان کی وہ حجت اللہ تعالےٰ کے نزدیک باطل ہوگی ۔

۲؎ والمیزان :-

تفسیر صافی ص۴۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس آیت میں والمیزان سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں ۔

۳؎ یمارون :-

تفسیر صافی ص۴۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے کنایۃً قیامت مراد ہے - کیونکہ وہ لوگ یعنی کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے لئے قیامت قائم کر دو - اور اگر تم سچوں میں سے ہو تو جن چیزوں سے ہمیں ڈراتے ہو وہ سب لے آؤ - چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- انّ الّذین یمارون ..... الخ - یعنی جو لوگ جھگڑتے ہیں ۔

۴؎ فی حرثہ :-

ع ۴ ۱۰ ۳

تفسیر صافی ص۴۵۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک کے بدلہ میں دس سے لے کر سات سو تک دیں گے ، اور اس سے بھی زیادہ ۔

۵؎ حرث الدنیا :-

تفسیر صافی ص۴۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مال اور بیٹے دنیا کی کھیتی ہیں - اور نیک عمل آخرت کی کھیتی - اور کچھ لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دیتا ہے ۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص محض دنیاوی فائدہ کے لئے کوئی بات کہے گا - آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا - اور جو شخص اس بات سے آخرت کا فائدہ مدِنظر رکھے گا - تو اللہ تعالےٰ اُسے دُنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کر دے گا ۔

إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ
یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جو کچھ انھوں نے کمایا۔ وہ

مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
اس سے ڈر رہے ہیں۔ حالانکہ اس کا وبال ان پر واقع ہونے والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لاچکے اور انھوں نے عمل نیک کئے۔

فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ
وہ جنتوں کے باغوں میں ہوں گے۔ وہ جو کچھ چاہیں گے اُن کے پروردگار کی طرف سے ان کیلئے موجود ہو گا۔ یہ

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ
بہت بڑا فضل ہے۔ یہ وُہی ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
جو ایمان لاچکے، اور انھوں نے عمل نیک کئے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ میں اس پر کوئی اجر

أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ
نہیں مانگتا، سوائے اس کے کہ میرے قرابت سے محبت رکھو[1] اور جو کوئی نیکی کمائے گا [2] ہم اُس کیلئے اُس میں

فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى
نیکی زیادہ کریں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ کیا وُہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ

اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ
باندھ لیا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمھارے دل پر مہر لگا دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے،

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ
اور اپنے کلموں سے حق کو ثابت کرتا ہے۔ یقیناً وُہ سینوں والی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اور وُہ

الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَ
وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور بُرائیوں سے درگذر کرتا ہے۔ اور

يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
جو کچھ تم کرتے ہو وُہ جانتا ہے۔ اور وُہ (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے

الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ
نیک عمل کئے۔ اور اُن کو اپنے فضل سے زیادہ کرتا ہے۔ اور کافروں کے لئے سخت عذاب

---

[1] فی القربیٰ:۔
تفسیر صافی ص۴۵۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے قرابتیوں اور میری عترت سے محبت رکھو۔ اور ان کے بارے میں میرے احکام کا تحفظ کرو۔ اور ص۴۵۲ پر بحوالہ المحاسن لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اُن کے اہل بیت کے بارے میں ایک فریضہ ہے۔ اور کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اہل بصرہ آیہ مجیدہ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا ..... الخ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ وُہ کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کے متعلق نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے جھوٹ کہا۔ ماسوا اسکے نہیں کہ یہ آیت ہم اہلبیت رسولؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ حسینؑ اصحاب کساء کے بارے میں خاص طور پر نازل ہوئی ہے۔

[2] ومن یقترف:۔
تفسیر صافی ص۴۵۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ میں اُن اہلبیت میں سے ہوں، جن کی مودت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر واجب کی ہے۔ پھر حضرت نے یہ آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا سے نزد لہ فیہا حسنًا تک تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اقتراف حسنہ یعنی نیکی کمانے سے مراد ہم اہلبیت کی مودت ہے۔
اور کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے الاقتراف کے جو معنی منقول ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری بزرگی کو تسلیم کرنا، ہماری روایت صحیح پہنچانا اور ہمارے خلاف جھوٹ نہ بولنا۔

شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ

اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق فراخ کر دیتا تو وُہ زمین میں ضرور بغاوت کرتے ہے۔

وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾

لیکن وُہ ایک اندازے سے جو کچھ چاہتا ہے اتار دیتا ہے۔ یقیناً وُہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ

اور وُہ وہی ہے جو بارش کو اتارتا ہے، بعد اس کے کہ وُہ نا امید ہو گئے ہوں، اور اپنی رحمت کو

رَحْمَتَهٗ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

بکھیرتا ہے۔ اور وُہ سرپرست قابلِ حمد ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ

کرنا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان جو اس نے جاندار پھیلائے۔ اور وُہ جب چاہے ان کے اکٹھا کرنے

اِذَا يَشَآءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا

پر بھی پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جو مصیبت بھی تمھیں پہنچتی ہے تو جو کچھ

كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

تمھارے ہاتھوں نے کمایا اس کی وجہ سے ہے ؎۱ اور وُہ بہت باتوں سے درگزر کرتا ہے۔ اور تم زمین میں عاجز

فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾

کرنے والے نہیں ہو۔ اور تمھارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ مددگار۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ

اور اس کی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑوں کی مانند (اونچی) کشتیاں ہیں ؎۲۔ اگر وہ چاہے ہوا کو ساکن

الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۚ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کر دے تو کشتیاں اس (سمندر) کی سطح پر ٹھہرنے والیاں ہو جائیں۔ یقیناً اس میں ہر بڑا صبر کرنے والے اور

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ

شکر کرنے والے کیلئے ضرور نشانیاں ہیں۔ یا انھیں بہ سبب اس کے جو انھوں نے کمایا ہلاک کر دے اور بہتوں سے وُہ

كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ

درگزر کرتا ہے۔ اور وُہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو ہماری آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں۔ ان کے لئے بھاگنے کی کوئی

ع ۱۰ ‏ ۴ ‏ الربع

؎۱ کسبت ایدیکم:-

تفسیر صافی ص۵۳۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کسی رگ پٹھے کا پھڑکنا، کسی پتھر کا لڑھکنا، کسی قدم کا پھسلنا۔ کسی لکڑی کی خراش آجانا۔ کسی نہ کسی گناہ کی پاداش میں ہوتا ہے۔ اور جن گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کی سزا دُنیا میں جلدی مل جاتی ہے۔ کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی جلالتِ قدر سے بعید ہے کہ آخرت میں دوبارہ اس کی سزا دے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بعد جو کچھ اہلبیت پر گذری۔ کیا یہ ان کے کسی فعل کی سزا تھی، حالانکہ وُہ اہلبیت عصمت وطہارت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تو ہر گناہ سے معصوم تھے مگر ہر روز اور ہر شب سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص دوستوں کو خاص مصیبتوں میں مبتلا کیا کرتا ہے۔ تاکہ ان کے درجے بڑھائے۔ اس میں گناہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔

؎۲ کالاعلام:-

پہاڑوں کی مانند۔ اعلام، عَلَمٌ کی جمع۔ عَلَمٌ اصل میں تو اس علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی شے کا علم ہو سکے۔ جیسے نشانِ راہ کے پتھر اور فوج کا علم۔ اسی اعتبار سے پہاڑوں کا نام بھی عَلَمٌ ہو گیا۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ا ص۱۶۸)

مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا

جگہ نہیں ہے ۔ پس جو کچھ تم کسی چیز سے دیئے گئے ہو ، تو وہ دُنیا کی زندگانی کا فائدہ ہے

وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وُہ اُن لوگوں کیلئے جو ایمان لا چکے وُہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں ، بہتر اور زیادہ

يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ

باقی رہنے والا ہے ۔ اور جو لوگ بڑے گناہوں اور بُرائیوں سے بچے رہتے ہیں ، اور

وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ

جب وہ غصّہ میں آجائیں لے (تو) وُہ بخش دیتے ہیں ۔ اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار (کا حکم) قبول کیا ،

وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

اور نماز قائم کی ۔ اور اُن کا اپنا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے ۔ اور جو رزق ہم نے ان کو دیا اُس

يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَآ أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾

میں سے خرچ کرتے ہیں ۔ اور وُہ لوگ کہ جب انھیں کوئی تعدّی پہنچے ، تو وُہ بدلہ لیتے ہیں ،

وَجَزَٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ

اور برائی کا بدلہ اسی کی مانند بُرائی کی سزا ہے ۔ پس جس نے معاف کر دیا اور اصلاح کر لی ، تو اس کا اجر

عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ

اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے ۔ یقیناً وُہ ظلم کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور البتہ جس نے اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیا ۲

فَأُولَٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ

پس یہ لوگ ہیں کہ ان پر کوئی (الزام کی) راہ نہیں ہے ۔ ماسوا اسکے نہیں کہ (الزام کی) راہ ان لوگوں پر ہے جو لوگوں

يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰٓئِكَ

پر ظلم کرتے ہیں ، اور زمین میں ناحق بغاوت کرتے ہیں ۔ یہی وُہ لوگ ہیں کہ

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ

اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ۔ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا (تو) یقیناً یہ البتہ کاموں میں ارادہ

عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن

کی پختگی میں داخل ہیں ۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دے تو اُس کے بعد اسکا کوئی سرپرست نہیں

ع ۴ ۵

لہ ماغضبوا :-

تفسیر صافی صنت ۲۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں غصّہ کو روکے جبکہ وُہ اس کی جزا کی پوری قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا — نیز فرمایا کہ جو شخص خواہش کے وقت ، خوف کے وقت اور غضب و غصّہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے گا ، تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام کر دے گا ؂

ے لمن انتصر :-

تفسیر صافی صنت ۲۵۳ پر بحوالہ الخصال امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص کا حق جو تمھارے ساتھ بدی کرے یہ ہے کہ تم اسے معاف کر دو ۔ اور اگر تم کو یہ معلوم ہو کہ معاف کرنا ضرر پہنچائے گا تو بدلہ لے لو ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولمن انتصر ۔۔۔ الخ ؂

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے منقول ہے کہ تین ایسے ہیں کہ اگر تم اِن کو دبا کر نہ رکھو گے تو وہ تم پر ظلم کریں گے ۔ ایک تو کمینے لوگ ، دوسرے زوجہ ، تیسرے غلام ؂

بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ

اور تو ظالموں کو دیکھے گا کہ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے ، تو کہیں گے کیا (دنیا

اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۚ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ

کی طرف) لوٹ جانے کی بھی کوئی راہ ہے ۔ اور تو انھیں دیکھے گا کہ وہ ذلت سے عاجزی کرتے ہوئے اس

مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

(دوزخ) کے سامنے پیش کئے جائیں گے ، وہ چھپی نظر سے دیکھتے ہوں گے ۔ اور وہ لوگ جو ایمان لا چکے کہیں گے

اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ

(کہ) یقیناً گھاٹے والے وہ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو ، اور اپنے اہلوں کو قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ

گھاٹا دیا ۔ خبردار ہو (کہ) یقیناً ظالم لوگ ہمیشہ رہنے والے عذاب میں رہیں گے ۔ اور ان کے سرپرستوں

لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ

میں سے کوئی نہیں ہوں گے ، جو اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی مدد کریں ۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

لگا دے تو اس کیلئے کوئی (نجات کی) راہ نہیں ۔ اپنے پروردگار (کے احکام) کو قبول کرو پیشتر اس کے کہ وہ

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ

دن آپہنچے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوٹنا نہ ہو ، اس دن تمھارے لئے کوئی پناہ نہ ہوگی ۔

وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

اور نہ تمھارے لئے کوئی انکار (کی گنجائش) ہوگی ۔ پس اگر انھوں نے روگردانی کی ، تو ہم نے تمھیں ان پر محافظ

حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا

نہیں بھیجا ۔ تم پر سوائے (احکام) پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ۔ اور یقیناً جب ہم نے انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھایا

رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

لہ وہ اس سے اترانے لگا ۔ اور اگر انھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے بہ سبب اس کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ،

فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ

تو یقیناً انسان ناشکری کرنے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے ۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے

لہ اذقنا الانسان :-
تفسیر حقانی ص۲۵۵ پر ہے کہ اس آیت کے پہلے جملہ کو اذا سے شروع کیا ہے ۔ اور دوسرے کو اِن سے ۔ اس لئے کہ نعمت کا ذائقہ چکھانا تو یقینی ہے ۔ بخلاف تکلیف کے پہنچنے کے ۔ پہلے جملے کی جزا صاف بیان کی گئی ہے ، اور دوسرے کی جزا کا قائم مقام یہ جملہ ہے ۔ فانّ الانسان کفور ۵ اور ظاہر کو مضمر کے مقام پر رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنس کفرانِ نعمت سے موسوم ہے ۔

مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾

پیدا کرتا ہے۔ وہ جس کیلئے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے، اور جس کیلئے چاہتا لڑکے عطا کرتا ہے

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ

یا انھیں لڑکے اور لڑکیاں جوڑے بنا دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا

یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور کسی بشر کیلئے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے سوائے

وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ

وحی کے [1] یا پردہ کے پیچھے سے [2] یا کوئی رسول بھیجتا ہے۔ پس وہ اُسکی اجازت سے جو وہ

مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا

وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ یقیناً وہ بلند مرتبہ بڑا حکمت والا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے امر سے ایک رُوح

مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ

وحی کی [3]۔ تو نہیں جان سکتا تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ ہی ایمان۔ لیکن

جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ

ہم نے اُسے نور قرار دیا اسکے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ اور یقیناً تو

لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا

البتہ سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ راستہ اللہ تعالیٰ کا کہ جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿٥٣﴾ ع

میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے۔ خبردار ہو! اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام امور لوٹیں گے۔

آیاتہا ٨٩ — سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ — ٧ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ۙ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حٰمٓ قسم ہے واضح کتاب کی۔ یقیناً ہم نے اُسے فصیح کلام قرآن بنایا، تاکہ تم

---

[1] وحیاً:۔

تفسیر صافی ص۵۵۴ پر ہے کہ وحی یہ ہے کہ صاحبِ وحی فرشتے کو دیکھتا ہے اور اس سے کچھ سنتا ہے۔ یا بغیر کسی کو دیکھے اس کے دِل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے۔ اور اصل وحی وُہ خفیہ کلام ہے۔ جس کا ادراک اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلدی ہوجاتا ہے۔

[2] حجاب:۔

تفسیر صافی ص۵۵۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی مشاہدہ کے آواز کو سنے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ایک وحی بالمشافہ ہے اور ایک وحی الہام ہے۔ پس الہام وُہ ہے جو دل میں ڈال دیا جاتا ہے یا پردہ کے پیچھے سے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کلام کیا۔ یا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آگ کے ذریعہ سے کلام کیا۔ یا کسی رسول کو بھیج دیتا ہے۔ پس وُہ اس کے حکم سے جو وُہ چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے۔ پس وحی بالمشافہ وُہ ہے جو حکم کھول کر لوگوں کو پہنچایا جائے۔

[3] روحاً:۔

تفسیر صافی ص۵۵۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے رُوح ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبرئیل اور میکائیل سے زیادہ ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہمیشہ رہی۔ اور آپؐ کو خبر پہنچاتی رہی اور صلاح دیتی رہی۔ ان کے بعد آئمہ علیہم السلام کے ہمراہ رہی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت سے وُہ رُوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل فرمائی۔ وُہ پلٹ کر نہیں گئی۔ اور وُہ ہم میں موجود ہے۔

ع ۱۰ / ۵ / ۶

معانقہ ۱۱

تَعْقِلُونَ ﴿٣﴾ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٤﴾

سمجھو۔ اور یقیناً وہ ام الکتاب ؎۱ میں ہمارے نزدیک البتہ بلند شان بڑا حکمت والا ہے۔

أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ ﴿٥﴾

پھر کیا ہم تم سے اس ذکر کو بیان کرنا اس لئے ترک کر دیں کہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴿٦﴾ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن

اور پہلوں میں ہم نے کتنے ہی نبی بھیجے اور ان کے پاس نبیوں میں سے کوئی نہ آیا

نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٧﴾ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم

مگر (یہ ہوا کہ) وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا مخول کرتے تھے ؎۲ پس ہم نے ان کو جو ان میں سے گرفت کرنے میں نہایت

بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ

سخت تھے ہلاک کر دیا ؎۳ اور پہلوں کی مثال گزر گئی۔ اور اگر تو ان سے سوال کرے (کہ) کس نے آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٩﴾

اور زمین کو پیدا کیا؟ (تو) وہ ضرور کہیں گے (کہ) انھیں زبردست سب کچھ جاننے والے نے پیدا کیا۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا

جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا، اور اس میں تمہارے لئے راستے بنائے۔

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ

تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور وہ جس نے آسمان سے اندازہ کے مطابق پانی اتارا، پھر

فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١١﴾ وَالَّذِي

ہم نے اسکے ذریعے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم بھی (قبر سے زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔ اور وہ جس نے

خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا

تمام جوڑے پیدا کئے، اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے، جن پر

تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ

تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم اس کی پشتوں پر درست بیٹھ جاؤ۔ پھر جب تم اس کے اوپر درست بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار

إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا

کی نعمتیں یاد کرو۔ اور کہو کہ پاک ہے وہ (ذات) جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا ؎۴ حالانکہ

؎۱ فی امّ الکتٰب :-

تفسیر صافی ص۵۴۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کا ذکر امّ الکتٰب یعنی سورہ فاتحہ میں ہے۔ وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول درج ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم اور الصراط المستقیم سے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی معرفت مراد ہے۔ اور تفسیر قمی میں یہی مطلب لکھا ہے ؛

؎۲ یستھزءون :-

تفسیر صافی ص۵۴۲ پر ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے نازل ہوئی۔ کیونکہ آپ کی قوم آپ پر ہنستی تھی ؛

؎۳ بطشاً :-

تفسیر صافی ص۵۴۲ پر ہے کہ پہلے منکرین قریش سے خطاب تھا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خطاب فرمایا اور پہلوں کے قصے بیان کئے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ ہے۔ اور منکروں کے لئے ایسے واقعات کی وعید ہے۔ جیسے کہ پہلوں پر گذر چکے ہیں ؛

؎۴ سبحان الذی :-

تفسیر صافی ص۵۴۲ پر بحوالہ کافی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم کسی جانور کی پیٹھ پر سوار ہو، تو کہا کرو: الحمد للہ الذی سخرلنا۔ اور یہ آیت سبحان الذی...... الخ پڑھا کرو۔ اور آپ کے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر سوار ہو کر خشکی میں چلو تو یہ آیت پڑھا کرو جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی: سبحان الذی سخرلنا ھذا کیونکہ جو بندہ سوار ہوتے وقت اُسے پڑھے گا۔ اور پھر وہ اونٹ یا کسی اور سواری سے گر پڑے گا تو بحکم خدا اسے اُسے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی ؛

وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوا

ہم اس کیلئے طاقت پانے والے نہ تھے ۔ اور یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف البتہ لوٹ کر جانے والے ہیں ۔ اور انھوں

لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ أَمِ

نے اسکے بندوں میں سے اس کیلئے ایک جزو (اولاد) قرار دیا ؎۱ یقیناً انسان البتہ کھلا ناشکرا ہے ۔ کیا جو کچھ

اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُم بِالْبَنِينَ ﴿١٦﴾ وَإِذَا بُشِّرَ

اس نے پیدا کیا اس میں سے (اپنے لئے) بیٹیاں اختیار کیں اور تمھیں بیٹوں کے ساتھ برگزیدہ کیا ۔ حالانکہ جب ان میں سے

أَحَدُهُم بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا

کسی کو اس کی بشارت دی گئی جس کی اس نے خدائے رحمٰن کے لئے مثال بیان کی (تو) اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ،

وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٧﴾ أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ

اور وہ غمگین ہو جاتا ہے ۔ کیا وہ (خدا کی بیٹی ہو سکتی ہے) جسے زیور میں پرورش کیا جائے اور وہ جھگڑے میں کھول کر

غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ

بیان (بھی) نہ کر سکے ۔ اور انھوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمٰن کے بندے ہیں ، عورتیں قرار دیا ۔

أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا

کیا وہ ان کی پیدائش کی وقت موجود تھے ۔ عنقریب ہم ان کی گواہی لکھ لیں گے ، اور وہ سوال کئے جائیں گے ۔ اور انھوں

لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ

نے کہہ دیا کہ اگر خدائے رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے ۔ انھیں اس کا کچھ بھی علم نہیں ۔ وہ

هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ

صرف انگلیں چلاتے ہیں ؎۲ کیا ہم نے انھیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے پھر وہ اُسے

مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ

محکم پکڑنے والے ہیں ۔ بلکہ انھوں نے کہا یقیناً ہم نے اپنے باپ داووں کو ایک طریق پر پایا ۔

وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن

اور ہم انہی کے قدموں کے نشانوں پر راہ پائے ہوئے ہیں ۔ اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے

قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا

کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا نہیں بھیجا ؎۳ مگر (یہ کہ) اُس کے دولت مندوں نے کہا ، یقیناً ہم نے اپنے باپ داووں کو ایک

ع ۱۵

؎۱ من عبادہ جزءًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۵۴ پر ہے کہ جزءًا اسلئے کہا کہ اولاد باپ کا ٹکڑا ہوتی ہے اور صفحہ ۵۵۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ۔

؎۲ یخرصون :-

وہ انگلیں چلاتے ہیں ۔ وہ تجویزیں کرتے ہیں ۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں ۔ (نَصَرَ) خَرْصٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔ اصل میں خَرْصٌ پھلوں کا اندازہ لگانے کو کہتے ہیں ۔ اور اسی لئے ہر وہ بات جو ظن و تخمین کی بناء پر کہی جائے ۔ خرص کہلاتی ہے ، خواہ وہ حقیقت کے مطابق ہو یا نہ ہو ۔ کیونکہ اس بات کا بیان کرنے والا اس کو معلوم کر کے یا اس کوشش کر یا اس کے متعلق ظن غالب حاصل کر کے نہیں کہتا بلکہ جس طرح پھلوں کا اندازہ کرنے والا ایک اندازہ اور اٹکل پر ایک بات زبان سے نکال دیتا ہے ۔ اور تجویز کر دیتا ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح جو شخص بھی کوئی بات بیان کرے گا ، اُسے جھوٹا ہی کہا جائے گا ۔ اگرچہ حقیقت میں وہ بات واقع کے مطابق ہی ہو ۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۹۷)

؎۳ قبلک :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۵۴ پر ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تسلی دینے کیلئے نازل ہوئی اور یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسطرح کی تقلید پرانی گمراہی ہے ۔ اور دولتمندوں کی تخصیص سے غرض یہ ہے کہ ناز و نعمت میں پرورش پانا اور باطل چیزوں سے محبت رکھنا ۔ انھیں اس بات کی طرف مائل کرتا ہے کہ وہ تقلید میں غور نہ کریں ۔ اور اس سے نہ پھریں ۔

اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ

طریق پر پایا۔ اور یقیناً ہم اُنکے قدموں کے نشانوں کی پیروی کرنیوالے ہیں۔ اس (نذیر) نے کہا کہ جس (طریق) پر تم نے

بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

اپنے باپ دادوں کو پایا۔ اگر میں تمہارے پاس اس سے زیادہ اچھا راستہ بتانیوالی کتاب لایا ہوں (تو بھی باپ داموں کی پیروی کرتے رہوگے)

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

وہ بولے یقیناً ہم اس چیز کے منکر ہیں جسکو دیکر تم بھیجے گئے ہو۔ پھر ہم نے ان سے انتقام لیا۔ پس تو دیکھ کہ جھٹلانے والوں کا انجام

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٥﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ

کیسا ہوا۔ اور (وہ وقت یاد کر) جبکہ ابراہیم نے اپنے بچپا اور اپنی قوم کو کہا جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو میں

بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٦﴾ لا اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿٢٧﴾

یقیناً اس سے بیزار ہوں۔ سوائے اسکے جس نے مجھے پیدا کیا پس یقیناً وہ مجھے عنقریب منزل مقصود پر پہنچادے گا۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ بَلْ

اور اس نے اسکے اپنی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا ؎ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف (رجوع) کرتے رہیں۔ بلکہ میں نے

مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٩﴾

اُنھیں اور اُن کے باپ دادوں کو فائدہ پہنچایا، یہاں تک کہ اُن کے پاس حق اور ظاہر رسول آگیا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوْا

اور جب اُن کے پاس حق آگیا تو انھوں نے کہہ دیا یہ تو جادو ہے اور یقیناً ہم اسکا انکار کرنیوالے ہیں۔ اور وہ کہنے لگے

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾

کہ کیوں نہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیا گیا۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي

کیا وہ تیرے پروردگار کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں۔ (نہیں بلکہ) ہم نے دنیا کی زندگانی میں انکے درمیان ان کی روزی تقسیم

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ

کردی۔ اور ہم نے بعض کو بعض کے اوپر درجات کے لحاظ سے بلند کیا، تاکہ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٣٢﴾

ایک دوسرے کو خدمتگار بنالے ؎ اور تیرے پروردگار کی رحمت ان چیزوں سے جنھیں یہ جمع کرتے ہیں بہتر ہے۔

النصف ۔ ع ١٠

؎ عَقِبِهٖ:-

اس کی اولاد۔ عَقِبِ، مضاف، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

راغب اصفہانی لکھتے ہیں:- عَقِبٌ۔ پاؤں کے پچھلے حصہ یعنی (ایڑی) کو کہتے ہیں۔ اور بعض عَقْبٌ بولتے ہیں، اس کی جمع أعقابٌ ہے۔ حدیث میں مروی ہے: ویل للاعقاب من النار (ایڑیوں کے لئے آتش دوزخ سے افسوس ہے)، اور بطور استعارہ عَقِبٌ کا استعمال بیٹے اور پوتے کیلئے بھی ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:-

وجعلها كلمة باقية في عقبه (لغات القرآن نعمانی، جلد ۴ صفحہ ۳۳۲)

تفسیر صافی صفحہ ۴۵۵ پر بحوالہ الاکمال، امام زین العابدین علیہ السلام سے اور علل الشرائع میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اور معانی الاخبار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی۔ اور مطلب یہ ہے، کہ امامت قیامت تک اولادِ حسین میں باقی رہے گی، یہی مضمون المناقب، اور تفسیر مجمع البیان میں ہے۔

؎ سُخْرِيًّا:-

خدمت گار۔ تابعدار۔

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں:- سُخْرِيًّا:- جیسا کہ آپ نے ساخرۃ کی طرف نسبت دی ہے جس کے معنی بس میں کرنے اور کام میں لگانے کے ہیں۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں، کہ سُخْرِيٌّ وہ ہے کہ جس پر زبردستی کی جائے، اور وہ اپنے ارادہ سے مسخر ہوجائے۔ اور بعض نے خیال کیا ہے، کہ یہ یہاں سخر سے ہے بمعنی استہزاء کے یعنی تاکہ تونگر حقیر پر ٹھٹھا کرے۔ اور ابو حیان نے اسکو بعید بتایا ہے اور سمین نے کہا ہے، کہ یہ موقع کے مناسب نہیں۔ (البحر المحیط، جلد ۶۔ صفحہ ۴۰۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ) (لغات القرآن نعمانی جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۹)

اور عربی لغات کی کتاب بیان اللسان کے صفحہ ۳۲۷ پر اسکے ماخذ سُخْرۃ اور سُخْرِی کے معنی یوں لکھے ہیں:- سُخْرۃ، مطیع و فرمانبردار۔ جس چیز پر لوگ ہنسیں۔ سُخْرِی، بیگاری مطیع و فرمانبردار۔ کسی کو نادان سمجھنا، اور اس کا مذاق اڑانا ۔

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ

اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ لوگ ایک ہی امت ہو جاتے ؎ تو ہم البتہ اُن کے لئے جو خدائے رحمٰن کا انکار

بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا

کرتے ہیں، ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا ڈالتے، اور زینے (بھی) جن پر وہ چڑھتے

يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا

ہیں۔ اور ان کے گھروں کیلئے دروازے (بھی) اور وہ تخت (بھی) جن پر وہ تکئے لگاتے ہیں۔ اور سونا (بھی بنادیتے)

وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ

اور یہ سب کچھ دُنیا کی زندگانی کا ہی سامان ہے۔ اور تیرے پروردگار کے نزدیک آخرت صرف

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ

پرہیزگاروں کیلئے ہے۔ اور جو شخص خدائے رحمٰن کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے ؎ ہم اس کیلئے ایک شیطان مقرر

شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

کر دیتے ہیں، پس وہی اُس کا ہمنشین ہوتا ہے۔ اور یقیناً وہ (شیطان) اُنھیں (سیدھے) راستہ سے روکتے رہتے ہیں۔

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ

اور وُہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً وُہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئیگا (اس شیطان سے) کہیگا اے کاش

بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ

میرے درمیان اور تمہارے درمیان مشرق اور مغرب کی دُوری ہوتی۔ پس (تو) بہت بُرا ہمنشین ہے۔ اور جب تم

يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾

ظلم کر چکے تو (شیطان سے دُور ہونے کی خواہش، تمھیں ہرگز فائدہ نہ دے گی۔ یقیناً تم عذاب میں باہمی شریک ہو۔

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ

پھر کیا تو بہروں کو سُنا سکتا ہے، یا اندھوں کو اور اس کو جو ظاہر گمراہی میں ہو راستہ دکھا

مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾

سکتا ہے۔ پس اگر ہم تجھے لے جائیں، پھر یقیناً ہم اُن سے بدلہ لینے والے ہیں۔

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

یا ہم تجھے وُہ دکھا دیں گے جس کا ہم نے اُن سے وعدہ کیا۔ پس ہم اُن پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والے ہیں۔

ع ۱۰ / ۳ / ۹

؎ اُمَّةً وَّاحِدَةً :-

تفسیرِ صافی صـ ۴۵۶ پر ہے، کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے، کہ لوگ کافروں کو وسعتِ نعمت کی حالت میں دیکھ کر بوجہ محبتِ دنیا کفر کی طرف راغب نہ ہو جاتے، تو جو کچھ اس آیت میں آگے مذکور ہے وہ ہم کرتے۔

اور تفسیرِ قمی میں ہے، کہ اُمَّةً وَّاحِدَةً سے ایک مذہب مراد ہے، اور سَقْفًا سے ایسا مکان مراد ہے، جو سونے سے آراستہ کیا گیا ہو۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہوتا، جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے، تو کوئی بھی ایمان نہ لاتا۔ مگر آپ تو اس نے بعض کو مؤمنین میں سے امیر قرار دے دیا۔ اور بعض کو کافرین میں سے فقیر، اور اسی طرح بعض کو مؤمنین میں سے فقیر قرار دے دیا۔ اور بعض کو کافروں میں سے امیر۔ پھر اس کے بعد ان کا امر و نہی، اور صبر و رضا میں امتحان بھی لیا ہے۔

؎ مَنْ يَّعْشُ :-

تفسیرِ صافی صـ ۴۵۶ پر بحوالہ الخصال جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جس شخص نے کسی گناہ کا اہتمام کیا، اور اُس نے یادِ خدا سے آنکھیں بند کر لیں، اور جس شخص نے اس سے احکام سیکھنا چھوڑ دیا، جسکی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک شیطان مقرر کر دیا پس وہی اس کا ساتھی رہے گا۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ

پھر جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے تو اُسے محکم پکڑ رکھ۔ یقیناً تو سیدھے راستہ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾

پر ہے۔ اور یقیناً یہ تیرے لئے اور تیری قوم کیلئے نصیحت ہے۔ اور عنقریب تم پوچھے جاؤ گے۔

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ

اور (اے رسولؐ) تو پوچھ ہمارے ان رسولوں سے جنھیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا ؎ ۱ کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے

دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ

علاوہ کچھ اور معبود بنائے تھے کہ اُن کی عبادت کی جائے۔ اور یقیناً ہم نے موسٰی کو اپنے معجزوں کے ساتھ

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾

فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا یقیناً میں سب جہانوں کے پروردگار کا رسول ہوں۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ

پھر جب وہ اُن کے پاس ہمارے معجزوں کے ساتھ آیا تو وہ یکایک ان (معجزوں) کی ہنسی اڑانے لگے۔ اور ہم انھیں کوئی

اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ

معجزہ ایسا نہیں دکھاتے تھے مگر یہ کہ وہ اپنے جیسے پہلے سے بڑا ہوتا تھا۔ اور ہم نے اسے عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔ تاکہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

رجوع کریں۔ اور اُنھوں نے کہا کہ اے جادوگر ؎ ۲ تو ہمارے لئے اپنے پروردگار سے اس چیز کی دُعا کر جسکا اس نے

اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾

تجھ سے عہد کیا، یقیناً ہم ہدایت یافتہ ہو جانے والے ہیں۔ پھر جب ہم نے ان سے عذاب کو دُور کر دیا، تو وہ فوراً عہد شکنی کرنے لگ

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ

گئے۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں ندا کی، (اور) کہا، اے میری قوم! کیا میرے لئے مصر کا ملک

مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ ؕ

نہیں۔ اور یہ نہریں (بھی)، جو میرے نیچے بہتی ہیں، پھر کیا تم دیکھتے نہیں۔

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾

بلکہ میں اُس سے بہتر ہوں جو ذلیل ہے۔ اور صاف بیان کرنے کے قریب نہیں۔

؎ ۱ مِنْ قَبْلِكَ :-

تفسیر صافی ص ۴۵۶ پر بحوالہ کافی اور تفسیر قمی میں لکھا ہے، کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا، کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کس سے کیا تھا؟ حالانکہ اُن کے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے درمیان پانچسو سال کا فاصلہ ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:-

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا ...... الخ

(یعنی آیۂ معراج)، پھر فرمایا: کہ ان آیتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائیں، یہ بھی تھی، کہ اللہ تعالیٰ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس لے گیا۔ اور انکی خاطر سے تمام انبیاء و مرسلین، اوّلین و آخرین کو جمع فرمایا۔ پس جبرئیل امین کو حکم دیا، تو انہوں نے اذان و اقامت کہی، جس میں حی علی خیر العمل بھی تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

وسْـَٔل من ارسلنا من قبلك .... الخ

پس آنحضرت صلعم نے ان سے سوال فرمایا: کہ تم کس امر کی گواہی دیتے رہے، اور کس کی عبادت کرتے رہے؟ انہوں نے کہا: نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وانك لرسول الله اسی پر ہم سے عہد و پیمان لئے گئے، اور اسی کے ہم پابند رہے۔

؎ ۲ يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ :- تفسیر صافی ص ۴۵۷ پر ہے، کہ یا تو انہوں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو اپنی تند مزاجی اور حماقت کی زیادتی کے سبب ساحر (جادوگر) کہا، اور یا اِس لئے کہ اُن کے ہاں کامل عالم کو ساحر کہا کرتے تھے۔ تفسیر قمی میں پہلے قول یعنی عالم کو ساحر کہنے کی تائید ہوتی ہے۔

فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

پھر کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن ڈالے گئے ، یا اس کے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر

مُقْتَرِنِیْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

کیوں نہ آئے ۔ پس اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا تو اُنھوں نے اسکی اطاعت کرلی ۔ یقیناً وُہ فاسق قوم کے

فٰسِقِیْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۵﴾

لوگ تھے ۔ پھر جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا ؎ ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر ہم نے ان سب کو غرق کردیا ۔

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ

پس ہم نے انھیں پچھلوں کیلئے گیا گزرا اور مثال بنادیا ۔ اور جب مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی ۔

مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ

(تو) یکایک تمھاری قوم کے لوگ اس پر تالیاں بجانے لگتے ہیں ۔ اور وُہ کہنے لگے کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا

هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ

وُہ ؟ انھوں نے اس (مثال) کو تمھارے لئے بیان نہیں کیا مگر جھگڑے کیلئے ، بلکہ وُہ لوگ تو ہیں ہی جھگڑالو ۔ نہیں ہے وُہ

اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ؕ ﴿۵۹﴾

(عیسٰی) مگر ایک بندہ (کہ) ہم نے اس پر انعام کیا ، اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے مثال قرار دیا ۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ

اور اگر ہم چاہتے تو البتہ تم میں سے فرشتے بناتے ، کہ وُہ زمین میں (تمھاری) جانشینی کرتے ۔ اور

اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ

یقیناً وُہ (عیسٰی) البتہ قیامت کی علامت ہے ۔ پس تم اسکے بارے میں شک بالکل نہ کرو ۔ اور میری تابعداری کرتے رہو ۔ یہی سیدھا

مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا یَصُدَّنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۲﴾

راستہ ہے ۔ اور تمھیں شیطان نہ روکے ۔ یقیناً وُہ تمھارا کھلا دشمن ہے ۔

وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ

اور جس وقت عیسٰی واضح دلیلوں کے ساتھ آگیا (اور) کہنے لگے تحقیق میں تمھارے پاس حکمت لایا ہوں اور تاکہ تمھارے لئے

لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۶۳﴾

بعض وہ بات کھول کر بیان کردوں جس میں تم اختلاف کرتے ہو ۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو ۔

ع ۱۱ ۵ ۱۱

؎ اٰسَفُوْنَا :-

اُنہوں نے ہم کو غصہ دلایا، یعنی وہ کام کئے جن پر عادتاً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے، اسفوا، ایساف سے ہے، جس کے معنی غصہ دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نا ضمیر جمع متکلم۔

(لغات القرآن نعمانی ۔ جلد ۱ صفحہ ۹۲)

تفسیر صافی صفحہ ۴۸۵ پر بحوالہ الکافی والتوحید جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس طرح غضبناک نہیں ہوتا، جس طرح ہم۔ لیکن اس نے اپنے خاص دوست پیدا کئے ہیں، جو غصہ بھی ہوتے ہیں، اور راضی بھی، اسی نے ان کو پیدا کیا ہے، اور وہی انکی پرورش کرتا ہے۔ پس اس نے انکی رضامندی کو اپنی ذات کی رضامندی، اور انکے غصہ کو اپنا غصہ قرار دیا ہے، یہ اس وجہ سے کہ اس کو انکو اپنی طرف بلانے والا، اور اپنی ذات کی معرفت کرانے والا مقرر فرمایا ہے ایسی سے انکو یہ منزلت حاصل ہوگئی ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوشی اور رنج اسی طرح پہنچتا ہے، جس طرح اسکی مخلوق کو، بلکہ جہاں ایسے ظاہری الفاظ آگئے ہیں، ان کا مطلب ہے کہ جو ہم نے بیان کیا۔ نیز اس نے فرمایا ہے، کہ جس نے میرے کسی دوست کی اہانت کی، تو گویا وہ خود مجھ سے لڑنے کے لئے، میدانِ جنگ میں اترا۔ اور اس نے مجھے جنگ کے لئے بلایا۔ اسی طرح فرماتا ہے: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ نیز یہ بھی فرماتا ہے: ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ اس قسم کے کل کلام اسی انداز پر ہیں جو میں بیان کرچکا۔ یہی حالت رضا و غضب وغیرہ اور کل کیفیتوں کی ہے۔ جو ان سے مشابہ ہیں کہ اگر پیدا کرنے والے کو رنج و تعب وغیرہ پہنچ سکتا ہے۔ حالانکہ وہی ان کیفیتوں کا پیدا کرنے والا بھی ہے۔ تو کہنے والوں کو یہ موقع ملتا کہ اس پیدا کرنے والے کو کسی دن موت بھی آجائے گی۔ اس لئے کہ جب اس کو غصہ اور غضب آیا تو اس میں تغیر پیدا ہوا اور جس میں تغیر نے دخل پایا۔ وہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا تو خالق و مخلوق میں اور قادر و مقدور میں کوئی امتیاز نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے کہ اس کی جناب میں ایسی باتیں کہی جائیں۔ وہ چیزوں کا خالق ضرور ہے مگر کسی حاجت اور ضرورت سے نہیں۔ پس جب اسے بے غرض و حاجت پیدا کیا ہے تو اس کا محدود کرنا اور کیفیت قرار دینا محال ہوجائے۔ پس اس میں غور کرنے سے انشاءاللہ تعالیٰ یہ شبہ دور ہوجائے گا+

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ وہی میرا پروردگار ہے اور تمھارا پروردگار ہے، پس تم اسکی عبادت کرتے رہو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ

پھر گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ پس جن لوگوں نے ظلم کیا اُن کے لئے دردناک دن

عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم

کے عذاب سے افسوس ہے۔ کیا وہ قیامت کا انتظار کرتے ہیں۔ یہ کہ وہ اُن پر اچانک

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

آجائے، اور وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں۔ اس دن بعض دوست بعض کے دشمن ہوں گے، سوائے

عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ

پرہیزگاروں کے لہ اے میرے بندو! آج کے دن تم پر کوئی خوف نہیں ہے، اور نہ تم

تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾

غمگین ہوگے۔ جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاچکے، اور وہ مسلمان تھے۔

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم

(انھیں کہا جائیگا کہ) تم اور تمھاری عورتیں جنت میں داخل ہوجاؤ، تم خوشحال کردیئے جاؤگے۔ اُن پر سونے کی

بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ

رکابیاں ٢ه اور آبخورے پھرائے جائیں گے۔ اور اس میں وہ چیزیں ہوں گی جو دل چاہیں گے ٣ه

وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي

اور آنکھیں لذت پائیں گی۔ اور تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوگے۔ اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث

أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ

بنادیئے گئے، بہ سبب ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے۔ تمھارے لئے اس میں کثرت سے پھل ہوں گے۔

مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾

کہ اس میں سے تم کھاتے رہوگے۔ یقیناً گنہگار جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن

ان سے (عذاب) سست نہیں کیا جائیگا۔ اور وہ اس میں ناامید ہوں گے۔ اور ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا۔ لیکن

ع ٦ / ١١ / ١٢

لہ إِلَّا الْمُتَّقِينَ :-

تفسیر صافی ص٤٥٨ پر بحوالہ مصباح الشریعة لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ تم پرہیزگار لوگوں کی دوستی کی خواہش کرو۔ گو زمین کے اندھیروں میں ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر بعد انبیاء کے ان سے افضل کسی کو نہیں پیدا کیا۔ اور کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کا انعام کسی اس شخص کے برابر نہیں ہے جس کو متقین کی صحبت کی نعمت عطا فرمائی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الاخلاء یومئذ ..... + اور میرا یہ گمان ہے کہ جو شخص ہمارے اس زمانہ میں بے عیب دوست تلاش کرے گا وہ ہمیشہ بے دوست ہی رہیگا +

٢ه بِصِحَافٍ :-

رکابیاں۔ صَحْفَةٌ کی جمع۔ اتنی بڑی رکابی جس میں پانچ آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ صُحْفَةٌ کہلاتی ہے + (لغات القرآن نعمانی جلد ٤ ص١٢)

٣ه تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ :-

تفسیر صافی ص٤٥٨ پر بحوالہ احتجاج طبرسی لکھا ہے کہ امام آخرالزمان علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جنتی جب بہشت میں داخل ہوجائیں گے۔ تو کیا ان کے اولاد بھی پیدا ہوگی؟ تو حضرت نے جواب دیا: کہ جنت میں نہ تو عورتوں کو حمل رہے گا۔ نہ اس شان سے ولادت ہوگی۔ نہ حیض ہوگا اور نہ نفاس ہوگا۔ اور نہ بچوں کی ولادت کے متعلق جو تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں وہ ہوں گی۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ جنت میں ہر وہ چیز ہوگی۔ جس کے لئے دل للچائیں۔ اور جس سے آنکھیں لطف اٹھائیں۔ پس اگر کسی مومن کا دل بچے کو چاہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ بغیر حمل اور ولادت اس صورت کا بچہ بھی پیدا کردے گا۔ جیسا کہ اس کا دل چاہتا ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت آدم کو پیدا کردیا تھا +

كَانُوا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ
وہ تھے ہی ظالم۔ اور وہ ندا کریں گے اے مالک (جہنم کے داروغہ) چاہئے کہ تیرا پروردگار ہم پر قضا (موت) وارد کرے۔ وہ
اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ
کہیگا یقیناً تم ہمیشہ رہنے والے ہو۔ یقیناً ہم تمہارے پاس حق لائے ، لیکن تمہارے اکثر حق سے کراہت کرنے
كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿٧٩﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا
والے ہیں۔ کیا انھوں نے کوئی کام مضبوط کر لیا۔ پس یقیناً ہم (بھی) مضبوط ارادہ کرنیوالے ہیں۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ
لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٨٠﴾
ہم ان کی راز کی باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سنتے۔ ہاں (ہم سنتے ہیں) اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) انکے پاس لکھتے رہتے ہیں۔
قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿٨١﴾ سُبْحٰنَ
(اے رسول) کہہ دو اگر خدائے رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو کیا مجھے پتہ نہ ہوتا کیونکہ میں تو سب سے پہلا عبادت کرنیوالا ہوں لہ پاک ہے
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ
آسمانوں اور زمین کا پروردگار (اور) عرش کا پروردگار ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ پس (اے رسول) تو ان کو
يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٨٣﴾
چھوڑ دے وہ بحث کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں۔ یہاں تک کہ یہ اس دن سے ملاقات کریں جس کا یہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔
وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ
اور وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اور وہ بڑا حکمت والا سب کچھ
الْعَلِيْمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
جاننے والا ہے۔ اور بہت برکت والا ہے ، وہ (اللہ تعالیٰ) جس کیلئے آسمانوں اور زمین کی اور ان کی جو دونوں کے
بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ
درمیان ہے حکومت ہے۔ اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جن کو یہ لوگ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ
اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھیں گے۔ سوائے اس کے جس نے حق کی گواہی دی ،
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ
اور وہ جانتے ہیں۔ اور اگر تو ان سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا ، وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ،

لہ اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس بات کا سب سے پہلے نفرت کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی اولاد ہو۔ میں ہوں۔
اور احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اوّل انکار کرنے والا کہ اللہ تعالےٰ اس قول کی تاویل یہ ہے کہ اس کا باطن، ظاہر کی بالکل ضد ہے ٭

لہ مترجم :-
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے آپ کو اوّل العابدین کہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ اول مخلوق ہیں۔ کیونکہ آیہ مجیدہ ان من شیئ الا یسبح بحمدہ ..... الخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شے جو اللہ تعالیٰ نے خلق فرمائی اس کی عبادت کر رہی ہے۔ اور جب سے خلق ہوئی اس وقت سے ہی کر رہی ہے۔ پھر پہلا عبادت کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو ہر شے سے پہلے پیدا ہو۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہوتی تو کیا مجھے پتہ نہ ہوتا؟ کیونکہ میں اوّل مخلوق ہوں۔ اس لئے وہ بہرحال میرے بعد ہوتی۔ اور چونکہ ہر چیز میرے سامنے ہی پیدا کی گئی۔ اس لئے وہ بھی میرے سامنے ہی پیدا ہوتی۔ اور مجھے اس کا ضرور پتہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے اولاد نہ ہونے کی یہ نہایت معقول دلیل ہے۔ جو مشاہدہ عینی پر مبنی ہے ٭

فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾

پھر وہ کہاں بہکے جاتے ہیں۔ اور اس (رسول) کا قول ہے کہ اے میرے پروردگار! یقیناً یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾ ع

پس تو ان سے درگزر کر، اور کہہ دے سلام ہو۔ پس وہ عنقریب جان لیں گے۔

اٰیاتُھا ٥٩ — سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ — ٣ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

حٰمٓ قسم ہے واضح کتاب کی۔ یقیناً ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا۔ بیشک

اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿٤﴾ اَمْرًا

ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے لہ یہ امر

مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٥﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

ہماری طرف سے ہے۔ یقیناً ہم تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت بھیجنے والے ہیں۔ یقیناً وہ سب کی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو تو وہ آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کی درمیان

اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٧﴾ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَ

کی چیزوں کا پروردگار ہے۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں، وہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تمہارا پروردگار اور

رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿٩﴾ فَارْتَقِبْ

تمہارے باپ دادوں کا پروردگار ہے۔ بلکہ وہ تو شک میں پڑے کھیلتے ہیں۔ پس تو اس دن کا

يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٠﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ

انتظار کر جبکہ آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا ٢ہ وہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿١١﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ اَنّٰى لَهُمُ

ہو گا۔ (وہ کہیں گے) اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب کو دور کر دے۔ یقیناً ہم ایمان لانے والے ہیں۔ ان کیلئے نصیحت

وقف لازم — ع ٢٤/١٣ — ٧

معانقة ١٢

وقف لازم

لہ فیہا یفرق:۔

تفسیر حقانی ص٥٩ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شب قدر میں اللہ تعالیٰ ہر امر کا اندازہ فرما دیتا ہے جو کچھ کہ اس سال میں ہونے والا ہو، وہ حق ہو یا باطل۔ اس میں اس کے لئے بدا اور اس کی مشیت ہے کہ وہ اجل اور رزق، بلاء در مصیبتیں اور اعراض و امراض سے جس جس کو چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے۔ اور جس میں چاہتا ہے کمی کر دیتا ہے۔ اور ہر طرح کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کو پہنچتی ہے۔ اور ان سے آئمہ علیہم السلام کو۔ یہاں تک امام آخرالزمان تک منتہی ہوتی ہے۔ لیکن ہر چیز میں بدا اور مشیت اور تقدیم و تاخیر مشروط ہوتی ہے۔

٢ہ بدخان مبین:۔

تفسیر حقانی ص٥٩ پر ہے کہ قیامت کی شرطوں والی حدیث میں پہلی نشانیاں یہ ہیں: دھواں۔ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ایک آگ جو عدن آبین کے قعر سے نکلے گی، اور لوگوں کو محشر کی طرف ہنکا کر لے جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! دھواں کیسا ہو گا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ دھواں مشرق سے مغرب تک چھا جائے گا۔ اور چالیس دن تک ایک ہی حالت پر رہے گا۔ اس سے مومن کو تو اتنا ہی صدمہ پہنچے گا جیسے کہ زکام ہو جاتا ہے۔ اور کافر کی یہ حالت ہو گی جیسے کوئی نشہ میں متوالا ہوتا ہے۔ اس کے دونوں نتھنوں سے اور دونوں کانوں سے اور اس کی دُبر سے دھواں نکلتا رہے گا۔

الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ
کہاں ہے؟ اور یقیناً ان کے پاس ظاہر رسول آیا۔ پھر انھوں نے اس سے روگردانی کی، اور

قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿١٤﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ
کہنے لگے کہ سکھلایا ہوا پاگل ہے۔ یقیناً ہم تھوڑی مدت کے لئے عذاب کو دُور کرنے والے ہیں۔ اور یقیناً

عَآئِدُوْنَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿١٦﴾
تم پلٹ جانے والے ہو۔ جس دن ہم بڑی سخت گرفت کریں گے۔ (اس دن) یقیناً ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٧﴾ اَنْ
اور یقیناً ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا۔ اور ان کے پاس کرامت والا رسول آیا۔ کہ

اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى
اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کردو۔ میں یقیناً تمھارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر سرکشی نہ

اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ
کرو۔ یقیناً میں تمھارے پاس واضح دلیل لایا ہوں۔ اور یقیناً میں نے اپنے پروردگار اور تمھارے

اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ
پروردگار سے اس بات کی پناہ لی ہے کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ پس اس نے اپنے

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾
پروردگار کو پکارا کہ یقیناً یہ لوگ گنہگار ہیں۔ (خدا نے کہا) پس تو میرے بندوں کو لے کر رات کو چل یقیناً تمھارا پیچھا کیا جائیگا۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ
اور تم دریا کو تھما ہُوا چھوڑ دینا ـہ۱ یقیناً وُہ لشکر ڈوبنے والے ہیں۔ وہ کتنے باغات اور

وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا
چشمے، اور کھیتیاں، اور باعزت مقام، اور نعمتیں جن میں وُہ عیش کیا کرتے تھے

فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾ كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ
چھوڑ گئے۔ ایسا ہی ہُوا، اور ہم نے اُس کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا۔ پس اُن پر نہ تو آسمان

عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا
اور زمین روئے ـہ۲ اور نہ ہی اُن کو مہلت دی گئی۔ اور یقیناً ہم نے

وقف لازم

وقف لازم

ـہ۱ رھوا:-

خشک، تھما ہوا۔

راغب لکھتے ہیں:- رھو کے معنی ہیں ساکن۔ یعنی تھمے ہوئے اور ٹھہرے ہوئے کے۔ اور بعض نے کہا کہ راہ کی وسعت مراد ہے اور یہی صحیح ہے۔ یہ رَھَا یَرْھُوْا کا مصدر ہے جس کے معنی دریا کے تھمنے کے آتے ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۲)

ـہ۲ فما بکت:-

تفسیر صافی صفحہ [illegible] پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام کے سامنے سے ایک ایسا شخص گذرا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کا دشمن تھا۔ تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی: فما بکت علیھم السّماء والارض.. ...الخ۔ پھر حضرت کے فرزند امام حسین علیہ السّلام آپ کے پاس سے گزرے۔ تو آپ نے فرمایا: کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس پر آسمان اور زمین ضرور روئیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: کہ آسمان اور زمین یا تو حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السّلام پر رو چکے ہیں یا اب حسین پر روئیں گے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آسمان حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام اور حضرت امام حسین بن علی علیہما السّلام پر چالیس چالیس دن رویا ہے۔ اور ان دونوں حضرات کے سوا اور کسی پر نہیں رویا۔ کسی نے عرض کی۔ یا ابن رسول اللہ! اس کے رونے کی علامت کیا تھی۔ آپ نے فرمایا: کہ طلوع اور غروب آفتاب کے وقت بہت ہی زیادہ سُرخی ہو جایا کرتی تھی۔

المناقب میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آسمان امام حسین علیہ السّلام پر چالیس روز خون سے رویا۔

اور جناب امام آخر الزمان علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰؑ اسی طرح ذبح کئے گئے تھے جسطرح جناب امام حسین علیہ السّلام اور آسمان اور زمین سوائے ان دو حضرات کے اور کسی پر نہیں روئے۔

ع ۱۴

بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ مِنَ ٱلۡعَذَابِ ٱلۡمُهِينِ ۝٣٠ مِن فِرۡعَوۡنَۚ إِنَّهُۥ كَانَ
بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلیل کرنے والے عذاب سے نجات دی۔ یقیناً وہ
عَالِيٗا مِّنَ ٱلۡمُسۡرِفِينَ ۝٣١ وَلَقَدِ ٱخۡتَرۡنَٰهُمۡ عَلَىٰ عِلۡمٍ عَلَى ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٣٢
حد سے نکل جانے والا سرکش تھا۔ اور یقیناً ہم نے انھیں جان بوجھ کر جہانوں پر برگزیدہ کر لیا۔
وَءَاتَيۡنَٰهُم مِّنَ ٱلۡأٓيَٰتِ مَا فِيهِ بَلَٰٓؤٞاْ مُّبِينٌ ۝٣٣ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ۝٣٤
اور ہم نے انھیں نشانیوں میں سے وہ دی جس میں کھلی آزمائش تھی۔ یقیناً یہ البتہ کہتے ہیں۔ کہ
إِنۡ هِيَ إِلَّا مَوۡتَتُنَا ٱلۡأُولَىٰ وَمَا نَحۡنُ بِمُنشَرِينَ ۝٣٥ فَأۡتُواْ بِـَٔابَآئِنَآ
نہیں ہے یہ مگر ہماری پہلی موت اور ہم مبعوث نہیں کئے جائیں گے۔ پس لاؤ ہمارے باپ
إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ۝٣٦ أَهُمۡ خَيۡرٌ أَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٖ وَٱلَّذِينَ مِن
دادوں کو اگر تم سچے ہو۔ کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم؟ [1] اور وہ جو اُن سے پہلے
قَبۡلِهِمۡۚ أَهۡلَكۡنَٰهُمۡۖ إِنَّهُمۡ كَانُواْ مُجۡرِمِينَ ۝٣٧ وَمَا خَلَقۡنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ
تھے۔ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ یقیناً وہ گنہگار تھے۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور
وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا لَٰعِبِينَ ۝٣٨ مَا خَلَقۡنَٰهُمَآ إِلَّا بِٱلۡحَقِّ وَلَٰكِنَّ
ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیا۔ ہم نے ان دونوں کو نہیں پیدا کیا مگر حق کے ساتھ۔ لیکن
أَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُونَ ۝٣٩ إِنَّ يَوۡمَ ٱلۡفَصۡلِ مِيقَٰتُهُمۡ أَجۡمَعِينَ ۝٤٠
ان کے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ یقیناً ان سب کے فیصلے کا دن مقرر ہے۔
يَوۡمَ لَا يُغۡنِي مَوۡلًى عَن مَّوۡلٗى شَيۡـٔٗا وَلَا هُمۡ يُنصَرُونَ ۝٤١ إِلَّا
جس دن کوئی دوست کسی دوست سے کچھ کفایت نہ کرے گا۔ اور وہ مدد نہ دیئے جائیں گے۔ سوائے اسکے
مَن رَّحِمَ ٱللَّهُۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ۝٤٢ إِنَّ شَجَرَتَ ٱلزَّقُّومِ ۝٤٣
جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کر دیا [52] یقیناً وہ زبردست (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً تھوہر کا درخت۔
طَعَامُ ٱلۡأَثِيمِ ۝٤٤ كَٱلۡمُهۡلِ يَغۡلِي فِي ٱلۡبُطُونِ ۝٤٥ كَغَلۡيِ ٱلۡحَمِيمِ ۝٤٦
بڑے گنہگار کا کھانا ہوگا [53] پگھلے ہوئے تانبہ کی طرح پیٹوں میں کھولے گا۔ مانند جوش کھانے کھولتے ہوئے پانی کے۔
خُذُوهُ فَٱعۡتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَآءِ ٱلۡجَحِيمِ ۝٤٧ ثُمَّ صُبُّواْ فَوۡقَ رَأۡسِهِۦ
(حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو پھر اُسے جہنم کے بیچوں بیچ گھسیٹتے ہوئے لے چلو۔ پھر اُس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا

---

[1] تبع:-
شاہان یمن کا لقب ہے۔ ابو عبیدہؒ جو عربیت اور لغت کے امام ہیں، فرماتے ہیں کہ تبع شاہان یمن ہیں۔ ان میں سے ہر ایک تبع کہلاتا ہے۔ کیونکہ اپنے پیش رو کے قدم بقدم چلتا ہے۔ عربی میں سایہ کا نام بھی اسی لئے تبع ہے کہ وہ دھوپ کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اسلام میں جو خلیفہ کی حیثیت ہے۔ وہی جاہلیت میں تبع کی تھی۔ وہی عرب کے شاہان عظام تھے۔

حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ تبع ایک نیک شخص تھا۔ اس تبع کا نام اسعد تھا۔

عبدالرزاق، وہب بن منبہ سے ناقل ہیں کہ نبی صلعم نے اسعد کو برا کہنے سے منع فرمایا۔ اور تبع وہی ہے۔ وہب کا بیان ہے کہ وہ دین ابراہیم پر تھا۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲، صفحہ ۱۳۱، ۷)

[52] رحم اللہ:-
تفسیر صافی صفحہ ۴۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جو شخص اولیاء خدا کے سوا اوروں کو دوست رکھے گا۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے کام نہ آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کو مستثنےٰ فرما دیا جو آل محمدؐ سے محبت رکھنے والے ہیں، چنانچہ فرما دیا: الّا من رحم اللہ ... الخ

[53] الاثیم:-
تفسیر صافی صفحہ ۴۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی۔

ع ۲ | ۱۳ | ۱۵

معانقہ ۱۲

مِنْ عَذَابِ الْجَحِيمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ إِنَّ هٰذَا

عذاب ڈال دو ۔ تم لے چکھو ، یقیناً تو بڑا زبردست عزت والا ہے ؎۱ یقیناً یہ

مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي

وہ ہے جسکے بارے میں تم شک کیا کرتے تھے ۔ یقیناً پرہیزگار امن والے مقام میں ہوں گے ۔ بیچ

جَنّٰتٍ وَّعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ

باغوں اور چشموں کے ، وُہ باریک ریشم (لاہی) اور ریشم کا زریں موٹا کپڑا (دیبا) پہنے ہوئے آمنے

مُّتَقٰبِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ

سامنے ہوں گے ۔ اسی طرح ہوگا ، اور ہم انھیں بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں کے ساتھ بیاہ دیں گے ۔ وہ اس میں

فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ

ہر ایک پھل امن سے منگائیں گے ۔ وُہ اس میں پہلی موت کے سوا کسی موت کا مزہ

إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا

نہیں چکھیں گے ۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ) انھیں جہنم کی آگ کے عذاب سے بچائے رکھیگا ۔ یہ تیرے

مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ

پروردگار کا فضل ہے ۔ یہی تو بڑا مراد پانا ہے ۔ پس ہم نے اس (قرآن) کو تیری زبان کے ساتھ آسان

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾ ع

کیا ، تاکہ وُہ نصیحت حاصل کریں ۔ پھر تو انتظار کر ، یقیناً وُہ بھی انتظار کرنے والے ہیں ۔

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ٣٧ — رُكُوعَاتُهَا ٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ إِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ

حٰمٓ ۔ اس کتاب کا اتارنا زبردست بڑے حکمت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ یقیناً آسمانوں اور زمین میں

وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَابَّةٍ

مومنوں کیلئے البتہ بہت نشانیاں ہیں ۔ اور تمھاری پیدائش میں اور جن جانداروں کو اس نے پھیلا دیا ہے ۔

؎۱ العزیز الکریم :-
تفسیر حقانی صفحہ ۲۶ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے
کہ ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
یہ کہا تھا کہ مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان مجھ سے
زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے ۔
تفسیر قمی میں ہے کہ چونکہ ابوجہل یہ کہا کرتا تھا
انا العزیز الکریم ۔ لہٰذا آتش جہنم میں اُسے یہی
طعنہ دیا جائے گا :-
ذق انك انت العزیز الکریم ٥

ع ٣ ١٧

اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

ضرور لوگوں کیلئے جو یقین کرتے ہیں بہت نشانیاں ہیں۔ اور رات دن کے اختلاف میں اور جو رزق اللہ تعالیٰ نے

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ

آسمان سے اتارا، پھر اس کے ذریعہ زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد زندہ کردیا۔ اس میں اور ہواؤں کے پھیرنے

الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ

میں سلہ ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں البتہ بہت نشانیاں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں (جنھیں) ہم تجھ پر حق کے ساتھ

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ

پڑھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اسکی آیتوں کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے سلہ ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار

اَثِیْمٍ ﴿۷﴾ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ

پر افسوس ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جو اس پر پڑھی جاتی ہیں سنتا ہے، پھر تکبر کے ساتھ (کفر پر) اصرار کرتا ہے، گویا کہ

یَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْئَا

اس نے انکو سنا ہی نہیں، پس تم اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔ اور جب اس نے ہماری آیتوں میں سے کسی چیز کو جان لیا سلہ

اِتَّخَذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۹﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

اس نے اسے مذاق ٹھٹھا بنالیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم

جَهَنَّمُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ

ہے۔ اور جو کچھ انھوں نے کمایا وہ ان سے کچھ کفایت نہیں کرے گا، اور نہ وہ جن کو انھوں نے اللہ تعالیٰ

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًی وَالَّذِیْنَ

کے سوا سرپرست اختیار کیا، اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ یہ ہدایت ہے، اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ

اپنے پروردگار کی آیتوں سے کفر کیا، ان کیلئے سخت قسم کا دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

تمھارے لئے دریا کو مسخر کردیا تاکہ اس میں اسکے حکم سے کشتیاں چلتی رہیں، اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

اور تاکہ تم شکر کرتے رہو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اس نے سب کو اپنے (فضل) سے

سلہ تصریف الرّیح:-

تفسیر صافی ص۴۶۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے۔ کہ ہوا ہر طرف سے آتی ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ گرم لُو چلتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض سرد ہوا ایسی ہوتی ہے کہ بادل کو جا بجا لے جاتی ہے۔ اور بعض تمام زمین میں پھیل جاتی ہے۔

- اور بعض ایسی ہوتی ہے کہ درختوں میں پھل پھول لاتی ہے۔ تو یہ سب خدا کی نشانیوں میں داخل ہیں۔

سلہ فبایّ حدیثٍ:-

تفسیر صافی ص۴۶۰-۴۶۱ پر ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا نام جو آیاتہ سے مقدم کیا گیا ہے یہ تعظیم اور مبالغے کی بناء پر ہے، جیسا کہ عرب میں کہتے ہیں: اعجبنی زیدٌ وکرمہٗ۔ (مجھے زید نے اور اس کی سخاوت نے تعجب میں ڈال دیا)۔ یا اللہ تعالیٰ کی حدیث کے بعد اور وہ قرآن ہے۔

سلہ اذا علم:-

تفسیر صافی ص۴۶۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہاں لفظ عَلِمَ بمعنی رای (دیکھا) استعمال کیا گیا ہے یعنی "علم" کے معنی رویت کے لئے گئے ہیں۔

ع ۱۱ ۱۷

جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ

تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو فکر کرتے ہیں البتہ بہت نشانیاں ہیں۔ (اے رسول) کہ دو اُن لوگوں سے

اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا

جو ایمان لا چکے کہ وہ ان لوگوں کو معاف کرتے رہیں ؎۱ جو اللہ تعالیٰ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) اُن لوگوں کو اسکا

كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؗ

بدلہ دے جو وہ کمایا کرتے تھے۔ جس نے نیک عمل کیا تو اُس نے اپنی ہی ذات کیلئے کیا اور جس نے بُرائی کی تو اسکا وبال اسی پر ہے

ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ

پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت

وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَی

دی۔ اور ہم نے انھیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا، اور ہم نے انھیں تمام جہانوں پر

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ ۚ وَ اٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ

فضیلت دی۔ اور ہم نے انھیں امر سے کھلی دلیلیں دیں۔ پس انھوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے

بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ

کہ ان کے پاس علم آچکا، محض باہمی بغاوت کے سبب۔ یقیناً تیرا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے دن

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ

ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے تمھیں امر سے شریعت پر

مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾

مقرر کیا۔ پس تو اس کی پیروی کرتا رہ اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر، جو نہیں جانتے ہیں۔

اِنَّهُمْ لَنْ یُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ

یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ سے ہرگز کچھ کفایت نہ کریں گے ؎۲ اور یقیناً ظالم ایک دوسرے کے سرپرست

اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۚ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًی

ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا سرپرست ہے۔ یہ لوگوں کے لئے کھلی دلیلیں ہیں ؎۳ اور اُن

وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ

لوگوں کیلئے جو یقین کرتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔ کیا جن لوگوں نے گناہ کمائے یہ گمان کیا کہ ہم انھیں اُن

؎۱ یغفروا:۔

تفسیر صافی ص۴۶۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آئمہ حق (علیہم السلام) سے یہ فرماتا ہے کہ تم آئمہ جور کے بارے میں بددعا نہ کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی بدعملی کی سزا خود ہی دے دے۔

؎۲ لن یغنوا عنك:۔

تفسیر صافی ص۴۶۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس آیت کا ظاہر تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تادیب ہے۔ مگر باطناً آنحضرت صلعم کی امت کیلئے تعلیم ہے۔

؎۳ بصائر:۔

کھلی دلیلیں۔ نظاہر نصیحتیں۔ بَصِیْرَۃٌ کی جمع جس کے معنی ہیں بینائی۔ سمجھ۔ دلیل۔ واضح رہے کہ "بصیرت" کا استعمال صرف دل کی بینائی کے متعلق ہوتا ہے۔ آنکھ سے دیکھنا اور نظر کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ "بصیرۃ" کے مختلف معانی آتے ہیں: عقل۔ سمجھ۔ عبرت۔ دلیل اور حجت۔
(لغات القرآن نعمانی، جلد ۲ ص۳۲)

أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ
لوگوں کی مانند قرار دیں جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے (کہ) ان کا جینا اور مرنا برابر ہے ۔ بُرا ہے
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ
جو کچھ وہ حکم کرتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ۔ اور تاکہ ہر نفس
كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ
کو اس چیز کے مطابق بدلہ دیا جائے جو اس نے کمائی اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے ۔ (اے رسول) کیا تو نے اسکو دیکھا جس نے اپنی خواہش
هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ
کو معبود اختیار کر لیا ۵۱ اور اللہ تعالیٰ نے علم کی بنا پر اس پر گمراہی کا حکم لگا دیا اور اسکے کان اور دل پر نشان لگا دیا اور اسکی
عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾
آنکھ پر پردہ رہنے دیا ۔ پس اللہ تعالیٰ کے بعد اسے کون ہدایت کرے گا ۔ پس کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے
وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ
اور انھوں نے کہا کہ ہماری دنیاوی زندگانی کے سوا کچھ نہیں ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا ۵۲
وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
حالانکہ انھیں اسکے بارے میں کچھ علم نہیں ۔ وہ صرف گمان کرتے ہیں ۔ اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں
آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ
پڑھی گئیں تو ان کی کوئی دلیل نہیں تھی ، مگر یہ کہ وہ کہنے لگے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لے
صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ
آؤ ۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی تمھیں زندہ رکھتا ہے پھر تمھیں مارتا ہے ، پھر تمھیں قیامت کے دن جس
الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلِلَّهِ
کے آنے میں کوئی شک نہیں اکٹھا کرے گا ۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ
مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ
کیلئے ہی آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے ۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن اہل باطل
الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ
نقصان اٹھائیں گے ۔ اور تو ہر امت کو زانو کے بل گری ہوئی دیکھے گا ۵۳ ہر امت اپنے نوشتے کی طرف بلائی جائے گی ۔ آج کے دن

۳ ع ۱۰ ۱۴

۵۱ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۶۲ پر ہے کہ مشرکین عرب جس پتھر کو اچھا دیکھتے اُسی کو پوجنے لگتے ۔ پھر اگر کوئی اس سے اچھا نظر آجاتا ۔ تو پہلے کو چھوڑ کر اس دوسرے کو پوجنے لگتے ۔

۵۲ اِلَّا الدَّهْرُ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۶۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم الدّھر کو بُرا نہ کہو ۔ کیونکہ الدّھر خود اللہ تعالیٰ ہے ۔

صاحب تفسیر مجمع البیان فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ سخت حادثوں اور نازل ہونے والی بلاؤں کو زمانہ کی طرف منسوب کر کے یوں کہا کرتے تھے ۔ کہ زمانہ نے ایسا کیا اور ایسا کیا ۔ اسی طرح زمانہ کو بُرا بھلا کہتے رہتے تھے ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان اُمور کا اصل فاعل تو خدا ہے ۔ لہٰذا تم ان اُمور کے اصل فاعل کو بُرا بھلا نہ کہو ۔

۵۳ جَاثِيَةً :-
زانو پر بیٹھنے والی ۔ زانو پر گرنے والی ۔ جُثُوٌّ اور جِثِیٌّ سے جس کے معنی زانو پر بیٹھنے کے ہیں ۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ یہاں لفظ "جاثیۃ" جمع کی جگہ پر استعمال ہوا ہے ۔ جیسے جَمَاعَةٌ قَائِمَةٌ یا جَمَاعَةٌ قَاعِدَةٌ بولتے ہیں ۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۲۳)

۳ ع ۵ ۱۹

تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا
تم اس عمل کی جزا دیئے جاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے ۔ یہ ہمارا نوشتہ تمھارے برخلاف حق کے ساتھ بولتا ہے ۔ یقیناً
كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے ۔ پس جو لوگ ایمان لا چکے اور انھوں نے عمل نیک کئے
فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ
تو انھیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا ۔ یہی وہ کھلی کامیابی ہے ۔ اور جن لوگوں نے
كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا
کفر کیا (ان سے کہا جائے گا) ۔ پس کیا تم پر ہماری آیتیں پڑھی نہ جاتی تھیں پھر تم نے تکبر کیا ۔ اور تم تھے ہی گنہگار
مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ
لوگ ۔ اور جب کہا گیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے ۔ اور قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں تم نے کہا
مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾
ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے ، ہم تو ایک ظن ہی گمان کرتے ہیں ، اور ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں ۔
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾
اور جو عمل انھوں نے کئے انکی برائیاں ان کیلئے ظاہر ہو گئیں اور جس (عذاب) کا وہ ٹھٹھا اڑایا کرتے تھے اس نے انھیں گھیر لیا ۔
وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ
اور کہا گیا کہ آج کے دن ہم تمھیں عذاب میں مبتلا کرکے اسی طرح بھلا دینگے جسطرح تم نے آج کے دن کی حضوری کو بھلا دیا تھا اور تمھارا
وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ
ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمھارے لئے کوئی مددگار نہیں ہے ۔ یہ اسلئے کہ تم نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا بنا لیا تھا اور دنیا کی
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾
زندگانی نے تمھیں دھوکا دیا ۔ پس آج کے دن وہ اس میں سے نہ نکالے جائیں گے اور نہ ہی ان سے عذر قبول کیا جائے گا ۔
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾
پس ہر قسم کی حمد آسمانوں کے پروردگار اور زمین کے پروردگار رب جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ۔ اور
وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾
آسمانوں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے ۔ اور وہی زبردست بڑا حکمت والا ہے ۔

ع ۱۱

ـ۱ ھزوًا :-
تفسیر صافی صـ۴۶۲ـ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ آیات اللہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں
اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ٹھٹھا کرنے والوں سے
کہا جائے گا کہ تم انہی کو جھٹلایا کرتے تھے ۔ اور انہی
سے ٹھٹھا کیا کرتے تھے ۔

ـ۲ یستعتبون :-
تفسیر صافی صـ۴۶۲ـ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ وہ لوگ نہ تو اللہ تعالیٰ کے اعتراضات کا جواب
دے سکیں گے ، اور نہ ہی اُن کا کوئی عذر قبول
کیا جائے گا ۔

آیاتها ۳۵ — سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَکِّیَّۃٌ — ۴ رکوعاتها

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھتا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۞۱ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۞۲ مَا

حٰمٓ اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے کی طرف سے ہے۔ ہم

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ

نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ

مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۞۳ قُلْ

مدت کے لئے، اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ ان چیزوں سے منہ پھیرنے والے ہیں جن سے ان کو ڈرایا گیا۔ (اے رسول)

اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا

کہدو کیا تم نے ان کے متعلق غور کیا جنہیں تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ

کیا پیدا کیا، یا آسمانوں (کی پیدائش) میں ان کے لئے کوئی شرکت ہے۔ اگر تم سچے ہو تو میرے پاس اس

مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۞۴ وَ

سے پہلے کی ؎۱ کوئی کتاب یا کسی علم کا بقیہ لے آؤ۔ اور اس سے

مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ

بڑھ کر گمراہ کون ہے ؎۲ جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک بھی اس کو جواب

اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۞۵ وَ اِذَا حُشِرَ

نہ دے گا۔ اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ اور جب سب لوگ اکٹھے

النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ۞۶ وَ اِذَا

کئے جائیں گے (تو) وہ (باطل معبود) ان کے دشمن ہونگے ؎۳ اور وہ ان کی عبادت سے انکار کرنے والے ہونگے۔ اور جب

تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا

ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں قرآن لوگوں نے جو کافر ہو گئے حق کے متعلق کہا جب وہ انکے پاس

؎۱ مِنْ قَبْلِ هٰذَاۤ:-
تفسیر صافی ص۴۶۲ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب سے مراد توریت اور انجیل ہے اور اَثٰرَةٍ مِّنَ الْعِلْمِ سے انبیاء کے اوصیاء کا علم۔
اور صاحب تفسیر صافی کہتا ہے کہ ھٰذا سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ وہ توحید کو بیان کرتا ہے۔

؎۲ اَضَلُّ:-
تفسیر صافی ص۴۶۲ پر ہے کہ مشرکوں سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایسے خدا کی عبادت چھوڑ دی جو سَمِیع (ہر بات سننے والا) مُجِیب (ہر دعا کا قبول کرنے والا) قَادِر (ہر طرح کی قدرت رکھنے والا) خَبِیر (ہر قسم کی خبر رکھنے والا) ہے اور ان کی عبادت کرنے لگے جو اگر بالفرض اُن کی پکار سن بھی لیں تو ان کو جواب نہیں دیتے۔ چہ جائیکہ ان کے رازوں سے واقف ہوں۔ اور ان مصلحتوں کو دیکھیں۔

؎۳ اَعْدَآءً:-
تفسیر صافی ص۴۶۲ پر ہے۔ کہ جو باطل معبود انہوں نے بنا رکھے ہیں وہ انہیں نفع تو نہیں پہنچا سکیں گے۔ البتہ نقصان ضرور پہنچائیں گے۔

جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ

آ پہنچا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس (قرآن) کو گھڑ لیا (اے رسول) کہدو

اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا

اگر میں نے اسے گھڑ لیا تو تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے (بچنے کے) لئے کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ اس بات کو خوب جاننے

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

والا ہے جسمیں تم غور و خوض کرتے ہو[1] میرے درمیان اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو وہی کافی ہے اور وہ بڑا بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿٨﴾ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا

بہت رحم کرنیوالا ہے (اے رسول) کہدو کہ میں رسولوں میں سے کوئی نیا نہیں ہوں[2] اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا

يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا

جائیگا اور نہ (یہ کہ) تمہارے ساتھ (کیا کیا جائیگا) میں نہیں پیروی کرتا مگر (اس چیز کی) جو میری طرف وحی کیجاتی ہے اور میں

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ

نہیں ہوں مگر ایک کھلا ڈرانیوالا۔ (اے رسول) کہدو کیا تمنے غور کیا اگر وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم نے اس

بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ

کا انکار کیا حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی (ایک کتاب) پر گواہی دی پس وہ ایمان لے آیا

وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾

اور تم نے تکبر کیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ

اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے ان لوگوں سے کہا جو ایمان لائے کہ اگر وہ (جو رسول لایا)[3] بہتر ہوتا تو وہ (مومن)

اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿١١﴾

اسکی طرف ہم سے سبقت نہ لیجاتے اور جبکہ انہوں نے اس سے ہدایت نہ پائی تو وہ عنقریب کہینگے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ

اور اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب رہنما اور رحمت تھی۔ اور یہ کتاب (قرآن) تصدیق

مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَبُشْرٰى

کرنے والی فصیح زبان (میں ہے)، تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے ظلم کیا۔ اور بشارت ہو

---

[1] تُفِيْضُوْنَ :-
تم گھستے ہو۔ تم لگتے ہو۔ اِفَاضَةٌ سے جس کا استعمال جب باتوں کے متعلق ہوتا ہے تو باتوں میں خوض کرنے اور مشغول ہونے کے معنی ہوتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں افاضہ کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۵۸)

[2] بِدْعًا :-
نیا۔ صفت مشبہ۔ اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ بعض نے اول معنی میں بمعنی مُبْدِعٌ لیا ہے۔ یعنی نئی باتیں کہنے والا اور بعض نے دوسرے معنی میں بمعنی مُبْدَعٌ یعنی نیا بھیجا ہوا کہ جس سے پہلے کوئی پیغمبر نہ آیا ہو (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۵)
تفسیر صافی ص ۴۶۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں کوئی نئی بات کہنے والا رسول نہیں ہوں کہ میں تمہیں ایسے امر کی طرف دعوت دوں جس کی طرف پہلے رسولوں نے نہ دی ہو۔ یا ایسی چیز پر قدرت رکھتا ہوں جس پر انہوں نے نہ رکھی ہو۔

ع ۱

[3] كَانَ :-
تفسیر صافی ص ۴۶۲ پر ہے کہ اس سے مراد ایمان ہے یا وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے۔

لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
نیکی کرنیوالوں کے لئے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ قائم رہے۔
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
پس نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔ وہی جنت والے ہیں۔ وہ اس
الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا
میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہ بدلہ اس عمل کا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انسان کو لہ
الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ
اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کی۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف سے حمل میں رکھا اور اسے تکلیف
كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ
سے ہی جنا۔ اور اس کا حمل اور دودھ چھڑائی تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی قوت کو پہنچا
وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
اور چالیس برس کو پہنچ گیا۔ تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ
الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
ادا کروں جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی۔ اور یہ کہ میں نیک کام کروں کہ تو اس سے راضی ہو
تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ
اور تو میرے لئے میری اولاد میں بھی اصلاح کر یقیناً میں نے تیری طرف رجوع کیا اور یقیناً میں فرماں برداروں میں
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا
سے ہوں۔ جنت والوں میں سے یہی وہ لوگ ہیں کہ جو اچھا عمل انہوں نے کیا ہم ان سے قبول کرتے ہیں۔
وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ
اور ان کی برائیوں سے درگزر کرتے ہیں۔ (یہ وہ) سچا وعدہ ہے جو وعدہ
الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ
کہ وہ دیئے جاتے تھے۔ اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف ہے تم دونوں کے لئے ؎ کیا تم دونوں
اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ وَهُمَا
مجھے وعدہ دیتے ہو کہ میں (قبر سے زندہ کرکے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے زمانے (والے) گزر چکے ہیں اور وہ دونوں

لہ وَصَّيْنَا :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۶۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام جناب فاطمہؑ کے حمل میں تھے۔ تو جبرئیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ عنقریب جناب فاطمہؑ ایک بچہ جنے گی۔ جسے آپ کے بعد آپ کی امت قتل کردے گی۔ پس جب جناب فاطمہؑ کو امام حسین علیہ السلام کا حمل ٹھہر گیا تو جناب فاطمہؑ کو اس حمل سے رنج ہوا۔ اور جب اس بچہ کی ولادت ہوئی پھر بھی رنج ہوا۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی ماں نظر نہ آئے گی جو بیٹے کی ولادت سے رنجیدہ ہو۔ مگر جناب فاطمہؑ کو رنج اس لئے ہوا کہ انہیں علم ہو چکا تھا کہ ان کا یہ بچہ قتل کردیا جائے گا۔ اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جبرائیلؑ پھر نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! پروردگار عالم آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ کو خوشخبری دیتا ہے کہ وہ اس فرزند کی اولاد میں امامت۔ ولایت اور وصایت کو مقرر کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ پھر جناب فاطمہؑ کو یہ خوشخبری سنائی۔ تو وہ بھی راضی ہو گئیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ نے اصلح لی فی ذریتی نہ فرمایا ہوتا تو آپ کی کل اولاد امام ہی امام ہوتی پھر فرمایا کہ امام حسینؑ نے نہ جناب فاطمہؑ کا دودھ پیا اور نہ کسی اور عورت کا۔ بلکہ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے جاتے اور آنحضرت اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں دیدیتے جس میں سے وہ اتنا چوس لیتے کہ وہ دو تین دن کے لئے کافی ہوتا۔ پس امام حسینؑ کا گوشت جناب رسول خدا صلعم کے گوشت اور خون سے بنا اور سوائے حضرت یحییٰؑ ابن زکریا اور امام حسینؑ کے اور کوئی بچہ چھ ماہ کا پیدا ہو کر زندہ نہیں رہا۔

؎ اُفٍّ :-

یہ لفظ سابقاً پ۱۵ اور پ۱۴ میں آچکا ہے۔ اصل میں اف ہر قسم کے میل کچیل (جیسے ناخن کا تراشہ وغیرہ) کو کہتے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے کسی چیز کے متعلق گندگی اور نفرت کے اظہار کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ شیخ المشائخ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورۂ اسراء میں رقمطراز ہیں :- "اصمعی کا بیان ہے کہ اُف کان کا میل ہے، تف ناخن کا۔ کسی چیز سے گھن ظاہر کرتے وقت اُف کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی معنی میں یہ اس کثرت سے بولا گیا کہ ہر اذیت رساں چیز کے بارے میں اہل عرب اس کا استعمال کرنے لگے۔ ثعلب ابن الاعرابی سے راوی ہیں کہ (فف" (جو اُف" کی اصل ہے) کے معنی جی میں گھٹنے اور تنگ دل ہونے کے ہیں۔ اولاد کو والدین کے متعلق ایسے کلمہ کے اظہار سے بھی منع کر دیا۔ کہ جس سے ماں باپ کے متعلق ذرا سی تنگدلی اور گرانی کا بھی اظہار ہو سکے ؛ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا

اللہ تعالیٰ سے فریاد چاہتے۔ تم پر افسوس تو ایمان لا یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پس وہ کہے گا

هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

یہ نہیں ہے مگر پہلوں کی کہانیاں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے برخلاف بات سچی ثابت

الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ

ہوئی ان اُمتوں میں جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گذر چکی ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ

یقیناً وہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہر ایک کیلئے ان اعمال کی جہت سے جو انہوں نے کئے کئی درجے ہیں اور

اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اسلئے کہ وہ انہیں انکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔ اور جس دن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آگ پر

عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

پیش کئے جائیںگے۔ وہاں سے کہا جائیگا کہ تم اپنی دنیا کی زندگی میں اپنی پاکیزہ چیزیں لے چکے۔ اور تم نے اس سے فائدہ

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ

بھی حاصل کیا لے پس آج کے دن اس وجہ سے کہ تم زمین میں ناحق بڑائی چاہا کرتے تھے اور بسبب اس کے

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا

کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔ تم ذلت کے عذاب کا بدلہ دیئے جاؤ گے۔ اور قوم عاد کے بھائی

عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ

(ہود) کا ذکر کر جبکہ اس نے اپنی قوم کو احقاف کی (ریتلی سرزمین) میں ڈرایا ٹے حالانکہ اس سے پہلے اور اس کے پیچھے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

کئی ڈرانے والے گذر چکے تھے۔ کہ تم لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ یقیناً میں تم پر بڑے

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا

دن کے عذاب سے خوف کرتا ہوں۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس آئے ہو تا کہ تم ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو۔ پس

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ

اگر تم سچے ہو تو ہم پر وہی چیز لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اس نے کہا ماسوا اسکے نہیں کہ علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس

لہ وَاسْتَمْتَعْتُمْ :-

تفسیر صافی ص ۴۶۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کھایا۔ پیا اور پہنا اور سواری کی۔ اور لکھا ہے کہ یہ آیت فلاں قبیلہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور المحاسن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباواجداد کے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھجور اور گھی سے ملا ہوا حلوہ لایا گیا تو آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا۔ اس پر لوگوں نے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! لیکن میں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ کہیں میرا نفس اس کا شائق نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی ✤

ٹہ بِالْاَحْقَافِ :-

تفسیر صافی ص ۴۶۳ پر ہے کہ احقاف حقف کی جمع ہے۔ اور وہ ایسے ریتلے مستطیل مرتفع میدان کو کہتے ہیں جس میں اونچے نیچے ٹیلے ہوں۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ احقاف سے مراد عاد کا ملک ہے جو شقوق سے اجفر تک چار منزل تک پھیلا ہوا ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ ان کے نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے۔ اور ان کا ملک بہت خیر و برکت کا تھا۔ اور اس میں فراوانی بہت رہتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سات سال تک بارش بند کر لی۔

ع ۲ ۱۰ ۳

وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور ان کے شہروں سے خیر و برکت جاتی رہی۔ اور حضرت ہودؑ انھیں وہی کچھ کہتے رہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ ہودؑ میں حکایتاً بیان کیا ہے۔ یعنی واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ۔ مگر وہ ایمان نہ لائے اور سرکش ہی رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو وحی کی کہ ان پر فلاں وقت عذاب آئے گا۔ وہ ہوا ہو گی۔ جس میں دردناک عذاب ہو گا۔ پس جب وہ وقت آیا تو انہوں نے بادلوں کی طرف دیکھا کہ ان کی طرف آ رہے ہیں۔ پس وہ اس سے خوش ہو گئے اور کہنے لگے، کہ یہ ہم پر برسے گا۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا۔ بل هو ما استعجلتم بہ۔۔۔۔ الخ اس آیت کے لفظ تو عام ہیں۔ مگر معنی خاص ہیں۔ اس لئے کہ اس ہوا نے بہت سی چیزیں ایسی چھوڑیں جنہیں ہلاک نہیں کیا اور ماسوا اس کے نہیں کہ اس نے ان کا کل مال تباہ کر دیا۔ اس قسم کی کل چیزیں جو پہلی اُمتوں کی ہلاکت سے متعلق ہیں اُمتِ محمدیہ کے ڈرانے کے لئے اور ان کو اس قسم کے افعال سے باز رکھنے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے جب اس ہوا کو محسوس کیا تو مومنین کو ساتھ لے کر ایک محفوظ مقام میں چلے گئے۔ اور اس ہوا نے آکر کافروں پر ریت کے ٹیلے ڈال دیئے جس کے نیچے وہ سات رات اور آٹھ دن دبے رہے۔ پھر ہوا نے اُن پر سے ریت ہٹا کر ان کی نعشوں کو اڑا کر سمندر میں پھینک دیا ✤

اللّٰهِ ۫ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

ہے اور میں تو تمہیں وہی چیز پہنچاتا ہوں جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو جو

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

جہالت کرتے ہو۔ پھر جب انہوں نے اپنی وادیوں کے مقابل آنے والا ایک بادل دیکھا۔ کہنے لگے یہ ہم پر مینہ برسانے

مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ

والا بادل ہے۔ (ایسا نہیں) بلکہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم نے جلدی کی (یہ) ایک ہوا ہے جس میں دردناک

اَلِیْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى

عذاب ہے۔ یہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دے گی۔ پس وہ ایسے ہو گئے کہ سوائے ان

اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ

کے مکانوں کے کچھ نہیں دیکھا جاتا تھا ہم اسی طرح گنہگاروں کی قوم کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور یقیناً ہم نے

مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا

انہیں اس چیز میں قدرت دی جس میں ہم نے ان کے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ پس نہ تو ان کے

وَّاَفْـِٕدَةً ۖؗ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ

کان ان کے کچھ کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل۔ جب کہ وہ اللہ تعالےٰ

مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ [1] اور جس چیز کے ساتھ وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے

بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ع وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى

اسی نے ان کو آگھیرا۔ اور یقیناً ہم نے ان بستیوں کو جو تمہارے گرداگرد ہیں ہلاک کر دیا ہوا ہے

وَصَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ

اور ہم نے آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کیا تاکہ وہ رجوع کریں۔ پھر ان کی انہوں نے کیوں مدد نہ کی [2] جن کو

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ

انہوں نے تقرب حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود اختیار کر لیا تھا۔ بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے۔ اور

وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ

یہ ان کا جھوٹ تھا اور (وہ بھی) جو وہ افترا کیا کرتے تھے۔ اور (وہ وقت یاد کر) جبکہ ہم نے جنوں میں سے

---

[1] یَجْحَدُوْنَ :- تفسیر صافی ص۴۶۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو بہت کچھ عطا کیا تھا۔ پھر انہوں نے کفر کیا۔ تو ان پر غضب نازل ہوا۔ پس تم اس بات سے ڈرتے رہو۔ کہ تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو۔ جیسا کہ ان پر ہوا۔

[2] فَلَوْلَا نَصَرَهُمْ :- تفسیر صافی ص۴۶۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنے جن جن معبودوں پر بھروسہ تھا، کہ وہ خدا کے ہاں ان کو قربت دلائیں گے اور یہ کہا کرتے تھے ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (یہ خدا کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں) انہوں نے ان کو ہلاکت سے کیوں نہ بچا لیا۔

ع ۳ ۶ ۳

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا

ایک جماعت کو تیری طرف پھیرا لہ کہ وہ قرآن کو سنیں۔ پس جب وہ اس کے پاس آئے کہنے لگے

أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا

خاموش ہو جاؤ پھر جب (قرآن کا سنانا) ختم کر دیا گیا وہ ڈرانے والے ہو کر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ کہنے لگے

يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا

اے ہماری قوم یقیناً ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی۔ وہ اس کی تصدیق کرنے والی

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾

ہے جو ان کے پاس ہے وہ حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتی ہے۔

يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ

اے ہماری قوم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے کا کہنا مان لو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہوں کو تمہارے لئے بخش

وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ

دیگا۔ اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لیگا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے کا کہنا نہ مانیگا۔ پس وہ زمین

بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي

میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والا نہیں اور اس کے لئے اس کے سوا کوئی سرپرست نہیں ہوگا۔ یہی لوگ

ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا

الْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ بَلَىٰ إِنَّهُ

کیا۔ اور ان کی پیدائش سے نہ تھکا اس بات پر قدرت رکھنے والا ہے کہ مُردوں کو زندہ کردے۔ ہاں یقیناً وہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ

ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس دن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (دوزخ کی) آگ پر پیش کئے جائیں

أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا

گے (ان سے کہا جائیگا کہ) کیا یہ دوزخ کی آگ حق نہیں وہ کہیں گے ہاں ہمارے پروردگار کی قسم (اللہ تعالیٰ) کہیگا پس تم

كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

عذاب کا مزہ چکھو بسبب اسکے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ پس تو صبر کر جس طرح کہ رسولوں میں سے الوالعزم رسولوں نے صبر کیا ۲

لہ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۶۴ پر ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ ہم نے ان کو تمہاری طرف مائل کر دیا تھا اور نفر دس سے کم تعداد کو کہتے ہیں۔

اور احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ یہ جن تھے۔ ان کی تعداد نو تھی۔ ایک تو نصیبین کے جنات سے تھا۔ اور آٹھ بنی عمرو بن عامر سے۔ اس میں ان کے نام بھی مذکور ہیں ❖

۲ہ اُولُوا الْعَزْمِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۶۴ پر ہے کہ اُولُو الْعَزْم کے معنے صاحبانِ شریعت ہیں، جنہوں نے اپنی اپنی شریعت کے قائم اور برقرار رکھنے میں پوری پوری کوشش کی۔ اور جو تکلیفیں آئیں ان کو برداشت کیا۔ نیز اس سے رسولوں میں سے بڑے کوشش کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے مراد ہیں۔ اور یہ خطاب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

کافی میں اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولوا العزم من الرسل نوحؑ وابراھیمؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ یہ الوالعزم کس طرح ہوگئے؟ آپ نے فرمایا: کہ حضرت نوحؑ کتاب اور شریعت کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اور جو پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آیا وہ انہی حضرت کی کتاب اور شریعت پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے صحیفوں کے ساتھ بھیجے گئے۔ اور اس حکم کے ساتھ کہ اب نوحؑ کی کتاب چھوڑ دی جائے کہ وہ منسوخ ہوگئی ہے۔ پس ہر نبی جو حضرت ابراہیم کے بعد مبعوث ہوا، وہ انہی حضرت کی شریعت اور طریقے اور صحیفوں پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام توریت اور اپنی شریعت اور اس حکم کے ساتھ آئے کہ اب حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے چھوڑ دیئے جائیں۔ پس جو نبی حضرت موسیٰؑ کے بعد مبعوث ہوا وہ توریت اور ان کی شریعت پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسےٰؑ انجیل اور اس حکم کے ساتھ مبعوث ہوئے کہ اب حضرت موسیٰؑ کی شریعت چھوڑ دی جائے پس حضرت عیسےٰؑ کے بعد جو نبی مبعوث ہوا۔ وہ انہی کی شریعت اور ان کے طریقے پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جناب محمد مصطفےٰؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید اور اپنی شریعت لے کر آئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کو حلال قرار دیا۔ وہ قیامت تک حلال ہے اور جس کو حرام قرار دیا۔ وہ قیامت تک حرام ہے ❖

وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا

اور ان کیلئے جلدی (عذاب) نہ مانگ جسدن وہ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں تو وہ ایسا خیال کریں گے

اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

گویا کہ یہ دن کے ایک گھنٹہ کے سوا نہیں رہے تھے (یہ خدا کی طرف سے) تبلیغ ہے پس کیا نافرمانوں کی قوم کے سوا کوئی اور ہلاک کیا جائیگا

ع ۹ — ۴

اٰیَاتُہَا ۳۸ — سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَدَنِیَّۃٌ — ۴ رُکُوْعَاتُہَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا ان کے اعمال کو (اللہ تعالیٰ) نے ضائع کر دیئے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰي مُحَمَّدٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا۔

وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾

اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اس نے ان سے انکی برائیاں دور کیں اور ان کا حال اچھا کر دیا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

یہ اس لئے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے باطل کی پیروی کی لہ اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے

اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾

پروردگار کی طرف سے (آئے ہوئے) حق کی پیروی کی لہ اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ

پس جب تم ان لوگوں سے ملاقات کرو جو کافر ہو گئے تو (ان کی) گردنیں مارنا۔ یہاں تک کہ جب تم انہیں

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً

خوب قتل کر چکو تو مضبوط باندھ لو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے اور یا فدیہ لینا یہاں

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڕ ذٰلِكَ ڕ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ

تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے۔ یونہی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا البتہ ان سے

لہ اِتَّبَعُوا الْبَاطِلَ :-
تفسیر صافی صہ ۴۶۴ پر ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے دشمنوں کی پیروی کی +

لہ اِتَّبَعُوا الْحَقَّ :-
تفسیر صافی صہ ۴۶۴، ۴۶۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۂ محمدؐ میں ایک آیت ہمارے بارے میں ہے اور ایک آیت ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے +

لمترجم :- جس آیت کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے حق میں فرمایا - وہ یہی آیت ہے اور جسے اپنے دشمنوں کے بارے میں فرمایا وہ اتبعوا الباطل والی آیت ہے جو حاشیہ نمبر ۱ میں بیان ہوئی +

معانقہ ۱۴ - وقف بین الوقفین افضل وقف ذالک ولکن حسن اتصاله بما قبله ولیوقف علی ذالک ۱۲

مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۠ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ

بدلہ لیتا۔ لیکن (جہاد کا حکم) اس لئے (دیا) کہ وہ تم میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ

میں قتل کئے گئے پس ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کئے جائیں گے۔ وہ عنقریب انہیں منزل مقصود پر پہنچائے گا ان کا حال

بَالَهُمْ ۝۵ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اچھا کر دیا جائیگا۔ اور وہ انہیں جنت میں داخل کر دیگا۔ اس نے اس سے انہیں شناسا کر دیا ۱؎ اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے

اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَالَّذِيْنَ

ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کروگے ۲؎ وہ تمہاری کریگا اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا۔ اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا

کفر کیا پس ان کے لئے خواری ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے انکے اعمال ضائع کر دیئے۔ یہ اسلئے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل

مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کیا انہوں نے یقیناً اس سے کراہت کی پس اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔ پس کیا وہ زمین میں چلے پھرے

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ

نہیں پھر وہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے۔ ان کا انجام کیسا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر

عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دیا اور کافروں کے لئے اس جیسے ہی انجام ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا سرپرست ہے جو ایمان

وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

لاچکے ۳؎ اور یہ کہ کافروں کے لئے کوئی سرپرست نہیں ۴؎ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لاچکے اور انہوں

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نے نیک عمل کئے جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ

يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۱۲

فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسی طرح کھاتے ہیں جیسے کہ چوپائے کھاتے ہیں اور آگ ان کے لئے رہنے کی جگہ ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْۤ اَخْرَجَتْكَ

اور بستیوں میں سے کتنی ہی تمہاری اس بستی سے جس نے تمہیں نکال باہر کیا قوت میں بہت زیادہ تھیں۔

۱؎ عَرَّفَهَا :-

اس نے اس سے شناسا کر دیا۔ اس نے اس کو پہنچوا دیا۔ اس نے اس کی تعریف کی۔ عَرَّفَ، تَعْرِيْف سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھا ضمیر واحد مؤنث غائب۔

امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں :۔ عَرَّفَهٗ کے معنی خوشبودار کرنے کے بھی آتے ہیں۔ جنت کے بارے میں جو یہ ارشاد ہو رہا ہے۔ عَرَّفَهَا لَهُمْ اس کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے جنت کو اہل جنت کے لئے خوشبودار اور مزین کر دیا۔ اور بعض نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ان سے اس کا وصف بیان کیا۔ شوق دلایا۔ اور اس کی طرف رہنمائی کی ٭

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۷)

۲؎ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ :-

اس آیۃ شریفہ کی رُو سے خود اللہ تعالیٰ لوگوں یعنی اپنی مخلوق سے مدد مانگ رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بعض برگزیدہ مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے جب کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھا جائے۔ پس "یا علی مدد" کہنا جائز ہوگا ٭

۳؎ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا :-

ع ۱۱ — ۱ — ۵

تفسیر صافی صفحہ ۴۶۵ پر ہے کہ اس آیت میں مَوْلٰی کے معنی ہیں ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرنے والا۔

۴؎ لَا مَوْلٰى لَهُمْ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۶۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے عذاب کا دفع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف نہیں ہے : ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ (پ ۷ انعام ع ۸)، اس لئے کہ اس میں مولیٰ کے معنی مالک کے ہیں ٭

اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

ہمنے انہیں ہلاک کر دیا پھر ان کے لئے کوئی مددگار نہ ہوا۔ پھر کیا وہ شخص لہ جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر

كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ

ہو اس جیسا ہو سکتا ہے ٢ جس کیلئے اسکے عمل کی برائی زینت دیدی گئی ہو اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہو۔ اس جنت کی مثال ٣

الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

جس کا پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا۔ اس میں غیر بدبودار پانی کی نہریں ہیں۔ اور دودھ کی نہریں

لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۵

جن کا مزہ نہیں بدلا۔ شراب کی نہریں۔ اور پینے والوں کو مزہ دینے والی

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ

اور صاف کئے گئے شہد کی نہریں۔ اور اس میں ان کے لئے ہر قسم کے پھل اور ان کے پروردگار

مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا

کی طرف سے بخشش ہو (کیا)، اس شخص کی مانند ہے جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہو۔ اور انکو کھولتا ہوا پانی پلایا گیا ہو

فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا

پھر اس نے ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالا ہو۔ اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو تیری طرف غور سے سنتے رہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ تیرے

مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ

پاس سے نکل کر گئے۔ تو ان لوگوں سے جنہیں علم دیا گیا ہے کہنے لگے۔ اس (رسول) نے ابھی کیا کہا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ

جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے چھاپ لگا دیا۔ اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔ اور جو لوگ ہدایت

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

پا گئے۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کی ہدایت کو زیادہ کر دیا اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرمایا۔ پس وہ نہیں انتظار کرتے مگر قیامت

السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ

کا کہ وہ انکے پاس اچانک آجائے۔ پس یقیناً اس کی نشانیاں آگئی ہیں ٤ پس کہاں ہوگی

اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ

ان کیلئے نصیحت جبکہ انکے پاس وہ قیامت آجائیگی۔ پس تو یہ جان لے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور تو اپنے

لہ كَانَ :-
تفسیر صافی ص۴۶۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں +

٢ہ كَمَنْ زُيِّنَ :-
تفسیر صافی ص۴۶۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد منافق لوگ ہیں +

٣ہ مَثَلُ الْجَنَّةِ :-
تفسیر صافی ص۴۶۵ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ کوئی مومن جنت میں ایسا نہ ہوگا۔ جسکے بہت سے باغات نہ ہوں۔ ان میں سے بعض میں ٹٹیاں لگی ہوں گی۔ اور بعض میں نہ ہوں گی۔ اور شراب پانی، دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہوں گی +

٤ہ اَشْرَاطُهَا :-
تفسیر صافی ص۴۶۵ پر بحوالہ الخصال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا! کہ قیامت کے آنے کی نشانی یہ ہے کہ لوگ نجوم پر ایمان رکھیں گے اور قضا و قدر کو جھٹلائیں گے —— اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ فالج زیادہ گرے گا۔ اور ناگہانی موتیں زیادہ ہوں گی —— روضۃ الواعظین میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ قیامت کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے۔ کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت غالب آجائے گی۔ اور شراب خوری بڑھ جائے گی۔ زنا پھیل جائے گا۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہو گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں میں صرف ایک مرد ہو گا +

لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ

اتہام کیلئے ؎۱ اور مومنوں اور مومنات کیلئے (اللہ تعالیٰ سے) پناہ مانگ اور اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور

مَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ

تمہارے ٹھہرنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے کہتے ہیں کہ کوئی سورۃ کیوں نہ اتاری گئی۔ پس جب کوئی

سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

محکم سورۃ اتاری گئی۔ اور اس میں لڑائی کا ذکر کیا گیا۔ تو تم نے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں مرض ہے

مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى

دیکھ لیا کہ وہ تمہاری طرف اس نظر سے دیکھتے ہیں جیسے وہ دیکھتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ پس ان کیلئے

لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ

خرابی ہے۔ فرمانبرداری اور اچھی بات کہنا (بہتر ہے) پھر جب (صاحب) امر نے پختہ ارادہ کر لیا ؎۲ پھر اگر وہ

صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ

اللہ تعالیٰ سے سچے رہتے تو البتہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ پس اندیشہ ہے کہ اگر تم حاکم ہو گئے ؎۳ تو تم زمین میں

تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

فساد کرو گے۔ اور اپنے رشتوں کو قطع کر دو گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

نے لعنت کی پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ پس کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں

الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓي

کرتے یا ان کے دلوں پر قفل ہیں۔ یقیناً وہ لوگ جو اپنی پشتوں پر (کفر کی طرف)

اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ

پھر گئے بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت واضح ہو گئی۔ شیطان نے ان کیلئے (کفر کو) اچھا کر کے دکھایا اور

وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ

اس نے انہیں لمبی لمبی امیدیں دلائیں۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جنہوں نے اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے

سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ښ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ

اتارا ناپسند کیا کہ عنقریب ہم بعض امور میں تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے راز کی باتیں بتانے کو جانتا ہے

ع ۸ / ۲ / ۶

؎۱ لِذَنْبِكَ :-
لفظ ذنب کی مکمل تشریح ص ۶۶۲ پر زیر حاشیہ ؎۲ کر دی گئی ہے۔ وہاں سے ملاحظہ کریں۔

؎۲ عَزَمَ :-
مصمم ہو گیا۔ پختہ ہو گیا۔ عَزْمٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
تفسیر کبیر میں ہے :۔ آیہ شریفہ فاذا عزم الامر میں عزم کی نسبت امر کی طرف ہے اور عزم امر میں نہیں بلکہ صاحب امر میں ہوتا ہے۔ اسلئے اس کے معنی ہوں گے "جب صاحب امر نے عزم کر لیا"۔ چنانچہ زمخشری نے یہی معنے لئے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو مجازاً کہا جائے جس طرح کہ ہم بولا کرتے ہیں۔ جاء الامر وولّی (امر آیا اور چلا گیا) کیونکہ پہلی صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امر کا وقوع ہی نہ ہو لیکن جب معاملہ آن ہی پڑے اور اسے ناپسند سمجھنے والا اس کے باطل کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس صورت میں پھر اس کا وقوع ہو کر رہے گا۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۹۱)

؎۳ عَسَيْتُمْ :-
توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔ عسیٰ جو افعال مقاربہ میں سے ہے۔ اس کا ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
قاضی شوکانی نے فتح القدیر میں لکھا ہے۔ کہ اس حرف استفہام (یعنی ھل) کو امر متوقع کے ثبوت کے لئے داخل کیا گیا ہے۔ یعنی یہ بتلانا ہے کہ یہ بات ہو کر رہے گی۔ (فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۳۶ طبع مصر ۱۳۴۹ھ)
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۳۱)
اور تفسیر صافی ص ۴۶۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام زین العابدین علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں، منقول ہے کہ تمہیں قطع رحم کرنے والے کی دوستی سے بچنا چاہیئے کہ میں نے کتاب خدا میں اس پر تین موقعوں پر لعنت پائی ہے۔ ایک تو یہی آیت ہے کہ اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے: اولئک الذین لعنھم اللہ ... الخ اور دوسری الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ..... اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار (پ ۱۳ رعد ع ۳) تیسرے فرمایا: الذین ینقضون .... اولئک ھم الخاسرون۔
(پ ۱ بقرہ ع ۳)

اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۝٢٧

پھر کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے انہیں پورا پورا لے لینگے (اور) وہ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہوں گے ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝٢٨

یہ اسلئے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا اور اس کی رضامندی کو ناپسند کیا۔ پس اس (اللہ تعالیٰ) نے انکے اعمال اکارت کر دیئے ۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝٢٩

کیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے یہ گمان کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کے کینے نہ نکالے گا۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝٣٠

اور اگر ہم چاہتے البتہ تمہیں وہ (لوگ) دکھا دیتے پھر تو البتہ ان کو ان کے چہروں سے پہچان لیتا اور تو ضرور انکو انکے انداز گفتگو سے پہچان لیتا ؎ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ۝٣١

اور البتہ ہم تمہیں آزمائیں گے ۔ یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور (جہاد پر) ثابت قدم رہنے والوں کو ظاہر کر دیں ؎ اور تمہاری خبریں جانچ لیں ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝٣٢

تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت واضح ہو گئی۔ وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے ۔ اور وہ عنقریب انکے اعمال اکارت کر دے گا ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝٣٣

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی ۔ اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝٣٤

یقیناً وہ لوگ جو کافر ہو گئے اور انہوں نے (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا پھر مر گئے اس حالت میں کہ وہ کافر تھے پس ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا ۔

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ

پس تم نہ سستی کرو اور نہ انہیں صلح کی طرف بلاؤ۔ درآنحالیکہ تم

ع ٩

؎ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ :-

تفسیر صافی صفحہ ٤٦٧ پر بحوالہ امالی جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے چار کلمات کہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق اپنی کتاب میں فرمادی۔ میں نے کہا۔ اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ فَاِذَا تَكَلَّمَ ظَهَرَ (آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے جب بات کریگا ظاہر ہو جائے گا)، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیگئی ہے لحن القول سے مراد ان کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے اسی طرح کی روایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے بھی منقول ہے۔ اور عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ ہم اپنی اولاد کی پہچان علی ابن ابی طالب کی محبت سے کیا کرتے تھے۔ اور جب ہم ان میں سے کسی کو ایسا پاتے کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے محبت نہیں رکھتا۔ تو ہم جان لیتے کہ اس کی ولادت صحیح نہیں۔

حضرت انسؓ نے کہا: کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کوئی منافق پوشیدہ نہ رہا +

؎ نَعْلَمَ :-

ہم جانتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے (سمع) عِلْمٌ سے جس کے معنی کسی شئے کو اس کی حقیقت کے ساتھ جاننے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ متکلم مع الغیر۔ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کسی شئے کی ذات کا ادراک دوسرے کسی شئے میں ایسی شئے کے پائے جانے کا حکم لگانا جو اس میں موجود ہے۔ یا کسی شئے کے متعلق شئے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں۔

چونکہ علم مسبوق بالجہل ہوتا ہے اور اس کا حصول اگرچہ کسب کی بنا پر ہوتا ہے۔ مگر یہ کسب جہالت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے معنی کا ذات باری تعالیٰ پر اطلاق نہیں ہوتا۔ کیونکہ ذات باری تعالیٰ جہل و اکتساب سے منزہ ہے۔ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔ اسے سب معلوم ہے۔ اور جو نہ ہوگا اس کے متعلق بھی اس کو یہاں تک علم ہے کہ اگر وہ ہوتا تو کیونکر ہوتا۔ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو اس کی عین ذات ہے۔ لہذا جہل کا ہونا اس کے حق میں محال ہے پس قرآن مجید میں جہاں جہاں علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کو دی گئی ہے وہاں اس کے دوسرے معنی مراد ہیں۔ یعنی کسی شئے میں ایسی شئے کے پائے جانے کا حکم لگانا جو اس میں موجود ہے۔ یا کسی شئے کے متعلق شئے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں۔ آیہ مجیدہ کے ترجمہ میں اس مفہوم کو "ظاہر کر دیں" سے واضح کر دیا ہے جو درست ہے۔

خلاصہ بحث در معنی عَلِمَ وَ اَعْلَمُ مندرجہ لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ١٦٨ جلد ٤ صفحہ ٣٤٠) +

اَلْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ

غالب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو لہ ہرگز ضائع نہ کریگا۔ ماسوا اسکے نہیں کہ دنیا کی

الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَ

زندگانی کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیزگار ہو تو وہ تمہیں تمہارے اجر دیگا۔ اور

لَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔــلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ

تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا۔ اگر وہ اس (مال) کو تم سے مانگے پھر سوال میں اصرار کرے (تو) تم بخل کرو

يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ

اور وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے کینے نکال دیگا۔ خبردار! تم وہ لوگ ہو کہ تم بلائے جاتے ہو تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ

کرو۔ پس تم میں کوئی وہ ہے جو بخل کرتا ہے۔ اور جو بخل کرتا ہے پس ماسوا اس کے نہیں کہ اپنی ہی

عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا

ذات سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم فقیر ہو۔ اور اگر تم منہ پھیر لوگے

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

تو وہ تمہارے سوا دوسری قوم بدل دے گا ۲ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ

اٰیاتہا ۲۹ — رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

یقیناً فتح کی ہم نے تمہارے لئے ایک نمایاں فتح۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ڈھانپ لے ۳ تیرے اتہام ۴ کو جو (ہجرت سے پہلے) گذرا۔ ۵

وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾

اور جو (ہجرت سے) پیچھے ہوا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کرے۔ اور تمہیں سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ

اور اللہ تعالیٰ زبردست نصرت سے تیری نصرت کرتا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسکین اتاری ۵

لہ يَتِرَكُمْ :-
تفسیر صافی ص۴۶۷ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کریگا۔ یہ لفظ وترۃ سے ہے جس کے معنی ہیں کسی قریبی تعلقدار یا سرگرم دوست کو قتل کر دینا یا اکیلا کر دینا۔ اعمال کیلئے اس لفظ کا استعمال اس معنی میں ہے کہ کسی شخص کے اعمال کو ضبط کر لینا اور اسے اعمال سے خالی چھوڑ دینا ✦

۲ە يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا :-
تفسیر صافی ص۴۶۷ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے۔ کہ اصحاب رسولؐ میں سے چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے؟ اس وقت حضرت سلمان فارسی آنحضرت صلعم کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپؐ نے اس کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم۔ قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا پر بھی لٹک رہا ہوگا۔ تو فارس (ایران) کے لوگ اسے لے آئیں گے ✦

۳ە لِيَغْفِرَ :-
یہ لفظ مغفرت سے ہے جس کے معنی ڈھانپ لینا اور چھپا لینا ہیں۔ اسی سے مِغْفَر ہے۔ یعنی خود کی زرہ جسے ٹوپی کے نیچے پہنتے ہیں۔ یا زرہ کا ٹکڑا جسے سپاہی لڑائی کے وقت اپنے منہ پر ڈال لیتا ہے ✦
(بیان اللسان ص۴۳۴)

۴ە ذَنْۢبِكَ :-
ذَنْب مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ذَنْب کے مختلف معنی ہیں۔ پیچھے چلنا۔ کسی کے ساتھ ہر دم رہنا اور اس کو نہ چھوڑنا۔ (بیان اللسان ص۲۹۶، اور لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص۳۶) پر ہے کہ اصل میں ذَنْب کے معنی کسی چیز کی دم پکڑنے کے ہیں۔ اور دم کے اعتبار سے ہی اس کا استعمال ہر اس فعل کے متعلق ہوتا ہے جس کا انجام برا ہو۔ پس لغوی اعتبار سے ذَنْب کے معنی گناہ نہیں بلکہ مرادی معنی میں صرف برے انجام کی وجہ سے اُسے ذنب کہتے ہیں۔ چونکہ گناہ کا انجام برا ہے اس لئے اُسے ذنب کہتے ہیں۔ اصل معنی دم پکڑنے یا انجام ہی کے ہیں۔ نہ کہ گناہ کے۔ اور کسی کو دم لگا دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر اتہام لگا یا گیا۔ اور کسی کے پیچھے چلنا یا پیچھے لگ جانا بھی اسی مفہوم کو ظاہر کرتا ہے یعنی کسی پر خواہ مخواہ اتہام تھوپ دینا۔ جسکی حقیقت کچھ نہ ہو۔ آنحضرت صلعم ہر قسم کے گناہ سے مبرا اور منزہ تھے۔ ان کی ذات پر گناہ کی نسبت تو دی ہی نہیں جاسکتی۔ پس اس سے مراد اتہام ہی ہو سکتا ہے۔ جو کفار حضورؐ کو دیا کرتے تھے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ شاعر ہے۔ کاہن ہے۔ مجنون ہے۔ جادوگر ہے۔ باتیں گھڑ گھڑ کر بیان کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز ان کا یہ الزام بھی تھا کہ ان کے تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی اَن دیکھے خدا کو مانتا ہے اور ان کی نظروں میں یہ سب سے بڑا اتہام تھا۔ لیکن فتح مکہ ہو جانے کے بعد یہ سب الزام جاتے رہے اور توحید کا بول بالا ہو گیا۔ تفسیر صافی ص۴۶۹ پر بحوالہ عیون اخبار الرضاؑ منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا، تو آپؑ نے فرمایا کہ مکہ کے مشرکوں کے نزدیک جناب رسول خدا صلعم سے زیادہ کوئی گنہگار نہ تھا۔ اسلئے کہ خدا کو چھوڑ کر تین سو ساٹھ بت پوجتے تھے۔ اور جب آنحضرتؐ نے کلمۂ توحید کی دعوت دی۔ وہ ان پر گراں گزری اور انہوں نے کہا: اجعل الالٰهة الٰها واحدا (پ۲۳ والصفٰت ع۹) (کیا اس نے سب معبودوں کو ایک ہی بنا دیا) پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے ہاتھ پر مکہ فتح کر دیا۔ تو فرمایا: انا فتحنا لک..... وما تاخر۔ یعنی مشرکین مکہ کے نزدیک توحید خدا کی طرف بلانے کی وجہ سے جو بھی تمہارے خلاف اتہام مشرکین مکہ کی نگاہ میں تھے وہ سب ڈھانپ دیئے گئے۔ اس طرح کہ بعض ان (باقی حاشیہ ص۶۶۳ پر)

الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ لہ اور ایمان بڑھاتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اور زمین کے لشکر۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ تا کہ وہ مومن مردوں اور

الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ

مومنہ عورتوں کو جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور وہ

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ

ان سے اُن کی برائیاں دور کرے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور منافق

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ ٢

مردوں اور منافق عورتوں۔ اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٢ہ

بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

برے گمان رکھنے والے ہیں عذاب کرے برائی کی گردش انہیں کے اوپر ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا

وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ

اور اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کیا۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

آسمانوں اور زمین کے لشکر۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ یقیناً ہم نے تمہیں گواہی دینے والا

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ تا کہ تم (لوگ)، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تم اُسے

وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ

قوت دو اور تم اس کی توقیر کرو اور صبح شام تم اس کی تسبیح کرتے رہو۔ یقیناً جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں ماسوا

اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا

اسکے نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے ٣ہ پس جس نے عہد کو توڑ دیا

يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ

ماسوا اس کے نہیں کہ وہ اپنے ہی نفس پر توڑتا ہے اور جس نے اس چیز کیساتھ وفا کی جس پر اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ٤ہ

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

مشرکین مکہ میں سے اسلام میں داخل ہو گئے اور بعض مکہ سے نکل گئے اور جو باقی رہے وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ جب تم لوگوں کو توحید خدا کی دعوت دیتے ہو تو وہ روکنے کی اور انکار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے پس تمہارے ان پر واپس آجانے کی وجہ سے تم پر جو اتہام تھے وہ دھل گئے ❖

٥ہ السَّکِیْنَۃ :-

تفسیر صافی ص ۴۶۹ پر ہے کہ اس کا مطلب ثابت رہنا اور مطمئن ہونا ہے۔ اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ السکینہ سے مراد ایمان ہے ❖

حاشیہ صفحہ ھٰذا

لہ المؤمنین :-

تفسیر صافی ص ۴۶۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کی اور صلح سے انکار نہیں کیا ❖

٢ہ الظَّآنِّیْن :-

تفسیر صافی ص ۴۶۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صلح سے انکار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتہام لگایا ❖

٣ہ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ :-

تفسیر صافی ص ۴۶۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول بیعت کرتے وقت تیرا ہاتھ جو ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے تو وہ بمنزلہ خدا کے ہاتھ کے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ تم سے بیعت کرنے میں درحقیقت خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

عیون اخبار الرضا میں حدیث بیعت میں منقول ہے۔ کہ بیعت کا اقرار کرنا چھنگلی سے لے کر انگوٹھے تک ہے۔ اور اس کا توڑ دینا انگوٹھے سے لے کر چھنگلی تک ہوتا ہے ❖

٤ہ عَلَیْہُ :-

اس پر۔ اس کے اوپر۔ عَلیٰ حرف جرہ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور۔

آیہ شریفہ بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ میں عَلَیْہ کی ھاء پہ واؤ کو حذف کرنے کے بعد ضمہ اس لئے رہنے دیا تا کہ اللہ کا لفظ پُر کر کے پڑھا جائے۔ اصل میں ضمیرہٗ۔ ھُوَ تھی ❖

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۳۵۵)

ع ۱۰ ۹

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا

پس عنقریب وہ بھی اسے بہت بڑا اجر دیگا۔ عنقریب بدوؤں سے پیچھے رہ جانے والے لہ تم سے کہیں گے کہ ہمیں ہمارے

أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ

مالوں اور ہمارے گھر والوں نے مشغول کر لیا پس آپ ہمارے لئے مغفرت طلب کریں وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں

فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ

جو ان کے دلوں میں نہیں (اے رسول) کہدو پھر کون تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ اختیار رکھتا ہے اگر وہ

ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾ بَلْ

تمہیں ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے یا تمہیں نفع دینے کا ارادہ کرے (ایسا نہیں)، بلکہ جو کچھ تم کرتے اللہ تعالیٰ اسکی پوری پوری

ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا

خبر رکھنے والا ہے۔ بلکہ تم نے یہ گمان کیا کہ رسول اور مومن، اپنے گھر والوں کی طرف کبھی نہ پلٹیں گے

وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ

اور تمہارے دلوں میں یہ گمان زینت دے دیا گیا۔ اور تم نے گمان کیا برا گمان۔ اور تم ہلاک

قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا

ہونیوالے تھے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا۔ پس یقیناً ہم نے

لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ

کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی حکومت وہ بخشد یتا ہے۔

لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾

جس کے لئے چاہے اور عذاب دیتا ہے جس کو چاہے لہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنیوالا ہے

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا

عنقریب پیچھے بیٹھ رہنے والے کہیں گے جبکہ تم غنیمتوں کی طرف چلو گے تاکہ انہیں لیلو کہ تم ہمیں چھوڑ دو کہ ہم تمہارے

نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا

پیچھے (پیچھے) چلیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بدل ڈالیں لہ (اے رسول) کہدو تم ہرگز ہمارے پیچھے نہیں

كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ

چلو گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے سے کہا ہے پس وہ عنقریب کہیں گے (ایسا نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ

لہ اَلْمُخَلَّفُوْنَ :۔
تفسیر صافی صنؔ ۴۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ جاتے وقت ساتھ چلنے کو فرمایا تھا اور جب آپ حدیبیہ سے مدینہ منورہ کو لوٹ کر آئے۔ تو غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ تو اس وقت ان پیچھے رہ جانے والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جانے کی اجازت مانگی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سیقول لک المخلفون.....الخ

لہ مَنْ يَّشَآءُ :۔
تفسیر صافی صنؔ ۴ پر ہے کہ بخشش اور رحمت تو اس کی عادت مستمرہ ہے اور عذاب دینا۔ اس کی قضا و قدر کے تحت بالعرض ہے اسی لئے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ (میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے) ؛

لہ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ :۔
تفسیر صافی صنؔ ۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ جانے والوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کو غنیمت مکہ کے بدلے غنیمت خیبر عطا فرمائے گا۔ اور پیچھے بیٹھ جانے والے یہ چاہتے تھے۔ کہ خیبر کی غنیمت میں ہم بھی شریک ہو جائیں۔ اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو بدل دیں ؛

كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ

وہ سمجھتے ہی نہ تھے مگر تھوڑا۔ (اے رسول) بدوؤں میں سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں سے کہہ دو

سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ

عنقریب تم ایک سخت لڑائی کرنیوالی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے لہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے

فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ

پس اگر تم اطاعت کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا اجر دیگا لہ اور اگر تم پھر جاؤ گے جیسا کہ تم پہلے پھر چکے ہو تو

مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ

وہ تمہیں دردناک عذاب کی سزا دے گا۔ نہ تو اندھے پر کوئی تنگی ہے۔ اور نہ

وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ

لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ بیمار پر کوئی تنگی ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس

اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ

کے رسول کی اطاعت کریگا وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو کوئی پھر جائے

يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ

گا وہ اسے دردناک عذاب کی سزا دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کامل صفت مومنوں سے راضی ہو گیا۔

إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ

جس وقت کہ انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ پس اس نے ظاہر کر دیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پھر اس نے

السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۱۸﴾ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً

ان پر تسکین اتاری۔ اور انہیں ایک قریبی فتح انعام دی سہ اور بہت غنیمتیں جنہیں وہ لیں

يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ

گے سہ اور اللہ تعالیٰ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت

كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ

غنیمتوں کا وعدہ کیا جنہیں تم لو گے۔ پھر یہ تمہارے لئے اس نے جلدی کی۔ اور اس نے تم سے لوگوں

عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا

کے ہاتھ روکے۔ اور تاکہ یہ مومنوں کے لئے ایک نشانی ہو جائے اور وہ تمہیں سیدھے راستہ کی

النصف

ع ۲ ۱۰

لہ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ :-
تفسیر صافی ص۴۷۰ پر ہے کہ اس قوم سے مراد قبیلہ ہوازن - اور قبیلہ ثقیف ہیں +

لہ أَجْرًا حَسَنًا :-
تفسیر صافی ص۴۷۰ پر ہے کہ اس سے مراد دنیا میں مال غنیمت ہے اور آخرت میں ثواب اور جنت +

سہ فَتْحًا قَرِيبًا :-
تفسیر صافی ص۴۷۰ پر ہے کہ اس سے مراد فتح خیبر ہے جو انہیں حدیبیہ سے واپسی پر نصیب ہوئی +

سہ مَغَانِمَ كَثِيرَةً :-
تفسیر صافی ص۴۷۰ پر ہے کہ اس سے مراد خیبر کی غنیمت ہے +

مُّسْتَقِيمًا ﴿۲۰﴾ وَّأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَ

ہدایت کرتا رہے۔ اور دوسری (فتح) کہ تم اس پر قادر نہ ہو سکے تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس پر احاطہ کر لیا اور

كَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اگر تم سے وہ لوگ لڑتے جو کافر ہو گئے۔ البتہ وہ

لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللَّهِ

پیٹھ پھیر لیتے پھر وہ نہ کوئی سرپرست پاتے اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔ (یہ) اللہ تعالیٰ کی رسم ہے ؎۱

الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿۲۳﴾

جو پہلے سے چلی آئی ہے۔ اور تو ہرگز اللہ تعالیٰ کی رسم کو تبدیل ہوتے نہ پائے گا۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن

اور وہ وہی ہے جس نے اُن کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کے اندر روک کے رکھا بعد

بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ

اس کے کہ ان پر فتح دیدی ؎۲ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے۔ یہ وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا

لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا۔ اور تمہیں مسجد حرام سے روکا۔ اور قربانی روکی ہوئی۔ کیا

أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ

وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچے۔ اور اگر کچھ ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں نہ ہوتیں جنہیں

تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ

تم نہیں جانتے تھے کہ ان کو (لڑائی میں) روند ڈالتے پھر تمہیں ان سے بےخبری ؎۳ میں نقصان پہنچ جاتا (مگر ایسا نہیں

لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ

ہوا) تاکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر وہ (مومن) جدا ہو گئے ؎۴ جاتے تو انمیں سے جو کافر

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۲۵﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي

ہو گئے ہم ضرور انہیں دردناک عذاب کی سزا دیتے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے اپنے

قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ

دلوں میں جاہلیت والی حمیت کی ضد کو قرار دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور

؎۱ سُنَّةَ اللّٰهِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو امتیں گذر چکیں ان میں اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا۔ کہ اس کے انبیاء غالب رہینگے جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی (اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے ✦

؎۲ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد اس کے کہ تم نے مدینہ سے حرم مکہ کا قصد کیا وہ خود تم سے صلح کے خواہاں ہوئے۔ اس سے پہلے انہوں نے مدینہ میں تم پر غزور کیا تھا اور تم صلح کے خواہاں ہوا کرتے تھے۔ اب وہ صلح کے خواہاں ہیں ✦

؎۳ بِغَيْرِ عِلْمٍ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیدی۔ کہ اس صلح کا اصلی باعث یہ ہے کہ جو مومن مرد اور مومنہ عورتیں مکہ میں تھیں اگر صلح نہ ہوئی ہوتی اور لڑائی ہوتی، تو وہ قتل ہو جاتے۔ صلح ہو جانے سے وہ امن میں رہے۔ اور انہوں نے اپنے اسلام کو بھی ظاہر کر دیا اسی سے کہا جاتا ہے کہ یہ صلح اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی ✦

؎۴ لَوْ تَزَيَّلُوا :-

تفسیر صافی صفحہ ۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا جناب علی علیہ السلام کو قوت جسمانی حاصل نہیں تھی؟ یا وہ امر خدا کے اجراء کی طاقت نہ رکھتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ ضرور رکھتے تھے۔ اس پر کسی نے عرض کی۔ پھر کیا چیز مانع تھی کہ انہوں نے دفاع نہ کیا اور بدلہ نہ لیا؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو نے پوچھا ہے تو جواب کو بھی سمجھ لے۔ علی علیہ السلام کو کتاب خدا کی ایک آیت مانع تھی۔ عرض کیا گیا کہ وہ آیت کون سی ہے؟ آپ نے وہی آیت تلاوت فرمائی: لو تزیلوا ...... ✦

پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے صلب میں جو کافر اور منافق ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مومن ودیعت فرما دیئے تھے۔ اور علی علیہ السلام کا یہ کام نہ تھا کہ جب تک خدا کی یہ ودیعتیں پیدا نہ ہولیں ان کے باپ دادا کو قتل کر دیتے۔ ہاں جب وہ امانت ان کے صلب سے باہر آگئی تو اللہ تعالیٰ نے جس کو مناسب سمجھا اُن پر مسلط فرما دیا۔ اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ اور اسی طرح اہلبیت کو اللہ تعالیٰ اس وقت ظاہر نہ کرے گا۔ جب تک اس کی کل امانتیں کافروں اور منافقوں کے صلب سے باہر نہ آجائیں۔ اور جب وہ باہر آچکیں گی تو پھر جن کو ان پر مسلط کرنا ہے مسلط کر دے گا کہ وہ ان کو قتل کر دیں ✦

عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا

مومنین پر تسکین اتاری۔ اور تقویٰ کا کلمہ ان پر لازم کر دیا۔ اور وہ اس

اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ ع ۳/۱۱

کے بہت حقدار اور اس کے اہل تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کر دکھایا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں

اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ

امن کے ساتھ داخل ہوگے۔ اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے۔ اپنے بال کترواتے ہوئے۔

لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ

تم خوف نہ کروگے۔ پس اس نے وہ چیز ظاہر کر دی جو تم نہیں جانتے تھے پھر اس نے اسکے علاوہ ایک قریبی

فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

فتح قرار دی۔ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

سب دینوں پر غالب کر دے [1] اور گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ محمدؐ اللہ تعالیٰ کا رسول

اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ

ہے [2] اور جو لوگ اس کے ہمراہ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں۔ آپس میں بڑے رحمدل ہیں۔

رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ

تو انہیں رکوع کرنیوالے اور سجدہ کرنیوالے دیکھے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں۔ انکے چہروں

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ

میں سجدوں کے اثر سے نشانیاں (ظاہر) ہیں۔ ان کی یہ مثل توراۃ میں ہے۔ اور ان کی مثل

فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى

انجیل میں ہے۔ کھیتی کی مانند اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس کی کمر (تنے) کو مضبوط کیا پھر وہ (تنا) موٹا

عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ

ہوا پھر اس نے اپنی جڑ پر قرار پکڑا زراعت کرنیوالے کو اچھی لگتی ہے تاکہ ان کے ذریعے سے کافروں کو غصہ دلائے وعدہ

معانقة ۱۵

[1] لِيُظْهِرَهٗ :-

تفسیر صافی ص۴۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد وہ امام ہے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرما کر اپنے دین کا حاکم مقرر فرمائے گا۔ پس وہ تمام زمین کو عدل اور انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ اور یہ آیت منجملہ ان آیتوں کے ہے جن کی تاویل تنزیل کے بعد ظاہر ہوگی ◆

[2] مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ :-

تفسیر صافی ص۴۱ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ (پ۲ بقرع۱) جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس (رسولؐ) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں)، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توریت۔ انجیل اور زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت۔ ان کے اصحاب کے حالات۔ آپؐ کی بعثت اور ہجرت کی جگہ سب کچھ بتلا چکا تھا۔ اور اسی کو اپنے قول میں جتلایا ہے ◆

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع ۴ / ۱۲

کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے بخشش اور بہت بڑے بدلہ کا

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ

اٰیاتُہا ۱۸ — رُکُوعاتُہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے (کسی بات میں) آگے نہ بڑھو اور

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! لہ

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو۔ اور نہ اس سے اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح کہ تم

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

ایک دوسرے سے بلند آواز سے بولتے ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں۔ اور تم شعور بھی نہ رکھتے ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

یقیناً وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو اللہ تعالیٰ کے رسول کے پاس دھیمی کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

جن کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے امتحان لے لیا۔ ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا بدلہ

عَظِيْمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ

ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو تمہیں حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں۔ کہ ان میں سے اکثر عقل سے

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ

کام نہیں لیتے۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکل آتا۔ البتہ یہ ان کے

خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ

لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے اگر تمہارے پاس

لہ لَا تَرْفَعُوْا :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۷۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت قبیلۂ بنی تمیم کے مہمانوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے، تو ان کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے کہ اے محمدؐ! ہم سے ملنے باہر آئیے۔ اور جب آنحضرت صلعم باہر آتے تو چلنے میں آپ کے آگے آگے چلتے اور جب آپؐ سے بات کرتے تو اپنی آوازوں کو آپؐ کی آواز سے بلند کرتے۔ اور برابر یہ کہتے کہ: یا محمدؐ یا محمدؐ! آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں۔ اور اس میں کیا فرماتے ہیں۔ یعنی بالکل اسی طرح بات کرتے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کیا کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں ؎

کہ الحُجُرات :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۷۲ پر ہے کہ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے حجرے ہیں ؎

جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ
کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو تم تحقیق کر لیا کرو ۱ (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو جہالت سے نقصان پہنچاؤ

فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝٦ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ
پھر جو تم نے کیا اس پر نادم ہو۔ اور تم جان لو کہ یقیناً تم میں اللہ تعالیٰ کا رسول

اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
ہے۔ اگر وہ اکثر معاملات میں تمہارا کہنا مان لیا کرے۔ تو البتہ تم تکلیف میں پڑ جاؤ لیکن اللہ

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ
تعالیٰ نے تمہاری طرف ایمان کو محبوب بنا دیا۔ اور اس نے اسے تمہارے دلوں میں زینت دیدی اور اس

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝٧
نے تمہاری طرف کفر اور فسق اور نافرمانی کو ناپسند کیا۔ یہی لوگ نیک چال پر ہیں۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٨ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ
(یہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اور اگر ۲

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا
مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ تو تم ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو۔ پس اگر ان دونوں میں سے

عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ
ایک نے دوسرے پر بغاوت کی تو جو (جماعت) بغاوت کرتی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف

فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ
رجوع کرے پس اگر اس نے رجوع کر لیا تو تم دونوں کے درمیان عدل کیساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرتے رہو۔ یقیناً اللہ

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٩ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ
تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ ماسوا اسکے نہیں کہ مومن (آپس میں) بھائی بھائی ہیں ۳ پس تم اپنے دونوں

اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝١٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ کوئی

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ
قوم دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور

۱ فَتَبَيَّنُوْا :-
تفسیر صافی ص۴۷۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس وقت تک صبر کرو۔ جب تک کہ تم پر اصلی حال نہ کھل جائے۔

۲ طَاۗىِٕفَتٰنِ :-
تفسیر صافی ص۴۷۲ پر بحوالہ کافی و تہذیب و تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد بزرگوار کے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا بھی ہے۔ جو میرے بعد تاویل قرآن پر اسی طرح جہاد کرے گا۔ جیسا کہ میں نے تنزیل پر کیا پوچھا گیا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: خاصف النعل (جوتا مرمت کرنے والا حضورؐ کا) جس سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام تھے۔ (چنانچہ جب وہ وقت آیا) حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا: کہ میں اس علم کے نیچے جناب رسول اللہ صلعم کی معیت میں تین جہاد کر چکا ہوں۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ہمیں مارتے مارتے نخلستان ہجر تک بھی پہنچا دیں۔ تب بھی ہمارے اس یقین میں کبھی فرق نہ آئے گا۔ کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر۔

۳ اِخْوَةٌ :-
تفسیر صافی ص۴۷۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن حقیقی بھائی ہیں جب ان میں سے کسی ایک پر بلا وارد ہوتی ہے تو دوسروں کی بھی نیند اڑ جاتی ہے۔

ع ١ ١٠ ٣ الثلٰثة

لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا

نہ دوسری عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور اپنے لوگوں کو عیب

اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

نہ لگاؤ۔ اور ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے نام نہ ڈالو۔ له ایمان کے بعد نافرمانی کے نام (رکھنا) بہت

بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪

برا ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے تم بہت سے گمان کرنے سے پرہیز کرو۔ یقیناً بعض گمان

الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ

گناہ ہے۔ اور تم جاسوسی نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی

اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

ایک اسے پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے پس تم اسے مکروہ جانوگے اور تم اللہ تعالیٰ سے ہی

اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ

ڈرو! یقیناً اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا بہت رحم والا ہے۔ یقیناً ہم نے تمہیں نر (مرد) اور مادہ (عورت) سے پیدا

وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ

کیا اور ہم نے تمہیں خاندان اور قبیلے بنایا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ مکرم

اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑬ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ

وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے له یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ بدوؤں

قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ

نے کہا ہم ایمان لائے (اے رسول) کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم (یہ) کہو (کہ) ہم اسلام لائے اور ابھی تک ایمان تمہارے

فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ

دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کروگے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم

اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

نہ کریگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ مومن وہ لوگ

له بالالقاب:-

خطابات۔ لقب۔ لقب کی جمع۔ انسان کے اصلی نام کے علاوہ جو دوسرا نام ہوتا ہے اسکو لقب کہتے ہیں۔ علم (اصلی نام) اور لقب میں فرق ہے کہ علم میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔ لیکن لقب میں معنی کا لحاظ ہوتا ہے۔ لقب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو عزت و شرف کے اعتبار سے ہو جیسے بادشاہوں کے القاب ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو بطور چڑانے کے رکھ دیا جائے۔ آیہ شریفہ ولا تنابزوا بالالقاب (اور ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے نام نہ ڈالو) میں دوسری ہی قسم کے القاب مراد ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

له اتقکم:-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ شعوب سے مراد عجمی ہیں۔ اور تفسیر مجمع البیان میں یہی روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو حسب و نسب کی وجہ سے فخر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا: کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے تمہاری زمانہ جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کرنا دور کر دیا عربیت اس پر موقوف نہیں کہ کسی کا باپ عرب ہو۔ عربیت تو ایک زبان ہے۔ پس جو شخص اس زبان میں کلام کرے۔ وہی عربی ہے۔ خبردار ہو جاؤ! کہ تم آدم میں سے ہو اور آدم مٹی سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

لمترجم:۔ تفاخر کے کلیہ سے اولاد رسول مستثنےٰ ہیں اور اس قاعدہ کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ ان کا حسب نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اور آپ کی ذات گرامی پر فخر کرنا عین ایمان ہے۔ اس لئے کہ بیشمار صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود اصلاب طاہرہ میں سے ہونے کا فخر کیا ہے اور اپنی ذریت کے بارے میں فرمایا ہے، کہ انہیں دوسروں پر قیاس نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ان کی رگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خون گردش کر رہا ہے اور توارث صفات کے نظریہ کے ماتحت ان میں آنحضرت صلعم کی صفات کا کسی حد تک پایا جانا ضروری ہے علم النفس یا سائیکالوجی کی عصری تحقیقات اور ریسرچوں (RESEARCHES) نے ثابت کر دیا ہے کہ نظریہ توارث صفات ایک ایسا وسیع قانون ہے۔ جس کے اچھے یا برے اثرات ہر انسان اپنے ماں باپ سے قبول کرتا ہے اور انسانی اعمال کی بڑی تعداد اصول توارث صفات کی محکوم ہے جس طرح اولاد شکل و صورت میں اپنے والدین کا نمونہ ہوتی ہے باطنی صفات بھی ان کی جیتی جاگتی تصویر بن جاتی ہے۔ ایک بہادر کی اولاد کو عموماً بہادر ہی دیکھا جاتا ہے۔ ایک عالم کی اولاد میں علم کا رجحان بیشتر ہوتا ہے۔ صرف کمالات ہی نہیں بلکہ اچھائی برائی سب میں انسان اپنے والدین کا دوسرا عکس ہوتا ہے۔ طول عمر۔ قد قامت۔ ڈیل ڈول۔ افسردگی اور جنون میں اکثر اولاد نے اپنے ماں باپ سے وراثت پائی ہے ——— اگر اولاد رسولؐ میں آنحضرت صلعم کی صفات کا عکس نہ ہوتا تو جس طرح آپ پر صدقہ حرام تھا اولاد پر حرام نہ ہوتا ——— یہ بھی یاد رہے کہ قبیلے اور خاندان اللہ تعالیٰ نے خود بنائے ہیں کوئی قبیلہ والا خواہ کتنا ہی تقویٰ میں ترقی کر جائے اولاد رسولؐ سے نہیں بڑھ سکتا۔ سونا اگر گندی نالی میں گر جائے اور پیتل مخمل کی گدی پر رکھا جائے تو بھی سونا سونا ہی رہیگا اور پیتل پیتل ——— پس اولاد رسولؐ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر فخر کرنا (باقی بر صفحہ ۶۷۱)

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۱۵ قُلْ

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو

اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۶ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ

میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ وہ (لوگ) تم پر احسان رکھتے ہیں، کہ وہ

اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ

اسلام لائے (اے رسول) کہدو تم مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے

اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۷ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

کہ اس نے تمہیں ایمان کے لئے ہدایت کی۔ اگر تم سچے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸ ع

اور زمین کے غیب کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔

ع ۲ ۸ ۱۴

اٰیاتہا ۴۵ — سُوْرَۃُ قٓ مَكِّيَّۃٌ — ۳ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝۱ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

قٓ قسم ہے قرآن مجید کی لہ بلکہ انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہی

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا

میں سے آگیا۔ پس کافروں نے کہا یہ عجیب بات ہے۔ کیا جب ہم مر جائینگے اور ہم مٹی ہو جائینگے

تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ

(تو پھر لوٹائے جائینگے) یہ لوٹنا (عقل سے) دور ہے۔ یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان (کے مردہ جسموں) میں سے گھٹاتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

غیروں کے فخر پر جن کے آباؤ اجداد اکثر کافر تھے قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں البتہ عربی یا عجمی وغیرہ ہونے کی جہت سے ایک دوسرے پر تفاخر درست نہیں۔ کیونکہ یہ ملکوں کے نام ہیں اور محض کسی ملک کا باشندہ ہونا مستلزم فخر نہیں +

(حاشیہ صفحہ ھذا)

لہ والقرآن المجید :-
قسم ہے قرآن مجید کی۔

اعتراض :- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسمیں کیوں کھائیں ؟

الجواب :- یہ اعتراض طرح طرح کی رنگ آمیزیوں کے ساتھ مختلف طور پر دہرایا جاتا رہتا ہے۔ مگر قسم کی حقیقت اور اس کی تاریخ پر ذرا غور و فکر کرنے کی زحمت گوارا کی جاتی تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا۔

اصل میں قسم کا استعمال ابتداءً اس طرح شروع ہوا کہ جب کوئی اہم واقعہ بیان کیا جاتا۔ تو اس کی صحت اور تصدیق کے لئے کسی شخص کی گواہی پیش کی جاتی یہی طریقہ جب بڑھنے لگا تو انسان کے علاوہ حیوانات اور جمادات کی شہادت بھی معرض ثبوت میں آنے لگی۔ مثلاً ہم خود اپنی زبان میں کہتے ہیں "در و دیوار" اس بات پر شاہد ہیں۔ آسمان و زمین اس امر پر گواہ ہیں۔ اس نے جنگ میں جس جانبازی کے جوہر دکھلائے۔ میدان جنگ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ عربی زبان میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس قسم کی شہادتوں کے پیش کرنے سے اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ چیزیں زبانِ حال سے اس کی شاہد ہیں۔ یعنی اگر ان میں ذرا بھی بولنے کی سکت ہوتی تو ضرور کہہ اٹھتیں کہ ہاں یہ واقعہ سچ ہے۔ یہی طریقہ آگے چل کر قسم کے معنی میں مستعمل ہونے کا لفظ قسم کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورۂ منافقون میں ارشاد ہے: اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله ۔ والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون اتخذوا ايمانهم جنة ....

آیت مذکورہ میں منافقین کے الفاظ میں قسم کا لفظ مذکور نہیں۔ صرف شہادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید نے اسی شہادت کو قسم قرار دیا ہے۔ اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں قسم کھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ خدا گواہ ہے۔ خدا شاہد ہے

عربی زبان نے جب وسعت اختیار کی۔ تو بعض حروف قسم کے ساتھ خاص ہو گئے۔ جیسے واؤ۔ ب۔ ت۔ واللہ۔ باللہ۔ تاللہ۔ کہیں صاف لفظ قسم ہوتا ہے اور کبھی لا کے ساتھ آتا ہے۔ لا اقسم۔ اور کبھی جملہ پر لام لا کر قسم کھائی جاتی ہے۔ جیسے لعمرك۔ اب قسم کا استعمال دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کوئی چیز بیان کی جائے۔ تو اس کے ثبوت پر کوئی شہادت پیش کی جائے۔ خواہ وہ شہادت ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی بزبانِ حال ہو، یا بزبانِ قال۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز کی توثیق و اثبات کے لئے کسی عظیم الشان شئے یا کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے۔ یہ دوسرے معنی قسم کے حقیقی معنی نہیں۔ بلکہ مجازی ہیں۔ جو بعد میں چل کر پیدا ہو گئے۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کے لئے قسم کا لفظ آیا ہے۔ پہلے معنی کے لحاظ سے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت کثرت سے شمس و قمر۔ لیل و نہار۔ ابر و باد۔ کوہ و صحرا۔ چرند و پرند۔ دریا اور سمندر۔ غرضکہ جا بجا تمام مظاہر قدرت کی نسبت آیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی

(باقی حاشیہ بر صفحہ ۷۱۸)

مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴿۴﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا

ہے۔ اور ہمارے پاس (ان تفصیلات کی) حفاظت کرنیوالی کتاب (لوح محفوظ) موجود ہے بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا

جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ﴿۵﴾ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ

جبکہ وہ ان کے پاس آیا پس وہ امر (دین) میں پریشان ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا

فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴿۶﴾ وَ

(کہ) ہم نے اسے کس طرح بنایا اور اسے ہمنے زینت دی۔ اور اس میں کوئی سوراخ نہیں۔ اور ہمنے

الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

زمین کو پھیلا دیا۔ اور ہم نے اس میں پہاڑ ڈال دیئے اور ہم نے اس میں بھانت بھانت کی کل

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿۷﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۸﴾

تروتازہ نباتات اُگا دی۔ (جو) ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت ہے

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا۔ پھر ہمنے اس کے ذریعہ باغات اور کٹی ہوئی کھیتی

الْحَصِيْدِ ﴿۹﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿۱۰﴾

کا اناج۔ اور لمبی لمبی کھجوروں کے درخت جن کے گابھے تہ بہ تہ ہوتے ہیں اگا دیئے۔

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ

یہ بندوں کے لئے رزق ہیں اور ہم نے اس کے ذریعہ مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قبروں سے نکلنا

الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ

ہوگا۔ ؎۱ ان سے پہلے نوحؑ کی قوم اور اصحاب رس اور ثمود

ثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ

(کی قوم)۔ اور عاد (کی قوم) اور فرعون اور لوط کے بھائی۔ اور اصحاب ایکہ (بن والے)

وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا

اور قوم تبع نے تکذیب کی سب نے رسولوں کو جھٹلایا۔ پس عذاب کا ڈراوا ٹھیک ہو کر رہا۔ پس کیا ہم پہلی

بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ ع

پیدائش سے تھک گئے (ایسا نہیں) بلکہ وہ نئی پیدائش کے متعلق شک میں ہیں۔ ؎۲

ع ۱ ۱۵ ۱۵

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

چیزیں اسکے وجود اور عظمت وشان پر شہادت دے رہی ہیں اور اسکی قدرت پر گواہ ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۰)
قسم۔ یمین اور حلف کے معنوں اور استعمال میں فرق کیلئے دیکھو قرآن ہذا کا صفحہ ۱۸ حاشیہ ۱)

(حاشیہ صفحہ ہذا)

؎۱ الخُرُوْج :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۷۴ پر ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعہ زمین سے ہر طرح کی نباتات اگائی۔ اور مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تمہاری موت کے بعد ہم تمہیں زندہ کرکے نکال لیں گے۔ اور یہ ان کے اس قول کا جواب ہے ءاذا متنا وکنا ترابًا ذٰلک رجعٌ بعید (پ ۲۶ ق ع ۱)

؎۲ خَلْقٍ جَدِيْد :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۷۴ پر بحوالہ التوحید لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو اور اس عالم کو فنا کر چکے گا تو جنتی لوگ جنت میں سکونت پذیر ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔ تو اللہ تعالیٰ اس عالم کے سوا ایک اور عالم اور اس مخلوق کے سوا ایک اور مخلوق بغیر نر اور مادہ سے پیدا کرے گا۔ جو اس کی عبادت کیا کریں گے اور اسے واحد جانیں گے۔ ان کے لئے زمین بھی اس زمین کے سوا پیدا کرے گا جس پر وہ آباد ہوں گے۔ اور آسمان بھی اس آسمان کے سوا اور پیدا فرمائے گا۔ جو ان پر سایہ ڈالتا ہوگا۔ شاید تم سمجھتے ہوگے کہ اللہ تعالیٰ نے بس اسی عالم کو پیدا کیا ہے یا یہ سمجھتے ہوگے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سوا اور آدمی پیدا نہیں کئے ایسا نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے ہزاروں عالم اور ہزاروں آدم پیدا کئے ہیں۔ تم تو ان عالموں اور ان آدمیوں میں سب سے پچھلے ہو۔

الخصال اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے قریبًا یہی روایت منقول ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ

اور یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں جو کچھ اس کا نفس اسے وسوسہ ڈالتا ہے

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ

اور ہم شہ رگ سے بھی اس کے زیادہ قریب ہیں۔ جب دائیں سے اور بائیں سے دو

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ

دو لینے والے (فرشتے) ہر بات کو لیتے جاتے ہیں بیٹھے (بیٹھے) وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالنے

إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

پاتا مگر یہ کہ اسکے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔ اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آگئی۔

بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ﴿١٩﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ

یہی ہے وہ جس سے تو کنارہ کیا کرتا تھا۔ اور صور میں پھونکا جائے گا۔

ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿٢٠﴾ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ

یہی عذاب کے وعدہ کا دن ہے۔ اور ہر نفس آئیگا (اس حال میں کہ) اسکے ساتھ ایک ہانکنے والا

وَشَهِيدٌ ﴿٢١﴾ لَّقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ

اور ایک گواہ ہوگا۔ (اسے کہا جائیگا) یقیناً تو اس (دن) سے ہی غفلت میں تھا۔ پس ہم نے تجھ

غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا

سے تیرا پردہ ہٹا دیا۔ سو تیری نظر آج بہت تیز ہے۔ اور اس کا ہمنشین کہے گا یہ ہے جو میرے

لَدَيَّ عَتِيدٌ ﴿٢٣﴾ أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ

پاس حاضر ہے لہ (دو بزرگوں کو حکم ہوگا کہ) تم دونوں ہر عناد رکھنے والے کافر کو دوزخ میں ڈالدو۔ جو نیکی

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ﴿٢٥﴾ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ

سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنیوالا تھا۔ وہی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک دوسرا معبود قرار دیا۔ پس تم

فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿٢٦﴾ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن

دونوں اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہمنشین کہیگا اے ہمارے پروردگار میں نے اسے سرکش نہیں بنایا تھا۔ لیکن

كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ

وہ (تو خود ہی) دور کی گمراہی میں پڑا تھا۔ (اللہ تعالیٰ) کہے گا تم میرے پاس جھگڑا نہ کرو اور یقیناً میں نے عذاب کا ڈراوا

لہ أَلْقِيَاء :-

تفسیر صافی ص۴۷۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام سے ہے اور جناب امام زین العابدین ؑ سے بروایت اپنے والد بزرگوار اور جدّ امجد جناب امیر المؤمنین ؑ منقول ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی! جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کل آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کرے گا۔ تو اس دن میں اور تم دونوں عرش کے دائیں طرف ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تم سے فرمائے گا کہ تم دونوں اٹھو اور جس جس نے تم دونوں سے بغض کیا ہے۔ اور تمہیں جھٹلایا ہے ان کو تم جہنم میں ڈال دو۔

لمترجم :- یہی روایت قریب قریب صواعق محرقہ ابن حجر میں بھی موجود ہے۔ کہ وہ دو ڈالنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہوں گے ❁

اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ

تمہاری طرف پہلے ہی لکھ دیا۔ میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی۔ اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے

لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ

والا ہوں۔ جس دن ہم جہنم کو کہیں گے۔ کیا تو بھر گیا اور وہ کہیگا کیا کچھ زیادہ

مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا

بھی ہے ؎۱ اور جنت پرہیزگاروں کے قریب کر دیجائیگی ؎۲ نہ کر دور (اور کہا جائیگا کہ) یہ ہے (وہ جنت)

مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ

جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔ ہر (اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کرنیوالے (احکام خدا کی) حفاظت کرنیوالے کو جو غیب میں خدائے

وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾

رحمٰن سے ڈرتا رہا اور رجوع کرنیوالے دل کیساتھ (خدا کے حضور میں) آیا (اسے کہا جائیگا کہ) اسمیں سلامتی کیساتھ ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ

کا دن ہے ؎۳ وہ جو کچھ چاہیں گے اس میں ان کیلئے موجود ہوگا اور ہمارے پاس زیادہ بھی ہے۔ اور ہم نے ان سے پہلے کتنے ہی

قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾

زمانے (والے) ہلاک کئے وہ ان سے گرفت میں بہت سخت تھے۔ پھر انہوں نے شہروں میں چھید کر ڈالے کیا (ہمارے عذاب سے)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ

کوئی بھاگنے کی جگہ ہے۔ یقیناً اسمیں اس کے لئے البتہ نصیحت ہے جس کیلئے دل ہے۔ یا جس نے کان لگایا اور وہ

شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ

حاضر ہے۔ اور یقیناً ہمنے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ دونوں کے درمیان ہے اسے چھ زمانوں میں پیدا کیا۔

سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

اور ہمیں تھکاوٹ نے چھوا۔ (اے رسول) جو کچھ وہ کہتے ہیں تو اس پر صبر کر اور سورج

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ

طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی تسبیح کیا کر۔ اور رات کے کچھ

الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ

حصہ میں بھی پس تو اس کی تسبیح کیا کر اور نماز کے پیچھے (بھی) ؎۴ اور غور سے سن جس دن کہ ایک ندا دینے والا ؎۵

ع ۱۴ / ۱۶

؎۱ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ :-

تفسیر صافی ص۴۷۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ استفہام اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے بھر دے گا۔ چنانچہ جب وہ بھر جائیگی تو اس سے پوچھے گا۔ هل امتلأت اور وہ جواب میں کہے گی۔ هل من مزيد۔ یہ ظاہر استفہام ہے مگر یہ اظہار کرنا مقصود ہے کہ مجھ میں اب گنجائش نہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسوقت جنت یہ عرض کرے گی۔ کہ پروردگارا! تو نے جہنم سے وعدہ کیا تھا کہ اس کو بھر دے گا۔ بس تو نے جہنم کو تو بھر دیا۔ اور مجھے ابھی نہیں بھرا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔ جس کے ذریعہ سے جنت کو بھی بھر دے گا۔

یہ حدیث بیان فرما کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا؛ کہ خوش حال ان لوگوں کا جنہوں نے دُنیا کا غم نہ دیکھا اور پیدا ہوتے ہی جنت میں چلے گئے۔

؎۲ اُزْلِفَتْ :-

تفسیر صافی ص۴۷۵ پر ہے کہ ان لغت کے لفظی معنی ہیں ان سے قریب کی گئی۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی جلد اور پھرتی سے اس کے لئے جنت مزین کر دی گئی +

؎۳ خلود :-

ہمیشہ رہنا۔ خَلَدَ يَخْلُدُ کا مصدر ہے۔ کسی شے کی بربادی سے بچنے اور اپنی اصل حالت پر باقی رہنے کا نام "خلود" ہے۔ اسی بنار پر اہل عرب عام طور پر خلود کا استعمال اس چیز کے لئے کرتے ہیں کہ جو دیرپا ہو۔ اور اس میں تغیر و فساد مدت کے بعد پیدا ہو۔ چنانچہ چولھے کے ان تین پتھروں کو جن پر دیگ چڑھائی جاتی ہے۔ اس لئے خَوَالِدُ کہتے ہیں۔ کہ وہ دیر تک قائم رہتے ہیں۔ عالم آخرت کے لئے جہاں خلود کا استعمال ہوتا ہے۔ وہاں اس کے اصلی معنی یعنی تمام اشیار کا اپنی اپنی حالت پر برقرار رہنا مراد ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۲۲)

؎۴ السُّجُوْد :-

سجدہ کرنا۔ سر زمین پر رکھنا۔ فروتنی کرنا۔ یہ سَجَدَ يَسْجُدُ کا مصدر ہے امام راغب نے لکھا ہے؛ کہ کبھی سجود کی تعبیر نماز سے بھی کی جاتی ہے ارشاد ہے وادبار السجود (اور نماز کے پیچھے)

اور صلوٰۃ الضحیٰ اور سجود الضحیٰ بھی کہتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص۱۸۸) **؎۵ الْمُنَادَ :-** تفسیر صافی ص۴۷۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ندا دینے والا قائم آلِ محمد اور ان کے والد ماجد کا نام لے کر ندا کرے گا۔ اور ان کی آواز سب کو یکساں پہنچ جائے گی +

مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿۴١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿۴۲﴾

قریب جگہ سے ندا دیگا۔ جس دن وہ ایک سخت چیخ حق کے ساتھ سنیں گے۔ لہ یہ خروج کا دن ہوگا۔ ٢ہ

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿۴٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ

یقیناً ہم ہی زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی بازگشت ہے۔ جس دن کہ زمین ان سے

عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ

پھٹ جائے گی جلدی کرتے ہوئے۔ یہ اکٹھا کرنا ہم پر آسان ہے ٣ہ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ کہتے ہیں۔

وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ﴿۴۵﴾

اور تو ان پر جبر کرنے والا نہیں۔ پس تو قرآن کے ساتھ اس کو نصیحت کر جو میرے عذاب سے خوف کھاتا ہے۔

آیاتہا ٦٠ سُورَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ٣ رکوعاتہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا ﴿١﴾ فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا ﴿٣﴾

قسم ہے پراگندہ کرنیوالی ہواؤں) کے پراگندہ کرنے کی، ۴ہ پھر (بادلوں کا) بوجھ اٹھانیوالیوں کی پھر آسانی سے چلنے والی (کشتیوں)

فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا ﴿۴﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَإِنَّ الدِّينَ

کی۔ پھر امر کو تقسیم کرنیوالے (فرشتوں) کی۔ ماسوا اسکے نہیں کہ جو وعدہ تمہیں دیا جاتا ہے وہ ضرور سچا ہے۔ اور یقیناً جزا ضرور

لَوَاقِعٌ ﴿٦﴾ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿٧﴾ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿٨﴾

ہونیوالی ہے۔ قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔ ۵ہ یقیناً تم اختلاف والی بات میں پڑے ہو۔

يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ﴿٩﴾ قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي

اس سے وہی پھرتا ہے جو پھیرا گیا۔ اٹکلیں لگانے والے مارے گئے۔ جو جہالت میں غافل

غَمْرَةٍ سَاهُونَ ﴿١١﴾ يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ﴿١۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى

ہیں۔ وہ (لوگ) پوچھتے ہیں کہ جزا کا دن کب ہوگا۔ جس دن کہ وہ (دوزخ کی) آگ

النَّارِ يُفْتَنُونَ ﴿١٣﴾ ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ

پر فتنہ میں ڈالے جائیں گے (اور کہا جائیگا کہ) تم اپنے فتنہ کا مزہ چکھو وہ یہی ہے۔ جس کو تم جلدی

ع ٣ ١٦ ١٧

لہ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ :-
تفسیر صافی ص۴٧٦ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد قائم آل محمدؐ کی وہ آواز ہے جو آسمان کی طرف سے سنی جائے گی۔

٢ہ يَوْمُ الْخُرُوجِ :-
تفسیر صافی ص۴٧٦ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ اس دن سے مراد رجعت ہے۔

٣ہ يَسِيرٌ :-
تفسیر صافی ص۴٧٦ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ واقعہ رجعت میں پیش آئیگا۔

۴ہ وَالذَّارِيَاتِ :-
تفسیر صافی ص۴٧٦ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ہوا۔ پھر پوچھا گیا کہ الحٰمِلٰتِ وِقْرًا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: بادل۔ پھر دریافت کیا گیا کہ الجٰرِیٰتِ یُسْرًا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: جہاز اور کشتیاں۔ پھر پوچھا گیا کہ المقسمٰتِ امرًا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: فرشتے۔

۵ہ الْحُبُكِ :-
راہیں۔ یا حَبِیکَۃٌ کی جمع ہے۔ جیسے طَرِیقَۃٌ اور طُرُقٌ ہے۔ یا حِبَاکٌ کی جمع ہے۔ جیسے مِثَال اور مُثُلٌ ہے حَبَکَۃٌ اور حِبَاکٌ دونوں کے معنی ستاروں کی راہ کے آتے ہیں۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ٢ ص ٢٧٠)

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ

مانگا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیزگار (لوگ) جنتوں اور چشموں (کے مقامات) میں ہوں گے۔ جو کچھ ان کے پروردگار

مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿١٦﴾ ؕ كَانُوْا

نے انہیں عطا کیا وہ اسے لینے والے ہوں گے۔ یقیناً وہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔ وہ رات کے

قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾

تھوڑے حصہ میں سویا کرتے تھے۔ اور وہ صبح کے اول وقتوں میں ؎۱ (اللہ تعالیٰ سے) بخشش طلب کیا کرتے

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ

تھے اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کے لئے حق ہوا کرتا تھا ؎۲ اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین ؎۳

لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ

میں نشانیاں ہیں۔ اور تمہارے نفسوں میں بھی پھر کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے

وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ

اور وہ (بھی) جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔ پس آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی قسم یقیناً یہ ایسا ہی برحق ہے

تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾

جیسا کہ تم باتیں کرتے ہو۔ کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ

جب وہ اس پر داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کہا اس (ابراہیم) نے (جواباً) سلام کہا (اور کہا) تم اجنبی لوگ ہو۔ پھر وہ

اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾

اپنے گھر والوں کی طرف پوشیدہ طور سے گیا پھر ایک موٹا تازہ بچھڑا (پکوا کر) لے آیا۔ پھر اس نے انکے قریب کیا (اور) کہنے لگا کیا تم

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾

کھاتے نہیں۔ پھر اس نے ان سے دل میں خوف محسوس کیا وہ بولے نہ خوف کر اور اسے ایک بڑے علم والے لڑکے کی

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ

خوشخبری دی پس اس کی عورت چیخ مارتی ؎۴ آگے آئی پھر اس نے اپنا چہرہ پیٹ لیا ؎۵ اور کہنے لگی (میں تو) بڑھیا بانجھ

عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٠﴾

ہوں (میرے ہاں لڑکا کیسے؟) وہ بولے اسی طرح تمہارے پروردگار نے کہا یقیناً وہ بڑا حکمت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

ع ۱۹ ۱

؎۱ بِالْاَسْحَارِ :-

صبح کے اوقات۔ سَحَرٌ کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں۔ اور اسی وجہ سے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۸۹)

؎۲ وَالْمَحْرُوْمِ :-

تفسیر صافی ص ۴۷۶ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ المحروم وہ بدقسمت ہے جسے بیع و شریٰ کرنے سے کبھی نفع نہ ہو۔ نیز اُن سے اور ان کے والد بزرگوار سے منقول ہے کہ محروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں فتور ہو اور اس کی روزی میں وسعت نہ ہو۔ اور تقدیر اس کے مخالف رہے۔

؎۳ اٰيٰتٌ :-

تفسیر صافی ص ۴۷۶ پر ہے کہ اس جگہ آیات سے مراد وہ دلیلیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت۔ اس کے علم اس کی قدرت۔ اس کے ارادے۔ اس کی وحدانیت اور اس کی کثرت رحمت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے:
فی کل شیء لہ اٰیۃ۔ تدل علی انہ واحد
(ہر شے میں اس کی ایک نشانی موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ واحد ہے)

؎۴ صَرَّةٍ :-

چیخ۔ فریاد۔ فریابی نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر میں چیخ کے معنی نقل کئے ہیں۔ اور ابو عبیدہ نے بھی "شدت الصوت" یعنی زور کی آواز سے اس کی تفسیر کی ہے جس کے معنی زور سے چیخنے کے ہیں۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۳)

؎۵ فَصَكَّتْ :-

پھر اس نے پیٹ لیا (نصی) صکٌّ سے جس کے معنی کوٹنے اور زور سے پیٹنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۹)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا
اس نے کہا پھر اے بھیجے ہوؤ ! تمہاری مہم کیا ہے۔ ؎۱ وہ بولے ہم یقیناً گنہگاروں کی
إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ
ایک قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ؎۲ تا کہ ہم ان پر مٹی کے پتھر
طِينٍ ﴿۳۳﴾ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿۳۴﴾ فَأَخْرَجْنَا
برسائیں ۔ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے حد سے نکل جانیوالوں کیلئے نشان کئے ہوئے ہیں۔ پس مومنوں
مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا
میں سے جو کوئی اس (بستی) میں تھا ہمنے اسے نکال دیا۔ پس ہم نے اس میں سوائے
غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ
مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کسی کو نہ پایا۔ ؎۳ اور ہم نے اس میں ان لوگوں کے لئے ایک نشانی
يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۳۷﴾ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ
چھوڑی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور موسیٰ (کے واقعہ) میں (بھی ایک نشانی ہے) جب کہ ہم
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ
نے اسے فرعون کی طرف کھلی سند (معجزہ) کے ساتھ بھیجا ؎۴ پس وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر روگرداں
سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۳۹﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي
ہو گیا اور کہنے لگا (یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ۔ پس ہم نے اسے اور اسکے لشکروں کو پکڑ لیا پھر انہیں دریا میں ڈال دیا
الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ
اور وہ ملامت کیا گیا تھا۔ اور عاد (کے واقعہ) میں (بھی ایک نشانی ہے) جب کہ ہم نے ان پر خیر سے خالی
الْعَقِيمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ
ہوا بھیجی۔ جس نے نہ چھوڑا کسی چیز کو جس پر وہ چلتی۔ مگر (یہ کہ) اس نے اسے بوسیدہ
كَالرَّمِيمِ ﴿۴۲﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ
ہڈی کی طرح کر دیا۔ اور ثمود (کے واقعہ) میں (بھی ایک نشانی ہے) جبکہ انہیں کہا گیا کہ تم ایک مقررہ وقت تک فائدہ
حِينٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ
اٹھالو۔ پھر انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔ پس انہیں بجلی کی کڑک نے آ پکڑا اور

؎۱ خَطْبُكُمْ :-
تفسیر صافی ص ۴۷۷ پر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ وہ فرشتے ہیں اور یہ گروہ اکٹھے نہیں نازل ہوتے جب تک کہ کوئی امر عظیم نہ ہو ان سے سوال کر دیا۔

؎۲ مُجْرِمِينَ :-
تفسیر صافی ص ۴۷۷ پر ہے، کہ اس سے قوم لوط مراد ہے۔

؎۳ الْمُسْلِمِينَ :-
تفسیر صافی ص ۴۷۷ پر بحوالہ علل الشرائع لکھا ہے کہ اس گھر سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کا گھر ہے۔

؎۴ بِسُلْطٰنٍ :-
زور۔ قوت۔ حجت۔ برہان۔ سند۔ حکومت۔
تاج العروس میں ہے۔ "سلطان" کے معنی حجت و برہان کے ہیں۔ اسی معنی میں ارشاد الٰہی ہے لا تنفذون الا بسلطن (پ۲۷ الرحمٰن) تمہیں نکل سکتے بدوں سند کے۔ اور کبھی اس سے معجزہ بھی مراد لیا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے :- اذ ارسلناہ الی فرعون بسلطن مبین (جب بھیجا ہم نے اس کو فرعون کے پاس دیکر کھلی سند (یعنی معجزہ)
اور جب سلطان کے معنی حجت ہوں تو اس کی جمع نہیں آتی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ مصدر کا قائم مقام ہوتا ہے۔ یہ لفظ مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔
ابن السکیت کا بیان ہے کہ سلطان مؤنث ہے بولا جاتا ہے قضیت بہ علیہ السلطان اور قد امنتہ السلطان۔
ازہری نے لکھا ہے کہ چونکہ سلطان کا لفظ مذکور ہے اس لئے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بسلطن مبین۔
(لغات القرآن نعمانی، جلد ۳ ص ۲۲۷، ۲۲۸)

وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا

وہ دیکھتے رہے۔ پھر نہ تو وہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لینے

مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا

والے ہوئے۔ اور اس سے پہلے نوحؑ کی قوم (میں بھی ایک نشانی تھی) یقیناً وہ فاسقوں کی ایک

فَاسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾

قوم تھے۔ اور آسمان کو ہم نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم ہی اس کے وسعت دینے والے ہیں۔

وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ

اور زمین کو ہم نے ہی بچھایا۔ پھر ہم سب سے اچھے بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا پیدا کیا

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي

تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۱؎ پس تم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف بھاگو یقیناً میں تمہارے لئے

لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ

اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار نہ دو۔ یقیناً

إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥١﴾ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن

میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اسی طرح ان لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے

قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ أَتَوَاصَوْا

کوئی رسول نہیں آیا۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔ کیا انہوں نے اس

بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ

کے ساتھ وصیت کی (ایسا نہیں) بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔ پس تم ان سے منہ پھیر لو ۲؎ پھر تو ملامت کیا گیا

بِمَلُومٍ ﴿٥٤﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾ وَمَا

نہیں ہے۔ اور تو نصیحت کرتا رہ۔ پس یقیناً نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔ اور میں نے

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُم

نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ تو میں ان سے کچھ رزق چاہتا

مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿٥٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

ہوں۔ اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رزق دینے والا

ع ۲۳ / ۱

۱؎ خلقنا زوجین :-

تفسیر صافی ص۲۴۲ پر بحوالہ کافی امام رضا علیہ السلام سے ایک خطبہ میں منقول ہے کہ چیزوں کے باہم متضاد ہونے سے معلوم ہوا کہ خدا کی کوئی ضد نہیں ہے۔ اور چیزوں کے باہمی میل جول سے پتہ چلا کہ اس کے ساتھ میل جول رکھنے والی کوئی چیز نہیں۔ اس نے نور کو تاریکی کی ضد قرار دیا۔ خشکی کو تری کی ضد، سردی کو گرمی کی ضد۔ کھردری کو ملائم کی ضد قرار دیا۔ دشمن اور مخالف چیزوں میں اسی نے الفت پیدا کی اور متحد اور پاس پاس رہنے والی چیزوں میں اسی نے تفریق کی۔ جن چیزوں میں تفریق ہو گئی، وہ خود اپنے تفریق کرنے والے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور جن چیزوں میں الفت ہو گئی، وہ اپنے الفت پیدا کرنے والے کی دلالت کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ومن کل شیئ خلقنا زوجین کا یہی مطلب ہے ✦

۲؎ فتول :-

تفسیر صافی ص۲۴۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آیت فتول عنھم .... الخ نازل ہوئی تو ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا۔ جس کو ہلاکت کا یقین نہ ہو گیا۔ اور جب آیت وذکر .... تنفع المومنین نازل ہوئی تو ہمارے دل خوش ہو گئے ✦

الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿٥٨﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

مضبوط قوت والا ہے۔ پس یقیناً ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا (عذاب

ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿٥٩﴾ فَوَيْلٌ

کا) بھرا ہوا ڈول (حصہ) ہے۔ جیسا کہ (عذاب کا) بھرا ہوا ڈول (حصہ) انکے ساتھیوں کا ہے۔ پس وہ مجھ سے جلدی نہ مانگیں

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾ ع

پس ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنے اس دن کا انکار کیا جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے خرابی ہے۔

ع ۳ ۱۴ ۲

ایاتہا ۴۹ سُوْرَۃُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ ۲ رکوعاتہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالطُّورِ ﴿١﴾ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ﴿٢﴾ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ ﴿٣﴾ وَالْبَيْتِ

قسم ہے طور کی۔ اور لکھی ہوئی کتاب کی۔ جو پھیلی ہوئی جھلی میں ہے ۱؎ اور بیت المعمور

الْمَعْمُورِ ﴿٤﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ﴿٦﴾ إِنَّ

کی۔ ۲؎ اور بلند کی ہوئی چھت کی۔ اور بھرے ہوئے سمندر کی ۳؎ یقیناً

عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَوْمَ تَمُورُ

تیرے پروردگار کا عذاب ضرور ہونے والا ہے۔ اسکے لئے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔ جس دن آسمان تیز

السَّمَاءُ مَوْرًا ﴿٩﴾ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

تیز چکر کھائے گا۔ اور پہاڑ چلیں گے (اپنا) چلنا۔ پس اس دن جھٹلانے والوں

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ

کے لئے افسوس ہے۔ جو بیہودہ گوئی میں پڑے کھیلتے رہتے ہیں۔ جسدن وہ

وقف لازم

يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم

آتش جہنم کی طرف دھکے دے دے کر دھکیلے جائینگے۔ (اور انہیں کہا جائیگا) یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلایا

بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٤﴾ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿١٥﴾ ج

کرتے تھے۔ پھر کیا یہ جادو ہے ۴؎ کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

۱؎ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ :-
تفسیر صافی ص۴۶۴ پر ہے کہ "رق" اس جھلی کو کہتے ہیں جس پر لکھا جاتا ہے اور اس جگہ استعارہ کے طور پر ہر اس چیز کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جس پر کچھ لکھا جائے اور کتاب اور رق کو نکرہ لانے سے دونوں کی عظمت کا اظہار مقصود ہے۔ اور یہ جتلانا کہ یہ لوگوں میں معروف اور مشہور چیز نہیں ہے ❖

۲؎ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ :-
تفسیر صافی ص۴۶۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے چار ستون قائم کئے اور ان کا نام ضُراح رکھا۔ وہی بیت المعمور ہے اور کل فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ پھر فرشتوں کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ زمین میں ایک مکان اسی انداز کا اور اسی کے مانند بناؤ۔ اور جو جو زمین میں ہیں ان کو یہ حکم دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے آتے ہیں۔ اور پھر کبھی ان کو اس میں آنا نہ ملے گا ❖

۳؎ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ :-
تفسیر صافی ص۴۶۴ پر ہے کہ کہا گیا ہے کہ مسجور کے معنی بھرا ہوا۔ گھیرنے والا اور بھڑک اٹھنے والا ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول ہے۔ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔ پ۳۰-۶ التکویر ع۱) اور جب دریاؤں کو آگ سے بھڑکایا جائے گا۔)
اور تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن سمندر بھڑک اٹھے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سمندروں کو آگ بنا دے گا۔ اور ان کے ذریعہ سے آتش جہنم کو بھڑکائے گا ❖

۴؎ أَفَسِحْرٌ :-
تفسیر صافی ص۴۶۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وحی کے متعلق تو یہ کہا کرتے تھے کہ یہ جادو ہے۔ اب جو جہنم کی تصدیق ہو گئی تو کہا یہ بھی جادو ہی ہے ❖

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ

تم اس کے اندر چلے جاؤ۔ تم صبر کرو یا نہ صبر کرو۔ تمہارے لئے برابر ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تم

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿١٧﴾

اسی عمل کا بدلہ دیئے جاتے ہو جو تم کیا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیزگار جنتوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾

خوش ہونیوالے ہونگے بسبب اس چیز کے جو انہیں انکے پروردگار نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗـــًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى

(اور ان سے کہا جائیگا کہ) کھاؤ اور پیو ہضم ہوتا ہوا۔ یہ عوض اس عمل کے جو تم کیا کرتے تھے۔ وہ برابر بچھے ہوئے تختوں

سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ

پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے۔ اور ہم انہیں بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دینگے۔ اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ

ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کا اتباع کیا۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ

ملا دیں گے لہ اور ان کے عملوں میں سے ہم کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اس کے

امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ

ساتھ گروہ ہے جو اس نے کمایا۔ اور ہم انہیں میووں سے اور گوشت سے جو کچھ وہ

لَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ

چاہیں گے مدد دیں گے۔ وہ اس (جنت) میں ایک دوسرے سے جام لیا کریں گے جس میں نہ کوئی

فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ

بیہودگی ہوگی اور نہ گنہگاری ٢ہ اور انکے غلام جو (صفائی میں) چھپا کر رکھے ہوئے موتیوں کی مانند ہونگے ان (جنتیوں)

لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٢٤﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿٢٥﴾

کے اردگرد (خدمت کیلئے) پھرینگے۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے پوچھا کریں گے۔

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ

وہ کہیں گے کہ یقیناً ہم اس سے اپنے گھروں میں ڈرانیوالے ہوا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے

لہ ذُرِّيَّتَهُمْ :-
تفسیر صافی ص٦٨٤ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر کوئی مومن درجہ میں بڑھ جائیگا۔ اور اس کی اولاد اس سے پست رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کے درجے بڑھا کر ان کو اس مومن سے ملا دے گا۔ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔

٢ہ لَا تَاْثِيْمٌ :-
تفسیر صافی ص٦٨٤ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے پینے کی حالت میں منہ سے کوئی فضول بات نہ نکالیں گے اور نہ کوئی ایسا فعل کریں گے۔ جس کا کرنے والا اس کے سبب گنہگار ہو۔ جیسا کہ دنیا میں پینے والوں کی عادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس قول کی مانند ہے۔ لا فیہا غول ولا ہم عنہا ینزفون۔ پ٢٣ صٰفٰت ع٢ اس میں نہ کوئی جھگڑا ہو گا اور نہ اس سے مدہوش ہو جائیں گے +

عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (۲۷) اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ

ہم پر احسان کیا اور اس نے ہمیں (دوزخ کی) زہریلی گرم ہوا کے عذاب سے بچایا۔ یقیناً اس سے پہلے ہم (دنیا میں) اس

اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ (۲۸) فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ

(اللہ تعالیٰ) ہی کو پکارا کرتے تھے یقیناً وہ احسان کرنیوالا بہت رحم کرنیوالا ہے۔ پس تم نصیحت کرتے رہو پھر تم اپنے

بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ (۲۹) اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ

پروردگار کی نعمت سے نہ کاہن ہو اور نہ دیوانے۔ کیا وہ کہتے ہیں (کہ یہ) شاعر ہے۔ جس کے متعلق ہم زمانہ کی گردش

رَيْبَ الْمَنُوْنِ (۳۰) قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ (۳۱)

کا انتظار کرتے ہیں ^ا^ (اے رسول) کہدو کہ تم انتظار کرو۔ پس یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (۳۲)

سے ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ^۲^ انہیں اس بات کا حکم دیتی ہیں ^۳^ یا وہ سرکش لوگ ہیں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۳۳) فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ

یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) نے اسے گھڑ لیا ہے (ایسا نہیں) بلکہ وہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ پس اگر وہ سچے ہیں تو

مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ (۳۴) اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ

وہ بھی اس کی مانند کوئی بات بنا لائیں۔ کیا وہ بغیر کسی شے (بنانیوالے) کے پیدا کئے گئے

اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ (۳۵) اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ

ہیں یا وہ خود ہی پیدا کرنیوالے ہیں۔ یا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا (ایسا نہیں)، بلکہ وہ یقین

لَّا يُوْقِنُوْنَ (۳۶) اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

نہیں رکھتے۔ کیا ان کے پاس تمہارے پروردگار کے خزانے ہیں۔ یا وہ

الْمُصَيْطِرُوْنَ (۳۷) اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ فَلْيَاْتِ

داروغہ ہیں۔ کیا ان کے لئے کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر چڑھ کر (آسمانوں کی خبریں) سن لیتے ہیں

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۳۸) اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ

پس ان کا سننے والا کوئی کھلی دلیل لائے۔ کیا اس (اللہ تعالیٰ) کیلئے لڑکیاں اور تمہارے لئے

الْبَنُوْنَ (۳۹) اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ (۴۰)

لڑکے ^۴^ کیا تو ان سے کوئی بدلہ مانگتا ہے پھر وہ تاوان سے بوجھل ہو رہے ہیں۔

ع ۲۸ ۱ ۳

^ا^ رَيْبَ الْمَنُوْنِ :-

ریب کا استعمال اس شک یا گمان کے متعلق ہوتا ہے جس کی حقیقت بعد میں اس کے برخلاف منکشف ہو جائے۔ اور چونکہ زمانہ کی گردشوں کے تعین اوقات میں بھی شک ہوتا ہے کہ خدا جانے کب گردش کا وقت آ جائے اس لئے جب زمانہ کے ساتھ ریب کا لفظ مستعمل ہوگا تو گردش کے معنی ہوں گے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

تفسیر صافی صفحہ ۴۹۴ پر ہے کہ زمانہ کے حادثات سے جو قلق نفس انسان پر گذر جائے وہ ریب المنون ہے۔

اور ایک قول کے مطابق المنون کے معنی موت ہیں ◆

^۲^ اَحْلَامُهُمْ :-

خواب۔ عقلیں۔ اَحْلَامٌ۔ حُلْمٌ کی بھی جمع ہے جس کے معنی خواب کے ہیں اور حِلْمٌ کی بھی۔ جس کے معنی بردباری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے حِلْمٌ کے معنی عقل کے بھی لے لیتے ہیں۔ گویا مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں۔ اس آیت میں احلام سے مراد عقلیں ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ۳۸)

اور تفسیر صافی صفحہ ۴۹۴ پر ہے کہ احلامھم کے معنی "ان کی عقلیں" ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ دنیا میں قریش سے زیادہ کوئی عقلمند نہیں ◆

^۳^ بِهٰذَآ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۹۴ پر ہے کہ یہ ان کے متناقض اقوال کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ کاہن تو عقلمند اور دقیق نظر والا ہوتا ہے۔ اور مجنون جس کی عقل پر پردہ پڑ جائے۔ اور شاعر وہ ہوتا ہے جس کا کلام تخیل پر مبنی ہو۔ اور موزوں ہو۔ اور مجنون سے ایسا کلام صادر نہیں ہو سکتا ◆

لمترجم :- کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الزام دیا کرتے تھے۔ کہ یہ کاہن ہے۔ مجنون ہے شاعر ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی کا یہ جواب دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک یعنی کاہن۔ مجنون شاعر کی صفات۔ بیان کر کے ان کے الزاموں کی تردید کی گئی ہے ◆

^۴^ لَكُمُ الْبَنُوْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۷۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ وہ بات ہے جو قریش کہتے تھے۔ کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور اس سے ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو شخص ایسی عقل رکھتا ہو۔ وہ عقلمندوں میں شمار نہیں ہو سکتا۔ تو یہ کہاں ممکن ہے کہ اسکی روح عالم ملکوت تک جا سکے اور امور غیبیہ پر مطلع ہو سکے ◆

أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا

کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے پس وہ لکھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ مکر کا ارادہ کرتے ہیں۔

فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ

پس جو لوگ کافر ہو گئے وہی مکر کئے گئے ہوئے ہیں له کیا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہے

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ

اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ اور اگر وہ آسمان سے ایک ٹکڑا گرتا ہوا دیکھ

سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا

لیں (تو) کہیں گے کہ یہ تہ برتہ کیا ہوا بادل ہے۔ پس تو ان کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ اپنے اس

يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ

دن کی ملاقات کریں جس میں وہ بیہوش کئے جائیں گے۔ جس دن ان سے ان کا مکر کچھ کفایت نہ

كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

کرے گا۔ اور نہ ہی وہ مدد دیئے جائیں گے۔ اور یقیناً ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم

عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَ

کیا اس کے علاوہ بھی ایک عذاب ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اور

اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

تو اپنے پروردگار کے حکم کے لئے صبر کر پس یقیناً تو ہماری نگرانی میں ہے که اور جس وقت تو کھڑا ہوتا ہے تو حمد کے ساتھ

حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾

اپنے پروردگار کی تسبیح کیا کر۔ اور رات کے کچھ حصہ میں بھی اور ستاروں کے پیٹھ پھیرنے (ڈوبنے) پر بھی۔

آیاتها ۶۲ — سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ — ٣ رکوعاتها

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿٢﴾

قسم ہے ستارہ کی جب کہ وہ اترا سه تمہارا ساتھی (محمدؐ) نہ گمراہ ہوا۔ اور نہ بہکا۔

له مَکِیدُونَ :-

تفسیر صافی ص۴۹۶ پر ہے کہ ان کے مکر کا وبال ان پر یہ پڑا کہ وہ بدر کے دن قتل کر دیئے گئے۔

که بِاَعْیُنِنَا :-

تفسیر صافی ص۴۹۷ پر ہے ۔ کہ اس کے معنی ہیں کہ تو ہماری حفاظت اور حمایت میں ہے۔ کیونکہ ہم تمہیں ہر وقت دیکھتے ہیں۔ اور تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ اعین (آنکھیں) کو جمع لانا ضمیر متکلم مع الغیر کی طرف مضاف ہونے کی جہت سے ہے۔ اور مبالغہ کی وجہ سے کیونکہ اسباب حفاظت بکثرت ہیں۔

سه وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی :-

تفسیر صافی ص۴۹۷ پر بحوالہ المجالس حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھی جب آپ سلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے رخ مبارک ہماری طرف کیا اور فرمایا: کہ آج رات کو طلوع فجر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹے گا۔ اور تم میں سے ایک کے گھر گرے گا۔ پس جس گھر میں وہ ستارہ گرے گا۔ وہی میرا وصی میرا خلیفہ اور میرے بعد امام ہو گا۔ پس جیسے ہی فجر کا وقت قریب ہوا۔ تو ہم میں سے ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے ہی گھر گرنے کا منتظر تھا۔ اور اس کی سب سے زیادہ خواہش میرے باپ حضرت عباس بن عبدالمطلب کو تھی۔ پھر جب فجر طلوع ہوئی ستارا ٹوٹ کر ہوائیں سے گرا اور علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے گھر میں گرا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: کہ یا علی! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وصیت و خلافت اور میرے بعد مخلوق خدا کی امامت تمہارے لئے واجب ہو گئی۔ پس منافقوں نے جیسے کہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی تھے۔ یہ کہنا شروع کیا کہ (نعوذ باللہ) محمد صلعم اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں بہک گئے اور گمراہ ہو گئے۔ اور ان کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہش نفسانی سے کہتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ع ۲۱ ۲ ۴

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ نہیں ہے مگر وحی جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔ اسے بڑی سخت

شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ

قوتوں والے (اللہ تعالیٰ) اور بڑی عقل والے نے سکھایا۔ لہ پھر وہ قائم ہو گیا۔ ٢ہ اور وہ آسمان کے سب سے اونچے

الْاَعْلٰى ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

کنارہ پر تھا ٣ہ پھر وہ نزدیک ہوا پس وہ لٹک گیا۔ پھر دو کمانوں کا فاصلہ رہا۔ یا (اس سے)

اَدْنٰى ﴿٩﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

زیادہ نزدیک۔ پس (اللہ تعالیٰ نے) اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کچھ کہ وحی کی۔ نہیں جھوٹ کہا دل نے جو کچھ کہ اس

مَا رَاٰى ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

نے دیکھا۔ پھر کیا تم اسکے ساتھ اس پر جھگڑتے ہو جو کچھ کہ وہ دیکھتا ہے۔ اور یقیناً اس نے اسے ایک بار اور

اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾

دیکھا کہ اس کے نزدیک ہی رہنے کی جگہ جنت ہے۔ (شب معراج) سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا

جبکہ سدرہ (بیری) کو ڈھانک رہا تھا جو کچھ کہ ڈھانک رہا تھا۔ نہ تو نظر سے بجی کی اور نہ وہ حد سے نکل

طَغٰى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾ اَفَرَءَيْتُمُ

گیا۔ ٤ہ یقیناً اس نے اپنے پروردگار کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ پھر کیا تم نے لات

اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ

اور عزیٰ کو غور سے دیکھا۔ اور پچھلی تیسری منات کو (بھی) کیا تمہارے لئے

الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ اِنْ

لڑکے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ) کیلئے لڑکیاں۔ یہ تو تب بڑی نامنصفانہ تقسیم ہے۔ نہیں ہیں یہ

هِىَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ

مگر نام جو تم نے یا تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا

کے بارے میں کوئی سند نہیں اتاری۔ وہ نہیں اتباع کرتے مگر گمان کا۔ اور جن

لہ شَدِیْدُ الْقُوٰی:۔

تفسیر صافی ص ٤٧٩ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

٢ہ فَاسْتَوٰی:۔

لفظ استوٰی کے تفصیلی معنی سابقاً ص ٢٤٢ پر زیر حاشیہ درج کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں سے ملاحظہ کر لئے جائیں۔

تفسیر صافی ص ٤٧٩ پر ہے کہ فَاسْتَوٰی کے معنی ہیں "وہ قائم ہو گیا"۔

نیز لکھا ہے کہ یہ اشارہ حضرت جبرئیل امین کی طرف ہے جو اپنی حقیقی صورت پر یعنی جس صورت پر ان کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ کھڑے ہوئے تھے۔ اور سوائے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کسی اور نبی نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں دیکھا۔ آنحضرت نے ان کو ان کی اصلی میں ایک مرتبہ آسمان پر دیکھا اور ایک مرتبہ زمین پر۔

٣ہ اُفُق:۔

کنارۂ آسمان۔ آفاق جمع۔ افق اصل میں آسمان کے اس کنارہ کو کہتے ہیں۔ جہاں آسمان اور زمین دونوں ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے ابن منذر نے روایت بیان کی ہے۔ کہ آپ نے افق اعلیٰ کے معنی مطلع آفتاب کے بیان کئے ہیں۔ قتادہ اور مجاہد کا بھی یہی بیان ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا ص ١٨٠)

٤ہ طَغٰی:۔

وہ حد سے نکل گیا۔ اس نے سرکشی کی۔ اس نے سر اٹھایا۔

طغیان سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب جب نگاہ اپنی حد سے گزر جاتی ہے تو بہکنے لگتی ہے۔ اسی طرح پانی جب اپنی حد سے متجاوز ہوتا ہے۔ تو طغیانی آ جاتی ہے۔ طغٰی کا استعمال ان دونوں معنوں میں اسی اعتبار سے ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ٤ ص ٩٢)

تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾

کو ان کے نفس چاہتے ہیں۔ اور یقیناً ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔

أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَكَمْ

کیا انسان کے لئے وہ چیز ہے جس کی وہ تمنا کرے۔ پس پہلا (دنیا) اور آخرت (دونوں جہاں) اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ اور

مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا

کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں ہیں۔ جن کی سفارش کچھ بھی کفایت نہ کرے گی۔ مگر بعد

مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾ إِنَّ

میں اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اور پسند کرے اجازت دیدے۔ یقیناً

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے نام پر رکھ

الْأُنْثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ

لیتے ہیں۔ اور انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں۔ وہ نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی۔

وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَأَعْرِضْ عَنْ

اور یقیناً گمان حق کے مقابلہ میں کچھ بھی کفایت نہیں کرتا۔ ؎۱ پس تو منہ پھیر لے اس سے

مَنْ تَوَلَّىٰ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾

جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا ؎۲ اور اس نے سوائے دنیا کی زندگانی کے اور کچھ نہ چاہا۔

ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ

یہی ان کے علم کی رسائی ہے۔ یقیناً تیرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے

ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿٣٠﴾ وَلِلَّهِ

جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا۔ اور وہ اس سے بھی خوب واقف ہے جو ہدایت پا گیا ؎۳ اور اللہ تعالیٰ

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ

ہی کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تاکہ وہ ان لوگوں کو جنہوں نے بدی کی ان

أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ﴿٣١﴾

کے کئے ہوئے عمل کا بدلہ دے۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے نیکی کا اچھا بدلہ دے۔

ع ۲۵ / ۵

؎۱ الحق :-
تفسیر صافی ص۴۸۱ پر ہے کہ حق کسی چیز کی حقیقت کو کہتے ہیں۔ اور اس کا ادراک بغیر علم کے نہیں ہو سکتا۔

؎۲ مَنْ تَوَلّٰی :-
تفسیر صافی ص۴۸۱ پر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جائے۔ اور اس سے منہ پھیر لے۔ اور دنیا میں منہمک ہو جائے ایسے شخص کو دعوت دینے سے منہ پھیر لو۔ کیونکہ اسے دعوت سوائے عناد بڑھانے اور باطل پر اصرار کرنے کے اور کچھ فائدہ نہ دے گی۔

؎۳ اَعْلَمُ :-
تفسیر صافی ص۴۸۱ پر ہے کہ ماسوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کون دعوت قبول کرے گا اور کون نہیں۔ پس تو انہیں دعوت دینے میں اپنی جان کو تکلیف نہ دے کیونکہ تمہارے ذمہ صرف انہیں احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہی ہے۔ اور تو نے یقیناً انہیں پہنچا دیا ہے۔

الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَٰٓئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ
جو لوگ بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں ۱؎ سوائے صغیرہ گناہ کے ۲؎
إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ
یقیناً تیرا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم سے خوب واقف ہے جب کہ اس نے تمہیں
مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ
زمین سے پیدا کیا۔ اور جب کہ تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں جنین تھے۔
فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿۳۲﴾ أَفَرَأَيْتَ
پس تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ قرار دو وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے خوب واقف ہے جس نے پرہیزگاری کی۔ کیا تو نے اُسے دیکھا
الَّذِي تَوَلَّىٰ ﴿۳۳﴾ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ﴿۳۴﴾ أَعِنْدَهُ عِلْمُ
جو (حق سے) روگرداں ہوگیا۔ اور اس نے تھوڑا سا (راہ خدا میں) دیا اور رُک گیا۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم
الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ﴿۳۵﴾ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ﴿۳۶﴾
ہے پھر وہ دیکھتا رہتا ہے۔ کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔
وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ﴿۳۷﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴿۳۸﴾
اور ابراہیم کے (بھی) جس نے (حق اطاعت) پورا پورا ادا کیا ۳؎ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا (نفس) دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا
وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ﴿۳۹﴾ وَأَنَّ سَعْيَهُ
اور یہ کہ انسان کے لئے نہیں ہے مگر جو اس نے کوشش کی ۴؎ اور یقیناً اس کی کوشش عنقریب
سَوْفَ يُرَىٰ ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ﴿۴۱﴾ وَأَنَّ
دیکھی جائے گی۔ پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یقیناً
إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ﴿۴۲﴾ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ﴿۴۳﴾ وَ
تیرے پروردگار ہی کی طرف انتہا ہے ۵؎ اور یقیناً اسی نے ہنسایا اور رُلایا۔ اور
أَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ
اسی نے مارا اور زندہ کیا۔ اور یقیناً اسی نے نر اور مادہ جوڑے
الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ﴿۴۵﴾ مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ ﴿۴۶﴾ وَأَنَّ عَلَيْهِ
پیدا کئے۔ نطفہ سے جب کہ وہ (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔ اور یقیناً اسی کے

۱؎ اَلْفَوَاحِش :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۸۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فواحش سے مراد زنا اور سرقہ یعنی چوری ہیں +

۲؎ اللَّمَم :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۸۱ پر بحوالہ مجمع البحرین منقول ہے کہ اس سے مراد وہ گناہ صغیرہ ہیں جن کا بندہ کبھی کبھی جہالت سے مرتکب ہو جائے پھر نادم ہو کر توبہ کرلے مغفرت مانگے ۔ اور وہ بخش دیئے جائیں +

۳؎ وَفّٰی :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۸۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا وہ امر سے متعلق ہو یا نہی سے یا بیٹا ذبح کرنے کے بارے میں ہو وہ سب کو بجالائے +

ع ۶

۴؎ مَاسَعٰی :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۸۲ پر ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کے عوض میں نہیں پکڑا جا سکتا۔ اسی طرح دوسرے کے عمل سے بھی ثواب نہیں پا سکتا۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ میت کے حق میں صدقہ دینا اور میت کی طرف سے حج و زیارات کا بجالانا میت کو نفع پہنچاتا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ میت نے اپنے پسماندگان کے دل میں بسبب احسان یا ایمان یا قرابت داری وغیرہ کے محبت ڈال دی تھی۔ اور یہ سب کچھ اس کی اپنی کوشش کا نتیجہ تھا۔ جیسا کہ مریض، کہ اس کے لئے ایام مرض میں وہ کل اعمال خیر لکھے جاتے ہیں جو اپنی صحت کی حالت میں بجالاتا ہو۔ اس لئے کہ اس کی نیت میں یہ ضرور ہے کہ اگر وہ تندرست ہوتا۔ تو یہ سب اعمال بجالاتا پس ثواب کا ملنا اس کی نیت پر موقوف ہے باوجود یکہ نیت کو عمل میں لانے کا مانع موجود ہے مگر وہ مانع اس کے اختیار کی بات نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے کہ وہ اسے ثواب دیتا ہے +

۵؎ اَلْمُنْتَهٰی :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۸۲ پر بحوالہ کافی والتوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کلام میں نوبت خود اللہ تعالیٰ کے ذکر تک پہنچے۔ تو خاموش ہو جاؤ۔

اور تفسیر قمی میں اسی طرح مروی ہے۔ اور کچھ زیادہ بھی ہے۔

اور التوحید میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس ذکر کیا گیا کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس سے زیادہ ہی صفات بیان کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: مکروہ ہے! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا جو اس نے کہا کہ: وان الی ربک المنتھی۔ پس تم اس کے علاوہ کوئی اور بات کیا کرو +

النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ

تو مر دوبارہ زندہ کرنا ہے ۔ اور یقیناً اسی نے دولتمند کیا اور اسی نے خزانہ دیا ۔ اور یقیناً وہ

هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَاۡ

شعریٰ ستارے کا پروردگار ہے ۔ اور یقیناً اس نے پہلے عاد کو ہلاک کیا ۔ اور ثمود کو (بھی) پھر اس

فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ

نے کسی کو باقی نہ چھوڑا ۔ اور نوحؑ کی قوم کو پہلے سے ہی ۔ یقیناً وہ بہت بڑے ظالم اور

اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا

نہایت سرکش تھے ۔ اور اس نے الٹائی ہوئی بستیوں کو دے پٹکا ۔ پھر اسے ڈھانک لیا جس چیز

غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ

نے کر ڈھانک لیا ۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں میں شک کرتے ہو ۔ یہ پہلے ڈرانے والوں میں

مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ

سے ایک ڈرانے والا ہے ۔ نزدیک آنیوالی (گھڑی) لہ آپہنچی ؏ اس کے لیے اللہ تعالٰے

دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾

کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں ۔ پھر کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو ۔

وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور ہنستے ہو ۔ اور روتے نہیں ہو ۔ اور تم غافل ہو ؏

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

پس تم اللہ تعالٰی ہی کو سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو ۔

اٰيَاتُهَا ۵۵ ‏— سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ — ۳ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالٰی کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً

(قیامت کی) گھڑی قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا ؏ اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں ، تو

لہ اَزِفَتِ :۔
آپہنچی ۔ (سمع) اَزَف ؔ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ اَزَف کے اصلی معنی تنگی وقت کے ہیں چونکہ تنگی وقت کا مطلب وقت کا قریب آلگنا ہوتا ہے اس لئے اس کا استعمال قریب آلگنے میں ہونے لگا ۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صہ ۴۲)

؏ الاٰزِفَةُ :۔
نزدیک آنے والی ۔ قریب آلگنے والی ۔ جس کے آنے کا وقت بہت تنگ ہو گیا ہو ۔ مراد قیامت ہے ۔ اَزِفَہ ؔ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صہ ۴۲ و ۵۱)

؏ سٰمِدُوْنَ :۔
کھیل کرنیوالے ۔ غافل ہونیوالے ۔ گانے والے ۔ تکبر سے سر اٹھانے والے ۔ حیرت میں کھڑے رہنے والے ۔ سُمُوْد ؔ سے جس کے معنی کھیلنے ۔ غافل ہونے ۔ گانے اور تکبر سے سر اٹھانے اور حیرت میں کھڑے رہ جانے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ۔ سَامِدٌ واحد ۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صہ ۱۶۲)

؏ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ :۔
تفسیر صافی صہ ۴۸۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے ۔ کہ اقتربت الساعۃ سے مراد قیامت کا نزدیک آنا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب قیامت ہی آنے والی ہے نبوت اور رسالت تو ختم ہو گئی ۔
اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس سے مراد قائم آلِ محمدؑ کا خروج ہے ۔
تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ مشرک اکٹھے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے لئے چاند کے دو ٹکڑے کر دیجئے ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا : کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے ؟ انہوں نے کہا : کہ ہاں یہ شب بدر یعنی چودھویں رات تھی ۔ پس آنحضرتؐ نے خداوند تعالٰی سے دعا کی ۔ کہ جو کچھ ان لوگوں نے طلب کیا ہے وہ عطا کرے ۔ پس چاند اسی وقت دو ٹکڑے ہو گیا ۔ اور آپ نے آواز دی ۔ کہ اے فلاں اور اے فلاں ! دیکھ لو (چاند دو ٹکڑے ہو گیا ۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ۔ یہاں تک کہ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسرے پہاڑ پر ۔ پس لوگوں نے کہا کہ محمدؐ نے ہم پر (نعوذ باللہ)

السجدة واجبة ۔ ۳ ع ۶

جادو کر دیا ہے ۔ اس وقت ایک شخص نے کہا کہ اگر تم پر جادو کر دیا ہے تو سب لوگوں پر تو جادو نہیں کر دیا ۔ تفسیر قمی میں یہ واقعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح منقول ہے ۔ اور تفسیر مجمع البیان میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالٰی نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے ساتھ ساتھ قیامت کے قریب آنے کو بھی بیان کیا ۔ اس لئے کہ چاند کا ٹکڑے ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور آنحضرت صلعم کی نبوت قیامت کے قریب ہونے کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے ۔ لمترجم ۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے میں کوئی استحالہ عقلی نہیں ہے ۔ اس لئے کہ موجودہ سائنس قائل ہے کہ چاند بھی ہماری زمین کا ایک ٹکڑا ہی ہے جو زمین کی ابتدائی گرم حالت میں اس سے پھٹ کر الگ ہو گیا ۔ جب زمین پھٹ کر دو ٹکڑے ہو سکتی ہے تو چاند جس میں اس زمین کے خواص موجود ہیں کیوں نہیں پھٹ سکتا ۔ ابھی ۱۹۲۸ء کا واقعہ ہے کہ جنوبی امریکہ کے ملک لاپلاٹا میں ایک ستارہ دو ٹکڑے ہوتے دیکھا گیا ۔ اس

(باقی حاشیہ صفحہ ۶۸۷)

يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ

منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی

وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا

پیروی کی اور ہر امر قرار پکڑنے والا ہے۔ اور یقیناً ان کے پاس خبروں میں سے وہ چیز آگئی ہے، جس میں

فِيهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۖ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ فَتَوَلَّ

ڈانٹ ڈپٹ ہے (اور) انتہائی حکمت پس ڈراووں نے کچھ کفایت نہ کی۔ پس تو ان سے

عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ

منہ پھیر لے جس دن بلانے والا ایک ناشناسا چیز کی طرف بلائے گا۔ وہ اپنی آنکھیں عاجزی سے

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ﴿٧﴾

نیچی کئے ہوئے قبروں میں سے نکل پڑیں گے۔ گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں پھیلی ہوئی۔

مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ

وہ پکارنے والے کی طرف سر اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے۔ یہ دن بڑا

عَسِرٌ ﴿٨﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا

سخت ہے۔ ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نے (بھی) جھٹلایا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور

مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ﴿٩﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ﴿١٠﴾

کہنے لگے کہ یہ تو دیوانہ اور جھڑکا گیا ہوا ہے۔ پس اس نے اپنے پروردگار کو پکارا یقیناً میں مغلوب ہوں پس تو میرا بدلہ لے [1]

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ

پس ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار پانی کے ساتھ کھول دیئے [2] اور ہم نے زمین پھاڑ کر کئی چشمے بنا

عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ

دیئے۔ پس اس امر پر وہ یقیناً طے کر دیا گیا تھا (آسمان اور زمین کا)، پانی مل گیا [3] اور ہم نے اس (نوحؑ) کو

ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ﴿١٣﴾ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ

تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر اٹھا لیا۔ وہ ہماری نگرانی میں چلتی رہی یہ بدلہ تھا اس کا جس کا انکار کیا گیا

كُفِرَ ﴿١٤﴾ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿١٥﴾ فَكَيْفَ

تھا۔ اور یقیناً ہم نے اسے ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا پھر کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے پھر میرا عذاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ستارے کا نام نوا پکٹورس (NOVA PICTORIS) تھا جنوبی افریقہ کی سب سے بڑی رصد گاہ واقعہ جوہنس برگ نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اور سائنسدان کہتے ہیں کہ اس بات کا امکان ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی آسمانی ستارہ دو ٹکڑے ہو گیا ہو۔ (دیکھئے ہندوستان ٹائمز دہلی مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۵ء)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] فَانْتَصِرْ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۸۳ پر ہے کہ فَانْتَصِرْ کا مطلب یہ ہے کہ ان سے بدلہ لے اور یہ آپ نے اس وقت کہا جبکہ آپ انہیں ڈرا چکے تھے۔

کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ان میں نو سو پچاس سال رہے اور آپ انہیں خفیہ اور اعلانیہ دعوت حق دیتے رہے پس جب انہوں نے انکار کیا اور سرکشی اختیار کی۔ تو آپ نے کہا: اے میرے پروردگار میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے +

[2] مُنْهَمِرٍ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۸۳ پر ہے کہ اس سے مقصود پانی کی انتہا کا بیان کرنا ہے۔ اور مثال ہے۔ بارش کے انتہائی کثرت سے برسنے کی +

[3] قُدِرَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۸۳ پر ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ آسمان سے کوئی قطرہ ایسا نہیں گرا جس کا شمار نہ کیا گیا ہو، یا وزن نہ معلوم ہو سوائے اس کے جو طوفان نوح میں گرا۔ کیونکہ اسی دن بلا عدد اور وزن کے موسلا دھار گرا تھا +

كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

اور میرے ڈراوے کیسے رہے۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے۔ پس کیا

فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ (قوم) عاد نے (بھی) جھٹلایا۔ پھر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے

وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ

رہے۔ یقیناً ہم نے ان پر ایک ہمیشہ کے منحوس دن میں تند ہوا (آندھی)

مُسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾

بھیجی۔ وہ لوگوں کو جگہ سے اکھاڑ کر پھینکتی ہے گویا کہ وہ جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے درخت کے تنے ہیں۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

پھر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے رہے۔ اور یقیناً ہمنے قرآن کو ذکر کے لئے آسان کر دیا۔

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ (قوم) ثمود نے (بھی) میرے ڈراووں کو جھٹلایا۔

فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ

پس کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے میں سے ہی ایک واحد بشر کی پیروی کریں۔ تب ہم یقیناً گمراہی اور جنون

وَسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ

میں ہوں گے ۱؎ کیا ہم میں سے یہ ذکر اسی پر ڈالا گیا۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ تو بہت جھوٹا بہت زیادہ اترانے

أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿۲۶﴾ إِنَّا مُرْسِلُو

والا ہے۔ یہ عنقریب کل ہی جان لیں گے کہ کون بڑا جھوٹا زیادہ اترانے والا ہے۔ یقیناً ہم ان کی آزمائش کے

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ

لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں، پس تو ان کا انتظار کرتا رہ اور صبر کیساتھ قائم رہ اور انہیں خبر دیدے کہ

أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا

یقیناً پانی انکے (اور اونٹنی کے) درمیان تقسیم کیا گیا ہے۔ پانی پینے کی ہر باری پر (باری والا) حاضر کیا جائیگا۔ پھر انہوں نے اپنے

صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَ

ساتھی کو پکارا ۲؎ پس اس نے دست درازی کی پھر اسکی کونچیں کاٹ دیں ۳؎ پھر میرا عذاب اور میرے ڈراوے کیسے

۱؎ سُعُرٍ :-
سودا۔ جنون۔ بے عقلی۔ علامہ سمین لکھتے ہیں: کہ "سُعُر" مفرد بھی ہو سکتا ہے بمعنی جنون کے۔ کہا جاتا ہے: نَاقَةٌ مَسْعُورَةٌ یعنی اونٹنی اپنی رفتار میں دیوانہ سی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سَعِیْر کی جمع ہو۔ جس کے معنی نار یعنی آگ کے ہیں۔ اور دونوں احتمال منقول ہیں۔
(حواشی سلیمان جمل علی الجلالین جلد ۴ صفحہ ۲۴۲ طبع مصر ۱۳۵۲ھ)

ع ۲ ۱ ۸

اصل میں سَعْرٌ کے معنی آگ بھڑکانے کے ہیں۔ جب انسان کے دماغ میں گرمی بھڑک اٹھتی ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ سُعُر کا استعمال سودا اور جنون کے معنی میں اسی اعتبار سے ہے۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۹)

۲؎ صَاحِبَهُمْ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۸۴ پر ہے کہ اس کا نام قدار بن سالف احیمر ثمود تھا۔

۳؎ فَتَعَاطَىٰ :-
پھر اس نے دست درازی کی۔ پھر اس نے ہاتھ چلایا پھر اس نے پکڑا۔ تعاطی سے جس کے معنی کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھانے اور اس کو پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)
تفسیر صافی صفحہ ۴۸۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس اونٹنی کو قتل کرنے کی جرأت کی اور قتل کر دیا۔ یا تلوار ہاتھ میں لی اور قتل کر دیا۔ اور تعاطی کے لفظی معنی ہیں کسی شے کو بہ تکلف لینا۔

نُذُرِ (٣٠) اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا

پس وہ باڑ لگانے والے کی چورہ — یقیناً ہم نے ان پر ایک چیخ بھیجی ۔ رہے ۔

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ (٣١) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

کی ہوئی باڑ کی مانند ہوگئے ۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (٣٢) كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ (٣٣) اِنَّآ

پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے ۔ قوم لوط نے (بھی) میرے ڈراووں کو جھٹلایا ۔ یقیناً

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ (٣٤)

ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ بھیجا لہ سوائے آل لوط کے ہم نے انہیں صبح کے وقت نجات دیدی ۔

نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ (٣٥) وَلَقَدْ

یہ ہماری طرف سے ایک نعمت تھی ۔ جس نے شکر کیا ہم اسے اسیطرح جزا دیتے ہیں ۔ اور یقیناً

اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ (٣٦) وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ

اس (لوط) نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا پھر انہوں نے ہمارے ڈراووں میں شک کیا ۔ اور یقیناً انہوں نے اس سے

عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ

اس کے مہمان کو (بدی کیلئے) طلب کیا ۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں کو (مٹا کر) بے نور کر دیا ٢ پس تم میرا عذاب اور میرے ڈراووں

نُذُرِ (٣٧) وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ (٣٨) فَذُوْقُوْا

کا مزہ چکھو ۔ اور ایک قرار پکڑنے والے عذاب نے ان کو صبح کے وقت آ لیا ۔ پس تم میرا عذاب اور

عَذَابِيْ وَنُذُرِ (٣٩) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

میرے ڈراووں کا مزہ چکھو ۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کیلئے آسان کر دیا ہے ۔ پس کیا کوئی نصیحت

مِنْ مُّدَّكِرٍ (٤٠) وَلَقَدْ جَاۗءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ (٤١)

حاصل کرنیوالا ہے ٣ اور یقیناً آل فرعون کے پاس (بھی) ڈراوے آئے ۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ (٤٢)

انہوں نے ہماری سب نشانیوں کو جھٹلایا ۔ پس ہم نے انہیں ایک زبردست قدرت والے کے پکڑنے کی طرح پکڑا ۔

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰۗىِٕكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَاۗءَةٌ فِي الزُّبُرِ (٤٣)

کیا تمہارے کافر ان سے بہتر ہیں ، یا تمہارے لئے کتابوں میں بریت (آچکی) ہے ۔

لہ حَاصِبًا :-
بادِ سنگبار ۔ پتھروں کا مینہ ۔ ہواؤں کا پتھراؤ سخت آندھی ۔ نیز وہ پتھراؤ جو تند ہوا میں ہو ۔ حاصب کہلاتا ہے ۔ حصباءٌ سے مشتق ہے ۔ حصباء کنکریاں کو کہتے ہیں ۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے
(لغات القرآن نعمانی جلد ٢ صفحہ ٢٦٦)

٢ہ فَطَمَسْنَا :-
پس ہم نے مٹا دیا ۔ پس ہم نے بے نور کر دیا ۔ طمسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم یہاں چونکہ طمس کا استعمال آنکھوں کے لئے ہے ۔ اس لئے بے نور کرنے اور ان کا نشان کھو دینے یعنی اندھا کر دینے کے معنی زیادہ مناسب ہیں ۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ٤ صفحہ ٩٦)
تفسیر حسانی میں ہے کہ جبرائیل امین نے ان کی طرف انگلی ماری جس سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں ۔ اور ایک روایت کے بموجب چھوٹی چھوٹی کنکریاں لیں اور ان کے منہ پر ماریں ۔ جس سے ان کے چہرے بگڑ گئے اور اس شہر کے کل رہنے والے اندھے ہو گئے ۔

٣ہ مُّدَّكِرٍ :-
تفسیر حسانی صفحہ ٣٨٤ پر ہے کہ یہ آیت ہر قصہ کے ساتھ دہرائی گئی ہے ۔ جس کی غرض یہ ہے کہ ہر رسول کا جھٹلایا جانا اس بات کا مقتضی ہوا کہ لوگوں پر عذاب نازل کیا جائے ۔ اور ہر قصہ کا غور سے سننا اس بات کا سبب ہوتا ہے کہ سننے والا اسے یاد رکھے اور اس سے نصیحت حاصل کرے ۔ اور خوابِ غفلت سے بیدار ہو ۔ تاکہ اس پر سہو اور غفلت غلبہ نہ پا جائیں ۔
اسی طرح سورہ رحمٰن میں فبای آلاء ربکما تکذبان بار بار لایا گیا ہے اور سورہ مرسلات میں ویل یومئذ للمکذبین ہے

٢ ع ١٨ ٩

أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ
کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سب بدلہ لینے والے ہیں۔ ؎۱ عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور
يُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ
پیٹھ پھیر جائے گی۔ ؎۲ بلکہ (قیامت کی) گھڑی ان کی وعدہ گاہ ہے اور وہ گھڑی بڑی سخت اور بہت
وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ
ہی تلخ ہے۔ یقیناً گنہگار لوگ گمراہی اور جنون میں مبتلا ہوں گے۔ جس دن وہ (دوزخ کی) آگ میں اپنے
فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ
مونھوں کے بل گھسیٹے جائیں گے (اور انہیں کہا جائے گا کہ) دوزخ کی آگ کے چھونے کا مزہ چکھو ؎۳ یقیناً ہم نے ہر چیز کو
شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ
اندازہ کے ساتھ پیدا کیا۔ اور نہیں ہے ہمارا امر مگر ایک ہی بار آنکھ جھپکنے
بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾
کی مانند۔ اور یقیناً ہم نے تمہارے طریقے والوں کو ہلاک کر دیا پھر کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے۔
وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ
اور ہر چیز جو انہوں نے کی نوشتوں میں (موجود) ہے۔ اور ہر چھوٹا اور بڑا (عمل) لکھا
مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ
ہوا ہے۔ یقیناً پرہیزگار جنتوں اور نہروں میں۔ صاحب قدرت بادشاہ
صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾
کے پاس سچی مجلس میں ہوں گے۔

آیاتہا ۷۸ — سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ — ۳ رکوعاتہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الرَّحْمَٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْإِنسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾
خدائے رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اس نے انسان کو پیدا کیا ؎۴ اور اس نے اسے بیان سکھایا ؎۵

؎۱ مُنْتَصِرٌ :-
تفسیر صافی ص۴۹۴ پر ہے کہ ہم ایک جماعت ہیں جو سب اس بات پر متفق ہیں کہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لیں۔ اور بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ قریش نے یہ کہا تھا کہ اے محمد (صلعم) ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ تمہیں قتل کرکے (بتوں کی توہین کا) بدلہ لے لیں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت : امر یقولون .... الخ نازل فرمائی ✢

؎۲ الدُّبُرَ :-
تفسیر صافی ص۴۹۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد بدر کے دن کا واقعہ ہے۔ جس میں ان کو شکست دی گئی تھی اور وہ قید اور قتل کئے گئے ✢

؎۳ مَسَّ سَقَرَ :-
تفسیر صافی ص۴۹۴ پر بحوالہ ثواب الاعمال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لئے ایک میدان ہے۔ جس کا نام سقر ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے شدتِ حرارت کی شکایت کی تھی اور یہ سوال کیا تھا۔ کہ ایک سانس لینے کی اجازت مل جائے۔ اجازت ملی تو اس کے لئے ایک سانس لینے سے سارا جہنم جل اٹھا ✢

؎۴ الانسان :-
تفسیر البرھان جلد ۴ ص۱۰۶۸ پر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں "الانسان" سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

ع ۱۵ ۳ ۱۰

انہیں ان کل چیزوں کا بیان تعلیم کیا گیا۔ جن کی طرف لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے ✢

؎۵ البیان :-
تفسیر صافی ص۴۹۴ پر ہے کہ چونکہ یہ سورۃ بہت سی دنیاوی و اخروی نعمتوں کا ذکر لئے ہوئے ہے اس لئے اس کی ابتداء لفظ الرحمٰن سے کی گئی اور جو نعمتیں زیادہ بزرگ اور زیادہ عزت والی ہیں۔ ان کو مقدم رکھا ہے اور وہ تعلیم قرآن ہے کہ وہ دین کی بنیاد بھی ہے اور شریعت کا منشاء بھی۔ اور سب سے بڑی وحی بھی۔ اور تمام کتابوں میں سب سے زیادہ معزز بھی۔ اس اعتبار سے بھی کہ وہ خود معجزہ بھی ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ پہلی کل کتابوں کا اس میں ذکر آگیا ہے۔ اور اس اعتبار سے بھی کہ وہ اپنی ذات کی بھی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور پہلی کل کتابوں کی بھی — تعلیم قرآن کے بعد اپنی دوسری نعمت خلقت انسان بیان فرمائی ہے اور یہ کہ انسان کو اور تمام حیوانات کے مقابلے میں یہ امتیاز عطا کیا گیا ہے کہ جو کچھ اس کے دل میں ہو اس کو بیان کر سکتا ہے اور جو کچھ خود سمجھ گیا ہے دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے ✢

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝٥ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝٦

سورج اور چاند مقررہ حساب کے مطابق (گردش کرتے) ہیں ۔ اور بیل بوٹیاں اور درخت سجدہ کرتے ہیں ۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝٧ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝٨

اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان رکھ دی ۔ تاکہ تم میزان کے بارے میں سرکشی نہ کرو ۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝٩ وَ

اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم کرو ۔ اور میزان میں کمی نہ کرو ۔ اور

الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ

اس نے زمین کو جن و انس کے لئے وضع کیا ۔ اس میں پھل اور خوشوں والی کھجور کے

الْاَكْمَامِ ۝١١ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝١٢ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

درخت ۔ اور بھس والا دانہ اور خوشبودار پھول (ہیں) ۔ پس تم دونوں (جن و انس)

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝١٤

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ اس نے انسان کو ٹھیکرے کی مانند بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ؎١

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝١٥ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا ۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کونسی نعمتوں

تُكَذِّبٰنِ ۝١٦ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝١٧ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

کو جھٹلاؤ گے ۔ وہ (گرمی اور سردی کے) دونوں مشرقوں کا پروردگار ہے اور (انہی موسموں کے) دونوں مغربوں کا پروردگار ہے ؎٢ پس تم دونوں (جن و انس)

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٨ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝١٩ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ اس نے دو دریا جاری کئے جو آپس میں مل نہیں سکتے ۔ دونوں کے درمیان ایک آڑ

لَّا يَبْغِيٰنِ ۝٢٠ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢١ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے ۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ ان دونوں میں سے

اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝٢٢ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٣ وَلَهُ

موتی اور مونگا نکلتے ہیں ۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ اور

الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝٢٤ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

سمندر میں پہاڑوں کی مانند اونچے جہاز اسی کے لئے ہیں ۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں

؎١ صَلْصَالٍ :-
بجتی ہوئی مٹی ۔ کھنکھناتی ہوئی مٹی ۔ وہ خشک مٹی کہ جب اس پر انگلی ماری جائے تو بجنے اور کھنکھنانے لگے صلصال کہلاتی ہے ۔ اور بعض نے اس کے معنی سڑی ہوئی مٹی کے بھی کئے ہیں ۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں :- اصل میں صلصال خشک چیز کے بجنے کا نام ہے ۔ اسی سے محاورہ ہے صل المسمار (کھونٹی بجی) ۔ اور اسی سے خشک مٹی صلصال سے موسوم ہے (کیونکہ وہ بجتی ہے) ارشاد ہے من صلصال کالفخار (کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا) اور من صلصال من حماٍ مسنون (کھنکھارتے سنے گارے سے) اور صَلْصَلَةٌ باقیماندہ پانی کا نام ہے جو مشکیزہ میں ہلنے کی کھڑکھڑاہٹ سے مشابہ ہونے کی بنا پر اس نام سے موسوم ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ صلصال سڑی ہوئی مٹی ہے یہ عرب کے محاورہ صل اللحم (گوشت سڑ گیا) سے ماخوذ ہے ۔ ایک لام کو ص سے بدل لیا گیا ہے ۔

فراء کا بیان ہے کہ صلصال وہ مٹی ہے جس میں ریگ ملی ہوئی ہو اور اس طرح بجنے لگے جس طرح کہ ٹھیکری بجتی ہے ۔

اور ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ صلصال وہ خشک مٹی ہے جس کو آنچ نہ پہنچی ہو اور جب تم اسے انگلی سے ٹھونکو تو بجنے لگے اور تم اس کی کھنکھناہٹ سن لو اور جب وہ آگ میں پکائی جائے تو فخار ہے ۔ نیز ہر وہ شے جو کھنکھن بولے صلصال ہے ۔ طبری نے قتادہ سے بھی باسناد صحیح ایسا ہی نقل کیا ہے ۔

اعتراض : حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں قرآن مجید میں مختلف عبارتیں مذکور ہیں ۔ کہیں ارشاد ہے من تراب (مٹی سے) کہیں فرمایا من طین لازب (چپکتے گارے سے) اور کہیں مذکور ہے من حماٍ مسنون (سڑتے گارے سے) اور کہیں وارد ہے من صلصال کالفخار (کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا) یہ اختلاف کیوں ہے ؟

الجواب :- ان عبارتوں میں حقیقت میں اختلاف نہیں ہے ۔ بلکہ مطلب ایک ہی ہے حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کے مختلف مدارج بیان کئے گئے ہیں ۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے اول مٹی سے پیدا کیا ۔ پھر اس میں پانی ملا تو طین لازب ہوئی ۔ یعنی اس میں چپک پیدا ہوئی ۔ اس کے بعد حماٍ مسنون کہلائی کہ سیاہ ہو گئی اور سڑ گئی ۔ پھر جب خشک ہو گئی تو صلصال کالفخار سے موسوم ہوئی کہ ٹھیکری کی طرح کھنکھن بولنے لگی ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۳۱-۳۲)

النصف

؎٢ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ :- تفسیر صافی صفحہ ۴۸۵ پر بحوالہ احتجاج طبرسی منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سردیوں کا مشرق علیحدہ ہے اور گرمیوں کا علیحدہ ۔ کیا تمہیں سورج کے قرب و بعد سے اس کی تمیز نہیں ہوتی ـــــ اور تفسیر قمی میں ہے کہ سردیوں اور گرمیوں کے مشرق اور مغرب دو دو ہیں ۔

ع ۲۵ ۱ ۱۱

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ

کو جھٹلاؤ گے۔ سب جو اس (زمین) پر ہیں فنا ہونے والے ہیں۔ اور باقی رہے گی تیرے پروردگار صاحب جلالت

ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ

کی وجہ لـه پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جو کوئی

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾

آسمانوں اور زمین میں ہے اس سے سوال کرتا ہے۔ ہر روز وہ ایک شان میں ہوتا ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾

پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے (جن وانس کے) دونوں گروہو! عنقریب ہم تمہارے حساب کیلئے فارغ ہونگے

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ

استطاعت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ۔ تو پھر

الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ

نکل جاؤ۔ (لیکن) بغیر غلبہ کے تم نہیں نکل سکو گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے

اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ

پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تم دونوں پر آگ کے شعلے بھیجے گا۔

وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾

اور پگھلا ہوا تانبا بھی پس تم دونوں روک نہ سکو گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو تیل کی طرح سرخ ہو جائے گا۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے

اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ

پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۲ـه پھر اس دن نہ تو انسان سے اور نہ جن سے اسکے گناہ کے بارے میں پوچھ

وَّلَا جَاۗنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ

پوچھا جائے گا۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ گنہگار لوگ

لـه وَجْهُ رَبِّكَ :-

تفسیر صافی ص۴۸۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وجہ اللہ ہم ہیں۔ جن کے ذریعہ سے خدا پہچانا جاتا ہے۔ اور جن کے ذریعہ سے خدا کا ہر حکم پہنچتا ہے۔

المناقب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ویبقیٰ وجہ ربك کے یہی معنی منقول ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ہم وجہ اللہ ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ یا ابن رسول اللہ! اس حدیث کا جسے عام لوگ روایت کرتے ہیں کیا مطلب ہے؟ کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا کہ وجہ اللہ کو دیکھ لینے کا۔ آپ نے سائل کے جواب میں فرمایا: کہ اے ابوالصلت! جس نے اللہ کا چہرہ مثل اور چہروں کے سمجھا۔ یا بیان کیا وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ ہاں وجہ اللہ سے مراد اس کے انبیاء ورسل اور اس کی حجتیں ہیں۔ کہ انہی کی وجہ سے بندے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے دین کی طرف اور اس کی معرفت کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں اور انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کل من علیھا فانٍ ہ ویبقیٰ وجہ ربك ذوا لجلال والاکرام ہ

۲ـه لَا يُسْـَٔلُ :-

تفسیر صافی ص۴۸۶ پر ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ نشانیوں سے ہی پہچان لئے جائیں گے۔

لمترجم :-

ایک ترجمہ کرنے والے بزرگ نے متن قرآن میں اس آیہ مجیدہ کا ترجمہ لایسئل کی مناسبت سے "نہ پوچھا جائیگا" ہی کیا ہے۔ لیکن حاشیہ میں لکھا ہے:

"یعنی نرمی سے نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے کیا کیا۔ بلکہ جھڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کیوں کیا؟"

گویا "لا" نافیہ نہیں ہے۔ اور اس کے معنی "نہیں" نہیں ہیں بلکہ جھڑکی ہیں۔ کہ نرمی سے نہیں پوچھا جائے گا بلکہ جھڑکی سے پوچھا جائیگا۔ حالانکہ اگر یہ بزرگوار اگلی آیت پڑھ لیتے تو انہیں "نرمی اور جھڑکی" لایسئل "یعنی سوال نہ کرنے کی وجہ بھی بتا دی ہے۔ "یعرف المجرمون بسیمٰھم (گنہگار لوگ اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے) فیؤخذ بالنواصی والاقدام۔ (پس وہ پیشانی اور قدموں سے پکڑے جائیں گے اور اصل یہ آخری مرحلہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ اعمال وغیرہ تولے جا کر حساب کتاب ختم ہو چکا ہو گا اور دوزخ میں جانے والوں کی پیشانیوں پر "دوزخی" یا "کافر" لکھ دیا گیا ہو گا اور اب انہیں صرف پکڑ پکڑ کر دوزخ میں ڈالنا ہی رہ جائے گا۔ اب موقعہ نہیں کہ پھر سے حساب کتاب لیا جائے۔ جیسے کہ سکول میں لڑکوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔ جب امتحان ختم ہو جاتا ہے تو نمبروں کے حساب سے پاس اور فیل لڑکوں کی فہرست تیار کر لی جاتی ہے۔ نتیجہ سناتے وقت صرف اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ فلاں پاس ہے فلاں فیل ہے۔ یہ موقعہ حساب لینے یا سوال جواب کرنے کا نہیں ہوتا۔ وہ مرحلہ گذر چکا ہوتا ہے۔ یہی مطلب اس آیہ مجیدہ کا ہے کہ سوال جواب کا موقعہ گزر گیا اب آخری مرحلہ ہے کہ ان کے نشانات دیکھ کر انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ اس وقت سوال جواب نہیں ہونگے۔ بلکہ صرف دوزخ میں ڈالنا ہی ہوگا۔ اور جنتیوں کو جنت میں جس کا ذکر اگلی آیتوں میں ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ "لا" کے معنی اور استعمال نہیں جانتا تھا۔ کہ اس نے جھڑکی کے لئے "لا" استعمال کیا +

الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ﴿۴۱﴾
اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ پھر وہ پیشانی اور قدموں سے پکڑے جائیں گے۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۲﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي
پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ یہ ہے وہ جہنم جسے گنہگار
يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿۴۳﴾ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ
لوگ جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ اس کے درمیان اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان
آنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۵﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ
پھرتے ہونگے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور اس شخص کیلئے جو اپنے پروردگار کے حضور
رَبِّهِ جَنَّتَانِ ﴿۴۶﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾
میں کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہونگی لہ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ انواع واقسام کے درختوں اور ٹہنیوں والی
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۴۹﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ﴿۵۰﴾
پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں (جنتوں) میں دو چشمے بہتے ہوں گے۔
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۱﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ
پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں جنتوں میں ہر دو دو قسم کے میوے
زَوْجَانِ ﴿۵۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ
ہوں گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ایسے بچھونوں پر تکیہ لگانیوالے
فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾
ہوں گے جن کے استر ریشم کے دبیز موٹے کپڑے (دیبا) کے ہوں گے۔ اور دونوں جنتوں کے میوے نزدیک ہی ہونگے ۲
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۵﴾ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ
پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان جنتوں میں نیچی نگاہ رکھنے والی حوریں ہوں گی ۳
لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِأَيِّ
انہیں ان سے پہلے نہ تو کسی انسان نے چھوا تھا اور نہ کسی جن نے ۴ پس تم دونوں (جن وانس) تم اپنے پروردگار کی
آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۵۷﴾ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾
کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ گویا کہ وہ یاقوت اور مونگا ہیں۔

ع

لہ جَنَّتٰنِ :-
تفسیر صافی ص ۴۰۶ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص یہ بات سمجھ لے گا کہ جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے اسے اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اور جو نیک و بد عمل وہ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دیکھتا اور جانتا ہے تو اس شخص کا یہ سمجھ لینا اسے بہت سی برائیوں سے باز رکھیگا اور وہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھوی (پ ۳۰ النازعات) یعنی جس نے اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہونے سے ڈر کر خواہش نفسانی سے اپنے آپ کو باز رکھا۔

۲ہ دَانٍ :-
تفسیر صافی ص ۴۰۶ پر ہے کہ دونوں جنتوں کے پھل اس کے اتنے نزدیک ہوں گے کہ وہ انہیں بیٹھے بیٹھے بھی لے سکے گا اور لیٹے لیٹے بھی۔

۳ہ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ :-
تفسیر صافی ص ۴۰۶ پر ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی نظریں اپنے خاوندوں کی طرف لگی ہوئی ہوں گی۔ غیروں کا خیال نہ کریں گی۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ جنت کی حوروں کی آنکھوں کے نور کی چمک سے آنکھیں نیچی ہو جائیں گی۔

۴ہ وَلَا جَآنٌّ :-
تفسیر صافی ص ۴۰۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی حوروں کو کسی انسان نے نہ چھوا ہوگا۔ اور جنی حوروں کو جن نے نہ چھوا ہوگا۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا

پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے کچھ اور ہو سکتا

الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾ وَمِن دُونِهِمَا

ہے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دونوں کے علاوہ دو جنتیں اور

جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَامَّتَانِ ﴿٦٤﴾

ہوں گی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں نہایت سرسبز و شاداب ہوں گی۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾

پھر تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں (جنتوں) میں دو چشمے جوش مارنے والے ہوں گے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٧﴾ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ

پھر تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں (جنتوں) میں میوے اور کھجور کے درخت اور

وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٩﴾ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ

انار ہوں گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان (جنتوں) میں بھلائی سے بیش آنے

حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧١﴾ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ

والی عورتیں ہوں گی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پردہ نشین حوریں خیموں میں ہوں

فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٣﴾ لَمْ

گی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ انہیں ان سے

يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

پہلے نہ کسی انسان نے چھوا تھا اور نہ کسی جن نے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَ

کو جھٹلاؤ گے۔ وہ جنتی لوگ سبز قالینوں اور خوبصورت قیمتی بچھونوں پر تکیہ لگانے والے

عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٧﴾

ہوں گے لہ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

تمہارے صاحب جلالت وعظمت پروردگار کا نام بہت برکت والا ہے۔

ع ٣ ١٣

لہ عَبْقَرِيٍّ :-
قیمتی۔ نادر۔ عجیب۔ خوبصورت۔ بچھونے۔

امام محمد بن عزیز سجستانی نزہۃ القلوب میں جو لغت قرآن پر ان کی مشہور ترین کتاب ہے رقمطراز ہیں :- عبقری موٹے فرش ہیں۔

ابو عبیدہؓ نے کہا ہے کہ اہل عرب ہر بچھونے اور فرش کو عبقری کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبقر ایک خطہ ہے جہاں منقش کپڑا تیار ہوتا تھا۔ چنانچہ ہر عمدہ چیز کو اس کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ نیز کہا جاتا ہے کہ عبقری ہر اس مرد نیز اس بچھونے کو کہتے ہیں جو قابل تعریف و توصیف ہو۔

قاموس میں عبقری کے حسب ذیل معانی اور لکھے ہیں :- (۱) ہر وہ چیز جس میں کمال ہو۔ (۲) سردار۔ (۳) وہ جو سب سے فوق لے جائے۔ (۴) مضبوط اور قوی۔ (۵) خاص قسم کے فرش اور بچھونے۔

تاج العروس میں ہے کہ فراء نے کہا ہے۔ عبقری دبیز فرش ہیں اور اس کا واحد عبقریہ ہے اور عبقری دیبا کو بھی کہتے ہیں۔ قتادہ نے اس کا ترجمہ غالیچے کیا ہے۔ اور سعید بن جبیر نے نفیس غالیچے۔ صحاح میں یہ ہے کہ عبقری واحد اور جمع دونوں ہے امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ :- بیان کیا ہے کہ عبقر جنوں کی ایک بستی ہے۔ جس کی طرف ہر نادر چیز کو انسان ہو، یا حیوان یا کپڑا منسوب کر دیا جاتا ہے۔

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی تاج العروس من جواہر القاموس میں لکھتے ہیں :- عبقر بروزن جعفر (ایک موضع ہے) بادیہ میں (جہاں جنات بہت ہیں) مثل چلی آتی ہے کانہم جنُّ عبقر (گویا یہ عبقر کے جنات ہیں)

نوٹ :- تاج العروس کی مندرجہ بالا عبارت میں بین القوسین متن یعنی قاموس کا ترجمہ ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۲۲-۲۲۳)

تفسیر حقانی ص ۲۰۹ پر ہے کہ اس میں "یا" نسبتی ہے اور عبقری کے معنے ہوئے عبقر کا اور عبقر عربوں کے خیال کے مطابق جنات کے ایک شہر کا نام ہے۔ جس کی طرف ہر عجیب چیز کو نسبت دیا کرتے ہیں۔

آیاتها ۹۶ سُورَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳ رکوعاتها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وقف لازم

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾

جب واقع ہو جانے والی واقع ہو جائے گی۔ اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ

وہ پست کرنیوالی (بھی) ہے (اور) بلند کرنیوالی (بھی)، جب کہ زمین ہلائی جائے گی ہلایا جانا۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے[۱]

الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ

گئے۔ ریزہ ریزہ کرنا[۲] پھر وہ پھیلا ہوا غبار ہو جائیں گے۔ اور تم تین قسم کے

أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ

ہو جاؤ گے۔[۳] پس وہ دائیں ہاتھ والے کیا (اچھا نصیبہ) دائیں ہاتھ

الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَأَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَ

والوں کا۔ اور بائیں ہاتھ والے کیا (برا نصیبہ) بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور آگے

السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ

بڑھنے والے ہی سب سے آگے ہوں گے۔ وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوں گے۔ وہ نعمتوں والی جنتوں میں

النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

ہوں گے۔ پہلوں میں سے ایک انبوہ کثیر ہوگا۔ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٔيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾

وہ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے جڑاؤ تختوں پر ہوں گے۔ ان پر (بیٹھے) آمنے سامنے تکیہ لگانیوالے ہوں گے۔

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِأَكْوَابٍ وَّ

ان پر (خدمت کیلئے) ہمیشہ رہنے والے لڑکے آبخوروں اور آفتابوں اور ایسی

أَبَارِيْقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا

صاف شراب کے جام لیے ہوئے گردش کریں گے۔ جس سے نہ تو انہیں سر درد ہو گا،

۱ بُسَّتِ :-

ریزہ ریزہ کر دی گئی۔ بَسّ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے تو فعل کو واحد لاتے ہیں۔ اور جمع مکسر کا حکم یعنی جس میں واحد کا وزن سلامت نہ ہے مؤنث غیر حقیقی کا حکم ہے کہ اس کیلئے مذکر کا صیغہ بھی لایا جا سکتا ہے اور مؤنث کا بھی چنانچہ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا میں چونکہ "جبال" جمع مکسر ہے۔ اس لئے اس کے لئے واحد مؤنث کا صیغہ لایا گیا۔ لہٰذا یہاں بُسّت کے ترجمہ میں صیغہ جمع کے معنی لینا چاہیئے۔ یعنی ریزہ ریزہ کر دیئے گئے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صـ۳۱)

۲ بَسًّا :-

خلط ملط کرنا۔ اجزاء کا باہم دگر ملا دینا۔ ریزہ ریزہ کرنا مصدر ہے۔ اور بعض نے اس کے معنی آہستہ آہستہ ہانکنے اور چلانے کے کئے ہیں۔ عرب کی عادت ہے کہ جب اونٹ، بکری کا ریوڑ ہانکتے ہیں تو ہانکتے وقت بس بس یا بُس بُس زبان سے کہتے جاتے ہیں چنانچہ اس طرح پر ہانکنے کا نام بَسّ ہے۔ پہلے معنی کے اعتبار سے بولتے ہیں:- بَسَسْتُ السَّوِيْقَ بِالْمَاءِ میں نے ستو کو پانی میں گھول دیا۔ یعنی ستو اور پانی دونوں کے اجزاء مل کر باہم دگر خلط ملط ہو گئے۔ اس معنی کی تفسیر آیہ شریفہ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی مانند ہو جائیں گے) کر رہی ہے۔ یعنی ریزہ ریزہ ہو کر اڑنے لگیں گے۔ اور دوسرے معنی کی تفسیر وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ (اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے) سے ہو رہی ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صـ۳۱)

۳ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً :-

تفسیر صافی صـ۴۸۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل آدمی تین قسم کے پیدا کئے ہیں۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے۔ جو وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً سے فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ تک ہے۔ پس سابقون اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے خاص خاص بندے ہیں۔ جن میں اس نے پانچ روحیں قرار دی ہیں۔ اس نے ان کی تائید (۱) روح القدس سے کی ہے۔ جس سے وہ کل چیزوں کو پہچان لیتے ہیں۔ اور (۲) روح ایمان سے تائید کی ہے۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہیں۔ اور (۳) روح القوت سے ان کی تائید کی ہے۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر قادر ہیں۔ اور (۴) روح شہوت سے ان کی تائید کی ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور اس کی نافرمانی سے نفرت کرتے ہیں۔ اور ان میں (۵) روح المدرج (روح حرکت) قرار دی جس کے ذریعہ سے وہ لوگ چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں۔ اور مومنین اصحاب میمنہ میں چار روحیں قرار دی ہیں۔ (۱) روح الایمان۔ جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہیں۔ اور ان میں (۲) روح القوت قرار دی جس سے انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی قوت حاصل ہوتی ہے اور ان میں (۳) روح شہوت قرار دی۔ جس سے ان کے دل میں اطاعت خدا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور ان میں (۴) روح المدرج قرار دی۔ جس سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔

وَلَا يُنْزِفُونَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ
اور نہ وہ بہکیں گے۔ اور میوے جنہیں وہ پسند کریں گے اور پرندوں
طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢١﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ
کا گوشت جس کی وہ خواہش کریں گے۔ اور بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہونگی۔ جیسے کہ چھپا کر رکھے ہوئے
الْمَكْنُونِ ﴿٢٣﴾ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ
موتی۔ یہ بدلہ ہوگا ان اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ وہ اس (جنت) میں نہ بیہودہ گوئی
فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَ
سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔ سوائے سلام اور سلام کہنے کے۔ اور
أَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ
دائیں ہاتھ والے۔ کیا (اچھا نصیبہ) دائیں ہاتھ والوں کا۔ وہ بغیر کانٹوں کی جھکی ہوئی
مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنْضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَ
بیریوں میں ہونگے۔ اور تہ بہ تہ لگے ہوئے کیلے۔ اور پھیلے ہوئے سائے۔ اور
مَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا
بہایا ہوا پانی۔ اور کثرت سے میوہ نہ کاٹا گیا اور نہ
مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً ﴿٣٥﴾
روکا گیا۔ اور بلند کیے ہوئے فرش۔ یقیناً ہم نے ان حوروں کو پیدا کیا پیدا کرنا۔
فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾
پس ہم نے ان کو کنواری بنایا۔ شوہروں کی محبوبائیں (اور ان کی) ہمجولیاں، دائیں ہاتھ والوں کے لئے۔
ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَ
پہلوں میں سے انبوہ کثیر ہوگا۔ اور پچھلوں میں سے انبوہ کثیر لہ اور
أَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ
بائیں ہاتھ والے کیا (برا نصیبہ ہوگا) بائیں ہاتھ والوں کا۔ وہ زہریلی گرم ہوا، اور
وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّنْ يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾
کھولتے پانی۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ نہ ٹھنڈا ہوگا، اور نہ باعزت۔

لہ ثُلَّۃٌ ۱۔
تفسیر صافی ص۴۸۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ثلۃ من الاولین سے وہ طبقہ مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ اور ثلۃ من الاخرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں ہوئے۔
اور اسی تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ثلۃ من الاولین حزقیل مومن آل فرعون ہیں اور ثلۃ من الاخرین جناب علی علیہ السلام ہیں۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا

یقیناً وہ اس سے پہلے دولت مند تھے۔ اور وہ بہت بڑے

يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ

گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور وہ کہا کرتے تھے

أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾

(کہ) کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے، تو کیا ہم ضرور زندہ کر کے، اٹھائے جائیں گے۔

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿٤٩﴾

کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔ (اے رسول) کہدو (کہ) یقیناً پہلے اور پچھلے (لوگ)

لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ

ایک جانے ہوئے دن کے مقرر وقت پر سب اکٹھے کئے جائیں گے [1] پھر یقیناً

إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِن

تم اے گمراہو! جھٹلانے والو۔ تھوہر کے درخت

شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾

میں سے کھانے والے۔ پھر اسی میں سے پیٹوں کو بھرنے والے ہیں۔

فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَارِبُونَ شُرْبَ

پھر تم اسی کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینے والے ہو گے۔ پس تم پیاسے اونٹوں کے پینے کی طرح پینے

الْهِيمِ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ

والے ہو گے [2] جزا و سزا کے دن ان کی یہ مہمانی ہو گی۔ ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا پھر

فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴿٥٧﴾ أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿٥٨﴾ أَأَنتُمْ

تم کیوں تصدیق نہیں کرتے۔ پھر کیا تم نے غور کیا کہ جو منی تم (رحم میں) ڈالتے ہو۔ کیا تم

تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ

اسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے تمہارے درمیان موت کو

الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ

مقدر کیا اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہارے ایسے لوگ بدل

[1] يَوْمٍ مَّعْلُومٍ:-
تفسیر صافی ص ۴۹۸ پر ہے کہ اس سے مراد وہ وقت ہے جو دنیا کی انتہا مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس معین دن کی حد اللہ تعالٰے ہی کو معلوم ہے۔

[2] الْهِيمِ:-
تفسیر صافی ص ۴۹۸ پر ہے کہ "هیم" ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو پیاس کی بیماری ہو۔ اور وہ بیماری استسقاء سے مشابہ ہوتی ہے۔ اس کی جمع ادهیم یا هیما آئی ہے۔ یا اس کے معنی ریت کے ہیں اس صورت میں اس کی جمع هیام بالفتح آئے گی اور اس سے مراد ایسی ریت کے ہیں جو پکڑی نہ جا سکے۔

من لا یحضرہ الفقیہ۔ المحاسن اور معانی الاخبار میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے الهیم کی بابت پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ پیاسے اونٹ۔ اور ایک روایت میں اس کے معنی ریت ہیں۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ الهیم سے مراد پیاسے اونٹ ہیں۔

أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

ڈالیں اور اس ہیئت میں پیدا کر دیں جسے تم نہیں جانتے ہو۔ اور یقیناً تم نے پہلی

النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾

پیدائش کو جان لیا۔ پھر تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ پھر کیا تم نے اس پر غور کیا جو تم بوتے ہو۔

أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَاءُ

کیا تم اُسے اگاتے ہو ١ یا ہم اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو البتہ

لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾

اسے ریزہ ریزہ کر دیتے پھر تم باتیں ہی بناتے رہ جاتے۔ کہ یقیناً ہم تاوان ڈالے گئے ہیں۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي

بلکہ ہم محروم (لوگ) ہیں۔ پھر کیا تم نے پانی پر غور کیا۔ جسے تم

تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ

پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے مزن سے نازل کیا ٢ یا ہم نازل کرنے

الْمُنْزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾

والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو اسے کھاری بنا دیتے پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے۔

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾ أَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ

پھر کیا تم نے آگ پر غور کیا، جسے تم سلگاتے ہو۔ کیا تم نے اس کے درخت کو

شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا

پیدا کیا، یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے ہی ان (درختوں) کو

تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ

مقوین کیلئے موجب عبرت اور سرمایہ دولت بنایا ہے ٣ پس تو اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی

الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ

تسبیح کر جا۔ ٤ پس میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اور اگر تم جانتے ہو

لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِي كِتَابٍ

تو یقیناً وہ قسم بہت عظمت والی ہے۔ یقیناً وہ عزت والا قرآن ہے ٥ جو پوشیدہ

١ تَزْرَعُونَهُ :-
تفسیر صافی ص ۴۸۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کوئی تم میں سے یہ بھی نہ کہے :- کہ زَرَعْتُ (میں نے زراعت کی یعنی اُگایا-) بلکہ یہ کہو حَرَثْتُ (میں نے بیج ڈالا)

٢ اَلْمُزْنِ :-
یہاں خداوند عالم نے لفظ سحاب (بادل) نہیں فرمایا۔ بلکہ لفظ (مزن) استعمال کیا ہے۔ کیونکہ مزن اور سحاب دو چیزیں ہیں۔ پانی کا تجزیہ و تحلیل کرنے سے ثابت ہے کہ پانی دو چیزوں سے مرکب ہے جن کو فلاسفہ جدید اپنی اصطلاح میں آکسیجن و ہائیڈروجن کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ہمیشہ مدارج معلومہ حرارت میں بحالت گیس یعنی ہوائی حالت میں موجود رہتے ہیں اور یہ دونوں جزو ایسے ذرات و اجزاء غور دبین پر مشتمل ہیں کہ کسی طریق سے ان کا تجزیہ و تقسیم نہیں ہو سکتی اور یہ صورت ترکیبی میں تو جزو آب خالص میں ایک حصہ ہائیڈروجن اور آٹھ حصے آکسیجن ہوتی ہے ⅛ وبلہ کی نسبت ہے۔ پس ایک جزو مفروض آب یعنی جزو لا یتجزیٰ بھی چاہیئے۔ کہ اجزائے لا یتجزیٰ آکسیجن و ہائیڈروجن سے مرکب ہو اور ان کے اوزان کی یہی نسبت موجودہ آب خالص میں بصورت ترکیبی پائی جائے۔ اور علمائے محققین دلائل و براہین سے ثابت کرتے ہیں کہ ہر ایک (ہر مولیقول آب) "MOLECULE" یعنی ہر ذرہ آب میں ایک اتوم (ATTOM) آکسیجن اور دو اتوم (ATTOM) ہیڈروجن ہے (فارمولہ O — H^2) اور اتوم جزو لا یتجزیٰ ہے۔ بہر حال ان اجزاء و ذرات کی صورت مرکب بہ ہیئت مذکورہ مزن کہلاتی ہے جو ہمیشہ دارائے آب ہے اور کبھی فضا و خلا اس سے خالی نہیں ہمیشہ اس سے پر ہے۔ اور صورت مرکبہ اجزائے آب سحاب کہلاتی ہے۔ کبھی تو اس طریق پر اور کبھی بہ طریق دیگر اور صورت اخیرہ والائے آب نہیں ہے۔ صرف کشش ہوائی ہوتی ہے۔ اور کبھی زبان شرع میں اسے ظل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ومن فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض۔ (پ نور ع) غرض سحاب صورت انجادی کہ جب کہ ایک دوسرے کو کھینچتا ہوا ہوا میں چلتا ہے کہتے ہیں۔ اسلئے مزن ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے بخلاف سحاب کے۔ (مواعظ حسنہ ص ۹۶، ۹۷)

٣ مُقْوِيْن :-
مقوین آہن نکالنے۔ کوئلہ کھودنے والے اور قوت بہم پہنچانے والوں کو کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مشین بنانے والوں اور آہن گروں کی تمام قوتیں زیادہ تر اسی کوئلہ پر موقوف ہیں اور یہی مشین والوں کے لئے دولت و نعمت ہے۔ (مواعظ حسنہ ص ۱۰۰)

٤ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ :- تفسیر صافی ص ۴۸۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کیا کر ___ اور تفسیر مجمع البیان اور من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ تم اس ذکر کو اپنے رکوع کے لئے قرار دو۔

٥ لَقُرْآنٌ كَرِيْمٌ :- تفسیر صافی ص ۴۸۹ پر ہے کہ قرآن مجید بہت نفع پہنچانے والا اور معاد و معاش کی اصلاح کے لئے جن جن علوم کی ضرورت ہے ان سب پر حاوی ہونے

مَّكْنُونٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿۷۹﴾ تَنزِيلٌ مِّن
کتاب میں ہے۔ اسے کوئی چھوتا سوائے (انکے) جو پاک کردیئے گئے ہیں۔ (اس کا) اتارا جانا تمام جہانوں کے

رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸۰﴾ أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿۸۱﴾
پروردگار کی طرف سے ہے۔ پھر کیا تم اس کلام سے سستی کرنے والے ہو۔

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ
اور اپنا حصہ یہی لیتے ہو ۱؎ کہ تم جھٹلاتے ہو۔ پھر تم کیوں نہیں (روح کو) ایمان کی طرف

الْحُلْقُومَ ﴿۸۳﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ
پلٹا دیتے) جب کہ وہ گلے تک پہنچے۔ اور تم اس وقت دیکھتے ہو۔ اور ہم تم سے اس کی طرف

إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ
زیادہ نزدیک ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں پھر اگر تم کسی کے غلام نہیں ہو تو تم کیوں

غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۸۷﴾
نہیں، اسے لوٹا دیتے اگر تم سچے ہو۔

فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ
پس اگر وہ (مرنے والا) مقربوں میں سے تھا۔ تو (اس کیلئے) راحت اور پاکیزہ روزی

وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿۸۹﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿۹۰﴾
اور نعمتوں والی جنت ہوگی۔ اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے تھا۔

فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿۹۱﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ
تو اسے کہا جائیگا کہ تجھ پر دائیں ہاتھ والوں کی طرف سے سلام ہے۔ اور اگر وہ جھٹلانے

مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿۹۳﴾
والے گمراہوں میں سے تھا۔ تو کھولتے ہوئے پانی سے مہمانی ہوگی۔

وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿۹۴﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ﴿۹۵﴾
اور دوزخ کی آگ میں جلنا ۲؎ یقیناً یہ ضرور یقینی سچ ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۹۶﴾
پس تو اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتا رہ۔

ع ۳ ۲۲ ۱۶

۱؎ رِزْقَكُمْ :-
تمہاری روزی۔ تمہارا رزق۔
راغبؒ لکھتے ہیں :- کہ رزق کبھی تو عطا جاری کو کہا جاتا ہے۔ خواہ دنیوی ہو، یا اخروی۔ اور کبھی حصہ کو۔ اور کبھی جو پیٹ میں پہنچ کر غذا بن جاتی ہے اس کو۔
عطا دنیوی کی مثال :- فی السماء رزقکم ٥ (آسمان میں ہے تمہاری روزی)
اور عطاء اخروی کی مثال :- ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیا ٥ (اور ان کو ہے ان کی روزی وہاں صبح اور شام)۔
اور حصہ کی مثال :-
وتجعلون رزقکم انکم تکذبون ٥
(اور اپنا حصہ یہی لیتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو) +
(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صـ۱ـ)

۲؎ تَصْلِيَةُ :-
نماز پڑھنا۔ درود پڑھنا۔ ایندھن کا آگ میں جلانا۔ عصا یا لکڑی کا آگ میں تپا کر سیدھا کرنا۔ گھوڑدوڑ میں گھوڑے کا دوسرے نمبر پر آنا۔
بروزن تَفْعِلَةٌ باب تفعیل کا مصدر ہے۔ یہاں دوزخ کی آگ میں جلنا مراد ہے +
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صـ۱۳۳ـ)

آیاتها ۲۹ سُوۡرَةُ الحَدِیۡدِ مَدَنِیَّةٌ ۴ رکوعاتها

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ
جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی له اور وہ زبردست بڑا
الۡحَکِیۡمُ ① لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ۚ
حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے۔ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی مارتا ہے
وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ② هُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ
اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ وہی اول ہے ، وہی آخر ہے،
وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ③ هُوَ
اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو پورا پورا جاننے والا ہے۔ وہ وہی
الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ
ہے جس نے آسمانوں / اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا ۔ پھر وہ
اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ
عرش پر مستوی ہوا۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور
مَا یَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ
جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے ، اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں
فِیۡهَا ؕ وَهُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ
چڑھتا ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہوتے ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے
بَصِیۡرٌ ④ لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ
خوب دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے۔ اور تمام معاملات اللہ تعالیٰ ہی
تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ⑤ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ وَیُوۡلِجُ
کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے ، اور دن کو رات

له سَبَّحَ :-
تفسیر صافی ص۴۸۹ پر ہے، کہ اس سورہ کی ابتداً میں اور سورہ الحشر اور الصف کے شروع میں سَبَّحَ صیغہ ماضی آیا ہے اور سورہ التغابن کے شروع میں یُسَبِّحُ بصیغہ مضارع آیا ہے۔ ان میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان افعال کے فاعل اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ جبلت ہے جو حالات کے بدل جانے سے بدل نہیں جاتی۔ اور سورۂ بنی اسرائیل کے شروع میں لفظ سُبۡحَان مصدر مطلق آیا ہے۔ وہ بلاغت میں زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کے مطلق ہونے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا استحقاق ہر چیز کے متعلق اور ہر حال میں پایا جاتا ہے کہ اس کی پاکیزگی بیان کی جائے۔ اور باوجود اس کے کہ یہ فعل خود متعدی تھا پھر اس کو متعدی در متعدی بنانے کے لئے لام بھی لایا گیا ہے۔ جو اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اس فعل کا وقوع محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتا ہے۔ اور خلوص کے ساتھ پاکی بیان کرنے والے کا مقصد اسی کی ذات ہوتی ہے ۔

لمترجم :-
صاحب تفسیر صافی نے اس لفظ کے مختلف مقامات پر ماضی۔ مضارع اور مصدر استعمال کرنے کی معقول دلیل دی ہے لیکن فاضل مترجمین نے اپنے اپنے ترجموں میں یہ جرأت دکھلائی ہے کہ ہر جگہ خواہ ماضی ہو یا کچھ اور مضارع ہی کے معنی کر دیئے ہیں۔ جس سے انہوں نے منشار خداوندی کو فوت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ عربی زبان کی صرف و نحو سے نابلد نہیں تھا۔ جو کہیں ماضی کا صیغہ استعمال کر لیا اور کہیں مضارع کا۔ اور کہیں صرف مصدر پر ہی اکتفا کی۔ انہیں ترجمہ میں ہر اس صیغہ کی رعایت رکھنا چاہیئے تھی جو اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا۔ بندہ نے ترجمہ میں اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا ہے۔ سوائے ان مخصوص مقامات کے جہاں مثلاً "واقعات مابعد قیامت کو ماضی کے صیغہ سے بیان کیا گیا ہے اور مقصود مستقبل ہے۔ ورنہ ہر جگہ ماضی۔ مضارع وغیرہ کی رعایت ملحوظ رکھی ہے ۔

النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٦﴾

داخل کرتا ہے۔ اور وہ سینوں والی (باتوں) کو خوب جاننے والا ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ

تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس چیز میں سے جس میں اس نے تمہیں (پہلوں کا)

مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا

جانشین بنایا لہ (خدا کی راہ میں) خرچ کرو، پس تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (راہِ خدا میں)

لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿٧﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ

خرچ کیا ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔ اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ

الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ

تمہیں رسول پکارتا ہے۔ تاکہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ، اور یقیناً

مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ

اس نے تم سے پکا عہد لیا ہوا ہے اگر تم مومن ہو۔ وہ وہی ہے جو اپنے بندے

عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

پر واضح آیتیں اتارتا ہے۔ تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف

اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩﴾ وَ

لے جائے ۲ہ اور یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ البتہ بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔ اور

مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ

کی میراث اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے۔ تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے

مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

پہلے (راہ خدا میں) خرچ کیا اور لڑا (بعد والوں کے) برابر نہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں سے جنہوں

اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا

نے بعد میں (راہ خدا میں)، خرچ کیا، اور لڑے، درجہ میں بہت بڑھ کر ہیں۔

لہ مُسْتَخْلَفِیْنَ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۹۰ پر ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہیں جسمیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں جانشین بنا کر تصرف کا حق دیدیا۔ حالانکہ یہ حقیقت میں ان کے لئے تھے نہ کہ تمہارے لئے یا وہ مال مراد ہیں۔ جن میں تصرف کرنے اور ان کے مالک بننے کے لئے تمہارے پہلوں نے تمہیں جانشین کردیا۔ پس اس مال کو اپنے نفس پر خرچ کرنے میں توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

۲ہ اِلَی النُّوْرِ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۹۰ پر ہے۔ کہ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ظلمات کفر سے نکال کر نور ایمان کی طرف لے جائے۔

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ اچھا وعدہ کیا ہوا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسکی پوری پوری خبر رکھنے

مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ

والا ہے۔ وہ کون ہے جو اللہ تعالےٰ کو قرض حسنہ دے ۱ پھر وہ اسے اس کیلئے کئی گنا کر دے اور

لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ۚ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اس کے لئے باعزت اجر ہے۔ جس دن تو مومن مرد اور

الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

مومنہ عورتوں کو دیکھے گا کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑتا ہے (انہیں کہا جائیگا کہ)

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

آج کے دن تمہیں خوشخبری ہو، جنتوں کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ تم ان میں ہمیشہ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ۚ يَوْمَ يَقُوْلُ

رہنے والے ہو، یہی تو وہ بہت بڑی مراد ہے۔ جس دن

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ

منافق مرد اور منافقہ عورتیں ان لوگوں سے کہیں گے جو ایمان لا چکے ۲ کہ ہمارا انتظار

مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ

کیجئے۔ ہم تمہارے نور میں سے روشنی لیں ۳ تو انہیں کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر نور تلاش کرو

فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ

پس ان کے درمیان ایک دیوار کھڑا کر دیا جائے گا جس میں دروازہ ہوگا۔ اس کا باطن (ایسا ہوگا کہ) اس میں

وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ؕ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ

رحمت ہوگی اور اس کا ظاہر (ایسا کہ) اس کے مقابل سے عذاب ہوگا۔ وہ انہیں ندا دیں گے کیا ہم تمہارے

نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

ساتھ نہ تھے، وہ کہیں گے ہاں لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور (مومنوں کیلئے گردش)

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِىُّ حَتّٰى

زمانہ کا) انتظار کیا اور تم شک میں پڑ گئے، اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکہ دیا، یہاں تک کہ

ع

۱ یُقْرِضُ اللّٰہَ :۔
تفسیر صافی ص۴۹۰ پر بحوالہ کافی و تفسیر قمی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ یہ آیت امام کے حق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
اور کافی میں ہے۔ کہ نافرمانوں کی دولت میں امام کا حق ہے۔
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے جو کچھ ان کے پاس ہے۔ اس لئے قرض نہیں مانگا کہ اسے ضرورت ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو کچھ حق ہے۔ وہ اس کے ولی کو پہنچتا ہے +

۲ انظرونا :۔
تم ہماری راہ دیکھو۔ تم ہمارا انتظار کرو۔
اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ا ص۲۸)

۳ نورکم :۔
تفسیر صافی ص۴۹۰ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ قیامت کے دن آدمیوں کے درمیان اُن کے ایمان کے موافق نور تقسیم کیا جائے گا۔ کچھ حصہ منافق کو بھی ملے گا۔ لیکن اس کا نور بائیں پاؤں کی انگلیوں کے درمیان ہوگا۔ اپنے نور کی حالت دیکھ کر وہ مومنین سے کہیگا کہ ٹھہرو! تمہارے نور سے میں بھی کچھ روشنی لے لوں۔ مومنین ان سے کہیں گے کہ پیچھے ہٹو اور نور کی تلاش کرو۔ جونہی وہ پیچھے ہٹیں گے مومنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار قائم کردی جائے گی +

جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۱۴﴾ فَالۡيَوۡمَ لَا

اللہ تعالیٰ کا امر آ گیا، اور تمہیں دھوکہ دینے والے نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔ پس آج کے دن

يُؤۡخَذُ مِنۡكُمۡ فِدۡيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ؕ

نہ تم سے فدیہ لیا جائے گا۔ اور نہ ان لوگوں سے جو کافر ہو گئے۔ تمہارا

مَاۡوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِىَ مَوۡلٰىكُمۡ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ

ٹھکانہ (جہنم) کی آگ ہے، وہی تمہاری سرپرست ہے۔ اور وہ بری جائے بازگشت ہے۔ کیا ان

يَاۡنِ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَ

لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے، وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد اور (اس کیلئے)

مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَـقِّ ۙ وَلَا يَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا

جو حق کی طرف سے نازل ہوا، عاجزی کریں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں، جو اس سے

الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَيۡهِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ

پہلے کتاب دیئے گئے۔ لہ پھر ان پر لمبی مدت گزاری، پھر ان کے

قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ

دل سخت ہو گئے۔ اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ تم جان لو! کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ

زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یقیناً ہم نے تمہارے لئے آیتیں کھول کھول کر بیان

لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الۡمُصَّدِّقِيۡنَ وَالۡمُصَّدِّقٰتِ

کر دیں تاکہ تم عقل سے کام لو۔ یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، اور وہ

وَاَقۡرَضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمۡ وَلَهُمۡ

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا۔ ان کے لئے دگنا کر دیا جائے گا۔ اور ان کے لئے

اَجۡرٌ كَرِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ

باعزت اجر ہو گا۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہی لوگ

اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصِّدِّيۡقُوۡنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ

ان کے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ۲ہ

لہ مِنۡ قَبۡلُ ۔

تفسیر صافی ص۴۹۵ پر بحوالہ الاکمال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی۔

قولِ صاحب تفسیر صافی :۔

اس سے مراد یہ ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے اہل مومنین ہیں ✤

۲ہ الصِّدِّيۡقُوۡنَ وَالشُّهَدَآءُ ۔

تفسیر صافی ص۴۹۶ پر بحوالہ التہذیب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ یہ آیت ہمارے اور ہمارے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور المحاسن میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے پیروکاروں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو صدیق اور شہید نہ ہو۔ اس پر پوچھا گیا، کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ان میں سے اکثر اپنے بستروں پر ہی مر جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم سورۃ الحدید میں اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا نہیں پڑھتے: والذین آمنوا باللہ و رسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم ۔ پھر آپ نے فرمایا: کہ اگر شہید ویسے ہی ہوتے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔ تو شہید بہت ہی کم ہوتے۔

اور الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے پیروکاروں میں سے جو مر جائے وہ صدیق ہے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور اس نے جس سے دوستی کی ہماری وجہ سے کی۔ اور جس نے دشمنی کی ہماری وجہ سے کی۔ اس سے اس نے اللہ تعالیٰ کو مدنظر رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی ✤

لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

ان کا اجر اور ان کا نور انہی کے لئے ہوگا ۔ اور جو لوگ کافر ہوگئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو

بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ع (١٩) اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا ع ٩ ١٨

جھٹلایا وہی لوگ دوزخ والے ہیں ۔ تم جان لو! ماسوا اس کے نہیں کہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ

دنیا کی زندگانی کھیل اور کود اور زینت اور تمہارا آپس میں

بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ

فخر کرنا اور مالوں اور اولاد کی کثرت کے لئے باہم جھگڑنا ہے ۔ (یہ) مانند بارش کی

غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ

مثال کے ہے لہ کہ اس کے ذریعہ سے نباتات کا ہونا کافروں کو عجیب لگا ۔ پھر وہ لہلہاتی ہے پھر

مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

تم اسے زرد ہوا دیکھتے ہو پھر وہ چورہ (چورہ) ہوجاتی ہے ۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے ۔

شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی بھی ہے ۔ اور نہیں

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (٢٠) سَابِقُوْۤا اِلٰى

ہے دنیا کی زندگانی مگر دھوکے کا سامان ۔ تم اپنے پروردگار کی

مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

بخشش کی طرف سبقت کرو لہ اور جنت (کی طرف) جس کا عرض آسمان اور

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

زمین کی مانند ہے ۔ وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ

وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے ۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (٢١) مَاۤ اَصَابَ مِنْ

اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے ۔ نہ کوئی مصیبت زمین

لہ كَمَثَلِ غَيْثٍ :-
تفسیر صافی صلا۹۴ پر ہے کہ تحقیر دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ نے پھر بارش اور کھیتی کی مثال دی کہ بارش جلدی سے گزرجاتی ہے اور اس کا نفع کھیتی کو اگرچہ کم پہنچتا ہے لیکن کھیتی اگتی اسی سے ہے اور اپنے تنے پر کھڑی ہوجاتی ہے ۔ اور اب وہ کھیتی کرنے والے کو اور خدا کے انکار کرنے والوں کو عجیب معلوم ہوتی ہے ۔ اس لئے کہ دنیا کی زینت کی ہر چیز ان کو عجیب معلوم ہوتی ہے ۔ برخلاف اس کے مومن کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی متعجب میں ڈالنے والی چیز دیکھتا ہے ۔ تو اس کی فکر اس کے بنانیوالے کی طرف منتقل ہوتی ہے ۔ پس وہ عجیب سمجھتا ہے تو قدرتِ خدا کو عجیب سمجھتا ہے ۔ اور چونکہ کافر کی فکر جن چیزوں کو وہ ظاہری حواس سے دیکھتا ہے اس سے آگے بڑھتی ہی نہیں ۔ اس لئے وہ تعجب ظاہری کے دریا میں غوطے کھایا کرتا ہے ✤

لہ عَرْضُهَا :-
تفسیر صافی صلا۹۴ پر ہے کہ اگر آسمان اور زمین دونوں کو پھیلا دیا جائے ۔ تو ان دونوں کے مجموعہ کے عرض کے برابر مراد ہے ۔

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنتیوں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کا مکان اتنا ہوگا کہ اگر تمام جن و انس اس کے مہمان ہو جائیں تو وہ سب کو کھانا اور پانی بافراغت دے سکے ✤

مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي

ہیں پہنچی ؎۱ اور نہ تمہاری جانوں میں مگر یہ کہ قبل

كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ

اس کے کہ ہم نے اسے پیدا کیا وہ ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) موجود ہے یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر بہت

يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا

آسان ہے۔ تاکہ تم اس پر افسوس نہ کرو جو تم سے جاتا رہا۔ اور نہ اس پر شیخی بگھارو جو اس نے تمہیں عطا

بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ الَّذِينَ

کیا ؎۲ اور اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنیوالے فخر کرنیوالے کو دوست نہیں رکھتا۔ وہ جو

يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ

بخل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور جو پھر جائے تو

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا

یقیناً اللہ تعالیٰ وہ بے نیاز قابل حمد ہے۔ یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی دلیلوں

بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ

کے ساتھ بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ ہی کتاب اور میزان نازل کی ؎۳ تاکہ

النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ

لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے لوہا اتارا ؎۴ کہ اس میں سخت خوف ہے۔

وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ

اور لوگوں کے لئے فائدے بھی۔ اور تاکہ اللہ تعالےٰ ظاہر کرنے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں

بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا

کی بغیر دیکھے مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ طاقت والا زبردست ہے۔ اور یقیناً ہم نے نوح

وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

اور ابراہیم کو بھیجا۔ اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب قرار دی ؎۵ پس ان میں

فَمِنْهُم مُّهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا

سے کچھ ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ پھر ہم انہی

۳ ع ۶ ۱۹

؎۱ مُصِيبَةٍ:۔
تفسیر صافی ص ۴۹۱ پر بحوالہ علل الشرائع جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ جو فرشتہ رحم مادر پر موکل ہے۔ انسان پر جو کچھ دنیا میں گزرنے والا ہے۔ وہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ما اصاب من مصیبۃ کا یہی مطلب ہے ✤

؎۲ بِمَا آتٰكُمْ:۔
تفسیر صافی ص ۴۹۱ پر بحوالہ نہج البلاغہ منقول ہے کہ تمام زہد قرآن مجید کے ان دو کلموں میں آگیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِكَيْلَا تَأْسَوْا ..... بِمَا آتٰكُمْ۔ بس جو شخص گذشتہ کا افسوس نہ کرے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس پر فخر نہ کرے تو گویا زہد کے دونوں پہلو اس کے ہاتھ آگئے ✤

؎۳ الْمِيزَانَ:۔
تفسیر صافی ص ۴۹۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ میزان سے مراد امام ہے ✤

؎۴ أَنزَلْنَا الْحَدِيدَ:۔
علامہ ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے سب نے یہ روایت کی ہے کہ اس آیت سے مراد ذوالفقار ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے جناب رسول خدا پہ نازل فرمائی اور آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ کو عطا فرمائی ✤
(حاشیہ مقبول ترجمہ ص ۱۰۷۹ بحوالہ تفسیر برہان)

المترجم:۔
آسمان سے لوہے کا نازل ہونا کوئی مستبعد نہیں چنانچہ اخبار کوہستان لاہور مجریہ ۵ مئی ۱۹۶۵ء کے ضمیمہ پر مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی جس سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ جالندھر (بھارت انڈیا) کے کسی گاؤں میں آسمان سے ایک دن لوہے کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر گرا۔ وہ بجلی سے زیادہ روشن تھا۔ اور گرتے ہی زمین میں دھنس گیا۔ دس دس بارہ بارہ گز تک گھاس پھونس جل گئی۔ حاکم متعلقہ نے چند دنوں کے بعد اسے نکلوا کر جہانگیر کو پیش کیا۔ جہانگیر نے اس کی دو تلواریں ایک خنجر اور ایک چھری بنوائی۔ ان تلواروں کی کاٹ عام تلواروں سے بڑھ کر تھی اور مضبوطی میں بھی پیش پیش تھیں یہ واقعہ تزک جہانگیری میں یوں لکھا ہے۔ اسی ماہ سال رواں میں پرگنہ جالندھر کے ایک گاؤں میں مشرق کی جانب کڑک سے ایک بجلی گری۔ میں نے اس پر کے عامل محمد سعید کو اطلاع بھیجی کہ فوراً موقع پر پہنچ کر گری ہوئی بجلی کا جائزہ لے۔ محمد سعید نے وہاں پہنچ کر جس جگہ بجلی گری تھی زمین کھدائی تو اندر سے ایک تپا ہوا لوہا نکلا جب ٹھنڈا ہوگیا تو انہوں نے اس لوہے کو میرے حضور بھیج دیا۔ میں نے استاد داؤد کو حکم دیا کہ اس سے تلوار خنجر اور چھری بنا کر پیش کرے تو اس نے اس لوہے کو میرے حضور میں بھیج دیا۔ میں نے استاد داؤد کو حکم دیا کہ اس سے تلوار، خنجر اور چھری بنا کر پیش کرے۔ جن میں سے ایک کا نام "شمشیر سرشت" رکھا۔ "اور دوسری کا "ابرق (تزک جہانگیری منا۲ تصنیف نور الدین جہانگیر بادشاہ)

؎۵ فِي ذُرِّيَّتِهِمَا:۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت اور کتاب ہمیشہ ذریت انبیاء علیہم السلام ہی میں رہیں۔ غیر ذریت انبیاء اس کے اہل نہیں۔ پس اس سے یہ اعتراض بھی مرتفع ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نیابت نبوت و کتاب آپ کے اہلبیت علیہم السلام میں نہیں رہنی چاہیئے تھی۔ ورنہ لوگ اعتراض کرتے کہ رسول اپنے ہی گھرانہ میں نبوت اور

عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

کے نقشِ قدم پر اپنے رسولوں کو لائے اور ہم عیسٰی بن مریم کو (بھی) لائے۔

وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ۬ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

اور ہم نے اسے انجیل عطا کی اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اس

اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا

کی پیروی کی مہربانی اور رحمت قرار دی۔ اور ترکِ دنیا کو انہوں نے خود اپنی طرف سے نکالا (اگرچہ)

مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا

ہم نے اسے ان پر واجب نہ کیا۔ مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کو (خود ہی ایسا کیا)

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر انہوں نے اس کی نگہداشت نہ کی جیسا کہ اس کی نگہداشت کرنیکا حق تھا۔ پس ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں سے

مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا

ایمان لائے ان کا اجر دے دیا۔ اور ان میں سے اکثر فاسق رہے۔ اے وہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ

لوگو! جو ایمان لاچکے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان لائے رہو۔

كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ

وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا۔ اور تمہارے لئے ایک نور قرار دے گا۔ تم اس کے

بِهٖ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا

ذریعہ چلوگے اور تمہاری مغفرت کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنیوالا ہے۔ تاکہ اہل کتاب

يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ

جان لیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں کسی چیز پر بھی قدرت

فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

نہیں رکھتے اور یہ کہ یقیناً فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہتا

يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

امامت جمع کر گئے۔ اس لئے کہ یہ سنت الٰہیہ ہے اور اس کا قانون ہے کہ نبوت و کتاب انبیاء علیہم السلام کی ذریت ہی میں رہے گی۔ ان سے باہر نہیں جاسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے اہلبیت ہی اس کے اہل تھے۔ کیونکہ وہ ذریت انبیاء میں سے تھے نہ کہ ان کے غیر۔

اس کی مزید تشریح سن لیجئے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین (پ بقرع ۱۶) یعنی جب ابراہیم کے پروردگار نے اسے کہا کہ اسلام کا اظہار کر تو اس نے کہا: میں سب جہانوں کے پروردگار پر اسلام لایا ہوا ہوں آپ نے اپنی ذریت کے لئے بھی اسی اسلام کی خواہش کی۔ چنانچہ فرمایا: ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لك (پ بقرع ۱)

"دین" کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت اور اولاد سے فرماتے۔ یا بنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون (پ بقرع ۱۶) اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے دین کو صرف تمہارے لئے مصطفی بنایا ہے۔ تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین اور اسلام ذریت ابراہیم ہی کیلئے مختص ہوا۔ نبوت کے لئے دعا کی۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم۔ اے اللہ میری ذریت سے رسول بنا۔ ارشاد ہوا: و جعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب (پ عنکبوت ع ۳) یعنی ہم نے نبوت اور کتاب ابراہیم کی ذریت میں قرار دیدی۔ نیز فرمایا: وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب (تم) پھر جب آپ کو امامت ملی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انی جاعلك للناس اماما (پ بقرع ۱۵) تو حضرت ابراہیم نے دعا کی ومن ذریتی (؟) کہ اے اللہ تعالیٰ میری اولاد میں امام بنا۔

پس ثابت ہوا کہ از روئے قرآن دین اولاد ابراہیم کے لئے ہے۔ اسلام اور اولاد ابراہیم کے لئے ہے نبوت ذریت ابراہیم کیلئے ہے۔ امامت ذریت ابراہیم کے لئے ہے۔ قرآن (کتاب) ذریت ابراہیم کیلئے ہے۔

پس وہ اعتراض رفع ہو گیا کہ نبوت کے خاندان میں امامت یا خلافت جمع نہیں ہوسکتیں بلکہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت، امامت، خلافت، کتاب خاندانِ نبوت ہی میں رہ سکتی ہیں، ان سے باہر نہیں جاسکتیں۔ زیادہ تفصیل کی اسجگہ گنجائش نہیں ❖

ع ۴ ۲

آیاتُها ۲۲ سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ مَدَنِيَّةٌ ۳ رُکُوْعَاتُها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کا قول سن لیا ہے جو تمہارے ساتھ اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی ہے لہٰ اور

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۱

اللہ تعالیٰ کی طرف شکایت کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو کو سنتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کی سننے والا سب

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ

کچھ دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں۔ وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں۔

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اڿ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

ان کی مائیں نہیں ہیں۔ مگر وہی جنہوں نے انہیں جنا۔ اور یقیناً وہ البتہ ناپسند بات

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَالَّذِيْنَ

اور جھوٹ کہتے ہیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ البتہ معاف کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ

اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں۔ پھر جو کچھ انہوں نے کہا اس سے پھر جاتے ہیں۔ پس

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

قبل اس کے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو مس کریں ایک گردن (غلام) آزاد کرنا ہے۔ یہ تم اسکے ذریعہ نصیحت

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

کئے جاتے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ پس جو کوئی (غلام آزاد کرنے کی استطاعت)

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

نہ پائے تو قبل اس کے کہ دونوں ایکدوسرے کو مس کریں دو مہینے کے پے در پے روزے فرض ہیں۔ پھر جو کوئی (اسکی بھی) استطاعت

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ

نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (واجب) ہے۔ یہ اس لئے ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان

لہٖ فِیْ زَوْجِهَا :-

تفسیر صافی ص۱۹۲ پر ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ اسلام میں جس شخص نے سب سے پہلے "ظہار" کیا وہ انصار میں سے اوس بن صامت تھا۔ یہ شخص بہت بوڑھا تھا۔ ایک دن اپنی بیوی پر ناراض ہوا اور اسے کہا: انت علیّ کظھر امّی (تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے) پھر وہ اس پر نادم ہوا۔ اور زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے انت علیّ کظھر امّی کہتا۔ تو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی۔ اوس نے اپنی بیوی سے کہا: اے خولہ! ہم زمانہ جاہلیت میں تو اسے حرام ہی قرار دیتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام دیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جا اور ان سے اس کے بارے میں سوال کر۔ پس خولہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اوس بن صامت میرا خاوند اور میری اولاد کا باپ اور میرے چچا کا بیٹا ہے۔ اُس نے مجھے انتِ علیّ کظھر امّی کہدیا ہے۔ اور ہم اسے زمانہ جاہلیت میں حرام قرار دیتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی طفیل اسلام سے بہرہ ور کیا ہے۔ (اب کیا حکم ہے)

اور من لا یحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی مضمون منقول ہے۔ اور آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے عورت! میرا گمان ہے کہ تو اس پر حرام ہے۔ اس عورت نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے۔ اور کہا: کہ میں اپنے خاوند سے جدا ہونے کی شکایت اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں کرتی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے قد سمع الله سے لے کر لعفوٌ غفور تک آیتیں نازل کیں پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ظہار کے بارے میں کفارہ کا حکم دیا۔ یظهرون ... سے ... عذاب الیم تک۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ

رکھو، اور یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یقیناً

الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اسی طرح ذلیل کئے گئے جیسا کہ وہ

مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

لوگ ذلیل کئے گئے جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ہم نے واضح نشانیاں اتاری ہیں۔ اور کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا

مُّهِيْنٌ ⑤ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

عذاب ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو (زندہ کر کے) اٹھائیگا پھر انہیں بتلائیگا جو کچھ کہ انہوں نے کیا۔

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑥ اَلَمْ

اللہ تعالیٰ نے شمار کر رکھا ہے اور یہ اسے بھول گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ کیا تو نے غور

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا

نہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کوئی سرگوشی

يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا

تین شخصوں میں نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے ل۱ اور نہ پانچ میں مگر اللہ تعالیٰ

هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

ان کا چھٹا ہوتا ہے۔ اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے

مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ہمراہ ہوتا ہے ل۲ جہاں کہیں وہ ہوں پھر جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کے دن انہیں بتلا دے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑦ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پورا پورا جاننے والا ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو سرگوشی

النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ

سے منع کئے گئے ل۳ پھر جس چیز سے وہ منع کئے گئے وہی کرتے ہیں، اور وہ گناہ اور

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ

زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی کرتے ہیں۔ اور جب وہ تمہارے پاس آئے انہوں نے

ل۱ من نجوٰی :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۹۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت فلاں اور فلاں اور ابو عبیدہ بن جراح، عبدالرحمٰن بن عوف اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور مغیرہ ابن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب کہ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے ایک نوشتہ لکھا تھا اور باہمی عہد کیا تھا اور اس پر توثیق کی تھی۔ کہ اگر محمدؐ کا انتقال ہو گیا۔ تو ہم خلافت اور نبوت بنی ہاشم میں ہرگز جمع نہ ہونے دیں گے۔ یہی مضمون تفسیر قمی میں بھی ہے ❖

ل۲ هُوَ مَعَهُمْ :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۹۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت اس کے علم اور محیط ہونے کی رو سے ہے نہ کہ ذات کی وجہ سے کیونکہ مکانات محدود ہوتے ہیں۔ حدود وار بعہ انہیں گھیرے ہوئے ہیں پس اگر اس کی معیت ذاتی مانی جائے۔ تو اس کا محدود ہونا لازم آئے گا ❖

ل۳ الَّذِيْنَ نُهُوْا :-
تفسیر صافی صفحہ ۴۹۳ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں اور منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے تھے۔ اور جب مومنوں کو دیکھتے تھے تو اپنی آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے کرتے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منع کر دیا۔ مگر انہوں نے یہی فعل پھر کیا ❖

بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُولُونَ فِيٓ أَنفُسِهِمْ لَوْلَا

تجھے حیاتی کی دعا دی ایسے طریقہ سے کہ اس کے ساتھ تجھے اللہ تعالیٰ نے حیاتی کی دعا دی لہ اور اپنے دلوں میں کہتے

يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

ہیں کیوں نہیں ہمیں اللہ تعالیٰ عذاب کرتا بوجہ اس چیز کے جو ہم کہتے ہیں۔ ان کو جہنم کافی ہے۔ وہ اس میں داخل ہوں

فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑧ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ

گے پس وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے۔ جب تم باہم سرگوشی

فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ

کرتے ہو تو تم گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيٓ إِلَيْهِ

نہ کیا کرو۔ اور تم نیکی اور پرہیزگاری کے بارے میں سرگوشی کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے

تُحْشَرُونَ ⑨ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَٰنِ لِيَحْزُنَ

حضور میں تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ (گناہ کے بارے میں) لہ سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ

وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے رنج میں ڈالے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ⑩ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا

اور مومنوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے،

إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَٰلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ

جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو تو تم کشادہ ہو جایا کرو سہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کر

لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ

دے گا۔ اور جس وقت کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو تم اٹھ کھڑے ہوا کرو سہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے جو تم میں سے

آمَنُوا مِنكُمْ ۙ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَٰتٍ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا

ایمان لائے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا۔ درجوں کو بلند کرے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ⑪ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا نَٰجَيْتُمُ الرَّسُولَ

سے پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے، جب تم رسول سے سرگوشی کرنا چاہو شہ

لہ لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ :-

تفسیر صافی ص۴۹۳ پر بحوالہ روضۃ الواعظین منقول ہے کہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آتے تو کہتے ؎

السام علیکم اور سام ان کی لغت میں موت کو کہتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے وعلیکم اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لہ اِنَّمَا النَّجْوٰی :-

تفسیر صافی ص۴۹۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب تم تین آدمی موجود ہو۔ تو تم میں سے دو تیسرے سے الگ ہو کر کوئی بات راز میں نہ کہیں۔ کیونکہ اس سے اس کو رنج پہنچیگا۔

نیز یہ بھی منقول ہے کہ اس آیت میں نجوی سے مراد پریشان خواب ہیں۔ جنہیں انسان سونے کی حالت میں دیکھ کر غمگین ہو جاتا ہے۔

سہ فَافْسَحُوْا :-

تفسیر صافی ص۴۹۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی مجلس میں وسعت کرو۔

ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اس شوق میں کہ آنحضرت صلعم کا کلام سنیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھتے تھے۔ اس لئے حکم نازل کیا گیا۔

سہ فَانْشُزُوْا :-

تفسیر صافی ص۴۹۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ تو لوگ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہونے سے منع فرما دیا۔ اور فرمایا تفسحوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیٹھنے کے لئے جگہ فراخ کر دو۔ پھر فرمایا:- اذا قیل انشزوا فانشزوا کہ جب تم سے کہا جائے کہ اٹھو تو اٹھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔

شہ نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ :-

تفسیر صافی ص۴۹۴ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی حاجت طلب کرو۔ تو اپنی حاجت طلب کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ تاکہ تمہاری حاجت پوری کرنے میں وہ اچھا ذریعہ ہو۔ لیکن اس حکم پر سوائے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اور کسی نے عمل نہ کیا۔ انہوں نے ایک دینار تصدق کیا اور آنحضرت صلعم سے دس دفعہ راز کی باتیں کیں۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا: کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے ہر بار راز میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول ءَاشفقتم ان تقدموا..... الخ نے اسے منسوخ کر دیا۔ اور مجاہد نے اپنی سند سے (بطریق اہل سنت) بیان کیا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک آیت ایسی ہے۔ جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا۔ وہ آیت نجویٰ ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اسے بیچ کر دس درہم لئے اور جب میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں راز کی بات کرنے جاتا۔ تو اس سے پہلے ایک درہم صدقہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول ءَاشفقتم..... سے کر..... خبیر بما تعملون تک نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ
تو تم اپنی سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دے دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر (بھی) ہے اور زیادہ پاک کرنے والا

اَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲
بھی۔ پھر اگر تم (اس کی استطاعت) نہ پاؤ، تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، بہت رحم کرنیوالا ہے۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ
کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقے دے دیا کرو۔

فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں توبہ کی توفیق دی۔ پس تم نماز قائم کیا کرو، اور

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا
زکوٰۃ دیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس

تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ
کی پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے ان لوگوں سے دوستی کی جن پر اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ
غضبناک ہوا۔ نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے، اور وہ جھوٹ پر حلف اٹھاتے ہیں۔ لہ

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۴ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ
اور وہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، یقیناً جو عمل وہ

سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۵ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً
کیا کرتے تھے وہ بہت ہی بُرا ہے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا۔ پھر انہوں نے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۱۶ لَنْ
(لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا۔ پس انہیں ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔ ان سے ان

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ
کے مال اور ان کی اولاد ہرگز اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے (بچنے میں) کچھ بھی کفایت نہ کریں گے۔ یہی

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۷ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ
(دوزخ کی) آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ ان

لہ يَحْلِفُوْنَ :-
قسم اٹھانے کے لئے تین لفظ معین ہیں۔ قسمٌ، یمینٌ، حلفٌ۔ عام لوگ ان تینوں کو ہم معنی خیال کرتے ہیں، جس کی بنا پر بڑی غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ان سب الفاظ کے مفہوم اور معانی بالکل جُدا جُدا ہیں۔ قسم کے معنی ہیں کسی چیز کی صحت اور تصدیق کے لئے گواہی پیش کرنا۔ قرآن مجید میں جو قسمیں مذکور ہیں، ان سب کے یہی معنی ہیں کہ ان چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ وہ خدا کے وجود پر اس کی قدرت و شان پر اس کی عظمت و اقتدار پر شہادت دے رہی ہیں۔ سورۂ فجر میں ارشاد ہے: والفجر ولیال عشر والشفع والوتر واللیل اذا یسر هل فی ذلک قسمٌ لذی حجر۔ (یعنی فجر، دس راتوں، جفت اور طاق اور رات جب چلنے پر ہو، ان باتوں میں صاحب عقل کے لئے قسم ہے) یعنی یہ سب چیزیں عقلمند کے نزدیک خدا کے وجود اور اس کی قدرت پر زبانِ حال سے گواہی دے رہی ہیں۔ یمین کے معنی ہاتھ کے ہیں۔ یہ لفظ عموماً معاہدات کی توثیق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ گویا دوسرے معاہد کو ضمانت دینا مقصود ہوتا ہے۔

ع ۲

راغبؒ اصفہانی رقمطراز ہیں: "والیمین فی الحلف مستعار فی الید اعتبار بما یفعله المعاهد والمحالف عنده (یعنی معاہدہ کرنے والا اور حلیف جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے، یمین حلف کے معنی میں اسی فعل سے مستعار لیا گیا ہے۔"
(مفردات راغب جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ برحاشیہ نہایہ طبع مصر)
یمین کا لفظ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی زبان میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔
حلف کا لفظ ان دونوں لفظوں سے زیادہ وسیع ہے لیکن اس کے مفہوم میں وضاحت اور ذلت شامل ہے اور اس کا استعمال بالکل اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح کہ آجکل کے عوام قسمیں کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں حلاف کے لئے مہین (قابل اہانت) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے ولا تطع کل حلاف مهین (اور تو کہا نہ مان ہر قسمیں کھانے والے بے قدر کا) یہ لفظ جہاں بھی آیا ہے۔ منافقین کی زبان سے آیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اپنے لئے کہیں استعمال نہیں کیا۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱)
اللہ تعالیٰ کے بار بار قسمیں کھانے کی بحث کے لئے دیکھئے صفحہ ۶۷ حاشیہ ۱ قرآن مجید ہذا)۔

اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ

ان سب کو (زندہ کرکے) اٹھائے گا۔ پھر وہ اس کے لئے ویسے ہی حلف اٹھائیں گے جیسے وہ تمہارے

اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ

لئے حلف اٹھاتے ہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً وہ کسی چیز (حق) پر ہیں۔ خبردار رہو! یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ ان پر

الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ

شیطان نے قابو پا لیا۔ پس اس نے انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی۔ یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ خبردار

اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ

رہو! یقیناً شیطان کے گروہ ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ

کی مخالفت کرتے ہیں، وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا کہ ضرور با لضرور میں اور

اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ

میرے رسول غالب رہیں گے ۱؎ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا قوت والا زبردست ہے۔ اور تو ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور قیامت

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہ پائیگا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت

وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

کی، اگرچہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے قبیلہ والے ہوں۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں (اللہ تعالیٰ نے) ایمان لکھ دیا اور ان کی مدد اپنی ایک (مخلوق) روح سے

مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

کی ۲؎ اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ لوگ

حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ خبردار ہو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی فلاح پانیوالے ہیں۔

ع ۳ ۹

۱؎ لَاَغْلِبَنَّ :-

تفسیر صافی ص ۴۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ روایت کی گئی کہ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بہت سی بستیاں فتح کر دیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں پر روم اور فارس فتح کرائے گا۔ تو منافقوں نے کہا: کہ کیا تم نے فارس اور روم کو بھی ان بستیوں کی مانند سمجھ لیا ہے جن پر تم غالب آچکے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ❖

۲؎ بِرُوْحٍ مِّنْهُ :-

تفسیر صافی ص ۴۹۵ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس روح سے مراد ایمان ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل کے اندر دو کان نہ ہوں۔ ایک کان سے تو خناس اپنے وسوسے پھونکتا رہتا ہے اور دوسرے کان میں فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ کہتا رہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس فرشتے کے ذریعہ سے مومن کی تائید کرتا ہے۔ اور قول خدا واید هم بروح منه کا یہی مطلب ہے ❖

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتها ۲۴ — رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی۔ اور وہ زبردست

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بڑا حکمت والا ہے۔ وہ جس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جو کافر

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ

ہو گئے۔ ان کے گھروں میں سے پہلے اکٹھ کے لئے نکالا۔ ۱؎ تم نے گمان (بھی) نہ کیا کہ

اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ

وہ نکل جائیں گے اور انہوں نے گمان کیا کہ یقیناً انہیں ان کے قلعے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچانیوالے ہیں

اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۖ وَقَذَفَ

پس ان پر اللہ تعالیٰ کا (عذاب) اس جگہ سے آیا جہاں سے آنے کا وہ گمان نہیں کرتے تھے ۲؎ اور ان کے

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي

دلوں میں رعب ڈال دیا۔ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے ہاتھوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ

خراب کرتے ہیں۔ پس عبرت حاصل کرو اے آنکھوں والو۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ

اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي

اللہ تعالےٰ نے ان پر جلاوطنی لکھدی تو وہ البتہ انہیں دنیا میں ہی عذاب دیتا۔ اور ان کیلئے آخرت

الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ

میں (دوزخ کی) آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت

رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴

کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی (وہ جان لے کہ) پس یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱؎ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ :-

تفسیر صافی ص۴۹۵ پر ہے کہ حشر کے معنی کسی گروہ کو ایک مقام سے نکال کر دوسرے مقام پر لے جانا ہیں۔ اور لاول الحشر کا یہ مطلب ہے کہ یہودی مدینہ منورہ سے شام کی طرف جلاوطن کئے گئے اور ان کا آخری حشر زمانہ رجعت میں ہوگا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: کہ تم نکل جاؤ۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جائیں؟ تو آپ نے فرمایا: کہ ارض محشر کی طرف۔

اور تفسیر قمی میں امام حسن علیہ السلام سے اس حدیث میں جو آپ نے بادشاہ سے کہی تھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرق کی طرف سے ایک آگ پیدا کرے گا۔ اور ایک مغرب کی طرف سے اور ان دونوں کے پیچھے دو تند ہوائیں ہونگی۔ جن کے ذریعے سے تمام لوگ بیت المقدس کی چٹان کے پاس جمع کر دیئے جائیں گے ✤

۲؎ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ :-

تفسیر صافی ص۴۹۵ پر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا عذاب مراد ہے، جو رعب اضطراب اور جلاوطنی کی شکل میں آیا۔

اور التوحید میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا۔ جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا ✤

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا

کھجور کے نرم درختوں میں سے جو تم نے کاٹ دیا یا اسے اپنی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑ دیا ۔ تو وہ

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے ۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے

عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ

رسول کو ان سے دلوایا ۔ پس تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور

لَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ

نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط کر دیتا ہے ۔ اور

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے ۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ۵

مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى

بستیوں والوں سے دلایا ۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول کے لئے اور اس کے قرابت والوں

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ

اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے تونگروں

دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

کے درمیان ہی دست گرداں نہ رہے ۶ اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیا ۷

فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

پس اسے لے لو اور جس سے اس نے تمہیں روک دیا پس تم رک جاؤ ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یقیناً

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے ۔ (یہ مال ، ان ہجرت کرنے والے فقیروں کیلئے (بھی) ہے جو اپنے

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں (سے محروم کئے گئے) ۔ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں ۔ یہ لوگ

وقف لازم

۵ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ :-

تفسیر صافی ص۴۹۵، ۴۹۶ پر بحوالہ کافی جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذی القربٰی سے ہمیں مراد لیا ہے اور ہمیں اپنی ذات اور اپنے نبی سے ملا دیا ہے جہاں یہ ارشاد ہے ۔ ما افاء اللہ ...... الخ اور یتامٰی اور مساکین سے خاص کر ہمارے یتیم اور مسکین مراد ہیں ۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا حصہ مقرر نہیں کیا ۔ اور صدقہ ہم پر حرام کر دیا ۔ اللہ نے ہمارا اور اپنے نبی کا یہ اکرام فرمایا ہے ۔ کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس کا میل کچیل ہمیں نہیں کھلایا ۔

تفسیر مجمع البیان میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں الیتمٰی سے مراد ہمارے یتیم اور المسٰکین سے مراد ہمارے مسکین ہیں اور ابن السبیل سے مراد ہمارے مسافر ہیں ✦

۶ دُوْلَةً :-

دست گرداں ۔ جو چیز گردش کرتی رہے ۔ کبھی اس کے پاس کبھی اس کے پاس ۔ اس کا نام "دولت" ہے ۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص۱۷)

تفسیر صافی ص۴۹۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مال اس طرح نہ ہو جائے کہ وہ امیروں کے ہاتھوں اور ان کے درمیان ہی دست گرداں رہے ✦

۷ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ :-

تفسیر صافی ص۴۹۶ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تادیب فرمائی ۔ تا اینکہ انہیں اس بات پر قائم کر لیا جس کا اس نے ارادہ فرمایا تھا ۔ پھر انہیں اپنا حکم تفویض کیا اور فرمایا : ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسول کو دیا تھا وہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عنایت فرمایا تھا ۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوق کا کل معاملہ سپرد کر دیا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کیسی اطاعت کرتے ہیں ۔ پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۔

قول صاحب تفسیر صافی :-

اس معنی میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں جن میں سے بعض میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقط خمر کو حرام فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ والی چیز کو حرام فرمایا ، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی خاطر اس حکم کو جائز رکھا اور یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبیؐ کو عطا نہیں ہوا ۔ اور بعض روایتوں میں بعض اور چیزیں بھی شمار کی گئی ہیں ۔ جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سے جائز رکھا ۔ لمترجمہ :- صاحب تفسیر صافی کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف "خمر" کو حرام قرار دیا ۔ درست نہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "خمر" کو نہیں بلکہ "الخمر" کو حرام فرمایا ۔ چنانچہ ارشاد ہے یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر ..... (پ۷ ۔ المائدہ ع۱۲) الخمر پر الف لام داخل ہے ۔ جو منجملہ دیگر اقسام کے جنسی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ خمر حرام ہے اور وہ چیزیں بھی جو اس کی شکل میں ہیں ۔ پس جو چیز بھی نشہ دینے والی ہے خواہ وہ خمر ہے یا چرس یا گانجا یا چنڈو یا بھنگ وغیرہ سب کا پینا حرام ہے ۔ یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تابع وحی الٰہی تھے ۔ بغیر وحی خدا کوئی بات نہیں کرتے تھے ۔ جیسا کہ فرمایا : وما ینطق عن الھوٰی ۝ ان ھو الا وحی یوحٰی ۝ (پ۲۷ النجم) پس کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ

الصّٰدِقُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ
سچے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان سے پہلے گھر اور ایمان کا ٹھکانہ بنا لیا

قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
وہ ان سے محبت کرتے ہیں، جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور وہ اپنے سینوں میں اس چیز کی

صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
حاجت نہیں پاتے، اور جو انہیں دیا گیا۔ اور وہ (مہاجروں کو) اپنے نفسوں پر ترجیح

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ
دیتے ہیں، اگرچہ انہیں خود تنگی ہو۔ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٩ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ
پس یہ لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئے۔ وہ

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا
کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ایمان میں ہم سے سبقت

بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لے گئے۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے ان کے لئے ہمارے دلوں میں کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے پروردگار

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٠ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا
یقیناً تو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو منافق

يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
ہو گئے [1] وہ اپنے ان بھائیوں سے جو اہل کتاب میں سے کافر ہو گئے [2] کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے

لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا
گئے تو ہم ضرور بالضرور تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کی بھی کبھی اطاعت نہ

اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ
کریں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور مدد کریں گے، اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ

لَكٰذِبُوْنَ ۝١١ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ
جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔ اور اگر

تعالیٰ تو صرف خمر کو حرام کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی اور چیزوں کو بھی از خود حرام قرار دے دیں ۔

[1] نَافَقُوْا :۔ تفسیر صافی ص ۴۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت ابی بن کعب اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ۔

[2] اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا :۔ تفسیر صافی ص ۴۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد یہود بنی نضیر ہیں ۔

ع ١٠

قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ ج وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ قف

ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے لہ اور اگر انہوں نے ان کی مدد بھی کی تو ضرور بالضرور پیٹھیں پھیر

ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٢﴾ لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم

کر بھاگیں گے پھر وہ مدد نہیں دیئے جائیں گے۔ البتہ ان کے سینوں میں تمہارا ڈر اللہ تعالٰے سے بہت زیادہ

مِّنَ اللَّهِ ط ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ

ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ یقیناً وہ لوگ ایسے ہیں جو نہیں سمجھتے۔ وہ سب اکٹھے ہو کر تم سے

جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ ط

جنگ نہیں کریں گے مگر قلعہ والی بستیوں میں یا دیوار کے پیچھے سے

بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ط تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ

ان کی آپس میں لڑائی بڑی سخت ہوا کرتی ہے ۲ تو انہیں اکٹھا سمجھتا ہے اور ان کے دل پراگندہ

شَتَّىٰ ط ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾ ج كَمَثَلِ الَّذِينَ

ہیں یہ اسلئے ہے کہ یقیناً وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ ان کی مثال ان لوگوں جیسی

مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ

ہے جو ان سے قریب ہی پہلے ہوئے ۳ انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا۔ اور ان کے لئے دردناک

أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ ج كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ ج فَلَمَّا

عذاب ہے۔ شیطان کی مثال کی طرح جب کہ اس نے انسان سے کہا کہ کفر کر پس جب اس نے کفر کیا کہنے

كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ

لگا یقیناً میں تم سے بری ہوں۔ یقیناً میں جہانوں کے پروردگار اللہ تعالٰے سے

الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ

ڈرتا ہوں۔ پس ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ یقیناً وہ دونوں (دوزخ کی) آگ میں ہوں گے وہ دونوں

فِيهَا ط وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿١٧﴾ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو اور

اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج وَاتَّقُوا اللَّهَ ط

چاہیئے کہ نفس دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو۔

ع ۲/ ۵

لہ لَا يَنصُرُونَهُمْ :-
تفسیر صافی ص۴۹۶ پر ہے کہ اسی طرح ہوا، کہ ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے بنی نضیر کی طرف یہی پیغام بھیجا (کہ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت میں ہے) پھر خلاف وعدگی کی۔

۲ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ :-
تفسیر صافی ص۴۹۶ پر ہے کہ یہ ان کے ضعف اور بزدلی کے سبب نہیں۔ کیونکہ جب وہ ایک دوسرے سے لڑتے ہیں تو ان کی باہمی لڑائی بڑی سخت ہوتی ہے بلکہ اس کا سبب وہ رعب ہے جو اللہ تعالٰی نے ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کیونکہ جو اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کے ساتھ محارب ہو۔ یعنی جنگ کرے وہ کتنا ہی شجاع اور زبردست ہو۔ بزدل اور پست ہو جاتا ہے۔

۳ ذَاقُوا :-
تفسیر صافی ص۴۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد بنی قینقاع ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جنہوں

نَسُوا اللّٰهَ فَأَنسٰهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿١٩﴾

نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ پس اس نے انہیں اپنا آپ بھلا دیا۔ یہ لوگ ہی فاسق ہیں۔

لَا يَسْتَوِيٓ أَصْحٰبُ النَّارِ وَأَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحٰبُ

(دوزخ کی) آگ والے [1] اور جنت والے برابر نہیں ہوتے۔ جنت والے ہی

الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ أَنزَلْنَا هٰذَا الْقُرْءَانَ عَلٰى

مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے، تو

جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَ

البتہ تم اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے عاجزی کرنے والا پھٹتا ہوا دیکھتے۔ اور

تِلْكَ الْأَمْثٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾

یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ تفکر کرتے رہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهٰدَةِ ۖ

وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ [2]

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ

وہ نہایت مہربان بہت رحم کرنیوالا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ

بادشاہ ہے پاکیزہ سلامتی والا امان دینے والا نگہبانی کرنیوالا زبردست

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾ هُوَ اللّٰهُ

جبار بڑائی والا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے جن سے لوگ شریک قرار دیتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ

الْخٰلِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ

ہے پیدا کرنیوالا، ایجاد کرنیوالا، صورتیں بنانے والا ہے [3] اس کے اچھے اچھے نام ہیں [4] جو کچھ

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٤﴾ ع

آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اسی کی تسبیح کرتا ہے۔ اور وہ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔

[1] لَا يَسْتَوِيٓ :-

تفسیر صافی ص۴۹۶ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا، امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا۔ کہ اصحاب الجنۃ وہ لوگ ہیں جو میری اطاعت کریں۔ اور میرے بعد جناب علی علیہ السلام کو تسلیم کریں۔ اور ان کی ولایت کا اقرار کریں۔ اور دوزخی وہ ہیں۔ جو ان کی ولایت سے ناخوش ہوں۔ اور میرے بعد علی بن ابی طالب علیہما السلام سے جنگ کریں +

[2] اَلْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ :-

تفسیر صافی ص۴۹۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ الغیب سے مراد وہ سب کچھ ہے۔ جو واقع نہیں ہوا۔ اور الشہادۃ سے مراد وہ کچھ ہے جو ہو چکا +

[3] اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ :-

تفسیر صافی ص۴۹۷ پر ہے کہ جو چیز عدم سے وجود کی طرف آتی ہے وہ پہلے تقدیر کی محتاج نہیں ہوتی ہے۔ پھر تقدیر کے مطابق ایجاد کی محتاج ہوتی ہے۔ پھر ایجاد کے بعد تصویر کی محتاج ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان تینوں اعتباروں سے خالق بھی ہے۔ البارئ بھی اور المصور بھی (یعنی تقدیر کے مطابق عدم سے وجود میں لانے والا ایجاد کرنے والا اور صورتیں بنانے والا) +

[4] اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى :-

تفسیر صافی ص۴۹۷ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو شخص ان کا احصار کرے گا۔ وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ پھر ان سب ناموں کا ذکر فرمایا ہے۔

ہمارے شیخ صدوق ؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں جو لفظ احصار آیا ہے، اس کے معنی ہیں ان ناموں کے معنی سمجھ کر ان کے بموجب کاربند ہونا۔ یہ نہیں ہے کہ صرف ان کی گنتی گن لینا +

ع ٣ / ٦

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ

آياتها ١٣ — ٦٠ — ٢ ركوعاتها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ

تم ان کی طرف دوستی کے ساتھ پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آ چکا۔ انہوں نے اس کا انکار کر

الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

دیا ہے۔ وہ رسول کو اور تمہیں اس لئے نکالتے ہیں، کہ تم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے

رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ

ہو۔ اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضامندیاں حاصل کرنے

مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ

کیلئے نکلے تھے۔ تو دیکھو، ان کی طرف دوستی کے ساتھ پیغام چھپا کر بھیجتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم نے چھپایا

وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ

اور جو کچھ تم نے ظاہر کیا، میں اسے خوب جاننے والا ہوں اور جو تم میں سے ایسا کریگا تو وہ راہِ راست

السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا

سے بھٹکا ہوا ہے۔ اگر وہ تمہیں پالیں (تو) وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور تمہاری طرف تکلیف

اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْۗءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ②

دینے کے لئے دست درازی اور زبان درازی کریں، اور وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

تمہیں تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد ہرگز فائدہ نہ پہنچائیں گے، قیامت کے دن۔

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ

وہ اللہ تعالیٰ، تمہارے درمیان جدائی ڈال دیگا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ یقیناً تمہارے لئے

معانقة اسماع
الوقف على القيامة

لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ إِذْ قَالُوْا

ابراہیمؑ اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے اچھا نمونہ ہے۔ جب کہ انہوں نے

لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اپنی قوم سے کہا کہ یقیناً ہم تم سے اور ان چیزوں سے جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو

اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ

بیزار ہیں۔ ہم نے تمہارے ساتھ کفر کیا لہ اور ہمارے درمیان عداوت اور بغض ہمیشہ کیلئے کھلم کھلا ظاہر ہو گیا۔

أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ

یہاں تک کہ تم خدائے واحد پر ایمان لے آؤ۔ سوائے ابراہیمؑ کا قول اپنے چچا کے لئے کہ میں

لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ

ضرور بالضرور تیرے لئے بخشش مانگوں گا اور میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۴﴾

اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تمہاری طرف ہی بازگشت ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ

اے ہمارے پروردگار ہمیں ان لوگوں کیلئے فتنہ قرار نہ دے ۲ جو کافر ہو گئے۔ اور اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۵﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ أُسْوَةٌ

یقیناً تو زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ یقیناً ان میں تمہارے لئے جو اللہ تعالیٰ اور

حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ

قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اچھا نمونہ ہے۔ اور جو پھر جائے گا

يَّتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶﴾ عَسَى اللّٰهُ أَنْ

تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز قابل حمد ہے۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے

يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَ

درمیان اور ان لوگوں کے درمیان کہ ان میں سے جن سے تم نے دشمنی کی محبت قرار دیدے۔ اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ

پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے ۳

لہ كَفَرْنَا بِكُمْ :-

تفسیر صافی ص ۴۹۷ پر ہے کہ اس کے معنی ہیں ہم نے تم سے تبرّا کیا (یعنی بری اور الگ ہونے کا اظہار کیا)، جیسا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ اس آیت میں کفر کے معنی برئیت یعنی الگ ہونے کے ہیں۔ یہ روایت کتاب التوحید میں ہے اور کافی میں یہی روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

۲ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً :-

تفسیر صافی ص ۴۹۷ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولاد آدمؑ میں ہر ایماندار فقیر ہوتا تھا۔ اور ہر کافر دولت مند، تا اینکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے۔ انہوں نے دعا کی: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے فتنہ نہ قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ اور اس گروہ میں بھی بعض کو مالدار بنا دیا۔ اور بعض کو محتاج اور اس گروہ میں بھی بعض کو امیر رکھا اور بعض کو فقیر بنا دیا۔

۳ لَا يَنْهٰىكُمْ :-

تفسیر صافی ص ۴۹۸ پر مروی ہے کہ قتیلہ بنت عبد العزیٰ حالت شرک میں اپنی بیٹی اسماء بنت ابوبکر کے پاس کچھ ہدیے (تحفے) لے کر آئی۔ لیکن اسماءؓ نے انہیں قبول نہ کیا اور اسے اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ع ۱ ۲

الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ

نہیں روکتا جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی تھی۔ اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا

دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

تھا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کی طرف انصاف کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست

الْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي

رکھتا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالےٰ تمہیں ان لوگوں سے منع کرتا ہے [1] کہ ان سے

الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ

دوستی رکھو جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کے بارے میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ اور تمہارے

أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٩﴾

نکالنے پر انہوں نے (ایکدوسرے کی) پشت پناہی کی اور جو ان سے دوستی رکھے گا، پس وہ ظالم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ

اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے۔ جب تمہارے پاس ہجرت کرنے والی مومنہ عورتیں آئیں، تو تم

فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ

ان کا امتحان کرلو۔ [2] اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جاننے والا ہے۔ پس اگر تم نے ان عورتوں کو مومنہ

مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

جانا تو تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ تو وہ (ایمان والی عورتیں) ان (کافروں) کے لئے حلال ہیں اور

وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُمْ مَّا أَنْفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ

نہ وہ (کافر مرد) ان (مومنہ عورتوں) کیلئے حلال ہیں اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا تم انہیں دیدو [3] اور تم پر کوئی گناہ

عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا

نہیں کہ تم ان (عورتوں) سے نکاح کرلو جب کہ تم ان کو ان کے مہر دے دو۔ اور تم اپنے قبضہ میں

تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا

کافر عورتوں کے ناموس نہ رکھو [4] اور جو کچھ تم نے خرچ کیا مانگ لو اور چاہیئے کہ وہ بھی مانگ لیں جو کچھ کہ انہوں نے

أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾

خرچ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

[1] لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ :-
تفسیر صافی صـ ۴۹۸ پر ہے کہ جن سے منع کیا گیا ہے وہ مشرکین مکہ ہیں کہ ان میں سے بعض نے مومنوں کو شہر بدر کرنے کی کوشش کی۔ اور بعض نے ان نکال دینے والوں کی امداد کی ✤

[2] فَامْتَحِنُوْهُنَّ :-
تفسیر صافی صـ ۴۹۸ پر ہے کہ اپنے غالب گمان کے مطابق ان کے حالات کی ٹوہ لگاؤ۔ کہ ایمان کا اقرار جو وہ زبان سے کرتی ہیں۔ اس اقرار کی موافقت دل سے ہے یا نہیں ✤

[3] مَآ اَنْفَقُوْا :-
تفسیر صافی صـ ۴۹۸ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جب مشرکوں کی کوئی عورت مسلمانوں سے آملے تو اس کا امتحان لیا جائیگا۔ کہ وہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس کے مسلمانوں سے آملنے کا سبب نہ تو اس کے اپنے کافر شوہر کی دشمنی ہے اور نہ کسی مسلمان کی دوستی۔ بلکہ صرف اسلام نے اسے اس پر آمادہ کیا۔ پس جب اسلام لانے سے پہلے ایسی قسم کھالے تو مسلمانوں کو حکم ہے کہ اس کے کافر شوہر نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ تم اپنے پاس سے اسے دیدو پھر کسی مسلمان سے اس کا نکاح کردو ✤

[4] بِعِصَمِ :-
رسیاں۔ عِصْمَۃٌ کی جمع ہے۔ زجاج نے تصریح کی ہے کہ عِصْمَۃ کے اصل معنی رسی کے ہیں۔ اور یہی معنی محمد بن نشوان حمیری نے ضیاء العلوم میں لکھے ہیں۔ اور عزیز نزہۃ القلوب میں فرماتے ہیں: عِصَم کے معنی رسیوں کے ہیں اس کا واحد عِصْمَۃ ہے اور عِصْمَۃ کے معنی ہیں کسی چیز کو روک رکھنے کے اور آیہ شریفہ ولا تمسکوا بعصم الکوافر (ترجمہ متن میں) کے معنی یہ ہیں۔ کہ ان کافر عورتوں کی رسیاں نہ تھامے رہو۔ یعنی ان سے رغبت نہ رکھو ✤
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صـ ۳۱۷)

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ

اور اگر تمہاری کچھ عورتیں تمہارے ہاتھ سے کافروں کی طرف جاتی رہیں، پھر تمہاری باری آئی لہ

فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۚ وَاتَّقُوا

تو جن کی عورتیں جاتی رہیں تو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا ان کو دے دو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ⑪ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ

رہو، جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو۔ اے نبیؐ جب تمہارے پاس مومنہ

الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ

عورتیں آئیں کہ اس بات پر تمہاری بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی۔ اور

لَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ

نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے خاوندوں

بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا

پر، اپنے ہاتھوں اور اپنے پاؤں کے مابین بہتان باندھیں گی ٢ (یعنی حرامی بچے کو شوہر کا بچہ نہ قرار دیں گی) اور نہ کسی

يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

نیکی میں تمہاری نافرمانی کریں گی، پس تو ان سے بیعت لیلے۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ۔ یقیناً

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے تم ان لوگوں سے

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ

دوستی نہ کرو ٣ جن پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا۔ یقیناً وہ آخرت سے ایسے

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ⑬ ع

مایوس ہوئے۔ جیسا کہ کافر قبروں والے (مُردوں کے زندہ ہونے) سے مایوس ہو گئے۔

آیاتُها ١٤ ۔ سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۔ ٢ رُكُوعَاتُها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

لہ فَعَاقَبْتُمْ :-

تم نے بدلہ دیا، تم نے سزا دی۔ تمہاری باری آئی مُعَاقَبَۃ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ آیہ شریفہ وَ ان فاتکم ..... الخ کے متعلق ابو جعفر بیہقی تاج المصادر میں لکھتے ہیں :- عاقبتم کا مطلب یہ ہے کہ نتیجہ تمہارے حق میں ظاہر ہو اور غلبہ تمہارا ہو۔ تا آنکہ تم غنیمت حاصل کر لو۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تم نے جنگ میں ان کو اتنی عقوبت پہنچائی کہ غنیمت حاصل کر لی۔

بیہقی نے معاقبہ کے حسب ذیل معانی لکھے ہیں :- (١) عقوبت کردن۔ (٢) از پے کسے در آمدن۔ (٣) بہ نوبت کارے کردن و غنیمت یافتن۔ آیہ مذکورہ میں سب معانی بن سکتے ہیں :- (١) تم نے ان کو سزا دی۔ (٢) تم نے ان کا تعاقب کیا (٣) تمہاری باری آئی۔ (٤) تم نے غنیمت پائی۔

ہر صورت میں مراد یہ ہے کہ جب تمہاری ادائیگی مہر کی باری آئے۔ کیونکہ یہ سب معانی کامیابی اور فتح و ظفر پر دلالت کرتے ہیں، جس کے بعد ادائیگی مہر میں کوئی دقت نہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ٤ صفحہ ١٩٥)

اور تفسیر صافی صفحہ ٤٩٥ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری بعض عورتیں ایسے کافروں سے جا ملیں جن سے تمہارا معاہدہ نہیں ہے۔ اور پھر تمہیں مال غنیمت ہاتھ آئے تو جن لوگوں کی بیویاں چلی گئی ہیں۔ ان کو اتنا روپیہ دیدو جتنا کہ انہوں نے خرچ کیا +

٢ بِبُهْتَانٍ :-

تفسیر صافی صفحہ ٤٩٥ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے کہ بعض عورتیں گرے پڑے (حرامی) بچوں کو اٹھا لیتی تھیں۔ پھر اپنے خاوندوں سے کہتی تھیں، کہ یہ تمہارا لڑکا ہے۔ ایسا بہتان جسے انہوں نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان باندھا اس سے کنایہ کے طور پر وہ بچہ مراد ہے جو انہوں نے جھوٹ موٹ اپنے خاوندوں کے گلے منڈھا۔ اس لئے کہ وہ پیٹ جس میں بچے کا حمل ہوتا ہے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہے اور اندام نہانی جس سے عورت بچے جنتی ہے۔ دونوں پاؤں کے درمیان ہے +

الممتحنة ۔ ع ٢ ۔ ٨

٣ قَوْمًا :-

تفسیر صافی صفحہ ٤٩٩ پر ہے کہ اس سے عام کفار مراد ہیں یا یہودی۔ اس لئے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت بعض محتاج مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو یہودیوں کے ساتھ اس نیت سے میل جول رکھتے تھے کہ انہیں ان کے باغوں میں سے کچھ میوے مل جایا کریں +

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی اور وہ زبردست بڑا حکمت

الْحَكِيْمُ ① يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②

والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے، تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ لہ

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ

عمارت ہیں۔ اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم تم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو

تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا

حالانکہ تم جانتے ہو، کہ یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پس جب وہ کج ہو گئے

زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو کج (ہی) رہنے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل یقیناً میں تمہاری

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، میں توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے۔ اور

التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ

ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمدؐ ہو گا۔ ؏

اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥

پس جب وہ ان کے پاس واضح دلیلیں لے کر آیا، تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے، جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کیا، حالانکہ وہ

لہ مَالَاتَفْعَلُوْنَ :-

تفسیر صافی صٓ ۴۹۹ پر ہے کہ مروی ہے کہ مسلمان یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اس میں اپنے مال بھی خرچ کریں گے۔ اور اپنی جانیں بھی لڑا دیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-
ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفًّا۔
لیکن اُحد کے دن وہ بھاگ گئے جس پر آیت نازل ہوئی: لم تقولون ما لا تفعلون ٥

؏ اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ :-

تفسیر صافی صٓ ۴۹۹ پر بحوالہ العوالی ایک حدیث منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بشارت دی تو ان کی صفت میں فرمایا: سُرخ اونٹ والے۔ چاند سے چہرہ والے۔ اور عورتوں سے بہت نکاح کرنے والے کی۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے کہا میرے بعد نبی آئے گا۔ جس کا نام احمدؐ ہو گا۔ وہ اولادِ اسماعیلؑ سے ہو گا۔ اور میری بھی تصدیق کرے گا اور تمہاری بھی۔ وہ میرے عذر کو بھی بیان کرے گا اور تمہارے عذر کو بھی۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بیشمار نبیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحؑ کو مبعوث فرمایا۔ پس آپ نے محمدؐ کی بشارت دی۔ اور وہ (ہر نبی کا آنحضرت صلعم کی بشارت دینا)، اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التوراۃ و الانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر (پ اعراف ع ۱۹) یعنی یہود اور نصاریٰ آنحضرت صلعم کا نام اور صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ یعنی توریت اور انجیل میں۔ وہ انہیں نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، مبشرًا برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد

اور من لا یحضرہ الفقیہ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں ماحی تھا اور موسیٰ کی توریت میں حاد اور حضرت عیسیٰ کی انجیل میں احمد ہے اور قرآن مجید میں مُحمّد ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ کسی یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کا نام احمد کیوں رکھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اس لئے کہ میں نے بہ نسبت زمین کے آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد زیادہ کی ہے ❖

اَحْمَدُ الفعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ مبالغہ کا فاعل بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی دوسروں سے بہت زیادہ اللہ عزوجل کی حمد کرنے والے اور مبالغہ مفعول بھی یعنی اپنے اوصافِ حمیدہ کے باعث دوسروں سے زیادہ آپ کی مدح کی گئی۔ (لغات القرآن نعمانی جلد اص ۳۹)

يُدْعٰى إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٧﴾

اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ ظالم لوگوں کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نور کو اپنے مونہوں (کی پھونک) سے بجھا دیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو

نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

پورا کرنیوالا ہے اگرچہ وہ کافروں کو ناخوش لگے۔ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ

اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ وہ مشرکوں کو

كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ ع يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى

ناخوش لگے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے کیا میں تمہیں ایسی تجارت

تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے۔ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۚ

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے گناہ بخش دے گا

وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ

اور تمہیں جنتوں میں داخل کرے گا، جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور پاکیزہ مکان دے گا

طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرٰى

جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں یہ بہت بڑی مراد پانا ہے۔ اور دوسری چیز (بھی دیگا) جسے

تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾

تم پسند کرتے ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح ٢ہ اور مومنوں کو بشارت دے۔

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيسَى

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے، تم اللہ تعالےٰ کے مددگار ہو جاؤ۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم

ع ١ ٩ ٩

لہ تُجَاهِدُونَ :-

تفسیرِ صافی ص٤٩٩ پر بحوالہ تفسیرِ قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس سے پہلی آیت کی تفسیر میں منقول ہے، کہ لوگوں نے کہا تھا کہ اگر ہمیں وہ تجارت معلوم ہو جاتی جو ہمیں دردناک عذاب سے بچا سکتی ہے تو ہم اس کے بارے میں اپنے مال اور جان اور اولاد سب کچھ خرچ کر دیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل کیں۔ جو تو منون باللہ سے لے کر ذالک الفوز العظیم تک ہیں۔

٢ہ فَتْحٌ قَرِيبٌ :-

تفسیرِ صافی ص٤٩٩ پر بحوالہ تفسیرِ قمی منقول ہے کہ اس سے مراد قائم آلِ محمدؑ کی فتح ہے اور فتحِ مکہ بھی۔

ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ

نے حواریوں سے کہا کہ کون اللہ تعالیٰ کی طرف جانے میں) میرے مددگار ہیں۔ حواریوں نے کہا

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ

کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں ۱ پس بنی اسرائیل میں سے ایک

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس جو لوگ ایمان لے آئے

عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۴ ع

ہم نے ان کے دشمنوں کے برخلاف ان کی مدد کی پس وہ غلبہ پانیوالے ہوگئے ۲

اٰیاتہا ۱۱ — سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ — ۲ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ بادشاہ پاکیزہ زبردست

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ

بڑے حکمت والے کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے ام القریٰ کے رہنے ۳

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

والوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان پر اس کی آیتیں (احکام) پڑھتا ہے اور انہیں پاک

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ

کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں

مُّبِيْنٍ ۝۲ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

تھے۔ اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست بڑا حکمت

الْحَكِيْمُ ۝۳ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

ع ۵ / ۱۰

۱ اَلْحَوَارِيُّوْنَ:- حواری کے معنوں کے لئے قرآن ہذا کا ص ۲ حاشیہ ۱ ملاحظہ کریں۔ وہاں تفصیل سے لکھ دیئے گئے ہیں۔

۲ ظٰهِرِيْنَ:- غالب۔ غلبہ پانے والے۔ ظہور سے بمعنی اوپر ہونے اور غلبہ پانے کے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ظاہر کی جمع بحالت نصب و جر۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۱۲۴) اور تفسیر صافی ص ۴۹۹ پر ہے کہ ظاہرین کے معنی ہیں کہ وہ غالب آنیوالے ہوگئے۔

۳ فِي الْاُمِّيّٖنَ:- تفسیر صافی ص ۵۰۰ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے امیین کے بارے میں منقول ہے کہ وہ لوگ لکھتے تو تھے۔ لیکن چونکہ ان کے پاس نہ خدا کی طرف سے کوئی کتاب آئی تھی اور نہ کوئی رسول آیا تھا۔ اس لئے خدا نے الامیین فرمایا:

علل الشرائع میں ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امی کیوں کہا گیا؟ تو حضرت نے فرمایا: کہ عام لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا: کہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا نام امی اس لئے رکھا گیا، کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة۔ پس آنحضرت صلعم انہیں اس چیز کی تعلیم کس طرح دیتے تھے۔ جس کی وہ صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر یا یہ فرمایا کہ تہتر زبانوں میں لکھتے پڑھتے تھے۔ اور آپ کو امی اسلئے کہا گیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے تھے اور مکہ امہات القریٰ میں سے ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے لتنذر ام القری ومن حولها (پ ۷ الانعام ع ۱۲)۔

لمترجم:- امی کے لفظ سے اکثر اہل علم نے دھوکا کھایا ہے۔ یہ لفظ ام سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی ہیں "اصل ہر چیز۔ ہر چیز کی جڑ اور بنیاد مرکز" (بیان اللسان ص ۶۳ اور منتخب اللغات ص ۶۰) پس امی کے معنی ہوئے منسوب بہ ام یعنی وہ وجود مقدس جو ہر چیز کی اصل اور بنیاد اور مرکز کا درجہ رکھتا ہو اور جس کی طرف ہر شے قلباً و باطناً وابستہ ہو۔ ماں کو ام انہی معنوں میں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ بچہ کی اصل یا بنیاد یا جڑ ماں کا پیٹ ہی ہوتا ہے ۔ امام بھی ام ہی سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں یام الخلق الیہ جس کی طرف تمام مخلوقات رجوع کرے اور قلباً و باطناً اس سے وابستہ ہو۔ ام القریٰ۔ ام الکتاب بھی انہی معنوں میں ہے۔ ام القریٰ کے معنی ہیں وہ قریہ جس کی طرف تمام دوسرے قریوں اور شہروں کا رجوع ہو۔ چونکہ مکہ معظمہ ایسے مقام پر واقع ہے جہاں ارد گرد کے قریے آکر ملتے ہیں اور دنیا بھر کے لوگوں کا رجوع بھی مکہ معظمہ ہی کی طرف ہے اس لئے اسے ام القریٰ کہتے ہیں۔ ام الکتاب کا بھی یہی مطلب ہے کہ یہ ایسی ہے جس کی طرف تمام کتابوں کا رجوع ہے پہلی تمام کتابیں اور صحیفے اسی قرآن مجید کی طرف راجع ہیں۔ کما قال تعالیٰ: ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم و موسی (پ ۳۰ سبح اسم ع ۱) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ نبی ہیں جو باعث ایجاد تمام کائنات ہیں۔ اور آپ کی طرف تمام انبیاء ماسبق اور مخلوقات ارضی و سماوی رجوع کرتے ہیں اس لئے آپ کو امی کہا (باقی حاشیہ صفحہ ۷۲۴ پر)

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ

بہت بڑے فضل والا ہے۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں توریت کا بوجھ اٹھوایا گیا۔ پھر

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ

انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی مثال جیسی ہے جو کتابوں کو اٹھاتا ہے۔ جن

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا ان کی مثال بہت بری ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ

منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ (اے رسول) کہدو اے وہ لوگو! جو یہودی ہو اگر تم نے

اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ

یہ دعویٰ کیا ہے کہ ضرور تم ہی لوگوں کے سوا اللہ تعالیٰ کے دوست ہو۔ اگر تم سچے ہو تو

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ

موت کی تمنا کرو۔ اور وہ کبھی بھی اس کی تمنا نہیں کریں گے بسبب ان (اعمال) کے جو ان کے ہاتھوں

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⑦ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ

نے آگے بھیجے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔ (اے رسول) کہدو کہ یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے

تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

ہو۔ پس یقیناً وہ تمہیں لینے ہی والی ہے پھر تم غیب اور ظاہر کو جاننے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹائے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧ يٰۤاَيُّهَا

جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا۔ جو کچھ کہ تم کیا کرتے تھے۔ اے وہ لوگو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

جو ایمان لا چکے ہو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا دی جائے [1]

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑨ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى

اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب نماز تمام کی جائے، تو تم زمین میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

گیا۔ ارشاد ہے: کیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علیٰ ھٰؤلاء شہیدا (پ۵ النساء ع ۶) ہر نبی اپنی اُمت پر شہید اور نگران ہوتا ہے۔ اور ہر اُمت اپنے نبی کی طرف رجوع کرتی ہے جس پر قول حضرت عیسےٰ شاہد ہے: کنت شہیداً علیہم مادمت فیھم۔ (پ۷ مائدہ ع ۱۶) لیکن کل انبیاءؑ کی شہادت آنحضرت صلعم دیں گے اور کل انبیاء کا رجوع آپ کی طرف ہوگا۔ پس آپ کل انبیاء اور مخلوق کا مرجع اور مرکز ہوں گے۔ اس لئے آپ کو امی کہا ہے۔

آیت ہذا میں رسولؐ کی صفت موجود ہے یعلمہم الکتاب والحکمۃ کہ وہ انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ الکتاب سے کل کتابیں مراد ہیں اور الحکمت سے کل علوم منطق فلسفہ وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسا نبی جو ایسی بلند تعلیم دینے پر مامور من اللہ ہو۔ اَن پڑھ اور جاہل (نعوذ باللہ) کہلا سکتا ہے۔ ارشاد ہے: اقرا باسم ربک (پ۳۰ علق ع ۱) اے رسول! تو پڑھ خدا کہتا ہے کہ پڑھ اور لوگ کہتے ہیں کہ رسول اَن پڑھ تھا۔ یہ طرفہ معجون ہے۔ پھر ارشاد ہے الذی علم بالقلم (پ۳۰ علق ع ۱) اللہ تعالیٰ نے قلم سے سکھایا یعنی لکھنا بھی سکھا دیا۔ ثابت ہوا کہ رسولؐ پڑھے ہوئے تھے اور لکھنا بھی خدا نے سکھا دیا تھا۔ البتہ آپ کسی مسجد یا مدرسہ کے نہیں پڑھے ہوئے تھے۔ اور پڑھائے ہوئے تھے۔ اور پڑھائے ہوئے بھی ایسے کہ فرمادیا علّمک مالم تکن تعلم (پ۵ النساء ع ۱۷) کل علوم پڑھا دیئے۔

ع ۱ ۸ ۱۱

پس آنحضرت صلعم اُمّی ان معنوں میں تھے، کہ آپ ام القریٰ مکے رہنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ کے پڑھائے ہوئے تھے۔ آپ کو علم لدنی تھا اور آپ تمام انبیاء اور مخلوقات کے مرجع اور مرکز تھے۔ اسی پر حدیث قدسی پر دال ہے، لولاک لما خلقت الافلاک۔ لہذا آپ ہی باعث ایجاد خلق تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس سے زیادہ تفصیل اس مختصر میں ممکن نہیں ؂

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] يَوْمِ الْجُمُعَةِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ اس کا نام جمعہ اس لئے ہوا۔ کہ اس دن لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ روز جمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس دن اپنی تمام مخلوق کو جمع کر کے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے وصی کی ولایت کا سب سے عہد لیا۔ نیز اسی کتاب میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ سے جمعہ تک لوگوں کے ذمہ پینتیس ۳۵ نمازیں واجب فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک کا جماعت سے پڑھنا واجب ہے اور وہ جمعہ کی نماز ہے۔ اور یہ نو قسم کے آدمیوں سے معاف ہے۔ (۱) نابالغ لڑکا (۲) بہت زیادہ بوڑھا (۳) دیوانہ (۴) مسافر (۵) غلام (۶) عورت (۷) بیمار (۸) نابینا (۹) وہ شخص جو مقام نماز سے چھ میل شرعی کے فاصلہ پر رہتا ہو ؂

الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

پھیل جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ تاکہ

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا

تم فلاح پا جاؤ۔ اور جب انہوں نے کسی تجارت کو یا کھیل کود کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ

اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ

پڑے اور تمہیں (نماز میں) کھڑا چھوڑ گئے ؎۱ (اے رسول) کہدو کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ کھیل کود

اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ ع

سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔

اٰیاتُھا ۱۱ — سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ — ۲ رُکُوعَاتُھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ

(اے رسول) جب منافق تیرے پاس آئے تو کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً تو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔

اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یقیناً تو اس کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا

کہ یقیناً منافق جھوٹے ہیں ؎۲ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا، پھر انہوں نے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ

(لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا۔ یقیناً جو عمل وہ کیا کرتے تھے بہت برا ہے۔ یہ اس

بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

لئے ہے کہ یقیناً وہ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا، پس ان کے دلوں پر چھاپہ لگا دیا گیا پھر

يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ

وہ نہیں سمجھتے۔ جب تو نے انہیں دیکھا ان کے جسم تجھے خوش لگے ؎۳ اور اگر

ع ۲ / ۱۲

؎۱ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا :-

تفسیر صافی ص۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک قافلہ غلہ لئے ہوئے آیا۔ اور اس کے آگے تاشے اور ڈھول بجا رہے تھے۔ پس لوگ نماز چھوڑ چھوڑ کر تماشہ دیکھنے چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک قافلہ ایسے وقت آیا جبکہ ہم لوگ جناب رسول خدا صلعم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس لوگ نماز توڑ کر اس کی طرف دوڑے چلے اور بارہ آدمیوں کے سوا جن میں میں بھی تھا کوئی باقی نہ رہا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: کہ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم سب کے سب چلے جاتے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے کے لئے اس تمام میدان کو آگ سے بھر دیتا۔

وقف لازم

؎۲ لَكٰذِبُوْنَ :-

تفسیر صافی ص۵۰ پر بحوالہ احتجاج طبرسی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے طاؤس یمانی نے پوچھا کہ وہ کونسی قوم ہے جس نے سچی شہادت دی۔ لیکن وہ کاذب ہے۔ آپ نے فرمایا: منافقین! جبکہ انہوں نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔

؎۳ اَجْسَامُهُمْ :-

تفسیر صافی ص۵۰ پر ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کے جسموں کی ضخامت اور صباحت ہے ۔

يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ

تو ان کی باتوں کو سنتا ہے ۱؎ گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں ۲؎ وہ ہر چیز

كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ

کو اپنے اوپر (پڑنے والی)، ہی گمان کرتے ہیں۔ وہ دشمن ہیں بس ان سے بچتا رہ۔ اللہ تعالےٰ

اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝٤ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ

انہیں قتل کرے وہ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں ۳؎ اور جب انہیں کہا گیا آؤ اللہ کا رسول تمہارے لئے بخشش

لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ

طلب کرے گا۔ انہوں نے اپنے سروں کو پھرا لیا، اور تو نے انہیں دیکھا کہ

يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝٥ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ

وہ باز رہتے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ ان پر برابر ہے خواہ

أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ

تو نے ان کے لئے بخشش مانگی یا تو نے ان کے لئے بخشش نہ مانگی۔ اللہ تعالیٰ انہیں

اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝٦

ہرگز نہ بخشے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ

یہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے رسول کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو۔

رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ

یہاں تک کہ وہ متفرق ہو جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہی کے لئے آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝٧ يَقُولُونَ

زمین کے خزانے ہیں، لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں

لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا

کہ اگر ہم مدینہ کی طرف پلٹ گئے، تو جو زیادہ عزت دار ہے وہ اس میں سے زیادہ ذلیل کو ضرور بالضرور

الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ

نکال دے گا۔ اور عزت اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہی ہے۔ لیکن

۱؎ تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ :-
تفسیر صافی صـ۵۰۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول آپ ان کی باتوں کو اس لئے کان لگا کر سنتے ہو کہ وہ تیز زبان اور شیریں کلام ہیں ✤

۲؎ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ :-
تفسیر صافی صـ۵۰۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ علم اور دقیق نظری سے خالی ہیں۔ گویا کہ وہ صرف دیوار سے لگی ہوئی مورتیں ہی ہیں ✤

۳؎ يُؤْفَكُونَ :-
تفسیر صافی صـ۵۰۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ حق سے کس طرح پھر جاتے ہیں ✤

الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ

منافق لوگ نہیں جانتے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے تمہیں تمہارے مال

اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ

اور تمہاری اولاد، اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل نہ کریں ۔ اور جو ایسا کرے گا ۔

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا

پس وہ لوگ ہی نقصان اٹھانے والے ہیں ۔ اور جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے

رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ

اس میں سے خرچ کرو، پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے ۔ پھر وہ کہیگا

رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ

اے میرے پروردگار تو نے مجھے ایک قریب کی مدت تک کیوں ڈھیل نہ دی ۔ پھر میں خیرات کرتا، اور

اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا

میں صالحین میں سے ہو جاتا ۔ [1] اور اللہ تعالیٰ کسی نفس کو ہرگز ڈھیل نہیں دے گا

جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱

جبکہ اسکی اجل آجائے گی اور اللہ تعالیٰ خوب خبر رکھنے والا ہے اسکی جو تم کرتے ہو۔

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۱۸ — رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالےٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح کرتا ہے ۔ بادشاہت

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اسی کے لئے ہے اور ہر قسم کی حمد (بھی) اسی کیلئے ہے ، اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے

قَدِيْرٌ ۝۱ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ

والا ہے ۔ وہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ، پس تم میں سے کوئی کافر ہے اور

[1] مِنَ الصّٰلِحِيْنَ :-
تفسیر صافی صفحہ ۵۰۲ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے کہ معصوم سے اللہ تعالےٰ کے قول فاصدق و اکن من الصالحین کے بارے میں پوچھا گیا ۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں صدقہ دیتا اور حج کر کے صالحین میں سے ہوتا ۔
اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت "صلاح" سے مراد حج کا ادا کرنا ہے ۔

مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢﴾ خَلَقَ

تم میں سے کوئی مومن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ

آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اور تمہاری صورتیں بنائیں پس اس نے تمہاری بہت

صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اچھی صورتیں بنا دیں لہ اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَ

زمین میں ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٤﴾ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا

سینوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ

پہلے سے کافر ہو گئے پس انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا۔ ٢ه اور ان

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ٣ه یہ اس لئے کہ یقیناً ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا

لے کر آیا کرتے تھے۔ پس وہ کہنے لگے کیا ایک بشر ہمیں ہدایت کرتا ہے ٤ه پس وہ کافر ہو گئے، اور

وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٦﴾

انہوں نے منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی پروا نہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز قابل حمد ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَ

کافروں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز (زندہ کر کے) نہ اٹھائے جائیں گے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور

رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ

(زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم نے کیا اس سے ضرور بالضرور تمہیں خبر دی جائے گی، اور یہ اللہ تعالیٰ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧﴾ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ

پر بہت آسان ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس نور پر ایمان لاؤ

لہ صُوَرَكُمْ :-
تفسیر صافی ص۵۰۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں کائنات کی صفتوں سے متصف کیا اور ایجادات کی خصوصیتوں سے مختص کیا۔ اور تمہیں جملہ مخلوقات کے لئے نمونے بنایا۔

٢ه وَبَالَ اَمْرِهِمْ :-
تفسیر صافی ص۵۰۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دنیا میں اپنے کفر کا ضرر دیکھ لیا اور وبال کی اصل ثقل یعنی بوجھ ہے۔

٣ه عَذَابٌ اَلِيْمٌ :-
تفسیر صافی ص۵۰۲ پر ہے کہ یہ عذاب آخرت میں ہوگا۔

٤ه اَبَشَرٌ :-
تفسیر صافی ص۵۰۲ پر ہے کہ ان لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ اور تعجب کیا کہ رسولؐ ایک بشر ہو اور بشر کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے۔

٥ه وَالنُّوْرِ :-
تفسیر صافی ص۵۰۲ پر ہے کہ نور سے مراد قرآن مجید ہے۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ نور سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔
اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ النور سے مراد امامت ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے: فامنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا۔ نیز فرمایا کہ النور سے مراد امام ہیں۔
اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم۔ النور سے مراد تمام آئمہ ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ امام کا نور مومنین کے دلوں میں اس سے زیادہ روشنی پہنچاتا ہے جس قدر چمکتا ہوا سورج دن میں پہنچاتا ہے۔ اور مومنین کے دلوں کو ائمہ علیہم السلام ہی روشن کرتے ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کے نور پر پردہ ڈال دیتا ہے جس سے ان کے دل اندھیرے میں ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس سے ان کو ڈھانپ لیتا ہے۔
اور تفسیر قمی میں بھی اسی طرح وارد ہے بلکہ کچھ زیادہ بھی ہے۔

الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۸ یَوْمَ

جسے ہم نے نازل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس کی خوب خبر رکھنے والا ہے۔ جس دن

یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَ

وہ تمہیں اکٹھے کرنے کے دن کے لئے اکٹھا کرے گا۔ یہی غبن دینے کا دن ہے۔ اور

مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ

جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا۔ اور نیک عمل کرے گا۔ (اللہ تعالیٰ) اس سے اس کی برائیاں دور کر

سَیِّاٰتِهٖ وَیُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

دیگا اور اُسے جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۹

ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اور جو لوگ کافر ہوگئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ وہی (دوزخ کی) آگ والے ہیں وہ

النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۱۰ مَآ اَصَابَ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور وہ بُری بازگشت ہے۔ کوئی مصیبت

مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ

نہیں آئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا۔ وہ اس کے دل کو

یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۱۱ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ

راہ دکھادے گا [1] اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا

کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر گئے تو ناسوا اس کے نہیں کہ ہمارے رسول کے ذمہ

الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝۱۲ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ

کھول کر پہنچا دینا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ

فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۳ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

پر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہیئے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے، یقیناً

ع ۱ / ۵

[1] قَلْبَهٗ:- تفسیر صافی ص۵۰۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کو واضح کرکے بتاتا ہے تو وہ اسے ضرور اختیار کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اور بڑھا دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ویزید اللّٰہ الذین اهتدوا هدیٰ (مریم ع ۵) یعنی اور جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ تعالیٰ انکی ہدایت کو اور زیادہ کرے گا۔ اور کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ دل، سینہ اور حلق کے درمیان اچھلتا رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ ایمان پر قائم نہ ہو جائے۔ پس جب وہ ایمان پر قائم ہوگیا۔ تو قرار پکڑ لیتا ہے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا: ومن یؤمن باللّٰہ یهد قلبه ۝

مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں تمہارے دشمن ہیں ۔ پس تم ان سے بچتے رہو ۔

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اور اگر تم معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشدو ۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے

رَّحِيْمٌ ﴿١٤﴾ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ

والا ہے ۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں لـه اور اللہ تعالیٰ

عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

کے نزدیک بہت بڑا بدلہ ہے ۔ پس جہاں تک تم سے ہوسکے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور

وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَ

سنو ، اور اطاعت کرو ، اور خرچ کرو ، یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہے ۔ اور

مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾

جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا ۔ پس وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ

اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو گے ۔ وہ اسے تمہارے لئے دگنا کرے گا ۔ اور تمہیں

يَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٧﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ

بخشدے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ قدر کرنیوالا بردبار ہے ۔ وہ غیب اور ظاہر کا جاننے

الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾ ع

والا زبردست بڑا حکمت والا ہے ۔

اٰیاتہا ١٢ — سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ — ٢ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے نبی ! جب تم عورتوں کو طلاق دو ، تو ان کو ان کی عدت (پاکی) کے وقت طلاق دو

لـه اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ :-

تفسیر صافی صفحہ ٥٠٢ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرمارہے تھے کہ حسنؑ اور حسینؑ علیہما السلام آگئے ۔ دونوں شہزادے سرخ قمیضیں پہنے ہوئے تھے ۔ وہ چلتے چلتے قمیضوں میں اُلجھ کر ٹھوکریں کھاتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ قطع کیا اور منبر سے اُترے اور جاکر ان کو اٹھا لیا اور منبر پر اپنی گود میں بٹھا لیا ۔ پھر فرمایا : سچ کہا اللہ تعالیٰ نے انما اموالکم واولادکم فتنہ میں نے ان بچوں کو چلتے اور ٹھوکریں کھاتے دیکھا تو میں نے اس وقت تک قرار نہ لیا ۔ جب تک کہ خطبہ قطع کرکے ان کو اٹھا نہ لیا ۔ یہ فرما کر پھر خطبہ شروع کردیا ۔

اور نہج البلاغہ میں ہے کہ تم میں سے یہ کوئی نہ کہے ، کہ یا اللہ ! میں فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں ۔ کیونکہ تم میں سے کوئی ایک شخص بھی نہیں جو فتنہ میں شامل نہ ہو ، لیکن جو شخص پناہ مانگے وہ اس سے پناہ مانگے کہ اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کرنے والے فتنوں سے محفوظ رکھے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : انما اموالکم واولادکم فتنہ ✦

ع ٢ ٨ ١٦

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ
اور تم عدّت کو شمار کرو۔ ؎۱ اور اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تم انہیں ان کے گھروں میں سے

مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ
نہ نکالو۔ ؎۲ اور نہ وہ خود نکلیں، سوائے اس کے کہ وہ کھلی

مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
بے حیائی کریں۔ اور یہ اللہ تعٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں۔ اور جس نے اللہ تعٰ کی (مقرر کی ہوئیں) حدوں سے تجاوز

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ
کیا پس یقیناً اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا، تو نہیں جانتا ؎۳ شاید اللہ تعالےٰ اس (طلاق) کے بعد کوئی

ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
بات پیدا کردے۔ پس جب وہ اپنی مدت پوری کر چکیں پھر انہیں بھلائی کے ساتھ رکھو،

اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ
یا انہیں بھلائی کے ساتھ الگ کردو اور اپنے میں سے دو عدل والوں کو

مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ
گواہ کرلو، اور تم گواہی کو اللہ تعالےٰ کے لئے قائم کرو۔ اس کے ساتھ اس کو یہ نصیحت لے

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ
کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ

يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ
اس کے لئے نکلنے کی راہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ
کرتا اور جو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتا ہے پس وہ اس کو کافی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے امر کو پہنچنے

اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ وَالّٰۗئِيْ يَىِٕسْنَ
والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کر دی ہے۔ اور تمہاری وہ عورتیں

مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ
جو حیض سے مایوس ہو گئیں۔ اگر تم شک میں پڑ گئے تو ان کی عدت

؎۱ اَلْعِدَّةَ :-
تفسیر صافی ص۵۰۳ پر ہے کہ اس جگہ عدہ سے مراد پوری تین دفعہ حیض آکر پاک ہو جانا ✦

؎۲ بُيُوْتِهِنَّ :-
تفسیر صافی ص۵۰۳ پر بحوالہ کافی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں وہ عورتیں مراد ہیں۔ جنہیں دو طلاقیں مل چکی ہوں وہ اس وقت تک گھر سے نہ نکالی جاسکیں گی۔ جب تک کہ تیسری طلاق نہ دی جائے۔ اور جب تیسری طلاق دی جائے گی، تو وہ خاوند سے بالکل جدا کر دی جائے گی۔ اور خاوند کے ذمہ اس کا نان و نفقہ نہ رہیگا۔ اور جس عورت کو شوہر نے ایک ہی طلاق دی ہو۔ پھر اسے رکھے رہے کہ عدت گزرے۔ تو ایسی عورت خاوند ہی کے گھر رہے گی۔ اور عدت ختم ہونے تک اس کا نان و نفقہ بہم پہنچانا بھی خاوند ہی کے ذمہ ہے۔ اور رہائشی مکان دینا بھی ✦

؎۳ تَدْرِيْ :-
یہ صیغہ واحد مؤنث غائب بھی ہو سکتا ہے اور واحد مذکر حاضر بھی۔ پہلی صورت میں اس کا فاعل نفس ہوگا اور دوسری صورت میں ضمیر انت (تو) ہوگی جس سے خطاب یا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی طرف ہوگا یا ہر مخاطب کی طرف ✦
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص۱۰۳)

ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ

تین مہینے ہے۔ اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں ہوا۔ اور حمل والیاں

اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ

ان کی مدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کیلئے

لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿٤﴾ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَ

اسکے معاملہ میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا۔ اور جو

مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ﴿٥﴾

اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے اور اس کے لئے اجر کو بڑا کر دیتا ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا

تم ان (مطلقہ) عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق وہاں جگہ دو، جہاں تم رہتے ہو۔ اور تم

تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ

انہیں تکلیف نہ دو لہ تاکہ تم ان پر تنگی کرو۔ اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو

حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ

ان پر خرچ کرو۔ تا اینکہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔ پس اگر

اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ

انہوں نے تمہارے لئے (بچہ کی) رضاعت کی تو تم انہیں ان کے اجر دے دو۔ اور آپس میں حسن سلوک

بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ؕ ﴿٦﴾

سے معاملہ کرو۔ اور اگر تم نے ایک دوسرے پر تنگی محسوس کی تو اس کو کوئی دوسری (عورت) دودھ پلائیگی۔

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ

چاہیے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے ٢ہ اور جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا۔

فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ

پس اسے چاہیئے کہ جو کچھ اسے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف

سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴿٧﴾ ع وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنا اس نے اسے دیا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دیگا۔ اور کتنی ہی بستیوں نے

لہ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ :-

تفسیر صافی ص۵۰۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے دے۔ تو وہ اسے اس نیت سے تکلیف نہ پہنچائے کہ وہ تنگ آ کر عدۃ سے پہلے وہاں سے کسی اور جگہ چلی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (وان کن اولات ... حتے یضعن حملھن) (اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو تا اینکہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں)

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ایسی مطلقہ عورت کے لئے جس کے بارے میں شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہو، جب تک وہ عدت میں رہے تو اس کے رہنے کے لئے مکان اور نان و نفقہ خاوند کے ذمہ ہے اور اگر وہ حاملہ ہو۔ تو جب تک اپنا حمل وضع نہ کر لے تو اس وقت تک کا خرچ خاوند کے ذمہ ہے۔

اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں مل چکی ہوں۔ اس کا نان و نفقہ اس کے خاوند کے ذمہ نہیں صرف نان و نفقہ اس کے ذمہ ہے جس کے بارے میں خاوند کو رجوع کر لینے کا حق باقی ہے۔

٢ہ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ :-

تفسیر صافی ص۵۰۲ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک صاحب مقدور شخص بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے بناتا ہے جیسے اوڑھنے کی چادریں اور بہت قمیصیں کہ ایک کو دوسرے پر پہنے اور ایک سے دوسرے کی حفاظت کرے۔ اور اس سے اپنے تجمل کا اظہار کرتا ہے کیا ایسا شخص اسراف کرنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لینفق ذو سعۃ من سعتہ ہ

عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ
اپنے پروردگار کے حکم اور رسولوں سے سرکشی کی پھر ہم نے ان کا حساب بڑی سختی سے لیا
وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ
اور ہم نے اسے ایک ناشناسا عذاب سے معذب کیا۔ پس انہوں نے اپنے کرے کا وبال چکھ لیا۔ اور ان
عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴿۹﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ
کے کرے کا انجام نقصان ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ۛۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ
پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اے عقل والو! جو ایمان لا چکے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ نے
اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
تمہاری طرف ذکر کو اتارا ہے۔ جو رسول ہے [1] وہ تم پر اللہ تعالیٰ کی واضح آیتیں پڑھتا
مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ
ہے۔ تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے اور انہوں نے عمل نیک کئے اندھیروں سے
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
نکال کر نور کی طرف لے جائے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے
يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے
فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ
والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے رزق اچھا بنایا ہے۔ اللہ وہی ہے جس نے
خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ
سات آسمانوں کو پیدا کیا اور انہی کے برابر زمین بھی [2] ان میں حکم نازل
الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ
ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے
وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ ع
اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر بعلم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

[1] ذِكْرًا رَّسُوْلًا

تفسیر صافی صفحہ ۵۰۴ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۰ رپ ۱۴ النحل ع ۶ کی تفسیر میں منقول ہے کہ الذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اھل الذکر ہم آلِ رسولؐ اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سورہ طلاق میں بیان فرما دیا ہے: فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین امنوا ۚ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم ایات اللہ مبینات ...... الخ ✦

[2] مِثْلَهُنَّ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۰۴ پر ہے کہ مثلھن سے مراد ہے کہ وہ تعداد میں برابر ہیں۔ (یعنی سات آسمان اور سات ہی زمینیں ہیں)

اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول والسماء ذات الحبک ۰ رپ ۲۶ ذاریات ع ۱) کے معنے دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا: کہ اس سے زمین کی طرف راستے بنے ہوئے ہیں۔ پھر اپنی انگلیاں انگلیوں میں ڈال کر جال سا بنایا۔ پھر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے پیدا ہونے کی کیفیت اور ان کے ایک دوسرے پر ہونے کی شان بیان کی۔ کہ سب سے نیچے والا آسمان اس زمین کے اوپر مثل قبہ کے ہے اور اسی طرح ساتوں آسمان تک سلسلہ چلا گیا ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول: اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن ۰ کا یہی مطلب ہے۔ پھر فرمایا: کہ در حقیقت صاحب الامر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بعد ان کے وہ وصی جو روئے زمین پر قائم ہو۔ اور اللہ کا امر سب سے اوپر کے آسمان سے آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہوا اتر کر اس کے پاس پہنچتا ہے ✦

آیاتها ۱۲ — سُوْرَۃُ التَّحْرِیْمِ مَدَنِیَّۃٌ — ۲ رکوعاتها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ

اے نبی تو اس چیز کو کیوں بند کرتا ہے لہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی تو اپنی بیویوں کی

مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ

رضامندیاں چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ

تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھول ڈالنا فرض کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارا سرپرست ہے اور وہ بہت

الْحَكِیْمُ ۝۲ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ

جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اور جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے بات چھپا کر کہی ٹہ ۔ پھر جب اس (بیوی)

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ

نے اس (راز) کی خبر کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس (رسول) پر ظاہر کر دیا تو اس نے اس کا کچھ حصہ تو جتلا

وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ

دیا اور کچھ حصے سے اس نے کنارہ کیا ۔ پس جب اس نے یہ بات اس (بیوی) کو جتلائی وہ کہنے لگی تمہیں یہ خبر

اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَاۤ

کس نے دی ۔ اس نے کہا مجھے بہت جاننے والے پوری پوری خبر رکھنے والے نے یہ خبر دی ۔ اگر تم دونوں (نبی

اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ

کی بیویاں) اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کر لو (تو فبہا) پس تم دونوں کے دل یقیناً منحرف ہو گئے ہیں ٹہ اور اگر تم دونوں ٹہ

اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ

اس (نبی) کے خلاف ایک دوسرے کی پشت پناہی کرتی رہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کا سرپرست ہے اور جبریل اور صالح المومنین

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝۴ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ

(بھی) ہے اور اس کے بعد کل فرشتے اس کے پشت پناہ ہیں ۔ قریب ہے کہ اگر وہ (نبی) انہیں طلاق دیدے تو اس کا

لہ لِمَ تُحَرِّمُ :-
تفسیر صافی صہ ۵۰۴ پر ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک بیوی کے گھر میں شہد کا شربت پیا۔ اس پر چند بیویوں مثل حضرت عائشہ و صفیہ وغیرہ نے باہمی مشورہ کر کے آنحضرت صلعم سے کہا: کہ ہمیں آپ کے دہن مبارک سے مغافیر (ایک بدبودار گوند) کی بو آتی ہے۔ پس آپ نے شہد کا پینا بند کر دیا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی +

ٹہ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ :-
تفسیر صافی صہ ۵۰۴ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیت کریمہ کے شان نزول کا واقعہ نہایت طویل لکھا ہے مختصر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے ایک راز کی بات کہی۔ اور فرما دیا کہ اسے کسی سے نہ کہنا۔ لیکن انہوں نے وہ راز حضرت عائشہ کو بتلا دیا۔ انہوں نے یہ راز اپنے والد سے کہہ دیا تا اینکہ بالکل فاش ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حقیقت حال سے خبردار کر دیا اس پر آپ نے حضرت حفصہ سے بعض باتوں کی نسبت باز پرس کی اور بعض سے اعراض فرمایا +

ٹہ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا :-
تفسیر صافی صہ ۵۰۵ پر ہے کہ یہ خطاب حضرت حفصہؓ اور عائشہؓ سے ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ عتاب حد سے زیادہ ہے اور فقد صغت قلوبکما کا یہ مطلب ہے کہ تم دونوں سے ایسی باتیں سرزد ہوئی ہیں۔ جن کے لئے تمہارا توبہ کرنا واجب ہے اور وہ تمہارے دلوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخالفت میں امر واجب سے ہٹ جانا ہے۔ کیونکہ تمہیں واجب یہ تھا کہ جس بات کو رسول اللہ صلعم پسند کرتے تم بھی اسے ہی پسند کرتیں اور جس سے آپ نفرت کرتے تم بھی اس سے نفرت کرتیں +

ٹہ وَاِنْ تَظٰهَرَا :-
تفسیر صافی صہ ۵۰۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان واماتی حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب سے پوچھا تھا کہ وہ دو عورتیں جو آنحضرت صلعم کے خلاف ایک دوسری کی مددگار تھیں کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ اور حفصہ +

ٹہ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ :-
تفسیر صافی صہ ۵۰۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ صالح المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں +

أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ

پروردگار اس کو بدلے میں تم سے بہتر بیویاں دے گا۔ جو مسلمان مومنہ فرمانبردار توبہ کرنے والیاں

عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ۝٥ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

عبادت کرنیوالیاں روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدہ اور کنواریاں ہوں گی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا

آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ

چکے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔ اس کا ایندھن آدمی

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ

اور پتھر اس پر بہت تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کسی بات میں جس کا اس نے حکم دیا

اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝٦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں۔ اے وہ لوگو! جو کافر ہو

كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ

گئے تم آج کے دن کوئی عذر نہ کرو۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تمہیں اسی کا بدلہ دیا جاتا ہے جو تم کیا

تَعْمَلُونَ ۝٧ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً

کرتے تھے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے۔ تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں خالص توبہ سے

نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

رجوع کرو ۱؎ عنقریب تمہارا پروردگار تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا۔ اور تمہیں

يُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا

جنتوں میں داخل کریگا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس دن

يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ

اللہ تعالیٰ نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ذلیل نہ کرے گا ان کا نور ۲؎

يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا

ان کے سامنے اور ان کے دائیں ہاتھ چلے گا وہ کہیں گے، اے ہمارے پروردگار تو ہمارے لئے ہمارا نور

أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

کامل کر دے اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے

۱؎ تَوْبَةً نَّصُوحًا :-

تفسیر صافی صـ۵۰۵ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ گناہ سے توبہ کر لے اور پھر ویسا گناہ نہ کرے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ کسی نے پوچھا کہ ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے توبہ کر کے پھر وہ گناہ نہ کیا ہو؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کی آزمائش پر آزمائش ہوتی رہے۔ مگر وہ بھی توبہ پر توبہ کرتا ہی جائے +

ع ٧

۲؎ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ :-

تفسیر صافی صـ۵۰۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن آئمہ علیہم السلام مومنین کے آگے اور ان کے داہنے ہاتھ سعی فرماتے ہوں گے تا اینکہ ان کو جنت میں ان کے مکانوں پر پہنچا دیں گے۔

تفسیر قمی میں بھی قریباً یہی مضمون وارد ہے۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے اتنا اور زیادہ ہے، کہ جس کو اس دن نور حاصل ہو گیا اس نے ضرور نجات پائی اور کوئی مومن ایسا نہ ہو گا۔ جسے اس دن نور حاصل نہ ہو +

قَدِيْرٌ ⑧ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَ

والا ہے۔ اے نبی! تو کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان

اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑨

پر سختی کر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور وہ بُری بازگشت ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

جو لوگ کافر ہوگئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے نوح کی عورت ۱؎ اور لوط

امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

کی عورت کی مثال بیان کی ۲؎ وہ دونوں ہمارے دو صالح بندوں کے تحت میں تھیں۔ پس ان دونوں

صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ

نے ان دونوں سے خیانت کی پس ان دونوں نے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے (بچاتے ہیں)، ان دونوں کی کچھ بھی

شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ⑩ وَضَرَبَ

کفایت نہ کی۔ اور کہا گیا کہ تم دونوں عورتیں، داخل ہونے والوں کے ساتھ (جہنم میں) داخل ہو جاؤ۔ اور جو لوگ ایمان

اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ

لاچکے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی عورت کی مثال بیان کی ہے ۳؎ جب کہ اس

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ

نے اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے

فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑪

فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

اور مریم بنت عمران (کی مثال بیان کی)، جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی پس ہم نے اس میں اپنی

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

(مخلوق) جزوی روح پھونکی اور اس نے اپنے پروردگار کے کلموں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫ ع

اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی ۴؎

وقف لازم

ع ۵ / ۲

۱؎ اِمْرَاَتَ نُوْحٍ :۔

نوح کی عورت۔ نوح کی بیوی۔ مقاتل نے اس کا نام والہہ بتایا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے بطریق صحیحہ حدیث و تفسیر کی متعدد کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت نوح اور لوط علیہما السلام جن کی دو بیویوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ ان دونوں نے حرامکاری نہیں کی تھی۔ نوح کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتی کہ یہ دیوانے ہیں۔ اور لوط کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہمانوں کے متعلق اطلاع دے دیتی۔ قرآن مجید میں اس خیانت کا ذکر ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ۲۴۷)

۲؎ اِمْرَاَتَ لُوْطٍ :۔

لوط کی عورت۔ لوط کی بیوی۔ مقاتل کا بیان ہے کہ ان کا نام والعہ تھا۔ قرآن مجید میں جو حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیوی کے متعلق اپنے شوہروں سے خیانت کرنا مذکور ہے۔ اس سے مراد خیانت دینی ہے۔ حرامکاری اور بدکاری نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان دونوں کی خیانت یہ تھی کہ وہ ان پیغمبروں کے دین پر نہ تھیں۔ نوحؑ کی بیوی تو ان کے خفیہ راز پر مطلع رہتی اور جب کوئی شخص ایمان لاتا۔ تو قوم کے سرکشوں کو اطلاع دیتی۔ اور لوطؑ کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ حضرت لوطؑ کسی کی مہمانداری کرتے تو یہ شہر کے بدکاروں کو اس کی خبر دیتی۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ۲۴۷)

۳؎ اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ :۔

فرعون کی عورت۔ فرعون کی بیوی۔ ان کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ ان کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لئے ان کی مثال بیان فرمائی ہے۔ فرعون کو جب ان کے ایمان کا حال کھلا تو وہ کمبخت ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا۔ مسند احمد، مستدرک حاکم اور معجم طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ جنتی بیبیوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ۲۴۶)

۴؎ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ :۔

تفسیر صافی صفحہ ۵۰۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہاں قانتین کے معنے دعا مانگنے والے ہیں اور مذکر کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ مردوں کی تعداد اس صفت میں زیادہ ہے اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی عبادت کامل مردوں کی عبادت سے کم نہ تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں قانتین میں شمار کیا۔ اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مردوں میں سے تو کامل بہت ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں صرف چار کامل ہیں:۔

(۱) حضرت آسیہ بنت مزاحم زنِ فرعون (۲) حضرت مریم بنت عمران (۳) جناب خدیجہ بنت خویلد (۴) جناب فاطمۃ الزہرا بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۳۰ — رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(ترجمہ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

وہ (اللہ تعالیٰ) بڑی برکت والا ہے جس کے قبضہ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے

قَدِيْرُ ۝۱ الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ

والا ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا[۱] تاکہ وہ تمہاری آزمائش (کرکے ظاہر) کرے کہ تم میں سے کون

اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ

عمل میں سب سے اچھا ہے۔ اور وہ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان تہ بر تہ

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

بنائے[۲] تو خدائے (رحمٰن) کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا۔

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

پھر تو نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے۔ پھر نظر کو

كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴ وَ

دو بار لوٹا نظر تمہاری طرف درماندہ ہو کر لوٹ آئے گی۔ اور وہ عاجز ہوگی[۳] اور

لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا

یقیناً ہم نے دنیا کے آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے زینت دی ہے اور ہم نے انہیں شیطانوں کے لئے

لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَلِلَّذِيْنَ

آلاتِ سنگساری قرار دیا ہے اور ہم نے ان کے لئے بھڑکنے والی آگ کا عذاب تیار کیا ہے۔ اور ان لوگوں

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا

کیلئے جنہوں نے اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کیا دوزخ کا عذاب ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ جس وقت وہ اس

فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ

میں ڈالے جائیں گے وہ اس کا چیخنا سنیں گے حالانکہ وہ جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہوگا کہ وہ غصہ سے

[۱] خَلَقَ الْمَوْتَ :-
تفسیر صافی صفحہ ۵۰۶ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں۔ پس جب موت آتی ہے، تو وہ انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور جس چیز میں موت داخل ہو جاتی ہے۔ اس سے زندگی نکل جاتی ہے ✦

[۲] طِبَاقًا :-
تفسیر صافی صفحہ ۵۰۶ پر ہے کہ طباقاً سے مراد تہ بر تہ ہے۔
اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان ایک دوسرے پر تہ بر تہ بنائے گئے ہیں ✦

[۳] حَسِيْرٌ :-
تھکا ہوا۔ درماندہ۔ حسرٌ سے حسیر کے معنے تھکنے اور عاجز ہونے کے ہیں۔ بروزن فعیلٌ صفت مشبہ کا صیغہ۔ بمعنی فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی تھکنے والا اور عاجز اور بمعنی مفعول بھی یعنی تھکا ہوا اور درماندہ ✦
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳)

الربع ۲۹

الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

پھٹ پڑے لہ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے انکے محافظ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس

نَذِيرٌ ﴿٨﴾ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا

کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں ہمارے پاس ڈرانیوالا نہیں آیا تھا مگر ہمنے جھٹلا دیا۔ اور ہمنے

نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ﴿٩﴾ وَ

کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نہیں اتارا۔ تم تو (خود ہی) بہت بڑی گمراہی میں (پڑے) ہوئے ہو۔ اور

قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١٠﴾

وہ کہیں گے اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے ٢ہ تو ہم دوزخ والوں سے نہ ہوتے۔

فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١١﴾ إِنَّ الَّذِينَ

پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے پس دوزخ والوں کیلئے (رحمت خدا سے) دوری ہے۔ یقیناً جو لوگ

يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا

اپنے پروردگار سے غائبانہ ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا بدلہ ہے۔ اور تم اپنی

قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا

بات کو چھپاؤ یا اسے پکار کر کہو۔ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) سینوں کی بات کو خوب جاننے والا ہے۔ کیا

يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِي

وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا حالانکہ وہ باریک بین پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا

ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا۔ پس تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اس کے رزق میں

مِن رِّزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ﴿١٥﴾ أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ

سے کھاؤ اور اسی کی طرف (زندہ ہو کر) جانا ہے۔ کیا تم اس سے امن میں ہو گئے جو آسمان میں

أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمْ أَمِنتُم

(بھی حکمران) ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے پھر وہ یکایک لرزنے لگے۔ کیا تم اس سے امن میں

مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ

ہو گئے جو آسمان میں (بھی حاکم) ہے کہ وہ تم پر پتھروں کا مینہ بھیجدے۔ پھر تم جلدی جان جاؤ گے کہ

لہ اَلْغَيْظ :-

تفسیر صافی ص۵۰۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان پر غضب ناک ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اور یہ جہنم کے اشتعال کے اظہار کو مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

اور تفسیر قمی پر ہے کہ اس سے وہ غصہ مراد ہے جو جہنم کو دشمنانِ خدا پر ہو گا +

٢ہ نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ :-

تفسیر صافی ص۵۰۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم رسولوں کے کلام کو سنتے اور بغیر بحث اور تفتیش کے انکی صداقت پر اعتماد کرتے پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں میں غور و فکر کرتے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ انہوں نے ضرور سنا تھا اور سمجھا بھی تھا۔ لیکن انہوں نے اطاعت نہ کی۔ اور نہ ہی قبول کیا جیسا کہ اپنے گناہوں پر ان کا اعتراف دلالت کرتا ہے +

ع ۱۴

كَيْفَ نَذِيرِ ۝۱۷ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ

میرا ڈرانیوالا کیسا ہے۔ اور یقیناً ان لوگوں نے (بھی) جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے۔ پھر میرا

كَانَ نَكِيرِ ۝۱۸ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَ

انکار کیسا رہا۔ ؎۱ کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا پر پھیلائے ہوئے اور (کبھی)

يَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

سمیٹ لیتے ہیں۔ انہیں سوائے (خدائے) رحمٰن کے کوئی روک نہیں رکھتا۔ یقیناً وہ ہر چیز کو پورا پورا

بَصِيرٌ ۝۱۹ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن

دیکھنے والا ہے۔ بھلا (خدائے) رحمٰن کے سوا ایسا کون شخص ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد

دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ۝۲۰ أَمَّنْ هَٰذَا

کرے۔ کافر تو صرف دھوکے میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ بھلا وہ کون شخص ہے

الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ

کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) اپنا رزق روک لے تو وہ تمہیں رزق دے ؎۲ (ایسا نہیں) بلکہ یہ (کافر) سرکشی اور

وَنُفُورٍ ۝۲۱ أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن

نفرت میں اصرار کرتے ہیں۔ پھر کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہو ؎۳ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ

يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝۲۲ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ

جو سیدھے راستہ پر برابر چلتا ہے۔ (اے رسول) کہدو وہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا

اور اس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ (مگر) جو شکر تم کرتے ہو وہ

تَشْكُرُونَ ۝۲۳ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ

تھوڑا ہی ہے۔ (اے رسول) کہدو وہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور تم اسی کے حضور میں

تُحْشَرُونَ ۝۲۴ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

اکٹھے کئے جاؤ گے۔ اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو وہ وعدہ کب پورا

صَادِقِينَ ۝۲۵ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ

ہوگا۔ (اے رسول) کہدو ماسوا اسکے نہیں کہ (اس کا) علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور ماسوا اس کے نہیں کہ میں ایک

وقف لازم اختلافی
وقف غفران
وقف منزل

؎۱ نَكِيرِ:-
تفسیر صافی ص۵۰۶ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ بوجہ میرے انکار کے ان پر عذاب کا نزول کیسا رہا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی اور آپ کی قوم کو ڈرانے کے لئے فرمایا +

؎۲ أَمْسَكَ رِزْقَهُ:-
تفسیر صافی ص۵۰۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے۔ جس سے کھیتی باڑی نہ ہو۔ اور دیگر اسباب پیدائش کو روک دے جو ان تک رزق کو پہنچانے والے ہوں۔ جس سے رزق میں رکاوٹ ہو جائے +

؎۳ مُكِبًّا:-
تفسیر صافی ص۵۰۶ پر بحوالہ کافی ومعانی الاخبار امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دل چار قسم کے ہیں۔ ایک وہ دل ہے جس میں نفاق اور ایمان، دونوں ہوتے ہیں۔ اور ایک دل وہ ہے جو قلب منکوس کہلاتا ہے یعنی الٹا ہوا دل۔ اور ایک دل وہ ہے جس پر نشان لگا ہوا ہوتا ہے اور ایک دل وہ ہوتا ہے جو چمکیلا اور نورانی ہوتا ہے۔ پس جس دل پر نشان لگا ہوتا ہے وہ منافق کا دل ہوتا ہے۔ اور جو چمکیلا اور نورانی ہوتا ہے۔ وہ مومن کا دل ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور جب وہ اسے کسی بلا میں مبتلا کرتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اب رہا الٹا ہوا دل وہ مشرک کا دل ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور چوتھے دل کا ذکر کیا +

مُّبِيْنٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
کھلا ڈرانیوالا ہوں۔ پھر جب وہ اسے قریب دیکھ لیں گے تو جو لوگ کافر ہو گئے۔ ان کے چہرے برے

قِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
بن جائینگے اور کہا جائیگا۔ یہ وہی ہے جسے تم مانگا کرتے تھے۔ (اے رسول) کہدو کیا تم نے غور کیا کہ اگر اللہ

اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ
تعالیٰ مجھے اور اس کو جو میرے ساتھ ہے ہلاک کرے یا ہم پر رحم کرے۔ پھر کافروں کو دردناک عذاب

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا
سے کون پناہ دے گا۔ (اے رسول) کہدو وہ بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اس پر ایمان لا چکے اور ہم نے اس پر

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
توکل کیا۔ پس تم عنقریب جان لو گے کہ کھلی گمراہی میں کون ہے۔ (اے رسول) کہدو کیا تم نے غور کیا کہ اگر

اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾ ع
تمہارا پانی گہرائی میں جذب ہو جائے۔ پھر کون تمہارے لئے جاری پانی لائے گا۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ٥٢ — رُكُوْعَاتُهَا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
(ترجمہ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
نٓ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں لہ تو اپنے پروردگار کی نعمت سے دیوانہ

بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى
نہیں ہے۔ اور یقیناً تمہارے لئے وہ اجر ہے جو بغیر احسان جتلائے ہے۔ اور یقیناً تو بہت بڑے

خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾
خلق پر ہے ٢ پس عنقریب تو دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے دیوانہ کون ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ
یقیناً تیرا پروردگار اس کو خوب جاننے والا ہے۔ جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتوں کو

لہ یَسْطُرُوْنَ:۔
تفسیر صافی صـ٥٠٦ پر بحوالہ معانی الاخبار، بروایت سفیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نون جنت میں ایک نہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا: کہ جم جا! پس وہ جم گئی۔ اور روشنائی بن گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ، پس جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ قلم نے لوح محفوظ میں لکھ دیا پس وہ روشنائی نور کی روشنائی ہے اور قلم بھی نور کا۔ اور لوح محفوظ بھی نور ہی کی ہے۔

اور تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ مادیات میں سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا، پھر حکم دیا کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کیا لکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب لکھ ڈال۔ چنانچہ قلم نے لکھ دیا۔

ع ١٦ ٢

اور الخصال میں انہی حضرت سے مروی ہے کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ اسم مبارک ہیں:۔
مُحَمَّد - اَحْمَد - عَبْدُ الله
یٰسٓ اور نٓ +

٢ خُلُقٍ عَظِيْمٍ:۔
تفسیر صافی صـ٥٠٧ پر بحوالہ تفسیر قمی و معانی الاخبار امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خلق عظیم کے معنی ہیں دین عظیم۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب کی تعلیم دی۔ پس بہترین ادب سکھلایا۔ جب ادب کی تعلیم مکمل ہو چکی تو فرمایا:۔
اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥

بِالْمُهْتَدِينَ ۝٧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝٨ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ

بھی خوب جاننے والا ہے۔ پس تو جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کر۔ وہ چاہتے ہیں کہ اگر تو نرمی کرے تو

فَيُدْهِنُونَ ۝٩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝١٠ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ

وہ بھی نرمی کریں۔ اور تو نہ کہا مان ہر ذلیل حلف اٹھانے والے کا۔ عیب چین

بِنَمِيمٍ ۝١١ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝١٢ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ

چغل خور۔ نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار۔ سخت مزاج جو اس کے علاوہ حرامزادہ

زَنِيمٍ ۝١٣ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ ۝١٤ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا

بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ مال اور بیٹوں والا ہے۔ جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی

قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝١٥ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ۝١٦ إِنَّا

ہیں (تو) کہتا ہے یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ عنقریب ہم اسے ناک پر نشان لگا دینگے۔ یقیناً ہم

بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا

نے انہیں آزمایا جیسا کہ ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جبکہ انھوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی ہم

مُصْبِحِينَ ۝١٧ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝١٨ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن

اسکے پھل ضرور کاٹ ڈالیں گے۔ اور انشاء اللہ نہ کہتے تھے۔ پھر تیرے پروردگار کی طرف سے کوئی پھیرے والا

رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۝١٩ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۝٢٠ فَتَنَادَوْا

اس پر پھیرا کر گیا[له] اور وہ سو رہے تھے۔ پس وہ (باغ) کٹے ہوئے کھیت کی طرح ہو گیا۔ پھر وہ صبح ہوتے ہی

مُصْبِحِينَ ۝٢١ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ۝٢٢

ایکدوسرے کو آواز دینے لگے۔ اگر تم کاٹنے والے ہو تو اپنے کھیت پر سویرے ہی چلو۔

فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ۝٢٣ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ

پس وہ چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جاتے تھے۔ کہ آج تمہارے پاس کوئی مسکین

عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۝٢٤ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ۝٢٥ فَلَمَّا

نہ آنے پائے۔ اور وہ سویرے ہی گئے (اس گمان) پر کہ وہ (مسکینوں کو) روکنے پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ پس

رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ۝٢٦ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝٢٧ قَالَ

جب انہوں نے اس (باغ) کو دیکھا کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھولنے والے ہیں (ایسا نہیں) بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں۔ انکے سب سے

له طَآئِفٌ

وسوسہ، خطرہ۔ پھر جانے والا۔ پھیرے والا۔ پہلے معنی مجازی ہیں اور دوسرے حقیقی۔ سورۂ اعراف میں اس کا رسم خط بغیر الف کے ہمزہ کے مرکز کے ساتھ اس طرح ہے۔ طَٓئِفٌ طَآئِفٌ۔ طَوْفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ طَوْفٌ کے معنی ہیں کسی چیز کے گرد چکر کاٹنے کے اسی لئے جو شخص گھروں کے گردا گرد ان کی حفاظت کے لئے چکر لگاتا رہتا ہے "طائف" کہلاتا ہے۔ اور اسی طرح سے جن۔ خیال۔ حادثہ وغیرہ کو بطور استعارہ "طائف" بولتے ہیں۔ ارشاد ہے: اذا مسّهم طَٓئِفٌ من الشیطٰن (جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گزر) یعنی جو شیطان انسان پر چکر کاٹتا رہتا ہے اور اس کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ اس کا وسوسہ اور خطرہ اثر کر گیا۔ اور طاف علیہا طآئفٌ من ربک (پھر تیرے پروردگار کی طرف سے کوئی پھیرے والا اس پر پھیرا کر گیا)۔ میں جو عذاب الٰہی ان لوگوں کو پہنچا تھا اس کو بطور تعریض بیان کیا گیا ہے +
(بیان القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۶۷)

اَوۡسَطُهُمۡ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ لَوۡلَا تُسَبِّحُوۡنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوۡا سُبۡحٰنَ

اچھے (آدمی) نے کہا لہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ وہ بولے ہمارا پروردگار

رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ

پاکیزہ ہے یقیناً ہم ہی ظالم رہے۔ پس وہ ایک دوسرے کے مقابل ہو کر باہم ملامت

يَّتَلَاوَمُوۡنَ ﴿٣٠﴾ قَالُوۡا يٰوَيۡلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيۡنَ ﴿٣١﴾ عَسٰى رَبُّنَاۤ

کرنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہائے ہماری خرابی یقیناً ہم سرکش رہے۔ قریب ہے کہ ہمارا

اَنۡ يُّبۡدِلَـنَا خَيۡرًا مِّنۡهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوۡنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ

پروردگار ہمیں اس کے بدلہ میں اس سے بہتر دے۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرنیوالے ہیں۔ عذاب

الۡعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٣٣﴾ ع

اسی طرح ہے۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے۔ بشرطیکہ یہ جانتے ہوتے۔

اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿٣٤﴾ اَفَنَجۡعَلُ

یقیناً پرہیزگاروں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں۔ پھر کیا ہم

الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿٣٥﴾ مَا لَـكُمۡ ۥ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ﴿٣٦﴾ اَمۡ

مسلمانوں کو مجرموں کی مانند قرار دیدیں۔ تمہیں کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔ کیا

لَـكُمۡ كِتٰبٌ فِيۡهِ تَدۡرُسُوۡنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ لَـكُمۡ فِيۡهِ لَمَا تَخَيَّرُوۡنَ ﴿٣٨﴾

تمہارے پاس کوئی کتاب ہے کہ تم اس میں پڑھتے ہو۔ کہ یقیناً اس میں تمہارے لئے وہ ہے جو تم پسند کرتے ہو۔

اَمۡ لَـكُمۡ اَيۡمَانٌ عَلَيۡنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ‌ ۙ اِنَّ لَـكُمۡ

یا تمہاری قسمیں ہمارے ذمہ ہیں، جو قیامت کے دن تک پہنچنے والی ہیں۔ یقیناً تمہارے لئے وہ ہے جو کچھ

لَمَا تَحۡكُمُوۡنَ ﴿٣٩﴾ سَلۡهُمۡ اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ زَعِيۡمٌ ﴿٤٠﴾ اَمۡ لَهُمۡ

تم حکم کرتے ہو۔ ان سے پوچھ کہ ان میں سے کون اس کا ضامن ہے۔ کیا ان کے لئے کچھ

شُرَكَآءُ ۛۚ فَلۡيَاۡتُوۡا بِشُرَكَآئِهِمۡ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ ﴿٤١﴾ يَوۡمَ

شریک ہیں۔ پس اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے کر آئیں۔ جس دن پنڈلی

يُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّيُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ فَلَا

کھولی جائے گی (سختی ظاہر ہو گی) ٢ے اور وہ (لوگ) سجدوں کیلئے بلائے جائیں گے تو وہ (سجدہ) نہ کر

وقف لازم

ع ٣٣ ‏ ١ ‏ ٣

معانقة ١٥

له اَوۡسَطُهُمۡ :-

اوسطُ مضاف هم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں اوسط سے مراد وہ شخص ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو۔ جیسے جُود کہ وہ اسراف اور بخل کے درمیانی درجہ کا نام ہے ایسی صورت میں اوسط کا لفظ مدح کے لئے آتا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صـ ٢٩٦)

تفسیر صافی صـ ٥٠٠ پر ہے کہ اوسطهم کے معنے ہیں خیرهم یعنی ان میں سب سے اچھا آدمی ✤

٢ه سَاقٍ :-

پنڈلی۔ علامہ مجدالدین فیروز آبادی قاموس میں رقمطراز ہیں :- ٹخنہ اور گھٹنہ کے جو درمیان ہے وہ "ساق" ہے۔ سُوُق۔ سِیقان اور اسوُق جمع۔ واؤ کو ہمزہ اس لئے کیا گیا کہ ضمہ کو برداشت کر سکے اور یوم یکشف عن ساقٍ (جس دن کھولی جائے پنڈلی) کے معنی عن شدۃ کے ہیں (یعنی جس دن سختی ظاہر ہو گی) والتفت الساق بالساق (اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی) یعنی دنیا کی آخری شدت آخرت کی پہلی شدت سے لپٹ گئی۔ جب معاملہ کی شدت اور اس کی ہولناکی کی خبر دینا مقصود ہوتا ہے تو ساق کا ذکر کرتے ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ٣ صـ ١٦١)

اور تفسیر صافی صـ ٥٠٩ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دن معاملہ بہت ہی سخت ہو جائے گا۔ اور آفتیں بہت ہوں گی۔ اور کشف ساق ایسی حالت کو بیان کرنے کی مثل ہے۔ اور اس کی اصل یہ ہے کہ حملہ کرتے وقت یا بھاگتے وقت پنڈلی سے کپڑا اٹھا لیا جاتا ہے۔

یا یہ مطلب ہے کہ جس دن معاملہ کی اصلیت اور حقیقت اس طرح کھل جائے گی، کہ آنکھیں دیکھ لیں گی۔ اس صورت میں یہ استعارہ ہے۔ کیونکہ درخت کے تنے کو بھی ساق کہتے ہیں اور اس کی چھال چھیل ڈالنے پر لکڑی کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔

اور اگر انسان کی پنڈلی مراد لی جائے تو بھی کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ گوشت اور پوست دور کرنے پر اس کی حقیقت بھی چھپی نہیں رہتی لفظ ساق کو نکرہ لانا بھی یہ بتاتا ہے کہ وہ بڑا ہی ہولناک ہو گا ✤

يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ

سکیں گے۔ ان کی آنکھیں عاجزی کرنے والی ہوں گی۔ ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ اور یقیناً

كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِيْ وَ

وہ (دنیا میں بھی) سجدوں کی طرف بلائے جاتے تھے جس حال میں کہ وہ صحیح سالم ہوتے تھے۔ پس تو مجھے چھوڑ دے

مَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ

اور (اسے بھی) جو اس بات کو جھٹلاتا ہے۔ (میں خود اس سے نپٹ لونگا)، عنقریب ہم انہیں درجہ بدرجہ اس طرح سے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿٤٥﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ

(عذاب کے قریب) کرینگے کہ وہ نہیں جانتے۔ اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں یقیناً میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔ کیا تو ان سے

اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ

کوئی اجر مانگتا ہے کہ وہ تاوان کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں۔ کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے جسے

فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

وہ تاوان کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں۔ پس تو اپنے پروردگار کے حکم پر استقلال سے رہ اور مچھلی والے (یونس)

الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ ؕ لَوْلَا اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ

کی طرح نہ ہو جا جبکہ اس نے ندا دی اور وہ غصہ میں بھرا ہوا تھا۔ اگر اس کے پروردگار کی نعمت اسے نہ پا

مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ

لیتی تو البتہ وہ چٹیل میدان میں ڈال دیا جاتا اور وہ مذمت کیا ہوا ہوتا۔ پس اس کے پروردگار نے اسے

فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

برگزیدہ کیا پھر اسے صالحین میں سے قرار دیا۔ اور قریب ہے کہ وہ لوگ جو کافر ہوگئے۔ جس

لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ

وقت قرآن سنیں تمہیں اپنی آنکھوں سے پھسلا دیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یقیناً

اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

وہ دیوانہ ہے۔ حالانکہ وہ (قرآن) نہیں ہے مگر جہانوں کے لیے ایک نصیحت۔

وقف لازم

الربع

وقف لازم

آیاتها ٥٢ — سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ — ٢ رکوعاتها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَآقَّةُ ① مَا الْحَآقَّةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ③

برحق ہونیوالی لہ کیا چیز ہے برحق ہونیوالی۔ اور تمہیں کس چیز نے بتلایا کہ برحق ہونے والی کیا چیز ہے ٢ہ

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ④ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا

ثمود اور عاد (کی قوموں) نے کھڑکھڑانے والی (قیامت) کو جھٹلا دیا ٣ہ پس ثمود تو وہ نہایت تند آواز والے عذاب سے

بِالطَّاغِيَةِ ⑤ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ⑥

ہلاک کئے گئے۔ اور رہے عاد پس وہ حد سے نکل جانے والی تند ہوا سے ہلاک کئے گئے۔

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى

(جسے) اس (اللہ تعالیٰ) نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلط رکھا (یہ) سخت منحوس دن تھے۔ پس تو ان

الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ⑦ فَهَلْ

لوگوں کو اس میں گرا ہوا دیکھتا۔ گویا کہ وہ کھوکھلے کھجور کے تنے ہیں۔ پھر کیا تو

تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ⑧ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَ

ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے۔ اور فرعون اور جو اس سے پہلے تھے۔ اور

الْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ⑨ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ

الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ پس انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی پھر ہم نے

اَخْذَةً رَّابِيَةً ⑩ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ⑪

انہیں سخت گرفت میں لیا۔ یقیناً جس وقت پانی نے طغیانی کی ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا۔

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ⑫ فَاِذَا نُفِخَ

تاکہ ہم اسے تمہارے لئے ایک یادگار قرار دیں اور اسے ایک یاد رکھنے والا کان یاد رکھے ٤ہ پس جب صور

فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ⑬ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ

میں ایک پھونکنا پھونکا جائے گا۔ اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے۔ پھر ایک ہی بار

فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ⑭ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ⑮ وَ

توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ پس اس دن واقع ہونے والی (قیامت) واقع ہو گی۔ اور

لہ اَلْحَآقَّةُ :-

تفسیر صافی ص٥٠٩ پر ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس سے مراد وہ ساعت ہے جس کا واقع ہونا محقق ہے۔ یا وہ ساعت جس میں معاملات کی حقیقت کھل جائے گی۔ یعنی جزا و سزا ایسے برحق امور اس میں واقع ہوں گے +

٢ہ مَآ اَدْرٰىكَ :-

تفسیر صافی ص٥٠٩ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں کس چیز نے بتلایا کہ وہ کیا چیز ہے کیونکہ تم اس کی حقیقت اور کنہ کو نہیں جانتے۔ اس لئے کہ وہ اس سے بہت بلند ہے، کہ تم تک درایت سے پہنچ سکے +

٣ہ بِالْقَارِعَةِ :-

تفسیر صافی ص٥٠٩ پر ہے کہ اس سے مراد ایسی حالت ہے جو لوگوں کو ہول اور خوف میں ڈال کر مضطرب کر دے گی۔ اور اجرام فلکی کو توڑ پھوڑ دے گی۔ یہاں بجائے الحاقہ کی جگہ ضمیر لانے کے اس لفظ کے استعمال کرنے سے اس کی شدت کی زیادتی کے وصف کو بتلانا مقصود ہے +

٣ہ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ :-

تفسیر صافی ص٥١٠ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے قریب ہی رکھوں اور دور نہ کروں میں تمہیں تعلیم کرتا جاؤں گا اور تم اُسے یاد رکھتے جاؤ اور یہ بات اللہ کے ذمہ ہے کہ تم یاد رکھو گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وتعیھا اذن واعیۃ۔

نیز اسی تفسیر اور عیون اخبار الرضا اور الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے علی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تمہارے کان کو یاد رکھنے والا کان قرار دیدے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللھم اجعلھا اذن علیؑ۔ اے اللہ تعالیٰ اسے علی کا کان قرار دے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت سے میں نے جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اسے کبھی نہ بھولا۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت وتعیھا اذن واعیۃ نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ یا علی یہ تمہارا کان ہے +

انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى

آسمان پھٹ جائیگا پھر وہ اس دن ایک پھٹی ہوئی چیز ہوگا۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر

اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾

ہوں گے۔ اور اس دن تمہارے پروردگار کے عرش کو اپنے اوپر آٹھ (فرشتے) اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ

تم اس دن خدا کے حضور میں پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہیگی۔ پس رہا وہ شخص

اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ ۚ

جس کو اس کا نوشتہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، تو وہ کہیگا لو میرا نوشتہ پڑھو۔

اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ ۚ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ ۙ

یقیناً میں نے گمان کیا تھا کہ میں اپنے حساب سے ضرور ملنے والا ہوں۔ پس وہ پسندیدہ زندگانی میں ہوگا۔

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

بہشت بریں کے اندر۔ اس کے میوے پاس پاس ہونگے۔ (جنتیوں سے کہا جائیگا کہ) گذرے ہوئے

هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ

دنوں میں جو کچھ تم کر چکے ہو ان کے بدلہ میں مزے سے کھاؤ اور پیو [1] اور رہا وہ شخص جس کو

اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ ۚ

اس کا نوشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہیگا اے کاش! میرا نوشتہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا۔

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ ۚ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ ۚ مَآ اَغْنٰى

اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش! اس (موت) نے ہی فیصلہ کر دیا ہوتا۔ میرے مال نے

عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ ۚ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ۙ

مجھ سے کچھ کفایت نہ کیا۔ میری سلطنت مجھ سے جاتی رہی۔ (پھر حکم ہوگا کہ) اسے پکڑو پھر اسے طوق پہناؤ۔

ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ۙ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ

پھر اسے دوزخ میں داخل کرو۔ پھر ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اسے

ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ ؕ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ ۙ

جکڑ دو [2] یقیناً یہ بڑے عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا۔

[1] اَلْخَالِيَه :-
تفسیر صافی ص١٥ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص جناب رسول خدا کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ کہ اے ابوالقاسم! آپ یہ گمان کرتے ہو کہ جنتی لوگ کھائیں گے بھی اور پئیں گے بھی۔ آپ نے فرمایا۔ اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ان میں ہر ایک آدمی کو کھانے میں اور پینے میں اور جماع کرنے میں سو سو آدمی کی قوت عطا کی جائے گی۔ اس نے کہا کہ پھر جو شخص کھائے گا اور پئے گا۔ اسے حاجت بھی ہوگی۔ فرمایا کہ صرف ایک پسینہ جاری ہوگا۔ جس کی خوشبو مشک کی سی ہوگی اور اس سے اس کا پیٹ بالکل صاف اور خالی ہو جائے گا +

[2] سِلْسِلَةٍ :-
تفسیر صافی ص١٥ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر اس زنجیر کی جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے ایک کڑی دنیا پر رکھی جائے تو ساری دنیا اس کی حرارت سے پگھل جائے +

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ

اور نہ ہی کسی مسکین کو کھانے کی ترغیب دیتا تھا۔ پس آج کے دن نہ تو اس کا کوئی

هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا

سرگرم دوست ہے۔ اور نہ کھانا ہے سوائے پیپ کے [1] اسے

يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾

سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔ پس میں اس کی قسم کھاتا ہوں جسے تم دیکھتے ہو۔

وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا

اور اس کی بھی جسے تم نہیں دیکھتے۔ یقیناً یہ عزت دار رسول کا قول ہے۔ اور وہ کسی

هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ

شاعر کا قول نہیں ہے۔ تم لوگ جو ایمان لاتے ہو وہ بہت تھوڑا ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی کاہن

كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

کا قول ہے۔ تم لوگ جو نصیحت حاصل کرتے ہو وہ نہایت تھوڑی ہے۔ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اس

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾

کا اتارا جانا ہے۔ اور اگر یہ (محمد) ہم پر بعض باتوں کا افترا کرتا [2]

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾

تو ہم ضرور اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے [3] پھر ہم ضرور اس کی شاہ رگ کاٹ ڈالتے۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یقیناً یہ پرہیزگاروں کے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَاِنَّهٗ

لئے نصیحت ہے۔ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ تم میں ضرور بعض جھٹلانے والے ہیں۔ اور یقیناً

لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ

یہ کافروں پر حسرت ہے۔ اور یقیناً یہ قطعی حق ہے۔ پس تو اپنے بڑی

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٥٢﴾

عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتا رہ۔

ع ٤ / ٥

[1] غِسْلِيْنٍ:-
تفسیر صافی ص۱۵ پر ہے کہ اس سے مراد ہے دوزخیوں کا غسالہ اور ان کی پیپ۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد کافروں کا پسینہ ہے۔

[2] تَقَوَّلَ:-
تفسیر صافی ص۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ تخاطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

[3] بِالْيَمِيْنِ:-
تفسیر صافی ص۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم قوت کے ساتھ بدلہ لیتے۔

ع ١٥ / ٢

آیاتہا ۴۴ — سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ — ۲ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھتا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝۱ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝۲

ایک سوال کرنیوالے نے ایک عذاب مانگا۔ جو کافروں پر واقع ہونیوالا ہے اسے کوئی دفع کرنیوالا نہیں۔

مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ۝۳ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ

رفعتوں والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرشتے اور روح اس کے حضور میں ایسے دن میں بلند ہوتے

فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝۴ فَاصْبِرْ

ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ [1] پس تو صبر جمیل

صَبْرًا جَمِيْلًا ۝۵ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝۶ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝۷ يَوْمَ

اختیار کئے رکھ۔ یقیناً وہ اس (قیامت) کو دور دیکھتے ہیں۔ اور ہم اسے نزدیک دیکھتے ہیں۔ جسدن

تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝۸ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝۹ وَ

آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہو جائیگا۔ اور پہاڑ رنگی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے [2] اور

لَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝۱۰ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ وہ ان کو دکھلا دیئے جائیں گے گنہگار خواہش کریگا کہ کاش

يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝۱۱ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝۱۲

اس دن کے عذاب سے (بچنے کیلئے) وہ اپنے بیٹوں کا اور اپنی بیوی کا اور اپنے بھائی کا

وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُـْٔوِيْهِ ۝۱۳ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ

اور اپنے کنبہ کا جو اسے ٹھکانہ دیتا ہے۔ اور جو کوئی زمین میں ہے ان سب کا فدیہ دیدے پھر وہ

ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝۱۴ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۝۱۵ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝۱۶ تَدْعُوْا

(فدیہ) اسے نجات دے۔ (یہ) ہرگز نہ ہوگا یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے منہ کی کھال کو ادھیڑ دینوالی ہے۔ وہ اسے بلائیگی

مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝۱۷ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝۱۸ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ

جس نے (حق) سے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا۔ اور (مال) جمع کیا پھر اسے بند رکھا۔ یقیناً انسان سخت حریص پیدا

---

[1] خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

تفسیر صافی ص۱۱۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت میں ٹھہرنے کے پچاس موقعے ہیں اور ہر ایک موقعہ پر ہزار ہزار برس کھڑا رہنا پڑے گا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ دن کیسا لمبا معلوم ہوگا۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات باری کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مومن کو تو وہ اس سے بھی کم معلوم ہوگا جتنی دیر میں وہ ایک واجب نماز دنیا میں پڑھ لیتا ہے +

[2] كَالْعِهْنِ :-

تفسیر صافی ص۱۱۵ پر ہے کہ اس سے مراد ہے کہ وہ ایسی اون کی مانند ہوں گے جو مختلف رنگوں سے رنگی ہوئی ہو۔

اور کہا گیا ہے کہ چونکہ پہاڑ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں اس لئے جب وہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور اڑا دیئے جائیں گے تو وہ دھنکی ہوئی ریت کی مانند ہو جائیں گے۔ جب کہ ہوا اسے اڑا دے +

هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ

کیا گیا لہ جب اسے کوئی تکلیف چھو گئی ۲ہ تو بڑا گھبرانیوالا ہے۔ اور جب اسے کوئی اچھا مال مل گیا

مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

تو بڑا روکنے والا ہے۔ سوائے نماز پڑھنے والوں کے۔ جو اپنی نمازوں پر قائم رہنے والے

دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِلسَّائِلِ

ہیں ۳ہ اور وہ لوگ جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کیلئے ایک

وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ

مقرر حق ہے ۴ہ اور جو لوگ جزا کے دن کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور جو لوگ

هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ

اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ یقیناً تیرے پروردگار کا عذاب ایسا

غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عَلَىٰ

نہیں کہ اس سے نڈر ہو جائیں۔ اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔ سوائے اپنی

أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾

بیویوں کے اور ان کے جو ان کے داہنے ہاتھوں کے مالک ہوں پس یقیناً وہ ملامت کئے ہوئے نہیں ہیں۔

فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ وَ

پس جس کسی نے اس کے سوا چاہا۔ پس ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور

الَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ

جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرنیوالے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی شہادتوں

بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت

يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِينَ

کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی جنتوں میں عزت پانیوالے ہوں گے۔ پس جو لوگ کافر ہو گئے انہیں

كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ

کیا ہو گیا ہے کہ وہ گروہ کے گروہ ہو کر۔ تیرے سامنے دائیں سے اور بائیں سے دوڑتے ہوئے

لہ هَلُوعًا :-

تفسیر صافی صـ۱۱ـ۵ پر ہے کہ هلوعًا سے مراد ہے شدید الحرص۔ یعنی سخت حریص۔ قلیل الصبر۔ تھوڑے صبر والا ✦

۲ہ اَلشَّرُّ :-

تفسیر صافی صـ۱۱ـ۵ پر ہے کہ یہاں شر سے مراد ہے فقر و فاقہ ✦

۳ہ دَائِمُوْنَ :-

تفسیر صافی صـ۱۱ـ۵ پر ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے اپنے نفس پر جو نوافل نمازیں لازم کر لی ہیں انہیں ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

اور الخصال میں امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رات کی قضاء کو دن میں اور دن کی قضاء کو رات میں ادا کرتے ہیں ✦

۴ہ وَالْمَحْرُوْمِ :-

تفسیر صافی صـ۱۱ـ۵ پر بحوالہ کافی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق معلوم سے وہ مال مراد ہے جسے کوئی شخص اپنے مال سے نکالے اور وہ نہ تو زکوۃ ہو اور نہ ہی صدقہ واجبہ۔ اور یہ وہ شے ہے جس میں اس کو اختیار ہے کہ زیادہ نکالے یا کم۔ اور جہاں تک اس کا اختیار ہے وہ اس سے صلہ رحمی کرے۔ اور کسی کمزور کو قوت پہنچائے۔ اور کسی درماندہ کو اس کے ذریعہ سوار کرائے یا اپنے دینی بھائی کو مدد پہنچائے۔ یا کسی مصیبت میں جو اس پر آ پڑے اس کا ساتھ دے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ المحروم سے مراد وہ پیشہ ور ہے۔ جس کا ہاتھ خرید و فروخت سے رک گیا ہو اور وہ اپنی روزی نہ کما سکتا ہو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ المحروم سے وہ شخص مراد ہے جس کی عقل میں کوئی فتور نہ ہو۔ وہ پیشہ ور بھی ہو۔ مگر کافی رزق اس کو میسر نہ آتا ہو ✦

ع ۳۵ ۷

عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ

کیاان میں سے ہر شخص یہ طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمتوں والی جنت میں داخل کیا جائیگا۔ آتے ہیں۔

نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ

کیا جائیگا۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یقیناً ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا جسے یہ جانتے ہیں۔ پس میں مشرقوں اور مغربوں

الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓي اَنْ نُّبَدِّلَ

کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں کہ یقیناً ہم ضرور اس بات پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ کہ ہم ان کے بدلے ان سے بہتر

خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا

لوگ لائیں ؎۱ اور ہم عاجز نہیں ہیں پس تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جھگڑتے

وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ يَوْمَ

اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ وہ اس دن سے ملاقات کریں جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔ اس دن

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ

وہ قبروں سے اس طرح جلدی نکل پڑیں گے گویا کہ وہ جھنڈوں کی طرف دوڑے جاتے

يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ

ہیں ؎۲ ان کی آنکھیں عاجزی کرنے والی ہوں گی۔ ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی وہ

الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

دن ہے جس کا وہ وعدہ دیئے جایا کرتے تھے۔

ع

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ

اٰیاتہا ۲۸ — رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

یقیناً ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ کہ تو اپنی قوم کو ڈرا قبل اس کے کہ ان

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ

پر دردناک عذاب آئے۔ اس نے کہا اے میری قوم یقیناً میں تمہارے لئے ایک کھلا ڈرانے

؎۱ مِّنْهُمْ:-
تفسیر صافی صـ۵۱۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ انہیں ہلاک کردیں اور ان کی جگہ ان سے اچھی مخلوق لے آئیں۔

؎۲ يُوْفِضُوْنَ:-
تفسیر صافی صـ۵۱۲ پر ہے کہ نصب سے مراد عبادت کی جگہیں یا علم یعنی جھنڈے ہے جنکی طرف یہ دوڑتے ہوئے جائیں گے اور تفسیر قمی میں ہے کہ وہ کسی بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے جائیں گے۔

مُّبِيْنٌ (٢) اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ (٣) يَغْفِرْ

والا ہوں۔ کہ تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ وہ (اللہ تعالیٰ)

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ

تمہارے گناہوں میں سے بعض کو بخشدیگا۔ اور وہ تمہیں ایک مقرر مدت تک مہلت دے گا لہ یقیناً جب

اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٤) قَالَ

اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو وہ پیچھے نہیں کیا جاتا کاش کہ تم جانتے ہوتے۔ اس نے

رَبِّ اِنِّىْ دَعَوْتُ قَوْمِىْ لَيْلًا وَّنَهَارًا (٥) فَلَمْ يَزِدْهُمْ

کہا اے میرے پروردگار یقیناً میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر میرے پکارنے نے ان کا کچھ نہ

دُعَآءِىْٓ اِلَّا فِرَارًا (٦) وَاِنِّىْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

بڑھایا سوائے بھاگنے کے۔ اور یقیناً جب بھی میں نے انہیں پکارا تاکہ تو انہیں بخشدے انہوں

جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَ

نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں ٢ہ اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور انہوں

اَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا (٧) ثُمَّ اِنِّىْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا (٨)

نے اصرار کیا اور انہوں نے بہت بڑا تکبر کیا ٣ہ پھر یقیناً میں نے انہیں علی الاعلان بلایا۔

ثُمَّ اِنِّىْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا (٩) فَقُلْتُ

پھر یقیناً میں نے انہیں کھلم کھلا کہا اور ان کو چھپ کر پوشیدگی میں بھی کہا۔ پس میں نے کہا کہ تم

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا (١٠) يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ

اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو ٤ہ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار

مِّدْرَارًا (١١) وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ

مینہ برساتا ہے۔ اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرتا ہے۔ اور وہ تمہارے لئے باغوں کو پیدا

جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (١٢) مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ

کرتا ہے اور تمہارے لئے نہریں بناتا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بھی خیال

وَقَارًا (١٣) وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (١٤) اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ

نہیں کرتے۔ اور یقیناً اس نے تمہیں طرح طرح کا پیدا کیا ٥ہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح

وقف لازم

لہ اَجَلٍ مُّسَمًّى :-
تفسیر صافی صفحہ ٥١٢ پر ہے کہ اجل مسمّیٰ ایک حد ہے۔ جو تمہارے لئے ایمان اور اطاعت کی شرط کے ساتھ مقدر کی گئی ہے ✦

٢ہ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ :-
تفسیر صافی صفحہ ٥١٢ پر ہے کہ انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں اس لئے ڈال لیں تاکہ سننے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور وہ حق کی دعوت کو سن نہ سکیں ✦

٣ہ اسْتِكْبَارًا :-
تفسیر صافی صفحہ ٥١٢ پر ہے کہ انہوں نے پکا ارادہ کر لیا۔ کہ کوئی چیز بھی نہ سنیں ✦

٤ہ اسْتَغْفِرُوْا :-
تفسیر صافی صفحہ ٥١٢ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرو ✦

٥ہ اَطْوَارًا :-
طرح طرح۔ طورؔ کی جمع جس کے معنی حد اور اندازہ کے آتے ہیں۔ اَطوارؔ کے معنی طرح طرح کی صورت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ انسان نے ماں کے پیٹ میں جو طرح طرح کے رنگ بھرے ہیں۔ یعنی نطفہ۔ علقہ۔ مضغہ۔ پھر جیتا جاگتا انسان اور پھر پیدائش سے لیکر موت تک آدمی جتنے ادوار اور اطوار سے گزرتا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صفحہ ١٩٠)

تفسیر صافی صفحہ ٥١٢ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ تم کو اس شان سے پیدا کیا کہ تمہارے ارادے اور خیالات اور خواہشیں مختلف ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق مطلب یہ ہے کہ کبھی تم مٹی تھے۔ پھر نطفہ بنے پھر بستہ بوند ہو گئے۔ پھر لوتھڑا بنے۔ پھر ہڈیاں اور گوشت اور پوست بنے۔ پھر اس میں ایک خوبصورت شکل پیدا کر دی۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی حکمت کے کمال پر دلالت کرتی ہیں ✦

سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّجَعَلَ الۡقَمَرَ فِيۡهِنَّ نُوۡرًا وَّجَعَلَ

آسمان تہ برتہ پیدا کیئے۔ اور چاند کو ان میں نور بنایا اور سورج

الشَّمۡسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾

کو چراغ بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے اگایا جیسا کہ اگانے کا حق ہے۔

ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا وَيُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ

پھر وہ تمہیں اسی میں لوٹا دے گا اور نکال کر باہر لائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمین

الۡاَرۡضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسۡلُكُوۡا مِنۡهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوۡحٌ

کو فرش بنایا۔ تاکہ تم اس کے کشادہ راستوں پر چلو پھرو۔ نوح نے کہا اے

رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِيۡ وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ

میرے پروردگار! یقیناً انہوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے کی پیروی کی جس کا اس کے مال اور اولاد نے

اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ

سوائے نقصان کے کچھ نہ بڑھایا۔ اور انہوں نے بڑی مکاری کی تدبیر کی۔ اور کہنے لگے کہ تم اپنے معبودوں

اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ

کو نہ چھوڑو۔ اور نہ ودّ کو چھوڑو اور نہ سواع کو۔ اور نہ یغوث اور یعوق

وَنَسۡرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدۡ اَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا

اور نسر کو[1] اور یقیناً انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا۔ اور (اے میرے رب) نہ بڑھا ظالموں کی مگر

ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيۡٓـئٰتِهِمۡ اُغۡرِقُوۡا فَاُدۡخِلُوۡا نَارًا ۙ فَلَمۡ

ہلاکت۔ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے۔ پھر وہ (دوزخ کی) آگ میں داخل کر دیئے گئے۔

يَجِدُوۡا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ

پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے لئے مددگار نہ پائے۔ اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار

لَا تَذَرۡ عَلَى الۡاَرۡضِ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنۡ

روئے زمین پر کافروں میں سے کسی بسنے والے کو نہ چھوڑ۔ یقیناً اگر تو ان کو چھوڑے

تَذَرۡهُمۡ يُضِلُّوۡا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوۡۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾

گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ اور وہ نہیں جنیں گے[2] مگر گنہگار کافر۔

ع ۱ ۲۰ ۹

[1] نَسۡرًا:۔

تفسیر صافی صہ ۵۱۲ پر ہے کہ یہ نیک آدمیوں کے نام تھے جو حضرت آدمؑ اور نوحؑ کے درمیانی زمانہ میں ہوئے جب وہ مر گئے تو لوگوں نے برکت کے لئے اُن کی مورتیں بنائیں اور جب عرصہ گذر گیا تو ان کی عبادت کرنے لگ گئے۔ اور وہ مورتیں عرب میں منتقل کی گئیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے مومن لوگ تھے۔ جب مر گئے تو لوگوں کو ان کے بارے میں افسوس ہوا۔ ابلیس ان کے پاس آیا۔ اور ان کے لئے ان کی مورتیں بنا دیں۔ تاکہ اُن سے دل بہلے اور اُنس ہو جائے۔ جب سردی کا موسم آیا تو انہوں نے ان مورتوں کو گھروں میں داخل کر لیا۔ جب ایک قرن گزر گیا اور دوسرا قرن آیا۔ تو ابلیس ان لوگوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ یہ تمہارے معبود ہیں۔ تمہارے باپ دادا بھی ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس وہ بھی عبادت کرنے لگے۔ اور بہت لوگوں کو گمراہ کیا۔ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے بد دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ وَدّ بنی کلب کا بت تھا اور سواع بنی ہزیل کا اور یغوث بنی مراد کا اور یعوق بنی ہمدان کا اور نسر بنی حصین کا ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ کہ واقدی کہتا ہے کہ ودّ مرد کی صورت تھا اور سواع عورت کی صورت یغوث شیر کی صورت یعوق گھوڑے کی شکل اور نسر گدھ کی شکل ۔

[2] لَا يَلِدُوۡا:۔

تفسیر صافی صہ ۵۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ نوحؑ نے جو دعا میں یہ کہا: لایلدوا الا فاجرًا کفارًا۔ اس کا علم انہیں کہاں سے ہو گیا تھا؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے لن یومن من قومك الا من قد امن (پ ۱۲ سورۂ ہود) (تمہاری قوم میں سے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا) ۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ

اے میرے پروردگار تو مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو بھی اور اس کو بھی جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہو

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝۲۸ ع

اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بھی۔ اور نہ بڑھا ظالموں کی مگر بربادی۔

آیاتھا ۲۸ سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۲ رکوعاتھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا

(اے رسول) کہدے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ یقیناً جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا تو کہنے لگے یقیناً ہم نے

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ

ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ وہ نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے۔ اور ہم اپنے پروردگار

لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا

کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ کریں گے۔ اور یقیناً میرے پروردگار کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے

اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا

کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد۔ اور یقیناً ہم میں کا بیوقوف اللہ تعالےٰ کے بارے میں حق سے

عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ

دور بات کہا کرتا تھا۔ اور یقیناً ہم نے گمان کیا کہ انسان اور جن اللہ تعالےٰ کے بارے میں

وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ

ہرگز جھوٹ نہ کہیں گے۔ اور یقیناً آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنوں سے

الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶

بعض لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے [1] پس انہوں نے ان کی سرکشی بڑھادی [2]

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷

اور یقیناً انہوں نے گمان کیا جیسا کہ تم نے گمان کیا، کہ اللہ تعالےٰ کسی کو ہرگز مبعوث نہ کرے گا۔

النصف ع ۸ ۱۰

[1] یَعُوْذُوْنَ :-
تفسیر صافی ص۵۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس زمانہ میں لوگ ایسے کاہن کے پاس جایا کرتے تھے جسے شیطان وحی کیا کرتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ اپنے شیطان سے کہدو کہ فلاں فلاں تیری پناہ میں آگئے ہیں ❖

[2] رَهَقًا :-
تفسیر صافی ص۵۱۲ پر ہے کہ چونکہ انہوں نے جنوں کی پناہ لی۔ اس لئے جنوں نے ان کی سرکشی اور تکبر کو بڑھا دیا۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے بعض جن بعض آدمیوں کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور جو خبریں وہ آسمان سے سنا کرتے تھے وہ خبریں انہیں پہنچایا کرتے تھے اور وہ لوگ جنوں کی ان خبروں کے بموجب کہانت کیا کرتے تھے۔
اور لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص۱۲۳ پر ہے کہ اس لفظ کے معنی ہیں سرکشی۔ تکبر۔ سرچڑھنا۔ ستم۔ زیادتی۔ زبردستی۔ رَهِقَ، يَرْهَقُ کا مصدر ہے۔ اصل میں اس کے معنی ایک شے کے کسی دوسری شے پر زبردستی چھا جانے کے ہیں۔ اور چونکہ اس کا لازمی نتیجہ ہے تباہی اس لئے تباہ ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ❖
مبرد نے تصریح کی ہے کہ جب کسی شخص کے متعلق کہا جائے رَهِقَ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں عقل کی کمی ہے۔ جس کی بنا پر وہ شر میں گھرا ہوا ہے اور برائی ہر طرف سے اس پر چھا رہی ہے۔
(دیکھئے الفائق جلد ۱ ص۲۵۷)
آیہ شریفہ فزادوھم رھقا میں سرکشی اور تکبر مراد ہے اور فلا یخاف بخسا ولا رھقا (پس وہ نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے) میں تباہی کے معنی مراد ہیں۔ کیونکہ دوسرے کی زبردستی کا نتیجہ اپنی تباہی ہے۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ بخس کے معنی ہیں نقصان اور رھق کے معنی ہیں عذاب ❖

وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ
اور یقیناً ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے سخت طاقتور نگہبانوں اور شہابوں سے بھرا
شُهُبًا ﴿٨﴾ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ
ہوا پایا۔ اور یقیناً ہم اس کے بیٹھنے کی جگہوں میں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ پس جو کوئی اب سننا
يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْٓ
چاہے تو وہ اپنے لئے ایک بھڑکتا شعلہ نگہبان پائے گا۔ اور یقیناً میں نہیں جانتا کہ جو لوگ زمین
اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾
میں ہیں ان کے ساتھ بدی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ کیا ہے۔
وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ
اور یقیناً ہم میں سے ہی کچھ نیکوکار ہیں اور ہم میں سے ہی کچھ اس کے علاوہ ہیں۔ ہم مختلف طریقے اختیار کئے
قِدَدًا ﴿١١﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ
ہوئے ہیں۔ اور یقیناً ہم نے یہ گمان کیا کہ ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہ کر سکیں گے۔ اور نہ بھاگ
نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿١٢﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ
کر ہی کبھی اسے عاجز کر سکیں گے۔ اور یقیناً جب ہم نے ہدایت کو سنا ہم اس پر ایمان لے آئے۔ پس جو کوئی
يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿١٣﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا
اپنے پروردگار پر ایمان رکھتا ہے پس وہ نہ کسی نقصان کا خوف کریگا اور نہ ہی عذاب کا۔ اور یقیناً ہم میں
الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا
سے کچھ فرماں بردار ہیں اور ہم میں سے ہی کچھ ظالم ہیں۔ پس جو فرماں بردار ہوا تو ایسے ہی لوگوں نے نیکی
رَشَدًا ﴿١٤﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾ وَّ اَنْ
کا قصد کیا۔ اور رہے ظالم پس وہ دوزخ کے لئے ایندھن ہیں۔ اور اگر وہ
لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿١٦﴾
سیدھے راستہ پر قائم رہتے۔ البتہ ہم انہیں بہت زیادہ پانی سے سیراب کرتے۔
لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ
تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے منہ موڑے گا۔ وہ اسے سخت عذاب

عَدَابًا صَعَدًا ۝۱۷ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ

میں داخل کرے گا۔ اور یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں لہ پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور

اَحَدًا ۝۱۸ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ

کو نہ پکارو۔ اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ کا بندہ (محمدؐ) کھڑا ہو کر اسے پکارتا ہے ۲ہ قریب ہے کہ وہ لوگ ہجوم کر کے

عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۱۹ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۰

اسے گھیر لیں۔ (اے رسول) کہدو ماسوا اس کے نہیں کہ میں اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝۲۱ قُلْ اِنِّيْ لَنْ

(اے رسول) کہدو کہ یقیناً میں تمہارے لئے نہ تو نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ بھلائی کا۔ (اے رسول) کہدو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝۲۲

کے مقابلے میں مجھے کوئی شخص ہرگز پناہ نہ دے گا اور میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ ہرگز نہ پاؤں گا۔

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

سوائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آئے ہوئے احکام) اور اس کے پیغاموں کو پہنچانے کے اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی

فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝۲۳ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا

نافرمانی کی پس یقیناً اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو

مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ

دیکھیں گے جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں تو جلدی معلوم کرلیں گے کہ مددگار کے لحاظ سے کون سب سے زیادہ کمزور ہے اور گنتی کے

عَدَدًا ۝۲۴ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ

لحاظ سے سب سے کم ہے۔ (اے رسول) کہدو میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو وہ نزدیک ہے یا میرا پروردگار اس

رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝۲۵ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ اِلَّا

کیلئے مدت لمبی کرے گا۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے

مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

اس کے جسے اس نے رسول میں سے مرتضیٰ کیا ۳ہ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبان

وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝۲۷ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

چلا دیتا ہے۔ تاکہ وہ یہ ظاہر کردے کہ یقیناً انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں

ع ۱۹

لہ الْمَسٰجِدَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۳ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ المسٰجد سے مراد اعضائے سجدہ ہیں۔ یعنی چہرہ۔ دونوں ہتھیلیاں۔ دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے۔

بعینہٖ یہی مضمون کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے۔ اور تفسیر قمی میں بھی اسی طرح منقول ہے۔

۲ہ عَبْدُ اللّٰهِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۳ پر ہے کہ عبداللہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔

۳ہ مَنِ ارْتَضٰى :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۴ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہ رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مرتضیٰ کیا۔

اور الخرائج الجرائح میں امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مرتضیٰ ہیں۔ اور ہم اس رسول کے وارث ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب میں سے جس چیز کو چاہا اس پر مطلع فرمادیا۔

پس جو کچھ ہو چکا ہے ہم اسے جانتے ہیں۔ اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے۔ ہم اسے بھی جانتے ہیں۔

وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیۡہِمۡ وَ اَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع

کو پہنچا دیا اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس نے احاطہ کر لیا اور ہر چیز کو اس نے گنتی کے لحاظ سے شمار کر لیا ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ

اٰیَاتُہَا ۲۰ — رُکُوۡعَاتُہَا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

ع ۹ ۲ ۱۲

یٰۤاَیُّہَا الۡمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۲﴾ نِّصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ

اے چادر لپیٹنے والے (رسول) تو رات کو (تہجد کیلئے) اٹھا کر لیکن تھوڑا لہ اس (رات) کا نصف یا اس سے

مِنۡہُ قَلِیۡلًا ﴿۳﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَیۡہِ وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ﴿۴﴾ اِنَّا

تھوڑا کم کر دے۔ یا اس پر زیادہ کر دے اور تو قرآن کھول کھول کر ترتیل کے ساتھ پڑھ ۲ یقیناً ہم

سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ

عنقریب تجھ پر ایک وزنی بات ڈالیں گے۔ یقیناً رات کا اٹھنا وہ بڑی سخت گرفت ہے اور

وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَکَ فِی النَّہَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا ﴿۷﴾

بات کو بہت درست رکھنے والا ہے۔ یقیناً تیرے لئے دن میں لمبے کام میں جلدی مشغول ہو جانا ہے ۳

وَ اذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا ﴿۸﴾ رَبُّ

اور تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کر اور سب سے الگ ہو کر اسی کا ہو جا۔ وہ مشرق اور مغرب

الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ فَاتَّخِذۡہُ وَکِیۡلًا ﴿۹﴾ وَ

کا پروردگار ہے سوائے اس کے کوئی معبود نہیں پس تو اسے ہی کارساز بنائے رکھ۔ اور جو کچھ

اصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ اہۡجُرۡہُمۡ ہَجۡرًا جَمِیۡلًا ﴿۱۰﴾ وَ ذَرۡنِیۡ

وہ (کافر) کہتے ہیں اس پر صبر کئے رہ اور تو انہیں خوبی کے ساتھ چھوڑ دے۔ اور تو مجھے اور

وَ الۡمُکَذِّبِیۡنَ اُولِی النَّعۡمَۃِ وَ مَہِّلۡہُمۡ قَلِیۡلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَیۡنَاۤ

جھٹلانے والے صاحبانِ نعمت کو چھوڑ دے (میں ان سے نپٹ لوں گا) اور تو انہیں تھوڑی سی مہلت دیدے۔ یقیناً ہمارے پاس

اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا ﴿۱۲﴾ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۳﴾ ق

بیڑیاں اور جلانے والی آگ۔ اور گلے میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔

لہ قَلِیۡلًا :-

تفسیر صافی ص۵۱۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قلیل سے مراد آدھی رات ہے۔ اور یہ جو فرمایا : او انقص منہ قلیلا ہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدھی رات میں سے آدھی یعنی چوتھائی حصہ رات کا نماز کے لئے مخصوص کر دو۔ یا آدھی کے ساتھ آدھی یعنی چوتھائی اور ملا لو۔ اور تین چوتھائی عبادت کے لئے رکھو۔ اور چوتھائی حصہ آرام کے لئے مخصوص کر دو۔

۲ہ تَرۡتِیۡلًا :-

الفاظ کا منہ سے درستی کے ساتھ بسہولت ادا کرنا۔ آہستہ آہستہ واضح اور صاف طور پر پڑھنا۔

بروزن تفعیلٌ مصدر ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص۱۱۱)

۳ہ سَبۡحًا :-

مشغول ہونا۔ تیزی سے تیرنا۔

یہ سَبَحَ یَسۡبَحُ کا مصدر ہے۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں :- سبحٌ کے معنی پانی اور ہوا میں تیز گزرنے کے ہیں۔ بولا جاتا ہے۔ سَبَحَ۔ سبحًا۔ سِبَاحَۃً۔ اور حسب ذیل معانی میں بطور استعارہ استعمال ہوا ہے :-

(۱) آسمان میں ستاروں کی گردش کے لئے جیسے وکل فی فلک یسبحون (اور ہر کوئی ایک چکر میں پھرتے ہیں)۔ (۲) گھوڑے کے دوڑنے کے لئے۔ جیسے والسابحات سبحًا (اور قسم ہے پیرنے والے گھوڑوں کی تیزی سے)۔ (۳) کام میں جلدی لگ جانے کے لئے جیسے اِن لک فی النہار سبحًا طویلًا (البتہ تجھے دن میں جلد شغل رہتا ہے لمبا)

علامہ محمود آلوسی آیت ان لک فی النہار سبحًا طویلًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

"کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں "دن کو اپنے سونے اور حوائج میں مصروف ہونے کے لئے فراغت اور گنجائش ہے"

اور بعض نے کہا ہے کہ "اگر رات میں کچھ چھوٹ جائے تو تمہیں دن میں فراغت ہے تم اس کی تلافی کر سکتے ہو"

پس سبح بمعنی فراغت ہے اور لغت میں یہ اس معنی میں مستعمل ہے لیکن پہلے معنی (یعنی کام میں جلدی مشغول ہو جانا)، عرب کے محاورہ سبح فی الملو زیادہ موافق اور موقع کے زیادہ مناسب ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص۱۷۱) — اور تفسیر صافی ص۵۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ اس سے مراد سونے کے لئے اور دیگر ضرورتوں کے لئے بہت بڑی گنجائش ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا

جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں

مَّهِيلًا ﴿۱۴﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا

گے۔ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول کو تم پر گواہ بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ ہم

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿۱۵﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ

نے فرعون کی طرف ایک رسول کو بھیجا۔ پھر فرعون نے رسول کی نافرمانی کی۔ پس

فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا

ہم نے اسے سخت وبال میں پکڑ لیا۔ پھر اگر تم نے کفر کیا تو تم اس دن سے کس طرح بچو گے

يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ

جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ آسمان اس کے ساتھ پھٹ جانیوالا ہے اس (اللہ تعالیٰ) کا وعدہ پورا

مَفْعُولًا ﴿۱۸﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ

ہو کر رہیگا۔ یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار

سَبِيلًا ﴿۱۹﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ

کرلے۔ یقیناً تیرا پروردگار جانتا ہے لہ کہ تو رات کی دو تہائی کے قریب اور (کبھی) اس کی ایک تہائی

اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ

(نماز میں) کھڑا ہوتا ہے اور جو تیرے ساتھ ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ (بھی)

وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ

اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے۔ اس نے جان لیا کہ تم ہرگز اس کا شمار نہ رکھ سکو گے پھر

عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَنْ

وہ تم پر مہربان ہوا پس قرآن میں سے جو تمہیں میسر آئے وہ پڑھ لیا کرو۔ اس نے جان لیا

سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ

کہ عنقریب تم میں سے بعض بیمار ہو جائیں گے۔ اور کچھ اور لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتے

يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي

زمین میں سفر کرینگے۔ ۲ے اور کچھ اور لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ

لہ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ :-

تفسیر صافی ص۵۱۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول ان ربك يعلم الخ کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے اور انہوں نے لوگوں کو بھی اس کی بشارت دیدی تھی۔ لیکن لوگوں پر یہ بات سخت گراں گزری۔ اور اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ لوگ اس کا شمار نہ رکھ سکیں گے اور حالت یہ تھی کہ کسی شخص کو پتہ نہ لگتا تھا کہ آدھی رات کب ہوئی اور دو تہائی کب ہوئی۔ لہٰذا اس خوف سے کہ وقت فوت نہ ہو جائے وہ نماز پڑھتے پڑھتے ہی صبح کر دیا کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان ربك يعلم انك تقوم سے علم ان لن تحصوه تک آیت نازل فرمائی۔ اور فاقرءوا ما تیسر من القرآن سے یہ حکم منسوخ کر دیا اور جتلا دیا کہ کوئی نبی نہیں آیا جو نماز شب اول وقت میں پڑھتا ہو۔

ع ۱ ۱۹ ۱۳

۲ے فَضْلِ اللّٰهِ :-

تفسیر صافی ص۵۱۵ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ تجارت اور تحصیل علم کیلئے سفر کرتے تھے۔

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

کریں گے۔ پس اس (قرآن) میں سے جو تمہیں میسر آئے وہ پڑھ لیا کرو۔ اور نماز کو قائم رکھو اور

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا

زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتے رہو۔ لہ اور بھلائی میں سے جو کچھ

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ

تم اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجو گے تم اسے اللہ تعالےٰ کے ہاں پاؤ گے وہ بہتر اور اجر کے لحاظ سے بہت

اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

عظمت والا ہوگا۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ تعالےٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۵۶ — ۲ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالےٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ

اے کپڑا اوڑھنے والے (رسول) ٢ اُٹھ کھڑا ہو پھر (لوگوں کو خوف خدا سے) ڈرا۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر اور اپنے

فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ

کپڑوں کو پاک رکھ ٣ اور گندگی سے الگ تھلگ رہ۔ اور تو ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ بہت چاہے۔ اور اپنے پروردگار

فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ

کے لئے تو استقلال سے رہ۔ پس جب نرسنگا میں پھونکا جائے گا۔ پس وہ دن کافروں پر بہت سخت دن

عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ

ہوگا۔ آسان نہیں ہوگا۔ (اے رسول) مجھے چھوڑ دے اور اسے بھی جسے میں نے اکیلا پیدا کیا (میں اس

وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾

سے نپٹ لوں گا)، اور میں نے اس کیلئے بہت پھیلا ہوا مال قرار دیا۔ اور سامنے حاضر رہنے والے بیٹے (بھی)،

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ

اور اس کے لئے بہت سامان تیار کیا۔ پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ میں زیادہ کر دوں۔ ہرگز نہیں ہوگا۔ یقیناً

لہ قَرْضًا حَسَنًا :-
تفسیر صافی ص۵۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ علاوہ زکوٰۃ کے جو کچھ بھی راہِ خدا میں خرچ کیا جائے۔ وہ سب اس میں داخل ہے ❖

٢ الْمُدَّثِّرُ :-
تفسیر صافی ص۵۱۵ پر ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں غارِ حرا میں تھا کہ مجھے ایک آواز دی گئی۔ پس میں نے اپنے دائیں اور بائیں نظر ڈالی لیکن کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پھر میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو آسمان اور زمین کے مابین تخت پر ایک فرشتے کو بیٹھے دیکھا میں مرعوب ہو گیا۔ اور خدیجہ کے پاس لوٹ آیا اور کہا کہ مجھے کوئی کپڑا اوڑھا دو۔ اتنے میں جبرئیل نازل ہوا اور کہنے لگا: یا ایھا المدثر....

ع ۱ ۱۴

تفسیر مجمع البیان میں بھی اسی طور پر منقول ہے۔ البتہ اتنا زیادہ ہے۔ کہ قم فانذر و ربک فکبر ہ

٣ فَطَهِّرْ :-
تفسیر صافی ص۵۱۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کپڑوں کو اٹھائے رکھو اور گھسیٹ کر نہ چلو۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: وثیابک فطھر تو آپ کے کپڑے تو پاک ہی ہوتے تھے۔ اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اٹھائے رکھا کرو کہ زمین پر گھسیٹتے نہ چلیں۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ تم اپنے کپڑوں کے دامن کو کم کر دو۔ نیز انہی حضرت سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ کپڑوں کا دھونا وہم اور غم کو دُور کر دیتا ہے اور وہ نماز کے لئے پاک کرنے والا فعل ہے اور کپڑوں کے دامن کو اٹھائے رکھنا بھی نماز کے لئے پاک کرنے والا فعل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وثیابک فطھر اور فطھر کا مطلب دامن اٹھائے رکھنا ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں فطھر کے معنی ہیں دامن کو اٹھائے رکھ ❖

كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ

وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے۔ میں عنقریب اسے دوزخ کے ایک پہاڑ پر چڑھنے کی سخت مشقت میں مبتلا کروں گا۔ یقیناً

قَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ

اس نے غور کیا اور اندازہ لگایا۔ پس وہ قتل کیا جائے اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر وہ قتل کیا جائے اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر

نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اِنْ

اس نے غور کیا۔ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔ پھر اس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگا یہ نہیں ہے مگر

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَاُصْلِيْهِ

جادو جو پہلے سے منقول چلا آرہا ہے۔ یہ نہیں ہے مگر ایک بشر کا قول۔ عنقریب میں اسے (دوزخ کی) آگ

سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ

میں ڈالوں گا۔ اور کس چیز نے تجھے بتلایا کہ وہ آگ کیسی ہے۔ وہ (آگ) نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔ آدمیوں کو

لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا

جلا دینے والی ہے۔ اس پر انیس (فرشتے مؤکل) ہیں اور ہم نے (جہنم کی) آگ کے دارو غہ سوائے فرشتوں کے کسی اور کو نہیں

مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بنایا۔ اور ہم نے ان کی گنتی مقرر نہیں کی۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو کافر ہوئے ایک آزمائش

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

تاکہ وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی یقین کر لیں۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے ان کا ایمان

اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ

بڑھے۔ اور وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے۔ اور مومن شک نہ کریں

لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ

اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق) کی بیماری ہے۔ اور کافر کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال

اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ

سے کیا ارادہ کیا۔ اسی طرح جس پر چاہتا ہے گمراہی کا حکم دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے منزل مقصود تک

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى

پہنچا دیتا ہے اور تیرے پروردگار کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اور یہ آدمی کے لئے سوائے ایک

ع ۳۱ ۱ ۵

لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾

نصیحت کے اور کچھ نہیں۔ ہرگز نہیں قسم ہے چاند کی اور رات کی جبکہ اس نے پیٹھ پھیری اور صبح کی جب کہ وہ روشن ہوئی۔

إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ

یقیناً وہ بڑے (نشانوں) میں سے ایک بڑا (نشان) ہے۔ آدمی کو ڈرانیوالا ہے۔ اس کے لئے جو تم میں سے چاہے کہ آگے

يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا

بڑھے یا پیچھے رہ جائے۔ ہر نفس جو کچھ کما چکا اس میں گروی ہے۔ سوائے

أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾

داہنے ہاتھ والوں کے۔ وہ جنتوں میں گنہگاروں سے سوال کریں گے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ

کہ تمہیں کیا چیز (دوزخ کی) آگ میں لے گئی۔ وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے ۱؎ اور ہم

نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا

مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور ہم بیہودہ گوئی کرنیوالوں کے ساتھ بیہودہ گوئی کیا کرتے تھے ۲؎۔ اور

نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ

ہم جزا کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔ پس انہیں سفارش کرنیوالوں کی

شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾

سفارش کوئی نفع نہ دے گی۔ پھر انہیں کیا ہو گیا ہے وہ نصیحت سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ

گویا کہ وہ بھاگے ہوئے گدھے ہیں۔ (جو) شیر سے بھاگے ہیں۔ بلکہ ان میں سے

كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَى صُحُفًا مُنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا بَلْ

ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ کھلے ہوئے صحیفے دے دیا جائے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو

لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ شَاءَ

گا بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے

ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ هُوَ أَهْلُ

اسے یاد رکھے۔ اور وہ یاد نہیں کرتے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ وہ اہل ہے کہ

معانقہ ۱۴

۱؎ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ :-

تفسیر حسانی ص۵۱۶ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق اس سے مراد نماز واجبہ کا پڑھنا ہے اور نہج البلاغۃ میں ہے کہ نماز کے معاملہ میں بڑی تاکید رکھو اس کو حفاظت کرو۔ اور اس کو کثرت سے ادا کرتے رہو۔ اور نماز کے ذریعہ خدا کا تقرب حاصل کرو۔ کیونکہ نماز کا اس کے مقررہ وقتوں پر ادا کرنا مومنوں پر واجب ہے۔ کیا تم دوزخیوں کا جواب نہیں سنتے کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا : ماسلککم فی سقر (کہ تمہیں کیا چیز دوزخ کی آگ کی طرف لے گئی) تو وہ جواب میں کہیں گے کہ لم نک من المصلین ہ (کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے) +

۲؎ نَخُوْضُ :-

خَوْضٌ سے جو خَاض۔ یخوض کا مصدر ہے اس کے معنی میں بیہودہ گوئی۔ باتیں بنانا۔ گھسنا۔ اصل میں خوضٌ کے معنی پانی میں گھسنے کے ہیں اور بطور استعارہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے +

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص۳۶۶)

اَلتَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾ ع

اس سے ڈرا جائے اور وہ (گناہوں کو، بخشنے کا (بھی) اہل ہے لہ

(٧٥) سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُها ٤٠ — رُکُوعاتُها ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿١﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنیوالے نفس کی۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿٣﴾ بَلٰى قٰدِرِيْنَ

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے۔ ہاں ہم تو اس پر بھی قدرت رکھتے

عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿٥﴾

ہیں کہ اس کی پوروں کو بھی درست کر دیں۔ بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے آگے بدی ہی کرتا رہے۔

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿٦﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ

وہ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا۔ پس جب اس کی آنکھیں چوندھیا جائینگی۔ اور چاند کو گہن لگ

الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ

جائے گا۔ اور سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جائے گا ٢ انسان کہے گا کہ آج کے دن بھاگنے کی جگہ

اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾

کہاں ہے۔ ہرگز نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ اس دن تیرے پروردگار کی طرف ہی جائے قرار ہو گی۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ

اس دن انسان کو بتلایا جائے گا۔ جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ بلکہ انسان اپنے نفس کا

عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ

بڑا دیکھنے والا ہے ٣ اور اگرچہ وہ اپنے عذر پیش کیا کرے۔ تو اس (قرآن) کیساتھ اپنی

لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾ فَاِذَا

زبان کو حرکت نہ دے تاکہ تو اسکے ساتھ جلدی کرے۔ یقیناً اس (قرآن) کا جمع کرنا اور اسکا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ پس جب

ع ٢٥ ١٦

لہ الْمَغْفِرَةِ :-

تفسیر صافی ص٥١٦ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بات کا حقدار ہوں، کہ مجھ سے ہی ڈرا جائے۔ اور میرا بندہ کسی کو میرا شریک نہ بنائے اور میں اس بات کا حقدار ہوں کہ میرا جو بندہ کسی کو میرا شریک نہ کرے۔ اس کو میں جنت میں داخل کر دوں گا۔

نیز فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے میری توحید کا اقرار کر لیا۔ میں انہیں جہنم کی آگ سے کبھی عذاب نہ دوں گا ✦

٢ جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ :-

تفسیر صافی ص٥١٧ پر بحوالہ کتاب الغیبۃ منقول ہے کہ قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ یہ معاملہ کب ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: کہ جب تمہارے اور کعبہ کے راستہ کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔ یعنی تمہیں کعبہ جانے سے روک دیا جائے گا، اور سورج اور چاند اکٹھے ہو جائیں گے اور ستارے اور کوکب سب ان دونوں کے اردگرد پھرنے لگیں گے۔ پھر پوچھا گیا کہ یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: کہ فلاں فلاں سال میں دابۃ الارض صفا اور مروہ کے درمیان ظاہر ہوگا۔ اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی۔ وہ لوگوں کو ہنکا کر میدانِ حشر کی طرف لے جائے گا ✦

٣ بَصِيْرَةٌ :-

تفسیر صافی ص٥١٧ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال پر خود ایک مبینہ حجت ہے۔ کیونکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھنے والا ہوتا ہے پس چونکہ اس کی آنکھ اس کے اعمال کو خود دیکھتی ہے۔ اس لئے وہ خبر سننے کا محتاج نہیں ہوتا۔

اور کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نیکی کو تو ظاہر کرتا ہے۔ اور برائی کو چھپاتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو خوب سمجھتا ہے کہ جیسا میں ظاہر کر رہا ہوں ویسا نہیں ہوں اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ ہ باطن کی جب اصطلاح ہو جاتی ہے تو ظاہر پر اس کا اثر پڑتا ہے ✦

قُرْاٰنَهٗ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۱۸ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۱۹ كَلَّا بَلْ

ہم اسے پڑھا دیں پھر تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر۔ پھر یقیناً ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا (مذر) ہرگز نہیں (مانا جائے

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۲۰ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۲۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

گا)، بلکہ تم لوگ جلد ملنے والی (دنیا) سے محبت کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ بہت چہرے اس دن تر و تازہ ہوں

نَّاضِرَةٌ ۲۲ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۲۳ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۲۴

گے۔ وہ اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کو دیکھنے والے ہونگے۔ اور بہت چہرے اس دن اداس ہوں گے۔

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۲۵ كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۲۶

وہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑنے والی سختی کی جائیگی۔ یہی نہیں ہے جبکہ (جان) ہنسلی تک پہنچے گی۔

وَقِيْلَ مَنْ ٜ رَاقٍ ۲۷ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۲۸ وَالْتَفَّتِ

اور کہا جائیگا کہ کون جھاڑ پھونک کرنیوالا ہے۔ اور وہ یقین کر لیگا کہ یقیناً یہ جدائی کا وقت ہے، اور پنڈلی پر پنڈلی

السَّاقُ بِالسَّاقِ ۲۹ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ۳۰ فَلَا

لپٹ جائیگی (یعنی دنیا کی آخری شدت آخرت کی پہلی شدت سے لپٹ جائیگی) اس دن تیرے پروردگار کے حضور میں ہانکا جانا ہے

صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۳۱ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۳۲ ثُمَّ ذَهَبَ

پس نہ تو اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ لیکن اس نے جھٹلایا اور روگرداں ہوا۔ پھر وہ اپنے اہل کی طرف

اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۳۳ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۳۴ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ

اکڑتا ہوا چلا گیا۔ تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے ۲ پھر تیرے لئے خرابی ہی خرابی

فَاَوْلٰى ۳۵ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۳۶ اَلَمْ

ہے۔ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہمل ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ منی کا

يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۳۷ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ

ایک نطفہ نہ تھا جو (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔ پھر وہ جما ہوا خون ہو گیا پھر اس (خدا) نے اسے

فَسَوّٰى ۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۳۹

پیدا کیا۔ پھر درست کیا، پھر اس سے نر اور مادہ دو جوڑے بنائے۔

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۴۰

کیا وہ اس پر قدرت رکھنے والا نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔

ا بِالسَّاقِ :-
اس کے معنوں کی تشریح سابقاً قرآن ہذا کے صفحہ ۲۲۴ پر زیر حاشیہ ۲ کر دی گئی ہے۔ وہاں دیکھ لی جائے۔

۲ اَوْلٰى :-
اس کے معنوں کی تشریح سابقاً قرآن ہذا کے صفحہ ۵۲۲ پر زیر حاشیہ ۲ کر دی گئی ہے۔ وہاں سے دیکھ لی جائے۔

اٰیاتُھا ۳۱ سُوْرَۃُ الدَّھْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۲ رُکُوعَاتُھَا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا

یقیناً [۱] انسان پر زمانہ میں سے کوئی ایسا وقت آیا۔ جبکہ وہ کوئی ذکر کی کوئی چیز

مَّذْكُوْرًا ۝۱ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖۗ نَّبْتَلِیْهِ

نہ تھا [۲] یقیناً ہم نے انسان کو (زن و مرد) کے ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا۔ کہ ہم اسے

فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝۲ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا

آزمائیں پھر ہمنے اسے سننے والا دیکھنے والا بنایا۔ یقیناً ہمنے اسے راستہ بتا دیا خواہ وہ شکر کرنے والا ہو

وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ

اور خواہ ناشکرا۔ یقیناً ہمنے کافروں کیلئے زنجیریں اور طوقیں اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار

سَعِیْرًا ۝۴ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا

کر رکھی ہے۔ یقیناً نیک لوگ اس پیالہ میں سے پئیں گے جس میں کافور کی

كَافُوْرًا ۝۵ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ۝۶

ملاوٹ ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے جسمیں سے اللہ تعالیٰ کے بندے پئیں گے، وُہ اسے بہا لیجائینگے بہا لیجانا۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۝۷

وہ نذر کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیل جانیوالی ہے۔

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝۸

اور وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی محبت میں مسکین یتیم [۳] اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا

(اور کہتے ہیں کہ) ماسوائے اسکے نہیں ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہی کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں

شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝۱۰

اور نہ شکریہ۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار سے اسدن کا خوف رکھتے ہیں جسمیں لوگ ترشرو اور بگڑے چہرے والے ہو جائینگے [۴]

[۱] هَلْ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۸ پر ہے کہ ھل یہاں استفہام اقراری ہے۔ اسی لئے یہاں اس کا مطلب "یقیناً" بیان کیا گیا ہے۔

[۲] مَذْکُوْرًا :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۸ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مقدور ضرور تھا لیکن مذکور نہ تھا۔

تفسیر مجمع البیان میں بھی آپ سے یہی روایت منقول ہے۔

اور المحاسن اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علم میں تو مذکور تھا لیکن خلقت میں مذکور نہ تھا۔

[۳] یُطْعِمُوْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان بطریق شیعہ و سنی طویل روایت منقول ہے کہ ایک دفعہ حسنینؑ بیمار ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے فرمان پر حضرت علیؑ، جناب فاطمۃ الزہراؑ اور جناب فضہ نے تین روزے رکھنے کی منت مانی چنانچہ تندرست ہونے پر وہ روزے رکھے گئے۔ جب افطار کا وقت آیا تو ایک دن ایک سائل نے آواز دی کہ میں مسکین ہوں سب نے وہ روٹیاں اس مسکین کو دیدیں اور خود صرف پانی سے افطار کیا۔ دوسرے دن جب روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو کسی نے آواز دی کہ میں یتیم ہوں۔ چنانچہ وہ روٹیاں اسے دیدی گئیں اور روزہ کو پھر پانی سے افطار کیا گیا۔ اسی طرح تیسرے دن وہ روٹیاں ایک قیدی سائل کو دیدی گئیں۔ چوتھے دن جب منت پوری ہو چکی تو حضرت علی علیہ السلام حسنینؑ کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کا ضعف دیکھ کر گریہ فرمایا۔ اتنے میں جبرئیل امین یہ سورۂ ھل اتیٰ لے کر نازل ہوئے۔ یہ سب آیات انہی کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

[۴] عَبُوْسًا :-

منہ بنانے والا۔ تیوڑی چڑھانیوالا۔ ترشرو۔ سخت۔ منہ بگاڑ دینے والا۔ عَبَسٌ اور عَبُوْسٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ۔ قرآن پاک میں یہ یوم کی صفت واقع ہے۔ علامہ احمد فیومی نے مصباح میں لکھا ہے کہ عبس الیوم کے معنی ہیں دن کے سخت ہونے کے۔ اسی اعتبار سے یوم عبس کے معنی سخت دن کے ہیں۔

اور قاموس میں یوم عبوسًا کی تشریح ان لفظوں میں کی ہے ای کریھا تعبس منه الوجوه (ایسا مکروہ دن کہ جس سے منہ بگڑ جائیں) علامہ خازن نے تشریح کی ہے کہ یہ یوم کو جو عبوس سے موصوف کیا ہے یہ مجاز ہے جس طرح سے کہ نہارہ صائم بولتے ہیں۔ اور اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس نے اس دن کا روزہ رکھا ہے۔ غرض مطلب یہ ہوا کہ اس دن میں لوگوں کے چہرے اس کے ہول اور شدت سے بگڑ جائیں گے — اور بعض یہ کہتے ہیں کہ چونکہ خود اس دن میں سختی اور شدت ہے اس لئے اس کو عبوسٌ سے موصوف کیا گیا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۴ لباب التاویل از خازن جلد ۷ صفحہ ۱۶۰ طبع مصر)

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۚ﴿١١﴾
پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کی سختی سے بچالے گا۔ اور انہیں تروتازگی اور سرور عطا کرے گا۔
وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۙ﴿١٢﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى
اور بہ سبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا انہیں جنت اور ریشم (کا لباس) بدلے میں دیگا۔ وہ ان تختوں پر تکیہ لگائے
الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۚ﴿١٣﴾ وَدَانِيَةً
ہوں گے۔ وہ اس میں نہ تو دھوپ دیکھیں گے اور نہ سخت سردی۔ اور ان (درختوں) کے
عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ
سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے پھل ان کیلئے پورے طور پر مسخر کر دیئے جائینگے۔ اور ان پر چاندی کے
بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۙ﴿١٥﴾ قَوَارِيْرَا۟ مِنْ
برتنوں اور شیشے کے آبخوروں کو پھرایا جائے گا۔ یہ شیشے بھی چاندی کے
فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿١٦﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ
ہونگے لہ جن کا انہوں نے مناسب اندازہ کر لیا ہوگا۔ اور اس میں انہیں ایسا جام پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ
مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۚ﴿١٧﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿١٨﴾ وَيَطُوْفُ
کی ملاوٹ ہوگی۔ یہ اس (جنت) میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا جاتا ہے۔ اور ان پر ہمیشہ
عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا
رہنے والے لڑکے چکر لگاتے رہیں گے۔ جب تو انہیں دیکھے گا تو انہیں بکھرے ہوئے موتی خیال
مَّنْثُوْرًا ﴿١٩﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾
کرے گا۔ اور جب تو دیکھے گا پھر تو کثیر نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔
عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۘ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ
ان (جنتیوں) پر باریک سبز ریشم (دیبا) اور موٹے ریشم کے لباس ہوں گے۔ اور انہیں چاندی کے کنگن
مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا
پہنائے جائیں گے۔ اور انہیں ان کا رب پاکیزہ مشروب پلائے گا۔ (اور فرمائیگا)۔ یقیناً یہ تمہارے لئے
كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۧ﴿٢٢﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
بدلہ ہے اور تمہاری کوشش شکرگزاری کے قابل ہے۔ یقیناً ہم نے تم پر قرآن

ع ١ ٢٢ ١٩

لہ فِضَّةٍ :-
تفسیر صافی ص۵۱۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں بھی منقول ہے کہ جنت کی چاندی میں سے نظر اس طرح گذر جائے گی جس طرح کہ شیشے میں سے گذر جاتی ہے۔

لمترجم :-
ارباب عمل میں جناب فضہ بھی تھیں۔ آپ نے بھی تین روٹیاں سائل کو دی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تین روٹیوں کی مناسبت سے اسی سورہ مجیدہ میں تین دفعہ جناب فضہ کا نام لیا ہے۔
(۱) بآنیۃ من فضۃ۔
(۲) قواریر من فضۃ۔
(۳) حلوا اساور من فضۃ۔
جناب فضہ کی خاطر اس سارے سورہ میں ذھب یعنی سونے کا نام نہیں آیا۔ ہر چیز فضہ یعنی چاندی ہی کی بتائی گئی ہے۔
یہ بھی یاد رہے کہ اس ساری سورت میں حوروں کا کہیں تذکرہ نہیں کیا گیا۔ غالباً اس لئے کہ اس ارباب عمل میں جناب فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء العالمین بھی تھیں۔ پس آپ کے ذکر کے ساتھ حوروں کا تذکرہ مناسب نہ تھا۔

عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ

تھوڑا تھوڑا کرکے نازل کیا۔ پس تو اپنے پروردگار کے حکم پر استقلال سے رہ اور ان میں سے کسی گنہگار اور

مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾

ناشکرے کی اطاعت نہ کر۔ اور تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر صبح اور شام کرتا رہ۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ

اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) اس کے لئے سجدہ کرتا رہ اور طویل رات تک اس کی تسبیح کیا کر۔ یقیناً یہ

هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾

لوگ جلد مل جانے والی (دنیا) کو دوست رکھتے ہیں۔ اور سخت دن کو اپنے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ

ان کو ہم نے ہی پیدا کیا اور جوڑ بند مضبوط کئے۔ اور جب ہم چاہیں گے تو انہی جیسے

اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ

اور بدل دیں گے۔ یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی طرف

اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ

راستہ اختیار کرلے۔ اور تم نہیں چاہتے ہو مگر وہی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے [1] یقیناً

اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

اللہ تعالیٰ بہت کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر دیتا ہے

وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

اور اس نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتہا ۵۰ — رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے فرشتوں کی جو نیکی کے احکام کیساتھ بھیجے گئے۔ پھر آندھی کی طرح تیزی سے آنیوالوں کی۔ اور ہدایت پھیلانے والے فرشتوں کی

---

[1] يَّشَآءَ اللّٰهُ :-

تفسیر صافی ص ۵۱۹ پر بحوالہ الخرائج والجرائح منقول ہے کہ قائم آل محمد علیہ السلام سے فرقہ مفوضہ (جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام امور آئمہ علیہم السلام کے سپرد کر دیئے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کے سب کام سرانجام دیتے ہیں) کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے دل تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ظرف ہیں۔ پس جب وہ چاہتا ہے ہم بھی وہی ارادہ کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

لمترجم :-

مفوضہ کو آئمہ علیہم السلام نے جھوٹا اور ملعون فرمایا ہے۔

ع ۲

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ اِنَّمَا
پھر (حق و باطل میں) فرق کرنیوالی۔ پھر ذکر کو (قلوب انبیاء پر) ڈالنے والوں کی۔ الزام اتارنے کو اور ڈر سنانے کو۔ ماسوا اسکے
تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ
نہیں کہ جس (قیامت کے دن) کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہونیوالی ہے پس جب ستارے بے نور کردیئے جائیں گے لہ اور جب
فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَيِّ
آسمان پھاڑ دیا جائیگا۔ اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر جمع کیا جائیگا۔ کس دن
يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾
کیلئے تاخیر کی گئی ہے؟ فیصلہ کے دن کے لئے! اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ فیصلہ کا دن کیا ہے۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٥﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ
اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا۔ پھر ہم پچھلوں کو
نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ
بھی ان کے پیچھے بھیجیں گے۔ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنٰهُ
والوں کے لئے خرابی ہے۔ کیا ہم نے تمہیں ذلیل پانی سے پیدا نہیں کیا۔ پھر ہم نے اسے
فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ
ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔ ایک معلوم اندازے تک پھر ہم نے اندازہ کیا۔ پس ہم اچھا
الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ
اندازہ کرنیوالے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ کیا ہم نے زمین کو
الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی جگہ نہیں بنایا اور ہم نے اس میں بلند پہاڑ قائم کر
شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾
دیئے اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ
(ان سے کہا جائیگا) تم اس چیز کی طرف چلو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ تین شاخوں والے سائے

لہ طُمِسَتْ :-
وہ مٹائی گئی۔ (ستارے مٹا دیئے گئے) بے نور کردیئے گئے (ضَرَبَ وَنَصَرَ) طمس سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ واضح رہے کہ طمس کا استعمال متعدی و لازم دونوں طرح پر ہوتا ہے۔ یعنی مٹانے اور محو کردینے کے بھی معنی آتے ہیں۔ اور مٹ جانے اور محو ہوجانے کے بھی۔ آیہ شریفہ اذا النجوم طمست (جب تارے مٹائے جائیں) میں بعض اہل لغت نے تو یہی مٹانے کے کئے ہیں۔ لیکن ابن سیدہ نے محکم میں تصریح کی ہے۔ کہ نجم، قمر اور بصر کے ساتھ جب طمس کا استعمال ہوگا، تو بے نور ہونے اور روشنی زائل ہوجانے کے معنی ہوں گے اسی طرح ازہری نے تہذیب اللغۃ میں لکھا ہے کہ "طموس الکواکب" کے معنی ستاروں کے بے نور ہونے اور ماند پڑ جانے کے ہیں۔ اس اعتبار سے آیہ مذکورہ میں ستاروں کا بے نور ہونا اور ماند پڑ جانا مراد ہوگا۔
واضح رہے کہ ضمیر جمع مذکر مکسر کے لئے چونکہ صیغہ فعل میں تاء تانیث یا واؤ جمع کا الحاق ضروری ہے اس لئے طُمِسَتْ کو مؤنث لایا گیا۔ کیونکہ اس میں جو ضمیر مستتر ہے وہ نجوم کی طرف راجع ہے۔ جو جمع مذکر مکسر ہے +
(تاج العروس۔ لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۹۶)

ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝٣٠ لَّا ظَلِيلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۝٣١ اِنَّهَا تَرْمِيْ

کی طرف چلو لہ وہ نہ ٹھنڈا سایہ دینے والا ہے اور نہ ہی آگ کی لپیٹ سے کفایت کریگا۔ یقیناً وہ (آگ محل کی

بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝٣٢ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝٣٣ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

مانند چنگاریاں پھینکتی ہوگی ٢ گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں ٣ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٣٤ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝٣٥ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

خرابی ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ وہ بول نہیں سکیں گے۔ اور نہ انہیں اجازت دی جائے گی کہ

فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝٣٦ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٣٧ هٰذَا يَوْمُ

وہ عذر کرسکیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ یہ فیصلہ کا دن ہے۔

الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۝٣٨ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ

ہم نے تمہیں اور پہلوں کو اکٹھا کرلیا ہے۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو اسے مجھ

فَكِيْدُوْنِ ۝٣٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٠ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

پر چلاؤ۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ یقیناً پرہیزگار لوگ سایوں اور

فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝٤١ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝٤٢ كُلُوْا وَ

چشموں اور ایسے پھلوں میں (بسر کرتے) ہوں گے جن کی وہ خواہش کریں گے (ان سے کہا جائیگا کہ) کھاؤ

اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٤٣ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

اور پیو خوشگواری سے بہ سبب اس عمل کے جو تم کیا کرتے تھے۔ یقیناً ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے

الْمُحْسِنِيْنَ ۝٤٤ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٥ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا

ہیں۔ اس دن جھٹلانیوالوں کے لئے خرابی ہے۔ (اے جھٹلانیوالو! اب دنیا میں) کھاؤ اور

قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝٤٦ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٧

تھوڑا فائدہ اٹھالو۔ یقیناً تم گنہگار ہو۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝٤٨ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو، وہ رکوع نہیں کرتے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٩ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝٥٠ ع

لئے خرابی ہے۔ پھر اس (قرآن) کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔

لہ ثلٰث شُعَب:-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سایہ میں آگ کی تین شاخیں ہوں گی۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے جس کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ بہتر واقف ہے کہ جب دوزخی جہنم کی طرف جانے کو تیار ہوں گے تو انہیں کہا جائے گا کہ جہنم میں جانے سے پہلے اس سایہ میں چلو جو تین شاخوں والا ہے۔ یہ سایہ دوزخ کی آگ کے دھوئیں سے ہوگا۔ وہ لوگ اسے جنت سمجھ کر فوج در فوج اس میں چلے جائیں گے۔ یہ واقعہ نصف النہار کو ہوگا اور جنتی لوگ جن چیزوں کی خواہش کریں گے وہ ان کو جنت میں ان کے مکانوں میں ہی دی جائیں گی اور وہ بھی نصف النہار کے وقت جنت میں داخل ہونگے +

١ ع ٢١

٢ کالقصر:-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ دوزخ کی آگ کی چنگاریاں اتنی بڑی ہوں۔ جیسے کہ اونچے اونچے محل اور پہاڑ +

٣ صُفْرٌ:-

تفسیر صافی صفحہ ۵۱۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد سیاہی مائل رنگت ہے کیونکہ اونٹ کی سیاہی مائل رنگت اس کی زردی سے ملتی جلتی ہے۔ پہلی تشبیہ تو اس کی بڑائی میں دی گئی تھی (کہ وہ بڑے بڑے محل کی طرح ہیں) اور دوسری تشبیہ ان کے رنگ کی۔ ان کی زیادتی کی۔ ان کے یکے بعد دیگرے آنے کی۔ ایک دوسرے سے مل جانے کی۔ اور ہر تیز حرکت کرنے کی دی گئی ہے +

ع ١٠ ٢٢

آیاتها ۴۰ — سورة النبا مکیة — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۲ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ

وہ لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں [1] اس بڑی عظمت والی خبر کے متعلق [2] جس میں وہ اختلاف کرنے

مُخْتَلِفُوْنَ ۳ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۴ ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۵ اَلَمْ

والے ہیں۔ ہرگز نہیں وہ عنقریب جان لیں گے۔ پھر ہرگز نہیں وہ عنقریب جان لیں گے۔ کیا ہم نے

نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ

زمین کو فرش نہیں بنایا۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔ اور ہم نے تمہیں جوڑا (جوڑا)

اَزْوَاجًا ۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۹ وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ۱۰

پیدا کیا۔ اور ہم نے تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت بنایا۔ اور ہم نے رات کو پوشش بنایا۔

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۱۱ وَّبَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۱۲

اور ہم نے دن کو معاش کے لئے بنایا۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۱۳ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

ہم نے ایک روشن چراغ مقرر کیا۔ اور ہم نے نچوڑنے والی (بدلیوں) میں سے زور شور سے

ثَجَّاجًا ۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۱۶ اِنَّ یَوْمَ

برسنے والا پانی نازل کیا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعہ دانے اور سبزی اگائیں۔ اور گنجان باغات۔ یقیناً فیصلہ

الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا ۱۷ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۱۸

کا دن ایک مقرر وقت ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا تو تم فوج فوج ہو کر آؤ گے۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۱۹ وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ

اور آسمان کھولدیا جائیگا پس وہ دروازے (دروازے) ہو جائیگا۔ اور پہاڑ چلائے جائیں گے پس وہ چمکیلی ریت

سَرَابًا ۲۰ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۲۱ لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا ۲۲ لّٰبِثِیْنَ

ہو جائینگے۔ یقیناً دوزخ گھات کی جگہ ہے۔ (وہ) سرکشوں کیلئے ٹھکانہ ہے۔ وہ اس میں بے انتہا

[1] عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ:۔
تفسیر صافی صفحہ ۵۲۰ پر ہے کہ عَمَّ اصل میں عن اور ما سے مرکب ہے۔ اور یَتَسَآءَلُوْنَ سے مراد ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ اور اس سوال کرنے سے جس چیز کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے۔ اس کی بلندی شان کا اظہار مقصود ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن جی اٹھنے کے بارے میں پوچھتے تھے۔

[2] النَّبَاِ الْعَظِیْمِ:۔
کافی میں اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے ولایت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام مراد ہے۔
نیز اسی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی۔ تو آپ نے فرمایا: کہ یہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی شان میں ہے اور جناب امیر المؤمنین فرمایا کرتے تھے کہ نہ تو اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی مجھ سے بڑھ کر ہے اور نہ ہی کوئی خبر مجھ سے زیادہ عظیم ہے۔
اور تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔

لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا

زمانوں تک رہنے والے ہونگے لہ وہ اس میں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کسی پینے والی چیز کا۔ سوائے کھولتے پانی

وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾

اور بہتی پیپ کے۔ یہ (انکے اعمال کے) موافق بدلہ ہوگا۔ یقیناً وہ (قیامت کے) حساب کی امید نہ رکھتے تھے۔

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا

اور ہماری آیتوں کو پورے طور پر جھٹلاتے تھے۔ اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر شمار کر لیا ہے۔ پس چکھو پھر ہم تمہارے

فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَائِقَ

لئے سوائے عذاب کے ہرگز نہیں بڑھائیں گے۔ یقیناً پرہیزگاروں کے لئے مراد پانا ہے۔ باغات اور

وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَكَأْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَّا يَسْمَعُونَ

انگور اور نوجوان ابھری لیاں اور بھرے ہوئے پیالے۔ وہ اس میں نہ بیہودہ

فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾

باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ تیرے پروردگار کی طرف سے (یہ) بدلہ پورا (پورا) عطیہ ہوگا ٢ه

رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ

پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (وہ) بہت مہربان ہے انہیں اس سے کوئی بات کرنے

خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ

کا اختیار نہ ہوگا۔ جس دن روح اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے ٣ه وہ بات نہیں کریں گے

إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ

مگر وہ جسے (خدائے رحمن) اذن دے اور وہ ٹھیک بات کہے ٤ه یہ دن برحق ہے۔ پس جو کوئی

فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا

چاہے اپنے پروردگار کی طرف ٹھکانہ بنالے۔ یقیناً ہم نے تمہیں قریب کے عذاب سے ڈرا دیا ہے۔ جس

يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴿٤٠﴾

دن آدمی اس چیز کو دیکھے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور کافر کہے گا اے کاش! کہ میں مٹی ہوتا۔

(آیاتہا ۴۶) سُورَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ (۲ رکوعاتہا)

لہ اَحْقَابًا:۔

بیشمار قرن۔ بے انتہا زمانے۔ حُقُبٌ کی جمع۔ حُقُبٌ بضم قاف زمانے کو کہتے ہیں۔ اور حُقْبٌ سکون قاف زمانہ کی ایک مقررہ مدت کا نام ہے مگر اس مدت کی تعیین میں اہل لغت کا اختلاف ہے بعض اسی برس کی مدت کو۔ بعض ستر برس کے زمانہ کو۔ بعض تین سو برس۔ بعض چالیس سال۔ بعض تیس ہزار سال بتاتے ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صـ۳۷)

اور تفسیر صافی صـ۵۲۰ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ احقاب سے آٹھ حقبے مراد ہیں اور ہر حقبہ اسی برس کا ہوگا اور ہر برس تین سو ساٹھ دن کا۔ اور ہر دن تمہاری گنتی سے ایک ہزار برس کا۔

(ع ۳۰ — ۱۶ — ۱)

اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں جو آخر میں جہنم سے نکل آئیں گے۔

٢ه حِسَابًا:۔

تفسیر صافی صـ۵۲۱ پر بحوالہ امالی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خاطر سے ان کی نیکیوں کا شمار کرے گا۔ ہر نیکی کے بدلے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک عطا فرمائے گا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

جزاءً من ربك عطاءً حسابا ۝ اور دوسری جگہ فرماتا ہے: اولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا ۝ (پس ایسے ہی وہ لوگ ہیں کہ وہ جو (عمل) بجا کرینگے اس کا دو چند معاوضہ ان کے لئے (مہیا) ہے۔

(پ ۲۲ سبا ع ۵)

٣ه اَلرُّوْحُ:۔

تفسیر صافی صـ۵۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جو بزرگی کے لحاظ سے جبرئیل اور میکائیل سے بھی بڑا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا۔ اور بعد آپ کے آئمہ علیہم السلام کے ساتھ رہتا ہے۔

(ع ۱۰ — ۲)

٤ه صَوَابًا:۔

تفسیر صافی صـ۵۲۱ پر بحوالہ کافی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم وہ ہم ہیں جنہیں قیامت کے دن بولنے کی اجازت دی جائے گی اور ہم ہی وہ ہیں جو ٹھیک بات کہیں گے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کلام کریں گے تو کیا فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا پہلے اپنے پروردگار کی تمجید بیان کریں گے۔ پھر اپنے نبیؐ پر درود پڑھیں گے اور اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہماری شفاعت رد نہ کرے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾

قسم ہے سختی سے روح کھینچنے والے فرشتوں کی لہ قسم ہے سہولت سے جان قبض کرنیوالے فرشتوں کی۔ قسم ہے تیزی سے پھیرنیوالوں کی۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ وقف لازم

پھر آگے بڑھ کر سبقت کرنیوالوں کی۔ پھر معاملہ کی تدبیر کرنیوالوں کی۔ جس دن کانپنے والی کانپے گی۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا

پھر پیچھے آنیوالی (صور کی آواز) اسکے پیچھے آئے گی۔ اس دن کتنے دل ڈرنے والے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں عاجزی

خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا وقف لازم

کرنیوالی ہوں گی۔ وہ کافر کہتے ہیں کہ کیا یقیناً ہم پہلی حالت میں لوٹائے جانے والے ہیں۔ کیا (تب بھی) جبکہ

كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ وقف لازم

ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے۔ انہوں (کافروں) نے کہا کہ یہ لوٹنا تو نقصان دہ ہوگا ٢ه

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ

ماسوا اس کے نہیں کہ وہ (صور کی آواز) ایک ڈانٹ ہوگی۔ پھر وہ یکایک میدان (حشر) میں ہوں گے ٣ه کیا

اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

تیرے پاس موسیٰ کی بات آئی ہے۔ جبکہ اس کے پروردگار نے طویٰ کی پاکیزہ وادی میں اس کو

طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ

ندا دی۔ کہ تو فرعون کی طرف جا یقیناً وہ سرکش ہو گیا ہے۔ پس کہو کیا تجھے اس بات کی

لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ

طرف رغبت ہے کہ تو (کفر سے) پاک ہو۔ اور میں تجھے تیرے پروردگار کی طرف رہنمائی کروں پھر تو ڈر جائے۔ پھر اس نے

الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾

اسے بہت بڑی نشانی دکھلائی۔ پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر اس نے (کفر میں) سعی کرتے ہوئے پیٹھ پھیر

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ

لی پھر اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا پھر پکارا۔ پس اس نے کہا میں تمہارا سب سے بلند (درجہ) پروردگار ہوں۔ پس اللہ تعالےٰ نے اسے

لہ وَالنّٰزِعٰتِ

تفسیر صافی صہ۵۲۱ پر ہے کہ یہ سب موت کے فرشتوں کی صفات ہیں۔ جن کی قسم اللہ تعالےٰ نے اس بارے میں کھائی ہے کہ قیامت ضرور ہوگی۔ اور وہ حذف کی گئی ہے۔ کیونکہ جو کچھ بعد میں بیان ہوا ہے۔ وہ سب قیامت کے واقع ہونے پر ہی دلالت کرتا ہے +

٢ه خَاسِرَةٌ:-

تفسیر صافی صہ۵۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ کافروں کا قول بطور ہنسی اڑانے کے تھا +

٣ه بِالسَّاهِرَةِ:-

تفسیر صافی صہ۵۲۱ پر ہے کہ ساھرۃ کے معنی سفید ہموار زمین ہیں اور فاذا ھم بالساھرۃ کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ دوسرے صور کی آواز سنیں گے تو اپنی قبروں سے نکل آئیں گے اور وہ زمین پر صف بستہ ہو جائینگے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ زجرۃ سے مراد دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا ہے۔ اور ساھرۃ ایک مقام کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ملک شام میں واقع ہے +

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ

آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا ؎۱ یقیناً اس میں اس شخص کے لئے عبرت ہے جو

يَّخْشٰى ﴿٢٦﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ

ڈرتا ہے۔ کیا بناوٹ کے لحاظ سے تم زیادہ سخت ہو یا آسمان جسے اس (خدا) نے بنایا۔ اس نے اس

سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٨﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿٢٩﴾ وَ

کی چھت کو بلند کیا پھر اسے درست کیا۔ اور اس نے اس کی رات کو تاریک کیا اور اس کی دھوپ کو نکالا۔ اور

الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ

اس کے بعد اس نے زمین کو حرکت دی۔ اس سے اس نے اس کا پانی اور اس کا چارہ

مَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾

نکالا۔ اور پہاڑوں کو قائم کر دیا۔ (ان میں) تمہارے لئے اور تمہارے چار پایوں کے لئے فائدہ ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

پس جب بڑی آفت آئے گی۔ ؎۲ اس دن انسان یاد کرے جو کوشش کہ اس نے

مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾

کی ہوگی۔ اور جو دیکھتا ہوگا اس کیلئے جہنم ظاہر کر دی جائے گی۔ پس رہا وہ جس نے سرکشی کی۔

وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا

اور دنیا کی زندگانی کو ترجیح دی۔ پس یقیناً دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانہ ہوگا۔ اور رہا وہ جو

مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ

اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اس نے اپنے نفس کو ادنیٰ خواہشات سے روک رکھا ؎۳ پس

الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ

یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگا۔ وہ (لوگ) تجھ سے (قیامت کی) گھڑی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا

مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾

قیام کب ہوگا۔ اس کے ذکر سے تو کس بات میں ہے۔ اس کی انتہا تیرے پروردگار ہی کی طرف ہے۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا

ماسوا اس کے نہیں کہ تو اسے ڈرانیوالا ہے جو اس (قیامت) سے ڈرتا ہے۔ جس دن وہ اس (قیامت) کو دیکھیں گے

ع ۲۶

؎۱ الاُولیٰ :-

پہلی۔ اگلی۔ اَوّل کا مؤنث۔

قرآن مجید میں جہاں آخرت کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے۔ وہاں اس سے عالمِ دنیا مراد ہے کیونکہ وہ آخرت سے پہلے ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ا صـ۲۹۹)

اور تفسیر صافی صـ۵۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ نکال کے معنی عذاب ہیں۔ اور الاخرۃ سے مراد فرعون کا قول ہے۔ انا ربکم الاعلیٰ ٥ اور الاولیٰ سے مراد اس کا قول ہے ما علمت لکم من الٰہ غیری ٥ (پ۲۰ القصص ع۴)، یعنی میں اپنے سوا کسی کو تمہارا خدا نہیں جانتا۔ پس اس کو اس کی انہی دو باتوں کی وجہ سے ہلاک کیا۔

الخصال اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرعون کی ان دو باتوں کے درمیان چالیس۴۰ سال کا زمانہ گزرا تھا۔

انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل امینؑ نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے عرض کی۔ پروردگارا! تو فرعون کو چھوڑے ہوئے ہے۔ حالانکہ وہ انا ربکم الاعلیٰ ٥ کہتا ہے۔ حکم ہوا، کہ تجھ جیسے بندہ ہی کو ایسا کہنا زیبا ہے۔ جس کو وقت کے نکل جانے کا خوف ہو۔

؎۲ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى :-

تفسیر صافی صـ۵۲۲ پر بحوالہ الاکمال جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ الطامۃ الکبریٰ سے مراد دابۃ الارض کا خروج ہے۔

؎۳ عَنِ الْهَوٰى :-

تفسیر صافی صـ۵۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے، کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی معصیت پر قدرت رکھتا ہو اور معصیت کو معصیت سمجھتا بھی ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسے چھوڑ دے۔ اور اپنے نفس کو اس سے باز رکھے۔ تو اس کا بدلہ جنت ہے۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور جو کچھ وہ بولتا ہے اسے سنتا ہے۔ اور جو نیکی یا بدی وہ کرتا ہے اسے بھی جانتا ہے۔ تو یہ بات اسے بدی سے روکے گی۔ ایسے ہی شخص کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ ٭

لَمْ يَلْبَثُوٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾ ع

(سمجھیں گے) کہ گویا وہ (دنیا میں) سوائے ایک شام یا ایک صبح کے (زیادہ عرصہ) نہیں ٹھہرے۔

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۴۲ — ۱ رُكُوْعُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھتا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ

اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا [1] کہ اس کے پاس ایک اندھا آیا۔ اور تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ پاکیزہ

يَزَّكّٰىٓ ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾

ہو جائے۔ یا نصیحت حاصل کرلے پھر نصیحت اسے فائدہ دے۔ رہا وہ جس نے پرواہی کی۔

فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ

پس تو اس کے در پے رہتا۔ اور تمہارے ذمہ نہیں ہے کہ وہ پاکیزہ کیوں نہیں ہوتا۔ اور رہا وہ جو تیری طرف

يَسْعٰى ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿۱۰﴾ كَلَّآ اِنَّهَا

دوڑتا ہوا آتا ہے [2] اور وہ ڈرتا (بھی) ہے۔ پھر تو اس سے تغافل کرتا ہے [3] (ایسا) ہرگز نہیں (چاہیے) یقیناً

تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ وقف لازم

یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے اُسے یاد رکھے۔ (وہ) عزت والے صحیفوں میں ہے۔

مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾

(جو شان میں) بلند کیے گئے (اور) پاک کیے گئے ہیں [3] بزرگ نیکوکار لکھنے والوں کے ہاتھوں میں۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ

قتل کیا جائے انسان وہ کیسا ناشکرا ہے۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے اسے کس چیز سے پیدا کیا۔ نطفہ سے

نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ

اس نے اسے پیدا کیا پھر اس کا اندازہ لگایا۔ پھر اس پر راستہ آسان کر دیا۔ پھر اسے موت دے دی

اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ

پھر اسے قبر میں رکھوا دیا۔ پھر جب وہ چاہے گا اسے اٹھا کھڑا کرے گا۔ ہرگز نہیں اس نے وہ حکم پورا نہیں کیا

---

[1] عَبَسَ :-
تفسیر صافی ص ۵۲۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ یہ آیت بنی امیہ کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا۔ کہ عبداللہ ابن مکتوم (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مؤذن تھے اور نابینا تھے) آگئے۔ پس جب اس شخص نے انہیں دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے ان کی قدر و منزلت کی ہے تو اس نے اپنے آپ کو سمیٹا اور تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ حکایتاً بیان فرمایا۔ اور اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

[2] يَسْعٰى :-
تفسیر صافی ص ۵۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد ابن مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں ۔

[3] تَلَهّٰى :-
تفسیر صافی ص ۵۲۲ پر ہے کہ ان صحیفوں کی شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہے۔ اور پاک اس سے ہیں۔ کہ شیطانوں کے ہاتھ ان تک نہیں پہنچتے ۔

مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا

جو اسے دیا گیا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے لہ یقیناً ہمنے اوپر سے پانی بہایا

الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

جیسا کہ بہانیکا حق ہے۔ پھر ہمنے زمین کو چیر کر پھاڑا پس ہم نے اس میں دانے

حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ

اگائے۔ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گنجان

غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا

باغ۔ اور میوے اور چارہ۔ (یہ) تمہارے لئے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (ہیں) پس جب وہ

جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ

کان پھوڑ نیوالی (آواز) آئے گی۔ جس دن آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں

وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگتا پھریگا ۲ھ اس دن ان میں سے ہر شخص کیلئے ایسی

يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾

حالت ہوگی جو اسے (سب دوسروں سے) بے پرواہ کردیگی۔ اس دن کئی چہرے روشن ہونگے۔

ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾

ہنسنے والے (اور) شادمان ہوں گے۔ اور اس دن کئی چہرے (ایسے ہوں گے کہ) ان پر غبار (پڑا) ہوگا۔

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ان پر سیاہی چھائے گی۔ یہی تو کافر بدکار ہوں گے۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۲۹ — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا

جس وقت سورج (کے نور کی چادر) کو لپیٹا جائیگا۔ اور جس وقت ستارے میلے ہوجائیں گے۔ اور جب کہ

لہ طَعَامِهٖ :-

تفسیر صافی ص۵۲۲ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس طعام کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: کہ اس سے مراد انسان کا علم ہے جسے وہ اس سے حاصل کرے جس سے اسے حاصل کرنا چاہیئے۔

صاحب تفسیر صافی

نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ طعام جسمانی بھی ہے۔ اور روحانی بھی۔ جیسا کہ انسان مرکب ہے جسم اور روح سے۔ پس جس طرح وہ اس بات پر مامور ہے کہ اپنے جسم کی غذا کو غور سے دیکھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا اور زمین سے نباتات اُگاتا ہے۔ اسی طرح وہ اس پر بھی مامور ہے کہ اپنی روحانی غذا پر بھی جو علم ہے نظر ڈالے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ علم آسمان سے من جانب اللہ نازل ہوا ہے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے زمین نبوت۔ درخت رسالت اور چشمہ حکمت پر وحی کی بارش کی پھر اس سے حقائق کے دانے اور معارف کے میوے پیدا کئے۔ تاکہ جو روحیں قابل تربیت ہیں۔ انہیں ان سے غذا پہنچے۔ پس حضرت کے قول علمہ الذی یاخذہ عمن یاخذہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو چاہیئے کہ اپنے علم کو اہلبیت نبوت سے حاصل کرے جن کے گھر میں وحی نازل ہوئی۔ اور جو علم و حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ اس لئے کہ ان کے کل علوم خدا کی طرف سے ہیں۔ اور ان سے علوم حاصل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی روح کو غذا پہنچے گی۔ اوروں کے علوم غذائے روحانی نہیں ہوسکتے اس لئے کہ ان میں اور خدا میں کوئی سلسلہ وحی و الہام کا نہیں۔ بلکہ ان کے علوم یا تو لوگوں کے اقوال ہیں جو انہوں نے یاد کر لئے ہیں۔ جو کسی طرح حجت نہیں ہوسکتے۔ یا محض جھگڑنے کا آلہ ہیں۔ جن کو صراط مستقیم میں کوئی دخل نہیں اور یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ اسی وجہ سے روح و ایمان کی غذا نہیں ہوسکتیں ✦

ع ۱ — ۴۲ — ۵

۲ھ بَنِيْهِ :-

تفسیر صافی ص۵۲۳ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور ان سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ بھائی قابیل ہے جو ہابیل سے بھاگے گا۔ اور جو شخص اپنی ماں سے بھاگے گا، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور جو شخص اپنے باپ یعنی پرورش کرنے والے چچا سے نہ کہ والد سے بھاگے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اور جو شخص اپنی بیوی سے بھاگے گا وہ حضرت لوط علیہ السلام ہوں گے۔ اور جو شخص اپنے بیٹے سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے اور ان کا وہ بیٹا کنعان ہوگا —— اور الخصال میں امام حسین بن علی علیہما السلام سے یہی روایت مروی ہے سوائے اس قول کے یعنی باپ پرورش کرنے والا نہ کہ والد کے۔ اور اس کے مصنف نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ سے اس خوف سے بھاگیں گے کہ وہ ان کے حق میں واجبات کی ادائیگی سے قاصر رہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام اپنے پرورش کرنے والے نہ کہ والد سے اس لئے بھاگیں گے کہ وہ مشرک تھا۔ اور آپ کے والد کا نام تارخ تھا ✦

وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا الْوُحُوْشُ

پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور جبکہ گابھن اونٹنیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی لہ اور جبکہ وحشی جانور اکٹھے

حُشِرَتْ ۝۵ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷

کئے جائیں گے۔ اور جبکہ دریا جھونکے جائیں گے ۲ہ اور جب کہ جانوروں کے جوڑے ملائے جائیں گے ۳ہ

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا

اور جب کہ زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا (کہ) وہ کس گناہ پر قتل کی گئی۔ اور جبکہ صحیفے

الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِيْمُ

پھیلا دیئے جائیں گے۔ اور جبکہ آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔ اور جب کہ دوزخ

سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ

بھڑکایا جائیگا۔ اور جب کہ بہشت نزدیک کر دیا جائے گا۔ تو ہر نفس جان لے گا جو (عمل)

مَّآ اَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶

وہ لایا ہوگا۔ پس میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے (ستاروں کی) چلنے والے چھپ جانیوالوں کی۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ

قسم ہے رات کی جبکہ وہ جانے لگے۔ اور صبح کی جب کہ وہ روشن ہو۔ یقیناً یہ (قرآن) ایک عزت

رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۹ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۲۰

والے رسول کا (منجانب اللہ لایا ہوا) کلام ہے ۴ہ (جو) قوت والا ہے صاحب عرش کے نزدیک مرتبہ والا ہے۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝۲۱ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَلَقَدْ

(اس کی) اطاعت کی جاتی ہے پھر وہ امانتدار (بھی) ہے۔ اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔ اور اس نے یقیناً اس

رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝۲۳ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝۲۴

(جبرئیل) کو آسمان کے روشن کنارے پر دیکھا۔ اور وہ غیب (کی باتوں) پر بخیل نہیں ہے۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝۲۵ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝۲۶ اِنْ

اور نہ یہ شیطان مردود کا قول ہے۔ پھر تم کہاں (بہکے) جاتے ہو۔ یہ نہیں

هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۲۷ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝۲۸

ہے مگر جہانوں کے لئے نصیحت۔ اس کے لئے جو تم میں سے چاہے کہ سیدھی راہ پر چلے۔

لہ اَلْعِشَارُ :-

تفسیر صافی صہ ۵۲۳ پر ہے کہ عشار سے مراد وہ اونٹنیاں ہیں جن کے حمل کا دسواں مہینہ شروع ہو جائے +

۲ہ سُجِّرَتْ :-

تفسیر صافی صہ ۵۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ارد گرد جسقدر سمندر ہیں وہ سب آگ ہو جائیں گے +

۳ہ زُوِّجَتْ :-

تفسیر صافی صہ ۵۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنتیوں کو تو خیرات حسان (حوروں) سے بیاہا جائے گا۔ اور رہے دوزخی۔ پس ان میں سے ہر ایک انسان کے ہمراہ شیطان کر دیا جائے گا۔ یعنی کافروں اور منافقوں کے جوڑہ دار شیطان بنا دیئے جائینگے۔ پس وہی ان کے جوڑے ہوں گے +

۴ہ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ :-

تفسیر صافی صہ ۵۲۳ پر ہے کہ اس سے مراد جبرئیل امین علیہ السلام ہیں :-

اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ آپ نے جبرائیل ؑ سے فرمایا: کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری کیسی اچھی صفت بیان کی۔ یعنی فرمایا: ذی قوۃ عند ذی العرش مکین ہ مطاع ثم امین۔ بتاؤ کہ تمہاری قوت کون سی ہے اور امانت کون سی تھی۔ انہوں نے کہا: کہ میری قوت یہ ہے۔ کہ میں حضرت لوط علیہ السلام کے شہروں کی طرف بھیجا گیا وہ چار شہر تھے۔ اور ہر شہر میں سوائے مکان اور اہل وعیال کے چار چار لاکھ جنگی آدمی تھے میں نے ان سب کو زمین کی تہ سے اٹھایا۔ اور آسمان سے اتنا قریب کیا کہ آسمان والوں نے مرغیوں کے بولنے اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں اور پھر ان کو فرا نیچے لاکر الٹ دیا۔ اب رہی امانت تو مجھے جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے۔ میں بہت جلدی اس کی تعمیل کر دیتا ہوں +

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۹ ع

اور تم نہیں چاہتے ہو ؎۱ مگر وہی جو اللہ تعالیٰ جہانوں کا پروردگار چاہتا ہے۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُھا ۱۹ — رُکُوعُھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا

جب کہ آسمان پھٹ جائے گا۔ اور جب کہ ستارے پراگندہ ہو جائیں گے۔ اور جبکہ

الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا

دریا پھاڑے جائیں گے۔ اور جبکہ قبریں اکھاڑ کر (لاشیں زندہ کر کے) اٹھائی جائیں گی۔ تو ہر نفس جان لیگا جو کچھ

قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ

اس نے آگے بھیجا اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا۔ اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے صاحب کرم پروردگار کے متعلق

الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْٓ اَيِّ

دھوکا دیا۔ ؎۲ جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تجھے درست کیا پھر تجھے اعتدال رکھا۔ پھر جس صورت میں اس

صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹ وَ

نے چاہا تجھے ترکیب دیا۔ (تمہیں اس کا انکار) ہرگز نہیں (کرنا چاہیے) بلکہ تم (تو) جزا و سزا کو (ہی) جھٹلاتے ہو ؎۳ اور

اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا

یقیناً تم پر بزرگ لکھنے والے محافظ (مقرر) ہیں ؎۴ جو کچھ تم کرتے ہو وہ

تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝۱۳ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ

جانتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ (جنت کی) نعمتوں میں ہونگے اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں

جَحِيْمٍ ۝۱۴ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝۱۵ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝۱۶

ہونگے۔ وہ اس میں روز جزا کو داخل ہونگے۔ اور اس سے (کبھی) غائب نہ ہو سکیں گے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۷ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۱۸

اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ روز جزا کیا چیز ہے۔ پھر تجھے کس چیز نے بتلایا کہ روز جزا کیا چیز ہے۔

؎۱ تَشَآءُوْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲۳ پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئمہ علیہم السلام کے دلوں کو اپنے ارادوں کا مورد قرار دیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی چاہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے : وما تشاؤن الا ان یشاء اللّٰہ رب العلمین +

؎۲ اَلْكَرِيْمِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ارشاد فرمایا : کہ انسان کو اس کی جہالت نے دھوکا دیا +

؎۳ بِالدِّيْنِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲۴ پر ہے کہ دین سے مراد جزا و سزا اور اسلام ہے +

؎۴ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲۴ پر بحوالہ احتجاج طبرسی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ اس کی کیا علت ہے کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا : اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خدمت لی ہے۔ اور ان کو اپنی مخلوق کا گواہ قرار دیا ہے تاکہ بندے یہ خیال کر کے کہ اللہ تعالیٰ کے ملازم ان کے ساتھ ہیں۔ اطاعت خدا پابندی سے بجا لائیں اور معصیت سے رکے رہیں۔ اور اکثر بندے ایسے ہیں کہ کسی برائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان فرشتوں کی موجودگی یاد کر کے رک جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمیں دیکھتا ہے۔ اور جو ہم پر گواہ مقرر ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں +

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (۱۹)

جس دن کوئی نفس کسی نفس کیلئے کسی بات کا اختیار نہ رکھے گا اور اسدن حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا۔

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ

اٰیَاتُھَا ۳۶ — رُکُوْعُھَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (۱) الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

ان کم تولنے والوں کیلئے خرابی ہے لہ کہ جب وہ لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا

يَسْتَوْفُوْنَ (۲) وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (۳)

لیتے ہیں۔ اور جب وہ ان کو ماپ کر دیں یا ان کو وزن کر کے دیں تو کمی کرتے ہیں۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ (۴) لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ (۵)

کیا وہ یقین نہیں رکھتے کہ وہ یقیناً زندہ کر کے اٹھائے جانیوالے ہیں۔ ایک بڑی عظمت والے دن کے لئے۔

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۶) كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ

جسدن لوگ جہانوں کے پروردگار کے حضور میں قیام کریں گے (ماپ تول میں کمی) ہرگز نہیں چاہیئے یقیناً بدکاروں

الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ (۷) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ (۸) كِتٰبٌ

کتاب سجین میں ہے۔ اور تجھے کس نے بتایا کہ سجین کیا چیز ہے۔ ایک کتاب ہے

مَّرْقُوْمٌ (۹) وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (۱۰) الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ

لکھی ہوئی۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے جو روز جزا کو

بِيَوْمِ الدِّيْنِ (۱۱) وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ (۱۲)

جھٹلاتے ہیں۔ اور اسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر حد سے گزر جانے والا گنہ گار۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (۱۳) كَلَّا بَلْ

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ (تو) پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ

رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۱۴) كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ

جو کچھ وہ کمایا کرتے تھے لہ اسی نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا (یہ) ہرگز نہیں (ماننگے) یقیناً یہ اس دن اپنے پروردگار

لہ لِلْمُطَفِّفِيْنَ :-

تفسیر صافی صـ۵۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ مطفف وہ لوگ ہیں جو ماپ اور تول میں کمی کرتے ہیں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان دنوں وہ لوگ ماپ اور تول کے معاملہ میں بہت برے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسوقت یہ سورت نازل فرمائی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے عمل کو درست کر لیا ؎

لہ رَانَ :-

تفسیر صافی صـ۵۲۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ کوئی مومن بندہ ایسا نہیں جس کے دل میں ایک سفید نقطہ نہ ہو۔ جسوقت وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس سفید نقطہ میں ایک سیاہ نقطہ نکل آتا ہے۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو وہ سیاہ نقطہ جاتا رہتا ہے۔ اور اگر یہ اپنے گناہوں میں پڑا رہا تو وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے سفیدی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور جب سفیدی ڈھانپ لی گئی پھر وہ کبھی نیکی کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول "بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون" کا یہی مطلب ہے ؎

يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ

(اپنے رب) کی رحمت سے روک دیئے جائیں گے لہ — پھر یقیناً وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ — پھر

يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ

(انہیں) کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ — (یہ) ہرگز نہیں (مانیں گے) یقیناً

الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابٌ

نیکوں کا نوشتہ علیین میں ہوگا۔ — اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ علیون کیا چیز ہے۔ (وہ) ایک لکھی

مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾

ہوئی کتاب ہے۔ — اس پر (اللہ تعالیٰ کے) مقرب (فرشتے) حاضر رہتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ (جنت کی) نعمتوں میں ہونگے

عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ

تختوں پر (بیٹھے) نظارہ کرتے ہوں گے۔ — تم ان کے چہروں پر نعمتوں کی تروتازگی پہچان

النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ

لوگے۔ — انہیں سربمہر شراب ناب پلائی جائے گی ۲ — اس کی مہر کرنے کی چیز مشک ہوگی۔

وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن

اور خواہش کرنیوالوں کو اسی کی خواہش کرنی چاہیئے۔ — اور اس میں آب تسنیم کی

تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

ملاوٹ ہوگی۔ — وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے مقرب پئیں گے۔ — یقیناً جن لوگوں نے گناہ کیے

كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ

وہ ان لوگوں پر ہنسا کرتے تھے جو ایمان لا چکے ۳ — اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے

يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾

تھے اشارے کیا کرتے تھے۔ — اور جب وہ اپنے اہل کی طرف لوٹتے — تو باتیں بناتے لوٹتے تھے۔

وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ

اور جب وہ انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ ضرور گمراہ ہیں۔ — حالانکہ وہ ان پر محافظ بنا کر نہیں

حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى

بھیجے گئے تھے۔ — پس جو لوگ ایمان لا چکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے ۳ — تختوں پر

لہ لَمَحْجُوبُونَ :-

تفسیر صافی ص۵۲۵ پر بحوالہ عیون اخبار الرضاء اور التوحید منقول ہے۔ کہ امام رضاء علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ کسی مکان میں رہتا ہو اور بندوں سے پردہ کرے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے ثواب یا عطیات سے محروم رہیں گے۔

۲ہ رَحِيقٍ :-

شراب ناب اسم جامد ہے۔ علامہ ابو منصور ثعالبی فقہ اللغۃ میں ابو عبید سے ناقل ہیں۔ الرحیق صفوۃ الخمر التی لیس فیہا غش (رحیق وہ شراب صاف ہے جس میں ذرہ آمیزش نہ ہو۔ (فقہ اللغۃ باب ۲۳ فصل ۱۵ فی تفصیل اسماء الخمر و صفاتہا) +

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص۶۹)

۳ہ يَضْحَكُونَ :-

تفسیر صافی ص۵۲۵ پر ایک روایت لکھی ہے کہ جب یہ منافقین جہنم میں ہوں گے تو ان کے لئے ایک دروازہ جنت کی طرف کھولا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ جب وہ اس دروازے کے پاس پہنچیں گے۔ دروازہ ان کے سامنے بند کر دیا جائے گا۔ وہ حیرت و حسرت میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور مومنین خوب قہقہہ مار کر ہنسیں گے +

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝۳۵ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶

بیٹھے نظارہ کرتے ہوں گے۔ کیا کافروں کو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کا بدلہ مل گیا۔

ع ۳۶ ۱ ۸

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۲۵ — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھ) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲ وَاِذَا

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن لیگا اور وہ اسی لائق ہے۔ اور جب

الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴ وَاَذِنَتْ

زمین پھیلا دی جائے گی [۱] اور جو کچھ اس میں ہو وہ ڈال دیگی اور خالی ہو جائے گی [۲] اور وہ اپنے پروردگار

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ

کا حکم سن لیگی اور وہ اسی لائق ہے۔ اے انسان! تو اپنے پروردگار کے حضور میں پہنچنے کی بہت کوشش کرنیوالا ہے

كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷

پس تو اس سے ملاقات کرنیوالا ہے۔ پس رہا وہ جسے اس کا نوشتہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ

تو عنقریب اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش خوش

مَسْرُوْرًا ۝۹ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰

لوٹے گا۔ اور رہا وہ جسے اس کا نوشتہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔

فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ

تو وہ عنقریب ہلاکت کو بلائے گا۔ اور دوزخ کی بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا۔ یقیناً وہ اپنے اہل میں خوش

فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰۤى ۚ

خوش رہا کرتا تھا۔ یقیناً اس کا گمان تھا کہ وہ ہرگز (خدا کے حضور میں) نہیں پلٹے گا۔ ہاں یقیناً

اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ

اس کا پروردگار اس کو خوب دیکھنے والا تھا۔ پس میں شفق کی قسم کھاتا ہوں اور رات کی

---

[۱] مُدَّتْ :-
تفسیر صافی ص۵۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت (پ۱۳ ابراھیم ع۷) (جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان دوسرے آسمانوں سے) پس یہ نئی زمین اس طرح پھیلا دی جائے گی جیسا کہ بازار عکاظ میں چمڑے کے تھان۔ لا ترٰی فیہا عوجا و لا امتا۔ پ۱۶ طٰہٰ ع۶) - (تم اس میں نہ موڑ دیکھو گے۔ اور نہ کوئی ٹیلا ٹیکرا) +

[۲] تَخَلَّتْ :-
تفسیر صافی ص۵۲۵ پر ہے کہ خزانے اور مردے جو کچھ زمین کے پیٹ میں ہے وہ سب اگل دے گی۔ اور پوری کوشش سے نکال باہر کرے گی۔ حتیٰ کہ اس میں کچھ بھی نہ رہ جائے گا۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ زمین خوب کھینچ کر پھٹ جائیگی۔ اور اس میں سے لوگ باہر نکل آئیں گے +

معانقہ ۱۴

وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

اور جن چیزوں پہ وہ چھا گئی - اور چاند کی جبکہ وہ پورا (نورانی) ہوا - ضرور تم ایک حالت سے دوسری حالت پر سوار

طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ

ہوگے ؎۱ پس انہیں کیا ہو گیا ہے وہ ایمان نہیں لاتے - اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے وہ

لَا يَسْجُدُونَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿۲۲﴾ وَاللَّهُ

سجدہ نہیں کرتے - بلکہ جو لوگ کافر ہو گئے وہ جھٹلاتے ہیں - اور اللہ تعالیٰ اس چیز کو

أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۴﴾ إِلَّا الَّذِينَ

خوب جاننے والا ہے جو وہ دل میں رکھتے ہیں - پس تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو - سوائے ان لوگوں

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿۲۵﴾

کے جو ایمان لا چکے اور انہوں نے نیک عمل کیئے - ان کیلئے ختم نہ ہونے والا ثواب ہے -

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۲۲ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی ؎۲ اور وعدہ کیئے گئے دن کی - اور گواہ کی اور اس کی جس

وَمَشْهُودٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ

کی گواہی دی گئی ؎۳ خندقوں والے قتل کر دیئے گئے - (جن میں) بہت ایندھن والی

الْوَقُودِ ﴿۵﴾ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿۶﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ

آگ تھی - جبکہ وہ ان کے اوپر بیٹھے تھے - اور جو کچھ وہ مومنوں کے ساتھ (سلوک) کرتے

بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا

تھے وہ اسے دیکھنے والے تھے - اور انہیں ان (مومنوں) کی کوئی بات بری نہ لگی - سوائے اس کے کہ وہ

بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿۸﴾ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

زبردست قابلِ حمد اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے - جس کے لیئے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے -

السجدة (۱۳) مسنونہ

۱ ع ۲۵ ۹

؎۱ طَبَقٍ :-

تفسیر صافی ص۵۲۵ پر ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم ایک حالت سے دوسری حالت میں پہلی کے مطابق ہوگے۔

اور الاکمال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے تم ان کی سیرتوں پر چلوگے۔

؎۲ الْبُرُوجِ :-

علمائے علم ہیئت نے آسمان کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصہ کا نام برج رکھا ہے۔ برج کے لغوی معنے بلند، عمارت اور محل کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں آسمان پر ستاروں کے جھرمٹوں سے جو ٹوٹی پھوٹی شکلیں بنتی نظر آتی ہیں ان میں سے ہر شکل کو برج کہا جاتا ہے کسی کی شکل مینڈھے سے ملتی جلتی ہے کسی کی بیل سے اور کسی کی بچھو سے دقس علیٰ ذلک۔ ان لوگوں نے ان شکلوں کی مناسبت سے ہی ان کے نام رکھ لیئے۔ ایک شاعر نے ان بارہ برجوں کے ناموں کو ترتیب وار ایک قطعہ میں جمع کر دیا ہے۔

بر جہاد یدم کہ از مشرق برآوردند سر
جملہ در تسبیح و در تہلیل حی لا یموت
چوں حمل چوں ثور چوں جوزا و سرطان و اسد
سنبلہ، میزان، عقرب قوس او جدی دلو حوت

؎۳ شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ :-

تفسیر صافی ص۵۲۶ پر بحوالہ کافی اور معانی الاخبار منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ شاھد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور مشہود سے حضرت علی علیہ السلام۔

لمترجم :-

جب حسب فرمائش امام جعفر صادق علیہ السلام مندرجہ تفسیر صافی و کافی و معانی الاخبار شاھد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور مشہود سے حضرت علی علیہ السلام۔ تو لامحالہ اس نسبت سے الیوم الموعود سے مراد یوم غدیر ہونا چاہیئے۔ اور بروج سے برج حمل جو بارہ برجوں میں سے پہلا برج ہے۔ اور اس میں ۱۸۔ ذوالحجہ کو سورج داخل ہوا تھا۔ جبکہ غدیر خم کے مقام پر پالان شتر کا منبر بنا کر شاھد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشہود یعنی حضرت علی علیہ السلام نے ولایت و خلافت کی گواہی دی تھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ؎

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ تعالےٰ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔ یقیناً جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومنہ

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

عورتوں کو فتنہ میں ڈالا۔ پھر انہوں نے توبہ نہ کی۔ پس ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کیلئے

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ

جلانیوالا عذاب بھی ہے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لا چکے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝١١

کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣ وَ

یقیناً تیرے پروردگار کی گرفت ضرور بڑی سخت ہے۔ یقیناً وہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور دوبارہ (بھی) کریگا اور

هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥ فَعَّالٌ لِّمَا

وہ بڑا بخشنے والا بہت محبت کرنیوالا ہے۔ بزرگی والے عرش کا مالک ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے اس

يُرِيْدُ ۝١٦ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝١٧ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝١٨

کا کرنیوالا ہے۔ کیا تیرے پاس لشکروں کی بات آئی۔ فرعون اور ثمود کی۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝١٩ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

(ایسا نہیں) بلکہ جو لوگ کافر ہو گئے وہ جھٹلانے کے درپے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر طرف سے ان کا احاطہ

مُّحِيْطٌ ۝٢٠ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢

کرنیوالا ہے۔ بلکہ یہ بزرگ قرآن لوح محفوظ میں ہے [1]

آیاتها ۱۷ — سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ — ۱ رکوعها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢ النَّجْمُ

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنیوالے کی ۲ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ رات کو آنیوالا کیا چیز ہے۔ (وہ) چمکنے والا

[1] لوح محفوظ :-

تفسیر صافی ص۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی موجود تھے۔ کہ حضرت جبرئیل امین کی نظر آسمان کی طرف اٹھ گئی۔ پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ اسرافیل اللہ تعالیٰ کے حاجب و دربان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مخلوق سے زیادہ مقرب ہیں۔ اور سرخ یاقوت کی لوح ان کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے جونہی اللہ تبارک وتعالیٰ وحی کے ذریعے کلام فرماتا ہے تو لوح حضرت اسرافیل کی پیشانی کو لگتی ہے۔ وہ اس پر نظر ڈالتے ہیں۔ پھر جو کچھ اس میں دیکھتے ہیں ہمیں پہنچا دیتے ہیں اور ہم اسے لے کر آسمان میں اور زمین میں جہاں پہنچانے کا حکم ہوتا ہے پہنچا دیتے ہیں۔ نیز تفسیر قمی میں ہے کہ لوح کے دو کنارے ہیں۔ اس کا ایک کنارہ عرش کے دائیں حصے سے ملا ہوا ہے اور دوسرا حصہ حضرت اسرافیل کی پیشانی سے۔ جب اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے۔ تو وہ لوح حضرت اسرافیلؑ کی پیشانی سے لگ جاتی ہے پس وہ لوح میں دیکھتے ہیں اور جو کچھ اس لوح میں ہوتا ہے حضرت جبرائیل کو پہنچا دیتے ہیں۔

[2] الطارق :-

ع ۲۲ / ۱ / ۱۰

اندھیرے میں آنے والا۔ رات میں آنے والا۔ شب میں ظاہر ہونے والا ستارہ ثریا کا نام۔ علامہ محمود آلوسی رقمطراز ہیں۔ یہ اصل میں طُرُوقٌ سے اسم فاعل ہے جس کے معنی ٹکر اس زور سے مارنے کے ہیں کہ اس کی آواز سنائی دینے لگے۔ اسی سے مِطْرَقَةٌ (بمعنی ہتھوڑا) اور طَرِيْقٌ (بمعنی راستہ) بھی کیونکہ چلنے والے اس کو روندتے رہتے ہیں پھر عرف لغت میں یہ رہ نورد کا نام پڑ گیا۔ اس تصور پر کہ وہ راستہ کو اپنے قدم سے روندتا رہتا ہے اور اس معنی میں اس درجہ مشتہر ہوا کہ گویا اس کی حقیقت ٹھہر گیا۔ پھر یہ لفظ شب میں آنے والے کیلئے مختص ہوا۔ کیونکہ وہ اکثر دروازے بند پاکر ان کو پیٹتا ہے۔ پھر اسکے معنی کو ہر اس شے کے لئے کہ جو رات میں ظاہر ہو وسعت دی گئی۔ خواہ وہ کچھ ہی ہو۔ حتیٰ کہ ان خیالی صورتوں کے لئے بھی جو رات میں ظاہر ہوتی ہیں اس کا استعمال کیا جانے لگا ـــــ اور یہاں جمہور کے نزدیک رات میں ظاہر ہونے والا ستارہ مراد ہے۔ یا تو اس بنا پر کہ وہ اسم جنس ہے۔ اور یا ایک معہودہ ستارہ کا نام ہے۔

(روح المعانی سورہ الطارق۔ لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۶۹)۔

الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾ فَلْيَنْظُرِ

ستارہ ہے ؎۱ ایک نفس بھی ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (مقرر) نہ ہو۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ

الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَّخْرُجُ

دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ وہ اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا۔ وہ (مردوں کی) پیٹھ

مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾

اور (عورتوں کی) چھاتی کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے ؎۲ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) اسکے لوٹانے پر ضرور قادر ہے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ وَ

جس دن بھید ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ پس اس کو نہ تو کوئی قوت ہوگی اور نہ مددگار قسم ہے

السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ

چکر مارنے والے آسمان کی۔ اور پھٹنے والی زمین کی۔ یقیناً یہ (قرآن)

لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٥﴾

ضرور فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔ اور یہ لغو نہیں ہے یقیناً وہ ایک تدبیر کرتے ہیں۔

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

اور میں بھی ایک تدبیر کرتا ہوں۔ پس تو کافروں کو مہلت دے انہیں تھوڑی مہلت دے۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ١٩ — رُكُوْعُهَا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھتا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿١﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٢﴾ وَالَّذِيْ

تو اپنے سب سے برتر پروردگار کے نام کی تسبیح کر تارہ جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست کیا۔ اور جس نے اندازہ

قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿٣﴾ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿٤﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً

کیا پھر ہدایت کی۔ اور جس نے چارہ اگایا پھر اسے سیاہ مائل بہ سبزی چورا

اَحْوٰى ﴿٥﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿٦﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّهٗ

(چورا) کر دیا۔ تجھے ہم عنقریب پڑھائینگے پھر تو نہیں بھولیگا۔ سوائے اسکے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ یقیناً وہ

ع ۱۷ / ۱ / ۱

؎۱ اَلثَّاقِبُ :-

تفسیر صافی ص ۵۲۷ پر بحوالہ الخصال منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک یمنی شخص سے فرمایا: کہ تمہارے نزدیک نجوم میں زحل ستارہ کیسا ہے؟ یمنی نے عرض کی کہ وہ تو منحوس ہے حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسا کبھی نہ کہنا وہ تو جناب امیرالمومنین علیہ السلام کا ستارہ ہے اور وہ تمام اوصیاء کا ستارہ ہے۔ اور وہی نجم الثاقب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والنجم الثاقب۔ یمنی نے پوچھا: یا ابن رسول اللہ! ثاقب کے کیا معنی ہیں؟

آپ نے فرمایا: اس کے طلوع ہونے کی جگہ تو ساتواں آسمان ہے مگر اس کی روشنی سب آسمانوں سے پار ہو کر آسمان دنیا پر چمکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کو النجم الثاقب فرمایا ہے۔

؎۲ الصُّلْبُ :-

پیٹھ۔ اصلابٌ جمع۔

راغب نے لکھا ہے کہ "صُلْبٌ کے معنی سخت کے ہیں۔ اور باعتبار صلابت اور شدت کے ہی پشت کو صلب کہا جاتا ہے"۔

ابن خالویہ لغوی نے تصریح کی ہے کہ صُلْبٌ۔ صُلُبٌ۔ صَالِبٌ۔ قَرَا۔ مَطَا۔ ظَهْرٌ۔ مَتْنٌ۔ اور مَتْنَةٌ۔ سب کے ایک ہی معنی ہیں۔

اعتراض :- اس آیہ مجیدہ میں صُلب کو واحد لایا گیا ہے۔ اور ترائب کو جمع اسکی وجہ کیا ہے؟

الجواب :- اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ گو عورت کے سینہ کو تَرِيْبَةٌ کہتے ہیں۔ مگر محاورہ میں کہا جاتا ہے۔ یکجا ترائب اور اس سے مراد اس کا سینہ کے ادھر ادھر کا حصہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ صلب سے مراد تو اصلاب ہی ہیں۔ مگر جمع کی بجائے واحد پر اکتفا کی گئی ہے۔ جیسے کہ آیہ شریفہ اولم یر الذین کفروا ان السموٰت والارض کانتا رتقا۔ پ۱۷ الانبیاء ۳۰۔ (کیا دیکھا نہیں ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے) کہ گو مراد زمینیں ہیں لیکن الارض کہا الارضین نہیں کہا۔ (کتاب اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن العظیم از ابن خالویہ ص ۵۶ طبع دار الکتب المصریہ ۱۳۶۰ھ لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۳۰)۔

يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ⑦ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ⑧ فَذَكِّرْ

کھلی بات کو جانتا ہے اور اسے بھی جو چھپی ہے۔ اور ہم تمہارے لئے ایک سہل طریقہ کو آسان کر دینگے۔ پس تم نصیحت

اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ⑨ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ⑩ وَ

کرتا رہ اگر نصیحت فائدہ دے۔ جو ڈرتا ہے وہ عنقریب نصیحت حاصل کرے گا۔ اور وہ

يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ⑪ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ⑫

بدبخت اس سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ جو دوزخ کی سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ⑬ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ⑭

پھر وہ نہ اس میں مریگا اور نہ جئے گا لہ یقیناً اس نے فلاح پائی جو پاک رہا ٢ـه

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ⑮ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ⑯

اور اس نے اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی ٣ـه (ایسا نہیں) بلکہ تم دنیا کی زندگانی کو ترجیح دیتے ہو۔

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ⑰ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ⑱

حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ یقیناً یہ (بات) پہلے صحیفوں میں ہے۔

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ⑲

ابراہیم اور موسیٰ ؑ کے صحیفوں میں۔

ع ١٩

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰياتها ٢٦ رکوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ① وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ②

کیا تیرے پاس ڈھانپنے والی بات آئی۔ کئی چہرے اس دن عاجزی کرنے والے ہوں گے۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ③ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ④ تُسْقٰى مِنْ

(خلاف خدا اور رسول) عمل کرنیوالے محنت کرنیوالے۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے۔ انہیں کھولتے ہوئے چشمہ

عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ⑤ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ⑥ لَّا

سے پانی پلایا جائے گا۔ ان کے لئے کوئی کھانا نہ ہوگا سوائے خاردار جھاڑی کے ٤ـه وہ (کھانا)

لہ يَحْيٰى :-

تفسیر صافی ص٥٢٣ پر ہے کہ زندگی تو ان کی بیکار ہوگی، اور موت ویسی ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ویاتیه الموت من کل مکان وما هو بمیت (موت اس کو ہر طرف سے آئیگی۔ حالانکہ وہ مرنے والا نہ ہوگا۔ پ١٣ ابراہیم - ع ٣) +

٢ـه تَزَكّٰى :-

تفسیر صافی ص٥٢٣ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول قد افلح من تزکیٰ کا مطلب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ یہ اس شخص کے لئے کہا گیا ہے۔ جس نے عید کے دن فطرہ نکالا +

٣ـه فَصَلّٰى :-

تفسیر صافی ص٥٢٣ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت وذکر اسم ربه فصلیٰ کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صحرا کی طرف نکل جائے۔ اور نماز عیدین پڑھے +

٤ـه ضَرِيْعٍ :-

اعتراض :- اس آیت میں دوزخیوں کا کھانا صرف "ضریع" ہی بتایا ہے۔ حالانکہ دوسری سورتوں میں دوزخیوں کے لئے دوسرے کھانوں کا بھی ذکر ہے چنانچہ سورہ دخان میں ہے: ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم۔ (بے شک درخت زقوم کا کھانا ہے گنہگار کا) اور سورہ واقعہ میں ہے: لاکلون من شجر من زقوم۔ (یقیناً کھائیں گے تھوہر کے درخت سے) اور سورہ حاقہ میں فرمایا: ولا طعام الا من غسلین لا یاکله الا الخاطئون (اور کچھ نہ ملے گا کھانا مگر وہی دھوون کوئی نہ کھاوے اس کو مگر گنہگار۔)

الجواب :- اس کی وجہ ہے۔ کہ عذاب رنگا رنگ کا ہوگا۔ اور معذبین کے مختلف طبقے ہوں گے۔ بعض زقوم کے کھانے والے ہونگے۔ بعض "غسلین" کے۔ اور بعض "ضریع" کے۔ ہر طبقہ میں ایک خاص قسم ہوگی۔ (عمدۃ القاری جلد ٩ ص٢٦٥۔ حاشیہ جمل علی الجلالین جلد ٤ ص٥٥، ٥٦) +

تفسیر صافی ص٥٢٣ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ضریع جہنم میں ایک چیز ہے جو کانٹے دار جھاڑی سے مشابہ ہے۔ ایلوے سے زیادہ کڑوی اور مردار سے زیادہ بدبو والی اور آگ سے زیادہ گرم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ضریع رکھا ہے۔

تفسیر قمی میں ایک روایت بحوالہ جبرائیل امین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ اگر ضریع کا ایک قطرہ دنیا والوں کے پانی میں آگرے۔ تو کل دنیا والے اس کی بدبو سے مرجاویں +

يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۝٧ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ ۝٨
نہ تو موٹا کرے گا اور نہ بھوک سے کفایت کرے گا۔ کتنے چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے۔

لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝٩ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝١٠ لَا تَسْمَعُ فِيهَا
وہ اپنی گزشتہ کوشش (کے نتیجہ) سے خوش ہونگے۔ وہ عالیشان باغ میں ہوں گے۔ وہ اس میں کوئی لغو بات

لَاغِيَةً ۝١١ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝١٢ فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ ۝١٣ وَ
نہ سنیں گے۔ اس میں بہتا ہوا چشمہ ہوگا اس میں اونچے اونچے تخت ہونگے۔ اور

أَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ ۝١٤ وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝١٥ وَزَرَابِيُّ
(قرینے) سے رکھے ہوئے آبخورے۔ اور گاؤ تکیے برابر لگے ہوئے اور مسندیں لہ

مَبْثُوثَةٌ ۝١٦ أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝١٧
بچھی ہوئی ہوں گی۔ پھر کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ٹہ کہ کس طرح اسے پیدا کیا گیا۔

وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝١٨ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ
اور آسمان کی طرف کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ انہیں کس طرح

نُصِبَتْ ۝١٩ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝٢٠ فَذَكِّرْ
قائم کیا گیا۔ اور زمین کی طرف کہ اسے کس طرح پھیلایا گیا۔ پس تو نصیحت کرتا رہ۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝٢١ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝٢٢ إِلَّا
ماسوا اسکے نہیں کہ تم نصیحت کرنیوالے ہیں۔ تم ان پر داروغہ نہیں ہے۔ مگر جس

مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ ۝٢٣ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝٢٤
نے منہ پھیر لیا اور کفر کیا۔ پس اسے اللہ تعالیٰ بڑے عذاب سے سزا دے گا۔

إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝٢٥ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝٢٦
یقیناً ان کی بازگشت ہماری طرف ہے۔ پھر یقیناً ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب ہے۔

(وقف لازم) — النصف — ع ٢٦ / ١ / ١٣

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ٣٠ — رکوعہا ١

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
(میں شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

لہ زرابی :-
تفسیر صافی صـ۲۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کی ہے۔ اس کی مثال دنیا میں بھی موجود ہے مگر زرابی کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اسلئے کہ اہل دنیا میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔

ٹہ الابل :-
تفسیر صافی صـ۲۵ پر ہے کہ اونٹ کی بناوٹ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور اس کی حسن تدبیر پر پوری پوری دلالت کرنے والی ہے اس کو پیدا کرنے کی غرض یہ ہے کہ بھاری بھاری بوجھ اٹھا اٹھا کر دور دور کے شہروں میں پہنچا دے اسلئے اسے بڑا جسم والا بنایا۔ اور اس بات کے لئے موزوں کہ بہت بوجھ اٹھا سکے اور بوجھ لے کر بیٹھنے سے اٹھ کھڑا ہو۔ پھر ہانکنے والے کا مطیع ہے اور لمبی گردن عطا کی کہ وزنی چیزوں کو اس کے ذریعہ سے اونچا کر دے اور اونچے اونچے درختوں سے پیٹ بھر سکے پیاس کا متحمل بنایا کہ جنگل و بیابان طے کر سکے اسی کی صفت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس ۝ پ۱۴ النحل ع ۔ (وہ تمہارے بھاری بھاری بوجھ ان شہروں تک لاد کر لے جاتا ہے جن تک تم بغیر سخت جانکاہی کے پہنچ ہی نہ سکتے۔

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ

قسم ہے فجر کی۔ اور دس راتوں کی ؎ۡ۱ اور جفت کی اور طاق کی۔ اور رات کی جبکہ

اِذَا يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

وہ ختم ہونے کو ہو۔ یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے قسم ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

تیرے پروردگار نے عاد کے ساتھ جو ستونوں والے ارم کے رہنے والے تھے کیا کیا کہ شہروں میں سے اس جیسا

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾

بنایا ہی نہیں گیا ؎ۡ۲ اور ثمود (کے ساتھ) جنہوں نے وادی میں (گھر بنانے کیلئے) سخت پتھر تراشا تھا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾

اور میخوں والے فرعون (کے ساتھ) کہ انھوں نے شہروں میں سرکشی کر رکھی تھی۔

فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

پھر انہوں نے فساد کو بڑھا رکھا تھا۔ پس تیرے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا

عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا

لگایا۔ یقیناً تیرا پروردگار البتہ گھات میں ہے پس رہا انسان تو جب اس کے پروردگار

ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾

نے اسے آزمایا تو اسے عزت دی اور نعمت دی۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت دی۔

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

اور جب اسے آزمایا، تو اس پر اس کی روزی تنگ کر دی۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری

اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ

اہانت کی ؎ۡ۳ ہرگز نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور ایک دوسرے کو مسکین کو

عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾

کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ اور تم میراث سمیٹ کر (دوسروں کا حق) کھا جاتے ہو۔

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ

اور تم مال سے جی بھر کر محبت کرتے ہو۔ (اور) ہرگز نہیں (مانتے) جب زمین توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ

؎ۡ۱ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ:-

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ۸ ص۱۵۵ پر ہے:- والفجر ولیال عشر — الثالث المراد فجر المحرم المسلة الثانیه (وثانیها) انها عشرة المحرم من اوله الی اخره و هو تنبیه علی شرف تلك الایام و فیها یوم عاشورا۔ یعنی والفجر سے مراد محرم کی صبح ہے۔ اور لیال عشر سے مراد اول سے آخر تک عشرہ محرم ہے اور اس میں ان ایام کی بزرگی پر تنبیہ ہے۔ اور اس میں یوم عاشورہ بھی ہے۔

تفسیر غیر منقوط سواطع الالہام مطبع نولکشور ص۸۱۹ پر ہے:- والفجر ولیال عشر - اول المحرم او آمن موسم المحرم۔

یعنی والفجر ولیال عشر سے مراد محرم کی فجر اور عاشورہ محرم ہے۔

تفسیر لباب التنزیل جلد ۴ ص۳۹۲ پر ہے۔ هو فجر اول یوم من المحرم وقیل هی عشرة الاول من المحرم و هو تنبیه علی شرفه لان فیه یوم عاشورا۔

یعنی اس سے مراد محرم کی پہلی اور کہا گیا ہے کہ لیال عشر سے محرم کا پہلا عشرہ مراد ہے اور اسمیں اس دن کی بزرگی پر تنبیہ ہے کیونکہ اس میں یوم عاشورہ ہے۔

؎ۡ۲ فِي الْبِلَادِ:-

تفسیر صافی ص۵۲۹ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ عاد کے دو بیٹے شداد اور شدید تھے۔ دونوں بادشاہ بن گئے اور غالب آ گئے۔ پھر شدید مر گیا اور شداد کے لئے معاملہ صاف ہو گیا اور سب حکومت اسی کی ہو گئی۔ سب بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔ اس نے بہشت کا ذکر سنا تو عدن کے ایک صحرا میں ایک بہشت بنا ڈالا جس کا نام اس نے ارم رکھا۔ جب وہ پورا اور مکمل ہو گیا تو اپنے بال بچوں کو لے کر اس کی طرف چلا۔ جب اس سے ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان پر ایک چیخ بھیجدی۔ پس وہ سب مر گئے۔

؎ۡ۳ اَهَانَنِ:-

تفسیر صافی ص۵۲۹ پر ہے کہ انسان کی یہ دو باتیں (ربی اکرمن و ربی اهانن) کہنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت اس لئے کی۔ کہ وہ بغیر سوچے سمجھے ایسا کہہ دیتا ہے۔ ورنہ سوچنے اور فکر کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کبھی رزق کی تنگی دونوں جہانوں کی خوبیوں کو پہنچا دیتی ہے۔ اور رزق کی زیادتی دشمنوں کا نشانہ بنا دیتی ہے۔ اور دنیا کی محبت میں ڈبو دیتی ہے۔

دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِايْٓءَ

کر دیا جائیگی۔ اور تیرے پروردگار (کا حکم)، اور فرشتے صف در صف آموجود ہونگے۔ اور اس دن جہنم

يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ

کو بھی لایا جائے گا۔ اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا۔ اور اس کیلئے نصیحت

الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ

کہاں (مفید) ہوگی۔ وہ کہیگا اے کاش! کہ میں نے اپنی زندگی کیلئے (کچھ) آگے بھیجا ہوتا۔ پس اس دن اس

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾

(اللہ تعالیٰ) جیسا عذاب کوئی نہیں کرے گا۔ اور اس جیسا جکڑنا کوئی جکڑ سکے گا۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً

اے اطمینان پانے والے نفس ۱ے تو اپنے پروردگار کی طرف پلٹ آ، تو اس سے راضی

مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

وہ تجھ سے راضی۔ پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں آ جا۔

آیاتها ٢٠ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ١ رکوعها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿١﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿٢﴾ وَ

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔ اور تو اس شہر میں اترنے والا ہے اور

وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿٤﴾

والد کی اور جو اس نے جنا۔ یقیناً ہم نے انسان کو دشواری میں پیدا کیا۔

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿٥﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ

کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی بھی قابو نہ پائے گا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت

مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٧﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

مال ضائع کر دیا۔ کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کیلئے دو

ع ۳۰ ۱ ۱۴

رکوع لازم

۱ے اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۱۔

تفسیر صافی ص۵۲۹ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ کیا مومن کو اپنی روح کا قبض ہونا ناگوار گزرتا ہے آپ نے فرمایا: لا واللہ۔ نہیں خدا کی قسم! جب اس کے پاس ملک الموت اس غرض سے آتا ہے کہ اس کی روح قبض کرے۔ تو مومن اس وقت پریشان ہو جاتا ہے۔ ملک الموت اس سے کہتا ہے: اے خدا کے ولی پریشان نہ ہو۔ اسی کی قسم جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اگر تیرا رحمدل باپ اس وقت موجود ہوتا تو جتنی مہربانی اور شفقت وہ تجھ پر کرتا۔ میں اس سے زیادہ مہربان اور شفیق ہوں۔ اپنی دونوں آنکھیں کھول اور دیکھ۔

حضرتؑ فرماتے ہیں۔ کہ اس کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیرالمومنینؑ۔ جناب فاطمۃ الزہراؑ جناب حسنؑ۔ اور جناب حسینؑ اور سب ائمہ اہلبیت جو ان کی اولاد میں سے ہیں علیہم السلام کی صورتیں کر دی جائیں گی۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ جناب رسول خدا صلعم ہیں۔ یہ جناب امیرالمومنین ہیں۔ یہ جناب فاطمۃ الزہراؑ ہیں یہ جناب حسنؑ ہیں۔ اور یہ جناب حسینؑ اور یہ سب تیرے رفیق علیہم السلام ہیں۔ پس وہ آنکھیں کھول کر دیکھے گا اور ایک منادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی روح کو ندا دے کر کہے گا۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ۔ اے وہ نفس جو محمدؐ اور ان کے اہلبیتؑ کے سبب مطمئن ہو چکا ارجعی الی ربک راضیہ تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے۔ مرضیۃ ثواب کے لئے پسند کیا گیا ہے۔ فادخلی فی عبادی تو میرے بندوں میں یعنی محمدؐ و اہلبیت محمدؐ میں داخل ہو جا۔ وادخلی جنتی اور تو میری جنت میں آ جا۔

پس اسے کوئی چیز اس سے پیاری نہ ہوگی کہ اس کی روح قبض ہو اور اس ندا دینے والے سے جا ملے۔

تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون درج ہے لیکن مختصر طور پر۔

عَيۡنَيۡنِ ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ ﴿۹﴾ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ ﴿۱۰﴾

آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور ہم نے اسے دو راستوں کی طرف رہنمائی کی۔

فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾

پھر وہ گھاٹی میں نہ داخل ہوا۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ گھاٹی کیا چیز ہے۔

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ یَّتِیۡمًا

کسی بندہ کی گلو خلاصی کرنا یا بھوک کے دن کسی قرابتدار

ذَا مَقۡرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوۡ مِسۡكِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ

یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا۔ پھر وہ ان لوگوں میں سے

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ ﴿۱۷﴾

ہوتا جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی وصیت کی۔

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا

یہی دائیں والے ہیں۔ لہ اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا،

هُمۡ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَیۡهِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

وہی بائیں والے ہیں ٢ە ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی آگ ہوگی۔

آیاتہا ۱۵ سُوۡرَةُ الشَّمۡسِ مَكِّیَّةٌ ۱ رکوعہا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا ﴿۱﴾ وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی ٣ە اور چاند کی جبکہ وہ اسکے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب کہ

اِذَا جَلّٰىهَا ﴿۳﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا

وہ (اللہ تعالیٰ) اسے روشن کردے اور رات کی جب کہ وہ اسے ڈھانپ لے۔ اور آسمان کی اور اس کی جس نے

بَنٰىهَا ﴿۵﴾ وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰىهَا ﴿۶﴾ وَنَفۡسٍ وَّمَا

اسے بنایا۔ اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے پھیلایا اور نفس کی اور اس کی جس نے

لہ اَلۡمَیۡمَنَةِ :-
تفسیر صافی صہ ۵۳۰ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے۔ کہ اس سے مراد ہیں جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے اصحاب اور پیروکار۔

٢ە اَلۡمَشۡئَمَةِ :-
تفسیر صافی صہ ۵۳۰ پر بحوالہ تفسیر قمی، منقول ہے۔ کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اہل بیت رسولؐ علیہم السلام کے ساتھ دشمنی کی۔

٣ە وَالشَّمۡسِ :-
تفسیر صافی صہ ۵۳۰ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الشمس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جن کے ذریعے پروردگار عالم نے لوگوں کے لئے ان کے دین کو واضح کیا اور القمر سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئے اور ان کا سینہ آنحضرت صلعم نے علم سے بھر دیا۔

ع ۲۰ ۱۵

سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ

اسے درست کیا۔ پھر اس نے اسے اس کی بدکاریوں اور پرہیزگاریوں کا الہام کر دیا۔ یقیناً وہ کامیاب ہو گیا

مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

جس نے اسے پاک کر دیا۔ اور یقیناً وہ نامراد ہو گیا جس نے اسے دبا دیا۔ ثمود نے اپنی سرکشی کے

بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ

سبب جھٹلایا۔ جبکہ اس (قوم ثمود) کا سب سے زیادہ بدبخت اٹھ کھڑا ہوا [۱] پس ان سے اللہ تعالیٰ کے رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پانی پلانے (کا خیال رکھو) پس انہوں نے اس (رسول) کو جھٹلایا۔ پھر

فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

اس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پس ان کے پروردگار نے ان کے (اس) گناہ کے سبب ان پر ہلاکت ڈال دی۔

فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵ ع

پھر (ہلاک کر کے) انہیں برابر کر دیا۔ اور وہ اس (ہلاکت) کے انجام سے نہیں ڈرتا۔

ع ۱۵ ۱ ۱۶

اٰيَاتُهَا ۲۱ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ۱ رُكُوْعُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ

قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔ اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو [۲] اور اس کی جس نے

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى

نر و مادہ کو پیدا کیا [۳] یقیناً تمہاری کوشش البتہ مختلف ہے [۴] پس رہا وہ جس نے عطا کیا

وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷

اور پرہیزگاری کی۔ اور اچھی باتوں کی تصدیق کی۔ تو ہم عنقریب اس کیلئے آسانی کا سامان کر دیں گے۔

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹

اور رہا وہ جس نے بخل کیا اور لاپرواہی کی۔ اور اچھی باتوں کو جھٹلایا۔

[۱] اَشْقٰىهَا :۔

تفسیر صافی ص۳۰۵ پر ہے کہ اس سے مراد ہے قدار ابن سالف جو قوم میں سب سے زیادہ شقی تھا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے دریافت کیا تھا، کہ پہلے والوں میں سے سب سے زیادہ شقی کون ہوا ہے۔ عرض کی: یارسول اللہ! ناقہ صالح کی کونچیں کاٹنے والا۔ آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا۔ اب بتاؤ کہ آخرین میں سے سب سے زیادہ شقی کون ہے؟ آپؑ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نہیں جانتا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب امیر المومنینؑ کے سر مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، جو اس پر ضرب لگائے گا۔

یہی روایت صحیح بخاری کتاب الانبیاءؑ باب قول اللہ تعالیٰ: والی ثمود اخاھم صالحا میں مندرج ہے۔ امام احمد، ابن حاتم۔ بغوی۔ طبرانی۔ ابن مردویہ۔ حاکم۔ نیز ابو نعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے بھی روایت کی ہے ✤

[۲] تَجَلّٰى :۔

تفسیر صافی ص۳۰۵ پر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ النہار سے مراد ہم اہلبیتؑ میں سے قائم (آل محمدؐ) ہیں کہ جب وہ اٹھ کھڑے ہونگے۔ تو ہر حکومت باطلہ پر غالب آ جائیں گے۔ پھر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے مثالیں بیان کی ہیں۔ اور ان سے مخاطب اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کیا ہے اور چونکہ ہم ان کے اہلبیتؑ ہیں۔ اس لئے ہمارے علاوہ اور کسی کو ان کا علم نہیں ہے ✤

[۳] الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى :۔

تفسیر صافی ص۳۰۵ پر بحوالہ المناقب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الذکر سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور الانثٰی سے جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا ✤

[۴] لَشَتّٰى :۔

تفسیر صافی ص۳۰۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ قسم کا جواب ہے۔ بعض تم میں سے نیکی میں کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض بدی میں کوشاں ہیں ✤

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا

تو ہم عنقریب اس کیلئے سختی کا سامان کردینگے۔ اور وہ جب گڑھے میں گریگا۔ (مریگا) تو اس کا مال اس کے کچھ

تَرَدّٰى ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ

کام نہ آئیگا۔ یقیناً ہمارے ذمہ البتہ رہنمائی ہے۔ اور یقیناً ہمارے لئے ہی آخرت اور

الْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا

دنیا ہے۔ پس میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے۔ اس میں سخت بدبخت کے سوا کوئی

الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا

داخل نہ ہوگا۔ جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔ اور عنقریب اس سے پرہیزگار

الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ

ایک طرف کیا جائے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے (تاکہ) وہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا احسان

عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ

نہیں ہے کہ اس کا بدلہ دیا جائے۔ سوائے اپنے بلند و برتر پروردگار کی رضامندی چاہنے

رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

کے۔ اور وہ ضرور اس سے عنقریب راضی ہو جائے گا۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۱۱ — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالےٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾

قسم ہے اس وقت کی جبکہ دھوپ چڑھ جائے اور رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔ نہ تو تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ ناخوش ہوا۔ ؁۱

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

اور تمہارے لئے دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ اور عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں عطا کرے گا۔ پھر تم

فَتَرْضٰى ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا

راضی ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا ؁۲ پھر پناہ دے دی۔ اور تمہیں ناواقف پایا ؁۳

ع ۲۱ / ۱ / ۱۷

؁۱ قلیٰ:۔

تفسیر صافی صہ۳۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی شانِ نزول میں منقول ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں نازل ہونے میں دیر کردی بات یہ ہوئی کہ آپ پر سب سے پہلے سورہ اقرء باسم ربك الذی خلق نازل ہوئی۔ پھر وحی کا آنا رک گیا۔ تو خدیجۃ الکبریٰ رضی نے کہا: کہ شاید آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ کہ وہ آپ کے پاس وحی نہیں بھیجتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی +

؁۲ یتیماً:۔

تفسیر صافی صہ۳۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے۔ کہ یتیم اس کو کہتے ہیں جس کی مثل کوئی اور نہ ہو۔ اسی لئے ایسے بیش قیمت موتی کو دُرِّ یتیم کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی مثل کوئی اور موتی نہیں ہوتا +

؁۳ ضآلاً:۔

تفسیر صافی صہ۳۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ ضآلاً کے معنی یہ ہیں۔ کہ تم اپنی قوم میں، ناواقف تھے وہ لوگ آپ کی نبوت کی فضیلت کو نہیں پہچانتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کی طرف ہدایت کی اور انہیں آپ کے فضائل سے معرفت کرادی +

فَهَدٰى ﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾

پس منزل مقصود تک پہنچا دیا اور تجھے تنگدست پایا پس غنی کر دیا [1] پس رہا یتیم سو تو ظلم نہ کرنا۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

اور رہا سوال کرنے والا پس تو نہ جھڑک۔ اور رہی تمہارے پروردگار کی نعمت پس تم اس کا ذکر کرتے رہو۔

آیاتہا ۸ سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور ہم نے تجھ سے بوجھ (غم کا بوجھ) اُتار دیا۔

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾

جس نے تمہاری پیٹھ توڑ ڈالی تھی اور ہم نے تمہارا ذکر تمہارے لئے بلند کر دیا۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا

پس یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب تو فارغ

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

ہو جائے تو (اپنا وصی) مقرر کر دے [2] اور اپنے پروردگار کے حضور میں (جا نیکی) رغبت کر جا۔

آیاتہا ۸ سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی [3] اور طور سینا کی [4] اور اس امن والے

الْاَمِيْنِ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۴﴾

شہر کی۔ یقیناً ہم نے انسان کو بہت اچھی تقویم میں پیدا کیا۔

[1] فَاَغْنٰى :-
تفسیر صافی صـ۵۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ انہیں وحی کے ساتھ غنی کر دیا۔
ع ۱۱ ۱ ۱۸
اور عیون اخبار الرضاؑ میں امام رضا علیہ السلام سے عصمتِ انبیاءؑ علیہم السلام کے سلسلہ میں ایک حدیث میں منقول ہے کہ الم یجدک یتیماً کے معنی ہیں۔ الم یجدک وحیداً یعنی کیا ہم نے تمہیں اکیلا نہ پایا۔ پس ہم نے لوگوں کو تمہاری طرف مائل کر دیا۔ اور وجدک ضالاً سے مراد ہے کہ ہم نے تمہیں تمہاری قوم میں ناواقف پایا پھر انہیں ہدایت دی اور تمہاری معرفت کرا دی۔
اور وجدک عائلاً فاغنیٰ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہاری دعا کو مستجاب کر دیا ٭

[2] فَانْصَبْ :-
تفسیر صافی پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی نبوت کے پہنچانے سے فارغ ہو جاؤ تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام مقرر کر دو۔ اور تم اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو۔
ع ۹ ۱ ۱۹
اور کافی میں انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا علم قائم کرو اور اپنے وصی کا اعلان کر دو۔ اور ان کے فضائل اعلانیہ طور پر لوگوں کو جتلا دو۔ پس آپ نے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ جس کا میں حاکم ہوں اس کا علی بھی حاکم ہے ٭

[3] وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ :-
تفسیر صافی صـ۵۳۲ پر ہے کہ قسم کے لیے ان دو میووں کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انجیر عمدہ میوہ ہے۔ جس میں فضلہ کم ہوتا ہے اور غذا زود ہضم ہے اور دوا ایسی ہے جس کا نفع بہت زیادہ ہے کہ وہ طبیعت کو نرم کرتی ہے بلغم کو گھلا دیتی ہے۔ گردوں کو صاف کرتی ہے۔ ریگ مثانہ کو دور کرتی۔ جگر اور طحال کے سدے کھولتی ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ انجیر بواسیر کو دور کرتا ہے اور نقرس کو نفع پہنچاتا ہے۔ اب رہا زیتون تو وہ میوہ کا میوہ ہے اور سالن کا سالن اور دوا کا دوا۔ اس کا روغن بہت ہی لطیف ہوتا ہے۔ اور اس کے منافع کی کوئی حد نہیں ہے ٭

[4] طُوْرِ سِيْنِيْنَ :- تفسیر صافی صـ۵۳۲ پر ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مناجات فرمائی تھی۔ اور سینین اور سینا ایک گاؤں کے نام ہیں جس میں وہ پہاڑ واقع ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

پھر ہم نے اسے پست سے پست حالت کی طرف لوٹا دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ

نیک عمل کئے پس ان کے لئے ختم نہ ہونے والا بدلا ہوگا۔ پھر (اس کے) بعد تجھے روزِ جزا کے بارے

بَعْدُ بِالدِّيْنِ ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾

میں کیا چیز جھٹلائے گی۔ کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے؟ لہ

ع ۸ — ۱ — ۲۰

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا ۱۹ — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

(اے رسول) پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ ۲ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے

عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾

پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ﴿۶﴾

اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ ۳ ہرگز نہیں یقیناً انسان سرکشی کرتا ہے۔

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ

جب وہ اپنے آپ کو غنی دیکھتا ہے۔ یقیناً (سب کی) بازگشت تیرے پروردگار کی طرف ہے۔ کیا تو نے اس کو دیکھا جو

يَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى ﴿۱۱﴾

روکتا ہے ۴ ایک بندے کو جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تو نے یہ دیکھا کہ اگر وہ ہدایت پر ہو۔

اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ

یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو (پھر روکنا کیسا؟) تو نے دیکھا کہ اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی (پھر کیا ہوگا؟) کیا وہ نہیں جانتا کہ

بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا۔ تو ہم ضرور اسے پیشانی کے بل گھسیٹیں گے ۵

لہ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ:۔

تفسیر صافی صـ۲۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور عیون اخبار الرضاء میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دونوں حضرات جب اس سورہ کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے: بلی وانا علی ذلک من الشاھدین +

۲ہ اِقْرَاْ:۔

تفسیر صافی صـ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سب سے پہلی سورت ہے جو نازل کی گئی۔ اور جس وقت جبرائیل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اسے لے کر آئے۔ تو کہا یا محمد! اقرا۔ اے پڑھیے آپ نے فرمایا: وما اقرا، میں کیا پڑھوں اس نے کہا۔ اقرا باسم ربك الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ یہاں خلق سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو سب چیزوں سے پہلے پیدا کیا +

۳ہ مَا لَمْ يَعْلَمْ:۔

تفسیر صافی صـ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام کو آپ کی خاطر فن کتابت سکھایا جسے وہ نہیں جانتے تھے +

۴ہ يَنْهٰى:۔

تفسیر صافی صـ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ ولید ابن مغیرہ لوگوں کو نماز سے روکا کرتا تھا۔ اور اس بات سے بھی کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کریں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی +

۵ہ بِالنَّاصِيَةِ:۔

تفسیر صافی صـ۲۳ پر ہے کہ سفع کے معنی ہیں مضبوط پکڑنا اور زور سے کھینچنا۔ اور مطلب یہ ہے کہ ہم اسکو پیشانی کے بل گرفتار کریں گے۔ اور جہنم میں قید رکھیں گے +

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (١٦) فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (١٧) سَنَدْعُ

وہ پیشانی جو جھوٹی خطا کار ہے۔ پھر چاہیئے کہ وہ اپنے مجلس (والوں) کو پکارے۔ ہم بھی عنقریب

الزَّبَانِيَةَ (١٨) كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (١٩)

جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ ہرگز نہیں اس کی اطاعت نہ کر اور سجدہ کر اور (خدا کا) قرب حاصل کر۔

السجدة ١١٧٩ واجبہ — ع ١٩ / ١ / ٢١

سُورَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ

آیاتھا ٥ — رکوعھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (١) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (٢)

یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ شب قدر کیا چیز ہے لہ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (٣) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے

فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (٤) سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (٥)

اذن سے ہر معاملے کو اترتے ہیں۔ یہ (رات) سلامتی ہی سلامتی ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتھا ٨ — رکوعھا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ

اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے۔ اور مشرک جدا ہونے والے نہیں تھے۔

مُنْفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (١) رَسُولٌ مِنَ اللّٰهِ يَتْلُو

یہاں تک کہ ان کے پاس روشن دلیل آ جائے ٢ے (یعنی) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول جو پاک

صُحُفًا مُطَهَّرَةً (٢) فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (٣) وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ

صحیفے پڑھتا ہے۔ ان میں محکم نوشتے ہیں اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ٣ے

ع ٥ / ١ / ٢٢

لہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ :-
تفسیر صافی صہ ۵۳۳ پر بحوالہ معانی الاخبار جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا۔ کہ یا علی! کیا تم جانتے ہو۔ کہ لیلۃ القدر کا کیا مطلب ہے۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! جب تک آپ نہ بتائیں۔ میں کیونکر جانوں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسی رات میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب مقرر فرما دیا ہے۔ پس من جملہ ان سب باتوں کے تمہاری اور تمہاری اولاد کی ولایت بھی ہے جو قیامت تک قائم رہنے والی ہے ❖

٢ے الْبَيِّنَةُ :-
تفسیر صافی صہ ۵۳۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بیّنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ آگے کی آیت میں صاف ظاہر ہے۔ (یعنی رسولٌ من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ)۔
تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس سورہ کے الفاظ تو مستقبل کے ہیں اور معنی ماضی کے ❖

٣ے تَفَرَّقَ :-
تفسیر صافی صہ ۵۳۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تصدیق میں کل اہل کتاب یک زبان تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ مگر جیسے ہی مبعوث فرمایا: ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ پس بعض تو آپ پر ایمان لے آئے اور دوسرے کافر ہو گئے ❖

أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ وَمَآ

وہ متفرق نہیں ہوئے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن دلیل آگئی۔ اور انہیں

أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۵ حُنَفَآءَ

نہیں حکم دیا گیا مگر یہ کہ وہ عبادت کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے باطل سے کترا کر اسی کی عبادت کیا کریں

وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝٥

اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور یہی درست دین ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

یقیناً جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوگئے اور مشرک دوزخ کی آگ میں ہوں

خٰلِدِينَ فِيهَآ أُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے وہی لوگ بدترین خلائق ہیں۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ

اور انہوں نے نیک عمل کئے وہی لوگ بہترین خلائق ہیں [1] ان کا بدلہ ان کے پروردگار

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَآ

کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی جنتیں ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے

أَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝٨

والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہونگے یہ اس کیلئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا ہو۔

سُورَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتها ۸ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ

جب کہ زمین سخت زلزلہ سے ہلائی جائے گی۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال

أَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

دے گی [2] اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔ اس دن وہ اپنی خبریں

---

[1] خَيْرُ الْبَرِيَّةِ :- تفسیر صافی ص ۵۳۲ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف توجہ فرما کر کہا: یا علی! خدا کی قسم اس آیت میں تم مراد لئے گئے ہو۔ اور تمہارے پیروکار۔ تمہاری اور ان کی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے۔ تم سب اس شان سے آؤ گے۔ کہ سروں پر تاج ہوں گے۔ اور چہرے اور پیشانیاں نورانی ہونگی ✦

[2] أَثْقَالَهَا :- تفسیر صافی ص ۵۳۲ پر ہے کہ اس سے مراد ہیں۔ خزانے اور دفینے اور مردے ✦

ع ۸

أَخْبَارَهَا ﴿٤﴾ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿٥﴾ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ

بیان کرے گی۔ کیونکہ تیرے پروردگار نے اسے حکم دیا ہوگا۔ اس دن لوگ جدا جدا ہو کر

النَّاسُ أَشْتَاتًا ۵ لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿٦﴾ فَمَن يَعْمَلْ

(قبروں سے) نکل پڑیں گے لہ تاکہ انہیں انکے اعمال دکھائے جائیں۔ پس جو کوئی ذرہ بھر نیکی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ

بھی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا

ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾

وہ اسے دیکھ لے گا۔

سُورَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ١١ — رکوعہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿١﴾ فَالْمُورِيٰتِ قَدْحًا ﴿٢﴾ فَالْمُغِيرٰتِ

قسم ہے تیز دوڑنے والے ہانپتے ہوئے گھوڑوں کی ٢ــه پھر پتھر پر سم مار کر چنگاریاں نکالنے والوں کی ٣ــه پھر صبح کے وقت غارت

صُبْحًا ﴿٣﴾ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ﴿٤﴾ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ﴿٥﴾ إِنَّ

کرنیوالوں کی۔ پس انہوں نے اس کے ساتھ غبار اٹھایا۔ پھر انہوں نے (کافروں کے) ایک گروہ کو درمیان میں لے لیا

الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ﴿٦﴾ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذٰلِكَ لَشَهِيدٌ ﴿٧﴾

یقیناً انسان اپنے پروردگار کے لئے البتہ ناشکرا ہے۔ یقیناً وہ اس پر البتہ گواہ بھی ہے۔

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ﴿٨﴾ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ

اور یقیناً وہ مال کی محبت میں البتہ سخت ہے۔ پھر کیا وہ نہیں جانتا جب کہ جو کچھ

مَا فِي الْقُبُورِ ﴿٩﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ﴿١٠﴾ إِنَّ

قبروں میں نکالا جائے گا۔ اور جو کچھ سینوں میں ہے حاصل کر لیا جائے گا۔ یقیناً ان

رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿١١﴾

کا پروردگار اس دن ان کی پوری پوری خبر رکھنے والا ہوگا۔

ع ٤ — ١ — ٢٢

لہ اَشْتَاتًا:-
تفسیر صافی صہ ٥٢٣ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبروں سے نکل کر کھڑے ہونے کی جگہ تنگ جانے میں اپنے اپنے مراتب کے مطابق متفرق ہو جائیں گے۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف حالتوں میں آئیں گے کچھ مومن ہوں گے کچھ کافر اور کچھ منافق +

٢ــه وَالْعَادِيَات:-
تفسیر صافی صہ ٥٢٥ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم کھائی ہے۔ جو دوڑتے ہیں اور دوڑنے میں ان کی سانس کی آواز نکلتی ہے +

٣ــه فَالْمُورِيَاتِ:-
تفسیر صافی صہ ٥٢٥ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ چونکہ وہ ملک پتھریلا تھا اس لئے گھوڑوں کی ٹاپیں پڑنے سے چنگاریاں نکلتی تھیں +

ع ١١ — ١ — ٢٥

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ١١ — رکوعُہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③

کھڑکھڑ کرنیوالی[1] کیا ہے کھڑکھڑ کرنے والی۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ کھڑکھڑ کرنیوالی کیا چیز ہے۔

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہو جائیں گے۔[2] اور پہاڑ دھنکی ہوئی

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑥ فَهُوَ

رنگین اون کی مانند ہو جائیں گے[3] پس رہا وہ شخص جس (کی نیکیوں) کا تول بھاری ہوگا۔ پس

فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑧ فَاُمُّهٗ

وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا۔ اور رہا وہ شخص جس (کی نیکیوں) کا تول ہلکا ہوگا۔ پس اس کا

هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ وہ (ہاویہ) کیا ہے۔ وہ آگ ہے بھڑکتی ہوئی۔

سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ

اٰیاتُہا ٨ — رکوعُہا ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوْفَ

تمہیں (مال و دولت کی) کثرت نے غافل بنائے رکھا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کی۔ ہرگز نہیں تم عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ③ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ④ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

جان لوگے۔ پھر ہرگز نہیں تم عنقریب جان لوگے۔ ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ⑤ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ⑥ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

جان لو (تو غافل نہ رہو) پھر البتہ تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے۔ پھر البتہ تم اسے یقین کی آنکھ سے

ع ١١ — ٢٦

[1] اَلْقَارِعَةُ:- تفسیر صافی صـ٥٣٦ پر ہے۔ کہ یہ قیامت کا نام اس لئے ہے۔ کہ لوگوں کے حواس کو پریشان کرے گی۔ اور اجرام فلکی کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے تتر بتر کر دے گی ❖

[2] اَلْمَبْثُوْثِ:- تفسیر صافی صـ٥٣٦ پر ہے کہ یہ لوگوں کی کثرت۔ ان کی ذلت۔ ان کی پریشانی اور ان کی گھبراہٹ کا اظہار ہے۔

[3] اَلْمَنْفُوْش:- تفسیر صافی صـ٥٣٦ پر ہے کہ یہ بڑے بڑے پہاڑوں کے ذرے بکھر جانے کا اور ہوا میں اڑتے پھرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ رنگین اون کو دھنکنے سے اس کا رواں رواں الگ ہو جایا کرتا ہے ❖

الْيَقِينِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ ٨

دیکھو گے۔ پھر البتہ تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی لہ

آیاتہا ۳ سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝ ١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ ٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ

قسم ہے وقت عصر کی ۲ یقیناً انسان خسارے میں ہے ۳ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ٣

نیک عمل کئے اور وہ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے

آیاتہا ۹ سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ ۝ ١ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ ٢

ہر عیب چین غیبت کرنے والے کے لئے خرابی ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گنتا رہا۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ ٣ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ ٤

وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈال دیا جائے گا۔ ۴

وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ ٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ ۝ ٦ الَّتِي تَطَّلِعُ

اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ حطمہ کیا چیز ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک

عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝ ٧ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ ۝ ٨ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۝ ٩

چڑھ جاتی ہے۔ یقیناً وہ (آگ) ان پر بند کر دی گئی ہوگی۔ کھینچے ہوئے ستونوں میں۔

آیاتہا ۵ سُوْرَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا

ع ۸ / ۲۷

لہ اَلنَّعِيمِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۳۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے عام لوگوں کا خیال معلوم کرنے کے لئے حضرت ابو حنیفہ سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا اور یہ فرمایا: کہ اے نعمان! تیرے خیال میں النعیم کیا چیز ہے؟ اس نے عرض کی کہ پیٹ بھر کر کھانا مل جائے اور ٹھنڈا پانی۔ آپ نے فرمایا: کہ اگر قیامت کے دن تمہیں اس بات کی توفیق مل گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں بلایا گیا۔ اور ایک ایک کھانے اور پینے کا سوال کیا گیا تو پورا حساب سمجھانے کے لئے تجھے کئی برسوں کے لئے کھڑا رہنا پڑے گا اس نے عرض کی۔ کہ قربان، جاؤں پھر نعیم کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا: ہم اہلبیت وہ نعیم ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا اور ہماری ہی وجہ سے ان میں اتفاق پیدا کیا ہے بعد اس کے کہ سخت اختلاف تھا۔ اور ہماری ہی وجہ سے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور ان کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ بعد اس کے وہ دشمن تھے۔ اور ہماری ہی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی ہے۔ یہی ایسی نعمت خدا تعالیٰ کی ہے جو منقطع نہ ہوگی۔ اور اسی نعمت کے حقوق کی بابت، اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا۔ کیونکہ یہی نعمت ایسی ہے۔ جس کے ذریعے سے اس نے ان پر احسان فرمایا ہے۔ یہ نعیم نبی صلعم اور عترت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں ۞

ع ۳ / ۲۸

۲ه وَالْعَصْرِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۳۶ پر بحوالہ الاکمال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کہ العصر سے مراد ہے۔ قائم آل محمدؐ کے خروج اور ظہور کا زمانہ ۞

ع ۹ / ۲۹

۳ه خُسْرٍ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۳۶ پر بحوالہ الاکمال، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ اس آیت میں انسان سے مراد ہمارے دشمن ہیں ۞

۴ه الْحُطَمَةِ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۳۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ الحطمۃ وہ آگ ہے جو ہر چیز کو بھسم کر دے گی ۞

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ① اَلَمۡ يَجۡعَلۡ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا (معاملہ) کیا [1] کیا اس نے

كَيۡدَهُمۡ فِىۡ تَضۡلِيۡلٍ ② وَّاَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ ③

ان کی تدبیر کو ضائع نہیں کر دیا۔ اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیئے۔

تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ④ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ⑤

وہ ان پر پتھر یلی کنکریاں پھینکتے تھے [2] پس اس نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔

سُوۡرَةُ قُرَيۡشٍ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۴ — رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍ ① اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ ②

قریش کو مانوس کر دینے کی وجہ سے جو انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے الفت ہے۔

فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ ③ الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ

انہیں چاہیئے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے پروردگار کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا۔

جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ④

اور ان کو خوف سے امن دیا۔

سُوۡرَةُ الۡمَاعُوۡنِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۷ — رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يُكَذِّبُ بِالدِّيۡنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِىۡ يَدُعُّ

(اے رسول) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے پس یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے

[1] اَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ

ابرہہ بن الصباح نے صنعا میں ایک "کعبہ" بنوایا۔ جس کا نام قلیس رکھا۔ اور لوگوں کو اس کعبے کے طواف پر مجبور کیا۔ ایک من چلا رات کے وقت موقعہ پا کر اس "کعبے" میں پاخانہ پھر گیا۔ جس پر ابرہہ بھڑک اٹھا۔ اور ایک طاقتور فوج (جس میں ۱۳ ہاتھی بھی تھے) لے کر کعبۃ اللہ کو گرانے کی ٹھان لی۔ کہتے ہیں کہ مکے کے قریب پہنچکر ہاتھی رک گئے۔ اگر انہیں صنعا کی طرف متوجہ کیا جاتا تو چل پڑتے ورنہ بیٹھ جاتے۔

مکہ کے پاس عبد المطلب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد) کے دو سو اونٹ چر رہے تھے۔ جنہیں ابرہہ نے پکڑ لیا۔ جب عبد المطلب انہیں چھڑانے کے لئے آئے تو ابرہہ کہنے لگا۔ "تم قریش کے سردار ہو۔ اور کعبہ کے متولی بھی تم کو معلوم ہے کہ میں کعبہ گرانے آیا ہوں۔ حیرت ہے کہ تمہیں اونٹوں کی فکر ہے لیکن کعبہ کی کوئی فکر نہیں"۔

عبد المطلب نے کہا "میں صرف اونٹوں کا مالک ہوں۔ اسلئے مجھے ان کی فکر ہونی چاہیئے۔ باقی رہا کعبہ۔ تو اس کا بھی ایک مالک موجود ہے۔ جو مجھ سے بہت زیادہ طاقتور ہے۔ وہ خود اسے بچالے گا۔ میں تمہاری خوشامد کیوں کروں"۔ اتنے میں ابابیل منہ میں کنکر لئے آپہنچے۔ یہ کنکر ہاتھیوں، گھوڑوں اور سپاہیوں کے جسم سے سیدھے پار نکل جاتے تھے۔

یہاں دو معمے حل طلب ہیں۔ (۱) ابابیل کا پتھر لے کر آنا۔ (۲) پتھروں سے گھوڑوں وغیرہ کا ہلاک ہو جانا۔ ــــ پہلا معمہ ضرور حل طلب ہے اور انسانی علم ابھی اس راز سے نقاب اٹھانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اور دوسرے معمے کو آج قانونِ افتاد نے حل کر دیا ہے ــــ قانونِ افتاد:- اگر ہم ہوائی جہاز سے جو دس ہزار فٹ کی بلندی پر اُڑ رہا ہو۔ ایک پتھر پھینکائیں۔ تو کشش ارضی کی وجہ سے ہر ثانیہ کے اس پتھر کی رفتار بڑھتی چلی جائے گی۔ حساب کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ یہ رفتار پہلے سیکنڈ میں صرف ۱۶ فٹ دوسرے میں ۳۲ تیسرے میں ۹۶ اور چوتھے میں ۱۲۸ فٹ ہوگی۔ پہلے سیکنڈ کو ۱۶ سے اور پھر ہر سیکنڈ کو ۳۲ سے ضرب دیتے جائیے۔ اس سیکنڈ میں پتھر کی رفتار معلوم ہو جائیگی۔ اگر ہم ایسی بلندی سے پتھر پھینکائیں کہ اسے زمین تک آتے آتے دو منٹ لگ جائیں تو آخری سیکنڈ میں اسکی رفتار ۳۸۴۰ فٹ ہوگی۔ یعنی بندوق کی گولی کی رفتار سے تقریباً نصف ــــ اگر ابابیل نے ایسی بلندی سے کنکر پھینکائے ہوں جہاں زمین تک پہنچنے میں دو اڑھائی منٹ صرف ہو گئے ہوں تو ظاہر ہے کہ ان کنکروں کی رفتار زمین کے قریب چار پانچ ہزار فٹ ثانیہ ہوگی۔ جو انسانوں اور حیوانوں کے مارنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ (دو قرآن ص ۳۳۸) (ونڈرز آف دی ماڈرن۔ ان وین شن (WONDERS OF THE MODERN INVENTION)

[2] بِحِجَارَةٍ :- تفسیر صافی ص ۳۷۶ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے۔ کہ ہر پرندہ کے پاس تین تین کنکریاں تھیں۔ ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں۔ ہر پرندہ اڑتا ہوا ٹھیک ٹھیک ان کے سروں پر آتا تھا۔ اور کنکری کو سر پر گرا دیتا تھا۔ جو سر کو توڑ کر ... (باقی حاشیہ صفحہ ۷۹۶ پر دیکھیں)

الْيَتِيمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝٣ فَوَيْلٌ

دھکے دیتا ہے۔ اور ایک دوسرے کو مسکین کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس نمازیوں کے

لِّلْمُصَلِّينَ ۝٤ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝٥

لئے خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے غفلت کرنے والے ہیں لہ

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝٦ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝٧

جو (نماز کا) دکھلاوا کرتے ہیں۔ اور عاریت دینے والی چیزوں سے منع کرتے ہیں۔

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ

آیاتها ۳ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝٢

بیقیناً ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا ہے ۲ پس تو اپنے پروردگار کیلئے نماز پڑھا کر اور رفع یدین کرتا رہ ۳

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝٣

یقیناً تیرا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔

سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ

آیاتها ۶ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝١ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝٢ وَلَا

(اے رسول) کہدو اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کو تم پوجتے ہو ۴ اور نہ تم

أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝٣ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ۝٤

اس کی عبادت کرنیوالے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں اس کی عبادت کرنیوالا ہوں جس کی تم نے پوجا کی

وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝٦

اور نہ تم اس کی عبادت کرنیوالے ہو جسکی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارا دین تمہارے لئے ہے اور میرا دین میرے لئے ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

نکل جاتی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فجعلھم کعصف ماکول ۰ یہی روایت بہ کمی بیشی الفاظ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے +

۳ یُکَذِّبُ :۔ تفسیر صافی ص۵۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ سورت ابوجہل اور کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی +

۴ یَدُعُّ :۔ تفسیر صافی ص۵۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یتیم کو اس کا حق نہیں دیتے۔ ایک قول کے بموجب ابوجہل ایک یتیم کے مال کا سرپرست تھا۔ ایک موقعہ پر وہ یتیم برہنہ حالت میں اس کے پاس آیا۔ اور اپنے ذاتی مال سے اس نے کچھ طلب کیا۔ ابوجہل نے اس کو ہٹا دیا اور ابوسفیان نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔ اس سے یتیم نے گوشت مانگا تو ابوسفیان نے اس کو اپنے عصا سے مارا +

(حاشیہ صفحہ ھذا)

لہ سَاهُونَ :۔ تفسیر صافی ص۵۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے تارک الصلوٰۃ لوگ مراد ہیں۔ کیونکہ سہو تو نماز میں ہر انسان سے ہوتا ہے۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا کہ کیا یہ سہو وسوسہ شیطان ہے؟ فرمایا نہیں، وہ ہر شخص کو پیش آتا رہتا ہے۔ بلکہ یہاں سہو سے مراد غفلت کا کرنا اور نماز کا اول وقت سے بے عذر چھوڑ دینا ہے +

۲ اَلْکَوْثَرَ :۔ تفسیر صافی ص۵۳۸ پر ہے کہ اس سے مراد ہے خیر کثیر یعنی علم و عمل اور نبوت اور کتاب اور شرف دارین اور ذریت طیبہ۔ اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے ۔۔ نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بیٹے کے عوض میں عطا فرمائی +

۳ اِنْحَرْ :۔ تفسیر صافی ص۵۳۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسکا مطلب ہے دونوں ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک اٹھانا یعنی رفع یدین کرنا ۔۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے دستِ مبارک خود اسی طرح اٹھا کر دکھا دیئے جسطرح شروع نماز کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرکے اٹھائے جاتے ہیں +

۴ لَا اَعْبُدُ :۔ تفسیر صافی ص۵۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی اس سورہ میں مضمون کے تکرار کے بارے میں ایک طویل روایت لکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابو شاکر دیصانی نے ابو جعفر احول سے اس سورت میں مضمون کی تکرار کا سبب پوچھا اور کہا کہ کیا کوئی حکیم بات کو اس طرح بار بار بھی دہرایا کرتا ہے۔ ابو جعفر خود تو جواب نہ دے سکے اور امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا: کہ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر کہا تھا کہ ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

سال تم ہمارے خداؤں کی پرستش کیا کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کر لیا کریں گے۔ اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کرینگے اور ایک سال تم ہمارے خداؤں کی پرستش کیا کرنا۔ پس جس انداز سے قریش نے درخواست کی۔ اسی انداز سے اللہ تعالیٰ نے بھی جواب دیا۔ چنانچہ ابوجعفر احول نے مدینہ سے واپس آکر ابوشاکر دیصانی کو مطمئن کر دیا +

ع ۴ | ۱ | ۲۵

ء تبت یدآ۔ تفسیر صافی ص ۵۳۸ پر ہے کہ تبار کے معنی ہیں ایسا نقصان جو ہلاکت تک پہنچا دے اور یدا سے مراد ہے اس کا نفس اور ذات یا دنیا و آخرت +

ع ۵ | ۱ | ۳۶

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ

آیاتہا ۳ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ

جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

کے دین میں فوج فوج ہو کر داخل ہوتے ہیں۔ پس تو حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی تسبیح کر تا رہ۔

وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾

اور اس سے بخشش طلب کر۔ یقیناً وہ بڑا رجوع قبول کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۵ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿١﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ

ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے ء اور وہ ہلاک ہو جائے۔ نہ تو اس کے مال نے ہی اس سے کفایت کی اور

وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴿٣﴾ وَامْرَأَتُهُ

نہ ہی اس نے جو اس نے کمایا۔ عنقریب وہ (جہنم کی) بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اس کی بیوی (بھی)

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿٤﴾ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ﴿٥﴾

لکڑیاں اٹھانے والی۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہو گی۔

سُوْرَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ

آیاتہا ۴ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ (۱) اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ (۲) لَمْ يَلِدْ ۵ لا وَ

(اے رسول کہدو) کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے ؎۱ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور

لَمْ يُوْلَدْ ۙ (۳) وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۧ (۴)

نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

اٰیاتہا ۵ سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ (۱) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ (۲) وَ

(اے رسول) تم کہو کہ میں صبح کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ؎۲ ہر چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔ اور

مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ (۳) وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اندھیری رات کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے

فِی الْعُقَدِ ۙ (۴) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ (۵)

شر سے۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے۔

اٰیاتہا ۶ سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ ۱ رکوعہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ (۱) مَلِكِ النَّاسِ ۙ (۲) اِلٰهِ

(اے رسول) تم کہدو کہ میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے پروردگار کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے

النَّاسِ ۙ (۳) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ۙ (۴) الَّذِیْ

معبود کی۔ (وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانیوالے شیطان) خناس کے وسوسوں کے شر سے ؎۳ جو لوگوں

يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ (۵) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۧ (۶)

کے سینوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ جنوں اور آدمیوں میں سے۔

ع ۴ ۱ ۳۷

؎۱ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی
منقول ہے کہ اس سورہ کی شان نزول یہ
ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ
اپنے پروردگار کا نسب نامہ بیان کریں۔ تو
اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

اور التوحید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس
کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ قل کا مطلب یہ ہے کہ
اس چیز کا اظہار کر جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے
اور جس طرح حرفوں کو جمع کر کے تجھے اطلاع دی ہے
اور تجھے ہم نے پڑھ کر سنا دیئے۔ تاکہ ان کے ذریعہ
سے ہر وہ شخص جو توجہ کر کے دل کے کانوں سے
سنے پا لے۔ ھو ایک اسم ہے جس میں کنایہ اور اشارہ
غائب کی طرف ہے۔ پس اس کی ہ تشنیہ کر کے بتلاتی
ہے کہ وہ معاً ثابت و قائم ہے۔ اور واؤ اس بات
کا اشارہ کرتی ہے کہ حواس خمسہ سے غائب ہے۔
جیسے کہ تم ھذا کا اشارہ ایسی چیز کی طرف کرتے ہو

ع ۵ ۱ ۳۸

جو ظاہری حواس سے محسوس ہوتی ہو۔ اور یہ
یہ بات کافروں کی تنبیہ کے لئے ہے کہ وہ اپنے
خداؤں کے متعلق ایسا حرفِ اشارہ استعمال
کیا کرتے تھے جو سامنے والی چیز کیلئے استعمال
ہوا کرتا ہے چنانچہ کہتے تھے ھذہٖ اِلٰھنا
کہ ہمارے خدا ایسے ہیں۔ جو کھلی آنکھوں کے سامنے
دکھائی دیتے ہیں۔ تو اے محمدؐ! تم بھی اپنے خدا کو جس
کی طرف بلاتے ہو۔ ایسا اشارہ کرو کہ ہم بھی اسے دیکھ
لیں اور اسے پا لیں۔ اور اس کے بارے میں حیران نہ
رہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی ؂

؎۲ الفلق :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۴۰ پر ہے کہ فلق کے معنی ہیں
پھوٹ کر علیحدہ ہو جانا۔ اور یہ اصطلاح پو پھٹنے کے
لئے مخصوص قرار پا گئی ہے۔ اس لئے یہی مطلب
لیا جاتا ہے ؂

؎۳ الخناس :-

ع ۶ ۱ ۳۹

تفسیر صافی صفحہ ۵۴۰ پر ہے کہ خناس
شیطان کا نام ہے۔ اور اس کے لفظی معنی
ہیں ہر نیکی کے کام کو تاخیر میں ڈالنے والا۔
کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مومن
کے دل میں دو کان ہیں۔ ایک میں تو خناس ایسے
وسوسے پھونکتا رہتا ہے۔ اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس مومن فرشتے کے ذریعہ سے تائید کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے وایدھم بروح منہ
(پ۲۸ المجادلہ ع۳)

دُعَاءِ خَتْمِ الْقُرْاٰن

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ
اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْ
اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا
نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ
اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ
لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ٥
اٰمِیْن ط

سرٹیفکیٹ تصحیح

میں نے القرآن المبین تفسیر المتقین کو اول تا آخر حرف بحرف بغور پڑھا ہے۔
بنا بریں میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ اس کے متن یا حاشیہ میں کوئی اعرابی یا لفظی غلطی
نہیں ہے (واللہ اعلم)

حافظ سراج الدین منشی فاضل پروف ریڈر

مکان نمبر ۳۴ حق سٹریٹ نمبر ۴ نئی آبادی گڑھی شاہو ـــــ لاہور

دستخط حافظ سراج الدین منشی فاضل
حافظ سراج الدین